فہرست حقایق توحید و تعلیم سلوک دفتر اول پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی مولوی معنوی مع تشریح دس حکایت

بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان یہ نسخہ

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کو ہے کیمیا | جو تھا سارے عالم کو ہر دل عزیز | لکھا نام

مثنوی معنوی

ترجمہ دفتر اول

از طبع عارف باللہ مولوی میر یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بانکے میاں چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

مطبع نامی منشی نولکشور کا نور رو زیبا ہوا
کانپور میں بہ حسن منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم یعنی ای اللہ کہ تو نے وجود آدم کو نفخت فیہ من روحی سے آباد کیا اور علم الاسما کی
خدایا تو نے حسن و عشق کو پیدا کیا اور خود عشقبازی کی چال چلا کر سماں ظہور دیا اور ظہور کو نور سے مبتلا کیا تا خلق کو خود سے پیدا کیا اور معرفت
سے خورشید اور در درج کیا اور یہ محمد کو ایسا محمد کہ لولاک اوسکی شان ہے اور لامکان اوسکا مکان ایسا محمد کہ تیرا ہمنام و ہمکلام ہے اور تیری
کرسی و عرش اوسکا زینہ اور بام ایسا محمد خالق و مخلوق میں واسطہ ہے او[ر] آدم و عالم میں رابطہ ایسا محمد کہ گلشن
ہستی اوس سے آباد ہے اور باغ ہستی اوس سے شاداب اور اوپر آل محمد کے ایسی آل کہ سردار ہیں و سید ہیں عالم کی اگر
لیے زیبا ہے اور ولایت صغری اور کبری اوس کے واسطے پیدا ہو[ئی] آل کہ مدارج امامت و خلافت
اوس پر تمام ہے اور شہادت خفی و جلی اوس پر اختتام ایسی آل کہ [illegible] جسکی برکت سے جہان کو قیام ہے
اور تمام عالم اوسکا غلام ہے اور برکت و سلامتی کرتا اونکی دعا و برکت سے کہ [illegible] ہم غلاموں کا مقبول اور فیضان رحمت کا ہم
نزول ہو آمین یارب العالمین واضح ہو کہ اس فقیر پر تقصیر کمترین بندگان د[illegible] محمد یوسف علی شاہ ولد محمد
جلال الدین خان ملقب بانکے میاں چشتی نظامی [illegible] شاہی گلشن آبادی واقع ملک مالوہ نے
رہبری و عنایت از روے دید دعاے مرشدی و مولائی [illegible] معشوق جلے میاں دست آسن [illegible]
زبردست بندہ حیدر رحیم ہر گرا و شاہ جناب عبد الرحیم [illegible] درویش شاہجہان پوری مد ظلہم اللہ تعالیٰ
کے ترجمہ لفظی مثنوی مولانا جلال الدین رومی معنوی قدس سرہ میں کوشش کی نام اسکا پیراہن یوسفی

ترجمۂ مثنوی معنوی یکما حملہ داستان رواں ہوا واقع یا کوئی ذکر کے یعنی اس حقائق پر اسرار عجیب گوئی مولانا کی ظاہر ہوئی اور مثنیت ایزدی بخواہش سوے مجھیر کمل قولہ

یوسفان جیب لشکری کنند	تنگہای قند مصری می رسد
شہر ما زرد اچاہ نہ مست کر شود	اشتران مصر را رو سوی ماست
لشکر اور ارسنت ارزان تر شود	لشکر ای طوطیان نا نگ راست

پس ایمی تکریر میں ہیں اشعار حقائق آمیز تشبیہ تبرینہ لباس یہ ح دلفریب مشبہ الکلم کر یوں مثنوی پر اپنی یوسفی کر جلوہ گر ہو قولہ لفظہ

مرحبا ای عشق اے دل کے مرے — مرحبا اے یار طنبوری مرے
بھری سر تیری ہیں تو رسند بول — اس ترو اوتر کا ہیں پابند بول

پردہ بالادم کا تیری لے پر دہم — مضطرب کرتا ہے مجھ کو دمبدم
تیری دمسازی سے ہیں حیران کل — تیری گویائی سے ہیں قربان کل

گو ہر اسیر دن سے تو نالہ کرے — اک گلو کی نای سے نعرہ کرے
جانتا ہوں میں تمہارا یار ست — تو جو کچھ ظاہر ہوا روز الست

تیری بیرنگی سے ہیں بیرنگ ہوں — پر میں بیرنگی کا اب خواہاں نہ ہوں
مضطرب کرتی تری تا دیر ہے — پر ہیں کھلتی تری تکمیل ہے

ہر زمانہ اپنا کتا راز ہے — ہمزبان میں تو ہی ہیں دمساز ہوں
اب تو ای صورت اصلی بتا — تا کہ تمکین ہو مجھ کو تلوین کی جا

گرچہ اب ظاہر ہے تو تشبیہ میں — پردہ کھا دو آپ کو تشبیہ میں
بولا ای جویای اسرار نہاں — کیا کروں اب ظاہر و باطن بیان

ظاہر و باطن کا اثر گر کہوں — آنکھیں کھلیں اور تری آنکھ دونوں
گر جمال یوسفی ظاہر کروں — اور محمد کے ہیں باطن بیاں کروں

اس صباحت اور ملاحت جہاں — چاند و سورج سا کریں قربان جان
میرا ظاہر جان اس تشبیہ سے — تاکہ باطن جانے تو تشبیہ سے

ہر محمد یوسف اب یاں میرا نام — کر ملاحت اور صباحت ہو تمام
یہ سیاہی اور سفیدی آنکھ کی — بس ملاحت اور صباحت ہو گئی

رات دن کو دیکھ ہر آنکھ سے — اور سیاہی اور سفیدی پاتے
اب حیران دیکھ تو ظلمت میں ہے — اور جمال اندر جلال اک ہے

جلوے پایا ہے یوسف نے جمال — گر ہوا یوسف ہر یاں ستر جلال
بس جلال الدین دین مثنوی — پیرہن سے ظاہر ہو یوسفی

پیرہن میں یوسفی کے سونے — ہر جلال الدین جلال ظاہری
حب جمال اور جلال یکجا ہم — ایک ہو جا دوئی جدا ہو کر سم

ہر جمال اور ہی جلال احمد — محمدی دوران ہوے اسماء جو
اس نظر سے دیکھ تو یہ مثنوی — ہر جمال یوسفی میں معنوی

کیونکہ دو آنکھیں مری ہیں کلیم — اک مذاق اور دو دیکھ حیدر اثیم
گرچہ ظاہر دو ہیں پر معنی ایک — نور دیکھو چاند و سورج ہیں ایک

میری آنکھوں کے ہیں دو رنگ — وہ میری آنکھیں ہے بے رنگ
اپنی میں ظاہر ہوں مجھ میں نہاں — راز باطن میرا اپنی ہو عیاں

دید کی آنکھیں مذاق اور جیم — ہیں محمد کے یہ حدیں دونوں ہیم
میم کی آنکھیں محمد کی دلا — اور حد اتی ہے جسم مصطفے

آنکھیں یہ مرشد ہیں از راہ نظر — دیکھ دیتی ہیں یہ سب کو خبر
بس یہ میں انکی عینیت تو جان — عین مردم خلق میں دیکھو عیاں

اس دوا کو اعتبار جابجا — اعتبار سے شہ کو لاشی مانیو
فرض ملاحت اولی الامر جان — لعدا در رسول انشر جان

ما لہا مرشد کی ظاہر جا کہاں — خلق میں یہ ہیں اولی الامر جہاں
چشم روشنی حسنی کی انسر عیاں — بان سی اندھا ہر دو اور اندادا

میں محمد ساتھ اسمعیل خان — اسنی مانیں اولی الامر جان
قبلۂ دل کی ہو روشنی اوکے ساتھ — آبروی کعبہ جان او دیکھ ہاتھ

زینت کعبہ ہے اسمعیل سے ۔ رونق قبلہ محمد سے دیکھے
جب محمد لگے اسمعیل ہو ۔ حاجی حرمین جان و تن کرو
یہ جو خراب منہدم ہو گئے ۔ کہ ہوا آباد دل ہو آخر وہ ہے
گلشن آباد اسکا نام ہو لیے ۔ جا ذرہ باذن تم امین جان ہے
چشم نرگس گوش کا غنچہ دہن ۔ سرو قد سیمین بدن غیب ز فن
اسکو سبب اللہ جا لو در جہان ۔ یہ ہو قالب ذات حق ہو اسکی جان
اول و آخر و ظاہر باطنا ۔ ایک باطن میں دوئی ہو ظاہرا
جیسے ظاہر باطن اس تاریخ میں ۔ بارہ سو تیرا لو ہجری کر بین
ظاہرا تشبیہ کر کر بس تمام ۔ باطنا تنزیہ میں اب کر کلام
بس تو اس تشبیہ کو تنزیہ سے ۔ معنوی کی مثنوی میں دیکھ لی
سن لے جسم معنوی کا تو بیان ۔ ذکر یو دم میں کر کر جو عیان
سن تو اب اس پیر بنا میں اب سنی

دی بنا ریکہ اسمعیل نے ۔ اور محمد نے قرار اس کیے
وان محمد جیسے اسمعیل کے ۔ یان محمد بیٹے اسمعیل کے
گلشن آباد تن کے کعبہ کا ۔ جو ہے اسمعیل تو آب حیا
امین ہر اک مرغ خوش الحان ہے ۔ طوطی دل بلبلان بیان ہے
عالم کبرای کا ملکہ قلب ہے ۔ کیونکہ اسمعیل یان پیدا ہے
عکس جیکہ منعکس میں مل گیا ۔ عیسی ہستی ہو لی کا ل منا
ظاہرا تشبیہ تنزیہ ہو گئے ۔ باطنا تنزیہ تشبیہ ہو گئی
ظاہر و باطن تو مصرع دیکھ کر ۔ مثل ابجد یہ حساب ہو منھ کر
ظاہرا تشبیہ لکھے ہو سکے ۔ باطنا تنزیہ لکھے معنوی سے
ان مزامیر نہیں ہے اسرار حق ۔ یعنی ان جسم میں نہیں ہے اسرار حق
جیسے جسم احمدی میں حق کلام ۔ کرتا ہو پند و نصیحت اپنے والسلام
لکھتے ہیں کیا مثنوی میں معنوی

دیباچہ م

سلہ گلشن آباد ... [illegible]

بیان کی بانثر سنہ ۱۲۹۲ ... [illegible] ... واللہ اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز دفتر اول پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی معنوی

پیراہن یوسفی		مثنوی معنوی	
سن لو نے کیا حکایت کرتی ہے	اور جدائی سے شکایت کرتی ہے	بشنو از نی چون حکایت میکند	از جداییہا شکایت میکند
جب سے کاٹا ہے نیستاں سے مجھے	مرد و زن روتے ہیں نالے سے مرے	کز نیستان تا مرا ببریدہ اند	از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
پارہ پارہ کر دو سینے کو فراق	تا کہوں میں شرح درد اشتیاق	سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق	تا بگویم شرح درد اشتیاق
جو رہا ہے دور اپنی اصل سے	ڈھونڈھتا ہے پھر زمانہ وصل کو	ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش	باز جوید روزگار وصل خویش
میں ہر اک مجلس میں نالاں ہی رہی	نیک خوؤں اور بدوں سے میں ملی	من بہر جمعیتی نالان شدم	جفت خوشحالان و بدحالان شدم
وہ گماں جیسے ہمیں سب یار ہو	پر نہ ڈھونڈھا مجھ میں کچھ اسرار کو	ہر کسی از ظن خود شد یار من	از درون من نجست اسرار من

بھید ہی لب سے ترے نالے کے دور | لیک چشم اور گوش کو ہے اس سے دور
تن تو جان اور جان تو تن مخفی نہین | پر کسی نے دید جان پائی نہین
آگ ہے آواز نائی سے ہوا | آگ یہ جس مین نہو وہ ہو فنا
عشق کی ہر آگ نے کی درمیان | عشق کا جوش ہے مے کے درمیان
اسکی ہر ہر زیر جو بے یار ہے | پیا نئی پردے اڑا دیکر یہ دونون مرے
پیر ہو ہم زہر یاق شل نے کمان | ہمدم و مشتاق شل نے کمان
پر خطر رستے کی نی کرتی ہے بات | عشق مجنون کی ہے نقل کر ساتھ
رازدان اس ہوش کا بیہوش ہے | کیونکہ خواہندہ زبان کا گوش ہے
اپنے غم مین ہو گیا بیوقت روز | روز ہمدم ہو گیا ہمراہ سوز
دن گیا تو جانے دو پر ڈر نہین | تو رہے جیسا کوئی بہتر نہین
گر نہ ہوتا نے کا نالہ با اثر | نے جہان کو کیسے کرتی پر شکر
کوئی پاوے حال پختہ کوئی خام | بس سخن کوتاہ کر باقی سلام
جو کہ جز ماہی ہے رکھے سیری آب | جو کہ بے روزی ہو دن اسکو خراب
قید سے اب تو نکل آزاد ہے | سیم و زر کی قید مین کب تک ہے
تو جو اک دریا کو کوزی مین کرے | بس بھری تو روزی اکدن کی ہے
تنگ چشم حارسان کب پر ہوئی | جب صدف قانع ہوئی پر در ہوئی
جسکا جامہ عشق سے ہی چاک ہے | حرص اور عیبون سے وہ کل پاک ہے
خوش ہو اے عشق خوش سودا ہے | اے طبیب جملہ علتہا مرے

سرّ من از نالۂ من دور نیست | لیک چشم و گوش را این نور نیست
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست | لیک کس را دید جان دستور نیست
آتش است این بانگ نای و نیست باد | هر که این آتش ندارد نیست باد
آتش عشق است کاندر نی فتاد | جوشش عشق است کاندر می فتاد
نی حریف هر که از یاری برید | پرده‌هایش پرده‌های ما درید
همچو نی زهری و تریاقی که دید | همچو نی دمساز و مشتاقی که دید
نی حدیث راه پر خون می‌کند | قصه‌های عشق مجنون می‌کند
محرم این هوش جز بیهوش نیست | مر زبان را مشتری جز گوش نیست
در غم ما روزها بیگاه شد | روزها با سوزها همراه شد
روزها گر رفت گو رو باک نیست | تو بمان ای آنکه چون تو پاک نیست
گر نبودی نالۂ نی را ثمر | نی جهان را پر نکردی از شکر
در نیابد حال پخته هیچ خام | پس سخن کوتاه باید والسلام
هر که جز ماهی ز آبش سیر شد | وانکه بی روزیست روزش دیر شد
بند بگسل باش آزاد ای پسر | چند باشی بند سیم و بند زر
گر بریزی بحر را در کوزه‌ای | چند گنجد قسمت یک روزه‌ای
کوزۂ چشم حریصان پر نشد | تا صدف قانع نشد پر در نشد
هر کرا جامه ز عشقی چاک شد | او ز حرص و عیب کلی پاک شد
شاد باش ای عشق خوش سودای ما | ای طبیب جمله علتهای ما

ای دوای نخوت و ناموس ما / ای تو افلاطون و جالینوس ما
جسم خاک از عشق بر افلاک شد / کوه در رقص آمد و چالاک شد
عشق جان طور آمد عاشقا / طور مست و خر موسی صعقا
دو دهان داریم گویا همچو نی / یک دهان پنهانست در لبهای وی
دمدمه این نای از دمهای اوست / های و هوی روح از هیهای اوست
یک دهان نالان شده سوی شما / های و هویی در فکنده در هوا
لیک داند هر که او را منظرست / کین فغان این سری هم زان سرست
با لب دمساز خود گر جفتمی / همچو نی من گفتنیها گفتمی
هر که او از همزبانی شد جدا / بی زبان شد گرچه دارد صد نوا
چونکه گل رفت و گلستان درگذشت / نشنوی زان پس ز بلبل سرگذشت
سر حق پنهانست اندر زیر و بم / فاش اگر گویم جهان برهم زنم
آنچه نی میگوید اندر این دو باب / گر بگویم من جهان گردد خراب
جمله معشوقست و عاشق پرده / زنده معشوقست و عاشق مرده
چون نباشد عشق را پروای او / او چو مرغی ماند بی پر وای او
من چگونه هوش دارم پیش و پس / چون نباشد نور یارم همنفس
عشق خواهد کین سخن بیرون بود / آینه غماز نبود چون بود
آینه‌ات دانی چرا غماز نیست / زانکه زنگار از رخش ممتاز نیست
ز راه دین و بیش تخت و ذوق / بر سر بر گردم چون تاج فوق
رو تو زنگار از رخ او پاک کن / بعد از آن آن نور را ادراک کن
آینه کز زنگ آلایش جداست / پر شعاع از نور خورشید خداست
این حقیقت را شنو از گوش دل / تا برون آیی بکلی ز آب و گل
فهم گر دارید جان را ره دهید / بعد از آن از شوق پا در ره نهید

او تو میرے واسطے ناموس ہے / ای تو افلاطون جالینوس ہے
جسم خاکی عشق سے افلاک پر / پونچا اور کہ ناچا بس چالاک تر
طور کی جان عشق یارو ہو گیا / طور مست و خر موسیٰ صعقا
دو دہاں رکھوں میں گویا مثل نے / اک دہن پوشیدہ اوسکے لب میں ہے
نائے کے دم کرتہ دمسازی بھی / اسکی ہوا ہو یہ ہوا جان کے
دوسرا تیری طرف نالاں ہوا / ہای ہو کر آسمان میں بھر دیا
پر وہ جانے ہے کہ جو بینا ہوا / اوس دہن کی اس دہن میں ہو صدا
لب لب ہمدم کے میں ہوتا اگر / مثل نے کے بھید کہتا سر بسر
ہمزباں سے جو ہوا اپنے جدا / وہ کہ ساماں رکھے پر ہے بے نوا
گل گیا جبکہ گلستاں کب رہا / ماجرا بلبل کا پھر کس نے سنا
بھید حق کا زیر و بم میں ہے بھرا / برملا کہدوں جہاں ہو در بلا
جو کہ نے کہتی ہے یہ اندر دو باب / گر کہوں میں ہو جہاں بالکل خراب
سب جہاں معشوق پردہ عاشقان / زندہ ہے معشوق مردہ عاشقان
عشق کو خواہش نہ اوسکی جو رہے / وہ مثال مرغ بے پر ہے ابی
پیش و پس کا کیسے رکھوں میں شعور / جو نہ ہمدم یار کا ہو میرے نور
عشق چاہتا ہے کہ یہ کھلجای راز / کیا کرے آئینہ نے گویای راز
آئینہ کیوں رازگو تیرا نہیں / زنگ میں آلودہ جان اوسکی تئیں
زیر و بالا دین باتیں اوس کا / بس سراپا سر کا ہے مجھ میں ظہور
جا تو رخ سے زنگ اوسکے پاک کر / بعد اوس نور کا ادراک کر
زنگ سے آئینہ جب ہووے صفا / تب ہو تاباں نور خورشید خدا
گوش دل سے اس حقیقت کو سنو / تا کہ آب و گل سے تم بالکل چھٹو
گر سمجھ ہے جان کو رستہ بتا / شوق سے اوس میں قدم کو تو بڑھا

حکایت عاشق شدن پادشاه بر کنیزک و خریدن پادشاه آن کنیزک را و رنجور شدن او

حکایت عاشق ہونا بادشاہ کا لونڈی پر اور بعد خریدنے کے بیمار ہونا اوسکا اور معالجہ کرنا طبیبوں کا

بشنوید ای دوستان این داستان / خود حقیقت نقد حال ماست آن

دوستو اس داستان کو تم سنو / ہے حقیقت حال میرا نقد وہ

اردو	فارسی
نقد حال اپنا اگر ہم جان لین / دین و دنیا کے ہین ثمر کو لین	نقد حال خویش را گر پی بریم / هم ز دنیا هم ز عقبی برخوریم
بادشاہ اگلے زمانہ مین تھا ایک / ملک دنیا تھا اوسکا اور دین نیک	بود شاهی در زمان پیش ازین / ملک دنیا بودش و هم ملک دین
اتفاقاً شہ ہوا اک دن سوار / اور مصاحب لیگیا بہر شکار	اتفاقاً شاه شد روزی سوار / با خواص خویش از بهر شکار
ڈھونڈھتا جنگل مین پھرتا تھا شکار / عشق نے اوسکا کیا اپنا شکار	بهر صیدی میشد او بر کوه و دشت / ناگهان در دام عشق او صید گشت
ایک لونڈی راہ مین شہ نے دیکھی / شہ کی جان لونڈی کی بندہ ہو گئی	یک کنیزک دید شه بر شاهراه / شد غلام آن کنیزک جان شاه
مرغ جان شہ جب بیتاب ہوا / مال دیکر مول لونڈی کو لیا	مرغ جانش در قفس چون می طپید / داد مال و آن کنیزک را خرید
جو خریدا اور ثمرہ اوسکا چکھا / لونڈی ہوئی بیمار ازراہ قضا	چون خرید او را و برخوردار شد / آن کنیزک از قضا بیمار شد
خر تھا اک کے پاس اور پالان نہ تھا / پایا پالان گرگ خر کو لے گیا	آن یکی خر داشت و پالانش نبود / یافت پالان گرگ خر را در ربود
کوزہ اک کے پاس اور پانی نہ تھا / کوزہ ٹوٹا جب اوسے پانی ملا	کوزه بودش آب می نامد بدست / آب را چون یافت خود کوزه شکست
سب طبیبوں سے کہا یہ شاہ نے / جان دونون کی تمھارے ہاتھ ہے	شه طبیبان جمع کرد از چپ و راست / گفت جان هر دو در دست شماست
جان میری سہل جانکی جان وہ / مین ہون صاحب درد اور درمان وہ	جان من سهلست جان جانم اوست / دردمند و خسته ام درمانم اوست
جس نے میری جان کا درمان کیا / گوہر و مرجان سے دامن کو بھرا	هر که درمان کرد مر جان مرا / برد گنج و در و مرجان مرا
بولے سب اس سے کہ جانبازی کرین / بیٹھے ہم سب ملکے باہم سوچ لین	جمله گفتندش که جانبازی کنیم / فهم گرد آریم و انبازی کنیم
ہے ہر اک ہم مین مسیحائی زمان / رکھتا ہے ہر درد کی دارو نہان	هر یکی از ما مسیح عالمیست / هر الم را در کف ما مرهمیست
انشاء اللہ نے غرور سے کہا / عجز اونکو حق نے تب دکھلا دیا	گر خدا خواهد نگفتند از بطر / پس خدا بنمودشان عجز بشر
انشاء اللہ ترک سے نہایت مراد / دل کی سختی ہے یہ حال عارضی	ترک استثنا مرادم قسوتیست / نی همین گفتن که عارض حالتیست
انشاء اللہ کہتے اکثر ہین نہین / جان مین اونکی جان حق تعالی ہین	ای بسا ناورده استثنا بگفت / جان او با جان استثناست جفت
ہر طرح سے کیا اوسکا علاج / اور زیادہ ہو گیا ابتر مزاج	هر چه کردند از علاج و از دوا / گشت رنج افزون و حاجت ناروا
لونڈی گھل گھل کر ہوئی مانند بال / شاہ کو افسوس ہوا اور سخت ملال	آن کنیزک از مرض چون موی شد / چشم شه از اشک خون چون جوی شد
جب قضا آئی طبیب ابلہ بنے / اور دوا گمراہ ہو تاثیر سے	چون قضا آید طبیب ابله شود / آن دوا در نفع خود گمره شود
سکنجبین سے صفرا کی افزونی ہوئی / روغن بادام سے خشکی ہوئی	از قضا سرکنگبین صفرا فزود / روغن بادام خشکی می نمود
قبض ہڑون سے ہوا اور نہ دست / آگ بھڑکی آب سے مانند نفت	از هلیله قبض شد اطلاق رفت / آب آتش را مدد شد همچو نفت

دل کی سستی بس ہمی اور بند کم — آنکھ مین سوزش ہوئی اور دل مین غم
بس دوا دارو سے اوس بیمار کی — آبرو ریزی طبیبون کی کری

سستی دل شد فزون و خواب کم — سوزش چشم و دل پر درد و غم
شربت و ادویۂ اسباب او — از طبیبان ریخت یکسر آبرو

عاجز ہونا طبیبونکا علاج لونڈی سے اور بعد آلہی کو رجوع ہونا بادشاہ کا طرف درگاہ بادشاہ حقیقی کے اور خواب مین دیکھنا بادشاہ مبشرۂ غیبی کو اور بسبب اوسکے صحت پانا لونڈی کا

ظاہر شدن عجز حکیمان از معالجہ کنیزک و روی آوردن بادشاہ بدرگاہ خداوند حقیقی و بخواب دیدن بادشاہ مبشرۂ غیبی را و بسبب او صحت یافتن کنیزک

عجز شہ نے جو اطبا کا دیکھا — پا برہنہ جانب مسجد گیا
جا کے وہ مسجد مین اور محراب مین — رو یا اور بس ڈوبا اشک آب مین
محویت سے ہوش جب اوسکو ہوا — تب لگا کرنے وہ بس حمد و ثنا
کہ ترا ادنی کرم ملک جہان — کیا کہون مین جانتا ہو تو نہان
حال میرا اور طبیبون کا ہے کیا — آگر رحمت کے تری یار خدا
تو ہمیشہ میری حاجت کا پناہ — بار دیگر مین نے بھولی ہو یہ راہ
بولا تو گرچہ مین جانون تیرا راز — جلد ظاہر کرا وسے از رہ نیاز
جو کہ تو فریاد دل سے با صفا — جوش مین دریای بخشش آگیا
روتے روتے جو وہان وہ سو گیا — خواب مین اک پیر مرد اوسکو دکھا
بولا ای شہ خوش ہو برآئی مراد — کل مسافر آئیگا تو ہو شاد
ہی حکیم حاذق آئے وہ امین — حاذق اوسکو جانیو باطل نہین
تو علاج اوسکے بین حکمت حق کی دیکھ — اور مزاج اوسکے مین قدرت حق کی دیکھ
تھا وہ خفتہ خواب دیکھا آگہ ہوا — بندہ لونڈی کا تھا وہ اب شہ ہوا
وقت وعدہ آیا اور جو دن ہوا — نکلا خورشید اور جہان روشن ہوا
شہ جھروکے مین تھا بیٹھا منتظر — تا ظہور اوسکا ہو جو دیکھا تھا سر
مرد کامل اک دکھا یا آب ہے — اوسکے سایہ مین تھا اک آفتاب

شہ چو عجز آن حکیمان را بدید — پا برہنہ جانب مسجد دوید
رفت در مسجد سوی محراب شد — سجدہ گاہ از اشک شہ پر آب شد
چون بخویش آمد ز غرقاب فنا — خوش زبان بگشاد در مدح و ثنا
کی کمینہ بخششت ملک جہان — من چہ گویم چون تو میدانی نہان
حال ما و این طبیبان سر بسر — پیش لطف عام تو باشد ہدر
ای ہمیشہ حاجت ما را پناہ — بار دیگر ما غلط کردیم راہ
لیک گفتی گرچہ میدانم سرت — زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت
چون بر آورد از میان جان خروش — اندر آمد بحر بخشایش بجوش
درمیان گریہ خوابش در ربود — دید در خواب او کہ پیری رو نمود
گفت ای شہ مژدہ حاجاتت روا ست — گر غریبی آیدت فردا ز ما ست
چونکہ آید او حکیم حاذق ست — صادقش دان کو امین و صادق ست
در علاجش سحر مطلق را ببین — در مزاجش قدرت حق را ببین
خفتہ بود آن خواب دید آگاہ شد — گشتہ مملوک کنیزک شاہ شد
چون رسید آن وعدہ گاہ و روز شد — آفتاب از شرق اختر سوز شد
بود اندر منظرہ شہ منتظر — تا ببیند آنچہ بنمودند سر
دید شخصے فاضلے پر مایۂ — آفتاب در میان سایۂ

دور سے پیدا ہوا وہ مثل ہلال | نیست تھا اور ہست بشکل خیال
نیست کی صورت خیال اندر جہان | دیکھ عالم کو خیال اوپر روان
بس خیال اوپر ہے اونکا صلح و جنگ | اور خیال اوپر ہے اونکا نام و ننگ
جن خیالوں سے پھنستے اولیا | عکس مہرویان خدا کے باغ کا
جو خیال اُس خواب میں شہ کو دکھا | صورت مہمان میں پیدا ہو دکھا
نور حق ظاہر ولی میں ہوتا ہے | گر تو اہل دل ہے اوسکو دیکھ لے
دور سے جو وہ ولی حق کا دکھا | سر سے پاؤں تک اوسکے پر نور تھا
جاے دربانوں کے شاہ آگے بڑھا | آگے اوس مہمان غیبی کے گیا
پیشوائی کی جو اوس مہمان کی | گویا شکر آ کر گل سے ملی
آشنا اک بحر کے دونوں ملے | بے سلے دونوں دل باہم سلے
ایک تشنہ دوسرا مثل آب | اک خماری دوسرا مثل شراب
بولا تو ہے یار میرا وہ نہیں | کام سے اک کام نکلے آ زمین
ای مرا تو مصطفی میں جون عمر | تیری خدمت کیلیے باندھے کمر

میر پیدا از دور مانند هلال | نیست بود و هست بر شکل خیال
نیست وش باشد خیال اندر جهان | تو جهانی بر خیالی بین روان
بر خیالی صلحشان و جنگشان | بر خیالی نامشان و ننگشان
آن خیالاتی که دام اولیاست | عکس مه‌رویان بستان خداست
آن خیالاتی که دام اولیاست | در رخ مهمان همی آمد پدید
نور حق ظاهر بود اندر ولی | نیک بین باشی اگر اهل دلی
آن ولی حق چو پیدا شد ز دور | لذ سراپایش همی میریخت نور
شه بجای حاجبان در پیش رفت | پیش آن مهمان غیب خویش رفت
ضیف غیبی را چو استقبال کرد | چون شکر گویی که پیوست او بورد
هر دو بحری آشنا آموخته | هر دو جان بی دوختن بر دوخته
آن یکی چون تشنه و دیگر چو آب | وان یکی مخمور و دیگر چون شراب
گفت معشوقم تو بودستی نه آن | لیک کار از کار خیزد در جهان
ای مرا تو مصطفی من چون عمر | از برای خدمتت بندم کمر

چاہنا توفیق رعایت ادب و ذلت بے ادبی کا

حق سے چاہتا ہوں میں توفیق ادب | بے ادب محروم ہے از لطف رب
بے ادب تنہا نہ خود بدتر ہوا | بلکہ اک عالم کو آفت میں رکھا
چرخ سے آتا من و سلوی مدام | بے کمائی اور بیوپار بے درم و دام
قوم موسیٰ میں کئی تھے بے شعور | مانگتے وہ بے ادب لہسن مسور
بجھ گیا موقوف من و سلوی سبھی | پڑ گئے تکلیف کھیتی میں سبھی
پھر شفاعت کی جو عیسیٰ نے ز حق | آیا من و سلوی اونکو بھر طبق
آسمان سے کیوں نہ ہووے فائدہ | جو کہا انزل علینا مائدہ
پھر ادب کرنے لگے گستاخ کم | جون گدا رکھتے بچا کھانا بہم
بسکہ فرمایا انہیں عیسیٰ نے کی | یہ نہ ہوگا کم تمہیں تا زندگی
بدگمانی اور کرنا حرص کا | کفر نعمت ہے یہ نزدیک خدا
حرص انکو در گدائی تھی پیشتر | اونپہ دروازہ ہوا رحمت کا بند

در خواستن توفیق رعایت ادب و خامت بی ادبی

از خدا جوییم توفیق ادب | بی ادب محروم ماند از لطف رب
بی ادب تنها نه خود را داشت بد | بلکه آتش در همه آفاق زد
مائده از آسمان در میرسید | بی صداع و بی فروخت و بی خرید
در میان قوم موسی چند کس | بی ادب گفتند کو سیر و عدس
منقطع شد خوان و نان از آسمان | ماند رنج زرع و بیل و داسمان
باز عیسی چون شفاعت کرد حق | خوان فرستاد و غنیمت بر طبق
مائده از آسمان شد عائده | چونکه گفت انزل علینا مائده
باز گستاخان ادب بگذاشتند | چون گدایان زله‌ها برداشتند
کرد عیسی لابه ایشان را که این | دائم است و کم نگردد از زمین
بدگمانی کردن و حرص آوری | کفر باشد نزد خوان مهتری
زان گدا رویان نادیده ز آز | آن در رحمت بر ایشان شد فراز

من سلویٰ کا موقوف ہو گیا — پھر کسی کو بھی نہیں کھانا ملا
پانی کم برسے نہیں دیویں زکات — اور مینہ بھی زنا کاری کے ساتھ
جو کہ پھر آئے تاریکی و غم — تیری گستاخی ہو بیباکی بہم
جو کرے بیباکی راہ یار میں — مرد کے رہزن ہو نامرد یہ ان
ہوا ادب سے دیکھ نورانی فلک — ہے ادب سے دیکھو پاکی ملک
گہن سورج کا ہے گستاخی کا پھل — اور شیطان بھی گیا اس سے نکل
جو طریقت میں کرے گستاخیاں — وادی حیرت میں ہوں برباد یاں
حال مہمان اور شہ کا کہہ تمام — کیونکہ حد رکھتا نہیں ہے یہ کلام

من و سلوی ز آسمان شد منقطع — بعد ازان خوان فشد کس منقطع
ابر برناید پی منع زکات — وز زنا افتد وبا اندر جهات
هرچه بر تو آید از ظلمات و غم — آن ز بیباکی و گستاخیست هم
هر که بیباکی کند در راه دوست — رهزن مردان شد و نامرد اوست
از ادب پر نور گشتست این فلک — وز ادب معصوم و پاک آمد ملک
بد ز گستاخی کسوف آفتاب — شد عزازیلی ز جرأت رد باب
هر که گستاخی کند اندر طریق — گردد اندر وادی حیرت غریق
حال شاه و میهمان بر گو تمام — زانکه پایانی ندارد این کلام

ملاقات ہونی بادشاہ کی ساتھ طبیب غیبی کے کہ جو خواب میں اوسے دیکھا تھا اور اُس کے آنیکی بشارت دیگئی تھی

ملاقات شدن پادشاه با طبیب الٰهی که در خوابش دیده بود و بشارت به قدوم داده شده بود

آگیا جو مہمان کے آگے شہ گیا — شاہ تھا لیکن گیا مثل گدا
کھول ہاتھ اوسکو بغل میں لے لیا — عشق کی صورت دل و جان میں کیا
ہاتھ و پیشانی کو اوسکی چوم کر — حال رہ و منزل کا پوچھا سر بسر
باتیں کرتا صدر تک لایا اسے — اور کہا اک گنج پایا صبر سے
صبر کڑوا ہے مگر آخر میں وہ — میٹھے پھل دیتا ہے نفع جس سے ہو
بولا اے نور خدا دافع حرج — معنی الصبر مفتاح الفرج
اے لقا تیری جواب ہر سوال — تجھ سے مشکل ہووے حل بے قیل و قال
تو وہی کہتا ہے جو دل میں ہے — ہاتھ پکڑے اوسکا جسکا پا پھنسے
مرحبا اے مجتبیٰ اے مرتضیٰ — گر چھپے تو تنگ ہو ہے سر فضا
انت مولی القوم من لا یشتهی — قد ردی کلا لئن لم ینته
جبکہ مجلس اور کھانا ہو چکا — ہاتھ پکڑا اور حرم میں لے گیا
قصۂ رنجور و رنجوری کہا — اور بٹھایا پاس اوسکے بعد جا

شه چو پیش میهمان خویش رفت — شاه بود و لیک بس درویش رفت
دست بکشاد و کنارانش گرفت — همچو عشق اندر دل و جانش گرفت
دست و پیشانیش بوسیدن گرفت — وز مقام و راه پرسیدن گرفت
پرس پرسان میکشیدش تا بصدر — گفت گنجی یافتم آخر بصبر
صبر تلخ آمد ولیکن عاقبت — میوه شیرین دهد پر منفعت
گفت ای نور حق و دفع حرج — معنی الصبر مفتاح الفرج
ای لقای تو جواب هر سؤال — مشکل از تو حل شود بی قیل و قال
ترجمان هرچه ما را در دلست — دستگیر هر که پایش در گلست
مرحبا یا مجتبی یا مرتضی — ان تغب جاء القضا ضاق الفضا
انت مولی القوم من لا یشتهی — قد ردی کلا لئن لم ینته
چون گذشت آن مجلس و خوان کرم — دست او بگرفت و برد اندر حرم
قصه رنجور و رنجوری بخواند — بعد از آن در پیش رنجورش نشاند

لیجانا بادشاہ کا طبیب غیبی کو بیمار کے پاس

نبض و قارورہ کو دیکھا اور رنگ — اور علامت پوچھی اور اسباب [illegible]

بردن پادشاه طبیب غیبی را بر سر بیمار

رنگ روی و نبض و قاروره بدید — هم علاماتش هم اسبابش شنید

بولا جینے اسکا ہو درمان کیا — اوس نے اس تعمیر کو ویران کیا
اسکا بیچا نا نہین حال درون — استعیذ الله مما یفترون
دیکھی بیماری جیسا اوسے کہنا — پر چھپایا اور نہین شہ سے کہا
صفرا و سودا سے بیماری نہ تھی — درد سے لکڑی کی او نے گھسین سبھی
پایا رونیسے کہ ہے بیمار دل — تندرست ہر اور ہے آزار دل
دل کی زاری کرہے ظاہر عاشقی — آزکوئی ہے رنج جون رنج دلی
رنج عاشق کا ہے رنجون سے جدا — عشق اصطرلاب ہے سر خدا
ہو ادھر سے یا اودھر عاشقی — جانب شہ ہمکو آخر رہبری
عشق کا شرح و بیان جو کچھ کیا — عشق تک پہنچا مین شرمندہ ہوا
گرچہ روشنگر زبان ہے ظاہرا — لیک عشق بیزبان روشن ہوا
جو قلم لیس تیز رو لکھنے مین تھا — عشق کے موقع پہ آیا تو رکا
وصف اس حالت کا جب لکھنے لگا — ہم قلم ٹوٹا وہم کاغذ پھٹا
عقل اوسکی شرح مین عاجز ہوئی — عشق نے خود عشق کی تشریح کی
آفتاب آیا دلیل آفتاب — گر دلیل اب چاہو دیکھو آفتاب
گرچہ پرتو اسکا دیتا ہے نشان — شمس ہر دم دیتا ہے لیکن نور جان
مثل افسانہ کے سایہ نیند لائے — شمس سے شق ہو قمر باہر جو آئے
شمس سا کوئی نہین کہے سفر — شمس جان باقی ہے اور ہر دو امس
شمس خارج مین اگرچہ فرد ہے — بھی تصور مثل اوسکا ہو سکے
لیکن ایسا شمس ہے وہ دلپذیر — ذہن و خارج مین نہین اسکا نظیر
کر تصور ذات کو گنج اوسکی تو — تا تصور مین مثال آسکے نکو
شمس تبریزی کہ مطلق نور ہے — آفتاب اک ہے خدا کی نور سے
جبکہ شمس الدین کا ذکر آگیا — شمس چوتھے آسمان کا چھپ گیا
واجب آیا نام مین نے جو لیا — شرح کرنا اوسکے رمز انعام کا
پکڑا دامن میرا دم جان لئے — بائی بوئے یوسف کے پیراہن سے ہی
حق صحبت سالہا کیواسطے — پھر کہو اوس عہد کو خوشحال سے

گفت ہر دارو کہ ایشان کردہ اند — آن عمارت نیست ویران کردہ اند
بیخبر بودند از حال درون — استعیذ الله مما یفترون
دید رنج و کشف شد بروی نہفت — لیک پنہان کرد و با سلطان نگفت
رنجش از صفرا و از سودا نبود — بوی ہر ہیزم پدید آید ز دود
دید از زاریش کو زار دلست — تن خوشست و او گرفتار دلست
عاشقی پیداست از زاری دل — نیست بیماری چو بیماری دل
علت عاشق ز علتہا جداست — عشق اصطرلاب اسرار خداست
عاشقی گر زین سر و گر زان سرست — عاقبت ما را بدان شہ رہبرست
ہر چہ گویم عشق را شرح و بیان — چون بعشق آیم خجل باشم ازان
گرچہ تفسیر زبان روشنگرست — لیک عشق بیزبان روشنترست
چون قلم اندر نوشتن میشتافت — چون بعشق آمد قلم بر خود شگافت
چون سخن در وصف این حالت رسید — ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید
عقل در شرحش چو خر در گل بخفت — شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت
آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلت باید از وی رو متاب
از وی ار سایہ نشانی میدہد — شمس ہر دم نور جانی میدہد
سایہ خواب آرد ترا ہمچون سمر — چون برآید شمس انشق القمر
خود غریبی در جہان چون شمس نیست — شمس جان باقیست کش امس نیست
شمس در خارج اگرچہ ہست فرد — میتوان ہم مثل او تصویر کرد
لیک آن شمسی کہ زو شد ہست اثیر — نبودش در ذہن و در خارج نظیر
در تصور ذات او را گنج کو — تا در آید در تصور مثل او
شمس تبریزی کہ نور مطلق ست — آفتابست و ز انوار حق ست
چون حدیث روی شمس الدین رسید — شمس چارم آسمان سر در کشید
واجب آمد چونکہ بردم نام او — شرح رمزی کردن از انعام او
این نفس جان دامنم بر تافتست — بوی پیراہان یوسف یافتست
از برای حق صحبت سالہا — باز گو رمزی از آن خوش حالہا

۱۲

تا زمین سے آسمان تک ہو خوشی	عقل و روح اور آنکھ کو ہو روشنی	تا زمین و آسمان خندان شود	عقل و روح و دیده صد چندان شود
پس کہا مجھ سے اے مہجور حبیب	تو ہوا مانند مریض بے طبیب	گفتم ای دور اوفتاده از حبیب	همچو بیماری که دور است از طبیب
لا تکلفنی فانی فی الفنا	کلت افهامی فلا احصی ثنا	لا تکلفنی فانی فی الفنا	کلت افهامی فلا احصی ثنا
کل شیء قاله غیر المفیق	ان تکلف او تصلف لا یلیق	کل شیء قاله غیر المفیق	ان تکلف او تصلف لا یلیق
کیا کہوں اک رگ بھی ہشیار ہو	یار کی شرح کہ جو بے یار ہے	من چه گویم یک رگم هشیار نیست	شرح آن یاری که او را یار نیست
یہ بیان ہجر اور درد جگر	پھر کبھی کہنا تو اب موقوف کر	شرح این هجران و این خون جگر	این زمان بگذار تا وقت دگر
ہو چکا کرنا مری ترک ثنا	یہ دلیل ہستی کی ہے ہستی خطا	خود ثنا گفتن ز من ترک ثناست	کین دلیل هستی و هستی خطاست
کہنا سب بے موافق کب ہوا	جب تکلف تک نہ لائق دیکھا	هرچه میگو پند موافق چون بود	پس تکلف نیک نالایق بود
قال اطعمنی فانی جائع	فاعتجل فالوقت سیف قاطع	قال اطعمنی فانی جائع	فاعتجل فالوقت سیف قاطع
صوفی ابن الوقت ہوتا ہے رفیق	پھر کبھی کہنا یہ کب شرط طریق	صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق	نیست فردا گفتن از شرط طریق
مرد صوفی کیا نہیں تو ہوشیار	نسیہ کرنا نقد کو ہے بس ادبار	تو مگر خود مرد صوفی نیستی	نقد را از نسیه خیزد نیستی
پس کہا میں نے نہاں خوشتر ہے یار	ہو حکایت کے ضمن میں آشکار	گفتمش پوشیده خوشتر سر یار	خود تو در ضمن حکایت گوش دار
ہو وہ بہتر کہ حدیث دلبران	دوسروں کی بات میں ہووے عیان	خوشتر آن باشد که سر دلبران	گفته آید در حدیث دیگران
بولی ظاہر اور کھلے تم بات کو	پھر کہو اور رنج مجھکو تم نہ دو	گفت مکشوف و برهنه بی غلول	بازگو رنجم مده ای بوالفضول
کھول پردہ اور بے پردہ کہو	ساتھ بت کے کب گزر پردہ میں ہو	پرده بردار و برهنه گو که من	می نخسپم با صنم با پیرهن
تب کہا بے پردہ وہ ہووے اگر	تو نہ رہوے اور نہ آغوش و کمر	گفتم ار عریان شود او در عیان	نی تو مانی نی کنارت نی میان
چاہ اوسکو لیکن انداز سے چاہ	کب اوٹھائے کوہ کو اک برگ کاہ	آرزو میخواه لیک اندازه خواه	برنتابد کوه را یک برگ کاه
روشنی عالم کو ہے خورشید سے	گر ذرا آگے بڑھے عالم جلے	آفتابی کز وی این عالم فروخت	اندکی گر پیش آید جمله سوخت
تا نہو جاوے جہان جان تباہ	لب کو اس دم بند کر روک اب نگاہ	تا نگردد خون دل و جان جهان	لب ببند و دیده بر بند این زمان
اس سے زیادہ تم خرابی مت کرو	شمس تبریزی سے زیادہ مت کہو	بیش ازین آشوب و خونریزی مجو	بیش ازین از شمس تبریزی مگو
ابتدا اور انتہا اس کی کہاں	کر تمام اب اس حکایت کا بیان	این ندارد آخر و آغاز گو	رو تمام این حکایت باز گو

خلوت چاہنا طبیب کا بادشاہ سے واسطے دریافت کرنے مرض لونڈی کے

خلوت طلبیدن طبیب از بادشاه جهت دریافت مرض کنیزک

جو حکیم اسباب سے آگہ ہوا	دل سے وہ ہمراز ان شہ ہوا	چون حکیم از این سخن آگاه شد	وز درون همراستان شاه شد
بولا اے شہ خالی اپنا گھر تو کر	اپنے بیگانے کو اس سے دور کر	گفت ای شه خلوتی کن خانه را	دور کن هم خویش و هم بیگانه را

نے سنے دہلیز تک کوئی بات ۔ تاکہ پوچھوں اب میں اس لونڈی سے بات
گھر کو خالی کر کے شہ باہر گیا ۔ تاکہ لونڈی سے وہ پوچھے ماجرا
گھر میں غیر کوئی نہیں اغیار تھا ۔ اک حکیم اوس جا تھا اور بیمار تھا
پوچھا تیرا شہر ہے اب کونسا ۔ کیوں علاج ہر شہر کا ہوتا جدا
کون ہیں اوس شہر میں تیرے قریب ۔ کیسے رشتہ داری ہے تجکو نصیب
نبض پر رکھ ہاتھ پوچھا ایک ایک ۔ ماجرا دور فلک کا بد و نیک
جو کسی کے پانوں میں کانٹا لگے ۔ پانوں کو زانو پہ اپنے وہ رکھے
اور کانٹے کو وہ ڈھونڈھے سوئی کر ۔ جو نپائے لب سے وہ چاٹا کرے
پانوں میں کانٹا تو مشکل سے ملے ۔ دل میں کانٹے کا ہو کھٹکا کیا کہو
دلکا کانٹا ہر کوئی گر دیکھتا ۔ غم کا صدمہ کب کسی پر ہوتا
خر کی دم میں کوئی کانٹا کو رکھے ۔ کودے خر اوسکو نہ دفع کر سکے
کودنے سے کانٹا اور مضبوط ہو ۔ چاہیے عاقل کہ کھینچے خار کو
دفع کرنے خار کو خر درد سے ۔ لاتیں مارے آپ کو زخمی کرے
دفع کانٹا لات کب اوسکی کرے ۔ چاہیے اوستاد اوسکو کھینچ لے
کانٹا چنے میں حکیم اوستاد تھا ۔ ہاتھ رکھتا جا بجا اور دیکھتا
لونڈی سے وہ بر سبیل تذکرہ ۔ دوستوں کا حال اوسکے پوچھتا
حال وہ کہتی تھی اپنا برملا ۔ مالکوں اور منزلوں ہم شہر کا
بات کی جانب تو اوسکا کان تھا ۔ نبض کی حرکت پہ اوسکا دھیان تھا
کودتی ہے نبض کسکے نام پر ۔ تاکہ مقصد کا ملے اوسکے اثر
پھر یاروں شہر کی گنتی کرے ۔ بعد اور شہروں کے یارونکی کرے
پوچھا شہر اپنے سے تو جبکہ چلے ۔ کونسے شہروں میں تو زیادہ رہی
نام وہ شہروں کا جبکہ لے چکی ۔ نبض و رنگت کچھ نہ کم زیادہ ہوئی
مالکوں شہروں کا اک اک پھر کہا ۔ ہر جگہ پر جو جو کھایا اور پیا
گھر گھر شہر شہروں کا کیا ۔ رگ ہلی نے رنگ زرد اوسکا کیا
نبض اوسکی جیسی تھی ویسی رہی ۔ تا سمرقند آئے میٹھی بات کی

کس ندارد گوش در دہلیزہا ۔ تا بپرسم از کنیزک چیزہا
خانہ خالی کرد شاہ و شد برون ۔ تا بپرسد از کنیزک از فسون
خانہ خالی کرد و یک دیار نے ۔ جز طبیب و جز ہمان بیمار نے
نرم نرمک گفت شہر تو کجاست ۔ کہ علاج اہل ہر شہرے جداست
واندران شہر از قرابت کیستت ۔ خویشی و پیوستگی با چیستت
دست بر نبضش نہاد و یک بیک ۔ باز می پرسید از جور فلک
چون کسی را خار در پایش خلد ۔ پای خود را بر سر زانو نہد
وز سر سوزن ہمی جوید سرش ۔ ور نیابد مے کند با لب ترش
خار در پا شد چنین دشوار یاب ۔ خار در دل چون بود وادہ جواب
خار دل را گر بدیدے ہر خسے ۔ کے غمان را دست بودی بر کسے
کس بزیر دم خر خارے نہد ۔ خر نداند دفع آن برمے جہد
چون جہد آن خار محکم تر زند ۔ عاقلے باید کہ خارے بر کند
خر ز بہر دفع خار از سوز و درد ۔ جفتہ می انداخت صد جا زخم کرد
آن لگد کے دفع خار او کند ۔ حاذقے باید کہ بر سر کر تند
آن حکیم خارچین استاد بود ۔ دست میزد جا بجا می آزمود
زان کنیزک بر طریق داستان ۔ باز می پرسید حال دوستان
با حکیم او رازہا میگفت فاش ۔ از مقام و خواجگان و شہر و تاش
سوی قصہ گفتنش میداشت گوش ۔ سوی نبض و جستنش میداشت ہوش
تا کہ نبض از نام کہ گردد جہان ۔ او بود مقصود جانش در جہان
دوستان شہر او را بر شمرد ۔ بعد ازان شہر دگر را نام برد
گفت چون بیرون شدے از شہر خویش ۔ در کدامی شہر بودستی تو بیش
نام شہرے گفت وزان ہم درگذشت ۔ رنگ روے و نبض او دیگر نگشت
خواجگان و شہرہا را یک بیک ۔ باز گفت از جا و از نان و نمک
شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد ۔ نے رگش جنبید نے رخ گشت زرد
نبض او بر حال خود بد بے گزند ۔ تا بپرسید از سمرقند چو قند

اوکھینچی سرد اس نے درد سے | اور جاری اشک آنکھوں سے ہوئے
ایک سوداگر وہاں لایا مجھے | اور زرگر نے خریدا تھا مجھے
بیچا مجھکو چھ مہینے رکھ کے بس | یہ کہا اور بھڑکی اسکی نار غم
نبض کو دی زندگی واسکا ہوا | جو سمرقندی یہ زرگر کا پتا
جو حکیم آگاہ ہوا اس راز سے | اصل بیماری کی پائی ناز سے
بولا کوچہ رستہ اسکا کونسا | ناتفر کوچہ سر پل راستہ
تب حکیم باصفا نے یہ کہا | لونڈی سے خوش ہو گئی تیرا بلا
مجھے جانی مرض کی تیری دوا | سحر کرتا ہوں کہ جلدی ہو شفا
خوش رہو بے ڈر رہو فارغ رہو | وہ کروں تجھسے جو بارش باغ کو
میں ترا غم کھاتا ہوں تو غم نہ کھا | میں ترا مشفق پدر سے ہوں سوا
تو خبردار اب کسی سے راز کو | مت کہو گر پوچھے شہ بھی جب ہو
ہو سکے جب تک کسی پر راز کو | مت کہو مت کھول ہرگز در کو تو
تو چھپا وے بھید اپنے دل میں گر | تیری حاصل ہو مراد اب بلد تر
بولے پیغمبر چھپا وے راز جو | پس مراد اپنی کو جلدی پای وہ
جو زمین میں دانہ پوشیدہ رہے | بعدہ سرسبز اور تازہ رہے
سیم و زر پوشیدہ گر ہوتا نہیں | پرورش کب پاتا وہ زیر زمیں
اوس حکیم اللہ کے اقرار نے | خوف زائل کر دیا بیمار سے
کرتا ہے وعدہ حقیقی بس خوشی | کرتا ہے وعدہ مجازی بے کلی
وعدۂ اہل کرم جاری ہے گنج | وعدۂ نا اہل دیوے دل کو رنج
چاہیے وعدہ کو بس کرنا وفا | جو نہ چاہے کرنا وہ ہے بیحیا

آہ سردی برکشید آن ماہ‌روی | اشک از چشمش روان شد ہمچو جوی
گفت بازرگانم آنجا آورید | خواجۂ زرگر در آن شہرم خرید
در بر خود داشت شش ماہم فروخت | چون بگفت این ز آتش غم برفروخت
نبض جست و روی سرخ و زرد شد | کز سمرقندی زرگر فرد شد
چون ز رنجور آن حکیم این راز یافت | اصل آن درد و بلا را باز یافت
گفت کوی او کدام است در گذر | او سر پل گفت و کوی غاتفر
گفت انگہ آن حکیمے با صواب | آن کنیزک را کہ رستی از عذاب
گفت دانستم کہ رنجت چیست زود | در خلاصت سحرہا خواہم نمود
شاد باش و ایمن و فارغ کہ من | آن کنم با تو کہ باران با چمن
من غم تو میخورم تو غم مخور | بر تو من مشفق‌ترم از صد پدر
ہان و ہان این راز را با کس مگو | گرچہ از تو شہ کند بس جستجو
تا توانی پیش کس مگشای راز | بر کسے این در مکن زنہار باز
چونکہ اسرارت نہان در دل شود | آن مرادت زودتر حاصل شود
گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت | زود گردد با مراد خویش جفت
دانہ چون اندر زمین پنہان شود | بعد از ان سرسبزی بستان شود
زر و نقرہ گر نبودے نہان | پرورش کے یافتندے زیر کان
وعدہا و لطفہاے آن حکیم | کرد آن رنجور را ایمن ز بیم
وعدہا باشد حقیقی دلپذیر | وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر
وعدۂ اہل کرم گنج روان | وعدۂ نا اہل شد رنج روان
وعدہ را باید وفا کردن تمام | ورنہ خواہی کرد باتی مرد خام

پہچاننا اس طبیب الٰہی کا مرض لونڈی کو اور بادشاہ کو اس سے اطلاع دینا

دریافتن آن طبیب الٰہی رنج کنیزک را و بہ بادشاہ وا نمودن

اوس حکیم مہربان نے راز جو | پایا اور لونڈی کے دل کے رنج کو
بعدہ نزدیک شہ کے وہ گیا | شہ کو تھوڑے بھید سے آگہ کیا
بولا شہ اب اسکی کیا تدبیر ہے | اپنے غم میں کیوں بھلا تاخیر ہے

آن حکیم مہربان چون راز یافت | صورت رنج کنیزک باز یافت
بعد ازان برخاست عزم شاہ کرد | شاہ را زان شمۂ آگاہ کرد
گفت شاہ اکنون بگو تدبیر چیست | در چنین غم موجب تاخیر چیست

بولا یہ تدبیر ہے اوس مرد کو | لائیں ہم تا ہو شفا اس درد کو
بھیجو قاصد تا خبر اوسکو کرے | تا وہ خواہشمند بخشش کا رہے
مرد زرگر کو بلاؤ شہر سے | دیکے خلعت کر دو نیم و زر سے
تا ترا محبوب خوشدل اوس سے ہو | اور یہ آسان تیری مشکل اوس سے ہو
سیم و زر جب دیکھے جبکہ وہ کیثر | چھوڑ دے گھر اور وطن اپنا فقیر
عقل کو زر والہ و شیدا کرے | خاص کر مفلس کو وہ رسوا کرے
زر اگرچہ عقل لاتا ہے مگر | مرد عاقل چاہیے ہو بیشتر

گفت تدبیر آن بود کان مرد را | حاضر آریم از پی این درد را
قاصدی بفرست کاخبارش کند | طالب این فضل ایثارش کند
مرد زرگر را بخوان زان شهر دور | با زر و خلعت بده او را غرور
تا شود محبوب تو خوشدل بدو | گردد آسان این همه مشکل بدو
چون ببیند سیم و زر آن بینوا | بهر آن گردد ز خان و مان جدا
زر خرد را واله و شیدا کند | خاصه مفلس را که خوش رسوا کند
زر اگرچه عقل می‌آرد ولیک | مرد عاقل باید او را نیک نیک

بھیجنا بادشاہ کا قاصد کو طرف سمرقند کو واسطے لانے زرگر کے

فرستادن بادشاه رسولان را به سمرقند در طلب زرگر

جو حکیم حق سے اس شہ نے سنا | جان و دل سے وہ پذیر کر لیا
بولا تیرے حکم پر اب میں چلوں | جیسا تو فرمائے ویسا میں کروں
ایک دو قاصد کو بھیجا اس طرف | عقل و دانش میں جو رکھتے تھے شرف
تا سمرقند آئے وہ دونوں بشیر | دی بشارت شہ سے زرگر کو خبر
ای عجب اوستاد کامل معرفت | شہر دنیں مشہور ہے تیری صفت
اب فلانے شہ نے بہر زرگری | مجھکو بلوایا برا و برتری
اب یہ خلعت لے تو اور یہ سیم و زر | اور مصاحب ہو چلے وا نیز اگر
مال و خلعت ایسا زیادہ مرد نے | جلد یا غرہ میں آ اوس شہر سے
بس کہ خوش خوش مرد وا تو چلا | یہ نہ جانا قصد جان شہ نے کیا
خوش چلا کرکے سواری اسپ پر | خونبہا خلعت کو اپنا جان کر
ای سفر کو سو رضا سے تو چلا | اپنے پاؤں سے تو خود سوے قضا
جو خیال اوسکے میں ملک و مال تھا | بولا عزرائیل جا پھل پائے گا
جبکہ پہنچا اس سفر سے وہ غریب | پاس شہ کے لیگیا اوسکو طبیب
آگے شہ کے لیگیا خوشحال تر | تا جلاوے اوسکو شمع یار پر
شہ نے دیکھا اوسکو اور تعظیم کی | اور خزانہ سونپ کر تسلیم کی
اس قسم کے زیور اب تیار کر | بازوبند اور طوق گردن اور کمر

چونکه سلطان از حکیم این را شنید | پند او را از دل و جان برگزید
گفت فرمان ترا فرمان کنم | هرچه گویی آنچنان کن آن کنم
پس فرستاد آن طرف یک دو رسول | حاذقان و کافیان بس عدول
تا سمرقند آمدند آن دو امیر | پیش آن زرگر ز شاهنشه بشیر
کای لطیف استاد کامل معرفت | فاش اندر شهرها از تو صفت
نک فلان شه از برای زرگری | اختیارت کرد زیرا مهتری
اینک این خلعت بگیر و زر و سیم | چون بیایی خاص باشی و ندیم
مرد مال و خلعت بسیار دید | غره شد از شهر و فرزندان برید
اندر آمد شادمان در راه مرد | بیخبر کان شاه قصد جانش کرد
اسب تازی برنشست و شاد تاخت | خونبهای خویش را خلعت شناخت
ای شده اندر سفر با صد رضا | خود بپای خویش تا سوء القضا
در خیالش ملک و عز و مهتری | گفت عزرائیل رو آری بری
چون رسید از راه آن مرد غریب | اندر آوردش به پیش شه طبیب
پیش شاهنشاه بردش خوش بناز | تا بسوزد بر سر شمع طراز
شاه دید او را بسی تعظیم کرد | مخزن زر را بدو تسلیم کرد
پس بفرمودش که سازد ز زر | از سوار و طوق و خلخال و کمر

هم ز انواع اوانی بی عدد / کان چنان بر بزم شاهنشه سزد

برگرفت آن مرد و شد مشغول کار / بیخبر از حالت این کارزار

پس حکیمش گفت کای سلطان مه / آن کنیزک را بدین خواجه بده

تا کنیزک در وصالش خوش شود / آب وصلش دفع آن آتش شود

شه بدو بخشید آن مهروی را / جفت کرد آن هر دو صحبت جوی را

مدت شش ماه میراندند کام / تا بصحت آمد آن دختر تمام

بعد از آن از بهر او شربت بساخت / تا بخورد و پیش دختر می‌گداخت

چونکه زشت و ناخوش و رخ زرد شد / اندک اندک در دل او سرد شد

عشقهایی کز پی رنگی بود / عشق نبود عاقبت ننگی بود

کاشکی آن ننگ بودی یکسری / تا نرفتی بروی این بد داوری

خون دوید از چشم همچون جوی او / دشمن جان وی آمد روی او

دشمن طاؤس آمد پر او / ای بسا شه را بکشته فر او

چونکه زرگر از مرض بدحال شد / در گداز شخص او چون نال شد

گفت من آن آهوم کز ناف من / ریخت آن صیاد خون صاف من

ای من آن روباه صحرا کز کمین / سر بریده اندم برای پوستین

ای من آن پیلم که زخم پیلبان / ریخت خونم از برای استخوان

آنکه کشتستم پی مادون من / می نداند که نخسپد خون من

بر منست امروز و فردا بر ویست / خون چون من کس چنین ضائع کیست

گرچه دیوار افگند سایه دراز / باز گردد سوی آن سایه باز

این جهان کوهست و فعل ما ندا / سوی ما آید نداها را صدا

این بگفت و رفت در دم زیر خاک / آن کنیزک شد ز درد و رنج پاک

زانکه عشق مردگان پاینده نیست / چونکه مرده سوی ما آینده نیست

عشق زنده در روان و در بصر / هر دمی باشد ز غنچه تازه تر

عشق آن زنده گزین کو باقیست / وز شراب جانفزایت ساقیست

عشق آن بگزین که جمله انبیا / یافتند از عشق او کار و کیا

اور برتن ہر طرح کے تو بنا / تاکہ لائق ہوں وہ شاہنشہ کے سدا

لیکے زر جاری کرے کاریگری / بیخبر زرگر ہے جنگ زرگری

پس حکیم اسوقت بولا شاہ سے / اپنی وہ لونڈی تو اس زرگر کو دے

تاکہ لونڈی کو ہو صحبت سے سرور / آب وصل اوسکے سے آگ اسکی ہو دور

ساتھ اوسکے کردیا بیمار کو / یار سے فرحت ہوئی پس یار کو

چھ مہینہ تک رہے دونوں بہم / صحت آخر پائی لونڈی نے تمام

پھر بنا کر شربت اک اوسکو دیا / سامنے لونڈی کے وہ گھلنے لگا

جبکہ بدصورت ہوا اور رنگ زرد / تھوڑا تھوڑا دل ہوا پس اسکا سرد

واسطے رنگ کے جو ہوتا ہے عشق / وہ ندامت آخری رکھتا ہے عشق

گر ندامت جانتا یہ پیشتر / ظلم یہ اسپر نہ ہوتا بیشتر

چشم سے اوسکے بہا خون نہر سا / دشمن جان روے خوب اسکا ہوا

دشمن طاؤس ہے پس اسکا پر / قتل شاہوں کو کرائے اوسکا فر

اوس مرض سے بدہیئت زرگر ہوا / تار کے مانند گھل گھل کر ہوا

بولا ہرن میں وہ ہوں صیاد نے / واسطے نافہ کے مارا ہے مجھے

اے میں وہ روباہ ہوں بن میں / میرا سر کاٹے ہیں بہر پوستین

میں وہ ہاتھی ہوں کہ ہاتھی بان مجھے / مارتے ہیں دانت کے بس واسطے

مجھکو مارا جیسے ہی اپنے لیئے / خون سے زرگر کے میرے بدلا لیئے

آج مجھ پر واقعہ کل اسپر ہو / خون مجھ جیسے کا ضائع کیسے ہو

گرچہ سایہ طول ہو دیوار کا / لوٹ آتا ہے پھر اوسکے زیر پا

یہ جہان ہے کوہ فعل اپنا ندا / لوٹ آتی ہے ندا ہو کر صدا

یہ کہا اور چلدیا وہ زیر خاک / ہو گئی وہ لونڈی بیماری سے پاک

عشق مردوں کا نہیں ہے پائدار / کیونکہ مردہ پھر نہ آئے زینہار

عشق پس زندہ کا اندر جان کے / ہر گھڑی غنچے سے تازہ تر رہے

عشق اوس زندہ کا کر باقی ہے وہ / اور مئے جانفزا کا ساقی ہے وہ

عشق کر اوسکا کہ نبیوں نے جو / پایا اوسکے عشق سے کار نکو

ست کہو شہ تک رسائی ہو نہیں | کام مشکل کچھ کریموں سے نہیں

مارنا مرد زرگر کا خدا کے اشارہ سے تھا نہ خواہش نفسانی سے

اوس حکیم حق نے مارا اس لیے | نے رجا کے واسطے نے خوف کے
اسنے کب مارا اسے شہ کے لیے | جبتک الہام آیا حق سے نہ اوسے
خضر نے اوس طفل کا کاٹا جو حلق | بھید پا سکتی ہے کب یہ عام خلق
جسنے حق سے پایا الہام و خطاب | جو کرے وہ کام بالکل ہے صواب
خواہ بخشے یا وہ مارے ہے روا | دست اوس نائب کا ہے دست خدا
مثل اسمٰعیل سر پیش اوسکے رکھ | اور خوشی سے آب تیغ اوسکا تو چکھ
تا ہمیشہ جان تیری خوش رہے | جیسے احمد کی احد سے جان ہے
عاشق اسدم جام فرحت کا پیے | ہاتھ سے جو یار کے اپنے مرے
شہ نے شہوت کے لیے مارا نہیں | بدگمانی تجھکو یاں کرنا نہیں
تو گمان مت کر گنہ اسنے کیے | کب صفائی میں کدورت بس ملے
بدگمانی کو تم اپنی چھوڑ دو | ان بعض الظن اثم کو پڑھو
اسلیے ہے یہ ریاضت اور جفا | تاکہ چاندی ہو کٹھائی میں صفا
اسلیے ہے نیک و بد کا امتحان | تاکہ سونے کا ہو میل اس سے عیان
گر نہوتا کام اوسکا از الٰہ | اک درندہ ہوتا کتا نہ وہ شاہ
پاک مختار کتا نہ تھا حرص و ہوا | نیک کام اوسنے کیا پر بد نما
خضر نے دریا میں کشتی توڑی اگر | سو درستی تھی شکست خضر پر
وہم موسیٰ نے باوصف ہنر | کھائی غلطی تو نہ اوڑ بے بال و پر
سرخ گل ہے اسکو تو خون مت کہے | عقل کا ہے مست مجنوں مت کہے
ہوتا گر قتل مسلمان اسکا کام | ہوتا میں کافر جو لیتا اسکا نام
عرش کانپے جبکہ ہو مدح شقی | مدح سے اوسکی ہو بدظن متقی
شاہ تھا اور شاہ بس آگاہ تھا | خاص تھا اور خاصۂ اللہ تھا
جس کسی کو مارا ایسے شاہ نے | تخت کی عالی کی جانب وہ کھنچے

تو مگو ما را بدان شہ بار نیست | با کریمان کارہا دشوار نیست

در بیان آنکہ کشتن و زہر کردن زرگر باشارۂ الٰہی بود نہ بخیال باطل

کشتن آن مرد بر دست حکیم | نے پئے امید بود و نے ز بیم
او نکشتش از برائے طبع شاہ | تا نیامد امر و الہام از الٰہ
آن پسر را کش خضر ببرید حلق | سر آن را در نیابد عام خلق
آنکہ از حق یابد او وحی و جواب | ہر چہ فرماید بود عین صواب
آنکہ جان بخشد اگر بکشد رواست | نائب است و دست او دست خداست
ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ | شاد و خندان پیش تیغش جان بدہ
تا بماند جانت خندان تا ابد | ہمچو جان پاک احمد با احد
عاشقان جام فرح آنگہ کشند | کہ بدست خویش خوبانشان کشند
شاہ آن خون از پئے شہوت نکرد | تو رہا کن بدگمانی و نبرد
تو گمان بردی کہ کرد آلودگی | در صفا غش کے ہلد پالودگی
بگذر از ظن خطا ای بدگمان | ان بعض الظن اثم آخر بخوان
بہر آنست این ریاضت وین جفا | تا برآرد کورہ از نقرہ جفا
بہر آنست امتحان نیک و بد | تا بجوشد بر سر آرد زر زبد
گر نبودے کارش الہام الٰہ | او سگے بودے درانندہ نہ شاہ
پاک بود از شہوت و حرص و ہوا | نیک کرد او لیک نیک بد نما
گر خضر در بحر کشتی را شکست | صد درستی در شکست خضر ہست
وہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر | شد از آن محجوب تو بے پر مپر
آن گل سرخست تو خونش مخوان | مست عقلست او تو مجنونش مخوان
گر بدے خون مسلمان کام او | کافرم گر بردمے من نام او
مے بلرزد عرش از مدح شقی | بدگمان گردد ز مدحش متقی
شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود | خاص بود و خاصۂ اللہ بود
آن کسے را کش چنین شاہے کشد | سوی تخت بہترین جائے کشد

گر وہ ان لیوے تو سو جاں تجھکو دے / دو جو تیرے وہم سے باہر ہووے
قہر خاص اک لطف ہے وہ عام پر / شرع میں یہ ہے روا تو در گذر
قہر میں گر وہ ادسکے نہ تھا / قہر کو کب لطف مطلق ڈھونڈھتا
طفل پر وہ جو حجامت سے مرام / ماں شفیق اس غم میں اسکے شاد کام
تو نے اپنی پر قیاس و بکا کیا / دور سو دیکھو اس سے وہ اب تو پڑا
آگے یہ تجھکو کہوں قصہ ایک / پائے تو جسکے بیان سے حصہ ایک

میجان بستاند و صد جان دہد / آنچہ در وہمت نیاید آن دہد
قہر خاص از بہر لطف عام / شرع میدارد روا بگذار کام
گر نہ بینی مہر او در قہر او / کے شدی آن لطف مطلق قہر او
طفل میلرزد ز نیش احتجام / مادر مشفق دران غم شادکام
تو قیاس از خویش میگیری ولیک / دور دور افتادہ بنگر تو نیک
بیشتر آ تا بگویم قصہ / بو کہ یابی از بیانم حصہ

حکایت مرد بقال کی اور روغن گرادینا طوطی کا

ایک تھا بقال طوطی اوسکے پاس / سبز رنگ و گفتگو سے اسکی آس
تھی نگہبان وہ دکان کی دن رات / سب خریدار و سے کرتی نیک بات
آدمی کی گفتگو سب یاد تھی / طوطیوں کی نطق میں استاد تھی
مرد بقال ایک دن گھر جو گیا / طوطی کو وہ دکان حوالے کر گیا
کود گئی گربہ سو موش پر دکان میں / ڈر گئی بس طوطی اپنی جان میں
بھاگ کر طوطی جو ایک جا سب گئی / روغن گل کی بھری ہانڈی گری
گھر سے بقال آیا جو دکان پر / دیکھا بس وہ کامکو روغن سے تر
ماری طوطی کے جب بقال نے / طوطی گنجی ہوگئی اس ضرب سے
اسنے چندے بات جو کوتاہ کی / ترحم سے بقال نے بس آہ کی
داڑھی اپنی نوچتا اور کرتا آہ / چھپ گیا ہے ابر میں نعمت کا ماہ
ہاتھ میرا ٹوٹا ہوتا اس گھڑی / کیسے اسکے چہ پہ میں نے جڑی
نذر کرتا تھا ہر اک درویش کو / تا کرے پھر طوطی اسکی گفتگو
تین رات اور تین دن حیران تھا / اور دکان پر بیٹھا وہ بیجان تھا
اور ہزاروں غصہ غم کھانے لگا / پھر سنے طوطی سے اپنی تا نوا
ہر طرح پر رامنی کرتا مرغ کو / جا بجا ہونٹونکو وہ حیران ہو
ہر گھڑی وسے وہ کرتا کچھ بیان / باتیں کرنیکو وہ تا کھولے زبان
بلکہ باتیں کرنے کی امید پر / صورتیں وہ سکو دکھاتا بیشتر
آیا ناگہ اک برہنہ سر گدا / سر سے گنجا مثل قیرانی کے تھا

حکایت مرد بقال و روغن ریختن طوطے

بود بقالے و وی را طوطے / خوش نوائے سبز گویا طوطے
بر دکان بودے نگہبان دکان / نکتہ گفتے با ہمہ سوداگران
در خطاب آدمی ناطق بدے / در نوائے طوطیان حاذق بدے
خواجہ روزی سوی خانہ رفتہ بود / در دکان طوطی نگہبانی نمود
گربہ برجست ناگہ در دکان / بہر موشی طوطیک از بیم جان
جست از صدر دکان سوئے گریخت / شیشہ ہائے روغن گل را بریخت
از سوی خانہ بیامد خواجہ اش / بر دکان بنشست فارغ خواجہ وش
دید پر روغن دکان جامہ چرب / بر سرش زد گشت طوطی کل ز ضرب
روزکے چندے سخن کوتاہ کرد / مرد بقال از ندامت آہ کرد
ریش بر میکند و میگفت ای دریغ / کآفتاب نعمتم شد زیر میغ
دست من بشکستہ بودے آن زمان / چون زدم من بر سر آن خوش زبان
ہدیہ ہا میداد ہر درویش را / تا بیابد نطق مرغ خویش را
بعد سہ روز و سہ شب حیران و زار / بر دکان بنشستہ بد نومید وار
با ہزاران غصہ و غم گشتہ جفت / کای عجب این مرغ کی آید بگفت
مینمود آن مرغ را ہر گون شگفت / در تعجب لب بدندان میگرفت
میشد و میگفت با او ہر سخن / تا کہ باشد اندر آید در سخن
بر امید آنکہ مرغ آید بگفت / چشم او را با صور میکرد جفت
جولقی سر برہنہ میگذشت / با سر بی مو چو پشت طاس و طشت

کھولا طوطی نے زبان کو اسگھڑی | دیکھے آواز اسکو یہ کہنے لگی
کسلیے ہو گنجے گنجون سے ملا | تجھسے بھی روغن کا کیا شیشہ گرا
سب قیاس اسکے سے ہنسنے لگے | کہ گدا کو جانا مانند آپ کے
مت قیاس اپنا سا کر کار فقیر | گرچہ لکھنے مین ہے یکسان شیر و شیر
سارا عالم اسلیے گمرہ ہوا | کم کوئی ابدال سے آگہ ہوا
کافرون کو دیدۂ بینا نہ تھا | نیک بد کو دیکھتے تھے ایک سا
انبیا سے ہمسری کرنے لگے | اولیا کو مثل خود کہنے لگے
کہتے اب ہم ہین بشر یہ بھی بشر | کھانے سونے کا ہے دونون مین اثر
کور باطن تھے نہ سمجھے بیحیا | فرق ہم مین انمین ہے بے انتہا
دونون کھائین یکسان اک چیز کو | نیش اک ہو دوسرے سے شہد ہو
دونو آہو کھائین گھاس اور آب کو | ایک سے گوبر دوسرے سے مشک ہو
دونون زیاٹی پیئین اک جا مگر | ایک خالی دوسری ہو پر شکر
لاکھون ایسی ہین مثالین جان لے | راہ ستر سال فرق ان مین ہے
یہ جو کھائین نکلے چرکین ہو جدا | وہ جو کھائین ہووے کل نور خدا
یہ جو کھائین پیدا ہو بخل و حسد | وہ جو کھائین پیدا ہو نور احد
یہ زمین پاک وہ شور اور بری | یہ فرشتہ پاک وہ دیو سے بری
دونون صورت گر ہو یکسان ہے روا | پانی کھارا میٹھا رکھتا ہے صفا
وہ ہی پہچانے جو صاحب ذوق ہو | تلخ و شیرین آب مین جو فرق ہو
وہ مزا جانے جو صاحب ذوق ہو | وہ سمجھے کب جانے موم اور شہد کو
معجزے پر سحر کو رکھین قیاس | کہتے ہین کہ مکر ہے دونون کے پاس
جادوگر موسی سے بس لڑنے کو آ | اک عصا لائے وہ مانند عصا
فرق ان دونو عصا مین ہے بڑا | فرق ان دونون عمل مین ہے بڑا
لعنة الله اس عمل پر کرتے ہین | رحمة الله اس عمل پر پڑھتے ہین
ہمسری کافران بندر مثال | دل مین آئی بالطبع انکے وبال
جو کرم دکھتے ہین بندر کرین | کرتے ہین جو دیکھتے ہین دم بدم

آمد اندر گفت طوطی آن زمان | بانگ برزد و گفتش درمیان
گرچہ اے کل با کلا آمیختی | تو مگر از شیشہ روغن ریختی
از قیاسش خندہ آمد خلق را | کو چو خود پنداشت صاحب دلق را
کار پاکان را قیاس از خود مگیر | گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
جملہ عالم زین سبب گمراہ شد | کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
کافران را دیدۂ بینا نبود | نیک و بد در دیدشان یکسان نمود
ہمسری با انبیا برداشتند | اولیا را ہمچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشان بشر | ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمی | ہست فرقے درمیان بی منتہا
ہر دو گون زنبور خوردند از محل | لیک شد زین نیش و زان دیگر عسل
ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب | زین یکی سرگین شد و زان مشک ناب
ہر دو نی خوردند از یک آب خور | آن یکے خالی و آن از پر شکر
صد ہزاران اینچنین اشباہ بین | فرقشان ہفتاد سالہ راہ بین
این خورد گردد پلیدی زو جدا | وان خورد گردد ہمہ نور خدا
آن خورد زاید ہمہ بخل و حسد | وان خورد زاید ہمہ نور احد
این زمین پاک آن شورست و بد | این فرشتہ پاک آن دیوست و دد
ہر دو صورت گر بہم ماند رواست | آب تلخ و آب شیرین را صفاست
جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد بیاب | او شناسد آب خوش از شورہ آب
جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم | شہد را ناخوردہ کے داند ز موم
سحر را با معجزہ کردہ قیاس | ہر دو را بر مکر پندارد اساس
ساحران با موسی از استیزہ را | برگرفتہ چون عصای او عصا
زین عصا تا آن عصا فرقیست ژرف | زین عمل تا آن عمل راہی شگرف
لعنة الله این عمل را در قفا | رحمة الله آن عمل را در وفا
کافران اندر مری بوزینہ طبع | آفتے آمد درون سینہ طبع
ہرچہ مردم میکند بوزینہ ہم | آن کند کز مرد بیند دمبدم

ہر گماں ہم مثل او کرتے ہیں | فرق کے کرتے وہ اپنی رای میں
حکم سے وہ کرتے ہیں یہ جنگ سے | خاک ڈالو اب تم اہل جنگ پے
وہ منافق جو نمازیں پڑھتے ہیں | اس موافق سے بباطن لڑتے ہیں
حج زکوٰۃ و روزہ و صلوٰۃ میں | برد مومن کو موافق مات میں
مومنوں کو عاقبت میں برد ہے | اور منافق آخرت میں مات لے
گرچہ اک بازی میں دونوں متفق | پر جدا وہ غرب سے تا شرق ہیں
ہر کوئی اپنے مقاموں پر چلے | ہر کوئی بس اپنے ناموں پہ چلے
مومن اسکو گر کہیں تو خوش ہو وہ | اور منافق گر کہیں تو غصہ ہو
نام محبوب اسکا اسکی ذات سے | نام معیوب اسکا اس آفات سے
حرف مومن سے نہ کچھ تشریف ہے | لفظ مومن سے فقط تعریف ہے
گر منافق اسکو کہیں تو یہ نام | مثل بچھو کاٹے باطن میں مدام
گر نہ دوزخ سے یہ نکلا نام ہے | مثل دوزخ کیوں یہ کرتا کام ہے
ہے نہ زشتی نام بد کے حرف سے | پانی وہ کھارا نہیں ہے ظرف سے
حرف ہیں ظرف اسمیں معنی مثل آب | معنی دریا عندہ ام الکتاب
کھاری میٹھا جاری دریا ایک سا | اسکے اندر برزخ لا یبغیان
جاری وہ اک اصل سے ہیں جان لے | چھوڑ دے دریا کو مل تو اصل سے
زر کھرا کھوٹا اور کھرا ہیں آشکار | بے کسوٹی ہو نہ ہرگز اعتبار
جسکے حق رکھدے جاں میں | ہو یقین اسکو نہ باقی شک رہیں
جو کہیں استفت قلبک مصطفیٰ | جانے وہ جسمیں بھری ہووی وفا
منہ میں زندہ کے اگر تنکا گرے | آنکہ بے تھوکے بھلا کب کل پڑے
سیکڑوں لقمہ میں اک تنکا جو آئے | حس زندہ منہ میں اسکے جان جائے
اس جہاں کی سیڑھی حس دنیوی | آسماں کی سیڑھی حس اخروی
صحت اس حس کی طلب کر با طبیب | صحت اس حس کی طلب کر با حبیب
صحت اس حس کی درستی تن کی ہے | صحت اس کی خرابی تن کی ہے
شاہ جاں اس تن کو ویران کرتا ہے | بعد وہ آباد اس کو کرتا ہے

آن گمان برده که من کردم چو او | فرق را کی داند آن استیزه‌رو
این کند از امر و آن بهر ستیز | بر سر استیزه‌رویان خاک ریز
آن منافق با موافق در نماز | از پی استیزه آید نی نیاز
در نماز و روزه و حج و زکات | با منافق مومنان در برد و مات
مومنان را برد باشد عاقبت | بر منافق مات باشد آخرت
گرچه هر دو بر سر یک بازی‌اند | لیک باهم مروزی و رازی‌اند
هر یکی سوی مقام خود رود | هر یکی بر وفق نام خود رود
مومنش خوانند جانش خوش شود | ور منافق تند و پر آتش شود
نام او محبوب از ذات ویست | نام این مبغوض از آفات ویست
میم و واو و میم و نون تشریف نیست | لفظ مومن جز پی تعریف نیست
گر منافق خوانیش این نام دون | همچو کزدم می‌خلد در اندرون
گر نه این نام اشتقاق دوزخ است | پس چرا در وی مذاق از دوزخ است
زشتی این نام بد از حرف نیست | تلخی آن آب بحر از ظرف نیست
حرف ظرف آمد درو معنی چو آب | بحر معنی عنده ام الکتاب
بحر تلخ و بحر شیرین هم عنان | در میانشان برزخ لا یبغیان
وانکه این هر دو ز یک اصلی روان | درگذر زین هر دو رو تا اصل آن
زر قلب و زر نیکو در عیار | بی محک هرگز ندانی ز اعتبار
هر که را در جان خدا بنهد محک | مر یقین را باز داند او ز شک
آنکه گفت استفت قلبک مصطفیٰ | آن کسی داند که پر بود از دغا
در دهان زنده خاشاک ار جهد | آنگه آرامد که بیرونش نهد
در هزاران لقمه یک خاشاک خورد | چون در آمد حس زنده پی ببرد
حس دنیا نردبان این جهان | حس عقلی نردبان آسمان
صحت این حس بجویید از طبیب | صحت آن حس بجویید از حبیب
صحت این حس ز معموری تن | صحت آن حس ز تخریب بدن
شاه جان مر جسم را ویران کند | بعد ویرانیش آبادان کند

جان وہ اچھی عشق کر جو واسطے | مال و گھر اپنا کیا برباد جسے
گھر خزانے کے لئے ویران کیا | اس خزانے سے اسے پھر بھر دیا
نہر کو کر صاف پانی روک کر | پھر تو آب جاری کر لیے
بھائی کھینچے جلد کو بس چیر کر | جلد تازی آئے پھر آ ان جلے پر
بازوں سے تنو لے ویران کیا | پھر کیا دیوار و برج آ ہین بنا
نام بیچون کا بیان کب ہو سکے | یکر ملے ضرورت سے کہے
گاہ ہے ایسا کہ تا ہے گاہ ہے ضد ... | دین کے کاموں میں حیرانی کہ ما
جو کہ کامل بحیات آگاہ ہین | ست دیدہ و عاشق اللہ ہین
پیسانے حیران کہ اس سے بیخبر | بلکہ وہ حیران کہ اسین ہو ... فنا
ایک تو در دیار کی جانب رکھے | دوسرا اک تو دیار کا روبی رہے
دہر اک کو دیکھ اور کر تو خیال | ہے لقین خدمت تو ... مول ...

او خنک جانی کہ از عشق مال | برل و کرد خان و مان ملک و مال
کرد ویران خانہ بہر گنج و زر | وز ہمان گنجش کند معمور تر
آب را ببست و جو را پاک کرد | بعد ازان در جو روان کرد آب خورد
پوست را بشکافت پیکان را کشید | پوست تو بعد از آنش بر دمید
قلعہ ویران کرد از کافر ستد | بعد ازان بر ساختش صد برج و سد
کار بیچون را کہ کیفیت نہد | اینکہ گفتم از ضرورت می دہد
گہ چنین بناید و گہ ضد این | جز کہ حیرانی نباشد کار دین
کاملان کز سر تحقیق آگہ اند | بیخود و حیران و مست و والہ اند
نے چنان حیران کہ پشتش سوی اوست | بل چنین حیران غرق و مست دوست
آن یکے را روی او شد سوی دوست | وین یکے را روی او خود روی دوست
روی ہر یک می نگر می دار پاس | بو کہ گردی تو ز خدمت روشناس

فرق درمیان محقق و مدعی کے بموجب حدیث لم نظر الی وجہ العالم عبادۃ

در فرق میان محقق و مدعی حدیث النظر الی وجہ العالم عبادۃ

ہے عبادت دیکھنا دانا کا رو | یہ سعادت کا ہے رستہ جان تو
اے بہت ابلیس آدم شکل ہین تو | ہاتھ مت دے ہر کسی ہاتھ میں
اسلئے دنیا شکاری ہے صفیر | تاکہ دھوکا مرغ کھا کر ہو اسیر
مرغ سن آواز اپنے جنس کی | آن پھنسا دام مین ہے آپ سے
قول صوفی کا چرا کر اہل تال | اس سے مقصد ہے کہ ہے ... خیال
روشنی گرمی ہین مردوں کا کام | حیا بے شرمی ہے نا اہلون کا کام
شیر نمدین بنا کے ہین لیکن | بو مسیلم کا لقب احمد رکھین
بو مسیلم کو لقب کذاب ہے | اور محمد کو اولو الالباب ہے
مشک کی مہر اس شراب حق پہ ہے | آتشون کی مہر و بادہ ... رکھے

دیدن دانا عبادت این بود | فتح ابواب سعادت این بود
اے بسے ابلیس آدم روی ہست | پس بہر دستے نباید داد دست
زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر | تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر
بشنود آن مرغ بانگ جنس خویش | از ہوا آید بیاید دام و نیش
حرف درویشان بدزدد مرد دون | تا بخواند بر سلیمے زان فسون
کار مردان روشنی و گرمی است | کار دونان حیلہ و بے شرمی است
شیر پشمین از برای کد کنند | بو مسیلم را لقب احمد کنند
بو مسیلم را لقب کذاب ماند | مر محمد را اولو الالباب ماند
آن شراب حق ختامش مشک ناب | بادہ را ختمش بود گند و عذاب

داستان بادشاہ جہود کی کہ نصرانیوں کے سبب تعصب مذہب ہلاک کرتا تھا مع حکایت استاد شاگرد

داستان پادشاہ جہودان کہ نصرانیان را میکشت بہر تعصب ملت تو و حکایت آن استاد و شاگرد

اک جہودوں میں تھا ظالم بادشاہ | دشمن عیسیٰ و نصرانی کا تھا
عہد عیسیٰ کا تھا وہ دور زماں | ہاں وہ موسیٰ کی موسیٰ اسکی جاں
احول وہ تھا اس شہ نے کی | حق کے دو ہمدم میں کی دوری ذرا
بولا اک استاد احول سے کہ جا | گھر میں تو اور باہر اس شیشے کو لا
گھر میں احول جو گیا بس دوڑ کے | شیشہ اک تھا اور آئے وان دو نظر
بولا احول شیشہ دو میں کونسا | لاؤں تیرے پاس دے مجھکو بتا
دو نہیں شیشے کہا استاد نے | احولی اور دوئی کو تو چھوڑ دے
بولا ای استاد تو طعنے کو چھوڑ | بولا استاد ایک ان دو میں تو توڑ
ایک کو توڑا تو دونوں گم گئے | مرد احول ہو گئے خشم و حرص سے
شیشہ اک تھا پر اسے دکھتے تھے دو | دوسرا کب ہو جو توڑا ایک کو
خشم و شہوت مرد کو احول کرے | استقامت روح کی زائل کرے
جب غرض آئی ہنر سب چھپ گئے | لاکھ پردے دل سے آنکھوں پر پڑے
دل میں رشوت لینا جب قاضی کرے | جانے کب ظالم کو مظلوم سے
شاہ کینے سے جہودوں کے ہوا | ایسا احول کہ امان دیوے خدا
مارا مومن و مظلوم کو ہزار | کہ پناہ ہوں دین موسیٰ کا مگر

بود شاہی در جہودان ظلم ساز | دشمن عیسیٰ و نصرانی گداز
عہد عیسیٰ بود و نوبت آن او | جان موسیٰ او و موسیٰ جان او
شاہ احول کرد در راہ خدا | آن دو دمساز خدائی را جدا
گفت استاد احولی را کاندر آ | رو برون آر از وثاق آن شیشہ را
چون درون خانہ احول رفت زود | شیشہ پیش چشم او دو می‌نمود
گفت احول زان دو شیشہ من کدام | پیش تو آرم بکن شرح تمام
گفت استاد آن دو شیشہ نیست رو | احولی بگذار و افزون بین مشو
گفت ای استا مرا طعنہ مزن | گفت استا زان دو یک را در شکن
چون یکی بشکست ہر دو شد ز چشم | مرد احول گردد از میلان و خشم
شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود | چون شکست آن شیشہ را دیگر نبود
خشم و شہوت مرد را احول کند | ز استقامت روح را مبدل کند
چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد | صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد
چون دہد قاضی بدل رشوت قرار | کی شناسد ظالم از مظلوم زار
شاہ از حقد جہودانہ چنان | گشت احول کالامان یا رب امان
صد ہزاران مومن مظلوم کشت | کہ پناہم دین موسیٰ را و پشت

سکھلانا وزیر کا مکر بادشاہ کو

تھا وزیر اس شاہ کا اک گبر | مکر سے پانی پہ دیتا تھا گرہ
بولا نصرانی پناہ دین کریں | دین اپنا شاہ سے پنہاں کریں
مار انہیں مت مارنا اچھا نہیں | مشک نے عنبر کہ دے تجھکو بوی دین
سر پوشیدہ اندر صد غلاف | وہ تیری ظاہر مطیع باطن خلاف
شاہ بولا اسکی تدبیر اب بتا | کہ علاج اس مکر و حیلے کا ہے کیا
تا نہ اک عالم میں نصرانی رہے | اور نہ ظاہر دین و نہ مخفی رہے
بولا ای شہ کاٹ میرے ناک کان | اور دست و لب کو با حکم گراں
جب لا دار کے نیچے مجھے تو | اور کوئی میری شفاعت تا کرے
برسر بازار یہ تو کام کرنا | تاکہ ہوں چاروں طرف یہ تشہیر

آموختن وزیر مکر پادشاہ را

او وزیری داشت رہزن عشوہ دہ | کو بر آب از مکر بربستی گرہ
گفت ترسایان پناہ دین کنند | دین خود را از ملک پنہان کنند
کم کش ایشان را کہ کشتن سود نیست | دین ندارد بوی مشک و عود نیست
سر پنہانست اندر صد غلاف | ظاہرش با تست و باطن بر خلاف
شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست | چارۂ این مکر و این تزویر چیست
تا نماند در جہان نصرانیی | نی ہویدا دین و نی پنہانیی
گفت ای شہ گوش و دستم را ببر | بینی ام بشکاف و لب در حکم مر
بعد از آن در زیر دار آور مرا | تا بخواہد یک شفاعت گر مرا
بر منادی گاہ کن این کار تو | بر سر راہی کہ باشد چار سو

شہر سے نکلوا دے اپنے مجھکو دور ‏/ تا کہ ڈالوں انمیں جا کر سو فتور
جب وہ دیکھیں قوم مجھسے دین کو ‏/ کام بالکل انکا ابتر خوار ہو
ڈالوں میں اُس قوم میں فتنہ و جنگ ‏/ ہووے شیطان مکر میرا سنکے دنگ
جو کروں نصرانیوں کے ساتھ آہ ‏/ ماجرا اسکا نہ آوے قال میں
جبکہ پہچانے وہ مجھکو رازدان ‏/ دوسرا پھر میں بچھاؤں جال وان
ڈالوں میں حیلے سے فریبوں میں انہیں ‏/ اور ڈالوں انکے اندر آفتیں
تا وہ ہاتھ اپنے سے اپنا خون تن ‏/ پس زمین پر ڈالیں کوتہ کر سخن

آنگهم از خود بران تا شهر دور ‏/ تا در اندازم در ایشان صد فتور
چون شنوند آن قوم از من حق یقین ‏/ کار ایشان سر بسر شد تیره گیر
در میان شان فتنه و شور افکنم ‏/ که اهرمن حیران بماند از فنم
آنچه خواهم کرد با نصرانیان ‏/ آن نمی‌آید کنون اندر بیان
چون شمارندم امین و راز دان ‏/ دام دیگرگون نهم در پیش شان
در حیل انگیزم ایشان را همه ‏/ واندر ایشان افکنم صد دمدمه
تا بدست خویش خون خویشتن ‏/ بر زمین ریزند کوته شد سخن

فریب سوچنا وزیر کا ساتھ نصرانیوں کے اور مکر کرنا اسکا

پس کہوں گا میں ہوں نصرانی بسر ‏/ ای خدا تو جانے مجھکو خوب تر
شاہ ایمان سے مرے واقف ہوا ‏/ مارنا چاہا تعصب سے مرا
چاہا تھا یہ دین پوشیدہ کروں ‏/ جو کہ دین اسکا ہے وہ ظاہر کروں
شاہ میرے بھید سے واقف ہوا ‏/ شہ کو میری بات میں شک ہو گیا
بولا سوزن تان میں تیری بات ہے ‏/ میرے دل سے روزن اک دل تک ترے
دیکھا اس روزن سے تیرے حال کو ‏/ اب میں کب سنتا ہوں تیرے قال کو
گر نہوتی مجھ پہ عیسے کی مدد ‏/ شاہ میرے ٹکڑے کرتا لے حسد
واسطے عیسے کی جان دیتا ہوں میں ‏/ اسکا احسان جان پر رکھتا ہوں میں
جان تک مجھکو دریغ عیسے سے کب ‏/ جانتا ہوں علم دین اسکا میں سب
مجھکو حسرت ہے کہ اسکا دین پاک ‏/ جاہلوں کے درمیان ہووے ہلاک
شکر حق کا اور عیسے کا کہ میں ‏/ پس ہوا ہوں رہنما اس دین میں
اور جہودی و جہودوں سے چھٹا ‏/ میں نے اس زنار کو جیسے لیا
دور دورہ اب ہے عیسے کا سنو ‏/ اسکے مذہب خاص کے تم بھید کو
جب وہ جانیں اپنا مجھکو پیشوا ‏/ سر رکھیں سب پائیں مجھسے فائدہ
جب وزیر اس مکر کو بتلا چکا ‏/ شہ کے دل سے فکر بالکل نکل گیا
جو کہا تھا ویسے ہی شہ نے کیا ‏/ خلق حیران تھی نہ بھید اسپر کھلا
پس کیا رسوا اُسے دربار میں ‏/ تا کہ واقف ہو ہر اک بازار میں

تلبیس اندیشیدن وزیر با نصاری و مکر او

پس بگویم من به سر نصرانیم ‏/ ای خدای رازدان میدانیم
شاه واقف گشت از ایمان من ‏/ در تعصب کرد قصد جان من
خواستم تا دین ز شه پنهان کنم ‏/ آنچه دین اوست آن ظاهر کنم
شاه بوی برد از اسرار من ‏/ متهم شد پیش شه گفتار من
گفت گفت تو چو نان در سوزن است ‏/ از دل من تا دل تو روزن است
من از آن روزن بدیدم حال تو ‏/ حال دیدم کی نیوشم قال تو
گر نبودی جان عیسی چاره‌ام ‏/ او جهودانه بکردی پاره‌ام
بهر عیسی جان سپارم سر دهم ‏/ صد هزاران منتش بر جان نهم
جان دریغم نیست از عیسی ولیک ‏/ واقفم بر علم دینش نیک نیک
حیف می‌آید مرا کان دین پاک ‏/ در میان جاهلان گردد هلاک
شکر یزدان را و عیسی را که ما ‏/ گشته‌ایم این دین حق را رهنما
از جهودی وز جهودان رسته‌ام ‏/ تا به زناری میان را بسته‌ام
دور دور عیسی است ای مردمان ‏/ بشنوید اسرار کیشش را بجان
چون شمارندم امین و مقتدا ‏/ سر نهندم جمله جویند اهتدا
چون وزیر آن مکر را بر شه شمرد ‏/ از دلش اندیشه را کلی ببرد
کرد با وی شاه آن کاری که گفت ‏/ خلق حیران مانده زان راز نهفت
کرد رسوایش میان انجمن ‏/ تا که واقف ز حالش مرد و زن

بھیجا اسکو جانب نصرانیاں | پس ہدایت کی شروع اسنے وہاں
تو نصاریٰ نے یہ دیکھا حال زار | اسکے اس بس ہوگئے وہ غمگسار
حال عالم کا بھی ایسا ہے پسر | کہ حسد سے پیدا ہوا یہ سر بسر

راه او را جانب نصرانیان | کرد در دعوت شروع او بعد از آن
چون جهان دیدند ترسایان زار | پیشه شان اندر غم او اشکبار
حال عالم اینچنین است ای پسر | از حسد می خیزد اینها سر بسر

جمع ہونا نصاریٰ کا وزیر کے پاس اور اسکا بھید بیان کرنا انکے سامنے

جمع آمدن نصاریٰ با وزیر و راز گفتن او با ایشان

سیکڑوں نصرانی پاس اس شخص کے | تھوڑے تھوڑے سے آن کے واں جمع ہوئے
وہ بیان کرتا تھا اُنسے با نیاز | بھید انجیل و زنار و نماز
وہ بیان کرتا تھا انسے فصیح | ہر گھڑی سب فعل اور قول مسیح
ظاہرا سمجھاتا وہ احکام تھا | پر وہ باطن میں صفیر و دام تھا
مسئلے اس سبب صحابی لیے | پوچھتے تھے مکر و شیطان نفس کے
کو وہ کیا ڈھونڈتے نہاں غرضیں | بس عبادت میں وہ دل خلاص ہو
فضل ظاہر کو نہ اسنے ڈھونڈتے | عیب باطن کو بس انسے پوچھتے
ذرہ ذرہ مکر و حیلے نفس کے | تس بوی گل و خس پہچانتے
جو عمر لیقہ سے حسن نے پایا فضل | وعظ ایسا اس سبب کرتا تھا فضل
اون صحابیوں میں تھے جو باریک بیں | وعظ سے حیران تھے انکے اہل راز

صد هزاران مرد ترسا سوی او | اندک اندک جمع شد در کوی او
او بیان میکرد با ایشان به راز | سر انگلیون و زنار و نماز
او بیان میکرد با ایشان فصیح | دائما ز اقوال و افعال مسیح
او بظاهر واعظ احکام بود | لیک در باطن صفیر و دام بود
بهر این بعضی صحابه از رسول | ملتمس بودند مکر نفس غول
کو چه آمیزد ز اغراض نهان | در عبادتها و در اخلاص جان
فضل طاعت را نجستندی ازو | عیب باطن را بجستندی که کو
مو بمو و ذره ذره مکر نفس | می شناسیدند چون گل از کرفس
گفت زان فضلی که دید با حسن | تا بدان شد وعظ و تذکیر تن
موشکافان صحابه جمله شان هم | خیره گشتندی دران وعظ و بیان

متابعت نصرانیوں کا اس وزیر جہود کے ساتھ

متابعت نصاریٰ آن وزیر جہود را

اسکے نصرانی ہوئے پیرو تمام | اصل کچھ بھی نہیں تقلید عام
مہر اسکی اپنے دلمیں رکھتے تھے | نائب عیسیٰ اسے وہ کہتے تھے
وہ بسر دجال کانے کا لعین | اے خدا فریاد رس تو ہے معین
سیکڑوں ہیں دام و دانہ اے خدا | ہم مثال مرغ پر حرص و بے نوا
ہم پھنسے ہر دم نئے پیر دام میں | باز اور سیمرغ گر بن کیا کریں
تو چھڑاتا ہے ہر دم اور ہم | پھر کھنسیں سب ہیں اگر دمبدم
ہم یہاں گندم کو جمع کرتے ہیں | اس ذخیرہ کو ہم اپنے کھوتے ہیں
ہم نے نہ سوچا یہ آخر ہوش سے | ہے خلل گندم میں کہ موش سے
موش نے سوراخ کوٹھی میں کیا | اس سے یہ غلہ برا ویران ہوا

دل بدو دادند ترسایان تمام | خود چه باشد قوت تقلید عام
در درون سینه مهرش کاشتند | نایب عیسی اش می پنداشتند
او بسر دجال یک چشم لعین | ای خدا فریاد رس نعم المعین
صد هزاران دام و دانه است ای خدا | ما چو مرغان حریص بی نوا
دمبدم ما بسته دام نویم | هر یکی گر باز و سیمرغی شویم
میرهانی هر دمی ما را و باز | سوی دامی میرویم ای بی نیاز
ما درین انبار گندم می کنیم | گندم جمع آمده گم میکنیم
می نیندیشیم آخر ما به هوش | کین خلل در گندم است از مکر موش
موش تا انبار ما حفره زده ست | وز فنش انبار ما ویران شده ست

خواب میں دیکھا پری ساں دلربا / اُسکے ساتھ ہمبستر شہوت سے ہوا
تخم بویا شور میں جو نسل کا / ہوش آیا تو خیال اُس سے گیا
تن پلید اور ضعف سر پایا زار / نقش وہ پیدا و ناپید الغیاث
مرغ اوپر اڑتا سایہ خاک پے / اڑتا جاتا ہے مثال مرغ کے
بیوقوف ہے وہ شکاری سایہ کا / یاں تلک دوڑا کہ عاجز ہو گیا
سمجھا نا یہ ہے عکس مرغ کا / اور نہ سمجھا یہ کہ اصل اُسکی ہے کیا
تیر مارا وہ طرف اس سایہ کے / خالی ترکش ہو گئے اور تیر دوڑ کر
ترکش اوسکی عمر کا خالی ہوا / اور شکار سایہ میں دوڑا تھکا

دلو را چون خور شیدا در خواب / پس ز شهوت ریزد او با دیو آب
چونکه تخم نسل در شوره بریخت / او بخویش آمد خیال از وی گریخت
ضعف سر بیند از آن و تن پلید / آه از آن نقش پدید ناپدید
مرغ بر بالا پران و سایه‌اش / می‌دود بر خاک پران مرغ‌وش
ابلهی صیاد آن سایه شود / می‌دود چندان که بی‌مایه شود
بی‌خبر کان عکس آن مرغ هواست / بی‌خبر که اصل آن سایه کجاست
تیر اندازد بسوی سایه او / ترکشش خالی شود در جست‌وجو
ترکش عمرش تهی شد عمر رفت / از دویدن در شکار سایه تفت

تحریص دلانے متابعت مرشد ولی اللہ کے

در تحریص متابعت ولی مرشد

سایہ حق کا کیا ہے دایہ جس کا / کر چھڑاتی ہے خیال و سایہ سے
سایہ اللہ کا ہے وہ بندہ خدا / مردہ ہے عالم میں وہ زندہ خدا
جلد دامن اسکا پکڑو بے گمان / تا نہ پہنچے آفت آخر زمان
کیف مد الظل ہے نقش اولیا / وہ دلیل نور خورشید خدا
جا تو اس جنگل میں لیکر دلیل / لا احب الآفلین کہہ جوں خلیل
سایہ سے خورشید کے تو طلب ہو / شمس تبریزی کے دامن کو نہ چھوڑ
گر نہیں ہے تجکو اس رہ کی سوجھ / یہ ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھ
گر حسد پکڑے ترا راہ میں گلو / کر حسد میں ہے غلو شیطان کو
وہ حسد سے رکھتا ہے آدم سے ننگ / اور حسد سے با سعادت اسکو جنگ
اس سے گھاٹی راہ میں مشکل نہیں / ہے وہ جسکا حاسد دل نہیں
بنگیا ہے گھر حسد کا یہ جسد / خاندان کل ہووے آلودہ حسد
خاندان اسکا حسد سے ہو تباہ / راج تجا دے حسد سے بادشاہ
گھر جسد خانہ حسد کا ہو ولیک / اس جسد کو حق کرے پاک و نیک
پاک پاکی آئے لیس اللہ سے / جو کہ تن کبر و ریا کینہ رکھے تو
طہرا بیتی ہے پاکی کا ظہور / گو طلسم خاک ہے گنج نور
بے حسد پر گر کرے مکر و حسد / اس حسد سے دل ہو کالا اور سیاہ

سایهٔ یزدان چو باشد دایه‌اش / وا رهاند از خیال و سایه‌اش
سایهٔ یزدان بود بندهٔ خدا / مردهٔ این عالم و زندهٔ خدا
دامن او گیر زوتر بی‌گمان / تا رهی از آفت آخر زمان
کیف مد الظل نقش اولیاست / کو دلیل نور خورشید خداست
اندرین وادی مرو بی این دلیل / لا احب الآفلین گو چون خلیل
رو ز سایه آفتابی را بیاب / دامن شه شمس تبریزی بتاب
ره ندانی جانب این سور و عرس / از ضیاء الحق حسام الدین بپرس
ور حسد گیرد ترا در ره گلو / در حسد ابلیس را باشد غلو
کو ز آدم ننگ دارد از حسد / با سعادت جنگ دارد از حسد
عقبه‌ای زین صعب‌تر در راه نیست / ای خنک آن کش حسد همراه نیست
این جسد خانهٔ حسد آمد بدان / کز حسد آلوده گردد خاندان
خانمانها از حسد گردد خراب / بازشاهی از حسد گردد تباب
گر جسد خانهٔ حسد گردد ولیک / آن جسد را پاک کرد الله نیک
یافت پاکی از جناب کبریا / جسم را از کبر و از حقد و ریا
طهرا بیتی بیان پاکی است / گنج نور است ار طلسمش خاکی است
چون کنی بر بی‌حسد مکر و حسد / زان حسد دل را سیاهی‌ها رسد

اردو		فارسی	
خاک پا مردان حق ہو لے ونگ	خاک ڈال اتو حسد پر بے درنگ	خاک شو مردان حق را زیر پا	خاک بر سر کن حسد را همچو ما

بیان حسد کرنے وزیر جہود کے		در بیان حسد کردن وزیر جهود	
وہ وزیر اک تھا حسد کا اس پسر	ناک کان اپنے کٹائے جھوٹ پر	آن وزیرک از حسد بودش نژاد	تا بباطل گوش و بینی باد داد
اس طمع پر کہ حسد کے نیش سے	سم اثر جان میں مسکین کے کرے	بر امید آن که از نیش حسد	زهر او در جان مسکینان رسد
جو کوئی کرتا حسد بینی سے وہ	کرتا ہے بے ناک بے کان آپ کو	هر کسی کو از حسد بینی کند	خویش را بی گوش و بی بینی کند
ناک اسے کہتے ہیں سونگھے جو کہ بو	اور بو لیجاوے اسکو تا بہ کو	بینی آن باشد که او بوی برد	بوی او را جانب کوی برد
جسکو بو اسکی نہ ہووے ناک ہے	بو وہ بو ہے کہ ہو دین پاک سے	هر که بویش نیست بی بینی بود	بوی آن بوییست کان دینی بود
لیگیا بو اور ناشکری کرے	کفر نعمت کرے ناک اسکی کٹے	چونکه بوی برد و شکر آن نکرد	کفر نعمت آمد و بینیش خورد
شکر کر اور شاکروں کا بندہ رہ	آگے انکے مردہ ہوا ور زندہ ہو	شکر کن مر شاکران را بنده باش	پیش ایشان مرده شو پاینده باش

پہچان لینا دانایان نصاریٰ کا مکر وزیر کو		فهم کردن حاذقان نصاری مکر وزیر را	
چون وزیر اب زہر نے مہری کیا	خلق کو دعوت نماز دین کی کیا	چون وزیر از زهر شد مایه بساز	خلق را او بر سیا دراز نماز
دین کا ناصح ہوا اور وزیر	کر کے حلوے میں ڈالا اسنے نیشتر	ناصح دین گشته آن کافر وزیر	کرده او از مکر در لوزینه سیر
دیکھا صاحب ذوق اسکی بات سے	پاتا اک تلخی تھا وہ لذات سے	هر که صاحب ذوق بود از گفت او	لذتی می دید و تلخی جفت او
کہتے وہ کہتا تھا مخمل میں شکر	زہر دیتا تھا گلاب و قند میں	نکته ها می گفت او آمیخته	در جلاب و قند زهری ریخته
تو نہ ہو مغرور اس کی بات سے	سو برائی آمیں ہیں اسواسطے	هان مشو مغرور زان گفت نکو	زانکه دارد صد بدی در زیر او
جو گذشت ہر باتیں اسکی زشت جان	جو کہیں مرد وہ نہیں ہے آمیں جان	هر که باشد زشت گفتش زشت دان	هر چه گوید مرده آن نیست جان
بات انسان کی ہے جز انسان کا	نان ہے وہ جو ہے پارہ نان کا	گفت انسان پاره انسان بود	پاره از نان یقین که نان بود
وہ علی نے یہ مثال جاہلان	کہ گا مزبلہ پہ ہے سبزہ عیان	زان علی فرمود نقل جاهلان	بر مزابل همچو سبزه است ای فلان
ایسے سبزے پر اگر بیٹھا کوئی	بے شبہ بیٹھا نجاست پر خود ہی	بر چنان سبزه هر آنکو بر نشست	بر نجاست بی گمان بنشسته است
دور کرلینے سے تو اب یہ حدیث	تا نماز فرض لے ہو دے عبث	بایدش خود را بشستن از حدث	تا نماز فرض او نبود عبث
ظاہر اک نکتہ دین میں حسب ہے	اور اثر سے کشا جانکو ست ہو	ظاهرش می گفت در ره چست شو	وز اثر می گفت جان را سست شو
ظاہرا جانمہ تو رکھتی ہر سفید	دست و جامہ ہو سیہ اے نا امید	ظاهر نقره گر اسپیدست و نو	دست و جامه می سیه گردد ازو
سرخ و آتش نمرود سے گرچہ ہے	فعل ہے اسکے سیاہ ہے دیکھلے	آتش ار چه سرخ رویست از شرر	تو ز فعل او سیه کاری نگر
برق روشن گرچہ آتی ہے نظر	لیک دیتی ہے بصر کو وہ ضرر	برق اگر چه نور آید در نظر	لیک هست از خاصیت دزد بصر
جو ملا وہ اہل ہوش و ذوق تھا	اسکی باتوں نے وہ پھندیں گھیرا	هر که جز آگاه و صاحب ذوق بود	گفت او در گردن او طوق بود

تا زنے شش سال در ہجران شاہ — شد وزیر اتباع عیسے را پناہ
دین و دل را کل بدو بسپرد خلق — پیش امر و نہی او می مرد خلق
آخر الامر از براے آن مراد — تا دہد چون خاک ایشان را بباد

چھ برس تک ہجر شہ میں وہ وزیر — رکھتا تھا عیسائیون پر دار و گیر
دین و دل اپنا اُسے دیتی تھی خلق — آگے اُسکے حکم کے مرتی تھی خلق
الغرض اس اپنے مقصد کے لئے — تا کیا برباد انھیں خون خاک کے

پیغام شاہ نہانی بسوے وزیر پر تزویر

پوشیدہ پیغام بھیجنا بادشاہ کا طرف اُس وزیر مکار کے

در میان شاہ و او پیغامہا — شاہ را پنہان بدو آرامہا
پیش او بنوشت شہ کای مقبلم — وقت آمد زود فارغ کن دلم
زانتظارم دیدہ و دل بر رہست — زین غمم آزاد کن گر وقت ہست
گفت اینک اندرین کارم شہا — کافگنم در دین عیسے فتنہا
قوم عیسے را بد اندر دار و گیر — حاکمانشان دہ امیر و دو امیر
ہر فریقے مر امیرے را تبیع — بندہ گشتہ میر خود را از طمع
این دہ و آن دو امیر و قومشان — گشتہ بندہ آن وزیر بدنشان
اعتماد جملہ بر گفتار او — اقتداے جملہ بر رفتار او
پیش او در وقت و ساعت ہر امیر — جان بدادی گر بدو گفتی بمیر
چون زلون کرد آن جہود [illegible] — فتنہ انگیخت از [illegible]

شاہ کے اُسکے تھے آپس میں پیام — شہ کو پنہان اُس سے تھی تسکین تمام
شاہ نے لکھا اُسے اے رازدان — وقت ہے کر میری فارغ جلد جان
منتظر ہون آنکھ و دل کا تکتا ہے راہ — کر مجھے بے غم اگر ہے دستگاہ
بولا شاہا ہون اسی میں کام میں — ڈالون فتنے دین میں عیسے کے بڑے
قوم عیسے کی تھی اندر دار و گیر — اور حاکم اُنکے تھے بارہ امیر
ہے گروہ ہر اک مطیع اک میر کا — اور طمع سے میر کا تابع ہوا
وہ جو تھے کچھ قوم کے بارہ امیر — ہو گئے دل جان سے تابع وزیر
اعتماد اُن سبکو اُسکے قال پر — اقتدا اُن سبکو اُسکی چال پر
بس اسی وقت اور اسی دم جو وزیر — کہتا مرنے کو تو مرتا ہر امیر
اس جہودی نے کیا سبکو خراب — کرکے بس ڈالے فتنے بے حساب

تخلیط وزیر در احکام انجیل و مکر آن تو

گڈبڈ کرنا وزیر کا احکام انجیل کو از راہ مکر و فریب کے

ساخت طومارے بنام ہر یکے — نقش ہر طومار دیگر مسلکے
حکمہاے ہر یکے نوعے دگر — این خلاف آن ز پایان تا بسر
در یکے راہ ریاضت را و جوع — رکن توبہ کردہ و شرط رجوع
در یکے گفتہ ریاضت سود نیست — اندرین رہ مخلصے جز جود نیست
در یکے گفتہ کہ جوع و جود تو — شرک باشد از تو با معبود تو
جز توکل جز کہ تسلیم تمام — در غم و راحت ہمہ مکرست و دام
در یکے گفتہ کہ خدمت واجبست — ورنہ اندیشہ توکل تہمت است
در یکے گفتہ کہ امر و نہی ہاست — بہر کردن نیست شرح عجز ماست
تا کہ عجز خود ببینیم اندران — قدرت حق را بدانیم آن زمان
در یکے گفتہ کہ عجز خود مبین — کفر نعمت کردنست آن عجز ہین

نام پر ہر اک کے اک لکھی کتاب — ہر طریقے پر علحدہ تھی کتاب
حکم تھا ہر ایک کا نوعے دگر — یہ خلاف اُسکا تھا پا سے سر بسر
ایک میں لکھا ریاضت اور جوع — رکن توبہ کا ہے اور شرط رجوع
ایک میں لکھا ریاضت کچھ نہیں — مخلصے بے جود نے ہو یا یقین
ایک میں لکھا کہ بھوک اور جود سے — شرک ہوتا ہے تجھے معبود سے
جز توکل اور جز تسلیم کے — رنج اور راحت میں مکر و دام ہے
ایک میں لکھا ہے خدمت واجبات — اور توکل پر ہے چلنا واہیات
ایک میں لکھا کہ نہی اور امر ہے — واسطے کرنے کے نے بل عجز کے
تا کہ اپنے عجز کو ہم جان لیں تو — قدرت حق کو ہم اُس دم مان لیں
ایک میں لکھا یہ مت دیکھ اب عجز تو — کفر نعمت ہے جو دیکھے عجز کو

قدرت اپنی دیکھ قدرت کر کی ہو | تیری قدرت سبکی نعمت جان لے
ایک مین لکھا کہ ان دونون سے چھٹ | بت ہین تیرے راہ مین ہو تم انسی موڑ
ایک مین لکھا بجھا مت شمع کو | یا نظر جو شمع آئی جسم کو
چھوڑ دیوے گر نظر تو اور خیال | تیرے شب مین دیکھا شمع وصال
ایک مین لکھا نہ ڈر تو اسکو مار | اک کے بدلے مین تو پاوی سو ہزار
جان اپنا دے ہووے جو شمع کو | تیری مجنون ہوکے لیلے سب ہے
ترک دنیا چننے کی بس زہد ہے | دنیا اسکو پہلے سے زیادہ ملے
ایک مین لکھا دیا جو حق نے ہے | تجھے شیرین کر دیا اللہ نے
کر دیا آسان تجھ پر وہ تو سے | رنج مردے مین ہر گز مت کھینچے
ایک مین لکھا کہ ملک اپنی کو چھوڑ | بدہم مرغوب طبع منہ اس سے موڑ
مختلف مین سب آسان ہوتین | لیتین سبکو مثال جان ہوتین
حق کو راحت کرنا ہوتا اور کا | ہر جہود و گبر واسکو جانت
ایک مین لکھا کہ بس راحت ہے وہ | اگر حیات دل غذای جان ہو
جو کر مرغوب طبع کو چھوڑ دے | جون زمین شورہ ثمر و کسب ملے
جز پشیمانی نہ کچھ سے حصول | جز خسارہ کے نہ قیمت سے ہو
عاقبت مین وہ نہین راحت سے | نام اسکا نیچ ہووے جان لے
نیچ کو راحت سے اب تو جان لے | اب جمال اسکا و اسکا دیکھ لے
ایک مین لکھا طلب استاد کر | نے حسب مین عاقبت مین ہو البشر
عاقبت نے دیکھا ہر اصل کو ہی | ز التوان مین پڑ گئے اسواسطے
عاقبت بینی نہیں ہے دیکھیا | اختلاف دین ہوتا ہے سب تو
ایک مین لکھا کہ استاد ہی تو ہی | کیون استا کا شناسا ہے تو ہی
مرد ہو اور ان مردان تو نہ ہو | جان تو تمام ہو و سرگردان نہ ہو

قدرت خود بین کزین قدرت ازوست | قدرت تو نعمت او دان که هوست
در یکی گفته کزین دو در گذار | بت بود هر چه بگنجد در نظر
در یکی گفته مکش این شمع را | کاین نظر چون شمع آمد جمع را
از نظر چون بگذری واز خیال | کشته باشی نیم شب شمع وصال
در یکی گفته بکش باکی مدار | تا عوض بینی یکی را صد هزار
که ز کشتن شمع جان افزون شود | لیلیت از صبر تو مجنون شود
ترک دنیا هر که کرد از زهد خویش | بیش آید پیش او دنیا و بیش
در یکی گفته که آنچه داد حق | بر تو شیرین کرد در ایجاد حق
بر تو آسان کرد و خوش آنرا بگیر | خویشتن را در میفکن در زحیر
در یکی گفته که بگذار آن خود | کان قبول طبع تو رد است و بد
راههای مختلف آسان شده | هر یکی را ملتی چون جان شده
گر میسر کردن حق ره بدی | هر جهود و گبر ازو آگه شدی
در یکی گفته میسر آن بود | که حیات دل غذای جان بود
هر چه ذوق طبع باشد چون گذشت | بر نیارد همچو شوره ریع و کشت
جز پشیمانی نباشد ریع او | جز خسارت پیش نارد بیع او
آن میسر نبود اندر عاقبت | نام او باشد معسر عاقبت
تو معسر از میسر باز دان | عاقبت بنگر جمال این و آن
در یکی گفته که استادی طلب | عاقبت بینی نیابی در حسب
عاقبت دیدند هر گون ملتی | لاجرم گشتند اسیر زلتی
عاقبت دیدن نباشد دست باف | ورنه کی بودی ز دینها اختلاف
در یکی گفته که استا هم توی | زانکه استا را شناسا هم توی
مرد باش و سخرهٔ مردان مشو | رو سر خود گیر و سرگردان مشو

ایک مین لکھا کہ سب کچھ ایک ہے — مرد احول ہے جو دو دیکھا اسے
ایک مین لکھا کہ سوا اک کیونکہ ہو — یہ جو سوچے اسکو دیوانہ کہو
ایک کی ضد دوسرے کا قول تھا — زہر و شکر ایک کیونکر ہو بھلا
اختلاف اندر معانی لفظ کے — رات و دن اور خار و گل کو دیکھ لے
جب تلک چھوڑے نہ شکر زہر تو — کب ملے گلزار وحدت سے یہ بو
وحدت اندر وحدت اک ہی مثنوی — جا زمین سے آسمان تک معنوی

وان یکی گفتہ کہ این جملہ یکیست — ہر کہ دو بیند احول مرد کیست
وان یکی گفتہ کہ صد یک چون بود — این کہ اندیشد مگر مجنون بود
ہر یکی قولیست ضد یکدگر — چون یکی باشد بگو زہر و شکر
در معانی اختلاف و در صور — روز و شب بین خار و گل سنگ و گہر
تا ز زہر و از شکر در نگذری — کے تو از گلزار وحدت بو بری
وحدت اندر وحدت است این مثنوی — از سمک رو تا سماء ای معنوی

بیچ بیان اس بات کے کہ اختلاف صورت مین ہے نہ حقیقت مین

در بیان آنکہ اختلاف در صورت روش ست نہ در حقیقت

اس طرح بارہ کتابون کو لکھا — اس عدو دین عیسے نے ولا
اسکو یکرنگی عیسے سے نہ بو — اور مزاج خم عیسے سے نہ خو
کرتا یکتا رنگ وہ خم صفا — ہوتا گر اک رنگ جامہ جون ضیا
نے وہ یکرنگی کہ جس سے ہو ملال — بلکہ مثل ماہی اور آب زلال
گرچہ خشکی مین ہزارون رنگ ہین — مچھلیان خشکی سے رکھتی جنگ ہین
کون مچھلی کیسا دریا فی المثل — مثل آئیگی کب خدا عز و جل
سیکڑون دریا و مچھلی جسم مین — سجدہ اس دریائے بخشش کو کرین
ہوئی ہے بارش بخشش کی چند بار — اس دریا سے ہوا گوہر نثار
چمکا کتنی بار خورشید کرم — سیکھے تا جود ابر و دریا نے بہم
آفتاب جود چمکا چند بار — ذرے سرگردان ہوئے تب او نثار
آب و گل پر ذات نے پرتو کیا — تب زمین نے دانہ اپنے مین لیا
خاک امین ہے تو نے بویا اسمین جو — بے خیانت اس سے پائی جنس کو
یہ امانت اس عنایت سے ملی — چمکا شمس عدل اوسپر جو انکے
تا نشان حق کا نہ پائے نو بہار — خاک نی کرتی ہے اسرار آشکار
اس جمادی کو دیا جواد نے — یہ خبر اور یہ امانت جان لے
وہ جمادی لطف سے ہوتا ہے جان — زمہریر اس قہر سے بس ہے نہان
ہو جمادی فضل سے اسکے لطیف — کل شی من ظریف ہو ظریف

زین نمط زین نوع دہ طومار و دو — بر نوشت آن دین عیسی را عدو
او ز یکرنگی عیسی بو نداشت — وز مزاج خم عیسی خو نداشت
جامہ صد رنگ از آن خم صفا — سادہ و یکرنگ گشتی چون ضیا
نیست یکرنگی کزو خیزد ملال — بل مثال ماہی و آب زلال
گرچہ در خشکی ہزاران رنگہاست — ماہیان را با یبوست جنگہاست
کیست ماہی چیست دریا فی المثل — تا بدان ماند خدا عز و جل
صد ہزاران بحر و ماہی در وجود — سجدہ آرد پیش آن دریای جود
چند باران عطا باران شدہ — تا بدان آن بحر در افشان شدہ
چند خورشید کرم افروختہ — تا کہ ابر و بحر جود آموختہ
چند خورشید کرم تابان شدہ — تا بدان آن ذرہ سرگردان شدہ
پرتو دانش زدہ بر آب و طین — تا شدہ دانہ پذیرندہ زمین
خاک امین و ہر چہ در وی کاشتی — بی خیانت جنس آن برداشتی
این امانت زان عنایت یافتست — بے خیانت جنس آن بر داشتی
تا نشان حق نیارد نو بہار — خاک سرہا را نسازد آشکار
آن جوادی کو جمادی را بداد — این خبرہا وین امانت وین سداد
آن جماد از لطف چون جان میشود — زمہریر از قہر پنہان میشود
آن جمادی گشت از فضلش لطیف — کل شی من ظریف ہو ظریف

مجاز کو تو اعدد کے ساتھ کیا ہو یہان یک وحدت ہے کہ جماد کی صورتین کثرت ہی ہر طالب حق کو چاہیے کہ مقام طلب مین ۔۔

هر جمادی را کند فضلش خبیر	عاقلان را کرده قهر او ضریر
جان و دل را طاقت این جوش نیست	با که گویم در جهان یک گوش نیست
هر کجا گوشی بد از وی چشم گشت	هر کجا سنگی بد از وی یشم گشت
کیمیاساز است چه بود کیمیا	معجزه بخش است چه بود سیمیا
این ثنا گفتن ز من ترک ثناست	کین دلیل هستی و هستی خطاست
پیش هست او بباید نیست بود	چیست هستی پیش او کور و کبود
گر نبودی کور ازو بگداختی	گرمی خورشید را بشناختی
ور نبودی او کبود از تعزیت	کی فسردی همچو یخ این ناحیت

فضل دانا ہر جمادی کو کرے	قہر نابینا عقیلون کو کرے
جان و دل میں ہوش یہ کیسے کہو	گوش شنوا اک نہیں کس سے کہون
کان تھا جس جا وہ چشم اس سے ہوا	سنگ تھا جس جا یشم اس سے بنا
کیمیاگر ہے وہ کیا ہے کیمیا	معجزہ بخش ہے وہ کیا ہے سیمیا
اے ثنا کرنا مری ترک ثنا	یہ دلیل ہستی اور ہستی خطا
آگے اوسکے ہست کو نیست ہیں	ہست ہونا کیا ہے اندھا تیرہ بین
گر نہ اندھا ہوتا گلتا اس سے تو	جانتا تو گرمی خورشید کو
گر نہ ہوتا تیرہ بین کا غم تجھے	مثل یخ کب جمتا اندر دہر کے

در بیان خسارت وزیر درین خدعه و مکر

بیان گمراہی وزیر کا اس مکر و فریب میں

همچو شه نادان و غافل بد وزیر	پنجه می زد با قدیم ناگزیر
با چنان قادر خدای کز عدم	صد چو عالم هست گرداند بدم
چونکه چشمت را بخود بینا کند	صد چو عالم در نظر پیدا کند
گر جهان پیشت بزرگ و بی بنیست	پیش قدرت ذره میدان که نیست
این جهان خود حبس جانهای شماست	هین روید آن سو که صحرای شماست
این جهان محدود و آن خود بیحد است	نقش و صورت پیش آن معنی سد است
صد هزاران نیزهٔ فرعون را	در شکست آن موسی با یک عصا
صد هزاران طب جالینوس بود	پیش عیسی و دمش افسوس بود
صد هزاران دفتر اشعار بود	پیش حرف امیی اش عار بود
با چنان غالب خداوندی کسی	چون نمیرد گر نباشد او خسی
بس دل چون کوه را انگیخت او	مرغ زیرک با دو پا آویخت او
فهم و خاطر تیز کردن نیست راه	جز شکسته می نگیرد فضل شاه
ای بسا گنج آگنان کنج کاو	کان خیال اندیش را شد ریش گاو
گاو که بود تا تو ریش او شوی	خاک چه بود تا حشیش او شوی
زر و نقره چیست تا مفتون شوی	چیست صورت تا چنین مجنون شوی

مثل شہ نادان وہ غافل تھا وزیر	لڑتا تھا وہ باشہنشاہ قدیر
اوسکے سب محتاج وہ حی قدیر	لایزال ولم یزل فرد و بصیر
ایسے حق کے ساتھ کر از راہ عدم	ایسے سو عالم کرے ہست ایکدم
تجکو بینا آپ سے گر وہ کرے	ایسے سو عالم وہ دکھلاوے تجھے
یہ جہان تجھکو بڑا گرچہ دکھے	اسکے آگے ذرہ اک معدوم ہے
قیدخانہ تیری جان کو ہے جہان	ہو نکل کر اور بھاگ سوے لامکان
یہ جہان محدود وہ بیحد وہ جہان	نقش صورت پردہ ایں معنی کا جان
لاکھون تیر لشکر فرعون کے	توڑے موسے نے عصا پاک سے
سیکڑون حکمت تھی جالینوس کی	اس دم عیسے کے آگے ہیچ تھے
سیکڑون دفتر تھے جو اشعار کے	حرف امی کے وہ آگے خوار تھے
ایسے غالب حق سے کوئی سامنے	کیون نہ جان دے گر نہیں وہ لوچ
دل ادکھیڑا کوہ کے تھا مثل جو	الٹا اس لٹکایا دانا مرغ کا
بے ذکاوت سے ملی ہے حق کی راہ	دل شکستہ کو ہے لیتا فضل شاہ
ای بہت سے اہل دولت گنج سی	ریش گاو آخر ہوے مکار کے
گاو کیا ہے ریش اسکی تو بنے	خاک کیا ہے گھاس اوسپر تو جمے
کیا ہے سیم و زر کہ مفتون تو بنے	کیا ہے صورت جسکا تو مجنون بنے

ای پسر این باغ تو زندان تست / ملک و مال تو بلای جان تست
آن جماعت را که ایزد مسخ کرد / آیت تصویرشان را نسخ کرد
چون زنان از کار بد شد روی زرد / مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد
عورتی را زہرہ کردن مسخ بود / آب و گل گشتن نہ مسخ است ای عنود
روح می برد سوی چرخ برین / سوی آب و گل شدی اسفل سافلین
خویشتن را مسخ کردی زین سفول / زان وجودی کہ بدان رشک عقول
پس ببین این مسخ کردن چون بود / پیش آن مسخ بغایت دون بود
اسپ ہمت سوی اختر تاختی / آدم مسجود را نشناختی
آخر آدم زادہ ای ای ناخلف / چند پنداری تو پستی را شرف
چند گوئی من بگیرم عالمی / وین جہان را پر کنم از خود ہمی
گر جہان پر برف گردد سربسر / تاب خور بگدازدش از یک نظر
وزر او و صد وزیر و صد ہزار / نیست گرداند خدا از یک شرار
عین آن تخییل را حکمت کند / عین آن زہراب را شربت کند
ور جرابی گنجہا پنہان کند / خار را گل جسمہا را جان کند
آن گمان انگیز را سازد یقین / مہرہا رویاند از اسباب کین
پرورد در آتش ابراہیم را / ایمنی روح سازد بیم را
از سبب سازیش من سودائیم / وز سبب سوزیش سوفسطائیم
در سبب سازیش سرگردان شدم / در سبب سوزیش ہم حیران شدم

یہ ترا باغ اے پسر زندان ہے / مال تیرا سب بلای جان ہے
اس جماعت کو کہ حق نے مسخ کی / آیت تصویر انکی نسخ کی
زن جو بدکاری سے شہرہ ہو گئی / مسخ کر حق نے اسے زہرہ کر کر
زن کا زہرہ ہونا بس مسخ ہے / آب و گل سے تو طرف اسفل کے ہے
روح جاتی ہے طرف افلاک کے / آب و گل سے تو طرف اسفل کے ہو
مسخ اس سفلی میں اپنے کو کیا / اس بدن سے جو نیا علو پہ تھا
اس سے بدتر مسخ اب کیا اور ہے / مسخ عالی چھوڑ کر دانا نے
اسپ ہمت کو بٹایا پستی میں / آدم مسجود کو جانا نہیں
آخر آدم زاد ہے اے ناخلف / کب تلک جانیگا پستی کا شرف
تو کہے کب تک کہ میں عالم کو لوں / اس جہانکو اک قلم خود سے بھروں
گر جہان بھر جای سارا برف سے / پرتو خورشید سے دم میں گلے
وزر اسکا اور ایسے سو ہزار / نیست کر دی اک شرر سے کردگار
عین اس تخییل کو حکمت کرے / عین اس زہراب کو شربت کرے
وہ یقین اہل گمان کو بخشدی / کینہ سے ظاہر محبت کو کرے
وہ یقین اہل گمان کو بخشدی / کینہ سے ظاہر محبت کو کرے
آگ میں پالے ہے ابراہیم کو / روح پر ایمن کرے ہے بیم کو
اسکے اسبابوں سے میں سودائی ہوں / اسکی بے سببی سے سوفسطائی ہوں
اسکے اسبابوں میں سرگردان ہوں میں / اسکی بی سببی سے میں حیران ہوں

مکر کردن وزیر در خلوت نشستن و شور افگندن در قوم

مکر کرنا وزیر کا اور خلوت میں بیٹھنا اور شور مچا دینا قوم میں

چون وزیر از مکر بد اعتقاد / دین عیسی را بدل کرد از فساد
مکر دیگر آن وزیر از خود ببست / وعظ را بگذاشت در خلوت نشست
در مریدان درفگند از شوق سوز / بود در خلوت چہل پنجاہ روز
خلق دیوانہ شدند از شوق او / از فراق حال و قال و ذوق او
لابہ و زاری ہمی کردند و او / از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو

جو وزیر بے حیا مکار تھے / دین کو عیسے کے بدلا مکر سے
مکر اک تازہ کیا اپنے وہیں / وعظ چھوڑا اور ہوا خلوت نشین
شوق کے مارے مریدوں کو تھا سوز / وہ رہا چلے میں بس چالیس روز
خلق دیوانہ تھی اسکے شوق سے / اور فراق حال و قال و ذوق سے
یہ خوشامد کرتی اور زاری میاں / وہ ریاضت سے تھا چلے میں نہاں

گفت لیکن بے تو مارا نیست نور — بے عصاکش چون بود احوال کور
از سر اکرام و از بہر خدا — بیش ازین از خود مارا مجدا
ما چو طفلانیم و مارا دایہ تو — بر سر ما گستران آن سایہ تو
گفت جانم از محبان دور نیست — لیک بیرون آمدن دستور نیست
آن امیران در شفاعت آمدند — وان مریدان در ضراعت آمدند
کاین چہ بدبختیست مارا اے کریم — از دل و دین ماندہ ما بے تو یتیم
تو بہانہ میکنی و ما ز درد — می زنیم از سوز دل دمہای سرد
ما بگفتار خوشت خو کردہ ایم — ما ز شیر حکمت تو خوردہ ایم
اللہ اللہ این جفا با ما مکن — لطف کن امروز فردا کن مکن
میدہد دل مر ترا کین بیدلان — بے تو گردند آخر از بے حاصلان
جملہ در خشکی چو ماہی می طپند — آب را بگشا ز جو بردار بند
اے کہ چون تو در زمانہ نیست کس — اللہ اللہ خلق را فریاد رس

تو نہ ہے تیرے نہ ہمکو نور ہے — بے عصاکش جیسے عاجز کور ہے
تو کرم سے ہمکو اور بہر خدا — اس قدر بادہ مت کر اپنے سے جدا
طفل کودک ہم ہماری دایہ تو — تو ہماری سر پہ ڈال اوس سایہ کو
بولا ہے جان مری کب دور پر — باہر آنیکا نہیں دستور ہے
وہ امیر آکے سفارش کرنے لگے — اور مرید التجا زاری کرنے لگے
کیا ہماری بدنصیبی ہے کریم — دین و دل سے ہم ہیں بے تیرے یتیم
تو بہانہ کرتا ہے ہم روتے — آہ کرتے ہیں تو دل میں سوز ہے
خوش کلامی کی تری عادت ہمیں — شیر حکمت کی تری حاجت ہمیں
اللہ اللہ ظلم ایسا ہم پہ تو نہ کر — لطف کر آج اور کل پر نہ دھر
ہمکو دل دیتے ہیں یہ بیدل تمام — بے ترے ناکام ہوویں یہ مدام
سب ہی ہیں طپان خشکی میں سب — چھوڑ پانی کھول دے تو نہر آب
اے زمانے میں نہ تجھسا کوئی کس — اللہ اللہ خلق کا فریاد رس

دفع کردن وزیر مریدان را از اتباع خود

دفع کرنا وزیر کا مریدوں کا واسطے متابعت اپنی کے

گفت ہان اے سخرگان گفتگو — وعظ و گفتار زبان و گوش جو
پنبہ اندر گوش حس دون کنید — بند حس از چشم خود بیرون کنید
پنبہ آن گوش سر گوش سر است — تا نگردد این کر آن باطن کر است
بے حس و بے گوش و بے فکرت شوید — تا خطاب ارجعی را بشنوید
تا بگفت و گوی بیداری دری — تو ز گفت خواب بوئی کے بری
سیر بیرونیست قول و فعل ما — سیر باطن ہست بالای سما
حس خشکی دید کز خشکی بزاد — موسی جان پای در دریا نہاد
سیر جسم خشک بر خشکی فتاد — سیر جان پا در دل دریا نہاد
چونکہ عمر اندر رہ خشکی گذشت — گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ دشت
آب حیوان را کجا خواہی تو یافت — موج دریا را کجا خواہی شکافت
موج خاکی فہم و وہم و فکر ماست — موج آبی صحو و سکر است و فناست
تا درین سکری ازان سکری تو دور — تا ازین مستی ازان جامی نفور

بولا ہاں اے قیدیان گفتگو — وعظ اور باتوں کی تمکو جستجو
روئی گوش حس کو ٹھونسو اندر کان کے — جس کا پردہ تم اٹھاؤ آنکھ سے
گوش باطن کا ہے پنبہ گوش سر — تا نہ ہووے کر وہ باطن کا ہے کر
بے حس بے کان اور بے فکر ہو — تا خطاب ارجعی کو تم سنو
قال و بیداری میں جب تک تم ہو — خواب کی باتوں کو تم پھر کب سنو
سیر ہی قول و فعل سیر ظاہری — آسمانوں پر ہے سیر باطنی
حس خشکی دیکھی خشکی زاد نے — جان کے موسیٰ کا پاؤں دریا میں ہے
سیر جسم خشک خشکی پر گرے — سیر جان دریا کے دل میں پاؤں رکھے
عمر تیری راہ خشکی میں گئی — گاہ کوہ گاہ صحرا میں گئی
آب حیوان کو کہاں تو پائیگا — موج دریا میں کہاں تو جائیگا
موج خاکی فہم و وہم و فکر ہا — موج آبی سکر اور محو و فنا
تا کہ جب تک ہے وہ اس سکر سے — مستی جب تک ہے وہ کب ملے

گفتگو ظاہری کی برمثل غبار خامشی کی کر تو عادت ہوشیار

مکر کرنا مریدون کا کہ خلوت کو چھوڑ دے

بولے وہ سب اے حکیم عیب جو — ہم سے مت کر یہ فریب اور مکر تو

ابتدا سے جو کیا ہمکو قبول — انتہا تک رحم وہ بے رکھ نزول

تو ہماری ضعف سے آگہ ہوا — تو ہمارے درد کی جانے دوا

جانور پر قدر طاعت بار رکھ — عاجزون پر قدر قوت کار رکھ

دانہ ہر مرغ اپنے اندازی سے لے — طعمہ ہر باغ کیا انجیر ہے

شیر کی جا طفل کو روٹی جو دے — طفل عاجز کی وہ روٹی جان لے

جبکہ نکلیں دانت اسکے بعد — تو دکر دی روٹی کی دل سے کھینچ

مرغ بے پر کا اگر از خود اڑے — گربہ مکار کا لقمہ بنے

پر نکل آئین تو خود اڑنے لگے — بے تکلف بے خطر پھرنے لگے

دلکو گویائی تیری چپ کرے — اور ہمارے گوش کو وہ ہوش دے

ہوش ہمارے گوش کا تیرا لبا — خشک ہمارا بحر تو دریا نال لو

خاک بہتر تیرے ساتھ افلاک سے — آسمان روشن زمین تک تجھسے ہو

بے تری سفلی ہین ہم افلاک پر — با تری علوی ہین ہم اب خاک پر

صورت رفعت رکھے ہے آسمان — معنے رفعت رکھے ہے پاک جان

صورت رفعت کو رکھنا جسم ہے — جسم معنے کے مقابل اسم ہے

اللہ اللہ دیکھ ہمارا جان و تن — لا تفسطنا فقد طال الحزن

جواب دینا وزیر کا کہ مین خلوت کو نہین چھوڑ سکتا ہون

بولا حجت اپنی تم کوتاہ کرو — یہ نصیحت جان و دل مین تم رکھو

گر امین ہون متہم کب ہے امین — آسمان کو گر کہون مین ہے زمین

گر مین کامل ہون تو پھر انکار کیون — اور نہین ہون مین تو اصرار کیون

مین نہین نکلونگا بس خلوت سے آ — کیونکہ مشغول اب ہوا ہون ساتھ حق

اعتراض کرنا مریدون کا خلوت پذیری وزیر سے کر

گفتگوی ظاہر آمد چون غبار — مدتی خاموش کن مین ہوشیار

مکر کردن مریدان کہ خلوت را بشکن

جملہ گفتند ای حکیم رخنہ جو — این فریب و این جفا با ما مگو

چون پذیرفتی تو ما را ز ابتدا — مرحمت کن همچنین تا انتها

ضعف و عجز و فقر ما دانستہ — درد ما را ہم دوا دانستہ

چارپا را قدر طاقت بار نہ — بر ضعیفان قدر قوت کار نہ

دانہ ہر مرغ اندازہ وی ست — طعمہ ہر مرغ انجیر کے ست

طفل را گر نان دہی بر جای شیر — طفل مسکین را از آن نان دان گیر

چونکہ دندانہا بر آید بعد از ان — ہم بخود گردد دلش جویای نان

مرغ پر نارستہ چون پران شود — لقمہ ہر گربہ دران شود

چون بر آرد پر بپرد او بخود — بی تکلف بی صفیر نیک و بد

دیو را نطق تو خاموش میکند — گوش ما را گفت تو ہش میکند

گوش ما ہوش ست چون گویا تو — خشک ما بحر ست چون دریا تو

با تو ما را خاک بہتر از فلک — ای سماک از تو منور تا سمک

بی تو ما را بر فلک تاریکی ست — با تو ای ماہ این زمین تاریکی است

صورت رفعت بود افلاک را — معنی رفعت روان پاک را

صورت رفعت برای جسمہا ست — جسمہا در پیش معنی اسمہا ست

اللہ اللہ یک نظر بر ما فکن — لا تفسطنا فقد طال الحزن

جواب گفتن وزیر کہ خلوت را نمی شکنم

گفت حجتہای خود کوتہ کنید — پند را در جان و در دل ره دہید

گر امینم متہم نبود امین — گر بگویم آسمان را من زمین

گر کمالم با کمال انکار چیست — ور نیم این زحمت و آزار چیست

من نخواہم رفت زین خلوت برون — زانکہ مشغولم باحوال درون

اعتراض کردن مریدان از خلوت وزیر بار دیگر

بولے سب ہمکو وزیرا انکار نے ۔ لے ہمارا کہنا جون اغیار کے
روتی ہم ہین بس جدائی سے تری ۔ آہ نکلے جان سے حسرت بھری
بچہ دایہ سے نہیں لڑتا ولیک ۔ روتا ہے گرچہ نجانے بد و نیک
ہم مثال چنگ و ساز زخمہ تو ہے ۔ ہم نہین کرتے ہین نالہ تو کرے
ہم ہین مثل نے تو ہم ہین تری ۔ مثل کہ ہم ہین صدا ہم مین تری
ہم ہین جون شطرنج بر جو مات مین ۔ تو ہمارا برد و مات ہم کیا کسین
ہم ہین کیا ای تو ہماری جان جان ۔ تا کہ ہم رہوین تری ہمراہ بیان
ہم فنا ہستی ہماری بھی فنا ۔ تو وجود مطلقے فانی نما
شیر ہم سب ہین ولی شیر علم ۔ حملہ انکا ہے ہوا سے دمبدم
حملہ ظاہر ہے نہ ظاہر ہے ہوا ۔ جو نہ ظاہر ہے سدا وہ ہو نما
ہے ہماری ہستی تیری داد سے ۔ اور ہستی کل تیری ایجاد سے
لذت ہستی دکھائی نیست کو ۔ عاشق اپنا کر لیا بھی نیست کو
لذت بخشش کو اپنی تو نہ چھین ۔ اور شراب و نقل و پیالہ کو نہ چھین
گر نہ پوچھے کون ڈھونڈھے پھر کبھی ۔ نقش کیا نقاش پر قدرت رکھی
تو نہ ملین کو ہمارے کر نظر ۔ رکھ تو اپنی جود و بخشش پر نظر
ہم نہ تھے اور کچھ تقاضا بھی نہ تھا ۔ بے کہے تیرے عنایت کی سنا
نقش ہے نقاش کے یون سامنے ۔ جیسے بچہ پیٹ مین عاجز رہے
خلق یون ہے آگے قدرت اسکی کے ۔ جیسے عاجز کارخانہ سوئی سے
گاہ نقش دیو گہ آدم کرے ۔ گاہ نقش شادی و غم گہ کرے
ہاتھ نے تا ہاتھ سے دفع کرے ۔ نطق نے تا نفع و نقصان کچھ کہے
پڑھ تو قرآن سے یہ تفسیر بیت ۔ کہتا ہے حق ما رمیت اذ رمیت
تیر ہم پھینکیں جو کب ہے ہمکو تو ۔ ہم کمان اور تیر پھینکے ہے خدا
معنی جباری کا یہ جبر نے ۔ ذکر جباری ہے زاری کیلیے
زاری اپنی ہے دلیل عجز کا ۔ خجلت اپنی ہے دلیل اختیار
اختیار اب گر نہیں خجلت ہو کیون ۔ یہ دریغ اور شرم اور ذلت ہے کیون

جمله گفتند ای وزیر انکار نیست ۔ گفت ما چون گفتهٔ اغیار نیست
اشک دیده است از فراق تو دوان ۔ آه آه است از میان جان روان
طفل با دایه نه استیزد ولیک ۔ گرید او گرچه نه بد داند نه نیک
ما چو چنگیم و تو زخمه میزنی ۔ زاری از ما نی تو زاری میکنی
ما چو ناییم و نوا در ما ز تست ۔ ما چو کوهیم و صدا در ما ز تست
ما چو شطرنجیم اندر برد و مات ۔ برد و مات ما ز تست ای خوش صفات
ما که باشیم ای تو ما را جان جان ۔ تا که ما باشیم با تو در میان
ما عدمهاییم و هستیهای ما ۔ تو وجود مطلقی فانی نما
ما همه شیران ولی شیر علم ۔ حمله‌شان از باد باشد دمبدم
حمله‌شان پیداست و ناپیداست باد ۔ آنکه ناپیداست هرگز کم مباد
باد ما و بود ما از داد تست ۔ هستی ما جمله از ایجاد تست
لذت هستی نمودی نیست را ۔ عاشق خود کرده بودی نیست را
لذت انعام خود را وامگیر ۔ نقل و باده و جام خود را وامگیر
ور بگیری کیست جست و جو کند ۔ نقش با نقاش چون نیرو کند
منگر اندر ما مکن در ما نظر ۔ اندر اکرام و سخای خود نگر
ما نبودیم و تقاضامان نبود ۔ لطف تو ناگفتهٔ ما می‌شنود
نقش باشد پیش نقاش و قلم ۔ عاجز و بسته چو کودک در شکم
پیش قدرت خلق جمله بارگه ۔ عاجزان چون پیش سوزن کارگه
گاه نقش دیو و گه آدم کند ۔ گاه نقش شادی و گه غم کند
دست نه تا دست جنباند به دفع ۔ نطق نه تا دم زند از ضر و نفع
تو ز قرآن باز خوان تفسیر بیت ۔ گفت ایزد ما رمیت اذ رمیت
گر بپرانیم تیر آن نه ز ماست ۔ ما کمان و تیراندازش خداست
این نه جبر این معنی جباریست ۔ ذکر جباری برای زاریست
زاری ما شد دلیل اضطرار ۔ خجلت ما شد دلیل اختیار
گر نبودی اختیار این شرم چیست ۔ وین دریغ و خجلت و آزرم چیست

مارے شاگردونکو استاد کس لیے ۔ دل کا تدبیرون سے پھرنا کس لیے
گر یہ کہو وہ ہے غافل جبر سے ۔ ماہ حق پوشیدہ اسکے ابر سے
ہے جواب اک خوب اسکا گر سنے ۔ کفر چھوڑ اسلام تو حاصل کرے
حسرت و زاری کہ بیماری مین ہے ۔ وقت بیماری کے بیداری مین ہے
جس گھڑی ہوتا ہے بس بیمار تو ۔ جرم سے کرتا ہے استغفار تو
دیکھتا ہے زشتی اعمال تو ۔ کرتا ہے نیت کہ پاؤن راہ کو
عہد کرتا ہے کہ اسکے بعد مین ۔ نے کرون گا کام مین جز طاعتین
بس یقین سے جانا بیماری تجھکو ۔ بخشتی ہے ہوش و بیداری تجھکو
جان تو اس اصل کو ای اصل جو ۔ جسکو اس کا درد ہوتا ہے بو
جو کہ ہے بیدار تر پر درد تر ۔ جو کہ ہے آگاہ تر رخ زرد تر
جبر اسکا جانا پھر زاری کہان ۔ دیکھے تو زنجیر جباری کہان
جبر اسکا جانا پھر زاری کہان ۔ ٹوٹی لکڑی ہو تو تھم کیسے سہے
کب اسیر حبس آزادی کرے ۔ کب گرفتاری بلا شادی کرے
گر تو دیکھے کہ مرا پا ہے پھنسا ۔ ہے سپاہی شاہ مجھ پر کھڑا
عاجزون پر پھر سپاہی پن نکر ۔ عاجزون سے ہے یہ عادت دور تر
جبر اسکا تو نہ دیکھے چپ رہو ۔ اور اگر دیکھی نشان اسکا کہو
تجھکو ہے جس کام مین رغبت یہان ۔ قدرت اپنی دیکھے تو اسمین عیان
اور نہین جس کام مین رغبت تجھکو ۔ تیکے جبری جانے تو اللہ سے
کار دنیا مین ہین جبری مرسلان ۔ کار عقبے مین ہین جبری کافران
کار دنیا مین نبی کو اختیار ۔ کار دنیا مین فاسقی کو اختیار
جو کہ ہر اک مرغ اپنے جنس کو ۔ جاتی ہو جان آگے اسکی اس کے ہو
جنس دوزخ کی نبی کفار مین ۔ دوزخ دنیا پسند آئی انہین تو
انبیا جو جنس علیین کے تھے ۔ جان و دل سے سوئے علیین گئے
ای خدا دکھلا تو جان کو وہ مقام ۔ جسمین بے حرف و صدا آئی کلام
انتہا یہ بات نور کھتی نہین تو ۔ پھر بیان کرتا ہون قصے اپنے

زجر استادان بشاگردان چراست ۔ خاطر از تدبیرها گردان چراست
ور تو گویی غافلست از جبر او ۔ ماه حق پنهان شد اندر ابر او
هست این را خوش جواب از بشنوی ۔ بگذری از کفر و در دین بگروی
حسرت و زاری که در بیماریست ۔ وقت بیماری همه بیداریست
آن زمان که می‌شوی بیمار تو ۔ می‌کنی از جرم استغفار تو
می‌نماید بر تو زشتی گنه ۔ می‌کنی نیت که باز آیم به ره
عهد و پیمان می‌کنی که بعد ازین ۔ جز که طاعت نبودم کاری گزین
پس یقین گشت آنکه بیماری ترا ۔ می‌ببخشد هوش و بیداری ترا
پس بدان این اصل را ای اصل‌جو ۔ هر که را دردست او بردست بو
هر که او بیدارتر پر دردتر ۔ هر که او آگاه‌تر رخ زردتر
گر ز جبرش آگهی زاریت کو ۔ هر که او آگاه‌تر رخ زردتر
بسته در زنجیر زادی چون کند ۔ چوب اشکسته عمادی چون کند
کی اسیر حبس آزادی کند ۔ کی گرفتار بلا شادی کند
ور تو بینی که پایت بسته‌اند ۔ بر تو سرهنگان شه بنشسته‌اند
پس تو سرهنگی مکن چون عاجزان ۔ زانکه نبود طبع و خوی عاجز آن
چون تو جبر او نمی‌بینی مگو ۔ ور همی‌بینی نشان دید کو
در هر آن کاری که میلست بدان ۔ قدرت خود را همی بینی عیان
در هر آن کاری که میلت نیست و خواست ۔ اندران جبری شوی کین از خداست
انبیا در کار دنیا جبری‌اند ۔ کافران در کار عقبی جبری‌اند
انبیا را کار عقبی اختیار ۔ کافران را کار دنیا اختیار
زانکه هر مرغی بسوی جنس خویش ۔ می‌پرد او در پس و جان پیش پیش
کافران چون جنس سجین آمدند ۔ سجن دنیا را خوش آیین آمدند
انبیا چون جنس علیین بدند ۔ سوی علیین جان و دل شدند
ای خدا بنما تو جان را آن مقام ۔ کاندرو بی حرف می‌روید کلام
این سخن پایان ندارد لیک ما ۔ باز گوییم آن تمامی قصه را

نا امید کرنا وزیر کا مریدوں کو خلوت کے چھوڑنے میں

وہ وزیر ان سے بولا تم سنو — اے مریدو مجھ سے تم اس بات کو
کہ مجھے پیغام عیسیٰ نے دیا — کہ تو سب یاروں سے اپنے ہو جدا
ہو تو میران اور تنہا رہ لبسہ — اور وجود اپنے سے تو خلوت بھی کر
بعد اس کے حکم کرنے بات کا — بندہ کہنے کا مجھکو کام کیا
الوداع اے دوستو مرتا ہوں میں — آسمان چوتھے پر اب جاتا ہوں میں
منزل ابر زم چرخ ناری کے تلے — کون اس رنج و تعب میں بس جلے
بعد عیسیٰ کے پہلو میں رہوں — آسمان چوتھے پہ جان اپنی کروں
اور سوم اس نے ان امیروں کو بلا — پس جدا ہر ایک سے تنہا کیا

نا امید کردن وزیر مریدان را از نقض خلوت خود

آن وزیر از اندرون آواز داد — کای مریدان از من این معلوم باد
که مرا عیسی چنین پیغام کرد — کز همه یاران و خویشان باش فرد
روی در دیوار کن تنها نشین — وز وجود خویش هم خلوت گزین
بعد ازین دستوری گفتار نیست — بعد ازین با گفتگوهم کار نیست
الوداع ای دوستان من مرده‌ام — رخت بر چارم فلک بر برده‌ام
تا بزیر چرخ ناری چون حطب — من نسوزم در عنا و در عطب
پهلوی عیسی نشینم بعد ازین — بر فراز آسمان چارمین
وانگهانی آن امیران را بخواند — یک بیک تنها بهریک حرف راند

ولیعہد کرنا وزیر کا ہر ایک امیر کو جدا جدا

حق کا نائب تو خلیفہ ہے مرا — دین عیسیٰ میں ہر اک سے کہا
تا مطیع تیرے رہیں سارے امیر — تابع عیسیٰ نے کئے تیرے امیر
سرکشی تجھسے اگر کوئی کرے — یا تو مار اسکو یا کر قید اسے
جب تلک زندہ ہوں میں کہتا ہیں — میرے مرنے تک یہ کچھ کرنا نہیں
میں مروں جب تک تو یہ ظاہر نہ کر — دعویٰ شاہی سے تو باہر نہ کر
یہ کتاب اب تو و احکام مسیح — بس سنا ہر ایک کو بڑھ کر فصیح
یہ کہا ہر ایک سے اس نے جدا — تم سوا نائب نہیں دیں خدا
اس نے ہر ایک سے کہ یہ ماجرا — جو کہا اس سے وہی اس سے کہا
دی ہر اک کو اک کتاب اپنے جدا — تھی ہر اک ضد دوسری کی برملا
سب تھیں اس میں کتابیں مختلف — مثل شکل حرفہا یا تا الف
حکم باہم ضد کتابوں کی عیاں — اور اس ضد کا کیا پہلے بیان

ولیعهد ساختن وزیر هر امیری را جدا جدا

نایب حق و خلیفه من توی — گفت هر یک را بدین عیسوی
وان امیران دگر اتباع تو — کرد عیسی جمله را اشیاع تو
هر امیری کو کشد گردن بگیر — یا بکش یا خود همیدارش اسیر
لیک تا من زنده‌ام این وامگو — تا نمیرم این ریاست را مجو
تا نمیرم من تو این پیدا مکن — دعوی شاهی و استیلا مکن
اینک این طومار و احکام مسیح — یک بیک برخوان تو بر امت فصیح
هر امیری را چنین گفت او جدا — نیست نایب جز تو در دین خدا
هر یکی را کرد او یک یک عزیز — هرچه آن را گفت این را گفت نیز
هر یکی را داد طوماری دگر — هر یکی ضد دگر بد المراد
جملگی طومارها بد مختلف — همچو شکل حرفها یا تا الف
حکم این طومار ضد حکم آن — پیش ازین کردیم این ضد را بیان

خود ہلاک کرنا وزیر کا مریدوں سے خلوت کر کے

اس نے اور چالیس دن چلہ کیا — خود کو مارا قید تن سے خود چھٹا
اسکے مرنے سے جو خلق آگاہ ہوئی — گور پر اسکے قیامت سی ہوئی
ہو گئے سب جمع اسکی قبر پر — بال نوچے پھاڑے کپڑے سر بسر

کشتن وزیر خود را در خلوت از مریدان

بعد از آن چل روز دیگر در ببست — خویش کشت و از وجود خود برست
چونکه خلق از مرگ او آگاه شد — بر سر گورش قیامتگاه شد
خلق چندان جمع شد بر گور او — مو کنان جامه دران در شور او

اس کی لیتی سے خدا کو علم ہے	رومی و ترک و عرب اور کرد سے
تک اسکے ڈالے اپنے سر پہ جو	اپنا درمیان دیکھا اسکے درد کو
گور پر اک ماہ اسکی خلق سب	خون رو رو کر بہاتی روز و شب
درد فرقت میں سب اسکے حزینے	ہم امیر و شاہ ہم چھوٹے بڑے
بعد اک مہ خلق نے سب سے کہا	کون امیروں میں سے بیٹھے اسکی جا
تا اسے ہم اسکی جا جانیں امام	اور ہو وے اس سے کام اپنا تمام
حکم پر سر اسکے ہم رکھیں سبھی	ہاتھ و دامن اسکا ہم پکڑیں سبھی
ہوگیا خورشید اپنا دیکے داغ	چاہیے اسکے جگہ پر اک چراغ
ہوگیا اپنا نظر سے روی یار	نائب اسکا چاہیے ہو یادگار
گل گیا جبکہ گلستان ہو خراب	گل کی بو پھر کون لے بیتے گلاب
جو خدا ظاہر نہ ہوتا ہے عیان	حق کے نائب ہیں یہ سب پیغمبران

کان عدو را ہم خدا داند شمرد	ز عرب وز ترک و ز رومی و کرد
خاک او کردند بر سر با خویش	درد او دیدند درمانهای خویش
آن خلایق بر سر گورش مہی	کردہ خون را از دو چشم خود رہی
جملہ از درد فراقش در فغان	ہم شہان و ہم کہان و ہم مہان
بعد ماہی خلق گفتند ای مہان	از امیران کیست بر جایش نشان
تا بجای او شناسیمش امام	تا کہ کار با ازو گردد تمام
سر ہمہ بر اختیار او نہیم	دست بر دامان و دست او دہیم
چونکہ شد خورشید و ما را کرد داغ	واجب بر مقام او چراغ
چونکہ از پیش دیدہ روی یار	نایبی باید ازو مان یادگار
چونکہ گل بگذشت و گلشن شد خراب	بوی گل را از کہ جوییم از گلاب
چون خدا اندر نیاید در عیان	نایب حق اند این پیغمبران

طلب کرنا امت عیسے علیہ السلام کا کہ ولیعہد تم میں سے کون ہے

طلب کردن امت عیسے علیہ السلام کہ ولیعہد از شما کدام

نے غلط بولا کہ نائب با منیب	دو اگر جانے قباحت ہو نصیب
دو نہیں وہ جبتک تجھکو صورت لگے	ایک وہ جانے جو صورت سے چھٹے
دیکھ تو صورت دو آنکھیں دکھیں	نور اسکا دیکھ دو ایک ہیں
کسلیئے جو ایک شئے دیکھے بصر	ایک ہے وہ دو نہیں آنکھ کے نظر
فرق دونوں چشم میں کب کر سکے	تو نظر ڈالے جو اسکے نور پہ

نے غلط گفتم کہ نائب با منوب	گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب
نے دو باشد تا توی صورت پرست	پیش او یک گشت کز صورت برست
چون بصورت بنگری چشم تو دوست	تو بنورش در نگر کان یکتو است
لاجرم چون بر یکی افتد بصر	آن یکی باشد دو ناید در نظر
نور ہر دو چشم نتوان فرق کرد	چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد

بیچ بیان اس بات کے جملہ پیغمبر حق ہیں بموجب اسکے لا نفرق بین احد من رسلہ

در بیان آنکہ جملہ پیغمبران حق اند کہ لا نفرق بین احد من رسلہ

دس چراغ اک گھر میں گر روشن کرو	ظاہرا صورت ہر اک کی غیر ہے
فرق انکے نور میں کب کر سکے	جب نظر ڈالے تو انکے نور پر
اطلب المعنی من الفرقان قل	لا نفرق بین آحاد الرسل
گر تو لیوے سو بہی سو سیب کو	اور نچوڑیں سو رہیں ایک ہو

دہ چراغ ار حاضر آری در مکان	ہر یکے باشد بصورت غیر آن
فرق نتوان کرد نور ہر یکے	چو بنورش روی آری بیشکے
اطلب المعنی من الفرقان قل	لا نفرق بین آحاد الرسل
گر تو صد سیب و صد آبی بشمری	صد نماند یک شود چون بفشری

یار کی یارون سے خوش ہی دوستی / معنی لے تو رکھو صورت سرکشے
صورت سرکش گلا ادر او رنج / تا تو وحدت پائے اسمین مثل گنج
گر گلاوے تو نہین اکبار گی / بس گلادے گی عنایت یار کی
دل مین وہ اپنے کو دکھلاتا ہے یار / خرقہ درویش کو سیتا ہے یار
ہم تھے اک جوہر پھیلا سا سب / بے سر و پا ہم تھے اور وہ سر تھا سب
اک گہر تھے مثال آفتاب / بے گرہ تھے اور صفا مثل آب
آیا جب صورت مین وہ نور امد / مثل سایہ کنگرہ ہو گئے عدد
کنگرے تم توڑ دو پتھر مار کے / فرق ان فرقون کا تا جاتا رہے

اتحاد یار با یاران خوش است / پای معنی گیر صورت سرکش است
صورت سرکش گدازان کن برنج / تا ببینی زیر آن وحدت چو گنج
ور نگدازی عنایتهای او / هم گدازد ای دلم مولای او
او نماید هم بدلها خویش را / او بدوزد خرقهٔ درویش را
منبسط بودیم و یک جوهر همه / بی سر و بی پا بدیم آن سر همه
یک گهر بودیم همچون آفتاب / بی گره بودیم و صافی همچو آب
چون بصورت آمد آن نور سره / شد عدد چون سایهای کنگره
کنگره ویران کنید از منجنیق / تا رود فرق از میان این فریق

بیچ بیان اس بات کے کہ انبیا علیہم السلام نے فرمایا کہ کلموا الناس علی قدر عقولهم وقال رسول الله علیه السلام امرنا ان تنزل الناس منازلهم

در بیان آنکه انبیا علیهم السلام گفتند کلموا الناس علی قدر عقولهم وقال رسول الله علیه السلام امرنا ان تنزل الناس منازلهم

شرح کہتا مثل خود مین جان کر / لیک ڈرتا ہون نہ ہو دین خلل
تیز نکتے مثل تیغ الماس کے / بھاگ الٹا نے سپر گر تو رکھے
بے سپر اس تیغ کے آگے نہ آ / قتل مین نے تیغ کو ہووے حیا
اسلیے یہ تیغ مین نے کی غلاف / تا سمجھ نا کر نہ سمجھیں بر خلاف
آیا اب مین سوے ختم داستان / اور وفاداری جمع دوستان
بعد اسکے پیشوا وہ سب اٹھے / اور نیابت چاہی اوسکی جا ہر لیے

شرح این را گفتمی من از مری / لیک ترسم تا نلغزد خاطری
نکتها چون تیغ الماس است تیز / گر نداری تو سپر واپس گریز
پیش این الماس بی اسپر میا / کز بریدن تیغ را نبود حیا
زین سبب من تیغ کردم در غلاف / تا که کژخوانی نخواند بر خلاف
آمدیم اندر تمامی داستان / وز وفاداری جمع راستان
کز پس آن پیشوا برخاستند / بر مقامش نایبی می‌خواستند

لڑنا امیرون کا آپس مین ایک دوسرے سے

منازعت کردن امرا با یکدیگر

ایک امیر ونسے امیر آگے بڑھا / آگے قوم اس باوفا کے وہ گیا
بولا اب نائب مین ہون اس مرد کا / نائب عیسے بس ہون ہر زمن کا
یہ کتاب اب ہے مری دیکھو دلیل / اس نیابت کا ہوا ہون مین کفیل
دوسرا اور ایک امیر اسدم بڑھا / دعوی اسنے بھی خلافت کا کیا

یک امیری زان امیران پیش رفت / پیش آن قوم وفا اندیش رفت
گفت اینک نایب آن مرد من / نایب عیسی منم اندر زمن
اینک این طومار برهان من است / کین نیابت بعد از او آن من است
آن امیر دیگر آمد از کمین / دعوی او در خلافت بد همین

اک کتاب اسنے نکالی پاس سے / یان تک کہ دونون وہ لڑنے لگے
دو سخر سیر دان نے بھی صف باندھ کر / کھینچین تلوارین بدعوی یکدگر
ہاتھ مین ہر ایک کے تیغ و کتاب / لڑتے باہم مثل ہیبل پر عتاب
ہر اسیر ایک اژدہا تھا سخت بڑا / کھینچکر شمشیر آپس مین لڑا
لاکھون ترسائی وہان مارے گئے / اور بریدہ سر کے وان تودے لگے
ہر دو جانب خون کے ریلے بہے / یہ ہوا مین خاک کے تیس ہو گئے
تخم فتنون کا وہ آمین بو گیا / ایک آفت انکے سر پر رکھ گیا
جوز توڑے جو کہ رکھتا مغز تھا / بعد مُردن روح رکھتا نغز تھا
قتل اور مرنا کہ نقش تن پہ ہے / ٹوٹنا قتل انار و سیب کے
جو کہ میٹھا تھا وہ باقیمت ہوا / جو گلا تھا جز صدا کچھ نہ تھا
جو کہ پُر مغز ہے جیون مشک پاک / جو گلا ہے آئین نہ ہو جز مثل خاک
جو کہ با معنی ہے خود شہرت کرے / جو کہ بے معنی ہے خود رسوا رہے
جا ای ظاہر بین تو اب معنی کو پا / کیونکہ معنی تیری تن مین ہے کہ برا
ہمنشین تو اہل معنے کا رہے / تا کہ بخشش اور عنایت تجھپہ ہو
جان معنے بدن مین ہے غلاف / تیغ چوبین جیسے ہو اندر غلاف
تا غلاف اندر ہے قیمت دار ہر / نکلے جب باہر ہے لائق نار کے
تیغ چوبین جنگ مین مت لیکے جا / دیکھ پہلے کام ہو ابتر ترا
گر ہو چوبین دوسری تلوار لا / تیغ الماسی ہے گر لے بے خوف جا
ہے سلح خانہ مین تلوار اولیا / ہے زیارت انکی تجکو کیمیا
جملہ دانا نے کہا اندر یقین / ہیں وہ دانا رحمۃ للعالمین
گر تو لے ہر انار خندان کو تو لے / خندگی اوسکی خبر دانہ سے دے
ای مبارک خندہ اسکا منہ ترا دو / دل دکھا کے جیسے لعل کو
نا مبارک خندہ اُس لالہ کا تھا / دل کی ظلمت نے منہ پر دی تھا
صحبت اک دم اولیا کی خوب ہے / سو برس کی بے ریا طاعات سے
سنگ خارا اور مرمر گر تو ہو / اہل دل سے جو ملے گوہر ہے تو

از بغل او نیز طوماری نمود / تا بر آمد هر دو را خشم و جحود
آن امیران دگر یک یک قطار / بر کشیده تیغهای آبدار
هر یکی را تیغ و طومار بدست / در هم افتادند چون پیلان مست
صد هزاران مرد ترسا کشته شد / تا ز سرهای بریده پشته شد
خون روان شد همچو سیل از چپ و راست / کوه کوه اندر هوا زین گرد خاست
تخمهای فتنه‌ها کو کشته بود / آفت سرهای ایشان گشته بود
جوزها بشکست و آن کان مغز داشت / بعد کشتن روح پاک نغز داشت
کشتن و مردن که بر نقش تن است / چون انار و سیب را بشکستن است
آنچه شیرین است آن شد ناردانگ / وانچه پوسیده است نبود غیر بانگ
آنچه پرمغزست چون مشک است پاک / وانچه پوسیده است نبود غیر خاک
آنچه با معنی است خود پیدا شود / وانچه بی معنی است خود رسوا شود
رو بمعنی کوش ای صورت پرست / زانکه معنی بر تن صورت پرست
همنشین اهل معنی باش تا / هم عطا یابی و هم باشی فتا
جان بی معنی درین تن بی خلاف / هست همچون تیغ چوبین در غلاف
تا غلاف اندر بود باقیمت است / چون برون شد سوختن را آلت است
تیغ چوبین را مبر در کارزار / بنگر اول تا نگردد کار زار
گر بود چوبین برو دیگر طلب / ور بود الماس پیش آ با طرب
تیغ در زرادخانهٔ اولیاست / دیدن ایشان شما را کیمیاست
جمله دانایان همین گفته همین / هست دانا رحمة للعالمین
گر اناری میخری خندان بخر / تا دهد خنده ز دانهٔ او خبر
ای مبارک خنده‌اش کو از دهان / می‌نماید دل چو در از درج جان
نامبارک خندهٔ آن لاله بود / کز دهان او سواد دل نمود
یک زمانه صحبتی با اولیا / بهتر از صد ساله طاعت بی ریا
گر تو سنگ خاره و مرمر بوی / چون بصاحب دل رسی گوهر شوی

اردو	اردو	فارسی	فارسی
دل مین پاکون کی محبت تو بٹھا	دل کسی کو تو نہ دے جز اولیا	مر ترا کان دوستان جانفشان	دل مده الا بمهر دلخوشان
راہ نومید سے نہ جیں امید ہے	سوی تاریکی نہ جا خورشید ہے	کوی نومیدی مرو امیدهاست	سوی تاریکی مرو خورشیدهاست
دل تجھے کھینچے بہ کوی اہل دل	تن تجھے کھینچے بہ قید آب و گل	دل ترا در کوی اهل دل کشد	تن ترا در حبس آب و گل کشد
اہل دل سے لے غذا دل کے لئے	اور تو اقبال کو مقبل سے لے	هین غذای دل بده از همدلی	رو بجو اقبال از مقبلی
اہل دولت کا تو دامنگیر ہو	پاوی آنکے فضل سے درجات	دست زن در ذیل صاحب دولتی	تا ز افضالش بیابی رفعتی
صحبت صالح تجھے صالح کرے	صحبت طالح تجھ طالح کرے	صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند

نعت تعظیم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ انجیل مین تھی

نعت تعظیم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم که در انجیل بود

اردو	اردو	فارسی	فارسی
مصطفی کا نام تھا انجیل مین	انبیا کے جو کہ وہ سردار ہین	بود در انجیل نام مصطفی	آن سر پیغمبران بحر صفا
آپ کے حلیہ کا اسمین ذکر تھا	ذکر غزو اور روزہ افطار کا	بود ذکر حلیه‌ها و شکل او	بود ذکر غزو و صوم و اکل او
اک گروہ آئین نصاری کا جو تھا	دیکھتا جس جا پہ نام مصطفی	طایفهٔ نصرانیان بهر ثواب	چون رسیدندی بدان نام و خطاب
چومتے وہ سب ادب سے بہر ثواب	اور ادب سے لیتے وہ نام و خطاب	بوسه دادندی بران نام شریف	رو نهادندی بران وصف لطیف
فتنہ مذکور میں بس وہ گروہ	امن مین آمان رہا اور رہ شکوہ	اندرین فتنه که گفتیم آن گروه	ایمن از فتنه بدند و از شکوه
شر سرون اور وزیر شوم سے	نام احمد کی پناہ مین وہ رہے	ایمن از شر امیران و وزیر	در پناه نام احمد مستجیر
اور انکی نسل بھی از بس ہوئی	نور احمد نے مدد انکی کرے	نسل ایشان نیز هم بسیار شد	نور احمد ناصر آمد یار شد
دوسرے لیتے نصاری جو نام	نام احمد کا حقارت سے تمام	وان گروه دیگر از نصرانیان	نام احمد داشتندی مستهان
وہ ذلیل و خوار فتنون سے ہوی	جو وزیر شوم نے برپا کئے	مستهان و خوار گشتند از فتن	از وزیر شوم رای شوم فن
بس ذلیل و خوار ہو کر وہ فریق	خود سے محروم اور ہوا بے طریق	مستهان و خوار گشتند آن فریق	گشته محروم از خود و شرط طریق
حکم و دین انکا ہوا بالکل خراب	ان کتابان باطلہ سے بے حساب	هم مخبط دینشان و حکمشان	از پی طومارهای کژبیان
نام احمد ایسی جب یاری کرے	کیون نہ نور انکا مددگاری کرے	نام احمد چون چنین یاری کند	تا که نورش چون مددگاری کند
نام احمد جب قلعہ مضبوط ہو	کیا کہون روح الامین کی ذات ہو	نام احمد چون حصاری شد حصین	تا چه باشد ذات آن روح الامین
بعد وہ جھگڑا جو ان مین پڑا	جو وزیر فتنہ گر نے کی یہ دغا	بعد ازین خونریز درمان ناپذیر	کاندر افتاد از بلای آن وزیر

حکایت دوسری بادشاہ جہودی کی کہ بربادی دین عیسی علیہ السلام مین کوشش کرتا تھا

حکایت بادشاه جهود دیگر که در هلاک دین عیسی علیه السلام جهد کرد

اردو	اردو	فارسی	فارسی
اک جہودی بادشاہ اس نسل کا	قوم عیسی کی ہلاکت مین بڑا	یک شه دیگر ز نسل آن جهود	در هلاک قوم عیسی رو نمود

گر خبر خواہی ازین دیگر خروج — سورہ برخوان والسماء ذات البروج
سنت بد کز شہ اول نزاد — این شہ دیگر قدم بر وی نہاد
ہر کرا بنہاد ناخوش سنتی — سوی او نفرین رود ہر ساعتی
نیکوان رفتند و سنتہا بماند — وز لئیمان ظلم و لعنتہا بماند
تا قیامت ہر کہ جنس آن بدان — در وجود آید بود رویش بدان
رگ رگ است این آب شیرین آب شور — در خلایق میرود تا نفخ صور
نیکوان را ہست میراث از خوش آب — آنچہ میراث است اورثنا الکتاب
شد نیاز طالبان ار بنگری — شعلہ از گوہر پیغمبری
شعلہا با گوہران گردان بود — شعلہ آن جانب رود ہم کان بود
نور روزن گرد خانہ میدود — زانکہ خور برجی ببرجی میرود
ہر کرا با اختری پیوستگیست — مر ورا با اختر خود ہمتگیست
طالعش گر زہرہ باشد در طرب — میل کلی دارد و عشق و طلب
ور بود مریخی خون ریز خو — جنگ و بہتان و خصومت جوید او
اخترانند از ورای اختران — کاحتراق و نحس نبود اندر آن
سایران در آسمانہای دگر — غیر آن ہفت آسمان مشتہر
راسخان در تاب انوار خدا — نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا
ہر کہ باشد طالع او زان نجوم — نفس او کفار سوزد در رجوم
خشم مریخی نباشد خشم او — منقلب رو غالب و مغلوب خو
نور غالب ایمن از کسف و غسق — در میان اصبعین نور حق
حق فشاند آن نور را بر جانہا — مقبلان بر داشتہ دامانہا
وان نثار نور ہر کو یافتہ — روی از غیر خدا بر تافتہ
ہر کرا دامان عشقی نابدہ — زان نثار نور بی بہرہ شدہ
جزوہا را رویہا سوی کل است — بلبلان را عشق با روی گل است
گاو را رنگ از برون و مرد را — از درون جو رنگ سرخ و زرد را
رنگہای نیک از خم صفاست — رنگ زشتان از سیاہابہ جفاست

اگر کرے تو معلوم تو اسکا خروج — پڑہو تو سورہ والسماء ذات البروج
پہلے شہ سے جو ہوئی سنت بد — دوسرے شہ نے قدم اسپر رکہا
جس کسی نے رکہی جو سنت بری — وہ برائی اسکو پہونچے ہر گہری
چل بسے سب نیک و سنت رہ گئی — اور لئیموں سے کہی لعنت رہ گئی
تا قیامت اون بدون کی جنس سے — جو ہو پیدا اُس طرف راغب ہے وہ
شور و شیرین آب جو رگ رگ میں ہے — تا قیامت خلق میں جاری ہے
نیک کو میراث ہے شیرین خوش آب — جو کہ ہے میراث ہو اورثنا الکتاب
ہے نیاز طالبان گر دیکھو تو ہو — گوہر پیغمبری سے شعلہ کو
گوہروں کے ساتھ شعلے پھرتے ہیں — کان کی جانب کو شعلے جاتے ہیں
روزنوں کا نور گھر میں پھرتا ہے — کیونکہ سورج برجوں برجوں جاتا ہے
جو تعلق جس ستارہ سے رکھے — ساتھ وہ اپنے ستارہ کے پھرے
جسکے طالع میں اگر زہرہ پڑے — وہ طلب اور عشق سے رغبت کرے
اور اگر مریخ ہو خونریز خو — وہ لڑائی ڈھونڈھے اور بہتان کو
ان ستاروں سے ستارے ہیں پرے — احتراق و نحس سے وہ ہیں جدا
ہیں وہ پھرتے دوسرے افلاک پے — ہیں علاوہ ساتوں ان مشہور کے
تاب نور حق میں ہیں ثابت قدم — نے جدا ہیں نے ملے ہیں وہ بہم
جسکا طالع ان ستاروں سے ہو جو — نفس کافر جسم سوزاں سکا بس ہو
خشم اسکا خشم مریخ نہ ہو — منقلب ہو غالب اور مغلوب خو
نور غالب امن ظلمت سے رکھے — اصبعین نور حق میں جو کہ ہے
حق نے جانوں پر جو نور افشاں کیا — مقبلوں نے دامنوں کو بھر لیا
جس کسی نے نور افشاں وہ لیا — غیر حق سے اپنے گردان کیا
جسکا دامن عشق سے پیدا نہ تھا — نور افشاں سے وہ بے بہرہ رہا
جز کہ خواہش اور رغبت کل کی ہے — بلبلوں کو عشق روی گل سے ہے
گاو کا باہر سے رنگ سرخ و زرد کا — رنگ سرخ اور زرد اندر سے ہو پا
رنگ نیکوں کا ہے با خم صفا — رنگ زشتوں کا سیہ آب جفا

اردو	اردو	فارسی	فارسی
صبغۃ اللہ اسم رنگ لطیف	لعنۃ اللہ بو ہے رنگ کثیف	صبغة الله نام آن رنگ لطیف	لعنة الله بوی این رنگ کثیف
آیا جو دریا سے دریا کو گیا	آیا جہاں سے ہے اس جا گیا	آنچه از دریا به دریا می رود	از همانجا کامد آنجا می رود
کوہ پر سے سیل جاتی تیز ہے	تن سے جاتی جان عشق آمیز ہے	از سر که سیلهای تیز رو	وز تن جان عشق آمیز رو

آگ روشن کرنا بادشاہ کا اور ایک بت آگ کے پاس رکھنا کہ جو بت کو سجدہ کرے آگ سے رہائی پاوے

آتش افروختن بادشاه بت در پهلوی آتش نهادن که هر که سجود بت کند از آتش رهائی یابد

اردو	اردو	فارسی	فارسی
اس یہودی کو تو دیکھا کیا کیا	آگ کے پاس اس نے اک بت دھر دیا	آن جهود سگ ببین چه رای کرد	پهلوی آتش بتی بر پای کرد
بت کو سجدہ جو کرے تب تو بچے	ورنہ دل میں آگ کے ڈالیں اسے	کانکه این بت را سجود آرد برست	ورنیارد در دل آتش نشست
نفس کے بت کو نہ دی اس نے سزا	نفس کے بت سے وہ بت پیدا ہوا	چون سزای آن بت نفس او نداد	از بت نفسش بت دیگر بزاد
ماں بتوں کی ہے بت نفس ترا	کیونکہ وہ بت سانپ یہ بت اژدہا	مادر بتها بت نفس شماست	زانکه آن بت مار و این بت اژدها
نفس سنگ آہن ہے اور بت ہے شرار	وہ شرر پانی سے پاتا ہے قرار	آهن و سنگست نفس و بت شرار	آن شرار از آب میگیرد قرار
پر نہ سنگ آہن ہو ساکن آب سے	آدمی ان دو سے اب کیسے بچے	سنگ و آهن ز آب کی ساکن شود	آدمی با این دو کی ایمن شود
سنگ و آہن رکھیں اندر آگ کے	آب کو اس آگ پر غلبہ نہ ہے	سنگ و آهن در درون دارند نار	آب را بر نارشان نبود گذار
آگ باہر کی بجھاتا آب ہے	کب وہ جائے سنگ میں جو آہن ہو	ز آب چون نار برونی کشته شد	در درون سنگ و آهن کی رود
سنگ آہن جو ہیں اصل نار و دود	ہیں یہ دونوں فعل ترسا و جہود	آهن و سنگ ست اصل نار و دود	فعل هر دو کفر ترسا و جهود
بت سیہ آب اک ہے کوزہ میں نہان	نفس کو آب سیہ کا چشمہ جان	بت سیه آبست در کوزه نهان	نفس مر آب سیه را چشمه دان
بت تراشیدہ ہے جوں سیل سیاہ	نفس بتگر ایک ہے چشمہ براہ	آن بت منحوت چون سیل سیاه	نفس بتگر چشمه بر شاه راه
بت مگر آب سا کوزہ میں ہے	اسکا چشمہ نفس بت کو جان لے	بت درون کوزه چون آب کدر	نفس شومت چشمه آن ای مصر
سو سبو کو توڑ دے اک پارہ سنگ	آب چشمہ پھینکدیوے بے درنگ	صد سبو را بشکند یک پاره سنگ	واب چشمه میرهاند بی درنگ
آب خم کوزہ کا گر فانی ہوا تو	آب چشمہ تازہ و باقی ہوا	آب خم و کوزه گر فانی شود	آب چشمه تازه و باقی بود
توڑنا بت کا تو سہل در سہل ہے	نفس کو ہلکا سمجھنا جہل ہے	بت شکستن سهل باشد نیک سهل	سهل دیدن نفس را جهلست جهل
گر ہے صورت نفس کی خواہش تجھکو	ہفت در دوزخ کا قصہ دیکھ لے	صورت نفس ار بجوئی ای پسر	قصه دوزخ بخوان با هفت در
اسکا ہر دم مکر ہر اک مکر میں	سیکڑوں فرعون سرکش غرق ہیں	هر نفس مکری و در هر مکر از ان	غرق صد فرعون با فرعونیان
جا خدای موسے اور موسے کے لے	آب ایمان نہ فرعونی سے دے	در خدای موسی و موسی گریز	آب ایمان را ز فرعونی مریز
ہاتھ میں احمد احد کے ہاتھ دے	بھاگ تو بوجہل سے اس جسم کے	دست را اندر احد و احمد بزن	ای برادر واره از بوجهل تن

لانا بادشاہ جہود کا ایک عورت کو مع طفل کے اور ڈالنا طفل کو آگ میں اور باتیں کرنا طفل کا آگ میں

آوردن پادشاہ جہود زنے را با طفل و انداختن آن طفل را در آتش و سخن گفتن طفل در میان آتش

اک زن با طفل وہ لایا جہود	آگے اس بت کے جو تھی آتش بلند
بولا ای زن سجدہ اس بت کو تو کر	ورنہ آتش میں جلے گی بے سخن
تھی وہ عورت مومنہ اور پاک دین	سجدہ اس بت کو کیا اس نے نہیں
آگ میں بچہ کو ڈالا چھین کے	دل اٹھایا زن نے تب ایمان سے
بت کو چاہا اس نے تا سجدہ کرے	طفل نے آواز دی میں زندہ ہوں
اندر آ مادر کہ میں خوش ہوں یہاں	گرچہ ظاہر آگ کے ہوں درمیان
ہے نظر بند آگ پردہ کے لئے	ورنہ رحمت ہے یہ بندہ کیلئے
اندر آ کر دیکھ تو برہان حق	تا تو دیکھے عشرت خاصان حق
اندر آ کے دیکھ آب آتش ڈھنگ	اس جہاں سے کہ ہے آتش آب رنگ
دیکھ آ کر بھید ابراہیم کے	لائے آتش میں جو گلزار ہے
موت جانی تجھ سے پیدا ہو کے وقت	بس ڈرا تجھ سے علیحدہ ہو کے وقت
پیدا ہو کر چھوٹا قید تنگ سے	اس جہاں میں آیا کہ خوش رنگ ہے
یہ جہاں مثل رحم مجکو دکھا	جو مجھے آرام آتش میں ملا
ایک عالم دیکھا اندر آگ کے	ذرہ ذرہ واں میں عیسے دم رکھے
یہ جہاں ہے نیست صورت ہستیکے	نیست کی صورت جہاں ہستی کے
اندر آ مادر بحق مادری	دیکھ یہ آتش نہ رکھے آتشی
اندر آ کہ آیا اب اقبال ہے	اندر آ اور دے نہ دولت ہاتھ سے
قدرت اس کتے کی دیکھی اندر آ	تا تو دیکھے قدرت فضل خدا
میں محبت سے بلاتا ہوں تجھے	ورنہ میں خوش ہوں نہیں پروا تجھے
اندر آ تو دوسروں کو بھی بلا	آگ میں اک خوان ہر شہ نے رکھا
آؤ اندر جلد تم پروانہ وار	آگ میں کہ رکھتی ہے یہ سو بہار
اندر آؤ اے مسلمانو سبھی	تم عذاب اس دین سوا جانو سبھی

یک زنی با طفل آورد آن جہود	پیش آن بت و آتش اندر شعلہ بود
گفت ای زن پیش این بت سجدہ کن	ورنہ در آتش بسوزی بی سخن
بود آن زن پاک دین و مومنہ	سجدۂ آن بت نکرد آن موقنہ
طفل ازو بستید در آتش فگند	زن بترسید و دل از ایمان بکند
خواست تا او سجدہ آرد پیش بت	بانگ زد آن طفل کانی لم امت
اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم	گرچہ در صورت میان آتشم
چشم بندست آتش از بہر حجیب	رحمتست این سر برآوردہ ز جیب
اندر آ مادر ببین برہان حق	تا ببینی عشرت خاصان حق
اندر آ و آب بین آتش مثال	از جہانی کآتش است آبش مثال
اندر آ اسرار ابراہیم بین	کو در آتش یافت ورد و یاسمین
مرگ می دیدم گہ زادن ز تو	سخت خوفم بود افتادن ز تو
چون بزادم رستم از زندان تنگ	در جہانی خوش ہوای خوب رنگ
این جہان را چون رحم دیدم کنون	چون درین آتش بدیدم این سکون
اندرین آتش بدیدم عالمی	ذرہ ذرہ اندرو عیسے دمی
نک جہان نیست شکل ہست ذات	وان جہان ہست شکل بی ثبات
اندر آ مادر بحق مادری	بین کہ این آتش ندارد آذری
اندر آ مادر کہ اقبال آمدست	اندر آ مادر مدہ دولت ز دست
قدرت آن سگ بدیدی اندر آ	تا ببینی قدرت فضل خدا
من ز رحمت می کشانیم پای تو	کز طرب خود نیستم پروای تو
اندر آ و دیگران را ہم بخوان	کاندر آتش شاہ بنہادست خوان
اندر آیید ای ہمہ پروانہ وار	اندرین آتش کہ دارد صد بہار
اندر آیید ای مسلمانان ہمہ	غیر عذب دین عذابست آن ہمہ

اندر آکر دیکھو اب تم اسطرح | گرم آتش سرد ہوئی ہے کسطرح
اندر آؤ ای سبھی مست و خراب | اندر آؤ ای سبھی عین عتاب
آؤ اس دریا کی گہری میں ترآب | روح صافی تا تمھاری ہو دست
اسکی ماں نے ڈالا آسمین ایکجو | طفل نے ہاتھ اسکا پکڑا اشارہ ہو
آئی مادر آگ میں لڑکی کی جو | پایا اُسنے دولت ایمان کو
اسکی ماں بھی ایسے ہی کہنی لگی | وصف لطف حق کا کرنے لگی
اور پکارا اُسنے سب مخلوق کو | پر ہوئی حال خلق کی بیتاب ہو
کہتی تھی وہ خلق کو ای مردمان | آگ مین دیکھو کھلا ہی بوستان

ڈالنا مردم اپنے کا اپنے کو آگ مین بسبب ذوق کے

لیکن وہ سب مردمان بیتاب ہو | ڈالتے تھے آگ میں خود آپ کو
بے کشش بے جذب عشق یار سے | کیونکہ شیرین تلخ کو وہ کرتا ہے
جب ہوا یہ وہ سپاہی خلق کو | منع کرتے آگ مین تم مت گرو
وہ یہودی روسیہ جو گل ہوا | اور پشیمانی سے مردہ دل ہوا
آگ مین مخلوق عاشق تر ہوئی | اور فنا کی تن مین صادق تر ہوئی
مکر شیطان کا سپہ لپٹا مکر ہے | روسیہ خود دیو آیا مکر ہے
دوسرونکو منھ پہ جو ملتا تھا دو | پایا اپنے منھ پہ وہ انجام کو

ٹیڑھا منھ ہو جانا اس شخص کا کہ جو نام پیغمبر علیہ السلام کو تمسخر سے لیتا تھا

پھاڑتا تھا جو کہ جامہ خلق کا | پھٹ گیا اسکا درست ہو تا ہوا
ٹیڑھا منھ کرکے تمسخر سے لیا | نام احمد کا تو منھ ٹیڑھا ہوا
آیا پھر وہ ای محمد عفو کر | تجھکو الطاف لدنی ہے مگر
مین برا کہتا تھا تجھکو جہل سے | اس برائی کے مین خود ہون اہل
جسکو حق چاہے کرے رسوا کرے | طعنہ پاکوں کی رغبت اسکو دی
جسکا حق چاہے چھپانا عیب کو | کم وہ ہووے دوسرونکا عیب گو

اندر آیند و ببینید این چنین | سرد گشته آتش گرم همین
اندر آیید ای همه مست و خراب | اندر آیید ای همه عین عتاب
اندر آیید اندرین بحر عمیق | تا که گردد روح صافی در حقیق
مادرش انداخت خود را اندرو | دست او بگرفت طفل مهرخو
اندر آمد مادر آن طفل خرد | اندر آتش گوهر دولت ربود
مادرش هم زان نسق گفتن گرفت | در لطف وصف حق سفتن گرفت
بانگ می زد در میان آن گروه | پر همی شد جان خلقان از شکوه
نعره میزد خلق را کای مردمان | اندر آتش بنگرید این بوستان

اندر افتادن مردمان خود را در آتش از سر ذوق

خلق خود را بعد از آن بی خویشتن | می فکندند اندر آتش مرد و زن
بی موکل بی کشش از عشق دوست | زانکه شیرین کردن هر تلخ ازوست
تا چنان شد کان عوانان خلق را | منع میکردند کآتش در میان
آن یهودی شد سیه رو و خجل | شد پشیمان زین سبب بیمار دل
کاندر آتش خلق عاشق تر شدند | در فنای جسم صادق تر شدند
مکر شیطان هم درو پیچیده شکر | دیو خود را هم سیه رو دید
آنچه می مالید بر روی کسان | جمع شد در چهرهٔ آن ناکسان

کژ ماندن دهان آن شخص که نام پیغمبر علیه السلام را بتسخر برد

آنکه می درید جامهٔ خلق چست | شد دریده آن او زیشان درست
آن دهن کژ کرد و از تسخر بخواند | نام احمد را دهانش کژ بماند
باز آمد کای محمد عفو کن | ای ترا الطاف علم من لدن
من ترا افسوس میکردم ز جهل | من بدم افسوس را منسوب و اهل
چون خدا خواهد که پردهٔ کس درد | میلش اندر طعنهٔ پاکان برد
ور خدا خواهد که پوشد عیب کس | کم زند در عیب معیوبان نفس

جب ہماری حق مددگاری کری / ہمکو راغب جانب زاری کری
آنکھ وہ اچھی کہ گریان ہر بار / وہ مبارک دل کہ بریان ہر بار
بعد گریہ خندہ مرغوب ہے / مرد آخربین تو بندہ خوب ہے
آب جاری ہو جہاں سبزہ اگے / چشم گریان ہو جہاں رحمت ہو
چشم تر دولاب کی صورت رہو / صحن جان پر سبزہ تیرا آکے ہو
عفو سید نے کیا بس رحم سے / توبہ جرأت جو کی اس شخص نے
رحم چاہے رحم کر غمگین پہ تو / رحم چاہے رحم کر مسکین پہ تو

چون خدا خواهد که مان یاری کند / میل ما را جانب زاری کند
ای خنک چشمی که آن گریان اوست / ای همایون دل که آن بریان اوست
از پی هر گریه آخر خنده ایست / مرد آخربین مبارک بنده ایست
هر کجا آب روان سبزه بود / هر کجا اشک روان رحمت شود
باش چون دولاب نالان چشم تر / تا ز صحن جانت بر روید خضر
رحمت فرمود سید عفو کرد / چون ز جرات توبه کردن زرد
رحم خواهی رحم کن بر اشکبار / رحم خواهی بر ضعیفان رحمت آر

غصہ کرنا جہودی کا آگ پر کہ کس واسطے نہیں جلاتی ہے اور جواب دینا اُس کا

عتاب کردن جهود آتش را که چرا نمی سوزی و جواب او

آگ سے اُسنے کہا ای تیز رو / کیا ہوئی تیری جلانیکی وہ خو
نے جلانا کیا ہوئی عادت تری / بدلی قسمت سے مری نیت تری
چھوڑے نے ماشن پرستونکو ہی تو / جو نہ پوجے اُسکو کیونکر چھوڑی تو
ہرگز ای آتش تو بس صابر نہیں / نے جلانے کس لئے قادر نہیں
نظر بندی کر یا ہے ہوش بند / کیوں جلاتا ہے نہیں شعلہ بلند
تجھپہ جادو کر دیا یا سیمیا / کسنے جو مجھسے ہوئی ہے تو جدا
آگ بولی میں وہی آگ ہوں / آ تجھیں آکر دیکھ کیا تیزی رکھوں
نے طبیعت بدلی نے عنصر مری / تیغ حق ہوں کاٹتی ہوں حکم سے
در پہ کتا قصر کے دربان کا / آشنا رہتا ہے بس مہمان کا
گر کوئی بیگانہ آئے منتشر / دوڑے کتا آپ سے مثل شیر نر
بندگی میں میں نہیں کتے سے کم / زندگی میں حق نہ دربان سے ہے کم
آتش طبع اگر غم دے تجھے / امر حق سے سوز اُسکا یاں ہے
آتش طبع تجھ کو خورش کرے / امر حق سے اس خوشی کو جان لے
جو کہ غم دیکھے تو استغفار کر / حکم حق سے آیا ہے غم کار کر
وہ جو چاہے بس غم ہووے خوشی / قید بھی ہو آزادگی
سبزہ آب و خاک باد و آگ ہی / مردہ ہیں زندہ حق کے سامنے

رو به آتش کرد شه کای تندخو / آن جهان سوز طبیعی خوت کو
چون نمی سوزی چه شد خاصیتت / یا ز بخت ما دگر شد نیتت
می نبخشائی تو بر آتش پرست / آنکه نپرستد ترا چون او برست
هرگز ای آتش تو صابر نیستی / چون نسوزی چیست قادر نیستی
چشم بند است ای عجب یا هوش بند / چون نسوزاند چنین شعله بلند
جادوی کردت کسی یا سیمیاست / یا خلاف طبع تو از بخت ماست
گفت آتش من همانم آتشم / اندر آ تا تو ببینی تابشم
طبع من دیگر نگشت و عنصرم / تیغ حقم هم بدستوری برم
بر در خرگه سگان ترکمان / چاپلوسی کرده پیش میهمان
ور بخرگه بگذرد بیگانه رو / حمله بیند از سگان شیرانه او
من ز سگ کم نیستم در بندگی / کم ز ترکی نیست حق در زندگی
آتش طبعت اگر غمگین کند / سوزش از امر ملیک دین کند
آتش طبعت اگر شادی دهد / اندرون شادی ملیک دین نهد
چونکه غم بینی تو استغفار کن / غم بامر خالق آمد کار کن
چون بخواهد عین غم شادی شود / عین بند پای آزادی شود
باد و خاک و آب و آتش بنده اند / با من و تو مرده با حق زنده اند

پیش حق دائم رہے آتش قیام | شکل عاشق رات دن بیجان مدام
پیش حق آتش همیشه در قیام | همچو عاشق روز و شب پیچان مدام

آگ نکلے سنگ و آہن جو لڑے | حکم حق سے وہ باہر رکھے پا
سنگ بر آهن زنی آتش جهد | هم بامر حق قدم بیرون نهد

سنگ و آہن ظلم کا باہم نہ مار | پیدا نسل مرد و زن ہوا جیسے نار
آهن و سنگ ستم بر هم مزن | کین دو می زایند همچو مرد و زن

سنگ و آہن خود سبب آیا ولیک | پر تو بالا پر نظر اے مرد نیک
سنگ و آهن خود سبب آمد ولیک | تو ببالاتر نگر ای مرد نیک

لایا ظاہر اس سبب کو وہ سبب | بے سبب کے کب یہ پیدا ہو سبب
کاین سبب را آن سبب آورد پیش | بی سبب کی شد سبب هرگز ز خویش

اس سبب کو وہ سبب عامل کرے | اور کبھی اسکو وہ بے حاصل کرے
این سبب را آن سبب عامل کند | باز گاهی بی بر و عاطل کند

انبیا کے جو سبب ہیں راہبر | ان سببوں سے وہ سبب ہیں بیشتر
وان سببها کانبیا را رهبرست | آن سببها راست محرم برترست

اس سبب کی عقل ہے آگاہ کام | اس سبب سے انبیا ہیں راز دار
این سبب را محرم آمد عقل ما | وان سببها راست محرم انبیا

کہتے ہیں عربی میں رسی کو سبب | چاہ دنیا میں یہ رسی ہے سبب
این سبب چه بود بتازی گو رسن | اندرین چه این رسن آمد بفن

چرخ کی سبب ہے رسی کا سبب | چرخ کو لیکن نہ دیکھو ہو تعب
گردش چرخ این رسن علت است | چرخ گردان را ندیدن زلت است

اس سبب کی رسیاں ہیں در جہان | چرخ سرگردان سے مت جان انہیں
این رسنهای سببها در جهان | هان و هان زین چرخ سرگردان مدان

تا نہ صفر و چرخ سے گرداں رہو | تا نہ مثل چرخ کے جلتا رہے
تا نمانی صفر و سرگردان چو چرخ | تا نسوزی تو ز بی مغزی چو مرخ

باد و آتش امر حق سے ہوتی ہیں | مست دونوں خمر حق سے ہو رہے
باد و آتش میشود از امر حق | هر دو سرمست آمده از خمر حق

حلم کا آب اور آتش خشم کے | حق سے دیکھو جو نظر ڈالے اعمی
آب حلم و آتش خشم ای پسر | هم ز حق بینی چو بگشایی نظر

گر نہ ہوتی حق سے واقف جان باد | فرق کب کرتی ہے میان قوم عاد
گر نبودی واقف از حق جان باد | فرق چون کردی میان قوم عاد

قصہ ہلاک کرنا ہوا کا قوم ہود علیہ السلام کو
قصه هلاک کردن باد قوم هود علیه السلام

مومنوں کے گرد کھینچا ہود نے | دائرہ تا باں وہاں نرمی کرے
هود گرد مؤمنان خطی کشید | نرم میشد باد کانجا میرسید

جو کہ باہر دائرہ کے رہ گئے | پارہ پارہ وہ ہوا سے ہو گئے
هر که بیرون بود زان خط جمله را | پاره پاره می‌شکست اندر هوا

ایسے ہی شیبان راعی کھینچتا | بکریوں کے گرد اپنے دائرہ
همچنین شیبان راعی میکشید | گرد بر گرد رمه خطی پدید

جب کہ وہ جاتا نماز جمعہ کو | تا نہ کوئی گرگ در پئے انکا ہو
چون بجمعه میشد او وقت نماز | تا نیارد گرگ آنجا ترکتاز

دائرہ میں گرگ پھر آتا نہیں | اور نہ بکری جاتی باہر کہیں
هیچ گرگی در نرفتی اندر آن | گوسفندی هم نگشتی زان نشان

بکریوں کی حرص و حرص گرگ بھی | دائرہ میں مرد حق کے بند تھے
باد حرص گرگ و حرص گوسفند | دایرهٔ مرد خدا را بود بند

عارفوں سے ایسے ہی باد اجل | نرم خوش ہے جوں نسیم دو حلل
همچنین باد اجل با عارفان | نرم و خوش همچون نسیم یوسفان

کب جلائے آگ ابراہیم کو | حق کا ہو جو یار کیسے کاٹے وہ
آتش ابراهیم را دندان نزد | چون گزیدهٔ حق بود چونش گزد

اہل دین کو نار شہوت کب جلائے | باقیوں کو خاک کے اندر ملا دی
آتش شهوت نسوزد اهل دین | باقیان را برده تا قعر زمین

موج دریا آئی حکم حق سے جب	سبطیوں کو قبطیوں سے جانا تب
خاک قارون کو جو پہنچا حکم رب	اسنے نگلا تخت و زر کو اسکے سب
آب و گل نے جو دم عیسیٰ چبا	مرغ ہو کر بس اڑا از در ہوا
تیرے منہ سے نکلے جو حمد خدا	مرغ جنت اسکو حق کر دے سدا
تیری تسبیح ہے بخار آب و گل	مرغ جنت ہو ز نفخ صدق دل
طور نعمان نور موسیٰ سے ہوا	صوفی کامل بنا نقصان گیا
کیا عجب گر طور صوفی ہو گیا	جسم موسیٰ بھی تو اک مٹی کا تھا

موج دریا چون بامر حق بتاخت	قوم موسیٰ را ز قبطی وا شناخت
خاک قارون را چو فرمان در رسید	با زر و تختش بقعر خود کشید
آب و گل چون از دم عیسیٰ چرید	بال و پر بگشاد مرغی شد پرید
هست تسبیحت بخار آب و گل	مرغ جنت ساز دش رب الفلق
مرغ جنت شد ز نفخ صدق دل	
کوه طور از نور موسیٰ شد برقص	صوفی کامل شد و رست او ز نقص
چه عجب گر کوه صوفی شد عزیز	جسم موسیٰ از کلوخی بود نیز

طعنہ و انکار کرنا بادشاہ جہود کا اور ناصحوں کی نصیحت کرنا

طنز و انکار کردن بادشاہ جہود نصیحت ناصحان را

یہ عجب دیکھا جہودی شاہ نے	تھا بجز انکار و نے جز طنز کے
بولے ناصح کہ حد سے مت گذر	ظلم کا گھوڑا تو اتنا تیز کر
نفس کر چھوڑ یہ ہے فعل بد	مت جلا اس آگ سے تو جان خود
ناصحوں کو مت سے بس کیا	ظلم پر اک ظلم اسنے اور رکھا
آئی آواز جو ظلم از حد ہوا	تو سنبھل اے سگ کہ قہر آیا مرا
بعد چالیس گز اٹھ کر آگ نے	ان جہودوں کو جلایا گھیر کے

این عجایب دید آن شاه جهود	جز که طنز و جز که انکارش نبود
ناصحان گفتند از حد مگذران	مرکب استیزه را چندین مران
بگذر و بگذشتن کن این فعل بد	بعد ازین آتش مزن بر جان خود
ناصحان را دست بست و بند کرد	ظلم را پیوند در پیوند کرد
بانگ آمد کار چون اینجا رسید	پای دار ای سگ که قهر ما رسید
بعد از آن آتش چهل گز بر فروخت	حلقه گشت و آن جهودان را بسوخت

کرونا آگ جہالت کبر کا

بر جستن آتش جهل کبر

اصل آئی آگ تھے پہلے سے جو	پھر گئی آخر کو اپنی اصل کو
وہ گروہ پیدا ہوا تھا آگ سے	کل کی جانب لپٹے جاتا جزو ہے
تھی وہ سنگ پیدا ہوئی تھی آگ سے	دو دو آتش کی دو باتیں کر اٹھی
ایک آتش تھی وہ مومن سوز بس	اپنی آتش میں جلے وہ مثل خس
خس کسی ہوئی ہے الم الماویہ	ہاویہ آئی ہے اوسکی زاویہ
اور اپنے طفل کی جویاں رہے	اصل بس ہوتی ہے در پے شاخ
خوض میں قیدی اگرچہ آب ہے	باد سے کھینچ کرے اک کان سے

اصل ایشان بود آتش ز ابتدا	سوی اصل خویش رفتند انتها
هم ز آتش زاده بودند آن فریق	جزوها را سوی کل باشد طریق
هم ز آتش زاده بودند آن خسان	حرف می راندند از نار دخان
آتشی بودند مومن سوز و بس	سوخت خود را آتش ایشان چو خس
آنکه او بوده ست ام الهاویه	هاویه آمد مر او را زاویه
مادر فرزند جویان وی است	اصلها مر فرعها را در پی است
آب اندر حوض اگر زندانی است	باد نشفش میکند کارکانی است

انکو سودن تک اڑا لیجاتی ہے / تھوڑا تھوڑا تا نہ لیجاوے کھے
اسطرح یہ دم جہان ہے جان کو / تھوڑا تھوڑا قید سے عالم کے دو
الیہ یصعد اطیاب الکلم / صاعدا منا الی حیث علم
ترتقی انفاسنا بالاتقا / متحفا منا الی دار البقا
ثم یاتینا مکافات المقال / ضعف ذاک رحمة من ذی الجلال
ثم یلجینا الی امثالہا / کی ینال العبد مما نالہا
ہکذا تعرج و تنزل دائما / ذا فلا زلت علیہ قائما
پارسی کہتا ہوں یعنی یہ کھچاو / اس طرف سے ہے جہاں سے ہے لگاو
آنکہ ہر اک قوم کی اس سو ہے / کہ جہاں اک روز پایا ذوق ہے
جنس کو ہو ذوق اپنے جنس سے / جزو رکھتا ذوق اپنے کل سے ہے
تاکہ شاید جنس کے قابل ہو وہ / جو ملا اس سے تو اسکی جنس ہو
جنس ہماری جیسے آب و نان تھے / جنس ہماری ہو گئے قوت ہمکو دی
شکل جنسیت نہ رکھے آب و نان / اعتبار آخر اسکا جنس جان
گر ہمیں ہو ذوق غیر جنس سے / مثل ہو شاید ہماری جنس سے
جو کہ ہے مانند وہ ہے عاریت / عاریت باقی نہ رہوے عاقبت
ذوق ہو سیٹی سے گرچہ مرغ کو / جو نہ پائی جنس نفرت اسکو ہو
ذوق ہو تشنہ کو گر دیکھے سراب / جو وہاں پہونچے تو بھاگے سوے آب
خوش ہو مفلس کھوٹے سونے سے اگر / ہووے دار الضرب میں رسوا مگر
تا ملمع تجھکو نے گمراہ کرے / تا نہ چہ میں فکر کج ڈالے تجھے

سیر سازی بر دنا معد کشش / اندک اندک تا نمی برد نقش
وین نفس جانہای ما را ہمچنان / اندک اندک دزد از حبس جہان
تا الیہ یصعد اطیاب الکلم / صاعدا منا الی حیث علم
ترتقی انفاسنا بالاتقا / متحفا منا الی دار البقا
ثم یاتینا مکافات المقال / ضعف ذاک رحمة من ذی الجلال
ثم یلجینا الی امثالہا / کی ینال العبد مما نالہا
ہکذا تعرج و تنزل دائما / ذا فلا زلت علیہ قائما
پارسی گوییم یعنی این کشش / زان طرف آید کہ آمد این چشش
چشم ہر قومی بسوی ماندہ است / کان طرف یک روز ذوقی راندہ است
ذوق جنس از جنس خود باشد یقین / ذوق جزو از کل خود باشد ببین
یا مگر آن قابل جنسی بود / چون بدو پیوست جنس او شود
ہمچو آب و نان کہ جنس ما نبود / گشت جنس ما و اندر ما فزود
نقش جنسیت ندارد آب و نان / ز اعتبار آخر آن را جنس دان
ور ز غیر جنس باشد ذوق ما / آن مگر مانند باشد جنس را
آنکہ مانندست باشد عاریت / عاریت باقی نماند عاقبت
مرغ را گر ذوق آید از صفیر / چونکہ جنس خود نیابد شد نفیر
تشنہ را گر ذوق آید از سراب / چون رسد در وی گریزد جوید آب
مفلسان گر خوش شوند از زر قلب / لیک آن رسوا شود در دار ضرب
تا زر اندودیت از رہ نفکند / تا خیال کژ ترا چہ نفکند

قصہ شکاریوں کا اور بیان توکل و ترک کرنا کوشش کا

قصہ نخجیران و بیان توکل و ترک جہد کردن

پڑھ کلیلہ سے تو اب اس قصہ کو / اور اس قصہ میں پا تو حصہ کو
اک گروہ صید خوش صحرا میں تھا / شیر کے ہاتھوں سے تھا انہیں بلا
شیر انکو گھات سے تھا مارتا / وہ چراگہ انپہ اک آفات تھا
حیلہ کرکے آکے وہ نزدیک شیر / کہ رکھیں تجکو خدا سے خوب سیر

از کلیلہ باز خوان این قصہ را / و اندر آن قصہ طلب کن حصہ را
طایفہ نخجیر در وادی خوش / بودہ اند از شیر اندر کشمکش
بسکہ آن شیر از کمین در می ربود / آن چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بود
حیلہ کردند آمدند ایشان بشیر / کز وظیفہ ما ترا داریم سیر

جز وظیفہ تو نہ کر ہم کو شکار	یہ چراگہ تلخ مت کر ہے یار
جز وظیفه در پی صیدی میا	تلخ بر ما تا نگردد این گیا

جواب دینا شیر کا شکاریوں کو اور بیان خاصیت کوشش کی

بولا سچ ہو گر وفا دیکھوں نہ مکر	دیکھے میں نے مکر ہیں بازید و بکر
قول فعل انسان کا ہوں مارا ہوا	سانپ بچھو کا ہوں میں کاٹا ہوا
نفس کا بچھو ہے اندر گھات کے	مکر و حیلہ میں ہے بدتر خلق سے
گوش نے لا یلدغ المؤمن سنا	قول پیغمبر بجان و دل لیا

جواب شیر نخچیران را و بیان خاصیت جهد

گفت آری گر وفا بینم نه مکر	مکرها بس دیده از زید و بکر
من هلاک قول و فعل مردمم	من گزیده زخم مار و کژدمم
کژدم نفس از درونم در کمین	از همه مردم بتر در مکر و کین
گوش من لا یلدغ المؤمن شنید	قول پیغمبر بجان و دل گزید

پھر غالب کرنا شکاریوں کا توکل کو اوپر کوشش کے

بولے سب مل اے حکیم با خبر	الحذر دع لیس یغنی عن قدر
ڈر کے اندر شور و شر ہے بس کیا	جا توکل کر کہ ہے بہتر بھلا
اب قضا کے ساتھ تو پنجہ نہ مار	تا نہ تجھے ہو قضا کو کارزار
حکم حق کے سامنے مردہ تو ہو	تا نہ حق سے زخم پائے اے عمو

باز ترجیح نهادن نخچیران توکل را بر جهد

جمله گفتند ای حکیم با خبر	الحذر دع لیس یغنی عن قدر
در حذر شوریدن شور و شر است	رو توکل کن توکل بهتر است
با قضا پنجه مزن ای تند و تیز	تا نگیرد هم قضا با تو ستیز
مرده باید بود پیش حکم حق	تا نیاید زخم از رب الفلق

پھر غالب رکھنا شیر کا کوشش کو اوپر توکل و تسلیم کے

سچ ہے گر رکھے توکل برتری	پر سبب ہے سنت پیغمبری
بولے پیغمبر باواز بلند	کر توکل پر شتر کو باندھ بند
رمز الکاسب حبیب اللہ سنو	نے توکل سے سبب میں سست ہو
جا توکل کسب کے تو ساتھ کر	جہد کر تو کسب کر تو بیشتر
جہد و کوشش لیکر آفت سے بچے	گر نہیں کوشش کرے احمق بنے

باز ترجیح نهادن شیر جهد را بر توکل و تسلیم

گفت آری گر توکل رهبر است	این سبب هم سنت پیغمبر است
گفت پیغمبر باواز بلند	با توکل زانوی اشتر ببند
رمز الکاسب حبیب الله شنو	از توکل در سبب کاهل مشو
رو توکل کن تو با کسب ای عمو	جهد می‌کن کسب می‌کن مو بمو
جهد کن جدی نما تا وارهی	ور تو از جهدش بمانی ابلهی

پھر غالب کرنا شکاریوں کا توکل کو اوپر کوشش کسب کے

قوم بولی کسب ضعف خلق سے	مکر کا لقمہ ہے لائق حلق کے
کسب پیدا ضعف کے باعث ہوا	غیر پر تکیہ توکل میں خطا
کسب ہے بس ہر توکل خوب تر	کیا ہے خود کو سونپنا محبوب تر

باز ترجیح نخچیران توکل را از جهد و کسب

قوم گفتندش که کسب از ضعف خلق	لقمهٔ تزویر دان بر قدر حلق
پس بدانکه کسبها از ضعف خاست	در توکل تکیه بر غیری خطاست
نیست کسبی از توکل خوب‌تر	چیست از تسلیم خود محبوب‌تر

۵۲

ہیں بلا سے بھاگتے سوی بلا | سانپ سے جاتے ہیں سوی اژدہا
جو کیا حیلہ وحیلہ دام تھا | جان جسکو جانا دشمن کام تھا
گھر میں دشمن بند دروازہ کیا | حیلۂ فرعون اس قصہ سے تھا
قتل بس کینہ سے بچوں کو کیا | جسکی تھی تلاش وہ گھر میں تھا
آنکھ میں نقصان ہماری ہی بھرا | دید حق میں دید اپنی گم کرنا تو
دید پیری کو ہے دید اسکی عوض | دید سے اسکی ہے جگو کل غرض
طفل جبتک بولتا پھرتا تھا | گردن بابا کے جز گھوڑا نہ تھا
جب نکالی دست و پا ہو کر جوان | رنج و آفت میں پڑا اندر جہان
دست و پا سے پہلے انسانوں کی جان | بس وفا سے اڑتی تھی سوی صفا
اہبطوا کی قید جب اسیر لگے | مرض وغم شادی کی تیزی میں
ہیں خیال حق کی ہم اور شیرخواہ | بولا الخلق عیال للاٰلہ
آسمان سے پانی جو برسائیگا | نان بھی رحمت سے وہ دلوائیگا

پس گریزند از بلا سوی بلا | پس جہند از مار سوی اژدہا
حیلہ کرد انسان و حیلہ اش دام بود | آنکہ جان پنداشت خون آشام بود
در ببست و دشمن اندر خانہ بود | حیلۂ فرعون زین افسانہ بود
صد ہزاران طفل کشت آن کینہ کش | وانکہ او می جست اندر خانہ اش
دیدۂ ما چون بسے علت درست | رو فنا کن دید خود در دید دوست
دید ما را دید او نعم العوض | یابی اندر دید او کلی غرض
طفل تا گیرا و تا پویا نبود | مرکبش جز گردن بابا نبود
چون فضولے کرد و دست و پا نمود | در عنا افتاد و در کور و کبود
جانہای خلق پیش از دست و پا | مے پریدند از وفا سوے صفا
چون بامر اہبطوا بندی شدیم | حبس خشم و حرص و خرسندی شدیم
ما عیال حضرتیم و شیرخواہ | گفت الخلق عیال للاٰلہ
آنکہ او از آسمان باران دہد | ہم تواند کو برحمت نان دہد

پھر بیان کرنا شیر کا غلبہ کوشش کو اوپر توکل کے

دیگر بار بیان کردن شیر ترجیح جہد بر توکل

شیر بولا سچ ہے لیکن یار نے | نردبان رکھی ہے آگے پاؤں کے
پایہ پایہ اسپہ جای سوئی بام | ورنہ جبری ہو بیان بر طمع خام
پاؤں رکھتا ہے تو کیوں ہے پاؤں ہاری | ہاتھ رکھتا ہے تو کیوں پوشیدہ جنگ
بیحیلہ آقا نے بندے کو دیا | بے کہے غرض کو اسکے پا لیا
ہے اشارت ہاتھ سے جون بیلچہ | عاقبت بینی کا یہ ہے مرا...
جان پر اسکی اشارت ہو رکھے | اس بشارت کی وفا میں جان دے
یہ اشارت اسکی تجکو بھید دی | بار اٹھا لے اور مقصد کرے
تو ہے فاعل کردے معمول اب تجھے | تو ہے قابل کردی مقبول اب تجھے
حکم مانے اس کا جب قابل ہو تو | وصل ڈھونڈھے بعدہ واصل ہو تو
سعی کرنا شکر نعمت حق کا ہے | جبر ہے انکار بس نعمات سے
شکر نعمت سے تری نعمت بڑھے | کفر نعمت سے تری نعمت گھٹے

گفت شیر آرے ولی رب العباد | نردبانے پیش پای ما نہاد
پایہ پایہ رفت باید سوی بام | ہست جبری بودن اینجا طمع خام
پای داری چون کنی خود را تو لنگ | دست داری چون کنی پنہان تو چنگ
خواجہ چون بیلے بدست بندہ داد | بے زبان معلوم شد او را مراد
دست ہمچون بیل اشارتہای اوست | آخر اندیشی عبارتہای اوست
چون اشارتہاش را بر جان نہی | در وفای آن اشارت جان دہی
پس اشارتہاش اسرارت دہد | بار بردارد ز تو کارت دہد
حاملے محمول گرداند ترا | قابلے مقبول گرداند ترا
قابل امر وئی قابل شوے | وصل جوئی بعد ازان واصل شوے
سعی شکر نعمت قدرت بود | جبر تو انکار آن نعمت بود
شکر نعمت نعمتت افزون کند | کفر نعمت از کفت بیرون کند

جبر تیوار وہین سونا ہے نہ سو ۔ جبتک آہین نلے مکان دیکھ نہ سو
ہان نہ سوا ہی جبر بے اعتبار ۔ سوتا ہے سو زیر نخل میوہ دار
شاخ سے ٹپکا کیے ہر دم تا ہوا ۔ شمر بے خفتہ کے شہر از رہ وفا
خبر سوتا ہے میان رہزنان ۔ مرغ بے ہنگام کب یاد ہرازان
گر اشارون کو نہ مانے اسکے تو ۔ زن ہے تو اور مرد جانے آپ کو
عقل گم ہو جستقدر کہ تو رکھے ۔ عقل جس سر سے جائے کہ دم بریدہ
جو کہ بے شکری ہے عیب ننگ ہے ۔ آگ مین بے شکر کو داخل کرے
گر توکل کرتا ہے کامون مین کر ۔ کسب کر اور رکھ نظر جبار پر

جبر تو خفتن بود در رہ مخسپ ۔ تا نہ بینی آن در و درگہ مخسپ
ہان مخسپ اے جبری بے اعتبار ۔ جز بزیر آن درخت میوہ دار
تا کہ شاخ افشان کند ہر لحظہ باد ۔ بر سر خفتہ بریزد نقل و زاد
خبر خفتن در میان رہزنان ۔ مرغ بے ہنگام کے یابد امان
ور اشارتہاش را بینی زنے ۔ مرد بینداری و چون بینی زنے
آن قدر عقلی کہ داری گم شود ۔ سر کہ عقل از وی بپرد دم شود
زانکہ بے شکری بود شوم و شنار ۔ مے برد بے شکر را در قعر نار
گر توکل میکنی در کار کن ۔ کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

پھر غالب رکھنا شکارونکا توکل کو اوپر کوشش کے

سب لگے کہنے کہ تجھ سے کیا کہین ۔ ان حریصون نے سبب پکڑے ہین
یہ ہزارون مرد و زن آفاق مین ۔ کسلیے مایوس اور محروم ہین
ابتدا آغاز جہان سے خلق مین ۔ سو دہن کھولے شال اژدرکرازین
مکر ان دانا گروہ نے بس کیے ۔ کوہ کو جڑ سے اوکھیڑا مکر سے
مکر و حیلہ بس کیے اس قوم نے ۔ کر الیقین نے تجکو میرے قول سے
مکر زمانہ ہے انکا ذو الجلال ۔ لتزول منہ اقلال الجبال
جو لکھا قسمت مین تمہارے ازل ۔ وہ ہی ظاہر ہوا بس ہو اسکی دخل
بس وہ سب تدبیر ہے عاجز سری ۔ اور ہر سے عاجز خدا کے حکم سے
کسب کو جز نام مت جان بخو ۔ جہد کو جز وہم کے مت جان تو

باز ترجیح نہادن نخجیران مر توکل را بر جہد

جملہ با وی بانگہا بر داشتند ۔ کان حریصان کاین سببہا کاشتند
صد ہزار اندر ہزاران مرد و زن ۔ پس چرا محروم ماندند از زمن
صد ہزاران قرن ز آغاز جہان ۔ ہمچو اژدرہا گشادہ صد دہان
مکرہا کردند آن دانا گروہ ۔ کہ ز بن بر کندہ شد زان مکر کوہ
کرد وصف مکرشان را ذو الجلال ۔ لتزول منہ اقلال الجبال
جز ہمان قسمت کہ رفت اندر ازل ۔ روی ننمود از شکار و از عمل
جملہ افتادند از تدبیر کار ۔ ماند کار و حکمہای کردگار
کسب جز نامے مدان اے نامدار ۔ جہد جز وہمے مپندار اے عیار

دیکھنا عزرائیل علیہ السلام کا ایک شخص کو اور بھاگ آنا اس کا

نگریستن عزرائیل علیہ السلام بر مردے و گریختن او در سرائے

بیچ خدمت سلیمان علیہ السلام کے اور تقریر غلبہ توکل کی کوشش پر

سلیمان علیہ السلام و تقریر ترجیح توکل بر جہد و کوشش ہم

مرد و سادہ صبح کو بیتاب ہو ۔ پس سلیمان کے گیا دربار کو
زرد رو غم سے وہ نیلے ہونٹ تھے ۔ پس سلیمان نے کہا کیا حال ہے
بولا عزرائیل نے اس طور سے ۔ اک نظر کی مجھ پہ از رو خشم کے

سادہ مردے چاشتگاہے در رسید ۔ در سرا عدل سلیمان در دوید
رویش از غم زرد و لب ہر دو کبود ۔ پس سلیمان گفت اے خواجہ چہ بود
گفت عزرائیل در من اینچنین ۔ یک نظر انداخت پر از خشم و کین

گفت هین اکنون چه میخواهی بخواه / گفت فرما باد را ای جان پناه
تا مرا زینجا بهندستان برد / بو که بنده کان طرف شد جان برد
پس سلیمان کرد بر باد این برات / برد باد آن مرد را در سومنات
همچنین درویشی گریزانند خلق / لقمهٔ حرص و امل زانست حلق
ترس درویشی مثال آن هراس / حرص و کوشش را تو هندستان شناس
باد را فرمود تا او را شتاب / برد سوی خاک هندستان بر آب
روز دیگر وقت دیوان و لقا / پس سلیمان گفت عزرائیل را
کان مسلمان را بخشم از چه سبب / بنگریدی بازگو ای پیک رب
ای عجب این کرده باشی بهر آن / تا شود آواره او از خانمان
گفتش ای شاه جهان بی‌زوال / فهم کژ کرد و نمود او را خیال
که مرا فرمود حق کامروز هان / جان او را تو بهندستان ستان
دیدمش اینجا و بس حیران شدم / در تفکر رفته سرگردان شدم
از عجب گفتم گر او را صد پرست / او بهندستان شدن دور اندرست
چون بامر حق بهندستان شدم / دیدمش آنجا و جانش بستدم
تو همه کار جهان را همچنین / کن قیاس و چشم بگشا و ببین
از که بگریزیم از خود ای محال / از که برتابیم از حق ای وبال

بولے کیا چاہتا ہے تو مجھ سے کہو / بولا اب تم اس ہوا کو حکم دو
تا مجھے لیجائے ہندوستان کو / ہے یقین مجھکو وہاں امان ہے
کی سلیمان نے ہوا پر یہ برات / لیگئی باد اسکو سوی سومنات
اس طرح بھاگے ہے خلق افلاس سے / حرص سے روزی کو جیتی خلق کی
خوف درویشی ہے مثل اس خوف کے / جان ہندستان کو حرص عجب
باد کو فرمایا تا اسکو شتاب / خاک ہندستان پہ لاکے جون آب
دوسرے دن وہ ملاقی جو ہوئے / تب سلیمان بولے عزرائیل سے
خشم کو مومن سے آ سبب کیا / تم نے دیکھا کچھ کہو ای پیک رب
یہ عجب تم نے کیا ہے اس لئے / تاکہ آوارہ ہو وہ گھر بار سے
بولا اسکو ای شہ خرد و کمال / عقل کھوئی حق نے دکھلایا خیال
کہ کہا حق نے مجھے کہ آج ہاں / قبض کر ہندوستان میں اسکی جان
دیکھا میں نے اسکو یہاں حیران ہوا / اس تفکر سے میں سرگردان ہوا
تھا تامل میں کہ اسکے پر ہوں سو / تب بھی پہونچے نہ ہندوستان کو
میں بحکم حق جو ہندوستان گیا / دیکھا واں اسکو و قبض جان کیا
اس جہاں کو سب جہاں کے کام کو / کر قیاس اور کھول چشم اور دیکھ تو
کس سے ہم بھاگیں کہ خود ہی ہے محال / کس سے منہ پھیریں کہ حق سے ہے وبال

باز ترجیح شیر جهد را بر توکل و فواید جهد بیان کردن

پھر غالب ہونا شیر کا کوشش کو اور بیان فائدہ کوشش کا

شیر گفتا راست لیکن هم ببین / جهدهای انبیا و مرسلین
سعی ابرار و جهاد مومنان / تا بدین ساعت ز آغاز جهان
حق تعالی جهدشان را راست کرد / آنچه دیدند از جفا و گرم و سرد
حیله‌هاشان جمله حال آمد لطیف / کل شیء من ظریف هو ظریف
دامهاشان مرغ گردونی گرفت / نقصهاشان جمله افزونی گرفت
جهد میکن تا توانی ای کیا / در طریق انبیا و اولیا
با قضا پنجه زدن نبود جهاد / زانکه این را هم قضا بر ما نهاد

شیر بولا ٹھیک ہے لیکن دیکھ تو / انبیا کی کوششوں اور جہد کو
سعی ابرار و جہاد مومنان / ابتدا سے آج تک اندر جہان
انکی کوشش سچ کری اللہ نے / جو کہ دیکھا گرم و سرد ایام سے
حیلے انکے ہو گئے حال لطیف / کل شیء من ظریف ہو ظریف
مرغ گردون پکڑے انکے دام نے / انکے نقصان بن گئے سب فائدے
جس تلک ہو سکے کر کوشش میں / انبیا و اولیا کی راہ میں
جہد کرنا گو نہیں جنگ قضا / کیونکہ یہ بھی ہے قضا نے ہی رکھا

ہون مین کافر گزیان مین نے کیا | بس کسی کا راہ ایمان مین ذرا
سر تو تا باندھ مت اس سر کو تو | ایکدو دن جہد کر پھر خوش ہو تو
بے محل تو ڈھونڈھی جو کی دنیا کی تلاش | خوش محل تو ڈھونڈھی جو کی عقبیٰ کی تلاش
مکر کرنا کسب دنیا مین بڑ ا ٹو | مکر کرنا ترک دنیا مین بھلا
مکر خوش زندان مین جو دیو کرے نقب | مکر وہ مذموم جو کرے نقب
یہ جہان زندان و زندانی ہین ہم | دے نقب زندان مین رکھ باہر قدم
کیا ہے دنیا ہونا غافل یار سے | نے زن و فرزند و ملک و مال ہے
جو کرے تو مال بہر دین حصول | نعم مال صالح بولے رسو ل
آب کشتی مین کرے کشتی تبا ہ | زیر کشتی آب ہے پشت و پناہ
جو کیا تھا مال کو دل سے جدا | خود سلیمان اسلیے مسکین بنا
منھ بند کوزہ جو پانی پر پڑا | دل کی پربادی سے پانی پر پھرا
جسکے دل مین باد درویشی کی ہو | اس جہان کے آب پر قائم ہو وہ
آب بس غوطہ اسے کب دے سکا | دلمین اسکے نفخ حق کا جو بھرا
گرچہ یہ سارا جہان ملک اسکا ہے | ملک اسکی آنکھ مین لاشے دکھے
بند کر دل اور دہن اور صبر کر | اور باد من لدن کو آ مین بھر
حق ہے کوشش حق دوا اور درد کی | گر تو کوشش ترک کوشش مت کری
کسب کر اور جہد کر تو جان سے | تا مجھے علم لدنی سب کھل
گرچہ یہ سارا جہان پر درد ہو | جہد کب جاہل کے منھ مین ٹھہر
شیر نے ایسے دلائل بس کہے | نے جواب آن جبریون سے بن پڑے

مقرر ہونا غلبہ کوشش کا اوپر توکل کے

لومڑی خرگوش گیدڑ اور ہرن | باز آئے جبر سے چھوڑا سخن ٹو
عہد و پیمان شیر سے سب نے کیا | کہ نہ آوے زرق بیعت مین ذرا
حصہ ہر روز پہونچے اسکو بے | اور تقاضے کی نہ پھر حاجت رہے
عہد کرکے اس گھڑی وے سب گئے | سوی صحرا شیر سے بے ڈر ہوے

کازیم من گر زیان کر دست کس | در رہ ایمان و طاعت یک نفس
سر شکستہ این سرے بربستہ | یکدو روزے جہد کن باقی بخند
بد محالے جست کو دنیا بجست | نیک حالے جست کو عقبیٰ بجست
مکرہا در کسب دنیا بار دست | مکرہا در ترک دنیا وار دست
مکر آن باشد کہ زندان حفرہ کرد | آنکہ حفرہ بست آن مکریست سرد
این جہان زندان و ما زندانیان | حفرہ کن زندان و خود را وارہان
چیست دنیا از خدا غافل بدن | نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مال را کز بہر دین باشی حمول | نعم مال صالح گفت آن رسول
آب در کشتی ہلاک کشتی است | آب اندر زیر کشتی پشتی ست
چونکہ مال و ملک را از دل براند | زان سلیمان خویش جز مسکین نخواند
کوزہ سر بستہ اندر آب زفت | از دل پرباد فوق آب رفت
باد درویشی چو در باطن بود | بر سر آب جہان ساکن بود
آب نتواند مر او را غوطہ داد | کش دل از نفخ الٰہی گشت شاد
گرچہ جملہ این جہان ملک وی ست | ملک در چشم دل او لاشی است
پس دہان دل ببند و مہر کن | پر کنش از باد کبر من لدن
جہد حق ست و دوا حق ست و درد | منکر اندر نفی جہدش جہد کرد
کسب کن سعی نما و جہد کن | تا بدانی سر علم من لدن
گرچہ جملہ این جہان بر جہد شد | جہد کے در کام جاہل شہد شد
زین نمط بسیار برہان گفت شیر | کز جواب آن جبریان گشتند سیر

مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل

روبہ و خرگوش و آہو و شغال | جبر را بگذاشتند و قیل و قال
عہدہا کردند با شیر ژیان | کاندرین بیعت نیفتد در زیان
قسم ہر روزش بیاید بے ضرر | حاجتش نبود تقاضای دگر
عہد چون بستند و رفتند آن زمان | سوی مرعی ایمن از شیر ژیان

تنگ ہو کر بیٹھے اک دو چند ۔ درمیاں اُنکے ہوا فتنہ بلند
ہر کوئی تدبیر کرنا سوچتا ۔ ہر کوئی ہر ایک کا خون چاہتا
اتفاق اُن سب کا آخر یہ ہوا ۔ درمیاں تا قرعہ آئے ملا ہرا
قرعہ جسکے نام پر آکر پڑے ۔ وے کیے اُس شیر کا لقمہ بے
اسکا اوپر کر لیا سب نے قرار ۔ اور بالکل آیا قرعہ اعتبار
قرعہ جیسے پڑتا ہر روز آپ سے ۔ مثل چیتا جاتا جانب شیر کے

جمع بنشستند کجا آن وحوش ۔ اوفتادہ درمیان جملہ جوش
ہر کسے تدبیر وراے مینرومی ۔ ہر کسے در خون ہر یک میشدی
عاقبت شد اتفاق جملہ شان ۔ تا بباید قرعہ اندر میا ل ۴
قرعہ بر ہر کہ فتد او طعمہ است ۔ بے سخن شیر زیان را لقمہ است
ہمچنین کردند آن جملہ قرار ۔ قرعہ آمد ہر یکے را اختیار
قرعہ بر ہر کہ فتادے روز روز ۔ سوی آن شیر او دویدے ہمچو یوز

جواب دینا خرگوش کا ان شکاروں کو ۴

جواب گفتن خرگوش مر آن نخجیران

دور سا غر پونچا جب خرگوش پے ۔ یونہی جب خرگوش کی تک ظلم ہی
قوم نے اُس سے کہا ہے ہم ۔ ہین وفا ے عہد میں ثابت قدم
تو ہماری دیکھ بد نامی نہ کر ۔ تا خفا ہم پر نہ ہو دے شیر نر

چون بخرگوش آمد این ساغر بدور ۔ بانگ زد خرگوش کآخر چند جور
قوم گفتندش کہ چندین گاہ ما ۔ جان فدا کردیم در عہد و وفا
تو مجو بدنامی ما اے عنود ۴ ۔ تا نرنجد شیر تو رو زود زود

انکار کرنا شکاروں کا اور جواب دینا خرگوش کا ان کو

انکار کردن نخجیران و جواب خرگوش ایشان را

بولا مہلت مجھکو تم اے یار دو ۔ مکر سے میرے بلا سے تم چھٹو
جان تمہاری مکر سے میرے بچے ۔ اور یہ اولاد میں ورثہ رہے
ہر پیمبر امتوں کے درمیان ۔ اسطرح سے اُنکی چھتے تھے امان
رہ نکلنے کی تھی دیکھی چرخ نے ۔ مثل پتلی کے نظر میں تھے ملے
مثل پتلے حسم وانکو دیکھئے ۔ اور نہ پتلی کی بزرگی جانتے

گفت ای یاران مرا مہلت دہید ۔ تا بمکرم از بلا بیرون جہید
تا امان یابد بمکرم جانتان ۔ ماند این میراث فرزندانتان
ہر پیمبر درمیان امتان ۔ ہمچنین تا مخلصی میخواندشان
کز فلک راہ برون شو دیدہ بود ۔ در نظر چون مردمک پیچیدہ بود
مردمش چون مردمک دیدند خرد ۔ در بزرگی مردمک کس رہ نبرد

اعتراض کرنا شکاروں کا خرگوش پر اور جواب دینا خرگوش کا

اعتراض کردن نخجیران بخرگوش ایشان را

قوم بولا اس سے اے خرگوش رکھ ۔ آپکو ناچار جون خرگوش کچھ
ہے بناوانی بزرگوں کی تمیں ۔ جو تو خاطر میں لاتا ہے نہیں
ہم قضا ہم سب کی یا تیرا غرور ۔ ورنہ دعویٰ ہے نہیں تجھکو ضرور
بولا یارو یہ مجھے الہام ہے ۔ رائے غالب بھی عاجز کے لئے
حق نے زنبوروں کو سکھلایا ہے ۔ ورنہ آئے شیر سے اور گور سے

قوم گفتندش کہ ای خرگوش دار ۔ خویش را اندازۂ خرگوش دار
ہین چہ لافست این کہ تو از مهترانت ۔ در نیاوردند اندر خاطر آن را
معجبی یا خود قضا مان در پے است ۔ ورنہ این دم لائق چون تو کے است
گفت لے یاران حقم الہام داد ۔ مر ضعیفے را قوی رای فتاد
آنکہ حق آموخت مر زنبور را ۔ آن نباشد شیر را و گور را

گھر بنا رکھتی ہے حلوا ہے تر / حق نے انکو علم وہ بخشا گر
ریشمی کیڑون نے جو حق سے دیا / اور کیڑون سے وہ کب حیلہ ہو
آدم خاکی نے سیکھا حق سے علم / آسمان تک کر دیا روشن ہے علم
نام و ننگ اُس سے فرشتون کا گیا / وہ ہوا اندھا جسے حق سے شک ہوا
جو کہ زاہد تھا وہ لاکھون سال کا / منھ پہ گوسالہ کے بس چھیکا دیا
تا نہ شیر علم دین وہ پی سکے / تا نہ اس قصر علا تک پھر سکے
چھیکا منھ پہ اہل حس کے علم ہے / تا نہ لے شیر وہ اس علم سے
قطرہ دل پہ جو اک گوہر رکھا / کہ نہ گردون اور دریا کو دیا
صورتا ہے صورت پرست آخر کر / جان بے معنے یہ صورت ہے چتر
ہوتا اگر صورت سے انسان آدمی / احمد و بوجہل رکھتے ہمسری
احمد و بوجہل بتخانہ گئے تو / انکے جانے مین اور انکے فرق ہے
یہ گئے سجدہ بتون نے بس کیا / وہ گیا سجدہ بتون کو بس کیا
ہے جو تصویر بشر دیوار پہ / دیکھ کم ہے اسمین کیا صورت بشر
جان کم صورت سے اسمین جیکہ ہو / جا تو ڈھونڈھ اُس گوہر نایاب کو
کیون نہ شیران جہان کا سر جھکے / جو سگ اصحاب کو وہ دست دے
صورت بد سے اسے کیا ہے زیان / نور کے دریا مین ڈوبی اسکی جان
وصف صورت کا نہیں خامہ مین ہے / عالم و عادل لکھا نامہ مین ہے
عالم و عادل تو معنی ہے تمام / تو مکان مین اسکو کب پائے مدام
لامکان سے تن مین آتا ہے نہان / ہے سما تا چرخ مین خورشید جان
انتہا ممکن نہیں یہ بات ہے / اب سنو قصہ کو پھر خرگوش کے
گوش خود دو دوسرا اور گوش ہے / گوش خر سنتا نہیں یہ بات ہے

جانما سازد پیاز حلوای تر / حق برد آن علم را بکشود در
آنچه حق آموخت کرم پیله را / هیچ پیلی داند آن گون حیله را
آدم خاکی ز حق آموخت علم / تا بهفتم آسمان افروخت علم
نام و ناموس ملک را در شکست / کوری آن کس که با حق در شکست
زاهد شش صد هزاران ساله را / پوز بندی ساخت آن گوساله را
تا نتاند شیر علم دین کشید / تا نگردد گرد آن قصر مشید
علمهای اهل حس شد پوز بند / تا نگیرد شیر زان علم بلند
قطره دل را یکی گوهر فتاد / کان بگردونها و دریاها نداد
چند صورت آخر ای صورت پرست / جان بی معنیت از صورت نرست
گر بصورت آدمی انسان بدی / احمد و بوجهل خود یکسان بدی
احمد و بوجهل در بتخانه رفت / زین شدن تا آن شدن فرقیست زفت
این در آید سر نهند آن را بتان / وان در آید سر نهد چون امتان
نقش بر دیوار مثل آدم است / بنگر از صورت چه چیز او کم است
جان کم است آن صورت با تاب را / رو بجو آن گوهر نایاب را
شد سر شیران عالم جمله پست / چون سگ اصحاب را دادند دست
چه زیانستش از آن نقش نفور / چونکه جانش غرق شد در بحر نور
وصف صورت نیست اندر خامها / عالم و عادل بود در نامها
عالم و عادل همه معنیست بس / کش نیابی در مکان و پیش و پس
میزند بر تن ز سوی لامکان / می نگنجد در فلک خورشید جان
این سخن پایان ندارد گوش دار / گوش سوی قصه خرگوش دار
گوش خر بفروش و دیگر گوش خر / کین سخن را در نیابد گوش خر

ذکر عقلمندی خرگوش اور بیان بزرگی و نفع عقل کا

روبہ بازی دیکھ اُس خرگوش کی / شیر گیری دیکھ اُس خرگوش کی
دیکھ تو مہر سلیمان علم ہے / سارا عالم صورت و جان علم ہے

ذکر دانش خرگوش و بیان فضیلت و منافع دانش

رو تو روبه بازی خرگوش بین / مکر شیر اندازی خرگوش بین
خاتم ملک سلیمان ست علم / جمله عالم صورت و جان ست علم

آدمی کے علم سے عاجز ہوئی ہے ۔ خلق دریا خلق کوہ و دشت کی
شیر و چیتے مثل موش اس سے ڈریں ۔ وحشی اُسکے دشت میں پھر چھپتے پھریں
اور کنارہ کش ہوے دیو و پری ۔ ہر کسی نے اس سے پنہاں جگہ لی
آدمی کے ہیں بہت دشمن چھپے ۔ ہے وہ عاقل جو کوئی پُر خوف ہے
خلق بد اور نیک جیسے ہیں نہاں ۔ اسکی زد پڑتی ہے دل پر ہر زماں
گر تو جائے غسل کرنے نہر پے ۔ آسیب میں صدمہ ہو کانٹوں سے
گرچہ زیر آب کانٹا ہے نہاں ۔ جب چبھے پائیں تو ہو تجھکو عیاں
خرخشے حسوں کے اور وسواس ۔ سیکڑوں مردم سے ہیں نہ ایک سے
ٹھیر تو تا حس تری تبدیل ہو ۔ حل ہو مشکل اور دیکھے حس جنکو وہ
جیسے عاقلوں کی چھوڑ دیں ۔ جاہلوں کی طاعتیں منظور کیں

آدمی وار این هنر بیچاره گشت ۔ خلق دریاها و خلق کوه و دشت
زو پلنگ و شیر ترسان همچو موش ۔ زو شده پنهان بدشت و کوه و جو
زو پری و دیو ساحلها گرفت ۔ هر یکی در جای پنهان جا گرفت
آدمی را دشمن پنهان بسی ست ۔ آدمی با حذر عاقل کسی ست
خلق خوب و زشت هست از ما نها ۔ می‌زند بر دل بهر دم کوبها
بهر غسل ار در روی در جویبار ۔ بر تو آسیبی زند در آب خار
گرچه پنهان خار در آب است پست ۔ چونکه در تو می‌خلد دانی که هست
خار خار حسها و وسوسه ۔ از هزاران کس بود نه یک کسه
باش تا حسهای تو مبدل شود ۔ تا ببینیشان و مشکل حل شود
تا سخنهای کیان رد کرده‌ای ۔ تا کیان را سرور خود کرده‌ای

پھر تلاش کرنا شکاروں کا بھید و اندیشہ خرگوش کو

باز جستن نخچیران سر و اندیشهٔ خرگوش را

بعد وہ بولے کہ اے خرگوش اب ۔ کر بیاں جو تونے سوچا ہے وہ سب
شیر کے ساتھ تو مقابل میں پڑا ۔ رای اپنی کہہ تو سوچا ہے کیسا
مشورہ سے ہوتی ہے ہشیاری سب ۔ عقل کو عقلوں سے ہے بیداری سب
بولے پیغمبر کرو اے اہل فن ۔ مشورت کالمستشار مؤتمن
قول پیغمبر کا جان سے بس سنو ۔ کیا ترا مقصود ہے ہم سے کہو

بعد از آن گفتند کای خرگوش چست ۔ در میان آر آنچه در ادراک تست
ای که با شیری تو در پیچیده‌ای ۔ باز گو رایی که اندیشیده‌ای
مشورت ادراک و هشیاری دهد ۔ عقلها مر عقل را یاری دهد
گفت پیغمبر بکن ای رای زن ۔ مشورت کالمستشار مؤتمن
قول پیغمبر بجان باید شنود ۔ باز گو تا چیست مقصود تو زود

پوشیدہ رکھنا خرگوش کا بھید کو شکاروں سے

پوشیده داشتن خرگوش راز را از نخچیران

بولا ہر بھید اپنا کہنا نہ چاہیے ۔ جفت طاق اور طاق جفت ہوتے کبھی
گر صفائی کر تو پھونکے آئینہ ۔ ہو کدر جلد اُس سے آئینہ
کم کر ان تین شے کا تم بیاں ۔ مذہب و دولت سفر ہے ایک ان
کہ عدو کثرت سے ان تینوں کو ہیں ۔ اور لگے پھرتے ہیں اسکی گھات میں
گر تو اک سے بھی کہے تو الوداع ۔ کل سر جاوز الاثنین شاع
باندھے گر دو تین پرندے بہم ۔ قتل ہیں تیرے زمیں رہ تیرا الم

گفت هر رازی نشاید باز گفت ۔ جفت طاق آید گهی گه طاق جفت
از صفا گر دم زنی با آینه ۔ تیره گردد زود با ما آینه
در بیان این سه کم جنبان لبت ۔ از ذهاب و از ذهب وز مذهبت
کاین سه را خصم است بسیار و عدو ۔ در کمینت ایستد چون داند او
ور بگویی با یکی گو الوداع ۔ کل سر جاوز الاثنین شاع
گر دو سه پرنده را بندی بهم ۔ بر زمین مانند محبوس از الم

شورہ کرکر ہیں پوشیدہ تر — اور کنایہ سے غلط افگن سے کر
شورہ کرتے تھی پوشیدہ تر — دیتے وہ انکو جواب اور بے خبر
اور مثالوں میں وہ دیتے رای کو — تا نہ دشمن جانتے سر پا انکا کو
اور جواب اپنا وہ لیتے ایسے خبر — تا سوال انکے سے بو پائی نہ غیر
بات ہے بے انتہا ہے لوٹ تو — کر بیان خرگوش کی اب جستجو

مشورت دارید سر پوشیده خوب — در کنایت با غلط افگن مشوب
مشورت کردی پیمبر بسته سر — گفته ایشانش جواب و بی خبر
در مثال بسته گفتے رای را — تا نداند خصم سر از پای را
او جواب خویش بگرفتے ازو — وز سوالش مے نبردے غیر بو
این سخن پایان ندارد باز گرد — سوی خرگوش دلاور تا چه کرد

قصہ مکر کرنا خرگوش کا ساتھ شیر کے اور انجام کو پہونچانا

رای چلائی تھین خرگوش نے — مکر و طاق و جفت سوچا آپ سے
راز ہمجنسوں سے اپنے نے کہا — بھید اپنا اپنی جان میں خود رکھا
ایک ساعت دیر کرکے وہ چلا — بعد اسکے شیر سے آگے گیا
جو کہ جانے میں ہوئی تھی اسکے دیر — خاک اڑاتا اور چلاتا تھا شیر
بولا میں کہتا تھا عہد ناکسان — خام ہوتا ہے وہ بے اصل و نشان
مکر انکے نے مجھے تکلیف دی — وہ ہوگا کبتک دہر زمانہ اور کبھی
میر احمق سخت تر عاجز رہے — آگا پیچھا جو نہ سوچے جہل سے
راہ صاف اور دام ہیں اسمیں کہ — کم معنی کا کتابوں میں دکھے
لفظ و نامہ ہے مثال دام کے — لفظ شیرین ریگ پانی عمر ہے
عمر آب اور وقت اسکا نہر ہے — خلق باطن ریگ نہر عمر سے
ریگ اک وہ ہے کہ نکلے اس سے آب — وہ بہت نایاب ہے کر دستیاب
ریگ ہے وہ جان لے مرد خدا — کہ ملے حق سے ہیں وہ خود سے جدا
اس سے پانی دین کا جاری ہوا — طالبوں کو ہے حیات اس سے سدا
غیر مرد حق کو ریگ خشک جان — تیرے پانی عمر کو کھینچے ہر آن
کر طلب حکمت حکیموں سے تو — تاکہ دانا بینا اس سے ہووے تو
چشمہ حکمت بنے حکمت طلب — ہووے فارغ وہ بہ تحصیل و سبب
لوح حافظ لوح محفوظی بنے — روح اسکی روح محفوظی بنے
ابتدا میں تھی معلم اسکی عقل — بعد وہ شاگرد اسکے آئی عقل

قصہ مکر کردن خرگوش با شیر و بسر بردن او

حاصل آن خرگوش رای خویش گفت — مکر اندیشید با خود طاق و جفت
یا دو جوش از نیک و بد نگشاد راز — سر خود با جان خود می راند باز
ساعتے تاخیر کرد اندر شدن — بعد از آن شد پیش شیر پنجه زن
ز آن سبب کاندر شدن او ماند دیر — خاک را میکند و میغرید شیر
گفت من گفتم که عهد آن خسان — خام باشد خام و سست و نارسان
دمدمه ایشان مرا از خر فگند — چند بفریبد مرا این دهر چند
سخت در ماند امیر سست ریش — چون نه پس بیند نه پیش از احمقیش
راه هموارست و زیرش دامهاست — قحط معنی در میان نامه هاست
لفظها و نامها چون دامهاست — قحط معنی در میان نامه هاست
عمر چون آبست وقت او را چو جو — خلق باطن ریگ جوی عمر تو
آن یکے ریگے که جوشد آب ازو — سخت کمیابست رو آن را بجو
هست آن ریگ ای پسر مرد خدا — کو بحق پیوست و از خود شد جدا
آب عذب دین همی جوشد ازو — طالبان را زان حیاتست و نمو
غیر مرد حق چو ریگ خشک دان — کاب عمرت را خورد او هر زمان
طالب حکمت شو از مرد حکیم — تا ازو گردی تو بینا و علیم
منبع حکمت شود حکمت طلب — فارغ آید او ز تحصیل و سبب
لوح حافظ لوح محفوظی شود — روح او از روح محفوظی شود
چون معلم بود عقلش ز ابتدا — بعد از آن شد عقل شاگردی ورا

عقل جون جبرئیل احمد سے کہے — اک قدم آگے بڑھون تو جل جلے
چھوڑیان تونے جون روان — ہے یہی وہ میری لے سلطان جان
کاہلی سے جبر ہے شکر و صبر — جانتا ہے وہ کہ کڑوا ہائے خبر
جبر کرلایا جبر در رنجور ہے — اور رنجوری سے وہ در گور ہے
بولی ہے پیغمبر کہ رنجوری بری — جون چراغ آخر کو گل کردے وہی
جبر کیا ہے ٹوٹی ہڈی باندھنا — یا کٹی رگ کو ملا کر گانٹھنا
پاجو اس رہ مین نہ ٹوٹا ہے ترا — کیسے ہنستا ہے جو باندھا تو نے پا
اس کو کوشش مین ٹوٹا جسکا پا — واسطے اسکے براق آیا بھلا
حامل دین تھا وہ محمول اب ہوا — قابل فرمان تھا مقبول اب ہوا
کرتا تھا تعمیل ابتک حکم شاہ — دیر حکم آخر ہوئی اسکی سپاہ
ابتک اختر امین کرتے تھے اثر — بعد حاکم ہوا وہ کنجم پر
میرے کہنے پر تجھے شک ہے اگر — دیکھ انزا وہ یقین شق القمر
تازہ کر ایمان نہ کہنے بات سے — تو ہوا کو تازہ باطن مین رکھے
ایمان تازہ نے جو ماری ہے ہوا — یہ ہوا اک قفل ہے دل پر سدا
حرف قرآن کو پلٹتا ہے جو تو — تو پلٹ اپنے کو نے قرآن کو

زیافت تاویل حقیر مکھی کی

ذکر ہے تاویل قرآن کا ہوا — معنے روشن ہوا پست اور برا
حال تیرا مثل اس مکھی کے ہے — جو کہ سمجھی آپ کو وہ مرد ہے
وہ خودی سے مست ہو گئی تھی بے شراب — آپ کو ذرہ نے سمجھا آفتاب
وصف بازون کا سنا اور رہاں — بولی مین عنقای وقت اک ہون یہان
گھاس پر پیشاب خر مین بیٹھکر — مثل کشتیبان کے کرنے لگی فکر
بولی مین نے کشتی و دریا سنا — فکر اسکا مجھکو اک مدت رہا
اب یہ دریا اور یہ کشتی اور مین — مرد کشتیبان ہون اس وقت مین
سر پر دریا وہ چلی مارتے — اسکو دکھتا تھا وہ بیحد اور اتھی

عقل چون جبرئیل گوید احمدا — گر یکی گامی نہم سوزد مرا
تو مرا بگذار زین پس پیش ران — حد من این بود ای سلطان جان
ہر کہ ماند از کاہلی بی شکر و صبر — او ہمی داند کہ گیرد پای جبر
ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد — تا ہمان رنجوریش در گور کرد
گفت پیغمبر کہ رنجوری بلاغ — رنج آرد تا بمیرد چون چراغ
جبر چہ بود بستن اشکستہ را — یا بپیوستن رگ بگسستہ را
چون درین رہ پای خود نشکستہ — بر کہ میخندی چو پا را بستہ
وانکہ پایش در رہ کوشش شکست — در رسید او را براق و بر نشست
حامل دین بود او محمول شد — قابل فرمان بد او مقبول شد
تاکنون فرمان پذیرفتی ز شاہ — بعد ازان فرمان رساند بر سپاہ
تاکنون اختر اثر کردی درو — بعد ازان باشد امیر اختر او
گر ترا اشکال آید در نظر — پس تو شک داری در انشق القمر
تازہ کن ایمان نہ از گفت زبان — ای ہوا را تازہ کردہ در نہان
تا ہوا تازہ است ایمان تازہ نیست — کین ہوا جز قفل آن دروازہ نیست
کردہ تاویل حرف بکر را — خویش را تاویل کن نے ذکر را

زیافت تاویل رکیک مگس

بر ہوا تاویل قرآن میکنی — پست و کژ شد از تو معنی سنی
ماند احوالت بدان طرفہ مگس — کو ہمی پنداشت خود را ہست کس
از خودی سرمست گشتہ بی شراب — ذرہ خود را شمردہ آفتاب
وصف بازان را شنیدہ در زمان — گفت من عنقای وقتم بی گمان
آن مگس بر برگ کاہ و بول خر — ہمچو کشتیبان ہمی افراشت سر
گفت من دریا و کشتی خواندہ ام — مدتی در فکر آن میماندہ ام
اینک این دریا و این کشتی و من — مرد کشتیبان و اہل رای و فن
بر سر دریا ہمی راند او عمد — می نمودش این قدر بیرون ز حد

اسکو وہ شباب تھا بے حد کھا — کب آسے دکھتا تھا وہ جیسے کہ تھا
نگاہ اسکی اتنی ہو جتنی نظر — اتنا دریا ہو آسے جتنی نہر
صاحب تاویل مکھی کی مثال — گھاس تصویر اور بول خر خیال
پیر بن تاویل مکھی چھوڑ دے — بخت مکھی کو ہما بنیک کرے
وہ نہ مکھی ہے کہ عبرت ہے کہ آسے — روح لائق اسکے کب صورت ہے

بود بیحد آن چنین نسبت بدو — آن نظر که بیند آنرا راست او
فکرتش چندان بود کش بینش است — چشم چندین بحر هم چندینش است
صاحب تاویل چون باطل مگس — وهم او بول خر و تصویر خس
گر مگس تاویل بگذارد برای — آن مگس را بخت گرداند همای
آن مگس نبود کش این عبرت بود — روح او نی در خور صورت بود

خفا ہونا شیر کا خرگوش کے دیر میں آنے سے

رنجیدن شیر از دیر آمدن خرگوش

شیر مارا جیسے اس خرگوش نے — روح کب تھی اسکے لائق جسم کے
شیر کہتا تھا براہ قہر و خشم — گوش کی رو سے عدو نے باندھی چشم
جبریوں کے مکر نے پچھاڑا مجھے — انکی تیغ چوب نے مارا مجھے
بعد ازین کب سنوں اس مکر کو — ہے صدا نے غول اور دیو کی وہ
پھاڑ انکو ہے ولا کس فکر میں — پوست کھینچ انکا کہ وہ کل پوست ہیں
پوست کیا ہے انکی باتیں رنگ رنگ — جیسے لہر آب پر ہوں بے درنگ
پوست باتیں مغز تو معنی کو جان — باتیں جون صورت ہیں اور معنی ہے جان
پوست باتیں مغز بد کو عیب پوش — مغز خوش کو ہوئے غیرت عیب پوش
ہوا ہو لے خامہ کا غذ آب سے — ہو فنا وہ جلد تو جو کچھ لکھے
رہ ہے نقش آب گر چاہے وفا — تو گئے اس سے ہاتھ اپنا کاٹتا
باد مردم میں ہوا و آرزو — چھ ہوا تو چھوڑ دے ہے پیغام ہو
خوب ہیں پیغام سے کردگار — کہ دو سرے پاؤں تک ہیں پائدار
بدلے خطبہ اور لقب سلطان کا — اور رہے خطبہ ولی و انبیا
کیونکہ شاہوں کی ہوا و سر جاہ پر — انبیائی ہے شکر و اللہ سے
نام شاہوں کا تو سکہ سے مٹے — نام احمد کا قیامت تک رہے
نام احمد انبیا کل کا ہے نام — سو جو آئے گئے تو ہے بھی تمام
بات یہ ہے انتہا بے پسر — قصہ خرگوش کہہ اور شیر نر تو

همچو آن خرگوش کو بر شیر زد — روح او کی بود اندر خورد قد
شیر میگفت از سر تیزی و خشم — کز ره گوشم عدو بر بست چشم
مکرهای جبریانم بسته کرد — تیغ چوبین شان تنم را خسته کرد
زین سپس من نشنوم آن دمدمه — بانگ دیوان است و غولان آن همه
بر در ای دل تو ایشانرا مایست — پوست شان برکن کشان جز پوست نیست
پوست چه بود گفتهای رنگ رنگ — چون زره بر آب کش نبود درنگ
این سخن چون نقش و معنی همچو جان — این چو پوست و معنی مغز دان
پوست باشد مغز بد را عیب پوش — مغز نیکو را ز غیرت غیب پوش
چون قلم از باد بد دفتر ز آب — هر چه بنویسی فنا گردد شتاب
نقش آب است ار وفا جویی از آن — باز گردی دستهای خود گزان
باد در مردم هوا و آرزوست — چون هوا بگذاشتی پیغام هوست
خوش بود پیغامهای کردگار — کو ز سر تا پای باشد پایدار
خطبهٔ شاهان بگردد و آن کیا — جز کیا و خطبه‌های انبیا
زانکه بوش پادشاهان از هواست — بارنامهٔ انبیا از کبریاست
از درمها نام شاهان بر کنند — نام احمد تا قیامت می‌زنند
نام احمد نام جملهٔ انبیاست — چونکه صد آمد نود هم پیش ماست
این سخن پایان ندارد ای پسر — قصهٔ خرگوش گو و شیر نر

بیان میں کہ خرگوش گئے اور دیر ہونا اسکے جانے میں

هم در بیان مکر خرگوش و تاخیر او در رفتن

دیر کی جانے میں اس خرگوش نے | مکر سوچا ایک اپنے آپ سے
پس چلا خرگوش بعد اک دیر کے | کان میں تا راز کہوے شیر کے
کسقدر عالم رکھے سودای عقل | کسقدر چوڑا ہے یہ دریای عقل
بحر بے پایان ہے یہ عقل بشر | چاہیے غواص دریا کو پسر
بحر شیرین میں ہماری صورتیں | مثل کاسہ آب پر گردش کریں
پر نہو جون طشت دریا پر رہے | جبکہ پر ہو طشت تب ہی غرق ہے
عقل پنہان اور جہان ظاہر کہے | صورتیں اپنی موج و قطرہ بحر سے
جو وسیلہ اپنا صورت کو رکھے | دور دریا اس وسیلے سے کرے
تا نہ دیکھے دل دہندہ راز کو | تا نہ دیکھے تیر دور انداز کو
اسب کو اپنے گما جانے بجنگ | تیز دوڑائے اسے بے درنگ
اسب کو اپنے گما وہ جانتا | جون ہوا اسب اسکو لیکر چلدیا
ڈھونڈھتا اور ڈھونڈھتا پھرتا مگر | پوچھتا ہر جا وہ پھرتا در بدر
میرے گھوڑے کو چرا لایا کسی | ہے سوار ای خواجہ تو کس چیز پے
ہے یہ گھوڑا پر وہ گھوڑا ہے کہان | ہو تو تن میں آ لے سوار بے نشان
سننے والا وصف گھوڑے راز سے | تا کہ اپنے اسب کو پہچان لے
ظاہر و نزدیک سے ہے جان گم | جیسے ظاہر خشک و پانی از خم
اپنے باطن میں زیادہ کر تو درد | تا کہ دیکھے رنگ سبز و سرخ و زرد
سرخ و سبز و زرد کب تو دیکھے | تا نہ دیکھے نور اول تین سے
رنگ میں جو ہوش تیرا گم گیا | رنگ وہ پردہ ہوا اس نور کا
ظلمت شب میں کہ جو چھپتا ہر رنگ | دیکھا تو نے نور سے دکھتا ہے
رنگ کو دکھلا دے نور ظاہری | ایسے ہی رنگ خیال باطنی
یہ لقا ہر آفتاب و ماہ سے | وہ باطن عکس نور اللہ سے
نور نور چشم دل کا نور ہے | نور آنکھوں میں ہے دل کے نور سے
پھر ہے نور نور دل نور خدا | کہ وہ نور عقل و حس سے ہے جدا
شب نہ ہوتی تو نہ دکھتا نور رنگ | نور وہ ضد سے دکھے ہے بے درنگ

در شدن خرگوش بس تاخیر کرد | مکر را با خویشتن تقریر کرد
در ره آمد بعد تاخیر دراز | تا بگوش شیر گوید یک دو راز
تا چه عالمهاست در سودای عقل | تا چه با پهناست این دریای عقل
بحر بی پایان بود عقل بشر | بحر را غواص باید ای پسر
صورت ما اندرین بحر عذاب | می دود چون کاسه‌ها بر روی آب
تا نشد پر بر سر دریا چو طشت | چونکه پر شد غرق در وی غرق شد
عقل پنهانست و ظاهر عالمی | صورت ما موج یا از وی نمی
هر چه صورت می وسیلت سازدش | زان وسیلت بحر دور اندازدش
تا نبیند دل دهنده راز را | تا نبیند تیر دور انداز را
اسب خود را یاوه داند وز ستیز | می دواند اسب را در راه تیز
اسب خود را یاوه داند آن جواد | و اسب خود او را کشان کرده چو باد
در فغان و جستجو آن خیره سر | هر طرف پرسان و جویان در بدر
کانکه دزدید اسب ما را کو و کیست | اینکه زیر ران تست ای خواجه چیست
آری این اسبست لیک آن اسب کو | با خود آ ای شهسوار اسب جو
وصفها را مستمع گوید براز | تا شناسد مرد اسب خویش باز
جان ز پیدائی و نزدیکیست گم | چون شود پر آب و لب خشکی چو خم
در درون خود بیفزا درد را | تا ببینی سبز و سرخ و زرد را
کی ببینی سرخ و سبز و بور را | تا نبینی پیش ازین سه نور را
لیک چون در رنگ گم شد هوش تو | شد ز نور آن رنگها روپوش تو
چونکه شب آن رنگها مستور شد | پس بدیدی دید رنگ از نور شد
نیست دید رنگ بی نور برون | همچنین رنگ خیال اندرون
این برون از آفتاب و از سها | وان درون از عکس انوار علا
نور نور چشم خود نور دلست | نور چشم از نور دلها حاصلست
باز نور نور دل نور خداست | کو ز نور عقل و حس پاک و جداست
شب نبد نور و ندیدی رنگ را | پس بضد آن نور پیدا شد ترا

دیکھا شب کو نور و بے رنگ تھا | رنگ کیا تھا ایک تھا مہرہ سیاہ
نور دیکھے پہلے پھر دیکھے تو رنگ | ضد سے ضد ظاہر ہو مثل روم و زنگ
نور دیکھا جسکے ہی دیکھا ہر رنگ | نور کا ضد جان اسکو بے درنگ
نور کی ضد سے تو جانے نور کو | ضد کو ضد دکھلاتی دلین دیکھ تو
غم کو پیدا اس لئے حق نے کیا | تا خوشدلی اس ضد سے تا ہو برملا
پس نہان اس نسبت سے حق کی عیان | چونکہ حق کی ضد نہیں ہوئی نہان
نور حق کی ضد نہیں اندر وجود | تاکہ ضد سے اسکا پیدا ہو شہود
اسلئے ابصارنا لا تدرکہ | وہو یدرک دیکھ از موسی و کہ
صورت و معنی ہے جون بیشہ و شیر | تا جون آواز و سخن با فکر خیر
یہ سخن و آواز اٹھا فکر سے | فکر کا دریا نہ جانے کہاں ہے
دیکھی جو موج سخن نے لطیف | جان لے دریا بھی اسکا ہو شریف
عقل ہے جو فکر کی موجیں بن گئیں | صورتیں آواز و باتوں سے بنیں
بات سے صورت بنی اور گم گئی | موج خود دریا کے اندر جا ملے
آئی ہے صورت سے اک صورت برون | پھر گئی کانا الیہ راجعون
پس تجھے ہر دم ہے اک موت دنیا | مصطفے نے ساعتہ دنیا کہا
فکر ہے اک تیر ہو سے با ہوا | کب ہوا سے آئے آخر تا خدا
ہوتی ہے ہر دم نئی دنیا سے ہم | بے خبر تجدید سے جو ہے یہ دم
عمر نو نو آتی ہے جون آب جو | دیسے ہے دیکھے مدت اسکو تو
دائرہ تجکو برابر اک دکھے | تو شرر کو تیز گردش جبکہ دے
جلتی لکڑی کو ہلائے تو اگر | اک لکیر اس آگ کی آئے نظر
تیزی صنعت سے یہ عمر دراز | تجکو دکھلاتی ہے وہ صنع فراز
طالب علامہ اگر ہے بھید کا | ہے حسام الدین کو وصف اسکا بڑا
وصف ہے بیرون ہے اسکا شرح سے | چل حکایت کہ کہ جاتا وقت ہے

شب ندیدی رنگ کان بی نور بود | رنگ چه بود مهرهٔ کور و کبود
که نظر بر نور بود آنگه برنگ | ضد بضد پیدا بود چون روم و زنگ
دیدن نور است آنگه دید رنگ | وین بضد نور دانی بی درنگ
پس بضد نور دانستی تو نور | ضد ضد را می نماید در صدور
رنج و غم را حق پی آن آفرید | تا بدین ضد خوشدلی آید پدید
پس نهانیها بضد پیدا شود | چونکه حق را نیست ضد پنهان بود
نور حق را نیست ضدی در وجود | تا بضد او را توان پیدا نمود
لاجرم ابصارنا لا تدرکه | و هو یدرک بین تو از موسی و کہ
صورت از معنی چو شیر از بیشه دان | یا چو آواز و سخن ز اندیشه دان
این سخن و آواز از اندیشه خاست | تو ندانی بحر اندیشه کجاست
لیک چون موج سخن دیدی لطیف | بحر آن دانی که هم باشد شریف
چون ز دانش موج اندیشه بتاخت | از سخن و آواز او صورت بساخت
از سخن صورت بزاد و باز مرد | موج خود را باز اندر بحر برد
صورت از بی صورتی آمد برون | باز شد کانا الیه راجعون
پس ترا هر لحظه مرگ و رجعتیست | مصطفی فرمود دنیا ساعتیست
فکر ما تیریست از هو در هوا | از هوا کی پاید آید تا خدا
هر نفس نو میشود دنیا و ما | بی خبر از نو شدن اندر بقا
عمر همچون جوی نو نو میرسد | مستمری می نماید در جسد
آن ز تیزی مستمر شکل آمدست | چون شرر کش تیز جنبانی بدست
شاخ آتش را بجنبانی بساز | در نظر آتش نماید بس دراز
این درازی مدت از تیزی صنع | می نماید سرعت انگیزی صنع
طالب این سر اگر علامه ایست | نک حسام الدین که سامی نامه ایست
وصف آواز شرح مستغنی بود | در حکایت کن که بیگه میشود

پہونچنا خرگوش کا شیر کے پاس اور خفا ہونا شیر کا اسپر

رسیدن خرگوش بشیر و خشم شیر بروی

خشم اور غصہ کے اندر شیر ہے / دیکھا وہ خرگوش آتا دور سے
دوڑتا آتا ہے بے دہشت و ڈر / ترش رو اور تند خو اور بے خطر
جیسے آنے سے تہمت ہوتی ہے / اور دلیری سے صداقت ہوتی ہے
شیر کے نزدیک تر آیا وہ جب / شیر للکارا کہ ان لے بے ادب
میں نے پھاڑے ہیں بہت گاؤ کو / اور ملے ہیں کان شیر نر کے جو
ادنی اک خرگوش کہ ایسا کرے / حکم میرے کو زمین پر ڈال دے
ترک خواب و غفلت خرگوش کر / شیر کی غرش کو ای خرگوش کر

شیر اندر آتش و در خشم و شور / دید کان خرگوش می آید ز دور
می دود بی دهشت و گستاخ او / خشمگین و تیز و تند و ترش رو
کز شکسته آمدن تهمت بود / وز دلیری دفع هر ریبت بود
چون رسید او پیشتر نزدیک صف / بانگ بر زد شیر هان ای ناخلف
من که گاوان را ز هم بدریده ام / من که گوش شیر نر مالیده ام
نیم خرگوشی چه باشد کو چنین / امر ما را افکند اندر زمین
ترک خواب و غفلت خرگوش کن / غرش این شیر ای خرگوش کن

عذر کرنا خرگوش کا شیر سے دیر ہونے میں اور خوشامد کرنا

بولا خرگوش الاماں معذور ہوں / امن میں گر حکم تیرے سے رہوں
گر اجازت ہو تو حال اپنا کہوں / تو ہے مالک اور اک عاجز میں ہوں
بولا کیا کہتا ہے احمق بر قصور / اب تو آیا ہے بدرگاہ حضور
مرغ بے ہنگام لائق ہے سزا / عذر احمق کا ہے کب سننا روا
عذر احمق ہے گنہ سے بس برا / عذر ناداں زہر دانش کا ہوا
عذر اے خرگوش خالی عقل سے / میں نہیں خرگوش کہ گوش دے
بولا اے شہ ناکسی کو کس کر / عذر مظلوموں کا سن لے نیک بد
واسطے اپنی زکوۃ جاہ کے / دور مت گمراہ کو کر آپ سے
آب دیتا بحر ہے ہر نہر کو / سر پہ ہر خاشاک کو رکھتا ہے وہ
اس کرم سے کچھ نہیں دریا ہو کم / بیش و کم ہوتا نہ دریائے کرم
بولا کرتا ہوں کرم جائے کرم / قدر کے لائق جامہ دیتا ہوں نہ کم
بولا سن لے گر نہ جائے لطف ہو / سر رکھا ہے آگے تیرے قہر کے
صبح کو آتا تھا جانب شاہ کے / اور رفیق اک اپنے بس ہمراہ لے
ساتھ میرے اور اک خرگوش تھا / میرے ہمرہ اس گروہ نے تھا کیا
قصد رہ میں شیر نے میرا کیا / قصد دونوں آنے والوں کا کیا
عرض کی ہم بندگان شاہ ہیں / اور دونوں بندۂ درگاہ ہیں

عذر کردن خرگوش بشیر از تاخیر ولابه کردن

گفت خرگوش الامان عذریم هست / گر دهد عفو خداوندیت دست
باز گویم چون تو دستوری دهی / تو خداوندی و شاه من رهی
گفت چه عذر ای قصور ابلهان / این زمان آیند در پیش شهان
مرغ بی وقتی سرت باید برید / عذر احمق را نمی باید شنید
عذر احمق بدتر از جرمش بود / عذر نادان زهر هر دانش بود
عذرت ای خرگوش از دانش تهی / من نه خرگوشم که در گوشم نهی
گفت ای شه ناکسی را کس شمار / عذر استم دیدگان را گوش دار
خاص از بهر زکوة جاه خود / گمرهی را تو مران از راه خود
بحر کو آبی به هر جو میدهد / هر خسی را بر سر و رو می نهد
کم نخواهد گشت دریا زین کرم / از کرم دریا نگردد بیش و کم
گفت دارم من کرم بر جای او / جامه هر کس برم بالای او
گفت بشنو گر نباشم جای لطف / سر نهادم پیش اژدرهای عنف
من بوقت چاشت در راه آمدم / با رفیق خود سوی شه آمدم
با من از بهر تو خرگوشی دگر / جفت همره کرده بودند آن نفر
شیر اندر راه قصد بنده کرد / قصد هر دو همره آینده کرد
گفتمش ما بندهٔ شاهنشهیم / خواجه تاشان که آن درگهیم

بولا کیسا بادشہ تم چپ رہو / ذکر نالائق کا مجھ سے مت کرو
تجھکو تیرے شاہ کو پھاڑوں ابھی / گر تو بھاگی یار کو لیکر کبھی
عرض کی کہ چھوڑ تا بار دگر / شہ کو ہم دیکھیں دیں تیری خبر
بولا ہمراہی کو اپنے رہن دے / ورنہ قربانی تری واجب مجھے
بس خوشامد کی ہوا نہ کچھ اثر / یار کو چھینا مجھے چھوڑا اکر
رہن اُسکے پاس ہمراہی رہا / خون اُسکے دلمیں پانی ہو گیا
یار تھا سہ چند مجھ سے بس لحیم / ہم لطیف و ہم مجرب ہم جسیم
بعد رہ بند ہوئی اُس شیر سے / حال یہ میرا تھا اب تو جان لے
پھر وظیفہ نے ملے ہو تم سے پر / سچ میں کہتا ہوں کہ اے الحق مر
گر وظیفہ چاہیے تو رہ پاک کر / چل تو اُسے دفع وہ بیباک کر

گفت شاهنشه که باشد شرم دار / پیش من تو یاد هر ناکس میار
هم ترا و هم شهت را بر درم / گر تو با یارت بگردی از برم
گفتمش بگذار تا بار دگر / روی شه بینم برم از تو خبر
گفت همره را گرو نه پیش من / ورنه قربانی تو اندر کیش من
لابه کردیمش بسی سودی نکرد / یار من بستد مرا بگذاشت فرد
ماند آن همره گرو در پیش او / خون روان شد از دل بخویش او
یارم از زفتی سه چندان بد که من / هم بلطف و هم بخوبی هم بتن
بعد ازین زان شیر آن ره بسته شد / حال ما این بود با تو گفته شد
از وظیفه بعد ازین امید بر / حق همی گویم ترا الحق مر
گر وظیفه بایدت ره پاک کن / هین بیا و دفع آن بیباک کن

جواب دینا شیر کا خرگوش کو اور روانہ ہونا براہ

بولا بسم اللہ چلو وہ ہے کہاں / آگے ہو گر سچ تو کرتا ہے بیان
اُسکو دیسے سو کو بس میں دوں سزا / گر تو جھوٹا ہو وہ تجھکو دوں جزا
مثل رہبر کے وہ بس آگے ہوا / جانب دام اپنے اُسکو لیچلا
جانب اس چہ کے کہ کی آنسی تھا / دام اُسکی جان کا تھا اُسکو کیا
بس گئے وہ دونوں تا نزدیک چاہ / اور تھا یہ خرگوش آب زیر کاہ
کاہ کو صحرا سے لیجاتا ہے آب / یہ عجب کہ کوہ کو لیجائے آب
دام مکر اُسکا کمند شیر تھا / ہے عجب خرگوش قاتل شیر کا
موسے تا رود نیل تک فرعون کو / لے گیا اک با سپاہ و جنگجو
ہم پر مچھر نے اُس نمرود کا / بیچ اہل مغز سر کو کھا لیا
قول دشمن کا سنے یہ اُسکا حال / یہ سزا دشمن کا جو رکھے خیال
حال فرعون اک کہ ہامان کی سنی / حال نمرود اک کہ شیطان کی سنی
گرچہ دشمن دوستانہ ہے کہے / دام جان گرچہ دانہ سے کہے
گر تجھے شکر دے اُسکو زہر جان / گر کرے الطاف اُسکو قہر جان

جواب گفتن شیر خرگوش را و روان شدن در راه

گفت بسم الله بیا تا او کجاست / پیش در شو گر همی گوئی تو راست
تا سزای او و صد چون او دهم / ور دروغست این سزای تو دهم
اندر آمد چون قلاوزی به پیش / تا برد او را بسوی دام خویش
سوی چاهی کو نشانش کرده بود / چاه مغ را دام جانش کرده بود
می شدند آن هر دو تا نزدیک چاه / اینت خرگوشی چو آب زیر کاه
آب کاهی را بهامون می برد / آب کوهی را عجب چون می برد
دام مکر او کمند شیر بود / طرفه خرگوشی که شیری می ربود
موسیی فرعون را تا رود نیل / می کشد با لشکر و جمع ثقیل
پشه نمرود را با نیم پر / می شکافد بی محابا مغز سر
حال آن کو قول دشمن را شنود / بین جزای آنکه شد یار حسود
حال فرعونی که هامان را شنود / حال نمرودی که شیطان را شنود
دشمن ار چه دوستانه گویدت / دام دان گرچه ز دانه گویدت
گر ترا قندی دهد آن زهر دان / گر بتن لطفی کند آن قهر دان

چون قضا آید نبینی غیر پوست	دشمنان را باز نشناسی ز دوست
چون چنین شد ابتهال آغاز کن	ناله و تسبیح و روزه ساز کن
ناله می کن کای تو علام الغیوب	زیر سنگ مکر بد ما را مکوب
یا کریم العفو ستار العیوب	انتقام از ما مکش اندر ذنوب
آنچه در کون است زاشیا ازپیچه	دانا جان را بهر حالت که هست
گر سگی کردیم ای شیر آفرین	شیر را مگمار بر ما زین کمین
آب خوش را صورت آتش مده	اندر آتش صورت آبی منه
از شراب قهر چون مستی دهی	نیستها را صورت هستی دهی
چیست مستی بند چشم از دید چشم	تا نماید سنگ گوهر پشم یشم

جب قضا آئے تو دیکھے اسکو پوست	اور جانے اپنے دشمن کو تو دوست
جب کہ ایسا ہو تو زاری کر شروع	روزہ و تسبیح سے کر تو رجوع
نالہ کر اور کہہ کہ اے پروردگار	مکر سے تیرے تو مجھکو نہ مار
یا کریم العفو یا ستار تو	اب گناہوں کا نہ بدلا مجھسے چاہ
جو کہ دنیا میں ہے تیرے جیسی کہ ہو	جان کو دکھلا وہ جس حال سے
گر سگی کی ہے اے شیر آفرین	شیر کو مجھپر مسلط کر نہیں
آگ کی صورت تو پانی کو نہ کر	آگ میں پانی کی صورت مت رکھے
جو شراب قہر سے مستی تو دے	مستوں کو صورت ہستی تو دکر
کیا ہے مستی آنکھ بند ہو دید سے	پشم یشم و سنگ و گوہر نا دیکھے

قصهٔ سلیمان علیه السلام و هدهد و بیان آنکه چون قضا آید چشمها بسته شود

قصہ سلیمان علیہ السلام و ہدہد کا اور بیان اسکا کہ جب قضا آتی ہے آنکھیں بند ہوجاتی ہین

چون سلیمان را سراپرده زدند	جمله مرغانش بخدمت آمدند
همزبان و محرم خود یافتند	پیش او یک یک بجان بشتافتند
جمله مرغان ترک کرده چیک چیک	با سلیمان گشته افصح من اخیک
همزبانی خویشی و پیوندی است	مرد با نامحرمان چون بندی است
ای بسا هندو و ترک همزبان	ای بسا دو ترک چون بیگانگان
پس زبان محرمی خود دیگرست	همدلی از همزبانی بهترست
غیر نطق و غیر ایما و سجل	صد هزاران ترجمان خیزد ز دل
جمله مرغان هر یکی اسرار خود	از هنر وز دانش و از کار خود
با سلیمان یک بیک وا می نمود	از برای عرضه خود را می ستود
از تکبر نه و از هستی خویش	بهر آن تا ره دهد او را به پیش
چون بباید برده را خواجه	عرضه دارد از هنر دیباجه
چونکه دارد از خریداریش ننگ	خود کند بیمار و شل و کر و لنگ
نوبت هدهد رسید و پیشه اش	وان بیان صنعت و اندیشه اش

چون سلیمان کو جہان کا شہ کیا	مرغ خدمت مین ہر اک حاضر ہوا
با محرم راز و اپنا ہمزبان	دوڑا اک اک انکی خدمت مین بجان
چھوڑی مرغون نے سب چیک چیک	کی سلیمان ساتھ افصح من اخیک
ہمزبانی قرب و نزدیکی کرے	صحبت نامحرمان قیدی کرے
ترک و ہندو مین بہت سے ہمزبان	ترک اکثر دو مین جون بیگانگان
پس زبان کی محرمی کچھ اور ہے	ہمزبان سے ہمدلی خوش طور ہے
بے کہے اور بے اشارہ بے سخنے	سیکڑون کرتے ہیں دل سے ترجمہ
مرغ ہر اک اپنے کل اسرار کو	اور ہنر اور عقل اور اذکار کو
پس سلیمان سے وہ کہتے ایک ایک	واسطے اظہار کے بنتے تھے نیک
نہ تکبر اور خودی سے کہتے تھے	بلکہ چاہتے تھے کہ اون تک وہ لے
جس طرح آقا کرتا ہے غلام	کرتا ظاہر ہے ہنر کرکے کلام
جو خریدار ون سے رکھتا ننگ ہو	آپ کو بیمار اور لنگڑا کرے
آئی نوبت پیشہ ہدہد کی جب	اور بیان وصف و اندیشہ کی تب

بولا اے شہ ایک ادنی سا ہنر — میں بیان کرتا ہوں لیکن مختصر
پوچھا کہ تو کونسا ہے وہ ہنر — بولا جس دم اڑتا میں ہوں اوج پر
دیکھتا اوپر سے باچشم الیقین — مجکو پانی جو کہ ہو زیر زمین
کتنا گہرا کان تلک کیا رنگ ہے — اس سے نکلے خاک سے یا سنگ سے
لے سلیمان جاہی لشکر کے لئے — رکھ مجھ اس کا بہتر کے لئے
پس سلیمان بولے میری ساتھ ہو — اس بیابان میں نہ رکھ آب جو
تو رہو ہمرہ ہمارے پیشوا — تا بتائے ہمکو تو پانی کی جا
آب لشکر کے لئے تا لائے تو — اور تشنہ ہو سفر میں تو نکر
رات دن ہمراہ میرے تو رہو — آب سے نے رنج تا لشکر کو ہو
ساتھ تھا ہے بعدہ ہدہد رہا — آب مخفی سے جو وہ آگاہ تھا

گفت ای شہ یک ہنر کان کہترست — باز گویم گفت کوتہ بہتراست
گفت برگو تا کدامست آن ہنر — گفت من آنگہ کہ باشم اوج بر
بنگرم از اوج با چشم الیقین — من ببینم آب در قعر زمین
تا کجا است و چہ عمق ست وچہ رنگ — از چہ می جوشد ز خاکی یا ز سنگ
اے سلیمان بہر لشکر گاہ را — در سفر میدار این آگاہ را
پس سلیمان گفت شو ما را رفیق — در بیابانہای بی آب عمیق
ہمرہ ما باشی و ہم پیشوا — تا کنی تو آب پیدا بہر ما
تا بیابی بہر لشکر آب را — در سفر سقا شوی اصحاب را
باش ہمراہ من اندر روز و شب — تا نہ بیند از عطش لشکر تعب
بعد از آن ہدہد ہمراہ بود — زانکہ از آب نہان آگاہ بود

طعنہ مارنا زاغ کا اوپر دعوے ہدہد کے تو

زاغ نے سنکر کہا از رہ حسد — شہ سلیمان سے کہ وہ کہتا ہے بد
بے ادب سے دور آگے شاہ کے — باتیں کرنا خاص جھوٹی بات سے
ہوتی گر اسکی نظر ایسی مدام — کیوں نہ دیکھتا خاک میں پوشیدہ دام
کیوں وہ پکڑا جاتا اندر دام کے — کیوں قفس میں پھنستا وہ ناکام سے
پس سلیمان نے کہا ہدہد کہو — دور پیلے میں دکھایا دور کو
ای دہی کھائی یہ کیسی مستی ہے — لاف ماری تو اور آسیر جھوٹ کر

طعنہ زدن زاغ در دعوی ہدہد

زاغ چون بشنود آمد در حسد — با سلیمان گفت کز گفت و بد
از ادب نبود بہ پیش شہ مقال — خاصہ خود لاف دروغین و محال
گر مر او را این نظر بودے مدام — چون ندیدے زیر مشت خاک دام
چون گرفتار آمدے در دام او — چون قفس اندر شدی ناکام او
پس سلیمان گفت اے ہدہد رواست — کز تو در اول قدح این درد خاست
چون نمائی مستی ای خوردہ دوغ — پیش من لافی زنی وانگہ دروغ

جواب دینا ہدہد کا سلیمان علیہ السلام کو اس طعنہ زنی سے

بولا اے شہ گرچہ میں ہوں اک گدا — بات دشمن کی نہ سن بہر خدا
گر مرا باطل ہے دعوے جو کیا — کاٹ میرا سر کہ سر بیٹے رکھا
زاغ حکم حق سے جو منکر ہوا — لاکھ وہ عقلیں رکھے کافر ہوا
جبت ملک تجھ میں ہے کان کا زن — جمائے گندہ ہے وہ شل کاف ان
دیکھتا ہوں دام میں اندر ہوا — نے چھپائے چشم میری گر قضا

گفت اے شہ بر من عور گدا — قول دشمن مشنو از بہر خدا
گر بہ بطلانست دعوے کردنم — من نہادم سر ببر این گردنم
زاغ کو حکم خدا را منکرست — گر ہزاران عقل دارد کافرست
در تو تا کافی بود از کافران — جای گندد و شہوتے چون کاف ان
من ببینم دام را اندر ہوا — گر نپوشد چشم عقلم را قضا

جو قضا آئے تو دانش ہو بخواب ۔ مہ سیاہ ہووے جو گہنائے آفتاب
یہ مثیل کب قضا سے ہے جدا ۔ اسکو انکار قضا یہ بھی قضا

چون قضا آید شود دانش بخواب ۔ مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب
از قضا این تعبیہ کے نادرست ۔ از قضا دان کو قضا را منکر است

قصہ آدم علیہ السلام و رباندھنا قضا کا نظر اونکی کو رعایت صریح نہی سے اور ترک نہی کا کرنا تاویل سے

قصہ آدم علیہ السلام والبستن قضا نظر او را از مراعات صریح نہی و ترک نہی و تاویل

بوالبشر ہے علم الاسما کا سید ۔ سیکڑوں علم آسکے اندر ہیں اسیر
نام ہر شے کا جیسے ہے وہ شے ۔ انتہاتک اوسکی جان جانے اُسے
جو لقب اُسنے دیا مبدل نہو ۔ چست جسکو کہدیا کاہل نہو
جسکو مقبول اُسنے اپنا کر لیا ۔ وہ عزیز اور خرم وشادان ہوا
مومن آخر جو ہے وہ اول دکھا ۔ کافر آخر جو ہے وہ اُسی پر کھلا
جو کہ آخر بین ہو وہ مومن ہے بس ۔ جو کہ ظاہر بین ہو وہ بے دین ہے کہو
نام و دانائے ہر اک شے کا سنو ۔ بھید و رمز علم الاسما سنو
نام کا ہمارے پاس سب ہے ۔ نام کا باطن خدا کے پاس ہے
پیش موسے نام لکڑی کا عصا ۔ پیش خالق نام اُس کا اژدہا
تھا عمر کا نام یاں بت پرست ۔ لیک مومن اسکا نام اندر الست
تھا ہمارے پاس نام اسکا منی ۔ پیش حق یہ نقش تھا کہ بامنی
اس منی کی ایک صورت درعدم ۔ پیش حق موجود تھی نے بیش و کم
ظاہر آئی وہ حقیقت نام کی ۔ پیش حق آخر میں وہ ہی ہو گئی
ہم وہ سمجھیں جو ہوا انجام میں ۔ عاریت پر نام اسکا کب رکھیں
نور حق سے دیکھا آدم نے اُسے ۔ جان و بھید اُس نام کے اُس پہ کھلے
جون ملائک نور حق اُن پر پڑا ۔ دوڑے خدمت کو انھیں سجدہ کیا
جو ملک کو نور حق اون میں دکھا ۔ سجدہ اُنکے روبرو سب نے کیا
مدح آدم کی کرلیتا نام ہوں ۔ تا قیامت گر کہوں عاجز رہوں
باوجود اس عقل کے آئی قضا ۔ اک نہی سے عقل میں آئی خطا
ہے عجب کہ نہی تھی سب حرام ۔ یا تھے تاویل و توہم کے پیام

بوالبشر کو علم الاسما بگ است ۔ صد ہزاران علمش اندر ہر رگ است
اسم ہر چیزے چنان کان چیز ہست ۔ تا بپایان جان او را داد دست
ہر لقب کو داد آن مبدل نشد ۔ آنکہ چستش خواند او کاہل نشد
ہر کرا او مقبل و آنوا دخواند ۔ او عزیز و خرم و دلشاد ماند
ہر کہ آخر مومن ست اول بدید ۔ ہر کہ آخر کافر او را شد پدید
ہر کہ آخر بین بود او مومن است ۔ ہر کہ ظاہر بین بود بے دین ست
اسم ہر چیزے تو از دانا شنو ۔ رمز و سر علم الاسما شنو
اسم ہر چیزے بر ما ظاہرش ۔ اسم ہر چیزے بر خالق سرش
نزد موسے نام چوبش بد عصا ۔ نزد خالق بود نامش اژدہا
بد عمر را نام اینجا بت پرست ۔ لیک مومن بود نامش در الست
آنکہ بد نزدیک ما نامش منی ۔ پیش حق این نقش بد کہ با منی
صورتے بد این منی اندر عدم ۔ پیش حق موجود نے بیش و نہ کم
حاصل آمد آن حقیقت نام ما ۔ پیش حضرت کان بود انجام ما
مرد را بر عاقبت نامے نہند ۔ نے بران کان عاریت نامے نہند
چشم آدم کو بنور پاک دید ۔ جان و سر نامہا گشتش پدید
چون ملک انوار حق در وے بیافت ۔ در سجود افتاد و در خدمت شتافت
چون ملائک نور حق دیدند ازو ۔ جملہ افتادند در سجدہ برو
مدح این آدم کہ نامش می برم ۔ قاصرم گر تا قیامت بشمرم
این ہمہ دانست چون آمد قضا ۔ دانش یک نہی شد بر وے خطا
کاے عجب نہی از پے تحریم بود ۔ یا بتاویلے بد و توہیم بود

در دویدن تا دل چون ترجیح یافت — طبع در حیرت سوی گندم شتافت
باغبان را خار چون در پای رفت — دزد فرصت یافت کالا برد تفت
چون ز حیرت رست باز آمد براہ — دیدہ بردہ رخت در دکانگاہ
ربنا انا ظلمنا گفت و آہ — یعنی آمد ظلمت و گم گشت راہ
پس قضا ابری بود خورشید پوش — شیر و اژدرہا شود زو ہمچو موش
من اگر دامی نہ بینم گاہ حکم — من نہ تنہا جاہلم در راہ حکم
ای خنک آن کو نکوکاری کند — زر در را بگذارد و زاری کند
گر قضا پوشد سیہ ہمچون شبت — ہم قضا دستت بگیرد عاقبت
گر قضا صد بار قصد جان کند — ہم قضا جانت دہد درمان کند
این قضا صد بار اگر راہت زند — بر فراز چرخ خرگاہت زند
از کرم دان آنکہ می ترساندت — تا بملک ایمنی بنشاندت
چون بترساند ترا آگہ شوی — ور نہ ترساند ترا گمرہ شوی
این سخن پایان ندارد گشت دیر — گوش کن تو قصۂ خرگوش و شیر

دلمین جو تا دیل کو ترجیح دمی — طبع حیران ہو سوے گندم گئی
باغبان کے پانون مین کانٹا لگا — چور کو فرصت ملی سامان لیا
آنکہ حیرانی سے جب فرصت ملی — دیکھا کل سامان کی چوری ہوئی
ربنا انا ظلمنا بس کہا — یعنے ظلمت آئی بھولا راستا
یہ قضا اک ابر بھی خورشید پوش — اژدہا اور شیر ہو وین اوس سے موش
دام اگر دیکھا نہ مینے گاہ حکم — مین نہ اک جاہل ہوں اندر راہ حکم
وہ ہی بہتر جو کوئی نیکی کرے — زور اپنا چھوڑ دے اور زاری کر
گر قضا کر دے سیہ مانند رات — پھر قضا پکڑے ترا آخر کو ہات
گر قضا سو بار قصد جان کرے — بھی قضا جان تجکو دے درمان کر
گر قضا سو بار رہ سے گم کرے — آسمان پر پھر قضا تجکو رکھے
ہے کرم جو وہ ڈرا تا تجکو ہے — امن کا وہ ملک دیتا تجکو ہے
جو ڈراتا تجکو ہے آگہ تو ہے — نے ڈراوے گر تجھے گمرہ تو ہو
بات یہ بیحد ہے اور ہوتی ہے دیر — سن تو اب پھر قصۂ خرگوش و شیر

پای واپس کشیدن خرگوش از شیر چون نزدیک چاہ آمد

پیچھے ہٹنا خرگوش کا شیر سے جو نزدیک چاہ کے آیا

شیر با خرگوش چون ہمراہ شد — پر غضب پر کینہ و بدخواہ شد
بود پیشاپیش خرگوش دلیر — ناگہان پا را کشید از پیش شیر
چونکہ نزد چاہ آمد شیر دید — کز رہ آن خرگوش ماند و پا کشید
گفت پا واپس کشیدی تو چرا — پای را واپس مکش پیش اندر آ
گفت کو پایم کہ دست و پای رفت — جان من لرزید و دل از جای رفت
رنگ رویم را نمی بینی چو زر — ز اندرون خود می دہد رنگم خبر
حق چو سیما را معرف خواندہ است — چشم عارف سوی سیما ماندہ است
رنگ و بو غماز آمد چون جرس — از فرس آگہ کند بانگ فرس
بانگ ہر چیزی رساند زو خبر — تا بدانی بانگ خر از بانگ در
گفت پیغمبر بہ تمییز کسان — مرء مخفی لدی طی اللسان

شیر جو خرگوش کے ہمراہ ہوا — پر غضب پر کینہ اور بد خواہ ہوا
آگے آگے تھا جو خرگوش دلیر — دفعتہ پیچھے ہٹا وہ پیش شیر
چاہ کے پاس آ جو دیکھا شیر نے — ٹھہرا خرگوش اور پھرا ہے راہ سے
بولا تو کس واسطے الٹا پھرا — پانون کو اپنے نہ روک آگے بڑھا
بولا کیسا پا کہ دست و پا گئے — جان کانپی دل گیا بس جا سے
دیکھ رنگ رو مرا ہے مثل زر — رنگ دل کی میرے دیتا ہے خبر
حق جو سیما کو معرف کہتا ہے — آنکھ عارف سوی سیما رکھتا ہے
رنگ و بو مثل جرس ہیں راز گو — بانگ اسپ آگے بتائے اسپ کو
بانگ ہر شے اوس سے دیتی ہے خبر — تا تو جانے بانگ خر سے بانگ در
بولے حضرت بہر تمییز کسان — مرء مخفی لدی طی اللسان

رنگ رو کا حال دل سے دے نشان | رحم کر مجھ پر محبت رکھ نہان
سرخ روئی منہ کے ہے آواز شکر | زرد روئی منہ کی بتلائی ہے صبر
مجھ میں وہ آیا کہ جسمین سب ہین مات | آدمی و جانور جامد نبات
مجھ مین وہ آیا کہ دست و پا گئے | رنگ رو اور طاقت و سیما گئے
جس مین وہ آئے تو توڑے اسکو وہ | اور نکھیڑے جڑ سے ہر اک نخل کو
ہیں اجزا انکے کل بھی اس سے ہین | رنگ زرد اور بو کو بس ناسد کیے
تا جہان صابر کبھی شاکر کبھی | سبز بستان کبھی انسر کبھی
ہو طلوع خورشید ظاہر نار گون | بعد یک ساعت کہ ہو وہ سرنگون
آسمان پر سب ستارے نور دار | لحظہ لحظہ ہون نہان انجام کار
ماہ جو اختر کو دیتا ہے جمال | ہوتا ہے وہ رنج دق سے جون ہلال
با وجود اسکے زمین تسکین رکھ | زلزلے سے بس وہ تپ لرزہ میں ہے
کوہ موروثی بلا سے دل خراش | اور ہوا اندر جہان کے پاش پاش
روح سے ملتی ہوا جو دم مین ہر | جو قضا آئے ہوا ہیضہ سبنے
آب شیرین روح کا ہمشیر ہے | نیلا پیلا حوض مین کر دا بنے
آگ کر رکھے ہوا سے سرکشی | اک ہوا اسکو دکھا دے نیستی
جو بہار گل کی مایہ ہوئی ہے خاک | کر دیا تاگہ ہوا نے پھر ہلاک
حال دریا اضطراب و جوش ہے | دیکھ کیسی بدحواسی وہ رکھے
چرخ سرگردان کا بھی تالاش ہے | حال ابتر شل فرزندان کے ہے
کر حضیض و اوج گہ اوسط مین ہین | پھرتے سیارے ہین سعد و نحس مین
گہ شرف گاہ ہے صعود و گہ خوشی | گہ وبال و گہ ہبوط و گہ غمی
اے مرے جزو اصل کلون سے آپ سے | حال سمجھ ہر بسیط ایسا سمجھے
جب بزرگ آئے حصہ مین رنج | کب میسر ہو بھلا چھوٹو نکو گنج
جو کہ کلیات کو ہو رنج و درد | جز انکے کیون نہ رہوین رنگ زرد
خاص وہ جز جو بنے اضداد سے | خاک و پانی اور آگ و باد سے
نے عجب کہ بھیڑ بھاگے آگ سے | یہ عجب کہ بھیڑیا رہ آگ ہے

رنگ رو از حال دل دارد نشان | رحمتم کن مہر من در دل نشان
رنگ روی سرخ دارد بانگ شکر | رنگ روی زرد دارد صبر و نکر
در من آمد آنچہ در وی گشت مات | آدمی و جانور جامد نبات
در من آمد آنکہ دست و پا برد | رنگ روی و قوت و سیما برد
آنکہ در ہر چہ در آمد بشکند | ہر درخت از بیخ و بن او برکند
این خود اجزا اند کلیات ازو | زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بو
تا جہان گہ صابر ست و گہ شکور | بوستان گہ حلہ پوشد گاہ عور
آفتاب کو بر آید نار گون | ساعتی دیگر شود او سرنگون
اختران تافتہ بر چار طاق | لحظہ لحظہ مبتلای احتراق
ماہ کو افزود ز اختر در جمال | شد ز رنج دق او ہمچون ہلال
این زمین با سکون با ادب | اندر آرد زلزلش در لرز و تب
ای بسا کہ زین بلای مردہ ریگ | گشتہ است اندر جہان او خرد و ریگ
این ہوا با روح آمد مقترن | چون قضا آید وبا گشت و عفن
آب خوش کو روح را ہمشیرہ شد | در غدیری زرد و تلخ و تیرہ شد
آتشی کو باد دارد در بروت | ہم یکی بادی برو خواند یموت
خاک کو شد مایہ گل در بہار | تاگہان بادی برآرد زو دمار
حال دریا ز اضطراب و جوش او | فہم کن تبدیلہای ہوش او
چرخ سرگردان کہ اندر جستجوست | حال او چون حال فرزندان اوست
گہ حضیض و گہ میانہ گاہ اوج | اندرو از سعد و نحسی فوج فوج
گہ شرف گاہ ہے صعود و گہ فرح | گہ وبال و گہ ہبوط و گہ ترح
از خود ای جزو ز کلہا مختلط | فہم می کن حالت ہر منبسط
چون بلای مہتران در دست و رنج | کہتران را کی توانند بود گنج
چونکہ کلیات را رنج است و درد | جزو ایشان چون نباشد روی زرد
خاصہ جزوی کو ز اضداد است جمع | ز آب و خاک و آتش و باد است جمع
این عجب نبود کہ میش از گرگ جست | این عجب کین میش دل در گرگ بست

زندگی ہے دوستی اضداد کی / مرگ ہے بس دشمنی اضداد کی
صلح اضداد کی یہ عمر جہان / جنگ اضداد کی عمر جاودان
زندگانی آشتی دشمنان / مرگ واپس لوٹنا سوی مکان
صلح دشمن وار کی ہو عاریت / جنگ پر رکھتا ہے دل کو عاقبت
مصلحت کے واسطے ہیں چند روز / اتفاق آپس میں رکھیں چند روز
اپنے جوہر کو ہر اک آخر پھرے / جنس میں اپنی ہر اک جا کر ملے
لطف خالق نے یہ شیر و ببر کو / اتفاق ایسا دیا جھگڑا نہو
لطف حق نے شیر کو اور گور کو / ایسا باہم کر دیا تا ضد نہو
جب جہان بیمار و زندانی ہے / کیا عجب بیمار گر فانی ہے

زندگانی آشتی ضدهاست / مرگ آن کاندر میانشان جنگ خاست
صلح اضداد است این عمر جهان / جنگ اضداد است عمر جاودان
زندگی آشتی دشمنان / مرگ وا رفتن باصل خویش دان
صلح دشمن وار باشد عاریت / دل بسوی جنگ دارد عاقبت
روز کی چند از برای مصلحت / باهم اندر رو تا در رحمت
عاقبت هر یک بجوهر باز گشت / هر یکی با جنس خود انباز گشت
لطف باری این پلنگ و رنگ را / الفت داد و بیر در افشان جنگ را
لطف حق این شیر را و گور را / الف داده است دو ضد دور را
چون جهان رنجور و زندانی بود / چه عجب رنجور گر فانی بود

پوچھنا شیر کا خرگوش سے سبب پیچھے ہٹنے کا اور جواب دینا اس کا

پرسیدن شیر سبب پا واپس کشیدن خرگوش را و جواب

شیر کو ایسی نصیحت سے کہا / بولا ان قیدوں سے میں بھی کٹا
شیر بولا یہ میں اسباب عرض / یہ سبب بتلا جو ہے تیری غرض
پاں پہ تو کس واسطے پیچھے ہٹا / دھوکا دیتا ہے مجھے اے بے حیا
بولا اس چہ میں وہ رہتا شیر ہے / امن اس قلعہ میں آفت سے ہے گر
یار کو اس چاہ میں وہ لیگیا / راہ سے پکڑا اسے بے رہ گیا
قعر چہ میں جو رہے عاقل ہے وہ / جو کہ خلوت میں ہے صافی دل ہے وہ
جیسی ظلمت خوش کہ ظلمتہائے خلق / نے سجادہ جو کہ پکڑے پائے خلق
بولا آگے بڑھ کے میں ماروں اسے / دیکھ تو اس چاہ میں وہ شیر ہے
بولا میں ہوں بس جلا اس آگ سے / تو مگر اپنی بغل میں مجکو لے
تا مدد سے تیری اے سلطان میں / آنکھ کھولوں اور دیکھوں چاہ میں
کہ میں آ سکتا ہوں پشتی سے تر / رکھ نگہ اس چہ میں ارسی مجھے
شیر نے آغوش میں رکھ لیا / اور پناہ شیر میں چہ تک گیا
چہ کے اندر جبکہ جھانکا تو پڑا / عکس دیکھا آب میں اور شیر کا
آب میں عکس اپنا دیکھا شیر نے / کہ لئے خرگوش کو اک شیر ہے

خواند بر شیر او ازین رو پندها / گفت من پس مانده‌ام زین بندها
شیر گفتش تو ز اسباب مرض / این سبب گو خاص کاینستم غرض
پای را واپس کشیدی تو چرا / می رهی یا زیچه راهی مرا
گفت آن شیر اندرین چه ساکن است / اندرین قلعه ز آفات ایمن است
یار من بستد ز من در چاه برد / برگرفتن از ره و بیراه و برد
قعر چه بگزید هر که عاقل است / زانکه در خلوت صفاهای دل است
ظلمت چه به که ظلمتهای خلق / سر نبرد آنکس که گیرد پای خلق
گفت پیش آ زخمم او را قاهر است / تو ببین کان شیر در چه حاضر است
گفت من سوزیده‌ام زان آتشی / تو مگر اندر بر خویشم کشی
تا بپشتی تو ای کان کرم / چشم بگشایم به چه در بنگرم
من به پشت تو توانم آمدن / کز نگهدارم وران چه برسن
چونکه شیر اندر بر خویشش کشید / در پناه شیر تا چه می دوید
چونکه در چه بنگریدند اندر آب / اندر آب از شیر و او در تافت تاب
شیر عکس خویش دید از آب تفت / شکل شیری در برش خرگوش زفت

جو کہ دیکھا دشمن اپنا آب میں	اسکو چھوڑا آپ کو دا آب میں
ڈوبا اُس چہ میں جو کھودا اُسنے تھا	کیونکہ اپنے والی اُسپر تھی بلا ہو

چونکہ خصم خویش را در آب دید	مرد را بگذاشت اندر چه جهید
در فتاد اندر چهی کو کنده بود	زانکه ظلمش بر سرش آینده بود

دیکھنا شیر کا چاہ میں عکس اپنا اور خرگوش کو

نظر کردن شیر در چاه و دیدن عکس خود را و عکس خرگوش

چاہ مظلم ظلم ظالم ہو گیا	اصطلح سے جملہ علما نے کہا
جو ہے ظالم چاہ اُس کا سخت تر	عدل فرمایا ہے بدتر کو بتر
چاہ جو تو کھودتا ہے ظلم سے	واسطے اپنے بچھاتا جال ہے
گو ضعیفوں پر تو کرتا ظلم ہے	جان تو کہ ڈوبا اندر چاہ کے
کرم ریشم سا تو خود تر مت تنے	کھود مت چہ اپنی خاطر جان سے
تم ضعیفوں کو نہ بے مالک کہو	اور پڑھو اذا جاء نصر اللہ کو
تجھسے دشمن بھاگا گر تو فیل ہے	ہوا جزا طیرا ابابیل اب تجھے
گر ضعیف اک امن چاہے خاک پر	شور اُسکا اہل گردون میں پڑے
گر کرے پر خون اُسے دانت سے	درد ہو دانتوں میں تو کیا کرے
چاہ میں اپنے کو دیکھا شیر نے	خود کو دشمن سے نہ جانا خشم سے
دیکھا دشمن اپنا اپنے عکس کو	خود پہ کھینچا تیغ کو پر خشم ہو
ظلم جو تو دیکھتا ہے غیر میں تو	اُنمیں سب دیکھی ہیں تیری عادتیں
تیری ہستی نے اثر اُنمیں کیا	باعث ظلم و حرص تجھ میں تھا
وہ تو ہی ہے ظلم تو خود پر کرے	تار لعنت اُس گھڑی خود پر تنے
نے بدی خود میں دیکھے یہ ظاہر	ورنہ دشمن ہوتا تو خود جان کا
خود پہ حملہ کرتا ہے او بے حیا	جیسے خود پر شیر نے حملہ کیا
انتہائے خو کی جب ہوا گمی ہو	جانے تو نالائقی وہ مجھسے تھی
شیر کو چہ میں کھلا کہ میں ہی تھا	نقش میں نے وہ جو جانا غیر کا
جو ضعیفوں کا اکھیڑے دانت ہر	کام اُس شیر غلط بین کا کرے
جو چچا کے منہ پہ خال بد دیکھے	تیرے چچا سے تیرا عکس خال ہر
مومن آئینہ میں باہم یکدگر	یہ حدیث آئی پیمبر سے گر

چاه مظلم گشت ظلم ظالمان	این چنین گفتند جمله عالمان
هر که ظالم‌تر چهش با هول‌تر	عدل فرمودست بتر را بتر
ای که تو از ظلم چاهی می‌کنی	از برای خویش دامی می‌تنی
بر ضعیفان گر تو ظلمی می‌کنی	دانکه اندر قعر چاهی بی کنی
گرد خود چون کرم پیله بر متن	بهر خود چه می‌کنی اندازه کن
مر ضعیفان را تو بی خصمی مدان	از نبی اذا جاء نصر الله خوان
گر تو پیلی خصم تو از تو رمید	نک جزا طیرا ابابیلت رسید
گر ضعیفی در زمین خواهد امان	غلغل افتد در سپاه آسمان
گر بدندانش گزی پرخون کنی	درد دندانت بگیرد چون کنی
شیر خود را دید در چه وز غلو	خویش را نشناخت آن دم از عدو
عکس خود را او عدوی خویش دید	لاجرم بر خویش شمشیری کشید
ای بسا ظلمی که بینی در کسان	خوی تو باشد در ایشان ای فلان
اندر ایشان تافته هستی تو	از نفاق و ظلم و بدمستی تو
آن توی و آن زخم بر خود می‌زنی	بر خود آن دم تار لعنت می‌تنی
در خود آن بد را نمی‌بینی عیان	ورنه دشمن بوده‌ای خود را بجان
حمله بر خود می‌کنی ای ساده مرد	همچو آن شیری که بر خود حمله کرد
چون بقعر خوی خود اندر رسی	پس بدانی کز تو بود آن ناکسی
شیر را در قعر پیدا شد که بود	نقش او آن کش دگر کس می‌نمود
هر که دندان ضعیفی می‌کند	کار آن شیر غلط بین می‌کند
ای بدیده خال بد بر روی عم	عکس خال تست آن از عم مرم
مومنان آئینه یک دیگرند	این خبر را از پیمبر آورند

نیلی عینک آنکھ پر جو تو رکھے | اس سبب نیلا عالم سب دکھے
خود سے نیلا ہین تو دیکھ اندھا نہین | آپ کو بد کہہ نہ غیرون کو تو بین
مومن از ینظر بنور اللہ نہ تھا | عیب مومن کا بظاہر کیون دکھا
جو کہ تو ینظر بنار اللہ تھا | لے دیکھے نیکی بدی سے پس جدا
تھوڑا تھوڑا ڈال پانی آگ پر | نار تیری نور ہووے تا بشر
ربنا کا ڈال تو آب طہور | تا یہ عالم کی ہو آتش جملہ نور
آب دریا سب تیرے فرمان مین | تیری ہین سب آب و آتش ملک مین
گر تو چاہے آگ آب خوش بنے | اور جو چاہے آب بھی آتش بنے
تونے بے خواہش ہمین دین خواہشین | اور بے گنتی ہمین کین بخششین
پس طلب کیون ہم کرین تو جود ودود | کہ سبھون نے تجھ سے پایا جسم وجود
خود طلب ہمکو عدم مین تھی کہان | بے سبب ہر کر دی بخشش عیان
جان دی اور نان و عمر جاودان | ایسی نعمت کا ہو کب ہے بیان
یہ طلب ہم مین تری ایجاد ہے | ظلم سے چھٹنا بھی تیری داد ہے
بے طلب دیتا ہے تو گنج نہان | مفت بخشی تونے یہ جان جہان
ہکذا انعم وے دار السلام | بالنبی المصطفے خیر الانام

پیش چشمت داشتی شیشہ کبود | زان سبب عالم کبودت می نمود
گر نہ کوری این کبودی دان ز خویش | خویش را بد گو مگو کس را تو بیش
مومن ار ینظر بنور اللہ نبود | غیب مومن را برہنہ چون نمود
چونکہ تو ینظر بنار اللہ بدی | نیکوی را واندیدی از بدی
اندک اندک آب بر آتش بزن | تا شود نار تو نور ای بوالحزن
تو بزن یا ربنا آب طہور | تا شود این نار عالم جملہ نور
آب دریا جملہ در فرمان تست | آب و آتش ای خداوند آن تست
گر تو خواہی آتش آب خوش شود | ور نخواہی آب ہم آتش شود
بے طلب تو این طلبمان دادۂ | بیشمار و حد عطاہا دادۂ
باطلب چون مہری آری جود و داد | گر تو جملگی جود و وجود
در عدم کے بود مارا خود طلب | بے سبب کردی عطاہای عجب
جان مستان دادی و عمر جاودان | سائر نعمت کہ تاید در بیان
این طلب در ما ہم از ایجاد تست | رستن از بیداد یا رب داد تست
بے طلب ہم میدہی گنج نہان | رایگان بخشیدہ جان جہان
ہکذا انعم الے دار السلام | بالنبی المصطفے خیر الانام

خوشخبری لیجانا خرگوش کا طرف شکاریون کی کہ شیر بیچ چاہ کے گرا

مژدہ بردن خرگوش سوی نخچیران کہ در چاہ افتاد

جو چھٹا خرگوش از بس خوش ہوا | اپنی جنسون پاس گیا بس کودتا
شیر کو دیکھا کہ چہ مین پھنس گیا | قوم کی جانب گیا وہ دوڑتا
ظلم خود سے دیکھا شیر مرگیا | بھاگا خرگوش اپنے پانون چھیتا
شیر کو دیکھا کہ چہ مین مرگیا | اپنے صحرا تک گیا وہ ناچتا
موت سے چھوٹا بجاتا تالیان | ناچتا وہ جیسے پتے ڈالیان
ڈالی پتی چھوٹی قید خاک سے | یار ہمدم ہوگئے وہ باد کے
ڈالیون کو جب کہ پھاڑا برگ نے | تب بلندی پر درختون کے گئے
بالزبان شطأہ شکر خدا | کرتا ہے برگ و ثمر ہر اک جدا

چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت | سوی نخچیران روان شد تا بدشت
شیر را چون دید محو ظلم خویش | سوی قوم خود دوید او پیش پیش
شیر را چون دید کشتہ ظلم خود | می دوید او شادمان دیار شد
شیر را چون دید در چہ کشتہ زار | چرخ می زد شادمان تا مرغزار
دست می زد چون رہید از دست مرگ | سبز و رقصان در ہوا چون شاخ و برگ
شاخ و برگ از حبس خاک آزاد شد | سر برآورد و حریف باد شد
برگہا چون شاخ را بشکافتند | تا ببالای درخت اشتافتند
با زبان شطأہ شکر خدا | می سراید ہر بر و برگی جدا

ای زبان هر برگ و هر رگ شاها / می سراید ذکر و تسبیح خدا
کز سر ما اصل ما را دو العطار / تا درخت استغلظ آمد فاستوی
جانهای بسته اندر آب و گل / چون رهند از آب و گلها شاد دل
در هوای عشق حق رقصان شوند / همچو قرص بدر بی نقصان شوند
جسمشان در رقص و جانها خود مپرس / وانکه گرد جان از آنها خود مپرس
شیر را خرگوش در زندان نشاند / ننگ شیری کو ز خرگوشی بماند
در چنین ننگی و انگه این عجب / فخر دین خواهی که گویندت لقب
ای تو شیری در تک این چاه فرد / نفس چون خرگوش خونت ریخت و خورد
نفس خرگوشت بصحرا در چرا / تو بقعر این چه چون و چرا
سوی نخچیران دوید آن شیر گیر / کابشروا یا قوم اذ جاء البشیر
مژده مژده ای گروه عیش ساز / کان سگ دوزخ بدوزخ رفت باز
مژده مژده کان عدوی جانها / کند قهر خالقش دندانها
مژده مژده کو قضا ظالم سیاه / او ما دار عدل و لطف و بارشاه
آنکه از پنجه بسی سرها بکوفت / همچو خس جاروب مرگش هم بروفت
آنکه جز ظلمش دگر کاری نبود / آه مظلومش گرفت و کوفت زود
گردنش بشکست و مغزش بر درید / جان ما از قید محنت وارهید
گم شد و نابود شد از فضل حق / بر سر دشمن شمارا شد سبق

لے زبان ہر ساج و برگ و ہر صدا / کرتا ہے ذکر اور تسبیح خدا
کہ ہماری جڑ کو بالا لے خدا / تا درخت استغلظ آیا فاستوی
آب گل میں کی جانیں تھیں بستہ / آب گل سے چھٹیں خوش دل ہیں
عشق حق کی چاہ میں رقصاں ہوں / مثل بدر کے ہیں بے نقصان ہیں
جسم رقصاں اور جانوں کا پوچھ / جو ہوا جان آسکے حالونکا پوچھ
شیر کو قیدی کیا خرگوش نے / ننگ شیریں کہ کوئی خرگوشی ہے
ننگ کو ایسی دا سدم ای عجیب / فخر دین ہونیکا چاہتا ہے لقب
تو ہے شیر اس چاہ کے اندر وے / نفس جون خرگوش تیرا خون پی کر
نفس خرگوش ابتر اچر تا پھر ک / اور چہ چون و چرا میں تو ہے
قوم کی جانب گیا وہ شیر گیر / کابشروا یا قوم اذ جاء البشیر
مژدہ مژدہ ای گروہ عیش گیر / کہ وہ دوزخ میں ہوا کتا اسیر
مژدہ مژدہ اس عدو جاں کے / ہیں اکھیڑے دانت حق نے قہر کے
مژدہ مژدہ جا وہ ظالم وہ اب / گو وہ باز از راہ قضا و عدل رب
سرپرست توڑی پنجے سے ہاتھ سے / مثل خس کے جھاڑو سے اسکو مرگ نے
جسکو غیر ظلم نے کچھ کام تھا / آہ مظلوموں نے اسکو کھو دیا
گردن اسکی ٹوٹی سر اسکا پھٹا / جان ہماری ہو گئی غم سے رہا
فضل حق سے نیست و نابود ہو گیا / تمکو اس دشمن پہ بس غالب کیا

جمع شدن نخچیران به گرد خرگوش و ثنا و مدح گفتن او را

جمع ہونا شکاروں کا نزدیک خرگوش کے اور تعریف و مدح کرنا اسکی

جمع گشتند آن زمان جمله وحوش / شاد و خندان از طرب در ذوق و جوش
حلقه کردند او چو شمعی در میان / سجده کردندش همه صحرائیان
تو فرشته آسمانی یا پری / یا تو عزرائیل شیران نری
هر چه هستی جان ما قربان تست / دست بردی دست و بازویت درست
راند حق این آب را در جوی تو / آفرین بر دست و بر بازوی تو
باز گو تا قصه درمانها شود / باز گو تا مرهم جانها شود

جمع سب ہوئے واں جانور / جوش میں تھے اور ہنستے تھے باہم یکدگر
گھیرا اسکو درمیاں وہ شمع تھا / سجدہ کرتے جانور سب اسکو آ
تو فرشتہ آسمانی یا پری / یا تو عزرائیل جان لی شیر کی
تو ہر جو کچھ جان قرباں تجھ پہ ہے / بیجا غلبہ دست و بازو کو ترے
تجھ میں جاری آب یہ اللہ نے / آفرین ہے دست و بازو کو ترے
پھر کہو قصہ ہماری ہو دوا / پھر کہو تا درد جان پائے شفا

[illegible]

پھر کہو کیونکر یہ سوچا مکر سے | اُس جوان کو کیسے مارا مکر سے
پھر کہو کہ ظلم اُس ظالم سے ہے | زخم رکھتے ہیں ہزاروں جا پہ ہم
پھر کہو قصہ خوشی تا مجکو ہو | دل کو فرحت اور غذا ہو جان کو
بولا یارو ہے یہ تائید خدا | ورنہ خرگوش اصل کیا ہے ہم کیا
بخشی قوت مجکو دل میرے کو نور | نور دل سے ہیو پنجا دست و پا کو زور

بازگو تا چون سگالیدی بمکر | آن عوان را چون بمالیدی بمکر
بازگو تا ظلم آن استم نما | صد هزاران زخم دارد جان ما
بازگو آن قصه کو شادی فزاست | رنج ما را قوت و دل را غذاست
گفت تائید خدا بود ای مهان | ورنه خرگوشی چه باشد در جهان
قوتم بخشید و دل را نور داد | نور دل مر دست و پا را زور داد

نصیحت کرنا خرگوش کا شکاریوں کو کہ مرنے دشمن سے تم خوش نہ ہو

حق کی جانب سے بزرگی آتی ہے | پھر وہی حق سے بدلتی ہے ذرا
درجہ درجہ ایزد اس تائید کو | ہے دکھاتا اہل شک اور دید کو
ملک اور نوبت پہ تو شادی نکر | تو ہے قیدی نوبت آزادی نکر
ملک اس نوبت سے اسکا ہی بڑا | انکا رتبہ ہفت انجم سے سوا
برتر از نوبت ہیں وہ شاہ بقا | مرد روحوں کا ہے ساقی ہے سدا
دی ہین نوبت سے جو یہ دولت تجھے | پھر تو مت چھو انکو چڑہائے کس لئے
تھوڑے دن گر شرب یاں کا چھوڑئے | منہ ترا تر ہو شراب خلد سے
تھوڑے دن کیا دنیا ساعت ایک ہے | جو کرے ترک اسکو ہیں راحت ملے
معنی الترک راحۃ کو سنو | نوش پھر جام بقا کو تم کرو
چھوڑ کتوں کے لئے مردار کو | توڑ دو اس سے پندار کو

پند دادن خرگوش نخچیران را که از مردن خصم شاد مشوید

از بر حق می رسد تفضیلها | تا هم از حق رسد تبدیلها
حق بدوران نوبت این تائید را | می نماید اهل ظن و دید را
این بملک و نوبتی شادی مکن | ای تو بسته نوبت آزادی مکن
آنکه ملکش برتر از نوبت تنند | برتر از هفت انجمش نوبت زنند
برتر از نوبت ملوک باقی اند | دور دائم روحها با ساقی اند
چون نه نوبت می دهند این دولت | از چه شد بر باد آخر سلطنت
ترک این شرب ار بگوئی یکدو روز | تر کنی اندر شراب خلد پوز
یکدو روزی که چه دنیا ساعت است | هر که ترکش کرد اندر راحت است
معنی الترک راحة گوش کن | بعد ازان جام بقا را نوش کن
با سگان بگذار این مردار را | خورد تسکین شیشه پندار کو

تفسیر رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر

میں دشمن مارا یارو ظاہری | پر رہا دشمن بڑا ہے باطنی
مارنا اسکا نہ کار عقل ہے | شیر باطن کب گھرے خرگوش سے
ہے یہ دوزخ نفس دوزخ اژدہا | کم نہو تاب وہ دریا سے ذرا
ساتوں دریا پیلے گر وہ غذا سا | تب بھی سوزش کم نہو اسکی ذرا
سنگ اور سب کافران سنگدل | اُسکے اندر آئیں ہوں زار و خجل
اس غذا سے بھی نہو تسکین اُسے | یہ ندا آئی اُسے اللہ سے

تفسیر رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر

ای شهان کشتیم ما خصم برون | ماند خصمی زو بتر در اندرون
کشتن این کار عقل و هوش نیست | شیر باطن سخرهٔ خرگوش نیست
دوزخ است این نفس و دوزخ اژدهاست | کو بدریاها نگردد کم و کاست
هفت دریا را در آشامد هنوز | کم نگردد سوزش آن خلق سوز
سنگها و کافران سنگدل | اندر آیند اندرو زار و خجل
هم نگردد ساکن از چندین غذا | تا ز حق آید مرورا این ندا

اردو	اردو	فارسی	فارسی
پیٹ تیرا اب بھرا کوئی نہیں	ہے وہی گرمی و سوز آتشین لو	سیر گشتی سیر گوید نہ ہنوز	اینت آتش اینت تابش اینت سوز
کھائے عالم کو کرے لس ناپدید	معدہ اوسکا پھر کہے ہل من مزید	عالمی را لقمہ کردہ در کشید	معدہ اش نعرہ زنان ہل من مزید
لامکان سے حق قدم اس پر رکھے	کن فکان سے اسکو تب تسکین ملے	حق قدم بر وی نہد از لامکان	آنگہ او ساکن شود از کن فکان
جو ہمارا نفس جزو دوزخ کا ہے	خاصیت جز کی ہمیشہ جز رکھے	چونکہ جزو دوزخ ست این نفس ما	طبع کل دارد ہمیشہ جزوہا
یہ قدم حق کا ہے کہ مارا اسے	غیر حق سے کب کمان اسکی کھنچے	این قدم حق را بود کو را کشد	غیر حق خود کہ کمان او کشد
پس کمان میں تیر تو سیدھا رکھیں	اس کمان الٹی کے ٹیڑھے تیر ہیں	در کمان ننہند الا تیر راست	این کمان را باژگون کژ تیرہاست
تیر کے مانند سیدھا ہو کے تو	اس کمان سے چھوٹ تازہ پائی تو	راست شو چون تیر و وارہ از کمان	کز کمان ہر راست بجہد بیگمان
جنگ ظاہر سے جو میں فارغ ہوا	جنگ باطن کو رجوع میں نے کیا	چونکہ واگشتم ز پیکار برون	روی آوردم بہ پیکار درون
قد رجعنا من جہاد الاصغریم	**با نبی اندر جہاد اکبریم**	**قد رجعنا من جہاد الاصغریم**	**با نبی اندر جہاد اکبریم**
چاہوں حق سے قوت اور توفیق کو	تاکہ کھودوں سوئی سے میں کوہ قاف	قوت از حق خواہم و توفیق لاف	تا بسوزن بر کنم این کوہ قاف
شیر وہ آسان کرے جو صف کشی	شیر وہ مشکل کرے جو خود کشی	سہل شیری دان کہ صفہا بشکند	شیر آنست آنکہ خود را بشکند
تا مدد سے اسکی ہو شیر خدا	نفس کے فرعون سے ہو وے رہا	تا شود شیر خدا از عون او	وا رہد از نفس و از فرعون او
آنا رسول قیصر روم کا نزدیک عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے ایلچی گری		**آمدن رسول قیصر روم نزد عمر خطاب رضی اللہ عنہ برسالت**	
اس بیان میں ایک قصہ تم سنو	تاکہ حصہ بھید سے تم میری لو	در بیان این شنو یک قصہ	تا بری از سر گفتم حصہ
پاس عمر کے آیا قیصر کا رسول	اور مدینہ میں کیا آ کے نزول	بر عمر آمد ز قیصر یک رسول	در مدینہ از بیابان نغول
قصر بتلاؤ خلیفہ کا مجھے	تا فروکش ہوؤں جا کر اس جگہ	گفت کو قصر خلیفہ ای حشم	تا من اسپ و رخت را آنجا کشم
قوم بولی قصر تو اسکا نہیں	ہے عمر کا قصر جان روشن نگین	قوم گفتندش کہ او را قصر نیست	مر عمر را قصر جان روشنیست
گرچہ وہ میری سے بس مشہور ہے	مثل درویشوں کے وہ چھپر رکھے	گرچہ از میری ورا آوازہ ایست	ہمچو درویشان مر او را کازہ ایست
کیسے دیکھے قصر اسکا تو بھلا	بال تیرے دیدۂ دل میں اگا ہو	ای برادر چون ببینی قصر او	چونکہ در چشم دلت رستست مو
چشم دل سے بال علت کا نکال	قصر پر اسکے نظر سو تب تو ڈال	چشم دل از موی علت پاک دار	وانگہان دیدار قصرش چشم دار
جان ہوس سے پاک جسکی ہوگئی	جلد دیکھے قصر اسکا لے اخی	ہر کرا ہست از ہوسہا جان پاک	زود بیند حضرت و ایوان پاک
چون محمد پاک نار و دود سے	جسطرف منھ پھیرے وجہ اللہ ہے	چون محمد پاک شد زین نار و دود	ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود
دوست جو تو وسوسہ خطرہ کا ہو	کب تو دیکھے تم وجہ اللہ کو	چون رفیقی وسوسہ بدخواہ را	کی ببینی تم وجہ اللہ را
جسکا سینہ کھل گیا باطن میں جا	دیکھے ہر ذرہ میں وہ خورشید کو	ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب	او ز ہر ذرہ ببیند آفتاب

اردو		فارسی	
دوسرون مین حق ہے ظاہر یون کہ	جیسے تارون مین چمکتا چاند ہے	حق پدیدست از میان دیگران	ہمچو ماہ اندر میان اختران
دو سر انگشت رکھ تو آنکھ پر	پھر جہان دکھتا ہے کچھ انصاف کر	دو سر انگشت بر دو چشم نہ	ہیچ بینی از جہان انصاف دہ
گر نہ دیکھے نے جہان معدوم ہے	عیب نفس شوم انگلی جان لے	گر نہ بینی این جہان معدوم نیست	عیب جز انگشت نفس شوم نیست
آنکھ سے انگلی کو تو اپنی اٹھا	دیکھ تو پھر جا ہے جو کچھ تھا ہرا	تو ز چشم انگشت را بردار ہین	وانگہانے ہر چہ میخواہی ببین
نوح سے پوچھا کہ امت با ثواب	ہے کہاں بولے کہ واستغشوا ثیاب (پردہ کیا اوڑھ لیا)	نوح را گفتند امت کو ثواب	گفت او ز انسو واستغشوا ثیاب
منہ کو کپڑون مین چھپایا قوم نے	دیدہ نادیدہ ہین وہ اسلئے	روی و سر در جامہ ہا پیچیدہ اند	لاجرم با دیدہ و نادیدہ اند
آدمی ہے دیدہ باقی پوست ہے	دیدہ وہ ہے جو کہ دید دوست ہے	آدمی دیدست باقی پوست است	دید آنست آنکہ دید دوست است
جسکو دید دوست نے اندھا بھلا	نے ہو جسمین دوست وہ ہووے فنا	چونکہ دید دوست نبود کور بہ	دوست کو باقی نباشد دور بہ
جو رسول روم نے باتین سنین	بس ہوا وہ عاشق اصحاب دین	چون رسول روم این الفاظ تر	در سماع آورد شد مشتاق تر
پس عمر کے ڈھونڈھنے کو وہ چلا	مال و اسباب اپنا سب ضایع کیا	دیدہ را بر جستن عمر گماشت	رخت را و اسپ را ضایع گذاشت
ہر طرف وہ واسطے انکے گیا	مثل دیوانون کے پھرتا پوچھتا	ہر طرف اندر پے آن مرد کار	میشدی پرسان او دیوانہ وار
اسطرح کا مرد ہو اندر جہان	پھر جہان سے مثل جان ہووے نہان	کاینچنین مردی بود اندر جہان	وز جہان مانند جان باشد نہان

پانا رسول قیصر روم کا عمر کو سوتا ہوا نیچے درخت خرما کے — یافتن رسول قیصر روم عمر را خفتہ در زیر خرما بن

اردو		فارسی	
ڈھونڈھتا انکو تا کہ وہ بندہ ہے	جسنے ڈھونڈھا اُسنے پایا اسلیے	جست او را تاش چون بندہ بود	لاجرم جوینده یابنده بود
دیکھا اعرابی نے اس مہمان کو	بولی تھلو مین عمر ہے دیکھ تو	دید اعرابی زنے او را دخیل	گفت عمر اینک بزیر آن نخیل
نیچے خرمابن کے عالم سے جدا	سایہ مین سوتا ہے وہ سایۂ خدا	زیر خرما بن ز خلقان او جدا	زیر سایہ خفتہ بین سایۂ خدا
دور کنیے وہ کھڑا آکر ہوا	اور عمر کو دیکھ تھرانے لگا	آمد او آنجا و از دور ایستاد	مر عمر را دید و در لرزہ فتاد
آیا انکو دیکھ ہیبت مین رسول	حال نے جان پر کیا آ سکے نزول	ہیبتے ز آن خفتہ آمد بر رسول	حالتے خوش کرد بر جانش نزول
مہر اور ہیبت ہے ضد یکدگر	دونون ضد دیکھیں ہم اندر جگر	مہر و ہیبت ہست ضد یکدگر	این دو ضد را دید جمع اندر جگر
فکر کی شاہون کو دیکھا مین نے بس	اور سلطانون کی خدمت کی ہے بس	گفت با خود من شہان را دیدہ ام	پیش سلطانان خوش و گزیدہ ام
ایسی ہیبت بادشاہون کو نہ تھی	ہیبت انکی ہوش میرے لیگئی	از شہانم ہیبت و ترسے نبود	ہیبت این مرد ہوشم در ربود
مین گیا بیشے مین بس شیر دیکھے ہین	پر نہ حال ایسا ہوا میرا زبون	رفتہ ام در بیشۂ شیر و پلنگ	روی من ز ایشان نگردانید رنگ
بس لڑائی مین بھی اکثر مین گیا	اور شکست جنگ مین بھی شیر تھا	بس شدستم در مصاف و کارزار	ہمچو شیر آن دم کہ باشد کارزار
زخم کھائے اور مارے مین نے کس	دل قوی میرا زیادہ اورون سے بس	بس کہ خوردم بس زدم زخم گران	دل قوی تر بودہ ام از دیگران

بی سلاح این مرد خفته بر زمین	من بهفت اندام لرزان چیست این
هیبت حق است این از خلق نیست	هیبت این مرد صاحب دلق نیست
هر که ترسید از حق و تقوی گزید	ترسد از وی جن و انس و هر که دید
اندرین فکرت بحرمت دست بست	بعد یکساعت عمر از خواب جست
کرد خدمت مر عمر را و سلام	گفت پیغمبر سلام آنگه کلام
پس علیکش گفت و او را پیش خواند	ایمنش کرد و بنزد خود نشاند
هر که ترسد مر ورا ایمن کنند	مرد دل ترسنده را ساکن کنند

بیدار شدن امیر از خواب و سلام کردن رسول روم را

لا تخافوا هست نزل خائفان	هست در خور از برای خائف آن
آنکه خوفش نیست چون گویی مترس	درس چه دهی نیست او محتاج درس
خاطر ویرانش را آباد کرد	آن دل از جا رفته را دلشاد کرد

سخن گفتن عمر رضی الله عنه با رسول قیصر روم و سوال رسول قیصر روم با عمر رضی الله عنه

بعد از آن گفتش سخنهای دقیق	وز صفات پاک حق نعم الرفیق
وز نوازشهای حق ابدال را	تا بداند او مقام و حال را
حال چون جلوه است زان زیبا عروس	وین مقام آن خلوت آمد با عروس
جلوه بیند شاه و غیر شاه نیز	وقت خلوت نیست جز شاه عزیز
جلوه کرده عام و خاصان را عروس	خلوت اندر شاه باشد با عروس
هست بسیار اهل حال از صوفیان	نادرست اهل مقام اندر میان
از منازلهای جانش یاد داد	وز سفرهای روانش یاد داد
وز زمانی کز زمان خالی بدست	وز مقام قدس اجلالی شدست
وز هوایی کاندرو سیمرغ روح	پیش ازین دیدست پرواز و فتوح
هر یکی پروازش از آفاق بیش	وز امید و نهمت مشتاق بیش
چون عمر اغیاررو را یار یافت	جان او را طالب اسرار یافت

بے سلاح ہوتا ہے یہ ایک تنہا بے	میرا ہفت اندام کانپے کس لیے
ہیبت حق ہے نہیں یہ خلق سے	اور ہیبت مرد صاحب دلق سے
جو ڈرا اللہ سے اور تقوی کیا	جن و انس اس سے ہیں ڈرتے برملا
دست بستہ وہ رہا اس فکر سے	کہ عمر بیدار سونے سے ہوئے
یا ای لوسی کی عمر کی اور سلام	بولے پیغمبر سلام و پھر کلام
سو علیک اسکو بلایا اپنے پاس	اور بٹھایا پاس اپنے بے ہراس
جو کہ ڈرتا ہے اسے ایمن کریں	اور پریشان دل جو ہو ساکن کریں

بیدار ہونا امیر کا خواب سے اور سلام کرنا رسول کا انکو

لا تخافوا ہے یہ نزل خائفان	واسطے ڈر والوں کے ہے وہ بیان
جسے ہے نہ ڈر کیسے کہوں تو نہ ڈر	کہ نہ لائق درس کو تو درس کر
خاطر ویران کو اسکی خوش کیا	اس دل بیہوش کو باہوش کیا

باتین کرنا عمر رضی اللہ عنہ کی ساتھ رسول قیصر روم کے اور سوال کرنا رسول قیصر روم کا عمر رضی اللہ عنہ سے

باتیں اس سے پھر کریں اسرار کی	اور صفات حق میں بس تکرار کی
اور لطف حق کہ ہے ابدال کو	تا وہ جانے بس مقام و حال کو
حال ہے جوں جلوہ زیبا عروس	اور مقام آیا ہے خلوت با عروس
جلوہ دیکھا یا اور اغیار نے	اور فقط خلوت کو پائے یار ہے
جلوہ دیوے عام و خاص میں اک عروس	رکھتی خلوت میں ہے خاص شوہر عروس
اہل حال از بس جہان میں صوفیاں	اور کم اہل مقام اندر میاں
منزل جان سے آت آگہ کیا	اور سفر سے روح کے آگہ کیا
اس زمانے سے کہ وقت ایمن تھا	تھی مقام قدس میں جلوہ نما
اس ہوا سے جس میں تھی سیمرغ جان	پہلے اس سے اڑتی اندر لامکان
ہر اڑان آفاق سے اسکی بڑی	بس امید و حرص سے مشتاق تھی
جو عمر نے پایا اغیار کو	پایا اسکی جان کو ہے اسرار جو

طالب صادق تھا کامل شیخ تھا — مرد تھا چالاک گھوڑا تیز تھا
دیکھا مرشد نے کہ اہل ارشاد ہے — بویا تخم اندر زمین پاک کے
مرد بولا اے امیر المومنین — کیسے جان نازل ہوئی اندر زمین

شیخ کامل بود و طالب مشتہی — مرد چابک بود و مرکب درگہی
دید آن مرشد کہ او ارشاد داشت — تخم پاک اندر زمین پاک کاشت
مرد گفتش کای امیر المومنین — جان ز بالا چون در آمد در زمین

سوال کرنا رسول کا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے

مرغ بیزان کیونکر قفس میں پھنس گیا — بولے جان پر حق نے کچھ افسون پڑھا
وہ عدم جسکے نہ گوش و چشم ہیں — کیسے افسون سے وہ آیا جوش میں
دم کی باعث وہ عدم بس زود زود — دوڑ کے خوش ہو کر سوئے ملک وجود
پھر وجودوں پر پڑھا سو تب دم — جلد بھاگے یان سے وہ سوئے عدم
جو کہا اس جسم کو با جان ہوا — جو کہا خورشید کو رخشان ہوا
کان میں پھر پھونکا اسکے خوف کے — ڈر گئے پھر شو گہن خورشید سے
کان میں گل کے کہا ہنسنے لگا — لعل کو جو کہدیا تابان ہوا
کان میں کیا بات اللہ نے کہی — خاک جو چپ ہو مراقب ہو گئی
کان میں کیا ابر کے بس کہدیا — مثل مشک آب آنکھ سے برسا دیا
وہ تردد میں پریشان ہو گیا — کان میں جسکے معما کہدیا
دو گمان میں قید اوسکو تا کرے — وہ کرون کہنا وہ با اصرار سے
حق سے پھر ترجیح اک جانب کی پا — ایک ان دو سے وہ کرتا ہے ادا
گر دوئے تو چاہیے ہوش جان — روئی کو کم رکھ تو اندر گوش جان
کان سے وسواس کی روئی نکال — کان میں تا آئے گردون سے مقال
پھر تو سمجھے اس معمے کو بھلا — اور سما اور رنگ رمز سے تھا ہرا
وحی کو بس گوش جان تیری سنے — وحی کیا باطن کی جس تجھ سے کہی
گوش و چشم جان سوا اس حس کے ہیں — گوش و چشم عقل مفلس اس سے ہیں
جبر سے بے صبر عشق اب ہو گیا — ورنہ عاشق قید ہے جو جبر کا
یہ معیت حق کی ہے نے جبر ہے — یہ تجلی مہ کی ہے نے ابر ہے
ہے اگرچہ جبر عام سے — نفس امارہ کا نے یہ جبر ہے

سوال آن رسول از امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ

مرغ بی اندازہ چون شد در قفص — گفت حق بر جان فسون خواند و قصص
بر عدمہا کان ندارد چشم و گوش — چون فسون خواند ہمی آید بجوش
از فسون او عدمہا زود زود — خوش معلق میزند سوی وجود
باز بر موجود افسونی چو خواند — زو دو اسبہ در عدم موجود راند
گفت با جسم آیتی تا جان شد او — گفت با خورشید تا رخشان شد او
باز در گوشش دمد نکتہ مخوف — در رخ خورشید افتد صد کسوف
گفت در گوش گل و خندانش کرد — گفت با لعل و خوش تابانش کرد
تا بگوش خاک حق چہ خواندہ است — کو مراقب گشت و خاموش ماندہ است
تا بگوش ابر آن گویا چہ خواند — کو چو مشک از دیدہ خود اشک راند
در تردد ہر کہ او آشفتہ است — حق بگوش او معما گفتہ است
تا کند محبوسش اندر دو گمان — آن کنم کو گفت یا خود ضد آن
ہم ز حق ترجیح یابد یک طرف — زان دو یک را برگزیند زان کنف
گر نخواہی در تردد ہوش جان — کم فشار این پنبہ اندر گوش جان
پنبہ وسواس بیرون کن ز گوش — تا بگوش آید ز گردون خروش
تا کنی فہم آن معماہاش را — تا کنی ادراک رمز و فاش را
پس محل وحی گردد گوش جان — وحی چہ بود گفتن از حس نہان
گوش جان و چشم جان جز این حس است — گوش عقل و چشم ظن زین مفلس است
لفظ جبرم عشق را بی صبر کرد — وانکہ عاشق نیست حبس جبر کرد
این معیت با حق است و جبر نیست — این تجلی مہ است این ابر نیست
ور بود این جبر جبر عامہ نیست — جبر آن امارہ خود کامہ نیست

جبر را ایشان شناسند ای پسر — که خدا بگشادشان در دل بصر
غیب آینده بر ایشان گشت فاش — ذکر ماضی پیش ایشان گشت لاش
اختیار و جبر ایشان دیگرست — قطرها اندر صدفها گوهرست
هست بیرون قطرهٔ خرد و بزرگ — در صدف در های خردست و سترگ
طبع ناف آهوست آن قوم را — از برون خون و درونشان مشکها
تو مگو کین نافه بیرون خون بود — چون رود در ناف مشکی چون شود
تو مگو این مس برون بد محتقر — در دل اکسیر چون گشتست زر
اختیار و جبر در تو بد خیال — چون در ایشان رفت شد نور جلال
نان چو در سفره‌ست باشد آن جماد — در تن مردم شود او روح شاد
در دل سفره نگردد مستحیل — مستحیلش جان کند از سلسبیل
قوت جانست این ای راست خو — تا چه باشد قوت آن جان جان
نان است قوت تن ولیکن ای نگر — تا چه قوت جانش باشد ای پسر
گوشت پارهٔ آدمی با عقل و جان — می شگافد کوه را با بحر و کان
زور جان کوه کن شق الحجر — زور جان جان ازان شق القمر
گر گشاید دل سر انبان راز — جان بسوی عرش تازد ترکتاز
گر زبان گوید ز اسرار نهان — آتش افروزد بسوزد این جهان

جبر وہ پہچان سکتا ہے بشر — جسکے دل مین کھولدے یزدان بصر
غیب آئندہ کا اور سیر گذشتہ — جائے اٹھ وہ گذشتہ ذکر کو
اختیار و جبر اونکا اور ہے — کہ صدف مین قطرہ جا گوہر بنے
اپنا دریا ہر قطرہ ہو چھوٹے بڑے — ہین صدف مین سچ تو وہ چھوٹے بڑے
ناف آہو کی وہ خاصیت رکھے — خون ہے باہر اور اندر مشک ہے
مت کہو یہ نافہ باہر خون تھا — مشک اندر ناف کے کیونکر ہوا
مت کہو یہ مس تھا باہر بس حقیر — کیون ہوا اکسیر مین جا کر وہ زر
اختیار و جبر تجھ مین تھا خیال — آیا جب ان مین ہوا نور جلال
خوان مین جبتک کہ ہے روٹی جماد — پیٹ مین مردم کے باقی جان ہے
خوان مین بدلے نہیں جبتک ہے — جان بدل اسکو بس ترکیب ہے
نان کی قوت ہے جبکہ اسقدر — جان جان کی پھر ہو قوت کسقدر
قوت تن کی نان ہے پر دیکھ تو — قوت جان کی کسقدر ہوے بھر
ردیار گوشت ہے با عقل و جان — پھاڑتا ہے کوہ کو با بحر و کان
زور جان فرہاد کا شق الحجر — زور جان کوہ کن شق القمر
کھولدے گر دل بھید کو گھر کا سر — جان سوئے عرش کھولے اپنے پر
گر زبان کرے کچھ اسرار نہان — آگ بھڑکے اور جلائے جہان

اضافت کردن آدم علیه السلام زلت خود را بخویش که ربنا ظلمنا و اضافت کردن ابلیس گناه خود را بحق تعالی که بما اغویتنی

نسبت کرنا آدم علیہ السلام کا زلت اپنی کو ساتھ اپنے کہ ربنا ظلمنا اور نسبت کرنا ابلیس کا ساتھ حق تعالی کے کہ رب بما اغویتنی

فعل حق و فعل ما هر دو ببین — فعل ما را هست دان پیداست این
گر نباشد فعل خلق اندر میان — پس مگو کس را چرا کردی چنان
فعل حق افعال ما را موجدست — فعل ما آثار خلق ایزدست
لیک هست این فرع ما مختار ما — زو جزا گر مار ما گر یار ما
زانکه ناطق حرف بیند یا غرض — کی شود یکدم محیط دو عرض
گر بمعنی رفت شد غافل ز حرف — پیش و پس یکدم نبیند هیچ طرف

فعل حق اور میرا دونوں دیکھ لے — فعل حق پیدا ہمارے فعل سے
درمیان گر فعل ہو نہ خلق کا — مت کسی سے کہہ کہ کیون ایسا کیا
فعل حق موجد ہمارے فعل کا — ہے ہمارا فعل آثار خدا
پر ہمارا فعل یہ مختار ہے — گر جزا سیدھی ملے یا الٹی ملے
کہنے والا حرف دیکھے یا غرض — کب ہوا ایکدم مین محیط دو عرض
گر گیا معنی کو غافل حرف سے — ایکدم مین آگے پیچھے سب دیکھے

جس گھڑی تو دیکھتا ہے سامنے / اس گھڑی بھی تجھ نہیں تجھکو دکھے
جو محیط حرف و معنی ہے ہر جان / کیسے ان دونوں کی خالق ہو وہ جان
حق محیط جملہ عالم ہے وے / کون میں اور دو نگر کام بنا کرے
قول حق تہ جان ہماری ہے کی / کیون نہ جانے جسنے جان کو ہے ست
بولا شیطان کہ بما اغویتنی / فعل کو اپنے کیا اس نے خفی
بولے آدم کہ ظلمنا نفسنا / بیخبر سا فعل حق سے وہ نہ غافل تھا
اس گنہ میں حق کو پوشیدہ کیا / اپنے ذمہ سے گنہ ثمرہ لیا
بعد توبہ اسنے آدم سے کہا / یہ گنہ تجھ میں نہیں میں نے رکھا
تے قضا تقدیر میری اسپر تھی / جو بوقت عذر کی پوشیدگی
بولے ڈر سے بس ادب میں نے کیا / بولے میں نے پاس تیرا بھی کیا
جو کرے حرمت اسے عزت ملے / قند جو لائے تو وہ حلوا چکھے
طیبات اب کیسلئے للطیبین / یار کو خوش کر دو آزردہ نہیں

آن زمان کہ میشوی بی آن زمان / آنو پس خود کز منی این بران
چون محیط حرف و معنی نیست جان / چون بود خالق این ہر دوان
حق محیط جملہ آمد ای پسر / وا ندارد کارش از کار دگر
گفت ایزد جان ما راست گو / چون ندا داد آنکہ خود داشت گرد
گفت شیطان کہ بما اغویتنی / کرد فعل خود نہان دیو دنی
گفت آدم کہ ظلمنا نفسنا / او ز فعل حق نبد غافل چو ما
در گنہ او از ادب پنہانش کرد / زان گنہ بر خود زدن او برنخورد
بعد توبہ گفتش ای آدم نہ من / آفریدم در تو آن جرم و محن
نے کہ تقدیر و قضای من بد آن / چون بوقت عذر کردی آن نہان
گفت ترسیدم ادب نگذاشتم / گفت من ہم پاس آنت داشتم
ہر کہ آرد حرمت او حرمت برد / ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد
طیبات از بہر کہ للطیبین / یار را خوش کن برنجان و ببین

ضرب المثل

تمثیل ۹۰

اک مثال اے دل تو لا اسطرح سے / فرق جبر و اختیار اس سے دکھے
ہاتھ کو وہ کاپتا رعشہ سے ہے / اور تو کہ ہاتھ کو لرزان کرے
دونوں حرکت پیدا حق سے جانئے / پر قیاس اسکا نہ اسپر ہو سکے
یہ ہلانے سے پشیمان رکھے / یہ نہ چھٹے سے وہ پریشان کب ہو
مرتعش کو کب پشیمان رکھا ہے / کسلئے چپکا ہوا ایسے جبر سے
بحث عقلی ہے وہ عقل حیلہ گر / تا یہ عاجز پائے رہ اس جا ہی پر
بحث عقلی ہو وہ در و مرجان ہو مگر / بحث جان کی اور کچھ ہے بالسر
جان کی ہر بحث کا اور ہی مقام / اور شراب جان کا ہے اور ہی قوام
بحث عقلی میں وہ جب دمساز تھا / بوالحکم کا یہ عمر ہمراز تھا
عقل سے جان کو عمر جب کہ گیا / بوالحکم بوجہل بحثوں میں بنا
گرچہ حس و عقل میں کامل وہ تھا / پر بنسبت جان کو جاہل ہوا
بحث و عقل و حس اثر یا سبب / بحث جان ہے یا عجب یا بوالعجب

یک مثال ای دل پی فرقی بیار / تا بدانی جبر را از اختیار
دست کان لرزان بود از ارتعاش / وانکہ دستی را تو لرزانی زجاش
ہر دو جنبش آفریدہ حق شناس / لیک نتوان کرد این با آن قیاس
زین پشیمانی کہ لرزانیدیش / چون پشیمان نیست مرد مرتعش
مرتعش را کی پشیمان دیدہ / بر چنین جبری چہ بر چفسیدہ
بحث عقل است این چہ عقل حیلہ گر / تا ضعیفی رہ برد آنجا مگر
بحث عقلی گر در و مرجان بود / آن دگر باشد کہ بحث جان بود
بحث جان اندر مقام دیگر است / بادہ جان را قوام دیگر است
آن زمان کہ بحث عقلی ساز بود / این عمر با بوالحکم ہمراز بود
چون عمر از عقل آمد سوی جان / بوالحکم بوجہل شد در بحث آن
سوی حس و سوی عقل او کامل است / گرچہ خود نسبت بجان او جاہل است
بحث عقل و حس اثر دان یا سبب / بحث جانی یا عجب یا بو العجب

نورجاں آئے نہ ہو کی نسل سب — نور بینا کا نہ ہو روشنی
لازم و ملزوم و نافی و سبب — وہ عصا کش اور عصا سے ہر غنی

ضو بر جان آمد نماند ای مستنضے — زانکہ بینا را کہ نورش بازغ است
لازم و ملزوم و نافی مقتضے — از عصا و از عصا کش فارغ است

تفسیر آیت وہو معکم اینما کنتم اور بیان اوسکا

تفسیر آیۃ وہو معکم اینما کنتم و بیان آن

پھر مکرر آیا قصہ پر میں اب — اور گیا قصے سے باہر تھا میں کب
جہل میں گر آؤں زندان اسکا ہے — علم میں گر آؤں ایوان اسکا ہے
خواب میں گر آؤں میں اسکا مست ہوں — گر ہوں بیدار میں اسکے قبضہ میں ہوں
گر میں رؤوں ابر باران اسکا ہوں — گر ہنسوں میں برق خندان اسکا ہوں
گر لڑائی میں میں اسکا عکس قہر ہے — گر ملوں میں اسکا عکس مہر ہے
ہم ہیں کیا اندر جہان پیچ پیچ — جون الف وہ خود دکھی کیا ہیچ ہیچ
جوں الف اگر مجرد ہو وے تو — ایک مرد اس رہ میں متفرد ہو تو
جہد کر تا غیر حق سے ہو تو دور — دل ترا دنیای فانی سے ہو دور
بے پتے بے انتہا یہ بات ہے — کہ عمر سے اور رسول روم سے
جو عمر سے بات یہ آنے سنی — دلمیں اسکے بس ہوئی اک روشنی
بولا اسدم وہ رسول وہ ہم جواب — ہو گیا اُس سے خطا و ہم صواب

باز دیگر با لقصہ آمدیم — ما ازین قصہ برون خود کی شدیم
گر بجہل آئیم آن زندان است — ور بعلم آئیم آن ایوان اوست
گر بخواب آئیم مستان وئیم — ور بہ بیداری برستان وئیم
در بگریم ابر پر رزق وئیم — ور بخندیم آن زمان برق وئیم
در بخشم و جنگ عکس قہر اوست — ور بصلح و عذر عکس مہر اوست
ما کیم اندر جہان پیچ پیچ — چون الف او خود چہ دارد ہیچ ہیچ
چون الف گر تو مجرد مے شوی — اندرین رہ مرد مفرد میشوی
جہد کن تا ترک غیر حق کنی — دل ازین دنیای فانی بر کنی
این سخن را نیست پایان ای پسر — از رسول روم برگو از عمر
از عمر چون آن رسول این را شنید — روشنی در دلش آمد پدید
محو شد پیشش سوال و ہم جواب — گشت فارغ از خطا و از صواب

سوال کرنا رسول کا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے

سوال کردن رسول از امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ

اصل پانی ہو گیا اُسنے فرع — واسطے حکمت کے پرسش کی شروع
صاف پانی ہو گیا گل میں نہان — اور ہوئی قیدی بدن میں پاک جان
فائدہ فرما کہ یہ حکمت تھی کیا — مرغ کو اندر قفس کے کیوں رکھا
بولے مشکل بحث اب کرتا ہے تو — بند حرفوں میں کر کے معنی ہر تو
قید کرتا معنی آزاد کو — بند حرفوں میں کرے ہر باد کو
بسکہ تو لے فائدہ کو یہ کیا — کب لیا بے فائدہ سے ای چھٹا
جو کہ اُس سے فائدہ پیدا ہوا — کیوں دیکھے تو کہ جو ہے وہ دکھا
سیکڑوں میں نفع اور ہر ایک کے — روبرو ہیں سیکڑوں ناچیز شے

اصل را در یافت بگذشت از فرع — بہر حکمت کرد در پرسش شروع
آب صافی در گلے پنہان شدہ — جان صافی بستہ ابدان شدہ
فائدہ فرما کہ آن حکمت چہ بود — مرغ را اندر قفس کردن چہ سود
گفت تو بحث شگرفے میکنی — معنی را بند حرفے میکنی
حبس کردی معنی آزاد را — بند حرفے کردہ تو باد را
از برای فائدہ این کردہ — تو کہ خود از فائدہ در پردۂ
آنکہ از وی فائدہ زائیدہ شد — چون نہ بیند آنچہ ما را دیدہ شد
صد ہزاران فائدہ است و ہر یکی — صد ہزاران پیش آن یک اندکی

ترجمہ		مثنوی	
وہ دم نطق اسکا جان جان ہر تو	ہیچ کو معنی سے خالی کیسے ہو	آن دم نطقش که جان جانها است	چون بود خالی ز معنی کی رواست
تیرا نطق دم کہ جز کا جز ہے اب	فایدہ ہر کل کا کل خالی ہو کب	آن دم نطقت که جزو جزوها است	فائده شد کل و کل خالی چرا است
تو ہے اک جز فائدہ ایسا کرے	طعن کل پر کیوں روا ہے تو بکو	تو که جزوی کار تو با فایدست	پس چرا در طعن کل آری تو دست
کہنا گر بے فائدہ چپ رہ بشر	ہے اگر بلا اعتراض و شکر کر	گفت را گر فائده نبود مگو	ور بود هل اعتراض و شکر جو
شکر حق جون طوق ہر گردن پہ کر	نے ترد ترش روئی سے ہر نے جنگ کر	شکر حق چون طوق هر گردن بود	نے جدال و ترش کردن رو بود
گر ترش روئی کا نام اب شکر ہے	مثل سرکہ کون شکر اسکا کرے	گر ترش رو بودن آمد شکر پس	همچو سرکه شکر گوئے نیست کس
گر جگر مین راہ چاہے سرکہ کو	کر کہ ہو سکنگبین شکر سے وہ	سرکه را گر راه باید در جگر	گو بشو سرکنگبین او از شکر
شعر مین ہو جاتے معنی خبط ہین	سنگ گوفن کی طرح بے ضبط ہین	معنی اندر شعر جز با خبط نیست	چون فلاسنگست اندر ضبط نیست

بیان مین حدیث کے من اراد ان یجلس مع الله فلیجلس مع اهل التصوف

در بیان حدیث من اراد ان یجلس مع الله فلیجلس مع اهل التصوف

ترجمہ		مثنوی	
وہ رسول اسجا جو پہونچا شہ ہوا	اور عاشق قدرت اللہ ہوا	آن رسول اینجا رسید و شاه شد	واله اندر قدرت الله شد
رہ ہوا بے ہوش اک دو جام کر	نے رسالت یاد نے پیغام سے	آن رسول از خود بشد زین یک دو جام	نے رسالت یاد ماندش نے پیام
سیل آیا محو دریا ہو گیا	برتیغ شمس سے ٹکڑے ہوا	سیل چون آمد بدریا محو گشت	صبح پیش تیغ شمس محو گشت
سیل کا بحر مین دریا ہوا	دانہ آیا کھیت مین کھیتی بنا	سیل چون آمد بدریا بحر گشت	دانه چون آمد بمزرع کشت گشت
نان متعلق جو آدم سے ہوئی	نان مردہ تھی کہ زندہ ہو گئی	چون تعلق یافت نان با بو البشر	نان مرده زنده گشت و با خبر
موم و ہیزم جو کہ آتش مین جلی	ذات ظلمت انکی نورانی ہوئی	موم و هیزم چون فدای نار شد	ذات ظلمانی او انوار شد
سنگ سرمہ جو کہ آنکھون مین پڑا	ہو کے بینا وان محافظ ہو گیا	سنگ سرمه چونکه شد در دیدگان	گشت بینائی شد آنجا دیدبان
ہاے وہ شخص جو خرد سے چھٹ گیا	جسم زندہ مین وہ بس جا کر ملا ہو	ای خنک آن مرد کز خود رسته شد	در وجود زنده پیوسته شد
آہ وہ زندہ کہ مردون سے ملا ہو	ہے مردہ زندگی اس سے جدا	وای آن زنده که با مرده نشست	مرده گشت و زندگی از وی بجست
جو تو قران خدا ایسے پڑھے	انبیا کی روح سے جا کر ملے	چون تو در قرآن حق بگریختی	با روان انبیا آمیختی
ہے وہ قرآن حال جملہ انبیا	مچھلیان ہین بحر پاک کبریا	هست قرآن حالهای انبیا	ماهیان بحر پاک کبریا
گر پڑھے اور نہ عمل قرآن کا ہے	انبیا اور اولیا کو دیکھا ہے	ور بخوانی و نه قرآن پذیر	انبیا و اولیا را دیده گیر
گر پڑھے قرآن عمل سے ہو رنگ	مرغ جان تیرا قفس مین ہو تنگ	ور پذیرائی چو بر خوانی قصص	مرغ جانت تنگ آید در قفص
مرغ کہ اسکو قفس زندان ہے	نے رہائی ڈھونڈھتا ہے وہ نادان ہے	مرغ کو اندر قفس زندانی است	می نجوید رستن از نادانی است
ان قفس سے جو کہ ہین چھٹے رہا	انبیا اور اولیا کی ہین دلا	روحهائی کز قفسها رسته اند	انبیا و رهبر شایسته اند

آنکھیں باہر سے آتی ہے صدا	کہ رہائی کا یہ رستہ ہے سدا
ہم محل سے ہیں چھٹے اس راہ سے	تو قفس سے چھوٹ جز اس راہ کے
آپ کو بیمار در عاجز تو کر	تاکہ تو شہرت سے ہو وے دور تر
خلق کی شہرت ہے کرتی قید گراں	قید آہن سے نہ کم مانو میاں
اک حکایت تم سنو یاراں ذرا	تاکہ کچھ دریا کی پاؤ انتہا

از برون آواز شان آید برین	کز رہ رستن ترا نیست این
ما درین رستیم این تنگین قفس	غیر این رہ نیست چارہ این قفس
خویش را رنجور ساز و زار زار	تا ترا بیرون کنند از اشتہار
کاشتہار خلق بند محکم ست	در رہ این از بند آہن کی کم است
یک حکایت بشنو ای زیبا رفیق	تا بدانی سر این بحر عمیق

قصہ سوداگر کا کہ ہندوستان کو واسطے تجارت کر جاتا تھا اور لیجانا پیغام طوطی مقید کا طرف طوطیان ہندوستان کی

قصہ بازرگان کہ بہندوستان تجارت می رفت و پیغام دادن طوطی محبوس بطوطیان ہندوستان

ایک طوطی پاس اک تاجر کے تھی	اور قفس میں بند وہ مدت سے تھی
جو سفر کا عزم تاجر نے کیا	اور سوی ہندوستان کے جانے لگا
ہر غلام اور لونڈی سے وہ پوچھتا	واسطے تیرے میں لاؤں کیا بتا
ہر کسی نے اپنی عرضوں کو کہا	اس نے وعدہ سب کے لانیکا کیا
بولا طوطی سے تو بھی تحفہ کیا	لاؤں میں ہندوستان سے کچھ بتا
بولی طوطی کہ وہاں میں طوطیاں	تو جو دیکھے حال میرا کر بیان
کہ تمہاری طوطی اک مشتاق ہے	اور قضا سے قید میں ہے وہ مگر
داد چہتی ہے وہ کہتی ہے سلام	چارہ چہتی ہے وہ ارشاد کلام
یہ کہاں لائق کہ اندر اشتیاق	میں بیان دوں جان اور در فراق
یہ روا تمکو کہ میں قیدی ہوں	تم مزے لو تو میں مرتی رہوں
ایسی ہوتی ہے وفای دوستاں	میں رہوں زنداں میں تم با بوستاں
یاد تم یارو کرو اس مرغ کو	صبح کو جب جام نوشی تم کرو
یاد یاروں کی ہے نافع یار کو	خاص کر وہ لیلی اور مجنوں ہیں جو
یارو تم ہمراہ ہو معشوق کے	میں پیوں یاں جام خوں آشام سے
اک پیالہ یاد پر میری پیو	داد چہتی ہوں اگر تم میری دو
یا بیاد اس خاک پر سر کے لیے	جب پیو تو ڈالو قطرہ خاک پے
اے عجب وہ عہد وہ قسمیں کہاں	وہ لب شیریں کے وعدے ہیں کہاں

بود بازرگان و او را طوطیی	در قفس محبوس زیبا طوطیی
چونکہ بازرگان سفر را ساز کرد	سوی ہندوستان شدن آغاز کرد
ہر غلام و ہر کنیزک را ز جود	گفت بہر تو چہ آرم گوی زود
ہر یکی از وی مرادی خواست کرد	جملہ را وعدہ بداد آن نیکمرد
گفت طوطی را چہ خواہی ارمغان	کارمت از خطۂ ہندوستان
گفتش آن طوطی کہ آنجا طوطیان	چون ببینی کن ز حال من بیان
کہ فلان طوطی کہ مشتاق شماست	از قضای آسمان در حبس ماست
بر شما کرد او سلام و داد خواست	وز شما چارہ و رہ ارشاد خواست
گفت می شاید کہ من در اشتیاق	جان دہم اینجا بمیرم در فراق
این روا باشد کہ من در بند سخت	گہ شما بر سبزہ گاہی بر درخت
اینچنین باشد وفای دوستان	من درین حبس و شما در بوستان
یاد دارید ای مہان زین مرغزار	یک صبوحی در میان مرغزار
یاد یاران یار را میمون بود	خاصہ کان لیلی و این مجنون بود
ای حریفان بت موزون خود	من قدحہا میخورم از خون خود
یک قدح می نوش کن بر یاد من	گر ہمی خواہی کہ بدہی داد من
یا بیاد این فتادۂ خاک بیز	چونکہ خوردی جرعہ بر خاک ریز
ای عجب آن عہد و آن سوگند کو	وعدہ ہای آن لب چون قند کو

بندہ جب بندگی سے ہو جدا | جو کرے تو بد رو نے فرق کیا
ای بدی جو تو کرے ہر خشم سے | کیف وجد و حال ہے بہتر وہ ہی
ای جفا بہتر تری دولت سے ہی | انتقام لطف ہے تیرا جان سے
یہ ہے نارا ور نور تیرا کیا ہو | یہ ہی غم اور شادی کیا کچھ ہو نگو
اس سے کہ قرار رکھتا ہے جور | بس لطافت سے کرے کوئی نہ غور
یاد کر اب اس محبت سے مری | حق مجلس اور صحبت سے مری
ڈر تا رہتا ہوں کہ وہ کرے یقین | رحم سے وہ جور کم کر دے نہیں
اسکے قہر و لطف دو پر عاشق ہوں | ای عجب عاشق ہیں ان ضدوں کا
عاشق ان دونوں کا مقصد جدا | کیوں نہ عاشق ہوں نہیں کرتا ادا
واللہ اس غم سے میں تنگ آ گیا | شغل بلبل اس سبب نالہ کردن
یہ عجب بلبل کہ کھولے ہے دہان | تا کہ کھاوے خار زخم با گلستان
نے یہ بلبل ہے نہنگ آتشی | عشق کی سب ناخوشی سکو خوشی
عاشق کل ہے خود کل آپ ہے | عاشق اپنا ہے کرے عشق آپ ہے

در فراق بندہ از بر بند گسست | چون تو با او بد کنی پس فرق چیست
ای بدی کہ تو کنی در خشم و جنگ | با طرب تر از سماع و بانگ چنگ
ای جفای تو ز دولت خوب تر | وانتقام تو ز جان محبوب تر
نار تو اینست نورت چون بود | ماتم این تا خود کہ سورت چون بود
از حلاوتہا کہ دارد جور تو | وز لطافت کس نیابد غور تو
یاد آر از صحبتہای ما | حق مجلسہا و صحبتہای ما
نالم و ترسم کہ او باور کند | وز ترحم جور را کمتر کند
عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد | ای عجب من عاشق این ہر دو ضد
عشق من بر مصدر این ہر دو ہست | چون نباشد عشق کر قہرش گریست
واللہ ار زین خار در بستان شوم | ہمچو بلبل زین سبب نالان شوم
این عجب بلبل کہ بگشاید دہان | تا خورد او خار را با گلستان
این نہ بلبل این نہنگ آتشیست | جملہ ناخوشہا ز عشق او را خوشیست
عاشق کل است و خود کل است او | عاشق خویش است و عشق خویش جو

صفت صاحب لا زو طیور عقول الٰہی

صفت اولی اجنحہ طیور عقول الٰہی

ایسے ہی قصہ ہے طوطی جان کا | کون ہے مرغوں کا جو محرم ہوا
وہ ہے اک مرغ ضعیف بے گناہ | اسکے اندر ہے سلیمان با سپاہ
ہو وہ جب روئے زار بے شکر و گلہ | ہفت گردوں پر پڑے بس غلغلہ
حق سے ہو نامہ پیام آمنہ ہے | ساتھ لبیک کے گرو پاک رب کی
اسکی ذلت نزد حق طاعت سے خوب | کفر اسکا جملہ ایمان سے ہے خوب
خاص اسکو ہر دم اک معراج ہے | تاج پر اسکے رکھے حق تاج ہے
خاک پر صورت ہے جان لامکان | لامکان ہے فوق وہم سالکان
وہم میں کب آئے تیرے لامکان | اور خیال اسمیں کرے تو ہے گمان
اسکے قبضہ میں مکان و لامکان | جیسے نہروں پہ محیط اہل جنان
مت بیان کر اسکی ہے کس کو تاب | چپ رہو واللہ اعلم بالصواب

قصۂ طوطی جان زین سان بود | کو کسی کو محرم مرغان بود
کو یکی مرغی ضعیفی بے گناہ | و اندرون او سلیمان با سپاہ
چون بنالد زار بی شکر و گلہ | افتد اندر ہفت گردون غلغلہ
ہر دمش صد نامہ صد پیک از خدا | یا ربی زو شصت لبیک از خدا
زلت او بہ ز طاعت نزد حق | پیش کفرش جملہ ایمانہا خلق
ہر دمی او را یکی معراج خاص | بر سر تاجش نہد صد تاج خاص
صورتش بر خاک و جان بر لامکان | لامکانی فوق وہم سالکان
لامکانی نہ کہ در وہم آیدت | ہر دمی در وی خیالی زایدت
بل مکان و لامکان در حکم او | ہمچو در حکم بہشتی چار جو
شرح این کوتہ کن و رخ زین بتاب | دم مزن واللہ اعلم بالصواب

دیکھنا سوداگر کا طوطیوں کو جنگل میں اور پیغام پہونچانا

اس سے میں کہتا ہوں کیا ہو ہندستاں | سو ہے مرغ و تاجر و ہندوستاں
لیکے سوداگر چلا اسکا پیام | تاکہ جنس کو پہونچائے سلام
وہ ہوا جب داخل ہندوستان | دیکھیں اک صحرا کے اندر طوطیاں
گھوڑا ٹھہرایا وہ پس آواز دی | وہ سلام اور وہ امانت دی تھی
ایک طوطی طوطیوں سے کانپ کر | مرگئی اور گر پڑی پس خاک پر
تاجر اس کہنے سے پشیماں ہوا | بولا کیوں میں نے ہلاک اسکو کیا
دوست اس طوطی کی تھی شاید بہر | یہ مگر دو جسم تھی اور ایک نفس
کیسے میں نے کہا اس سے پیام | کیوں جلایا اسکو میں نے کیکے خام
یہ زبان مانند سنگ آہن کے ہے | اس سے نکلے جو ہو مانند آگ کے
سنگ و آہن مت تو جوڑ ہے | نے ہنسی سے اور اسرار الٰہی کو
کیونکہ تاریکی رہ جاوے ہے | اور دقی میں کیونکر شرر آکر رہے
قوم وہ ظالم کہ آنکھیں بند کر | قال سے عالم کریں زیر و زبر
اک سخن عالم کو ویراں کرتا ہے | لومڑی کو شیر نر ان کرتا ہے
میٹھے دم جانیں ہیں اپنی اصل میں | زخم اک دم ایک دم مرہم ہیں
پردہ جاوے اگر سکے تو گھٹے | مثل میٹھے کہوں تو ہر جان ہے
گر تو چاہے بات میری ہو شکر | حرص کا حلوہ نہ کھا اور صبر کر
صبر ہے پس اشتہای عاقلاں | ہے یہ حلوا آرزوی کودکاں
صبر جو کرتے تو گردوں پر چلے | جو کہ حلوا کھائے وہ واپس پھرے

دیدن خواجہ در دشت طوطیان را و پیغام رسانیدن

بازمیکردیم اخبرین ای دوستان | سوی مرغ و تاجر هندوستان
مرد بازرگان پذیرفت آن پیام | که رساند سوی جنس از وی سلام
چون در اقصای هندوستان رسید | در بیابان طوطیی چندی بدید
مرکب استانید پس آواز داد | آن سلام و آن امانت باز داد
طوطیی ز آن طوطیان لرزید بس | اوفتاد و مرد بگسستش نفس
شد پشیمان خواجه از گفت خبر | گفت رفتم در هلاک جانور
این مگر خویش است با آن طوطیک | این مگر دو جسم بود و روح یک
این چرا کردم چرا دادم پیام | سوختم بیچاره را زین گفت خام
این زبان چون سنگ و هم آهن وش است | و آنچه بجهد از زبان چون آتش است
سنگ و آهن را مزن بر هم گزاف | گه ز روی نقل و گه از روی لاف
زانکه تاریک است و هر سو پنبه زار | در میان پنبه چون باشد شرار
ظالم آن قومی که چشمان دوختند | زان سخنها عالمی را سوختند
عالمی را یک سخن ویران کند | روبهان مرده را شیران کند
جانها در اصل خود عیسی دم اند | یک زمان زخم اند و دیگر مرهم اند
گر حجاب از جانها برخاستی | گفت هر جانی مسیح آساستی
گر سخن خواهی که گویی چون شکر | صبر کن از حرص و این حلوا مخور
صبر باشد مشتهای زیرکان | هست حلوا آرزوی کودکان
هر که صبر آورد گردون بر رود | هر که حلوا خورد واپس‌تر شود

تفسیر کلام شیخ فریدالدین عطار قدس سره	تفسیر قول شیخ فریدالدین عطار قدس سره
تو صاحب نفسی ای غافل تو اندر خاک کے خون کھاے	تو صاحب نفسی ای غافل میان خاک خون می خور
کہ صاحب دل جو کھائے زہر بس وہ شہد بنجاے	که صاحبدل اگر زهری خورد آن انگبین باشد

اہل دل کو وہ نہ کرتا ہے زیاں | زہر قاتل کو اگر کھائے عیاں
صاحب دل را ندارد آن زیان | گر خورد او زهر قاتل را عیان

جسکو ہوئی صحت چھپا پرہیز سے ... طالب مسکین تو بس بیمار ہے
بولے پیغمبر کہ اے طالب جری ... ست کر مطلوب ہے تو ہمسری
آگ میں نمرود ہے کر ست گرد ... جانا چاہو پہلے ابراہیم ہو
تو نہیں تیراک نے آبی ہو پھر ... آپ سے دریا میں تو ہرگز نہ گر
نے سے دریا کو وہ گوہر لائے ہے ... اور اٹھائے فائدہ و نقصان ہے
خاک کامل لیوے گر تو زر بنے ... زر کو ناقص لیوے خاکستر بنے
مرد ہے وہ جو قبول حق ہوا ... کام میں دست اسکا ہے دست خدا
دست ناقص دست شیطان کا ہو ... کیونکہ دام مکر میں وہ ہے پھنسا
جہل کیوے اسمیں تو دانش بنے ... علم ناقص میں جو گئے جہل ہے
علتی جو لیوے وہ علت بنے ... کفر کامل لیوے وہ ملت بنے
ہمسری پیادہ کرے اسوار سے ... لب بچا ہے ستا در رہنا چاہئے

زانکہ صحت یافت از پرہیز رست ... طالب مسکین میان حب رست
گفت پیغمبر کہ اے طالب جری ... ہان مکن با هیچ مطلوب مری
در تو نمرودیست آتش در مرو ... رفت خواہی اول ابراہیم شو
چون نۀ سباح و نے دریائیے ... در میفگن خویش از خود رائیے
او ز قعر بحر گوہر آورد ... از زیانہا سود بر سر آورد
کاملے گر خاک گیرد زر شود ... ناقص از زر برد خاکستر شود
چون قبول حق بود آن مرد راست ... دست او در کارہا دست خداست
دست ناقص دست شیطان است و دیو ... زانکہ اندر دام تکلیف است و ریو
جہل آید پیش او دانش شود ... جہل شد علمی کہ در ناقص رود
ہر چہ گیرد علتی علت شود ... کفر گیرد کاملے ملت شود
ای مری کردہ پیادہ با سوار ... سر نخواہی برد اکنون پای دار

تعظیم کرنا ساحروں کا موسیٰ علیہ السلام کو کہ اول تم عصا ڈالو

تعظیم کردن ساحران موسیٰ علیہ السلام را کہ اول تو عصا بینداز

جادوگر تھے عہد میں فرعون کے ... ہمسری موسیٰ سے سب وہ کرتے تھے
لیک موسیٰ کو مقدم رکھتے تھے ... جادوگر انکو مکرم رکھتے تھے
اسلئے کہتے کہ اہل حکم ہو ... تم جو چاہتے ہو عصا پہلے رکھو
بولے نے تم پہلے اے جادوگرو ... جو تمہاری مکر ہیں یاں پر کرو
اسقدر تعظیم دین سے وہ بچے ... ہمسری سے دست و پا انکے کٹے
ساحروں نے قدر جانی انکی نے ... دست و پا اس جرم میں انکے کٹے
کھانا کھانا کاملوں کو ہے حلال ... تو نہ کامل ہے نہ کھا اور کہہ نہ قال
تو ہے اور وہ زبان نے جنس تو ... گوش کو فرمایا حق نے انصتوا
پہلے بچہ پیدا ہو وے شیر نوش ... ایک مدت چپ ہے اور کل ہی گوش
ایک مدت بند لب کو وہ رکھے ... بات سیکھے بات جو کوئی کرے
جب تلک سیکھے نہ اک سو سر کہے ... اور کہے تو لوہیچ و لا یعنے بکے
گر نہو وین کان وہ تی تی کرے ... اپکو وہ گونگا اور بہرا رکھے

ساحران در عہد فرعون لعین ... چون مری کردند با موسیٰ بکین
لیک موسیٰ را مقدم داشتند ... ساحران او را مکرم داشتند
زانکہ گفتندش کہ فرمان آن تست ... گر تو میخواہی عصا بفگن نخست
گفت نہ اول شما ای ساحران ... افگنید آن مکرہا را در میان
اینقدر تعظیم دینشان را خرید ... کز مری آن دست و پاہاشان برید
ساحران چون قدر او نشناختند ... دست و پا در جرم آن در باختند
لقمہ و نکتہ ست کامل را حلال ... تو نہ کامل مخور میباش لال
تو چو گوشی او زبان نے جنس تو ... گوشہا را حق بفرمود انصتوا
کودک اول چون بزاید شیر نوش ... مدتے خامش بود او جملہ گوش
مدتے میبایدش لب دوختن ... از سخن گویان سخن آموختن
ور نگوید حشو گوید بے شکے ... تا نیاموزد نگوید صد یکے
در نباشد گوش تی تی میکند ... خویشتن را گنگ گیتی میکند

سرے اصلی کے سوں پہلے بکان / تو گونگا ہووے اور نہو اس میں بیان
گر اصلی بود آماز گوشش / لال باشد کی کند در نطق جوش

بولنے کو سننا اول چاہیے / کان کی رہ سے زباں کو آتے ہے
زانکہ اول سمع باید نطق را / سوی منطق از رہ سمع اندر آ

او خلوا الابیات من ابوابہا / واطلبوا الارزاق من اسبابہا
ادخلوا الابیات من ابوابہا / واطلبوا الارزاق من اسبابہا

نطق کو وہ کان کی رہ سے ہیں / وہ سوای نطق حق کی ہے یقین
نطق کان موقوف راہ سمع نیست / جز کہ نطق خالق بی طمع نیست

وہ ہیں مبدع تابع استاد نے / وہ ہی ہے سند علا للبشاد نے
مبدع ست او تابع استاد نے / مسند جملہ ورا اسناد نے

اور باقی سب حروف تابعین / تابع او م استاد اور تشبیہ ہین
باقیان ہم در حرف ہم در مثال / تابع استاد و محتاج مثال

اس سخن سے گر تو بیگانہ نہیں / دشت ہین رو دا دو کمال آ حزن
زین سخن گر نیستی بیگانہ / دلق و اشکے گیر در ویرانہ

کیونکہ آدم پاک ز نیسے ہوے / وقت توبہ اشکباری چاہیے
زانکہ آدم زین عتاب از اشک رست / اشک تر باشد دم توبہ پرست

آدم اس زمیں پر گریہ کو / تاکہ گریان نالہ اور غمگیں ہو
بہر گریہ آدم آمد بر زمین / تا بود گریان و نالان و حزین

آسمان سے آدم اور فردوس سے / آئے آخر معذرت کے واسطے
آدم از فردوس و از بالای ہفت / پای ماچان از برای عذر رفت

گر ہے آدم سے واسکی صلب سے / ہو طلب میں تو بھی طور ہے
گر ز پشت آدمی و ز صلب او / در طلب میباش ہم در طلب او

نقل کر تو دل کی آگ در ماشک / باغ ابر و شمس سے تازہ رہے
ز آتش دل آب دیدہ نقل ساز / بوستان از ابر و خورشید ست تازہ

جانے تو کیا ذوق آب چشم کو / عاشق نان شکل نادیدہ ہو تو
تو چہ دانی ذوق آب دیدگان / عاشق نانی تو چون نادیدگان

گر شکم خالی کرے تو نان سے / گوہر روشن بھرے عرفان سے
گر تو این انبان ز نان خالی کنی / پر ز گوہرہای اجلالی کنی

طفل جاں کو شیر شیطاں سے بچا / پھر ملایک کی شریک اسکو بنا
طفل جان از شیر شیطان باز کن / بعد از آنش با ملک انباز کن

تیرہ دل جبتک تو اور دلگیر ہے / جاں ملعون کی ہمشیر ہے
تا تو تاریک و ملول و تیرہ / دانکہ با دیو لعین ہمشیرہ

جو غذا زیادہ کرے نور و کمال / وہ ہے پیدا از رزق با کسب حلال
لقمہ کان نور افزود و کمال / آن بود آوردہ از کسب حلال

جو چراغ اس تیل سے ٹھنڈا ہوا / جانو پانی ہے چراغ اس سے بجھا
روغنے کاید چراغ ما کشد / آب خوانش چون چراغ را کشد

علم و حکمت دیتا ہے قوت حلال / عشق و رقت دیتا ہے قوت حلال
علم و حکمت زاید از لقمہ حلال / عشق و رقت آید از لقمہ حلال

جو کہ کھانے سے حسد دیکھو دام / جہل و غفلت پیدا ہو جاوے حرام
چون ز لقمہ تو حسد بینی و دام / جہل و غفلت زاید آنرا دان حرام

بوئے گندم سے اگا ہے جو کبھی / دیکھا آخر کو پیدا گھوڑے سے کبھی
ہیچ گندم کاری و جو بر دہد / دیدہ اسپے کہ کرہ خر دہد

تخم ہے لقمہ اور فکر اسکا ثمر / بحر لقمہ اور فکر اس کا گہر
لقمہ تخم ست و برش اندیشہا / لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا

پیدا ہو لقمہ حلالی سے بجان / خواہش خدمت اسیر آن جہان
زاید از لقمہ حلال اندر دہان / میل خدمت عزم رفتن آن جہان

پیدا ہو لقمہ حلالی سے حضور / دل میں پاکی اور آنکھوں میں ہو نور
زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور / در دل پاکی و در دیدہ نور

بات یہ بے انتہا ہے بے نشان / گر تو بحث تاجر و طوطی بیان
این سخن پایان ندارد اے کیا / بحث بازرگان و طوطی کن بیان

پھر کہنا سوداگر کا طوطی کو جو ہندوستان دیکھا تھا

جبکہ تاجر نے تجارت کی تمام | لوٹا گھر کو اپنے وہ پھر شادکام
ہر غلام اپنے کو تحفہ بس دیا | اور ہر لونڈی کو بخشا جو کہا
بولی طوطی میرا تحفہ ہے کہاں | جو کہ دیکھا اور کہا ہو کر بیاں
بولا از خود میں پشیماں اُس سے ہوں | ہاتھ اپنا چابتا ہوں کیا کہوں
کس لیے پیغام بیہودہ کہا | بیوقوفی سے میں اُس تک لے گیا
بولی سوداگر پشیماں کس لئے | غم و غصہ سے پشیماں کس لئے
بولا تیری اس شکایت کو کہا | اُس گروہ طوطیان سے برملا
ایک طوطی درد تیرا سنتے ہی | دل پھٹا اُسکا وہ کانپی مر گئی
ہوں پشیماں کس لئے میں نے کہا | پر کہا جبکہ پشیمانی سے کیا
نکتہ کہ نکلے زباں سے ناگہاں | جیوں کماں سے تیر نکلے بے گماں
تیر چھوٹا پھر نہیں واپس پھرے | میل بند اول سے کرنا چاہیے
سر سے گذرا تو جہاں سے پھر گیا | گر جہاں ویران کرے تو کیا عجب
غیب میں پیدا اثر ہیں فعل کے | اور انتا اسکا نہ حکم خلق سے
بے شریک اب سب ہیں مخلوق خدا | اس اثر کی ہے پھر نسبت ہر کیا
تیر مارا زید نے جو عمرو کو | اور لگا پس جا وہ عمرو کو
درد پیدا اس سے اک مدت رہے | درد پیدا حق سے و نے زید سے
عمرو میں اک درد و پیدا کرے | درد اُس جاتا اجل باقی رہے
اُس اثر کے درد کے سبب وہ مرے | زید تو قاتل سبب اول میں ہے
درد کو پھر زید کے نسبت کرو | گرچہ جملہ صنعت حق سے کرو
اسطرح کسب و جماع کر دغیرہ | وہ اثر ہے پس مطیع حق کا قرار
رو اثر کی بند سبیوں سے کری | کیوں پشیماں دست ہے ہو ولی
اولیا قدرت رکھے اللہ سے | تیر چھوٹا پھیرتا ہے راہ سے
قول کو بے قول ہے کرے | تاکباب و سیخ نے اس سے جلے

باز گفتن بازرگان با طوطی آنچه در هندوستان دید

کرد بازرگان تجارت را تمام | باز آمد سوی منزل شادکام
هر غلامی را بیاورد ارمغان | هر کنیزک را ببخشید او نشان
گفت طوطی ارمغان بنده کو | آنچه دیدی وآنچه گفتی باز گو
گفت نی من خود پشیمانم از آن | دست خود خایان و انگشتان گزان
کز چرا پیغام خامی از گزاف | بردم از بی دانشی و از نشاف
گفت ای خواجه پشیمانی ز چیست | چیست آن کین خشم و غم را مقتضیست
گفت گفتم آن شکایتهای تو | با گروه طوطیان همتای تو
آن یکی طوطی ز دردت بوی برد | زهره‌اش بدرید و لرزید و بمرد
من پشیمان گشتم این گفتن چه بود | لیک چون گفتم پشیمانی چه سود
نکته کان جست ناگه از زبان | همچو تیری دان که جست آن از کمان
وانگردد از ره آن تیر ای پسر | بند باید کرد سیلی را ز سر
چون گذشت از سر جهانی را گرفت | گر جهان ویران کند نبود شگفت
فعل را در غیب اثرها زادنیست | وان موالیدش بحکم خلق نیست
بی شریکی جمله مخلوق خداست | آن موالید ار چه نسبت شان بماست
زید پرانید تیری سوی عمرو | عمرو را بگرفت تیرش همچو نمر
مدت سالی همی زایید درد | دردها را آفریند حق نه مرد
عمرو دائم ماند در درد و وجل | دردها می زاید آنجا تا اجل
زان موالید وجع چون مرد او | زید را ز اول سبب قتال گو
این وجعها را بدو منسوب دار | گرچه هست آن جمله صنع کردگار
همچنین کشت و دم و دام و جماع | آن موالید است حق را مستطاع
بسته درها می موالید از سبب | چون پشیمان شد ولی آن دست رب
اولیا را هست قدرت از اله | تیر جسته باز آرندش ز راه
گفته ناگفته کند از فتح باب | تا از آن نی سیخ سوزد نی کباب

سب تو اس جو کرو وہ باتین کرے	تا پدید اور محو وہ باتین کرے
بحث و برہان گر ہے جاتا رہا	پڑھ لے اس آیہ کو تو او ننسہا
آیۂ انسوکم ذکرے پڑھو	جالو رکھے قوت نسیان کو
ہو گر نسیان پہ وہ جو قدرت رکھے	سب دلوں پہ خلق کے قاہر ہین
یا اندھین کر نسیان سے راہ ظفر	کر سکین کیا کام گر ہون با ہنر
فتخذتموا سخریۃ کو لے سمجھ	پڑھ لے اس آیہ کو تا انسوکم
صاحب قریہ تو شاہ جسم ہے	صاحب دل بادشاہ ہین جانئے
دید کی شاخ اک عمل ہے بیگمان	نے ہے مردم ہین ولیکن بیتیان
جز و جون پتلی ا کینن ہین دیکھئے	ہین نہ پتلی کی بزرگی جانتے
مین نہ کر سکتا ہون کل اسکو بیان	اہل مرکز منع کرتے ہین سمان
جو فراموشی خلق اور انکی یاد	پاس انکے ہے انھین تیرا ہین اور
بیس ہزار ون نیک بد کو وہ ولی	کرتے ہر شب انکے دل ہین تہی
اس دل کو دن مین پُر کرتے ہین	اُس صدف کو گوہر دن سے بحر
دو مقام اندیشے پیشوں کو جو ہین	آگہی جانیں ہدایت سے رکھیں
عقل و پیشہ تیرے پاس آئے تیرا	کھولے تجھ پہ تا وہ در اسباب کا
پیشۂ زرگر تو آہنگر نہ لے	خو ہین خرخو کی بدخو کو ملے
خلق اور پیشے ہین مانند حنیر	سو مالک آئین روز رستخیز
جو کہ صورت ہو وہ غالب جسم پر	حشر اُس صورت پہ تیرا ہو مگر
خلق و پیشے بعد بیداری و خوب	پھر وہی مالک کو لیتے ہین شتاب
صبح کو پیشے واندیشے جو ہین	جس جگہ کے ہین وہین آ کر وہین
جون کبوترہای قاصد شہر سے	شہر اپنے کو وہ نامہ لا کے سب
جسکو دیکھو اصل اپنی کو پھر سے	جز رجوع کل کی طرف اپنی کرے

از همه دلها که آن نکته شنید	آن سخن را کرد محو و نا پدید
گر حجت برہان باید وحجت مہا	باز خوان من آیة او ننسہا
آیۂ انسوکم ذکری بخوان	قوت نسیان نہادن شان بدان
چون بتذکیر و بنسیان قادرند	بر همه دلہای خلقان قاہرند
چون بنسیان بست او راه نظر	کار نتوان کرد ور باشد ہنر
فتخذتموا سخریة اہل السمو	از نبی برخوان تو تا انسوکم
صاحب ده پادشاه جسمہاست	صاحب دل شاه دلہای شماست
فرع دید آمد عمل بی ہیچ شک	پس نباشد مردم الا مردمک
مردمش چون مردمک دیدند خرد	در بزرگی مردمک کس ره نبرد
من تمام این را نیارم گفت من	منع می آید ز صاحب مرکزان
چون فراموشی خلق و یادشان	با ویست و میرسد فریادشان
صد ہزاران نیک و بد را آن بہی	میکند ہر شب ز دلہاشان تہی
روز دلہا را از آن پر میکند	آن صدفہا را پر از در می کند
آن همه اندیشه پیشانہا	می شناسد از ہدایت جانہا
پیشه و فرہنگ تو آید بتو	تا در اسباب بگشاید بتو
پیشۂ زرگر بآہنگر نشد	خوی این خوشخو بدان منکر نشد
پیشہا و خلقہا ہمچون جہیز	سوی خصم آیند روز رستخیز
صورت کان بر نہادت غالب است	ہم بران تصویر حشرت واجب است
پیشہا و خلقہا از بعد خواب	واپس آید ہم بخصم خود شتاب
پیشہا و اندیشہا در وقت صبح	ہم بدانجا شد که بود آن حسن و قبح
چون کبوترہای پیک از شہرہا	سوی شہر خویش آرد بہرہا
ہر چه بینی سوی اصل خود رود	جزو سوی کل خود راجع شود

سُننا اس طوطی کا حرکت کہ اس طوطی کو ور مرجانا اور رونا سوداگر کا اسپر	شنیدن آن طوطی حرکت آن طوطی را و مردن و نوحہ خواجه بر و

جون سنا طوطی نے اس طوطی کا حال	کانپی اور وہ گری اور ہو گئی نڈھال
چون شنید آن مرغ کان طوطی چه کرد	هم بلرزید و فتاد و گشت سرد

دیکھا تاجر نے جو وہ ہے ماجرا / تڑپا اور ماری زمین پر بس تکلا
دیکھا جو اس رنگ اور اس حال پہ / خواجہ کو دامن گریبان پھاڑ کر
بولا ای طوطی خوش الحان مری / ہای کیا آفت پڑ کیون ایسی ہوئی
حسرتا ای مرغ دافع غم مرے / حسرتا ای محرم و ہمدم مرے
حسرتا ای مرغ خوش الحان مرے / راحت جان روضہ رضوان مرے
گر سلیمان پاتا ایسے مرغ کو تو / پھر نہ مرغوں سے وہ ہوتا راز جو
ہای مرغ ایسا مجھے ارزان ملا / جلد میں نے اس سے رو گردان کیا
ای زبان تو ہی تو میری ہو زیان / تو ہے گویا کیا کرون تجھ سے بیان
ای زبان ہم آگ ہم خرمن تو ہی / کب تلک یہ آگ خرمن مین تو دے
جسم مین جان تجھ سے لیس نالہ کرے / وہ کہو جو گرچہ تو ایسا کرے
ای زبان ہم گنج بے پایان تو ہے / ای زبان ہم رنج بے درمان تو کر
ہمصفیر و مکر مرغان ہو تو ہی / ظلمت کفر اور شیطان سے تو ہی
ہم نگہبان رہبر مرغان تو ہی / ہم انیس وحشت ہجران تو ہی
کب امان مجکو تو دیگا ای بیامان / تو کھینچی مجھپے کینے سے کمان
اب اڑایا تو نے میرے مرغ کو / اسقدر مجھپر ستم مت کر یہ تو
یا جواب اب دے مجھے یا داد دے / یا تو عشرت کی مجھے اب یاد دے
حسرتا ای نور ظلمت کش مرے / حسرتا ای صبح روشن رش مرے
ای میرے مرغ خوش پرواز تو / انتہا سے اڑ گیا آغاز کو
رنج کا عاشق ہی نادان تا ابد / اٹھ ولا اقسم تو پڑھتا فی کبد
رنج سے عاشق ہوا روسی ترے / صاف کتنے سے مین ہوا جو سی ترے
حسرتا تیرا خیال و دید ہے / اور فنا تن کی مجھ امید ہے
غیرت حق تھی و حق سے چارہ نہ / حکم حق سے کونسا دل پارہ نہ
وہ ہی غیرت کہ وہ سب غیر ہے / اور زیادہ ہی بیان و فکر سے
ہاے ہوتے اشک گر دریا مرے / تاکہ وہ قربان ہوتے یار کے
طوطی میری مرغ زیرک تھی وہی / کہنے والی میرے اسرار و نکی تھی

خواجہ چون دیدش فتادہ همچنین / بر جهید و زد کلہ را بر زمین
چون بدین رنگ و بدین حالش بدید / خواجہ برجست و گریبان را درید
گفت ای طوطی خوب خوش حنین / این چہ بودت این چرا گشتی چنین
ای دریغا مرغ خوش آواز من / ای دریغا همدم و همراز من
ای دریغا مرغ خوش الحان من / راح روح و روضہ و ریحان من
گر سلیمان را چنین مرغی بدے / کی خود او مشغول آن مرغان شدے
ای دریغا مرغ کارزان یافتم / زود روی از روی او برتافتم
ای زبان تو بس زیانی مر مرا / چون توئی گویا چہ گویم مر ترا
ای زبان هم آتش و هم خرمنی / چند این آتش درین خرمن زنی
در نهان جان از تو افغان میکند / گرچہ هر چہ گوییش آن میکند
ای زبان هم گنج بی پایان توئی / ای زبان هم رنج بی درمان توئی
هم صفیر و خدعہ مرغان توئی / هم انیس ظلمت و کفران توئی
هم خفیر و رهبر مرغان توئی / هم انیس وحشت هجران توئی
چند امانم میدهی اے بے امان / ای تو زہ کردہ بکین من کمان
نک بپرانیدہ مرغ مرا / در چراگاہ ستم کم کن چرا
یا جواب من بگو یا داد دہ / یا مرا ز اسباب شادی یاد دہ
ای دریغا نور ظلمت سوز من / ای دریغا صبح روز افروز من
ای دریغا مرغ خوش پرواز من / ز انتہا پریدہ تا آغاز من
عاشق رنجست نادان تا ابد / خیز و لا اقسم بخوان تا فی کبد
از کبد فارغ شدم با روی تو / وز زبد صافی بدم در جوی تو
ای دریغاہا خیال دیدنست / وز وجود نقد خود ببریدنست
غیرت حق بود و با حق چارہ نیست / کو دلے کز حکم حق صد پارہ نیست
غیرت آن باشد کہ او غیر همہ است / زانکہ افزون از بیان و دمدمہ است
ای دریغا اشک من دریا بدے / تا نثار دلبر زیبا شدے
طوطی من مرغ زیرکسار من / ترجمان فکرت و اسرار من

[illegible]

هر چه روزی داد و ناداده آمدم / اوّل گفت تا یا و آمدم
طوطی کاید ز وحی آواز او / پیش از آغاز وجود آغاز او
اندرون تست آن طوطی نهان / عکس او را دیده تو برین و آن
می برد شادیت را تو شاد ازو / می پذیری ظلم را چون داد ازو
ای که جان از بهر تن می سوختی / سوختی جان و تن افروختی
سوختم من سوخته خواهد کسے / تا ز من آتش زند اندر خسے
سوخته چون قابل آتش بود / سوخته بستان که آتش کش بود
ای دریغا ای دریغا ای دریغ / کان چنان ماهی نهان شد زیر میغ
چون زنم دم کآتش دل تیز شد / شیر هجر آشفته و خونریز شد
آنکه هشیارست خود تند است و مست / چون بود چون او قدح گیرد بدست
شیر مستے کز صفت بیرون بود / از بسیط مرغزار افزون بود
قافیه اندیشم و دلدار من / گویدم مندیش جز دیدار من
خوش نشین ای قافیه اندیش من / قافیه دولت توئی در پیش من
حرف چه بود تا تو اندیشی از آن / صوت چه بود خار دیوار رزان
حرف و صوت و گفت را برهم زنم / تا که بی این هر سه با تو دم زنم
آن دمے کز آدمش کردم نهان / با تو گویم ای تو اسرار جهان
آن دمے را که نگفتم با خلیل / وان دمے را که نداند جبرئیل
آن دمے کز وی مسیحا دم نزد / حق ز غیرت نیز بے ما هم نزد
ما چه باشد در لغت اثبات و نفی / من نه اثباتم منم بے ذات و نفی
من کسے در ناکسے دریافتم / پس کسے در ناکسے در بافتم
جمله شاهان پست پست خویش را / جمله مستان مست مست خویش را
جمله شاهان بندهٔ بندهٔ خودند / جمله خلقان مردهٔ مردهٔ خودند
می شود صیاد مرغان را شکار / تا کند ناگاه ایشان را شکار
دلبران بر بیدلان فتنه بجان / جمله معشوقان شکار عاشقان
هر که عاشق دیدیش معشوق دان / کو بنسبت هست هم این هم آن

آپنے روزی دی کبھی تو ناشکر تھا / اُنے پہلے تھا یا ر اب ہوا
ایسی طوطی کہ صدا دے وحی سے / پہلے تن سے وہ رکھے آغاز ہے
تیرے باطن میں وہ طوطی ہے نہاں / عکس اسکا دیکھ تو اندر جہاں
وہ خوشی لیجائے تو خوش اس سے ہے / داد کے مانند تو ظلم اُس سے لے
اے جلائے جان کو تو تن کے لئے / جان جلائے پرورش کو تن کے تو
میں جلا ہوں سوختہ چاہے کوئی / تا جلائے گا نسِ آتش سے مری
سوختہ جو ہو وہ قابل آگ کے / سوختہ وہ لے کہ جو وہ آگ سے
حسرتا واحسرتا واحسرتا / چاند ایسا ابر میں بس چھپ گیا
دم نہ مارے آگ دل کی تیز ہے / ہجرہ بس شیر تو خونریز ہے
جو کوئی ہشیار تند و مست ہے / کیسا ہو جو ہاتھ وہ قدح لے
شیر مست ایسا کہ فزون وصف سے ہو / اور بسیط دشت سے زیادہ وہ
قافیہ میں سوچوں اور کہتا ہے / تو نہ جز دیدار رکھ میرے قرار
قافیہ اندیش میرے خوش ہو / قافیہ دولت مرا تو ہے نکو
حرف کیا ہے جو تو سوچا اس سے ہے / کیا ہے آواز ایک باڑ کا خار ہے
حرف آواز سخن ابتر کروں / تا بغیر ان تین کے تجھ سے کہوں
میں وہ دم آدم سے جو رکھا نہاں / تجھسے کہتا ہوں تو ہے سرِ جہان
نے کہا اس دم نے یا خلیل / اور نہ وہ دم جانتا ہے جبرئیل
ایسا دم کہ مارا دم عیسے نے نہ / حق نے غیرت سے کہا ہے ما کرنے
ما لغت میں نفی اور اثبات ہے / میں نہ نفی ہوں نہ اثبات سے
نے لیے بے عزتی میں عزتیں / اور عزت کو لے لی ہیں ذلتیں
جملہ شہ ہیں پست اپنے پست سے / جملہ مست ہیں مست اپنے مست کے
شہ ہیں بردہ اپنے بردہ کے سب / خلق مردہ اپنے مردہ کی سب
ہوتا ہے صیاد مرغوں کا شکار / تب وہ ان کو کرتا ہے اپنا شکار
بے دلوں پر دلربا مفتون بجان / جملہ معشوقان شکار عاشقان
جسکو عاشق دیکھ تو معشوق جان / عاشقان معشوق معشوق عاشقان

[illegible]

تشنہ ڈھونڈے آب کو اندر جہان — آب بھی ڈھونڈے ہے جہاں میں تشنگان
جبکہ وہ عاشق تو خاموش رہ — گوش جو دیتا ہے وہ تو گوش رہ
ضبط کر جو سیل کہ غلبہ رکھے — ورنہ رسوائی و ویرانی کرے
مجھکو کیا غم ہے کہ ویرانی کرے — گنج سلطانی تو ویرانہ میں ہے
غرق حق کا چاہتا ہے غرق تر — جیسے موج بحر جان زیر و زبر
زیر دریا خوب ہے یا کہ زبر — تیر لگنا خوب ہے یا کہ سپر
تو زبون وسواس سے ہووے دلا — گر بلا سے تو خوش جانے خدا
بامزا ہے گرچہ اب تیری مراد — بے مرادی بھی ہے دلبر کی مراد
خونبہا ہر نجم اسکا سو ہلال — خون عالم کرنا اسکو ہے حلال
پس بہا و خونبہا ہمنے لیا — جان فدا کرنی کی جانب میں چلا
عاشقوں کی زندگی مرنے میں ہے — دل کا پانا دل کے لیجانے میں ہے
ہمنے اسکا ڈھونڈھا دل با ناز و دلال — وہ بہانہ کر گیا از رہ ملال
عرض کی کہ عقل و جان گم تجھمیں ہے — ہو لا جا جا مجکو تو اب دم نہ دے
جانتا ہوں میں کہ سوچا تو نے جو — اے دو دیدیں جو دیکھا تو نے دوست کو
اے گران جان ادنی تو جانے مجھے — تو نے ارزاں جو خریدا ہے مجھے
جو کہ ارزاں لیتا ارزاں دیتا ہے — طفل گوہر کے عوض نان دیتا ہے
غرق تو ہو عشق کہ غرق ہیں — اولین و آخرین اس عشق میں
وہ کہا مجمل مفصل گر کہوں — پس جلے فہم و زبان اور دو فزون
لب کہوں جانو لب دریا کو تم — لا کہوں تو جان الا کو تم
منہ پھرا شیرینی سے میں بس ترش — اور زیادہ کہنے سے ہوں خمش
وہ چھپائیں تا کہ شیرینی مری — اس ترش روئی میں رہے چھپی
تا نہ سن لے گوش ہر اک یہ سخن — ایک کہوں میں سے کہوں سر لدن

تشنگان گر آب جویند در جهان — آب هم جوید بعالم تشنگان
چونکه عاشق اوست تو خاموش باش — او چو گوشت میکشد تو گوش باش
بند کن چون سیل سیلانی کند — ورنه رسوائی و ویرانی کند
من چه غم دارم که ویرانی بود — زیر ویران گنج سلطانی بود
غرق حق خواهد که باشد غرق تر — همچو موج بحر جان زیر و زبر
زیر دریا خوشتر آید یا زبر — تیر او دلکش تر آید یا سپر
پس زبون وسوسه باشی دلا — گر طرب را باز دانی از بلا
گر مرادت را مذاق شکرست — بی مرادی نی مراد دلبرست
هر ستاره‌ش خونبهای صد هلال — خون عالم ریختن او را حلال
ما بها و خونبها را یافتیم — جانب جان باختن بشتافتیم
ای حیات عاشقان در مردگی — دل نیابی جز که در دل بردگی
من دلش جسته بصد ناز و دلال — او بهانه کرده با من از ملال
گفتم آخر غرق تست این عقل و جان — گفت رو رو بر من این افسون مخوان
من بدانم آنچه اندیشیده‌ای — ای دو دیده دوست را چون دیده‌ای
ای گران جان خوار دیدستی مرا — زانکه بس ارزان خریدستی مرا
هر که او ارزان خرد ارزان دهد — گوهری طفلی بقرصی نان دهد
غرق عشقی‌ام که غرقست اندرین — عشقهای اولین و آخرین
مجملش گفتم نکردم زان بیان — ورنه هم افهام سوزد هم زبان
من چو لب گویم لب دریا بود — من چو لا گویم مراد الا بود
من ز شیرینی نشستم رو ترش — من ز بسیاری گفتارم خمش
تا که شیرینی ما از دو جهان — در حجاب رو ترش باشد نهان
تا که در هر گوش ناید این سخن — یک همی گویم ز صد سر لدن

تفسیر قول حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ بہرچہ از راہ وا مانی چہ کفر آن حرف و چہ ایمان بہرچہ از دوست وا مانی چہ زشت آن نقش و چہ زیبا

تفسیر قول حکیم سنائی روح اللہ روحہ بہرچہ از راہ وا مانی چہ کفر آن حرف و چہ ایمان بہرچہ از دوست دور افتی چہ زشت آن نقش و چہ زیبا

در معنی قول النبی علیه السلام ان سعدا لغیور وانا اغیر منه والله تعالی اغیر منی ومن غیرته حرم الفواحش ما ظهر منها وما باطن

سارا عالم ہے غیور اس واسطے ۔ حق کی غیرت غالب آئی عالم پر ہی
مثل جان حق اور جہان کالبد ۔ کالبد لیتا ہے جان سے نیک و بد
جسکو محراب نماز اسکی ہے عین ۔ اوسکو ایمان سے بھلا کب آئے چین
جو کہ شہ کا ہو گیا ہے جامہ دار ۔ پیش شہ کردی تجارت اسکو خوار
جو کہ سلطان کا مصاحب ہو گیا ۔ اسکو در پر بیٹھنا ہے ناروا
دست بوسی شہ کی جو ہو سکا ۔ پای بوسی میں آئے ہو وے گناہ
سر کو رکھنا پانوں پر خدمت ہے گر ۔ آگے اس خدمت کے ذلت ہر گز
شہ کو غیرت آتی اوس پر جو کہ بو ۔ رکھ کے بعد اسکے کہ حاصل ہوئے رو
غیرت حق رکھ گندم سے مثال ۔ غیرت مردم ہے بھوسہ کی مثال
اصل غیرت جانو تم اللہ سے ۔ خلق کی غیرت اک اسکی شاخ ہے
چھوڑ کر یہ شرح کرتا ہوں گلہ ۔ ظلم سے دلبر کے جو ہے دہ دلہ
روؤں میں رونا خوش آتا ہے اسکو ۔ دونوں عالم سے وہ نالہ چاہتا ہے
کیوں نہ روؤں تلخ اسکے مکر سے ۔ میں نہیں مستوں سے کیا اس یار کے
کیوں نہ ہوؤں مثل شب بے روز کے ۔ بے وصال اس روئے روز افروز کے
ناخوشی خوش آتی ہے اسکی مجھے ۔ جان فدا اس یار دل آزار پہ
میں ہوں عاشق اپنے رنج و درد پہ ۔ واسطے خوشنودی اس دلدار کی
خاک غم سرمہ کروں میں آنکھ میں ۔ دونوں بحر چشم تا پر ہوں تب چنین
اسکی خاطر اشک برساتی ہے خلق ۔ ہیں وہ گوہر اشک اسکو جانے خلق
جان جاں سے میں شکایت کرتا ہوں ۔ میں نہ شاکی ہوں روایت کرتا ہوں
دل یہی کہتا ہے ناراض اس سے ہوں ۔ اور نفاق ظاہری سے میں ہنسوں
راستی کر تو ہے فخر راستان ۔ تو بجای صدر میں ہوں آستان
آستان و صدر معنی میں کہاں ۔ واں نہیں تو یار میرا ہی جہاں

در معنی قول النبی علیه السلام ان سعدا لغیور وانا اغیر منه والله تعالی اغیر منی ومن غیرته حرم الفواحش ما ظهر منها وما باطن

جمله عالم زان غیور آمد که حق ۔ برد در غیرت برین عالم سبق
او چو جانست و جهان چون کالبد ۔ کالبد از جان پذیرد نیک و بد
هر که محراب نمازش گشت عین ۔ سوی ایمان رفتنش می‌دان تو شین
هر که شد مر شاه را او جامه‌دار ۔ هست خسران بهر شاهش اتجار
هر که با سلطان شود او همنشین ۔ بر درش بنشستن بود حیف و غبین
دست بوسش چون رسید از پادشاه ۔ گر گزیند بوس پا باشد گناه
گرچه سر بر پا نهادن خدمتست ۔ پیش آن خدمت خطا و زلتست
شاه را غیرت بود بر هر که او ۔ بو گزیند بعد از آن که دید رو
غیرت حق بر مثل گندم بود ۔ کاه خرمن غیرت مردم بود
اصل غیرتها بدانید از اله ۔ آن خلقان فرع حق بی اشتباه
شرح این بگذارم و گیرم گله ۔ از جفای آن نگار ده دله
نالم این را ناله‌ها خوش آیدش ۔ از دو عالم ناله و غم بایدش
چون ننالم تلخ از دستان او ۔ چون نیم در حلقهٔ مستان او
چون نباشم همچو شب بی روز او ۔ بی وصال روی روز افروز او
ناخوش او خوش بود در جان من ۔ جان فدای یار دل رنجان من
عاشقم بر رنج خویش و درد خویش ۔ بهر خشنودی شاه فرد خویش
خاک غم را سرمه سازم بهر چشم ۔ تا ز گوهر پر شود دو بحر چشم
اشک کان از بهر او بارند خلق ۔ گوهرست و اشک پندارند خلق
من ز جان جان شکایت میکنم ۔ من نیم شاکی روایت میکنم
دل همی گوید کزو رنجیده‌ام ۔ وز نفاق سست می‌خندیده‌ام
راستی کن ای تو فخر راستان ۔ ای تو صدر و من درت را آستان
آستان و صدر در معنی کجاست ۔ ما و من کو آن طرف کان یار ماست

مین و تو سے ای تری جان چھٹی / روح جیسے رکھے نر دی زنی
ای رهیده جان تو از ما و من / ای لطیفه روح اندر مرد و زن

مرد و زن جو اک ہوں وہ اک ہے تو ہی / ایک جو گم ہو تو وہ ہو رہی تو ہی
مرد و زن چون یک شود آن یک توی / چونکه یکها محو شد آنک توی

مین و تو یہ اسلیے تو نے کرے / تاکہ خدمت اپنی تو خود سے کرے
این من و ما بهر آن بر ساختی / تا تو با خود نرد خدمت باختی

جبتک اک مین تو سے جو ہر بنے / محض تو آخر کو اک دلبر بنے
تا تو با او تو یک جوهر شوی / عاقبت محض جانان بر شوی

تاکہ تو مین ایک جا ہو دین سبھی / عاقبت ہوں غرق جانان مین سبھی
تا من و تو ها همه یک جان شوند / عاقبت مستغرق جانان شوند

امر کن کا یہ طلب ہر ہست سب / ای بیان سے ہے منزہ ای جناب
این همه هست و بیا ای امر کن / ای منزه از بیان و از سخن

چشم حسی دیکھ سکتی کب تجھے / تیرے غم شادی کو کب وہ پا سکے
چشم حسی کے تواند دیدنت / در خیال آرد غم و خندیدنت

جو کہ وابستہ غم و شادی کا ہو / زندہ اس دو عاریت سے ہو وہ دو
آنکه او بسته غم و خنده بود / او بدین دو عاریت زنده بود

جو کہ وابستہ غم و شادی کا ہے / پس تو کہہ لائق یہ کب ہے دید کے
دل که او بسته غم و خندیدن ست / تو مگو کو لایق آن دیدنست

باغ سبز عشق ہے بے انتہا / اسمین غم شادی سے میوے ہین جدا
باغ سبز عشق کو بی منتهاست / جز غم و شادی درو بس میوه‌هاست

عاشقی افزون ہے دونوں حالسی / بے بہار و بے خزان سر سبز ہے
عاشقی زین هر دو حالت برترست / بی بهار و بی خزان سبز و ترست

خوب روئی دی زکوۃ ای خوبرو / شرح کر جان پارہ پارہ کی ہر گو
ده زکات روی خوب ای خوبرو / شرح جان شرحه شرحه بازگو

اک کرشمہ غمزہ و غماز سے / داغ تازہ رکھدے تو دلبر پہ مرے
کز کرشمه غمزه و غمازه / بر دلم بنهاد داغ تازه

مینے خون بخشا وہ گو مارے مجھے / مین کہوں بخشا وہ بھاگے مجھ سے ہر
من حلالش کردم از خونم بریخت / من همی گفتم حلال او می‌گریخت

بھاگ کیوں گریہ سے اہل خاک کر / دیتا غم ہے اہل غم کو کس لئے
چون گریزانی ز ناله خاکیان / غم چه ریزی بر دل غمناکیان

صبح جو مشرق سے کرتی ہے ظہور / تیرے چشمہ شرق ساں پر جوش نور
ای که هر صبحی که از مشرق بتافت / همچو چشمه مشرقت در جوش یافت

کیوں بہانہ کرتا ہے عشاق سے / تیرے شیرین لب کی کب تثبیت ہے
چون بهانه میدهی شیدات را / ای بهانه شکرین لبهات را

ای جہان کہنہ کی تو جان ہے تو / جسم و دل اور جان سے سن فریاد کو
ای جهان کهنه را تو جان نو / از تن بی جان و دل افغان شنو

شرح گل کی چھوڑ دے بہر خدا / شرح بلبل کی تو کہ گل سے جدا
شرح گل بگذار از بهر خدا / شرح بلبل گو که شد از گل جدا

نے مجھے شادی و غم سے جوش ہے / اور خیال و وہم سے نہ ہوش ہے
از غم و شادی نباشد جوش ما / با خیال و وهم نبود هوش ما

دوسرا وہ حال کہ نایاب ہے / تو نہ ہو منکر کہ حق قدرت رکھے
حالت دیگر بود کان نادرست / تو مشو منکر که حق بس قادرست

تو قیاس اب حال انسان سے نکر / منزل اندر جور و احسان کر نکر
تو قیاس از حالت انسان مکن / منزل اندر جور و در احسان مکن

جور و احسان حادث اور رنج و خوشی / مرتے حادث ہین کہ ہو حق وارثی
جور و احسان رنج و شادی حادثست / حادثان میرند و حقشان وارثست

صبح ہوئی تو صبح کی پشت و پناہ / عذر میرا ای حسام الدین تو چاہ
صبح شد ای صبح را پشت و پناه / عذر مخدومی حسام الدین بخواه

عذر خواہ عقل کل جان تو ہی ہے / جان جان اور تابش جان تو ہی ہے
عذر خواه عقل کل و جان توی / جان جان و تابش مرجان توی

صبح میری کلی تیرے نور سے	ہے صبوحی بادۂ منصور سے	ای تو نور صبح ما از نور تو	در صبوحی بادهٔ منصور تو
جو وہ حق جو ایسی رکھتی ہے مجھے	کیا ہے بادہ جو خوشی دیوے مجھے	دادهٔ حق چون چنین دارد مرا	باده کی بود تا طرب آرد مرا
جوش ہو سائل ہو پھر جوش سے	چرخ پھر کر آگیا میرے ہوش سے	باده در جوشش گدای جوش ماست	چرخ در گردش گدای هوش ماست
بادہ مجھ سے مست ہے اس سے میں	مجھ سے عالم ہست ہے از اس سے میں	باده از ما مست شد نی ما ازو	عالم از ما هست شد نی ما ازو
ہم ہیں زنبور اور تن جون کم ہے	خانہ خانہ تن کیا جون موم کے	ما چو زنبوریم و قالبها چو موم	خانه خانه کرده قالب را چو موم
یہ ہے بے حد بات تاجر کی کہو	کیا ہوا اور میں پھر اس مرد کو	بس دراز است این حکایت خواجه کو	تا شود پیدا که چون شد حال او
پھر رجوع ہونا طرف حکایت خواجۂ تاجر کے		باز رجوع شدن بحکایت خواجۂ تاجر	
خواجۂ تاجر درد و سوز و رنج کی	آہیں کرتا تھا پریشان ایسی ہی	خواجه اندر آتش و درد و حنین	صد پراگنده همی گفت این چنین
گاہ جنگ و گاہ ناز و گہ نیاز	گاہ خواہندہ حقیقت گہ مجاز	گه تناقض گاه ناز و گه نیاز	گاه سودای حقیقت گه مجاز
ڈوبتا اپنی بچانے جان کو	مارتا ہے ہاتھ ہر تنکے پہ وہ	مرد غرقه گشته جانی می کند	دست را در هر گیاهی می زند
تا کہ پکڑے اس خطر میں کوئی ہاتھ	ہاتھ پاؤں مارتا ہوں ڈر کے ساتھ	تا کدامش دست گیرد در خطر	دست و پایی می زند از بیم سر
دوست رکھے دوست حال ابتر کو	کوشش بیہودہ غفلت سے نکو	دوست دارد دوست این آشفتگی	کوشش بیهوده به از خفتگی
جو کہ شہ ہو وہ نہیں بیکار ہے	طرفہ نالہ کہ نہ وہ بیمار ہے	آنکه او شاه است او بیکار نیست	ناله از وی طرفه کو بیمار نیست
ایسے کہتا ہے رحمان ای پسر	کل یوم ہو فی شان اے پسر	بهر این فرمود رحمان ای پسر	کل یوم هو فی شان ای پسر
خود کو تم بیچین اس رہ میں کھو	تا دم آخر نہ تم فارغ رہو	اندرین ره می تراش و می خراش	تا دم آخر دمی فارغ مباش
تا دم آخر ہو آخر دم کوئی	ہو عنایت تجھ سے اہل راز کی	تا دم آخر دمی آخر بود	که عنایت با تو صاحب سر بود
مرد ہو یا زن ہو کوشش جو کرے	گوش و چشم شاہ جان روزن آئے	هر که می کوشد اگر مرد و زن است	گوش و چشم شاه جان بر روزن است
پھر رکھا باہر قفس سے جو اسے	اڑ گئی وہ طوطی جانب شاخ کے	بعد از آنش از قفس بیرون فگند	طوطیک پرید تا شاخ بلند
باہر رکھنا سوداگر کا طوطی کو نصیحت لیسے اور اڑ جانا اُسکا		بیرون انداختن مرد تاجر طوطی را از قفس و پریدن آن	
طوطی مردہ وہ ایسی اڑ گئی	شمس جیسے جو شرق سے پرواز کی	طوطی مرده چنان پرواز کرد	کآفتاب از شرق ترکی تاز کرد
دیکھ تاجر دنگ ہوا انداز مرغ	بے خبر سے دیکھا ناگہ راز مرغ	خواجه حیران گشت اندر کار مرغ	بیخبر ناگه بدید اسرار مرغ
منہ اٹھا کہنے لگا بلبل سے	حال سے کچھ اگر اپنے تو دے	روی بالا کرد و گفت ای عندلیب	از بیان حال خودمان ده نصیب
کیا کیا اُسنے وہاں سیکھی جو تو	مکر سے کی بند میری آنکھ کو	او چه کرد آنجا که تو آموختی	چشم ما از مکر خود بردوختی
خود کیا مکر اور جلائی جان مری	اور جلا کر مجھکو خود روشن ہوئی	ساختی مکری و ما را سوختی	سوختی ما را و خود افروختی

بولی طوطی فعل سے پند اسنے دی | کر تو باتین چھوڑ اور آواز بھی
کیونکہ اس آواز سے تو ہے پھنسی | اس نصیحت کے لیے وہ خود مری
یعنے اے گویا بزم عام و خاص | مثل میری مردہ ہو تا ہو خلاص
دانہ ہو تو مرغ سب تجکو چگین | غنچہ ہو تو لڑکے سب تجکو چنین
کر نہان دانہ و بالکل دام ہو | کر نہان غنچہ گیاہ بام ہو
جسنے اپنے حسن کو ظاہر کیا | سو بلا کو اسنے اپنے پر لیا
چشم بد و خشم و کینہ اور رشک | سر پہ برسین اسکے مثل آب مشک
دشمن اسکے رشک سے ٹکڑے کرین | دوست اسکے وقت کو ضائع کرین
جو بہار و سیر سے غافل ہوا | اس زمانہ کی وہ قیمت جانے کیا
چاہیے تجکو پناہ حق مین جا | لطف رکھتا ہے وہ روحون پر سدا
تا پناہ اک پائے تو کیا ہے پناہ | آب و آتش ہو وے سب تیری سپاہ
نیل و موسیٰ کا نہ دریا یار تھا | نے عدو پر کین سے وہ قہار ہوا
تھی نہ قلعہ آتش ابراہیم پے | تا دھوان نکلا دل نمرود سے
کوہ نے یحییٰ نے خود کھینچا نہین | دشمنون کو سنگ سے مارا نہین
بولا اے یحییٰ تو مجھمین بھاگ آ | تا کرون تیغون سے مین تیری پناہ

گفت طوطی کو بفعلم پند داد | که رہا کن نطق و آواز و کشاد
زانکہ آوازت ترا در بند کرد | خویشتن مردہ پی این پند کرد
یعنی ای مطرب شدہ با عام و خاص | مردہ شو چون من که تا یابی خلاص
دانہ باشی مرغکانت بر چنند | غنچہ باشی کودکانت بر کنند
دانہ پنہان کن بکلی دام شو | غنچہ پنہان کن گیاہ بام شو
ہر کہ داد او حسن خود را در مزاد | صد قضای بد سوی او رو نہاد
چشمہا و خشمہا و رشکہا | بر سرش بارد چو آب از مشکہا
دشمنان او را ز غیرت می درند | دوستان ہم روزگارش می برند
آنکہ غافل بود از کشت بہار | او چہ داند قیمت این روزگار
در پناہ لطف حق باید گریخت | کو ہزاران لطف بر ارواح ریخت
تا پناہی یابی آنگہ چون پناہ | آب و آتش مر ترا گردد سپاہ
نوح و موسیٰ را نہ دریا یار شد | نے براعداشان بکین قہار شد
آتش ابراہیم را نے قلعہ بود | تا برآورد از دل نمرود دود
کوہ یحییٰ را نہ سوی خویش خواند | قاصدانش را بزخم سنگ راند
گفت ای یحییٰ بیا در من گریز | تا پناہت باشم از شمشیر تیز

رخصت کرنا طوطی کا سوداگر کو اور اڑ جانا اسکا

وداع کردن طوطی خواجہ را و پریدن او

پند کی طوطی نے اسکو بے نفاق | پھر کہا اس سے سلام الفراق
الوداع تاجر تو الیس ہو سدا | قید ظلمت سے کیا مجکو رہا
الوداع خواجہ وطن کو مین چلی | اسطرح تیری بھی آزادی
خواجہ بولا فی امان اللہ تو جا | راستہ مجکو نیا بتلا دیا
اپنے ہندوستان اصلی کو گئی | بعد تکلیف اسکو راحت مل
فکر کی خواجہ نے مجکو ہے یہ پند | تا مین ہو ون اسکی رہ کا پائبند
کب مری جان کم بھلا طوطی سے ہے | جان وہ جو در پے نیکی کے ہے
تن قفس ہے خار جان کو ہو گیا | داخل و خارج کے مکر و فن سے لا

یک دو پندش داد طوطی بی نفاق | بعد از آن گفتش سلام الفراق
الوداع ای خواجہ کردی مرحمت | کردی آزادم ز قید ظلمت
الوداع ای خواجہ رفتم با وطن | ہم شوی آزاد روزی ہمچو من
خواجہ گفتش فی امان اللہ برو | مر مرا اکنون نمودی راہ نو
سوی ہندوستان رو نہاد او | بعد شدت از فرح دل گشت شاد
خواجہ با خود گفت کین پند منست | راہ او گیرم کہ آن رہ روشن است
جان من کمتر ز طوطی کی بود | جان چنین باید کہ نیکو پی بود
تن قفس شکل است زان شد خار جان | در فریب داخلان و خارجان

صفت تعظیم خلائق وانگشت نمائی کا

صفت تعظیم خلق وانگشت نما شدن

یہ کہو اس سے ترا ہمراز ہوں	وہ کہو اس سے ترا جانباز ہوں	انیش گوید من شوم ہمراز تو	وانش گوید نے منم انباز تو
یہ کہے تجھسا نہیں اندر وجود	اندر احسان اور اندر فضل و جود	انیش گوید نیست چون تو در وجود	در کمال فضل و در احسان و جود
وہ کہو دونوں جہاں تیری ہیں جان	تیری جانکی ہیں طفیل جملہ جان	آنش گوید ہر دو عالم آن تست	جملہ جانہامان طفیل جان تست
وہ کہو ہے وقت عیش و خرمی	یہ کہو ہے وقت نوش و چارگی	آنش خرامگاہ عیش و خرمی	انیش گوید گاہ نوش و مرہمی
کنسے دیکھا میری حوالاں خلق ہے	از سحوت کے گیا وہ ہوش سے	او چو بیند خلق را سرمست خویش	از تکبر می رود از دست خویش
وہ نہ جانے مثل اسکے دیو سے	سیکڑوں بھو ڈالا اندر آب کے	او نداند کہ ہزاران را چو او	دیو افگندست اندر آب جو
مدح او تعظیم کی خوش ہے غذا	تو کھا وہ مگر ہے آتش سے غذا	لطف و سالوس جہان خوش لقمہ ایست	کمترش خور کان پر آتش لقمہ ایست
آگ پنہان ذوق اسکا آشکار	اسکا ظاہر ہو دھواں انجام کار	آتش پنہان و ذوقش آشکار	دود او ظاہر شود پایان کار
تو کہیں خوش نہیں اس مدح سے	وہ طمع سے کہوے نے نفع مجھو	تو مگو آن مدح را من کے خورم	از طمع میگوید او من پی برم
تیری مداح ہجو گر کہوے ذرا	دل جلا اس سوز سے مدت ترا	مادحت گر ہجو گوید بر ملا	روزہا سوزد دلت زان سوزہا
تو ہے واقف یاس سے اسنے کہا	اسکا مطلب فوت جو تجھ سے ہوا	گرچہ دانی کو ز حرمان گفت آن	کان طمع کہ داشت از تو شد زیان
وہ اثر رہتا ہے بس اندر ترے	مدح کو تو آزما اس حال سے	آن اثر می ماندت در اندرون	در مدیح این حالتت ہست آزمون
وہ اثر مدت باقی رہے	کہ جان کا مادہ وہ بس سبنے	آن اثر ہم روزہا باقی بود	مایۂ کبر و خداع جان شود
مدح جو شیریں ہے دکھتی ہے بھلی	ہجو جو ہے تلخ دکھتی ہے بری	لیک ننماید چو شیرینست مدح	بد نماید چون کہ تلخ آمد قدح
جیسے مسہل گولیوں کا تو جو لے	دیر تک اسکے تو صدمہ میں رہے	ہمچو مطبوخ است و حب کان را خوری	تا بہ دیرے شورش و رنج اندری
کھائے گر حلوا ذرا دم بھر ملے	یہ اثر مانند اسکے کب رہے	ور خوری حلوا بود ذوقش دمی	این اثر چون آن نمی پاید ہمی
کیوں نہ رہو پنہاں وہ پوشیدہ ہو	ضد سے تو ہر ضد کو اسکی جان لے	چون نمی پاید ہمی ماند نہان	ہر ضدی را تو بضد او بدان
جون شکر پنہاں رہو اسکا اثر	بعد مدت دمل نکالیں اس سے سر	چون شکر پاید نہان تاثیر او	بعد حینے دمل آرد نیش جو
کھائے گر مسہل کی گولی ہچو تو	اک باطن ہو گیا خارج مواد	در حب مطبوخ خوردی ہر طرف	اندرون شد پاک زو اخلاط کیست
ہو دی فرعون مدح سے نفس شد	کر ذلیل اے نفس ہو تا لا تشد	نفس از بس مدحہا فرعون شد	کن ذلیل النفس ہونا لا تشد
بندہ جب تک سکے سلطاں نہ ہو	نفس کو صدمہ اٹھا چوگان نہ ہو	تا توانی بندہ شو سلطان مباش	زخم کش چون گوی شو چوگان مباش
ورنہ جو ہے نہیں لطف و جمال	دوستوں کو ہو پھر تجھسے ملال	ورنہ چون لطفت نماند وین جمال	از تو آید آن حریفان را ملال
تمکو جو لیتے تھے اپنے دام میں	اب تجھے جو دیکھیں شیطاں کہیں	آن جماعت کت ہمی دادند ریو	چون ببینندت بگویندت کہ دیو

تجکو جو دیکھیں تو ہر یہ ہر اک کہو | مردہ بنیا نکلا ہے دیکھو گور سے
شل امرد کہ تھا نام اسکا لیں | تا کہ ان مکروں سے لیوین دام میں
ریش بدنامی کو نکلا اسکی جب | ننگ آئے جستجو سے دیو کو
سوئے انسان دیو آئے بہر شر | تجھ سے بھاگا دیو سے تو ہے بتر
تو تھا جبتک مرد تیرے ہمرکاب | دیو پھرتا تھا چکھاتا تھا شراب
تو نے پکڑیں عادتیں جو دیو کی | بھاگتا ہے دیو تجھ سے ای شقی
جو کہ وہ دامن میں لپٹا تھا ترے | تو ہوا ایسا وہ بھاگے تجھ سے ہر

جمله غیبت چه گو بیدرت بدر | مرده از گور خود بر کرد سر
همچو امرد کز خدا نامش کنند | تا بدین سالوس در دامش کنند
چون به بدنامی بر آید ریش او | دیو را ننگ آید از تفتیش او
دیو سوی آدمی شد بهر شر | سوی تو ناید که از دیوی بتر
تا تو بودی آدمی دیو از پیت | می دوید و می چشانید او میت
چون شدی در خوی دیو استوار | می گریزد از تو دیو ای نابکار
آنکه اندر دامنت آویخت او | چون چنین گشتی ز تو بگریخت او

تفسیر ما شاء الله کان و ما لم یشأ لم یکن

یہ بناوٹ اپنی ہے جو کچھ کہا | ہیچ ہم ہیں بے عنایات خدا
بے عنایات حق و خاصان حق | گر فرشتہ ہو سیہ ہووے ورق
اے خدا اے قادر بیچون و چرا | جانے تو حال بطون و ظاہر
فضل تیرا اے خدا حاجت روا | ساتھ تیرے یاد کسکی ہے روا
اسقدر ارشاد بخشا تو نے ہر | میرا عیب اس سے چھپایا تو نے ہر
قطرۂ دانش جو تو نے خود دیا | متصل دریا سے اپنے کر ذرا
جان میں ہے علم کا قطرہ مرے | اب چھڑا اسکو ہوا و خاک سے
پہلے اس سے خاک کر نکلے ہمیں | پہلے اس سے کہ ہوا کھینچے تمہیں
کھینچ لیوین گرچہ وہ قادر ہے تو | کرتا ان سے چھینے تو اور لیوے تو
دو اڑا قطرہ ہوا میں یا گرا | کب خزانہ سے وہ قدرت کے گیا
گر عدم یا سو عدم میں جاوے وہ | جو بلائے سر کے بل پھر آئے وہ
لیں ہزاروں مارتے ضد ضد کو ہی | فضل تیرا پھر انہیں باہر کرے
جانب ہستی عدم سے ہر زمان | قافلہ پر قافلہ اک ہے روان
خاص کر ہر شب کو فکر و عقل سب | غرق ہو وین بحر میں با حکم رب
پھر بوقت صبح وہ اللہیان | سر نکالیں بحر سے جوں ماہیان
ایسے خزان میں دیکھو صدہا شاخ و برگ | بھاگ کر جا پڑے ہیں اندر بحر مرگ

تفسیر ما شاء الله کان و ما لم یشأ لم یکن

این همه گفتیم لیک اندر بسیج | بی عنایات خدا هیچیم هیچ
بی عنایات حق و خاصان حق | گر ملک باشد سیاهستش ورق
ای خدا ای قادر بیچند و چون | واقفی بر حال بیرون و درون
ای خدا ای فضل تو حاجت روا | با تو یاد هیچکس نبود روا
اینقدر ارشاد تو بخشیده | تا بدین بس عیب ما پوشیده
قطرۀ دانش که بخشیدی ز پیش | متصل گردان بدریاهای خویش
قطرۀ علمست اندر جان من | وارهانش از هوا وز خاک تن
پیش از آن کین خاکها خسفش کنند | پیش از آن کین بادها نشفش کنند
گرچه چون نشفش کند تو قادری | کش ستانی زیشان واخری
قطرۀ کو در هوا شد یا که ریخت | از خزینۀ قدرت تو کی گریخت
گر در آید در عدم یا صد عدم | چون بخوانیش او کند از سر قدم
صد هزاران ضد ضد را می کشد | بازشان حکم تو بیرون می کشد
از عدمها سوی هستی هر زمان | هست یارب کاروان در کاروان
خاصه هر شب جمله افکار و عقول | نیست گردد غرق در بحر نغول
باز وقت صبح چون اللهیان | بر زنند از بحر سر چون ماهیان
در خزان بین صد هزاران شاخ و برگ | از هزیمت رفته در دریای مرگ

پہنکر جامۂ سیہ چون ماتمی | زاغ گلشن مین کرے نوحہ گری
حکم ہووے اسکو پھر اللہ سے | اب اگلدے اے عدم کھایا جو کچھ
کھایا جو کچھ ہے اگل مرگ سیاہ | برگ گل سے اور بھی سبزہ گیاہ
اے برادر خود سے اکدم دور ہو | خود مین آ اور غرق بحر نور ہو
اے برادر اکدم ہو ہوشیار | دمبدم تجھ مین خزان ہے اور بہار
باغ کو تو سبز تازہ دیکھ لے | پر گل و غنچہ سمن شمشاد سے
بس ہجوم برگ سے شاخین چھپین | اور ہجوم گل سے صحرا بھی چھپین
عقل کل سے ہین یہ باتین جان لے | بو ہے اس گلزار کی پہچانتے
گل کی بو دیکھی کہ وان پر گل نہ تھا | جوش مل دیکھا کہ وان پر مل نہ تھا
بو ہے رہبر اور ہادی ہے تری | خلد تک لیجائے کرکے رہبری
بو سے تیری آنکھ مین بس نور ہے | بو نے بینا کر دیا یعقوبؑ کو
بوی بد آنکھونکو بس اندھا کرے | بوئی یوسفؑ آنکھ کو بینا کرے
تو نہین یوسفؑ ہو گر یعقوبؑ ہو | مثل اسکے زود پر آشوب ہو
تو نہ شیرین ہو ہی تو پھر فرہاد ہو | تو نہ لیلی قیس سا آزاد ہو

زاغ پوشیده سیه چون نوحه‌گر | در گلستان نوحه کرده بر خضر
باز فرمان آید از سالار ده | مر عدم را کانچه خوردی باز ده
آنچه خوردی واده ای مرگ سیاه | از نبات و دارو و برگ و گیاه
ای برادر یکدم از خود دور شو | با خود آ و غرق بحر نور شو
ای برادر عقل یکدم با خود آر | دمبدم در تو خزان است و بهار
باغ را سرسبز و تر تازه بین | پر ز غنچه و ورد و سرو و یاسمین
ز انبهی برگ پنهان کرده شاخ | ز انبهی گل نهان صحرا و کاخ
این سخنهایی که از عقل کل است | بوی آن گلزار و سرو و سنبل است
بوی گل دیدی که آنجا گل نبود | جوش مل دیدی که آنجا مل نبود
بو قلاووز است و رهبر مر ترا | می‌برد تا خلد و کوثر مر ترا
بو دوای چشم باشد نورساز | شد ز بوی دیدهٔ یعقوب باز
بوی بد مر دیده را تاری کند | بوی یوسف دیده را یاری کند
تو که یوسف نیستی یعقوب باش | همچو او با گریه و آشوب باش
تو چو شیرین نیستی فرهاد باش | چون نه لیلی چو مجنون گرد فاش

تفسیر قول حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیه

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

نازرا روئے بیاید ہمچو ورد | چون نداری گرد بدخو مگرد
عیب باشد چشم نابینا و باز | زشت باشد روئی نازیبا و ناز
سن یہ ہے پند حکیم غزنوی | تاکہ تن مین پاوے تو پھر زندگی
جان و دل سے اس رباعی کو سنو | آب و گل سے تاکہ بالکل تم چھٹو
جان و دل سے اس نصیحت کو سنو | جان کو ہوش اور ہوش کو تم جان کرو
روبرو یوسفؑ کے نازان تو نہ کر | مثل یعقوبؑ آہ و زاری کر بسر
ہے مراد اس کی طوطی سے نیاز | کر نیاز اندر فنا خود کو تو ساز
تا دم عیسی تجھے زندہ کرے | مثل اپنے خوب اور خندہ کرے
کب بہارون مین ہوا سرسبز سنگ | خاک ہو تا گل ہوں پیدا ہفت رنگ

ناز را روئے بباید ہمچو ورد | چون نداری گرد بدخوئی مگرد
عیب باشد چشم نابینا و باز | زشت باشد روی نازیبا و ناز
بشنو این پند از حکیم غزنوی | تا بیابی در تن کہنہ نوی
این رباعی را شنو از جان و دل | تا بکلی بیرون شوی از آب و گل
پند او را از دل و جان گوش کن | ہوش را جان ساز و جان را ہوش کن
پیش یوسف نازش و خوبی مکن | جز نیاز و آه یعقوبی مکن
معنی مردن ز طوطی بد نیاز | در نیاز و فقر خود را مرده ساز
تا دم عیسی ترا زنده کند | همچو خویشت خوب و فرخنده کند
از بهاران کی شود سرسبز سنگ | خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

سالہا تو سنگ بودی دلخراش / آزمون را یک زمانی خاک باش
در بیان این شنو یک داستان / تا بدانی اعتقاد راستان

ایک مدت تک رہے تم سنگ ہو / خاک اکدم آزمانے کو بنو
اس بیان میں تم سنو اک داستان / تاکہ جانو اعتقاد راستان

داستان پیر چنگی کہ در عہد عمرؓ از بہر خداوند تعالی در گورستان در روز بینائی چنگ می زد

داستان پیر چنگی کی کہ عہد میں عمر خطاب کے خدا کیواسطے مفلسی سے گورستان میں جا کر چنگ بجاتا تھا

این شنیدستی کہ در عہد عمرؓ / بود چنگی مطربی با کر و فر
بلبل از آواز او بیخود شدی / یک طرب ز آواز خویش صد شدی
مجلس و مجمع دمش آراستی / وز نوائی او قیامت خاستی
ہمچو اسرافیل کآوازش بفن / مردگان را جان در آرد در بدن
یا رسائل بود اسرافیل را / کز سماعش پر برستی فیل را
سازد اسرافیل روزی نالہ را / جان دہد پوسیدۂ صد سالہ را
اولیا را در درون ہم نغمہ ہاست / طالبان را زان حیاتی بیبہاست
نشنود آن نغمہ ہا را گوش حس / کز ستمہا گوش حس باشد نجس
نشنود نغمہ پری را آدمی / کو بود ز اسرار پریان اعجمی
گرچہ ہم نغمہ پری زین عالم است / نغمۂ دل برتر از ہر دو دم است
کہ پری و آدمی زندانی اند / ہر دو در زندان این نادانی اند
معشر الجن سورۂ رحمن بخوان / تستطیعوا تنفذوا را باز دان
سورۂ رحمن بخوان ای جندی / تا شوی بر سر پریان قندی
کار ایشان ست نسوی برے / گر دوت روشن جو جوئی پیرے
نغمہ ہای اندرون اولیا / اولاً گوید کہ ای اجزای لا
ہین ز لای نفی سرہا بر زنید / وین خیال و وہم یکسو افگنید
ای ہمہ پوسیدہ در کون و فساد / جان باقی تان نروئید و نزاد
گر بگویم شمۂ زان نغمہ ہا / جانہا سر بر زنند از دخمہ ہا
گوش را نزدیک کن کان دور نیست / لیک نقل آن بتو دستور نیست
ہین کہ اسرافیل وقت اند اولیا / مردہ را زیشان حیاتست و نما

یہ سنا ہو تو نے با عہد عمرؓ / پیر چنگی ایک مطرب تھا بیشتر
مست بلبل ہوتی آواز اسکی ہے / اک خوشی سو تھی آواز اسکی پر
اسکا دم مجلس کو رونق دیتا تھا / اسکا نغمہ اک قیامت کرتا تھا
مثل اسرافیل وہ آواز سے / ڈالتا تھا جان اندر جسم کے
یا تھا ہم آواز اسرافیل کا / نکلے پر سنتے تھے اسکے فیل کا
صور پھونکیگا بس اسرافیل جو / جان دیگا مردہ صد سال کو
اولیا کے دل میں نغمے بھرے / طالبوں کی زندگی بس اس سے ہے
نغمہ وہ سنتا نہیں ہر گوش حس / کہ ہوا آلودہ سے گوش حس نجس
سنے مجمع نغمہ پری کا آدمے / کہ پری سے اسکو ہے ناواقفی
یعنی پری کا نغمہ اس عالم سے کر / دل کا نغمہ زیادہ دونوں سے ہے
ہیں پری و آدمی زندان میں / دونوں زندانیں ہیں نادان ہیں
معشر الجن سورۂ رحمن پڑھو / تستطیعوا تنفذوا کو جان لو
سورۂ رحمن تو پڑھ اے جندی / ساز پریوں پر تجھے ہو آگہی
کام انکا بھی پری سے بڑھ کر ہے / ہو تو روشن گو تجھے رہبر ملے
نغمے ہای باطنی اولیا / پہلے کہتے ہیں کہ اے اجزائے لا
لائے نفی سے تو سر کو توڑ دو / اس خیال و وہم کو تو چھوڑ دے
جڑے پوسیدہ خاک دنیوی / جان باقی کچھ تمہاری نہ اگی
گر کہوں میں نغمہ اسمیں ہر ذرا / گور سے سب جانیں نکلیں گی ملا
گوش کو نزدیک کر کب دور ہے / پر بیان کرنیکا نہ دستور ہے
ہیں یہ اسرافیل وقت اب اولیا / زندگی مردوں کو دیتے ہیں دلا

ہیں بیہودہ جانیں اندر گور تن ۔ نکلیں آواز حق سے اندر کفن
ہے یہ آواز ولیے آواز اک جدا ۔ زندہ کرنا کار آواز خدا
مرگئے ہم اور بالکل گھٹ گئے ۔ حق کی آواز آئی ہم سب اٹھ گئے
پردہ اور بے پردہ آواز خدا ۔ وہی ہے جو دیوے مریم کو دیا
تم فنا اس صورتیں جو فانی ہو کر ۔ لوٹ عدم سے یار کی آواز پے
مطلق اک آواز وہ ہے شاہ سے ۔ گرچہ ہے حلقوم عبد اللہ سے
بولا میں اس سے تیری چشم و زبان ۔ میں ترا خشم و رضا ہوں میں بیان
جا کہ بی یسمع و بی یبصر توئی ۔ سر توئی کیا جانے صاحب سر توئی

جانہائے مردہ اندر گور تن ۔ بر جہد ز آوازشان اندر کفن
کاین صدا دان از صداہا جداست ۔ زندہ کردن کار آواز خداست
مردہ باشیم و بکلی کاستیم ۔ بانگ حق آمد ہمہ برخاستیم
بانگ حق اندر حجاب و بی حجیب ۔ وان دہد کو داد مریم را ز جیب
ای فناتان نیست کردہ زیر پوست ۔ بازگردید از عدم ز آواز دوست
مطلق آن آواز خود از شہ بود ۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
گفتہ او را من زبان و چشم تو ۔ من حواس و من رضا و خشم تو
رو کہ بی یسمع و بی یبصر توئی ۔ سر توئی چہ جای صاحب سر توئی

تفسیر من کان للہ کان اللہ لہ اور بیان اسکا

تفسیر من کان للہ کان اللہ لہ و بیان آن

تو جو ہو بے ہش کان اللہ از ولہ ۔ حق ترا ہووے کہ کان اللہ لہ
گر کہوں میں تجھکو تو ادر گاہ میں ۔ کچھ کہوں خورشید اک روشن ہوں میں
جسجگہ چمکوں تری مشکات سے ۔ حل ہوں مشکل وان کہ جو عالم کو
بس جگہ ظلمات ہووے بدنما ۔ سیر پر تو سے وہ ہو شمس الضحیٰ
دور ظلمت جو نہ ہو خورشید سے ۔ ہو وہ ظلمت نور بس دم سے مرے
آئے اسما اپنے آدم کو سکھے ۔ اور آدم سے سبھو کو کھل گئے
دو نم ہو پانی خم سے تو یا نہر سے ۔ خم میں جو پانی ہے آیا نہر سے
نور ہے تو رسے یا خورشید سے ۔ نور مہ خورشید کا ہے جان لے
نور اخذ کر جو تو پائے سبھی نجوم ۔ بولے پیغمبر کہ اصحابی نجوم
نور لے آدم سے یا اس سے بھرے ۔ ہے کہ خم سے لے دیا شیشہ سے لے
ہم سے یہ شیشہ رکھے ہر اتصال ۔ وصل شیشہ کا نہیں تیرے مثال
بولے طوبی من رانی مصطفیٰ ۔ والذی یبصر لمن وجہی یری
جو چراغ اک شمع سے روشن ہوا ۔ شمع آنے دیکھی جسکو وہ دکھا
روشن اس سے سو چراغ ایسے ہوئے ۔ دیکھ آخر کا چراغ اول سا ہے
خواہ چراغ آخریں سے نور لے ۔ خواہ لے تو شمع سے نور ہے

چون شدی من کان للہ از ولہ ۔ حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ
گہ توئی گویم ترا گاہی منم ۔ ہرچہ گویم آفتاب روشنم
ہر کجا تابم ز مشکات دمی ۔ حل شد آنجا مشکلات عالمی
ہر کجا تاریکی آمد نا سزا ۔ از فروغ ما شود شمس الضحی
ظلمتی را کافتابش بر نداشت ۔ از دم ما گردد آن ظلمت چو چاشت
آدمی را او بخویش اسما نمود ۔ دیگران را ز آدم اسما می گشود
آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو ۔ کین سبو را ہم مدد باشد ز جو
نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور ۔ نور مہ ہم ز آفتابست ای پسر
مقتبس شو زود چون یابی نجوم ۔ گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم
خواہ ز آدم گیر نورش خواہ ازو ۔ خواہ از خم گیر می خواہ از کدو
کین کدو با خم بہ پیوستست سخت ۔ نے چو تو شاد آن کدوی نیکبخت
گفت طوبی من رآنی مصطفیٰ ۔ والذی یبصر لمن وجہی رای
چون چراغی نور شمعی را کشید ۔ ہر کہ دید آنرا یقین آن شمع دید
ہمچنین تا صد چراغ ار نقل شد ۔ دیدن آخر لقای اصل شد
خواہ از نور پسین بستان تو آن ۔ ہیچ فرقی نیست خواہ از شمع دان

تفسیر حدیث ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا لہا

خواہ چراغ آخرین کا نور دیکھ | خواہ شمع اولین کا نور دیکھ
بولے پیغمبر کہ نفحہاے حق | اندنون مین رکھتے ہین از بس سبق
ہوش کا تم گوش اپنے رب کو | کرلو حاصل ایسے تم نفحات کو
آیا نفحہ تمکو دیکھا اور پھرا | جسکو چاہا جان بخشی اور گیا
نفحہ پھر سجا دوسرا آگہ رہو | تاکہ اس سے بھی نہ تم محروم ہو
جان نے آتش کش سے آتش پائی ہے | مردہ جان نے اس سے جنبش پائی ہے
جان ناری کی ہوئی اس سے فنا | اس لقا سے پہنی مردہ نے قبا
تازگی اور جنبش طوبے یہ ہے | اور نہین ہے مثل جنبش خلق کے
گر زمین و آسمانین پر پڑے | زہرہ پانی ہو وے انکا بات کے
اس دم خالی کے ڈر سے ہو دلا | پھر تو پڑھ فابین ان یحملنہا
ورنہ خود آشفقن منہا ہوتا کیون | گر نہ ڈر سے کوہ کا دل ہوتا خون
شب کو اور ہے ڈھنگ دکھاتا ہے | چند لقمے آئے روکے راہ کو
واسطے لقمے کے لقمانی پھنسا | وقت لقمانی ہے لے لقمہ تو جا
خواہش لقمہ کا جو کانٹا لگا | پانو مین لقمان کے اسکو کر جدا
کب کانٹے کا اسکے پانو مین ہے | پر تمیز اسکا نہ تمکو حرص سے
جو کہ خرما دیکھا اوسکو خار جان | کیون تو روٹی کا بھوکا ہے میان
جان جو ان لقمان ہے بستان خدا | پائے جان مین کسلئے کانٹا لگا
یہ شتر ہے تن کہ جو کہتا ہے خار | مصطفے زادہ ہین ناقہ پر سوار
اے شتر ہے خار گل تجھپر لدا | کہ صبا سے اسمین گلشن ہر کھلا
تجھکو ہے خار مغیلان کی ہوس | خار سے گلچینی کیا کرتا ہے بس
اس طلب مین پھر تو کو بکو | کب تلک کھودیگا گلستان کو ارے
اس سے پہلے کہ نکالے خار کو | چشم نابینا ہے بھاگے کیسے تو
آدمی کہ نے جہان مین آسکے | آدمی مین اک خار رکھے چھپے

در معنی حدیث ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا لہا

خواہ بین نور از چراغ آخرین | خواہ بین نورش ز شمع غابرین
گفت پیغمبر کہ نفحہاے حق | اندرین ایام مے آرد سبق
گوش ہش دارید این اوقات را | در ربایید این چنین نفحات را
نفحہ آمد مر شما را دید و رفت | ہر کرا میخواست جان بخشید و رفت
نفحہ دیگر رسید آگاہ باش | تا ازین ہم وا نمانی خواجہ تاش
جان آتش یافت زان آتش کشی | جان مردہ یافت از وی جنبشی
جان ناری یافت از وی انطفا | مردہ پوشید از بقاے او قبا
تازگی و جنبش طوبی ست این | ہمچو جنبشہای خلقان نیست این
گر در افتد در زمین و آسمان | زہرہ شان آب گردد در زمان
خود ز بیم این دم بے منتہا | باز خوان فابین ان یحملنہا
ورنہ آشفقن منہا چون بدی | گر نہ از بیمش دل کہ خون شدی
دوش دیگر گونہ این میداد دست | لقمہ چندے در آمد رہ ببست
بہر لقمہ گشت لقمانے گرو | وقت لقمان نیست اے لقمہ برو
از ہواے لقمہ این خار خار | از کف لقمان برون آرید خار
در کف او خار و سایش نیست | لیک تان از حرص آن تمییز نیست
خار دان آن را کہ خرما دیدہ | زانکہ بس نان کور و بس نادیدہ
جان لقمان کہ گلستان خداست | پاے جانش خستہ خاری چراست
اشتر آمد این وجود خار خوار | مصطفے زادے برین اشتر سوار
اشترا تنگ گلے بر پشت تست | کز نسیمش در تو صد گلزار رست
میل تو سوے مغیلانست و ریگ | تا چہ گل چینی ز خار مردہ ریگ
اے بگشتہ زین طلب از کو بکو | چند گوئی کین گلستان کو و کو
پیش ازان کین خار پا بیرون کنی | چشم تاریکست جولان چون کنی
آدمی کو مے نگنجد در جہان | در سر خاری ہمے گردد نہان

مصطفےٰ اگر کہیں لب ہدی	کلمینی یا حمیرا کلمی	مصطفےٰ آمد کہ سازد ہمدمی	کلمینی یا حمیرا کلمی
اے حمیرا آگ میں تو رکھدے نعل	بیقراری سے تری یہ کہ ہو نعل	ای حمیرا آتش اندر نہ تو نعل	تا ز نعل تو شود این کوہ لعل
لفظ تانیث ہے حمیرا اور جان	نام تانیث اسکا رکھیں تا رمال	این حمیرا لفظ تانیث است و جان	نام تانیثش نہند این تازیان
بیرہ ڈر ہے جانکہ تانیث سے	مرد و زن سے روح ہے شرکت بکو	لیک از تانیث جان را باک نیست	روح را با مرد و زن اشراک نیست
برتری یہ مرد اور زن سے رکھے	یہ نہ وہ جان ہے کہ خشک و تر سے ہے	از مونث و ز مذکر برتر است	این نہ آن جانست کز خشک و تر است
یہ وہ جان ہر کہ زیادہ کردی	ماکہ ہو گا وہ چنین گاہ چنان	این نہ آن جانست کافزاید ز نان	یا گہی باشد چنین گاہی چنان
کرنے والی خوش ہے اور ہین خوشی	بے خوشی کب ہو خوشی ای تو سوتی	خوش کنندہ است و خوش و عین خوشی	بیخوشی نبود خوشی ای مرتشی
جو شکر پاتی سے لیس شیریں تو ہو	اور کبھی غائب شکر تجھ سے ہو وہ	چون تو شیرین از شکر باشی لود	کان شکر گاہی ز تو غائب شود
جو شکر کی تو نے از راہ وفا	ہو وے کب شکر سے شیرینی جدا	چون شکر دی ز تاثیر وفا	کے بود شکر ز شیرینی جدا
معشوق ہے وہ زہر جو ہوئے وفا	ہبْ لَنا یا رَبَّنا نعم الوفا	زہر محض است آنکہ باشد بے وفا	ہبْ لَنا یا رَبَّنا نعم الوفا
حق سے عاشق مرگ ہو باز غدا	عقل آمیں حاکم ہوا ور ہو حق دہوا	عاشق از حق چون غذا یابد رحیق	عقل آنجا گم شود ای خوش رفیق
عقل جزوی عشق سے منکر ہوتی	گر دکھائی دے وہ بھید و نفس کری	عقل جزوی عشق را منکر بود	گرچہ بنماید کہ صاحب سر بود
وہ وہ ہے انا اور نہ فانی ہے دہلے	تا ہو یا مال فرشتہ دیو ہے	زیرک و داناست اما نیست نیست	تا فرشتہ لا نشد اہرمنیست
یار قول وصل میں میرا ہو وہ	جو بحکم حال آئے لبی ہو	او بقول و فعل یار ما بود	چون بحکم حال آئی لا بود
ہو وہ نفی گر نہیں وہ ہست ہے	جو نہ رغبت سے تو ہو ز ور سے	لا بود چون او نشد ہست نیست	چونکہ طوعاً لا نشد کرہاً بسیست
جان کمال اور بانگ اسکی کمال	مصطفےٰ تو کہے ارحنا یا بلال	جان کمال است و ندای او کمال	مصطفےٰ گویان ارحنا یا بلال
اے بلال اپنی وہ خوش تو بانگ دے	ساتھ اس دم کے جو پھونکا میں نے ہے	ای بلال آزار بانگ سلسلت	زان دمی کاندر دمیدم در دلت
میری گلبین پر بلال اجان تو آ	مثل بلبل جان اپنی کر نثار	ای بلال این گلشت را جان بیا	خیز بلبل وار جان می کن نثار
آدم اس دم سے ہوا بیہوش ہے	ہوش اہل چرخ کا بے ہوش ہے	زان دمی آدم از دم ہوش ست	ہوش اہل آسمان بے ہوش ست
مصطفیٰ اس بانگ سے بیخود ہوئے	گئی نماز انکی شب تعریس ہے	مصطفےٰ بیخویش شد زان خوب صوت	شد نمازش از شب تعریس فوت
سر نہ اس خاک مبارک سے اٹھا	تا نماز صبح ہوئی انکی قضا	سر از ان خواب مبارک بر نداشت	تا نماز صبحدم آمد بچاشت
اس شب تعریس میں نزدِ عروس	انکی جان پاک تھی ہم دستبوس	در شب تعریس پیش آن عروس	یافت جان پاک ایشان دستبوس
عشق و جان دونوں چھپے تو پیر ہیں	گر عروس اسکو کہیں کیا عیب ہے	عشق و جان ہر دو نہان و مستتر	گر عروسش خواندہ ام عیبی مگیر
ہوتا میں ہو اس ملال یار سے	گر وہ فرصت اکدم دیتا مجھے	از ملال یار خامش کردمے	گر ہم او مہلت بدادی یکدمے
پر وہ کہتا ہے کہو کیا عیب ہے	ہے نہ خواہش تقاضا عیب کے	لیک میگوید بگو ہین عیب نیست	جز تقاضای قضای غیب نیست

عیب ہی ہے جو کہ دیکھے عیب کو / اب دکھو ہے عیب جان غیب کو
عیب ہوتا ہے بہ نسبت خلق کے / اور نہیں خالق کی نسبت جان لے
کفر نسبت حق کے حکمت جان لو / اور ہماری نسبت آفت جان لے
ہو کسی میں ایک عیب اور سو ہنر / جیسے مصری میں ہو تنکا پر شکر
یکسان دونوں ترازو میں تلیں / ہیں کہ دونوں ایک جسم و جان ہیں
جان تو تم سچ بزرگوں نے کہا / مثل جان ہے جسم پاکوں کا صفا
ذرا انکا فعل اور نقشا اور بات / سب ہے جان مطلق آئی ایک ذات
جان دشمن ولے انکی جسم ہے / جوں زیادہ تختہ نرد اک اسم ہے
وہ گئے جو خاک میں کل خاک ہیں / یہ نمک میں جو گئے کل پاک ہیں
وہ نمک جس سے محمد ہیں ملیح / با نمک آئی حدیث انکی فصیح
انکا باقی یہ نمک میراث ہے / تیرے پاس آنکے ہیں وارث
پیش بیٹھے ہیں تیرے پیش اب تجھ / پیش تیرے ہست کی جان آنکی
پیش و پس کا گر کیا تو نے گمان / ہے مقید تن کا اور محروم جان
وصف تن ہے زیر و بالا پیش و پس / بے جہت اس سے جان روشن ہے بس
کھول تو اپنی نور شہ سے نظر / تا نہ جانے مثل خود کوتہ نظر
ایسے ہی ہے غم و شادی میں بس / اے عدم کہاں ہے عدم کو پیش و پس
گر وجود اور تو عدم کو چھوڑ دے / تب حیات جاودان سے کہہ رہے
دن ہے باران کا تو جا اب تا بہ شب / وہ نہیں باران ہے باران رب
اس سوا باران کے اور باران تو جان / کہ نہیں دکھتا سوائے چشم جان
چشم جان کر پاک دیکھ اب تو نکو / تا کہ اس باران سے سبزہ دیکھے تو

عیب باشد کو نبیند جز کہ عیب / عیب کی بیند روان پاک غیب
عیب شد نسبت بہ مخلوق جہول / نے بہ نسبت با خداوند قبول
کفر ہم نسبت بخالق حکمت است / چون بما نسبت کنی آفت است
ور یکی عیبی بود با صد حیات / بر مثال چوب باشد در نبات
در ترازو ہر دو را یکسان کشند / زانکہ آن ہر دو چو جسم و جان خوشند
پس بزرگان این نگفتند از گزاف / جسم پاکان عین جان افتاد صاف
گفتشان و نفسشان و نقششان / جملہ جان مطلق آمد بی نشان
جان دشمن دارشان جسم است صرف / چون زیاد از نرد او اسم است صرف
آن بخاک اندر شد و کل خاک شد / وین نمک اندر شد و کل پاک شد
آن نمک کز وی محمد املح است / زان حدیث با نمک او افصح است
این نمک باقیست از میراث او / با تواند آن وارثان او بجو
پیش تو شستہ ترا خود پیش کو / پیش ہست جان پیش انداز او
گر تو خود را پیش و پس کردی گمان / بستہ جسمی و محرومی ز جان
زیر و بالا پیش و پس وصف تن است / بی جہت آن ذات جان روشن است
برگشا از نور پاک شہ نظر / تا نپنداری تو چون کوتہ نظر
کہ ہمینی در غم و شادی و بس / ای عدم کو مر عدم را پیش و پس
از وجود و از عدم گر بگذرے / از حیات جاودانی برخورے
روز بارانست می رو تا بشب / نے ازین باران از آن باران رب
ہست باران ہا جز این باران بدان / کو نمی بیند دراجز چشم جان
چشم جان را پاک کن نیکو نگر / تا ازان باران عیان بینی خضر

سوال کرنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آج باران برسا اور جامہ مبارک تر کیونکر نہ ہوا

سوال کردن عائشہ رضی اللہ عنہا از پیغمبر علیہ السلام کہ باران بر جامہ مبارک تو تر نگشت و جواب آن

مصطفے اک روز گورستان گئے / خود وہ ہمراہ اک جنازہ یار کے
خاک سے بس گور کو اسکے بھرا / دانہ زیر خاک وہ زندہ کیا

مصطفی روزی بگورستان برفت / با جنازہ یاری از یاران برفت
خاک را در گور او آگندہ کرد / زیر خاک آن دانہ اش را زندہ کرد

این درختان‌اند همچو خاکیان | دستها برکرده‌اند از خاکدان
سوی خلقان صد اشارت می‌کنند | وانکه گوش استش عبارت می‌کنند
با زبان سبز و با دست دراز | از ضمیر خاک می‌گویند راز
همچو بطان سر فرو برده به آب | گشته طاوسان و بوده چون غراب
در زمستانشان اگر محبوس کرد | آن غرابان را خدا طاوس کرد
در زمستانشان اگرچه داد مرگ | زنده‌شان کرد از بهار و داد برگ
منکران گویند خود هستست قدیم | این چرا بندیم بر رب کریم
کوری ایشان درون دوستان | حق برویانید باغ و بوستان
هر گلی کاندر درون بویا بود | آن گل از اسرار کل گویا بود
بوی ایشان رغم انف منکران | گرد عالم می‌رود پرده‌دران
منکران همچون جعل زان بوی گل | یا چو نازک مغز در بانگ دهل
خویشتن مشغول می‌سازند غرق | چشم می‌دزدند از لمعان برق
چشم می‌دزدند و آنجا چشم نی | چشم آن باشد که بیند مامنی
چون ز گورستان پیمبر باز گشت | سوی صدیقه شد و همراه گشت
چشم صدیقه چو بر رویش فتاد | پیش آمد دست بر وی می‌نهاد
بر عمامه و روی او و موی او | بر گریبان و بر و بازوی او
گفت پیغمبر چه می‌جویی شتاب | گفت باران آمد امروز از سحاب
جامه‌هایت می‌بجویم زان سبب | تر نمی‌بینم ز باران ای عجب
گفت چه بر سر فکندی از ازار | گفت کردم آن ردای تو خمار
گفت بهر آن نمود ای پاک جیب | چشم پاکت را خدا باران غیب
نیست آن باران ازین ابر شما | هست ابری دیگر و دیگر سما
همچنین باران ز ابر دیگرست | رحمت حق در نزولش مضمرست

تفسیر بیت حکیم سنائی روح الله روحه

یہ شجر ہیں مثل کل مردم عیان | خاک دان سے دست لائے ہیں عیان
خلق کی جانب اشارہ کرتے ہیں | جو ہیں صاحب گوش سر کہتے ہیں
سبز گرچہ لب راز اسکا کہتے ہیں | نافہم آگے راز اسکا سنتے ہیں
وہ زبان سبز و دست دراز سے | بھید کہتے ہیں وہ دل کا خاک کے
مثل بطاں کے سر ڈبویا آب میں | مثل طاؤس اور زاغ تھے کبھی
کہ جاڑوں میں قید انکو کر دیا | حق نے پھر طاؤس ان زاغوں کو کیا
گرچہ سردی نے انہیں مردہ کیا | مرگ انکو دیکے پھر زندہ کیا
فلسفی کہتے ہیں وہ خود ہے قدیم | اور یہ الزام کیوں کریں ہم بر کریم
جانتے سب ہیں کہ یہ دائم ہے موجود | اور قدم سے یہ جہان قائم ہے موجود
وہ ہیں اندھے دوستوں کو درمیاں | بس کھلایا حق نے باغ و بوستاں
جو کہ گل اُنمیں ہیں خوشبودار ہے | راز گل کرتا وہ گل اظہار ہے
منکروں کی ناک کو عکس آئی بو | پھرتی ہے عالم میں ظاہر کو بکو
بوئے گل سے مرتے منکر کرم سان | یا صدائے دہل سے نازک کی جان
غرق مشغول ہیں یکیں آپ کو | تاب بجلی سے کریں بند آنکھ دو
آنکھ کرتے بند ہیں نے آنکھ دو | آنکھ وہ ہے دیکھ جائے امن کو
جبکہ گورستان سے لوٹے نبی | جانب صدیقہ آئے پاس گھڑی
دیکھ صدیقہ نے روئے پاک کو | بس ٹٹولا آپ کو حیران ہو
اور عمامہ اور منہ اور بال کو | اور لباس اور بازوئے خوشحال کو
بولے پیغمبر کیا ہو ڈھونڈھتی | بولیں باران تھے برسے ابھی
دیکھتی ہوں آپکے کپڑوں کو اب | تر نہیں پاتی ہوں باران سے عجب
پوچھا چادر تمنے اوڑھی کونسی | بولیں میں نے چادر اوڑھی آپکی
بولے برکت سے دیکھا پاک جیب | تمکو یہ باران خدا نے غیب سے
وہ نہ باران اس تمہاری ابر سے | آسمان اور ابر اسکا اور ہے
ایسا باران اور ہی ابر سے | حق کی رحمت اسمیں یہاں آتی ہے

تفسیر قول حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ

آسمانہاست در ولایت جان | کارفرمای آسمان جہان
در رہ روح پست و بالاہاست | کوہہای بلند و دریاہاست
ترجمہ یہ قول سنائی کا سن تو | ایک حس تا کہ ہو واقف اس سے تو
دیدۂ باطن کو اپنے کھولے اگر | ستر مقبول پائے جلد تر
پیر دانا نے رموز اسمین کہا | اس صدف سے موتی رشتہ مین کیا
غیب کا بس ابر و آب اک اور ہے | آسمان و آفتاب ایک اور ہے
ہووے کب الا دکھا خاصون پہ پدید | دوسرے فی لبس من خلق جدید
تازگی کیواسطے باران ہے ایک | اور خزان کو بس تری باران ہے ایک
نفع نادر کہ ہے باران بہار | باغ کو باران [illegible] ہے خار
وہ بہار اب پرورش انکی کرے | یہ خزان رو زرد و خشکی کرے
ایسے ہی ہے سردی ہوا اور آفتاب | جان تو رکھیو تفاوت بر حساب
غیب مین بھی ایسے ہی ہے تمام ہے | نفع و نقصان و دم و آلام ہین
یہ دم ابدالون کا رکھے وہ بہار | آئے اسکا جان و دل سے سبزہ زار
جیسے گلبن سے کرے ابر بہار | نیک کو دم انکا دیوے نفع کار
گر مکان مین یک شجر بس خشک ہے | عیب تم اس باد کا مت جانیو
باد کو اپنا کرے اور بس چلے | جو کہ صاحب جان ہو جان آس کی
جو کہ مردہ تھے ہوے واقف نہین | حیف اس جانپر کہ وہ عارف نہین

آسمانہاست در ولایت جان | کارفرمای آسمان جہان
در رہ روح پست و بالاہاست | کوہہای بلند و دریاہاست
لیک واز قول سنائی در گذر | ہست تا واقف آئی بر کنوز
گر تو بگشائی ز باطن دیدہ | زود یابی سر جستہ مرد
پیر دانا اندرین رمزی بگفت | در حقیقت زین صدف در بسفت
غیب را ابری و آبی دیگرست | آسمان و آفتابی دیگرست
ناید آن الا کہ بر خاصان پدید | باقیان فی لبس من خلق جدید
ہست باران از پی پروردگی | ہست باران از پی پژمردگی
نفع باران بہاری بوالعجب | باغ را باران پائیزی چو تب
آن بہاری نازپروردش کند | وین خزانی ناخوش و زردش کند
ہمچنین سرما و باد و آفتاب | بر تفاوت دان و سررشتہ بیاب
ہمچنین در غیب انواع است این | در زیان و سود و در ربح و غبین
این دم ابدال باشد زان بہار | در دل و جان روید از وی سبزہ‌زار
فعل باران بہاری با درخت | آید از انفاسشان در نیک‌بخت
گر درخت خشک باشد در مکان | عیب آن از باد جان‌افزا مدان
باد کار خویش کرد و بر وزید | آنکہ جانی داشت بر جانش گزید
وانکہ جامد بود خود واقف نشد | واز آن باز آمدہ عارف نشد

اندر معنی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ اغتنموا برد الربیع فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم واجتنبوا برد الخریف فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم

قول پیغمبر سنو اے میری جان | دور کر اپنے سے انکار و گمان
بولے پیغمبر لبرد سے بہار | مت چھپاؤ تن کو اپنے زینہار
کیونکہ تو جان سے تمھاری کرتی ہے | جو کہ کرتی ہے بہار اشجار سے
پر غنیمت اسکی سردی لیجیو | عارفان وقت پر اندر جہان
پس بہار اندر برہنہ تن کرو | اور برہنہ ہو گئے گلشن مین گو

در حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اغتنموا برد الربیع فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم واجتنبوا برد الخریف فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم

قول پیغمبر شنو ای جان من | دور کن از غیر پیغمبر سخن
گفت پیغمبر ز سرمای بہار | تن مپوشانید یاران زینہار
زانکہ با جان شما آن می‌کند | کان بہاران با درختان می‌کند
پس غنیمت باشد آن سرمای او | در جہان بر عارفان وقت جو
در بہاران جامہ از تن بر کنید | تن برہنہ جانب گلشن روید

ایک تھا جو گم خزان کی باری — باغ سے کرتی ہی ہوے کرسے
راوی اسکو ظاہر اپر لے گئے — اور اسی صورت پہ قانع ہوگئے
بے خبر اسرار سے تھا وہ گروہ — کوہ کو دیکھا نہ دیکھا کان کو
وہ خزاں ہی میں حق بس ہوا — عقل جان ہی ہو بہار دائما
عقل جزوی ہے اگر تجکو نہاں — عقل کامل ڈھونڈو اندر جہاں
اور سکے کل سے تیرا جزکل ہو ستر — عقل کل ہو طوق تیرے نفس پر
بس یہ پاک انفاس ہیں تا ولی — جون بہار و زندگی و برگ سے
اولیا کی بات سخت و سست — مت چھپا تن تیرا بہشت ہین
گرم و سرد گرم تو خوش ہو کے — تا جیئے تو زمہریر و مار سے
گرم سرد او نکا بہار زندگی — دولت صدق و یقین و بندگی
کیونکہ اس بستان سی زندہ جان — اور گہر سے بحر دل پر کان ہے
البتہ عاقل سکے ہزار ان غم — باغ دل سے گر ہوا کت کا بھی کم
بس سوال اوسنے کیا خاتون نے — با ادب با عجز جوش عشق سے

لیک کم دیدند از باد خزان — کان کند کان گرد باغ و زران
راویان این را بظاہر بردہ اند — ہم بر آن صورت قناعت کردہ اند
بیخبر بودند از سر آن گروہ — کوہ را دیدہ ندیدہ کان بکوہ
آن خزان نزد خدا نفس و ہوا ست — عقل و جان عین بہار ست و بقا
گر ترا عقلست جزوی در نہان — کامل العقلی بجو اندر جہان
جزو تو از کل او کلی شود — عقل کل بر نفس چون غلی شود
تا بس و حی این بود کانفاس پاک — چون بہارست و حیات برگ و تاک
از حدیث اولیا نرم و درشت — تن مپوشان زانکہ دینت راست پشت
گرم گوید سرد گوید خوش بگیر — تا ز گرم و سرد بجہی و ز سعیر
گرم و سردش نو بہار زندگیست — مایہ صدقست و یقین و بندگیست
زان کزو بستان جانہا زندہ است — زان جواہر بحر دل آگندہ است
بر دل عاقل ہزاران غم بود — گر ز باغ دل خلالی کم شود
بس سوالش کرد صدیقہ ز صدق — با خشوع و با ادب از جوش عشق

پوچھنا عایشہ کا یا رسول اللہ بھید باران امروزہ کیا تھا

پرسیدن عایشہ کہ یا رسول سر باران امروزہ چہ بود

اے خلاصہ تیرے دو عالم نیک سے — لکھتین باران مین کیا ہین آپکے
تھی کی اوس باران مین رحمت — واسطے خوف اور عدل کبیر
اون بہار و لطیف سے پیدا — یا خزان کے رنج و فتنوں سی یہ تھا
ہوئے تسکین غم کے واسطے — جو مصیبت ہو وے آدم زاد سے
رہتے گر اوس آگ مین یہ سبکی — بس خرابی ہوتی اور پیدا کمی
وہ جہان ویران ہوتا اوسکو بھی — حرص بس حرص کو مردم سبھی
یہ جہان قایم تو اس غفلت سے ہے — ہوشیاری یا کہ اک آفت زدہ ہی
ہوشیاری اوس جہان سے ہی جو یاں — غالب اک بدبخت ہوئی یہ جہاں
حرف ہی حرص ہوشیاری آفتاب — گندگی عالم ہے ہشیاری بی
کچھ ترشح اوس جہان کی بات سے — تا حسد اور حرص زیاں بڑھی

کای خلاصہ ہستی زبدہ وجود — حکمت باران امروزہ چہ بود
این ز باران رحمتہا ست یا — بہر تہدید است و عدل و کبریا
این ادان لطف بہاریات بود — یا زیاری پر آفات بود
گفت این از بہر تسکین غم ست — کز مصیبت بر نژاد آدم ست
گر بران آتش بماندی آدمی — بس خرابی افتادی و کمی
این جہان ویران شدی از زنان — حرصہا بیرون شدی از مردمان
استن این عالم ای جان غفلت است — ہوشیاری این جہان را آفت است
ہوشیاری آفتاب و حرص یخ — ہوشیاری آب و این عالم وسخ
ہوشیاری زان جہانست و چو آن — غالب آید پست گردد این جہان
زان جہان اندک ترشح میرسد — تا نغزد در جہان حرص و حسد

گر ترشح ہووے زیادہ عیب ہے | نے ہنر سے یان رہی نہ عیب ہے
بس ہے بیحد اب تو چل آغاز کو | پیر چنگی کا تو قصہ پھر کہو

گر ترشح بیشتر گردد ز غیب | نے ہنر ماند درین عالم نہ عیب
این ندارد حد سوی آغاز رو | سوی قصہ مرد چنگی باز رو

باقی قصہ پیر چنگی کا بیچ زمانہ عمر کے اور اخلاص اوسکا

ایسا مطرب کہ جہان اوس سے خوشی | پیدا نعرے سے ہوا اوسکے خیال
مرغ دل اڑتا نوا سے اوسکی تھا | ہوش جان حیران صدا سے اسکی تھا
جو زمانہ گذرا اور بوڑھا ہوا | باز جان کا اسکے بس کیڑا ہوا
باز کیا گر فیل ہووے بی گمان | مچھر اوسکو کردی عاجز ناتوان
پشت خم کے مثل ہوتی ٹیڑھی کمر | مثل دمچی اوسکی ابرو آنکھ پر
اوسکی تھی آواز عمدہ جانفزا | ہوگئی مکروہ و زشت ناروا
نغمہ اوسکا رشک زہرہ جو کہ تھا | مثل بوڑھے خر کے آواز ہو گیا
کونسا خوش ہی کہ جو ناخوش نہیں | کونسی چھت ہی کہ نے فرش زمین
نے سوا آواز دل عشاق کے | کہ ہی نفخ صور دم کی عکس سے
ایسا اہل دل کہ یہ دل اوس سی ہست | تھا نہ ایسا وہ کہ ہستی اوس کی ہست
فکر گوا و از اوسکی کہربا | لذت الہام و وحی کا رہنما
جو کہ مطرب عاجز اور بوڑھا ہوا | رہن سے بے کسی سی روٹی کا ہوا
بولا زیادہ عمر و مہلت مجھکو دی | ای خدا الطف عنایت مجھ پہ کی
معصیت ستر برس تک میں نے کی | تو نے بخشش نہ دینے مجھ پہ کری
تیرا مہمان ہوں نہیں جو کسب ہے | میں بجاتا چنگ ہوں تیرے لیے
چنگ لے تا لاش میں اللہ کے | جنۃ البقیع گیا وہ رنج سے
بولا خواہان ہوں میں حق سے اب صلا | وہ بھلونکی جا برونکے بھلا
بس بجایا چنگ رو دیا سر رکھا | چنگ زیر سر رکھا اور سو گیا
سو گیا وہ اور مرغ جان اسکا چھٹا | چنگ و چنگی کو کیا اوس نے رہا
رنج و عالم اور تن سی وہ چھٹا | اوس جہان اور دشت جا میں وہ گیا
جان اسکی اوس جگہ کہنے لگی | رہنے دیتی گر مجھے یاں دائمی

بقیہ قصہ پیر چنگی در زمان عمر و تخلص آن

مطربی کز وی جہان شد پر طرب | رستہ ز آوازش خیالات عجب
از نوایش مرغ دل پران شدی | وز صدایش ہوش جان حیران شدی
چون برآمد روزگار و پیر شد | باز جانش از عجز پشہ گیر شد
باز چہ گر پیل باشد بیگمان | پشہ اش سازد ضعیف و ناتوان
پشت او خم گشت ہمچون پشت خم | ابروان بر چشم ہمچون پاردم
گشت آواز لطیف جانفزاش | ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش
آن نوا کہ رشک زہرہ آمدی | ہمچو آواز خر پیری شدی
خود کدامی خوش کہ آن ناخوش نشد | یا کدامی سقف کان مفرش نشد
غیر آواز عزیزان در صدور | کہ بود از عکس دمشان نفخ صور
اندرونی کاندرو تنہا است مست | نیستی کاین ہستہامان ہست ازوست
کہربای فکر و ہر آواز او | لذت الہام و وحی و راز او
چونکہ مطرب پیرتر گشت و ضعیف | شد ز بی کسبی رہین یک رغیف
گفت عمر و مہلتم دادی بسی | لطفہا کردی خدایا با خسی
معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال | باز نگرفتی ز من روزی نوال
نیست کسب امروز مہمان توام | چنگ بہر تو زنم کان توام
چنگ را برداشت شد اللہ جو | سوی گورستان یثرب آہ گو
گفت خواہم از حق ابریشم بہا | کو بہ نیکوئی پذیرد قلبہا
چنگ زد بسیار و گریان سر نہاد | چنگ و چنگی را رہا کرد و بخفت
خواب بردش مرغ جانش از حبس رست | چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست
گشت آزاد از تن و رنج جہان | در جہان سادہ و صحرای جان
جان او آنجا سرایان ماجرا | کاندر اینجا گر بماندندی مرا

تا ... کی جب کہ سیر اوس عالم کی کرتی ہے تو یہی دل اوس سیر جاری ہوتا ہے گویا مولانا اوس عالم کی سیر کا حال اس پیرایہ میں بیان فرماتے ہیں چنانچہ مثال اسکی آگے ارشاد فرماتے ہیں تا فہم ۱۲ (۳۸۳)

تی خوش جان تا میری اس گلزار کر | ست ہوتی یاں کی لالہ زار سے
بے پر و بے پا سفر کرتے بیان | بے لب و دندان شکر کھاتی یہاں
رنج و فکر نے ہوتا یہاں | اہل گردوں میں کرتا خوش بیاں
بند آنکھوں سے میں عالم دیکھتا | پھول بن ہاتھوں کے یاں ہے توڑتا
رنج آبی ذو با تجبہ غسل | چشمہ ایوبی شراب مغتسل
پاک جو ایوب سر تا پا ہوا | رنج سے مانند نور خور صفا
گر ہو دس حصہ فلک شان اس کا | آگے اوس عالم کے تب بھی تنگ ہے
مثنوی کا حجم بن جو چرخ کے | پاؤ حال اسکا نہ ادھیوا سکے
اوس زمین چرخ تا محدود نے | دل کو تنگی ہی کر دیا تنگی سے ہی
یہ جہان اوس میں مجکو دکھا | بال و پر پر اکشائش سے کھلا
اوس جہاں کی ہوئی پیدا راہ گر | کوئی بھی رہتا نہیں اس جا پر
بس خوشی کرتی تھی جان اسکی جا | دشت رحمت میں وہ اندر لامکاں
حکم حق آیا کہ اب طامع منو | پانوں سے جو خار نکلا رہ چیلو

خوش بدی جانم ازین باغ و بہا | ست این صحرای غیب لالہ زار
بے پر و بے پا سفر می کردمی | بے لب و دندان شکر میخوردمی
ذکر و فکرے فارغ از رنج دماغ | کردمی با ساکنان چرخ لاغ
چشم بستہ عالمی می دیدمے | ورد ریحان بی کفی می چیدمی
رنج آبی غرق دریای عسل | عین ایوبی شراب مغتسل
کہ بدو ایوب را پا تا بہ فرق | پاک شد از رنجہا چون نور شرق
گر بود این چرخ وہ چندی کہ ہست | نیست نزد آن جہان جز تنگ دست
مثنوی در حجم اگر بودی چو چرخ | در نگنجیدی درو زین نیم برخ
کان زمین و آسمان بس فراخ | کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
وین جہانے کاندرین خوابم نمود | از گشایش پر و بالم را گشود
آن جہان و راہش ار پیدا بدی | کم کسے یک لحظہ اینجا بدی
امر می آمد کہ نی طامع مشو | چون زپایت خار بیرون شد برو
مول مولے می زد آنجا جان او | در تقاضای رحمت و احسان او

خواب میں کہتا ہاتف کا عمر کو کہ اسقدر روپیہ بیت المال سے اس مرد کو دو کہ وہ گورستان میں سوتا ہے

در خواب گفتن ہاتف با عمر کہ چندین زر از بیت المال بآن مرد دہ کہ در گورستان خفتہ است

اوس گھڑی بھیجی عمر پر حق نے خواب | رک سکی اسنے نہ جو رہے خواب
وہ تعجب میں کہ یہ عادت نہیں | غیب سے یہ آئی بے علت نہیں
سر رکھا اور سو گئے دیکھا خواب بھی | حق سے آئی یہ ندا جان نے سنی
وہ ندا کہ جو ہے سب آواز کی | وہ ندا ہے اور صدا باقی اوسکی
اہل فارس و عرب و ترکیان | وہ ندا جانے ہیں بے گوش و زبان
کیا جگہ ترک و عرب فارس کی | لکڑی پتھر میں ندا وہ جاتی ہے
ہر دم اوس سے یوں ہی آتا الست | عرض جوہر اوس سے بنتی ہیں ست
گر بلے آتا نہ اوسسے اور ہاں | پھر الست آتا عدم سے کیسے یاں
جو کہا میں نے ہیں آگہ سنگ و چوب | سنئے قصہ حال میں لو اوسکی خوب

آن زمان حق بر عمر خوابی گماشت | تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت
در عجب افتاد کین معہود نیست | این ز غیب افتاد بی مقصود نیست
سر نہاد و خواب بردش خواب دید | کامدش از حق ندا جانش شنید
آن ندائے کاصل ہر بانگ و نواست | خود ندا آنست این باقی صداست
ترک و کرد و پارسی گو و عرب | فہم کردہ آن ندا بی گوش و لب
خود چہ جای ترک و تاجیک ست و زنگ | فہم کردست آن ندا را چوب و سنگ
ہر دمی از وی ہمی آید الست | جوہر و اعراض می گردند ہست
گر نمے آید بلی زایشان ولے | آمدن شان از عدم باشد بلی
آنچہ گفتم ز آشنای سنگ و چوب | در بیانش قصہ ہشدار خوب

مولانا اس آواز کی حقیقت ستون حنانہ میں آگے بیان فرماتے ہیں تا فہم رسا ہو جاوے پہلے کی جائے غسل کی ۱۲

روناستون حنانه کا فراق پیغمبر علیہ السلام سے کہ مین روی مبارک تمھارا نہین دیکھتا ہون تم منبر پر جا کر بیٹھے ہو پس ایک مخلوق گرد اوسکے جمع ہوئی اور سننا رسول خدا کا نالہ ستونکو ظاہر اور باتین کرنا آنحضرت کا اوسکے ساتھ

نالیدن ستون حنانه از فراق پیغمبر علیه السلام که جماعت تو شنیدند که ما روی مبارک ترا چون بر آن نشسته نمی بینیم و منبر ساختند و شنیدن رسول خدا نالهٔ ستون را بصریح و مکالمات آنحضرت با آن

ہجر پیغمبر مین حنانہ ستون / مثل انسانون کے روتا تھا زبون

وعظ کی مجلس مین رویا اسقدر / کہ ہر اک اوس سے ہوا آگہ بشر

ہوگئے حیران اصحاب رسول / کیسے روتا ہے ستون با عرض و طول

تب کہا حضرت نے کیا تو چاہتا ہے ای ستون / بولا فرقت سے ہوئی جان میری خون

ہجر سے تیرے جلی ہے میری جان / کیون رو ون پس تیری جان جہان

مین تیری مسند تھا لیا مجھ سے کنارہ / کر لیا منبر کو مسند اے نکو

اوسسے حضرت نے کہا ای خوش نصیب / بھید تیرا ہوگیا ہمراز بخت

گر تو چاہے نخل پھر تجھکو کرین / تجھسے سب مخلوق میوے چنین

یا تجھے حق سرو جنت کا کرے / تا تر و تازہ ہمیشہ تو رہے

بولا وہ چاہون کہ جسکا ہو بقا / سن اے غافل کم تو لکڑی سے ہو گیا

اس ستون کو گاڑا پس زیر زمین / حشر تا ہو مثل مردم یوم دین

تا کہ جانو تم خدا چاہے جسے / کار عالم سے اوسے یکسو کرے

جو کوئی حق سے رکھے ہے کاروبار / وان رسائی پائی یان سے ہوا بیکار

جسکو بخشش بھید کی پائی نہین / کب کرے لکڑی کے نالہ کا یقین

ہان بھی کرتا ہے نہ دل سے ہے وفاق / تا نہ کہوین اوسکو ہے اہل نفاق

گر نہوے رازدان امر کن / اس جہان سے تو رد ہوتا یہ سخن

سیکڑون پس اہل تقلید و نشان / پڑ گئے ہین وہم سے اندر گمان

پس گمان تقلید و استدلال کے / ہین وہ قائم اور یقین سے دور تر

ڈالتا ہے شک مین وہ شیطان لعین / ہین وہ فتنہ مین سب اندھے سرنگون

پاؤ چوبین اہل استدلال کے / پاؤ چوبین پائداری کب رکھے

آستین حنانه از هجر رسول / ناله می زد همچو ارباب عقول

در میان مجلس وعظ آنچنان / کز وی آگه گشت هم پیر و جوان

در تحیر مانده اصحاب رسول / کز چه می نالد ستون با عرض و طول

گفت پیغمبر چه خواهی ای ستون / گفت جانم از فراقت گشته خون

از فراق تو مرا چون سوخت جان / چون ننالم بی تو ای جان جهان

مسندت من بودم از من تاختی / بر سر منبر تو مسند ساختی

پس رسولش گفت کای نیکو درخت / ای شده با سر تو همراز بخت

گر همی خواهی ترا نخلی کنند / شرقی و غربی ز تو میوه چنند

یا در آن عالم حقت سروی کند / تا تر و تازه بمانی تا ابد

گفت آن خواهم که دائم شد بقاش / بشنو ای غافل کم از چوبی مباش

آن ستون را دفن کرد اندر زمین / تا چو مردم حشر گردد یوم دین

تا بدانی هر کرا یزدان بخواند / از همه کار جهان بیکار ماند

هر کرا باشد ز یزدان کار و بار / یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار

وانکه او را نبود از اسرار داد / کی کند تصدیق او نالهٔ جماد

گوید آری نه ز دل بهر وفاق / تا نگویندش که از اهل نفاق

گر نیندی واقفان امر کن / در جهان رد گشته بودی این سخن

صد هزاران ز اهل تقلید و نشان / افکندشان نیم وهمی در گمان

که بظن تقلید و استدلالشان / قائمست و جمله پر و بالشان

شبهه می انگیزد آن شیطان دون / درفتند این جمله کوران سرنگون

پای استدلالیان چوبین بود / پای چوبین سخت بی تمکین بود

بس ہوا منقلب زمانہ کر ای یار	کہ بنا اپنی سمو کہ ہو تیرا ر	ہین آن منقلب زمانہ دیدہ در	از بنالش کور گردد خیرہ سر
بس عصا کو پانوں نابینا کرے	ٹھوکروں پر تا نہ سر کے بل گرے	پای نابینا عصا باشد عصا	تا نیفتد سرنگون او بر حصا
جو سوار اپنی سپہ کا ہو ظفر	اہل دین کا کون ہے شاہ بصر	آن سواری کو سپہ را شد ظفر	اہل دین را کیست سلطان بصر
گر عصا سے دیکھیں نابینے راہ	پر ہے اہل دید کی اوسکو پناہ	با عصا کوران اگر رہ دیدہ اند	در پناہ خلق روشن دیدہ اند
گر نہ اہل دید ہوتے اہل شاہ	سارے اندھے مرتے اور ہوتے تباہ	گر نہ بینایان بدندی و شہان	جملہ کوران خود بمردندی عیان
کھیتی یہ اندھے نہ جوتے کاٹتے	نے عمارت نے تجارت کاٹتے	نی ز کوران کشت آید نے درود	نے عمارت نے تجارت تا و سود
فضل و رحمت گر نہ کرتے وہ بھلے	چوب استدلال انکو توڑتی	گر نکردی رحمت و افضال شان	در شکستے چوب استدلال تان
یہ عصا کیا ہے قیاسات و دلیل	وہ عصا انکو ملا بینا جلیل	این عصا چہ بود قیاسات و دلیل	آن عصا کہ داد شان بینا جلیل
جو عصا آلہ ہوا ہے جنگ کا	ٹکڑے ٹکڑے کر تو اندھے وہ عصا	چون عصا شد آلت جنگ و نفیر	آن عصا را خرد بشکن اے ضریر
اس نے چلنے کو عصا تمکو دیا	ستر سے تم مارو اوسکو وہ عصا	او عصاتان داد تا پیش آمدید	آن عصا از خشم ہم بروی زدید
کس لیے اندھو تم حلقہ میں ہو	درمیان تم لاؤ اہل دید کو	حلقۂ کوران بچہ کار آن درید	دیدبان را درمیانہ آورید
دامن اوسکا تھام وہ دیکھے عصا	دیکھ آدم کو گنہ سے کیا ہوا	دامن او گیر کو دادت عصا	در نگر کادم چہا دید از عصا
سانپ عصا اور باخبر استون ہوا	موسی اور احمد کا دیکھ اب معجزا	چون عصا شد مار و استن با خبر	معجزۂ موسی و احمد در نگر
مار عصا سے گریہ استوں سے ہوا	دین کی نوبت بجاتے ہیں سدا	از عصا ماری و از استن حنین	پنج نوبت می زنند از بہر دین
گر نہ نامعقول ہوتا یہ مزہ	کس لیے وہ چاہتے اتنے معجزہ	گر نہ نامعقول بودے این مزہ	کے بدے حاجت بچندین معجزہ
جو ہے معقول عقل تیری لیتی ہے	بے بیان معجزہ بے جذب کو	ہر چہ معقولست عقلش می خورد	بے بیان معجزہ بے جزر و مد
یہ رہ انکار نامعقول دیکھ	دل میں ہر مقبل کے تو مقبول دیکھ	این طریق بکر نامعقول بین	در دل ہر مقبلے مقبول بین
خوف سے انکے جیسے دیو و دد	ہیں جزیرہ میں چھپے از رہ حسد	آنچنان کز بیم آدم دیو و دد	در جزائر در رمیدند از حسد
انبیا کے معجزوں کے خوف سے	منکر اندر پارسائی کے چھپے	ہم ز بیم معجزات انبیا	سر کشیدہ منکران زیر گیا
نا مسلمانی کے پردے میں چھپے	مکر سے تا تو نہ جانے کون ہے	تا بناموس مسلمانی زیند	در تلبس تا ندانی کہ کیند
جیوں دغا باز نقلی کھوٹ نقد پے	ضرب شاہی دیوے اور چاندی ملمع	ہمچو قلابان بر آن نقد تباہ	نقرہ می مالند و نام پادشاہ
ظاہرا توحید و شرع کو کمین	جوں دھتورہ باطنا روٹی میں ہیں	ظاہر الفاظشان توحید و شرع	باطن آن ہمچو در نان تخم صرع
فلسفی دم مارے کیا طاقت اسے	مارے دم تو دین حق عاجز کرے	فلسفی را زہرہ نے تا دم زند	دم زند دین حقش برہم زند
ہاتھ پانوں ہیں جماد اسکے وجان	جو کہے دونوں بجا لائیں اس آن	دست و پای او جماد و جان او	ہر چہ گوید آن دو در فرمان او
گرچہ تہمت وہ زبان سے کرتے ہیں	دست و پا اوسکے گواہی دیتے ہیں	با زبان گر چہ تہمت می نہند	دست و پاشان گواہی میدہند

ظہور معجزہ پیغمبر علیہ السلام کا یعنی باتین کرنا سنگریزونکا ابوجہل کے ہاتھ مین گواہی دینا اوپر رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہاتھ مین بوجہل کے کنکر جو تھے / پوچھا احمدؐ سے کہو کیا ہین یہ کر
کرنی ہو کیا ہے میرے ہاتھ مین / آگہی جو راز گردون سے تجھین
بولے وہ کہدون کہ جو چاہو وہ ہے / یا کہین وہ کہین حق ہون راست ہے
دوسرے نادر کہا بوجہل نے / بولے حق قادر ہے ہان آیت لیے
بولے چہ کنکر ہین تیرے ہاتھ مین / سنئے اب وہ تجھہ سے تسبیح کہین
اسکی مٹھی مین ہر اک کنکر جو تھا / پڑھنے کلمہ کو شہادت کے لگا
لا الہ کہکر کے الا اللہ کہا / گوہر احمد رسول اللہ چنان
کنکرون سے یہ سنا بوجہل نے / پھینکا غصہ سے انھین پس خاک پے
بولا ایسا دوسرا ساحر نہین / ساحرون کا تاج تو ہے بالیقین
دیکھا جو بوجہل نے وہ معجزہ / غصہ ہوکر جلد گھر کو چلدیا
روبرو سے آپ کے چودہ گیا / راستے سے چاہ کیچ مین وہ گرا
دیکھا اوس بدبخت نے جو معجزا / کفر زندیقی کی جانب وہ گیا
خاک اسکے سر پہ تھا اندھا لعین / آنکھ جون ابلیس اسکی خاک مین
بات یہ ہے انتہا اے راز گو / قصہ اب چھیر پیر چنگی کا کہو

اظہار معجزہ پیغمبر علیہ السلام بسخن آمدن سنگریزہ در دست ابوجہل وگواہی دادن بر رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سنگہا اندر کف بوجہل بود / گفت اے احمد بگو این چیست
گر رسولی چیست در مشتم نہان / چون خبر داری ز راز آسمان
گفت چون خواہی بگویم کان چہاست / یا بگویند آن کہ ما حقیم و راست
گفت بوجہل این دوم نادرترست / گفت آرے حق ازین نادرترست
گفت شش پارہ حجر در مشت تست / بشنو از ہر یک تو تسبیح درست
از میان مشت او ہر پارہ سنگ / در شہادت گفتن آمد بے درنگ
لا الہ گفت و الا اللہ گفت / گوہر احمد رسول اللہ سفت
چون شنید از سنگہا بوجہل این / زد ز خشم آن سنگہا را بر زمین
گفت نبود مثل تو ساحر دگر / ساحران را سر توئی و تاج سر
چون بدید آن معجزہ بوجہل گفت / گشت در خشم و بسوے خانہ رفت
رہ گرفت و رفت از پیش رسول / افتاد اندر چہ آن زشت فضول
معجز او دید و شد بدبخت و رفت / سوے کفر و زندقہ بس تیز رفت
خاک بر فرقش کہ شد کور و لعین / چشم او ابلیس آمد خاک بین
این سخن را نیست پایان اے عمو / قصہ آن پیر چنگی باز گو

اختتام قصہ پیر چنگی کا اور پیغام پہونچانا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو جو کچھ کہ ہاتف نے آواز دیا

تو گو قصہ پیر چنگی کا سنو / انتظار بات سے ہوا عاجز ہے وہ
یہ ندا آئی عمر کو اے عمر / تو روا حاجت میرے بندہ کی کر
خاص بندہ ہے وہ میرا محترم / سمت گورستان کے اب رکھہ قدم
لے تو بیت المال سے بس اے عمر / ساتھ سو دینار نقد اب جلد تر
لیجا اسکے پاس دکر مختار ہے / اسقدر دے تو معاف اب کر تجھے

تمامی قصہ پیر چنگی و پیغام رسانیدن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ آنچہ ہاتف آواز دادہ بود

بازگرد و حال مطرب گوش دار / زانکہ عاجز گشت مطرب ز انتظار
بانگ آمد مر عمر را کاے عمر / بندہ ما را ز حاجت باز خر
بندہ داریم و خاص و محترم / سوے گورستان تو رنجہ کن قدم
اے عمر بر جہ ز بیت المال عام / ہفتصد دینار در کف نہ تمام
پیش او بر کاے تو ما را اختیار / این قدر بستان کنون معذور دار

استقدر یہ لے کرکے بے تیرا ہلا | خرچ کر جب چکے ہو پھر یاں برام
ہیبت آواز سے چونکہ عمر | باندھی اس خدمت کیخاطر بس کمر
سوے گورستان عمر اسدم گئے | ڈھونڈھنے کو اور بغل مین زر کو لی
سارے گورستان مین وہ دوڑتے پھرے | واں نہیں پایا سوا اس پیر کے
یہ نہیں ہے بولے وہ اور پھر پھرے | پہ سوا اس بوڑھے کے دیکھا اور تھکے
بولے حق کہتا ہے وہ بندہ مرا | پاک و صاف اور لائق عزوا ورر
پیر چنگی کب ہو خاصان خدا | مرادہ واہ ای راز پنہاں واہ وا
پھر پھرے وہ سارے گورستان مین | چون شکاری شیر کہستان مین
جب یقین آیا کہ یہی پیر ہے | بولے روشن دل سیاہی مین بہیر
آنکہ با صد ادب بیٹھے وہان | جب عمر چھینکے اٹھا پیر زمان
اور عمر کو دیکھ وہ حیران ہوا | ڈر سے کانپا اور چاہا بھاگنا
عرض کی دلمیں خدایا تو بچا | محتسب مجھ پیر چنگی پر پڑا
جو نظر اوس پیر کے منہ پر پڑی | دیکھا شرمندہ زرد رو اس گھڑی
پس عمر بولے کہ مجھ سے نہ ڈر | مین بشارت حق کی دیتا ہو تجھ
اسقدر تعریف تیری حق نے کی | کہ عمر کو تجھ پہ جان عاشق ہوئی
آگے میرے بیٹھ اور مت درد ہو | تا کہون محبوبیت کے راز کو
بھیجتا ہے حق سلام اور کہتا ہے | حال تیرا کیا ہے بس اس رنج سے
یہ چلا ہے نقد تیرا اے جوان | خرچ کر اسکو پھر آتو یہان
پیر چنگی کانپا صدم پر سنا | ہاتھ چبایا اور شرمندہ ہوا
چیخا اور کہتا ہے اے یار خدا | بوڑھا عاجز شرم سے پانی ہوا
جو بہت رویا اور از حد غم ہوا | چنگ کو دے مارا اور ٹکڑے کیا
بولا تو میرا حجاب حق ہوا | شاہرہ سے مجھکو رد گردان کیا
خون کھایا میرا جو ہفتاد سال | روسیہ تجھ سے مرا پیش کمال
اے خدائے قہربان و باوفا | رحم کر عمر گذشتہ پر ذرا
حق نے دی وہ عمر ہر دن اسکا ہیں | بیش قیمت ہے نہ جانے کوئی کس

انیقدر را بہر ابریشم بہا | خرج کن چون خرج شد اینجا بیا
پس عمر زان ہیبت آواز جست | تا میان را بہر آن خدمت ببست
سوی گورستان عمر بنہاد رو | در بغل ہمیان دوان در جست جو
گرد گورستان دوان شد او بسی | غیر آن پیر او ندید آن جا کسے
گفت این نبود دگر بارہ دوید | ماندہ گشت و غیر آن پیر او ندید
گفت حق فرمود ما را بندہ ایست | صافی و شایستہ و فرخندہ ایست
پیر چنگی کے بود خاصہ خدا | حبذا اے سر پنہان حبذا
بار دیگر گرد گورستان بگشت | ہمچو آن شیر شکاری گرد دشت
چون یقین گشتش کہ غیر پیر نیست | گفت در ظلمت دل روشن بسیست
آمد او با صد ادب آنجا نشست | بر عمر عطسہ فتاد و پیر جست
مر عمر را دید ماند اندر شگفت | عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت
گفت در باطن خدایا از تو داد | محتسب بر پیرکی چنگی فتاد
چون نظر اندر رخ آن پیر کرد | دید او را شرمسار و روے زرد
پس عمر گفتش مترس از من مرم | کت بشارتہا ز حق آوردہ ام
چند یزدان مدحت خوی تو کرد | تا عمر را عاشق روے تو کرد
پیش من بنشین و مہجوری مساز | تا بگوشت گویم از اقبال راز
حق سلامت میکند می پرسدت | چونی از رنج و غمان بیحدت
نک قراضہ چند ابریشم بہا | خرج کن این را و باز اینجا بیا
پیر لرزان گشت چون این را شنید | دست میخائید و بر خود می طپید
بانگ میزد کاے خداے بینظیر | بسکہ از شرم آب شد بیچارہ پیر
چون بسے بگریست وز حد رفت درد | چنگ را زد بر زمین و خرد کرد
گفت اے بودہ حجابم از الہ | اے مرا تو راہ زن از شاہراہ
اے بخوردہ خون من ہفتاد سال | اے ز تو رویم سیہ پیش کمال
اے خداے با عطاے با وفا | رحم کن بر عمر رفتہ بر جفا
داد حق عمرے کہ ہر روزے از آن | کس نداند قیمت آن در جہان

عمر مین نے غم کی ہے وسیدم
بس نہ جانی مین جہانگی زیر دیم
باسے ایس یادو اق دراہ کے
رنج فرقت کا گیا بس یادسے
باے مین ٹوٹا تری سے زیر کے
دل مرا او دل کی کھیتی خشک ہی
راگنی جو بیس کی آواز سے
کاروان گذرے ٹھہرے وقت ہے
اے خدا فریاد ہے فریاد خواہ
تے کسی نے داد چاہی داد خواہ
نے کسی کو داد مین نے یان پے دی
عمر ستر سال کی مجھ سے گئی
نے کسی سے داد مین پاؤن مگر
جو کہ ہے مجھسے مرے نزدیک تر
وسیدم پہونچی مجھے آس سے خودی
بس سوا دیکھون جو یہ کم ہو مری
مثل اسکے کون دیوے زر مجھے
کر نظر اسپر و خود پرست کرے
اسطرح روتا وکرتا نالہ وہ
یاد کر برسون کے اپنے جرم کو

درد سیدم جملہ را در زیر و بم
خرج کردم عمر خود را دمبدم
رفت از یادم دم تلخ فراق
آہ کز یاد رہ و پردہ عراق
خشک شد کشت دل من دل بمرد
وائے کز تری زیر کند خورد
کاروان بگذشت و بیگہ شد نہار
وائے کز آواز این بست و چہار
داد خواہم نے ز کس زین داد خواہ
ای خدا فریاد ازین فریاد خواہ
عمر شد ہفتاد سال از من جہان
ای ز کس چون من ندادم بر جہان
زانکہ ہست از من بمن نزدیکتر
داد خود از کس نیابم جز مگر
پس درا بینم چون این شد کم مرا
کین منی از وے رسد ہر دم مرا
سوی او دار ی لسوی خود نظر
ہمچو آن کو با تو باشد زر شمر
میشمرد ے جرم چندین سالہ او
ہمچنین در گریہ و در نالہ او

پھیرنا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا نظر اسکی کو مقام رونے سے کہ ہستی ہی طرف مقام استغراق کی کہ نیستی ہے

گردانیدن عمر رضی اللہ عنہ نظر او را از مقام گریہ کہ ہستی ست بمقام استغراق کہ نیستی ست

پس عمر بولے کہ یہ زاری تری
یہ بھی ہے آثار ہشیاری تری
پھر نکالا اوسکو اس حالات سے
والا استغراق مین عذرات سے
راہ فانی کی تو راہ ہی اور ہے
کیونکہ ہشیاری گناہ ہی اور ہے
یاد ماضی کی ہے ہوشیاری ولا
حق پردہ ماضی مستقبل ترا
آگ ان دونون کو اب دے تو لگا
کب تلک جو نے رہیگا پر گرہ
نے مین ہے جبتک گرہ ہمدم نہین
نے ہو لب آواز کی وہ ہمنشین
یہ طواف اپنا کرے مرتد ہے تو
جو کہ آئے گھر مین تو با خود ہے تو
تیرے مخبر خبر سے بے خبر
تیری توبہ ہے گناہون سے بتر
تو کرے توبہ گذشتہ حال سے
توبہ اس توبہ سے پھر تو کیا کرے
گہ صدائے زیر کو قبلہ کرے
گاہ گریہ زار کو کعبہ کرے
جو عمر آئینہ بھید و نکے ہوے
جان تن مین آئی تنگ پیر کے
مثل جان نے گریہ رکھنے ہنسی
جان گئی جان دوسری زندہ ہوئی

پس عمر گفتش کہ این زاری تو
ہست ہم آثار ہشیاری تو
بعد از ان او را از ان حالت براند
را عتذارش سوی استغراق خواند
راہ فانی گشتہ راہ دیگرست
زانکہ ہشیاری گناہ دیگرست
ہست ہشیاری ز یاد ماضی
ماضی و مستقبلت پردہ خدا
آتش در زن بہر دو تا بکے
پر گرہ باشی ازین ہر دو چو نے
تا گرہ با نے بود ہمراہ نیست
ہمنشین آن لب و آواز نیست
چون بطوفی خود بطوفی مرتدی
چون بخانہ آمدی ہم با خودی
اے خبرہات از خبردہ بیخبر
توبہ از گناہ تو بدتر
اے تو از حال گذشتہ توبہ جو
کے کنی توبہ ازین توبہ بگو
گاہ بانگ زیر را قبلہ کنی
گاہ گریہ زار را قبلہ زنی
چونکہ فاروق آئینہ اسرار شد
جان پیر اندرون بیدار شد
ہمچو جان بے گریہ و بے خندہ شد
جانش رفت و جان دیگر زندہ شد

پیشتر کشف شفا جو پائی اس انکشاف سولانا آگے بیان فرمائینگے ہین تا فہم ۱۱

حیرت اسکے دل میں آئی اس گھڑی | جان زمیں و چرخ سے آگے ملی
حیرت جستجو ہے جو سوا | میں نہ جانوں گر تو جانے کہ بھلا
حال و قال کہ ہر سوا حال و قال | غرق ہے امر جمال و ذو الجلال
نے وہ غرق ہے کہ خلاصی سکو ہے | کون دریا کے سوا جانے اسے
عقل جزوی تیری اس کا ہے | گر تقاضا بر تقاضا نے اسے
جو تقاضا بر تقاضا آتے ہے | موج اس دریا کی اس جا آگئی ہے
پھر پہنچا انتقال پیر اس جا جب | غرق ہوئی جان پیر کی دریا میں
بیٹھے رہ گفتگو کی مسند کی | ختم میں اسکے بات آدھی رہ گئی
دوستو اس عیش عشرت کے لئے | بس ہزاروں جان دینا چاہیے
مار ہو مچھر کو جہاں کے کر نثار | مثل خورشید جہاں جانکر نثار
جان نثاری جو خورشید ہے | خالی ہر دم ہوا سے ہر دم بھرے
جان نثار اب کر اے شمس معنوی | عالم کہنہ کو بتلا تازہ کے
جسم انساں میں برابر آتی جان ہے | فیض سے مانند جاری آب کے
تر و تازہ ہر وقت آگے غیب سے | اور جان تن سے ہر دم جا رہی ہے

حیرتے آمد درونش آن زمان | که برون شد از زمین و آسمان
جستجوی از ورای جستجو | من نمی دانم تو میدانی بگو
حال و قال از ورای حال و قال | غرق گشته در جمال ذو الجلال
غرقهٔ نی که خلاصی باشدش | یا بجز دریا کسی بشناسدش
عقل جزو از کل گویا نیستی | گر تقاضا بر تقاضا نیستی
چون تقاضا بر تقاضا میرسد | موج آن دریا بدینجا میرسد
چونکه قصهٔ حال پیر اینجا رسید | پیر و حالش روی در پرده کشید
پیر دامن را ز گفت و گو فشاند | نیم گفته در دهان ما بماند
از پی این عیش و عشرت ساختن | صد هزاران جان بباید باختن
در شکار بیشهٔ جان باز باش | همچو خورشید جهان جانباز باش
جان فشان افتاد خورشید بلند | هر دمی تن می شود پر می کنند
جان فشان ای آفتاب معنوی | مر جهان کهنه را بنما نوی
در وجود آدمی جان و روان | می رسد از غیب چون آب روان
هر زمان از غیب نو نو میرسد | در جهان تن برون شو میرسد

تفسیر دعا مانگنے ان دو فرشتوں کی کہ ہر روز بر سر بازار منادی

کرتے ہیں اللھم اعط کل منفق خلفا اللھم اعط کل ممسک تلفا

اور بیان اسکا کہ نفقہ دینے والا مجاہد راہ حق کا ہے مسرف راہ ہوا کا مجاہد نہیں ہے

تفسیر دعای آن دو فرشته که هر روز بر سر بازار منادی

کنند اللهم اعط کل منفق خلفا اللهم اعط کل ممسک تلفا

و بیان آنکه منفق مجاهد راه حقیقت ست نه مسرف راه هوا

بولے پیغمبر نصیحت کے لئے | دو فرشتوں سے ندا یہ آتی ہے
کر خدا آسودہ جو بخشش کرے | ہر درم کے عوض اسکو لاکھ دے
ممسکوں کو اے خدا اندر جہاں | کچھ نہ دے الا زیاں اندر زیاں
اور سخی کو اے خدا اولاد دے | اے خدا ممسک کو تو برباد دے
اپنی جان بخل و سخا سے تر رکھو | جو محل ہو وہ اثر اپنا کرے
بخل بہتر ہو سخاوت سے کبھی | مال حق بے حکم حق مت دو کبھی

گفت پیغمبر که دایم بهر پند | دو فرشته خوش منادی می کنند
کای خدایا منفقان را سیر دار | هر درمشان را عوض ده صد هزار
ای خدا ممسکان را در جهان | تو مده الا زیان اندر زیان
ای خدایا منفقان را ده خلف | ای خدایا ممسکان را ده تلف
منفق و ممسک محل بین سے بود | چون محل باشد موثر می شود
ای بسا امساک کز انفاق به | مال حق را جز بامر حق مده

تا عوض تو مال پائے بے شمار	کافرونسے تا نہوا سکے شمار
اونٹ قربانی وہ کرتے تھے کہ تا	مصطفٰے پر تیغ غالب ہو سدا
امر حق واصل سے تو معلوم کر	امر حق جانے نہیں ہر اک شریر
عدل اک باغی غلام اب جو کرے	باغیوں کو مال شہ بخشش میں دے
آلت تردد عدل باغی ہیں آسے	کر سخاوت کی ہو بیشی جود سے
باغی اس عدل دغا سے پیش شاہ	بس نکل جائے اور ہو رو سیاہ
غافلوں کے ڈر کو آیۃ میں لکھا	کہ یہ انفاق انکا سب حسرت ہوا

تا عوض یابی تو مال بیکران	تا نباشی از عداد کافران
کاشتران قربان ہمی کردند تا	چیرہ گردد تیغ شان بر مصطفٰے
امر حق را باز دان از واصلے	امر حق را در نیابد ہر غوی
چون غلام یاغی کو عدل کرد	مال شاہان بر یاغیان او بذل کرد
طرفہ کانرا ہمی پنداشت عدل	گر سخاوت کرد او ام اتیار و بذل
عدل این یاغی و داد این پیش شاہ	چہ فزاید دوری و روی سیاہ
در نبی انذار اہل غفلت است	کان ہمہ انفاقہا شان حسرت است

قربانی کرنا سرداران عرب کی بامید قبول ہونیکے

قربانی کردن سرداران عرب با اُمید قبول اُفتادن

سرداران مکہ با جنگ رسُول	کرتے قربانی بامید قبول
اسلئے مومن کہے از راہ بیم	وہ نماز اہدنا الصراط المستقیم ہو
بس درم دینا سخی کو ہے روا	جان دینا عاشقو نکی ہے سخا
نان دی حق کے لئے نان دیں تجھے	جان دی حق کے لئے جان دیں تجھے
گر ہون تجھپر یہ درختان چنار	برگ بے برگی سے دیوے کردگار
گر نہ رہ بخشش سے باقی تیرا مال	فضل حق تجکو کرے کب پائمال
گر کرے کھیتی و غلہ ہو جدا	پر رہا سکے کھیت مین برکت سوا
جسنے رکھا غلہ اور صرفہ کیا	حادثو نکا موش و گھن اسمین لگا
یہ جہان نفی ہے ڈھونڈھ اثبات مین	نقطہ صورت تیری ڈھونڈھ اب ذات مین
جان شور و تلخ کو تو چھوڑ دے	جان مثل بحر شیرین کو تو لے
چھوڑ سکتا گر نہیں یہ آستان	سنلے مجھسے ایک تو یہ داستان

سروران مکہ در حرب رسول	بود شان قربان بامید قبول
بہر این مومن ہمی گوید ز بیم	در نماز اہدنا الصراط المستقیم
آن درم دادن سخی را لائق است	جان سپردن خود سخای عاشق است
نان دہی از بہر حق نانت دہند	جان دہی از بہر حق جانت دہند
گر بریزد برگہای این چنار	برگ بے برگیش بخشد کردگار
گر نماند از جود در دست تو مال	کے کند فضل الٰہت پائمال
ہر کہ کارد گردد انبارش تہی	لیکش اندر مزرعہ باشد بہی
وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد	اشپش و موش و حوادثہاش خورد
اینجہان نفی ست در اثبات جو	صورتت صفرست در معنات جو
جان شور و تلخ پیش تیغ بر	جان چون دریا شیرین را بخر
گر نمی تانی شدن زین آستان	گوش کن باری ز من این داستان

قصہ خلیفہ کیجو اپنے زمانہ کی بخشش مین حاتم سے بڑھ گیا تھا

قصہ خلیفہ کہ در زمان خود در کرم از حاتم طائی گذشتہ بود

اک خلیفہ پہلے ایامون مین تھا	اسکی بخشش کا تھا حاتم بھی گدا
آسنے بخشش کا علم برپا کیا	فقر و حاجت کو جہانسے کھو دیا
بحر کان بخشش سے اسکی بھا تھا	شہرہ اسکا قاف سے تا قاف تھا

یک خلیفہ بود در ایام پیش	کردہ حاتم را گدای جود خویش
رایت اکرام و جود افراشتہ	فقر و حاجت از جہان برداشتہ
بحر و کان از بخشش صافت آمدہ	داد او از قاف تا قاف آمدہ

عالم فانی میں ابر و آب تھا / مظہر بخشایش وہاب تھا
بحر و کان بخشش سے اسکے کانپتے / سوی جود اسکے تھم جاتے قافلے
اسکا در تو قبلۂ حاجات تھا / شہرۂ عالم میں تھا اسکے جود کا
کیا عجم کیا روم و کیا ترک و عرب / تھے سخاوت اسکی سے سیراب سب
آب حیوان تھا وہ دریائے کرم / زندہ اس سے ہم عرب تھے ہم عجم
ایسے سلطان کے زمانے میں سنو / ایک قصہ مجھ سے تم اے دوستو

در جهان خاک و ابر و آب بود / مظهر بخشایش وهاب بود
از عطایش بحر و کان در زلزله / سوی جودش قافله در قافله
قبلهٔ حاجات در دروازه اش / رفته در عالم بجود آوازه اش
هم عجم هم روم هم ترک و عرب / مانده از جود و سخایش در عجب
آب حیوان بود دریای کرم / زنده گشته هم عرب زو هم عجم
اندر ایام چنین سلطان داد / بشنو اکنون داستانی اوستاد

قصہ درویش اعرابی و جھگڑا کرنا عورت کا ساتھ اسکے بسبب فقر و درویشی

ایک دن شوہر سے اعرابن کڑی / باتوں باتوں وہ بات آکی بڑی
فقر و فاقہ کب تلک ہم یہ کرین / سب جہان میں خوش ہیں ہم ناخوش پڑے
نان نہ ہکو ہاں کھائیں درد و رشک / جام نے ہکو نہیں ہم آب اشک
ہر ہمارا جامہ تاب آفتاب / رات کو توشک اور لحاف اک ماہتاب
قرص مہ کو قرص نان ہم جانکر / ہاتھ پھیلاتے ہیں فلک کے سمت پر
ہے ہماری فقر سے فقرا کو ننگ / رات دن ہم فکر روزی میں ہیں تنگ
اپنے بیگانہ ہیں ہم سے بھاگتے / سامری مردم سے جو پنہاں رہے
گر کسی سے مانگیں ایک مٹھی مسور / کہتے ہیں چپ ابلہ ہو ہم سے دور
ہے عرب کو غزو سے فخر و عطا / ہے عرب میں مثل خط اندر خطا
وہ غزا کیا ہے غزا ہم مرتے ہیں / ہم عدم کی تیغ پر سر دھرتے ہیں
کیا خطا ہم بے خطا ہیں آگ میں / کیا نوا ہم درد و غم میں غرق ہیں
کیا عطا ہم آپ ہی کنجوس ہیں / اور ہوا سے خود بھی مکھی چوستے ہیں
گر کوئی مہمان ہمارا ہو کبھی / سب کو سوتے کملی اسکی چھین لین
اس طرح برکت اور جھگڑا ہوا / اور شوہر سے کلام اسکا بڑھا
فقر و فاقہ نے کیا ہے ہمکو خوار / بیقرار ایسے جلے ہیں بے قرار
الغرض ایسی تو خواری کیوں سہیں / آگ کو دریا میں ہم دوڑ رہیں
تا کہاں آ جائے گر دن مہمان / ہو کس شرمندگی ہمکو سہان

قصهٔ اعرابی درویش و ماجرا کردن زن با او از قلت و درویشی

یک شب اعرابی زنی مر شوی را / گفت و از حد برد گفت و گوی را
کین همه فقر و جفا ما می کشیم / جمله عالم در خوشی ما ناخوشیم
نان مان نی نان خورش مان درد و رشک / کوزه مان نی آب مان از دیده اشک
جامهٔ ما روز تاب آفتاب / شب نهالین و لحاف از ماهتاب
قرص مه را قرص نان پنداشته / دست سوی آسمان برداشته
ننگ درویشان ز درویشی ما / روز و شب از روزی اندیشی ما
خویش و بیگانه شده از ما رمان / بر مثال سامری از مردمان
گر بخواهم از کسی یک مشت نسک / مر مرا گوید خمش کن مرگ و جسک
مر عرب را فخر غزو است و عطا / در عرب تو همچو خطی در خطا
چه غزا ما بی غزا خود کشته ایم / ما به تیغ فقر بی سر گشته ایم
چه خطا ما از خطا در آتشیم / چه نوا ما در دو غم را مفرشیم
چه عطا ما بر گدا می تنیم / مر مگس را در هوا رگ می زنیم
گر کسی مهمان رسد گر من منم / شب بخسپد دلق او را بر کنم
زین نمط زین ماجرا و گفت و گو / مرد را حد عبارت بیش تو
از عناد و فقر ما گشتیم خوار / سوختیم از اضطراب و اضطرار
تا بچه ما زین چنین خواری کشیم / غرق اندر بحر زرد آتشیم
تا که اندر ری در آید میهمان / تمر سازد بهر او ای جان

بیجرا آیا ہے مہمان مثل سیل | دعوت اسکی جو تیو نکے ہو طفیل

مغرور ہونا مریدون محتاجکا اور تشبیہ دینا مدعیون مکار کو ساتھ

شیخ واصل کے اور اصل کو نقل نہ جانا اور نہ پانا

اسلئے کہتے ہین دانا کے زبان ... چاہیے محسن کے ہونا میہمان
نور ہیا اور میہمان اسکا ہوا ... جو کہ ادنی سے کبھی چاہے فائدہ
نے وہ غالب کب تجھپر غالب کرے ... نور کیا ظلمت وہ دلکو تیرے نے
نور قرآن سے نہ حاصل ہو جسے ... نور کب وہ دوسرونکو دے سکے ہو
جیسے اندھا آنکھ کی دار و کرے ... کیا ہو آنکھو مین دوا پیدا اگر
بیمار اقتضا سے بس حال ہے ... نے کوئی مغرور میہمان اسکے
دس برس کا تھا جو دیکھا نہو ... اسکو صورت مین ہماری دیکھلو
ظاہر ایسا جون بطون مدعی ... دلمین تاریکی زبان پر روشنی
نے خدا سے بو آسے اور نے اثر ... دیکھے دعوت مثل شیث و بو البشر
آسنے شیطان بھی نہ دیکھا ہر کبھی ... خود زاہدون سے دلو ی برتری
بس پڑا یا اسنے درویشونکی مال ... تاکہ جانین اسکو ہے صاحب کمال
عیب پکڑے وہ کلام بایزید ... آنکے دلسے ہو وہ شرمندہ یزید
جو کوئی جانے اسے جون بایزید ... حشر اسکا ہووے یا مثل یزید
اسمانے خوان اسکو کب ملے ... حق نے اک شے بھی سے نہ ڈالی مجھے
کہتا ہے مین خوان حق کا رکھتا ہون ... نائب حق ہون خلیفہ زادہ ہون
بے دقوقونکی وہ کرتا ہے صلا ... آو کہ کھاؤ سیکے بیو دکا
کل نہ ملے ... پر سون خلق کو ... بس پھرا آتا ہے نہو تی کل ہے دور
مدتون میں آدمی کے بھید کی ... جا کے ظاہر ہوتی ہے بیشی و کمی
زیر دیوار بدن ہے گنج یا ... ہے وہ خانہ ایک مور و مار کا
جب کھلا یہ بھید کہ وہ کچھ نتھا ... عمر طالب گئی آگاہی سے کیا

بیان اس بات کا کہ کبھی پیر مرشد مکار کا اپنے صدق اعتقاد سے

یک گمان کرد ایدیے ثبوت | زانکہ گفتش میہمان سازم قوت

مغرور شدن مریدان محتاج و تشبیہ مدعیان مزور و لیشان

شیخ واصل نبد اشتن مقلد را از نقل نا دانستن و نیافتن

بہر این گفتند دانایان فن ... میہمان محسنان باید شدن
تو مرید و میہمان آن کسے ... کو ستاند حاصلت را از خسے
نیست چیرہ چون ترا چیرہ کند ... نور ندہد مر ترا تیرہ کند
چون ورا نوری نبد اندر قران ... نور کی یابند از وی دیگران
ہمچو اعمش کو کند داروی چشم ... چہ کشد در چشمہا الا کہ پشم
حال ما اینست در فقر و عنا ... ہیچ مہمانے مبا مغرور ما
قحط ده سال از ندیدی در صور ... چشمہا بگشا و اندر ما نگر
ظاہر او چون درون مدعی ... در دلش ظلمت زبانش شعشعی
از خدا نے بوی او را نے اثر ... دعوی اش افزون ز شیث و بو البشر
دیو ننموده ورا ہم نقش خویش ... او ہمی گوید ز ابدالیم بیش
حرف درویشان بدزدیده بسے ... تا گمان آید کہ ہست او خود کسے
خورده گیرد در سخن بر بایزید ... ننگ دارد از درون او یزید
ہر کہ داند مرد را چون بایزید ... روز محشر حشر گردد با یزید
بے نوا از نان و خوان آسمان ... پیش او نداخت حق یک استخوان
او ندا کرده کہ خوان بنہاده ام ... نائب حقم خلیفہ زاده ام
الصلا ساده دلان پیچ پیچ ... تا خورید از خوان جودم ہیچ ہیچ
سالہا بر وعدهٔ فردا کسان ... گرد آن در گشتہ فردا نا رسان
دیر باید تا کہ سر آدمی ... آشکارا گردد از بیش و کمی
زیر دیوار بدن گنجست یا ... خانہ مارست و مور و اژدہا
چونکہ پیدا گشت کو چیزے نبود ... عمر طالب رفتہ آگاہی چہ سود

دربیان آنکہ نادر افتد کہ مرید در مدعی مزور اعتقاد کند بصدق

ترجمہ	فارسی
ایک مقام کو پہونچتا ہے کہ شیخ نے اسکو خواب میں بھی دیکھا ہووے / آگ پانی اسکو تکلیف نہ دے اور شیخ کو تکلیف دے لیکن یہ نادر ہے	در مقامی رسد که شیخش بخواب ندیده باشد و آب و آتش / او را گزند نرساند و شیخش را گزند رساند ولی این نادرست

ترجمہ		فارسی	
پھر یہ نادر ہے کہ طالب کو فروغ	اس سے ہو جو کہتا مرشد ہے دروغ	لیک نادر طالب آید کز فروغ	در حق او مایه آید آن دروغ
وہ ارادہ و صدق سے پائے مقام	گرچہ جاں سے وہ ہے ایک جسم تمام	او بمقصد میرسد خود جانب رسد	گرچہ جان پنداشت آن را آن حسد
گر کرے شب میں تحری سمت کی	گو نہ ہو قبلہ نماز اسکی ہوئی	چون تحری در دل شب قبله را	قبله نبود آن نماز او روا
مدعی میں قحط جان کا ماجرا	پر ہے ہم میں قحط ناں کا ظاہرا	مدعی را قحط جان اندر سر است	لیک ما را قحط نان بر ظاهر است
کیوں کریں ہم مدعی پنہاں اسے	حال کیوں دیں شرم سے ہم مکر کر	ما چرا چون مدعی پنهان کنیم	بهر ناموس مزور جان کنیم
حال پیدا اسکو وہ ہونے لگا	جو نہ دیکھا شیخ نے برسوں میں تھا	مر درا رتو می نماید حالها	که ندید آن هیچ شیخش سالها

ترجمہ	فارسی
صبر کے لئے کہنا اعرابی کا عورت اپنی کو	صبر فرمودن اعرابی زن خود را

ترجمہ		فارسی	
بولا شوہر کہ تو کب تک ڈھونڈتی ہے نفع کو	عمر گذری اور رہی تھوڑی سی دو	شوی گفتش چند جویی دخل و کشت	خود چه ماند از عمر افزون‌تر گذشت
دیکھتے عاقل کم و بیشی میں کب	سیل کے مانند گذریں دونوں اب	عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد	زانکه هر دو همچو سیلی بگذرد
صاف ہو یا تیرہ سیل جائیگی گذر	جو نہیں ٹھہریں حکایت تو نہ کر	خواه صاف و خواه سیل تیره‌رو	چون نمی‌پاید دمی از وی مگو
سیکڑوں عالم میں دیکھو جانور	ہیں خوشی سے جیتے بے کسب و ہنر	اندرین عالم هزاران جانور	می‌زید خوش عیش بی زیر و زبر
شکر کرتی ہے خدا کا فاختہ	سر درخت اور شب کا نہ ساماں ذرا	شکر می‌گوید خدا را فاخته	بر درخت و برگ شب ناساخته
حمد کرتی ہے خدا کا عندلیب	رزق کا تجھ پر یقیں ہے اے مجیب	حمد می‌گوید خدا را عندلیب	کاعتماد رزق بر تست ای مجیب
باز دست شاہ پر رکھ خوشی	ملتہ مردار سے ہر دست دلی	باز دست شاه را کرده نوید	از همه مردار ببریده امید
ایسے ہی مچھر سے لیکر تا بہ فیل	ہیں عیال اللہ و حق نعم المعیل	همچنین از پشه گیری تا به پیل	شد عیال الله و حق نعم المعیل
غم معیشت کا کہ جو سینے میں ہے	ہے مسارت ہوا و خاک سے	این همه غمها که اندر سینه‌هاست	از غبار و باد و بود ماست
جز کو کاٹے غم درانتی کے مثال	یہ ہوا ہے اور وہ رنج و ملال	این غمان بیخ کن چون داس ماست	این چنین شد وان چنین وسواس ماست
جان تو ہے رنج پارہ موت کا	جزو مرگ اب خود سے کر دفع و جدا	دانکه هر رنجی ز مردن پاره‌ایست	جزو مرگ از خود بران گر چاره‌ایست
بھاگ سکا گر نہ تو اس جزو سے	جان لے کل اسکا تیرے سر پہ ہے	چون ز جزو مرگ نتوانی گریخت	دانکه کلش بر سرت خواهند ریخت
موت کا جزو ہو شیریں گر تجھے	کل بھی ہووے شیریں تجھکو جان لے	جزو مرگ ار گشت شیرین مر ترا	دانکه شیرین میکند کل را خدا
مرگ کا ہے درد آیا یہ رسول	نے رسول سے منہ پھیر اے فضول	دردها از مرگ می‌آید رسول	از رسولش رو مگردان ای فضول

تو جیسے خوش و ہرے تکلیف سے	جو ہر تن پر دے نہ جان اسکی بجز
بکریان جنگل سے لائین ذبح کو	اسمین جو فربہ ہو وہ ذبح ہو
رات گذری اور سحر اب ہو گئی	کب تلک اب یہ کہانی ہووے گی
نوجوان تھی او قناعت تجکو تھی	زر کو جیتی ہے و پہلے زر تو تھی
تو تھی اک انگور میوہ کیون گھٹی	وقت میوہ پکنے کے فاسد ہوئی
میوہ شیرین تیرا ہو زیادہ بڑھے	نے جون بل رستی کر تو پیچھے ہٹے
تو مرا جوڑا ہے جوڑا ہم صفت	تا کہ پورا کام ہو با مصلحت
چاہیے جوڑا ہو باہم ایک سا	دیکھ جوڑا موزی کا اور کفش کا
پانون مین ہو جو کہ کفش ایک تنگ	دونون کفشو کو تو پھینکے بید رنگ
جوڑا ہوتا نہین چھوٹا بڑا	شیر کا کب گرگ سے جوڑا ہوا
کب درست آوین کجاوے اونٹ پ	ایک خالی دوسرا ہو پر شر
مین قناعت سے رکھون دلکو قوی	اور ہوس سے تو کرے طعنہ زنی
مرد قانع از رہ اخلاص و سوز	اسطرح عورت کو کہتا تھا بروز

هر که شیرین می زید او تلخ مرد	هر که او تن را پرستد جان نبرد
گوسفندان از صحرا می کشند	آنکه فربه تر مر او را می کشند
شب گذشت و صبح آمد ای قمر	چند این افسانه را گیری ز سر
تو جوان بودی و قانع تر بدی	زر طلب گشتی خود اول زر بدی
زر بدی پر میوه چون کاسد شدی	وقت میوه پختنت فاسد شدی
میوه ات باید که شیرین تر شود	چون رسن تابان نه واپس تر رود
جفت مایی جفت باید هم صفت	تا بر آید کارها با مصلحت
جفت باید بر مثال همدگر	در دو جفت کفش و موزه درنگر
گر یکی کفش از دو تنگ آید بپا	هر دو جفتش کار ناید مر ترا
جفت در یک خرد و آن دیگر بزرگ	جفت شیر بیشه دیدی هیچ گرگ
راست ناید بر شتر جفت جوال	آن یکی خالی و دیگر مال مال
من روم سوی قناعت دل قوی	تو چرا سوی شناعت میروی
مرد قانع از سر اخلاص و سوز	زین نسق میگفت با زن تا بروز

نصیحت کرنا عورت کا خاوند کو کہ بات اپنے حوصلہ و مرتبہ سے زیادہ نہ کہہ کہ لم تقولون ما لا تفعلون کہ یہ بات اگرچہ درست ہے لیکن تیرا مرتبہ نہین ہے کسواسطے کہ بات زیادہ مرتبہ سے کہنا نقصان لاتی ہے

نصیحت کردن زن مر شوی را که سخن افزون از قدم و مقام خود مگو کلم تقولون ما لا تفعلون که این سخنها اگرچه راست است اما این مقام ترا نیست و سخن فوق مقام زیان آرد

اسکے عورت نے کہا اے بے حیا	دم مین کب آتی ہون تیرے بھلا
تو ہمات و دعوی بیہودہ کرسے	اور باتین کبر و نخوت کی سے
گزر فخر کی باتین کو کرنا بر بر	حال و فعل اپنا تو دیکھ اور شرم کر
تو غرور اور کبر نخوت وا ہیات	چھوڑ دے دل سے کہ تا ہووے نجات
کبر و بے برگ گدایون کو تبر	برف و سردی ہووے اسدم جامہ تر
کب تلک تو مو بچہ دعوی سے	گھر ترا مکڑی کا جالا سا دیکھے
جان قناعت سے نہ روشن تو کی	نام سیکھا از قناعت کا یہی

زن برو زد بانگ کای ناموس کیش	من فسون تو نخواهم خورد بیش
ترهات از دعوی و دعوت مگو	رو سخن از کبر و از نخوت مگو
چند حرف طمطراق کار و بار	کار و حال خود ببین و شرم دار
نخوت و دعوی دگر و ترهات	مده کن از دل که تا یابی نجات
کبر زشتست و از گدایان زشت تر	روز سرد و برف وانگه جامه تر
چند از دعوی باد و بروت	ای ترا خانه چو بیت العنکبوت
از قناعت کی تو جان افروختی	از قناعتها تو نام آموختی

اردو	اردو	فارسی	فارسی
بولے پیغمبر قناعت گنج ہے	بے جا تو گنج جانے رنج سے	گفت پیغمبر قناعت چیست گنج	گنج را تو وا نمی دانی ز رنج
یہ قناعت ایک ہے گنج رواں	مت کر یوں تو لے رنج رواں	این قناعت نیست جز گنج روان	تو مزن لاف ای غم و رنج روان
جفت مت کہ مجکو نے نعلین سیا	جفت سمجھے کی ہو نہ جفت وا	تو مرا جفت و کمتر زن مثل	جفت انصاف ہم جفت ذمل
ہمسری مت بادشاہ سو کر ہو	کیونکہ تو تو ایک گمی پیڑ سے	چون قدم بادشاہ و بایک پیترلی	چون گمس را در ہوا تو پیر لی
ایک ہڈی پر تو کتو نسے لڑے	گر نہ سمجھا ہے تو نالش کیوں کرے	باسگان بر استخوان درچالشتے	چون نئ اشکم تہی در نالشتی
مجکو خواری سے تو مت دیکھ ذلیل	ورنہ جو کچھ ہے کہہ دوں ای علیل	سوی ما سگر بخواری سست نیست	تا نگویم آنچہ در رگہای تست
عقل اپنی مجہ سے از زن کے ہے	جانے مجکو کم سمجہ کس راہ سے	عقل خود را از من افزون دیدہ	مر من کم عقل را چون دیدہ
گرگ سان حملہ کر جان پر مرے	بے وقوفی اچھی ہے تیری عقل سے	ہمچو گرگ زشت اندر ما مجہ	ای ز ننگ عقل تو کم عقلی بہ
عقل ہے ما نند مردم خور تری	سانپ بچھو عقل وہ تیری نی	چونکہ عقل تو عقیلہ مردم است	آن نہ عقل است آنکہ مار و کژدم است
تیری ظلم و مکر رکھے خدا	عقل سے تیری بچہ رکھے خدا	خصم ظلم و مکر تو اللہ باد	دست عقل تو زما کوتاہ باد
تو ہی افسون گر تو ہی سانپ ہے	سانپ ہر اور سانپ والا آپ ہی	ہم تو مارے ہم فسون گر ای عجب	مار گیر و ماری ای ننگ عرب
زاغ سے اپنی بڑائی گر کہلے	برف کے مانند غم سے وہ گھلے	زاغ گر زشتی خود بشناختے	ہمچو برف از رنج و غم بگداختی
گر فسونگر مثل دشمن سانپ کے	بس پڑھے افسون تو سانپ اس پر	مرد افسون گر بخواند چون عدو	او فسون بر مار و مار افسون بر او
گر نہ افسون ہوتا اسکے دام مار	کب فسون مار کا ہوتا شکار	گر نبودی دام او افسون مار	کی فسون مار را گشتی شکار
مرد افسون گر بحرص کسب کے	مار کے افسون سے ہرگز ڈرے	مرد افسون گر ز حرص کسب گر	در نیابد آن زمان افسون مار
مار کہوے دیکھ افسون اپنی سے	لے فسون گر دیکھ افسون کو ہرے	مار گوید اے فسون گر ہین و ہین	آن خود دیدی فسون ما ببین
تونے حق کے نام کا دیکر فریب	کر دیا رسوا مجھے اور بے حسیب	تو بنام حق فریبی مر مرا	تا کنی رسوای شور و شر مرا
نام حق نے پھانسا ہے تو نے مجھے	نام حق کرتا ہے دام افسوس ہے	نام حقم بست نے آن رای تو	نام حق را دام کردی وای تو
نام حق اب تجھ سے بدلا میرا لے	نام حق کو سونپا جان تن یہ ہے	نام حق بستاند از تو داد من	من بنام حق سپردم جان و تن
تا عوض میرے تجھے رکھی کرے	یا تجھ بھی مجھسا اسے قیدی کرے	تا ز خشمم بس رگ جانت برد	تا ترا چون من بزندانے برد
اسطرح عورت نے باتیں سخت کیں	ناروا خاوند سے اپنے کیں	زن ازین گونہ خشن گفتارہا	خواند بر شوے جوان طومارہا

نصیحت کرنا مرد کا عورت کو کہ فقیر کو تو خوار مت جان

نصیحت کردن مرد زن را کہ در فقیران بخواری منگر

اور حق کے امر کو تو کمال کے ساتھ دیکھ اور فقیر دیکھ فقیر پر طعنہ مت مار اور فقیر میں شکر خدا کر

و در کار حق بگمان کمال نگر و طعنہ مزن در فقر و فقیران و شکر کن در فقر

مرد بولے طعنہ عورت سن کے	سن کے اسے کیا کہا گو جان سے	مرد جون ایں طعنہ ها از زن شنفت	گشت تند و ایں دو صد اندر گفت

بولا ای تو زن ہے یا ز ختم جگر / فقر کو فخری کہا طعنہ نہ کر
مال و زر ہے سر کو ٹوپی کی مثال / ہے وہ گنجا جو کرے ٹوپی کو ڈھال
جس کسی کا زلف و گیسو خوب ہے / گر نہو ٹوپی وہ محبوب ہے
مرد حق ہوتے ہیں مانند بصر / ہے عیان اچھی و یا پنہان نظر
بیچنے کے وقت جو بردہ فروش / تن سے کرتے دور جامہ عیب پوش
عیب ہو جس میں برہنہ کب کرے / مکر سے پوشیدہ کپڑوں میں رکھے
اور کہے اسکو لحاظ و شرم ہے / بھاگ جائے تو برہنہ گر کرے
اہل دنیا عیب میں ہیں غرق ہیں / عیب پوشیدہ ہو انکا مال میں
عیب دیکھا انکو طامع کو نہیں / ہو گیا دلکو طمع پر دو یقین
گر گدا جون زر کہرا باتیں کہے / مال وہ دوکان میں نہ رونق رکھے
کب سمجھ سکتی ہے درویشی کو تو / مت حقیر اب دیکھ تو درویش کو
کیونکہ درویشی ہے کاموں سے سوا / حق کرے ہے دمبدم ان پر عطا
بلکہ درویشان سوائے ملک و مال / روزی رکھتے ہیں یہ لطف ذوالجلال
حق ہے عادل اور عادل کب کریں / بے دلوں پر ظلم کہ مظلوم ہیں
ایک کو دے نعمت و سامان ہیں / دوسرے کو آگ کے اندر رکھیں
آگ لگیو انکو یہ رکھیں گمان / حق پر جو ہے خالق ہر دو جہان
فقر فخری نہ ہے از راہ ہنسی کا / سیکڑوں ہیں عزتیں اس میں چھپی
نام رکھا تو نے غصہ سے مرے / مارگیر و مار خو مجھکو کہے
مار پکڑوں توڑوں اسکے دانت گر / تا کہ سر کوبی سے ایمن ہو اگر
کیونکہ دانت اسکے ہیں دشمن جان کے / کھودوں ہیں دشمن کو علم دوست سے
میں نہ کرتا ہوں طمع سے یہ فسون / اس طمع کو کرتا میں ہوں سرنگون
حاش للہ کہ طمع ہو خلق سے / دلمیں اک عالم قناعت ہے مرے
شخل امرودی سے یہ ایسا دکھے / اور اوتر نیچے یہ شک جاتا رہے
جو کہ تو گھومے وہ سر تیرا ایسے / گھر کو پھرتا دیکھے اور وہ تو ہی ہے

بیان اسکے کہ حرکت آدمی کی وہاں سے ہے کہ جس جا وہ ہو ہر کسی

گفت ای زن تو زنی یا بوالحزن / فقر فخر آمد مرا طعنه مزن
مال و زر سر را بود همچون کلاه / کل بود او کز کله سازد پناه
آنکه زلف جعد رعنا باشدش / چون کلاهش رفت خوشتر آیدش
مرد حق باشد بمانند بصر / پس برهنه به که پوشیده نظر
وقت عرضه کردن آن برده فروش / برکند از بنده جامهٔ عیب پوش
ور بود عیبی برهنه اش کی کند / بل بجامه خدعهٔ با وی کند
گوید این شرمنده است از نیک و بد / از برهنه کردن او از تو رمد
خواجه در عیب است غرقه تا بگوش / خواجه را مال است مالش عیب پوش
کز طمع عیبش نبیند طامعی / گشت دلها را طمعها جامعی
ور گدا گوید سخن چون زر کان / ره نیابد کالهٔ او در دکان
کار درویشی ورای فهم تست / سوی درویشان بمنگر سست سست
زانکه درویشی ورای کارهاست / دمبدم از حق مریشان را عطاست
بلکه درویشان ورای ملک و مال / روزیی دارند ژرف از ذوالجلال
حق تعالی عادل است و عادلان / کی کنند استمگری بر بیدلان
آن یکی را نعمت و کالا دهند / وان دگر را بر سر آتش نهند
آتشش سوزد که دارد این گمان / بر خدای خالق هر دو جهان
فقر فخری از گزاف است و مجاز / صد هزاران عز پنهان است و ناز
از غضب بر من لقبها راندی / یار خود را مار گیرم خواندی
گر بگیرم مار دندانش کنم / تا کش از سر کوفتن ایمن کنم
زانکه آن دندان عدو جان او / من عدو را می‌کنم از علم دوست
از طمع هرگز نخواهم من فسون / این طمع را می‌کنم من سرنگون
حاش لله طمع من از خلق نیست / از قناعت در دل من عالمیست
از سر امرود بینی چنان / زان فرود آ تا نماند این گمان
چونکه برگردی و سرگشته شوی / خانه را گردنده بینی آن توی

در بیان آنکه جنبیدن هر کسی از آنجاست که وی است هر کسی

اپنے حوصلہ کے موافق دیکھتا ہے نیلا آئینہ میں آفتاب نیلا
نظر آتا ہے اور سرخ میں سرخ اور آئینہ بے رنگ میں دیکھیے
تو سفید نظر آئے سب آئینوں سے آئینہ میں درست دکھتا ہے

از زجاجہ و جود بینید تا بہ کبود آفتاب را کبود بنماید
و تا بہ سرخ سرخ و چون تا بہا از رنگ بیرون آید
سپید شود واز ہمہ تا بہ ہای دیگر او راست گوی تر باشد

بوجہل نے دیکھ کر احمد کو کہا | اے نبی ہاشم میں تجھ سا بد ہو ا
بولا احمد اس سے کتا ہے ہر تو | سچ تو کہتا ہے و لے ہر زیادہ گو
اور کہا صدیق نے اے آفتاب | مشرق و مغرب نہ تیری ہے تاب
بولے احمد سچ تو کہتا ہے لے یار | تو چھٹا دنیا سے جو ہے نابکار
پوچھا یاروں نے کہ اے صدر الوار | دونوں ضد کو راست گر کیسے کہا
بولے آئینہ اک مصقول ہوں | ترک و ہندو دیکھیں میں دیدار ہوں
آئینہ میں دیکھ لے اپنے منہ کو جو | خوب و بد صورت کو دیکھ اپنی وہ
دیکھتی اے زن ہے طامع جو مجھ | عورتوں کو دور ہے تا لاش سے
اس طمع پر رہ کر بس رحمت ہے تو | کاں طمع آس جا جان نعمات ہو
امتحان کر چند دن تو فقر کا | فقر میں تا تو غنا دیکھے سوا
صبر کر تو فقر میں چھوڑ اب ملال | فقر تیا ہے کیونکہ عز ذو الجلال
پست تر تھی رہو ہو ہزار دن یکو | بحر شیرین سے قناعت میں تمام
تلخ و شیرین جان دیکھ صدا ای لب | مثل گل آلودہ اندر گل شکر
جیت ہوتی تجھ میں گنجایش اگر | شرح دل سے میری جان کہتی مگر
جان کی پستان میں سخن یہ شیر سے | کھینچنے والا لبعد اب کب کھینچے
سننے والا تشنہ جو بندہ ہو جو | وعظ کو مردہ گو واعظ بھی ہو
کہنے والا مستعد ہو کے بجان | بہرے گونگے کی بھی ہو گو منہ زبان
گھر نا محرم اگر رکھ رستہ م | بس چھپیں پردہ میں سب اہل حرم
جنکے محرم گر کوئی نا معتبار | کردیں مستورات پردہ آشکار
جسکو زیبا اور منظر کہتے ہیں | دیدہ بینا کی خاطر کرتے ہیں
کب بجائیں زیر و بم سے چنگ کر | واسطے بہرے کے جیسے گوش ہو
مشک کی بو بندہ تے واسطے | سونگھنے والے کی بو نے بند کے

دید احمد را ابو جہل و بگفت | زشت نقشے کز بنی ہاشم شکفت
گفت احمد مر ورا کہ راستی | راست گفتی گرچہ کار افزاستی
دید صدیقش بگفت اے آفتاب | نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب
گفت احمد راست گفتی اے عزیز | اے رہیدہ تو ز دنیای چیز
حاضران گفتند کای صدر الوری | راست گو گفتی دو ضد گو را چرا
گفت من آئینہ ام مصقول دست | ترک و ہندو در من آن بیند کہ ہست
ہر کرا آئینہ باشد پیش رو | زشت و خوب خویش را بیند درو
اے زن از طامع ہے بینی مرا | زین تحکم زنانہ بر تر آ
آن طمع را ماند و رحمت بود | کو طمع آنجا کہ آن نعمت بود
امتحان کن فقر را روزی دو تو | تا بفقر اندر غنا بینی دو تو
صبر کن با فقر و بگذار این ملال | زانکہ در فقرست عز ذو الجلال
سرکہ مفروش و ہزاران جان بین | از قناعت غرق بحر انگبین
صد ہزاران جان تلخی کش نگر | ہمچو گل آغشتہ اندر گل شکر
اے دریغا مر ترا گنجا بدے | تا ز جانم شرح دل پیدا شدے
این سخن شیرست در پستان جان | بے کشندہ خوش نمی گردد روان
مستمع چون تشنہ و جوئندہ شد | واعظ ار مردہ بود گویندہ شد
مستمع چون تازہ آید بے ملال | صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال
چونکہ نا محرم در آید از درم | پردہ در پنہان شوند اہل حرم
ور درآید محرمے دور از گزند | بر کشایند آن ستیران روبند
ہر کسے را خوب و خوش زیبا کنند | از برای دیدۂ بینا کنند
کے بود آواز چنگ از زیر و بم | از برای گوش بے حس اصم
مشک را حق بیہدہ خوشبو نکرد | بہر حس کرد و پے اخشم نکرد

نفس کو بہبود و صد احق نے ندی	بہر مردم دی دا ہرم کے ندی
یہ زمین و آسمان حق نے کئے	اس مین نار و نور روشن کر دئے
یہ زمین ہے بود و باش خاکیان	آسمان ہے مسکن افلاکیان
مرد سفلی دشمن اک بالا کا ہے	چھپنے والا ہر مکان کا ہوتا ہے
تو نے اے عورت کبھی بھی شو تسے	گھر کی خاطر سنوارا خود کو ہے
گر جہان کو موتی سے بھر دون	تیری روزی جو نہو تو کیا کر دون
اب لڑائی کر زن تو چھوڑ دے	گر نہ چھوڑے تو تو مجکو چھوڑ دے
مجھ مین طاقت اب لڑائی کی ہے	صلح سے بھی دل مرا بھاگا ہے اب
خنش ان زخمون پہ نیشتر تو نہ مار	زخم اپنی جان پر اے تو نہ مار
چپ رہو ورنہ ابھی مین وہ کرون	گھر مین گھر بار اپنا بالکل چھوڑ دون
پا برہنہ خوب کہ ہو کفش تنگ	رنج غربت خوب کہ گھر مین ہو جنگ

نامی را حق تمیده خوشترم کرد	بہر انس آمد پی اہرم تا کرد
حق زمین و آسمان را ساختہ است	در میان کس نار و نور افراختہ است
این زمین را از برای خاکیان	آسمان را مسکن افلاکیان
مرد سفلی دشمن بالا بود	مشتری ہر مکان پیدا بود
اے ستیره ہیچ تو برخاستی	خویشتن را بہر گور آراستی
گر جہان را پُر در مکنون کنم	روزی تو چون نباشد چون کنم
ترک جنگ و رہزنی اے زن بگو	ور نمی گوئی بترک من بگو
مر مرا چہ جای جنگ و نیک و بد	کین دلم از صلحها ہم میرمد
بر سر این ریشها نشتر مزن	از تنها بر زن پی خویشتن مزن
گر خمش گردی و گرنہ آن کنم	کہ ہمین دم ترک خان و مان کنم
پای تن گشتن بہ است از کفش تنگ	رنج غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ

رعایت کرنا خاوند کی عورت کا اور توبہ کرنا حرکت اپنی سے

زن نے اسکو تند جو دیکھا معاً	بس لگی رونے رونا مکر زن
بولی مین تجھکو نہ ایسا جانتی	رکھتی مین امید تجھ سے اور تھی
پیش آئی زن براہ عاجزی	بولی مین ہون خاک تیری باندی
ملک تیری میرا جسم و جان ہے	حکم و فرمان سب ترا فرمان ہے
صبر درویشی کے جو شکوے کئے	واسطے اپنے نہ تھے تیرے لئے
میرے درد و رنج کی تو ہے دوا	کب مین چاہون تا کہ تو ہو بے نوا
جان کی تیری قسم تیرے لئے	رونا بکنا ہے نہ میرے لئے
میری جان واللہ کہ تیرے لئے	چاہتی مرنا ہر دم آگے ترے
کاش غالب تجھپہ ہوتی میری جان	ہوتا میری جان کا بھید اسپر عیان
جو تجھے ایسا ہوا ایسا گمان	مین ہوئی بیزار اب با جسم و جان
خاک ڈالون سیم و زر پہ جو کہ تو	ایسا مجھ سے ہو بنا ہے چارہ جو
جان و دل مین تو جگہ میری رکھی	اسقدر مجھ سے تو بیزاری کری

مراعات کردن زن شوہر را و استغفار نمودن از گفتہ خود

زن چو دید او را کہ تند و توسن است	گشت گریان گریہ خود دام زن است
گفت از تو کی چنین پنداشتم	از تو من امید دیگر داشتم
زن در آمد از طریق نیستی	گفت من خاک شمایم نہ ستی
جسم و جان و ہرچہ ہستم آن تست	حکم و فرمان جملگی فرمان تست
گر ز درویشی دلم از صبر جست	بہر خویشم نیست آن بہر تو است
تو مرا در دردها بودی دوا	من نمی خواہم کہ باشی بی نوا
جان تو کز بہر خویشم نیست این	از برای تست این بانگ و حنین
خویش من واللہ کہ بہر خویش تو	ہر نفس خواہد کہ میرد پیش تو
کاش جانت کش روان من فدا	از ضمیر جان من واقف شدی
چون تو با من این چنین بودی بظن	ہم ز جان بیزار گشتم ہم ز تن
خاک را بر سیم و زر کردیم چون	تو چنینی با من ای جان را سکون
تو کہ در جان و دلم جا می کنی	زین قدر از من تبرا می کنی

گر تو بیزاری بھی ہے اختیار / تیری بیزاری سے جان ہے عذر دار
یاد کر اس وقت کو اے تندرست / مین تھی شل جب اور تو تھا جب پرست
دل مرا تیری محبت سے بسا / تو کہے پکا کہون مین ہان جلا
مین ہون پالک جسطرح چاہے پکا / یا تو شیرین یا تو ترشی سے پکا
کفر کہتی تھی اب ایمان لائی ہون / حکم کے آگے ترے سر رکھتی ہون
خوئے شاہانہ تری جانی نہین / تجھ سے گستاخانہ باتین بس کہین
شمع روشن عفو سے تیری کرے / توبہ کی اور اعتراضون سے چھٹی
رکھتی ہون تیغ و کفن آگے ترے / مار گردن کو یہ آگے ہے ترے
چھوڑ مرنے کو مجھکو تو کہتا ہے اگر / جو ترا جی چاہے کر پر یہ نہ کر
عذر خواہ اک تجھ مین مجھ سے راز ہی / بے مرے تجھ سے سفارش وہ کرے
عذر جیتی ہون ترے اخلاق سے / اس کے جوڑ سے یہ کیا یہ جرم ہے
رحم کر خود سے نہان عصر بھر کے / خلق ستر تیرا سو من شہد سے
ایسے کہتی تھی و گریہ کرتی تھی / روتے روتے منہ کے بل وہ گر پڑی
واے ویلا اسکا جب حد سے ہوا / رحم و لیس مرد کے بس آ گیا
کب قرار و صبر اسکے ہون بجا / کیونکہ بے گریہ وہ خود تھی دلربا
برق اس باران سے جب ظاہر ہوئی / آگ دل مین مرد کے بس لگ گئی
مرد تو بندہ تھا اس کے حسن کا / بندگی اس سے تب یہ حال کیا
دل ترا لرزان ہو جسکے کبر سے / حال کیا ہو گریہ جو تجھ سے کرے
جان دل زخمی ہو جسکے ناز سے / حال کیا ہو جو نیاز آئے آپ سے
جسکا جور و ظلم اپنا دام ہے / عذر کیسا ہو جو عذر اپنا کرے
نے تھا خونریزی جسکا کام تھا / وہ جگر گردن تو کیا کیا پھیلا
جو سوا گردن کشی کرتا نہ تھا / وہ کرے تیری خوشامد کتنا کیا
پیدا ہو لیسکن الیہا کے لئے / کب جدا ہوا سے آدم ہو سکے
گر ہو حمزہ ہو یا ہو رستم زال کا / ہے مطیع وہ اپنی عورت زال کا
زین للناس زیبا حق سے ہے / حق سے جو زیبا ہے وہ کب چھٹ سکے

تو تبرا کن که هست دستگاه / از تبرای تو جان را عذرخواه
یاد می کن آن زمانی را که من / چون صنم بودم تو بودی چون شمن
بنده بر وفق تو دل افروخته است / هر چه گویی پخت گویم سوخته است
من سپاناخ تو با هر چم پزی / گر ترشبا گر که شیرین می سزی
کفر گفتم نک به ایمان آمدم / پیش حکمت از سر جان آمدم
خوی شاهانه ترا نشناختم / پیش تو گستاخ خر در تاختم
چون ز عفو تو چراغی ساختم / توبه کردم اعتراض انداختم
می نهم پیش تو شمشیر و کفن / می کشم پیش تو گردن را بزن
از فراق تلخ می گویی سخن / هر چه خواهی کن ولیکن این مکن
در تو از من عذرخواهی هست سر / با تو بی من او شفیعی مستمر
عذرخواهم در درونت خلق تست / ز اعتماد او دل من جرم جست
رحم کن پنهان ز خود ای خشمگین / ای که خلقت به ز صد من انگبین
زین نسق می گفت با لطف و گشاد / در میانه گریه بر روی فتاد
گریه چون از حد گذشت و های های / از جنبش مرد را دل شد ز جای
چون ترازش ماند و صبرش بی بجای / زانکه بی گریه بد او خود دلربای
شد از آن باران یکی برقی پدید / زد شراره در دل مرد وحید
زانکه بنده روی خوبش بود مرد / چون بود چون بندگیش آغاز کرد
آنکه از کبرش دلت لرزان بود / چون شوی چون پیش تو گریان شود
آنکه از نازش دل و جان خون بود / چونکه آید در نیاز او چون بود
آنکه در جور و جفایش دام ماست / عذر ما چه بود چو او در عذر خاست
آنکه جز خونریزه کاری بود / چون نهد گردن سود و سوز
آنکه جز گردن کشی ناید از او / خوش در آید با تو چون باشد نکو
چون پی یسکن الیها آفرید / کی تواند آدم از حوا برید
رستم زال ار بود وز حمزه بیش / هست در فرمان اسیر زال خویش
زین للناس حق آراسته است / زانچه حق آراست چون دانند رست

جسکے عالم مست ہو گفتار سے / کلمینی یا حمیرا وہ کہے
آگ پر غالب ہے پانی رعب سے / آگ سے در پردہ وہ پر جوش ہے
جبکہ ان دونوں کے حائل دیگ ہے / نیست کر کے باد کر دے آب کو
زن پہ غالب تو بظاہر مثل آب / باطناً مغلوب زن ہے تو خراب
خاصیت مردم میں ایسی ہے سدا / مہر کم حیوان میں وہ کم رتبہ

آنکه عالم مست گفتش آمدی / کلمینی یا حمیرا می‌زدی
آب غالب شد بر آتش از نهیب / ز آتش او جوشد چو باشد در حجیب
چونکه دیگی حایل آمد هر دو را / نیست کرد آن آب را کردش هوا
ظاهراً بر زن چو آب ار غالبی / باطناً مغلوب و زن را طالبی
این چنین خاصیتی در آدمی ست / مهر حیوان را کم ست آن از کمی ست

بیان میں اس حدیث کے انهن یغلبن العاقل و یغلبهن الجاهل

بولے پیغمبر عقلوں پر تو سدا / ہوویں غالب اہل دل پر بیسوا
اور جاہل ہوتے غالب زن پہ ہیں / کیونکہ ان سے بدمزاجی کرتے ہیں
ان میں کم ہوتی ہے لطف و دوستی / کیونکہ حیوانی ہے غالب ظاہری
مہر و رقت وصف انسانی کا ہے / خشم و شہوت وصف حیوانی کا ہے
حق کا پرتو ہے نہ وہ معشوق ہے / ہے وہ خالق نے گویا مخلوق ہے

در بیان این حدیث انهن یغلبن العاقل و یغلبهن الجاهل

گفت پیغمبر که زن بر عاقلان / غالب آید سخت بر صاحبدلان
باز بر زن جاهلان غالب شوند / زانکه ایشان تند و بس خیره روند
کم بودشان رقت و لطف و وداد / زانکه حیوانی ست غالب بر نهاد
مهر و رقت وصف انسانی بود / خشم و شهوت وصف حیوانی بود
پرتو حق ست آن معشوق نیست / خالق ست آن گوییا مخلوق نیست

قبول کرنا مرد کا عورت کے کہنے کو اور جاننا اعتراض اسکا اشارہ حق سے

بہ تردد عقل ہر دانندہ ہست / کہ بگردندہ گردانندہ ہست
ازان چرخہ کہ گرداند ورا پیر / قیاس چرخ گردون راہی گیر
مرد نادم یوں ہوا وہ کرکے قال / جیسے وقت مرگ ہیبت کو زوال
بولا جان جان کا کیوں دشمن ہوا / جان کو پامال اب کیوں کیا
جو قضا آئے سمجھ کب ہے سبب / کوئی کب جانے قضا کو جز خدا
جب قضا آئے تو چھپ جائے بصر / عقل کیا جانے کہ آیا ہے پاکر سر
اسلئے یہ دی پیغمبر نے خبر / بولے اذا جاء القضا عمی البصر
جب قضا گذری تو کہا تا خود کو بھی / پھاڑتا دامن گریبان آپ سے
مرد بولا میں پشیمان ہوتا ہوں / تھا میں کافر اب مسلمان ہوتا ہوں
میں ترا مجرم ہوں اب تو رحم کر / چرخ کو مت کر ابتر اکھڑ بقدر
بوڑھا کافر گر پشیمان ہوتا ہے / عذر جو لائے مسلمان ہوتا ہے +

تسلیم کردن مرد خود را بزن و اعتراض او اشارۂ حق دانستن

به تردد عقل هر داننده هست / که بگردنده گرداننده هست
ازان چرخه که گرداند ورا پیر / قیاس چرخ گردون راهی گیر
مرد ازان گفتش پشیمان شد چنان / کز عوانی ساعت مردن عوان
گفت خصم جان جان چون آمدم / بر سر جانم لگدها چون زدم
چون قضا آید نماند فهم و رای / کس نمیداند قضا را جز خدای
چون قضا آید فرو پوشد بصیر / تا نداند عقل ما پا را ز سر
زان امام المتقین داد این خبیر / گفت اذا جاء القضا عمی البصر
چون قضا بگذشت خود را می خورد / پرده بدریده گریبان می درد
مرد گفت ای زن پشیمان میشوم / گر بدم کافر مسلمان می شوم
من گنهگار توام رحمی بکن / بر مکن یکبارگی از بیخ و بن
کافر پیر ار پشیمان می شود / چونکه عذر آرد مسلمان می شود

میں ترا مجرم ہوں اب تو رحم کر	عذر سن اور کان رکھ اسبات پر
ہے وہ پر رحمت وبس ہے پر کرم	عاشق اسکا ہم وجود و ہم عدم
کفر و ایمان عاشق ذات خدا	مس و نقرہ بندہ اور وہ کیمیا

من گنہگارم تو ام رحمے بکن	عذر من بپذیر و بشنو این سخن
حضرت پر رحمت ست و پر کرم	عاشق او ہم وجود و ہم عدم
کفر و ایمان عاشق آن کبریا	مس و نقرہ بندہ آن کیمیا

بیان میں اسکے کہ موسیٰ و فرعون دونوں اسیر راہ الٰہی کے ہیں جیسے کہ زہر و زہر مہرہ و ظلمت و نور اور خلوت فرعون کی ساتھ حقتعالیٰ کی

دربیان آنکہ موسیٰ و فرعون ہر دو مسخر مشیت حق اند چنانکہ زہر و پازہر و ظلمت و نور و خلوت فرعون با حقتعالیٰ

موسیٰ اور فرعون معنی کے غلام	دو بظاہر ہیں پیے رہ تمام
دیکھو موسیٰ پیش حق نالان ہوا	رات کو فرعون بھی گریان ہوا
طوق کیسا میری گردن میں خدا	گر نہ طوق ہوتا میں کب کہتا انا
کیسلئے موسیٰ کو مہ رو کر دیا	میری جان کو کیون سیہ رو کر دیا
ماہ سے بہتر مرا اختر کیا	گہن میں آیا علاج اسکا کیا
شب مجھے رب اور سلطان کہتے ہیں	مہ گہن میں لوگ تھالی کوٹتے ہیں
وہ بجاتین تھالی اور غوغا کریں	ماہ کو اس زخم سے رسوا کریں
میں ہوں فرعون خلق سے واستا	زخم تھالی ربی الاعلیٰ مرا
ہم ہیں دو بندے ترے تیرا تبر	شاخ کاٹے اپنے جنگل میں مگر
بعضے شاخوں کو موصل تو کرے	بعضے شاخوں کو معطل تو کرے
شاخ کو قدرت تبر سے ہے نہیں	اور تبر سے شاخ بس چھوٹی نہیں
ہے قسم قدرت کی وہ تیرا تبر	تو کرم سے اس کجی کو سیدھا کر
پھر کہا فرعون نے دلمیں ہے عجب	میں تو ہوں یا ربنا میں سارے شب
کرتا ہوں اسلام غیبت میں قبول	کیون مقابل میں ہوں اور سر عقل
رنگ زر قلب وہ تیرہ رکھتا ہے	پیش آتش کیون سیہ رو ہوتا ہے
قلب و قالب میرا اسکے اختیار	پوست دم میں مغز دم میں کردگار
ماہ دم میں کر دے دم میں رو سیاہ	کون کر سکتا ہے اب یہ جز اللہ
سبز ہو جاؤں جو کہوے کشت ہو	زرد ہو جاؤں جو کہوے زشت ہو
آگے چوگان حکم کن کے میں پھرون	مس مکان و لامکان کے اندرون

موسیٰ و فرعون معنی راز ہے	ظاہر آن رہ دارد و این بیرہے
روز موسیٰ پیش حق نالان شدہ	نیم شب فرعون ہم گریان شدہ
کاین چہ غل ست اے خدا بر گردنم	ورنہ غل باشد کہ گوید من منم
زانکہ موسیٰ را تو مہ رو کردہ	ماہ جانم را سیہ رو کردہ
بہتر از ماہے نبود استارہ ام	چون خسوف آمد چہ باشد چارہ ام
نوبتم گر رب و سلطان میزنند	مہ گرفت و خلق پنگان میزنند
میزنند آن طاس و غوغا می کنند	ماہ را از زخم رسوا می کنند
من کہ فرعونم ز خلق اے واے من	زخم طاس ربی الاعلیٰ من
خواجہ تاشانیم اما تیشہ ات	می شکافد شاخ را در بیشہ ات
بعض شاخی را موصل می کنی	شاخ دیگر را معطل می کنی
شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے	ہیچ شاخ از دست تیشہ وارہے
حق آن قدرت کہ آن تیشہ تر است	از کرم کن این کژیہا را تو راست
باز با خود گفت فرعون اے عجب	من نہ در یاربنا ام جملہ شب
در نہان خاکی و موزون می شوم	چون بموسیٰ میرسم چون می شوم
رنگ زر قلب دہ تو مے شود	پیش آتش چون سیہ رو می شود
نے کہ قلب و قالبم در حکم اوست	لحظہ مغزم کند یک لحظہ پوست
یکدم ماہم کنم یکدم سیاہ	خود چہ باشد غیر این کار اِلٰہ
سبز گردم چونکہ گوید کشت شو	زرد گردم چونکہ گوید زشت شو
پیش چوگانہاے حکم کن فکان	می دویم اندر مکان و لامکان

جبکہ بیرنگی ہوئی قیدی رنگ	موسیٰ کی موسے سے آئی جنگ
جبکہ بیرنگی مین پہنچے جو کہ تھی	موسی و فرعون رکھین آشتی
گر کوئی تجھ سے کرے اس پر سوال	رنگ خالی کب ہوا جنگ و مقال
جبکہ بیرنگی سے پیدا رنگ ہے	رنگ بے رنگی مین کیونکر جنگ ہے
اصل روغن کی ہے افزون آب سے	آب سے آخر کو وہ ضد کیون رکھے
جو کہ روغن آب سے پیدا ہوا	آب کو روغن کا ضد کیونکر کیا
جو کہ گل سے خار و گل ہے خار سے	دونون آپس مین لڑین پھر کس لیے
یا نہ جنگ ہے یہ ہے حکمت کے لیے	مثل جنگ زرگری صنعت سے ہے
یا نہ یہ ہے نے وہ حیرت ایک ہے	ڈھونڈ ہر گنج اور گنج ویرانہ رکھے
گنج کا جس پر توہم تو کرے	وہم سے اس گنج کو تو گم کرے
تو عمارت جان وہم و عقل کو	کب عمارت اندر جا مین گنج ہو
پس عمارت مین تو ہستی جنگ ہے	نیست کو گل ہست سے بس ننگ ہے
نے کہ ہستی نیستی سے ملتجی	بلکہ چھوڑے ہست کو ہر نیستی
مت کہو مین بھاگتا ہون نیست سے	بلکہ وہ بھاگی ہے تجھ سے دیکھ لے
اپنی جانب تجھکو کھینچے ظاہرا	دفع کرتا ہے تجھے وہ باطنا
آگ مین اک قوم تو خوشحال ہے	باغ مین اک قوم تو پامال ہے
یہ طریقہ الٹا اب تو جان لے	نفرت فرعون بس موسے سے ہے

چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد	موسیی با موسیی در جنگ شد
چون به بیرنگی رسی کان داشتی	موسی و فرعون دارند آشتی
گر ترا آید برین گفته سوال	رنگ کی خالی بود از قیل و قال
ای عجب کین رنگ از بیرنگ خاست	رنگ با بیرنگ چون در جنگ خاست
اصل روغن زآب افزون می‌شود	عاقبت با آب ضد چون می‌شود
چونکه روغن را ز آب اسرشته‌اند	آب با روغن چرا ضد گشته‌اند
چون گل از خارست و خار از گل چرا	هر دو در جنگ اند و اندر ماجرا
یا نه جنگ است این برای حکمت است	همچو جنگ خرفروشان صنعت است
یا نه اینست و نه آن حیرانی است	گنج باید جست این ویرانی است
آنچه تو گنجش توهم می‌کنی	زانکه تو هم گنج را گم می‌کنی
در عمارت دان تو وهم و رایها	گنج نبود در عمارت جایها
در عمارت هستی و جنگی بود	نیست را از هستها ننگی بود
نی که هست از نیستی فریاد کرد	بلکه او از تو گریزان است ایست
تو مگو که من گریزانم ز نیست	بلکه او از تو گریزان است ایست
ظاهرا می‌خواندت او سوی خود	در درون می‌راندت با چوب رد
قومی اندر آتش سوزان چو درد	قومی اندر گلستان با رنج و درد
نعلها بے بازگونه است ای سلیم	نفرت فرعون می‌دان از کلیم

سبب بے اعتقادی اشقیا کا دونون جہان سے کہ خسر الدنیا والآخرہ

سبب حرمان اشقیا از دو جهان که خسر الدنیا والآخره

ہے حکیمون کا عقیدہ اور خیال	آسمان بیضہ زمین زردی مثال
بولا سائل کیون معلق یہ زمین	اس محیط آسمان مین ہے امین
مثل قندیل معلق با ہوا	نیچے ہے اسفل مین نہ جائے با علا
وہ حکیم اب بولا با جذب سما	شش جہت سے رہتی ہے اندر ہوا
جیسے مقناطیس سے گنبد بنے	درمیان آہن معلق ایک رہے
دوسرا بولا سما با صفا	کھینچے کب تیرہ زمین کر وہ بھلا

چون حکیمان اعتقادی کرده‌اند	کآسمان بیضه زمین چون زرده است
گفت سائل چون بماند این خاکدان	در میان این محیط آسمان
همچون قندیل معلق در هوا	نی در اسفل می‌رود نی بر علا
آن حکیمش گفت کز جذب سما	از جهات شش بماند اندر هوا
چون ز مقناطیس قبه ریخته	در میان ماند آهنی آویخته
آن دگر گفت آسمان با صفا	کی کشد در خود زمین تیره را

بلکہ وحش می کند از شش جہات	تا بماند در میان ما صفات
پس زدفع خاطر اہل کمال	جان فرعونان بماند اندر ضلال
پس زدفع این جہان آب و خاک	ماند در اغوای پیران این دل
سرکشی از بندگان ذوالجلال	زانکہ دارند از وجود تو ملال
کہربا دارند چون پیدا کنند	کاہ ہستی ترا شیدا کنند
کہربای خویش چون پنہان کنند	زود تسلیم ترا طغیان کنند
آن چنان کہ مرتبہ حیوانی ست	کو اسیر و سغبۂ انسانی ست
مرتبہ انسان بدست اولیا	سغبہ چون حیوان شناسش ای کیا
بندہ خود خواند احمد در رشاد	جملہ عالم را بخوان قل یا عباد
عقل تو ہمچون شتربان تو شتر	می کشاند ہر طرف در حکم مر
عقل عقل اند اولیا و عقلہا	بر مثال اشتران تا انتہا
اندر ایشان بنگر آخر ز اعتبار	یک قلاوزست جان صد ہزار
چہ قلاوز و چہ اشتربان بیاب	دیدہ کان دیدہ بیند آفتاب
یک جہان در شب بماندہ میخ دوز	منتظر موقوف خورشیدست و روز
اینت خورشیدی نہان در ذرہ	شیر نر در پوستین برہ
اینت دریائی نہان در زیر کاہ	پا برین کہ ہین منہ با اشتباہ
اشتباہی و گمانی در درون	رحمت حق است بہر رہنمون
ہر پیمبر فرد آمد در جہان	فرد بود و صد جہانش در نہان
عالم کبری بقدرت سحر کرد	کرد خود را در کہین نقشی نورد
ابلہانش فرد دیدند و ضعیف	کی ضعیف است آنکہ با شہ شد حریف
ابلہان گفتند مردی بیش نیست	وای آنکو عاقبت اندیش نیست
عاقبت دیدن بود از کاہلی	دور بودن حرص از جاہلی

شش جہت سے بلکہ وہ دفع کرے	تا ہوا مین وہ معلق بس ہے
دفع کرنے کاملوں کی جاں سے	جان فرعونوں کی گمراہی میں ہے
اس جہاں اور اس جاہ کے دفع سے	دو جہان سے گریان عاجز ہے
اولیا سے اپنے تو اغماض کو	جان لے تجھ سے کہ رنجیدہ ہیں وہ
کہربا جھٹم مین جو ظاہر کرین	کاہ ہستی کو تیری وہ کھینچ لین
کہربا اپنے کو جو پنہان کرین	تیری رغبت کو وہ روگردان کرین
جس طرح سے مرتبہ حیوان کا	قید اور مغلوب ہے انسان کا
مرتبہ انسان ہی تابع اولیا	جیسے ہے حیوان مطیع انسان کا
اپنے بندہ کو کیا احمد نے یاد	ساری عالم کو پڑھ قل یا عباد
عقل تیری جون شتربان تو شتر	حکم حق سے کھینچے وہ ہر جا پر
عقل کی اولیا ہین عقل سب	مثل شترون کے ہین تابع انکے سب
انکے اندر دیکھ از رہ اعتبار	ایک رہبر اور جان ہین ہزار
کیا وہ رہبر کیا شتربان ان کے لے	ایسا دیدہ دیکھ جو خورشید ہے
یہ جہان رہتا ہے ساکت رات کو	منتظر خورشید کا رہتا ہے وہ
یہ ترا ہے شمس ذرہ میں نہان	پوست مین تیرہ کے ہے شیر نر
یہ ترا دریا نہان ہے زیر کاہ	کاہ پر مت پاؤن رکھ با اشتباہ
یہ گمان و اشتباہ باطن مین ہے	رحمت حق رہنمائی کے لیے
ہر نبی فرد آیا یان پہ ہے	سو جہان اس فرد مین پنہان رکھے
عالم کبری کو قدرت سے لیا	صورت کہنہ مین خود کو بس رکھا
جانتے ناداں ہین عاجز فرد ہے	کب ہے شاہ کا حریف وہ جو ضعیف ہے
کہتے ہیں نادان کہ وہ ہے اک بشر	دور بینی سے وہ خود ہین بیخبر
دور بینی حال تو ہے کاہلی	دور رہنا حرص سے ہے جاہلی

حقیر دیکھنا دشمنوں کا ناقہ صالح علیہ السلام کو کہ جب	حقیر دیدن خصمان صالح علیہ السلام ناقہ را چون حق تعالی
حق تعالی چاہتا ہے کہ لشکر کو ہلاک کرے انکی نظرون مین دشمنوں کو	خواہد لشکری را ہلاک گرداند در نظر ایشان خصمان را

تفسیر ... لیقضی اللہ امرا کان مفعولا

قصہ یاں ہی ایک صالح کا شتر	تھی وہ صورت اور طبیعت کی کرہ
کیونکہ صورت میں نہیں کچھ عاقبت	عاقبت بینی ہے اصل و نیت
ناقۂ صالح تھا صورت میں شتر	کونچیں اسکی جہل سے کاٹیں گئے
قوم پانی کے سبب دشمن ہوئی	پانی روٹی کے لئے دشمن ہوئی
ناقۃ اللہ آب بارش کا پئے	حق کا پانی حق سے روکا دیر تک
ناقۂ صالح جوں جسم صالحان	ہو گیا ناقہ ہلاک طالحان
موت کی رو سے اس امت کیا	ناقۃ اللہ سقیاہا نے کیا
شحنۂ قہر خدا نے بھی گیا	شہر خون ناقہ میں ویران کیا
روح صالح کو شتر تو جان لے	نفس کو جیسے کہ تو دل ساجد
روح مثل صالح ناقہ جسم ہے	روح وہ وصل اور بدن ناقہ میں
روح صالح کو نہیں آفات ہے	زخم ناقہ پر ہے اور نہ ذات پہ
روح صالح کو کب آزار ہے	حق نہ مغلوب ہے کفار سے
واسطے حق تن پنہا پیوستہ ذات	تاکہ ایذا اس کو دیکھ امتحان
بے خبر ہے یہ ایذا اسکی ہے	آب خم کو متصل ہے نہر سے
واسطے تن سے ہے متعلق اللہ	تاکہ ہو وے جملہ عالم کی پناہ
تجھے دل سے کب کوئی بار شتر	...
ناقۂ جسم ولی کا ہو غلام	...
بولا صالح جو کہ حسد تم نے کیا	تیسرے دن آئیگا قہر خدا
تیسرے دن پھر ہے حق سے ...	ایک آفت ... دو سہ نشان
رنگ ... تمہارا ...	مختلف ...
روز اول ہو مثل زعفران	روز دوم سرخ ہو جوں ارغوان
تیسرے دن ہوگا چہرہ سب سیاہ	بعد اسکے ہوگا پس قہر الہ
اس وعید حق کا گر چاہو نشان	بچۂ ناقہ ہے سوئے کہ روان

تفسیر ما یرد ... لیقضی اللہ امرا کان مفعولا

شتر آمد ... قصۂ صالح ...	چون ... صورت ...
ناکہ صورت ...	عاقبت بینی بالای عاقبت
ناقۂ صالح بصورت بد شتر	پی بریدندش ز جهل آن قوم مر
از برای آب چون خصمش شدند	آب کور و نان کور ایشان بدند
ناقة الله آب خورد از جوی و میغ	آب حق را داشتند از حق دریغ
ناقۂ صالح چو جسم صالحان	شد کمینی در هلاک طالحان
تا بر آن امت ز حکم مرگ و درد	ناقة الله و سقیاها چه کرد
شحنۂ قهر خدا ز ایشان بجست	خونبهای اشتری شهری درست
روح صالح ...	نفس ...
روح همچون صالح و تن ناقه است	روح اندر وصل و تن در فاقه است
روح صالح قابل آفات نیست	زخم بر ناقه بود بر ذات نیست
روح صالح قابل آزار نیست	نور یزدان سغبۂ کفار نیست
حق از آن پیوست با جسمی نهان	تاش آزارند و بینند امتحان
بی‌خبر کآزار این آزار اوست	آب این خم متصل با آب جوست
زان تعلق کرد با جسمی اله	تا که گردد جمله عالم را پناه
...	...
ناقۂ جسم ولی را بنده باش	تا شوی با روح صالح خواجه‌تاش
گفت صالح چونکه کردید این حسد	بعد سه روز از خدا نقمت رسد
بعد سه روز دگر از جان ستان	آفتی آید که دارد سه نشان
رنگ روی جمله‌تان گردد دگر	رنگ رنگ مختلف اندر نظر
روز اول رویتان چون زعفران	در دوم رو سرخ همچون ارغوان
در سوم گردد همه روها سیاه	بعد از آن اندر رسد قهر اله
گر نشان خواهید از من زین وعید	کره ناقه بسوی که دوید

تم اگر بگڑ آتے تو ہے ورا | ورنہ مرغ امید کا تم آشنا
جو سنا تو سب براہ جستجو | اونٹ کی پیچھے گئے جوں سگ کے دو
کوئی اس بچہ تلک نے جا سکا | بھاگ گا وہ اور کوہ میں غائب ہوا
مثل روح خوش کہ تن سے تنگ ہو | بھاگتی ہے جانب اللہ دو
بولا دیکھا اب قضا مبرم ہوئی | صورت امید ہاتھوں سے گئی
بچہ ناقہ ہے کیا اس کا دل | خوش کرو احسان سے یا بگل
گر ہوا دل اس کا خوش تو تم چھٹے | ورنہ کاٹو ہاتھ تم پھر یاس سے
وہ وعید حق انھوں نے جب سنا | چشم پر رہ منتظر ہر اک ہوا
روز اول اپنا دیکھا روی زرد | ناامیدی سے سحر کرتے آہ سرد
دوسرے دن سرخ رو اسکا ہوا | مرتبہ امید و توبہ کا گیا
تیسرے دن رو سیہ سب کا ہوا | حکم صالح بے تامل سچ ہوا
ناامیدی سے وہ سب واجز ہے | اونٹ کی مانند دو زانو ہوئے
لائے آیہ میں یہ ہیں ہر دل میں | شرح دو زانو کی جا بر جان میں
کرتو مانو طے بدم تعلیم تھے | لے کے ڈر کے وقت ما انتظار سے
منتظر تھا جو ہر اک اس قہر کا | قہر آیا شہر کو ویراں کیا
بس گئے خلوت سے صالح شہر کو | غرق دیکھا اک دھوئیں میں شہر کو
انکے اجزا انسے نالے سنتے تھے | گریہ تھا گریے والا دکھتے تھے
حد سے گذرا جو کہ روتا ہائے ہائے | اور روتا جانور لے دلربا سے
ہڈیوں سے آگی بس نالے سنے | اشک خوں حالوں سے جوں ژالے گرے
دوستا صالح نے اور گریہ کیا | نوحہ کرنے والوں پر نوحہ کیا
بولے تم ای لوگ باطل میں جیسے | پیش حق رویا تمہارے واسطے
صبر کرتو ظلم پر حق نے کہا | اور نصیحت کر نہ وہ در گذر رہا
عرض کی کہ ظلم سے ہوئی پند بند | جوش ارکتا مہر سے ہر شیر پند
تیری جا بر جو بھیجے وہ از جفا | رگ میں شیر پند تیری جم گیا
بولا حق لطف و کرم تجھ پر کروں | زخم پر مرہم کو تیرے میں رکھوں

گر تو امیدش گرفتن چارہ ہست | ورنہ خود مرغ امید از دام جست
چون شنیدند این از وعدہ تنگ | در پی اشتر دویدند چو سنگ
کس نتانست اندر آن کرہ رسید | رفت در کہسار ہا شد ناپدید
ہمچو روح پاک کو از ننگ تن | می گریزد جانب رب المنن
گفت دیدند این قضا مبرم شد | صورت امید را گردن زدند
کرہ ناقہ چہ باشد خاطرش | کہ بجا آرید ز احسان و برش
گر بجا آید دلش رستید از آن | ورنہ نومید ید و از ساعد گزان
چون شنیدند آن وعید منکدر | چشم بنہادند آن را منتظر
روز اول روی خود دیدند زرد | می زدند از ناامیدی آہ سرد
سرخ شد روی ہمہ روز دوم | نوبت امید و توبہ گشت گم
شد سیہ روز سوم روی ہمہ | حکم صالح راست شد بی ملحمہ
چون ہمہ در ناامیدی سر زدند | ہمچو اشتر در دو زانو آمدند
در نبی آورد جبریل امین | شرح این زانو زدن را جاثمین
زانو آن دم زن کہ تعلیمت کنند | وز چنین زانو زدن بیمت کنند
منتظر گشتند زخم قہر را | قہر آمد نیست کرد آن شہر را
صالح از خلوت بسوی شہر رفت | شہر دید اندر میان دود و تفت
نالہ از اجزای ایشان می شنید | نوحہ پیدا نوحہ گویان ناپدید
گریہ چون از حد گذشت ہای ہای | گریہ ہای جانسرای دلربای
ز استخوانہاشان شنید او نالہا | اشک خون از جانشان چون ژالہا
صالح آن بشنید و گریہ ساز کرد | نوحہ بر نوحہ گران آغاز کرد
گفت ای قومی بباطل زیستہ | وز شما من پیش حق بگریستہ
حق بگفتہ صبر کن بر جورشان | پندشان دہ بس نماند از دورشان
من بگفتہ پند شد بند از جفا | شیر پند از مہر جوشد وز صفا
بسکہ کردید از جفا بر جای من | شیر پند افسرد در رگہای من
حق مرا گفتہ ترا لطفی دہم | بر سر آن زخمہا مرہم نہم

[illegible]

صاف دل حق نے کیا مثل سما | ظلم کو دل سے کیا میرے جدا
اور نصیحت میں بنے کی بار دگر | اور مثالیں بس کہیں مثل شکر
شیر تازہ میں شکر کو ڈال کر | باتیں کہیں جوں شہد و شیر و شکر
زہر ہو تم میں یہ اسیر سخن | کیونکہ زہرستان تھے تم با بیخ و بن
ہو تو کیوں غمگین ہوا غم سرنگون | غم مرا تم تھے اے قوم واژگون
غم کے مرنے پر کوئی روتا ہے کب | کون اکھیڑے بال زخم اچھا ہو جب
دل سے اپنے خود کہا اے نوحہ گر | قابل نوحہ ترے یہ کب نفر
کج نہ پڑھ اے راست خوانندہ مبین | کیف آسی خلف قوم کافرین
چشم باطن انکی پس گریان ہوئی | رحمت بے واسطہ باران ہوئی
بوندیں برسیں اور حیران وہ ہوا | بحر بخشش قطرہ زن ہر کس لیے
عقل نے انسے کہا یہ گریہ کیوں | اور ایسے ظالموں پر رونا کیوں
کس لیے روتا ہے کہو فعل انکے پر | اور سپاہ کینہ و جہل انکے پر
اور دل تاریک و زنگار انکے پر | اور زبان زہر جون مار انکے پر
اور دم و دندان سگسان انکے پر | مثل کژدم خانہ چشمان انکے پر
جنگ اور ظلم اور تمسخر انکے پر | حق نے جو کیا انکا ہرا انکو شکر کر
ایسے پا کج ہاتھ کج اور چشم کج | مہر کج اور صلح کج اور خشم کج
اور روایت نقل و تقلید سے | پا انھوں نے رکھا پیر عقل پے
پیر کو لیتے نہیں ہیں پیر خر | آنکھ اور کان و زبان سے ہمدگر
لایا ہیں جنت سے یزدان بندگان | تا سقر وہ دیکھیں جو کہ پروردگان

صاف کرده حق دلم را چون سما | روفته از خاطرم جور شما
در نصیحت من شده بار دگر | گفته امثال و سخنها چون شکر
شیر تازه از شکر انگیخته | شیر و شهدی با سخن آمیخته
در شما چون زهر گشته آن سخن | زانکه زهرستان بدید از بیخ و بن
چون شوم غمگین که غم شد سرنگون | غم شما بودید ای قوم حرون
هیچکس بر مرگ غم نوحه کند | ریش سر چون شد کسی مو بر کند
رو بخود کرد و بگفت ای نوحه گر | نوحه ات را می نیرزند آن نفر
کژ مخوان ای راست خواننده مبین | کیف آسی خلف قوم کافرین
باز اندر چشم دل او گریه یافت | رحمتی بی علتی بر وی بتافت
قطره می بارید و حیران گشته بود | قطره بی علت از دریا بود
عقل می گفتش که این گریه ز چیست | بر چنان افسوسیان باید گریست
بر چه می گریی بگو بر فعل شان | بر زبان زهر همچون مارشان
بر دل تاریک پر زنگارشان | بر زبان زهر همچون مارسان
بر دم و دندان سگسارشان | بر دهان و چشم کژدم خانه شان
بر ستیز و تسخر و افسوس شان | شکر کن چون کرد حق محبوس شان
دست شان کژ پای شان کژ چشم کژ | مهرشان کژ صلح شان کژ خشم کژ
از پی تقلید و از رایات نقل | پا نهاده بر جمال پیر عقل
پیر خر نه جمله گشته پیر خر | از ریای چشم و گوش همدگر
از بهشت آورد یزدان بندگان | تا نمایدشان سقر پروردگان

تفسیر آیۂ کریمہ مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان

اہل نار و نور کو دیکھ ہمدگان | آنکہ اندر برزخ لا یبغیان
اہل نار و نور باہم ہیں ملے | کوہ قاف اک درمیان میں انکے ہے
اہل نار و نور باہم درمیان | درمیان انکے ہے بحر بیکران
مثل خاک و زر ملے ہیں کان میں | سیکڑوں اندر بیابان انکے ہیں

تفسیر آیۂ کریمہ مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان

اہل نار و نور را بین ہمدکان | درمیان شان برزخ لا یبغیان
اہل نار و اہل نور آمیخته | درمیان شان کوه قاف انگیخته
اہل نار و نور باہم درمیان | درمیان شان بحر ژرفی بیکران
همچو در کان خاک و زر کرد اختلاط | درمیان شان صد بیابان و رباط

[illegible]

مثل لوہر نوبت لڑاویں ملے | مثل مہمان ایک شب کر دہ رہے
صالح وطالح لگے ہم شکل ہے | کھول آنکھ او ہو تو آگہ زار ہے
بحر کو ہے نصف شیرین جون شکر | ذوق شیرین رنگ روشن مثل قمر
نصف باقی تلخ مثل زہر مار | ذوق تلخ اور رنگ تیرہ جون غبار
دونون باہم موج زن ہین یکسان | پس مثال آب دریا ہین روان
صورت آمیزش ہین جسم تنگ سے | اختلاط جان ہے صلح و جنگ سے
صلح کی موجین چلین باہم سدا | کرتے ہین سینے سے کینہ کو جدا
جنگ کی ہین موج اور ہی شکل کی | کرتی ہین اخلاص کو زیر و زبر
مہر کھینچے تلخ کو شیرین کی سو | کیونکہ شیرین مہر کی ہے اصل جو
قہر کھینچے شیرین جانب تلخ کی | تلخ با شیرین کہان کھاتی ہین ہے
تلخ و شیرین اس نظر سے کب دکھے | چشم دل سے اپنی اسکو دیکھ لے
چشم آخر بین تو دیکھے راست کو | چشم اول بین غرور و ظلم جو
اے بہت شیرین ہو مانند شکر | زہر اندر اس شکر کے ہو مگر
جو بڑا عاقل ہو پہچانے اسے | کشمکش مین ہو جو دیکھے دور سے
بعض پہچانے ہے اسکو سونگھ کر | بعض پہچانے ہے اسکو چاٹ کر
بعض اسکو سونگھتے ہین سامنے | بعض چھو کر پھینک دیتے ہیں اسے
بعض چکھ کر پھینک دیتے ہین اسے | گرچہ کھانے کو کہے شیطان ہے
بعض کو ظاہر گلے میں جا کر ہو | بعض کو رسوا بدن مین رکھ دے
بعض کی اسہال مین سوزش کرے | جا با اسکا آگہی آنے سے دے
بعض کو برسون مین ہو جا کر خبر | بعض کو ہو گور کے اندر خبر
گر اسے دیجائے مہلت قبر مین | ہے ضرور آخر وہ پیدا حشر مین
شکر و مصری کو ہے اندر جہان | ایک مہلت بس زمانہ سے عیان
چاہیے برسوں کہ بس خورشید سے | لعل پائے روشنی اور رنگ لے
چند سال اب چاہیے تا کہ درخت | میوہ دینے سے وہ پائے زر بخت
دو مہینے مین تو ترکاری پکے | اور گلاب اک سال مین جا کہ کھلے

چنانکہ عقد در دُر دشتہ | مختلط چون میہمان یک شبہ
صالح وطالح بصورت مشتبہ | دیدہ بگشا لولہ کردی مشتبہ
بحر را نیمیش شیرین چون شکر | طعم شیرین رنگ روشن چون قمر
ہم دیگر تلخ ہمچون زہر مار | طعم تلخ و رنگ مظلم قیر دار
ہر دو بر ہم میزند از تحت واوج | بر مثال آب دریا موج موج
صورت بر ہم زدن از جسم تنگ | اختلاط جانہا در صلح و جنگ
موجہای صلح بر ہم مے زند | کینہ ہا از سینہ ہا بر می کنند
موجہای جنگ بر شکل دگر | مہرہا را می کند زیر و زبر
مہر تلخان را بشیرین می کشد | زانکہ اصل مہرہا باشد رشد
قہر شیرین را بتلخی مے برد | تلخ با شیرین کجا اندر خورد
تلخ شیرین زین نظر نا ید پدید | از دریچہ عاقبت تانند دید
چشم آخربین تواند دید راست | چشم اول بین غرور است و خطا
اے بسا شیرین کہ چون شکر بود | لیک زہر اندر شکر مضمر بود
آنکہ زیرکتر ببو بشناسدش | ہر نکہ دیوانہ دورش اندر کشکش
وان دگر تا سدرش چون لب کند | وان دگر چون بر لب و دندان زدش
وان دگر در پیش رو بوسے برد | وان دگر چون دست بنہد گرد او
پس لبش ردش کند پیش از گلو | گرچہ نعرہ می زند شیطان کلو
وان دگر را در گلو پیدا کند | وان دگر را در بدن رسوا کند
وان دگر را در حدث سوزش دہد | جرح آن از زخم آموزش دہد
وان دگر را بعد ایام و شہور | وان دگر را بعد مرگ از قعر گور
ور دہندش مہلت اندر قعر گور | لابد آن پیدا شود یوم النشور
ہر نبات و شکرے را در جہان | مہلتے پیداست از دور زمان
سالہا باید کہ تا از آفتاب | لعل یابد رنگ رخشانی و تاب
پنج سال و ہفت باید تا درخت | یابد ار میوہ رسانی زر بخت
باز ترہ در دو ماہ اندر رسد | باز تا سالی گل احمر رسد

اسلئے فرمای حق عز و جل — سورۂ انعام مین ذکر اجل
کان رکھکر تونے سنا ابات کو — آب حیوان کھا یا تجکو مغتنم ہو
آب حیوان کہہ کہ اسکو سخن — دیکھ جان اندر رتن حرت کمن
ایک نکتہ اور سن ای رفیق — جان کے مانند باریک اور دقیق
ایک جا جیسی تو ہوا ہے زہر مار — ایک جا کم تھا ہے خوشگوار
ایک جا ہی زہر و اک جا ہے دوا — ایک جا ہے کفر و اک جا ہی روا
ایک جا ہی خار و اک جا ہی گل — اک جا ہے سرکہ اک جا ہی مل
ایکجا ہے خوف و اک جا ہی رجا — ایک جا ہی تنخل اک جا ہے سخا
ایک جا ہے فقر و اک جا ہی غنا — ایک جا ہی قہر و اک جا ہی رضا
ایک جا ہی جور و اک جا ہی وفا — ایک جا ہی منع اک جا ہے عطا
ایک جا ہی درد و اک جا ہی شفا — ایک جا ہی خاک اک جا ہے کیمیا
ایک جا ہی عیب اک جا ہے ہنر — ایک جا ہی سنگ اک جا ہی گہر
ایک جا حنظل ہے اک جا ہی شکر — ایک جا ہے خشکی اور اک جا ہی تر
ایک جا ہے ظلم و اک جا محض عدل — ایک جا ہی جہل و اک جا عین عقل
اس جگہ گرچہ گرند جان ہے — اس جگہ جو پہنچا تو درمان ہے
خام انگور میں باقی ہے ترش — پختہ انگور میں پہنچکر ہووے خوش
جیسے وہ خم مین تو تلخ ہے اور حرام — سرکہ بن کے درجہ مین نعم الادام
اس طرحسے ہے تفاوت کام مین — مرد کامل جانئے یہ آنام مین
زہر کھائے گر ولی تو نوش ہو — کھائی گر طالب تو تیرہ ہوش ہو

بیان اس بات کا کہ جو کچھ ولی کامل کرے مرید کو اعتراض کرنا اور وہ قبول کرنا چاہیے جیسے کہ حلو الطبیب کو نقصان نہیں کرتا ہے بیمار کو نقصان کرتا ہے اور سردی بر انگور پختہ کو خلل نہین کرتی ہے خام کو ضرر کرتی ہے کہ راہ مین ہے اور انجام کو نہین پہنچا ہی لیغفر لک اللہ

بہر این فرمود حق عز و جل — سورة الانعام در ذکر اجل
این شنیدی مو بمویت گوش باد — آب حیوان هست خوردی نوش باد
آب حیوان خوان این سخن — جان نوین در رتن حرف کهن
نکتهٔ دیگر تو بشنو ای رفیق — همچو جان او سخت پیدا و دقیق
در مقامی هست این هم زهر مار — از تصاریف خدای خوشگوار
در مقامی زهر و در جای دوا — در مقامی کفر و در جای روا
در مقامی خار و در جای چو گل — در مقامی سرکه در جای چو مل
در مقامی خوف و در جای رجا — در مقامی بخل در جای سخا
در مقامی فقر و در جای غنا — در مقامی قهر و در جای رضا
در مقامی جور و در جای وفا — در مقامی منع و در جای عطا
در مقامی درد و در جای شفا — در مقامی خاک و در جا کیمیا
در مقامی عیب و در جای هنر — در مقامی سنگ و در جای گهر
در مقامی حنظل و جای شکر — در مقامی خشکی و جای مطر
در مقامی ظلم و جای محض عدل — در مقامی جهل و جای عین عقل
گر چه اینجا او گزند جان بود — چون بدانجا در رسد درمان شود
آب در غوره ترش باشد ولیک — چون بانگوری رسد شیرین و نیک
باز در خم او شود تلخ و حرام — در مقام سرکگی نعم الادام
همچنین باشد تفاوت در امور — مرد کامل این شناسد در ظهور
گر ولی زهری خورد نوشی شود — ور خورد طالب سیه هوشی شود

در بیان آنکه آنچه ولی کامل کند مریدان را نشاید گستاخی کردن و همان فعل کردن که حلوا الطبیب را زیان نیست و دارد مر اهل را زیان دارد و سرما و برف انگور رسیده را زیان ندارد اما غوره را زیان دارد که در راه است و نارسیده لیغفر لک الله

ماتقدم من ذنبک وما تاخر صدق اللہ

ربّ ہب لی کو سلیمان نے کہا | کہ نہ دے یہ ملک تو میرے سوا
غیر پر میرے مگر لطف و مدد | ہے حسد کی شکل لیکن نے حسد
نکتۂ لا ینبغی کو پڑھ بجان | سرّ من بعدی کو بخل اب نہ جان
بلکہ دیکھیں ملک میں سو آفتیں | بالکل اس ملک جہان کی دہشتیں
خوف تن اور خوف جان و خوف سر | امتحان ہو اسکا مجھ جیسا نہیں
چاہیے ہمت سلیمان کی کہ وہ | چھوڑ دے دنیا کی بو و رنگ کو
باوجود ایسی تھی قوت انکو بھی | ملک نے انکو دکھائی عاجزی
پڑھ کر القینا علی کرسیہ | سخت وہ ملک انپر سے رکھے عاجزی
جبکہ یہ تکلیف اور صدمے سہے | کرتے شاہان جہان پر رحم تھے
بس شفاعت سے کہا یہ ملک و مال | تم میرے دی مگر بااین کمال
جسکو تو دے کرم سے ملک و زر | وہ سلیمان ہے وہ ہو نہیں ہی بشر
وہ نہیں ہے بعدہ ہی ہمسری | ہمسری کیا ہون؟ وہیں جو مدعی
شرح اسکی فرض ہے کرنا مگر | آتا ہون پھر مرد و زن کے قصہ پر

ماتقدم من ذنبک وما تاخر صدق اللہ

ربّ ہب لی از سلیمان آمدہ ست | کہ مدہ غیر مرا این ملک و دست
تو مکن با غیر من این لطف و جود | این حسد را ماند اما این نبود
نکتۂ لا ینبغی میخوان بجان | سرّ من بعدی ز بخل او مدان
بلکہ اندر ملک دید او صد خطر | مو بمو ملک جہان بد بیم سر
بیم سر با بیم سر با بیم دین | امتحانی نیست مارا مثل این
پس سلیمان ہمتی باید کہ او | بگذرد زین صد ہزاران رنگ و بو
با چنان قوت کہ او را بود ہم | موج آن ملکش فرو میبست دم
خوان کہ القینا علی کرسیہ | چون بماند از تخت ملک جودتی
چون بر او بنشست زین اندوہ گرد | بر ہمہ شاہان عالم رحم کرد
شد شفیع و گفت این ملک و لوا | با کمالی دہ کہ دادی مر مرا
ہر کرا بدہی و بخشی ای کریم | او سلیمان است و آنکس ہم منم
او نباشد بعدی و باشد معی | خود معی چہ بود منم بی مدعی
شرح این فرضست گفتن لیک من | باز می گردم بقصۂ مرد و زن

اخلاص ماجرای اعرابی و عورت اسکی کا فقر و شکایت

مرد و زن کا ماجرا اب فیصلہ | چاہیے پھر اندر خلوص و ولولہ
مرد و زن کا ماجرا گو نقل ہی | جان تو جون نفس کے اور عقل کے
یہ زن و مرد ایک نفس و عقل ہے | بس ضروری ہیں نیک و بد کیواسطے
تہ کدران میں بس یہ دو پابند ہیں | روز و شب رہوین جدا و جنگ ریز
زن کو حاجت گھر کے ہی سامان کی | یعنی کر وہ فرد آب و نان کی
نفس مثل زن کری چارہ گری | گاہ خاکی گاہ ڈھونڈھے سروری
عقل ان فکروں سے کب آگاہ ہی | اسکے سر میں غم نہ جز اللہ ہی
گرچہ سر قصہ ہی دانہ دوام | صورت قصہ سنو اب تم تمام

مخلص ماجرای عرب و جفت او در فقر و شکایت

ماجرای مرد و زن را مخلصی | باز می جوید درون مخلصی
ماجرای مرد و زن افتاد نقل | این مثال نفس خود میدان و عقل
این زن و مردی کہ نفس است و خرد | نیک بایستہ ست بہر نیک و بد
وین دو بایستہ درین خاکی سرا | روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
زن ہمی جوید حویج خانقاہ | یعنی آب رو و نان و خوان و جاہ
نفس ہمچون زن پی چارہ گری | گاہ خاکی گاہ جوید سروری
عقل خود زین فکرہا آگاہ نیست | در دماغش جز غم اللہ نیست
گرچہ سر قصہ این دانہ ست و دام | صورت قصہ شنو اکنون تمام

مثنوی کا ہوتا گر کامل بیان — باطل و مکار ہوتی خلق یان
گر محبت ہوتی معنی فکر و راز — نیست ہوتی صورت روزہ و نماز
تحفہ باہم دوست جو ہین بھیجتے — دوستی دونے ہو صورت اسکی گر
تا گواہی دیوے تحفہ ظاہرا — اس محبت پر کہ جو ہے باطنا
ظاہری احسان جیسے ہین گواہ — حب قلبی پر اکر یار باصفا
گاہ سچا ہو گواہ جھوٹا کبھی — گاہ مستی پر کرے گاہی دکھا
جو دہی کھائے تو مستی کرے — ہی ہو اور کاہلی مستی کرے
ور ریاکار اب نماز و صوم مین — کرتے ہے کوشش اور سعی از بسکہ ہین
تا گمان ہووے کہ وہ ہے اولیا — جب حقیقت دیکھی ہے غرق ریا
الغرض رہبر ہے فعل ظاہری — تا نشان دیوے جو رکھے باطنی
گاہ رہبر حق ہے گہ غلطی پہ ہو — گر قبول اسکا و مردودی پہ ہو
مجکو یا رب دے کرم سے شناخت — تا کہ حسن منظر بنور اللہ ہو
جیسے حس کو الٰہی بے خبر ہو — جبکہ خویشی ہے محبت کی خبر
ہے سبب مظہر نہ ہووے گر اثر — جیسے خویشی دے محبت کی خبر
نور اللہ کا ہوا جسکا امام — نے اثر کا اور سبب کا ہو غلام
جبکہ نور اللہ سے بر آئی کام — اس اثر کا کوئی کب ہووے غلام
جب محبت لین ہووے شعلہ زن — بس اثر سے ہوئی فارغ و معنی
حاجت اسکو پھر نہین اظہار عشق — آسمان پر جبکہ جب انوار عشق
شرح ان باتون کی از حد ہے تمام — پر تو اسکی جستجو کر والسلام
گرچہ ظاہر معنی ہین صورت رکھی — معنی سے صورت قریب و دور ہی
ہین مثالون جیسے چون آب سے آخت — جو حقیقت پاک تو ہین دور و سخت
دیکھ دانہ خاک و آب اور مہر سے — اک صفت عالم مین پیدا اس کا ہے
گر حقیقت پر کرے اسکی نظر — ہین جدا اور دور یہ سب ہر گر
چھوڑ ماہیت و خاصیت کہہ — شرح ان دو زندہ جو کی نیز گر
مردہ بولا مین مطیع تیرا ہون اب — بار گردون میری تو مختار سب

گر بیان مثنوی کامل شدے — خلق عالم عاطل و باطل بدے
گر محبت فکرت و معنیستی — صورت صوم و نمازت نیستی
ہدیہ ہای دوستان با یکدگر — نیست اندر دوستی الا صور
تا گواہی دادہ باشد ہدیہ ہا — بر محبتہاے مضمر در خفا
زانکہ احسانہای ظاہر شاہد اند — بر محبتہای سرے ارجمند
شاہدت گہ راست باشد گہ دروغ — مست گاہی از می و گاہی ز دوغ
دوغ خوردہ مستی پیدا کند — ہاے و ہوے و سر گرانیہا کند
آن مرائی در صلوٰۃ و در صیام — می نماید جہد و جہدے بس تمام
تا گمان آید کہ وے مست ولاست — چون حقیقت بنگری غرق ریاست
حاصل افعال برونی دیگرست — تا نشان باشد برانچہ مضمرست
رہبری گہ حق بود گاہے غلط — گر گزیدہ باشد و گاہی سقط
یارب این تمیز دہ ما را بخواست — تا شناسیم آن نشان کثر ز راست
ور اثر نبود سبب ہم مظہرست — ہمچو خویشی کز محبت مخبرست
ور اثر نبود سبب ہم مظہرست — ہمچو خویشی کز محبت مخبرست
نبود آنکہ نور حقش شد امام — مر اثر را یا سببہا را غلام
چون کہ نور اللہ در آمد در مشام — مر اثر را بیکس نبود غلام
تا محبت در درون شعلہ زند — رفت گردد وز اثر فارغ کند
حاجتش نبود پی اعلام مہر — چون محبت نور خود زد بر سپہر
ہست تفصیلات تا گردد تمام — تا بجوئی در بیابی والسلام
گرچہ شد معنی درین صورت پدید — صورت از معنی قریب است و بعید
در دلالت ہمچو آب اند و درخت — چون بماہیت روی دورند سخت
دانہ بین کز آب و خاک و آفتاب — چون درختی گشت عالم ز آب
در ماہیت بگرد اے نظر — دور دور اند این ہمہ از یکدگر
ترک ماہیات و خاصیات گو — شرح کن احوال آن دو زندہ جو
مردہ گفت اکنون گذشتم از خلاف — حکم داری تیغ برکش از غلاف

جو کچھ تو میں سہالاؤں اسے	آزماؤ اور بھلا آئے مجھے
ہر چہ گوئی مر ترا فرمان برم	در بد و نیک آید آنرا ننگرم

اطاعت کرنا مرد اعرابی کا موافق مرضی عورت اپنی کے اور اقرار کرنا کہ مجکو اس اطاعت میں کچھ حیلہ و امتحان نہیں ہے

دل نهادن مرد عرب بر التماس دلبر خویش و مبالغه نمودن که مرا درین تسلیم حیله و امتحان نیست

تجھ میں بس ہوتا ہوں میں مستعد | تو محب ہے جب نعیمی و نعیم
بولی زن تو قصد میکی کا کرے | یا تو حیلہ سے مری بھیدن کو لے
بولا مجکو ہے قسم اللہ کی | جسنے آدم کو کیا ہے صفی
تین گز قالب میں وہ ظاہر کیا | جو کہ لوحوں اور ارواحوں میں تھا
لوح محفوظ بدن کو یاد دی | تا حقیقت جاوے جو لوحوں میں تھی
آگے پیچھے جو کہ تھا وہ تا ابد | پڑھ لیا بس علم الاسما سے جو
تا پڑھانے سے ملک بیخود ہوئے | پائی پاکی اور پاکی انکی سے
ایسی وسعت آئی کو بس آدم زدی | آسمان میں انکی وہ وسعت نہ تھی
جان آدم کی فضا کے درمیان | تنگ عرصہ ہفت آسمان
بولے پیغمبر کہ حق نے ہے کہا | میں سما سکتا نہیں عالم میں آ
عرش اور گردون میں اور اندر زمین | میں سما سکتا نہیں عالم میں
دلمیں مومن کے سماتا ہوں عجب | گر مجھے ڈھونڈے تو گرد ان کے طلب
بولا فادخل فی عبادی تلتقی | جنة من رؤیتی یا متقی
باوجود عرش وسعت نور کے | بس ہوا بیہوش جو دیکھا اسے
گو بزرگی عرش کی بس ہے بڑی | جبکہ معنی ہو نہ صورت کیا رہی
ہر ملک کہتا ہمیں پہلے سے تھی | الفت اس ہو سے زمین سے اے نبی
تخم خدمت ہم زمین میں بو رہے | اس تعلق سے عجب ہم کو تھی
یہ تعلق کیوں ہے ہمکو خاک سے | کہ ہماری ہے سرشت افلاک سے
نور کو الفت یہ کیوں ظلمت سے ہے | کس لیے یہ نور ظلمت سے جیے
الفت اے آدم یہ تیری بو سے تھی | کہ زمین تن کے لیے تیری تنی
یان سے یا جسم خاکی کو تری | تیر الفت کا چمکا اس جگہ

ور وجود تو شوم من منعدم | چون محبم حب یعمی و یصم
گفت زن آهنگ برم می کنی | یا بحیلت کشف سرم می کنی
گفت والله عالم السر الخفی | کافرید از خاک آدم را صفی
در سه گز قالب که دادش وانمود | آنچه در الواح و در ارواح بود
یاد دادش لوح محفوظ وجود | تا ابد آنست اینجا در الواح بود
تا ابد هرچه که از پس هم و پیش | درس کرد از علم الاسماء خویش
تا ملک بیخود شد از تدریس او | قدس دیگر یافت از تقدیس او
آن گشادیشان که آدم را نمود | در گشاد آسمانهاشان نبود
در فراخی عرصهٔ آن پاک جان | تنگ آمد عرصهٔ هفت آسمان
گفت پیغمبر که حق فرموده است | من نگنجم هیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز | من نگنجم این یقین دان ای عزیز
در دل مؤمن بگنجم ای عجب | گر مرا جویی در آن دلها طلب
گفت فادخل فی عبادی تلتقی | جنة من رؤیتی یا متقی
عرش با آن نور با پهنای خویش | چون بدید آن را برفت از جای خویش
خود بزرگی عرش باشد بس مدید | لیک صورت کیست چون معنی رسید
هر ملک میگفت ما را پیش ازین | الفتی میبود بر گرد زمین
تخم خدمت بر زمین میکاشتیم | زان تعلق ما عجب میداشتیم
کین تعلق چیست با این خاک ما | چون سرشت ما بدست از آسمان
الفت این انوار با ظلمات چیست | چون تواند نور با ظلمات زیست
آدما آن الفت از بوی تو بود | زانکه جسمت را زمین بر تار و پود
جسم خاکت را ازینجا بافتند | نور پاکت را ازینجا یافتند

لیک جان ما ز روحت یافت آن | بیش بیش از خاک آن بر یافت
در زمین بودیم و غافل از زمین | غافل از گنجی که بد در وی دفین
چون سفر فرمود ما را زان مقام | تلخ شد ما را از آن تحویل کام
تا که حجتها همی گفتیم ما | کی بجای ما که آید ای خدا
نور این تسبیح و این تهلیل را | می فروشی بهر قال و قیل را
حکم حق گسترد بهر ما بساط | که بگویید از طریق انبساط
هر چه آید بر زبانتان بی حذر | همچو طفلان یگانه با پدر
ما همی دانیم خود در از سما | لیک می خواهیم آواز شما
گرچه این دعوی نه لایق بست | رحمت من بر غضب هم سابق است
از پی اظهار این سبق ای ملک | در تو بنهم داعیهٔ اشکال و شک
تا بگویی و نگیرم بر تو من | منکر حلمم نیارد دم زدن
صد پدر صد مادر اندر حلم ما | هر نفس زاید در افتد در فنا
حلم ایشان کف بحر حلم ماست | کف رود و آید ولی دریا بجاست
خود چه گویم پیش آن در این صدف | نیست الا کف کف کف کف
حق آن کف حق آن دریای صاف | که امتحانی نیست این گفت و لاف
از سر مهر و صفاست و خضوع | حق آن کس که بدو آرم رجوع
گر به پیشت امتحان است این هوس | امتحان را امتحان کن یک نفس
سر مپوشان تا پدید آید سرم | امر کن تو هر چه بر وی قادرم
دل مپوشان تا پدید آید دلم | تا قبول آرد هر آنچه قادرم
چه کنم در دست من چه چاره است | در نگر تا جان من چه کاره است

روح سے تیری ہماری جان دو | پایا پہلے خاک سے جو کچھ تھا جو
ہم زمین پر تھے وہ غافل با زمین | کہ خزانہ اسکے اندر ہے دفین
اس جگہ سے جب سفر ہم نے کیا | رنج اس تحویل سے ہمکو ہوا
ہم بھی تکرار کرتے تھے سدا | کون آئیگا ہماری جا خدا
نور اس تسبیح و اس تہلیل کو | کس لیے تو بیچے قال و قیل کو
حکم فرمایا ہمیں اللہ نے | کہ خوشی سے تم کہو جو دل میں ہے
شہر میں جو آئے کہو اور مست ہو | باپ سے بیٹا کرے جوں گفتگو
جانتا ہوں میں تمہارے بھید کو | پر سنوں میں بھی تمہارے شور کو
گرچہ نالائق ہے یہ دعوی سبھی | ہے غضب پر غالب رحمت مری
باعث اظہار سبقت اے ملک | میں نے رکھا تم میں یہ دعوی و شک
تا کہو تم اور میں پکڑوں نہیں | حلم کا منکر یہ کہتا ہے نہیں
سیکڑوں ماں باپ میرے حلم میں | پیدا ہر دم ہوتے ہیں اور مرتے ہیں
میری بحر حلم کے جھاگ ہیں وہ | رہتا ہے دریا اور فانی ہو وہ
کیا کہوں اس در کے آگے یہ صدف | کچھ نہیں پر کف کف کف کف
مجھکو اس دریا و اس کف کی قسم | میں نہ بولوں جھوٹ اور دعوی کا دم
ہے یہ از راہ محبت اور صفا | ہے قسم اسکی جو ہے میرا خدا
گر تو جانے اس ہوس کو امتحان | امتحان کا امتحان کر اس ماں
مت چھپا سر تا ہو میرا عیاں | حکم کر ہوں جیسے میں قادر یہاں
مت چھپا دل تا مرا دل ہو عیاں | جسکے لائق ہوں وہ لاؤں میں بجان
کیا کروں کیا ہاتھ میں میرے علاج | میری جان کس کام کو لائق ہے آج

تعیین کردن زن طریق طلب روزی شوی خود را و قبول او

مقرر کرنا عورت کا طریقہ تحصیل معاش کو اور قبول کرنا اس کا خاوند کا

گفت زن یک آفتابی تافته است | عالمی زو روشنائی یافته است
نایب رحمان خلیفهٔ کردگار | شهر بغداد است از وی چون بهار
گر بپیوندی بدان شه شه شوی | سوی هر ادبار تا کی می روی

بولی عورت جسکا اب خورشید ہے | اور عالم روشنی اس سے رکھے
نائب حق اور خلیفہ کردگار | شہر بغداد اس سے ہے مثل بہار
گر ملے اس شاہ سے تو ہو وے شاہ | تا بہ کے ادبار کی دیکھے راہ

مقبلون کی دوستی ہی کیمیا | کب نظر کی مثل ہو گی کیمیا
ڈالی احمد نے نظر بوبکر کے | صدق سے صدیق بس وہ ہو گیا
بولا مین مقبول شہ کیونکر ہون | بے بہانہ کیسے اس جانب چلون
کوئی نسبت بار حیلہ چاہیے | پیشہ بے آلہ کے کیونکر ہو سکے
جیسے مجنون نے کسی سے جو سنا | کہ مرض مین ہو گئی ہی لیلی مبتلا
بولا جاؤن بے بہانہ کیسے آہ | گر عیادت نے کرون ہو دن تباہ

دوستی مقبلان چون کیمیاست | چون نظرشان کیمیای خود کجا
چشم احمد بر ابوبکرے زده | او ز یک تصدیق صدیق آمده
گفت من شہ را بدیرا چون رسم | بے بہانہ سوی او من چون روم
نسبتے باید مرا یا حیلتے | ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے
ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے | کہ مرض آمد بلیلی اندکے
گفت آوه بے بہانہ چون روم | ور بمانم از عیادت چون شوم

لیتنی کنت طبیباً حاذقاً | کنت امشی نحو لیلی سابقا

قل تعالوا ہے اللہ نے کہا | دو نشان ہو تو تیرے تا شرم کا
شہپرون کو ہو تا گر آلہ منظر | دیکھو وه خوش ہو کر پھر تے سربسر
بولے گر شاه کرم سے تو ملے | مین ہر بے آلتی آلہ سے
کیونکہ آلہ دعوی در ہستی ہی بس | کام ہے بے آلہ اور پستی ہی بس
بولا بے آلہ سے کب سودا کرون | تا نہ مین بے آلتی پیدا کرون
مفلسی پر چاہیے میری گواه | تا کرے بس مفلسی مین رحم شاه
تو گواہی گفتگوئے ماسوا | تا کرے شہ رحم وه مجکو بتا
یہ گواہی گفتگو کی جو کہ ہے | جرح کرکے قاضی اسکو رد کرے
چاہیے مجکو گواہی باطنی | نے گواہی چاہیے اظاہری
چاہیے اسکو گواه صدق حال | تا کہ اسکا نور چمکے بے مقال

قل تعالوا گفت مارا حق بران | تا بود شرمم اشکنی ما را نشان
شہپران را گر نظر و آلت بدے | روزشان جعلان خوشی آلت بدے
گفت چون شاه کرم میدان رود | عین ہر بے آلتی آلت شود
زانکہ آلت دعوی و ہستی ست | کار در بے آلتی و پستی ست
گفت کے بے آلتی سودا کنم | تا نہ مین بے آلتی پیدا کنم
پس گواہی بایدم بر مفلسی | تا شہم رحمے کند در مفلسی
تو گواہی غیر گفت و گو و رنگ | وانما تا رحم آرد شاه شنگ
کین گواہی کہ ز گفت و رنگ بد | نزد آن قاضی القضات آن جرح شد
پس گواہی کز اندرون بایدم | نے گواہی کز برون می بایدم
صدق می باید گواه حال او | تا بتابد نور او بے قال او

تحفہ لیجانا مرد اعرابی کا گھڑا بھر کے پانی بارش کا جنگل سے طرف دار خلیفہ کے بغداد اس امید پر کہ ابھی گیا پانی کا قحط ہے

ہدیہ بردن آن اعرابی سبوی آب باران از میان بادیہ سوی بغداد نزد خلیفہ و پنداشت کہ آنجا قحط آب ست

بولی وه ہے صدق کہ ہستی کو تو | ترک کر دے اور اپنی جہد کو
اب بارش ہی سبو مین جو بھرے | ملک اور اسباب شاہ دنی کا وه ہے
اس سبوی آب کو تو لیکے جا | تحفہ کر تو اسکو شاہنشاه کا
اس سوا نے اور پاس اسباب ہی | بہتر اس جنگل مین ایسا آب ہے
گو خزانہ اسکا پر ہے آب سے | ایسا پانی پر وہان نایاب ہی

گفت زن صدق آن بود کز بود خویش | پاک برخیزے تو از مجہود خویش
آب باران ست ما را در سبو | ملکت و سرمایہ و اسباب تو
این سبوی آب را بردار رو | ہدیہ ساز و پیش شاہنشاه شو
گو کہ ما را غیر این اسباب نیست | در مفازه ہیچ بہ زین آب نیست
گر خزانہ اش پر از زر فاخر است | اینچنین آبش نباشد نادر است

چیست این کوزه تن محصور ما / اندر آن آب حواس شور ما

ای خداوند این خم و کوزه مرا / در پذیر از فضل الله اشتری

کوزهٔ با پنج لوله پنج حس / پاک دار این آب را از هر نجس

تا شود این کوزه منفذ سوی بحر / تا بگیرد کوزهٔ ما خوی بحر

تا چو هدیه پیش سلطانش بری / پاک بیند باشدش شه مشتری

بی نهایت گردد آبش بعد از آن / پر شود از کوزهٔ من صد جهان

لولها بر بند و پر دارش ز خم / گفت غضوا عن هوا ابصارکم

ریش او پر باد کین هدیه کراست / لائق چون او شهی اینست راست

آن نمیداند که آنجا بر گذر / هست جاری دجلهٔ همچون شکر

در میان شهر چون دریا روان / پر ز کشتیها و شست ماهیان

رو ببر در سلطان و کار و بار بین / حس تجری تحتها الانهار بین

اینچنین حسها و ادراکات ما / قطرهٔ باشد در ان نهر صفا

یا ز جوی و باز بین و بار یاب / از کرام من عنده ام الکتاب

کیا ہے مٹکا یہ مقید تن مرا / شور و پانی ان حواس کا بھرا

میرے اس کوزہ و مٹکو کو خدا / فضل سے اب لیجیے الله اشتری

پانچ ٹونٹی کا ہے کوزہ پانچ حس / پاک کر اس آب کو مت کر نجس

ہو رہے اس کوزہ سے سوئے بحر / تا کہ کوزہ لیوے خوئے بحر کو

تحفہ جب لیجاوے پاس شاہ کے / پاک دیکھ شاد اسکو مول لے

بے نہایت ہووے پانی بعد ازان / ہووے پر کوزہ سے میرے سو جہان

بند کر ٹونٹی و بھر اسکو بہ خم / بولے غضوا عن ہوا ابصارکم

ہے وہ مغرور ایسا تحفہ کسکو کر / جانے لائق مثل ایسے شاہ کے

یہ نہیں جانا کہ اس جا راہ پر / جاری کو یک دجلہ ہے مانند شکر

شہر کے اندر ہے جوں دریا رواں / کشتیاں اس مین و شست ماہیاں

جا تو اس سلطان کا کار و بار دیکھ / حس تجری تحتہا الانہار دیکھ

اسطرح ادراک تیرا اور حسیں / قطرے اس دریا صافی میں ہیں

پھر تو ڈھونڈھ اور دیکھ اور فیض پا / کس سے جو ہے عندہ ام الکتاب

در نمودن خلق زن سبوے آب را و مہر بر وے نہادن از اعتقاد

تمد مین بیان عورت کا مٹکے آب کو اور مہر کرنا اسپر اعتقاد سے

مرد گفت آری سبو را سر ببند / هین که این هدیه است ما را سودمند

در نمد در دوز تو این کوزه را / تا گشاید شه بهدیه روزه را

کاینچنین اندر همه آفاق نیست / جز رحیق و مایهٔ اذواق نیست

زانکه ایشان ز آبهای تلخ و شور / دایما پر علت اند و نیم کور

مرغ کاب شور باشد مسکنش / او چه داند قدر آب روشنش

ای که اندر چشمهٔ شور است جات / تو چه دانی شط و جیحون و فرات

ای تو نارسته ازین فانی رباط / تو چه دانی محو و سکر و انبساط

ور بدانی نقلت از اب و جد است / پیش تو این نامها چون ابجد است

ابجد و هوز چه فاش است و پدید / بر همه طفلان و معنی بس بعید

پس سبو برداشت آن مرد عرب / در سفر شد میکشیدش روز و شب

مرد بولا ہاں سبو کا باندھ سر / نفع تحفہ سے ہمیں ہو بیشتر

تو سبو کو سی کے اب نمدے میں ڈال / تاکہ روزہ کھولے شہ اس تحفہ سے

ایسا پانی ساری عالم میں نہیں / غیر آب پاک اور ماء معین

کیونکہ وہ سب آب تلخ اور شور سے / ہیں بعض اندھے و ناقص نور سے

مرغ رہنے والا آب شور کا / آب شیریں کا وہ کیا جانے مزا

تو کہ چشمہ شور پر رہتا ہے سات / جانے تو کیا نہر جیحون و فرات

تو نہ اس دنیا فانی سے چھٹا / جانے تو کیا سکر اور صحو و فنا

گر تو جانے نقل اب و جد سے ہے / آگے تیرے مثل نام ابجد کے ہے

ابجد و ہوز کو لڑکے پڑھتے ہیں / لیکن اسکے دور ہیں معنی سبھی

مرد اعرابی نے لے وہ مٹکا لیا / اور سفر میں رات دن لیکر چلا

بر سبو لرزان بد از آفات دهر / هم کشیدش از بیابان تا بشهر

زن مصلی باز کرده از نیاز / رب سلم ورد کرده در نماز

که نگهدار آب ما را از خسان / یا رب آن گوهر بدان دریا رسان

گرچه شویم آگه است و پرفن است / لیک گوهر را هزاران دشمن است

خود چه باشد گوهر آب کوثر است / قطره‌ای زان آب کاصل گوهر است

از دعاهای زن و زاری او / وز غم مرد و گرانباری او

سالم از دزدان و از آسیب سنگ / برد تا دار الخلافه بی درنگ

دید درگاهی پر از انعامها / اهل حاجت گستریده دامها

دم بدم هر سو صاحب حاجتی / یافته زان در عطا و خلعتی

بهر گبر و مومن و زیبا و زشت / همچو خورشید و مطر نی چون بهشت

دید قومی در نظر آراسته / قوم دیگر منتظر برخاسته

خاص و عامه از سلیمان تا بمور / زنده گشته چون جهان از نفخ صور

اهل صورت در جواهر یافته / اهل معنی بحر معنی یافته

ڈرتا تھا کہ نہ ہو آفات دہر / لے گیا جنگل سے اسکو تا بشہر

زن مصلے کو بچھا کر با نیاز / رب سلم پڑھتی تھی اندر نماز

یا رب اس پانی کو دشمن سے بچا / اور اس گوہر کو دریا سے ملا

گرچہ شوہر ہے مرا بس ہوشیار / پر ہین اس گوہر کے دشمن بیشمار

کیا ہی گوہر آب کوثر کا وہ ہے / اصل گوہر قطرہ ہر اس آب سے

زن کی زاری اور دعا کرنے سے / بوجھ بھاری مرد کے لیجانے سے

بس وہ سالم دزد و صدمہ سنگ سے / لیگیا دار الخلافت تک سے

دیکھی درگہ اسکی پر انعام ہر / اہل حاجت نے بچھایا دام ہر

ہر طرف سے اہل حاجت دمبدم / پاتے اندر سے ہین خلعت اور درم

نیک و بد گبر و مسلمان سبکے لیے / چون بہشت و بارش و خورشید کے

قوم دیکھی ایک منظور نظر / قوم دیکھی دوسری بس منتظر

مور سے تا سلیمان خاص و عام / زندہ نفخ صور سے مثل انام

اس سے گوہر اہل صورت نے لئے / بحر پایا اہل معنے کو ملے

در بیان آنکہ چنانکہ گدا عاشق کریم است کریم ہم عاشق گداست اگر گدا را صبر بیش بود کریم بر در او آید و اگر کریم را صبر بود گدا بر در او آید اما صبر کمال گدا و نقصان کریم است

بیان مین اسکے کہ گدا عاشق کریم کا ہے اور کریم عاشق گدا کا اگر گدا کو صبر زیادہ ہے کریم اسکے دروازے پر آئیگا اور اگر کریم کو صبر ہے گدا اسکے دروازے پر جائیگا لیکن گدا کا صبر کمال ہے اور کریم کا نقصان ہے

آنکه بی همت چه با همت شده / وانکه با همت چه با نعمت شده

بانگ آید که ای طالب بیا / جود محتاج گدایان چون گدا

جود می جوید گدایان و ضعاف / همچو خوبان کآینه جویند صاف

روی خوبان ز آینه پیدا شود / روی احسان از گدا پیدا شود

چون گدا آئینه جود است هان / دم بود بر روی آئینه زیان

پس ازین فرمود حق در والضحی / بانگ کم زن ای محمد بر گدا

جو کہ بے ہمت تھا با ہمت ہوا / جو کہ با ہمت تھا با نعمت ہوا

آتی آواز کہ طالب تو آ / جود محتاج گدا ہے جون گدا

جود ہے محتاج طالب جیسے ہے / جسطرح سے خوب تائب حسن کے

جود ڈھونڈھے ہے ضعیف زار کو / اسطرح جو خوبرو حسین آئنا

آئنہ سے زیبا روی خوب ہو / اور گدا سے زیب ہو احسان کو

ہو گدا آئینا اک جود کا / دم سے آئینہ مکدر ہے سوا

والضحی میں اسلیئے حق نے کہا / مت گدا کو جھڑک تم ای مصطفیٰ

ایک جود اسکو گدا کو لاتی ہے / دوسری زیادہ گدا کو دیتی ہے
جود حق کے آئینہ ہیں وہ گدا / جود مطلق ہیں جو با حق ہیں سدا
ہے وہ جو در جو سوال و گدا کے / نقش ہے پردہ ہے نہ وہ جس پہ ہے
جو کوئی درویش ہے تشنہ خدا / حق ہے کام اسکا ہمیشہ ہی روا

آن یکی جودش گدا آرد پدید / وین دگر بخشد گدایان را مزید
پس گدایان آینهٔ جود حق اند / وانکه با حق اند جود مطلق اند
وانکه جز این دو است از خود مرده است / او برین در نیست نقش پرده است
لیک درویشی که او تشنهٔ خدا است / هست دائم از ضراعتش کار روا

فرق درمیان اسکے جو درویش کہ با خدا ہے اور تشنہ خدا کا ہے اور جو درویش کہ خدا سے ہے اور تشنہ غیر کا ہے

فرق میان آنکه درویش است بخدا و تشنهٔ خدا است و آنکه درویش است از خدا و تشنه است بغیر

ہر جو ہے درویش تشنہ غیر کا / بے وقوف ہے اور نہ طالب خیر کا
نقش ہے درویش کا وہ بے جان / نقش سگ کو تو نہ ڈال اب استخوان
نے فقیر حق ہے وہ روٹی کا فقیر / نقش مس وہ کر نہ آگے رکھ پنیر
خاک کی ماہی فقیر نان ہے / شکل ماہی لیک بھاگے بحر سے
نقش ماہی ہو وے کب دریا کی آب / کب وہ بے پانی کے ہوتا ہے خراب
مرغ خانہ ہے نہ سیمرغ ہوا / طعمہ کھاتا ہے نہ وہ طعمہ خدا
حق کا وہ عاشق ہے ہی بہر نوال / اسکی نے جان عاشق حسن و جمال
گر وہ جانے وہم سے ہے عشق ذات / ذات کب ہے وہ ہے اسما و صفات
وہم ہے مخلوق اور مولود سب / لم یلد حق اور نہ لم یولد ہے اب
عاشق تصویر وہم اپنا جو ہو / ذات حق کا کب بھلا عاشق ہے وہ
گر صداقت وہم کا عاشق رکھے / وہ مجاز اسکا حقیقت سے ملے
یہ سخن شرح و بیان بس چاہتا / پر میں ڈرتا ہوں برائی رائے سے
بس پرانا فہم اور کوتہ نظر / سو خیال بد کا کرتا ہے فکر
نے سماع پر ہے کوئی غلبہ رکھو / کب غذا ہر مرغ کا انجیر ہے
خاص مرغ اک مردہ بوسیدہ ہو / اور خیال کور ہے بے راہ جو
نقش ماہی خاک و دریا یکی / ایک ہے رنگی کو صابون ٹھیکری
کھینچے گر غمگین کی تصویر تو / غم و شادی کو نہ جانے وہ کبھو
شکل غمگین اسکی وہ اس سے جدا / شکل خندان اسکی وہ اس سے رہا

لیک درویشی که تشنهٔ غیر شد / او حقیر و ابله و بی خیر شد
نقش درویش است او نی اهل نان / نقش سگ را تو مینداز استخوان
فقر لقمه دارد او نی فقر حق / پیش نقش مرده کم نه طبق
ماهی خاکی بود درویش نان / شکل ماهی نیست او در یا روان
نقش ماهی کی بود درویش آب / آن نه آبی که می گردد خراب
مرغ خانه است او نه سیمرغ هوا / لوت نوشد او ننوشد از خدا
عاشق حق است او بهر نوال / نیست جانش عاشق حسن و جمال
گر توهم میکند او عشق ذات / ذات نبود وهم اسما و صفات
وهم مخلوق است و مولود آمده است / حق نه زاینده است لم یولد است
عاشق تصویر و وهم خویشتن / کی بود از عاشقان ذوالمنن
عاشق آن وهم گر صادق بود / آن مجازش تا حقیقت میرود
شرح میخواهد بیان این سخن / لیک می ترسم ز افهام کهن
فهمهای کهنهٔ کوته نظر / صد خیال بد در آرد در فکر
بر سماع راست هر کس چیر نیست / لقمهٔ هر مرغکی انجیر نیست
خاصه مرغ مرده پوسیده / پر خیال اعمی بی دیده
نقش ماهی را چه دریا و چه خاک / رنگ هندو را چه صابون و چه زاک
نقش اگر غمگین نگاری بر ورق / او ندارد از غم و شادی سبق
صورتش غمگین و او فارغ از آن / صورتش خندان و او زان بی نشان

اردو		فارسی	
یہ غم و شادی کہ ہیں دل میں چھپے	آگے اس کے شادی و غم نقش ہے	این غم و شادی که اندر دل خفیست	پیش آن شادی و غم جز نقش نیست
صورت خندان ہے تیرے لئے	تا درستی تیری معنی کی کرے	صورت خندان نقش از بهر تست	تا از آن صورت شود معنی درست
صورت غمگین ہماری واسطے	راستی کی یاد ہمکو تا کہ دے	صورت غمگین نقش از بهر ماست	تا که ما را یاد آید راه راست
نقش کہ اندر ہیں اس حمام کے	مثل جامہ جامہ کن باہر سے ہے	نقشهای کاندرین حمّامهاست	از برون جامه کن چون جامه‌هاست
جبتلک باہر ہے جامہ میں لبس	دور کر جامہ درآ اے ہم نفس	تا برون جامه‌ای میبینی و لبس	جامه بیرون کن درآ ای هم نفس
کیونکہ اس جامہ سے وان پر رہ نہیں	تن سے جا جان سے تن آگہ نہیں	زانکه با جامه درون سو راه نیست	تن ز جان جامه ز تن آگاه نیست
جانب قصہ عرب آتا ہوں میں	اور بیاں اس راز کا کرتا ہوں میں	باز میگردم سوی قصه عرب	از بیان سر دراز لو العجب

آگے آنا باذن خلیفہ کا واسطے تعظیم اعرابی کے لیجانا آپکے تحفہ کو	پیش آمدن نقیبان و دربانان خلیفه از بهر اکرام اعرابی و پذیرفتن هدیه او را

اردو		فارسی	
جب بیابان کو وہ طے کر گیا	اور در دار الخلافت پر گیا	آن اعرابی از بیابان بعید	بر در دار الخلافه چون رسید
پس نقیب آگے دربانوں کے جا	بس گلاب لطف چھڑکا منہ پر آ	پس نقیبان پیش اعرابی شدند	بس گلاب لطف بر رویش زدند
حاجت کو انہوں نے بے مقال	کام بخشش کا تھا انکی بے سوال	حاجت او فهمشان شد بی‌مقال	کار ایشان بد عطا پیش از سؤال
بولے اے وجہ العرب ہمسے کہو	تم کہاں سے آئے ہو اور کون ہو	پس بدو گفتند یا وجه العرب	از کجایی چونی از راه و تعب
بولا وجہ ہوں جو وجہ مجھکو دو	بے وجہ ہوں تو مجھے پیچھے رکھو	گفت وجهم گر مرا وجهی دهید	بی وجوهم چون پس پشتم نهید
اے تمہاری شکل میں ہے سروری	فر تمہارا اچھی زر سے برتری	ای که در روتان نشان مهتری	فرّتان خوشتر ز زر جعفری
اے تمہارا جلوہ اک دیدار ہے	اور قربان تمپہ سو دینار ہے	ای که یک دیدارتان دیدارها	ای نثار دینتان دینارها
اے ہو تم ینظر بنور اللہ ہست	آئے بخشش کے لیے حق سے یہ سب	ای همه ینظر بنور الله شده	از بر حق بهر بخشش آمده
تاکہ ڈالو وہ نظر کی کیمیا	مس خود وں پر بشر کی دائما	تا زنید آن کیمیاهای نظر	بر سر مسهای اشخاص بشر
میں غریب آیا بیابان سے یہاں	لطف مجھ پر تاکرے شاہ جہاں	من غریبم از بیابان آمدم	بر امید لطف سلطان آمدم
بوئے لطف اسکی بیابان میں ہے	ریگ کے ذروں نے اس سے جاں لی	بوی لطف او بیابانها گرفت	ذره‌های ریگ هم جانها گرفت
میں درم کے واسطے آیا یہاں	جبکہ پہنچا دید کی ہے مست جان	تا بدینجا بهر دینار آمدم	چون رسیدم مست دیدار آمدم
نانوا کے پاس نان لینے گیا	نانوا کا حسن دیکھ عاشق ہوا	بهر نان شخصی سوی نانوا دوید	داد جان چون حسن نانوا بدید
سیر کرنے گلستان کو گیا	سیر حسن باغبان کرنے لگا	بهر فرجه شد یکی تا گلستان	فرجه او شد جمال باغبان
جیسے اعرابی نے جہ سے پیا	آب حیوان حسن یوسف سے پیا	همچو اعرابی که آب از چه کشید	آب حیوان از رخ یوسف چشید

جیسے موسیٰ لینے آتش کو گیا ۔۔۔ دیکھی آتش اور آتش سے چھٹا
بھاگا کا جیسے تا بیایش دشمنان ۔۔۔ بھاگنو سے پہونچی تا دو آسمان
دانۂ گندم ہوا آدم کا دام ۔۔۔ خوشۂ مردم ہوا آدم تمام
دام میں جو باز طعمے سے پھنسا ۔۔۔ بیٹھا دست شاہ پر بعد از جفا
سیکھنے میں لڑکے مکتب میں گئے ۔۔۔ باپ کے اقرار سے مرغ پر
پڑھکے کتب سے تو وہ عامل ہوا ۔۔۔ ماہیانہ دیکے مہ کامل ہوا
آگو تھے عباس لڑنے کو یقین ۔۔۔ تا محمد کا کرین تخریب دین
تا قیامت ہوگئی دین کی بناء ۔۔۔ وہ و ذریت انکی آگے دین کی شاہ
مصطفےٰ کے قتل کو آئے عمر تو ۔۔۔ تیغ لیکر ہاتھ میں باندھے کمر
ہوگئے دین کی امیر المومنین ۔۔۔ پیشوا اور مقتدای اہل دین
گھانس لانے ایک جنگل کو گیا ۔۔۔ ناگہاں اسکو خزینہ مل گیا
آب کو تشنہ گیا اک نہر پر ۔۔۔ دیکھا اسنے نہر میں عکس قمر
آیا اس در پر میں طالب خبر کا ۔۔۔ جو بی چوکھٹ صدر میں لیکے گیا
آب تحفہ کو میں لایا نہر سان ۔۔۔ خواہش نان لائی تا صدر جہان
لائی آدم کو جنت سے یہ نان ۔۔۔ ہیکلی جنت میں مجکو ہے یہ نان
جون فرشتہ آب نان سے میں جدا ۔۔۔ بے غرض دور فلک میں میں ہوا
بے غرض ہیکون عالم میں بھلا ۔۔۔ عاشقو ہیکی جسم و جان کرکے ہوا
لو سمجھے تو عاشق ہیں عشاق جز ۔۔۔ کل سے ہیں محروم یہ مشتاق جز
جو کہ عاشق جزو کا اک جزو ہے ۔۔۔ جلد معشوق اسکا کل میں جا ملا
احمقی سے غیر کا بندہ ہوا ۔۔۔ ہو گیا کوت غرق دعا جزو رہا

رفت موسیٰ کاتشے آرد بدست ۔۔۔ آتشے دید او که از آتش برست
جست عیسیٰ تا رهد از دشمنان ۔۔۔ بردش آن جستن بچارم آسمان
دام آدم خوشۂ گندم شده ۔۔۔ تا وجودش خوشۂ مردم شده
باز آمد سوی دام از بهر خور ۔۔۔ ساعد شه یافت او با قدر و خطر
طفل شد مکتب پی کسب و هنر ۔۔۔ بر امید مرغ با لطف پدر
پس ز مکتب آن یکی صدری شده ۔۔۔ ماهیانه داده و بدری شده
آمده عباس حرب از بهر کین ۔۔۔ بهر قمع احمد و استیز دین
گشت دین را تا قیامت پشت و دین ۔۔۔ در خلافت او و فرزندان او
آمده عمر به حرب مصطفیٰ ۔۔۔ تیغ در کف بسته لبش را تا قفا
گشت اندر شرع امیر المومنین ۔۔۔ پیشوا و مقتدای اهل دین
آن ملک کش سوی دیر آمد ۔۔۔ بهر گنج ناگه یافت او
تشنه آمد سو جوی آب در ۔۔۔ دید اندر جوی خود عکس قمر
من برین در طالب چیز آمدم ۔۔۔ صدر گشتم چون برین خیر آمدم
آب آوردم بتحفه بهر نان ۔۔۔ بوی نانم برد تا صدر جهان
نان برون راند آدمی را ز بهشت ۔۔۔ نان مرا اندر بهشتی در سرشت
رستم از آب و ز نان همچون ملک ۔۔۔ بی غرض گردم درین دور فلک
بی غرض نبود بگردش در جهان ۔۔۔ غیر جسم و غیر جان عاشقان
عاشقان کل نه این عشاق جزو ۔۔۔ ماند از کل آنکه شد مشتاق جزو
چونکه جزوی عاشق جزوی شود ۔۔۔ زود معشوقش بکل خود رود
ریش گاو و بنده غیر آمد او ۔۔۔ غرقه شد کف در ضعیفی در زد او

بیان میں اسکے کہ عاشق دنیا مثل اس عاشق دیوار کے ہے کہ دیوار تابش آفتاب سے چمکتی ہے اور وہ شخص نہیں جانتا ہے کہ یہ تابش آفتاب چوتھے آسمان کی ہے نہ دیوار کی

در بیان آنکه عاشق دنیا بر مثال عاشق دیوار است که بر آفتاب تافته وجهد نکرد تا فهم کند که این تاب از دیوار نیست از آفتاب است از آسمان چهارم

جبکہ آفتاب چھپا اور تابش اسکی جاتی رہی
تو بیچارہ محروم رہا مثل بہیم و یہی حالت ہوئی

دہ غلام ہو کر تابخشش رکھی — کام خواجہ کا دیا اپنا کرے
کرزنا کرتا ہی تو چور سے تو کر — اور چوراتا ہی چرا اصل و گہر
بندہ خواجہ سے ملا عاشق ہوا — بوے گل سے ملی وہ مثل خار
مثل احمق کے کہ آب آفتاب — دیکھ دیوار دل پہ حیران ہو بتاب
تاب بر دیوار کو عاشق ہوا — یہ سمجھا عکس ہے خورشید کا
اصل سے جو نور اپنی مل گیا — دیکھا دیوار دن کو تیرہ بد نما
دور وہ مطلوب سے اپنے رہا — ضائع کوشش ہر طرح باطل ہو گیا
جیسے اک صیاد پکڑے سایہ کو — سایہ کب اسکو حاصل سود ہو
مرد پکڑے سخت سایۂ مرغ کو — مرغ حیران شاخ پر بس اس سے ہو
ایسے ای احمق تو خوش ہوتا ہے آپ — ہے ترا باطل تو پوسیدہ سبب
گر تو کہوے جز و وصل گل سے ہے — خار تھا تو خار پاس اب گل کے ہی
نے ملا ہی جز واکر وہ کل — ورنہ باطل ہوتا اظہار رسل
نور رسول آئے ملانے کے لئے — کیا بائیں جو یہ سب اک ہی ہو
یہ سخن انتہا ہی ای علام — گر کشش رکھتا ہی سخت ہے کلام

لاجرم کل دل ز دیوار نهاد چون که تو آفتاب با آفتاب
پیوست او محروم ماند چون بهیم و بین حال سست شد

نیست حاکم تا کند اختیار او — کار خواجه خود کند یا کار او
فازن بالحرة پی این شد مثل — فاسرق الدرة بدین شد منتقل
بنده سوی خواجه شد او ماند زار — بوی گل شد سوی گل او ماند خار
همچو آن ابله که تاب آفتاب — دید بر دیوار و حیران شد شتاب
عاشق دیوار شد کاین باضیاست — بیخبر کاین عکس خورشید سماست
چون باصل خویش پیوست آن ضیا — دید دیوار سیه مانده بجا
او بماند دور از مطلوب خویش — سعی ضائع کرده باطل پای و ریش
همچو صیادی که گیرد سایهٔ — سایه کی گردد ورا سرمایهٔ
سایهٔ مرغی گرفته مرد سخت — مرغ حیران گشته بر شاخ درخت
کین مدمغ بر که می خندد عجب — اینت باطل اینت پوسیده سبب
ور تو گویی جزو پیوسته گل است — خار می خور خار مقرون گل است
جز بیک رو نیست پیوسته بگل — ورنه خود باطل بدی بعث رسل
چون رسولان از پی پیوستنند — پس چه پیوندند شان چون یک تنند
این سخن پایان ندارد ای غلام — تا نگه جرسی سخت دارد این کلام

سپرد کرنا اعرابی کا تحفہ اپنی کو ساتھ غلامان خلیفہ کے اور شرح کی

حال اعرابی میں اب کر تو سلام — وقت جاتا ہی حکایت کر تمام
حال اعرابی نے دربان سے کہا — اور ملک کا دیکھا ہنگامہ بپا
آگے اس پانی کے مشکے کو رکھا — اور کیا خدمت کو وہ گہ میں ادا
بولا سلطان کو یہ تحفہ دو — شاہ سے حاجت کو میری بس ہے
آب شیرین اور سبو کو خوشرنگ ہے — ایلچیان ہرگز ہوئے نہیں جیسے یہ ہی
سنکے نقیبان اس سے ہنس پڑے — پر قبول اسکو کیا جو جان کی

سپردن عرب هدیه خود را بغلامان خلیفه و شرح آن

شرح کن حال عرب ای با نظام — روز بیگه شد حکایت کن تمام
بالنقیبان حال خود را آن عرب — چون بگفت و دید هنگام طلب
آن سبوی آب را در پیش داشت — تخم خدمت را در آن حضرت بکاشت
گفت این هدیه بدان سلطان برید — سائل شه را ز حاجت وا خرید
آب شیرین و سبوی سبز نو — ز آب بارانی که جمع آید بگو
خنده می آمد نقیبان را از آن — لیک پذیرفتند آن را همچو جان

Urdu		Persian	
کیونکہ لطف شاہ دل اخلاق کا	اسکے اعضا مین اثر کل رکھتا تھا	زانکہ لطف شاہ خوب باخبر	کرده بود اندر همه ارکان اثر
خوے شہ کرتی رعیت مین اثر	چرخ اخضر سے زمین ہی سبز تر	خوی شاهان در رعیت جا کند	چرخ اخضر خاک را خضرا کند
شاہ مثل حوض لوٹی اہلکار	پانی ٹوٹی سے سبھی کو روشن ہے	شه چو حوضی دان حشم چون لولها	آب از لوله رود در گولها
جبکہ پانی حوض مین سب پاک ہے	بامزا ہر راہ سے وآب دی	چونکه آب جمله از حوضیست پاک	هر یکی آبی دهد خوش ذوقناک
گر بخس ہے آب حوض اور شور ہے	آب وہ ہر ایک ٹوٹی سے بہے	ور در آن حوض آب شورست و پلید	هر یکی لوله همان آرد پدید
کیونکہ ہر ٹوٹی ملی ہے حوض سے	غور کر معنی مین جائے غور ہے	زانکه پیوستست هر لوله بحوض	خوض کن در معنی این حرف خوض
لطف شاہنشاہ جان بی ماننا	خاک تن مین کیون اثر پیدا کیا	لطف شاهنشاه جان بی وطن	چون اثر کردست اندر کل تن
لطف عقل خوش نہاد و نیک خو	کیون ادب مین لایا سارے جسم کو	لطف عقل خوش نهاد خوش نسب	چون همه تن را در آرد در ادب
عشق شوخ بی قرار و بی سکون	خاک تن کو لایا کیون اندر جنون	عشق شنگ بیقرار بی سکون	چون در آرد کل تن را در جنون
لطف آب بحر جو کوثر سا ہے	ریگ ہے کہ وہ در و مرجان سے	لطف آب بحر کو چون کوثرست	سنگ ریزش جمله در و گوهرست
جس ہنر مین اوستاد معروف ہو	اسمین شاگردون کی جان موصوف ہے	هر هنر کاستا بدان معروف شد	جان شاگردش بدان موصوف شد
آگے استاد اصولی کے اصول	پڑھتے ہین شاگرد و کردین وصول	پیش استاد اصولی هم اصول	خواند آن شاگرد چست با حصول
آگے استاد فقیہ کے فقہ خوان	فقہ پڑھتے نہ اصول نہ بیان	پیش استاد فقیه آن فقه خوان	فقه خواند نه اصول اندر بیان
آگے استاد کہ جو نحوی ہے وہ	جان شاگردون کی نحوی اس سے ہو	پیش استادی که او نحوی بود	جان شاگردش ازان نحوی شود
پھر وہ استاد کہ وہ محو راہ ہے	جان شاگرد اس سے محو شاہ ہے	باز استادی که آن محو رهست	جان شاگردش ازان محو شهست
ہر قسم کی عقل سے تا مرگ ہے	عقل فقر اک دن کی ساز و برگ ہے	زین همه انواع دانش روز مرگ	دانش فقرست ساز راه و برگ

جھگڑا اک نامرد نحوی کا کشتی مین کشتیبان سے اور جواب دینا اسکا

ماجرای مرد نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب دادن او

Urdu		Persian	
ایک نحوی بیٹھا کشتی مین جو آ	اور کشتیبان سے یہ کہنے لگا	آن یکی نحوی بکشتی در نشست	رو بکشتیبان نهاد آن خود پرست
نحو کچھ تو نے پڑھی ہے بولا نے	بولا عمر آدھی گئی اتجھ سی ہی	گفت هیچ از نحو خواندی گفت لا	گفت نیم عمر تو شد در فنا
کھا گیا کشتیبان از بس پیچ و تاب	چپ رہا اور نے دیا اسدم جواب	دل شکسته گشت کشتیبان ز تاب	لیک آن دم گشت خامش از جواب
کشتی جب گرداب مین کر پھنسی	بولا کشتیبان نحوی سے ابھی	باد کشتی را بگردابی فکند	گفت کشتیبان بدان نحوی بلند
پیرنا کچھ جانتا ہی تو کہو	بولا نے اے خوش جواب برو	هیچ دانی آشنا کردن بگو	گفت نی ای خوش جواب خوب رو
بولا تیری عمر نحوی گل گئی	کیونکہ کشتی غرق گرداب ہو گئی	گفت کل عمرت ای نحوی فناست	زانکه کشتی غرق در گردابهاست
محو اس جا چاہیے نی محو جان	محو گر ہے آب پر ہو تو روان	محو می باید نه نحو اینجا بدان	گر تو محوی بی خطر در آب ران

ترجمہ		مثنوی	
آب دریا سر پہ مردہ کو رکھے	گر ہو زندہ تو کب دریا سے بچے	آب دریا مرده را بر سر نهد	ور بود زنده ز دریا کی رهد
گر تو اوصاف بشری سے مرے	بھید کا دریا رکھے سر پر ترے	چون بمردی تو ز اوصاف بشر	بحر اسرارت نهد بر فرق سر
تھے جو تو مخلوق حق کو خر گئے	اب تو اس کیچڑ میں تو مثل خر پھنسے	ای که خلقان را تو خر می‌خوانده	این زمان چون خر برین یخ مانده
گر تو علامہ زمانہ کا ہی ہان	اس جہاں کی تو فنا دیکھ اس زمان	گر تو علامهٔ زمانی در جهان	نک فنای این جهان بین وین زمان
مرد نحوی کا بیاں ہے اسلئے	تحو کی تا نحو سکھلاؤں تجھے	مرد نحوی را ازان در دوختیم	تا شما را نحو محو آموختیم
فقہ فقہ و نحو نحو و صرف صرف	کم ہوا تو محو ہو یار شگرف	فقه فقه و نحو نحو و صرف صرف	در کم آید یابی ای یار شگرف
دانش اپنی ہے وہ پیالہ آب کا	ہے خلیفہ دجلۂ علم خدا	آن سبوی آب دانشهای ماست	وان خلیفه دجلهٔ علم خداست
پر سبو لیجائیں دجلہ پر اگر	خر نہ جانیں آپکو ہم خود ہیں خر	ما سبوها پر بدجله می‌بریم	گرنه خر دانیم ما خود را خریم
وہ عرب بس تھا معذور تھا	کیونکہ دجلہ سے وہ غافل دور تھا	آن عرب باری بدان معذور بود	کو ز دجله غافل و بس دور بود
ہوتا دجلہ سے وہ مجھ سا باخبر	لیجاتا مشکے کو کیا تا آدھر	گر ز دجله باخبر بودی چو ما	او نبردی آن سبو را جا بجا
بلکہ واقف ہوتا دجلہ سے اگر	مارتا مشکے کو اپنے سنگ پر	بلکه از دجله اگر واقف بدی	آن سبو را بر سر سنگی زدی
اس تری مشکے میں ہے ناموس و ننگ	ہی حباب بحر مار اسکو بسنگ	آن سبوی تنگ بر ناموس تنگ	شد حباب بحر زن او را بسنگ

قبول کرنا خلیفہ کا اُسکے تحفہ کو اور بخشش کرنا بسبب کمال بے نیازی کے اس تحفہ سے

قبول کردن خلیفه هدیه را و عطا فرمودن باکمال بے نیازی ازان هدیه

ترجمہ		مثنوی	
جو خلیفہ نے سنا اسکا یہ حال	کر دیا زر سے سبو کو مالا مال	چون خلیفه دید و احوالش شنید	آن سبو را پر ز زر کرد و مزید
بے بخشش کی و خلعت و دیا	مرد کو تو فاقہ سے فارغ کر دیا	داد بخششها و خلعتهای خاص	آن عرب را کرد از فاقه خلاص
پس کہا وہاں سے اس شاہ نے	اس جہان بخش اور والا جاہ نے	پس نقیبی را بفرمود آن قباد	آن جهان بخش و آن بحر داد
زر سے مشکا اسکا جو بھر کر دو	جا کر تو دجلہ کی جانب لیجاو	لین سبو پر زر بدست او دهید	چونکه واگردد سوی دجلش برید
یا را و خشک سے کرکے سفر	راہ دجلہ اسکو ہو نزدیک تر	از ره خشک آمدست و از سفر	از ره دجلش بود نزدیک تر
بیٹھے گر کشتی میں رنج راہ کو	بھول جاوے اور وہ خورسند ہو	چون بکشتی در نشیند رنج را	خود فراموشش شود این جایگاه
ویسے ہی کرکے اسے بٹھا دیا	زر سے بھر دجلہ تلک وہ لیگیا	همچنان کردند و دادندش نشو	پر ز زر بردند دجله در قو
بیٹھا کشتی میں وہ دجلہ دیکھ کر	سجدہ کرتا تھا بہت شرمندہ ہو	چون بکشتی در دجله دید	سجده می‌کرد از حیا و می‌خمید
کہ عجب لطف ہے شہ وہاب کا	مشکا اک پانی کا اسنے لے لیا	کای عجب لطف آن شه وهاب را	وین عجب ترکه شد آن آب را
کیسے اس بحر کرم نے لے لیا	ایسی کھوٹی جنس کو جیسے دلا	چون پذیرفت از من آن دریای جود	آنچنان جنس و غل را زود زود

تم بری کر جوشش کرکے خاک کو ایک سلطان سترپوش کر دیا اگر ایک قطرہ حق کو دجلہ سے وہ دیکھتا سنگ کی اس مشک کو توڑ تا یعنی جیسے کہ زمین کو مشکے میں گنج مخفی بھر اتھا اور آخر کار یہ راز جان تن

ایک مٹکا سارے عالم کو تو جان کہ وہ ہے پر لطف خوبی سے میان
کل عالم را سبو دان ای پسر کان بود از لطف و خوبی تا لبیر

دجلہ خوبی کا قطرہ اس سے ہے نہ سمائے جو سے اندر پوست کر
قطرۂ از دجلۂ خوبی اوست کہ نمی گنجد ز پری زیر پوست

گنج مخفی تھا بری سے بھاڑ کے خاک روشن تر کری افلاک سے
گنج مخفی بُد ز پری چاک کرد خاک را تابان تر از افلاک کرد

گنج مخفی تھا پری سے کر کر جوش خاک کو سلطان کیا اک سبز پوش
گنج پنہان بُد ز پری جوش کرد خاک را سلطان اطلس پوش کرد

حق کے دجلہ سے جو قطرہ دیکھتا کرتا اس مٹکے کو وہ بیشک فنا
گر بدیدی قطرہ از دجلہ جُدا آن سبو را او فنا کردے فنا

جسنے دیکھا اسکو ہو بے خود سدا بے خود انہ وہ سبو کردی فنا
وانکہ دیدندش ہمیشہ بیخود اند بیخودانہ بر سبو سنگے زدند

او اغیرت سے سبو کو تو نے جو پس سبو کامل ہوا ٹوٹے سے دو
ای ز غیرت بر سبو سنگے زدہ وان سبو ز اشکست کامل تر شدہ

ٹوٹے مٹکا اس سے نہ پانی گرے سو سبھلائی اس ہرائی سے آٹھے
خم شکستہ آب ازان نا ریختہ صد درستی زین شکست انگیختہ

رکھتا ہے جز جز سبو کا وجد و حال عقل جزوی کو دکھا ہے یہ محال
جز و جز و خم برقص ست و بحال عقل جزوی را نمودہ این محال

نے سبو اس حال میں پیدا نہ آب خوب دیکھو واللہ اعلم بالصواب
نے سبو پیدا درین حالت نہ آب خوش ببین واللہ اعلم بالصواب

تو در معنی سجائے ہو کے باز فکر سے تو ڈرتا بنائے شاہباز
چون در معنی زنی بازت کنند پر فکرت زن کہ شہبازت کنند

فکر کا پر تیرا گل سے ہے بھرا مثل روٹی گل تو کھاتا ہے سدا
پر فکرت شد گل آلودہ گران زانکہ گل خواری ترا گل شد چو نان

گوشت روٹی گل ہے کم کھا اسمین تا نہ ہو تو مثل گل اندر زمین
نان گل ست و گوشت کمتر خور ازین تا نمانی ہمچو گل اندر زمین

ایک مدت خاک کی کھائی غذا خاک نے آخر میں بس کھا لیا
خاک میخوردیم عمرے در غذا خاک آخر خورد ما را بے سرا

یہ شراب اور یہ کباب اور یہ شکر خاک رنگین نقش ہے وای پسر
این شراب و این کباب و این شکر خاک رنگین ست و نقشین ای پسر

جب تو بھوکا ہوتا ہے سگ ہوتا ہے بے حیا بد خلق بد رگ ہوتا ہے
چون گرسنہ میشوی سگ میشوی تند و بدپیوند و بد رگ میشوی

پیٹ جو بھر جاتی تو مردار ہو بے خود و بے حس تو جون دیوار ہو
چون شدی تو سیر مردار شوی بیخود و بیحس چو دیواری شوی

دم میں سگ اور دم میں تو مردار ہے راہ شیر کی تو کیونکر چل سکے
پس دمی مردار و دیگر دم سگی چون کنی در راہ شیران خوش تگی

سگ کو تو اپنا شکار اپنے کا جان ڈال کم سگ کو تو آگے استخوان
آلت اشکار خود جز سگ مدان کمترک انداز سگ را استخوان

ہو وہ سگ سرکش جو پیٹ اسکا بھرے وہ بلکتر وہ شکار دن میں کرے
زانکہ سگ چون سیر شد سرکش شود کے سوے صید و شکار خوش دود

اس عرب کو بے نوائی لے گئی تاکہ اس درگاہ سے وہ دولت ملی
آن عرب را بینوائی می کشید تا بدان درگاہ و آن دولت رسید

اس حکایت میں کہا احسان شاہ متعلق اس مفلس کے جو تھا بے پناہ
در حکایت گفتہ ایم احسان شاہ در حق آن بینوائی بے پناہ

جو کہو مرد عاشق بوی عشق نہ سے آتی ہے کہ اندر کوی عشق
ہر چہ گوید مرد عاشق بوی عشق از دہانش میجہد در کوی عشق

فقر کی بو آئے جو کہوے فقر سے فقر کی بو آئے اس خوش کر سے
گر بگوید فقہ فقر آید ہمی بوی فقر آید ازان خوش دمدمہ

کفر اگر کہوے تو آئے بوی دین آئے شک کی بات سے بوی یقین
ور بگوید کفر آید بوی دین آید از گفت شکش بوی یقین

اگر کہے کج راستی ہووے عیاں — ایسا کج کہ رست آس تا نشان
ور بگوید کژ نماید راستی — ای کژی که راست را آراستی

کلہ کج کہ اٹھا سبز صاف سے — شاخ کو کی صاف اصل صاف نے
گر کژ گر بسبز صافی خاسته — اصل صاف آن دریغ را آراسته

پاک و صاف اُس کو تو سمجھ جان لے — جیسے گالی خوش لب معشوق سے
آن کعش ناسانی و معشوق دان — همچو دشنام لب معشوق دان

بے طلب گالی اُسنے پائی ہے — خوش ہے اسکو سبز روئی یار سے
گشت این دشنام نامطلوب او — خوش زیرا عارض محبوب او

گر شکر سے شکل روٹی کی پکاؤ — قند کا ہے ذائقہ روٹی کا پاؤ
از شکر گر شکل نانے پزی — قند طعم آید نه نان چون می‌مزی

پائے صورت زر کی اک مومن اگر — واسطے سجدہ کے کب چھوڑے مگر
گر بت زرین بیابد مومنے — کے هلد آنرا پے سجده کنی

بلکہ آتش میں گلائے وہ اسے — عارضی صورت کو اسکی میٹ دے
بلکه گیرد اندر آتش افگند — صورت عاریتش را بشکند

شکل بت کی تا نہ اس پر رہے — کیونکہ صورت رہزن ایماں ہے
تا نماند بر ذهب نقش وثن — چونکه صورت مانع است و راهزن

ذات اس زر کی عطائے حق سے ہے — شکل بت کی عاریت آمد ہے
ذات زرّش داد ربانیست — نقش بت بر نقد زر عاریت ست

واسطے پسو کے مت کملی جلا — مکھیوں کے ڈر سے مت دن گما
بهر کیکے تو گلیمے را مسوز — وز صداع هر مگس مگذار روز

بت پرست تو اگر صورت میں ہے — چھوڑ صورت دیکھ معنی زر ہے
بت پرستی گر بمانی در صور — صورتش بگذار و در معنی نگر

حج کی خواہش ہے تو حاجی کر طلب — خواہ ہندو خواہ ترک ہو یا عرب
مرد حجی همره حاجی طلب — خواه هندو خواه ترک و یا عرب

تو نہ اسکے رنگ اور صورت کو دیکھ — بل ارادہ عزم کو اسکے تو دیکھ
منگر اندر نقش و اندر رنگ او — بنگر اندر عزم و در آهنگ او

ہے سیہ پر تیرا ہم آہنگ ہے — تو سفید اسکو تیرا ہمرنگ ہے
گر سیاهست او هم آهنگ تواست — تو سپیدش خوان که همرنگ تواست

اس حکایت کو کہا زیر و زبر — جیسے فکر عاشقاں بے پا و سر
این حکایت گفته شد زیر و زبر — همچو فکر عاشقان بی پا و سر

سر نہ رکھے کہ ازل سے پیش ہے — پا نہ رکھے کہ ابد کا خویش ہے
سر ندارد کز ازل بودست پیش — پا ندارد با ابد بودست خویش

بلکہ ہے مثل آب ہر قطرہ یقین — ہم سر و پا رکھے ہم دونوں نہیں
بلکه چون آبست هر قطره از آن — هم سرست و پا و هم بی هر دوان

حاش للہ یہ حکایت ہے نہ قال — ہے ہمارا اور تمہارا النقد حال
حاش لله این حکایت نیست هین — نقد حال ما و تست این خوش ببین

اگر صوفی کہ ہو صاحب مقام — جو ماضی ہے وہ لا یذکر تمام
زانکه صوفی با کر و فر بود — هر چه آن ماضی ست لا یذکر بود

جو اسکی فکر ہو مشغول حال — ذہن میں کب لا سکے وہ فکر مآل
چون بود فکرش همه مشغول حال — نا ید اندر ذهن او فکر مآل

ہم عرب ہیں ہم سبو ہیں ہم ملک — ہم جملہ یؤفک عنہ من افک
هم عرب ما هم سبو ما هم ملک — جمله ما یؤفک عنه من افک

عقل ہے شوہر اور زن ہے نفس و طبع — یہ دو ظلمانی و منکر عقل شمع
عقل را شو دان و زن را نفس و طبع — این دو ظلمانی و منکر عقل و شمع

اب سنو انکار اٹھا کس لیے — کیونکہ کل کا ہر طرح پر جزو ہے
بشنو اکنون اصل انکار از چه خاست — زانکه کل را گونه گونه جزوهاست

جزو کل سے جزو رکھے نسبت کل — نے جیوں بوئی گل کہ ہو جزو گل
جزو کل نی جزوها نسبت بکل — نی چو بوی گل که باشد جزو گل

لطف سبزہ جزو لطف گل کا ہے — بانگ قمری جزو اس بلبل کا ہے
لطف سبزه جزو لطف گل بود — بانگ قمری جزو آن بلبل بود

گرکرون مشکل بیان اور دون جواب — تشنگونکو دیسکونگا کب مین آب
گر تو مشکل جانے کل مین اور حرج — صبر کر کہ الصبر مفتاح الفرج
گر تو اب پرہیز ان انکار سے — کیونکہ دیر لانے مین ہو تاثیر ہی
سروری پرہیز دار دیر رکھو — کیونکہ کھجلانے سے کھجلی اور بڑھے
اصل دار وکی ہوئی پرہیز ہے — پس تو کر پرہیز تا قوت ملے
کان رکھ قابل ہو تو اسباب کے — گوشوارہ زر سے تا ڈالون ترے
گوشوارہ کیا ہی زر کی کان ہو — تا ثریا ماہ کی تو جان ہو
پہلے تو سن لے کہ خلق مختلف — مختلف جان ہین وہ یا سی تا الف
یہ حروف مختلف پر شک ہے ہیر — گرچہ اک روسے وہ بالکل ایک ہیں
ایک روسے ضد و اک وسے ہین ایک — ایک سے جو اک رو ہین نیک
عرض اکبر کا قیامت روز ہی — عرض وہ چاہے کہ زیب و فر رکھی
مثل ہندو جو کہ سودائی ہی — عرض کے دن اسکی بس رسوائی ہی
جو نہ رخ رکھی مثال آفتاب — پردۂ شب چاہے وہ مثل نقاب
برگ جس گل کا نہ رکھتا خار ہی — تو بہار اسکی عدو اغیار ہے
جو کہ سرتاپا ہے گل اور لالہ زار — چشم روشن اسکی دونوں ہین بہار
خار بے معنی چہ چاہتا ہی خزان — تا کرے وہ ہمسری با گلستان
ننگ اسکا حسن اسکا تا چھپے — تا نہ رنگ اسکا نہ ننگ اسکا دکھے
ہے خزان اسکی بہار و زندگی — سنگ و یاقوت اک دکھائے روشنی
باغبان جانے خزان مین اسکو ہی — دید اک بہتر جہان کی دید سے
خود جہان وہ ایک کس ہے خوب ہے — ہین ستارے چرخ پر جز ماہ کے
خود جہان وہ ایک کس ہے باقی سب — تابعین وہین طفیلی با ادب
وہ ہے اک کامل جہان یکتائی ہے — کل وجود ونکا یہ نسخہ اسکا ہے
پس یہی کہتا ہے ہر نقش نگار — مژدہ مژدہ ہو کہ آئی ہے بہار
تاکہ ہو پیدا شگوفہ جون زرہ — تا کرے میوہ کی پیدا وہ گرہ
جبکہ گونہ ٹوٹا میوہ ہو عیان — جبکہ تن ٹوٹا تو ظاہر ہو وہ جان

گر شوم مشغول اشکال و جواب — تشنگان را کی توانم داد آب
ور تو اشکالی بکلی و حرج — صبر کن که الصبر مفتاح الفرج
احتما کن احتما ز اندیشه ها — زانکه شیر اند درین بیشه ها
احتما با پرده ها سر ور است — زانکه خاریدن فزونی گر است
احتما اصل دوا آمد یقین — احتما کن قوت جانت ببین
قابل این گفتها شو گوش دار — تا که از زر سازمت من گوشوار
گوشوار در چه کان زر شوی — تا بماه و تا ثریا بر شوی
اول اثنو که خلق مختلف — مختلف جانند از یا تا الف
در حروف مختلف شور و شکیست — گرچه از یک رو سرتاپا یکیست
از یکی رو ضد و یک رو متحد — از یکی رو هزل و از یک روی جد
پس قیامت روز عرض اکبر است — عرض او خواهد که با زیب و فر است
هر که چون هندو بد سودائیست — روز عرضش نوبت رسوائیست
چون ندارد روی همچون آفتاب — او نخواهد جز شب همچون نقاب
برگ یک گل چون ندارد خار او — شد بهاران دشمن اسرار او
وانکه سرتاپا گل است و سوسن است — پس بهار او را دو چشم روشن است
خار بی معنی خزان خواهد خزان — تا زند پهلوی خود با گلستان
تا بپوشد حسن آن و ننگ این — تا نبینی رنگ آن و رنگ این
پس خزان او را بهار است و حیات — یک نماید سنگ و یاقوت زکات
باغبان هم داند آن را در خزان — لیک دید یک به از دید جهان
خود جهان آن یک کس است او ابلهست — هر ستاره بر فلک جزو مه است
خود جهان آن یک کس است و باقیان — جمله اتباع و طفیل اند ای فلان
او جهان کامل است و مفرد است — نسخهٔ کل وجود او را بدست
پس همی گویند هر نقش و نگار — مژده مژده نک همی آید بهار
تا بود تابان شگوفه چون زره — تا کنند آن میوه ها پیدا گره
چون شگوفه ریخت میوه سر کند — چونکه تن بشکست جان سر بر زند

یعنی جان طالب کی مثال مثال الشیخ ہو کر قابل سلوک کے ہوتی ہی اور جبکہ فنا فی الرسول ہوتی ہی تو ...
سلم مین بیان نزا زین رسے صبر کی بکشادگی ...

میوہ معنی و شگوفہ صورت ایک	وہ شگوفہ مژدہ و میوہ نعمت ایک
جب شگوفہ ٹوٹے و میوہ دیکھے	جبکہ وہ کم ہو تو یہ زیادہ بڑھے
تا نہیں روٹی چھپے قوت نہ دے	تا نہ ٹوٹے خوشہ کب بادہ بنے
تا ہلیلا دے میں سے کٹے	پھیٹھری میں جا کر صحت کب وہ دے

میوه معنی و شکوفه صورتش	آن شکوفه مژده و میوه نعمتش
چون شکوفه ریخت میوه شد پدید	چونکه آن کم شد شد این اندر مزید
تا که نان نشکست قوت کی دهد	ناشکسته خوشه‌ها کی می دهد
تا هلیله نشکند در ادویه	کی شود خود صحت افزا ادویه

وصف پیر میں تابعداری کرنا ساتھ اسکے ؛

اے ضیاء الحق حسام الدین تو اے	اک دو کاغذ وصف اور پیر کر
جسم تیرا اگرچہ نازک زار ہے	بے ترے کار یہ جہان دیکھا ہر
گرچہ نازک جسم تیرا کم ندم ہے	پر نہ بے خورشید ہکو نور ہے
گرچہ مصباح و زجاجہ ہوا	پر لیا دل و سر رشتہ بنا
ہاتھ میں سر رشتہ تیرے جو کہ ہے	دل کے گوہر میں تری انعام سے
پیر رہبر ہے تو لکھ احوال کو	پیر کو پا عین وہ رہ جان تو
ہے بہار اک پیر و مخلوق اک خزاں	خلق جون شب پیر ہے ماہ جہان
بس لکھا بخت جوان کا نام پیر	ہے وہ حق سے پیر نے ایام پیر
پیر ایسا کہ کم آغاز سے	دور رکھ دریتیم اشبار سے
بس قوی ہوتا ہے خود بادہ کہن	خاص کر بادہ کہ ہووے من لدن
پیر کر ہے پیر یہ راہ سفر	بس ہے پر آفت دیر خوف و خطر
راہ وہ ایسی کہ تو اکثر چلا	لیک بے رہبر کے آفت میں پڑا
بس وہ رہ کہ نے کبھی تو وہ چلا	تمہارے رہبر کے تو ہرگز نہ جا
جو کہ بے مرشد گیا اس راہ میں	غول گمرہ سے گرا وہ چاہ میں
گر نہ سایہ پیر کا ہووے افضول	تجھکو گمرہ کردے بس آواز غول
غول تجھکو ڈالدے اندر بلا	تجھ سے دانا تر تھے اسمیں مبتلا
سالکوں کو گمرہی قرآن میں ہے	دیکھ سلطان نے کری کس طرح سے
سیکڑوں برسوں کی رہ پر لگیا	انکو اور ادبار سے عریان کیا
مال ہڈی انکے دیکھ عبرت پکڑ	اور رواں حق کی جانب تو نہ کر

در صفت پیر و مطاوعت کردن با او

ای ضیاء الحق حسام الدین بگیر	یک دو کاغذ بر فزا در وصف پیر
گرچه جسمت نازکست و بس نزار	بی تو ناید جهان را بی تو کار
گرچه جسم نازکت را زور نیست	لیک بی خورشید ما را نور نیست
گرچه مصباح و زجاجه گشته‌ٔ	لیک سرخیل دل و سر رشته‌ٔ
چون سر رشته بدست و کام تست	درهای عقد دل ز انعام تست
بر نویس احوال پیر راه دان	پیر را بگزین و عین راه دان
پیر تابستان و خلقان تیر ماه	خلق مانند شب اند و پیر ماه
کرده‌ام بخت جوان را نام پیر	کو ز حق پیر است نه از ایام پیر
او چنان پیرست کش آغاز نیست	با چنان در یتیم انباز نیست
خود قوی‌تر می‌شود خمر کهن	خاصه آن خمری که باشد من لدن
پیر را بگزین که بی پیر این سفر	هست بس پر آفت و خوف و خطر
آن رهی که بارها تو رفته‌ٔ	بی قلاوزان اندر آشفته‌ٔ
پس رهی را که نرفتستی تو هیچ	هین مرو تنها ز رهبر سر مپیچ
هر که او بی مرشدی در راه شد	او ز غولان گمره و در چاه شد
گر نباشد سایهٔ پیر ای فضول	پس ترا سرگشته دارد بانگ غول
غولت از ره افگند اندر گزند	از تو داهی‌تر درین ره بس بدند
از نبی بشنو ضلال رهروان	که چسان کرد آن بلیس بدروان
صد هزاران ساله راه از ره دور	بردشان و کردشان ادبار و عور
استخوانهاشان ببین و مویشان	عبرتی گیر و مران خر سویشان

١٥٣

خر کی گردن کھینچ تو اب راہ پر	سالکوں کی سمت چل تو ای پسر
خر کو مت چھوڑ اور نہ کر مطلق عناں	کیونکہ عشق سبزہ در رکھی نہاں
گر کرے غفلت تو اسکو چھوڑ دے	سوی سبزہ کو سوار وہ بھاگا کچے
مست سبزہ خر ہو دشمن راہ کا	اسنے خر بندوں کو بس ضائع کیا
گر نہ جانے راہ تو جا ہے خر	عکس اسکے کر ہو سیدھی رہ بسر
شاوروہن پس اسے ہم خالفوا	ان من لم یعصہن تالف
دوستی کم کر ہوا و غرض سے	جو لیضلک عن سبیل اللہ ہے
اس ہوا کو تو رسکا کون ہے	یاں ہے مثل سایہ جو ہمرہ رہے

گردن خر گیر و سوی راہ کش	سوی رہبانان و رہ دانان خوش
ہین مہل خر را و دست از وی مدار	زانکہ عشق اوست سوی سبزہ زار
گر یکی دم تو بغفلت واہلیش	او رود فرسنگہا سوی حشیش
دشمن راہ است خر مست علف	ای بسا خربندہ را کرد او تلف
گر ندانی رہ ہر آنچہ خر بخواست	عکس آن کن خود بود آن راہ راست
شاوروہن پس آنگہ خالفوا	ان من لم یعصہن تالف
با ہوا و آرزو کم باش دوست	چون یضلک عن سبیل اللہ اوست
این ہوا را نشکند اندر جہان	ہیچ چیزی ہمچو سایہ ہمرہان

وصیت کرنا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا خاص امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو

کہ ہر کوئی ایک طرح پر طاعت سے تقرب حق کا ڈھونڈھتا ہی مگر تو تقرب حق کا صحبت عاقل و بندہ خاص سے ڈھونڈھتا کہ طاعت کرنے والوں سے مقدم ہو کہ قال النبی علیہ السلام اذا تقرب الناس الی خالقہم بانواع البر فتقرب الی اللہ بالعقل والسر تسبقہم بالدرجات والزلفی عند الناس وعند اللہ

وصیت کردن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مر علی کرم اللہ وجہہ را

کہ چون کسی بنوع طاعتی تقرب بحق جوید تو تقرب جوی بصحبت عاقل و بندہ خاص تا از ایشان ہمہ پیشقدم باشی قال النبی علیہ السلام اذا تقرب الناس الی خالقہم بانواع البر فتقرب الی اللہ بالعقل والسر تسبقہم بالدرجات والزلفی عند الناس وعند اللہ

بولے پیغمبر علی کو ای علی	شیر حق تو پہلوان تو اور ولی
تو بھروسہ اپنی شیری پر نہ لا	نخل امید و بحو سایہ میں تو جا
ہر کوئی طاعت اگر کرتا رہے	قرب درگاہ خدا کے واسطے
تو تقرب عقل و بھید ابتر سے چاہ	نے کمال و فضل سے شامل کہ جاہ
سایہ میں آ ایسے عاقل کے جسے	تا کوئی ناقل نہیں بہکا سکے
پس تقرب حق کا تو ڈھونڈھ ہاں	[illegible]
کیونکہ وہ ہر خار کو گلشن کری	چشم نابینا کو وہ روشن کری

گفت پیغمبر علی را کای علی	شیر حقی پہلوانی پر دلی
لیک بر شیری مکن ہم اعتمد	اندر آ در سایہ نخل امید
ہر کسی گر طاعتی پیش آورند	بہر قرب حضرت بیچون و چند
تو تقرب جو بعقل و سر خویش	نی چو ایشان بر کمال و بر خویش
اندر آ در سایہ آن عاقلی	کش نتاند برد از رہ ناقلی
پس تقرب جو بدو سوی آلہ	سر میچ از طاعت او ہیچگاہ
زانکہ او ہر خار را گلشن کند	دیدہ ہر کور را روشن کند

فارسی	اردو
ظل او اندر زمین چون کوه قاف / روح او سیمرغ بس عالی طواف	اسکا سایہ خاک پر چون کوہ قاف / اسکی جاں سیمرغ وار عالی طواف
دستگیر و بندهٔ خاص آله / طالبان را می برد تا پیشگاه	خاص بندہ حق کا ہے اور دستگیر / طالبوں کو حق تلک پہونچائے پیر
گر بگویم تا قیامت نعت او / هیچ آنرا مقطع و غایت مجو	تا قیامت گر کہوں نعت اسکی میں / انتہا اسکی نہ کچھ انجام میں
آفتاب روح نی آن فلک / که ز نورش زنده اند انس و ملک	شمس وہ ہے وہ نہیں ملک و فلک / زندہ اسکے نور سے انس و ملک
در بشر روپوش گشتست آفتاب / فهم کن والله اعلم بالصواب	جو بشر میں رہ نہاں اک آفتاب / تو سمجھ واللہ اعلم بالصواب
ای علی از جمله طاعات راه / برگزین تو سایهٔ خاص آله	اے علی تو جملہ طاعت سے سدا / کر تو حاصل سایۂ خاص خدا
هر کسی در طاعتی بگریختند / خویشتن را مخلصی انگیختند	ہر کوئی بس طاعتوں میں ہے پڑا / مخلص اپنے آپکو ہے جانتا
تو برو در سایهٔ عاقل گریز / تا رهی زان دشمن پنهان ستیز	سایۂ عاقل میں اب تو بھاگ جا / تا بچے پوشیدہ دشمن سے سدا
از همه طاعات اینت لایق تر است / سبق یابی بر هر آن کو سابق است	جملہ طاعت سے تجھے لائق یہ ہے / سابقوں سے ہووے تا سبقت تجھے
چون گرفتی پیر هین تسلیم شو / همچو موسی زیر حکم خضر رو	تو نے پکڑا پیر گر تابع رہو / مثل موسی زیر حکم خضر ہو
صبر کن بر کار خضر ای بی نفاق / تا نگوید خضر رو هذا فراق	صبر کار خضر پر کر بے نفاق / تا نہ کہوے جا ہذا فراق
گرچه کشتی بشکند تو دم مزن / گرچه طفلی را کشد تو مو مکن	گرچہ کشتی توڑے تو مت مار دم / گرچہ لڑکا مار دے مت کھا تو غم
دست او را حق چو دست خویش خواند / تا ید الله فوق ایدیهم براند	ہاتھ اسکا حق نے ہاتھ اپنا کہا / تا ید اللہ فوق ایدیہم پڑھا
دست حق میراندش زنده ش کند / زنده چه بود جان پاینده ش کند	دست حق مارے اسے زندہ کرے / زندہ کیا دل جان سے پائندہ کرے
یار باید راه را تنها مرو / از سر خود اندرین صحرا مرو	یار رہ میں چاہیے تنہا نہ جا / تو خودی سے اس سوے صحرا نہ جا
هر که تنها نادرا این ره برید / هم بعون همت مردان رسید	جو کہ تنہا نادرا اس رہ کو چلا / اہل ہمت کی مدد سے ہو رسا
دست پیر از غائبان کوتاه نیست / دست او جز قبضهٔ الله نیست	غائبوں سے ہاتھ پہونچے پیر کا / قبضۂ حق میں ہے ہاتھ اسکا سدا
غائبان را چون چنین خلعت دهند / حاضران از غائبان لاشک بهند	غائبوں کو ایسا خلعت جبکہ دیں / کیوں نہ حاضر غائبوں پر ہوویں بہیں
غائبان را چون نواله می دهند / پیش مهمان تا چه نعمتها نهند	غائبوں کو جبکہ کھانا دیتے ہیں / پیش مہماں کیوں نہ نعمت دیں کہیں
کو کسی کو پیش شه بندد کمر / تا کسی کو هست بیرون سوی در	جو کوئی آگے کھڑا باندھے کمر / دوسرا اک شخص ہے بیروں در
فرق بسیارست تا ید در حساب / آن ز اهل کشف و این اهل حجاب	فرق انمیں بس ہے از حد حساب / وہ ہے اہل کشف یہ اہل حجاب
جهد می کن تا رهی یابی درون / ور نمانی حلقه وار از اندرون	کر کوشش راہ اندر پائے تو / ورنہ مثل حلقہ باہر ہوئے تو
چون گزیدی پیر نازک دل مباش / سست و ریزیده چو آب و گل مباش	پیر گر پائے تو نازک دل نہ ہو / سست مت آب و گل سا مت ہو
ور به هر زخمی تو پر کینه شوی / پس کجا بی صیقل آیینه شوی	گر تو ہر صدمہ سے پر کینہ رہے / کیسے بے صیقل کے آئینہ بنے

حکایت کبودی زدن قزوینی بر شانہ گہ صورت شیر میکند

حکایت تیلا شیر گدوانا قزوینی کا شانہ پر

پشیمان ہونا اسکا بسبب زخم سوزن کے

اس حکایت کا سن مجھ سے بیان — تھا طریق و عادت قزوینیان
جسم و شانہ پر و ہاتھ پر بیدرنگ — تھی بناتے صورت شیر و پلنگ
ایسی صورت بر بنائے دیکھتے — سوئی سے گود ابھارتے نیل تھے
اک قزوینی پاس حجام کے گیا — بولا نیلا شیر مجھ پر دے بنا
بولا کیا صورت بناؤں پہلوان — بولا کر دے صورت شیر ژیان
طالع میرا ہے نقش شیر کو — رنگ نیلا گود کر تو اسمیں بھر
بولا کس جا پر بناؤں شیر کو — بولا شانہ پر بنا دے شیر تو
تا قوی پشت ہو میں اندر رزم و بزم — ساتھ ایسے شیر کے ہو عزم و حزم
سوئیوں سے گودنے جب وہ لگا — درد شانہ سے وہ بس مضطرب ہوا
پہلوان چلایا اور کہنے لگا — مار ڈالا مجھکو یہ صورت ہے کیا
بولا تو نے شیر کا مجھ سے کہا — بولا کس اعضا سے کی ابتدا
بولا کی دم کی طرف سے ابتدا — بولا دم کو چھوڑ دے اے باوفا
دم سے پکڑا دم کو میرے شیر نے — اسکی دم سے دم مرا بس تنگ ہے
شیر بے دم گو کہ ہو تو ہونے دے — دل مرا اس گودنے سے سست ہے
دوسری جانب لگا وہ گودنے — بے تامل بے ڈر و بے رحم سے
پھر لگا کہنے یہ کون اندام ہے — بولا کان اسکا بناتا اب ہوں میں
بولا کان اسکا نہ ہووے گر تمام — کان کو تو چھوڑ کوتہ کر کلام
تیسری جانب شروع اسنے کیا — پھر قزوینی چیخ کر کہنے لگا
تیسری جا کونسا اندام ہے — بولا شکم شیر لگنے کا م ہے
بولا اگر ہووے نہ شکم اس شیر کا — شکم اسکو چاہیے اب کیا بھلا
درد از بس ہوتا ہے کم گود تو — شکم ہے کس کام کا اس شیر کو
دنگ کاریگر و بس حیران ہا — دیر تک انگشت با دندان رہا
پھینک کر سوئی زمین پر کاریگر — بولا عالم میں نہیں ایسا بشر
شیر بے دم پیٹ و سر دیکھا نہیں — حق نے شیر ایسا کیا پیدا نہیں

ولی پشیمان شدن او بسبب زخم سوزن

این حکایت بشنو از صاحب بیان — در طریق و عادت قزوینیان
بر تن و دست و کتفها بی گزند — از سر سوزن کبودیها زنند
سوی دلاکی بشد قزوینیی — که کبودم زن بکن شیرینیی
گفت چه صورت زنم ای پهلوان — گفت بر زن صورت شیر ژیان
طالعم شیر است نقش شیر زن — جهد کن رنگ کبودی سیر زن
گفت بر چه موضعت صورت زنم — گفت بر شانه گهم زن آن رقم
تا شود پشتم قوی در رزم و بزم — با چنین شیر ژیان با عزم و حزم
چونکه او سوزن فرو بردن گرفت — درد او در شانه گه مسکن گرفت
پهلوان در ناله آمد کای سنی — مر مرا کشتی چه صورت می‌زنی
گفت آخر شیر فرمودی مرا — گفت از چه عضو کردی ابتدا
گفت از دمگاه آغاز کرده‌ام — گفت دم بگذار ای دو دیده‌ام
از دم و دمگاه شیرم دم گرفت — دمگه او دمگهم محکم گرفت
شیر بی دم باش گو ای شیرساز — که دلم سستی گرفت از زخم گاز
جانب دیگر گرفت آن شخص زخم — بی محابا بی مواسا بی ز رحم
بانگ کرد او کاین چه اندام است او — گفت این گوش است ای مرد نکو
گفت تا گوشش نباشد ای حکیم — گوش را بگذار و کوته کن گلیم
جانب دیگر خلش آغاز کرد — باز قزوینی فغانی ساز کرد
کاین سوم جانب چه اندام است نیز — گفت اینست اشکم شیر ای عزیز
گفت تا اشکم نباشد شیر را — خود چه اشکم باید این ادبیر را
درد افزون گشت کم زن زخمها — اشکم چه شیر را ابر خدا
خیره شد دلاک و بس حیران بماند — تا بدیر انگشت بدندان بماند
بر زمین زد سوزن از درد اوستاد — گفت در عالم کسی را این فتاد
شیر بی دم و سر و اشکم که دید — اینچنین شیری خدا هم نافرید

۱۵۶

جو نہیں گوڈے کی بی تاقت تجھے | ایسے شیر نر کا مت دعوی کری
صبر کر ای بھائی درد نیش پر | تا نہ پاوے نفس ابتر سے ضرر
جو گروہ کہ چھوٹا اپنے جسم سے | مہر و ماہ و چرخ آکے سجدہ کری
جسکے تن مین نفس کافر مر گیا | ابر و خورشید اوسکے فرمان مین ہا
صبر سے دل جسکا عادی ہو گیا | آفتاب اسکو جلاوے کب بھلا
بولا حق نسبت بہ شمس منجم | ذکر تزاور کذا عن کہفہم
ایسے سخت کہ خدا سے کام تھا | شمس انکے غار سے ہٹ کر گیا
لطف سے کل خار مثل گل بنے | آگے اس جزو کے کہ جو کل سے ملے
کیا ہی تعظیم خدا کرنا ادا | خود کو خوار و خاک رکھنا اونچا
کیا ہی توحید خدا کو سیکھنا | پیش واحد آپ کو کرنا فنا
گر تو چاہے ہو مثل دن روشن ہو تو | مثل شب کے کر فنا تو آپ کو
اپنی ہستی اسکی ہستی مین ملا | مثل تانبا کیمیا مین سے گلا
تو و من ورکو مین بہت مضبوط ہی | یہ خرابی آئی ہی اس دوئی سے
شیر و گرگ اور لومڑی کر شکار | تھے گئے خواہش سے سوے کوہسار

چون نداری طاقت سوزن زدن | از چنین شیر ژیان پس دم مزن
ای برادر صبر کن بر درد نیش | تا رهی از نیش نفس گبر خویش
کان گروهی کز رهیدند از وجود | چرخ و مهر و ماه‌شان آرد سجود
هر که مرد اندر تن او نفس گبر | مر ورا فرمان برد خورشید و ابر
چون دلش آموخت صبر افروختن | آفتاب او را نیارد سوختن
گفت حق در آفتاب منتجم | ذکر تزاور کذا عن کهفهم
خفتگا ذکر خدا بد کارشان | میل کردی آفتاب از غارشان
خار جمله لطف چون گل می‌شود | پیش جزوی کو بر کل می‌شود
چیست تعظیم خدا افراشتن | خویشتن را خوار و خاکی داشتن
چیست توحید خدا آموختن | خویش را پیش واحد سوختن
گر همی خواهی که بفروزی چو روز | هستی همچون شب خود را بسوز
هستیت در هست آن هستی‌نواز | همچو مس در کیمیا اندر گداز
در من و ما سخت کردستی دو دست | هست این جمله خرابی از دو است
شیر و گرگ و روبهی بهر شکار | رفته بودند از طلب در کوهسار

جانا گرگ و روباہ کا ہمراہ شیر کے واسطے شکار کے

رفتن گرگ و روباه در خدمت شیر بشکار

تینون وہ ملکر کے جنگل کو گئے | اور شکار از بس انھون نے جا کیا
اسقدر باہم شکار آنکو ملا | کہ شکارون سے احاطہ اک کیا
گرچہ ان سے شیر کو ننگ تھا | لیک بخشش کی و ہمراہی ہوا
ہے یہ ایسے شاہ کو لشکر سے ہی | پر جماعت رحمت ہمرہ اسلئے
ایسے مہ کو اختران سے ننگ ہو | پر ہے اختر مین سخاوت کے لئے
حکم شاورہم پیمبر کو ملا | گرچہ ہر اک آنسے لیتا راے تھا
جو ترازو مین رفیق زر ہوا | نے مثال زر کے جوہر ہوا
روح اب قالب کے جو ہمرہ ہوئی | ایک مدت سگ نے دربانی کری
وہ جماعت جو گئی بہر شکار | شیر کے ہمرہ سوئے کوہسار

کان سه با هم اندران صحرای ژرف | صیدها گیرند بسیار و شگرف
تا به پشت همدگر از صیدها | سخت بربندند بار و قیدها
گرچه زیشان شیر نر را ننگ بود | لیک کرد اکرام و همراهی نمود
انچنین سه را ز اختر ننگهاست | درمیان اختران بهر سخاست
انچنین مه را ز اختر ننگهاست | درمیان اختران بهر سخاست
امر شاورهم پیمبر را رسید | گرچه رایی نیست رایش را ندید
در ترازو جو رفیق زر شدست | نه از آنکه جو چو زر جوهر شدست
روح قالب را کنون همره شدست | مدتی سگ حارس درگه شدست
چونکه رفتند آن جماعت سوی کوه | در رکاب شیر با فر و شکوه

گاو کوہی و بز و خرگوش کو / مار کر جو شیر دل ہو وہ ازبسکہ دد
جو کوئی ہمرہ ہو جنگی شیر کے / رات دن کیسے کبابون کر رہے
کوہ سے جنگل میں لائی وہ شکار / کشتہ و خستہ جو تھی بر خون میں
گرگ و روبہ اسمیں طمع رکھتی تھی / کہ برابر عدل سے حصہ لے
عکس پڑا وہ بلکہ بھی طمع کا شیر پر / جو پڑا جاتا طمع کے سر لب
جو کوئی اسرار کا ہو شیر و میر / دل کا اندیشہ وہ جانی اور ضمیر
دلمیں اندیشہ نکر ہشیار رہ / آگے اسکے کچھ اندیشہ کرے تو
جانے وہ بہلانے کو خاموش ہی / تجھ سے ہنستا واسطے روپوشی کے
شیر نے وسواس انکا جان کر / نے مروت سے کیا وا منتشر
یہ کہا دلمیں کہ دیتا ہوں سزا / تمکو ای بد طینت و بد باطنا
رای میری نے پسند آئی تمہیں / یہ گمان تمکو ہے میری جود میں
ہے تمہاری رای میری رای سے / اور مری جود جہان آرای سے
کیا کرے نقاش سے نقش خیال / کہ خیال اسکے زنجشا اسکو حال
اسطرح مجھ سے حقیر از گمان / خاص تمکو تھا ای سگان زمان
ظانین باللہ ظن السوء کا / گر نہ کاٹوں سر تو ہو عین خطا
ننگ تیری سے چھڑا دوں آسمان / یادگار عالم میں ہو یہ داستان
شیر ہنستا تھا یہ کرکے فکر جو / شیر کے ہنسنے سے مت ایمن رہو
مال دنیا کا تو ہنسنا حق کا ہے / کردیا مغرور ہے جو مال نے
فقر و رنجوری بہشت و خلد ہے / کہ ہنسی کا دام اینا رد کرے

گاو کوهی و بز و خرگوش زفت / یافتند و کار ایشان پیش رفت
هر که باشد در پی شیر حراب / کم نیاید روز و شب او را کباب
چون ز که در بیشه آوردندشان / کشته و مجروح اندر خون کشان
گرگ و روبه را طمع بود اندر آن / که رود قسمت بعدل خسروان
عکس طمع هر دوشان بر شیر زد / شیر دانست آن طمعها را سند
هر که باشد شیر اسرار و امیر / او بداند هر چه اندیشد ضمیر
هین نگهدار ای دل اندیشه خو / دل ز اندیشهٔ بدی در پیش او
داند و خر را همی راند خمش / در رخت خندد برای روی پوش
شیر چون دانست آن وسواسشان / وا نگفت و داشت آن دم پاسشان
لیک با خود گفت بنمایم سزا / مر شما را ای خسیسان گدا
مر شما را بس نیامد رای من / ظنتان اینست در اعطای من
ای عقول و رایتان از رای من / از عطاهای جهان آرای من
نقش با نقاش چه اسگالد دگر / چون سگالش اوش بخشید و خبر
این چنین ظن خسیسانه به من / مر شما را بود ننگان زمن
ظانین بالله ظن السوء را / گر نبرم سر بود عین خطا
وا رهانم چرخ را از ننگتان / تا بماند در جهان این داستان
شیر با این فکر میزد خنده فاش / بر تبسمهای شیر ایمن مباش
مال دنیا شد تبسمهای حق / کرد ما را مست و مغرور و خلق
فقر و رنجوری بهست ای سند / کان تبسم دام خود را بر کند

امتحان کرنا شیر کا گرگ کو اور کہنا کہ ان شکاروں کو تو بانٹ دے

امتحان کردن شیر گرگ را و گفتن که این صیدها را قسمت کن

بولا شیر ای گرگ تو تقسیم کر / کر جوان تو عدل ای پیرانہ سر
تو ہے نائب میں قسمت میں نائب مرا / یا لیاقت دیکھوں تیری تھا ہرا
بولا ای شہ گاو حصہ ہے ترا / وہ بزرگ اور تو بزرگ ہم میں سوا
بز مجھے دو کیونکہ وہ اوسط میں ہی / اور روبہ بے غلط خرگوش لے

گفت شیر ای گرگ این را بخش کن / معدلت را نو کن ای گرگ کهن
نائب من باش در قسمت گری / تا پدید آید که تو چه گوهری
گفت ای شه گاو وحشی بخش تست / آن بزرگ و تو بزرگ و زفت و چست
بز مرا که بز میانه است و وسط / روبها خرگوش بستان بی غلط

بولا شیر ای گرگ کیا کہتا کہو | کیونکہ میں ہوں اور کہے تو میں تو
گرگ کیا اک سگ ہو دیکھو آپ کو | آگر مجھ سے شیر بے ہمتا کو دو
بولا ای خر آگے آ جب وہ گیا | مار کر تھپڑ کیا اسکو فنا
جو دیکھا اسکو بے مغز و یقین ہو | کھینچا اسکے پوست کو از راہ کین
بولا مجکو دیکھ جب دور سے گیا | ایسی جان کو چاہیے کرنا فنا
نے میرے آگے جو نہ تو فانی ہوا | فرض آیا تیری گردن مارنا
گرچہ غالب بکروں اندر بذل فضل | گاہ ہے گاہے کرتا ہوں با عدل فصل
کل شی ہالک وجہ سوا | جو نہیں تو وجہ میں ہستی نہ چاہ
جو کہ میری وجہ میں ہووے فنا | کل شی ہالک کب ہو جزا
جو کہ الا میں ہو وہ لا سے چھٹا | جو ہو الا میں وہ فانی کب ہوا
اسکے دروازے پر جو میں تو کرے | وہ ہی مردود اور رد لا میں رہے

شیر گفت ای گرگ چون گفتی بگو | چونکه من باشم تو گوئی ما و تو
گرگ خود چه سگ بود کو خویش دید | پیش من چون شیر بی مثل و ندید
گفت پیش آ ای خری کو خود خرید | پیش آمد پنجه زد اورا درید
چون ندیدش مغز و تدبیر رشید | در سیاست پوستش از سر کشید
گفت چون دید منت از خود نبرد | این چنین جان را بباید زار مرد
چون نبودی فانی اندر پیش من | فضل آمد مر ترا گردن زدن
گرچه غالب دارم اندر بذل فضل | گاه گاهی هم کنم از عدل فصل
کل شیء هالک جز وجه او | چون نه اندر وجه او هستی مجو
هرکه اندر وجه ما باشد فنا | کل شیء هالک نبود جزا
زانکه در الاست او از لا گذشت | هرکه در الاست او فانی نگشت
هرکه بر در او من و ما میزند | رد بابست او و بر لا میتند

قصہ اس یار کا کہ دروازہ یار کا بجایا کہا کون ہے کہا میں ہوں کہا جو تو ہے دروازہ تیرے واسطے نہیں کھولتا کہ میں یاروں سے اسکو نہیں جانتا کہ جو میں کہو

ایک نے آ در بجایا یار کا | یار بولا کون ہے ای تو بتا
بولا میں وہ بولا جا تو وقت نہ | نے جگہ ہر خام کی اس خوان پے
خام ہو جز آتش فرقت پکانے | کونسی شئ اور نفاقوں سے چھڑائے
جو توئی تیری نہ دفع تجھ سے ہی | آگ میں تجکو جلانا چاہیے
وہ گیا مسکین سفر میں سال بھر | نار فرقت میں جلا مثل شرر
سوختہ وہ جبکہ پختہ ہو گیا | یار کے گھر کی وہ جانب پھر پھرا
پھر بجایا در کو اسکو با ادب | بے ادب نکلے حرف آئے تا بلب
یار نے اسکو پکارا کون ہے | بولا در پر توئی ہے در کھولدے
بولا تو میں ہوں تو ای میرا ز آ | ایک گھر میں کب ہے دو میں سما
جبکہ ہو وین ایک سب کیسے دوئی | میں بھی اٹھ جائے وہاں اور ہم توئی
رشتہ دو سر کا سوئی میں آ نکلے | ایک ہوں دونوں سوئی میں آ جب

قصهٔ آن کس که در یاری بکوفت گفت کیست گفت منم گفت چون توئی در نگشادم کسی از یاران را نشناسم که من باشد

آن یکی آمد در یاری بزد | گفت یارش کیستی ای معتمد
گفت من گفتش برو هنگام نیست | بر چنین خوانی مقام خام نیست
خام را جز آتش هجر و فراق | کی پزد کی وارهاند از نفاق
چون توئی تو هنوز از تو نرفت | سوختن باید ترا در نار تفت
رفت آن مسکین و سالی در سفر | در فراق دوست سوزید از شرر
پخته گشت آن سوخته پس بازگشت | باز گرد خانهٔ انباز گشت
حلقه زد بر در بصد ترس و ادب | تا نجهد بی ادب لفظی ز لب
بانگ زد یارش که بر در کیست آن | گفت بر در هم توئی ای دلستان
گفت اکنون چون منی ای من درآ | نیست گنجائی دو من را در سرا
چون یکی باشد همه نبود دوئی | هم منی برخیزد آنجا هم توئی
نیست سوزن را سر رشته دوتا | چونکه یکتائی درین سوزن درآ

رشتہ را باسوزن آمد ارتباط — نیست درخور با جمل سم الخیاط
کے شود باریک ہستی جمل — جز بمقراض ریاضات و عمل
دست حق باید مرآنرا ای فلان — کو بود بر ہر محال کن فکان
ہر محال از دست او ممکن شود — ہر حرون از بیم او ساکن شود
اکمہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز — زندہ گردد از فسون آن عزیز
وآن عدم کز مردہ مردہ تر بود — در کف ایجاد او مضطر بود
کل یوم ہو فی شان را بخوان — مرورا بیکار و بے فعلے مدان
کمترین کارش بہر روز آن بود — کو سہ لشکر را روانہ می کند
لشکر از اصلاب سوی امہات — بہر آن تا در رحم روید نبات
لشکر از ارحام سوی خاکدان — تا ز نر و مادہ پر گردد جہان
لشکر از خاکدان سوی اجل — تا ببیند ہر کسی حسن عمل
باز بیشک بیش ازینہا می رسد — آنچہ از حق سوی جانہا می رسد
آنچہ از جانہا بدلہا می رسد — وآنچہ از دلہا بگلہا می رسد
اینت لشکرہای حق بے حد و مر — از پے این گفت ذکری للبشر
این سخن پایان ندارد ہین شتاب — سوی آن دو یار پاک و پاکباز

رشتہ سوزن سے رکھے ہے ارتباط — ہے نہ لائق با جمل سم الخیاط
ہووے کب باریک ہستی اونٹ کی — لیک مقراض ریاضت سے اجی
اسکو دست حق ہی لازم ای فلان — ہر محال اسکے کا تا ہو کن فکان
ہر محال اس ہاتھ سے ممکن ہو — اور ہر سرکش ہو ساکن خوف سے
اکمہ و ابرص ہے کیا بل مردہ بھی — دم سے اسکے ہووے زندہ ای اخی
وہ عدم کہ مردہ سے مردہ ہو تر — ہاتھ میں اسکے ہو مضطر ای بشر
کل یوم ہو فی شان کو پڑھو — اور بیکار اسکو اب تم مت کہو
کم سے کم ہر روز کام اسکا یہ ہے — کہ روانہ تین لشکر کو کرے
ایک لشکر پشت سے سوے رحم — پرورش تا کہ اسے دیوے رحم
ایک لشکر پیٹ سے سوے زمین — تا جہان میں ہووین نر مادہ کمین
ایک لشکر خاک سے سوے اجل — تا کہ دیکھے ہر کوئی حسن عمل
پھر وہ بیشک بیشتر اس سے آئے ہے — جان کی سو جو کہ خدا سے آئی ہے
جو کہ جانوں سے دلوں کو آئی ہے — اور دلوں سے جو تنوں کو آئی ہے
یہ ہیں لشکر حق کے بے حد ای پسر — اسلئے فرمایا ذکری للبشر
یہ سخن بے انتہا ہے لوٹ تو — جانب اس دو یار کے جو ہیں نکو

خواندن آن یار مر یار خود را پس از تربیت یافتن

گفت یارش کاندر آ ای جملہ من — نے مخالف چون گل و خار چمن
رشتہ یکتا شد غلط کم شد کنون — گر دو تا بینی حروف کاف و نون
کاف و نون ہمچون کمند آمد جذوب — تا کشاند مر عدم را در خطوب
پس دو تا باید کمند اندر صور — گرچہ یکتا باشد آن دو در اثر
گر دو پا گر چار پا رہ را برد — ہمچو مقراض دو تا یکتا شود
آن دو ہمبازان گازر را ببین — ہست در ظاہر خلافے آن و این
آن یکی کرباس را در آب زد — وآن دگر انبار خشکش می کند
باز او آن خشک را تر می کند — گوئیا ز استیزہ ضد بر می تند

بلانا اس یار کا یار اپنے کو بعد تربیت پانے کے

بولا یار اندر تو آ اے جملہ میں — نے مخالف جیسے گل اور خار ہیں
ایک بل رشتہ ہوا اب دو نہ ہوں — گر دو بل دیکھو ہر حرف کاف نون
جون کمند جذب کاف اور نون ہیں — تا عدم کو کھینچے با حکم خدا
چاہئے دو بل کمند اب ظاہرا — گرچہ اک بل ہے اثر میں باطنا
گر دو پا یا چار پا رہ طے کرے — مثل قینچی کے دو یا اک پا بنے
دو شریک آن دھوبی کو دیکھ تو — ظاہرا ہے مختلف اسکا ہر دو
ایک تو کپڑے کو دھوئی آب میں — دوسرا کپڑا سکھائے تاب میں
پھر وہ سوکھے کو بھگوئے آئے ہے — گویا ضد سے کام میں ہر اک رہی

[illegible]

لیک دونون متحد واور شمس نما / ہر یہی دہر دوئی اک رہ رکھے	ایک دل اک کام ہین باہم سدا / حق تلک پہونچا زمین سب ایک

لیک گشن دو نسد تنزہ نما / ہر یکی دہر دلی امثلے ست	ایک دل و یک کار شد از فنے / لیک تا حق سیر و جملہ یکی است

بند ہو جانا باتون کا سننے والون کی ملامت سے

سننے والے جملہ جبکہ سو گئے / آسیا کے سنگ پانی مین بہے
بہتا فوق آسیا یہ آب ہے / بہتا زیر آسیا تیرے سبب
جو نہ حاجت آسیا کی تجکو ہے / آب پھر نہر مین اصلی بہے
ناطقہ سے سود ہی بہر ہدا / ورنہ نہر اس آب کی ہر لب جدا
جاتی بے تکرار ہین اور بے صدا / تحتہا الانہار تا گلزار ہا
اے خدا جان کو دکھادے وہ مقام / بے صدا بے حرف ہے جسمین کلام
پاک جان تا کہ کرے سر سے قدم / جانب صحرای بے پایان عدم
بس ہو وہ صحرا کشادہ پر فضا / یہ خیال و ہست نے اس سے نوا
یہ خیال اک تنگ ہے پیش قدم / اس سبب سے ہے خیال اسباب غم
اور ہستی تنگ تر ہے با خیال / اسلئے ہوتا قمر ہے جون ہلال
پھر یہ ہستی جہان حس در تنگ / تنگ تر ہے بلکہ اک زندان ہے تنگ
باعث تنگی ہے یہ ترکیب تن / کھینچتی جس ہے سو ترکیب ن
حس کے اس عالم توحید جان / گر اکائی چاہے اس سے ہو روان
امر کن اک فعل تھا دونون حروف / بولنے مین آیا معنی مین تمام صاف
یہ سخن بے انتہا ہر کسی پھیرد / کیا ہوا در شیر گرگ پیر کو

روی درکشیدن سخن از ملامت مستمعان

چونکہ جملہ مستمع را خواب برد / سنگہای آسیا را آب برد
رفتن این آب فوق آسیاست / رفتنش در آسیا بہر شماست
چون شما را حاجت طاحون نماند / آب را در جوی اصلی باز راند
ناطقہ سوی دہان تعلیم راست / ورنہ خود آن آب را جوی جداست
میرود بی بانگ و بی تکرار ہا / تحتہا الانہار تا گلزار ہا
ای خدا جان را تو بنما آن مقام / کاندرون بی حرف می روید کلام
تا کہ سازد جان پاک از سر قدم / سوی عرصہ دور پہنای عدم
عرصہ بس با گشادہ با فضا / وین خیال و ہست زو یابد نوا
تنگ تر آمد خیالات از عدم / زان سبب باشد خیال اسباب غم
باز ہستی تنگ تر بود از خیال / زان شود در وی قمر ہمچون ہلال
باز ہستی جہان حس و رنگ / تنگ تر آمد کہ زندانیست تنگ
علت تنگیست ترکیب و عدد / جانب ترکیب حسہا می کشد
زان سوی حس عالم توحید دان / گر یکی خواہی بدان جانب بران
امر کن یک فعل بود و نون و کاف / در سخن افتاد و معنی بود صاف
این سخن پایان ندارد بازگرد / تا چہ شد احوال گرگ اندر نبرد

ادب دینا شیر کا گرگ کو بسبب بے ادبی اسکی کے

توڑا سر گرگ کا اس شیر نے / تا نہ تمیز اور دوئی نے باقی رہے
فانتقمنا منہم ای گرگ کہن / نے مزا ہو پیش شاہ ذو المنن
پھر کہا روباہ سے اس شیر نے / اسکو تقسیم کھانے کے لئے
سجدہ کرکے عوض کی اس سگ کو / صبح کا تم ناشتہ اپنا کرو

ادب کردن شیر گرگ را بجہت بی ادبی او

گرگ را برکند سر آن سرفراز / تا نماند دو سری و امتیاز
فانتقمنا منہم است ای گرگ پیر / چون نبودی مردہ در پیش امیر
بعد از آن رو شیر با روباہ کرد / گفت این را بخش کن از بہر خورد
سجدہ کرد و گفت این گاو سمین / چاشت خوردت باشد ای شاہ گزین

[illegible]

اور بکرا دوپہر کے وقت کو — آب یخنی آب نوش جان کرد
اور اس خرگوش کو بس پیر شام — نوش تم فرمائیو باذوق تمام
بولا روبہ عدل جو تونے کیا — کس سے یہ تقسیم سیکھی اب بتا
کس سے یہ تقسیم سیکھی تونے ہے — بولی ای شہ گرگ کے احوال سے
بولا میری عشق ہوئی تو فنا — یہ شکار اب تینوں تو لے اور جا
جو ہوئی روباہ تو بالکل مری — کیسے دون آزار جو تو مین ہوئی
مین ترا اور سگ اب ہیں تری — پاؤن رکھ تو ساتوین افلاک پر
رکھتی ہے عبرت جو تو اس گرگ سے — تو نہ روبہ بلکہ میری شیر ہے
وہ عاقل جو کوئی عبرت کو لے — مرگ یاروں سے ذات سے بچے
شکر حق اسوقت روبہ نے کہا — بعد گرگ اس شیر نے مجھ سے کہا
گر مجھے اول یہ کہتا شیر تو — کردی یہ تقسیم لینا جان کو

وین تبر از بہر میانہ روز را — یخنی باشد شہ فیروز را
وان دگر خرگوش بہر شام ہم — شب چرا ای شاہ با لطف و کرم
گفت ای روبہ تو عدل افروختی — اینچنین قسمت زکہ آموختی
از کجا آموختی این ای بزرگ — گفت ای شاہ جہان از حال گرگ
گفت چون در عشق ما گشتی گرو — ہر سہ را بستان و برگیر و برو
روبہا چون جملگی ما را شدی — چونت آزاریم چون تو ما شدی
ما ترا و جملہ اشکاران ترا — پای بر گردون ہفتم نہ برآ
چون گرفتی عبرت از گرگ دنی — پس تو روبہ نیستی شیر منی
عاقل آن باشد کہ گیرد عبرت از — مرگ یاران و بلای محترز
روبہ آنگہ بر زبان خود شکر راند — کہ مرا شیر از پی آن گرگ خواند
گر مرا اول بفرمودی کہ تو — بخش کن این را کہ جان بردی از او

مقصود حکایت مین فضیلت ہے آخر زمانہ کے لوگونکی

مقصود در حکایت فضیلت آخر زمانیان

شکر حق کو کہ جہان مین ظاہرا — پیچھے اگلوں کے ہمیں پیدا کیا
جیسے حق کی یہ سیاست ہے نئی — اہل ماضی پر ہمیں سبقت ملی
تا ہم اگلے بھیڑیوں کی حال سے — پاس رکھیں جوں روباہ کے
امت مرحومہ اس باعث کہا — اس رسول پاک نے صل علا
بال و پر مین بھیڑیوں کی ہر عیان — دیکھ کر عبرت کرو اہل جہان
عاقلوں نے ترک کی حرص و ہوا — جو سنا انجام فرعون عاد کا
ورنہ حال انکے سے دیکھیں دوسرا — اور عبرت لیں بغاوت سے انکی

پس سپاس او را کہ ما را در جہان — کرد پیدا از پس پیشینیان
تا شنیدیم آن سیاستہای حق — بر قرون ماضیہ اندر سبق
تا کہ ما از حال آن گرگان پیش — ہمچو روبہ پاس خود داریم بیش
امت مرحومہ زین رو خواندمان — آن رسول حق و صادق در بیان
استخوان و پشم آن گرگان عیان — بنگرید و پند گیرید ای مہان
عاقل از سر بنہد این ہستی و باد — چون شنید انجام فرعونان و عاد
ورنہ بنہد دیگران از حال او — عبرتی گیرند از اضلال او

ہدایت کرنا نوح علیہ السلام کا قوم کو کہ تم مجھ سے مت لڑو کہ مین پوشش خدا ہوں پس خدا کے ساتھ لڑتے ہو تم نہ میرے ساتھ

تہدید کردن نوح علیہ السلام قوم را کہ با من مپیچید کہ من روپوشم خدای را پس با خدای می پیچید ای مہان

بولے نوح ای سرکشو مین میں نہیں — مین جو ہوں جانان سے جان مجھ مین نہیں
جان سے مر رو زندہ جانان سے ہوں — نے مردن اور زندگی دائم رکھوں

گفت نوح ای سرکشان من من نیم — من ز جان مردم بجانان می زیم
چون ز جان مردم بجانان زندہ ام — نیست مرگم تا ابد پایندہ ام

Urdu (دوسرا مصرع)	Urdu (پہلا مصرع)	Persian (مصرع دوم)	Persian (مصرع اول)
سمع و ادراک و بصر حق ہو گیا	جو حواسات بشر سے میں مرا	حق مرا شد سمع و ادراک و بصر	چون بمردم از حواسات بشر
مار دم اُس دم سے جو کافر ہے	جو نہیں میں میں ہوں یہ دم ہے ہو کا	پیش این دم ہر کہ دم زد کافر است	چونکہ من من نیستم این دم ز ہوست
مت دلیری کر تو اس روباہ سے	روباہ اس صورت کے اندر شیر ہے	سوی این روبہ نشاید شد دلیر	ہست اندر نقش این روباہ شیر
شیر کی غرّش سنے اُس سے تو	اسکی صورت کا نہ گر راغب ہے تو	غرش شیران از وی بشنوی	گر بودی صورتش می نگردی
پس جہاں کو کیسے برہم کرتا وہ	گر نہ ہوتی حق سے قدرت نوح کو	پس جہانی را چرا برہم زدی	گر نبودی نوح را از حق یدی
دونوں عالم کو تھو ذرہ دیکھے	سیکڑوں تھے شیر اندر جسم کو	ہر دو عالم را ہمی دید از زنی	صد ہزاران شیر بد اندر تنی
خرمن اک عالم تھا اور وہ نار تھا	وہ خودی آتش بالکل تھو جیسے	او چو آتش بود و عالم خرمنے	او بُد آن رفتہ برا زمادنے
آسنے شعلے سے دیا خرمن جلا	پاس عشر اسکا نہ خرمن نے کیا	او چنان شعلہ بر آن خرمن گماشت	چونکہ خرمن پاس عشر او نداشت
بے ادب جیسے گرگ کھولے زباں	جو کہ ایسے شیر کے آگے عیاں	بے ادب چون گرگ بگشاید دہان	ہر کہ او در پیش این شیر نہان
فانتقمنا منھم اسپر دو پڑھے	گرگ کو مانند پھاڑے شیر کے	فانتقمنا منھم بر خواندش	ہمچو گرگ آن شیر بر دراندش
پیش شیر ابلہ ہے جو ہووے دلیر	زخم دیوے اسکو مثل گرگ شیر	پیش شیر ابلہ بود کو شد دلیر	زخم یابد ہمچو گرگ از دست شیر
رہتا دل ایمان سے سالم مگر	کاشکے دو زخم آتا جسم پر	تا بدی کایمان و دل سالم بدے	کاشکے آن زخم بر جسم آمدی
بھید یہ کیونکر کروں ظاہر کہ جی	پہونچا اسجا پر مری قوت گئی	چون توانم کرد این سر را پدید	قوتم بشکست چون اینجا رسید
ہو امید آگاہ و ماہر اُس سے ہو	پر میں تمسے کہتا ہوں اک رمز کو	بو کہ دریابید و گردید آشنا	لیک ہم رمزی بگوئیم با شما
آگے اوسکے روبہ بازی چھوڑ دو	مثل روبہ شکم اپنا کم کرو	پیش او روباہ بازی کم کنید	ہمچو آن روباہ کم اشکم کنید
ملک اسکی ملک ہے ملک اسکو دو	میں تو سب آگے اسکے تم رکھو	ملک ملک اوست ملک او را دہید	جملہ ما و من بہ پیش او نہید
شیر و صید اسکو تمہاری ملک ہیں	چون فقیر آؤ سیدھی راہ میں	شیر و صید شیر خود آن شماست	چون فقیر آئید اندر راہ راست
بے نیاز اُس سے ہے مغز و پوست	کیونکہ وہ ہے پاک و سبحان وصف ہے	بے نیاز است او ز نغز و مغز و پوست	زانکہ او پاک است و سبحان صفت اوست
واسطے بندوں کے ہے اس شاہ کے	ہر شکار اور ہر کرامت جو کہ ہے	از برای بندگان آن شہ است	ہر شکار و ہر کراماتی کہ ہست
تا نہووے بندہ ہر سو حیلہ جو	بولا الیس اللہ بکاف عبدہ	تا نگردد بندہ ہر سو حیلہ جو	گفت الیس اللہ بکاف عبدہ
ملک و دولت ہے یہ جسنے جان لی	ہے نہ خواہش شاہ کو مخلوق کی	این ہمہ دولت خنک آن کو شناخت	نیست شہ را طمع بہر خلق ساخت
ملک و دولت کی اسے پروا کیا	جسنے دولت اور جہان پیدا کیا	ملک و دولتہا چہ کار آید ورا	آنکہ دولت آفرید و دو سرا
بد گماں سے تا نہ شرمندہ ہو تو	آگے شہ کے نگہ رکھو دل کو تو	تا نگردید از گمان بد خجل	پیش سبحان پس نگہ دارید دل
مثل اس شیر کے زباں کے تو ہو	کہ وہ دیکھے بھید و فکر و جستجو	ہمچو اندر شیر خالص تار مو	کو ببیند سر و فکر و جستجو
نقش غیبی کا وہ آئینہ ہوا	جسکا دل نقش اور صفا سینہ ہوا	نقشہای غیب را آئینہ شد	آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شد

سچ یہ میرا بے گمان تو جان لے	کیونکہ مومن آئینہ مومن کا ہے
تو بھی مومن وہ بھی مومن بے گمان	فرق ان دونوں میں ہے اے مہربان
میرا زر وہ جو کسوٹی پر کسے	فرق بالکل شک الیقین میں جا کر
جب کسوٹی اسکی جان ہو نقد کی	ہو کھرے کھوٹے سے اسکو آگہی

سر برآرے گمان مومن شود	زانکه مومن آئینه مومن بود
مومنی او مومنی تو بیگمان	در میان هر دو فرقی بیکران
چون زند او نقد یارا بر محک	پس الیقین را باز داند او ز شک
چون شود جانش محک نقدها	پس ببیند نقد را و قلب را

بٹھانا بادشاہوں کا صوفیوں کو اپنے روبرو تاکہ آنکھیں انکی روشن ہوں

نشاندن پادشاهان صوفیان عارف را پیش روی خود تا چشم شان روشن شود

اصطلاح شاہوں کی عادت ہوتی ہے	یہ سنا ہو یاد گر ہووے تجھے
الٹی جانب پہلوان رہتے کھڑے	کیونکہ دل پہلو کی جیب میں ہوتا ہے
سیدھی جانب مشرف و اہل قلم	کیونکہ سیدھے ہاتھ سے لکھیں رقم
صوفیوں کو سامنے دیتے ہیں جا	آئینہ جان آئینہ سے بل سوا
پردہ دار اسکے ہیں صوفی اے پسر	صاف و آزاد اور عاجز بیشتر
سینہ صیقل کرتے ذکر و فکر سے	نقش تا آئینہ دل پر جمے
خوب رو پیدا جو فطرت ہی سے ہو	آئینہ پس روبرو اسکے رکھو
عاشق آئینہ کا ہو یہ روئے خوب	جان کو صیقل ہے بالتقوی القلوب
جو کہ صورت خوب رکھتا ہے تمام	طالب آئینہ کا وہ ہے والسلام

پادشاهان را چنین عادت بود	این شنیده باشی ار یادت بود
دست چپشان پهلوانان ایستند	زانکه دل پهلوی چپ باشد ببند
مشرف و اهل قلم بر دست راست	زانکه علم و خط و ثبت آن دست راست
صوفیان را پیش رو موضع دهند	کآینه جانند و ز آئینه بهند
صاحبان این صوفیان ای پسر	ساده و آزاد او انگشت ور
سینه صیقلها زده در ذکر و فکر	تا پذیرد آئینه دل نقش بکر
هر که او از صلب فطرت خوب زاد	آئینه در پیش او باید نهاد
عاشق آئینه باشد روی خوب	صیقل جان آمد و تقوی القلوب
هر که دارد روی خوب بالتمام	طالب آئینه باشد والسلام

آنا ایک آشنا کا سفر سے واسطے دیکھنے حضرت یوسف علیہ السلام

آمدن آشنائی از سفر بدیدن حضرت یوسف علیه السلام

سن لے اب تو ایک مثال معنوی	تا سنے تو پھر نہ قول ظاہری
دور سے آیا جو یار مہربان	یوسف صدیق کا ہو میہمان
تھا لڑکپن کا وہ انکے آشنا	مسند یاری پہ تھا جلوہ نما
یاد جور اخوان سے جو آگے کیا	بولے وہ زنجیر تھی میں شیر تھا
شیر کب شرم ہے زنجیر سے	نے گلہ مجکو قضائے حق سے ہے
شیر کی گردن پہ گو زنجیر ہے	علیحدہ زنجیر سازوں پر رکھو
بولا زندہ چاہ میں کیونکر رہے	بولا جیسے گھٹتا ہر دم چاند ہے
گرچہ گھٹکر ماہ ہوتا ہے ہلال	لیکن آخر ہوتا ہے بدر کمال

بشنو اکنون یک مثال معنوی	تا نگیری قول صورت ثنوی
آمد از آفاق یار مهربان	یوسف صدیق را شد میهمان
کآشنا بودند وقت کودکی	بر وساده آشنائی متکی
یاد دادش جور اخوان و حسد	گفت آن زنجیر بود و ما اسد
عار نبود شیر را از سلسله	نیست ما را از قضای حق گله
شیر را بر گردن ار زنجیر بود	بر همه زنجیر سازان میر بود
گفت چون بودی تو در زندان و چاه	گفت همچون در محاق و کاست ماه
در محاق ار ماه نو گردد دوتا	نی در آخر بدر گردد بر سما

گرچہ در دانہ بسادن کوفتند ۔ نور چشم و دل شد و دفع گزند
گندمے را زیر خاک انداختند ۔ پس ز خاکش خوشہا برداشتند
بار دیگر کوفتندش ز آسیا ۔ قیمتش افزود و نان شد جان فزا
باز نان را زیر دندان کوفتند ۔ گشت عقل و جان و فہم سودمند
باز آن جان چونکہ محو عشق گشت ۔ یعجب الزراع آمد بعد کشت
باز آن جان چونکہ او محو شد ۔ باز ماند از سکر سوے صحو شد
عالمے را زان صلاح آمد ثمر ۔ قوم دیگر را فلاح منتظر
این سخن پایان ندارد بازگرد ۔ تا کہ با یوسف چہ گفت آن نیکمرد

گرچہ گندم دانہ گھر میں پیسے ۔ پردہ نور آنکھوں کو قوت دل کو دے
خاک میں گندم کو ڈالا بوتے ہیں ۔ خاک سے خوشہ کو آخر چنتے ہیں
پھر دوبارہ وہ چکی میں پیسے ۔ مثل قیمت جانفزا روٹی بنے
پھر وہ روٹی کھا دانتوں میں چبا جائے ۔ عقل وجان اور فہم روتی ہوتی ہے
پھر ہوئی جان محو جو عشق ہو ۔ یعجب الزراع ہوا ہے بعد ہو
پھر وہ جان ہو ساتھ حق کے محو ۔ سکر سے وہ پھر کے آئے صحو کو
ایک عالم کو ثمر دیوے وہ صلاح ۔ دوسری اک قوم کو دیوے فلاح
یہ سخن بے انتہا ہے پھر ذرا ۔ کیا کہا یوسف سے اسکے یار نے

طلب کردن یوسف علیہ السلام ارمغان از ان مرد بعد از مقالات

طلب کرنا یوسف علیہ السلام کا تحفہ اُس سے بعد باتین کرنیکے

بعد قصہ گفتنش گفت ای فلان ۔ ہین چہ آوردی تو ما را ارمغان
بر در یاران تہیدست آمدن ۔ ہست بر گندم سوے طاحون شدن
حق تعالی خلق را گوید بحشر ۔ ارمغان کو از براے روز نشر
جئتمونا وافرادی بے نوا ۔ ہم بدان سان کہ خلقناکم کذا
ہین چہ آوردید دست آویز را ۔ ارمغان روز رستاخیز را
یا امید بازگشتن تان نبود ۔ وعدۂ امروز باطلتان نمود
منکرے مہمانیش را از خری ۔ پس ز مطبخ خاک و خاکستر خوری
ورنہ منکر چنین دست تہی ۔ در در آن دوست چون پا می نہی
اندکے صرفہ بکن از خواب و خور ۔ ارمغان بہر ملاقاتش ببر

گفتگو کے بعد یہ کہنے لگے ۔ تحفہ کیا لایا ہے تو میرے لئے
دست خالی آنا در پہ یار کے ۔ جانا چکی پاس ہے گندم کے بغیر
حشر کو یہ حق کہیگا خلق سے ۔ لائے کیا تحفہ ہو تم میرے لئے
جئتمونا وافرادی بے نوا ۔ جیسطرح سے کہ خلقناکم کیا
لائے کیا تم کوئی دست آویز کو ۔ تاکہ تحفہ دن قیامت کا وہ ہو
یا تمھیں امید یان آنے کی کیا ۔ وعدہ باطل تمنے جانا آ چکا
اسکی مہمانی کا منکر ہے جو تو ۔ کھا رہیں کے خوان سے تو خاک کو
گر نہ منکر ہے تو خالی ہاتھ تو ۔ یار کے در پہ نہ رکھ تو پانون کو
کھانے سونے کو تو کچھ کم کر ذرا ۔ تحفہ ملنے کو تو اسکے لیکے جا

شو قلیل النوم مما یھجعون ۔ باش در اسحار یستغفرون

ہو قلیل بالنوم یھجعون ۔ اور بالاسحار ہم یستغفرون

اندکے جنبش بکن ہمچون جنین ۔ تا بخشندت حواس نور بین
در جہان چون رحم بیرون روی ۔ از زمین در عرصۂ واسع شوی
آنکہ ارض اللہ واسع گفتہ اند ۔ عرصۂ دان کانبیا در رفتہ اند
دل نگردد تنگ زان عرصۂ فراخ ۔ نخل تر آنجا نگردد خشک شاخ
حاملی تو مر حواست را اکنون ۔ کند و ماندہ میشوی سرنگون

تھوڑی جنبش کر جون بچہ ۔ تا حواس نور بین دے تجھکو ربّ
اس جہان سے جون رحم باہر تو ہو ۔ وہ زمین سے پڑے میدان کو
اسکو ارض اللہ واسع کہتے ہیں ۔ انبیا پہونچے ہیں اس میدان میں
تنگ نے دل ہو وہ ہے میدان فراخ ۔ نخل تر کی ہو نہ واہان خشک شاخ
تو جو اسوقت کا جو حامل ابھی ہے ۔ اسلیے تھکتا ہے اور ماندہ رہے

جب محمول اور نہ حامل تو تھا خواب میں / ماندگی ہو دور اور سب پیچ و تاب
بس نمونہ ہے یہ حال اس خواب کا / آگر محمولی حال اولیا کو
جیسے اصحاب کہف ہیں یہ اولیا / ہم قیام و ہم رقود اندر سدا
بے تکلف انکو پلٹے ذوالجلال / بیخبر ذات الیمین ذات الشمال
کیا ہے وہ ذات الیمین فعل حسن / کیا ہے وہ ذات الشمال اشغال تن
دیکھے گو مشکل سے انکو مرد ون / نہ آشنین ہر خوف بیخبر نون
دونون یہ مردم سے ظاہر ہیں تبھی / بیخبر دو زیادہ ان دونون سے ہین
کرتے ہین یہ کام دونون انبیا / بیخبر دونون سے وہ ہین جون صدا
گو تو سنوائے صدا ای خیر و شر / کوہ دونون سے ہے لیکن بیخبر

چونکه محمولی نه حامل وقت خواب / ماندگی رفت و شدی بی رنج و تاب
چاشنی دان تو حال خواب را / پیش محمولی حال اولیا
اولیا اصحاب کهف اند ای عنود / در قیام و در تقلب هم رقود
میکشدشان بی تکلف در فعال / بیخبر ذات الیمین ذات الشمال
چیست آن ذات الیمین فعل حسن / چیست آن ذات الشمال اشغال تن
گر تو بینی شان بدشواری دران / نیست شان خوبی بخیر خون
میرود این هر دو از مردم پدید / بیخبر زین هر دو ایشان در مزید
میرود این هر دو کار از انبیا / بیخبر زین هر دو ایشان چون صدا
گر صدایت بشنواند خیر و شر / ذات که باشد ز هر دو بیخبر

کہنا مہمان کا یوسف علیہ السلام کو کہ آئینہ تمہارے واسطے تحفہ لایا ہوں کہ جب تم اسے دیکھو تو مجھے یاد کرو

جو کہا یوسف نے اب تحفہ تو لا / اس تقاضا سے وہ شرمندہ ہوا
بولا تحفہ ڈھونڈھا بس تیرے لئے / تیرے لائق نے ملا تحفہ مجھے
کیسے دانہ لاؤن مین کان کی طرف / کیسے قطرہ لاؤن عمان کی طرف
گویا زیرہ سوے کرمان لاؤن مین / آگے تیرے گر دل و جان لاؤن مین
کونسا دانہ کہ خرمن مین نہین / بر تیرے حسن کا ہمسر کہین
آئینہ دیکھا کہ لائق اسکے ہے / مثل نور سینہ لایا ہون اسے
دیکھے تا اسمین تو روے خوب کو / شمع گردون مثل خور کے جو ہے تو
آئینہ لایا ہون مین تیرے لئے / منھ جو دیکھے یاد مجکو تا کرے
اک بغل مین سے نکالا آئینہ / کہ ہے سامان خوبرو کا آئینہ
آئینہ ہستی کا کیا ہے نیستی / نیستی لے گر نہ رکھے احمقی
ہستی اندر نیستی کر دیکھ سکے / بخشش اہل مال فقرا پر کرے
نان کا ہے بھوکا صافی آئینہ / آئینہ حقائق کا ہے سوختہ
نیستی و نقص آ جس جگہ / خوبی ہستی کا آئینہ بنے

گفتن مهمان یوسف علیه السلام را که ارمغان بهر تو آئینه آورده‌ام تا چون دران نگری مرا یاد آوری

گفت یوسف هین بیاور ارمغان / او ز شرم این تقاضا زد فغان
گفت من چند ارمغان جستم ترا / ارمغانی در نظر نامد مرا
حبه را جانب کان چون برم / قطره را سوی عمان چون برم
زیره را من سوی کرمان آورم / گر به پیش تو دل و جان آورم
نیست تخمی کاندرین انبار نیست / غیر حسن تو که آن را یار نیست
لائق آن دیدم که من آئینه / پیش تو آرم چو نور سینه
تا ببینی روی خوب خود دران / ای تو چون خورشید شمع آسمان
آئینه آوردمت ای روشنی / تا چو بینی روی خود یادم کنی
آئینه بیرون کشید او از بغل / خوب را آئینه باشد مشتغل
آئینه هستی چه باشد نیستی / نیستی بر گزین گر ابله نیستی
هستی اندر نیستی بتوان نمود / مالداران بر فقیر آرند جود
آئینه صافی نان خود گرسنه است / سوخته هم آئینه آتش زنه است
نیستی و نقص هر جائی که خاست / آئینه خوبی جمله پیشه‌هاست

ہر آن کہ نیستی پالودہ کیست | دانکہ این ہستی ہمہ آلودہ ایست
چونکہ جامہ چست و دوزیدہ بود | مظہر فرہنگ درزی کے شود
ناتراشیدہ ہمی باید جذوع | تا دروگر اصل سازد یا فروع
خواجہ اشکستہ بند آنجا رود | کہ در آنجا پاے اشکستہ بود
کے شود چون نیست رنجور نزار | آن جمال صنعت طب آشکار
خواری و دونے مسہا بر ملا | گر نباشد کے نماید کیمیا
نقصہا آئینہ وصف کمال | وان حقارت آئینہ عز و جلال
زانکہ ضد کند پیدا یقین | زانکہ با سرکہ پدیدست انگبین
ہر کہ نقص خویش را دید و شناخت | اندر استکمال خود دو اسبہ تاخت
زان نمی پرد بسوے ذو الجلال | کو گمانے می برد خود را کمال
علتے بدتر ز پندار کمال | نیست اندر جانت اے مغرور ضلال
از دل و از دیدہ ات بس خون رود | تا ز تو این معجبی بیرون شود
علت ابلیس انا خیر بدست | وین مرض در نفس ہر مخلوق ہست
گرچہ خود را بس شکستہ بیند او | آب صافی دان و سرگین زیر جو
چون بشوراند ترا در امتحان | آب سرگین رنگ گردد در زمان
در تگ جو ہست سرگین اے فتی | گرچہ جو صافی نماید مر ترا
ہست پیر راہ دانے پر فطن | باغہاے نفس کل را جوے کن
جوے خود را کے تواند پاک کرد | نافع از علم خدا شد علم مرد
آب جو سرگین نتاند پاک کرد | جہل نفسش را ندید علم مرد
کے تراشد تیغ دستہ خویش را | رو بجراحے سپار این ریش را
بر سر ریش جمع آمد مگس | تا نہ بیند قبح ریش خویش کس
آن مگس اندیشہا و اموال تو | ریش تو آن ظلمت احوال تو
ور نہد مرہم بران ریش تو پیر | آن زمان ساکن شود درد و نفیر
تا کہ پندارد کہ صحت یافتست | پرتو مرہم در آنجا تافتست
ہین ز مرہم سر مکش اے پشت ریش | وان ز پرتو دان مدان از اصل خویش

اسلیے کہ نیستی تو پاک ہے | اور یہ ہستی کہ کدورت ناک ہے
جو کہ جامہ بس سلا درست ہو | عقل درزی کا وہ کب مظہر بنے
جو بے گر نجار کو سادی ملے | تا بنائے اصل سے یا شاخ سے
بسکہ جراح اس جگہ پر جاتی ہے | کہ جہان پر پا شکستہ پائے ہے
جس جگہ کوئی نہیں بیمار ہو | صنعت طب اس جگہ بیکار ہو
جو نہ مس کی ہو خرابی بر ملا | کب کہلائے اسمین صنعت کیمیا
نقص ہے آئینہ وصف کمال | ہے حقارت آئینہ عز و جلال
کیونکہ ضد کو اسکی ضد پیدا کرے | جیسے سرکہ شہد کو ظاہر کرے
جسنے نقصانوں کو اپنے پالیا | وہ کمال اپنی کا بس طالب ہوا
اسلیے اڑ جائیگا سوے ذو الجلال | ہے گمان جسکو کہ حاصل ہے کمال
یہ مرض بدتر ہے پندار کمال | تیری انسان ہے اے بد خصال
دیدہ و دل سے ترے ہو خون رواں | تب یہ نخوت تجھ سے ہو موزوں نہاں
علت ابلیس انا خیر سے ہے | یہ مرض ہر نفس میں ہر خلق کے
گرچہ دیکھے ہے شکستہ آپ کو | آب صافی اور گوبر زیر جو
جو ملائے امتحانا تو آسے | پانی وہ ہمرنگ گوبر کے بنے
نہر کی تہ میں ہے گوبر اے دلا | گرچہ آب نہر دکھتا ہے صفا
پیر جانے راہ و رکھے دانشین | کھود ہر نہر ین نفس گل کر باغ ہے
نہر کو کب پاک اپنی کر سکے | نافع علم مرد علم حق سے ہے
آب جو گوبر نہ پاک اب کر سکے | دافع جہل نفس علم مرد ہے
کب بنا دے تیغ اپنے دستہ کو | سر نہیں جراح کو یہ زخم تو
مکھیان آئیں ہیں جمع زخم پہ | تا نہ نقصان زخم کا تجھ پر کھلے
مکھیان امید و اندیشے تری | زخم احوال کی ظلمت ہے تری
پیر تیرے زخم پر مرہم رکھے | درد و اسدم ترا کل جاتا رہے
تا نہ جانے تو کہ صحت پائی ہے | پرتو مرہم کا ہے چمکا اس جگہے
ایسے مرہم سے نہ ہو تو سرکشان | جان پرتو سے نہ اصل اپنی سے ان

مرتد ہونا کاتب وحی کا اس سبب سے کہ پرتو وحی کا جو پیغمبر تھا اسپر آیت پہلی

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے گرچہ پڑھی اور کہا کہ میں بھی اوپر وحی کے ہوں

اگلے عثمان سے تھا کاتب وحی کا ۔ وحی کے لکھنے میں کرتا سعی تھا
جو نبی فرماتے وحی سے اسکو تھی ۔ پہلے سے ورق پر لکھتا اسے
وحی کا پرتو جو اسپر پڑتا تھا ۔ اندر باطن میں وہ حکمت پاتا تھا
وہ ہی فرماتے تھے پیغمبر حکمت رسول ۔ اسلئے گمراہ ہوا وہ بوالفضول
جو کہ فرماتے رسول اللہ ہیں ۔ ہے حقیقت وہ ہی میرے جان میں
پرتو فکر اسکا حضرت پر پڑا ۔ اسکی جان پر قہر حق نازل ہوا
اسکا پرتو ناگہان دل پر پڑا ۔ دلمیں اسکے حرف نے باقی رہا
سکلا لکھنے وحی سے ہم دین سے ۔ ہوگیا دشمن نبی کا کین سے
مصطفیٰ بولے کہ اے کافر بھلا ۔ نور تجھ سے تھا کیوں تیرہ ہوا
گر ترا دل چشمۂ اللہ تھا ۔ اس سیہ پانی کو کیوں آنے دیا
دلمیں اس باعث سے بس جلتا تھا ۔ ہے عجب کہ توبہ نے کرتا تھا وہ
تا نہ غیرت ٹوٹے سب کے سامنے ۔ اسکا منہ توبہ سے باندھا اسلئے
آہ کرتا کچھ نہ اسکو سود تھا ۔ تیغ غیبی آئی سر اسکا کٹا
حق نے سو من لوہا غیرت پر رکھا ۔ بند غیبی میں بہت ہیں مبتلا
کفر نے راہ اسطرح سے بند کی ۔ کہ وہ ہرگز کر نہ سکتا دم زنی
بولا اغلالاً فہم مقمحون ۔ نے ہماری طوق وہ ازرہ برون
خلفہم سداً فاغشیناہم ۔ بند پیش و پس نہیں دیکھیں ہیں وہ
مثل صحرا کے وہ سد ہے با فضا ۔ پر نہ جانے وہ کہ ہے سد قضا
تیرا شاہد سد روئے شاہدان ۔ تیرا مرشد سد قول مرشدان
خواہش دین بس ہوئی کفار کو ۔ پر مقید بند غیرت کے ہیں وہ
بند مخفی ایک آہن سے بتر ۔ بند آہن کو تو کاٹے ہے تبر
بند آہن کو تو کر سکتے جدا ۔ کون جانے بند غیبی کی دوا

مرتد شدن کاتب وحی بسبب آنکہ پرتو وحی بر وی زد و آن آیہ را پیش از پیغمبر

صلی اللہ علیہ وسلم خواند و گفت من ہم محل وحی ام

پیش از عثمان یکے نساخ بود ۔ کو بنسخ وحی جدی می نمود
چون نبی از وحی فرمودی سبق ۔ او ہمان را وانبشتے در ورق
پرتو آن وحی بر وی تافتے ۔ او درون خویش حکمت یافتے
عین آن حکمت بفرمودی رسول ۔ زین قدر گمراہ شد آن بوالفضول
کانچہ می گوید رسول مستنیر ۔ مر مرا ہست آن حقیقت در ضمیر
پرتو اندیشہ اش زد بر رسول ۔ قہر حق آورد بر جانش نزول
پرتو آن تا گہش بر دل بتافت ۔ در درون خویشتن حرفی نیافت
ہم ز نساخی بر آمد ہم ز دین ۔ شد عدوی مصطفیٰ از روی کین
مصطفیٰ فرمود کای گبر عنود ۔ چون سیہ گشتی اگر نور از تو بود
گر تو ینبوع الٰہی بودئی ۔ این چنین آب سیہ نکشودئی
اندرون می سوختش ہم زین سبب ۔ او نیارد توبہ کردن ای عجب
تا کہ ناموسش بپیش این و آن ۔ نشکند بربست این او را دہان
آہ میکرد و نبودش آہ سود ۔ چون در آمد تیغ و سر را در ربود
کردہ حق ناموس را صد من حدید ۔ ای بسا بستہ بہ بند ناپدید
کبر و کفر آن سان ببست آن راہ را ۔ کو نیارد کرد ظاہر آہ را
گفت اغلالاً فہم بہ مقمحون ۔ نیست آن اغلال بر ما از برون
خلفہم سداً فاغشیناہم ۔ می نبیند بند را پیش و پس
رنگ صحرا دارد آن سدی کہ خاست ۔ او نمیداند کہ آن سد قضاست
شاہد تو سد روی شاہد است ۔ مرشد تو سد گفت مرشد است
ای بسا کفار را سودای دین ۔ بندشان ناموس و کبر آن و این
بند پنہان لیک از آہن بتر ۔ بند آہن را کند پارہ تبر
بند آہن را توان کردن جدا ۔ بند غیبی را نداند کس دوا

١٤٠

سرور ار نبود گر نیشے نزند — طبع او آن لحظه بر رفع تند
زخم نیش اما چو از هستی تست — غم قوی گردد نگردد درد سست
شرح این از سینه بیرون می جهد — لیک میترسم که نومیدی دهد
نے مشو نومید خود را شاد کن — پیش آن فریادرس فریاد کن
کای محب عفو از ما عفو کن — ای طبیب رنج ناسور کهن
عکس حکمت آن شقی را یاوه کرد — خود مبین تا بر نیارد از تو گرد
ای برادر بر تو حکمت جاریه — آن ز ابدال است و بر تو عاریه
گرچه در خود خانه نوری یافتست — آن ز همسایه منور تافتست
شکر کن غره مشو بینی مکن — گوش دار و هیچ خود بینی مکن
صد دریغ و درد کاین عاریتی — امتیان را دور کرد از امتی
من غلام آنکه اندر هر رباط — خویش را واصل نداند بر سماط
بس رباطی که بباید ترک کرد — تا بمسکن در رسد یک روز مرد
گرچه آهن سرخ شد او سرخ نیست — پرتو عاریتی آتش زنیست
گر شود پرنور روزن یا سرا — تو مدان روشن مگر خورشید را
ور در و دیوار گوید روشنم — پرتو غیرے ندارم این منم
پس بگوید آفتاب ای نارشید — چونکه من غائب شوم آید پدید
سبزه ها گویند ما سبز از خودیم — شاد و خندانیم و بس زیبا خدیم
فصل تابستان بگوید ای امم — خویش را بینید چون من بگذرم
تن همی نازد بخوبی و جمال — روح پنهان کرده فر و بال و پر
گویدش ای مزبله تو کیستی — یک دو روز از پرتو من زیستی
غنج و نازت می نگنجد در جهان — باش تا که من شوم از تو نهان
گرم دارانت ترا گوری کنند — کش کشانت در تگ گور افگنند
تا که چون در گور یارانت کنند — طعمهٔ موران و مارانت کنند
بینی از گند تو گیرد آن کسے — کو به پیش تو همی مردی بسے
پرتو روح است نطق و چشم و گوش — پرتو آتش بود در آب جوش

عیش گر زنبور ہو مردے ہے — طبع اسدم لیکن سو دفع کرے
گر ہو زخم نیش ہستی سے تیری — غم قوی ہو کم نہو کچھ درد سے
شرح اسکی دل سے باہر آتی ہے — پر میں ڈرتا ہوں کہ نومیدی دلو
تو نہو نا امید خود کو شاد کر — وہ تو ہے فریادرس فریاد کر
ای محب عفو میری عفو کر — ای طبیب رنج ناسور جگر
عکس حکمت نے اسے باغی کیا — تو نہ ہو خود بین کہ تا ہو دے فنا
ای برادر تجھ پہ حکمت جاریہ — ملک ابدالوں کی تجھپر عاریہ
تیرے گھر میں جو چمکتا نور ہے — وہ تو ہمسایہ کے گھر کا نور ہے
شکر کر غیرت سے مست کات ابری — کان رکھ اور خود نمائی کر نہ تو
ہای افسوس عاریت نے بالغرور — اہل نخوت کو کیا امت سے دور
میں غلام اسکا ہوں ہر منزل میں جو — آپکو واصل نہیں جانے نہ وہ
چاہیے منزل کو جلدی طے کرے — منزل مقصود تا اسکو ملے
گرچہ سرخ آہن ہوا وہ سرخ نہ — عارضی آتش کا پرتو اسپر ہے
گھر و روزن تمکو گر روشن دکھے — وہ نہیں روشن مگر خورشید ہے
گر کہے دیوار و در روشن میں ہوں — غیر کا پرتو نہیں اپنا رکھوں
پس کہے یہ آفتاب ای نا سزا — میں چھپونگا جب تجھے کھلیگا
سبزے کہتے ہیں ہم آپ ہی سبز ہیں — شاد و خندان ہیں یہ زیبائی بھی ہو
کہتی ہے فصل بہار ای ہم رہوں — دیکھنا خود کو جو میں جاتی رہوں
ناز تن کرتا ہے خوبی اپنی پر — روح نے اپنی چھپایا بال و پر
اسکو کہے تو ذریت الخبیث کیا — ایک دو دن میری پرتو جیا
نے سمائے تیرا ناز اندر جہان — ٹھہر تو ہوتی ہوں میں تجھسے نہاں
دوست [illegible] تیری گور کریں — گور میں ڈالیں تجھے پیا کر دو
گور میں لیجائیں تاکہ تیرے یار — اور کریں تجھکو غذائے مور و مار
تیری بدبو سے دیکر ناک کو — جان دیتا تھا جو آگے تیرے وہ
روح کا پرتو ہے نطق و چشم و گوش — آگ کا پرتو ہے اندر آب جوش

تجھسے جان کا ہے جسم ہے | پرتو ابدال ز جان پر مرے
جان جان پانون کھینچے جان سے | ایسی جان ہو جیسے بے جان تن ہر
سجدہ کرتا ہون زمین پہ اسلئے | تا گواہی حشر کو میری وہ دے
حشر کو کہ زلزلت زلزالہا | یہ زمین بس ہو گواہ حالہا
کہ تحدث جہرۃ اخبارہا | بس کرے باتین زمین دخارہا
فلسفی کہتا ہے معقولات سے | عقل خود دہلیز سے باہر سرکے
فلسفی ہوتا ہے منکر فکر سے | کہد و جا سر مارے وہ دیوار سے
نطق آب نطق آتش نطق گل | ہے وہ محسوس حواس اہل دل
فلسفی کو منکر حنانہ ہے | انبیا کے حس سے وہ بیگانہ ہے
کہتا ہو کہ پرتو سودا سے خلق | لاتا ہے افکار اندر زے خلق
جبکہ وہ ہے عکس آنکے کفر کا | یہ خیال منکری انکو دیا
فلسفی منکر جو ہے شیطان سے | اس گھڑی شیطان عادی ہے
گر نہ شیطان دیکھا خود کو دیکھ لے | بے جنون پیشانی کب نیلی رکھو
جبکہ یلین شک و بے جانی رکھو | وہ جہان مین فلسفی پوشیدہ ہے
گاہ گاہ ہے اعتقاد آئے اسے | روسیہ اسکو رگ فلسفت کرے
الاماں ای مومنو وہ تم مین ہے | اک جہان انتہا جو تم مین ہے
ہین ہنر فرقے تیرے درمیان | حیف کہ اکثر ہون تجھ سے وہ نہان
جسمین ہین ایمان کا کچھ سامان ہے | برگ کی مانند وہ لرزان ہے
اسلئے ہنستا ہے تو شیطان پر | کر تو جانے آپ کو عمدہ بشر
جان تیری جبکہ آنکھ پر سیین | بس کرین واویلا از حد اہل دین
کھوٹے زر والی دکان پر ہیچ تھی | کیونکہ پوشیدہ کسوٹی ہو گئی
ناقص ہست کر پردہ آشکارا ہو | امتحان مین ہو مراتب دیناد
زر بھر انکو ٹھا برابر رات کو | پر کھڑا از جاتا ہے زر کو
تر زبان حال سے کہو کہ تو ٹھیر | ای فریبی ہو دو دنکو تیری سیر
بس ہزاروں سال ابلیس لعین | تھا وہ ابدال احد امیر المومنین

آنچنان کز تو جان ترین است | پرتو ابدال بر جان من است
جان جان چون واکشد پا را ز جان | جان چنان گردد که بیجان تن بدان
سر از ان رو می نهم من بر زمین | تا گواه من بود در روز دین
یوم دین که زلزلت زلزالها | این زمین باشد گواه حالها
کو تحدث جهرة اخبارها | در سخن آید زمین و خارها
فلسفی گوید ز معقولات دون | عقل از دهلیز می ماند برون
فلسفی منکر شود در فکر و ظن | گو برو سر را بران دیوار زن
نطق آب و نطق خاک و نطق گل | هست محسوس حواس اهل دل
فلسفی کو منکر حنانه است | از حواس انبیا بیگانه است
گوید او که پرتو سودای خلق | بس خیالات آورد در رای خلق
بلکه عکس آن فساد و کفر او | این خیال منکری را زد برو
فلسفی مر دیو را منکر شود | در همان دم سخرهٔ دیوی بود
گر ندیدی دیو را خود را ببین | بی جنون نبود کبودی بر جبین
هر کرا در دل شک و پیچانی است | در جهان او فلسفی پنهانی است
می نماید اعتقاد او گاه گاه | آن رگ فلسف کند رو را سیاه
الحذر ای مومنان کان در شماست | در شما بس عالم بی منتهاست
جمله هفتاد و دو ملت در شماست | وه که آن روزی برآرد از شما
هر کرا او برگ این ایمان بود | همچو برگ از بیم او لرزان بود
بر بلیس و دیو زان خندیدهٔ | که تو خود را نیک مردم دیدهٔ
چون کند جان باژگونه پوستین | چند واویلا برآید ز اهل دین
بر دکان هر زرنما خندان شد است | زانکه سنگ امتحان پنهان شد است
پرده ای ستار از ما وا مگیر | باش اندر امتحان ما را مجیر
قلب پهلو می زند با زر بشب | انتظار روز می دارد ذهب
با زبان حال زر گوید که باش | ای مزور تا برآید روز فاش
صد هزاران سال ابلیس لعین | بود ز ابدال و امیر المومنین

ہاتھ آدم پر جو ڈالا ناز کا / مثل سرگین صبح سے رسوا ہوا
پنجہ مردوں سے نہ کر اے بوالہوس / مت بڑھا تو شاہ سے گھوڑا بس

پنجه زد با آدم از نازی که داشت / گشت رسوا همچو سرگین وقت چاشت
پنجه با مردان مزن ای بوالهوس / برتر از سلطان چه میرانی فرس

دعا کرنا بلعم باعور کا کہ موسیٰ علیہ السلام اور قوم انکی اس شہر سے کہ گھیرا تھا الٰہی نامراد لوٹ جاویں اور قبول ہونا دعا کا

دعا کردن بلعم باعور که موسیٰ علیه السلام و قومش را زین شهر که حصار داده اند بی مراد بگردان و مستجاب شدن دعا

بلعم باعور کی خلق جہان / تھی مطیع مانند عیسیٰ زمان
اس روا سجدہ نہ کرتے اور کو / صعب بیمار تھا دم اسکا جو
ناری نخوت کرو موسیٰ سے لڑا / جو سنا ہو حال وہ اسکا ہوا
صد ہا بلعم اور ابلیس اندر جہاں / ویسے ہی ظاہر ہوئے ہیں اور نہاں
حق نے ان دونوں کو بس مشہور کیا / تاکہ دونوں باقیوں پہ ہو گوا
رہزنوں کو مارتے جنگل میں ہیں / قتل اک دو کو کریں ہیں شہر میں
شہر والے تاکہ انکو دیکھ کر / پکڑیں عبرت اور ہو دیں بے خطر
دار پہ دو چور یہ لٹکائے ہیں / ورنہ ابلیس جو تھے اس شہر میں
شہر میں جیسے پڑے وہ دو دزد ہیں / کشتگان قہر کو کب گن سکے
تا زمیں تو نہ بڑھا اپنی حد میں پر / اللہ اللہ مت بڑھے مقدار سے
تا زمیں ترے کرے گر ہمسری / ساتویں طبقے میں ہو دے جلد ہی
قصہ عاد و ثمود کس لیے / تا نہ کی تا انبیا کی جان سے
یہ نشان خسف و قذف و صاعقہ / ہو بیان عز نفس ناطقہ
مارنا سب حیوان کو انسان کے لئے / مار انسان ہوش جان کیوں آگے
ہوش حیواں کیا عقل کل کے شعیب / عقل جزوی ہوش ہے لیکن ضعیف
سا حیوانات وحشی اک قلم / جانور انسی و انسان سے ہیں کم
مارنا انکار روا ہے خلق کو / کیونکہ عقل کل سے بس وحشی ہیں یہ
مارنا مخلوق کو انکا روا / کیونکہ نہ انسان کے لائق ہو دے ذرا
وحشی بے عزت ہوئی اسواسطے / ہیں مخالف حکم سے انسان کے
پس تو بھی عزت ہو گیا اے نادرہ / جو ہوا تو حمر مستنفرہ

بلعم باعور را خلق جهان / سغبه شد مانند عیسی زمان
سجده ناوردند کس را دون او / صحت رنجور بود افسون او
پنجه زد با موسی از کبر و کمال / آنچنان شد که شنیدستی تو حال
صد هزار ابلیس و بلعم در جهان / همچنین بودست پیدا و نهان
این دو را مشهور گردانید اله / تاکه باشند این دو بر باقی گواه
رهزنان را در بیابان چون کشند / یکدو تن را سوی ده زایشان کشند
تا ببیند اهل ده گیرند پند / رویت ایشان بود شان همچو بند
این دو دزد آویخت بر دار بلند / ورنه اندر شهر بس دزدان بدند
این دو را پرچم بسوی شهر برد / کشتگان قهر را نتوان شمرد
تا زبینی تو ولی در حد خویش / الله الله پا منه ز اندازه بیش
گر زنی بر نازنین تر از خودت / در تگ هفتم زمین زیر آردت
قصه عاد و ثمود از بهر چیست / تا بدانی کانبیا را نازکیست
این نشان خسف و قذف و صاعقه / شد بیان عز نفس ناطقه
جمله حیوان را پی انسان بکش / جمله انسان را بکش از بهر هش
هش چه باشد عقل کل ای هوشمند / عقل جزوی هش بود اما نژند
جمله حیوانات وحشی ز آدمی / باشد از حیوان انسی در کمی
خون آنها خلق را باشد سبیل / زانکه وحشی اند از عقل جلیل
خون ایشان خلق را باشد روا / زانکه انسان را نمیند ایشان سزا
عزت وحشی بدین ساقط شدست / کاو مر انسان را مخالف آمدست
پس چه عزت باشدت ای نادره / چون شدی تو حمر مستنفره

خرہر آلکو مارنے کو کب بھلا — جو ہو وحشی مارنا اُسکا روا
گرچہ خرکو عقل تعلیمی نہ تھی — کچھ نہ معذور اُسکو حق رکھو کبھی
جو ہو وحشی عقل کل سے آدمی — کب ہو وہ معذور اے یار ولی
اسلئے کفار کا خون ہی روا — خون وحشی تیر کو جون ہی روا
اُنکے زن فرزند جلد ہیں سبیل — کیونکہ ہیں بے عقل وگمراہ و ذلیل
پھر جو بھاگا عقل کل سے ایسی عقل — ہو وے عقلی سے وہ حیوانی میں نقل

خر نشاید کشت از بہر صلاح — چون شود وحشی شود خونش مباح
گرچہ خر را دانش زاجر نبود — ہیچ معذورش نمیدارد ودود
پس چو وحشی شد از ان دم آدمی — کی شود معذور اے یار سمی
لاجرم کفار را خون شد مباح — ہمچو وحشی پیش نشاب و رماح
جفت و فرزندان شان جملہ سبیل — زانکہ بی عقلند و مطرود و ذلیل
باز عقلی کو رمد از عقل عقل — کرد از عقلی بحیوانات نقل

اعتماد کرنا ہاروت و ماروت کا عصمت اپنی پر بہر فتنہ میں

اعتماد کردن ہاروت و ماروت بر عصمت خویش در فتنہ

جس طرح ہاروت اور ماروت نے — اعتماد اُنکا تھا پاکی اپنی پے
تیر زہر آلود کھایا کبر سے — شیر پر کیا اعتماد گاو ہے
گرکرے وہ سو علاج اب شیر سے — ٹکرے ٹکرے شیر اُسکو کر دے
گرہو اُسکے سینگ مثل سیاہی کے — شیر ماری کو وہ ٹکڑے کرے
آندھی نخلوں کو اکھیڑے اصل سے — اور عاجز گھانس پر احسان کرے
رحم عاجز گھانس پر آندھی رکھو — شیخی پر دل مت کر اپنی وہ درکے
کب بسولہ شاخ کے انبوہ سے — بس ڈری بل ٹکرے ٹکرے وہ کرے
لیک تیون پر نہ مارے آپکو — اور سوا جز کے نہ مار زخم دو
حیلہ ہیزم سے نہ شعلہ کو ضرر — کلہ ہیزم سے نہ قصابونکو ڈر
پیش معنی سے کیا ہو صورت زبون — چرخ ہی معنی سے اُسکے سر نگون
چرخ سے دولاب کو تو جان لے — عقل روشن اُسکو گردش میں رکھے
گردش اس تن قالب سیر کے مثل کی — روح پوشیدہ سے ہو بس اے اخی
ابر معنی سے ہوا گردش کرے — جیسے پن چکی پھرے ہی آب سے
دم کا جزر و مد دخل و خرج بس — کشش ہوئی جان سے ہوئی مولوی
گاہ جیم اسکو کرے گہ حے و دال — گاہ رکھے صلح کہ جنگ و جدال
گاہ ادھر گاہ ادھر اسکو کرے — گہ گلستان گاہ خار اسکو رکھے
اسلئے اس آب کو اللہ نے — کردیا فرعون پر خون تاب ہی

ہمچو ہاروت و چو ماروت شہیر — از بطر خوردند زہر آلودہ تیر
اعتمادی بود شان بر قدس خویش — چیست بر شیر اعتماد گاو میش
گرچہ او با شیر صد چارہ کند — شاخ شاخش شیر نر پارہ کند
گر شود پر شاخ ہمچون خار پشت — شیر خواہد گاو را ناچار کشت
باد صرصر کو درختان میکند — با گیاہ و سبزہ احسان میکند
بر ضعیفی گیاہ این باد تند — رحم کرد ای دل تو از قوت مبند
تیشہ را ز انبوہی شاخ درخت — کی ہراس آید ببرد لخت لخت
لیک بر برگی نکوبد خویش را — جز کہ بر نیشہ نکوبد نیش را
شعلہ را ز انبوہی ہیزم چہ غم — کی رمد قصاب از انبوہ غنم
پیش معنی چیست صورت بس زبون — چرخ را معنیش میدارد نگون
تو قیاس از چرخ دولابی بگیر — گردشش از کیست از عقل مشیر
گردش این قالب ہمچون سپر — ہست از روح مستر ای پسر
گردش این باد از معنی اوست — ہمچو چرخی کو اسیر آب جست
جزر و مد و دخل و خرج این نفس — از کہ باشد جز ز جان پر ہوس
گاہ جیمش میکند گہ حی و دال — گاہ صلحش میکند گاہی جدال
گہ یمینش می برد گاہی یسار — گہ گلستان میکند گاہی خار
ہمچنین این آب را یزدان پاک — کرد بر فرعون خون سہمناک

ہمچنین این باد را یزدان ما | کردہ بد بر عاد ہمچون اژدہا
باز ہم این باد را بر مؤمنان | کردہ بد صلح و مراعات و امان
گفت المعنی ہو اللہ شیخ دین | بحر معنیہاست رب العالمین
جملۂ اطباق زمین و آسمان | ہمچو خاشاکی بران بحر روان
جملہ را رقص خاشاک اندر آب | ہم ز آب آمد بوقت اضطراب
چونکہ ساکن خواہدش کرد از مرا | سوی ساحل افگند خاشاک را
چون کشد از ساحلش در موجگاہ | آن کند با او کہ آتش با گیاہ
این حدیث آخر ندارد باز ران | جانب ہاروت و ماروت ای جوان

اس ہوا کو ایسے ہی اللہ نے | کر دیا جون مار قوم عاد پے
پھر ہوا کو مومنون پر کر دیا | بس حمایت سے امان وجانفزا
لوے المعنی ہو اللہ شیخ دین | بحر معنی ہے وہ رب العالمین
جملہ طبقات زمین و آسمان | مثل خاشاک ہین وہ دریا پر رواں
جنبش و رقص خاشاک اندر آب | آب سے ہوتی ہین وقت اضطراب
چاہے جنبش سے کرنا جو دور | بس کنارے پھینکے خاشاک کو
موج مین لاوے کنارے سے جو وہ | وہ کرے جو آگ سے ہو گھاس کو
یہ سخن بے انتہا ہے کر بیان | حال ہاروت اور ماروت اے جوان

بقیہ قصۂ ہاروت و ماروت و نکال عقوبت ایشان ہم در دنیا

باقی قصہ ہاروت و ماروت کا اور سزا تکلیف پانا انکا دنیا مین

چون گناہ و فسق خلقان جہان | میشدی روشن بایشان آن زمان
دست خاییدن گرفتند بخشم | لیک عیب خود ندیدندی بچشم
خویش در آئینہ دید آن زشت مرد | رو بگردانید از آن و خشم کرد
خویش بین چون از کسے جرمی بدید | آتشے در وی ز دوزخ شد پدید
حمیت دین خواند او آن کبر را | ننگرد در خویش نفس گبر را
حمیت دین را نشانی دیگرست | کہ از آن آتش جہانی اخضرست
گفت حق شان گر شما روشنگرید | در سیہ کاران مغفل منگرید
شکر گوئید ای سپاہ و چاکران | رستہ اید از شہوت و از چاکران
گر از آن معنی نہم من بر شما | مر شما را بیش نہ پذیرد سما
عصمتے کہ مر شما را در تن است | آن ز عکس عصمت و حفظ من است
آن ز من بینید نز خود ہین ہین | تا نچربد بر شما دیو لعین
آنچنان کان کاتب وحی رسول | دید در خود حکمت و نور و صول
خویش را ہم لحن مرغان خدا | می شمرد آن بد صفیر چون صدا
لحن مرغان را اگر واصف شوی | بر ضمیر مرغ کے واقف شوی
گر بیاموزی صفیر بلبلے | تو چہ دانی کو چہ گوید با گلے

جو گناہ و فسق مخلوقات کا | ہوتا تھا جس دم انہیں ظاہر بلا
کاٹتے تھے ہاتھ وہ اس خشم مین | پر نہین دیکھا تھا عیب اپنا بچشم
خود کو دیکھو آئینہ مین زشت او | پھیرے غصہ ہوکے وہ رخسار کو
دیکھے خود بین جو کسی سے جرم کو | تا دوزخ تن مین پیدا اسکے ہو
جای نخوت کو حمیت دین کی | نفس کافر کو نہ دیکھے با خودی
دوسرا ہے ڈھنگ حمیت دین کا | کہ جہان اس آگ سے ہے پر صفا
حق نے فرمایا کہ تم روشن ہو گر | ان سیہ کارون پہ مت ڈالو نظر
تم کرو شکر اے سپاہ و چاکران | دی نہین شہوت تمہین او چاکران
اس امر کو تم پہ مین رکھتا اگر | کب تمہارا چرخ پر ہوتا گذر
ہے تمہاری تمہین جو عصمت بھری | میری عصمت کا عکس برتری
مجھ سے جانو تم یہ اور خود سے نہین | تا نہ غالب تم پہ ہو دیو لعین
جسطرح وہ کاتب وحی رسول | دیکھتا خود بین تھا وہ نور وصول
خود کو ہم آواز مرغان خدا | جانتا اور خود تھا وہ مثل صدا
نقل گر آواز مرغان کی کرے | پر نہ آگہ بھید سے واقف تو ہے
بلبلوں کی گرچہ تو سیکھے صدا | پر تو کیا جانے کہ کیا گل سے کہا

ا اپنے قیاس میں کرلیتا ہے خواہ وہ گمان سید عابد ہو یا اثنا چنانچہ مولانا اسکا حال آگے مثال مین بیان فرماتے ہین ۱۲ اور فہم سے صرور کر معنی وہ اللہ ہے ۱۲

گر تو جانے وہ بھی ہے تیر گمان	جیسے لب ملنے سے بہرے کا گمان
در برانی باشد آن هم از گمان	چون زلب جنبان گمانهای کران

واسطے عیادت کے جانا بہرے کا ہمسایہ بیمار کے یہان اور رنجیدہ ہونا بیمار کا

بعبادت رفتن کر بخانهٔ همسایه بیمار و رنجیدن بیمار

اسکی عورت نے یہ بہرے سے کہا	کہ ترا بیمار ہمسایہ ہوا
سو چا یہ بہرا کہ بہرا مین تو ہون	کس طرح سے باتین مین اسکی سنون
خاص کر ہووے ضعیف آواز وہ	لیک جانا چاہیے اس جا پہ تو
جو مین دیکھون اسکے لب ہلتے ہوے	بس قیاس اسکو کرون مین عقل کی
جو کہون مین تیرا اب کیا حال ہے	وہ کہیگا اچھا یا خوشحال ہے
مین کہونگا شکر کیا کھایا کہو	وہ کہیگا شربت یا آش جو
مین کہون ہے تجکو صحت اور بیان	کون اطبا سے کہیگا وہ فلان
مین کہونگا وہ مبارک ہے قدم	جو کہ وہ آئے مرض تیرا ہو کم
آزمایا اسکا مین نے ہے قدم	آیا وہ جسجا گیا وان سے الم
یہ جوابات قیاسی سوچ کر	جو گیا واقع ہوا بر عکس تر
گویا اس بہرے سے دل بیمار کا	کچھ شکر رنجی وہ باہم رکھتا تھا
پاس گیا بیمار کے بہرا گیا	دست شفقت اسکے سر پر ملتا تھا
بولا کیسا بولا مرگ اب بولا شکر	بس ہوا بیمار بے طاقت و صبر
شکر یہ کیسا ہے یہ دشمن مرا	کج قیاس آیا جو بہرے نے کیا
بولا کیا کھایا ہے تو نے بولا زہر	بولا نوش ہوا اور زیادہ آیا قہر
بعد وہ بولا طبیب اب کونسا	تیرے پاس آ کرکے دیکھا ہے دوا
بولا عزرائیل آتا ہے تو جا	بولا خوش ہو ہے مبارک اسکا پا
اسکو کہکر اب مین آیا ہون یہان	تا کہ شکر کھا ترا اندر جہان
بہرا جب آیا تو خوش ہو کر کہا	کہ رعایت مین نے کی اسدم سوا
بہرے مین سے وہ گمان بر عکس تھا	اس نے بہر کو فائدہ جو جانتا
بولا مانندہ یہ ہر دشمن جان کا	مین نے آ زجانا کہ ہر کون جبنا
ولیکن تجھ بیمار کے سو ولولے	تا کہ بدلا اس سے ہون ہر طور سے

آن کری را گفت افزون مایهٔ	که ترا رنجور شد همسایهٔ
گفت با خود کر که با گوش گران	من چه دریابم ز گفت آن جوان
خاصه رنجور و ضعیف آواز شد	لیک باید رفت آنجا نیست بد
چون ببینم کان لبش جنبان شود	من قیاسی گیرم آن را از خرد
چون بگویم چونی ای محنت کشم	او بخواهد گفت نیکم یا خوشم
من بگویم شکر چه خوردی ابا	او بگوید شربتی یا آش با
من بگویم صح نوشت یاد آن	از طبیبان پیش تو گوید فلان
من بگویم بس مبارک پاست او	چونکه او آید شود کارت نکو
پای او را آزمودستیم ما	هر کجا شد میشود حاجت روا
این جوابات قیاسی را کرد	عکس آن واقع شد از زودی
گویا رنجور را خاطر ز کر	اندکی رنجیده بود از زیر تسر
کرد آمد پیش رنجور نشست	بر سر او خوش همی مالید دست
گفت چونی گفت مردم گفت شکر	شد ازین رنجور پر آزار و نکر
کاین چه شکرست این عدو ما بدست	کر قیاسی کرد و آن کژ آمدست
بعد از آن گفتش چه خوردی گفت زهر	گفت نوشت باد افزون گشت قهر
بعد از آن گفت از طبیبان کیست او	که همی آید بچاره پیش تو
گفت عزرائیل می آید برو	گفت پایش بس مبارک شاد شو
این زمان از نزد او آیم برت	گفتم او را تا که گردد خوشترت
کر برون آمد بگفت او شادمان	شکر که کردم مراعات این زمان
خود گمانش از کری معکوس بود	این زیان محض لیبند است سود
گفت رنجور این عدو جان ماست	ما ندانستیم کو کان جفاست
خاطرش رنجور عریان مستقط	تا که پیداش کرد از نمط

پھر دکھاتا غصہ ہے جو کوئی — دل گری باش کہ تا تو ہو سبھی
کظلم غیظ کہ یہ ہر اسکو تو نہ کر — تلک شیرین پائے تو اسکا ثمر
حوض تھا صبر اسکا دکھا تا ہیچ دو — سو دیکتا ہو اوڑھی سپہ آئے تو
تھا دون اسکو کہ جو آنے کہا — تیر میرے دل کا اسدم سوتا تھا
ہے عیادت دل کی بس آدم کو — نے عیادت یہ کہ دشمن کام ہو
حیت تلک ہیون نہ دشمن کو ہین خوار — تب تلک دل کو مرکب ہو قرار
بس ہے ہر دم کہ عیادت کرتے ہین — خلد رضوان پر نظر وہ رکھتے ہین
درحقیقت یہ گناہ ہین پس خفی — تو سیہ باطن کو جانے منجلی
جیسے دو ہو کہ وہ دیکھا نہ ہو — کہ کری نیکی وہ بیٹھا اور برا
خوش وہ بیٹھا تھا کہ خدمت کی ہے — حق ہمسایہ ادا مین نے کیا
پر لگائی آگ تھی اندر سے — ولیں اس بیمار کے تا خود جلو
فاتقوا النار التی اوقدتم — انکم فی المعصیۃ ازددتم
روئے اک صاحب ریا سے مصطفے — صل انک لم تصل یا فتی
خوف کس دفع کرنے کے لئے — بدتا آیا نمازوں میں جو ہر
ان نمازوں کو مری یا خدا — ست نمازوں سے ریا کی تو بلا
ان قیاسوں سے کہ بہرے نے کہا — صحبت دس سال کو باطل بکا
تا صلے خواجہ قیاس حس کرے — اندر اس وحی کے کہ نے وحدہ کہو
خواجہ یہ جانے کہ طاعت کرتا ہے — معصیت سے بے خبر جان کھوتا ہے
ان قیاسون کو تو چھوڑ اے مرد پیر — ہو قیاسون سے تری دانش ہی سیر
گوش حس تیرا جو سنتا حرف ہے — گوش باطن کو تو بہرا جان لے

چون کسی کو خوردہ باشد آش بد — می شود اندر دلش تا مے کند
کظلم غیظ است آن را قی مکن — تا یابی در جزا شیرین سخن
چون نبودش صبر می پیچید او — کاین سگ زن روسپی تا چیز گو
تا بریزم بر وے آنچہ گفتہ بود — کان زمان تیر ضمیرم خستہ بود
چون عیادت بہر دل آرامی است — این عیادت نیست دشمن کامی ست
تا نہ بیند دشمن خود را نزار — تا بگیرد خاطر زشتش قرار
بس کسان کایشان عبادت ہا کنند — دل برضوان و ثواب آن نہند
خود حقیقت معصیت باشد خفی — بس کدر کان را تو پنداری صفی
ہمچو آن کر کو ہمی پنداشت است — کو نکوئی کرد وان خود بر نشست
او نشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام — حق ہمسایہ بجا آوردہ ام
بہر خود او آتشے افروختہ است — در دل رنجور را سوختہ است
فاتقوا النار التی اوقدتم — انکم فی المعصیۃ ازددتم
گفت پیغمبر بیک صاحب ریا — صل انک لم تصل یا فتی
از برائے چارۂ این خوف ہا — آمد اندر ہر نمازے اہدنا
کین نمازم را میامیز ای خدا — با نماز ضالین و اہل ریا
از قیاسی کہ بکرد آن کر گزین — صحبت دہ سالہ باطل شد بدین
خاصہ اے خواجہ قیاس حس دون — اندر آن وحیی کہ شد از حد برون
خواجہ پندارد کہ طاعت میکند — بیخبر کز معصیت جان میکند
این قیاس خویش را در ترک کن — کز قیاس تو شود زشتے کہن
گوش حس تو بحرف اندر خورست — دانکہ گوش غیب گیر تو کرست

اس بیان میں کہ اول وہ کون کہ مقابل میں نص صریح کے قیاس لایا ابلیس علیہ اللعنۃ تھا۔

جس کسی نے کہ قیاس اول کیا — نور حق کے روبرو ابلیس تھا
لو بیشک نار اعلیٰ خاک سے — مین ہون ناری وہ ہے پیدا خاک سے
مین قیاس شاخ رکھو ن اصل ہے — وہ ہے ظلمت سے مین روشن نور سے

در بیان آنکہ اول کسے کہ در مقابل نص صریح قیاس آورد ابلیس علیہ اللعنۃ بود

اول آنکس کاین قیاسکہا نمود — پیش انوار خدا ابلیس بود
گفت نار از خاک بیشک بہتر است — من ز نار و او ز خاک اکدر است
پس قیاس فرع بر اصلش کنیم — او ز ظلمت ما ز نور روشنیم

حق نے فرمایا کہ لا انساب ہے | زہد و تقوی فضل کی محراب ہے
یہ نہیں میراث اس عالم کی ہے | کہ نسب سے پائی بلکہ جان سے
انبیا کی بلکہ یہ میراث ہے | متقی اس جان کے وارث بنے
بیٹا اس بوجہل کا مومن ہوا | اور بیٹا نوح کا کافر بنا
خاک کا پتلا ہو روشن مثل ماہ | نار سے پیدا ہے تو اے روسیاہ
یہ تحری کے قیاس ہیں ابر میں | باتلاش قبلہ رات کو کرین
جبکہ ہو خورشید و کعبہ روبرو | یہ قیاس سدم نہ کر اور جستجو
بان مت کعبہ کو تو اندر حجاب | با قیاس اللہ اعلم بالصواب
مرغ حق سے جو صدا کو تو سنے | جون سبق ظاہر تو یاد اسکو کرے
پس قیاس اسوقت از خود تو کرے | از خیال محض کو ذاتی کے
اصطلاحین خاص ہین ابدال کی | کہ عقیلون کو نہ اس سے آگہی
سیکھین باتین مرغ کی آواز سے | سو قیاس اور سو خیال انمین کرے
جیسے بیمار وہ ناخوش ہوا | تو گمان نیک سے بشاش تھا
کاتب وحی کو صدای مرغ سے | تھا گمان ہو نہین شریک اس مرغ کے
مرغ نے پر مارا سے ادھا کیا | اور ورود مرگ کی تہ مین رکھا
تم گمان سے اور لمس گمراہی سے | مت مقامون سے گرد افلاک کے
گرچہ تم ہاروت ماروت اور فزون | چرخ پہ ہو سب سے نحن الصافون
تم بدون کے فعل پر رحمت کرو | اور خود بینی سے اپنی مت تنو
نازل اب غیرت مبادا تمپر ہو | سرنگون چاہ زمین مین تم پڑو
دونون بولے ہم ترے محکوم ہین | بے امان تیری امان کب ہو ہمین
اسطرح کہتی مگر تم ہیف را ر | کب برائی ہمسے ہو پرورد گار
دو فرشتون سے نہ یہ خدشہ کٹا | تم خود بینی کا نے جبتک اُگا
یہ ہی کہتا تھا کہ اسے ارکا نمو | بیخبر پاکی سے اوجانی کے ہو
آسمان پر ہم تو خیمہ رکھتے ہین | اور زمین پر آئین تو خرگہ کرین
دونون بولے ہمکو خوف آتا نہین | تاک پاکی سے جو ہم پیدا نہین

گفت حق نے بلکہ لا انساب شد | زہد و تقوی فضل را محراب شد
این نہ میراث جہان فانی ست | کہ بانسابش بیابی جانی ست
بلکہ میراث ہای انبیاست | وارث این جانہای اتقیاست
پور آن بوجہل مومن شد عیان | پور آن نوح نبی از گمرہان
زادۂ خاکی منور شد چو ماہ | زادۂ آتش توئی ای روسیاہ
این قیاسات تحری روز ابر | یا بشب مر قبلہ را کردست حبر
لیک با خورشید و کعبہ پیش رو | این قیاس و این تحری را مجو
کعبہ نادیدہ مکن رو زو متاب | از قیاس اللہ اعلم بالصواب
چون صفیری بشنوی از مرغ حق | ظاہرش را یادگیری چون سبق
وانگہی از خود قیاساتے کنی | مر خیال محض را ذاتی کنی
اصطلاحاتیست مر ابدال را | کہ نباشد زان خبر عقال را
منطق الطیری بصوت آموختی | صد قیاس و صد ہوس افروختی
ہمچو آن رنجور دلہا از تو خست | تو بہ پندار اصابت گشتہ مست
کاتب آن وحی زان آواز مرغ | برد ظنے کو بود انباز مرغ
مرغ پرے زد مراد اکور کرد | تک فرو بردش بقعر مرگ و درد
ہین بعکسے یا بظنے ہم شما | در میفتید از مقامات سما
گرچہ ہاروتید و ماروت و فزون | از ہمہ بر بام نحن الصافون
بر بدیہاے بدان رحمت کنید | بر منی و خویش بینی کم تنید
ہین مبادا غیرت آید از کمین | سرنگون افتید در قعر زمین
ہر دو گفتند ای خدا فرمان تراست | بے امان تو امانی خود کجاست
این ہمی گفتند و دلشان می طپید | بد کجا آید ز ما نعم العبید
خارخار دو فرشتہ می نہشت | تا کہ تخم خویش بینی را نکشت
پس ہمی گفتند کای ارکانیان | بیخبر از پاکی روحانیان
ما برین گردون تتقہا می تنیم | بر زمین آئیم و شادروان زنیم
ہر دوشان گفتند ما را باک نیست | کہ سرشت ما ز آب و خاک نیست

مور کئنا چاہو جیسا کہ اسکا حال مولانا آگے ارشاد فرماتے ہین فافہم ۱۲ عجب نہین کہ سبب عجب کا دونون کا عدد ہم صفت بانمودی ہو ۱۲ منہ

عدل ورزیم و عبادت آوریم / یا زہر شب سوی گردون بر پریم
تا شویم اعجوبۂ دور زمان / تا ہمیم اندر زمین امن و امان
این قیاس حال گردون بر زمین / راست ناید فرق دارد در کمین

عدل رکھیں اور عبادت ہم کریں / اور ہر شب آسمان پر ہم آئیں
ہم ہوں تا ایک نادر اہل زمان / اور زمین پر رکھیں ہم امن و امان
یہ قیاس اب آسمان کے حال کا / کب درست آئے زمین پر ہی جدا

در بیان آنکہ حال خود و مستی خود پنہان باید داشت

اس بیان میں کہ حال اپنا اور مستی اپنی پوشیدہ چاہیے رکھنا

بشنو الفاظ حکیم پردۂ / سر ہمانجا نہ کہ بادہ خوردۂ
چونکہ از میخانہ مستی ضال شد / تسخر و بازیچۂ اطفال شد
می فتد او سو بسو در ہر رہے / در گل و می خندش ہر ابلہے
او چنین و کودکان اندر پیش / بے خبر از مستی و ذوق میش
خلق اطفالند جز مست خدا / نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا
گفت دنیا لعب و لہو است و شما / کودکید و راست فرماید خدا
از لعب بیرون نرفتی کودکے / بے زکات روح کے باشی زکی
چون جماع طفل دان این شہوتے / کہ ہمی رانند اینجا اے ستے
این جماع طفل چہ بود بازیے / با جماع رستمے و غازیے
جنگ خلقان ہمچو جنگ کودکان / جملہ بے معنی و بے مغز و مہان
جملہ با شمشیر چوبین جنگشان / جملہ در لا ینبغی آہنگشان
جملہ شان گشتہ سوارہ بر نئے / کین براق ماست یا دلدل پئے
حاملند و خود ز جہل افراشتہ / راکب و محمول رہ پنداشتہ
باش تا روزے کہ محمولان حق / اسپ تازان بگذرند از نہ طبق
تعرج الروح الیہ والملک / من عروج الروح تہتز الفلک
ہمچو طفلان جملہ تان دامن سوار / گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار
از حق ان الظن لا یغنی رسید / مرکب ظن بر فلکہا کے دوید
اغلب الظنین فی ترجیح ذا / لا تمار الشمس فی توضیحہا
آفتاب حق چو گردد مستوی / در قیامت بر رسید و بر غوی
آنگہے بینند مرکبہای خویش / مرکبے سازیدہ اید از پای خویش

یہ سنو قول حکیم خوش جواب / سر رکھو اس جا جہاں کھائی شراب
مست میخانہ سے جو گمرہ ہوا / مسخرہ اور کھیل لڑکوں کا بنا
راستوں میں ہر طرف گرتا ہے / اور ہر اک نادان ہنسا سیر کر
اسکے پیچھے لڑکے اور وہ مست تر / اور مستی و ذوق سے وہ بے خبر
طفل ہے مخلوق جز مست خدا / وہ ہی بالغ جو نکلتا ہی ہوا
بولا حق کہ دنیا لہو و لعب ہے / اور تم اطفال ہو اسکے لیے
جو نہ چھوڑا کھیل لڑکے ہوا ابھی / بے صفائی روح کب ہووے زکی
جون جماع لڑکوں کی اس شہوت کو جان / کہ کیا کرتے ہیں وہ اندر جہات
یہ جماع لڑکوں کا اک کھیل ہے / رستموں کی ہیں جماع کے سامنے
جنگ مخلوقات جو لڑکوں کی جنگ / سب ہیں بے معنی وہ بے مغز و ننگ
تیغ چوبیں سے وہ سب کرتے ہیں جنگ / آنکہ لا ینبغی ہیں جملہ رنگ و ڈھنگ
سب ہیں واسطی سے گھوڑے ہیں بنے / یہ براق آپ ہی ہمارا راہوار
آپ ہیں اسکو اٹھائے جہل سے / اور سوار اسپر ہیں خود کو جانتے
ٹھہر اک دن حق کا یہ محمول ہے / گھوڑا دوڑاتا وہ گذرے چرخ پر
تعرج الروح الیہ والملک / من عروج الروح تہتز الفلک
مثل لڑکوں کے ہیں سب دامن سوار / گوشۂ دامن میں پکڑے ہیں سوار
حق سے ان الظن لا یغنی ملا / کب گمان کا گھوڑا گردوں پر چلا
اغلب الظنین فی ترجیح ذا / لا تمار الشمس نے توضیحہا
شمس حق کا جب برآمد ہوگا / نیک و بد ہر دن قیامت کر دلا
تم ہی دیکھو گے اپنے گھوڑے کو / پاؤں کو اپنے کیا گھوڑا ہے جو

وہم و فکر و حس ہمارا جان لے ۔۔۔ مثل لاٹھی گھوڑا جو بچون کا ہو
اہل دل ہین علم پر اپنے سوار ۔۔۔ اہل تن پر علم انکا ہے سوار
علم جو دل پر پڑے تو یار ہو ۔۔۔ علم جو تن پر پڑے تو بار ہو
قول حق کا یحمل اسفاره ۔۔۔ بار ہووے جو نہو دے علم ہو
علم جو بے واسطے سے ہو نہو ۔۔۔ رنگ مساطہ سا ہو قائم نہ وہ
لیک جو اس بار کو لیوے اچھی ۔۔۔ وہ اٹھائے یار آور ہو خوشی
واسطے حق کے اٹھایا بار علم ۔۔۔ تا کہ دیکھے دل مین خود انوار علم
علم کے گھوڑے پہ تا ہووے سوار ۔۔۔ اس لکڑی سے تری گردن سے بار
تجھے خواہش جاہ کی ہے جام ہو ۔۔۔ ہو سے تا نا قبع ہوا یا نام ہو
نام و صفتون سے ہو کیا پیدا خیال ۔۔۔ جو خیال اسکا ہو دلال وصال
دیکھا دلالونکو بے مدلول کے ہیچ ۔۔۔ جبتلک رستہ نہو دے غول ہیچ
بے حقیقت دیکھا تونے نام ہی ۔۔۔ گل جیا ہر گل کے کاف و لام سے
اسم جانا با مسمی کے تئین ۔۔۔ آسمان پر مہ ہے پانی مین نہین
گر گذرنا چاہیے حرف و نام سے ۔۔۔ پاک کر خود کو خودی کے کام سے
آہنی سے آہن بے رنگ ہو ۔۔۔ کسب سے کر آئینہ بے رنگ ہو
اپنے اوصافون سے اب تو صاف ہو ۔۔۔ تا کہ دیکھے صاف اپنی ذات کو
دیکھے تو دل مین علوم انبیا ۔۔۔ بے کتاب اور بے بتائے اوستاد
بولے پیغمبر ہے امت سے مرے ۔۔۔ کہ ہو ہم گوہر وہم ہمت رکھے
مجکو دیکھے انکی جان اس نور سے ۔۔۔ دیکھتا مین انکو ہون جس نور سے
بے صحیحین و حدیثات و روات ۔۔۔ بلکہ اندر مشرب آب حیات
بھید امسینا الکردیا کو جان ۔۔۔ بھید اصبحنا عربیا کو جان
بھید امسینا و اصبحنا لے تجھے ۔۔۔ جانب راہ خدا پہونچاتا ہے
علم باطن کو تو گر چاہے مثال ۔۔۔ رومیون اور چینیون کا کہ تو حال

قصہ ہمسری کرنا رومیون اور چینیون کا صنعت نقاشی مین

ہمچو نے دان مرکب چوبک بلا ۔۔۔ وہم و حس و فکر و ادراکات ما
علمہای اہل دل حمالشان ۔۔۔ علمہای اہل تن احمالشان
علم چون بر دل زند یاری شود ۔۔۔ علم چون بر تن زند باری شود
گفت ایزد یحمل اسفاره ۔۔۔ بار باشد علم کان نبود زہو
علم کان نبود زہو بے واسطہ ۔۔۔ آن نپاید ہمچو رنگ ماسطہ
لیک چون این بار را نیکو کشی ۔۔۔ بار برگیرند و بخشندت خوشی
ہین مکش بہر خدا این بار علم ۔۔۔ تا ببینی در درون انبار علم
تا کہ بر رہوار علم آئی سوار ۔۔۔ بعد از ان افتد ترا از دوش بار
از ہوا ہا کی رہی بے جام ہو ۔۔۔ ای ز ہو قانع شدہ با نام ہو
از صفت وز نام چہ زاید خیال ۔۔۔ وان خیالش ہست دلال وصال
دیدۂ دلال بے مدلول ہیچ ۔۔۔ تا نباشد جادہ نبود غول ہیچ
ہیچ نامی بے حقیقت دیدۂ ۔۔۔ یا ز کاف و لام گل گل چیدۂ
اسم خواندی رو مسمی را بجو ۔۔۔ مہ ببالا دان نہ اندر آب جو
گر ز نام و حرف خواہی بگذری ۔۔۔ پاک کن خود را ز خود ہین یکسری
ہمچو آہن ز آہنی بیرنگ شو ۔۔۔ در ریاضت آئینۂ بیزنگ شو
خویش را صافی کن از اوصاف خود ۔۔۔ تا ببینی ذات پاک صاف خود
بینی اندر دل علوم انبیا ۔۔۔ بے کتاب و بے معید و اوستا
گفت پیغمبر کہ ہست از امتم ۔۔۔ کہ بود ہم گوہر و ہم ہمتم
مر مرا زان نور بیند جانشان ۔۔۔ کہ من ایشانرا ہمی بینم ازان
بے صحیحین و احادیث و روات ۔۔۔ بلکہ اندر مشرب آب حیات
سر امسینا الکردیا بدان ۔۔۔ راز اصبحنا عرابیا بخوان
سر امسینا و اصبحنا ترا ۔۔۔ می رساند جانب راہ خدا
ور مثالی خواہی از علم نہان ۔۔۔ قصہ گو از رومیان و چینیان

قصہ مری کردن رومیان و چینیان در صنعت نقاشی

قصہ ہمسری کرنا رومیون اور چینیون کا انکشاف علم باطن تخلیہ سے ہے ... فافہم

چینیان گفتند ما نقاش تر — رومیان گفتند ما را کر و فر
گفت سلطان امتحان خواهم درین — کز شمایان کیست در دعوی گزین
چینیان گفتند ما خدمت کنیم — رومیان گفتند بر حکمت تنیم
اہل چین و روم در بحث آمدند — رومیان در علم واقف تر بدند
چینیان گفتند یک خانہ بما — خاص بسپارید و یک آن شما
بود دو خانہ مقابل در بدر — آن یکے چینی ستد رومی دگر
چینیان صد رنگ از شہ خواستند — پس خزانہ باز کرد آن ارجمند
ہر صباحے از خزینہ رنگہا — چینیان را راتبہ بود و عطا
رومیان گفتند نے نقش و نہ رنگ — در خور آید کار را جز دفع زنگ
در فرو بستند و صیقل میزدند — ہمچو گردون سادہ و صافی شدند
از دو صد رنگی بہ بیرنگی رہیست — رنگ چون ابرست و بیرنگی مہیست
ہر ضیا کاندر ابر بینی و تاب — آن ز اختر دان و ماہ و آفتاب
چینیان چون از عمل فارغ شدند — از پے شادی دہلہا میزدند
شہ درآمد دید آنجا نقشہا — مے ربود آن عقل را و فہم را
بعد ازان آمد بسوے رومیان — پردہ را بالا کشیدند از میان
عکس آن تصویر و آن کردارہا — زد برین صافی شدہ دیوارہا
ہر چہ آنجا بود اینجا بہ نمود — دیدہ را از دیدہ خانہ میربود
رومیان آن صوفیانند اے پسر — نے ز تکرار کتاب و نے ہنر
لیک صیقل کردہ اند آن سینہا — پاک از آز و حرص و بخل و کینہا
آن صفائے آینہ وصف دل است — صورت بے منتہا را قابل است
صورت بے صورت بے حد غیب — ز آینہ دل تافت بر موسی ز جیب
گرچہ آن صورت نگنجد در فلک — نے بعرش و فرش و دریا و سمک
زانکہ محدودست و معدودست آن — آینہ دل را نباشد حد بدان
عقل اینجا ساکت آید یا مضل — زانکہ دل با اوست یا خود اوست دل
عکس ہر نقشے نتابد تا ابد — جز ز دل ہم با عدد ہم بے عدد

بولے چینی ہم ہین نقاشی ہین بڑے — بولا رومی ہمکو اسمین کر و فر
بولا سلطان امتحان اب چاہیے — تا کہ جانو تم مین کامل کون ہے
چینی کہتے تھے کہ ہم خدمت کرین — رومی کہتے تھے کہ ہم حکمت کرین
اہل چین و روم کرتے بحث تھے — رومی واقف تر تھے اندر علم کے
بولے چینی ایک ہمکو دو مکان — اور دو اک خاص کر انکو مکان
تھے مقابل ہین مکان دو برملا — ایک چینی نے لے ور رومی دوسرا
چینیون نے رنگ سو شہ سے لیے — پس خزانہ اپنا کھولا شاہ نے
ہر صبح لیتے خزانہ سے تھے رنگ — چینیون کا تھا یہ راتب بیدرنگ
رومی کہتے تھے کہ نے نقش و نہ رنگ — کام کے لائق نہین جز دفع زنگ
بند کر دروازہ صیقل اسکی کی — مثل گردون کر جلا بس اسکو دی
بس ہے بیرنگی سے ازرنگی کو راہ — رنگ مثل ابر بے رنگی ہے ماہ
ابر مین جو روشنی اور تاب ہے — ہے ستارون سے و مہر و ماہ سے
جبکہ چینی کام سے فارغ ہوے — بس خوشی سے ڈھول تھے وہ کوٹتے
شہ نے اس جا آکے دیکھا نقش کو — عقل و ہوش اسکے گئے حیران ہو
رومیو کی سمت بعد اسکے گیا — درمیاں سے پردہ وہ بالا کیا
عکس اُن تصویر اور کل نقش کا — جبکہ اُس دیوار صافی پر پڑا
جو کہ وان تھا اسجگہ بہتر دکھا — دیدہ خانہ دیدہ سے کھینچنے لگا
بس وہ رومی ہین یہ صوفی اے پسر — نے کتب پڑھتے ہین نے از رہ ہنر
پر کیا سینہ کو صیقل اور صفا — پاک بخل و حرص و کینہ سے کیا
وصف دل ہے وہ صفائی آئینہ — صورت بے حد کا ہے وہ قابل
صورت اک صورت سے غیب کی — آئینہ دل سے جو موسی کو دکھی
گرچہ یہ صورت فلک مین نہ سمائے — نے بعرش و فرش نے دریا میں آ
کیونکہ وہ محدود اور معدود ہے — آئینہ دل کا نہیں کچھ حد رکھے
عقل یان خاموش یا گمراہ ہو — کیونکہ دل ساتھ اُسکے یا خود دل ہے وہ
عکس نقشون کا نہ چمکے تا ابد — دل سوا کہ ہو عدد و بے عدد

صورت نو دائم آئین میں پڑتی ہے	بے حجاب اندر وہ انکو دکھتی ہے
اہل صیقل چھوڑ کر بو و رنگ سے	دیکھتے ہر دم ہیں خوبی جو کہ ہے
چھوڑ کر نقش علم کو اور پوست کو	پالیا عین الیقین کا مغز جو
فکر چھوڑی روشنائی کو لیا	بحر و بر کی آشنائی کو لیا
مرگ کہ سب جس سے ڈرتے ہیں	اور صوفی اسکے اوپر ہنستے ہیں
انکے دل پر کب کرے پائی ظفر	وہ ہوئی قتل صدف کے پر گہر
گرچہ چھوڑا نحو کو اور فقہ کو	پر لیا ہے فقر کو اور محو کو
نقش ہشت جنت جو پیدا ہیں	آگیا لوح دل کے اندر جھلکتے ہیں
عرش کرسی و خلا سے ہیں سوا	بیٹھنے والے مقعد صدق خدا
سو نشان رکھتے و محو یار ہیں	کیا نشان بل عین دیدار ہیں

تا ابد ہر نقش نو کاید برو	می نماید بی حجابی اندرو
اہل صیقل رستہ اند از بو و رنگ	ہر دمی بینند خوبی بی درنگ
نقش و قشر علم را بگذاشتند	رایت عین الیقین افراشتند
رفت فکر و روشنائی یافتند	نحر و بحر آشنائی یافتند
مرگ کین جملہ ازو در وحشتند	می کنند این قوم بر وی ریشخند
کس نیابد بر دل ایشان ظفر	بر صدف آید ضرر نی بر گہر
گرچہ نحو و فقہ را بگذاشتند	لیک محو فقر را برداشتند
تا نقوش ہشت جنت تافتست	لوح دلشان را پذیرا یافتست
برترند از عرش و کرسی و خلا	ساکنان مقعد صدق خدا
صد نشان دارند و محو مطلقند	چہ نشان بل عین دیدار حقند

دریافت کرنا پیغمبر علیہ السلام کا زید سے کہ آج تو کیسا ہے اور کیونکر تو خواب سے اٹھا اور جواب دینا اسکا کہ اصبحت مومنا حقا

پرسیدن پیغمبر علیہ السلام مر زید را کہ امروز چونی و چگونہ برخاستی از خواب و جواب گفتن او کہ اصبحت مومنا حقا

زید کو بس صبح احمد نے کہا	کیف اصبحت اے رفیق باصفا
بولا عبداً مومنا پھر یہ کہا	باغ ایمان سے نشان کہ جو کھلا
بولا تشنہ چند دن سے میں رہا ہی	سوز عشق سے نہ سویا رات کو
رات دن سے میں جدا ایسا ہوا	کہ سنان گذرے سپر سے بلا
کہ جہان پر سارے مذہب ایک ہیں	ایک ساعت سو برس ایک ہیں
ہے ازل اور ہے ابد دونوں بہم	عقل کو کب ہے رسائی تو کم
بولا ان سے تحفہ کیا لایا ہے ری	جو مراتب عقل اس عالم کے ہو
بولا جیسے خلق دیکھے آسمان	دیکھتا مجکو عرش ہے اور عرشیان
پیش آگے جنت و دوزخ ہیں سب	برہمن کو آگے جون بت ہووین سب
خلق کو پہچانتا ہوں ظاہرا	جیسے جو گندم ہوں چکی سے جدا
جنتی اور دوزخی اب کون ہے	پیش آگے سانپ و مچھلی سے کہیں
ہے اب ظاہر یہ ہر گروہ	یوم تبیض و تسود وجوہ

گفت پیغمبر صباحی زید را	کیف اصبحت ای رفیق با صفا
گفت عبداً مومنا باز اوش گفت	کو نشان از باغ ایمان گر شکفت
گفت تشنہ بودہ ام من روزہا	شب نخفتستم ز عشق و سوزہا
تا ز روز و شب جدا گشتم چنان	کہ ز اسپر بگذرد نوک سنان
کہ از آن سو جملہ ملت یکیست	صد ہزاران سال و یک ساعت یکیست
ہست ازل را و ابد را اتحاد	عقل را رہ نیست سوی افتقاد
گفت ازین رہ کو رہ آوردی بیار	در خور فہم و عقول این دیار
گفت خلقان چون ببینند آسمان	من ببینم عرش را با عرشیان
ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من	ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن
یک بیک وا می شناسم خلق را	ہمچو گندم من ز جو در آسیا
کہ بہشتی کہ و بیگانہ کیست	پیش من پیدا چو مار و ماہیست
این زمان پیدا شدہ بر این گروہ	یوم تبیض و تسود وجوہ

پہلے ہر چند اسکے جان پرعیب بھی — تھی رحم مین خلق سے وہ غیب تھی
اشقی من شقی فی بطن ام — من سمات اللہ یعرف حالہم
تن ہے جون طفل جان کا حاملہ — موت اسکی درد زہ اور زلزلہ
منتظر جان گذشتہ ہو رہین — کسطرح پیدا ہون یہ جان حزین
کہوین زنگی ہم مین سے گویا ہے وہ — کہوین رومی ہم مین سے پیدا ہے وہ
جو جہان مین پیدا ہوں جان وجود — کالا گورے کا یہ فرق ہو نمود
زنگی ہو لیجائین اسکو زنگیان — رومی ہو لیجائین اسکو رومیان
مشکل عالم ہے جبتک نے جیا — بے جنے جانے وہ نادر ہے ولا
وہ مگر منظیر بنور اللہ ہے — پوست کے اندر اسے جو راہ ہے
اصل نطفہ کی سفید اور سب سے خوش — پر یہ عکس جان ہے رومی و حبش
رنگ دیوے احسن التقویم کو — نصف کو لیجا ہے اسفل کو وہ
یوم تبیض وتسود وجوہ — ترک وہندو سے ہو ظاہر وہ گروہ
کوہ ہے یا کاہ ظاہر ہووے تو — اس گروہ سے ترک یا ہندو ہے تو
ترک وہندو نے رحم مین ہوتا ہے — جب ہو پیدا نیک وبد اسکا دکھے
بے پہلے یہ بات ہو لوٹ ابیہان — تا دکھاؤں قطار کاروان

بیش ازین ہر چند جان پرعیب بود — در رحم بود ز خلقان غیب بود
اشقی من شقی فی بطن ام — من سمات اللہ یعرف حالہم
تن چو مادر طفل جان را حاملہ — مرگ درد زادن است و زلزلہ
جملہ جانہای گذشتہ منتظر — تا چگونہ زاید این جان بطر
زنگیان گویند خود از ماست او — رومیان گویند بس زیباست او
چون بزاید در جہان جان وجود — پس نماند اختلاف بیض و سود
گر بود زنگی برندش زنگیان — روم را رومی بریم از میان
تا نزاد او مشکلات عالم است — آنکہ نازاده شناسد او کم است
او مگر منظیر بنور اللہ بود — کاندرون پوست او را رہ بود
اصل آب نطفہ اسپید است و خوش — لیک عکس جان رومی و حبش
مید ہد رنگ احسن التقویم را — تا باسفل می برد آن نیم را
یوم تبیض وتسود وجوہ — ترک وہندو شہرہ گردد زان گروہ
فاش گردد کہ تو کاہی یا کہ کوہ — ہندوی یا ترک پیش ہر گروہ
در رحم پیدا نگردد ہندو ترک — چونکہ زاید بیندش زار و سترگ
این سخن پایان ندارد باز ران — تا نمایم از قطار کاروان

جواب دینا زید کا رسول خدا کو کہ احوال خلق کا مجھپر پوشیدہ نہین اور سبکو مین پہچانتا ہون

سبکو مین مانند روز حشر کے — دیکھتا ظاہر ہون زن اور مرد کے
مین کہون یا بند کرون اب نفس — ہونٹ چابا مصطفٰے نے یعنی بس
یا رسول اللہ کہدون راز حشر — اور کرون پیدا جہا مین روز حشر
پھاڑ دون پردے چھوڑ دو یا مصطفٰے — جیسے مثل شمس تاکو ہے مرا
مجھ سے تا خورشید کو لیس گہن — تا دکھاؤن اب مین نخل و بید کو
مین دکھا دون دن قیامت حال — اور کھرے اور کھوٹے زر کو بر ملا
کاٹتے تھے ہاتھ اصحاب شمال — کہ دکھاؤن رنگ کفر و رنگ آل

جواب گفتن زید رسول خدا را کہ احوال خلق بر من پوشیدہ نیست وہمہ را می شناسم

جملہ را چون روز رستاخیز من — فاش می بینم عیان از مرد و زن
ہین بگویم یا فرو بندم نفس — لب گزیدش مصطفٰے یعنی کہ بس
یا رسول اللہ بگویم سر حشر — در جہان پیدا کنم امروز نشر
ہل مرا تا پردہ ہا را بر درم — تا چو خورشیدی بتابد گوہرم
تا کسوف آید ز من خورشید را — تا نمایم نخل را و بید را
وا نمایم روز رستاخیز را — نقد را و قلب نقد آمیز را
دستہا بریدہ اصحاب شمال — وا نمایم رنگ کفر و رنگ آل

کھولدون مین ہفت سوراخ نفاق	تو بس مین جو ہوئے گہن و محاق	واگشائیم ہفت سوراخ نفاق	در ضیاء ماہ بی خسف و محاق
کھولدون اب مین نفاق اشقیا	اور سنادون مین صدا کے انبیا	وانمایم من پلاس اشقیا	بشنوانم طبل و کوس انبیا
دوزخ و جنت کی برزخ درمیان	کافرونکو مین دکھادون بس عیان	دوزخ و جنات کوثر را بجوش	کاب بر دوشان زند تا گشن بگوش
حوض کوثر کھولون جو پر جوش ہے	منہ پے پانی بانگ کانون مین پڑے	وانکہ تشنہ گرد کوثر میدوند	یک بیک را وانمایم تا کنید
جو پیاسے گرد کوثر پھرتے ہین	کون ہین وہ کہدکھادون آنکھون مین	وانکہ تشنہ گرد کوثر میدوند	یک بیک وانمایم تا کیند
جو کہ بہشتی وہ مجھ سے رگڑتے ہین	کان مین انکے نعرے سنتے ہین	می بساید دوش شان در حنین	نعرہ ہاشان میرسد در گوش من
میرے آگے جنتی با اختیار	بوسہ دیتے ہین لبون سے بار بار	اہل جنت پیش چشمم ز اختیار	در کشیدہ یک بیک را در کنار
ہاتھ پر اک دوسرے کے ہوکے یار	بوسہ دیتے ہین لبون سے بار بار	دست یکدیگر زیارت می کنند	وز لبان ہم بوسہ غارت میکنند
کان یہ بہرے ہوے از بس مرے	دوزخی کی نعرہ و فریاد سے	کر شد این گوشم ز بانگ آہ آہ	از حنین و نعرۂ وا حسرتا
یہ اشارے انتہا کے کہتا ہون	پر نبی کی ناخوشی سے ڈرتا ہون	این اشارتہاست گویم از نغول	لیک میترسم ز آزار رسول
وہ سطح کہتا تھا وہ بدمست ہو	کھینچا حضرت نے گریبان اسکا کو	ہمچنین میگفت سرمست و خراب	وا دہیزد گریبانش بتاب
تو مے چپ گرم اسپ تیرا اب ہوا	عکس حق لا استحی ٹلا اور ا	گفت دم درکش کہ اسپت گرم شد	عکس حق لا استحی زد شرم شد
آئینہ تیرا ہوا ہی بے غلاف	آئینہ و میزان کہا کہو ہی خلاف	آئینہ تو جست بیرون از غلاف	آئینہ و میزان کجا گوید خلاف
آئینہ و میزان کہان خاموش ہے	شرم تو تکلیف ہر کسی کیو اسطی	آئینہ و میزان کجا بندد نفس	بہر آزار و حیای ہیچ کس
آئینہ و میزان کسو کی بلکہ ہر	سو برس خدمت تو گر اسکی کرے	آئینہ و میزان محکہاے سنی	گر دو صد سالش تو خدمتہا کنی
واسطے میرے چھپا تو راستی	بل بتا افزونی مت بتلا کمی	کز برای من بپوشان راستی	بل فزون بنما و منما کاستی
وہ کہے تجھکو کہ ڈاڑھی پر نہ ہنس	آئینہ میزان سے کب ہو کا لبس	اوت گوید ریش و سبلت بر مخند	آئینہ و میزان وانگہ ریو و بند
اسلیے حق نے ہمین بیچ اکیا	کہ حقیقت ہمسے پہچانے سدا	چون خدا مارا برای آن فروخت	کہ بما بتوان حقیقت را شناخت
یہ نہو ہم مین تو ہم کس کام کے	رو برو کب ہووین خاص و عام کے	این نباشد ما چہ ارزیم ای جوان	گر نشوییم آئین رخ نیکوان
لیک رکھ اندر بغل آئین کو	کہ تجلی سے تو سینا سینہ کو	لیک درکش در بغل آئینہ را	کز تجلی کرد سینا سینہ را
کب سماتا ہے کہا اندر بغل	آفتاب حق و خورشید ازل	گفت آخر ہیچ گنجد در بغل	آفتاب حق و خورشید ازل
ہم دغل اور ہم بغل کو پھاڑ دے	نے جنون نے عقل وہ باقی رکھے	ہم دغل را ہم بغل را بر درد	نے جنون ماند بہ پیشش نی خرد
بولے اک انگلی جو رکھی آنکھ پہ	خالی عالم دیکھے تو خورشید سے	گفت یک اصبع چو بر چشمی نہی	بینی از خورشید عالم را تہی
ایک انگلی جب حجاب مہ ہوئی	ایسی ہی حق کی ہوئی پوشش گی	یک سر انگشت پردۂ ماہ شد	این نشان سازی اللہ شد
تا کہ اک نقطہ چھپا دے سب جہان	اسمین ہر شمس لغزش سے نہان	تا بپوشاند جہان را نقطہ	مہر گردد منخسف از سقطہ

۱۸۲

چپ کرے ہر غور کرنا بحر کا / حق نے دریا تابع انسان کیا
جیسے چشمہ زنجبیل وسلسبیل / حکم مین رکھین بہشتی جلیل
نہر جنت چارون انکے حکم مین / یہ نہ زور انکا ہے حکم حق سے این
جسجگہ چاہین انھین جاری کرین / جادوگر جادو پہ جون قدرت رکھیں
جیسے دونون چشم کے چشمے رواں / دل کے ہین محکوم و تابعدار جان
چاہے گر جاوے بسوی زہر مار / چاہے گر جائے بسوی اعتبار
چاہے گر جائے طرف محسوس کی / چاہے گر جاوے طرف ملبوس کو
چاہے گر جائے وہ کلیات کو / چاہے گر جائے وہ جزئیات کو
ایسے ہی یہ پانچون حس مثل گلو / حکم دل پر کرتے ہین ہر کام کو
جس طرف کرتا اشارہ دل انھین / اسکے پانچون حس پھرین فرمانبر
دست و پا ہیں حکم دل مین مبتلا / ہاتھ مین موسے کی جیسے وہ عصا
چاہے دل تو پانون کرنا رقص ہے / یا پھری خوبی کی سو نقصان سے
چاہے دل تو ہاتھ کرتا ہے حساب / انگلیون سے تا کہ وہ لکھتے کتاب
دست اک دست نہانی میں ہے / وہ ہے اندر جسم کو باہر دکھا
چاہے گر دشمن پہ وہ اک مار ہو / چاہے گر وہ ساتھ دل کے یار ہو
چاہے گر کھانے کا وہ چمچا بنے / چاہے گر وہ گرز دس من کا بنے
جانے کیا کہتا ہے دل تیرے عجب / طرفہ وصل و طرفہ پوشیدہ سبب
پائی ہے مہر سلیمان دل نے کیا / پانچ حس کی باگ جو ہے پھیرتا
پانچ حس کی باہر کی اسکی قید مین / پانچ اندر کی اسکی بھید مین
حس ہین دس اور سات اندام ہین / گن نے جو آئے نہین گویائی مین
جون سلیمان تو رکھے ہے مہتری / رکھ پری و دیو پر انگشتری
مکر سے اس ملک مین بچتے رہو / کہ انگوٹھی تجھ سے نہ چھینے سدیو
بعدہ عالم مین تیرا نام ہو / مثل تن مالک دو عالم کا ہو
گر انگوٹھی دیو لیجائے تری / پھوٹے قسمت جا تیری سروری
بعدہ یا حسرتا ہو للعباد / تجھ پہ ہو محتوم تا یوم التناد

لب ببند و غور دریاے نگر / بحر را حق کرده محکوم بشر
ہمچو چشمہ زنجبیل وسلسبیل / ہست در حکم بہشتی جلیل
چار جوی جنت اندر حکم ماست / این نہ زور ماز فرمان خداست
ہر کجا خواہیم داریمش روان / ہست در حکم دل و فرمان جان
ہمچو این دو چشمہ چشم روان / ہست در حکم دل و فرمان جان
گر بخواہد رفت سوی زہر مار / ور بخواہد رفت سوی اعتبار
گر بخواہد سوی محسوسات شد / ور بخواہد سوی ملبوسات شد
گر بخواہد سوی کلیات راند / ور بخواہد حبس جزئیات راند
ہمچنین این پنج حس چون نایزه / بر مراد امر دل شد جائزه
ہر طرف کہ دل اشارت کردشان / میرود ہر پنج حس دامن کشان
دست و پا در امر دل شد مبتلا / ہمچو اندر دست موسیٰ آن عصا
دل بخواہد پا در آید زو برقص / یا گریزد سوی افزونی ز نقص
دل بخواہد دست آید در حساب / با اصابع تا نویسد او کتاب
دست در دست نہانی ماندہ است / او درون تن را برون بنشاندہ است
گر بخواہد بر عدو ماری شود / ور بخواہد بر ولی یاری شود
گر بخواہد کفچہ در خوردنی / ور بخواہد ہمچو گرز ده منی
دل چہ میگوید بدیشان ای عجب / طرفہ وصلت طرفہ پنہانی سبب
دل مگر مہر سلیمان یافتست / کہ مہار پنج حس بر تافتست
پنج حس از برون میسور او / پنج حس اندرون مامور او
دہ حس ست و ہفت اندام دگر / آنچہ اندر گفت ناید در شمر
چون سلیمانی دلا در مہتری / بر پری و دیو زن انگشتری
گر درین ملکت بری باشی ز ریو / خاتم از دست تو نستاند سہ دیو
بعد ازان عالم بگیرد اسم تو / دو جہان محکوم تو چون جسم تو
ور ز دستت دیو خاتم را ببرد / پادشاہی فوت شد بختت بمرد
بعد ازان یا حسرتا شد للعباد / بر شما محتوم تا یوم التناد

اردو	اردو	فارسی	فارسی
کرتو اپنے دیو کا منکر ہے	آئینہ دیتران سے کب جان بچو	در تو دیو خویشتن را منکری	از ترازو و آئینہ جان کی بری

متہم کرنا ایک مالک کے غلاموں کا لقمان پر کہ میوہ سب خود کھالیا
متہم کردن غلامان خواجہ تاشان لقمان را کہ میوہ ہا خوردہ

اردو	اردو	فارسی	فارسی
پاس اک خواجہ کے تھا لقمان غلام	سب غلاموں سے تھا بصورت تمام	بود لقمان پیش خواجہ خویشتن	درمیان بندگانش خوارتن
بھیجتا تھا وہ غلاموں کو بباغ	تاکہ میوہ لائیں وہ بہر فراغ	میفرستاد او غلامان را بباغ	تاکہ میوہ آیدش بہر فراغ
انہیں لقمان اک طفیلی تھا غلام	اہل معنی اور سیہ رو مثل شام	بود لقمان در غلامان چون طفیل	پر معنی تیرہ صورت ہمچو لیل
جمع میوہ کو غلاموں نے وہان	پیٹ بھر کر طمع سے کھایا نہان	آن غلامان میوہ ہای جمع را	خوش بخوردند از نہیب طمع را
اور خواجہ سے کہا ان سب نے آ	کھایا لقمان نے خفا اسپر ہوا	خواجہ را گفتند لقمان خورد آن	خواجہ بر لقمان ترش گشت و گران
جب ہوا معلوم یہ لقمان کو	اس سبب خواجہ خفا ہے مجھ سے تو	چون تفحص کرد لقمان آن سبب	در عتاب خواجہ اش بگشاد لب
اس سے لقمان نے کہا پیش خدا	بندۂ خائن کو کب ہووے وجا	گفت لقمان سیدا پیش خدا	بندۂ خائن نباشد مرتضی
کر تو ہم سب کا ای خواجہ امتحان	اور پلا پانی ہمیں تا ہو عیان	امتحان را کار فرما ای کیا	آب زاتش بدہ بہر نما
یعنی سب کا امتحان کر اب ذرا	پیٹ بھر کے گرم پانی تو پلا	امتحان کن جملہ مارا ای کریم	سیر مارا دہ تو از آب حمیم
بعد جو دوڑا ہمیں جنگل میں جا	تو سوار اور ہمکو دوڑا پیادہ پا	بعد ازان مارا بصحرای کلان	تو سوارہ ماپیادہ می دوان
دیکھ تو اسوقت بدکردار کو	اور صنع کا شف اسرار کو	آنگہان بنگر تو بدکردار را	صنعہای کاشف اسرار را
گرم پانی جو کہ خواجہ نے دیا	سب غلاموں کو تو ڈر سے بس پیا	گشت ساقی خواجہ از آب حمیم	مرغلامان را و خوردند آن زبیم
بعد دوڑایا جنگل میں انہیں	دوڑتے تھے بلکہ وہ سب یکبیک	بعد ازان میراندشان در دشتہا	می دویدندی میان کشتہا
قی انہیں ہونے لگی جب ظاہرا	آب نے میوہ نکالا پر ملا	قی درافتادند ایشان از عنا	آب می آورد زایشان میوہا
جبکہ لقمان کو ہوئی قے ظاہرا	صاف تھا پانی اسکے باطن سے گرا	چونکہ لقمان را در آمد قی زناف	می درآمد از درونش آب صاف
حکمت لقمان یہ ظاہر کیا	حکمت حق کا کیا کہنا بھلا	حکمت لقمان چو تاند این نمود	پس چہ باشد حکمت رب الوجود
یوم ان تبلی السرائر کلہا	بان منکم کامن لا یشتہی	یوم ان تبلی السرائر کلہا	بان منکم کامن لا یشتہی
چون سقوا ماء حمیما قطعت	جملۃ الاستار مما افظعت	چون سقوا ماء حمیما قطعت	جملۃ الاستار مما افظعت
نار اس باعث عذاب کافران	سنگ کی جو نار ہوئی ہے امتحان	نار ازان آمد عذاب کافران	کہ حجر را نار باشد امتحان
سنگدل کو میں نے از بس پند دی	پر نہ ہرگز میری آسنے پند لی	این دل چون سنگ ما چند چند	پند گفتیم و نمی پذیرفت پند
زخم بد کی وارد ہے بدمرہم الگ	گوشت خر کو چاہیے دندان سگ	ریش بد را دارو بد یافت رگ	مرسر خر را سزد دندان سگ
للخبیثات الخبیثین میں ہے	شکل بد کا شکل بد سے ہووے ساز	للخبیثات الخبیثین حکمت است	زشت را ہم زشت جفت لائق است

ترجمہ		مثنوی	
جس سے جوڑا ہونا چاہے اسکو لے	محو اسکا ہو صفات اسکی لے لے	پس تو ہر جفتے کہ می خواہی بگیر	محو او باش و صفات او پذیر
نور ہونا چاہے حاصل نور کر	دور ہونا چاہے خودکو دور تر	نور خواہی مستعد نور شو	دور خواہی خویش بین و دور شو
گر رہائی چاہے اس سجن خرب	یار ست مت پھیر تو واسجد واقترب	ور رہی خواہی ازین سجن خرب	سرمکش رو دست واسجد واقترب
سرکشوں کو دکھ پاتے ہیں عذاب	سر کو رکھ واللہ اعلم بالصواب	سرکشان را این سزا سر در عذاب	سرنہ واللہ اعلم بالصواب
یہ سخن بے انتہا ہے اٹھ تو زید	در براق گفتگو کو کر تو قید	این سخن پایان ندارد خیز زید	بر براق ناطقہ بر بند قید

حکایت کرنا زید کا پیغمبر علیہ السلام سے اور جواب دینا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

حکایت زید با پیغمبر علیہ السلام و جواب دادن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ		مثنوی	
تاسن گویائی کرے ہے عیب کو	پھاڑتی ہے پردہ ہائی غیب کو	ناطقہ چون فاضح آمد عیب را	می درّاند پردہ ہای غیب را
غیب تو مطلوب حق مدت سے ہے	راہ اس غماز کی تو روک دے	غیب مطلوب حق آمد چندگاہ	این دُہل زن را بران بربند راہ
تک نہ گھوڑے کو چھپا رہنا خوب ہے	خرم ہر ایک خوش اسلوب ہے	تک مران درکش عنان مستور بہ	ہر کس از پندار خود مسرور بہ
چاہتا ہے حق کہ ناامید بھی	اس عبادت سے نہ پھیریں رو کبھی	حق ہمی خواہد کہ نومیدان او	زین عبادت ہم نگردانند رو
ہوں مشرف اس عبادت میں کبھی	اور شامل ہوں اطاعت میں کبھی	ہم مشرف اند عباد تہا ی او	[illegible]
بھی مشرف ہوتے ہیں امید سے	چند روز انکے ہیں ہمرہ دوڑتے	ہم بامیدی مشرف میشوند	چند روزے در رکابش میدوند
چاہتا ہے کہ ہو رحمت جملہ کو	بلکہ نیک و بد پہ رحم عام ہو	خواہد آن رحمت بتابد بر ہمہ	بر بد و نیک از عموم مرحمہ
چاہتا حق ہے کہ ہر شاہ و گدا	پر حذر ہو اور باخوف و رجا	حق ہمی خواہد کہ ہر میر و اسیر	با رجا و خوف باشند و حذر
یہ رجا و خوف در پردہ ہوا	پیچھے اس پردہ کے پروردہ ہوا	این رجا و خوف در پردہ بود	تا پس این پردہ پروردہ بود
جب پھٹا پردہ کہاں خوف و رجا	غیب کا بس دبدبہ ظاہر ہوا	چون دریدی پردہ کو خوف و رجا	غیب را شد کرّ و فرّے بر ملا

حکایت

ترجمہ		مثنوی	
اک جواں کو آیا دریا پر گماں	کہ سلیمان ہے یہ ماہی گیر یاں	بر لب جو برد ظنّ یکے فتے	کہ سلیمان است ماہی گیر ما
گر وہی ہے فرد اور مخفی ہے کیوں	ورنہ پیشانی سلیمانی ہے کیوں	گر وی است این از چہ فرد است و خفیست	ورنہ سیمای سلیمانیش چیست
بس اسی اندیشہ میں تھا وہ دو دل	تا سلیمان شہ ہوا پھر مستقل	اندرین اندیشہ میبود او دو دل	تا سلیمان گشت شاہ و مستقل
دیو بھاگا انکے ملک و تخت سے	مارا اسکو انکی تیغ سخت سے	دیو رفت از ملک و تخت او گریخت	تیغ بختش خون آن شیطان بریخت
پہنی جو انگشت میں انگشتری	بس گیا اسکا گمان یکسری	کرد در انگشت خود انگشتری	برفت اندیشہ و گمانش یکسری
وہم ہے اسدم کہ پوشیدہ ہے وہ	یہ گمان ہے اسکو نادیدہ ہے جو	وہم آن کو ہست کو پوشیدہ است	این گمان خود از پے نادیدہ است

بس خیال غائب اندر دل کہ تھا	جو ہوا حاضر خیال اسکا گیا	ہر خیال غائب اندر سینہ زیست	چونکہ شد حاضر خیال او برفت
نور کا گر ابر برسے ہے نہیں	کبھی نہیں بڑھتی ہے یہ تیرہ زمین	گر سما بے نور بے بارید نیست	ہم زمین تاریک بالیدہ نیست
گرچہ ہے اظہار کرنے مین کمال	اور جانون سے جھپا ہے یہ خیال	گرچہ ہست اظہار کردن ہم کمال	کی رہاند جان ما را از خیال
لیک سو مین ایک ہے ایمان بالغیب	نیک جان اور چھوڑ تو مکر و فریب	لیک در صد بود ایمان بالغیب	نیک دان و بگذر از تزویر و ریب
یومنون بالغیب ہمکو چاہیے	بند بس گھر کا کیا در اسلئے	یومنون بالغیب می باید مرا	زان ببستم روزن فانی سرا
جو مین پھاڑون آسمان یوم تشق	کیون کہون پھر اہل تری فیہا انظر	چون شکافم آسمان را در ظہور	چون بگویم ہل تری فیہا فطور
تا کہ ظلمت مین تحری کرتے ہین	اور ہر اک جانب کو مردم پھرتے ہین	تا درین ظلمت تحری می کنند	ہر کسی رو جانبی می آورند
ایک مدت کام ہو برعکس حال	چور کی جا دار پر ہو کوتوال	مدتی معکوس باشد کار ہا	شحنہ را دزد آورد بر دار ہا
تا کہ سلطان اور عالی ہمتان	اپنے بندے ہون جو ہے اک امتحان	تا کہ بس سلطان و عالی ہمتی	بندۂ بندہ خود آمد مدتی
بندگی ہوتی ہے بہتر غیب مین	حفظ غیب اچھا ہے دوری مین ہمین	بندگی در غیب آید خوب و کش	حفظ غیب آید در استعباد خوش
کون کرتا ہے مدح شہ کے سامنے	تا کہ غیبت مین ہو شرم از بسکہ ہے	کو کہ مدح شاہ گوید پیش او	تا کہ در غیبت بود او شرمرو
قلعہ وہ اک سرزمین ملک ہے	دور ہو وے سلطنت اور شاہ سے	قلعہ داری کز کنار مملکت	دور از سلطان و سایۂ سلطنت
تنگ رکھو دشمنون سے قلعہ کو	مال بے حد سے نہ بیچو قلعہ دو	پاس دارد قلعہ را از دشمنان	قلعہ نفروشد بمال بیکران
غیبت شہ مین وہ سرحد پر سدا	مثل حاضر کے کرے ہر دم وفا	غائب از شہ در کنار ثغرہا	ہمچو حاضر او نگہ دارد وفا
شاہ بہتر جانے اسکو اور سے	خدمت شہ مین کہ جو حاضر ہے	نزد شہ بہتر بود از دیگران	کہ بخدمت حاضرند و جانفشان
غیب مین بس نیم ذرہ حفظ کار	بہتر اس سے کہ حضوری ہو ہزار	پس بغیبت نیم ذرہ حفظ کار	بہ کہ اندر حاضری زان صد ہزار
طاعت و ایمان اب محمود ہے	بعد مرنے کے کرے سب رد و بے	طاعت و ایمان کنون محمود شد	بعد مرگ اندر عیان مردود شد
جو کہ غیب اور غائب اب بہتر ہوا	گر زبان بند اور لب ای دلربا	چونکہ غیب و غائب و روپوش بہ	پس دہان بربند و لب خاموش بہ
ای برادر چھوڑ دے اب تو سخن	خود خدا پیدا کرے علم لدن	ای برادر دست وادار از سخن	خود خدا پیدا کند علم لدن
بس ہے شعشعہ خورشید کا اپنا گواہ	ای شی اعظم الشاہد آلہ	بس بود خورشید را رویش گواہ	ای شی اعظم الشاہد آلہ
نے کہو نہیں کیون شریک اندر بیان	ہم خدا و ہم ملک ہم عالمان	نے بگویم چون قرین شد در بیان	ہم خدا و ہم ملک ہم عالمان
یشہد اللہ والملک واہل العلوم	انہ لا رب الا من یدوم	یشہد اللہ والملک واہل العلوم	انہ لا رب الا من یدوم
جب گواہی حق نے دی پھر کیا ملک	تا گواہی مین وہ ہووین مشترک	چون گواہی داد حق کہ بود ملک	تا شوند اندر گواہی مشترک
اسلیے کہ روشنی آفتاب	بس نہ دیکھے آنکھ و دلہائے خراب	زانکہ شعشاع حضور آفتاب	بر نتابد چشم و دلہای خراب
کیونکہ چمگادڑ جیسے خورشید کو	جو نہ دیکھے چھوڑ دے امید کو	چون خفاشی کو تف خورشید را	بر نتابد بگسلد امید را

یعنی اللہ اور فرشتے اور علما یہ گواہی دیتے ہیں کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں جو ہمیشہ قائم ہے ۱۲

ترجمہ (مصرع اول)	ترجمہ (مصرع دوم)	متن (مصرع اول)	متن (مصرع دوم)
مثل ہو کر فرشتے جاں سے	آسمان پر جلوہ گر خورشید سے	پس ملائک را چو ما بازو دان	جلوہ گر خورشید را بر آسمان
یعنی ان پر روشنی خورشید سے	جب خلیفہ بکمین ہم مخلوق ہے	کین ضیا ما ز آفتابی یافتیم	چون خلیفہ بر ضعیفان یافتیم
نور کے مانند ہوا ماہ تو	مرتبہ ہر اک لقدر نور ہو	چون سہ نوبت روزہ یا کہ در	مرتبہ ہر یک بود در نور قدر
نور سے انجمہ ثلاث اور بلغ	ہر ملک از رتبہ با نور شعاع	رانجمہ نور ثلاث اور باغ	بر مراتب ہر ملک را آن شعاع
عقل انسانون کی مثل پر کے ہے	فرق انکی در میان از بس دگر	ہمچو پرہاے عقول انسیان	کہ بسے فرقست شان اندر میان
ہر بشر کے پاس ہیں ہر حالتیں	وہ فرشتے جو کہ مانند اسکے ہین	پس قرین ہر بشر در نیک و بد	آن ملک باشد کہ مانندش بود
انکھ اندھی جو سمور کر پاسکے	اختر اسکی شمع ہے تا روشنی	چشم اعمش نور خور چون بر نتافت	اختر او را شمع شد تا رہ بیافت

فرمانا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا زید کو کہ اس سے زیادہ مت کھولو		گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مر زید را کہ این سر را فاش تر ازین مگو	
بولے پیغمبر کہ اصحابی نجوم	سالکوں کو شمع شیطان کو رجوم	گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم	رہروان را شمع و شیطان را رجوم
ہر کسی کو ہوتا گر وہ چشم و زور	آفتاب چرخ سے لیتا وہ نور	ہر کسی را گر بدے آن چشم و زور	کہ گرفتے ز آفتاب چرخ نور
ہوتی کب اختر کی حاجت اے ذلیل	کہ وہ ہی خورشید کی اور بر دلیل	کے ستارہ حاجتستے اے ذلیل	کہ بدے بر نور خورشید او دلیل
ماہ اختر کی حاجت اسکو ہو	کہ شہود و آفتاب حق جو ہو	ہیچ ماہ و اختری حاجت نبود	کہ بدے بر آفتاب حق شہود
ماہ کہتا ہے یہ ابر و خاک سے	میں بشر ہوں کہ مثالہ یوحی الی	ماہ میگوید بابر و خاک و فے	من بشر بودم ولے یوحی الی
میں تمہاری مثل تھا تاریک تم	مہر کی وحی نے دیا نور بدن	چون شما تاریک بودم از نہاد	وحی خورشیدم چنین نوری بداد
ظلمت اک رکھوں میں نسبت شمس کے	نور رکھوں بہر ظلمت نفس کے	ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس	نور دارم بہر ظلمات نفوس
تاب لاؤ تم ضعیف ہوں اس لئے	کہ نہ نور شمس کے لائق تو ہے	زان ضعیفم تا تو تابی آوری	کہ نہ مرد آفتاب انوری
مثل شہد و سرکہ میں باہم ملا	تا سوی رنج جگر ہو وے رسا	ہمچو شہد و سرکہ درہم بافتم	تا سوی رنج جگر رہ یافتم
جبکہ علت سے تو فارغ ہو گیا	چھوڑ تو سرکہ کو اور بس شہد کھا	چون ز علت وارہیدی اے رہین	سرکہ را بگذار و می خور انگبین
تخت دل معمور ہو اس سے ہوا	اسپر الرحمن علے العرش استوا	تخت دل معمور شد پاک از ہوا	بر وے الرحمن علی العرش استوی
حکم دل پر بعد ہوا سلطہ	حق کرے جو پائی ملی یہ رابطہ	حکم بر دل بعد ازین بے واسطہ	حق کند چون یافت دل این رابطہ
یہ سخن بجید و زیاب ہر کمان	بند ہو دن تا ہوئے رسوا جان	این سخن پایان ندارد زید کو	تا دہم پندش کہ رسوائی مجو
ہے نہ حکمت کہنا اس اسرار کو	کیونکہ آتا حشر ہے اظہار کو	نیست حکمت گفتن این اسرار را	چون قیامت میرسد اظہار را
رجوع طرف حکایت زید رضی اللہ عنہ کے		رجوع بحکایت زید رضی اللہ تعالی عنہ	
زید بھاگا اب ترک سا ذلے	وصف بشری کی چھپا وہ کیا کرے	زید را اکنون نیابی کو گریخت	جست از صف نعال و نعل ریخت

تو ہے کیا خود کو نہ پایا زیر سے | جیسے اختر چھپ گیا خورشید سے
تو که باشی زیر بیم خود رہیست | همچو اختر که برو خورشید تافت

کچھ نہ پاؤ اسکا تو نقش و نشان | نے تو پائے کہ نہ راہ کہکشان
نی از و نقشی بیابی نی نشان | نه که یابی نه راه کهکشان

پس ہمارا نطق حس بے انتہا | محو نور عقل اس شہ کا ہوا
شد حواس و نطق بی پایان ما | محو نور دانش سلطان ما

انکی حسیں اور عقلیں اندرون | موج در موج لدینا محضرون
حسها و عقلهاشان در درون | موج در موج لدینا محضرون

رات آئی کام کا وقت آگیا | انجم پنہان نے کام اپنا کیا
شب چو آمد باز وقت بار شد | انجم پنهان شده بر کار شد

خلق عالم سارا اب بیہوش ہو | منہ پہ چادر ڈالکر سو جائیں او
خلق عالم جملگی بیهش شوند | پرده‌ها بر رو کشند و بغنوند

ہوگئی جو صبح نکلا آفتاب | ہوگئے بیدار تن اور دفع خواب
صبح چون زد دم ز دم علم افراشت سر | هر یکی از خوابگه برداشت سر

ہوشیار اللہ بخش کو کرسے | حلقہ حلقہ حلقہ کانوں میں پڑے
بیهشان را داد و بر حق هوشها | حلقه حلقه حلقه‌ها در گوشها

ناچیں کودیں اور کریں حمد و ثنا | کہویں ہمارے ربنا احییتنا
پای کوبان دست افشان در ثنا | ناز نازان ربنا احییتنا

وہ جو دو استخوان بکھری جو تھے | خاک اڑانے والے گھوڑے سوار
آن جلود و آن عظام ریخته | فارسان گشته غبار انگیخته

سو ہو تن آئیں عدم سے دو سبھی | روز محشر کو سعید اور ہم شقی
حمله آرند از عدم سوی وجود | در قیامت هم شکور و هم کنود

کیسلیے سر پھیرے نادیدہ سے | نے عدم میں پھیرا سر اول سے
سر چه می پیچی کنی نادیده | در عدم اول نه سر پیچیده

رحم مادر میں تھے پانوں تجھے | کہ نکالے مجکو کون اس جگہ سے
در عدم افشرده بودی پای خویش | که مرا که برکند از جای خویش

تو نہ دیکھے صنعت اللہ نے | بال سر کے کس طرح کھینچے ترے
می نبینی صنع ربانیت را | چون کشید آن موی پیشانیت را

مجکو کھینچا ہر طرح کی حالیں لو | کہ نہ تھا تیرے گمان و خیال میں
تا کشیدت اندرین انواع حال | که نبودت در گمان و در خیال

ویسے ہی بندہ عدم اسکا ہے | ہے سلیمان زندہ دیو اسکا ہی کر
آن عدم او را هماره بنده است | کار کن دیوا سلیمان زنده است

دیو کرتے تھے جفان کالجواب | اور نہ تھی بس طاقت دفع و جواب
دیو میسازد جفان کالجواب | زهره نی تا دفع گوید یا جواب

دیکھ خود کو کس طرح ڈرتا ہے تو | ایسے ہی ڈرتا عدم ہے آپ کو
خویش را بین چون همی لرزی ز بیم | مر عدم را نیز لرزان بین مقیم

اور اگر منصب کو اب لیتا ہے تو | خوف سے بھی جان کنی کرتا ہے تو
ور تو دست اندر مناصب می زنی | هم ز ترس است آنکه جانی می کنی

جو سوای عشق حق بہتر دکھو | گر شکر کھائی تو جان کندن کرو
هر چه جز عشق خدای احسن است | گر شکر خوارست آن جان کندن است

جان کنی کیا جانا سوئے مرگ کے | آب حیوان کو نہ لینا ہاتھ سے
چیست جان کندن سوی مرگ آمدن | دست در آب حیاتی نازدن

خلق رکھتی ہے سوئے خاک ممات | سو گمان رکھتی ہے آب حیات
خلق را دو دیده در خاک حیات | صد گمان دارند در آب حیات

کر تو کوشش سو گمان کم ہوں سے | شب کو تو چل گر تو سویا شب گئے
جهد کن تا صد گمان گردد نود | شب برو ور تو بخسپی شب رود

تیرہ شب میں ڈھونڈو اس روز کو | پیشوا کر عقل ظلمت سوز کو
در شب تاریک جو آن روز را | پیش کن آن عقل ظلمت سوز را

اس شب بد رنگ میں نیکی ملے | آب حیوان خفیہ تاریکی میں ہے
در شب بدرنگ بس نیکی بود | آب حیوان جفت تاریکی بود

کب اٹھا سکتا ہے سر کو خواب سے — باوجود اسکے وہ سو غفلت رکھکر
خواب مردہ لقمہ مردہ سے ملا — خواجہ سویا دزد شب نے سب لیا
تو نہ جانے کون ہیں دشمن ترے — خاکیوں کے ناری دشمن جسم کر
نار دشمن آب و فرزند اسکی کی — جیسے آب اُس سے رکھے ہے دشمنی
آب آتش کو بجھائے کیونکہ وہ — آب کے فرزند کی دشمن ہے جو
بعدہ یہ نار شہوت کی ہے نار — کہ گنہ کی اصل اسمیں آشکار
نار باہر کی بجھے پانی سے ہے — نار شہوت سے وہ دوزخ میں پڑے
نار شہوت کو بجھا سکتا ہے آب — کیونکہ رکھے طبع دوزخ با عذاب
نار شہوت کی دوا ہے نور دین — نورکم اطفاء نار الکافرین
کون بجھائے نار کو نور خدا — نور ابراہیم کو مرشد بنا
تاکہ نار نفس چون نمرود سے — چھوٹے تیرا جسم مثل عود کے
نار پاکوں کو نہ کچھ تکلیف دے — کب خس و خاشاک سے دریا بھرے
جو کہ تریاق خدا کو کھائے ہے — زہر گر کھائے نہ وہ ہرگز مرے
ہر کرے بیمار کو بیمار تر — اور رکھے آباد کو آباد کر
گر طبیب اسے تجکو کہے اے مریض — شہد سے پرہیز کر اے پر ضعیف
گر جواب اسکی مین کوئی جہل — کیسلے کھاتا ہے تو بے خوف کے
دلمین کوئی تجکو وہ اپنے حکیم — راہ کج رکھتا ہے یہ مرد الیم
تجھ میں بڑھتا ہے مرض مانند نار — مت کرے تو نار کا ہیزم کو یار
تیرا گھر وہ آگ سے ویران ہو — قالب زندہ ترا بے جان ہو
نار ہے تجھ مین اگر ہے مثل نور — نار صحت جسم مین رکھے سرور
نار صحت تن مین جو زیادہ ہے — نے ضرور ہو تن کو بلی سو قاصر
شہوت ناری نہ کم حرکت سے ہو — پر ہو کم رکنے سے بے نقصان دو
جب تلک ہیزم رکھے تو آگ پے — آگ لکڑی ڈالے سے کب تجھ بجھے
کھینچ جب ہیزم کو تو آتش بجھے — کیونکہ تقوی آب آتش پر رکھے
کب سیہ ہو آگ سے وہ رو جو — جو رکھے گلگونہ بالتقوی القلوب

سر ز خفتن کے توان بر داشتن — با چنین صد تخم غفلت کاشتن
خواب مرده لقمه مرده یار شد — خواجه خفت و دزد شب بر کار شد
تو نمیدانی که خصمانت کی اند — ناریان خصم وجود خاکی اند
نار خصم آب و فرزندان اوست — همچنان که آب خصم جان اوست
آب آتش را کشد زیرا که او — خصم فرزندان آبست و عدو
بعد ازان این نار نار شهوتست — کاندرو اصل گناه و زلتست
نار بیرونی بآبی بفسرد — نار شهوت تا به دوزخ می برد
نار شهوت می نیارامد بآب — زانکه دارد طبع دوزخ در عذاب
نار شهوت را چه چاره نور دین — نورکم اطفاء نار الکافرین
چه کشد این نار را نور خدا — نور ابراهیم را ساز اوستاد
تا ز نار نفس چون نمرود تو — وارهد این جسم همچون عود تو
نار پاکان را ندارد خود زیان — کی ز خاشاک شود دریا نهان
هر که تریاق خدای را بخورد — گر خورد زهری نگویش کی بمرد
خود کند رنجور را رنجور تر — وانکه معمورست ازو معمور تر
گر طبیب گویدت رنجور زار — از عسل پرهیز کن هین هوشیار
گر جوابش گوئی از جهل سقیم — که چرا تو میدهی بی ترس و بیم
گر نیت در دل حکیم نکته دان — کج نهاده گرده چون ابلهان
در تو علت می فزاید همچو نار — هین مکن با نار هیزم را تو یار
زین دو آتش خانهات ویران شود — قالب زنده ازو بیجان شود
در تن از نار است هست آن همچو نور — نار صحت در تن افزاید سرور
نار صحت چون فزاید در وجود — بی زیان تن بود صد گونه شود
شهوت ناری براندن کم نشد — آن بماندن کم شود بی هیچ بد
تا که هیزم می نهی بر آتشی — کی بمیرد آتش از هیزم کشی
چونکه هیزم وا نگیری نار مرد — زانکه تقوی آب سوی نار برد
کی سیه گردد ز آتش روی خوب — کو نهد گلگونه از تقوی القلوب

نورکم ۱۱ عسه نور تمہارا بجھاتا ہے نار کافرون کو ۱۱ عسه سیاہ تم دلوں کو خواہش سے ۱۲۱۲ -

آگ لگنا شہر مین بعہد عمر رضی اللہ تعالی عنہ

قصہ مین آتش لگی فاروق کے | نسل ہیزم خشک کے تھیں سب جلے
جلتے تھے دیوار اور ہر در مکان | جلتے تھے پر مرغ کے اور آشیان
شہر آدھا آگ سے بس جل گیا | پانی اس سے ڈرتا تھا اور بھاگتا
مشک سے پانی و سرکہ ڈالتے | آگ پر جو لوگ دانشمند تھے
آگ ہوتی سعی سے تھی شعلہ زن | ملتی تھی اسکو مدد با ذو المنن
خلق پاس آئی عمر کے دوڑ کے | کہ نہین بجھتی یہ آتش آب سے
بولے یہ ہے آگ اسرار خدا | شعلۂ آتش تمہارے بخل کا
پانی چھوڑو اور کرو خیرات تم | بخل چھوڑو مانو میری بات تم
خلق بولی کرتے ہین خیرات ہم | ہم سخاوت کرتے ہین نہ ہیں کم
بولے تم خیرات رسمی کرتے ہو | نے خدا کے واسطے تم دیتے ہو
فخر و جاہ و نام کے تم واسطے | نے نماز و خوف و تقوی کے لئے
مال دانہ ہے نہ ہر شورہ مین بو | ہاتھ مین تلوار رہزن کے نہ دو
اہل کین سے ڈھونڈھو اہل دین کو | دوست حق کو ڈھونڈھ اسکا دوست ہو
ہر کوئی بخشش کرے ہر قوم پے | جانے ابلہ ہر کہ بہتر کام ہے

آتش افتادن در شہر در ایام عمر رضی اللہ تعالی عنہ

آتشی افتاد در عہد عمر | ہمچو چوب خشک میخورد او حجر
در فتاد اندر بنا و خانہ ہا | تا زد اندر پر مرغ و لانہا
نیم شہر از شعلہ ہا آتش گرفت | آب میترسید از آن وز شگفت
مشکہای آب و سرکہ می زدند | بر سر آتش کسان ہوشمند
آتش از استیزہ افزودی لہب | میرسید او را مدد از صنع رب
خلق آمد جانب عمر شتاب | کآتش ما می نمیرد ہیچ ز آب
گفت این آتش ز آیات خداست | شعلۂ از آتش بخل شماست
آب بگذارید و نان قسمت کنید | بخل بگذارید اگر آن منید
خلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم | ما سخی و اہل فتوت بودہ ایم
گفت نان در رسم و عادت دادہ اید | از برای حق در کی بکشادہ اید
بہر فخر و بہر بوش و بہر ناز | نہ از برای ترس و تقوی و نیاز
مال تخم است و بہر شورہ منہ | تیغ را در دست ہر رہزن مدہ
اہل دین را باز دان از اہل کین | ہمنشین حق بجو با او نشین
ہر کسی بر قوم خود ایثار کرد | کاغذہ پندارد کہ او خود کار کرد

تھوک ڈالنا دشمن کا اوپر روے پاک علی کرم اللہ وجہہ کے اور انکا تیغ پھینکنا ہاتھ سے

سیکھ علی سے اب تو اخلاص عمل | شیر حق رکھتا نہین بخل و دغل
پہلوان پر غزو مین غالب ہوے | اور نکالی تیغ اسکو مارنے
پہلوان تھوکا بس سوئے علی | افتخار ہر نبی و ہر ولی
اسکے منھ پر تھوکا جسکو مہر و ماہ | سجدہ کرتے تھے سب اس سجدہ گاہ
پھینکدی اس دم علی نے تیغ کو | اور رہے اندر غزا کے سست ہو
ہوگیا حیران بس وہ پہلوان | رحم و عفو بے محل انکے سے دلن

خدو انداختن خصم بر روی امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و انداختن آنحضرت شمشیر را از دست

از علی آموز اخلاص عمل | شیر حق را دان منزہ از دغل
در غزا بر پہلوانی دست یافت | زود شمشیری بر آورد و شتافت
او خدو انداخت بر روی علی | افتخار ہر نبی و ہر ولی
او خدو انداخت بر رویی کہ ماہ | سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ
در زمان انداخت شمشیر آن علی | کرد او اندر غزااش کاہلی
گشت حیران آن مبارز زین عمل | از نمودن عفو و رحم بے محل

ترجمہ		مثنوی	
لوا پھر تیغ تجنے کھینچ کر	کس لیے پھینکی و چھوڑا اسیرا سر	گفت من تیغ تیز افراشتی	از چه افگندی مرا بگذاشتی
دیکھا بہتر مارنے سے کیا مرے	جو ہوئے تم سست میرے قتل سے	آن چه دیدی بهتر از پیکار من	تا شدی تو سست در اشکار من
دیکھا کیا غصہ تمہارا جو گیا	چمکی بجلی اسقدر ہوئی پھر فنا	آنچه دیدی تا چنین خشمت نشست	تا چنین برقی نمود و باز جست
دیکھا کیا کہ تیری عکس دید سے	دل و جاں میں مرے شعلے آ اٹھے	آن چه دیدی که مرا زان عکس دید	در دل و جان شعله‌ها آمد پدید
تجنے بہتر دیکھا کیا کون و مکاں سے	جان سے بہتر تھا کہ جاں بخشی مجھے	آن چه دیدی بهتر از کون و مکان	که به از جان بود و بخشیدیم جان
تم شجاعت میں ہو بس شیر خدا	کون جانے ہو مروت میں ہو کیا	در شجاعت شیر ربانیستی	در مروت خود که داند کیستی
ابر موسی ہو مروت میں کہ جو	تیہ میں دیتا تھا روٹی بے شک وہ	در مروت ابر موسائی به تیه	کامد از وی خوان و نان بی‌شبیه
ابر گندم دیوے مردم کو بجہد	پختہ و شیریں کریں مثل شہد	ابرها گندم دهد کان را بجهد	پخته و شیرین کند مردم چو شهد
ابر موسیٰ نے و رحمت اڑا	پختہ و شیریں و بے زحمت دیا	ابر موسی پر رحمت بر گشاد	پخته و شیرین و بی‌زحمت بداد
مفت خواران کرم کو اصلی	رحمت اسکی نے علم برپا کیے	از برای پخته خواران کرم	رحمتش افراخت در عالم علم
دو برس چالس تک جو عطا	کم ہوئی اہل رجا پر نے ذرا	تا چهل سال آن وظیفه و آن عطا	کم نشد یک روز زان اهل رجا
تاکہ وہ خست سے آمادہ ہوئے	گندنا ساگ ہی لگے وہ چاہیے	تا هم ایشان از خسیسی خاستند	گندنا و تره و خس خواستند
سب نے موسیٰ سے کہا با حرص و آز	بقل و قثا و عدس لہسن پیاز	جملگی گفتند با موسی ز آز	بقل و قثا و عدس سیر و پیاز
پس گدائی حرص سے انکی سدا	بند سے موقوف من سلوی ہوا	زان گدارویی و حرص آن نشان	منقطع شد من و سلوی ز آسمان
امت احمد کہ ہیں اہل کرام	تا قیامت انکا ہے باقی طعام	امت احمد که هستند از کرام	هست باقی تا قیامت آن طعام
جو ابیت عند ربی کہہ گیا	یطعم و یسقی کنایہ اس سے تھا	چون ابیت عند ربی فاش شد	یطعم و یسقی کنایت ز آش شد
اسکو بے تاویل کر لے تو قبول	مثل شیر اور شہد تجکو ہو حصول	هیچ بی‌تاویل این را درپذیر	تا درآید در گلو چون شهد و شیر
کیونکہ ہے تاویل سے رد عطا	جو کہ دیکھے اس حقیقت کو خطا	زانکه تاویل است وا داد عطا	چونکه بیند آن حقیقت را خطا
وہ خطا دکھتی ہے ضعف عقل سے	عقل کل مغز عقل جزوی پوست ہے	آن خطا دیدن ز ضعف عقل اوست	عقل کل مغز است و عقل جزو پوست
خود کو کر تاویل نہ اخبار کو	مغز کو بد جان نے گلزار کو	خویش را تاویل کن نه اخبار را	مغز را بد گوی نه گلزار را
اے علی بالکل تو عقل و دیدہ ہے	کچھ تو کہہ جو کچھ ہوا ظاہر تجھے	ای علی که جمله عقل و دیده‌ای	شمه‌ای واگو از آن چه دیده‌ای
تیری تیغ حلم نے کی جان چاک	علم نے تیری کیا تن میرا پاک	تیغ حلمت جان ما را چاک کرد	آب علمت خاک ما را پاک کرد
پھر کہو تا سر ہو مجھپر کھلے	مارنا بے تیغ اس کا کام ہے	بازگو دانم که این اسرار هوست	زانکه بی شمشیر کشتن کار اوست
صانع بے آلہ و بے دست و پا	بے عوض دیتا ہے یہ تحفے سدا	صانع بی آلت و بی جارحه	واهب این هدیه‌های رابحه
سیکڑوں تحفے چکھائے روح کو	نہ خبر اس سے دل مجروح کو	صد هزاران می چشاند روح را	که خبر نبود دل مجروح را

روح دیتا ہے ہزاروں ہوش کو — نے خبر اس دو چشم و گوش کو
پھر کہا ای باز شکاری عرش کے — تو نے کیا دیکھا ہے اس مہ پارہ سے
سیکھا تیری آنکھ نے ادراک غیب — چشم حاضر کی سبھی از راہ غیب
ایک دیکھے ماہ کو یاں پر عیاں — دوسرا تاریک دیکھے ہے جہان
تیسرا ایسے تین مہ دیکھے بہم — تینوں یہ بیٹھے ہیں اک جا نزد ہم
چشم تینوں کی کھلی اور تیز ہے — تجھ سے باہم مجھ سے ہی دوری کی
غیب کا جادو ہے یہ لطفِ خفی — تجھ پہ نقش گرگ مجھ پہ یوسفی
ہیجدہ عالم ہے یہ ملک فزون — ہر نظر میں ہیجدہ نے ہے زبون
کھول یہ بھید ای علی مرتضیٰ — ای پس سوء القضا حسن القضا
یا تو کہہ جو دیکھا تیری عقل نے — یا کہوں میں جو کہ چمکا مجھ سے ہے
تجھ سے مجھ پر چمکا ہے مگر تو نہاں — جیسے ڈالے نور او بے زبان
لیک گر کہنے لگے یہ قرص ماہ — جلد تر شب رو کو مبتلا کر دے راہ
بھولنے سے راہ کو لے ختم رہ — بانگ مہ غالب ہو بانگ غول پر
بے کہے جو ماہ ہووے رہنما — گر کہے تو ہو ضیا اندر ضیا
تو ہے دروازہ مدینہ علم کا — تو ہے پرتو آفتاب حلم کا
در تو کھل جو ہیں ابواب سبے — تجھ سے پہونچے پوست اندر مغز کے
ای در رحمت کھلا رہ تا ابد — بارگاہ ما لہ کفوا احد
ہر ہوا و ذرہ منظر ہے عیاں — دل کا اندھا کب دیکھے در ہر دہان
تا نہیں دروازہ کھولے دیدبان — اندر اسکے کب رسا ہو یہ گمان
جبکہ دروازہ کھلے حیران ہو — مرغ امید و طمع پران ہو
گنج ویرانے میں غافل کو ملے — سوی ہر ویرانہ اس باعث پھرے
تو نہ جبتک پائے عارف سے گہر — دوسرے عارف سے کب ڈھونڈھے گہر
اپنے پا سے گر گمان برسوں پھرے — تر و بینی سے نہ وہ آگے بڑھے
جبتک بینی تلک نہ آوے بو — دیکھتا ہے کچھ سوا بینی کے تو

سوال کرنا کافر کا حضرت علی سے کہ تمنے مجھے

صد هزاران روح بخشد هوش را — که خبر نبود دو چشم و گوش را
باز گو ای باز عرش خوش شکار — تا چه دیدی این زمان از کردگار
چشم تو ادراک غیب آموخته — چشمهای حاضران بر دوخته
آن یکی ماهی همی بیند عیان — وان یکی تاریک می بیند جهان
وان یکی سه ماه می بیند بهم — این سه کس بنشسته یک موضع نعم
چشم هر سه باز و گوش هر سه تیز — در تو آویزان و از من در گریز
سحر عین است این عجب لطف خفیست — بر تو نقش گرگ و بر من یوسفیست
عالم ار هجده هزارست و فزون — هر نظر را نیست این هجده زبون
راز بگشا ای علی مرتضی — ای پس سوء القضا حسن القضا
یا تو واگو آنچه عقلت یافتست — یا بگویم آنچه بر من تافتست
از تو بر من تافت چون داری نهان — می فشانی نور چون مه بی زبان
لیک گر در گفت آید قرص ماه — شب روان را زودتر آرد براه
از غلط ایمن شوند و از ذهول — بانگ مه غالب شود بر بانگ غول
ماه بی گفتن چو باشد رهنما — چون بگوید شد ضیا اندر ضیا
چون تو بابی آن مدینه علم را — چون شعاعی آفتاب حلم را
باز باش ای باب بر جویای باب — تا رسند از تو قشور اندر لباب
باز باش ای باب رحمت تا ابد — بارگاه ما له کفوا احد
هر هوا و ذره خود منظریست — ناگشاده کی شود کانجا دریست
تا نه بگشاید دری را دیدبان — در درون هرگز نجنبد این گمان
چون گشاده شد دری حیران شود — مرغ امید و طمع پران شود
غافلی ناگه بویران گنج یافت — سوی هر ویرانه زان پس می شتافت
تا ز درویشی نیابی تو گهر — کی گهر جویی ز درویشی دگر
سالها گر ظن دود با پای خویش — نگذرد ز اشکاف بینیهای خویش
تا به بینی نایدت از غیب بو — غیر بینی هیچ می بینی بگو

سوال کردن آن کافر از آنحضرت که چون بر من

فتح پائی تو کیوں نہیں مجکو مارا

پھر یہ اس مسلم دل نے کہا / از رہ مستی علی سے بر ملا
کہ تو فرما اے امیر المومنیں / جان تن میں تا پھرے مثل جنین
سات سیارے جنین کے مدتیں / جان سے کرتے ہیں نوبت خدمتیں
وقت جب آئے جنین میں جان پڑے / آفتاب اس دم مدد اسکی کرے
جب جنین پورا اترے آنکہ ہو / اختروں سے سوے خورشید آ کے وہ
یہ جنین خورشید سے جنبش کرے / آگے سے خورشید جلدی جان دے
اختروں سے نے سوا نقش اک ملا / ایسے تا خورشید نے تاباں ہوا
کونسی رو سے تعلق پائے ہے / وہ رحم میں جلوۂ خورشید سے
راہ وہ پنہاں کہ حس سے دور ہے / آفتاب چرخ وہ راہیں رکھے
راہ وہ کہ قوت انگور اس سے لے / راہ وہ کہ سنگ لعل اس سے بنے
راہ وہ کہ سرخ کردے لعل کو / راہ وہ کہ برق بخشے نعل کو
راہ وہ کہ پختہ میوہ کو کرے / راہ وہ کہ احمقوں کو دل وہ دے
پھر کہو اے باز روشن پر و بال / شاہ کے ہاتھوں پہ سیکھا تو نے حال
پھر کہو اے باز عنقا گیر شاہ / تو سپاہ افگن ہے نے خود با سپاہ
ایک امت تو برابر سو ہزار / پھر تو کہ یہ بندہ تیرا ہے شکار
قہر کی جا رحم کرتا کس لیے / اژدہا کو امن دنیا کس لیے

ظفر یافتی چرا از قتل من اعراض فرمودی و مرا نکشتی

پس بگفت آن نو مسلمان ولی / از سر مستی و لذت با علی
که بفرما یا امیر المومنین / تا بجنبد جان بتن همچون جنین
هفت اختر هر جنین را مدتی / میکنند از جان نوبت خدمتی
چونکه وقت آید که جان گیرد جنین / آفتابش آن زمان گردد معین
چون جنین را نوبت تدبیر او / از ستاره سوی خورشید آید او
این جنین در جنبش آید ز آفتاب / کافتابش جان همی بخشد شتاب
از دگر انجم بجز نقشی نیافت / این جنین تا آفتابش بر نتافت
از کدامین ره تعلق یافت او / در رحم با آفتاب خوب رو
از ره پنهان که دور از حس ماست / آفتاب چرخ را بس راههاست
آن رهی که زر بیابد قوت ازو / وان رهی که سنگ شد یاقوت ازو
آن رهی که سرخ سازد لعل را / وان رهی که برق بخشد نعل را
آن رهی که پخته سازد میوه را / وان رهی که دل دهد کالیوه را
باز گو ای باز پر افروخته / با شه و با ساعدش آموخته
باز گو ای باز عنقا گیر شاه / ای سپاه اشکن بخود نه با سپاه
امت وحدی یکی و صد هزار / باز گو ای بنده بازت را شکار
در محل قهر این رحمت ز چیست / اژدها را دست دادن کار کیست

جواب دینا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا کہ سبب پھینکنے تلوار کا ہاتھ سے یہ تھا

بولے بہر حق میں کرتا ہوں عمل / بندۂ حق ہوں نہ عبد نفس کا
شیر حق ہوں میں نہ ہوں شیر ہوا / فعل میرا میرے دین پر ہے گوا
قائل اسکا آفتاب اور تیغ میں / ما رمیت اذ رمیت جنگ میں
ہستی اپنی کو نہ اس راہ میں رکھا / غیر حق کو میں عدم ہوں جانتا
تیغ سا ہوں وصل کا جوہر رکھوں / زندہ کرتا ہوں نہ کرتا قتل ہوں

جواب گفتن علی رضی اللہ عنہ که سبب شمشیر افگندن چه بود در آن حال

گفت من تیغ از پی حق میزنم / بندهٔ حقم نه مامور تنم
شیر حقم نیستم شیر هوا / فعل من بر دین من باشد گوا
من چو تیغم وان زننده آفتاب / ما رمیت اذ رمیت در حراب
رخت خود را من ز ره برداشتم / غیر حق را من عدم انگاشتم
من چو تیغم پر گهرهای وصال / زنده گردانم نه کشته در قتال

سایہ‌ام من کدخدایم آفتاب | حاجبم من نیستم او را حجاب
مین ہون سایہ کدخدا خورشید ہے | پردہ دار اسکا ہون پردہ اسکا نہ

خون نپوشد گوہر تیغ مرا | باد از جا کی برد میغ مرا
تیغ کا جوہر کا خون کب چھپائے | ابر میرا کب ہوا حرکت مین لائے

کہ نیم کوہم ز صبر و حلم و داد | کوہ را کی در رباید تندباد
کہ نہین کوہ ہون مین صبر و حلم سے | کوہ کو آندھی نہین لیجا سکے

آنکہ از بادی رود از جا خسیست | زانکہ باد ناموافق خود بسیست
جو کہ اڑ جائے ہوا سے خس ہے وہ | کیونکہ باد ناموافق بس ہے جو

باد خشم و باد شہوت باد آز | برد او را کہ نبود اہل نماز
حرص و غصہ اور شہوت کی ہوا | لیگئی اسکو نہ تھا جو باصفا

باد کبر و باد عجب و باد خلم | برد او را کہ نبود از اہل علم
کبر و نخوت اور تکبر کی ہوا | لیگئی اسکو کہ جو عالم نہ تھا

کوہم و ہستی من بنیاد اوست | ور شوم چون کاہ بادم یاد اوست
مین ہون کوہ ہستی ہے میری اسکی بنا | گر ہون کہ میری ہوا اسکی ہوا

جز بباد او نجنبد میل من | نیست جز عشق احد سرخیل من
جز ہوا اسکی نہ رغبت ہے مجھے | میرا رہبر جز نہ عشق اللہ کے

خشم بر شاہان شہ و ما را غلام | خشم را من بستہ‌ام زیر لگام
خشم شاہون پر ہے شہ میرا غلام | مین نے باندھا خشم کو زیر لگام

تیغ حلمم گردن خشمم زدست | خشم حق بر من چو رحمت آمدست
مارا غصہ میری تیغ حلم نے | خشم جون رحم آیا مجھ مین ہر

غرق نورم گرچہ سقفم شد خراب | روضہ گشتم گرچہ ہستم بوتراب
غرق نور اب ہون گرچہ چھت خراب | مین ہوا گلشن ہون گرچہ ترآب

چون درآمد علتی اندر غزا | تیغ را دیدم نہان کردن سزا
علت آئی جب غزا کے درمیان | چاہیے تلوار کو کرنا نہان

تا احب للہ آید نام من | تا کہ ابغض للہ آید کام من
تا کہ احب اللہ میرا نام ہو | تا کہ ابغض اللہ میرا کام ہو

تا کہ اعطا للہ آید جود من | تا کہ امسک للہ آید بود من
تا کہ اعطا اللہ ہو میرا کرم | تا کہ امسک اللہ ہو میرا قدم

بخل من للہ عطا للہ و بس | جملہ للہ‌ام نیم من آن کس
بخل میرا للہ اعطا اللہ بس | مین ہون سب اللہ نہین ملک کس

وانچہ للہ می‌کنم تقلید نیست | نیست تخییل و گمان جز دید نیست
کرتا ہون اللہ نہین تقلید ہے | نے خیال و وہم بلکہ دید ہے

ز اجتہاد و از تحری رستہ‌ام | آستین بر دامن حق بستہ‌ام
اجتہاد اور مین تحری سے چھٹا | آستین کو دامن حق پر رکھا

گر ہمی پرم ہمی بینم مطار | ور ہمی گردم ہمی بینم مدار
گر اڑون تو دیکھ لون اڑنے کی جا | گر مین دوڑون دیکھ لون رہ کی جا

ور کشم باری بدانم تا کجا | ماہم و خورشید پیشم پیشوا
گر اٹھاؤن بار جانون اسکی جا | ماہ ہون خورشید دیکھون پیشوا

بیش ازین با خلق گفتن روی نیست | بحر را گنجای اندر جوی نیست
اس سے کہنے کا سوا یارا نہین | نہر مین گنجائش دریا نہین

پست میگویم باندازہ عقول | عیب نبود این بود کار رسول
شمہ کہتا ہون باندازہ عقول | یہ نہین ہے عیب ہے کار رسول

از غرض حرم گواہی حر شنو | کہ گواہی بندگان نہ ارزد دو جو
حر غرض سے ہون گواہی حر سنو | کہ گواہی بندگان قابل نہو

در شریعت مر گواہی بندہ را | نیست قدری وقت دعوی و قضا
اور شریعت مین گواہی بندہ کا | نے درست ہے وقت دعوی قضا

گر ہزاران بندہ باشندت گواہ | شرع نپذیرد گواہی شان بکاہ
سیکڑون بندے گواہ تیرے ہون گر | نے گواہی انکی شرع لے مگر

بندۂ شہوت بتر نزدیک حق | از غلام و بندگان مسترق
بندہ شہوت بتر پیش خدا | بندہ مملوک سے اے باصفا

کاین بیک لفظے شود آزاد در حر — بندۂ شہوت ندارد خود خلاص
بس جیسے خوش اور مری سختی ہو دور — بس بفضل حق و انعام خاص

در چہے افتادگان را عور نیست — دین زبیر شیرین دمیر و سخت حر
للللا اک کنوے سے یہ آزاد ہو — بندۂ شہوت ہو کے خود خلاص

دان گنا او دست جبر و جور نیست — جز بفضل ایزد و انعام خاص
چاہ کے ڈول کی نے ہر انتہا — وہ گنہ اسکا ہے جبر و جفا

در چہے انداخت او خود را ابن — در خورش نعرش نمی بیم رسن
چاہ میں خود کو گرائے وہ کہ جو — چاہ کو لائق رسن باقی نہ وہ

چون گنا او دست ای جان چنین کنم — کہ ورا از قعر چہ بیرون کنم
جو گنہ اسکے ہیں اے جان کیا کرون — قعر چہ سے اسکو کیسے لا سکون

بس کنم گر این سخن افزون شود — خود جگر چہ بود کہ خارا خون شود
بس کرون گر یہ سخن ہووے فزون — دل تو کیا بس سنگ خارا ہووے خون

این جگرہا خون نشد از سختی است — غفلت و مشغولی و بدبختی است
یہ جگر نہ خون ہوا سختی سے ہے — غفلت و مشغول بدبختی سے ہے

خون شود روزی کہ خونش سود نیست — خون شود این وقتیکہ خون عدد نیست
خون ہوا اس دن کہ نہ خون سے سود ہے — خون اب ہو کہ نہ خون مردود ہے

چون گواہی بندگان مقبول نیست — عدل او باشد کہ بندہ غول نیست
جو گواہی بندگان مقبول نے — عدل وہ ہووے کہ بندہ غول ہے

گفت ارسلناک شاہد در نذر — زانکہ شد از کون او محرابن حر
بولا ارسلناک شاہد در نذر — کہ ہوا دنیا میں وہ حرابن حر

چونکہ حرم ختم کے بند و مرا — نیست آنجا جز صفات حق مرا
جو کہ میں حر ہوں نہیں غصہ کبھی — جز صفات حق نہیں اسجا کبھی

اندر آ کا زاد کرد لطف حق — زانکہ رحمت داشت بر خشمش سبق
اندر آ کہ حق نے حر تجھ کو کیا — کیونکہ رحمت ہے غضب پر پیش وا

اندر آ اکنون کہ رستی از خطر — سنگ بودی کیمیا کردت گہر
اندر آ کہ چھوٹا تو خطرات سے — سنگ تھا گوہر کیا اکسیر نے

رستہ از کفر و خارستان او — چون گلے بشگفتہ در گلستان او
کفر و خارستان سے اب تو چھٹا — باغ ہو میں مثل گل کے تو کھلا

تو منی و من توام ای محتشم — تو علی بودی علی را چون کشم
تو ہی میں ہوں میں تو ہے تجھ سے خوش سدا — تو علی تھا کیوں علی کو مارتا

معصیت کردی بہ از ہر طاعتی — آسمان پیمودہ در ساعتی
معصیت بہتر کری طاعت سے ہے — آسمان ساعت میں پایا تو نے ہے

بس خجستہ معصیت کان کرد مرد — نے ز خارے بر دمد اوراق ورد
معصیت بہتر کری اس مرد نے — نے اگا ہے برگ گل کا خار سے

نے عمر را قصد آزار رسول — می کشیدش تا بدرگاہ قبول
بے عمر نے قصد حضرت کا کیا — کہ وہ آخر کار مقبل ہو گیا

نے بسحر ساحران فرعون شان — می کشید و گشت دولت عون شان
سحر کرنے لایا فرعون ساحران — کہ ملی دولت مدد انکو عیان

گر نبودے سحرشان وآن جحود — کے کشیدی شان بفرعون عنود
گر نہ کرتے سحر اور انکار وہ — کب بلاتا انکو فرعون شاد ہو

کے بدیدندی عصا و معجزات — معصیت طاعت شد ای قوم عصات
دیکھتے کب وہ عصا اعجاز کو — معصیت طاعت ہوئی ای عاصیو

ناامیدی را خدا گردن زدست — چون گنہ مانند طاعت آمدست
ناامیدی کو ذبح حق نے کیا — جو گنہ مانند طاعت کے ہوا

خون مبدل میکند او سیات — عین طاعت میکند زمر ز سیات
سو بدلتا ہے گناہوں کو وہ صاف — کرتا ہے طاعت وہ شیطان کی خلاف

زین شود مرحوم شیطان رجیم — در حسد ابلیس را قدرتش گرد و نیم
اس سے مرحوم شیطان رجیم — اور حسد سے اسکا دل ہو دو نیم

او بکوشد تا گناہے آورد — زان گنہ مارا بچاہ سے آورد
کرتا کوشش ہے گنہ سے گمراہی — اور گنہ کے باعث ہو چہ میں ہی

دیکھتا ہے جو کہ طاعت ہوئی / نامبارک ہو وہ ساعت آئی
اندر آ کھولا ہے در تیرے لئے / تھوکا تو تحفہ دیا میں نے تجھے
میں جفاگر کو جو ایسا دیتا ہوں / دوستوں کو پانو کیا کچھ سر رکھوں
بس میں کیا بخشوں وفاگر کو تو جان / گنج از حد اور ملک جاودان
جاودانہ بادشاہی دوں گے / جو نہ آئے وہم میں بخشوں گا سر
میں ہوں ایسا ہی قاتل کو کروں / لطف کو بدلا نہیں کچھ قہر سے

چون نہ بیگانگان گنہ شد طامعی / گر دد اورا نامبارک ساعتی
اندر آ من در گشادم مر ترا / تف زدی تحفہ دادم مر ترا
با جفاگر را چنینہا می دہم / پیش پای چپ چسان سر می نہم
پس وفاگر را چہ بخشم تو بدان / گنجہا و ملکہا جاودان
جاودانہ بادشاہی بخشش / گنجہا اندر وہم ناید بخشش
من چنان مردم کہ بر خونی خویش / نوش لطف من نشد در قہر نیش

فرمانا پیغمبر علیہ السلام کا کان میں خادم امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے کہ ضرور قتل امیر کا تیرے ہاتھ سے ہوگا

گفتن پیغمبر علیہ السلام بگوش رکابدار امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کہ آخر کشتن امیر بر دست تو خواہد بود

میرے چاکر سے پیمبر نے کہا / کہ وہ کاٹے ایکدن یہ سر مرا
دی نبی نے وحی سے یہ آگہی / کہ ہلاک آسکے ہو ہاتھوں سے علی
وہ یہ کہتا ہے پہلے تم مار دو مجھے / تا نہو ایسی خطا مجھ سے کبھی
میں کہوں جو موت میری تجھ سے ہے / پھر قضا سے حیلہ ڈھونڈوں کس لیے
عاجزی سے وہ کہے کہ ای کریم / واسطے حق کے تو کر مجکو دو نیم
تا نہ یہ انجام بد آئے مجھے / تا نہ اپنی جان لے جان میری جلے
میں یہی کہتا ہوں جا جف القلم / اس قلم سے سرنگوں ہو وے علم
میری جان میں کچھ نہ تجھ بغض ہے / کہ نہ جانوں اسکو تیری بات سے
تو ہے آلہ دست حق فاعل ترا / حق کے آلہ پر کروں طعنہ میں کیا
بولا وہ یہ میں قصاص اب کس لئے / بولے حق سے ہی وہ اک سر بھید ہے
اعتراض اپنے جو فعلوں پر کرے / اعتراضوں سے اگاتا باغ ہے
اعتراض اسکو ہے زیبا فعل پہ / کیونکہ لطف و قہر میں وہ ایک ہے
اس حوادث شہر کا وہ میر ہے / ملک میں وہ مالک تدبیر ہے
اپنے آلہ کو اگر خود توڑ دے / اپنے ٹوٹے کو وہ خود ہی جوڑ دے
رمز ننسخ آیۃ او ننسہا / نأت خیر بعد اسکے ہی کہا
جس شریعت کو نسخ حق نے کیا / گھانس کاٹ اسکے عوض گل بخشا

گفت پیغمبر بگوش چاکرم / کو برد روزی ز گردن این سرم
کرد آگہ آن رسول از وحی دوست / کہ ہلاکم عاقبت بر دست اوست
او ہمی گوید بکش پیشین مرا / تا نیاید از من این منکر خطا
من ہمی گویم چو مرگ من ز تست / با قضا من چون توانم حیلہ جست
او ہمی افتد بہ پیشم کای کریم / مر مرا کن از برای حق دو نیم
تا نیاید بر من این انجام بد / تا نسوزد جان من بر جان خود
من ہمی گویم برو جف القلم / زین قلم بس سرنگون گردد علم
ہیچ بغضی نیست در جانم ز تو / زانکہ این را من نمیدانم ز تو
آلت حقی تو فاعل دست حق / چون زنم بر آلت حق طعن و دق
گفت او پس این قصاص از بہر چیست / گفت ہم از حق و آن سر خفیست
گر کند بر فعل خود او اعتراض / ز اعتراض خود برویاند ریاض
اعتراض او را رسد بر فعل خود / زانکہ در قہرست و در لطف او احد
اندرین شہر حوادث میر اوست / در ممالک مالک تدبیر اوست
آلت خود را اگر او بشکند / آن شکستہ گشتہ را نیکو کند
رمز ننسخ آیۃ او ننسہا / نأت خیر در عقب میدان مہا
ہر شریعت را کہ حق منسوخ کرد / او گیا برد و عوض آورد ورد

۱۹۶

شب کرے منسوخ شغل روز کو	تو جمادی جان عقل افروز کو	شب کند منسوخ شغل روز را	این جمادی دان خرد افروز را
رات ہو منسوخ ہو کر روز سے	تا جماد ہو سوخت نار افروز سے	باز شب منسوخ شد از نور روز	تا جمادی سوخت زان آتش فروز
گرچہ ظلمت رکھتی ہے وہ خواب بھی	دیکھ تو ظلمت میں ہے آب حیات	گرچہ ظلمت آمد آن نوم و سبات	نے درون ظلمت ست آب حیات
دیکھ ظلمت میں خرد تازہ ہوئی	کر سکوت آئی ہے لو پہنچی تال کی	نے دران ظلمت خردہا تازہ شد	سکتہ کایہ آوازہ شد
کہ ضد و ضد سے ہوتا ہے ضد کا ظہور	اور سویدا میں ہوا پیدا ہے نور	کہ ز ضد ہا ضد ہا آید پدید	در سویدا روشنائی آفرید
صلح کی باعث ہوئی جنگ نبی	جنگ وہ آخر زمان کی صلح تھی	جنگ پیغمبر مدار صلح شد	صلح این آخر زمان زان جنگ بد
سیکڑوں کاٹے ہیں سر اس شاہ نے	تا امان اہل جہاں کے سر کو ہو	صد هزاران سر برید آن دلستان	تا امان یابد سر اہل جہان
باغبان کاٹے ہیں شاخیں اس لیے	تا نمو مند اہل ہو کے نخل اور پھل لگے	باغبان زان می برد شاخ خضر	تا بیابد نخل قامت او بر
باغ کرتا صاف گھانس کی	تا دکھائے باغ و میوہ خرمی	می کند از باغ دانا آن حشیش	تا نماید باغ و میوہ خرمیش
دانت دکھ کو اکھیڑے ہے طبیب	تا کہ چھوٹے درد دندان حبیب	می کند دندان بر آن طبیب	تا رہد از درد و بیماری حبیب
بہتری نقصان میں تو جان لے	کنفا میں زندگی شہدا کو دے	پس زیادتہا درون نقصہاست	مر شہیدان را حیات اندر فناست
جو ہوا ہے رزق خلق رزق خوار	یرزقون فرحین ہے گر شکوار	چون بریدہ گشت حلق رزق خوار	یرزقون فرحین شد خوشگوار
حلق حیوان کا کٹا جو عدل سے	حلق انسان کا بچا ہیں فضل سے	حلق حیوان چون بریدہ شد بعدل	حلق انسان رست افزاید بفضل
کاٹا جائے حلق گر انسان کا	تا ہو کیا پیدا قیاس اب کر ذرا	حلق انسان چون ببرد ہین ببین	تا چہ زاید کن قیاس آن باین
پیدا حلق ہو تیسرا اس کے لیے	نور شربت حق کا تیار ہی کر	حلق ثالث زاید و تیمار او	شربت حق باشد و انوار او
کھاتا شربت جو بریدہ حلق ہے	حلق نے لگی وہ مردہ ہی بشر	حلق ببریدہ خورد شربت ولے	حلق از لا رستہ مردہ در بلے
بس کرلے بے ہمت اس تقریر کو	زندگی روٹی سے کتنی سمجھ کر	بس کن اے دون ہمت کوتہ بیان	تا کی است باشد حیات جانت بنان
اس لیے بے پھل ہے تو جوں بید	ابرو کھوئی جو روٹی کے لیے	زان نداری میوہ مانند بید	کابرو بردی پے نان سپید
صبر نان سے گر نہ ہووے جان کو	کیمیا سے زر بنا اس مس کو تو	گر ندارد صبر زین نان جان حس	کیمیا را گیر و زر گردان تو مس
کپڑے دھلوانا جو چاہے اور صفا	دھوبیوں کے تو محلہ سے نہ جا	جامہ شوئی کرد خواہی اے فلان	رو مگردان از محلہ گازران
گرچہ توڑا نان نے روزہ ترا	جوڑنے والوں سے مل اور جوڑا	گرچہ نان بشکست مر روزہ ترا	در شکستہ بند پیچ و بر تر آ
جوڑنے والا جو ہاتھ اسکا ہوا	بس یقین جانو کہ اب ٹوٹا جوڑا	چون شکستہ بند آمد دست او	پس رفو باشد یقین اشکست او
توڑے تو اسکو اگر کوسے کہ آ	تو درستی کا ندر کھ درست پا	گر تو آن را بشکنی گوید بیا	تو درستش کن نداری دست و پا
توڑنا حق اسکا ہے کہ وہ سدا	جوڑ دیتا ہے جو ٹوٹے کو بھلا	پس شکستن حق او باشد کہ او	مر شکستہ گشتہ را داند رفو
سینا جو جانے وہ جانے پھاڑنا	وہ خریدے ہے جو جانے بیچنا	آنکہ داند دوخت او داند درید	ہر چہ را بفروخت نیکوتر خرید

کھود ڈالا اور مثل جنت کر دیا ۔ لیست کر کے آسمان پر لے گیا
کرتا ہے برباد اور ویران گھر ۔ پھر وہ اک دم میں کرے معمور تر
گر بدن سے ایک سر کو کاٹ لے ۔ سیکڑوں سر کے وہ پیدا کرے
گر قصاص عاصی کی وہ کرتا نہ بات ۔ یا نہ کہتا فی القصاص آئی حیات
کس کو طاقت ہو کہ تا وہ آپ سے ۔ حق کی قیدی کی وہ گردن مارے
جانتے ہیں وہ جو صاحب دید ہیں ۔ کہ ہے قاتل تابع تقدیر میں
حکم جس کے سر پہ وہ جاری رکھے ۔ ذبح وہ فرزند اپنے کو کرے
ڈر تو اور طعنہ بدوں پر مت کرے ۔ حکم سے خود کو تو عاجز جان لے
حکم حق کے سامنے گردن رکھو ۔ طعنہ گمراہوں کو اور مت کرو
جیسے کہ آدم نے اس ابلیس کو ۔ پس حقارت سے اسے دیکھا تھا جو

خانہ را کند و چو جنت ساخت باز ۔ لیست کرد و بر فلک افراخت باز
خانہ ویران کند زیر و زبر ۔ لیک بیک ساعت کند معمورتر
گر یکی سر را ببرد از بدن ۔ صد هزاران سر برآرد در زمن
گر نفرمودی قصاص او بر جنات ۔ یا نگفتی فی القصاص آمد حیات
پس کرا زهره بدی تا او ز خود ۔ بر اسیر حکم حق تیغی زند
زانکه داند هر که چشمش را گشود ۔ کان کشنده سخرهٔ تقدیر بود
هر کرا آن حکم بر سر آمدی ۔ بر سر فرزند هم تیغی زدی
تو بترس و طعنه کم زن بر بدان ۔ پیش دام حکم عجز خود بدان
پیش حکم حق بنه گردن بجان ۔ تسخر و طعنه مزن بر گمرهان
تا که آدم بر بلیس کو شقی است ۔ از حقارت وز زیافت بنگریست

تعجب کرنا آدم علیہ السلام کا فعل ابلیس سے اور توبہ و عذر کرنا اوس کا

تعجب کردن آدم علیه السلام از فعل ابلیس و عذر از ان آوردن

اور وہ خود بینی آدم دیکھ کے ۔ بس ہنسے ابلیس کے افعال پر
غیرت حق نے کہا کہ اے صفی ۔ تو نہیں جانے ہے اسرار خفی
گر پلٹ دوں پوستین کو میں ذرا ۔ کوہ کو جڑ سے اکھیڑ دوں بر ملا
پردے سو آدم کے اس دم پھاڑ دوں ۔ اور سو ابلیس نو مسلم کروں
بولے آدم اس نظر سے توبہ کی ۔ ایسی گستاخی نہ پھر ہوگی کبھی
جرم اس بندے کا یا رب عفو کر ۔ توبہ کرتا ہوں نہ ہو بار دگر

خویشتن بینی کرد آدم خود گزین ۔ خنده زد بر کار ابلیس لعین
بانگ بر زد غیرت حق کای صفی ۔ تو نمی دانی ز اسرار خفی
پوستین را باژگونه گر کنم ۔ کوه را از بیخ و از بن بر کنم
پرده صد آدم آن دم بر درم ۔ صد بلیس نو مسلمان آورم
گفت آدم توبه کردم زین نظر ۔ اینچنین گستاخ نندیشم دگر
یا رب این جرأت ز بنده عفو کن ۔ توبه کردم می نگیر از من سخن

یا غیاث المستغیثین اهدنا ۔ لا افتخار بالعلوم والغنا
لا تزغ قلبا هدیت بالکرم ۔ واصرف السوء الذی خط القلم

یا غیاث المستغیثین اهدنا ۔ لا افتخار بالعلوم والغنا
لا تزغ قلبا هدیت بالکرم ۔ واصرف السوء الذی خط القلم

پھیر قضا کو جان سے میری ہٹا ۔ اور نہ اخوان الصفا سے کر جدا
فضل ہی حاجت روا تیرا خدا ۔ ساتھ تیرے یاد غیر آپ روا
تلخ زیادہ کچھ نہ فرقت سے تری ۔ بے مدد تیری ہے بس آلودگی
مال میرے مال کا ہے راہزن ۔ جسم میرا میری جان کا جامہ کن
ہاتھ میرا کاٹے پاؤں کو مرے ۔ کون جان بے امن لیجائے ترے

بگذران از جان ما سوء القضا ۔ وامبر ما را ز اخوان الصفا
ای خدا ای فضل تو حاجت روا ۔ با تو یاد هیچکس نبود روا
تلخ تر از فرقت تو هیچ نیست ۔ بی پناهت غیر پیچاپیچ نیست
رخت ما هم رخت ما را راهزن ۔ جسم ما مر جان ما را جامه کن
دست ما چون پای ما را می خورد ۔ بی امان تو کسی جان چون برد

اردو		فارسی	
اس خطرے سے گر کوئی لیجائے جان	لیگیا ادبار کی بو بھی تو جان	در برد جان زین خطرہای عظیم	برده باشد مایهٔ ادبار و بیم
کیونکہ جان واصل جانان ہو	تا ابد تا بینا رکھو آپ کو	زانکه چون جان واصل جانان نبود	تا ابد با خویش کور است و کبود
جو نہ دے تو جان کو بروے جاں	بے تری جو جان ہو زندہ مردہ جا	چون تو ندہی راہ جان خود بردہ گیر	جان که بے تو زندہ باشد مردہ گیر
گر تو بندوں پر کرے طعنہ زنی	بس وہ زیبا ہے تجھے طعنہ زنی	گر تو طعنہ می زنی بر بندگان	مر ترا آن میرسد ای کامران
مہر اور مہ کو کہے گر تو چھپا	سرو کے قد کو کہے گر تو جھکا	در تو ماہ و مہر را گوئی خفا	ور تو سرو قد را گوئی دوتا
گر تو چرخ و عرش کو کہدے حقیر	گر تو کان و بحر کو کہدے فقیر	ور تو چرخ و عرش را گوئی حقیر	ور تو کان و بحر را گوئی فقیر
وہ ترے نسبت کمالوں کے روا	ملک و اقبال اور غنا ہے سب ترا	آن بنسبت با کمال تو رواست	ملک و اقبال و غنا ہا مر تراست
پاک ہے تو نیستی اور خوف سے	نیستوں کا موجد و مالک ہے تو	کہ تو پاکی از خطر وز نیستی	نیستان را موجد و مغنیستی
نیستوں کی جسنے جلا سکتا ہے وہ	جسنے پیدا کیا تھا سینا ہے وہ	آنکہ رویانید داند سوختن	زانکہ چون بدرید داند دوختن
بس جلائے ہر خزاں گلزار کو	وہ لگائے پھر گل گلزار کو	می بسوزد ہر خزان مر باغ را	باز رویاند گل صباغ را
اے جلے باہر تو آ اور تازہ ہو	پھر دگر خوب خوش آوازہ ہو	کای بسوزیدہ و بر دن آ تازہ شو	بار دیگر خوب خوش آوازہ شو
نرگس اندھی ہوئی آہو بنا کیا	حلق نے کا پھاڑا پھر اچھا کیا	چشم نرگس کور شد بازش بساخت	حلق نے ببرید و بازش نواخت
ہم ہیں مصنوع اور صانع ہم نہیں	جز خرابی کے کہ قانع ہم نہیں	ما چو مصنوعیم و صانع نیستیم	جز زبون و جز کہ قانع نیستیم
نفسی نفسی ہم پکاریں اور کہیں	ورنہ جاہو تو تو ہم سب دیو ہیں	ما ہمہ نفسی و نفسی مے زنیم	گر نخواہی ما ہمہ اہرمنیم
دیوین سے چھوٹے ہیں ہم اسکو	کہ خریدا جان کو اندھے پن سے ہے	زان ز اہرمن رہیدستیم ما	کہ خریدی جان ما را از عمی
تو عصاکش اسکا جو ہے با حیات	بے عصاکش کور دیدہ وا حیات	تو عصاکش ہر کرا کہ زندگیست	بے عصا و بے عصاکش کور چیست
غیر تیرے اگر بھلا ہو یا برا	آدمی سوزا اور ہے شعلہ آگ کا	غیر تو ہر چہ خوش است و ناخوش است	آدمی سوز است و عین آتش است
آگ جسکی ہو گئی حامی ولا	وہ مجوسی اور زردشت ہو گیا	ہر کرا آتش پناہ و پشت شد	ہم مجوسی گشت و ہم زردشت شد
کل شی ما خلا اللہ باطل	ان فضل اللہ غیم ہاطل	کل شی ما خلا اللہ باطل	ان فضل اللہ غیم ہاطل
پھر تو قاتل اور علی کی سمت چلا	اور کرم کی سو جہ قاتل پر کیا	باز رو سوئے علی و خونیش	وان کرم با خونی از حد بیش

باقی قصہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا اور چشم پوشی اور آشتی کرنا ساتھ قاتل ور دم انجام امر کی

بقیہ قصہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ مسامحت و اغماض او با خونی در کار خود از خویش

اردو		فارسی	
تو نے دشمن دیکھتا ہوں اسکو ہی	کیونکہ جان اجل خوش ہے مجھی	گفت دشمن را ہمی بینم بچشم	روز و شب بر وی ندارم ہیچ خشم
رات دن نے خشم آتا ہے تجھے	بعث سے میرے اجل ہمدست ہے	زانکہ مرگم ہمچو جان خوش آمدست	مرگ من در بعث چنگ اندر زدست

موت ہے بے موت کی مجکو روا ‍— بے سر و سامانی ہے سامان مرا
سامان بے سامانی گر تیری ہو — جان باقی پائے چھوٹے موت سے
اوسکو ظاہر موت و باطن زندگی — ظاہر ابتر اور نہان پایندگی
جیسا بچہ کا رحم سے موت ہے — اس جہان مین حکم پیدائش رکھی
جسکی جان کو تہلکہ ہے موت سی — حکم لا تلقوا وہ حاصل کرے
جو اجل سے خاص مجکو عشق ہے — نہی لا تلقوا بایدی ہے مجھے
کیونکہ نہی اک دانہ شیرین سے ہے — نہی کب تلخ خود حاجت ہے
تلخ جو دانہ ہے مغز و پوست سی — تلخی و مکروہیہا اوسکی نہی ہے
موت کا دانہ ہوا شیرین مجھے — بل ہم احیاء ہے میرے واسطے
اقتلونی یا ثقاتی لائما — ان فی قتلی حیاتی دائما
ان فی موتی حیاتی یا فتی — کم افارق موطنی حتی متی
فرقتی لو لم تکن فی ذا السکون — لم یقل انا الیہ راجعون
وہ ہے راجع کہ پھر آئے شہر کو — تفرقہ سے جانب وحدت کے ہو
یہ سخن بے حد ہے خادم نے مرے — سر جھکایا سنکے یہ سردار سے

مرگ بی مرگی بود ما را حلال — برگ بی برگی بود ما را نوال
برگ بی برگی ترا چون برگ شد — جان باقی یافتی و مرگ شد
ظاهرش مرگ و بباطن زندگی — ظاهرش ابتر نهان پایندگی
در رحم زادن جنین را رفتن است — در جهان او را ز نو بشکفتن است
آنکه مردن پیش جانش تهلکه است — حکم لا تلقوا بگیرد او بدست
چون مرا سوی اجل عشق و هواست — نهی لا تلقوا بایدیکم مراست
زانکه نهی از دانهٔ شیرین بود — تلخ را خود نهی حاجت کی شود
دانه کش تلخ باشد مغز و پوست — تلخی و مکروهیش خود نهی اوست
دانهٔ مردن مرا شیرین شدست — بل هم احیاء پی من آمدست
اقتلونی یا ثقاتی لائما — ان فی قتلی حیاتی دائما
ان فی موتی حیاتی یا فتی — کم افارق موطنی حتی متی
فرقتی لو لم تکن فی ذا السکون — لم یقل انا الیه راجعون
راجع آن باشد که باز آید بشهر — سوی وحدت آید از تفریق دهر
این سخن پایان ندارد ای کریم — چون شنید آن سر [illegible]

گرنا خادم رکاب کا پاؤن پر امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے کہ اے امیر مجکو مار اور اس بلا سے چھڑا

افتادن رکابدار در پای امیر المومنین علی کرم الله وجهه که ای امیر مرا بکش و ازین بلیه برهان

آیا پھر کہا کہ اے علی مجکو تو مار — تا نہ دیکھوں میں وہ وقت ناگہاں
بخشتا ہوں خون اپنا میں تجھے — تا نہ مجکو وہ قیامت پھر دکھے
بولے گر ہر ذرہ ہو قاتل ترا — اور ہر اک ہو تیرا تشنہ خون کا
اک سر مو بھی نہ کاٹے وہ تجھی — تیری نسبت جب قلم ایسا لکھی
پر رہو بے غم میں شافع تیرا ہوں — مالک جان ہوں نہ تابع تن کا ہوں
میرے آگے یہ بدن بے قدر ہے — بے بدن اپنے میں ہوں جوانمرد
خنجر و شمشیر ہوئی ریحان مجھی — مرگ ہوئی ہے بزم و نرگسدان بھی
جو کہ تن کو اسطرح ویران کرے — وہ خلافت کی ہوس کیونکر کرے

باز آمد کای علی زودم بکش — تا نبینم آن دم و وقت ترش
من حلالت میکنم خونم بریز — تا نبیند چشم من آن رستخیز
گفت اگر هر ذره‌ای خونی شود — خنجر اندر کف بقصد تو بود
یک سر مو از تو نتواند برید — چون قلم بر تو چنین خطی کشید
لیک بی غم شو شفیع تو منم — خواجهٔ روحم نه مملوک تنم
پیش من این تن ندارد قیمتی — بی تن خویشم فتی ابن الفتی
خنجر و شمشیر شد ریحان من — مرگ من شد بزم و نرگسدان من
آنکه او تن را بدینسان پی کند — حرص میری و خلافت کی کند

[illegible]

سلے کرتے بظاہر جاہ و حکم	تا امیروں کو سکھائیں راہ و حکم	زاں لقا ہر کو شد امیر جاہ و حکم	تا امیران را نماید راہ و حکم
تاکہ خلعت کا وہ دنیا سیکھ لیں	تاکہ ناموس کا وہ لکھا سیکھ لیں	تا بیاراید بہر تن جامۂ	تا نویسد او بہر کس نامۂ
تا امیروں کو وہ اک جان اور دیں	تا خلافت کے شجر مین پھل لگین	تا امیران را دہد جان دگر	تا دہد نخل خلافت را ثمر
اس جہان کی میری دیکھی آنکھ تو	فکر نہاں تجکو ہو ظاہر تجکو	سیر ٹی بینی اندر آں جہان	فکرت پنہانیت گردد عیان
گمان مت کر تو اب پدر طلب	ہوش کر واللہ اعلم بالصواب	ہین گمان بد مبر اے ذولباب	باخود آ واللہ اعلم بالصواب

بیان مین اسکے کہ فتح مکہ وغیرہ چاہنا پیغمبر علیہ السلام کا بسبب دوستی ملک دنیا کے نہ تھا کیونکہ فرمایا ہے الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

بیان آنکہ فتح طلبیدن پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم درمکہ وغیرہ باجہت دوستی ملک دنیا نبود چونکہ فرمود الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

فتح مکہ مین تھا نے سعی جو کی	متہم کب حب دنیا سے ہوئی	جہد پیغمبر بفتح مکہ ہم	کے بود در حب دنیا متہم
جسنے ساتوں آسماں کے گنج سی	چشم دل پھیری شب معراج سے	آنکہ او از مخزن ہفت آسمان	چشم دل بربست روز امتحان
دیکھ کر جنکے حور و جاں سے	بھر گئے میدان ساتوں چرخ کے	از پئے نظارۂ او حور و جان	پر شدہ آفاق ہر ہفت آسمان
قدسی سر رکھتے تھے انکی راہ مین	مثل یوسف گرتے انکی چاہ میں	قدسیان افتادہ در خاک رہش	صد چو یوسف افتادہ در چہش
ہوتے خود آراستہ انکے لیے	اونکو نے پرواہ سوای یار کے	خویشتن آراستہ از بہر او	خود ورا پروای غیر دوست کو
استغراق مین تھا جلال حق	کہ نہ انمین راہ پائے الا حق	آنچناں پرگشتہ از اجلال حق	کاندر و ہم رو نیابد آل حق
لا یسع فینا نبی مرسل	والملک والروح ایضا فاعقلوا	لا یسع فینا نبی مرسل	والملک والروح ایضا فاعقلوا
بولے ما زاغ البصر ہوں زاغ نے	مست حق کا ہوں نہیں مست باغ کی	گفت ما زاغیم ہمچون زاغ نے	مست صباغیم مست باغ نے
جو خزانے آسمان و عقل کے	مثل خس کے تھی نبی کے سامنے	چونکہ مخزنہاے افلاک و عقول	چون خسی آمد بر چشم رسول
پس ہے کیا مکہ و ملک شام و عراق	کرو دکرتے جنگ ورکھتے اشتیاق	پس چہ باشد مکہ و شام و عراق	کہ نماید او نبرد و اشتیاق
وہ گماں جو تیرہ دل اپنے رکھی	وہ قیاس اپنی جہالت سے کری	واں گماں بر دی ضمیرے بد کند	کو قیاس از جہل و حرص خود کند
زرد عینک جو رکھو آنکھوں پر تو	زرد دیکھی شمس سے انوار کے	زاں گینہ زرد چون سازی نقاب	زرد بینی جملہ نور آفتاب
توڑ دو عینک کا شیشہ زرد تو	تاکہ پہچانے تو گرد و مرد کو	بشکن آن شیشۂ کبود و زرد را	تا شناسی گرد را و مرد را
گرد پاک اسوار کی جو گرد اوٹھی	گرد کو تو مرد حق جانے ابھی	گرد فارس گرد سر افراشتہ	گرد را تو مرد حق پنداشتہ
گرد دیکھ آدم کو شیطان نے کہا	کب یہ مجھ ناری سے اعلا ہوا	گرد دید ابلیس گفت این فرع طین	چون فزاید بر من آتش جبین

[illegible]

جو تو جانے ہر عزیزون کو بشر — جان ہر میراث شیطان رہ نظر
گر نہین تو بچۂ ابلیس ہی — ہو تجھی کیون میراث کتے کی تجھ
سگ نہین ہو نہین خدا کا شیر — شیر وہ ہی جو نہ صورت پرست
شیر دنیا ڈھونڈھتا ہی صید و برگ — شیر حق ڈھونڈھے ہی آزادی مرگ
دیکھے اندر مرگ کے جو سو وجود — مثل پروانہ جلا کیلے وہ وجود
ہوئی ہوای مرگ طوق صادقات — کہ جہودون کا تھا اس دم امتحان
حق نے فرمایا کہ اے قوم یہود — صادقون کو موت ہی نفع و سود
جسطرح سے سود کی ہی آرزو — موت کی بہتر ہے اس سے آرزو
اے جہودو شرم انسان کے لئے — چھوڑ دی تمنی تمنا جو کہ ہے
اک جہودی کو کبھی نے طاقت ہی — مصطفےٰ نے جبکہ یہ آیت پڑھی
ہوئے گر اسکو زبان سے ہم نشین — نے یہودی اندر عالم کے رہین
پس یہودون نے دیا مال خراج — کرنہ کر رسوا تو ہمکو اے سراج
دیا جزیہ کرلیا ہولا جواب — ولیسی ہی واللہ اعلم بالصواب
انتہا رکھتی نہین یہ بات تو — ہاتھ دے مجکو جو دیکھا یار کو
اے نجاست سے گلستان میں تو — جو کہ شعلہ تجکو ظلمت مین دکھا
بے تامل رکھ تو اب جلدی قدم — تو اس جیسے سو باغ ارم
پہلوان بولا خدا کے واسطے — شرح کر سو نیون ابھی خود کو مجھ

تا تو می بینی عزیزان را بشر — دانکہ میراث بلیس ست آن نظر
گر نہ فرزند ابلیسی اے عنید — پس بتو میراث آن سگ چون رسید
من نیم سگ شیر حقم حق پرست — شیر حق آنست کز صورت برست
شیر دنیا جوید اشکار و برگ — شیر مولی جوید آزادی و مرگ
چونکه اندر مرگ بیند صد وجود — ہمچو پروانہ بسوزاند وجود
شد ہوای مرگ طوق صادقان — کہ جہودان را بد آن دم امتحان
در نبی فرمود کاے قوم یہود — صادقان را مرگ باشد نفع و سود
ہمچنان کہ آرزوی سود ہست — آرزوی مرگ بردن زان بہ است
ای جہودان بہر ناموس کسان — بگذرانید این تمنا بر زبان
یک جہودی اینقدر زہره نداشت — چون محمد این علم را بر فراشت
گفت اگر راند این را بر زبان — یک جہودی خود نماند در جہان
پس یہودان مال بردند و خراج — کہ مکن رسوا تو ما را ای سراج
جزیه بپذرفتند و می بو دند شاد — ہمچنان واللہ اعلم بالرشاد
این سخن را نیست پایانے پدید — دست با من دہ چو چشمت دوست دید
اندر آ در گلستان از مزبله — چونکه در ظلمت بدیدی مشعله
بے توقف زود تر در نه قدم — زین چه بے تن سوی باغ ارم
ہم ببر دش گفت از بہر خدا — شرح کن این راز بندرم ہلا

فرمانا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا پہلوان سے کہ سبب تیرے نہ مارنیکا یہ تھا اور مسلمان ہونا اسکا آنکی ہاتھ پر

گفتن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ با قرین خود کہ سبب ناکشتن تو چه بود و مسلمان شدن او بدست حضرت

پس کیا حضرت علی نے یہ بیان — کہ بوقت جنگ تو نے پہلوان
جو کہ میرے منہ پہ تھو کا تو نے تھا — نفس کو میرے غضب پیدا ہوا
نصف اللہ اور ہوا نصف ہوا — کار حق مین کب ہوئی شرکت روا
تو خدا کے ہاتھ کا ہے تلا بنا — ملک حق ہے اور نہین میرا بنا
نقش حق کو حکم حق سے توڑ تو — مار سنگ یا شیشہ مار کو

گفت امیر المومنین با آن جوان — کہ بہنگام نبرد اے پہلوان
چون خدو انداختی بر روی من — نفس جنبید و تبہ شد خوی من
نیم بہر حق شد و نیم ہوا — شرکت اندر کار حق نبود روا
تو نگاریدہ کف مولیسی — آن حقے کردہ من نیست
نقش حق را ہم بامر حق شکن — بر زجاجه دوست

گبر این بشنید و نوری شد پدید | در دل او تا که زناری برید
گفت من تخم جفا مے کاشتم | مے ترا نوعے دگر پنداشتم
تو ترازوے احد خو بودۂ | بل زبانۂ ہر ترازو بودۂ
تو تبار و اصل خویشم بودۂ | تو فروغ شمع کیشم بودۂ
من غلام آن چراغ شمع جو | کہ چراغت روشنی پذرفت ازو
من غلام موج آن دریاے نور | کہ چنین گوہر برآرد در ظہور
عرضہ کن بر من شہادت را کہ من | مر ترا دیدم سرافراز زمن
قرب پنجہ کس ز قوم و خویش او | عاشقانہ سوے دین کردند رو
او بہ تیغ حلم چندین خلق را | وا خرید از تیغ چندین حلق را
تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر | بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

سنکے پیدا نور کا فر کے ہوا | دل مین جو زنار اسکے تھا کٹا
بولا مین بوتا تھا بس تخم جفا | اور ہی کچھ مین گمتین تھا جانتا
تو ترازو ہے احد کی خو رکھے | ہر ترازو کا تو بل شاہین ہے
میرا اصل خاندان ہر تو ولی | شمع مذہب کی تو میری روشنی
اس چراغ شمع خو کا ہون غلام | کہ ترا روشن چراغ اس سے مدام
مین غلام اس موج دریا نور کا | جسنے ظاہر ایسے گوہر کو کیا
تمکو تو کلمہ شہادت کا بتا | کہ تجھ دیکھا ہی مینے او فا
قوم کے اسکے پچاس انسان سے | عارفانہ پائی دولت دین سے
اوسنے تیغ حلم سے بس خلق کو | تھا بچایا تیغ سے بس حلق کو
تیغ علم اس آہن سے ہے تیز | بلکہ سو لشکر سے زیادہ فتح خیز

خاتمۂ دفتر اول مثنوی

اے دریغا لقمۂ دو خوردہ شد | جوشش فکرت ازان افسردہ شد
گندمی خورشید آدم را کسوف | چون ذنب شعشاع بدرے را خسوف
اینت لطف دل کہ از یک مشت گل | ماہ او حق میشود پیدا دین گسل
نان چو معنی بود خوردش سود بود | چونکہ صورت گشت انگیزد جحود
ہمچو خار سبز کاشتر مے خورد | زان خورش صد نفع و لذت مے برد
چونکہ آن سبزیش خشک گشت | چون ہمان را می خورد اشتر بدشت
می درانذ کام و لنجش اے دریغ | کان چنان ورد مربی گشت تیغ
نان چو معنی بود بود آن خار سبز | چونکہ صورت شد کنون خشک و گبز
تو بدان عادت کہ او را پیش ازین | خوردہ بودی ای وجود نازنین
بر ہمان بو مے خوری این خشک را | بعد ازان کامیختہ معنی با ثری
گشت خاک آلود و خشک و کوفتہ | زان گیاہ اکنون بپرہیز ای شتر
سخت خاک آلود می آید سخن | آب تیرہ شد سر چہ بند کن
تا خدایش باز صاف و خوش کند | آنکہ تیرہ کرد ہم صافش کند

خاتمۂ قول دفتر اول مثنوی

حیف مینے کھائین کیون دو نوالے | فکر کا جوش اس سے پژمردہ ہوا
ہے گندم شمس آدم بے گہن | بدر پر جیسے ذنب ہو وے گہن
لطف دل تیرا کہ تھی خاک سے | ماہ اسکا کس لیے بے نور ہے
روٹی جو معنی تھی کھانا نفع تھا | جو نہی صورت تو یہ جھگڑا اوٹھا
جیسے کانٹے سبز کھاتا اونٹ ہر | اس خورش سے ہوتی لذت اسکے ہر
خشک وہ جب ہوئیں سبزی گئی | پھر جو کھلایا اونٹ جنگل مین گیا
پھاڑے اسکے تالو اور جبڑے کو وہ | جیسے گل اور قند ملکر تیغ ہو
روٹی جو معنی تھی وہ تھی سبز خار | جو نہی صورت ہی خشک خار در
تونے عادت پر کہ کھایا تھا اسی | اس سے پہلے ای وجود نیک ہے
کھایا اسی امید پر اس خشک کو | بعد اسکے کہ ملا مٹی سے وہ
خشک و خار آلود گی جیکہ رکھی | ہے شتر پرہیز کر اس گھانس سے
سخت و خاک آلودہ آتا ہے کلام | پانی گدلا بند کر چہ کو تمام
تا اسے پھر صاف خوش کر دے ہوا | جسنے گندا کر دیا کروے صفا

صبر سے امید پا گئے مستتاب	صبر کرو واللہ اعلم بالصواب	صبر آرد آرزو را نے شتاب	صبر کن واللہ اعلم بالصواب

تمت مترجم

اب قلم کو روک تو اے یوسفی	محویت کو پہونچا عشق مثنوی	راہبر تیرے نے اب تفقد کیا	رودک گھوڑی کی تو باگ اپنی ذرا
تاکہ تیری بھی کسل اب دور ہو	دفتر دوم میں تا پر زور ہو	کہ بنا نہ دیتا فرصت ہر سدا	بس غنیمت جان مانگ اس کی دعا
تاکہ تجھ توفیق ایسی دے خدا	کہ تمام آخر ہو دفتر دوسرا	ختم کرا سکو تو با نام رسول	تاکہ خاص وعام کے ہو وہ قبول

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم ۲۰۲

فہرست حقایق توحید و تعلیم سلوک دفتر دوم پیراہن یوسفی ترجمۂ مثنوی مولوی معنوی

صفحه	داستان	حقائق بمقام معرفت	تعلیم	صفحه	داستان	حقائق بمقام معرفت	تعلیم	صفحه	داستان	حقائق بمقام معرفت	تعلیم
۱۵۵	دعوت کرنا اس	طالب نے ذوق رنج	باطنی ہونا	۱۶۲	بیان اوس دعوی کا	دعوی اہل حق دعوی واقعی	با دعوی	۱۶۷	بیان تکرار	اولیا ہر قوم میں ہیں مثل	اولیا ابدال
	شخص کا	یار کا چکھا ہو	چاہیے	۱۶۳	ایضاً	آواز حق انبیا میں سے جان	جنین نبی کو سجدہ	[illegible]		انبیا پر امت نہیں	با ہم دیگر ہیں
۱۵۶	گھسیٹنا چوہے	خیال حکومت و مردار سے	تہمت اولیا			پہچانتی ہو	کرتا ہے	[illegible]	ایضاً	ایمان اہل سرور میں سواد دین کا نور ہے	عشق سب ایک کرتا ہے
	کا	بدتر افعال ہو	پر کرنا بدتر ہے	[illegible]	تعجب کرنا	آنکہ معنی کو دیکھ کر نظر صبر پر رکھے	رموز جاننا	۱۶۹	ایضاً	حدیث یہی دو دل میں [illegible]	[illegible]
۱۵۹	لقمہ اڑانا	بسیار خوردن و خفتن و	اور مسلم ایک	۱۶۴	پسند آنا	سخن اہل باطل کو پسند آیا ہے	امر [illegible]	۱۷۰	ایضاً	اولیا کو ایت نہیں ملتی ہے	خود [illegible]
	صوفیوں کا	گفتن بدتر ہے	کا علیحدہ ہے	۱۶۵	بیان کرنا شیخ کا	علم غیر حیات اسی سے	معنی ایک ہزار نام	[illegible]	قصہ [illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۶۰	ایضاً	خواب اولیا بیداری	اولیا اندیشہ	۱۶۶	ایضاً	اختلاف صورت پرست میں	دیکھ معنی صورت	۱۷۱	حیران ہونا	[illegible]	[illegible]
		و بیداری خواب ہے	سے باہر ہیں			نزد اہل معنی	[illegible]		حاجیوں کا	[illegible]	کرامت

[illegible]

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کہے ہے کتنی | جو تھا سارے عالم کو ہر دل عزیز | رکھا نام

عرفان معنوی

مثنوی معنوی

ترجمہ دفتر دوم

از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بانکے میاں چشتی نظامی گلشن آبادی ملک الـ

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بحسن زیبائی منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفتر دوم پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی معنوی

مثنوی معنوی		پیراہن یوسفی	
مہلتی بای…	مدتی این مثنوی تاخیر شد	تا کہ خون ہو شیر بس مہلت ہوئی	مثنوی کو دیر اک مدت ہوئی
خون نگردد…	تا نزاید بخت تو فرزند نو	خون ہو شیر شیرین جان لو	تا نہ تیرے بخت سے فرزند ہو
باز گردانید…	چون ضیاء الحق حسام الدین عنان	باگ پھر پھیری فلک کے اوج سے	جو ضیاء الحق حسام الدین نے
بی بہارش…	چون بمعراج حقائق رفتہ بود	بے بہاراں کے نہیں غنچہ کھلا	جو تھا معراج حقائق کو گیا
چنگ شعر…	چون ز دریا سوی ساحل بازگشت	چنگ شعر مثنوی بجنے لگا	جب دریا کے کنارے پر پھرا
بازگشتش…	مثنوی کہ صیقل ارواح بود	اسکا پھر نا روز استفتاح تھا	مثنوی کہ صیقل روح تھی ولا
سال بر…	مطلع تاریخ این سودا و سود	چھ سو باسٹھ سال میں پھر بجے تھے	مطلع تاریخ اسکا جان لے
بہر صید ای…	بلبلی زینجا برفت و بازگشت	صید معنی کے لیے باز اک ہوا	بلبل جان سے گیا تھا پھر پھرا

ساعد شہ مسکن این باز باد ۔ تا ابد بر خلق این در باز باد
دست شہ اس باز کی جا ہو جیو ۔ خلق پر دائم یہ در وا ہو جیو

آفت این در ہوا و شہوتست ۔ ورنہ اینجا شربت اندر شربتست
آفت اس در کی ہے شہوت اور ہوا ۔ ورنہ شربت میں ہے شربت جو بھرا

این دہان بربند تا بینی عیان ۔ چشم بند آن جہان حلق و دہان
یہ دہاں کر بند تا دیکھے عیاں ۔ چشم بند اس جہاں کا یہ دہاں

ای دہان تو خود دہانۂ دوزخی ۔ وی جہان تو بر مثال برزخی
ای دہاں تو خود دہان دوزخ کا ہے ۔ ای جہاں ہم رنگ تو برزخ کا ہے

نور باقی پہلوی دنیای دون ۔ شیر صافی پہلوی جوہای خون
نور باقی متصل دنیا کے ہے ۔ شیر صافی متصل جو خون کے

چون در او گامی زنی بی احتیاط ۔ شیر تو خون میشود از اختلاط
جو قدم اس میں رکھے بے احتیاط ۔ شیر تیرا خون ہو از رہ اختلاط

یک قدم زد آدم اندر ذوق نفس ۔ شد فراق صدر جنت طوق نفس
اک قدم آدم نے رکھا از ذوق نفس ۔ ہو گئی جنت کی فرقت طوق نفس

ہمچو دیو از وی فرشتہ میگریخت ۔ بہر نانی چند آب چشم ریخت
بھاگے تھے دیو ساں اس سے ملک ۔ روئے روٹی کے سبب سے تا ملک

گرچہ یک مو بد گنہ کو جستہ بود ۔ لیک آن مو در دو دیدہ رستہ بود
بال بھر سے گنہ گرچہ ہوا ۔ پردہ پر بال اُس کی آنکھوں کا تنا

بود آدم دیدۂ نور قدیم ۔ موی در دیدہ بود کوہ عظیم
تھا جو آدم دیدۂ نور قدیم ۔ بال آنکھوں میں ہوا کوہ عظیم

گر در آن حالت بکردی مشورت ۔ در پشیمانی نگفتی معذرت
گر وہ اس حالت میں کرتا مشورت ۔ نے پشیمانی سے کرتا معذرت

زانکہ با عقلی چو عقلی جفت شد ۔ مانع بدفعلی و بدگفت شد
عقل سے جو عقل اک باہم ملے ۔ دور بدفعلی و بدگوئی کرے

نفس چون با نفس دیگر یار شد ۔ عقل جزوی عاطل و بیکار شد
نفس سے جو نفس باہم یار ہو ۔ عقل جزوی عاجز و بیکار ہو

گر ز تنہائی تو نومیدی شوی ۔ زیر ظل یار خورشیدی شوی
گر تو تنہائی سے ہو نا امید ہو ۔ زیر سایہ یار کے خورشید ہو

رو بجو یار خدایی را تو زود ۔ چون چنان کردی خدا یار تو بود
جلد جا کر ڈھونڈھ حق کے دوست کو ۔ جو کرے ایسا تو حق کا دوست ہو

آنکہ در خلوت نظر بر دوختست ۔ آخر آنرا ہم ز یار آموختست
جسنے خلوت میں نظر کو بند کی ۔ یار سے سیکھا ہے آخر اسکو بھی

خلوت از اغیار باید نے ز یار ۔ پوستین بہر دی آمد نے بہار
خلوت اغیار سے ہونے یار سے ۔ پوستیں سردی میں ہے گرمی میں نہ

عقل با عقل دگر دوتا شود ۔ نور افزون گشت و رہ پیدا شود
عقل اک جو عقل سے جا کر ملے ۔ ہو زیادہ نور اور رستہ کھلے

نفس با نفس دگر خندان شود ۔ ظلمت افزون گشت و رہ پنہان شود
نفس اک جو نفس سے خرسند ہو ۔ ہو زیادہ ظلمت اور رستہ چھپے

یار چشم تست ای مرد شکار ۔ از خس و خاشاک او را پاک دار
اے شکاری آنکھ تیری یار ہے ۔ پاک کر اسکو خس و خاشاک سے

ہین بجاروب زبان گردی مکن ۔ چشم را از خس رہ آوردی مکن
گرد جاروب زباں سے مت اڑا ۔ اور خس دے تو آنکھوں کو بچا

چونکہ مومن آینۂ مومن بود ۔ روی او ز آلودگی ایمن بود
کیونکہ مومن آئنہ مومن کا ہے ۔ آشکارا آلودگی کو کب سکے

یار آئینہ است جان را در حزن ۔ در رخ آئینہ ای جان دم مزن
یار آئینہ ہے غم میں جان کا ۔ آئینہ پر دم نہ مارا ہو جہاں ذرا

تا نپوشد روی خود را در دمت ۔ دم فرو خوردن بباید ہر دمت
تا چھپا دے نہ دم سے وہ تجھے ۔ روکنا پس چاہیے دم کو تجھے

کم ز خاکی چونکہ خاکی یار یافت ۔ از بہاری صد ہزار انوار یافت
خاک سے کیا کم ہے تو کیا ہے یار ۔ خاک کو درجے کھلائے سو بہار

اردو	اردو	فارسی	فارسی
جو تجبر کر یار سے اپنے ملے	بس ہوئے خوش سراپا کھلے	آن ز جفتی کو شود با یار جفت	از پی آن خوش سراپا بشکفت
جو خزان میں پائے وہ یار خلاف	تو چھپائے منہ کو وہ زیر لحاف	در خزان چون دید او یار خلاف	در کشید آورد و سر زیر لحاف
بولا یار بد سے ملنا رنج ہے	جب وہ آئے سونا مجکو سنج ہے	گفت یار بد بلا آشفتن است	چونکه او آمد طریق خفتن است
سو رہوں تو ہوں میں اصحاب کہف	اچھا دقیانوس سے یہ خواب کہف	پس بخسپم باشم از اصحاب کہف	بہ ز دقیانوس آن محبوس لہف
انکا جگنا صرف دقیانوس تھا	سونا انکا مایۂ ناموس تھا	یقظہ شان مصروف دقیانوس بود	خوابشان سرمایۂ ناموس بود
سونا جگنا ہے جو ہو دانش کے ساتھ	حیف وہ جگنا کہ نادان کے ہو ساتھ	خواب بیداریست چون با دانش است	وای بیداری کہ با نادان نشست
خیمہ گلشن میں جو زاغون نے کیا	بلبلیں سب جا چھپیں اک اک جدا	چونکہ زاغان خیمہ بر گلشن زدند	بلبلان پنہان شدند و تن زدند
بلبلیں خاموش ہیں بے گلزار کے	غیبت خور کھوتی بیداری کو ہے	زانکہ بی گلزار بلبل خامش است	غیبت خورشید بیداری کش است
آفتابا ترک یہ گلشن کرے	تا زمین کا تحت تو روشن کرے	آفتابا ترک این گلشن کنی	تا کہ تحت الارض را روشن کنی
آفتاب معرفت کو نقل نے	مشرق اسکا غیر جان و عقل نے	آفتاب معرفت را نقل نیست	مشرق او غیر جان و عقل نیست
خاص اس سے جو ہے شمس کمال	رات دن روشن گری ہے اسکا حال	خاصہ خورشید کمالی کان سریست	روز و شب کردار او روشنگریست
تو مطلع خور میں گر طالب ہے تو	بعد وہ جائے جہان صاحب ہے تو	مطلع شمس آ اگر اسکندری	بعد از آن ہر جا روی نیلوفری
بعد وہ جائے جہان مشرق بنے	مشرقیں عاشق ہوں مغرب پر ترے	بعد از آن ہر جا روی مشرق بود	شرقہا بر مغربت عاشق شود
حس خفاشی تری مغرب کو آئے	حس انوار تری ہی مشرق کو جائے	حس خفاشت سوی مغرب دوان	حس درپاشت سوی مشرق روان
راہ حس وہ ہر گدھوں کی اے بشر	تو گدھوں کا ہو نہ راغب شرم کر	راہ حس راہ خران است ای سوار	ای خران را تو مزاحم شرم دار
پانچ حس کے اور سوا ہیں پانچ حس	وہ مثال زر ہیں اور یہ مثل مس	پنج حسی ہست جز این پنج حس	آن چو زر سرخ و این حسہا چو مس
جو کہ ہیں آنکا وہ اس بازار میں	حس مس کو مثل حس زر نہ لیں	اندران بازار کایشان ماہرند	حس مس را چون حس زر کی خرند
حس تن ظلمت کی کھاتا ہے غذا	حس جان خورشید سے لے ہے ضیا	حس ابدان قوت ظلمت میخورد	حس جان از آفتابی میچرد
اے حسوں کو غیب میں تو لیگیا	دست موسیٰ کا دکھادے معجزا	ای ببردہ رخت حسہا سوی غیب	دست چون موسی برون آر از جیب
اے تری صفتیں ہیں شمس معرفت	آفتاب چرخ رکھے اک صفت	ای صفاتت آفتاب معرفت	و آفتاب چرخ بند یک صفت
گاہ خورشید اور گہ دریا ہو تو	گاہ کوہ قاف دگہ عنقا ہو تو	گاہ خورشیدی و گہ دریا شوی	گاہ کوہ قاف و گہ عنقا شوی
تو نہ یہ ہے نہ وہ ہے اپنی ذات میں	تجکو افزون وہم سے جانوں ہوں میں	تو نہ این باشی نہ آن در ذات خویش	ای فزون از وہمہا و ز بیش بیش
روح علم و عقل سے یاری رکھے	تازی ترکی سے غرض نی رکھے	روح با علم است و با عقل است یار	روح را با تازی و ترکی چہ کار
تجھسے اے بے نقش اتنی ہیں صور	ہیں مشبہ اور موحد خیرہ سر	از تو ای بی نقش با چندین صور	ہم مشبہ ہم موحد خیرہ سر
گہ مشبہ کو موحد تو کرے	گہ موحد کو دوئی میں تو رکھے	گہ مشبہ را موحد می کند	گہ موحد را صور رہ میزند

گر تجھے مستی سے کوئی بوالحسن | یا تجھے امرد کہے یا گلبدن
کا نقش اپنے کو وہ ویران کرے | ظاہرا تنزیہ جانان کے لیے
چشم حس کہتی ہے مذہب اعتزال | سنی چشم عقل ہے اندر وصال
حس کے ہیں پابند اہل اعتزال | سنی خود کہلاتے ہیں از رہ ضلال
در رہ احس میں وہ ہے معتزلی | خود کو سنی جانے از رہ جاہلی
ہو کر جیونا حس سے بس سنی ہے وہ | اہل بینش باندھی حس کی چشم کو
جسنے حس حق سے پایا ہے بہا | اسکی طاعت بس ہے مقبول خدا
دیکھتی گر حس حیوان شاہ کو | دیکھتے بس گاؤ خر اللہ کو
گر سوا اسکے کوئی حس ہو تجھے | حس حیوان سے سوا اور جو حس سے
پس بنی آدم کرم پاتے کب | حق کو حس مشترک سے پاتے کب
نا مصور یا مصور تو کہے | ہو نہ باطل تو نہ صورت سے چھٹے
نا مصور یا مصور اسکو ہے | جو ہے مغز اور پوست سے بالکل چھٹے
گر تو اندھا ہے تو تجھکو کیا حرج | در شبا الصبر مفتاح الفرج
سنگ کے پردونکی ہے دارو صبر | سی جلاکے بھی بنا شرح صدر
آئینہ دل کا جو ہووے صاف پاک | نقش دیکھے تو سوا آب و خاک
نقش کو دیکھے تو اور نقاش کو | فرش کو دیکھے تو اور فراش کو
چون خلیل آیا خیال اب یار کا | بت شکن یعنی و صورت بت ہوا
شکر حق کو جبکہ وہ آئے خیال | بس خیال آسکے میں جان ہو خیال
خاک در تیری لبھائے دل مرا | تاک آ سیر خاک سے تیری پھرا
سوچا گر ہون خوب تو کر لی قبول | ورنہ مجھپر خود ہنسے زشت و فضول
ہے علاج اتنا نہیں پیش ہمت | لائق اسکے ہوش یا لائق نہیں
ہے جمیل اور وہ محب للجمال | کب پسند آئے جوان کو پیر زال
طیبات اب کسلیے للطیبین | خوب خوبی کو ہے لیتا بالیقین
خوب خوبی کو ہے لیتا جان تو | طیبات و طیبین اسپر پڑھو
جب نظر جس جنس پر تیری پڑی | جنس کی کرتا ہے سیر ای معنوی

گر ترا گوید ز مستی بو الحسن | یا صغیر السن یا رطب البدن
گاو نقش خویش ویران میکند | از پی تنزیه جانان میکند
چشم حس را هست مذهب اعتزال | دیدهٔ عقل هست سنی در وصال
سخرهٔ حس اند اهل اعتزال | خویش را سنی نمایند از ضلال
هر که در حس ماند او معتزلی است | گرچه گوید سنیم از جاهلی است
هر که بیرون شد ز حس سنی وی است | اهل بینش چشم عقل خوش پی است
گر بدیدی حس حیوان شاه را | پس بدیدی گاو و خر الله را
گر نبودی حس دیگر مر ترا | جز حس حیوان ز بیرون هوا
پس بنی آدم مکرم کی بدی | کی بحس مشترک محرم شدی
نامصور یا مصور گفتنت | باطل آمد بی ز صورت رستنت
نامصور یا مصور پیش اوست | کو همه مغز است و بیرون شد ز پوست
گر تو کوری نیست بر اعمی حرج | ورنه رو الصبر مفتاح الفرج
پرده‌های دیده را داروی صبر | هم بسوزد هم بسازد شرح صدر
آینهٔ دل چون شود صافی و پاک | نقشها بینی برون از آب و خاک
هم ببینی نقش و هم نقاش را | فرش دولت را و هم فراش را
چون خلیل آمد خیال یار من | صورتش بت معنی او بت شکن
شکر یزدان را که چون او شد پدید | در خیالش جان خیال خود بدید
خاک درگاهت دلم را می فریفت | خاک بر وی کو ز خاکت می شکیفت
گفتم ار خوبم پذیرم این از او | ورنه خود خندید بر من زشت رو
چاره آن باشد که خود را بنگریم | ورنه او خندد که ما در خوریم
او جمیل است و محب للجمال | کی جوان نو گزیند پیر زال
الطیبات از بهر که للطیبین | خوب خوبی را کند جذب این یقین
خوب خوبی را کند جذب این بدان | طیبات و طیبین بر وی بخوان
در جهان هر چیز چیزی جذب کرد | میکند با جنس سیر ای معنوی

مع المجلس انیس

درجهان هر چیز چیزی جذب کرد	گرم گرمی را کشید و سرد سرد
قسم باطل باطلان را می کشند	باقیان از باقیان هم سرخوشند
ناریان مر ناریان را جاذب اند	نوریان مر نوریان را طالب اند
صافیان هم صافیان را غب شوند	دردیان هم تیرگان جاذب بوند
زنگ را هم زنگیان باشند یار	روم را با رومیان افتاد کار
چشم چون بستی ترا جان کندنی است	چشم را از نور روزن صبر نیست
چشم چون بستی ترا تاسه گرفت	نور چشم از نور روزن می شگفت
تاسه تو جذب نور چشم بود	تا بپیوندد بنور روز زود
چشم باز ار تاسه گیرد مر ترا	دانکه چشم دل ببستی بر گشا
این تقاضای دو چشم دل شناس	کو همی جوید ضیای بی قیاس
چون فراق آن دو نور بی ثبات	تاسه آورد و گشادی چشمهات
پس فراق آن دو نور پایدار	تاسه می آرد مر آنرا پاسدار
او چو می خواند مرا من بنگرم	لایق جذبم و یا بد پیکرم
گر لطیفی زشت را در پی کند	تسخری باشد که او بر وی کند
کی ببینم نقش خود را ای عجب	تا چه رنگم همچو روزم یا چو شب
نقش جان خویش می جستم بسی	هیچ می ننمود نقشم از کسی
گفتم آخر آینه از بهر چیست	تا ببیند هر کسی کو چیست کیست
آینه آهن برای پوستهاست	آینه سیمای جان سنگین بهاست
آینه جان نیست الا روی یار	روی آن یاری که باشد زان دیار
گفتم ای دل آینه کل را بجو	رو بدریا کار بر ناید ز جو
زین طلب بنده بکوی تو رسید	درد مریم را بخرما بن کشید
دیده تو چون دلم را دیده شد	شد دل نادیده غرق دیده شد
آینه کلی ترا دیدم ابد	دیدم اندر چشم تو من نقش خود
گفتم آخر خویش را من یافتم	در دو چشمش راه روشن یافتم
گفت وهمم کان خیال تست هان	ذات خود را از خیال خود بدان

کھینچے ہے ہر شے کو عالم میں جو چیز	گرم گرمی کو و سردی سرد کو
قسم باطل کھینچتے باطل کو ہیں	اور عاقل کھینچتے عاقل کو ہیں
ناریوں کو ہے کشش ناری کے ساتھ	نوریوں کو ہے کشش نوری کے ساتھ
صاف کی خواہش کریں ہیں صافیان	اور کدورت چاہتے ہیں تیرہ دلان
زنگ کے بس زنگیاں ہوتے ہیں یار	روم سے ہے رومیوں کو بسکہ کار
جانکنی ہوا آنکھ جو باندھے تو اب	آنکھ کو بے نور روزن ہے کرب
چشم جو باندھے تو ہوئے بیقرار	نور روزن سے ہیں آنکھیں نوردار
جذب نور چشم سے بیکل تھا تو	تاکہ ملجاوے وہ نور روز کو
گر کھلی آنکھوں سے تو بیتاب ہے	جان چشم دل بندھی ہیں کھولدے
یہ تقاضے دونوں آنکھیں دل کو جان	کر ضیا کو ڈھونڈھتی ہیں بیگمان
جو فراق ان دونوں نور نیست کا	کرے بیتابی سے تیری چشم وا
پس فراق ان دونوں نور ہست کا	کرتا ہے بیتاب جان اسکو دلا
وہ بلائے تجھکو دیکھوں آپ کو	جذب کے لائق ہوں یا ہوں زشت رو
گر شکیل اک زشت کو دیوے سکے	سب ہنسیں کہ یار ہے اس سے ٹھٹھے
دیکھوں اپنی شکل میں کس رنگ کا	رنگ گورا ہے و یا کالا مرا
ڈھونڈھتا ہوں نقش اپنی جان کا	پر کسی میں وہ نہیں نقشہ ملا
سوچا میں کہ آئینہ ہے کس لیے	تاکہ دیکھے ہر کوئی وہ کون ہے
آئینہ آہن ہے رنگوں کے لیے	آئینہ سیمائے جان قیمت رکھے
آئینہ جان نہ ہے الا روی یار	یار وہ کہ ہووے جسکا وہ دیار
سوچا کل کا آئینہ ڈھونڈھا ہے دلا	بحر میں جا نہر سے ہو کام کیا
اس طلب سے بندہ پہونچا تیرے پاس	درد سے مریم گئی خرمے کے پاس
میرے دل کو دیکھا تیری چشم نے	سو دل نادیدہ غرق چشم سے
آئینہ کل کا جو اک دیکھا تجھے	اپنا نقشہ آنکھ میں دیکھا ترے
پایا آخر آپ کو سوچا یہ میں	راہ روشن پائی دونوں آنکھ میں
وہم بولا ہے ترا خیال و گمان	ذات اپنی کو خیال اپنے سے جان

۴ گر ہے یعنی واسطے کہ جسون کو بہت دیکھتا ہے یعنی اسکی آنکھ صورت پرست ہے اسمیں حقائق کب دکھائی دیتے ہین اور جو کچھ اسمین دکھاتا ہے خیال ہے چنانچہ آگے قول مرشد ہے فافہم ۱۲

نقش من از چشم تو آواز داد | که منم تو تو منے و اتحاد
اندرین چشم منیر بے زوال | از حقائق راه کے یابد خیال
در دو چشم غیر من تو نقش خود | گر ببینی آن خیالی دان و رد
آنکه سرمه نیستی در می کشد | باده از تصویر شیطان می چشد
چشم او خانهٔ خیال ست و عدم | نیستها را هست بیند لاجرم
چشم من چون سرمه دید از ذوالجلال | خانهٔ هستی ست نه خانهٔ خیال
تا یکے مو باشد از تو پیش چشم | در خیالت گوهری باشد چو یشم
یشم را آنگه شناسی از گهر | کز خیال خود کنی کلی گذر
یک حکایت بشنو ای گوهر شناس | تا بدانی تو عیان را از قیاس

بولا نقشہ میری تیری آنکھ سے | کہ میں تو اور تو ہوں میں سب ایک ہے
چشم پر روشن میری جو بے زوال | راہ کب پائے حقائق سے خیال
غیر کی آنکھوں میں سوا اگر نقش خود | گر تو دیکھے وہ خیال اک جان بد
نیستی کا سرمہ جو کوئی رکھے | بادہ وہ تصویر شیطان سے چکھے
بس خیالوں کا گھر اسکی آنکھ ہے | نیستوں کو ہست دیکھے اسلیے
آنکھ میری نے کہ سرمہ ذوالجلال | خانہ ہستی ہے نہ خانہ خیال
تا اگر اک بال ہے درپیش چشم | ہو خیال اندر گہر مانند یشم
سنگ گوہر کو تو اسدم جان لے | کہ خیال اپنے سے تو بالکل چھٹے
اک حکایت سن تو اے گوہر شناس | تا کہ جانے تو عیاں از دہ قیاس

هلال پنداشتن آن شخص خیال را در عهد عمر رضی الله عنه

ہلال جاننا ایک شخص کا خیال کو عہد میں عمر رضی اللہ عنہ کے اور تنبیہ کرنا آپ کا

ماه روزه گشت در عهد عمر | بر سر کوهی دویدند آن نفر
تا هلال روزه را گیرند فال | آن یکی گفت ای عمر اینک هلال
چون عمر بر آسمان مه را ندید | گفت کین مه از خیال تو دمید
ورنه من بیناترم افلاک را | چون نمی بینم هلال پاک را
گفت تر کن دست و بر ابرو بمال | آنگهان تو در نگر سوی هلال
چونکه او تر کرد ابرو مه ندید | گفت ای شه نیست مه شد ناپدید
گفت آری موی ابرو شد کمان | سوی تو افگند تیری از گمان
چون یکی مو کژ شد از ابروی او | شکل ماه نو نمود آن موی او
موی کژ چون پردهٔ گردون شود | چون همه اجزات کژ شد چون بود
چون یکی مو کژ شد او را راه زد | تا بدعوی لاف دید ماه زد
راست کن اجزات را از راستان | سر مکش ای راست رو زان آستان
هم ترازو را ترازو راست کرد | هم ترازو را ترازو کاست کرد
هر که با ناراستان هم سنگ شد | در کمی افتاد و عقلش دنگ شد
رو اشداء علی الکفار باش | خاک بر دلداری اغیار پاش
بر سر اغیار چون شمشیر باش | هین مکن روباه بازی شیر باش

ماہ رمضان آیا در عہد عمر | اک پہاڑی پر گئے وہ سب نفر
تا ہلال روزہ وہ لیویں فال | ایک بولا اے عمر یہ ہے ہلال
آسماں پر نے عمر کو مہ دکھا | بولے تیرے یہ خیال اندر آگا
ورنہ میں کیوں نہ دیکھوں افلاک کو | کیوں نہ دیکھوں میں ہلال پاک کو
بولے پانی ہاتھ سے ابرو پہ ڈال | بعد تو کر نظر سوے ہلال
تر جو ابرو اسنے کی نہ مہ دکھا | بولا اے سلطان یہ اب مہ چھپا
بولے ابرو کا تری ٹیڑھا تھا بال | پس تجھے دکھتا تھا وہ شکل ہلال
جو کہ بال ابرو کا اسکے خم ہوا | شکل ماہ نو وہ بال اسکو دکھا
بال اک خم پردہ جو گردون کا ہو | جو کہ سب اجزا ہوں ٹیڑھے کیا کہو
بال اک خم راہ کا پردہ ہوا | دعوی چاند دیکھنے کا کیا
کر جزون کو سیدھا ان سیدھوں سے تو | پھیر مت سر ان سیدھوں سے تو
بھی ترازو کو ترازو سچ کرے | بھی ترازو کو ترازو کج رکھے
جو کوئی نا لائقوں کے ساتھ ہو | آبرو کھوئے گا اسکے عقل کو
با اشداء علی الکفار ہو | ڈال یاری پر عدو کی خاک کو
سر سے اغیار کے جوں شمشیر رہ | رو بہ بازی مت کرے تو شیر رہ

تا نہ ہو دین یار غیرت سے جدا | گر عدو ہین خوار اس گل کے سدا
گرگ ان گرگون کی جانین تو لگا | ہین عدو یہ گرگ یوسف کے سدا
جان بابا جو تجھے شیطان کہے | تا فریبا ہین ہین دم سے تجھے
مکر ایسا تیرے بابا سے کیا | مات آدم کو سیہ دل نے دیا
چست بیٹھا زاغ پہ شطرنج سے | دیکھ مت بازی تو چشم سست سے
کیونکہ فرزین بند آتا ہے اسے | وہ گلو مین مثل تنکے کے پھنسے
اسکا تنکا خلق مین برسون رہے | کیا ہے تنکا حب جاہ و مال ہے
مال تنکا ہے جو ہے وہ بے ثبات | حلق مین پڑ کے ہے تیرے آبحیات
گر چرالے مال کو دشمن ترا | راہزن اک راہزن کو لیگیا

تا ز غیرت از تو یاران نگسلند | زانکه آن گرگان عدو آن گلند
آتش اندزند گرگان چون سپند | زانکه این گرگان عدو گوسفند
جان بابا گویدت ابلیس هین | تا بدم بفریبدت دیو لعین
اینچنین تلبیس با بابات کرد | آدمی را آن سیه رخ مات کرد
بر سر شطرنج چست است این غراب | تو مبین بازی بچشم نیم خواب
زانکه فرزین بندها داند بسی | که بگیرد در گلویت چون خسی
در گلو ماند خس او سالها | چیست آن خس مهر جاه و مالها
مال خس باشد چو هست ای بی ثبات | در گلویت مانع آب حیات
گر برد مالت عدوی پر فنی | رهزنی را برده باشد رهزنی

چرا لیجانا ایک شخص کا سانپ کو سانپ والے کے پاس سے اور مر جانا چور کا سانپ کے کاٹنے سے

دزدیدن شخصی مارے را از مارگیرے و گزیدن مار دزد را و کشتن او

سانپ والے سے چرایا سانپ کو | اور غنیمت جانے ابلہ پن سے وہ
سانپ والا بچ گیا اس سانپ سے | چور کو کشتہ کیا اس سانپ نے
سانپ والے نے اُسے پہچان کے | سونچا میرے سانپ نے مارا اسے
مانگتا تھا مین دعا تو اسلیے | گر مین چھینون سانپ کو اس شخص سے
شکر حق میری دعا وہ رد ہوئی | جانتا نقصان وہ بہبود تھی
وہ دعا جسمین زیان ہو خلق کا | نے کرم سے اسکو سنتا ہے خدا
ہے وہ مصلح مصلحت جانے ہے وہ | اور دعا کو مسترد کرتے ہے وہ
وہ دعا گو اسلیے شکوہ کرے | اور گمان بد اسکی نسبت وہ کرے
یہ نہ جانا کہ وہ چھپا تھا بھلا | اور کرم سے ذر رکھا حق نے روا

دزدکے از مارگیرے مار برد | ز ابلهی آن را غنیمت می شمرد
وارهید آن مارگیر از زخم مار | مار کشت آن دزد را بس زار زار
مارگیرش دید پس بشناختش | گفت از جان مار من پرداختش
در دعا می خواستی جانم از و | کش بیابم مار بستانم از و
شکر حق را کان دعا مردود شد | من زیان پنداشتم آن سود شد
بس دعاها کان زیانست و هلاک | وز کرم می نشنود یزدان پاک
مصلح است و مصلحت را داند او | کان دعا را باز میگرداند او
وان دعا گو تند شاکی میشود | سوء ظن بر بدان بد بود
می نداند کو بلای خویش خواست | در کرم حق آن بدو نادر وست

عرض کرنا ہمراہی کا عیسیٰ علیہ السلام سے واسطے زندہ کرنے ہڈیون کے

التماس کردن همراهی عیسیٰ از زنده کردن استخوان را

ساتھ عیسیٰ کے جو اک نادان ہوا | اک گڑھے مین کچھ ہڈی تو کہا
اے مرے ہمراہ نام اس پاک کا | جس سے تو زندہ کرے مردہ سدا
وہ بتا دے مجکو تا احسان ہو | ہڈیون مین ڈالون اس سے جان کو
بولے چپ وہ وہ نہ تیرا کام ہے | دو نہ دم کرنے کی لائق ہے ترے

گشت با عیسیٰ یکی ابله رفیق | استخوانها دید در گودی عمیق
گفت ای همراه آن نام سنی | که بدان تو مرده زنده میکنی
مر مرا آموز تا احسان کنم | استخوانها را بدان با جان کنم
گفت خامش کن که آن کار تو نیست | لایق انفاس و گفتار تو نیست

دم وہ جیتا ہو رہاں کو پاک	دو مرشتہ سے علے یا لاک تر	کان نفس خواہد زباراں تا پاک تر	در فرشتہ در رود تا پاک تر
یا ہے اک عمر ما دم پاک دو	پاک پست عرش افلاک کو	عمر ما لست ما دم پاک شد	تا امیں محرم افلاک شد
ہاتھ میں اپنے عصا پکڑ ایماں	اسکو پھر ہاتھ دستی کا کہاں	خود گرفتی ایں عصا در دست است	دست او تا ساں دلی رکی سست
یا اگر لاکس ہم اس سیدکے	پڑیں پڑھ تو اس نام سے	گفت اگر من میتم اسرار حوں	ہم تو بر داں نام را بر آسمان
چلے جیسے مارے آس سرزد کیا	تو ہتر مراد اں کی بس کیسے کیا	گفت عیسے یا ر ایں اسرار چیست	میل یا الحدرین کما رچیست
کیوں غم اپنا ہے اس ہمار کو	کیوں غم جاں کا ہو اس مردار کو	چوں غم خود نیست ایں ہمار را	چوں غم جاں نیست این مردار را
لیے مرتبے کی رکمی جستو	دوستر مردہ کا ڈھ نڈ ھے ہو رو	مردہ خود را رہا کردست او	مردہ بیگانہ را جوید رفو
ہر الق ندامت کرے ہو ڈھونڈا	مار ا کیا اسکے کھیتی کی حرا	گفت حق ادبار گر ادبار جوست	خار روئیدن سزای کشت اوست
کوئی دست جابیں ہم جار	ڈھونڈھ گلشن بیچ اسکو ہیار	آنکہ تخم خار کارد در جہاں	ہاں و ہاں اورا مجو در گلستاں
ہاتھ میں گل کو لیوے صدمو	بارسے جا کرملے تو یار ہو	گر گلے گیرد بکف خارے شود	ور سوے یارے رود مارے شود
وہ متقی سب کیمیا سے زہر مار	عکس سب وہ کیمیائے نیک کار	کیمیائے زہر مارست آں شقی	بر خلاف کیمیائے متقی

نصیحت کرنا صوفی کا خادم کو واسطے نگہبانی جانور اپنے کے / اندر زکردن صوفی خادم را در تیمار بہیمہ او

اک صوفی تھا جو سیاح رہاں	اک ہوا شب خانقہ میں میہماں	صوفئی می گشت در دور افق	تا شبے در خانقہ شد حق
جانور اپنا طویلہ میں رکھا	اور صف یار میں جو دیا کر رہا	یک بہیمہ داشت در آخر بہ بست	او بصدر صفہ با یاراں نشست
ساتھ یار کے مراقب وہ ہوا	پس حضور یار کا دفتر کھلا	پس مراقب گشت با یاراں خویش	دفتری صوفی سواد حرف نیست
توشہ دانش نقش قلم	تو بتہ صوفی کا ہوا کیا اور قدم	زاد دانشمند آثار قلم	زاد صوفی چیست آثار قدم
شکاری صید کے پیچھے پھرے	نقش پا آہو کا لیں وکھوج لے	ہمچو صیاد سوے اشکار شد	گام آہو دید و بر آثار رفت
چند گام نقش آہو پہ چلے	رہبری پھر ناف آہو کی کرے	چند گاہش گام آہو در خورست	بعد ازاں خود ناف آہو رہبرست
دفتر صوفی الس اظہار حرف	پر سعیدی لکی آنکے مثل برف	دفتر صوفی سواد و حرف نیست	جز دل اسپید ہمچوں برف نیست
کھوج کا اسکو ہو رستہ چلا	کھوج سے آخر کو بس مقصد ملا	چونکہ شکر گام کرد و رہ برید	لا جرم زاں گام در کامی رسید
ایک منزل ما و سراف سپے	کھوج کی سو منزلوں سے بہتر ہے	رفتن یک منزلی بر بوی ناف	بہتر از صد منزل گام و طواف
سیر ہو مہر سینے تا کہ گاہ	سیر عارف ہر گھڑی تا تخت شاہ	سیر زاہد ہر مہے تا پیشگاہ	سیر عارف ہر دمی تا تخت شاہ
مطلع مہتاب جو کہ دل ہوا	مہر عارف تحت اور اس	آن دلے کو مطلع مہتاب ہاست	بہر عارف فتحت ابواب ہاست
تمکو ہو دیوار اور اسکو ہو در	تمکو سنگ در ہو عزیزوں کو گہر	با تو دیوار است با ایشاں درست	با تو سنگ و با عزیزاں گوہرست

آنچه تو در آئینه بینی عیان — پیر اندر خشت بیند پیش از آن
آئینہ میں جو عیاں تجکو ہوا — پیر دیکھے خشت میں اس سے سوا

پیر ایشان اند کین عالم نبود — جان ایشان بود در دریای جود
پیر وہ ہیں جبکہ یہ عالم نہ تھا — انکی جان اس بحر میں تھی آشنا

پیش از این تن عمرها بگذاشتند — پیشتر از کشت بر برداشتند
عمر کی تھی پہلے اس تن سے بسر — اور لیا کھیتی سے تھا پہلے ثمر

پیشتر از نقش جان پذرفته اند — پیشتر از بحر درها سفته اند
پہلے اس صورت سے جان کو پالیا — پہلے دریا سے گہر کو چن لیا

مشوره کردن خداوند تعالی با فرشتگان در ایجاد خلق
مشورہ کرنا خداوند عالم کا فرشتوں سے پیدایش خلق میں

مشورت میرفت در ایجاد خلق — جان شان در بحر قدرت تا بحلق
مشورہ کرتا تھا با ایجاد خلق — انکی جان تھی غرق قدرت تا بحلق

چون ملائک مانع آن می شدند — بر ملائک خفیه خنبک میزدند
جو ملائک انکے مانع ہوتے تھے — بر ملائک پردۂ خفیہ ہنستے تھے

مطلع بر نقش هر که هست شد — پیشتر زان کین نقش کل پابست شد
مطلع صورت پہ تھے کہ ہست ہو — اس سے پہلے کہ وہ نقش کل بنے

پیشتر ز افلاک کیوان دیده اند — پیشتر از دانه ها نان دیده اند
پہلے دیکھا چرخ سے کیوان کو — پہلے دیکھا دانے سے ہر نان کو

بی دماغ و دل پر از فکرت بدند — بی سپاه و جنگ نصرت رانده اند
بے دماغ و دل وہ با افکار تھے — بے سپاہ و جنگ نصرت دار تھے

آن عیان نسبت بایشان فکرت است — ورنه خود نسبت بدوران رویت است
وہ عیان انکو و تجکو فکر ہے — ورنہ رویت ہے بہ نسبت دید کے

فکرت از ماضی و مستقبل بود — چون از این دو رست مشکل حل شود
ماضی مستقبل میں ہوتی فکر ہے — جو ہوا اس سے دور مشکل حل رہے

دیده چون بی کیف هر باکیف را — دیده پیش از کان صحیح و زیف را
باچگون کو دیکھا مثل بے چگون — دیکھا پہلے کان سے نیک و زبون

پیشتر از خلقت انگور ها — خورده میها و نموده شورها
پہلے پیدایش سے کل انگور کے — بادہ کھائے اور بس مستی کرے

در تموز گرم می بینند دی — در شعاع شمس می بینند فی
شدت گرمی میں سردی دیکھتے — دھوپ میں سائے کو بھی دیکھتے

در دل انگور می را دیده اند — در فنای محض شی را دیده اند
دل میں انگوروں کی وہ مے دیکھتے — اور فنائے محض میں شی دیکھتے

آسمان در دور ایشان جرعه نوش — آفتاب از جودشان زربفت پوش
دور میں انکے فلک زلہ ربا — شمس انکے جود سے زریں ہوا

چون از ایشان مجتمع بینی دو یار — هم یکی باشند و هم سی صد هزار
جو بہم دیکھے تو انمیں سے دو یار — یعنی وہ اک ہوں بھی وہوں سو ہزار

بر مثال موجها اعداد شان — در عدد آورده باشد بادشان
مثل موجوں کے عدد انکے ہوئے — بس عدد انکے کیے ہیں باد نے

مفترق شد آفتاب جانها — در درون روزن ابدانها
ہو کر متفرق ہوا ہے شمس جان — روزن تن کے جسم کریان ہے عیان

چون نظر در قرص داری خود یکیست — آنکه شد محجوب ابدان در شکیست
قرص کو جو دیکھے تو ایک ہے — جو ہو محجوب بدن وہ شک سے ہے

تفرقه در روح حیوانی بود — نفس واحد روح انسانی بود
تفرقہ ہے روح حیوانی میں سے — نفس واحد روح انسانی میں ہے

گفت حق رش علیهم نوره — مفترق هرگز نگردد نور او
حق کے رش علیہم روح را — نور متفرق نہووے ابد

روح انسانی کنفس واحدت — روح حیوانی سفال جامد است
روح انسانی کنفس واحدہ — روح حیوانی ہے خشت جامدہ

عقل جزو از رمز این آگاه نیست — واقف این سر بجز الله نیست
عقل جزو اس رمز سے آگہ نہیں — واقف اس سر کا بجز اللہ نہیں

عقل کو کیا کام ہے اس لیے / بہرے اور سادہ کو آواز سے
چھوڑ اے ہمراہ اک دم تو ملال / تاکہوں صاف میں حال جمال

عقل را اندر چنین سودا چه کار / کر نباشد از زاد راست زنا چه کار
یک زمان بگذار اے ہمرہ ملال / تا بگویم وصف حالی زان جمال

کہ بیان ہووے جمال و حال کا / دونوں عالم عکس اس خال کا

در بیان ناید جمال حال او / ہر دو عالم چیست عکس خال او

گر میں اس خط و خال کا ظاہر کروں / اطلق جیسا ہے اس کو بیان کروں
مشتاق رہتی ہر حسن سا ہیں / تا میں خوبی سے زیادہ تا رکھوں
چھوڑ تا کہ ہر وہ رشک وشمنی / تا سمون میں جو ہے ہر حس گفتنی
بحر کف لائے درہ آسمہ کرے / جز کرے اور بعد جز کے مد کرے

چونکہ من از حال خوبش دم زنم / نطق می خواہد کہ بشکافد تنم
ہمچو موری اندرین خرمن خوشم / تا فزون از خویش باری می کشم
کی گذارد آنکہ رشک و شمنی است / تا بگویم آنچہ فرض و گفتنی است
بحر کف پیش آرد و سدی کند / جر کند وز بعد جر مدے کند

موقوف کرنا بیان معانی حکایت کا بسبب غائب کرنے / سننے والوں کی طرف صورت ظاہری حکایت غیرہ کے

بستہ شدن تقریر معنی حکایت بسبب میل / مستمعان باستماع صورت ظاہر حکایت وغیر آن

تم سنو اب دم کہ کیا مانع ہوا / سننے والوں کا گیا دل اور رجا
دل گیا صوفی کی جانب نکلا اب / تا بگروں میں اس کہانی سبب
لازم آیا پھر اس قول سے / جانب اس قصہ کے کہنے کے لیے
صوفی صورت کو نہ جان تو نیک سے / مثل طفلان کب تلک بازی کرے
جسم خاکی جیسا ہی جوز و مویز / مرد گر ہے چھوڑیے یہ دونوں چیز
گر نہ اندر جاسکے تو فضل حق / پس سمجھے پہونچائے اندر طبق

این زمان بشنو چہ مانع شد مگر / مستمع را رفت دل جاے دگر
خاطرش شد سوی صوفی قلق / اندران سودا فرو شد تا عنق
لازم آمد باز رفتن زین مقال / سوی آن افسانہ بہر وصف حال
صوفی صورت مپندار ای عزیز / ہمچو طفلان تا کی از جوز و مویز
جسم ما جوز و مویز است ای پسر / گر تو مردی زین دو چیز اندر گذر
ور تو اندر نگذری اکرام حق / بگذراند مر ترا از نہ طبق

اختیار کرنا خادم کا خدمتگاری جانور کو اور خلاف کرنا اسکا

التزام کردن خادم تیمار بہیمہ او تخلف نمودن

صورت قصہ سنو تم اب ذرا / ایک اس سے جدا کر کو کیے
حلقہ جو ان صوفیوں ہیں کا / وجد اور حالت سے آخر ہو چکا
کھانا لائے واسطے مہمان کے / جانور کی یاد جب آئی آسے
بولا خادم سے طویلہ میں تو جا / کہا نس دانہ جانور کو میرے لا
بولا لاحول آپ کیا فرماتے ہیں / یہ ہمیشہ سے ہمارا اس کام میں

بشنو اکنون صورت افسانہ را / لیک ہین از کہ جدا کن دانہ را
حلقہ آن صوفیان مستفید / چونکہ در وجد و طرب آخر رسید
خوان بیاوردند بہر میہمان / از بہیمہ یاد آورد آن زمان
گفت خادم را کہ در آخر برو / راست کن بہر بہیمہ کاہ و جو
گفت لاحول این چہ افزون گفتن است / از قدیم این کارہا کار من است

بولا وان اسکا کر پہلے سے تر / دانت ہیں کمزور کہ بوڑھا ہے خر
بولا لاحول اب کیا کہنے کی بات / مجھ سے کوئی سیکھے یہ صفات
بولا تو خوگیر علیحدہ اس سے کر / نیب کہ دست آئے کے زخم آ پشت پر
بولا لاحول اب یہ چھوڑ دو فکر کار / تھے مہماں یہاں پہ آئے ہیں ہزار
سب گئے راضی ہیں مجھ سے اے جوان / ہیں یہ مہمان جان اور مہربان
بولا پانی اسکو دے پہ شیر گرم / بولا لاحول اب مجھے آتی ہے شرم
بولا اندر جو کے کمتر کاہ کر / بولا لاحول اب سخن کوتاہ کر
بولا اب تو تھان اسکا صاف کر / خاک ڈال اور خشک کر گر ہو تر
بولا لاحول اے پدر لاحول کر / مت کرو تاکید بیہودہ اہل پر
بولا خر پے تو کھریرہ جا کے کر / بولا لاحول اب حیا کر اے پدر
بولا اسکی تو پچھاڑی تنگ کر / تا نہ اچھلے جو کرے وہ لوٹے گر
بولا لاحول اسقدر گریہ نہ کر / کون کے اندر دکھنیں تو بہر خر
بولا اسپر جھل تو تو نے اڑھا / کیونکہ شکوہ سردی ہوتی ہے سوا
بولا لاحول اسقدر تم مت کہو / استخوان کب شیر میں ہے جان لو
تجھ سے میں استاد ہوں اس کام میں / نیک بد آتے یہاں مہمان ہیں
لائق مہماں کروں میں خدمتیں / مثل گل سوسن ہوا خدمت میں
یہ کہا خادم نے اور باندھی کمر / بولا لگا نسل او جو کو لاؤں پیشتر
وہ گیا اصطبل سے غافل ہوا / خواب خرگوشی میں صوفی پڑا
چند اوباشوں میں جا خادم ملا / اور صوفی کی نصیحت پہ ہنسا
جو جھکا صوفی تھا اور شب تھی بڑی / دیکھتا یہ خواب تھا وہ اسی گھڑی
کہ وہ خر کو پھاڑتے ہیں بھیڑیے / اور لیجاتے ہیں ٹکڑے گوشت کے
بولا لاحول اب یہ کیسا ہے جنون / کہ وہ خادم ہے کہاں آ کے کہوں
دیکھا پھر خر کو چلا جاتا ہے راہ / گہ گڑھے میں گرتا ہے اور گہ بچاہ
ہر طرح کا دیکھتا تھا واقعہ / فاتحہ پڑھتا تھا اور القارعہ
بولا کیا چارہ کروں یار اب تھک گئے / سب گئے اور بند دروازے سب کیے

گفت تر کن آن جو را از نخست / کان خر پیر است و دندانهاش سست
گفت لاحول این چه می‌گوئی مها / از من آموزند این ترتیبها
گفت پالانش فرو نه پیش پیش / داروی منبل بنه بر پشت ریش
گفت لاحول آخر ای حکمت گزار / جنس تو مهمانم آمد صد هزار
جمله راضی رفته اند از پیش ما / هست مهمان جان ما و خویش ما
گفت آبش ده ولیکن شیر گرم / گفت لاحول از توام بگرفت شرم
گفت اندر جو تو کمتر کاه کن / گفت لاحول این سخن کوتاه کن
گفت جایش را بروب از سنگ و پشک / ور بود تر ریز بر وی خاک خشک
گفت لاحول ای پدر لاحول کن / با رسول اهل کمتر گو سخن
گفت بستان شانه پشت خر بخار / گفت لاحول ای پدر شرمی بدار
گفت دم افسار را کوته ببند / تا نغلطد ز نخفتن او به شب
گفت لاحول ای پدر چندین منال / بهر خر چندین مرو اندر جوال
گفت پستیش تنگ کن بل نیز دم / زانکه شب سرماست کان پیر است هم
گفت لاحول ای پدر چندین مگو / استخوان در شیر نبود تو مجو
من ترا استاد ترم در فن خود / میهمان آید مرا از نیک و بد
لائق هر میهمان خدمت کنم / من به خدمت چون گل و چون سوسنم
خادم این گفت و میان بربست چست / گفت رفتم کاه و جو آرم نخست
رفت و از آخر نکرد او هیچ یاد / خواب خرگوشی بدان صوفی فتاد
رفت خادم جانب اوباش چند / کرد بر اندرز صوفی ریشخند
صوفی از ره مانده بود و شب دراز / خوابها می‌دید با چشم فراز
کان خرش در چنگ گرگی مانده بود / پاره‌ها از پشت و رانش می‌ربود
گفت لاحول این چه مالیخولیاست / ای عجب آن خادم مشفق کجاست
باز می‌دید آن خرش در راه رو / گه بچاهی می‌فتاد و گه بگو
گونه‌گون می‌دید ناخوش واقعه / فاتحه می‌خواند با القارعه
گفت چاره چیست یاران جسته اند / رفته اند و جمله درها بسته اند

پھر وہ کہتا تھا عجب خادم تھا	نے کہ وہ میرا ہوا ازلہ ربا	بارمیگفت ای عجب آن خادمک	نی کہ با ما گشت ہم نان و نمک
میں نے اسپر تو کیا لطف و کرم	کس سبب اسنے دیے مجکو الم	من نکردم با وی الا لطف و لین	او چرا با من کند برعکس کین
ہر عداوت کو سبب اک چاہیے	ورنہ جنسیت وفا پیدا کرے	ہر عداوت را سبب باید سند	ورنہ جنسیت وفا تلقین کند
پھر وہ کہتا آدم باجود نے	کب کیا تھا ظلم اس ابلیس نے	باز میگفت آدم با لطف و جود	کی بر آن ابلیس جوری کردہ بود
کیا کیا انسان نے بچھو سانپ سے	مرگ و درد انکے لیے ہیں چاہتے	آدمی مر مار و کژدم را چہ کرد	کو ہمی خواہد مر او را مرگ و درد
پھاڑنے کی گرگ میں عادت ہے	خلق میں ظاہر حسد یہ انکا ہے	گرگ را خود خاصیت بدریدن است	این حسد در خلق آخر روشن است
پھر وہ کہتا گمان میرا خطا	بھائی پر ایسا گمان کب ہو روا	باز میگفت این گمان بد خطاست	بر برادر اینچنین ظنم چراست
وسوسہ میں صوفی اور خر کا یہ حال	جیسے دشمن کی جزا ہوئے آل	صوفی اندر وسوسہ وان خر چنان	کہ چنین بادا جزای دشمنان
خاک و پتھر بیچ خر مسکین کا	پیس اگاڑی ٹوٹی کنج خوگیر تھا	آن خر مسکین میان خاک و سنگ	کژ شدہ پالان دریدہ پالہنگ
رہ کا مارا رات بھر بے کاہ تھا	جانکنی میں گاہ و گہ اندر بلا	کشتہ از رہ جملہ شب بے علف	گاہ در جان کندن و گہ در تلف
رات بھر وہ ذکر کرتا ای الہ	جو کو چھوڑا پر نہ پائی مشت کاہ	خر ہمہ شب ذکر کردہ ای الہ	جو رہا کردم کم از یک مشت کاہ
با زبان حال کہتا ای شیوخ	ہو رحمت مجکو مارا اس خام شوخ	با زبان حال میگفت ای شیوخ	رحمتی کہ سوختم زین خام شوخ
جو نے دیکھی تکلیف رنج اب پا زمین	مرغ خاکی دیکھے جو سیلاب میں	آنچہ آن خر دید از رنج و عذاب	مرغ خاکی بیند اندر سیل آب
پس وہ پہلو پر تو باد و در رات بھر	بھوک کے مارے ہوتی جوع البقر	پس بپہلو گشت آن شب تا سحر	آن خر بیچارہ از جوع البقر
نالہ کرتا کاہ و جو کے واسطے	شوق رکھتا کاہ و جو کے واسطے	نالہ میکرد از فراق کاہ و جو	مستمند از اشتیاق کاہ و جو
بس وہ محنت اور درد و شور سے	نالہ کرتا رات بھر تھا اسلیے	ہمچنین با محنت و درد و سوز	نالہا میکرد از شب تا بروز
دن ہوا تو صبح سو خادم نے آ	جلد خوگیر اسکے اوپر پس کسا	روز شد خادم بیامد بامداد	زود پالان جست و بر پشتش نہاد
خرفروشوں کی طرح آرین چلا	سگ سے جو کرتے ہیں وہ خر سے کیا	خر فروشانہ دو سہ زخمش بزد	کرد با خر آنچہ با سگ می سزد
خر ہوا چالاک تیزی نیش سے	زبان تھی کہتا حال خویش سے	خر جہندہ گشت از تیزی نیش	کو زبان تا خر بگوید حال خویش

گمان ہوا اہل قافلہ کو کہ شاید جانور صوفی کا بیمار ہے | گمان بردن کاروانیان کہ بہیمۂ صوفی رنجور است

جب سوار اسپر ہوا صوفی چلا	ٹھوکریں ہر دم وہ کھانے گر لگا	چونکہ صوفی بر نشست و شد روان	رو در افتادن گرفت او ہر زمان
ہر گھڑی اسکو اٹھاتے لوگ تھے	اور اسے بیمار سب تھے جانتے	ہر زمانش خلق می برداشتند	جملہ رنجورش ہمی پنداشتند
ایک ان میں اسکے جو تھا کھڑا	دوسرا منہ ٹٹولتا اسکا دیکھتا	آن یکی گوشش ہمی پیچید سخت	وان دگر در زیر کامش جست لخت
تیسرا نعلوں میں اسکے دیکھے سنگ	چوتھا اسکی آنکھ کا دیکھے تھا رنگ	وان دگر در نعل او می جست سنگ	وان دگر در چشم او می دید رنگ
پھر وہ کہتا حزم سوء الظن ترا	جو سوا بدظن رہے کیوں بچا	باز گفتی حزم سوء الظن تست	ہر کہ بدظن نیست کی ماند درست

[illegible]

زیکی گفتش ای شیخ این چیست | در نگیرد گفتش این خر قوی ست
گفت آن خر کو بشب لاحول خورد | خر بدین شیوه تا خدا را دبرد
چونکه قوت خر بشب لاحول بود | شب مسبح بود روز اندر سجود
چون ندارد کس غم تو مستمن | خویش کار خویش باید ساختن
آدمی خوارند اغلب مردمان | از سلام علیک‌شان کم جو امان
خانهٔ دیو است دلهای همه | کم پذیر از دیو مردم دمدمه
از دم دیو آنکه او لاحول خورد | همچو آن خر در سر آید در نبرد
هر که در دنیا خورد تلبیس دیو | در ره دو دست او تعظیم ریو
در ره اسلام و بر پول الصراط | در سر آید همچو آن سر از خباط
عشوه‌های یار بد منیوش هین | دام بین ایمن مرو تو بر زمین
صد هزار ابلیس لاحول آر بین | آدما ابلیس را در مار بین
دم دهد گوید ترا ای جان و دوست | تا چو قصاب کشد از دوست پوست
دم دهد تا پوستت بیرون کشد | وای آن کز دشمنان افیون چشد
سر نهد بر پای تو قصاب وار | دم دهد تا خونت ریزد زار زار
همچو شیری صید خود را خویش کن | ترک عشوهٔ اجنبی و خویش کن
همچو خادم دان مراعات خسان | بیکسی بهتر ز عشوهٔ ناکسان
در زمین مردمان خانه مکن | کار خود کن کار بیگانه مکن
کیست بیگانه تن خاکی تو | کز برای اوست غمناکی تو
تا تو تن را چرب و شیرین میدهی | جوهر جان را نبینی فربهی
گر میان مشک تن را جا شود | روز مردن گند او پیدا شود
مشک را بر تن مزن بر دل بمال | مشک چبود نام پاک ذو الجلال
آن منافق مشک بر تن می‌نهد | روح را در قعر گلخن می‌نهد
بر زبان نام حق و در جان او | گندها از کفر بی‌ایمان او
ذکر با او همچو سبزهٔ گلخن ست | بر سر مبرز گل ست و سوسن ست
آن نبات آنجا یقین عاریت ست | جای آن گل مجلس ست و عشرت ست

کہتے وہ ای شیخ یہ ہر کس لیے | مدد رکھتا ہے قوی خر شکر سے
بولا لاحول اسنے کھائی رات کو | اس لیے بس چل نہیں سکتا ہے وہ
شب جو خر کی خورش لاحول تھی | شب کو تسبیح دن کو ہر سجدہ گری
جو نہیں ہے کوئی تیرا غمگسار | خود ہی کرنا چاہیے کام اپنا یار
ہیں مردم خوار اغلب مردمان | کب سلام ان کے سے پاؤ تم امان
انکا دل تو خانۂ شیطان ہے | دھوکا مت کھا مردم ابلیس سے
گر شیطان سے جو ہیں لاحول خوار | بس گریں گے مثل خر روز شمار
جیسے دھوکا یاں پہ کھایا دیو سے | اور دشمن دوست کرکے ریو سے
پل صراط اور رہ اسلام پے | لغزش پا سے وہ مثل خر گرے
یار بد کے مکر کی تو چال دیکھ | مت چلے منعم زمین پر چال دیکھ
دیکھ لاکھ ابلیس ہیں لاحول خوان | دیکھ آدم ہا میں شیطان سیان
تجھکو دم دیتا ہے اور کہتا ہے دوست | مثل قصاب کہ کھینچے تیرا پوست
تیرا دم دیکر کے کھینچے پوست وہ | حیف ہے دشمن سے لے افیون کو
رکھے پا پر سر سے قصاب وار | اور دم دیکر کرے تجھکو شکار
خود کو کر مانند شیر اپنا شکار | چھوڑ عشوہ غیر اور اپنے کا یار
جان جو خادم کے دم گردن کی آشتی | عشوۂ ناکس سے بہتر بیکسی
مت بنا تو دوسرے کی جا میں گھر | کام اپنا کر تو غیروں کا نہ کر
غیر کیا ہے تیرا خاکی جسم ہے | واسطے اسکے تو غمناک ہے
چرب شیریں تن کو جب تک دی اگر | جوہر جان کی نہ دیکھے فربہی
مشک میں گر تن کو تو اپنے رکھے | بعد مرنے کے وہ بیشک بس سڑے
مشک تن پر تو ال اور دل پر ال | مشک کیا ہے نام پاک ذو الجلال
وہ منافق مشک جو تن پر ملے | روح کو گلخن کے اندر وہ رکھے
ہے زباں پے نام حق اور جان لیے | آتی بدبو کفر بے ایمان سے
ذکر اسکا سبزہ جوں گلخن پہ ہے | اور گو پے سے ہے گل سوسن اگے
عاریت وہ سبزہ اس جا پر رکھے | لیکن اس گل کی جگہ مجلس میں ہے

طیبات آمد بسوے طیبین / للخبیثین الخبیثات است ہین
کین مدار آنہا کہ از کین گمرہند / گورشان پہلوی کین داران نہند
اصل کینہ دوزخ ست و کین تو / جزو آن کل ست و خصم دین تو
چون تو جزو دوزخی پس ہوش دار / جزو سوے کل خود گیرد قرار
ور تو جزو جنتی اے نامدار / عیش تو باشد ز جنت پایدار
تلخ با تلخان یقین ملحق شود / کے دم باطل قرین حق شود
اے برادر تو ہمین اندیشہ / مابقی تو استخوان و ریشہ
گر گل ست اندیشۂ تو گلشنی / ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی
گر گلابے بر سر و جیبت زنند / ور تو چون بولے برونت افگنند
طبلہا در پیش عطاران ببین / جنس را با جنس خود کردہ قرین
تو رہائی جو ز ناجنسان لحد / صحبت ناجنس گورست و لحد
جنسہا با جنسہا آمیختہ / زین تجانس زینتی انگیختہ
گر در آمیزند عود و شکرش / برگزیند یک یک از ہمدیگرش
طبلہا بشکست و جانہا ریختند / نیک و بد در ہمدگر آمیختند
حق فرستاد انبیا را بہر این / تا جدا گردد از ایشان کفر و دین
حق فرستاد انبیا را با ورق / تا گزید این دانہا را بر طبق
مومن و کافر مسلمان و جہود / پیش از ایشان جملہ یکسان مینمود
پیش از ایشان ما ہمہ یکسان بدیم / کس ندانستی کہ ما نیک و بدیم
بود نقد و قلب در عالم روان / چون جہان شب بود و ما چون شبروان
تا برآمد آفتاب انبیا / گفت اے غش دور شو صافی بیا
چشم داند فرق کردن رنگ را / چشم داند لعل را و سنگ را
چشم داند گوہر و خاشاک را / چشم را زان میخلد خاشاکہا
دشمن روزند این قلابکان / عاشق روزند این زرہاے کان
زانکہ روزست آئینہ تعریف او / تا ببیند اشرفی تشریف او
حق قیامت را لقب زان روز کرد / روز بنماید جمال سرخ و زرد

طیبات اطیبین کے واسطے / اور خبیثات ہیں خبیثین کے لیے
کینہ مت کر ان سے جو کینہ سے کے / گور انکے پاس اہل کین کی ہے
اصل کینہ کی ہے دوزخ کین ترا / جزو اس کل کا ہے دشمن دین کا
جزو دوزخ کا ہے تو ہو ہوشیار / جزو کو اپنے کل میں ہوتا ہے قرار
گر تو جنت کا ہے جزو اے نامدار / عیش تیرا جون جنان ہو پایدار
تلخ پس تلخون کے شامل رہتا ہے / کب دم باطل قرین حق رہے
اے برادر یہ ہے اندیشہ تو ہے / اور باقی استخوان ریشہ تو ہے
گل ہے اندیشہ ترا گلشن ہے تو / خار ہے گر ہیزم گلخن ہے تو
گر گلاب ہے سر و پا پہ ملیں / گر تو ہے پیشاب باہر پھینکدیں
دیکھ تو صندوق عطار کے پاس / جنس کو جنس اپنی کر رکھتا ہے پاس
بس رہائی ڈھونڈھ ناجنسوں سے / صحبت ناجنس آفت جان کو
جنس کو ہوتی ہے رغبت جنس سے / جنسیت سے کیونکہ زینت بڑھتی ہے
گر کریں عود و شکر باہم شمول / ایک کو بس دوسرا کرے قبول
ٹوٹی صندوقیں جان پیدا ہوئیں / نیک بد آمیز سب باہم ملیں
حق نے بھیجا انبیا کو اس لیے / تا جدا ہوں اہل دین کفار سے
حق نے بھیجا انبیا کو با ورق / تا کرے دانہ چن لیں یہ اندر طبق
تھے گبر و مسلمان کافراں / اس سے پہلے دیکھتے سب یکسان
اس سے پہلے یکسان ہم تو سبھی / نیک بد کو نجانے تھا کوئی
کہ سب کھرے کھوٹے تھے عالم میں رواں / مثل شب عالم تھا ہم جون شبرواں
جب کہ نکلا آفتاب انبیا / بولے کھوٹے جا کھرے تو یاں پہ آ
آنکھ جانے فرق کرنے رنگ کو / آنکھ جانے لعل کو اور سنگ کو
آنکھ جانے گوہر و خاشاک سے / آنکھ میں چبھتا کہ کھٹکے اس لیے
دن سے یہ کھوٹے رکھتے ہیں دشمنی / اور کھرے دن سے رکھتے ہیں دوستی
کیونکہ دن آئینہ انکے حال کا / تا کہ پرکھا جاوے وہ کھوٹا کھرا
حق نے محشر کو لقب دن کا دیا / دن دکھائی رنگ سرخ و زرد کا

در حقیقت دن سے مراد اولیا / انکے آگے یہ دن ہے سایہ سا
عکس مراد لیا دن جان سے / رات انکی عکس ستاری کی ہے
اسلیے فرمایا حق نے والضحی / والضحی نور ضمیر مصطفی
پھر کہا ہے اس ضحی کو یار نے / اسلیے کہ یہ بھی اسکا عکس ہے
ورنہ فانی کی قسم کہانا خطا / کب ہے فانی لائق قول خدا
لا احب الآفلین جانو خلیل / چاہے کیوں فانی کو پھر رب جلیل
لا احب الآفلین کہے خلیل / اس فنا کو چاہے کب رب جلیل
اسکی ستاری کی ہے واللیل سے / یہ تن خاکی ہے انکا جان سے
شمس انکا نکلا از راہ فلک / اور شب تن سے کہا ما ودعک
وصل ہے کے باعث ہوئی عین بلا / اس مزے سے ہے عبارت ما قلی
ہر عبارت ہے نشان اک حال کا / حال ہے دست اور عبارت آلہ سا
آلہ زرگر کا بدست کفشگر / جیسے اک کی تخم ریزی ریگ پر
کفشگر کا آلہ پیش تلبہ ران / کا دسگ کے پیش خر کے استخوان
تھا انا الحق با لب منصور نور / تھا انا اللہ با لب فرعون زور
دست موسی میں عصا تھا بس گوا / دست ساحر میں عصا ناچیز تھا
اس سبب عیسی نے اس ہمراہ کو / نے سکھایا پاک اسم اللہ کو
کہ بجانے نقص آلہ پر رکھے / سنگ گل پر مارے کیا آتش جھڑے
دست و آلہ مثل سنگ آہن کے ہے / زوجہ شوہر سے ملے بچہ جنے
جو کہ بے جفت اور آلہ وہ ہے ایک / شک عدد میں ہے نہ شک کو رکھو ایک
جو کہے دو تین یا زیادہ کہین / کہ یقین ہیں متفق واحد میں ہیں
احولی جو دور تو ہوں ایکسان / کہتے جو دو تین ہیں ہوں اک بیان
گر ہو جدہ سے تو اسکی گیند ہو / اسکی چوگان سے تو پھر ہر سمت کو
گیند اس دم سیدھی بے نقصان ہو / ضرب دست شہ سے وہ رقصان ہو
کان کھول اے احول اسپر ہوش سے / آنکہ کی اب لے دوا تو گوش سے
تیرہ دل میں یہ کلام پاک تو / بے سمائے جائیں اصل نور کو

پس حقیقت روز سر اولیاست / روز پیش ماهشان چون سایه است
عکس راز مرد حق دانید روز / عکس ستاریش شام چشم دوز
زان سبب فرمود یزدان والضحی / والضحی نور ضمیر مصطفی
قول دیگر کین ضحی را خواست دوست / از برای آنکه این هم عکس اوست
ورنه بر فانی قسم خوردن خطاست / خود فنا چه لائق گفت خداست
از خلیل لا احب الآفلین / پس فنا چون خواست رب العالمین
لا احب الآفلین گفت آن خلیل / کی فنا خواهد ازین رب جلیل
باز واللیل است ستاری او / وین تن خاکی زنگاری او
آفتابش چون برآمد زان فلک / با شب تن گفت هین ما ودعک
وصل پیدا گشت از عین بلا / زان حلاوت شد عبارت ما قلی
هر عبارت خود نشان حالتیست / حال چون دست و عبارت آلتیست
آلت زرگر بدست کفشگر / همچو دانه کشت کرده ریگ در
آلت اسکاف پیش برزگر / پیش سگ که استخوان پیش خر
بود انا الحق در لب منصور نور / بود انا الله در لب فرعون زور
شد عصا اندر کف موسی گوا / شد عصا اندر کف ساحر هبا
زین سبب عیسی بدان همراه خود / در نیاموزید آن اسم احد
کو نداند نقص بر آلت نهد / سنگ بر گل زن تو آتش کی جهد
دست و آلت همچو سنگ و آهن است / جفت باید جفت شرط زادن است
آنکه بی جفت است بی آلت یکیست / در عدد شک است و آن یک بی شکیست
آنکه دو گفت و سه گفت و بیش ازین / متفق باشند در واحد یقین
احولی چون دفع شد یکسان شوند / دو سه گویان یکی گویان شوند
گر یکی گوئی تو در میدان او / گرد بر می‌گرد از چوگان او
گوی آنگه راست و بی نقصان شود / کو ز زخم دست شه رقصان شود
گوش دار ای احول اینها را بهوش / داروی دیده بکش از راه گوش
پس کلام پاک در دلهای کور / می نپاید می رود تا اصل نور

اردو	اردو	فارسی	فارسی
بس دل کی ہیں فسون شیطان کے	سن لے گفتش کہیں بس سے	دان فسون دیو را دلہا سے کرد	میرود چون کفش کژ در پای کرد
گرچہ تکرار سے تو حکمت کو لائے	پر کہ تو نااہل ہے وہ جیسے جائے	گرچہ حکمت را بتکرار آوری	چون تو نااہلی شود از تو بری
گرچہ تو لکھے نشان اسپر کرے	گرچہ تیغی ست بیان اسپر کرے	گرچہ بنویسی نشانش می کنی	ور چہ می لافی بیانش می کنی
منہ چھپا کر جیسے وہ تیرے بیان	اور تیرا ہی بھاگے کو رشیان	او ز تو رو در کشد ای پر ستیز	بندہا را بگسلد وز تو گریز
گر نہ چاہے تو وہ دیکھے سوز کو	مرغ دست آموز تیرا علم ہو	ور نخوانی و نبیند سوز تو	علم باشد مرغ دست آموز تو
لیک نااہل کے پاس اک بال	جیسے شہ کا باز دہقانی کے یان	او نپاید پیش ہر نا اوستا	ہمچو بازے تو بخانہ روستا

پانا بادشاہ کا اپنی باز کو پیرزال کے یہاں اور مبتلا ہونا اسکا		یافتن شاہ باز خویش را در خانہ کمپیر و مبتلا شدن	
علم ہو وہ باز بھاگا شاہ سے	پیرزن کی سو کہ آیا جائے سے	علم آن باز ست کو از شہ گریخت	سوئے آن کمپیر کو سے آرد بیخت
تا پکاتے آش بچوں کے لیے	دیکھا وہ خوش تر کہ ہو تر نگ سے	تا کہ تتماجے پزد اولاد را	دید آن باز خوش خوش زاد را
پاؤں اسکے باندھے کتر سے پر	کاٹے ناخن گھانس ہی کھانے کو دے	پایکش بست و پرش کوتاہ کرد	ناخنش ببرید و قوتش کاہ کرد
بولی تیری کچھ نگہ بس ہو رہے	پر و ناخن تیرے حد سو بڑھے	گفت نااہلان نکردند ساز	پر فزود از حد و ناخن شد دراز
دست ناکس کردی بیمار اب تجھے	ماں کے پاس آ جو کرتا تیری کرے	دست ہر نا اہل بیمارت کند	سوے مادر آ کہ تیمارت کند
مہر جاہل کی تو ایسی جان لے	راہ پر جاہل سدا ٹیڑھا چلے	مہر جاہل را چنین دان ای رفیق	کژ رود جاہل ہمیشہ در طریق
گر ترا جاہل سدا ہمدم رہے	جاہل سے تجھکو آخر رنج دے	جاہل ار با تو نماید ہمدلی	عاقبت زخمت زند از جاہلی
جستجو میں شہ کو دن آخر ہوا	پیرزن کے گھر کی جانب وہ گیا	روز شہ در جستجو بیگاہ شد	سوے آن کمپیر و آن خرگاہ شد
دیکھا گرد آلود ناگہ باز کو	شاہ رویا اسپر بس یہ درد ہو	دید ناگہ باز را در دود و گرد	شہ برو بگریست زار و نوحہ کرد
بولا یہ تیری حرکت کا رسے ہے	جو وفا سے میری تو بیزار ہے	گفت ہر چند این جزای کار تست	کہ نباشی در وفای ما درست
کو کری جنت دوزخ میں قرار	ڈھالا لا یستوی اصحاب النار	چون کنی از خلد در دوزخ قرار	غافل از لا یستوی اصحاب النار
پھر اسکے ہی جو کر شاہ سے	پیرزن کے یان یہ حال ہے	این سزای آنکہ از شاہ خبیر	خیرہ بگریزد بخانہ گندہ پیر
ہر وہ جاہل پیرزن دنیا ہے دون	اسکا راغب جو ہوا وہ ہے زبون	گندہ پیر جاہل این دنیاے دنی است	ہر کہ مائل شد بدو خوار و دنی است
بس ہے دنیا جاہل اور جاہل پرست	وہ ہے عاقل جو نہ جاہل سے پست	ہست دنیا جاہل و جاہل پرست	عاقل آن باشد کزین جاہل برست
جو کوئی جاہل سے اس ہمراز ہو	پہونچا اسکو وہ جو پہونچا باز کو	ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز	آن رسد با او کہ با آن شاہباز
بار پر ملتا تھا دست شاہ پے	بیزبان کہتا گنہ مجھ سے ہوئے	باز می مالید پر بر دست شاہ	بیزبان میگفت من کردم گناہ
بدگمان جاہل وہ زاری کرے	گر تہیں بخشے سوا تو نیک کے	پس کجا زارد کجا نالد لئیم	گر تو نپذیری بجز نیک ای کریم
جان گنہ شہ کی عنایت یہ کرے	کیونکہ بد کو شاہ کرتا نیک ہے	لطف شہ جان را جنایت جو کند	زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کند

۱۷

[illegible] حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا الحدیث [illegible]

رو بکن زشتی که نیکیهای ما / زشت آید پیش آن زیبای ما
سر کجا بنهد ظلوم شرمسار / جز به درگاه تو ای آمرزگار
خدمت خود را سزا پنداشتی / تو لوای جرم زان افراشتی
چون ترا ذکر دعا دستور شد / زان دعا کردن دلت مغرور شد
هم سخن دید تو خود را با خدا / ای بسا کو زین گمان گردد جدا
گرچه با تو شه نشیند بر زمین / خویشتن بشناس نیکوتر نشین
باز گفت ای شه پشیمان میشوم / توبه کردم نو مسلمان میشوم
آنکه تو مستش کنی و شیرگیر / گر ز مستی کژ رود عذرش پذیر
گرچه تاب رفت چون باشی مرا / بر کنم من پرچم خورشید را
ورچه پیرم رفت چون بنوازیم / چرخ بازی کم کند در یاریم
گر کمر بخشیم کُه را بر کنیم / وردری سگلگی علمها بشکنم
آخر از پشه نه کم باشد تنم / ملک نمرودی به پر بر هم زنم
در ضعیفی تو مرا بابیل گیر / هر یکی خصم مرا چون پیل گیر
قدر فندق افکنم بندق حریق / بندقم در فعل صد چون منجنیق
گرچه سنگم هست مقدار نخود / لیک در هیجا نه سر ماند نه خود
موسی آمد در وغا با یک عصاش / زد بران فرعون و بر شمشیرهاش
هر رسولی یک تنه کان در زدست / بر همه آفاق تنها بر زدست
نوح چون شمشیر در خواهید ازو / موج طوفان گرد شمشیر او
احمدا خود کیست اسپاه زمین / ماه بین بر چرخ بشکافش جبین
تا بداند سعد و نحس بی خبر / دور تست این دور نی دور قمر
دور تست ایرا که موسی کلیم / آرزو می برد زین دورت مقیم
چونکه موسی رونق دور تو دید / کاندرو صبح تجلی می دمید
گفت یا رب این چه دور رحمت است / آن گذشت از رحمت آنجا رویت است
غوطه ده موسی خود را در بحار / از میان دوره احمد بر آر
گفت یا موسی بدان بنمودمت / راه آن خلوت بدان بگشودمت

جا برائی گر ہماری نیکیاں / حق کے آگے ہیں برائی ای میاں
سر کہاں رکھے یہ شرمندہ بھلا / بس سوا درگاہ تیری کے خدا
اپنی خدمت کو تو لائق جان کے / جرم کا اس سے علم برپا کرے
جو تری ذکر دعا عادت ہوئی / اس دعا سے تجکو بس نخوت ہوئی
ہمکلام اپنے کو جانے با خدا / اس گمان سے ہوگئے اکثر جدا
شہ زمین پر بیٹھے تیرے پاس گر / قدر اپنی جان بیٹھ اس سے بتر
بازبولا میں پشیمان ہوتا ہوں / توبہ کی اور نو مسلمان ہوتا ہوں
شیر گیر او مست تو جسکو کرے / گر کجی مستی میں ہو معذور ہے
گر گئے ناخن مگر تو پاس ہو / نوچ ڈالوں پرچم خورشید کو
ہیں ہیں گو کترے گر کرے مجھپر کرم / بازی چرخ ہو مری بازی سے کم
میں عدو سے تیری گردن خم کروں / اور اونچی کلک سے توڑدوں علم
کم نہ مجھسے ہو آخر تن مرا / ملک نمرودی کردوں پر سے فنا
تو ضعیفی میں مجھے ابابیل کر / ہر عدو دشمن کو تو صاحب فیل کر
قدر پستہ اور دن میں کنکر اگر / شل سو گولوں کے وہ رکھے اثر
گرچہ کنکر ہے بمقدار نخود / پر مقابل میں نچھوڑے سر نخود
موسی آیا جنگ میں لیکر عصا / توڑی تیغ اور پھوڑا سر فرعون کا
ہر نبی پیدا ہوا ہے ایک تن / سارے عالم میں ہو تنہا صف شکن
نوح نے جو تیغ حق ہو کی طلب / موج طوفان دی اسکو تیغ تب
ای محمد کیا زمین پر ہو سپاہ / چرخ پر تو نے کیا ہو شق ماہ
تاکہ جانے سعد و نحس بے خبر / دور یہ تیرا ہے نے دور قمر
تیرا دہ ہو دور کہ موسی کلیم / آرزو رکھتے میں ہوویں مقیم
دیکھی موسی نے جو رونق دور کی / کہ تجلی کی سحر اسمیں کھلی
بولا یا رب دور یہ رحمت کے / [illegible]
بحر میں موسی کو اپنے توڑ دیا / دور احمد میں نکال اسکو خدا
بولا ای موسی دکھایا اس لیے / اس در خلوت کو کھولا اس لیے

اردو	اردو	فارسی	فارسی
خود تیرا دور وہی ہے کلیم	پہ کھینچ آ تو پڑی ہے یہ کلیم	گر توراں نور بی‌ورای کلیم	بلکہ شرط مادر است این ای کلیم
جوں کریم اوپر دکھاتا ہاں ہوں	تا طمع ہو تجھے مدد بس ہروں	پس کریم آں ہاں ہمایم مدہ را	تا کند طمع آں رندہ را
تاکہ تجھ کی ملے ماں اس لیے	تا لگے اور دودھ وہ آسکا پیئے	ہست طفلے حالدار ورسے	تا تو مید اردو خود جو رسے
دودھ کا سوا اور سوتر سے	جاتیاں سکی بچی ہیں دودھ سے	گر گرسنہ حقتہ ما شد بے حس	جواں رویتاں سہلد رہ دا

کنت کنزا رحمة مخفیة	فابتعثت امة مهدیة	کنت کنزا رحمة مخفیة	فابتعثت امة مهدیة
تھا میں اک گنج کا دیر پوشیدہ ہے جس کی ہیبت کو تو ڈھونڈھو ماں سے	میرا گنج تھا ہے مخلوق کو بدلیل کی اسے دکھلا کی طمع تو جب کرے	ہر کرامتہا کہ می جوئی بجاں	او نمودت تا طمع کردی دراں
بت شکستے تو ڑے احمد نے یہاں	تب کہا امت نے یارب بس عیاں	چند بت بشکست احمد در جہاں	تا کہ یارب گو شدند امتاں
گر نہ ہوتی کوشش احمد اگر	پوجتے ہوں آپ دادا کے صنم	گر نبودی کوشش احمد تو ہم	می پرستیدی چو اجدادت صنم
بت کو سجدے سے تمہارا سر چھٹا	جانو ماں اس سے حق اسکا ہی کیا	این سرت وارست از سجدہ صنم	تا بدانی حق او را بر امم
گر کرے شکر اس رہائی کا تو گر	کہ بت باطن سے چھڑایا اس نے سر	گر بگوئی شکر این رستن بگو	کز بت باطن ہمت برہاند او
سر کو تیرے جو چھڑایا بت سے ہر	دل کو بھی اپنے چھڑا اس طرح سے	مر سرت را چوں رہانید از بتاں	ہم بداں قوت تو دل را وارہاں
شکر دیں سے سر کو پھیرے اس لیے	باپ سے میراث پائی مفت ہے	سر ز شکر دیں ازاں برتافتی	کز پدر میراث مفتش یافتی
مرد میراثی کو کب ہو قدر مال	جاں رستم کھوئی پائے مفت زال	مرد میراثی چہ داند قدر مال	رستمی جاں کند و مجاں یافت زال
پیش لاتا ہوں کہ رحمت کو ہو جوش	پائیں نعمت کو کرے اہل خروش	چوں بگریانم بجوشد رحمتم	آں خروشندہ بنوشد نعمتم
چاہوں گر دینا دکھا دوں آنکو	کھول دوں اسکا اگر دل بند ہو	گر نخواہم داد خود ننمائمش	چوں دلش بستم بگشائمش
میری رحمت گریہ پہ موقوف ہے	موج رحمت ہو اگر گریہ کرے	رحمتم موقوف آں خوش گریہاست	چوں گریست از بحر رحمت موج خاست
تا نہ روئی ابر کب گلشن کھلے	تا نہ روئے طفل کب شیر اسکو ملے	تا نگرید ابر کے خندد چمن	تا نگرید طفل کے جوشد لبن

حلوا خریدنا شیخ احمد خضرویہ کا واسطے قرضخواہوں کے بموجب الہام حق کے		حلوا خریدن شیخ احمد خضرویہ جہت غریمان بالہام حق تعالی	
دایما اک شیخ رہتا قرضدار	پر سخاوت سے تھا لیکن نامدار	بود شیخے دایما او وام دار	از جوانمردی کہ بود آں نامدار
قرض آ سودوں سے لیتا دس ہزار	اور فقیروں پہ وہ کرتا تھا نثار	دہ ہزاراں وام کردی از مہاں	خرج کردی بر فقیراں جہاں
تھی بنا قرض لیکر خانقاہ	جان و مال و خانقہ کرتا تھا	ہم بوام او خانقاہے ساختہ	جان و مال و خانقہ در باختہ
احمد خضرویہ اسکا نام تھا	خدمت عشاق اسکا کام تھا	احمد خضرویہ بودے نام او	خدمت عشاق بودی کام او
ہر طرح قرض اسکا حق کرتا ادا	ریگ ابراہیم کو آٹا کیا	وام او را حق ز ہر جا می گزارد	کرد بہر حق خلیل از ریگ آرد
بولے پیغمبر کہ بس بازار میں	دو فرشتے ہیں دعا ہر دم کریں	گفت پیغمبر کہ در بازارہا	دو فرشتہ میکنند ایدر دعا
کر عطا تو منفقوں کو اے پسر	اے خدا تو ممسکوں کو دے ضرر	کای خدا تو منفقاں را دہ خلف	ای خدا تو ممسکاں را دہ تلف

دفتر دوم ۱۹

فاصلہ آن حلق کو جان اتفاق کرد | حلق خود قربانی خلاق کرد
حلق پیش آورد اسمعیل وار | کارد بر حلقش نیارد کرد کار
پس شہیدان زندہ زان رو اند خوش | تو بدان قالب بمنگر گبروش
چون خلف دادستشان جان بقا | جان ایمن از غم و رنج و شقا
شیخ وامی سالہا این کار کرد | می ستد می داد ہمچو پای مرد
تخمہا می کاشت تا روز اجل | تا بود روز اجل میر اجل
چونکہ عمر شیخ در آخر رسید | در وجود خود نشان مرگ دید
وامداران گرد او بنشستہ جمع | شیخ بر خود خوش گدازان ہمچو شمع
وامداران گشتہ نومید و ترش | درد دلہا یار شد با درد شش
شیخ گفت این بدگمانان را نگر | نیست حق را چار صد دینار زر
کودکی حلوا ز بیرون بانگ زد | لاف حلوا بر امید دانگ زد
شیخ اشارت کرد خادم را بسر | کہ برو آن جملہ حلوا را بخر
تا غریمان چونکہ حلوا را خورند | یک زمانی تلخ در من ننگرند
در زمان خادم برون آمد بدر | تا خرد آن جملہ حلوا زان پسر
گفت او را گو تبہ حلوا بچند | گفت کودک نیم دینار است اند
گفت نہ از صوفیان افزون مجو | نیم دینارت دہم دیگر مگو
او طبق بنہاد اندر پیش شیخ | تو ببین اسرار سر اندیش شیخ
کرد اشارت با غریمان کین نوال | نک تبرک خوش خورید این را حلال
چون طبق خالی شد آن کودک ستد | گفت دینارم بدہ ای با خرد
شیخ گفتا از کجا آرم درم | وام دارم میروم سوی عدم
کودک از غم زد طبق را بر زمین | نالہ و گریہ بر آورد و حنین
نالہ میکرد و فغان ہای ہای | کای مرا بشکستہ بودی ہر دو پای
کاشکی من گرد گلخن گشتمی | بر در این خانقہ نگذشتمی
صوفیان طبل خوار لقمہ جو | سگ دلان ہمچو گربہ روی شو

خاص وہ حلق کہ جان قربان کرے | راہ حق میں وہ گلا اپنا رکھے
حلق رکھے آگے اسمعیل وار | پر سکا نا ہو چھری سے کچھ کار
پس شہید اس واسطے زندہ ہوا | تو نہ اس قالب سے جان اسکو مرا
جو پسر انکو دیا جان ثبات | رنج سے ایمن ہوئی جان شہید
شیخ برسوں سے لیتا قرض تھا | اور لیکر دیتا جون اہل سخا
بیج بوتا تھا اسی تک کا جو وہ | تا اجل کے روز وہ سردار ہو
شیخ کی جو عمر بس آخر ہوئی | اور علامت مرگ کی ظاہر ہوئی
قرضخواہ آکر ہوئے گرد اسکے جمع | شیخ خوش گھلتا تھا خود میں مثل شمع
قرضخواہ نومید اسکے ہو گئے | درد دل درد جگر آسکے ہوئے
شیخ بولا بدگماں ان کو دیکھ تو | حق نہیں دینار رکھتا چار سو
کسی حلوائی نے آکے آواز دی | سوا لیے حلوا کوئی ہو مشتری
شیخ نے اپنے یہ خادم سے کہا | جا کے سب حلوا کو تو اب مول لا
قرضخواہوں کو تو یہ حلوا کھلا | تاکہ اب کڑوے نہوں مجھ پر ذرا
گھر سے باہر اس گھڑی خادم گیا | تا خریدے حلوا اس لڑکے سے جا
پوچھا کیا قیمت ہے حلوے کی پسر | بولا زیادہ نصف سے دینار زر
بولا زیادہ صوفیوں سے تو نہ لے | نصف دینار اب میں دیتا ہوں تجھے
شیخ کے آگے طباق آ کے رکھا | شیخ کی دیکھو کرامت اب ہے کیا
قرضخواہوں سے کہا ذی قیل و قال | یہ تبرک کھاؤ تم اب ہے حلال
گروہ سب نے بموجب حکم کے | کھایا حلوے کو جو مثل قند ہے
جو طبق خالی ہوا لڑکے نے لے | بولا دینار اسکی قیمت مجھکو دے
شیخ بولا میں کہاں سے دوں درم | قرضدار اب جاتا ہوں سوئے عدم
طفل نے پھینکا طبق کو بر زمین | شور و غل کرنے لگا از بیش و بین
نالہ و فریاد کرتا ہائے ہائے | کہ شکستہ ہوتے دونوں پاؤں ہائے
کاشکے گلخن کے اوپر جاتا میں | اور نہ اس خانقہ کے آتا میں
صوفیان سیر خوردنی طلب | سگ دل اور جوں گربہ ہیں منہ کو صاب

تب ہوا لڑکے کا واں اونچا شور / جمع گرد اسکے ہوئے جوں حشر کے
آگے آ کہنے لگا وہ شیخ سے / کر یقیں استاد ماریگا مجھے
ہاتھ خالی دیکھ ماریگا مجھے / تو اجازت دیتا ہو اس بات سے
قرضخواہوں نے کہا پھر شیخ سے / از انکار یہ کیا کھیل ہے
مال لیکر تو ستم پھر کرے / کسلیے یہ ظلم اور اسپر سے
تا نماز ظہر وہ رویا کیا / شیخ آنکھیں بند کر سویا کیا
شیخ فارغ تھا جفا و درد سے / منہ چھپا چادر میں تھا جوں ماہ کے
تھا اجل سے خوش ازل سے شادکام / طعنۂ مردم سے فارغ تھا تمام
مژدہ جاں جسکی ہو جوں قند سے / کب ترش روئی سے عالم کے ڈرے
جسکی جاں بوسہ دے آنکھ پہ / فتنۂ افلاک سے کیا ڈر اسے
آسماں پہ چاندنی میں ماہ کو / شور غوغا سے کتوں کے ڈر ہو
سگ وظیفہ اپنا کرتا ہے ادا / مہ وظیفہ اپنا رکھتا ہے روا
چھوڑتا ہے کون اپنے کام کو / کب صفائی آب خس سے دور ہو
خس حقیرانہ رواں پانی پہ ہو / اضطرابی ہو نہ آب صاف کو
مصطفے تو کرتے ہیں شق القمر / بولہب کینہ سے بکتا بیشتر
وہ مسیحا زندہ مردوں کو کرے / وہ جہودی نوچتا مونچھ رنج سے
بھونکنا کتے کا کب سنتا ہے ماہ / خاص وہ مہ جو کہ ہے خاص الہ
نہر پہ مے نوشی شہ کو رات بھر / راگ میں مینڈک کے غل سے بیخبر
دام حلوا دیتے وہ تقسیم کر / ہمت شیخ آگئی مانع جود پہ
تا نہ دیوے کوئی کچھ اس طفل کو / قوت پیراں ہے زیادہ اس سے تو
ظہر کے بعد ایک حاتم کا غلام / ایک طبق سر پہ رکھے لایا تمام
اہل مال و حال تھا وہ باخبر / تحفہ بھیجا پیر کو اس نے مگر
اس طبق میں چارسو دینار تھا / نصف دینار ایک کاغذ میں جدا
پیشکش خادم نے وہ لاکر کیا / شیخ کے آگے طبق آکر رکھا
جب اٹھایا اسنے سرپوش کو / خلق نے دیکھی کرامت اسکی وہ

از غریو کودک آنجا خیر و شر / گرد آمد گشت بر کودک حشر
پیش شیخ آمد که ای شیخ درشت / تو یقین دان که مرا استاد کشت
گر روم من پیش او دست تهی / او مرا بکشد اجازت میدهی
وان غریمان هم ز انکار و جحود / رو بشیخ آورد کاین باری چه بود
مال ما خوردی مظالم می بری / از چه بود این ظلم دیگر بر سری
تا نماز دیگر آن کودک گریست / شیخ دیده بست و در وی ننگریست
شیخ فارغ از جفا و از خلاف / درکشیده روی چون مه در لحاف
با اجل خوش با ازل خوش شاد کام / فارغ از تشنیع و گفت خاص و عام
آنکه جان در روی او خندد چو قند / از ترش‌روئی خلقش چه گزند
آنکه جان بوسه دهد بر چشم او / کی خورد غم از فلک وز خشم او
در شب مهتاب مه را بر سماک / از سگان و عوعو ایشان چه باک
سگ وظیفهٔ خود بجا می آورد / مه وظیفهٔ خود برخ می گسترد
کارک خود میگزارد هر کسی / آب نگذارد صفا بهر خسی
خس خسانه میرود بر روی آب / آب صافی میرود بی اضطراب
مصطفی مه میشکافد نیم شب / ژاژ می خاید ز کینه بولهب
آن مسیحا مرده زنده میکند / وان جهود از خشم سبلت میکند
بانگ سگ هرگز رسد در گوش ماه / خاصه ماهی کو بود خاص اله
می خورد شه بر لب جو تا سحر / در سماع از بانگ چغزان بیخبر
هم شدی توزیع کودک دانگ چند / همت شیخ آن سخا را کرد بند
تا کسی ندهد بکودک هیچ چیز / قوت پیران از آن بیش است نیز
شد نماز دیگر آمد خادمی / یک طبق بر سر ز پیش حاتمی
صاحب مالی و حالی پیش پیر / هدیه بفرستاد کز وی بد خبیر
چارصد دینار بر گوشهٔ طبق / نیم دینار دگر اندر ورق
خادم آمد شیخ را اکرام کرد / وان طبق بنهاد پیش شیخ فرد
چون طبق را از غطا وا کرد رو / خلق دیدند آن کرامت را ازو

۲۱

آہ و زاری سب یہ لگے کرنے وہان ‌ ‌ کیا ہے یہ اے شاہ شیخان جہان

سب یہ بیداد اور سلطانی سب کیا ‌ ‌ اے خداوند دل اہل جفا

یہ نہ سمجھے ہم تھے ہکو عفو کر ‌ ‌ بس بکا بیہودہ ہینے سربسر

لا جرم ہون کسطرح ہارین ہین ہم ‌ ‌ اسلیے قندیلین توڑی ہین ہم

مثل بہرون کے سنائی ایک خطاب ‌ ‌ اور بیہودہ دیے ہینے جواب

ہینے موسی سے نصیحت نہ سن ‌ ‌ اسکو ہوئی جو خطر سے شرمندگی

چشم ایسی ہے کہ اعلی پہ چڑھے ‌ ‌ آسمان کو نور اسکا پیارے تھے

چشم تیری سے تعصب جو کیا ‌ ‌ ہے حماقت چشم موش آسیا

شیخ بولا ہین فے دست قیل قال ‌ ‌ تکو بخشا اور وہ جنگ جدال

بید اسکا یہ تھا چاہی حق سو تھی ‌ ‌ راہ سیدھی ہو تمہے مجکو آگہی

بولا یہ دینار گرچہ کچھ نہ تھے ‌ ‌ پر یہ تھے موقوف گریہ طفل پے

تا نہ روتا طفل یہ حلوا فروش ‌ ‌ بحر بخشش کا نہین ہوتا بجوش

اے برادر طفل تیری آنکھ سے ‌ ‌ منحصر ہین کام گریہ پہ ترے

زاری دل پر ہین موقوف کام ‌ ‌ ہو بجز زاری کے کب مشکل تمام

گر تو چاہتا ہے کہ مشکل ہووے حل ‌ ‌ اور گل ہو خار محرومی بدل

گر تو چاہتا ہے کہ وہ خلعت ملے ‌ ‌ طفل چشم اپنا رولا جسم سے

ڈرانا ایک شخص کا زاہد کو کہ تو کم رو ‌ ‌ تا تیری آنکھین نہ جاتی رہین

ایک زاہد کو کہا ایک یار نے ‌ ‌ تو نہ روتا آنکھ سے جاتی رہے

بولا زاہد دو طرح پر اسکا حال ‌ ‌ چشم دیکھے یا نہ دیکھے وہ جمال

گر یہ دیکھے نور حق پھر کیا ہے غم ‌ ‌ وصل حق مین آنکھ ہر ادنی ہو کم

گر نہ دیکھی حق کو کہ دو جائے دو ‌ ‌ ایسی یہ چشم شقی پس کور ہو

آنکھ سے مت ڈر کہ عیسی تیرا ہے ‌ ‌ ٹیڑھا مت چل سیدھی تجکو آنکھ دے

روح عیسی ہو کہ حاضر تجھ مین ہے ‌ ‌ نفع اس سے بڑ فتحمندی کے

پر یہ بیکار اس تن پہ خاک کی ‌ ‌ مت دل عیسی پہ رکھ تو ہر گھڑی

مثل اس احمق کے جو پہلے کہا ‌ ‌ داستان ذکر اوسکا ہر ملا

آہ و افغان از ہمہ برخاست زود ‌ ‌ کای سر شیخان شما این چہ بود

این چہ سرست این چہ سلطانی ست باز ‌ ‌ ای خداوند خداوندان راز

ما ندانستیم ما را عفو کن ‌ ‌ بس پراگندہ کہ رفت از ما سخن

ما کہ کورانہ عصاہا میزنیم ‌ ‌ لاجرم قندیلہا را بشکنیم

ما چو کران ناشنیدہ یک خطاب ‌ ‌ ہرزہ گویان از قیاس خود جواب

ما ز موسی پند نگرفتیم کو ‌ ‌ گشت از انکار خضری زرد رو

با چنان چشمی کہ بالا میشتافت ‌ ‌ نور چشمش آسمان را می شکافت

کردہ با چشمت تعصب موسیا ‌ ‌ از حماقت چشم موش آسیا

شیخ فرمود آن ہمہ گفتار و قال ‌ ‌ من بحل کردم شما را آن جدال

سر آن این بود کز حق خواستم ‌ ‌ لاجرم بنمود راہ راستم

گفت این دینار اگرچہ اندک ست ‌ ‌ لیک موقوف غریو کودک ست

تا نگرید کودک حلوا فروش ‌ ‌ بحر بخشایش نمی آید بجوش

ای برادر طفل طفل چشم تست ‌ ‌ کام خود موقوف زاری دان نخست

کام خود موقوف زاری دان است ‌ ‌ بی تضرع کامیابی مشکل ست

گر ہمی خواہی کہ مشکل حل شود ‌ ‌ خار محرومی بگل مبدل شود

گر ہمی خواہی کہ آن خلعت رسد ‌ ‌ پس بگریان طفل دیدہ بر جسد

ترسانیدن شخصی زاہدی را کہ کم گری تا کور نشوی

زاہدی را گفت یاری در عمل ‌ ‌ کم گری تا چشم را ناید خلل

گفت زاہد از دو بیرون نیست حال ‌ ‌ چشم بیند یا نبیند آن جمال

گر ببیند نور حق خود چہ غم ست ‌ ‌ در وصال حق دو دیدہ کی کم ست

ور نخواہد دید حق را گو برو ‌ ‌ اینچنین چشم شقی گو کور شو

غم مخور از دیدہ کان عیسی تراست ‌ ‌ چپ مرو تا بخشدت دو چشم راست

عیسی روح تو با تو حاضرست ‌ ‌ نصرت از وی خواہ کو خوش ناصرست

لیک بیگار تن پر استخوان ‌ ‌ بر دل عیسی منہ تو ہر زمان

ہمچو آن ابلہ کہ اندر داستان ‌ ‌ ذکر او کردیم بہر راستان

زندگی تن کی نہ لے عیسی سے تو	کام فرعونی نہ لے موسی سے تو	زندگی تن مجو از عیسی است	کار فرعونی مخواہ از موسی است
فکر روزی دل میں اپنے مت کرے	عیش کم ہو جو در پر ہے	بر دل خود کم نہ اندیشۂ معاش	عیش کم ناید تو بر درگاہ باش
یہ بدن خرگہ ہوا ہے روح کو	یا مثل کشتی ہے اک نوح کو	این بدن خرگاہ آمد روح را	یا مثال کشتی مر نوح را
ترک تو سردار ہے خرگاہ کو	خاص جو درگاہ کا مقبول ہو	ترک چون باشد بیابد خرگہی	خاصہ چون باشد عزیز درگہی

آخر قصہ زندہ ہونا ہڈیوں کا عیسی علیہ السلام کی دعا سے	تمامی قصۂ زندہ شدن استخوان بدعای عیسی علیہ السلام

دیکھا عیسی نے کہ ابلہ ہے وہ یار	اور سوال اپنے سے اسکا ہے یہ کار	چونکہ عیسی دید کان ابلہ رفیق	ہر کہ اشتیر و نمید اندر طریق
الہی سے کچھ نصیحت نے سنی	اگر وہ سے کب سمجھا وہ تھی	می نگیرد پند را از الہی	سنگ می پندارد او ار گہی
نام حق عیسی نے ہڈی پر پڑھا	بس موافق کہے آسکے مدعا	خواند عیسی نام حق بر استخوان	از برای التماس آن جوان
حکم حق نے واسطے اسکے اسی	صورت اک اس ہڈیوں سے زندہ کی	حکم یزدان از پی آن خام مرد	صورت آن استخوان را زندہ کرد
جلد اک پیدا ہوا شیر سیاہ	مار کر پنجہ کیا اسکو تباہ	از میان برجست یک شیر سیاہ	پنجہ برزد کرد نقشش را تباہ
سر کو پھوڑا اسکے بھیجے کا مغز کو	جسطرح اخروٹ کہ بے مغز ہو	کلہ اش برکند و مغزش ریخت زود	مغز جوزی کاندرو مغزی نبود
ہوتا گر با مغز وہ اس ضرب سے	تن بدن نقصان ہوتا کچھ اسے	گر ورا مغزی بدی اشکستنش	خود نبودی نقص الا بر تنش
بولا عیسی جلد کیوں مارا اسے	شیر بولا یہ تھا اس سے تجھے	گفت عیسی چون شتابش کوفتی	گفت زان رو کہ تو زو آشوفتی
بولے اسکا خون کیوں کھایا نہیں	بولا بس قسمت میں یہ تھا ہی نہیں	گفت عیسی چون نخوردی خون مرد	گفت در قسمت نبودم رزق خورد
دیکھئے مرد مثل اس شیر کے	بیکھ کھائے یہاں سے گذر گئے	ای بسا کس ہمچو آن شیر ژیان	صید خود ناخوردہ رفتہ از جہان
شکل کر حرص اور جو کہ قسمت میں ہے	جو تحصیل کے اسباب سے	قسمتش کاہی نہ و حرصش چو کوہ	وجہ نہ و کردہ تحصیل وجوہ
جمع کر کے مال اپنی جان دی	دشمنوں نے اسکے غم میں کی خوشی	جمع کردہ مال و رفتہ سوی گور	دشمنان در ماتم او کردہ سور
اے خدا یہ جس نے ہو دھارکھا	اب تو اس بیگار سے ہمکو چھوڑا	ای میسر کردہ بر ما در جہان	سخرہ و بیگار ما را وا رہان
طعمہ جسنے جانا اور وہ شست تھی	جیسا وہ ہے ہمکو وہ دکھلا ابھی	طعمہ بنمودہ بما وان بودہ شست	آنچنان بنما بما آن را کہ ہست
بولا وہ شیر اے مسیحا یہ شکار	واسطے عبرت کے تھا پہ نہار	گفت آن شیر ای مسیحا این شکار	بود خالص از برای اعتبار
ہوتی گر روزی مری اندر جہاں	بس مجھے کیا کام تھا مردوں سے یاں	گر مرا روزی بدی اندر جہان	خود چہ کارستی مرا با مردگان
یہ سزا اسکی کہ آب صاف میں	لاف سے جو حس کرے پیشاب میں	این سزای آنکہ یابد آب صاف	ہمچو خر در جو بمیزد از گزاف
پاتا گر قدر آب جو کے خر	پاؤں کی جا رکھتا اس پانی میں سر	گر بداند قیمت آن جوی خر	او بجای پا نہد در جوی سر
ایسے میر کو پائے جو کوئی	کہ امیر آب ہو وے زندگی	او بیابد آنچنان پیغمبری	میر آبی زندگانی پروری
کیوں نہ مر کے آسکے اپنی جان دی	امر کن سے میر زندہ کر مجھے	چون نمیرد پیش او کز امر کن	ای امیر آب ما را زندہ کن

۲۳

اردو		فارسی	
زندگی اس نفس کتے کی نہ چاہ	دشمن جان ہے ترا مدت سے آہ	زین سگ این نفس را زنده مخواه	کو عدوی جان تست از دیرگاه
خاک اس ہڈی کی سر پر ہو کہ وہ	مانع اس سگ کی شکار جان سے ہو	خاک بر سر استخوانی را که آن	مانع این سگ بود از صید جان
سگ نہیں ہڈی پہ کیوں پھر تو مرے	جونک کے مانند عشق خون سے کرے	سگ نهٔ بر استخوان چون عاشقی	دیوچه‌واری بخون چون عاشقی
آنکھ وہ کیا ہے کہ جو بینا نہیں	امتحان کے وقت وہ رسوا نہیں	آن چه چشمست آنکه بیناییش نیست	ز امتحانها جز که رسوائیش نیست
ہر جگہ آتا گمان کو سہو ہے	یہ گمان کیسا کہ اندھا راہ سے	سهو باشد ظنها را گاه گاه	این چه ظنست اینکه کور آمد ز راه
دوسروں کے واسطے روتا ہے تو	اپنے اوپر بیٹھکر رو تو کبھو	کرده بر دیگران نوحه‌گری	مدتی بنشین و بر خود میگری
شاخ گریہ ابر سے ہو سبز تر	شمع ہو گریہ سے روشن بیشتر	ز ابر گریان شاخ سبز و تر شود	زانکه شمع از گریه روشن میشود
جس جگہ روتے ہیں واں جا بیٹھ تو	کیونکہ تو رونے میں سب سے ہے نکو	هر کجا نوحه کنند آنجا نشین	زانکه تو اولی‌تری اندر حنین
کیونکہ فانی کا وہ رکھتے ہیں فراق	اور نہیں ہیں بس بقا کا اشتیاق	زانکه ایشان در فراق فانی‌اند	غافل از لعل بقائی کانی‌اند
کیونکہ دل پر نقش ہے تقلید کا	کر تو آب چشم سے اسکو جدا	زانکه بر دل نقش تقلیدست بند	رو به آب چشم بندش را برند
ہے بلا تقلید نیکی کے لیے	کاہ ہو تقلید گرچہ کوہ ہے	زانکه تقلید آفت هر نیکویی است	که بود تقلید اگر کوه قوی است
گر ہے اندھا اور چشم اور تیز خشم	گوشت کا ٹکڑا ہے نہ رکھتا ہے چشم	گر ضریری لمترست و تیز خشم	گوشت پاره‌اش دان چو او را نیست چشم
گرچہ کرتا ہے نکات از بس بیان	بھید نکتوں کا ہے اس سے نہان	گر سخن گوید ز مو باریک‌تر	آن سرش را زان سخن نبود خبر
گفتگو سے اپنی گر مستی رکھے	مستی بادہ سے لیکن دور ہے	مستیی دارد ز گفت خود ولیک	از بر وی تا بمی راهیست نیک
نہر کے مانند نے پانی پیئے	تشنگان آب کو وہ آب دے	همچو جویست او نه آبی میخورد	آب ازو بر آبخوران بگذرد
نہر میں پانی نہ ٹھہرے اسلیے	کیونکہ پانی کی نہ تشنہ نہر ہے	آب در جو زان نمیگیرد قرار	زانکه آن جو نیست تشنه آبخوار
مثل نے کے نالہ و زاری کرے	پر خریداروں کی بیگاری کرے	همچو نایی ناله زاری کند	لیک بیگار خریداری کند
نوحہ گر ہے بس مقلد قال کا	جز طمع اسکو نہیں ہے فائدہ	نوحه‌گر باشد مقلد در حدیث	جز طمع نبود مراد آن خبیث
نوحہ گر کرتا ہے باتیں دردناک	پر نہیں ہے سوز دل آں سینہ چاک	نوحه‌گر گوید حدیث سوزناک	لیک کو سوز دل و دامان چاک
پس مقلد سے محقق ہے جدا	لحن داؤدی ہے یہ وہ ہے صدا	از محقق تا مقلد فرقهاست	کین چو داودست و آن دیگر صداست
چشمۂ گفتار اسکا سوز ہے	اور مقلد پہلی باتوں کو رٹے	منبع گفتار این سوزی بود	وان مقلد کهنه آموزی بود
مست کرے غرہ تو غم کی بات سے	بیل پر بوجھا ہے گاڑی چیخے ہے	هین مشو غره بدان گفت حزین	بار بر گاوست و بر گردون حنین
پر مقلد کو بھی ملتا اجر ہے	نوحہ گر کو مزد ہے بس غور سے	هم مقلد نیست محروم از ثواب	نوحه‌گر را مزد باشد در حساب
کافر و مومن خدا کہتے ہیں پر	فرق ہر دونوں کے اندر بیشتر	کافر و مومن خدا گویند لیک	در میان هر دو فرقی هست نیک
وہ گدا کہوے خدا نان کے لیے	متقی کہوے خدا جان کے لیے	آن گدا گوید خدا از بهر نان	متقی گوید خدا از عین جان

٢٥

الله الله کہتا ہے زبان کے لیے — بے طمع الله کہ اپنے لیے
گنہگار جاتا ہی گدا — ہیش و کم اسکو نہ تھا پھر سدا
وہ گدا جیسوں ملک کھوے اگر — مثل خر قرآں لادے بہر کاہ
دل میں ہوتا قال کا آئینے اثر — ریزہ ریزہ ہوتا اسکا جسم و سر
نام اتر دیو کا جادو میں کہے — تو خدا کے نام سے کوڑی کو لے

الله الله میزنی از بہر نان — بے طمع پیش آ و الله خوان
گر بدانستی گدا از گفت خویش — پیش چشم او نہ کم ماندی نہ بیش
سالہا گوید خدا آن نان خواہ — ہمچو خر مصحف کشد از بہر کاہ
گر بدل در تافتی گفت لبش — ذرہ ذرہ گشتہ بودی قالبش
نام دیوے رہ برد در ساحری — تو بنام حق پشیزے می بری

مالش کرنا دہقانی کا اندھیری میں شیر کو گمان گاؤ — خاریدن روستائی در تاریکی شیر را بظن آنکہ گاو است

گاو دہقاں تھا طویلہ میں بندھا — شیر کھا کر اسکو بیٹھا اسکی جا
رات کو دہقان گیا بس جگہ — اور ڈھونڈھا گاؤ کو ناداں نے
مس لگا وہ ہاتھ سے دم بیر نے — شیر کے پہلو پہ لگا ہے پشت پے
شیر بولا روشنی ہوتی اگر — زہرہ اسکا پھٹتا خوں ہوتا جگر
اسلیے گستاخ تھا مجھکو سے — تیرہ شب میں گاؤ سمجھا ہے مجھے
اسلیے حق کہوے ای مغرور کو — نام سے گر تیرے ہوا ہی چیر طور
کہ انزلنا کتابا للجبل — لا تصدع ثم انقطع ثم ارتحل
مجھے جو واقف ہوتا گر کوہ احد — گر کہ ہوا اور خوں ہوتا دل اسکا اشد
ماں باپ اپنے سے یہ تو نے سنا — اسلیے غافل تو اس سے ہو گیا
گر تو واقف ہوتا بے تقلید کے — مثل ای تن کے تو ہوتا بے پتے
سن قصہ واسطے تہدید کے — تا کہ نقصان جانے تو تقلید سے

روستائی گاو در آخر ببست — شیر گاوش خورد و برجایش نشست
روستائی شد در آخر سوی گاو — گاو را میجست شب آن کنج کاو
دست میمالید بر اعضای شیر — پشت و پہلو گاہ بالا گاہ زیر
گفت شیر ار روشنی افزون بدے — زہرہ اش بدریدی و دل خون شدے
اینچنین گستاخ زان میخاردم — کو درین شب گاو می پنداردم
حق ہمی گوید کہ اے مغرور کور — نہ ز نامم پارہ پارہ گشت طور
کہ لو انزلنا کتابا للجبل — لانصدع ثم انقطع ثم ارتحل
از من ار کوہ احد واقف بدے — پارہ گشتی و دلش پر خون شدے
از پدر وز مادر این بشنیدہ — لاجرم غافل درین پیچیدہ
گر تو بے تقلید ازان واقف شوی — بے نشان از لطف چون ہاتف شوی
بشنو این قصہ پئے تہدید را — تا بدانی آفت تقلید را

بیچنا صوفیوں کا خر صوفی مسافر کا واسطے کھانے اور گانے کے — فروختن صوفیان بہیمۂ صوفی مسافر را جہت سفرہ و سماع

صوفی آیا خانقہ میں راہ سے — خر کو لیکے اپنے باندھا اس جگہ
گھاس وہی پانی پلایا آپ جا — نے مثال صوفی جو پہلے کہا
سہو سے کرتے کری احتیاط — جب قضا آئی تو کب ہو احتیاط
صوفی تھے وہ دولتی درویش فقیر — کاد فقر ان یکن کفرا کبیر
ای تونگر سیر تو درست پہنے — درد مند فقرے تو حال ہے
اس گروہ صوفیوں نے اسکا خر — اور وہ تقصیر بیجا بے خطر
گر ضرورت ہو تو مردار بھی مباح — اس فساد آیا ضرورت سے صلاح

صوفیی در خانقہ از رہ رسید — مرکب خود برد و در آخر کشید
آبکش داد و علف از دست خویش — نی چنان صوفی کہ ما گفتیم پیش
احتیاطش کرد از سہو و خباط — چون قضا آید چہ سود است احتیاط
صوفیان درویش بودند و فقیر — کاد فقر ان یکن کفرا کبیر
ای توانگر تو کہ سیری ہین مخند — بر کژی آن فقیر دردمند
از سر تقصیر آن صوفی رمہ — خر فروشی در گرفتند آن ہمہ
کز ضرورت ہست مرداری مباح — بس فسادے کز ضرورت شد صلاح

۳۶۰

بیچا اس خر کو انھوں نے اسگھڑی	اور پکا کر کھانا بس مشعل کری	هم در آندم آن خرک بفروختند	لوت آوردند و شمع افروختند
خانقہ میں غل ہوا شوق انکو ہوا	آج شب کو کھانا گانا ناچ ہو!	ولوله افتاد اندر خانقه	کامشبان لوت و سماعست و وله
کبتلک یہ صبر سہ روزہ رکھیں	کبتک زنبیل دریوزہ رکھیں	چند ازین صبر و ازین سه روزه چند	چند ازین زنبیل و این دریوزه چند
ہم خلوق اور جان رکھتے ہیں ہم	آج دولت میہمان رکھتے ہیں ہم	ما هم از خلقیم و جان داریم ما	دولت امشب میهمان داریم ما
تخم باطل اس لیے بوتے تھے وہ	جان نہیں جو جان اسکو جانتے وہ	تخم باطل را ازان میکاشتند	کانکه آن جان نیست جان پنداشتند
وہ مسافر دور سے آیا تھا جو	تھک گیا تھا دیکھا ناز و حال کو	وان مسافر نیز از راه دراز	خسته بود و دید آن اقبال و ناز
کر وہ صوفی اسپر کرتے تھے کرم	اور خدمت اسکی کرتے تھے بہم	صوفیانش یک بیک بنواختند	نرد خدمتهاش خوش میباختند
ایک اسکے پاؤن کو تھا دابتا	ایک جا بیٹھے کو اس سے پوچھتا	آن یکی پایش همی مالید و دست	وان یکی پرسید اسرارش نشست
ایک اسکے گرد سامان جھاڑتا	ایک اسکے ہاتھ منہ کو چومتا	وان یکی افشاند گرد از رخت او	وان یکی بوسید دستش را و رو
رغبت انکی دیکھکر اسنے کہا	کیوں نہ ہوں میں شریک اس حال کا	گفت چون دید میلشان وی بسی	گر طرب امشب نخواهم کرد کی
کھانا کھایا اور شروع گانا کیا	پھر گئی دھول اور دھوئیں سے خانقا	لوت خوردند و سماع آغاز کرد	خانقه تا سقف شد پر دود و گرد
کودنیکی دھول کھانے کا دھوان	اشتیاق و وجد سے تھا اس زمان	دود مطبخ گرد آن پا کوفتن	ز اشتیاق و وجد جان آشوفتن
ہاتھ پھیلا کر کبھی تھے کودتے	اور کبھی تھے فرش پر وہ لوٹتے	گاه دست افشان قدم میکوفتند	گه بسجده صفه را میروفتند
آرزو صوفی کی مدت میں ملے	پیٹ کرکے کم کی صوفی اسلیے	دیر یابد صوفی آز از روزگار	زان سبب صوفی بود بسیار خوار
اس سوا صوفی کو نور حق سے جو	سیر ہووے چھوڑدے ناموس کو	جز مگر آن صوفیی کز نور حق	سیر خورد او فارغ است از ننگ دق
سیکڑوں میں ایسے صوفی کم ہیں اب	باقی انکے نام سے جیتے ہیں سب	از هزاران اندکی زین صوفیند	باقیان در دولت او میزیند
جب کہ گانا پہونچا آخر کو بکرب	مطربوں نے کی شروع اک ضرب	چون سماع آمد ز اول تا کران	مطرب آغازید یک ضرب گران
خر گیا اور خر گیا جاری کیا	سبکو اس گرمی سے لبس میں آگیا	خر برفت و خر برفت آغاز کرد	زین حرارت جمله را انباز کرد
رقص اس گرمی سے کرتے تا سحر	خر گیا کہتے تھے وہ سب سربسر	زین حرارت پای کوبان تا سحر	کف زنان خر رفت و خر رفت ای پسر
از رہ تقلید وہ صوفی یہی	خر گیا کہتا تھا با درد خفی	از ره تقلید آن صوفی همین	خر برفت آغاز کرد اندر حنین
جبکہ گذرا جوش نوش اور وہ سماع	دن ہوا اور سب ہوے باہم وداع	چون گذشت آن نوش و جوش و آن سماع	روز گشت و جمله گفتند الوداع
خانقہ خالی ہوئی صوفی رہا	گرد سامان کی مسافر جھاڑتا	خانقه خالی شد و صوفی بماند	گرد از رخت آن مسافر می‌فشاند
لایا اس حجرے سے وہ سامان کو	خر پہ تا لادے وہ اور ہمراہ ہو	رخت از حجره برون آورد او	تا بخر بر بندد آن همراه جو
جلد ہمراہوں کے پہونچے ساتھ وہ	خر طویلہ میں نہ پایا اسنے جو	تا رسد در همرهان او میشتافت	رفت در آخر خر خود را نیافت
بولا خادم لے گیا پانی کو ہو	کہ پیا کل اسنے کمتر آب کو	گفت آن خادم بآبش برده است	زانکه خر دوش آب کمتر خورده است

خادم آیا بولا صوفی خر کہاں	بولا داڑھی دیکھ اور لڑنے لگا	خادم آمد گفت صوفی خر کجاست	گفت خادم ریش بین جنگی بخاست
بولا میں نے خر کو سونپا تجھ کو تھا	اور نگہبان اسکا بس تجھ کو کیا	گفت من خر را بتو بسپرده ام	من ترا بر خر موکل کرده ام
بحث کر تو میرے سے حجت نہ کر	جو دیا تجھکو تھا واپس کر بسر	بحث با توجیه کن حجت بیار	آنچه من بسپرده ام واپس سپار
قصے میں لونگا جو سونپا تجھکو ہے	پھیر دو جو کچھ دیا میں نے تجھے	از تو خواهم آنچه من دادم بتو	باز ده آنچه بسپردم بتو
بولے پیغمبر کہ جو تو نے لیا	چاہیے واپس اسے کرنا بھلا	گفت پیغمبر که دستت آنچه برد	بایدش در عاقبت واپس سپرد
سرکشی سے گر رہی اسپہ ہے	میں و تو قاضی کے گھر چلتا ہے	ورنه از سرکشی راضی نه ای	نک من و تو خانهٔ قاضی دین
بولا میں مغلوب تھا اور صوفیاں	لئے حملہ اور مجھے تھا بیم جاں	گفت من مغلوب بودم صوفیان	حمله آوردند و بودم بیم جان
بلیوں میں تو کلیجا ڈال کر	ڈھونڈھتا ہے پھر تو اسکو ای پسر	تو جگر بندی میان گربگان	اندر اندازی و جوئی زان نشان
ایک روٹی آگے سو بھوکوں کے ہو	گربہ جا پڑے آگے سو کتوں کے ہو	در میان صد گرسنه یک گرده	پیش صد سگ گربهٔ پژمرده
بولا مانا ظلم کر تجھ سے لیا	قصد میری جان مسکیں کا کیا	گفت گیرم کز تو ظلماً بستدند	قاصد جان من مسکین شدند
کیوں نہ مجھسے آکے یہ تو نے کہا	خر کو لیجاتے ہیں وہ لے بے نوا	تو نیائی و نگوئی مر مرا	که خرت را می برند ای بینوا
مول لیتا جسے خر کو لے لیا	ورنہ قیمت سب سے میں لیتا بھلا	تا خر از هر که برد من وا خرم	ورنه توزیع کنند ایشان زرم
کرتا سو تدبیر جو حاضر تھے وہ	ہو سکے کیا اب گئے ہر ملک وہ	صد تدارک بود چون حاضر بدند	این زمان هر یک باقلیمی شدند
کسکو قاضی پاس میں لیجاؤں اب	مجھپہ آئی یہ بلا تیرے سبب	من کرا گیرم کرا قاضی برم	این قضا خود از تو آمد بر سرم
تو نے جو آکر نہ یہ مجھ سے کہا	اسلیے یہ ظلم مجھپر ہو گیا	چون نیائی و نگوئی ای غریب	پیش آمد اینچنین ظلمی مهیب
بولا واللہ میں آیا چند بار	تا کروں یہ راز تجھپہ آشکار	گفت والله آمدم من بارها	تا ترا واقف کنم زین کارها
خر گیا کہتا تھا تو بھی بار بار	کہنے والوں سے تو زیادہ ذوق دار	تو همی گفتی که خر رفت ای پسر	از همه گویندگان با ذوق تر
پھر گیا میں شاید آپ واقف ہے تو	ہے قضا سے راضی جو عارف ہے تو	باز میگشتم که او خود واقفست	زین قضا راضیست مرد عارفست
بولا سب کہتے تھے اسکو تو خوش سے	میں بھی کہتا تھا یہ ملکر ذوق سے	گفت آنرا جمله میگفتند خوش	مر مرا هم ذوق آمد گفتنش
مجھکو برباد کردیا تقلید نے	لعنت اللہ ہو سوئے اس تقلید پے	مر مرا تقلیدشان بر باد داد	که دو صد لعنت برین تقلید باد
خاص بے معنوں کے اس تقلید پے	آبرو کھوتے ہیں جو ناں کے لیے	خاصه تقلید چنین بی حاصلان	کابروی ریختند از بهر نان
عکس انکے ذوق کا مجھپر پڑا	اس سے دل پر ذوق اک پیدا ہوا	عکس ذوق آن جماعت میزدی	وین دلم زان عکس ذوقی میشدی
عکس یاروں کا بس اتنا چاہیے	بحر بیکسی سے تا پانی ملے	عکس چندان باید از یاران خوش	که شوی از بحر بی عکس آبکش
عکس اول کو تو بس تقلید جان	جو پیاپے ہو اسے تحقیق مان	عکس کاول زد تو آن تقلید دان	چون پیاپی شد شود تحقیق آن
مت جدا یاروں سے تا تحقیق ہو	تا نہ قطرہ در ہو مت سیپ کو	تا نشد تحقیق از یاران مبر	از صدف مگسل نگشت آن قطره در

صاف خواہی چشم عقل و سمع را | بردران تو پردہ‌ہاے طمع را
زانکہ آن تقلید صوفی از طمع | عقل او بربست از نور لمع
زانکہ صوفی را طمع بردش ز راہ | ماند در خسران شد کارش تباہ
طمع لوت و طمع آن ذوق و سماع | مانع آمد عقل او را ز اطلاع
گر طمع در آئینہ بر خاستے | در نفاق آن آئینہ چون ماستے
گر ترازو را طمع بودی بمال | راست کی گفتی ترازو وصف حال
ہر نبی میگفت با قوم از صفا | من نخواہم مزد پیغام از شما
من دلیلم حق شما را مشتری | داد حق دلالیم ہر دو سری
ہست مزد کار مر دلال را | مزد باید داد تا گوید سزا
چیست مزد کار من دیدار یار | گرچہ خود بوبکر بخشد چل ہزار
چل ہزار او نباشد مزد من | کے بود شبہ شبہ دُر عدن
یک حکایت گویمت بشنو بہوش | تا بدانی کہ طمع شد بند گوش
ہر کرا باشد طمع الکن شود | با طمع کے چشم و دل روشن شود
پیش چشم او خیال جاہ و زر | ہمچنان باشد کہ موے اندر بصر
جز مگر مستی کہ از حق پر بود | گرچہ بدہی گنجہا او حر بود
ہر کہ از دیدار برخوردار شد | این جہان در چشم او مردار شد
لیک آن صوفی ز مستی دور بود | لاجرم از حرص او بے نور بود
صد حکایت بشنود مدہوش حرص | در نیاید نکتہ در گوش حرص

صاف چاہے گوش چشم و عقل ہو | پھاڑ دے تو پردہ ہائے طمع کو
پیرو وہ تھی تقلید صوفی طمع سے | بند کی عقل اسکی نور لمع سے
طمع نے صوفی کو بس گمرہ کیا | وہ رہا بدبخت و کام ابتر ہوا
طمع کھانے اور ذوق راگ کی | اطلاع سے عقل کی مانع ہوئی
آئینہ میں گر طمع کرتی ظہور | جس نفاق آئینہ سو ہوتا دور
گر طمع رکھتی ترازو مال کی | راستی ہرگز نہ رکھتی وہ کبھی
ہر نبی کہتا تھا اپنی قوم سے | مزد پیغام اب مجکو چاہیے
میں ہون ہادی حق تمہارا مشتری | حق نے دلالی ہے دی ہی ہر دو سری
مزد لینا کام ہے دلال کا | مزد دے تا وہ کہے اچھا بھلا
مزد میری کیا ہے اب دیدار کار | گرچہ خود بوبکر بخشے چل ہزار
چل ہزار اسکے نہ میری مزد ہے | ہمسری دُر کی ہوئی کب پوت سے
اک حکایت کہتا ہون ہی یاتم سنو | بند جانو طمع سے تا گوش کو
جسکو ہووے طمع وہ گونگا ہوا | طمع ذی بس دل کو کب روشن کیا
پیش چشم آسکے خیال جاہ و زر | جیسے ہو بال ہوا اندر بصر
پر سوا اس مست کے کہ حق سے پر | گنج گر دیوے آسے ہووے وہ حر
جو کہ برخوردار ہے دیدار سے | آسکی نظروں میں جہان مردار ہے
لیک وہ صوفی تھا بن مستی سے دور | حرص کے باعث نہیں رکھتا تھا نور
سو حکایت گر سنے مدہوش حرص | ایک نکتہ بھی نہ جانے گوش حرص

قصہ آن مفلس کہ در زندان بود و زندانیان از و در فغان

بود شخصے مفلسے بے خانمان | ماند در زندان و بند بے امان
لقمہ زندانیان خوردی گزاف | بر دل خلق از طمع چون کوہ قاف
زہرہ نے کس را کہ لقمہ نان خورد | زانکہ آن لقمہ ربا گاوش برد
ہر کہ دور از دعوت رحمان بود | او گدا چشم است گر سلطان بود
مر مروت را نہادہ زیر پا | گشتہ زندان دوزخی ز آن نان ربا
گر گریزی بر امید راحتے | زان طرف ہم پیشت آید آفتے

قصہ اس مفلس کا کہ قیدخانہ میں تھا اور قیدی اس سے فغان میں

مرد مفلس ایک تھا بے خانمان | قیدخانہ میں تھا با قید گران
قیدیون کا کھانا کھاتا چھین کے | خلق کے دل پر تھا جون کہ طمع سے
کسکو طاقت کھانا کھائے اس سوا | کس لیے وہ جلد لقمہ چھینتا
جو کہ دعوت سے خدا کے دور ہو | بس گدا ہے گرچہ وہ فغفور ہو
پائمال اسنے مروت کو کیا | دوزخ اس قیدی سے زندان ہوا
بھاگے راحت کی امیدون پر اگر | اس طرف سے آفت آئے پیشتر

زاد و دد کے نہ کوئی ہے جگہ ۔ حق کی خلوت گاہ میں آرام ہے
قید خانہ میں جہاں کے پھر بنا ۔ جز مشقت اور محنت کے نہیں
موش کے سوراخ میں گر تو چھپے ۔ پنجۂ گربہ سے کب بچے
آدمی فربہ خیالوں سے بنے ۔ گر خیالات جمیل اب ہو اسے
ناخوشی گر ہو خیالوں سے اسے ۔ آگ سے جوں موم وہ گلنے لگے
سانپ بچھو انسیت تجھسے کرے ۔ وہ خیال اک کیمیا تیری سے نے
سانپ بچھو کے تجھے گر درمیان ۔ با خیال خوش خدا رکھے یہان
صبر شیرین خیال خوش سے ہو ترا ۔ کہ خوشی وہ آنیوالی ہے سوا
دل میں آئے وہ جو تھی ایمان سے ۔ ضعف ایمان ناامیدی سی رہے
صبر ہو ایماں سے باتاج و کلہ ۔ حیث لا صبر فلا ایمان له
بولا احمد حق نے ایمان نے دیا ۔ جسے صبوری جسکے تن میں ہو نہا
ایک تیری آنکھ میں ہو شل مار ۔ دوسرے کی آنکھ میں وہ نگار
کیوں خیال کفر تیری آنکھ میں ۔ اور خیال مؤمن اسکی آنکھ میں
شخص اک یکسر ہے دونوں فعل کو ۔ گاہ مچھلی اور گہ وہ شست ہو
آدھا مؤمن آدھا کافر ہووے وہ ۔ آدھا حارص آدھا صابر ہووے وہ
حق نے فرمایا فمنکم مؤمن ۔ آیا منکم کافر کا پھر سخن
جیسے آدھا گاؤ ہو رنگ سیاہ ۔ اور سفید آدھا ہو وہ مانند ماہ
جو کہ اس آدھے کو دیکھے رد کرے ۔ جو کہ اس آدھے کو دیکھے کد کرے
حسن یوسف کے تھے بھائی نفور ۔ دیدۂ یعقوب میں لیکن وہ نور
زشت دیکھا خیال بد سے یان ۔ آنکھ فرع ز آنکھ اصلی کہاں
چشم ظاہر سایہ ان چشموں کا جان ۔ جو وہ دیکھیں یہ پھرے اس سو نہاں
سایۂ فرع اصل ہو پر کہاں تلک ۔ سایہ ہو پابند خورشید فلک
تو مکانی اصل تیری لامکاں ۔ یہ دکاں کر بند کھول اب وہ دکان
شش جہت میں مت جا آزر جہات ۔ جاں ششدرست ششدر وہ مات مات
بات یہ بیحد ہے بس انجام کار ۔ لا تمد سے مفلس کے قیدی بیقرار

هیچ کنجی بی دد و بی دام نیست ۔ جز بخلوتگاه حق آرام نیست
کنج زندان جهان ناگزیر ۔ نیست بی پامزد و بی دق الحصیر
واللہ ار سوراخ موشی در روی ۔ مبتلای گربه چنگالی شوی
آدمی را فربهی هست از خیال ۔ گر خیالاتش بود صاحب جمال
ور خیالاتش نماید ناخوشی ۔ میگدازد همچو موم از آتشی
مار و کژدم مر ترا مونس شود ۔ کان خیالت کیمیای مس بود
در میان مار و کژدم گر ترا ۔ با خیالات خوشان دارد خدا
صبر شیرین از خیال خوش شدست ۔ کان فرج و آن تازگی پیش آمدست
آن فرج آید ز ایمان در ضمیر ۔ ضعف ایمان ناامیدی و زحیر
صبر از ایمان بیابد سر کله ۔ حیث لا صبر فلا ایمان له
گفت پیغمبر خداش ایمان نداد ۔ هر کرا نبود صبوری در نهاد
آن یکی در چشم تو باشد چو مار ۔ هم وی اندر چشم آن دیگر نگار
زانکه در چشمت خیال کفر اوست ۔ وان خیال مؤمنی در چشم دوست
کاندرین یک شخص هر دو فعل هست ۔ گاه ماهی باشد او و گاه شست
نیم او مؤمن بود نیمیش گبر ۔ نیم او حرص آوری نیمیش صبر
گفت یزدانت فمنکم مؤمن ۔ باز منکم کافر گبر کهن
همچو گاوی نیمهٔ چپش سیاه ۔ نیمهٔ دیگر سپید همچو ماه
هر که این نیمه ببیند رد کند ۔ هر که آن نیمه ببیند کد کند
از جمال یوسف اخوان بس نفور ۔ لیک اندر دیدهٔ یعقوب نور
از خیال بد نظرشان زشت دید ۔ چشم فرع و چشم اصلی ناپدید
چشم ظاهر سایهٔ آن چشم دان ۔ هر چه آن بیند بگردد این بدان
سایهٔ اصل ست فرع اما کجا ۔ سایه با خورشید پا دارد بجا
تو مکانی اصل تو در لامکان ۔ این دکان بر بند و بگشا آن دکان
شش جهت مگریز زیرا در جهات ۔ ششدرست و ششدره مات ست مات
این سخن را نیست حد و پایان ۔ مصطفی زد دست آن بر قلتبان

شکایت کرنا قیدیوں کا وکیل قاضی کے آگے اس مفلس کی بابت

پھر وکیل قاضی آیا اس جگہ | سب نے قیدی پر کئے لب کھل کر
کہا قاضی سے ہمارا تو سلام | بیچ مرہک کے تو یہ دو پیام
اور کہو یہ قید خانہ میں سدا | بیچ وہ ہے یہ دہ گرد اور ٹھگ برا
نے کسی قیدی کو کھانا کہا سکے | اور حیلے سے اگر کھانا رکھے
پس آ سیدھا آئے وہ دوزخ گلو | لائے حجت یہ کہا حق نے کلوا
پس کہیں سے وہ کھانا گر طعام | بھیجا رب نے بلائے پر سلام
ساتھ کس کا کھانا جانے ہیچ ہو | سخ گرا اسکو کرے بھر اپنے
قحط سہ سالے سے ہمکو داد دو | سایہ مولانا کا دائم ہو جیو
یا تو زندان سے نکالو بھینس کو | یا وظیفہ وقف سے کیا ذکر دو
کر کہ جیسے خوش ہوں سب دونا ث | داد دو یا المستغاث المستغاث
پاس قاضی کے وکیل تو سہم گیا | ماجرا انکی شکایت کا کہا
اسکو قاضی نے بلا کر روبرو | پوچھا اور مخفی سوا اسکے حال کر
ہو گیا ثابت یہ قاضی کو کہ اب | ہر شکایت واجبی ہے انکی سب
بولا قاضی قید خانہ سے نکل | اپنے گھر کی سمت جا مرد دغل
بولا گھر میرا ترا احسان ہے | مجھکو جون کافر جا زندان ہے
مجھکو زندان سے جو تو رد کرے | تو مروں میں مفلسی سے ...
جیسے شیطان نے کہا تھا اے سلام | رب انظرنی الی یوم القیام
میں زندان دنیا میں خوش ہوں | تا کہ دشمن زاد کو کشتہ کروں
جسمیں کسی میں غذا ایمان ہو | اور زاد اور ادب وہ نان ہو
مکر و حیلہ کرکے میں وہ چھین لوں | تا پشیمانی سے ... فریاد کروں
گہ گدائی کر ... تہدید کروں | گاہ زلف و خال پر ... کروں

استعیذ اللّٰہ من شیطانہ | قد ہلکنا آہ من طغیانہ

شکایت کردن اہل زندان پیش وکیل قاضی از دست آن مفلس

با وکیل قاضی ادراک منش | اہل زندان در شکایت آمدند
که سلام ما بقاضی بر کنون | باز گو آزار ما زین مرد دون
کاندرین زندان بماند او مستمر | یاوه تاز و طبل خوار است و مضر
مرونه اسپے نیاید لقمه | در لبند حیلت کشاید خمره
در زندان پیش آید آن دوزخ گلو | حجتش این که خدا گفته کلوا
چون مگس حاضر شود در هر طعام | از وقاحت بی صلا و بی سلام
پیش او هیچ است صد کس | ...
زین چنین قحط سه ساله داد داد | ظل مولانا ابد پاینده باد
یا ز زندان تا رود این گاو میش | یا وظیفه کن ز وقفی لقمه ایش
ای ز تو خوش هم ذکور و هم اناث | داد کن المستغاث المستغاث
سوی قاضی شد وکیل با نمک | گفت با قاضی شکایت یک بیک
خواند او را قاضی از زندان به پیش | پس تفحص کرد از اعیان خویش
گشت ثابت پیش قاضی آن همه | که نمودند از شکایت آن رمه
گفت قاضی خیز زین زندان برو | سوی خانه مرده ریگ خویش شو
گفت خان و مان من احسان تست | همچو کافر جنتم زندان تست
گر ز زندانم برانی تو برد | خود بمیرم من ز تقصیر و کد
همچو ابلیسی که می گفت ای سلام | رب انظرنی الی یوم القیام
کاندرین زندان دنیا من خوشم | تا که دشمن زادگان را می کشم
هر که او را قوت ایمانی بود | وز برای زاد ره نانی بود
می ستانم گه بمکر و گه به ریو | تا برآرند از پشیمانی غریو
گه بدرویشی کنم تهدیدشان | گه به زلف و خال بندم دیدشان
قوت ایمانی درین زندان کم است | وانکه هست از قصد این سگ در خم است

استعیذ اللّٰہ من شیطانہ | قد ہلکنا آہ من طغیانہ

سو تجکو جو کوے وہ اسمیں سے ہے — دیو پوشیدہ ہی اندر پوست کے
ایک کتا ہو ہزاروں میں گھسا — دیکھا اس تو وہ اسکا ہوا
در صورت ملکے آئے احیا ل — تجکو ڈالے وہ خیال اندر وبال
تجھ پہ آئے ہر خیالوں سے ملال — ہو خیال حاسد آسے حاسکا
گہ خیال سیر اور گاہے دکاں — گہ خیال علم وگاہے خاناں
گہ خیال کسب و سوداگری — گہ تجارت اور گاہے سروری
گہ خیال عترہ و اولاد کا — گہ خیال صرف زر او داد کا
گہ خیال پارچہ اور تاش کا — گہ خیال فرش وکو فراش کا
گہ خیال باغ وگاہے آسیا — گہ خیال اراد گاہے ہوا
گہ خیال صلح اور گہ جنگ کا — گہ خیال نام اور گہ ننگ ہے
ان خیالوں کو نکال اے سر تو — اور کر رخت جھاڑ دے دیر سے تو
یاں مولا اول کو ہر کس سے — دریاں سے ملک دل او رحاں سے

هر که صورت گردید او کو دست — یوسفان گشته اندر زیر پوست
یک سگ است در سراپرده — هر که در رفت وآن می شود
چون بیاید صورت آید و بیال — تا کشاید آن خیالات روال
از خیالات تو سے آید ملال — چون حالت حاسد آید سحا
گه خیال فرحه وگاهی دکان — گه خیال علم وگاهی خانمان
گه خیال کسب و سوداگری — گه خیال تاجری و داوری
گه خیال نقره و فرزند زن — گه خیال لو اصول و لوالحزن
گه خیال کاله وگاهی قماش — گه خیال فرش وگاهی فراش
گه خیال آسیا و باغ و راغ — گه خیال صلح و جنگ و لاغ
گه خیال آشتی و جنگها — گه خیال نام و ننگها
هین بروبی کن سرای خیلها — هین بدست اردل چنین ببلها
هان نگو رخولها اندر مان — اندران تهانه پل رمیر حال

باقی قصہ مفلس قیدی کا ساتھ قاضی کے

بولا قاضی مفلسی اپنی مت — بولا سب قیدی ہیں یہ تیرے گوا
بولا یہ تو متہم ہیں اس لیے — تہمت لگا رہے ہیں اسلیے
چاہتے ہیں قید سو تاکر ہم بچیں — اسلیے دیتے گواہی جھوٹ ہیں
حملہ اہل محکمہ نے پس کہا — اسکے ہے افلاس کے ہم ہیں گوا
پوچھا قاضی نے جس سے حال کو — بولا اس مفلس کو مولا چھوڑ دو
بولا قاضی تم پھراؤ اسکو ابتی — شہر میں مفلس ہے یہ اور بدمعاش
شہر گلی میں تم منادی جا رو — ڈھونڈی اس افلاس کی تم پھیر دو
کوئی بیچے اسے نہ اسکو ادھار — اور نہ دیوے قرض پیسہ یہ بہار
اسپہ دعوی گر کوئی آکر کرے — قید سر کرے کر دیگا میں ست سے
تجکو افلاس اسکا ثابت ہو چکا — تا قدیر سے قدر جس اسکے ورا
اسلیے سے قید دنیا میں بشر — تاکہ افلاس اسکا ثابت تر
مفلسی کہ دیو کی الشمر ہے — کردی قرآں میں منادی کہہ رہے

تتمہ قصہ مفلس زندانی باقاضی

گفت قاضی مفلسی را وانما — گفت اینک اهل زندانت گوا
گفت ایشان متهم باشند ازان — میگریزند و همی گریند ازان
از تو می خواهند تا هم وارهند — زین غرض باطل گواهی میدهند
جمله اهل محکمه گفتند ما — هم بر ادبار و افلاسش گوا
هر کرا پرسید قاضی حال او — گفت مولا دست ازین مفلس بشو
گفت قاضی کش بگردانید فاش — گرد شهر این مفلس است و بدمعاش
کو بکو او را منادیها کنید — طبل افلاسش عیان هر جا زنید
هیچکس نسیه بنفروشد بدو — قرض ندهد هیچکس او را تسو
هر که دعوی آردش اینجا بفن — بیش زندانش نخواهم کرد من
پیش من افلاس او ثابت شدست — نقد و کالا نیستش چیزی بدست
آدمی در حبس دنیا زان بود — تا بود کافلاس او ثابت شود
مفلسی دیو را یزدان ما — هم منادی کرد در قرآن ما

کردہ بدگو مفلس بدکار ہے ۔ لین دین اس سے نہیں کوئی کرے
گر کرے اس سے تو وہ حیلہ کرے ۔ وہ ہے مفلس اس سے کب بن آئے
جب کھلا یہ بھید تو حاضر کیا ۔ اونٹ کردی کا جو لکڑی بیچتا
بس بہت فریاد کردی نے کری ۔ اور کچھ رشوت بھی ان لوگوں کو دی
صبح سے تا شام اونٹ اسکا لیا ۔ سود فریاد و فغان سے نہ اسکے ہوا
اونٹ پر بیٹھا تھا وہ قحط گران ۔ اونٹ والا اسکے پیچھے تھا دوان
شہر میں اسکو پھرایا کو بکو ۔ آگہی تا اس سے ہو ہر ایک کو
آگے ہر حمام و ہر بازار کے ۔ دیکھتا اسکو ہر اک اس شکل سے
چیختے تھے دس منادی کرد ہان ۔ ترک و کرد اور رومیان تازیان
سب نے ملکے کہا بس درست ۔ ظلم کا اک اسنے بویا بیج ہے
بے نوا اور بد ادا اور سب دغا ۔ بھکرا بدتر گدا اور بیچیا
یہ نہیں رکھتا ہے مفلس کوئی چیز ۔ قرض تا کوئی نہ دے اسکو پشیز
ظاہر و باطن نہیں کوڑی رکھے ۔ ہے یہ مفلس بد دغا بازی کرے
ہرگز اس سے دوستی اب مت کرو ۔ کھینچ لائے جو گرہ محکم رکھو
اسکو لائے محکمہ میں گر کوئی ۔ میں کرونگا قید نے اسکو کبھی
خوش نفس ہے اور فراخ اسکا گلا ۔ اگر کلہ ثابت ہوا اور کرتا پھٹا
مکر کی خاطر ہوا ہے جامہ زیب ۔ ہو برہنہ تا وہ دے سبکو فریب
سن نے حکیم اور حرف حکمت کی کہے ۔ عاریت پہنا لباس اک آسنے ہو
چور گرچہ جامہ سے پہنے ہوا ۔ ہاتھ تیرا کیسے پکڑے ہو کٹا
اونٹ سے اترا وہ جبکہ رات کو ۔ کرد بولا گھر ہے دور اور تیرہ ہو
اونٹ پر بیٹھا ہے تو اب صبح سے ۔ میں نے چھوڑی جو ولیکن گھاس دے
بولا کیا کرتے تھے ہم اب تک بھلا ۔ ہوش اندر گھر کے ذکس ہے ترا
مفلسی کا آسمان تک غل گیا ۔ پھر نہیں یہ واقعہ تو نے سنا
کان تیرے ہیں بھرے طمع خام سے ۔ اندھا اور بہرا طمع مجکو کرے
سنگ و مٹی تک نے یہ حال اب سنا ۔ کہ یہ مفلس ہے یہ مفلس ہے سدا

کو دغا و مفلس ست و بدسخن ۔ هیچ با او شرکت و سودا مکن
ور کشد او را بهانه آورد ۔ مفلس ست او حرفه ازو کم برد
حاضر آوردند چون فتنه فروخت ۔ اشتری کردی که هیزم میفروخت
کردی بیچاره بس فریاد کرد ۔ هم موکل را بدانگی شاد کرد
اشترش بردند از هنگام چاشت ۔ تا شب و افغان او سودی نداشت
بر شتر بنشست آن قحط گران ۔ صاحب اشتر پی اشتر دوان
سو بسو و کو بکو می‌تاختند ۔ تا همه شهرش عیان بشناختند
پیش هر حمام و هر بازارگه ۔ کرده مردم جمله در شکلش نگه
ده منادی گر بلند آوازیان ۔ ترک و کرد و رومیان و تازیان
جملگان آوازها برداشته ۔ کین همه تخم جفاها کاشته
[illegible] ۔ [illegible]
مفلس ست و این ندارد هیچ چیز ۔ قرض تا ندهد کسی او را پشیز
ظاهر و باطن ندارد حبه‌ای ۔ مفلسی قلبی دغایی دبه‌ای
هان و هان با او حریفی کم کنید ۔ چونکه گاو آرد گره محکم زنید
در حکم آرید این پژمرده را ۔ من نخواهم کرد زندان مرده را
خوش دم است او گلویش بس فراخ ۔ با شعار نو دثار شاخ شاخ
گر بپوشد بهر مکر آن جامه را ۔ عاریه است و تا فریبد عامه را
حرف حکمت بر زبان ناحکیم ۔ حله‌های عاریت دان ای سلیم
گرچه دزدی حله‌ای پوشیده است ۔ دست چون گیرد آن ببریده است
چون شبانگه از شتر آمد بزیر ۔ کرد گفتش منزلم دورست و دیر
بر نشستی اشترم را از پگاه ۔ جو رها کردم کم از اخراج کاه
گفت تا اکنون چه میکردیم پس ۔ هوش تو کو نیست اندر خانه کس
چرخ افلاسم شنید ای پر طمع ۔ تو نشنیدی گوش تو پر طمع
گوش تو پر بوده است از طمع خام ۔ پس طمع کر میکند کور ای غلام
تا کلوخ و سنگ بشنید این بیان ۔ مفلس است و مفلس است این قلتبان

اونٹ والے سے کہا یہ بات بھر | کہ تجھے وہ طمع سے پر تھا بشر
بس ہے کان اور آنکھ پر قہر خدا | کیونکہ پردہ میں ہے صورت اور صدا
تاکہ وہ چاہے دکھا دیوے تجھے | ہم جمال اور ہم کمال اور ہم کرم
اور کہ وہ چاہے سنا دیوے بگوش | ہم سماع و ہم بشارت ہم خروش
تو اگرچہ اس سے بس غافل ہے | وقت حاجت حق اسے ظاہر کرے
بولے پیغمبر کہ حق نے ای اخی | پیدا ہر اک درد کی دارو کری
گرچہ درمان ڈھونڈھے اور جا کے | ای خدا تو بھیجے درمان سب مجھے
لیکن ڈھونڈھے درمان ہے نے نفع کیے | درد اپنے کر بے اسکے حکم کے
یا عالم میں ہونے چارہ سمجھے | تا خدا اوزن نہیں کھولے تری
آنکھ سو لامکان کہ چارہ جو | چشم گشتہ دیکھے جیسے جان کو
بے جہت سے یہ جہان پیدا ہوا | گر جہان بے جائے سے ہے جا ہوا
ہستی کی سمت تو پھر ہست ہے | گر تو جان سے طالب ہے لا مکان ہے
بھاگ تو ہی عدم آنے کی جا | اور تیرا جسم سے جانے کی جا
صنع حق کی کارگہ ہے نیستی | ہست عالم میں ہیں بیکار اب بھی

مناجات میں

ای خدا تو بے نظیر کیا دریا بدی | گر مدام اور جرم میرا انجد سے
باتیں تب کی کہا دی تو مجھے | تا کر رحم آئے تجھے اس بات سے
ہم دعا و ہم اجابت تجھ سے ہے | اپنی تجھ سے ہیبت تجھ سے رہی
کیمیا کر ہے بدل ہے اسکو تو | نیل کردی گرچہ ہو وے خون کی جو
ایسی بینا کاری تیرا کام ہے | ایسی اکسیرین تیرا اسرار ہے
تو نے پانی اور مٹی کو ملا | پیدا اس سے جسم آدم کو کیا
گر خطا ہو تجھ سے اصلاح امین دے | تو ہی مصلح اور سخن کا شاہ ہے
اسکو ست بن جا یا ہو نگی ہی | اور غم و شادی کی فکر اور حجت کی
بعض کو آزاد بن آ جسے کیا | اور کیا اس شادی غم سے جدا
خویش و بیگانہ سے دور اسکو کیا | آنکھ مین نیک اسکو بدتر کر دیا

آنکس گفت دو صاحب شتر | سر تشد کو از طمع پر بود و پر
ہست بر سمع و بصر مہر خدا | در حجب بس صورت است و بس صدا
آنچہ او خواہد رساند این بچشم | از جمال و از کمال و از کرشم
وانچہ او خواہد رساند بگوش | از سماع و از بشارت و ز خروش
گرچہ تو ہستی کنون غافل از آن | وقت حاجت حق کند آن را عیان
گفت پیغمبر کہ یزدان مجید | از پی ہر درد درمان آفرید
گرچہ درمان جوئی رنگ و بو سجاں | کای خدا درمان کا ہین سان
لیک زان درمان نبینی رنگ و بو | بہر درد خویش بے فرمان او
کون پیچارہ ہست تو ہیچ چارہ نی | تا کہ نگشاید ہدایت روزنی
چشم را اے چارہ جو در لامکان | ہین بنہ چون چشم کشتہ سوی جان
این جہان از بیجہت پیدا شدہ است | کز بیجائی جہان را جا شدہ است
باز گرد از ہست سوی نیستی | گر تو از جان طالب مولاستی
جای دخل است این عدم از وی مرم | جای خرج است این وجود بیش و کم
کارگاہ صنع حق چون نیستی است | جز معطل در جہان ہست کیست

فی المناجات

ای خدای پاک بی انباز و یار | دستگیر و جرم ما را در گذار
یاد دہ ما را سخنہای رقیق | کہ ترا رحم آورد آن ای رفیق
ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو | ایمنی از تو مہابت ہم ز تو
گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن | مصلحی تو ای تو سلطان سخن
کیمیا داری کہ تبدیلش کنی | گرچہ جوی خون بود نیلش کنی
اینچنین مینا گریہا کار تست | اینچنین اکسیرہا اسرار تست
آب و خاک را بر ہم زدی | ز آب و گل نقش تن آدم زدی
نسبتش دادی و جفت و خال و عم | با ہزار اندیشہ و شادی و غم
باز بعضی را رہائی دادہ | زین غم و شادی جدائی دادہ
بردہ از خویش و پیوند و سرشت | کردہ در چشمش ہمہ نیکوی زشت

ہر کہ محسوس ہے اسے کرتا ہے وہ رد | جو ہے ناپیدا اسے رکھے سند
تھا ظاہر اسکا عشق و معشوق ہے نہان | یار باہر اسکا فتنہ ہے میان
عشق صورت کو اے عاشق چھوڑ دے | عشق صورت ہے نہ اوس صورت کے ہے
اور ہے معشوق اسکی صورت سے میان | خواہ یان کا عشق ہو یا ہو وہان
ہو کر صورت پہ تو اب عاشق ہوا | جان نکلی اسکو کیون ہے پھینکا
شکل و قائم ہے نہ خواہش سب تجھے | عاشقا کر کون اب معشوق ہے
گر ہے اب محسوس معشوقہ ترا | کیون نہ ہر اک اہل حس عاشق ہوا
ہو وفا کو کرتا افزون عشق سے | کب نہ صورت کو دیگرگون کرے
چمکے پر تو شمس کا دیوار پے | عاریت پائی چمک دیوار نے
کس لیے ڈھیلے پہ باندھو دل کو تو | اس چمک کی کر طلب تو اصل کو
اے کہ تو عاشق ہے اپنی اصل پے | جا نما صورت پرست اپنے کو سب
عقل کل پر تو وہ تیری حس پہ ہے | عاریت جان تو ملمع مس پہ ہے
خون طبع سے ہے یہ خوبی لبشر | ورنہ وہ معشوق ہے اک پیر خر
تھا فرشتہ دیو کی صورت ہوا | وہ ملاحت عاریت تھی اک ذرا
تھوڑا تھوڑا اس سے لیتا ہے جمال | تھوڑا تھوڑا خشک ہوتا ہے نہال
ہاں نعمرہ ننکسہ پڑھو | دل طلب کر دل نہ ہڈی پر رکھو
ہے جمال دل جمال باقی اب | آب حیوان کا ہے ساقی اسکا لب
خود ہے ساقی خود ہے مست اور خود ہے آب | تینون اک ہیں جب طلسم اب ہو خراب
عقل سے کب جانے تو اس ایک کو | بندگی کر اور نہ ہو بیہودہ گو
ہیں معنی صورت اک ہے عاریت | نسبت اک شادی کی ہے اور قافیت
وہ ہے معنی خودی سے جس کو نے لے | بے نیاز اس شکل سے تجکو کرے
نے وہ معنی بہرا اور اندھا کرے | خاص تجکو شکل پہ عاشق رکھے
حصہ اندھون کا خیال غم فزا | حصہ آنکھون کا خیالات فنا
حرف قرآن کے خزانے کو رہین | خر نہ دیکھین ورنہ پالان پہ ہین
گر ہے بینا ڈھونڈ خر کو یار ست | کب تلک پالان ہے پالان پرست

ہر چہ محسوس است او رد میکند | وانچہ ناپیدا است مسند میکند
عشق او پیدا و معشوقش نہان | یار بیرون فتنۂ او در جہان
این رہا کن عشقہای صورتی | عشق بر صورت نہ بر روی ستی
آنچہ معشوق است صورت نیست آن | خواہ عشق اینجہان خواہ آنجہان
آنچہ بر صورت تو عاشق گشتہ | چون برون شد جان چرایش ہشتہ
صورتش بر جاست این سیری زچیست | عاشقا وا جو کہ معشوق تو کیست
آنچہ محسوس است گر معشوقہ است | عاشقستی ہر کہ او را حس است
چون وفا آن عشق افزون میکند | کی وفا صورت دیگرگون میکند
پرتو خورشید بر دیوار تافت | تابش عاریتی دیوار یافت
بر کلوخی دل چہ بندی ای سلیم | وا طلب اصلی کہ تابد او مقیم
ای کہ تو ہم عاشقی بر عقل خویش | خویش را صورت پرستان بیند بیش
پرتو عقل است آن بر حس تو | عاریت میدان ذہب بر مس تو
چون زراندود است خوبی در بشر | ورنہ چون شد شاہد تو پیر خر
چون فرشتہ بود ہمچون دیو شد | کان ملاحت اندر و عاریہ بد
اندک اندک می ستانند آن جمال | اندک اندک خشک میگردد نہال
رو نعمرہ ننکسہ بخوان | دل طلب کن دل منہ بر استخوان
کان جمال دل جمال باقی است | دولتش از آب حیوان ساقی است
خود ہم او آبست ہم ساقی و مست | ہر سہ یک شد چون طلسم تو شکست
آن یکی را تو ندانی از قیاس | بندگی کن ژاژ کم خا ناشناس
معنی اندر صورت است و عاریت | بر مناسب شادی و بر قافیت
معنی آن بود کہ بستاند ترا | بی نیاز از نقش گرداند ترا
معنی آن نبود کہ کر و کور کند | مرترا بر نقش عاشقتر کند
کور را قسمت خیال غمفزاست | بہرہ چشم این خیالات فناست
حرف قرآن را ضریران معدن اند | خر نبینند و بپالان بر زنند
چون تو بینائی پی خر رو کہ جست | چند پالان دوزی ای پالان پرست

حسنہ اور جسم باشند پالان سے ... ۱۲ فافہم ۱۲

تو اگر ہو گر یقین پالان سے	کم وہ نہ ہو جو تیری جان ہے	گر چہ ہستت ای یقین پالان ترا	کم نباشد آن چو باشد جان ترا
رہ ہو نے پہ تو ست ما	پالان اسکی پشت پر خود آئیگا	گر چو پاشد کم نباید اسپ تو	ور نشستش دہد پالان او
پشت خر دکان کسب مال ہے	جان تیری سو تن کی سرمایہ ہے	پشت خر دکان آن کسب است	جان تو سرمایہ صد قالب است
خر برہنہ پر تو بیٹھ ای بوالفضول	خر برہنہ پر بیٹھے ہیں رسول	خر برہنہ بر نشین ای بوالفضول	خر برہنہ گر راکب شد رسول
النبی قد رکب معروریا	والنبی قیل سافر ماشیا	النبی قد رکب معروریا	والنبی قیل سافر ماشیا
بلکہ اکثر پیادہ ہو گئے آپ	بوجھ اوروں کا اٹھایا آپ نے	بلکہ آن ہم پیادہ رفتہ است	ما را این آن ہم پذیرفتہ است
نفس خر ہی بندھا اسکو میخ سے	کب تلک یہ کام سے بھاگا پھرے	شد خر نفس تو بر میخیش بند	چند بگریزد ز کار و بار چند
بار صبر و شکر کا پیچھا نا پڑے	سو برس جیتا تو تیس برس ہی	بار صبر و شکر او را بردنی است	خواہ در صد سال خواہی سی و شست
کوئی وارد پر دو جیبر و کا نہ لے	جب تلک تو نے کاشت نہ کی	ہیچ وازرہ وزر غیرہ دیدہ است	ہیچ کس ندرود تا چیزی نکاشت
طمع ہو خام ادہر کھا تو خام کو	خام کھانے سے بستر بیماری ہو	طمع خام است آن مخور خام ای پسر	خام خوردن علت آرد ای پسر
کہ فلان نے گنج پایا ناگہاں	میں بھی ڈھونڈھوں کر دکان کا	کان فلانی یافت گنجی ناگہان	من ہمان خواہم چرا جویم دکان
کام قسمت کا ہے اور شاد ہے	کسب کر جب تک کہ قدرت ہے تجھے	کار بخت است آن و آن ہم نادر است	کسب باید کرد تا تن قادر است
کسب کرنا گنج کا مانع ہے کب	پاؤں مت کھینچ اس سے وہ در پے ہے سب	کسب کردن گنج را مانع کی است	پا مکش از کار آن خود در پی است
تو گرفتار اگر مگر نہ ہو	کہ اگر کرتا یہ یہ یا اور دو	تا نگردی تو گرفتار اگر	کہ اگر این کردمی یا آن دگر
کہ اگر کہنے کو حضرت نے کہا	منع اور اسکو نفاق اور ہیں کہا	کز اگر گفتن رسول با وفاق	منع کرد و گفت ہست این از نفاق
اگر کے کہنے میں منافق مر گیا	پس بجز حسرت کے کچھ نہ لیگیا	کان منافق در اگر گفتن بمرد	وز اگر گفتن بجز حسرت نبرد
ایک مثل سے اگر مگر میں مر گئے	بے جمال عافیت کچھ پھل نہ لے	مثل آن کس مردہ در دوک دگر	از جمال عافیت ناوردہ بر
کر سمجھ یا نہ ہو نقصان اگر	یہ سخن سن لے کہ تو پائے نگر	در بیابان تو نقصان اگر	این سخن بشنو کہ دریابی نگر

مثال حقیقت سخن کی اور مطلع کرنا کشف حقیقت اسکی پر
تمثیل بر حقیقت سخن و اطلاع بر کشف آن

اک مسافر آیا بس گھر ڈھونڈھتا	دوست اسکو اک کھنڈر میں لیگیا	یک غریبی خانہ می جست از شتاب	دوستی بردش سوی خانہ خراب
بولا وہ چھت ہوتی اس گھر کی اگر	پاس میرے تیری ہو جاتی اگر	گفت او این را اگر سقفی بدے	پہلوی من مر ترا مسکن شدے
ہوتی راحت تیرے بچوں کو مگر	کوٹھری ایک دوسری ہوتی اگر	ہم عیال تو بیاسودے اگر	در میانہ داشتے حجرہ دگر
گر تیرے ہاں آتا کوئی میہمان	پاتا راحت گر جگہ ہوتی یہاں	گر رسیدی میہمان روزی ترا	ہم بیاسودی اگر بودیت جا
کاشکے آباد ہوتا یہ مکان	تیرا گھر ہوتا یہ میرا سامان	کاشکے معمور بودی این سرا	خانہ تو بودے این معمور را
[illegible]	[illegible]	لعنت ای بر پہلوی یاران نشست	لیک ای جان در اگر نتوان نشست

بس خوشی کی جنت ان ہرش مین ہے — اور خوشی کرے آتش مین ہے
طالب زر ہو گئے سب پیر و خام — پر نہ کھوٹے کو کھرے سے جانین عام
ڈالے پرتو قلب پر دیکھو کھرا — بے کسوٹی زر تو شک سے بھرا
گر کسوٹی ہے تو لو ورنہ چلو — پاس دانا کے مقید جا کے ہو
یا کسوٹی اپنی جان مین چاہیے — ورنہ تنہا راہ پہ مت جائیے
بانگ غولون کی ہے بانگ آشنا — آشنا وہ ہے کہ جو دیوے فنا
بانگ دیتا ہے کہ ہان اے کاروان — میری جانب آ یہ ہے نام و نشان
نام لیکر غول کہوے اے فلان — تا کرے گمراہ خواجہ کو وہان
پہنچے وان دیکھے وہ گرگ و شیر کو — عمر ضایع راہ دور اور دیر ہو
بانگ غول ہے کیا ہے آخر کہہ دو تو — چاہتا ہون مال ہو جاہ و آبرو
اندرون سے اپنے اس آواز کو — روک تو تا کشف تجھپر راز ہو
ذکر حق کر بانگ غولون کو جلا — آنکھ اپنی اس کرگس سے چھپا
صبح کاذب سے تو صادق جان لے — رنگ مے پہچان تو رنگ جام سے
دیدگان ہفت رنگی سے ہوتا — ایک دیدہ پیدا با صبر و وفا
رنگ دیکھے تو سوا اس رنگ کے — اور گوہر دیکھے بجائے سنگ کے
ہے گہر کیا بلکہ دریا ہووے تو — آفتاب چرخ پیما ہووے تو
کاریگر ہے کارخانہ مین نہان — دیکھ آ اس کو تو کارخانہ مین عیان
کاریگر کو کام نے اخفا کیا — اسکو خارج کام سے کب پا سکا
کارخانہ جاے کاریگر کی ہے — آگہی باہر ہو جو وہ غفلت رکھے
کارخانہ کیا عدم ہے اسمین آ — صنع و صانع تا کہ دیکھے برملا
کارخانہ ہے جگہ بینائی کی — باہر اس سے جو ہے پردہ پوشید کی
اپنی ہستی دیکھی جو فرعون نے — کارخانہ سے تھا اندھا اسلیے
اسلیے چاہا تھا تبدیل قدر — تا قضا کا مین نہ ہونے دون گذر
اور قضا سوچو تھے اس مکار کے — زیر لب ہنسی تھی اے سرو سہی
سیکڑون بچون کو مارا بیگناہ — تا کہ پھر جاے وہ تقدیر الہ

نیست ہر عالم طلبگار خوش اند — زانکہ خوش تر زو بر اندر آتش اند
طالب زر گشتہ جملہ پیر و خام — لیک قلب از زر نداند چشم خام
پرتوی بر قلب زد خالص ببین — بی محک زر را مکن از ظن گزین
گر محک داری گزین کن ور نہ رو — نزد دانا خویشتن را کن گرو
یا محک باید میان جان خویش — ور ندانی رہ مرو تنہا بپیش
بانگ غولان ہست بانگ آشنا — آشنا کو سے کشد سوی فنا
بانگ میدارد کہ ہان ای کاروان — سوی من آیید نک نام و نشان
نام ہر یک میبرد غول ای فلان — تا کند آن خواجہ را از آفلان
چون رسد آنجا ببیند گرگ و شیر — عمر ضایع راہ دور و روز دیر
چہ بود آن بانگ غول آخر بگو — مال خواہم جاہ و خواہم آبرو
از درون خویش این آوازہا — منع کن تا کشف گردد رازہا
ذکر حق کن بانگ غولان را بسوز — چشم نرگس را ازین کرگس بدوز
صبح صادق را ز کاذب وا شناس — رنگ می را باز دان از رنگ کاس
تا بود کز دیدگان ہفت رنگ — دیدہ پیدا کند صبر و درنگ
رنگہا بینی بجز این رنگہا — گوہران بینی بجای سنگہا
گوہری چہ بلکہ دریایی شوی — آفتاب چرخ پیمایی شوی
کارکن در کارگہ باشد نہان — تو برو در کارگہ بینش عیان
کار چون بر کارکن پردہ تنید — خارج آن کار نتوانیش دید
کارگہ چون جای باش عاقل است — آنکہ بیرون است از وی غافل است
پس در آ در کارگہ یعنی عدم — تا ببینی صنع و صانع را بہم
کارگہ چون جای روشن دیدگیست — پس برون کارگہ پوشیدگیست
رو بہستی داشت فرعون عنود — لاجرم از کارگاہش کور بود
لاجرم میخواست تبدیل قدر — تا قضا را باز گرداند ز در
خود قضا بر سبلت آن حیلہ مند — زیر لب میکرد ہر دم ریشخند
صد ہزاران طفل کشت او بیگناہ — تا بگردد حکم و تقدیر الہ

٣٦

تا که موسی نمی آید برون | گرد بر گردون هزاران ظلم و خون
آن همه خون کرده موسی زاده شد | وز برای قهر او آماده شد
گر بدیدی کارگاه لایزال | دست و پایش خشک گشتی ز احتیال
اندرون خانه‌اش موسی معاف | وز برون میکشت طفلان از گزاف
همچو صاحب نفس کو تن پرورد | بر دگر کس ظن حقدی می برد
کاین عدو وان حسود و دشمن است | خود حسود و دشمن او آن تن است
او چو موسی و تنش فرعون او | او به بیرون می‌دود که کو عدو
نفس اندر خانهٔ تن نازنین | بر دگر کس دست میخاید بکین

اور نہ پیدا ہو سب اسوقت تک | ظلم کرادون پیچے کے صدہا ہی
سب کیا خون جسکی پیدا ہو | قہر کو اُسکے وہ آمادہ ہوا
دیکھتا گر کارخانہ حق کو وہ | خشک پا ہو کرے یا دست کو
گھر کے اندر اُسکے تو موسیٰ کو | اور باہر لڑکے وہ کشتہ کرے
تن کو پالے مثل صاحب نفس کے | اور گمان غیرون کا کینہ پر رکھے
کہ یہ دشمن ہی مرا اور وہ حسود | ہی حسود و دشمن اسکا خود وجود
وہ مثال موسیٰ تن فرعون ہے | وہ پھرے باہر کہ دشمن کون ہے
خانۂ تن میں ہی نفس نازنین | ہاتھ چبائے غیر از روئی کین

ملامت کردن مردمان شخصے را که مادر را بتہمت بکشت

ملامت کرنا لوگوں کا ایک شخص کو کہ ان کو از راہ تہمت کے مار ڈالا

آن یکے از خشم مادر را بکشت | هم بزخم خنجر و هم زخم مشت
آن یکے گفتش که از بد گوهری | یاد ناوردی تو حق مادری
هی تو مادر را چرا کشتی بگو | او چه کرد آخر بگو ای زشت خو
گفت کاری کرد کان عار ویست | کشتمش کان خاک ستار ویست
گفت آن کس را بکش ای محتشم | گفت پس هر روز مردی را کشم
کشتم او را رستم از خونهای خلق | نای او ببرم به است از نای خلق
نفس تست آن مادر بد خاصیت | که فساد اوست در هر ناحیت
هین بکش او را که بهر آن دنی | هر دمی قصد عزیزی میکنی
از وی این دنیای خوش بر تست تنگ | از پی او با حق و با خلق جنگ
نفس کشتی باز رستی ز اعتذار | کس ترا دشمن نماند در دیار
گر شکال آرد کسے بر گفت ما | از برای انبیا و اولیا
کانبیا را نی که نفس کشته بود | پس چراشان دشمنان بود و حسود
گوش نه تو ای طلبکار صواب | بشنو این اشکال و شبهت را جواب
دشمن خود بوده اند آن منکران | زخم بر خود میزدند ایشان چنان

ان کو غصے میں ماں کو ایک نے | زخم خنجر اور ضرب مشت سے
ایک نے اس سے کہا اے بدگہر | حق مادر کو تو اسنے یاد کر
ماں کو مارا کس لئے اسے کہو | اسنے تیرا کیا کیا ای زشت خو
ماں کو ماری کس نے تو بتا | تو نہیں کہ اسے کیا کیسا
بولا ایسے شرم کا کام اسنے کیا | مارا اسکو خاک سے پردہ ہوا
متہم وہ ایک سے ہر وہ ہوئی | غرق خون در گور وہ ماری گئی
بولا مار اس شخص کو ای نیکخو | بولا پس ہر روز ماروں خلق کو
مارا اسکو چھوٹا خون سے خلق کے | ذبح بہتر اسکا ذبح خلق سے
نفس تیرا ہی وہ بدکردار ماں | کہ فساد اسکا ہی عالم میں نہاں
مار تو اسکو کہ بس اسکے لیے | قصد ہر دم تو عزیز کا کرے
اسکی خاطر تجھے دنیا تنگ ہے | اسکی خاطر خلق و حق سے جنگ ہے
نفس کو مارا تو چھوٹا عذر سے | کوئی دشمن نہ یہاں باقی رہے
گر مرے کہنے کو کوئی شک کرے | انبیا و اولیا کے واسطے
انبیا کا نفس تو کشتہ تھا | انکا دشمن کس لیے پیدا ہوا
کان رکھ تو ای طلبگار صواب | اس شک کا تو مجھ سے سن جواب
وہ ہوئے منکر جو دشمن اپنے سب | خود کو زخمی آپ کرتے ہیں عجب

دوست ہے دشمن جو کہ قصد جان کرے	وہ نہیں دشمن کہ اپنی جان دے	دشمن آن باشد کہ قصد جان کند	دشمن آن نبود کہ خود جان می کند
کب چمگادڑ عدو ہے آفتاب	وہ عدو اپنی ہوئی اندر حجاب	نیست خفاشک عدو آفتاب	او عدو خویش آمد در حجاب
روشنی خورشید کی ہے مارتی	رنج خورشید اسکا ہرگز کب کھنچے	تابش خورشید او را می کشد	رنج او خورشید ہرگز کی کشد
وہ ہے دشمن جس سے ہو تکلیف کی	مانع جو خورشید سے ہو لعل کو	دشمن آن باشد کز او آید عذاب	مانع آید لعل را از آفتاب
بلکہ کافر اپنے خود مانع ہوئے	انبیا کے پرتو انوار سے	مانع خویش اند جملہ کافران	از شعاع جوہر پیغمبران
خلق کب پردہ ہوئی آنکھ کے	اپنی آنکھ اندھی کری مخلوق نے	کی حجاب چشم آن فرد اند خلق	چشم خود را کور و کژ کرد اند خلق
جیسے غلام ہندو اک کینہ سے	جنگ خواجہ سے وہ مارے آپ کو	چون غلام ہندوی کو کین کشد	از ستیزہ خواجہ خود را می کشد
سرنگوں ڈالے ہے خود کو بام سے	تا کہ خواجہ کو حرج ہو کام سے	سرنگون می افتد از بام سرا	تا زیانی کردہ باشد خواجہ را
گر مریض کا رفیق ہو عدو	گر عدو لڑکا رکھے استاد کو	گر شود بیمار دشمن با طبیب	ور کند کودک عداوت با ادیب
خود حقیقت میں ہیں دشمن جان کے	عقل و جان اپنی کہ خود رہزن ہوئے	در حقیقت رہزن جان خودند	راہ عقل و جان خود را خود زدند
دھوبی گر غصہ ہوا خورشید سے	اور مچھلی غصہ ہووے آب سے	گازری گر خشم گیرد ز آفتاب	ماہیی گر خشم گیرد ہم ز آب
دیکھ بس تو کس کو یہ نقصان ہوا	کون آخر اس سے بد قسمت ہوا	تو یکی بنگر کرا دارد زیان	عاقبت کہ بود سیاہ اختر از آن
حق نے گر پیدا کیا ہو زشت رو	تو نہ ہو ہم زشت رو ہم زشت خو	گر ترا حق آفریند زشت رو	تو مشو ہم زشت رو ہم زشت خو
جوتیاں گر لے گئی جا پتھر کی راہ	سینگ دو ہیں چار سینگ اب نہ چاہ	ور برد کفشت مرو در سنگلاخ	ور دو شاخ گشتت مشو تو چار شاخ
تو ہی حاسد کہ فلاں سے میں ہوں کم	ہے بڑھاتی یہ کمی قسمت کی غم	تو حسودی کز فلان من کمترم	می فزاید کمتری در اخترم
خود حسد نقصان ہے عیب اور ہے	بلکہ بدتر سب کمی سے جان لے	خود حسد نقصان و عیبی دیگر است	بلکہ از جملہ کمی ہا بدتر است
بس کمی کے ننگ سے شیطان نے	خود کو سو آفت میں ڈالا آپ نے	آن بلیس از ننگ و عار کمتری	خویشتن افگند در صد ابتری
خود حسد سے چاہتا تھا برتری	برتری کیا بلکہ خود آفت گری	از حسد میخواست تا بالا بود	خود چہ بالا بلکہ خون پالا بود
بوجہل رکھتا محمد سے تھا ننگ	اور حسد سے برتری تھا وہ تنگ	آن ابوجہل از محمد ننگ داشت	وز حسد خود را ببالا می فراشت
بوالحکم ہو کر کے بوجہل کہ تھے	بس حسد سے اہل نااہل اب ہوئے	بوالحکم نامش بد و بوجہل شد	ای بسا اہل از حسد نااہل شد
نے جہاں میں دیکھی وقت جستجو	کوئی اہلیت بجز خلق نکو	من ندیدم در جہان جستجو	ہیچ اہلیت بہ از خوی نکو
انبیا کو واسطہ حق نے کیا	اسلئے تا کہ حسد ہو بر ملا	انبیا را واسطہ زان کرد حق	تا پدید آید حسدہا در قلق
چھوڑ دے فضل و ہنر تو فن سے	کام خدمت سے ہے اور اخلاق سے	درگذر از فضل و از جستی و فن	کار خدمت دارد و خلق حسن
ننگ حق سے ہے کسیکو اسلیے	کہ حسد حق سے نہیں کوئی رکھے	زانکہ کس را از خدا عاری نبود	حاسد حق ہیچ دیاری نبود
جسنے انکو مانند آپ کے	وہ حسد رکھتا تھا انسے اسلیے	آن کسی کش مثل خود پنداشتی	زان سبب با او حسد برداشتی

۲۹

جب نبی کی بزرگی ثابت ہوئی ۔ پس حسد کسی کو واجبی

اک ولی ہر وقت میں قائم رہے ۔ تا قیامت امتحان دائم رہے

جسکی خو نیک ہے مقصود ہے ۔ جو کوئی ہے سست دل مقہور ہے

پس امام حی ہے وہ قائم ولی ۔ آل عمر کی یا ہو آل علی

مہدی و ہادی وہی ہے ای طالب ۔ وہی باطن میں وہی ہے ظاہر

وہ ہے نور اور عقل جبریل ہے ۔ جو ولی کم اس سے قندیل اسکی ہے

جو کہ کم قندیل سے مشکوٰۃ ہے ۔ مرتبہ میں نور کی ترتیب ہے

سات سو پردے رکھے ہے نور حق ۔ جان تو پردے نور کے اتنے طبق

ہر پس پردہ گروہ کا ہے مقام ۔ صف بصف پردے ہیں انکے تا امام

اہل صف آخر کے اپنے ضعف سے ۔ چشم نور انکی کب طاقت رکھے

اور اگلی صف اندھے ضعف سے ۔ تاب کب اس روشنائی کی رکھی

روشنی کہ وہ حیات اول کی ہے ۔ رنج جان اور فتنہ اس احول کا ہے

تھوڑی تھوڑی احولی کم ہوتی ۔ سات سو جو کہ گذری ہو وہ یم

آگ جو اصلاح زر آہن کرے ۔ کب صلاح سیب آبی کی کرے

سیب آبی خامی رکھتا خفیف ۔ نے چو آہن اسکو ہو تابش لطیف

پر لطیف آہن کو وہ شعلہ ہوا ۔ ہے کشش تابش کی اسکو اژدہا

ہے وہ آہن بس فقیر سخت کش ۔ نیچے گھن اور آگ کے سرخ و خوش

پردہ ہو وے آگ کا بے واسطہ ۔ جاوے دل میں آگ کے بے رابطہ

آب اور فرزند آب بے حجاب ۔ کب پکیں وہ آگ سے اور نہیں خطاب

دیگ کا یا ہو توے کا واسطہ ۔ جیسے پا تابہ ہے پا کو رابطہ

یا مکان کے درمیان ہوتا ہوا ۔ ہے گرم اور ہو گئے نشو و نما

ہے فقیر اب وہ کہ بے واسطہ ۔ تن سے شعلہ کو ہو اسکے رابطہ

ہے فقیر اب وہ کہ جو ... ۔ آب حیوان کہ سدا قائم رہو

ہے وہ دل عالم کا جسکے واسطے ۔ واسطہ سے دل کے رکھتا ہے تن

دل نہو وے جانے تن کیا گفتگو ۔ دل نہ ڈھونڈھے جانے تن کیا جستجو

چون مقرر شد بزرگی رسول ۔ پس حسد ناید کسے را از قبول

پس بہر دوری ولیی قائم است ۔ تا قیامت آزمایش دائم است

ہر کرا خوی نکو باشد برست ۔ ہر کسے کو شیشہ دل باشد شکست

پس امام حی قائم آن ولیست ۔ خواہ از نسل عمر خواہ از علیست

مہدی و ہادی وی است ای راہ جو ۔ ہم نہان و ہم نشستہ پیش رو

او چو نور است و خرد جبریل او ۔ آن ولی کم است از قندیل او

وانکہ زین قندیل کم مشکوٰۃ ماست ۔ نور را در مرتبہ ترتیبہا است

زانکہ ہفصد پردہ دارد نور حق ۔ پردہ ہای نور دان چندین طبق

از پس ہر پردہ قومے را مقام ۔ صف صف اند این پردہ ہاشان تا امام

اہل صف آخرین از ضعف خویش ۔ چشم شان طاقت ندارد نور پیش

وان صف پیش از ضعیفے بصر ۔ تاب نارد روشنائی بیشتر

روشنی کو حیات اول است ۔ رنج جان و فتنۂ این احول است

احولیہا اندک اندک کم شود ۔ چون ز ہفصد بگذرد او یم شود

آتشی کاصلاح آہن یا زر است ۔ کی صلاح آبی و سیب تر است

سیب آبی خامیی دارد خفیف ۔ نے چو آہن تابشی خواہد لطیف

لیک آہن را لطیف آن شعلہاست ۔ کو جذوب تابش آن اژدہاست

ہست آن آہن فقیر سخت کش ۔ زیر پتک و آتش است او سرخ و خوش

حاجب آتش بود بے واسطہ ۔ در دل آتش رود بے رابطہ

بے حجاب آب و فرزندان آب ۔ پختگی ز آتش نیابند و خطاب

واسطہ دیگے بود یا تابۂ ۔ ہمچو پا را در روش پاتابۂ

یا مکانی در میان تا آن ہوا ۔ می شود سوزان و می آرد بما

پس فقیر آنست کو بے واسطہ است ۔ شعلہا را با وجودش رابطہ است

پس فقیر آنست کہ خود را رہا ۔ آب حیوانی کہ ماند تا ابد

پس دل عالم وی است ایرا کہ تن ۔ می رسد از واسطۂ این دل بفن

دل نباشد تن چہ داند گفتگو ۔ دل نجوید تن چہ داند جستجو

پس نظرگاه شعاع آن آهن است / پس نظرگاه خدا دل نی تن است

پس نظرگاہ شعاع آہن ہوا / ہو نظرگہ حق کا دل نے تن ہوا

باز این دلهای جزوی چون تن است / با دل صاحبدلی کو معدن است

پھر یہ جزوی دلیں مثل اک جسم کے / اہل دل کے آگے اور وہ معدن ہے

پس مثال و شرح خواهد این کلام / لیک ترسم تا نلغزد وهم عام

پس مثال و شرح چاہیے یہ کلام / پر میں ڈرتا ہوں نہ پھسلے فہم عام

تا نگردد نیکویی ما بدی / اینکه گفتیم هم نبد جز بیخودی

میری نیکی تا نہ ہو جاوے بدی / یہ کہا جو کچھ براہ بیخودی

پای کژ را کفش کژ بهتر بود / مر گدا را دستگه بر در بود

پاؤں ٹیڑھے کو کفش کج مرغوب ہے / در بدر پھرنا گدا کو خوب ہے

امتحان کردن پادشاه آن دو غلام را که نو خریده بود

امتحان کرنا بادشاہ کا ان دو غلام نو خریدہ کا

پادشاهی دو غلام ارزان خرید / با یکی زان دو سخن گفت و شنید

ایک شہ نے دو غلام ارزاں لیے / ایک سے چھیڑا سخن تب سے لیے

یافتش زیرک دل و شیرین جواب / از لب شکر چه زاید شکرآب

پایا اسکو زیرک و شیریں جواب / کیا لب شیریں سے ٹپکے شکرآب

آدمی مخفی است در زیر زبان / این زبان پرده است بر درگاه جان

آدمی پوشیدہ ہے زیر زبان / یہ زبان پردہ ہے یا درگاہ جان

چونکه بادی پرده را در هم کشید / سر صحن خانه شد بر ما پدید

پس ہوا نے پردہ یہ جبکہ اٹھا / راز صحن خانہ ہم پر کھل گیا

کاندر آن خانه گهر یا گندم است / گنج زر یا جمله مار و کژدم است

گھر میں گوہر یا کہ گندم ہیں بھرے / یا خزانہ یا کہ بچھو سانپ ہے

یا در آن گنج است ماری بر کران / زانکه نبود گنج زر بی پاسبان

یا خزانہ پر وہاں اک سانپ ہے / کہ خزانہ بے نگہبان نہ رہے

بی تأمل او سخن گفتی چنان / کز پس پانصد تأمل دیگران

بے تامل بات وہ ایسی کرے / کہ تامل سے نہ کوئی کر سکے

گفتیی اندر باطنش دریاستی / جمله دریا گوهر گویاستی

تو کہے باطن میں دریا اسکے ہے / سارا دریا گویا اک گوہر ہے

نور هر گوهر کزو تابان شدی / حق و باطل را ازو فرقان شدی

اس سے تاباں ہوتا ہر گوہر کا نور / فرق حق باطل میں کرتا بس ظہور

نور فرقان فرق کردی بهر ما / ذره ذره حق و باطل را جدا

نور فرقاں فرق کرتا ظاہرا / ذرہ ذرہ حق و باطل کو جدا

نور گوهر نور چشم ما شدی / هم سوال و هم جواب از ما بدی

نور دیدہ نور دل ہوتا مرا / ہم سوال و ہم جواب آتا مرا

چشم کژ کردی دو دیدی قرص ماه / چون سوالست این نظر در اشتباه

آنکھ ٹیڑھی کی دو دیکھے قرص ماہ / کیوں نظر کو ہے سوال اشتباہ

راست گردان چشم را در ماهتاب / تا یکی بینی تو مه را نک جواب

آنکھ سیدھی کر تو سوئے ماہتاب / تا تو دیکھے ایک مہ یہ ہے جواب

فکرتت را کژ مبین نیکو نگر / هست هم نور و شعاع آن گهر

فکر کو ٹیڑھا نہ دیکھ اور سیدھا دیکھ / ہے شعاع و نور اس گوہر کا یہ

هر جوابی کان ز گوش آید بدل / چشم گفت از من شنو آن را بهل

ہر جواب آتا ہے جو دل میں کان سے / چشم کہتی مجھ سے سن وہ چھوڑ دے

گوش دلاله است و چشم اهل وصال / چشم صاحب حال و گوش اصحاب قال

کان ہے دلال و چشم اہل وصال / چشم صاحب حال کان اصحاب قال

در شنود گوش تبدیل صفات / در عیان دیدها تبدیل ذات

کان کو سننے سے بدلے ہیں صفات / آنکھ کے دیکھنے سے بدلی ذات

ز آتش ار علمت یقین شد از سخن / پختگی جو در یقین منزل مکن

اسکی ذات علم الیقین ہو آگ سے / پختگی لا اور یقین پہ مت رہے

تا نسوزی نیست آن عین الیقین / این یقین خواهی در آتش در نشین

نے جلے جب تک نہ ہو عین الیقین / یہ یقین چاہے تو ہو آتش نشین

ترجمه	ترجمه	مصرع اول	مصرع دوم
کان کامل ہوئے تو دیدہ ہی	ورنہ کان اس قل کی بس پڑے ہم	گوش چون نافذ بود دیده شود	ورنه قل در گوش پیچیده شود
ٹوٹ تو بات ہو سے انتہا	بادشہ نے کیا غلاموں سے کہا	این سخن پایان ندارد بازگرد	تا که شه با آن غلامانش چه کرد
ہٹا دینا بادشاہ کا ایک کو ان دونوں غلاموں سے اور دوسرے سے پوچھنا احوال اسکا اور پھر کہنا اسکا کہ اسمیں ہے		براه کردن بادشاه یکی از آن دو غلام را و از دیگری احوال آن پرسیدن و باز گفتن او آنچه در وی است	
یہ غلامک دیکھا جو اہل ذکا	دوسرے کو پھر بلایا کہ تو آ	این غلامک را چو دید اهل ذکا	آن دگر را کرد اشارت که بیا
کاف رحمت کا کہا اسنے نے	جد کہے طفلک مراد تحقیر نے	کاف رحمت گفتمش تصغیر نیست	جد گوید طفلکم تحقیر نیست
دوسرا آیا جو آگے شاہ کے	دانت کالے اور دہن کا تھا برا	چون بیامد آن دوم در پیش شاه	بود او گنده دهان دندان سیاه
گرچہ بات اسکی ہی ناخوش ہوا	جستجو خصلت کی پر کرنے لگا	گرچه شه ناخوش شد از گفتار او	جستجوی کرد هم از کار او
بولا تو گندہ دہن گرچہ ہوا	دور بیٹھ اور آگے اس تو نہ جا	گفت با این شکل و این گنده دهان	دور بنشین لیک آنسوتر مران
تا علاج اس تیرے منہ کا ہم کریں	تو مریض اور ہیں طبیب ذو فنون	تا علاج این دهان تو کنیم	تو مریض و ما طبیب پرفنیم
کہ تو لائق نامہ و پیغام ہے	نے جلیس اور یار صحبت کے لیے	که تو زاهل نامه و رقعه بدی	نے جلیس و یار و هم بقعه بدی
پس جلانا کملی پسو کے لیے	آنکھ تجھ سے پھیرنا کب چاہیے	بهر کیکی تو گلیمی سوختن	نیست لایق از تو دیده دوختن
باوجود اس سب کے بیٹھ اور بات کر	تا کہ دیکھوں میں تری عقل و ہنر	با همه بنشین دو سه دستان بگو	تا ببینم صورت عقلت نکو
اس ذکی کو بھیجا اسنے کام پر	جانب حمام کر جا صاف ہو	آن ذکی را پس فرستاد او بکار	سوی حمامی که رو خود را بخار
دوسرے سے بولا تو ہے عقل جو	سو غلاموں کے برابر ایک ہے تو	وین دگر را گفت خه تو زیرکی	صد غلامی در حقیقت نه یکی
پھر تو قابل رہا لئے یار سے	سیر ہو یا سن اب تو بہتر اس سے ہو	باز قابل تر بدی از یار خود	نزد ما آ که تو به زان یار بد
تو سے کیا کیا کہ جو اسنے کہا	تجکو وہ تجھ سے کرے ہی بس خفا	آن نه کو خواجه تاش تو نمود	از تو ما را سرد میکرد آن حسود
وہ کہے تجکو کہ چور و چور ہے	حیز و نامرد اور بس کژرو ہے	گفت او دزد و کژست و کژنشین	حیز و نامرد و چنان است و چنین
بولا وہ سچ کہنے والا ہی مدام	اس سے صادق تر نہیں پایا تمام	گفت پیوسته بدست او راستگو	راستگوتر من کسی ندیدستم از او
راستی اور نیک خصلت اور حیا	حلم اور دینداری احسان و سخا	راستی و نیک و خوبی و حیا	حلم و دینداری و احسان و سخا
ذاتی سچ کہنا وجود اسکے میں ہے	ہے وہ تہمت جو کوئی اسکو کہے	راستگوئی در نهادش خلقتی است	هرچه گوید من نگویم تهمتی است
کج کہوں میں ٹیڑھا میں نیک اندیش کو	متہم رکھوں وجود خویش کو	کژ نگویم آن نکو اندیش را	متهم دارم وجود خویش را
مجھ میں شاید دیکھا وہ عیب ہو	دیکھتا ہوں میں نہ اپنے عیب کو	باشد او در من ببیند عیبها	من نبینم در وجود خود شها
دیکھتا گر کوئی اپنے عیب کو	فارغ اصلاح سے تھوڑا ہی رہتا	هر کسی گر عیب خود دیدی ز پیش	کے بدی فارغ وی از اصلاح خویش
خود سے غافل بے خبر مخلوق ہے	دوسروں کا عیب ڈھونڈھے اسلیے	غافلند این خلق از خود ای پدر	لاجرم گویند عیب همدگر

میرا منہ مجکو نہین از خود دکھے	میرا منہ تجکو دکھے تیرا مجھے	من نہ بینم روی خود را ای سمن	من نہ بینم روی خود و تو روی من
اس کیکہ اپنا منہ از خود دکھے	نور جو مخلوق سے افزون رکھے	آن کسے کہ او بہ بیند روی خویش	نور او از نور خلقان ست بیش
نور حسی کب ہو شل اس نور کے	کہ وہ نور اپنے کو ظاہر دکھ سلے	نور حسی نبود آن نوری کہ او	نور خود محسوس بیند پیش رو
گر مرے نور اسکا بس باقی رہے	دید حق کی کیونکہ اسکی دید ہے	گر بمیرد نور او باقی بود	زانکہ دیدش دید خلاقی بود
بولا تو بھی عیب اسکا اب کہو	جیسے وہ کہتا ہے تیرے عیب کو	گفت تو ہم عیب او کن مو بمو	آن چنان کہ گفت او از عیب تو
تا مین جانون سیلر تو غمخوار ہے	ملک میرے کی لیاقت تو رکھے	تا بدانم کہ تو غمخوار منے	کدخدای ملکت و کار منے
بولا ای شہ عیب اسکے مین کہون	گرچہ اک خواجہ کا بندہ مین ہون	گفت ای شہ من نگویم عیبہاش	گرچہ ہست او مر مرا خوش خواجہ تاش
عیب اسکا مروت مہر و وفا	عیب اسکا بہرہ سے صدق و صفا	عیب او مہر و وفا و مردمے	عیب او صدق و ذکا و ہمدمے
عیب کم اسکا جوانمردی ہو داو	وہ جوانمرد ہے کہ جانکو دے بہادو	کمترین عیبش جوانمردی و داد	آن جوانمردے کہ جان را ہم بداد
سیکڑون جان حق نے بھی ظاہر کریا	کیا جوانمردی اُسے دیکھے نہین	صد ہزاران جان خدا کردہ پدید	چہ جوانمردی بود کان را ندید
دیکھا کب تخیل کرتا جان سی	ہم نکیا تا ایک جانکے واسطے	ور بدیدے کے بجان بخلش شدے	بہر یک جان کے چنین غمگین شدے
بخیل پانی کا کرے وہ نہر پے	نہر کا پانی نہین جسکو دکھے	بر لب جو بخل آب آن را بود	کو ز جوی آب نا بینا بود
بولے پیغمبر یقین سے ہر کوئی	یخ جانے ہر مزا اعمال کی	گفت پیغمبر کہ ہر کس از یقین	داند آن یا داش او در یوم دین
کہ عوض مین ایک کا پاتا ہر دوش	ہر گھڑی ہر دو سری اک مدح وسبا	کہ یکے را دہ عوض می آیدش	ہر زمان جود دگرگون زایدش
جو دکرتا ہے عوض کا دیکھتا	اور عوض کا دیکھنا سخی خون کا	جود جملہ از عوضہا دیدن است	پس عوض دیدن ضد ترسیدن است
نے عوض کا دکھنا بس تخیل ہو	خوشحال زن کو دیگرو ہر خوش رکھے	بخل نادیدن بود عواض را	شاد دارد دید در غواص را
بس تخیل عالم مین اب کوئی نہو	سب عوض پائے نہ کوئی چیز کو	پس بعالم ہیچکس نبود بخیل	زانکہ کس چیزی نبازد بی بدیل
بس کہ مرا آنکھو سے بڑے ہاتھ ہے	دید سے کھے کام بینا چھوٹا سے	پس سخا از چشم آمد نے ز دست	دید دارد کار جز بینا نرست
دوسرا عیب اسکا خود بین نہ ہو	اپنی ہستی مین نہ خود دو عیب جو	عیب دیگر آنکہ خودبین نیست او	ہست او در ہستی خود عیب جو
عیب گو اور عیب جو ہو خود بخود	سا تھ سب کے نیک اپنے ساتھ بد	عیب گوی و عیب جوی خود بدست	با ہمہ نیکو و با خود بد بدست
شاہ بولا مدح یاراب تو نہ کر	مدح مین تو مدح اپنی کو نہ کر	گفت شہ جلدی مکن در مدح یار	مدح خود در ضمن مدح او میار
امتحان اسکا کرونگا مین بیان	شرم تجکو ہو نہ وقت امتحان	زانکہ من در امتحان آرم ورا	شرمساری آیدت در ماجرا

قسم کہانا غلام کا اوپر صدق اپنی اور نیک گمانی اپنی کی

قسم خوردن غلام بر صدق خود و طہارت ظن خود

بولا نے واللہ باللہ العظیم	مالک الملک رحمن الرحیم	گفت او واللہ باللہ العظیم	مالک الملک رحمن الرحیم
وہ خدا کہ جسنے بھیجے انبیا	نے بحاجت بل بفضل کبریا	آن خدائے کہ فرستاد انبیا	نے بحاجت بل بفضل کبریا

وہ خدا کہ خاک کی ناچیز سے ۔ شہسواران نبی پیدا کئے
خاکیوں سے پاک انکو کردیا ۔ اور رفیقوں سے کیا زیادہ سوا
نور رہان انکو کیا نے نار سے ۔ نور انکا بڑھ گیا انوار سے
وہ سنا برقی کہ جسکی روح سے ۔ صورت آدم کی اس نور سے
شیث کو آدم سے وہ حاصل ہوا ۔ پس خلیفہ اسکو آدم نے کیا
نوح نے جب وہ گہر حاصل کیا ۔ گوہرافشاں بحر جان میں وہ ہوا
پر ہوئی جان خلیل اس نور سے ۔ نار کے شعلہ میں وہ بے ڈر گھسے
جو کہ اسمعیل اس کی پہ ہوا ۔ اسکے پس خنجر کے آگے سر رکھا
گرم جان داود پر تو سے ہوا ۔ نرم آہن ہاتھ میں اسکے ہوا
جب سلیمان اسکے وصل ہو گیا ۔ دیو ہر اک انکا آتا بع ہوا
جو قضا پر سر رکھا یعقوب نے ۔ چشم روشن کی بوئے فرزند سے
دیکھا وہ یوسف نے جبکہ آفتاب ۔ پس لگا دینے وہ کل تعبیر خواب
پانی موسےٰ سے عصا نے جو پیا ۔ ملکت فرعون کو لقمہ کیا
راز پایا فرش سے جو جبیس نے ۔ سات باری جاں دیکر پھر جیے
ذکریا اسکا جو بس عاشق ہو ۔ نخل کے تن میں کیا جان کو فدا
ایک جام اس کی جو یونس نے پیا ۔ پایا آرام اندر اک مچھلی کی جا
مست ہو یحییٰ جو اسکے شوق سے ۔ رکھدیا سر طشت پہ بس ذوق سے
جو شعیب آگہ ہوا اس راز سے ۔ کھو دیں آنکھیں بس بقا کے واسطے
سات سالی ایوب جو شاکر رہا ۔ دیکھے آثار وصال اندر بلا
خضر والیاس اسکی مے کے واسطے ۔ آب حیوان پاکے از خود گم ہوئے
اسکی سیڑھی ہو کر عیسےٰ کو ملی ۔ آسمان چوتھے کی کرنے راہ لی
پایا احمد نے جو وہ ملک نعیم ۔ قرص مہ کو کردیا دم میں دو نیم
پایا جب بوبکر نے توفیق کو ۔ پایا وہ صدیق اک ہوا احمد کا جو
جو عمر عاشق ہوا اس شاہ کا ۔ شکل وہ فاروق حق باطل ہوا
اس حیاں کا عین جو عثمان کا ۔ اسکے ذوالنورین کہلایا گیا

آن خداوندی کہ از خاک ذلیل ۔ آورید او شہسواران جلیل
پاک شان کرد از مزاج خاکیان ۔ بگذرانید از تک افلاکیان
برگرفت از نار و نورے صاف ساخت ۔ وانگہ او بر جملۂ انوار تاخت
آن سنا برقی کہ بر ارواح تافت ۔ تا کہ آدم معرفت زان نور یافت
آن کہ آدم رست و دست شیث چید ۔ پس خلیفش کرد آدم کان بدید
نوح زان گوہر چو برخوردار شد ۔ در ہوای بحر جان دُربار شد
جان ابراہیم زان انوار زفت ۔ بے حذر در شعلہای نار رفت
چونکہ اسمعیل در جویش فتاد ۔ پیش دستہ او بر آرش سر نہاد
جان داود از شعاعش گرم شد ۔ آہن اندر دست بافش نرم شد
چون سلیمان شد وصالش را رضیع ۔ دیو گشتش بندہ فرمان مطیع
در قضا یعقوب چون بنہاد سر ۔ چشم روشن کرد از بوی پسر
یوسف مہ رو چو دید آن آفتاب ۔ شد چنان بیدار در تعبیر خواب
چون عصا از دست موسی آب خورد ۔ ملکت فرعون را یک لقمہ کرد
جان جرجیس از رشح چون یافت ۔ ہفت نوبت جان فشاند و باز یافت
چونکہ زکریا ز عشقش در ربود ۔ کرد در جوف درختش جان فدا
چونکہ یونس جرعہ زان جام یافت ۔ در درون ماہی او آرام یافت
چونکہ یحیی مست گشت از شوق او ۔ سر بطشت زر نہاد از ذوق او
چون شعیب آگاہ شد زین ماجرا ۔ چشم را در باخت از بہر لقا
شکر کرد ایوب صابر ہفت سال ۔ در بلا چون دید آثار وصال
خضر و الیاس از میش چون تر زدند ۔ آب حیوان یافتند و گم شدند
نردبانش عیسی مریم چو یافت ۔ بر فراز گنبد چارم فتافت
چون محمد یافت آن ملک نعیم ۔ قرص مہ را کرد در دم او دو نیم
چون ابوبکر آیت توفیق شد ۔ با چنان شہ صاحب صدیق شد
چون عمر شیدای آن معشوق شد ۔ حق و باطل را چو دل فاروق شد
چون کہ عثمان آن عیان را عین گشت ۔ نور فائض بود ذوالنورین گشت

چون ز ریش منتقش شد روی او ... گشت او شیر خدا در ...
جو نقش ان اس کو بجے مرتضیٰ ... بیشک جان ہیں بنے شیر خدا

روشنی از نور حق چو یافت او ... فوق ... زمین آمد
ہو گئے جبین روشن نور سے ... عرش کے ... ہو وہ

آن گدا از مهر جان کرده نثار ... سر افگنده ...
ز ہمت اک نے کیا جان کو نثار ... دو ... نے سر کیا یا مست ...

چون جنید از جند او دید آن مدد ... خود مقاماتش فزون شد از عدد
تھا جنید عالی مقام اس لیے ... سے عقبی ...

بایزید اندر مزیدش راه دید ... نام قطب العارفین از حق شنید
بایزید اسکی مزید اب راہ جا ... نام قطب عارفین حق سے سنا

شاه منصور آنکه نصرت یار شد ... تخت را آنکه ...
اسلیے منصور کو نصرت ملی ... تخت کو شیر ... اور راہ دار ...

چونکه کرخی کرخ او را شد حرس ... شد خلیفهٔ عشق و ربانی نفس
کرخ کا اسکے حرس کرخی ہوا ... شاہ وہ عشق اور نفس ربانی ہوا

پور ادهم مرکب آن سو راند شاد ... گشت او سلطان سلطانان داد
پور ادہم نے ہوا اسپ اس سو کیا ... داد گر شاہوں کا شاہنشہ ہوا

وان شقیق از شق آن راه شگرف ... گشت او خورشید رای و تیزطرف
اسکی رہ شق کی شقیق نے ... رای روشن پائی جیون خورشید کے

شد فضیل از رهزنی ره‌پیر او ... چون ز حقش لطف شد ...
رہزنی سے رہ گیا وہ پیر راہ ... جب فضیل درپے ہوا فضل الٰہ

بشر حافی را اسیر شد ادب ... سر نهاد اندر بیابان طلب
بشر حافی کو بشارت جو ہوئی ... سر کیا راہ طلب میں پار کی

چونکه ذوالنون از غمش دیوانه شد ... مصر جان را چون شکرخانه شد
اسکا جو ذوالنون دیوانہ ہوا ... مصر جان کا جوں شکر خانہ ہوا

چون سری سر سوی شه اندر راه او ... هر سری سر پیر ... شد جا داد
جیسے سری بے سر ہوا اس راہ میں ... بس سر پر آیا ہوا وہ جاہ میں

صد هزاران پادشاهان نهان ... سرفرازانند زان سوی جهان
سیکڑوں سلطان اور شاہ جہاں ... اس طرف ... انکا ہے غرقاں

نامشان از رشک حق پنهان بماند ... هر گدایی نامشان را برنخواند
نام انکا رشک حق سے چھپ گیا ... ہر گدا نے نام نے انکا لیا

رحمت و رضوان حق بر ... آن ... بر جان مردان پاک جان
رحمت و رضوان حق ہو ہر زمان ... انکی جان روح پر اک خوش بیان

حق آن نور و حق نورانیان ... کاندر آن بحرند همچون ماهیان
حق نور وہم حق نورانیان ... دروہ اس دریا میں ہیں جو مچھلیاں

بحر جان و جان بحر ار گویمش ... نیست لایق نام نو می‌جویمش
بحر جان و جان بحر انکو کہوں ... نے ہے لائق نام تیرا اسلیے یوں

حق آن آن که این و آن ازوست ... مغزها نسبت بدو باشد چو پوست
ہم قسم ... کی وہ وہ اس سے ہے ... مغز نسبت اسکی آ جوں پوست کے

که صفات خواجه‌تاش و یار من ... هست صد چندان که این گفتار من
کہ صفات اس خواجہ تاش یار کی ... اس سے افزوں ہیں کہ جو میں نے کہی

آنچه می‌دانم ز وصف آن ندیم ... باورت ناید چه گویم ای سقیم
جانتا ہوں وصف جو رکھے ندیم ... نے یقین تجھکو کہوں کیا اے سقیم

شاه گفت اکنون از آن خود بگو ... چند گویی آن این و آن او
بولا شاہ اب کچھ اپنا حال تو ... کہہ سے کب تک اسکے اُسکے وصف کو

تو چه داری و چه حاصل کرده‌ای ... از تک دریا چه در آورده‌ای
رکھتا تو کیا ہے وہ کیا حاصل کیا ... اور تہ دریا سے کیا گوہر لیا

روز مرگ این حس تو باطل شود ... نور جان داری که یار دل شود
یہ تری حس ہووے باطل موت سے ... نور جان ہے دل کی جو یاری کرے

در لحد کاین چشم را خاک آگند ... هست آنچه گور را روشن کند
گور میں یہ آنکھ تو بس خاک ہے ... وہ بھی ہے جو گور کو روشن کرے

ہاتھ پاؤں تیرا یہ جسم سے کٹے | بال و پر ہی تا کہ جان تیری اڑے
نور دل ہے جان سے اے یار زار | مستعار اسکو نہ جان اے مست عار
جان حیوانی نہ یہ جسم ہے | جان باقی چاہیئے اس جان کی
شرط من جاء بالحسن کرنا نہیں | بل حسن لیجا رب العالمین
تو عرض یا جوہر انسان رکھے | فانی ہووے یہ عرض جو لیجائے
ہی عرض روزہ نماز اور صوم | جو لا یبقیٰ زمانین اب کہا
اس عرض کو نقل بس سب کر سکیں | پر مرض کو دور جو ہر سے کریں
تا کہ جوہر ہو بدل کر یہ عرض | جیسے ہو پرہیز سے زائل مرض
پس عرض پرہیز سے جوہر ہوا | تلخ منہ پرہیز سے شکر ہوا
خاص کھیتی سے ہوئی بس سنبلہ | بال دارو سے بنے ہیں سلسلہ
تھا نکاح زن عرض فانی ہے | جوہر فرزند جو حاصل کیا
اونٹ ور گھوڑے کی جفتی ہے عرض | جوہر اولاد ہوتا ہے غرض
ہے گلستان کا لگانا بھی عرض | جوہر میوہ ہوا اس سے غرض
ہی عرض ہے کیمیا کا سیکھنا | کیمیا گر کا جو جوہر ہی تو لا
اور عرض کرنا ہے صیقل کا شہا | اس عرض سے کیا ہی جوہر جدا
مت کہو کر یہ عمل ہیں نے کہا | اس عرض کا دخل نہ ہمکو بتا
یہ صفت کرنا عرض ہے جیسے ہے | بھیڑ کے سایہ کو قربان مت کرو
بولا شاہا یاس ہو دی معقل کو | گر عرض کو تو کہے نہ نقل ہو
گر نہیں ہوتا عرض کا حشر و نقل | ہو تو باطل فعل اور اقوال عقل
یہ عرض ہو نقل اور ہی رنگ سے | حشر ہر فانی ہو اور ہی ڈھنگ سے
نقل ہر شے اسکے لائق ہوتی ہے | گلہ بان ہوتا ہے لائق گلہ کے
نقل ہر شے اسکے لائق ہوتی ہے | گلہ بان ہوتا ہے لائق گلہ کے
ہر عرض حشر میں اک صورت بنے | ہر عرض کی صورت اک دیتی کہی
دیکھا سینے میں نہیں تھا او غرض | حرکت جفتی و جفتی تھی غرض
ان گھروں کو دیکھ تو انشا ہیں | جن فسانے نے دل سمائے ہیں

آزمان کردست و پایت بر دهد | پر و بالت هست تا جان بر برد
نور دل از جان بود ای یار زار | مستعار او را مدان ای مست عار
آزمان کین جان حیوانی نماند | جان باقی بایدت بر جان نشاند
شرط من جاء بالحسن نی کردن است | بل حسن را سوی حضرت بردن است
جوهری داری ز انسان یا خری | این عرضها که فنا شد چون بری
این عرضهای نماز و روزه را | چونکه لا یبقی زمانین انتفا
نقل نتوان کرد مر اعراض را | لیک از جوهر برند امراض را
تا مبدل گشت جوهر زین عرض | چون ز پرهیزی که زائل شد مرض
گشت پرهیز عرض جوهر بجهد | شد دهان تلخ از پرهیز شهد
از زراعت خاکها شد سنبله | داروی مو کرد مو را سلسله
آن نکاح زن عرض بد شد فنا | جوهر فرزند حاصل شد ز ما
جفت کردن اسپ و اشتر را عرض | جوهر کره بزائیدن غرض
هست آن بستان نشاندن هم عرض | گشت جوهر میوه اینک غرض
هم عرض دان کیمیا کردن بگیر | جوهری زان کیمیا گر شد بیار
صیقلی کردن عرض باشد شها | زین عرض جوهر همی زاید صفا
پس مگو که من عملها کرده ام | دخل آن اعراض را بنما مرم
این صفت کردن عرض شد خمش | سایه بز را پی قربان مکش
گفت شاها بی قنوط عقل نیست | گر تو فرمایی عرض را نقل نیست
گر نبودی مر عرض را نقل و حشر | فعل بودی باطل و اقوال قشر
این عرضها نقل شد لون دگر | حشر هر فانی بود کون دگر
نقل هر چیزی بود هم لایقش | لایق گله بود هم سایقش
نقل هر چیزی بود هم لایقش | لایق گله بود هم سایقش
روز محشر هر عرض را صورتیست | صورت هر یک عرض را نوبتیست
بنگر اندر خود نه تو بودی عرض | جنبش جفتی و جفتی با غرض
بنگر اندر خانه و کاشانه ها | در مهندس بود چون افسانه ها

کہ فلاطون نے تکبر کو کیا خوش نما ‖ اسکو تو زیدان جسمت درتھا تو تنہا
فکر و اندیشہ عرض معمار سے ‖ لایا صحرا سے ستون آلات سے
اصل ہر پیشہ کی کیا ہے لے دلا ‖ فکر و اندیشہ عرض کے بس سوا
ساری اجزا جہانکو بے عرض ‖ دیکھ تو حاصل ہو وے جز عرض
فکر اول ہے و آخر میں عمل ‖ نسبت عالم ہے ایسی در ازل
فکر دل میں میوہ لیس اول رہی ‖ اور عمل میں وہ ظہور آخر کو
جو کیا تو نے عمل بویا شجر ‖ حرف آخر کو پڑھا اول بسر
گرچہ اصل و شاخ و برگ اول ہیں ‖ واسطے میوہ کی ہیں بھیجے گئے
بھید جو کہ مغز تھا افلاک کا ‖ اُسکا آخر خواجہ لولاک تھا
ہے عرض کی نقل یہ بحث و مقال ‖ ہے عرض کی نقل یہ شیر و شغال
سارا عالم اک عرض تھا خود کہ تا ‖ اندر اس معنی کے آئی ہل اتی
یہ عرض پیدا ہوا صورت سے ہی ‖ اور یہ صورت ہے پیدا فکر سے
یہ جہان اک فکر عقل کل سے ہی ‖ عقل جون شہ فکر جون مرسل کہی
عالم اول ہو جائے امتحان ‖ عالم ثانی جزائے دو جہان
تیرا خادم گر خیانت کو کرے ‖ وہ عرض زنجیر اور زندان ہے
خدمتیں شایستہ گر بندہ کرے ‖ وہ عرض ہو جائے خلعت جنگ میں
یہ عرض جوہر ہیں جوں بیضہ پرند ‖ اس سے یہ یہ اس سے ہو وے پیدا شمند
شاہ بولا فرض یہ میں نے کیا ‖ تیرے عرضوں سے نہ اک جوہر بنا
بولا مخفی رکھا اسکو عقل نے ‖ غیب تا کہ عالم دنیا نے
کیونکہ گر ہوتیں ہویدا شکل فکر ‖ کافر و مومن نہ کہتے غیر ذکر
ہوتیں ظاہر غیب میں رہتی نہ ‖ ہوتا نقش کفر و دین زیب جبین
بت پرست عالم میں کب ہوتا ‖ اور تسخیر کیسے بھلا کرتا کوئی
پس قیامت ہوتی دنیا اپنی ‖ جرم کرتا ہے قیامت میں کوئی
بولا حق نے بھیدے بد مخفی رکھے ‖ پر رکھے بخش عام سے زنان سے
دام میں پہانسون اگر میں اک ‖ کب میرون کو خبر ہو جزو زیر

کان خیالان خانہ کہ دیدم خویش را ‖ بود موزون صفہ و سقف و درش
از مہندس آن عرض و اندیشہ ہا ‖ آلت آورد و ستون از بیشہ ہا
چیست اصل مایۂ ہر پیشہ ‖ جز خیال و جز عرض اندیشہ
جملہ اجزای جہان را بی عرض ‖ در نگر حاصل نشد جز از عرض
اول فکر آمد آخر در عمل ‖ نسبت عالم چنان دان در ازل
میوہ ہا در فکر دل اول بود ‖ در عمل ظاہر باخر میشود
چون عمل کردی شجر بنشاندی ‖ اندر آخر حرف اول خواندی
گرچہ شاخ و برگ و بیخش اول است ‖ آن ہمہ از بہر میوہ مرسل است
پس سری کہ مغز آن افلاک بود ‖ اندر آخر خواجۂ لولاک بود
نقل اعراض ست این بحث و مقال ‖ نقل اعراض ست این شیر و شغال
جملہ عالم خود عرض بود ند تا ‖ اندرین معنی بیامد ہل اتی
این عرضہا از چہ زاید از صور ‖ وین صور ہم از چہ زاید از فکر
این جہان یک فکرت است از عقل کل ‖ عقل چون شاہ است و صورتہا رسل
عالم اول جہان امتحان ‖ عالم ثانی جزای این و آن
چاکرت شاہا جنایت میکند ‖ آن عرض زنجیر و زندان میشود
بندہ ات چون خدمت شایستہ کرد ‖ آن عرض نی خلعتی شد در نبرد
این عرض با جوہر آن بیضہ است و طیر ‖ این از آن و آن از این زاید بسیر
گفت شاہنشہ چنین گیر المراد ‖ این عرضہای تو یک جوہر نزاد
گفت مخفی داشتست آنرا خرد ‖ تا بود غیب این جہان نیک و بد
زانکہ گر پیدا شدی اشکال فکر ‖ کافر و مومن نگفتی جز کہ ذکر
پس عیان بودی نہ غیب ای شاہ این ‖ نقش دین و کفر بودی بر جبین
کی درین عالم بت و بتگر شدی ‖ چون کسی را زہرۂ تسخر بدی
پس قیامت بودی این دنیای ما ‖ در قیامت کی کند جرم و خطا
گفت شہ پوشیدہ حق پاداش بد ‖ لیک از عامہ نہ از خاصان خود
گر بدامے افگنم من یک امیر ‖ از امیران خفیہ دارم نہ ز میر

اردو	اردو	فارسی	فارسی
جو بتاوے کہ بلاتی ہے نہیں مجھے	سیکڑوں بس صورت عمال ہے	حق چو بت نمود ہین یاد اس کار	بر زمین آمد ترا علما صد ہزار
تو بتا دے تا کہ میں جانوں تمام	کب چھپاتی ابر مہ کو اے غلام	تو نشانی ده که من دانم تمام	ماه را ابر من نپوشد عام
بولا میرے قول سے مقصد ہے کیا	جانتا ہی تو کہ وہ جو کچھ کہ تھا	گفت بس از گفت من مقصود چیست	چون تو پیدائی که مقصود چیست
بولا شہ حکمت ہی اظہار جہان	اسنے جو کہ جانی آتی ہی میان	گفت شه حکمت در اظهار جهان	آنکه دانسته برون آید عیان
جانتے جو کچھ تا نہیں پیدا کیا	اسنے جہان پہ رنج و درد زہ کیا	آنچه میدانست تا پیدا کند	در جهان پنهاد رنج طلق و درد
تو نہیں بیکار اک دم رہ سکے	تا نہیں نیکی بدی تجھ سے اٹھے	یک زمان بیکار نتوانی نشست	تا بدی یا نیکی از تو بر نجست
یہ تقاضا کام کا ہے اسلیے	ہر موکل بھید تیرا تا کھلے	این تقاضاهای کار از بهر آن	شد موکل تا شود سرت عیان
پس یہ تن کی کب ساکن ہے	جو کشش دل کی اسے کھینچے ہے	پس کلابه تن کجا ساکن شود	چون سر رشته ضمیرش میکشد
بیقراری اس کشش کی ہے نشان	جان کنی ہو تجھ سے بیکاری ہی یاں	تاسه تو شد نشان آن کشش	بر تو بیکاری بود چون جان کنش
یہ جہان اور وہ جہان پیدا کرے	ہر سبب ماں اور اثر اسکا پسر	این جهان و آن جهان زاید همی	هر سبب مادر اثر از وی ولد
جو اثر پیدا ہوا وہ بھی سبب	تا اثر پیدا ہو پھر اس سے عجب	چون اثر زاید آن هم شد سبب	تا بزاید او اثرهای عجب
یہ سب ہیں نسل کے اوپر نسل کے	آنکھ روشن چاہیے اسکے لیے	این سببها نسل بر نسل است لیک	دیده باید منور نیک نیک
شاہ نے باتیں یہاں تک اس سے کیں	تا نشان اس سے ملا یا کہ نہیں	شاه با او در سخن اینجا رسید	یا بدید از وی نشانی یا ندید
گر ملا شہ کو تو کیا کچھ دور ہے	پر نہیں کہنا مرا دستور ہے	گر بدید آن شاه جویا دور نیست	لیک ما را ذکر آن دستور نیست

پھر پوچھنا بادشاہ کا حال کو غلام دوسرے سے

باز پرسیدن شاه حال از غلام دیگر

اردو	اردو	فارسی	فارسی
جب غلام آیا وہ پھر حمام سے	اپنے پاس اسکو بلایا شاہ نے	چون ز گرمابه بیامد آن غلام	سوی خویشش خواند آن شاه و همام
بولا صحاک الله نعیم دائم	تو لطیف اور ہی ظریف اور خوبرو	گفت صحاک الله نعیم دائم	بس لطیفی و ظریف و خوبرو
دوسرے کو بھیجا پھر اک کام کو	باخبر اس دوسرے سے تا کہ ہو	بس سوی کاری فرستاد آن دگر	تا ازین دیگر شود او باخبر
پھر بٹھایا آگے اپنے لطف سے	بولا اصل نا تو ظلمت میں ہے	پیش بنشاندش بعید لطف و کرم	بعد از آن گفت ای جو ماه از ظلم
تو ہی مہرو جعد مو اور مشکبو	نیکخو اور نیکخو اور نیکخو	ماه روی و جعد موی و مشکبو	نیکخو و نیکخو و نیکخو
ای دریغ اب جو نہ تا ویسا تو	جیسے وہ کہتا ہی تیری حال کو	ای دریغا گر نبودی در تو آن	که همی گوید برای تو فلان
شاد ہوتا جو کہ تجکو دیکھتا	تیری قیمت ہوتی عالم سے سوا	شاد گشتی هر که رویت دیدنی	خود دیدنت ملک جهان ارزیدنی
بولا کچھ تو بات کہ اے بادشاہ	مجکو کیا کہتا ہے بس وہ دین تباہ	گفت رمزی زان بگو ای پادشاه	کز برای من چه گفت آن دین تباه
بولا وہ دوئی تری کہتا رہا	کہ وہ ظاہر ہے تو باطن بیودرد	گفت اول وصف دوروئیت کرد	کاشکارا تو دوای خفیه درد
جو سنی بدگوئی اسنے یار کی	آتش غصہ بھڑک اسکے اٹھی	خبث یارش را چو از شه گوش کرد	در زمان دریای خشمش جوش کرد

گفت برآورد آن غلام سر ز پشت — تا که هجو او از حد گذشت
کو ز روز اول دمم که با من یار بود — همچو سگ در قحط سرگین خوار بود
چون دمادم کرد هجو چون جرس — دست بر لب زد شهنشاهش که بس
گفت دانستم ترا و وی را بدان — از تو جان گندست ز یاران دهان
پس نشین ای گنده جان از دور تو — تا امیر او باشد و مامور تو
بهر این گفتند اکابر در جهان — الراحة الانسان فی حفظ اللسان
در حدیث آمد که تسبیح از ریا — همچو سبزه گولخن دان ای کیا
پس یقین میدان که صورت خوب و نکو — با خصال بد نیرزد یک تسو
ور بود صورت حقیر و ناپذیر — چون بود خلقش نکو در پاش میر
چند بازی عشق با نقش سبو — بگذر از نقش سبو و آب جو
چند باشی عاشق صورت بگو — طالب معنی شو و معنی بجو
صورت ظاهر فنا گردد بدان — عالم معنی بماند جاودان
صورتش دیدی ز معنی غافلی — از صدف در را گزین گر عاقلی
این صدفهای قوالب در جهان — گرچه جمله زنده اند از بحر جان
لیک اندر هر صدف نبود گهر — چشم بگشا در دل هر یک نگر
کان چه دارد وین چه دارد می گزین — زانکه کمیاب است آن در ثمین
گر بصورت بنگری کوهی بشکل — در بزرگی هست صد چندان که لعل
هم بصورت دست و پا و جسم تو — هست صد چندان که نقش چشم تو
لیک پوشیده نباشد بر تو این — کز همه اعضا دو چشم آمد گزین
از یک اندیشه که آید در درون — صد جهان گردد بیکدم سرنگون
جسم سلطان گر بصورت یک بود — صد هزاران لشکرش در پی بود
باز شکل و صورت شاه صفی — هست محکوم یکی فکر خفی
خلق بی پایان ز یک اندیشه بین — گشته چون سیلی روانه بر زمین
هست آن اندیشه پیش خلق خرد — لیک چون سیلی جهان را خورد و برد
خلق عالم چون رمه آمد [illegible] — [illegible]

جہانگ لایا وہ غلام اور ہو خفا — ہجو بھید اسکی بس کرنے لگا
روز اول سے کہ میرا یار تھا — قحط میں جون سگ چرکین کھاتا جیتا
ہجو اسکی جو کرے مثل جرس — ہاتھ منھ پر رکھ کہا خاموش بس
بولا پہچانا تجھے اس سے عیان — تیری جان گندی ہے اور اسکا دہان
بیٹھیے بیٹھا ای گندہ جان اور دور تو — تا امیر اب وہ ہو اور مامور تو
کہہ گئے ہیں سب بزرگان جہان — الراحة الانسان فی حفظ اللسان
بے خبر میں یون کہ تسبیح ریا — مثل سبزہ ہے کہ گھورے پر اگا
کر یقین کہ صورت خوب و نکو — ساتھ بد خصلت کے نالائق ہے وہ
گر ہو بد صورت وہ اور ہو زرد رو — نیک خلق اسکا ہو پا اس تو
عاشق نقش سبو کب تک ہو تو — ڈھونڈ پانی چھوڑ تو نقش سبو
کب تلک تو عاشق صورت رہے — طالب معنی ہو اور معنی کرے
ظاہری صورت فنا ہوگی جان — عالم معنی سے ہیں جاودان
دیکھی صورت غافل معنی ہے تو — لے صدف سے در اگر عاقل ہے تو
یہ صدف قالب ہوا عالم میں ہے — گرچہ سب زندہ ہیں جان کیواسطے
ہر صدف گوہر سے پر ہوتا نہیں — آنکھ کھول اور دیکھ دل میں ہر کہیں
کیا رکھے یہ اور وہ کر تو طلب — کیونکہ ہے کمیاب یہ گوہر عجب
کوہ گر صورت میں دکھائی ہے بڑا — پس بزرگی میں کہ لعل ہے بس سوا
دست و پا و جسم صورت میں لکھے — ہر بزرگی سو حصہ نقش چشم سے
پر نہیں پوشیدہ تجھ پر یہ ہے — آنکھ کل اعضا میں بس عظمت رکھے
ایک اندیشہ کہ آئے اندرون — سو جہان ہون ایکدم میں سرنگون
جسم سلطان ایک گر صورت میں ہے — لاکھ لشکر کو جگر میں رکھے
پھر وہ صورت اور شکل اس شاہ کی — فکر مخفی کی ہے محکوم اے اخی
ایک اندیشہ سے کل خلق جہان — مثل سیلاب ہیں ہر سو روان
خلق کے آگے ہے اندیشہ قلیل — پر کرے جون سیل عالم کو ذلیل
خلق جون گلہ وہ چرواہا خدا — رات دن دوڑا ہے سب کو جا بجا

[illegible]

دیکھتا ہی تو کہ اندیشہ سے سب / پیشے قائم ہیں جہان میں روز و شب
اور خانہ اور مکان تو شہر سب / اور جنگل اور پہاڑ اور نہر سب
ہم زمین و بحر و مہر و ماہ سے / زندہ اس سے جیسے مچھلی بحر سے
کیوں ہی احمق اندھی تیری سامنے / تن سلیمان فکر ہے جون مور کے
کوہ تیری آنکھ میں عظمت سمجھ / تن بزرگ اور فکر مثل موش ہے
آنکھ میں عالم ترے ہول عظیم / رعد و برق و ابر سے رکھے ہی بیم
اور جہان فکر سے ای بے بصر / تو ہے غافل مثل سنگ بیخبر
کیونکہ تو از نقش ہی غافل عقل سے / آدمی کب ہے تو بچہ خر کا ہے
تو ہی بالکل جہل نادان عقل سے / تو جین رکھتا ہی خدا سے درد سے
سایہ کو تو شخص جانے جہل سے / شخص کو تو کھیل جانے سہل سے
غیب سے یہ اک ہوا و آگ ہے / جون ہوا و حت لطافت سے رکھے
آنکھ سے جبتک خارج ہو کثیف / تب دکھائی دی لغیر کو وہ لطیف
غیب زیادہ سے ہے یہ ہنگام شر / سیکڑون تیغ و تبر سے تیز تر
ٹھہر تو اک روز وہ فکر و خیال / بے حجابی سے جو کھولے پر و بال
کوہ کو دیکھے مثال اک بال کے / نیست ہو جاوے زمین اس حال سے
نے فلک دیکھے نہ اختر نہ وجود / بس سوا اک واحد حی ودود
اک حکایت راست آئی یا دروغ / راستی کو اس سے ہووے تا فروغ

پس چو می‌بینی که از اندیشه‌ای / قائم است اندر جهان هر پیشه‌ای
خانه‌ها و قصرها و شهرها / کوه‌ها و دشت‌ها و نهرها
هم زمین و بحر و هم مهر و فلک / زنده از وی همچو از دریا سمک
پس چرا از ابلهی پیش تو کور / تن سلیمان است و اندیشه چو مور
می‌نماید پیش چشمت که بزرگ / هست اندیشه چو موش و تن چو گرگ
عالم اندر چشم تو هول و عظیم / ز ابر و برق و رعد داری لرز و بیم
وز جهان فکرتی ای کم ز خر / ایمن و غافل چو سنگی بیخبر
زانکه نقشی وز خرد بی‌بهره‌ای / آدمی‌خو نیستی خرکره‌ای
جهل مخفی وز خرد بیگانه‌ای / تو نداری وز خدا دیوانه‌ای
سایه را تو شخص می‌بینی ز جهل / شخص از آن شد نزد تو بازی و سهل
ملک غیبی یک هوا و آتش است / کز لطافت چون هوا و آتش است
تا بجسمی در نماید چیز کثیف / آنگهی بینی دلبر یاران لطیف
باز از آن است هنگام اثر / از هزاران تیشه و تیغ و تبر
باش تا روزی که آن فکر و خیال / برگشاید بی‌حجابی پر و بال
کوه‌ها بینی شده چون پشم نرم / نیست گشته این زمین سرد و گرم
نه سما بینی نه اختر نه وجود / جز خدای واحد حی ودود
یک فسانه راست آمد یا دروغ / تا دهد مر راستی‌ها را فروغ

حسد کرنا ملازموں کا اور اس بندۂ خاص سے

اک غلام اک شہ نے از راہ کرم / سب غلاموں سے کیا مقبول تر
اسکو ملتا تھا وظیفہ چل امیر / بیشتر قدر اسکی نہ رکھیں سو وزیر
بس کمال اقبال سے وہ اہل نام / شاہ تھا محمود وقت اور وہ ایاز
روح اسکی روح شہ سے اصل میں / تن سے پہلے شرکت باہم رکھیں
کام وہ ہے جو کہ پہلے تن کے ہے / چھوڑ دے اسکو کہ حادث ہوتے
چشم عارف راست ہے احول نہیں / چشم رکھتا ہی گذشت اور لین
بوئے گندم پایا کہ جو جو کر سے / رات دن آنکھ اس کی اس جگہ

حسد بردن حشم بر آن بندهٔ خاص

پادشاهی بنده‌ای را از کرم / برگزیده بود از جمله حشم
جامگی او وظیفهٔ چل امیر / ده یکی قدرش ندیدی صد وزیر
از کمال طالع و اقبال و بخت / او ایازی بود و شه محمود وقت
روح او با روح شه در اصل خویش / پیش ازین تن بوده هم‌پیوند و خویش
کار آن دارد که پیش از تن بدست / بگذر از اینها که نو حادث شدست
چشم عارف راست چون احول است / چشم او بر کشتهای اول است
آنچه گندم کاشتندش و آنچه جو / چشم او آنجاست روز و شب گرو

[illegible]

حالانکہ شب بجز کرے جو دوسرے جنے | مکر اور حیلے یہ سب ہے باد ہے
حیلہ انگیزی سے ہو خوش دل جو کوئی | دیکھے حیلہ حق کو اسکے سر پہ جب
دام کے اندر وہ رکھتا دام ہی | تیری جان اس سے نہ اور اس سے بچی
گر اگے سو بار گھاس اور گیاہ | حق کی کھیتی عاقبت اس پر اگے
کھیت بوئے تونے پہلا کھیت پہ | دوسرا بو تو نے پہلے اسکے
تخم پہلا کامل اور مقبول ہے | تخم ثانی فاسد اور مجہول ہے
چھوڑ دے تدبیر اپنی یار پہ | تیری تدبیر اسکی سب تدبیر ہے
کام وہ ہے جو خدا پورا کرے | بویا جو اول وہی آخر اگے
بوئے جو کچھ واسطے اسکے تو ہو | یار کا پابند ہے مرید تو
کار نفسانی کے پاس اب تو نہ جا | جو نہ حق کا کام ہے وہ ہی برا
اس سے پہلے کہ قیامت کا ہو ظہور | پیش حق رسوا ہو اور رو دین پر تو
مال چوری کا جو ہو تدبیر سے | حشر کو وہ اسکی گردن پر رہے
سیکڑوں عقلیں اگر باہم کریں | اور سوا دام اسکے اک دام اور کریں
دام کو مضبوط باہم اپنے وہ | کب ہوا کی ہو سکے طاقت کسی
دیکھ قرآن میں اگر باور نہیں | ہے کہا واللہ خیر الماکرین
فائدہ ہستی سے کیا گر تو کہے | فائدہ کچھ ہے سوا گو میں ترے
گر سوال اب یہ رکھے نے فائدہ | کس لیے اسکو سنوں بیفائدہ
فائدہ گر یہ سوال آخر رکھے | پس جہان بیفائدہ کیونکر رہے
گر سوال اب فائدہ وار بس کئی | ہے جہان بیفائدہ کس واسطے
اک جہت سے ہو جہان بیفائدہ | اور جہتوں سے رکھے گر فائدہ
فائدہ تجھکو اگر نے مجھکو ہو | تجھکو گر ہو فائدہ قائم رہو
فائدہ تیرا نہ مجھکو ہو مفید | تجھکو گر ہو فائدہ لے ای مرید
فائدہ سے گر میں آزاد اب ہو | گر ہو تجھکو فائدہ مست ہو جدا
حسن یوسف جہان کو فائدہ | بھائیون پر بس ہوا تھا ناروا
لحن داودی تو بس محبوب تھا | پر وہ محرومون پہ بانگ چوب تھا

آنچه بستیست شب حزان نزاد | حیله‌ها و مکرها بادست باد
که شد و خوش دل که بنی‌ها کش | آنکه بیند حیلهٔ حق بر سرش
او درون دام دامی می‌نهد | جان تو نی زان جهد نی زین جهد
گر بروید ور بریزد صد گیاه | عاقبت بر روید آن کشته اله
کشت نو کارید بر کشت نخست | این دوم فانی است و آن اول درست
تخم اول کامل و بگزیده است | تخم ثانی فاسد و پوسیده است
افگن این تدبیر خود را پیش دوست | گرچه تدبیرت هم از تدبیر اوست
کار آن دارد که حق افراشته است | آخر آن روید که اول کاشته است
هر چه کاری از برای او بکار | چون اسیر دوستی ای دوستدار
گرد نفس دزد و کار او مپیچ | هر چه آن نه کار حق هیچ است هیچ
پیش از آن کز روز دین پیدا شود | پیش مالک دزد دین رسوا شود
رخت دزدیده بتدبیر و فنش | مانده روز داوری بر گردنش
صد هزاران عقل با هم بر جهند | تا بغیر دام او دامی نهند
دام خود را سخت‌تر یابند و بس | کی نماید قوتی با باد خس
در نداری باور از من او ببین | در رسید و الله خیر الماکرین
گر تو گویی فائده هستی چه بود | در سوالت فائده هست ای عنود
گر ندارد این سوالت فائده | چه شنوم این را عبث بیفائده
ور سوالت فائده دارد بسی | پس جهان بیفائده نبود دمی
ور سوالت را بسی فائده است | پس جهان بیفائده آخر چراست
ور جهان از یک جهت بیفائده است | از جهتهای دگر پر فائده است
فائده تو گر مرا فائده نیست | مر ترا چون فائده است از وی مه‌ایست
فائده تو گر مرا نبود مفید | چون ترا شد فائده گیر ای مرید
ور منم زان فائده خود این حُر | مر ترا چون فائده است از وی مبر
حسن یوسف عالمی را فائده | گرچه بر اخوان عبث بد زائده
لحن داودی چنان محبوب بود | لیک بر محروم بانگ چوب بود

آب نیل از آب حیوان مه فزون | لیک بر قبطی منکر بود خون
هست بر مومن شهیدی زندگی | بر منافق مردن است و ژندگی
چیست در عالم بگو یک نعمتی | که نه محروم اند ازوی امتی
گاو و خر را فایده چه از شکر | هست هر جان را یکی قوتی دگر
لیک گر آن قوت بر وی عارضی است | پس نصیحت کردن او را رائضی است
چون کسی کو از مرض گل داشت دوست | گرچه پندارد که آن خود قوت اوست
قوت اصلی را فرامش کرده است | روی در قوت مرض آورده است
قوت اصلی بشر نور خداست | قوت حیوانی مر او را ناسزاست
لیک از علت درین افتاد دل | که خورد او روز و شب زین آب و گل
روی زرد و پای سست و دل سبک | کو غذای والسما ذات الحبک
آن غذای خاصگان دولت است | خوردن آن بی گلو و آلت است
شد غذای آفتاب از نور عرش | مر حسود و دیو را از دود فرش
در شهیدان یرزقون فرمود حق | آن غذا را نه دهان بد نه طبق
دل ز هر یاری غذایی میخورد | دل ز هر علمی صفائی می برد
صورت هر آدمی چون کاسه است | چشم از معنی او حساسه است
از لقای هر کسی چیزی خوری | وز قران هر قرین چیزی بری
چون ستاره با ستاره شد قرین | لایق هر دو اثر زاید یقین
از قران مرد و زن زاید بشر | وز قران سنگ و آهن هم شرر
وز قران خاک با بارانها | میوه ها و سبزه و ریحانها
وز قران سبزه ها با آدمی | دل خوشی و بی غمی و خرمی
نوش را بگداخته سم خورده است | قوت علت همه خوبش کرده است
وز قران خرمی با جان ما | می بزاید خوبی و احسان ما
قابل خوردن شود اجسام ما | چون بر آید از تفرج کام ما
سرخ رویی از قران خون بود | خون ز خورشید خوش گلگون بود
بهترین رنگها سرخی بود | وان ز خورشید است و از وی میرسد

آب حیوان سے فزون تھا نیل کا | قبطی منکر کو لیکن خون تھا
ہے شہادت مومنون کو زندگی | اور منافق پر ہے موت و ژندگی
کون سی عالم میں نعمت ہے کہو | کہ نہ محروم اس سے امت کوئی ہو
گاو و خر کو فائدہ شکر سے کیا | قوت ہر اک جان کا ہے جدا
لیک وہ قوت اسپہ گر ہے عارضی | پند کرنا اسکو ہے چابک گری
جیسے مٹی کھائے مرضون میں کوئی | گرچہ جانے کہ خورش ہے وہ مری
قوت اصلی کو وہ اپنے بھول کر | رکھتا ہے قوت مرض پیش نظر
نور حق سے ہے قوت اصلی بشر | قوت حیوانی کرے اسکو ضرر
پر مرض سے یہ ہوا مرغوب دل | کہ وہ کھاتا رات دن ہے آب و گل
زرد رو اور سست پا اور دل سبک | ہے کہان قوت سماء ذات الحبک
وہ غذا کہ خاصگان حق کی ہے | بے گلو آلہ کے کھاتے ہین اسے
ہے غذائے شمس نور عرش سے | اور شیطان کو دھوان ہے فرش سے
یرزقون حق شہیدون کو کہے | اس غذا کو کچھ نہ حاجت منھ کی ہے
دل غذا پاتا ہے ہر اک یار سے | دل صفا ہر علم سے بس ہوتا ہے
صورت انسان ہے مثل اک جام کی | چشم معنی اسکی ہے بس حس کری
تو لقائے ہر کسی کی لے غذا | قرب سے لے ہر قرین کی غذا
جو ستارہ ہو ستارے کے قریب | ہو اثر دونوں کے لائق اے حبیب
قرب مرد و زن سے پیدا ہو بشر | قرب سنگ آہن سے پیدا ہو شرر
قرب باران خاک سے پیدا ہو | میوہ اور ریحان و گل اور سبزہ ہا
قرب سبزہ سے کرے جو آدمی | ہو خوشی اور بے غمی اور خرمی
کھانا اپنا چھوڑ کھایا زہر جب | کردیا قوت مرض نے شل چوب
خرمی کو قرب ہو جو جان سے | خوبی و احسان وہ پیدا کرے
جسم قابل ہووے کھانے کے مرا | کیوں نہووے کام فرحت سے ہرا
سرخرو ہو قرب سے خون کے سبب | خون خورشید خوشی سے سرخ ہو
سرخ رنگت بہترین رنگ ہے | پہونچتی ہے جو کہ وہ خورشید سے

جس زمین میں قرب ہو زحل سے / شور ہووے اور نہیں کھیتی اگے
قوت آوے فعل میں با اتفاق / قرب شیطان جیسے با اہل نفاق
اس معانی کو زین افلاک سے / کر و فر بے کر و فر کے پہونچی ہے
خلق میں یہ کر و فر ہے عاریت / امر حق یہ کر و فر ہے ماہیت
کر و فر کے واسطے بس خوار ہیں / طمع عزت کیلئے خواری میں خوش ہیں
ہیں پریشان عز دو دن کے لیے / مثل تکلے کے ہوئی گردن رنج سے
کیوں نہیں آتے یہاں پر وہ کہ میں ہوں / روشن اک خورشید ہوں عزت میں
برج نیلا شرق ہے خورشید کا / مشرقوں سے شمس باہر ہے ہمارا
شرق نسبت اسکے ذروں کے ہے / نہ طلوع و غروب اک اسکی ذات کے
ہم جو پیچھے رہ گئے ذرے ہیں / شمس کے سایہ میں ہم دونوں جہاں
شمس کے ہم گرد پھرتے ہیں عجب / ہو بدیہہ شمس کے ہی یہ سبب
شمس ہوتا ہے سبب پر مطلع / بھی سبب کا رشتہ اس سے منقطع
لاکھوں بار امید میں نے توڑ دی / کس سے اس شمس سے ان سب کو یقین
مت یقین کر مجکو ہی خورشید سے / صبر یا کہ آب سے مچھلی کو ہے
گر رہوں نومید نومیدی مری / عین صنعت شمس کی ہے ای اخی
عین صنع چھینے کب صانع سے ہے / غیر ہستی سے چرے کب عین ہست
ہستیاں بس چراگہ سے چرن / گر براق و اسپ یا خر گاؤ ہیں
اسپ اندھا مثل اندھوں کے چرے / دیکھتا سبزہ نہیں محروم ہے
گردش اس دریا کی جو دیکھے نہیں / وہ نئی محراب پر لائے یقین
کھاری پانی میٹھے دریا سے پیا / پانی کھاری نے اسے اندھا کیا
بحر کہتا ہے کہ سیدھے ہاتھ پر / پانی پی اندھے کہ تا پاوے بصیر
ہاتھ سیدھا یاں گمان نیک ہے / کون جانے نیک و بد کس جا سے ہے
نیزہ گرداں دہر اور نیزہ ہے تو / گاہ سیدھا تو پھرے گہ دونوں خم
شمس دین کے عشق سے ناخن ہیں نہیں / ورنہ اس اندھے کو بینا کر دیں
ہاں ضیاء الحق حسام الدین تو / جلد اچھی کر دے اسکی آنکھ کو

هر زمینی کو قرین شد با زحل / شوره گردد کشت را نبود محل
قوت اندر فعل آید ز اتفاق / چون قران دیو با اهل نفاق
این معانی راست از چرخ نهم / بی همه طاق و طرم طاق و طرم
خلق را طاق و طرم عاریت است / امر را طاق و طرم ماهیت است
از پی طاق و طرم خواری کشند / بر امید عز در خواری خوشند
بر امید عز ده روزه خدوک / گردن خود کرده‌اند از غم چو دوک
چون نمی‌آیند اینجا که منم / کاندرین عز آفتاب روشنم
مشرق خورشید برج قیرگون / آفتاب ما ز مشرق‌ها برون
مشرق او نسبت ذرات او / نه برآمد نه فرو شد ذات او
ما که واپس ماند ذرات وییم / در دو عالم آفتاب بی فییم
باز گرد شمس میگردم عجب / هم ز فر شمس باشد این سبب
شمس باشد بر سببها مطلع / هم ازو حبل سببها منقطع
صد هزاران بار ببریدم امید / از که از شمس این شما باور کنید
تو مرا باور مکن کز آفتاب / صبر دارم من و یا ماهی ز آب
ور شوم نومید نومیدی من / عین صنع آفتاب است ای حسن
عین صنع از نفس صانع چون برد / هیچ هست از غیر هستی چون خورد
جمله هستیها ازین روضه چرند / گر براق و تازیان ور خود خرند
لیک اسپ کور کورانه چرد / می نبیند روضه را زانست رد
وانکه گردشها ازین دریا ندید / هر دم آرد رو بمحراب جدید
او ز بحر عذب آب شور خورد / تا که آب شور او را کور کرد
بحر میگوید بدست راست خور / ز آب من ای کور تا یابی بصر
هست دست راست اینجا ظن راست / کو بداند نیک و بد را کز کجاست
نیزه گردانیست ای نیزه که تو / راست میگردی گهی گاهی دوتو
ما ز عشق شمس دین بی ناخنیم / ورنه ما آن کور را بینا کنیم
هان ضیاء الحق حسام الدین تو زود / داروش کن کوری چشم حسود

٥٢

تو بیا ای کبریای تیز نعل / دافع ظلمت کش استیزه نعل

تو ہی مرکبریا اور پیر اتر / رافع ظلمت دوائے تیز تر

آنکه گر بر چشم اعمی بر زند / ظلمت صد ساله را زو بر کند

چشم نابینا پہ گر اسکو رکھے / سو برس کی ظلمت اس سے دور کرے

بلکه کوران را دوا کن ای قمر / ای نهال میوه دار افشان ثمر

کر تو سب اندھوں کی دارو اے قمر / اے درخت میوه دار و پُر ثمر

جمله کوران را دوا کن جز حسود / کز حسودی بر تو می آرد جحود

کر دوا اندھوں کی حاسد کے سوا / تجھ سے از راہ حسد منکر ہوا

مر حسودت را اگرچه آن منم / جان مده تا همچنین جان میکنم

حاسدوں کو گو اگرچہ میں بھی ہوں / جان نہ دے تا ایسے ہی جان اکی اون

آنکه او باشد حسود آفتاب / کور میگردد ز بود آفتاب

جو کوئی ہووے حسود آفتاب / ہووے اندھا وہ ز نور آفتاب

اینت درد بی دوا کورست آه / اینت افتاده ابد در قعر چاه

اندھا ہے تیرا یہ درد بے دوا / چاہ میں ڈوبا ہے تو بس ہے سدا

نفی خورشید اگر مالیست او / کے بر آید این مراد او بگو

نفی خورشید ازل چاہے جو وہ / کب مراد اسکی بر آوے اب کہو

باز آن باشد که آید نزد شاه / باز کورست آنکه او گم کرد راه

باز ہے وہ جو کہ آئے نزد شاہ / باز وہ اندھا ہے بھولا جو کہ راہ

گرفتار شدن باز میان جغدان به ویرانه

گرفتار ہونا باز کا درمیان الوؤں کے ویرانہ میں

راه را گم کرد و در ویران فتاد / باز در ویران بر جغدان فتاد

راہ بھولا اور بیابان میں پڑا / باز آگرا الوؤں میں اک جگہ

او همه نورست از نور رضا / لیک کورش کرد سرهنگ قضا

پر کیا حکم قضا نے کور اُسے / جلوہ نور رضا سے نور ہے

خاک در چشمش زد و از راه برد / در میان جغد و ویرانش سپرد

الوؤں کے ساتھ ویرانہ دیا / خاک ڈال آنکھوں میں گم رہ کر دیا

بر سر جغدانش بر سر میزنند / پر و بال نازنینش میکنند

نوچنے سب بال و پر اسکے لگے / سر پر اسکے ایسے الو سر پڑے

ولوله افتاد در جغدان که ها / باز آمد تا بگیرد جای ما

کہ ہماری باز اب لیتا ہے جا / الوؤں میں شور و غل کا پڑ گیا

چون سگان کوی پر خشم و مهیب / اندر افتادند در دلق غریب

آ پھاڑتے گدڑی مسافر کی ہر جا / جیسے کتے کوچے کے غصہ میں

باز گوید من چه در خوردم به جغد / صد چنین ویران رها کردم به جغد

ایسے سو ویرانے اکو چھوڑے دون / باز بولا الوؤں سے تنگ ہوں

من نخواهم بود اینجا میروم / سوی شاهنشاه راجع میشوم

سوئے شاہنشہ رجوع کرتا ہوں میں / میں نہیں رہتا یہاں جاتا ہوں میں

خویشتن مکشید ای جغدان که من / نه مقیمم میروم سوی وطن

بس وطن کو اور نہیں رہتا ہوں میں / مت مرو اے الو جاتا ہوں میں

این خراب آباد در چشم شماست / ورنه ما را ساعد شه باز جاست

ورنہ دست شاہ میری جا ہے / یہ خراب آباد تمہاری نگاہ ہے

جغد گفته باز حیلت میکند / تا ز خان و مان شما را بر کند

تا ہمارا خان و مان برباد ہے / بولے الو حیلہ کرتا باز ہے

خانهای ما بگیرد او به مکر / بر کند ما را به سالوسی ز وکر

اور گھر سے وہ ہمیں بے گھر کرے / گھر ہمارا مکر سے وہ چھین لے

مینماید سیر این حیلت پرست / والله از جمله حریصان بدترست

کل حریصوں سے ہے واللہ وہ بدتر / بس نہ ہمکو بتائے حیلہ گر

او خورد از حرص طین را همچو دبس / دنبه مسپارید ای یاران بخرس

ریچھ کو اے یارو مت دو دنبہ / مثل شیرہ اب کھائی مٹی حرص سے

لاف از شه میزند و ز دست شاه / تا برد او ما سلیمانان ز راه

ہم مسلمانوں کو تا گمرہ کرے / جھوٹ کہتا شاہ و دست شہ سے

کب حقیر اک مرغ جنس شاہ ہو	عقل تھوڑی سی بھی ہو تو سن نہ تو
جنس شہ یا جنس وزیر اسکے ہو	لائق لوزینہ کب لہسن وہ ہو
کرتا ہے جو کچھ حیلہ و مکر سے	بادشاہ ہے ڈھونڈھتا مجھ کو
ہے یہ مالیخولیا ناپذیر	ہے یہ دعوی احمقوں کا دام و بند
جو یقین اسپر کرے احمق ہے وہ	لائق شہ کب حقیر اک مرغ ہو
مار دے گر اُلّو اُسکے مغز پے	شاہ اُسکی کب مددگاری کرے
باز بولا میرا پر توڑے ذرا	اُلّوؤں کی جڑ اکھیڑے شہ مرا
کیا ہے اُلّو باز اگر جانے مرا	دل دکھانا یا کرے مجھپر جفا
ڈھیر کر دے شاہ اک جا پر	سیکڑوں خرمن سر باز کے
پاسبان میری حمایت اسکی ہے	جاؤں جہاں میں وہ شہ ہمراہ ہے
شاہ کے دل میں مرا ہر دم خیال	بے خیال میرے ہو شہ کو ملال
گر اڑائے مجھکو شاہ در فنون	اوج دل پر مثل پرتو کے اڑوں
چاند سورج کی طرح اڑتا ہوں میں	آسمان کا پھاڑتا پردہ ہوں میں
عقل نورانی ہے میری فکر سے	آسمان پھٹتا ہے فطرت سے مری
باز ہوں مجھپر ہما حیران ہے	بھید کیا اُلّو بیچارا پا سکے
یاد زندان شہ نے کی میرے لیے	سیکڑوں آزاد قیدی کر دیے
مجھکو دمساز اُلّوؤں کا جو کیا	باز دم سے میرے اُلّو کو کیا
اے خوشا اُلّو جو میری پرواز سے	بھید پایا خوش نصیبی سے مری
مجھسے مل جاؤ کہ تا تم باز ہو	گرچہ اُلّو ہو مگر شہباز ہو
ایسے شہ کا جو کوئی ہووے حبیب	جس جگہ جاوے تو کیوں ہووے غریب
جس کسی کے درد کی شہ ہو دوا	مثل نے گر چیخے کب ہو بے نوا
ملک کا مالک ہوں میں بے طبل	طبل باز اک ہوں بجاتا شاہ ہے
طبل باز اپنی ندائے ارجعی	حق گواہ میرا خلاف مدعی
میں نہ جنس شہ ہوں اس سے دور ہوں	نور اُس سے پر تجلی میں رکھوں
جنسیت رکھے نہیں ہے شکل و ذات	جنس آب خاک رکھے با نبات

خود چه جنس شاه باشد مرغکی	مشنوش گر عقل داری اندکی
جنس شاه است او و یا جنس وزیر	هیچ باشد لایق لوزینه سیر
آنچه میگوید ز مکر و فعل و فن	هست سلطان با حشم جویای من
اینت مالیخولیای ناپذیر	اینت لاف خام و دام گول‌گیر
هر که این باور کند از ابلهی است	مرغک لاغر چه درخورد شهی است
کمترین جغد ار زند بر مغز او	مر ورا یاری گری از شاه کو
گفت باز ار یک پر من بشکند	بیخ جغدستان شهنشه بر کند
جغد خود چه بود اگر بازی مرا	دل برنجاند کند با من جفا
شه کند توده بهر شیب و فراز	صد هزاران خرمن از سرهای باز
پاسبان من عنایات ویست	هر کجا که من روم شه در پیست
در دل سلطان خیال من مقیم	بی خیال من دل سلطان سقیم
چون بپراند مرا شه در روش	می‌پرم بر اوج دل چون پرتوش
همچو ماه و آفتابی می‌پرم	پرده‌های آسمانها می‌درم
روشنی عقلها از فکرتم	انفطار آسمان از فطرتم
بازم و در من شود حیران هما	جغد که بود تا بداند سر ما
شه برای من ز زندان یاد کرد	صد هزاران بسته را آزاد کرد
یک دمم با جغدها دمساز کرد	از دم من جغدها را باز کرد
ای خنک جغدی که در پرواز من	فهم کرد از نیکبختی راز من
در من آویزید تا نازان شوید	گرچه جغدانید شهبازان شوید
آنکه باشد با چنان شاهی حبیب	هر کجا افتد چرا باشد غریب
هر که باشد شاه دردش را دوا	گر چو نی نالد نباشد بی‌نوا
مالک الملکم نیم من طبل‌خوار	طبل بازم می‌زند شاه از کنار
طبل باز من ندای ارجعی	حق گواه من برغم مدعی
من نیم جنس شهنشه دور از او	لیک دارم در تجلی نور از او
نیست جنسیت ز روی شکل و ذات	آب جنس خاک آمد در نبات

جنس نار آتش کی گھٹتی ہے قوام	طبع میں جیسا کہ ہے آتش مدام	با ز جنس آتش آرد در قوام	طبع را جنس است آتش بالتمام
جنس میری جو نہیں ذی جنس شاہ	ری خودی میری خودی کی ہی بنا	جنس ما چون نیست جنس شاه ما	مای ما شد بهر مای او فنا
سو خودی میری گئی اسکی رہی	خاک پائے اسپ ہوں اسکی ابھی	چون فنا شد مای ما او ماند فرد	پیش پای اسپ او گردم چو گرد
خاک ہو کی جان اور نشانی ہے	خاک پر اُسکا نشان پائے	خاک شد جان و نشانیهای او	هست بر خاکش نشان پای او
خاک پا ہو اس نشان کیواسطے	تاج سر گردن کشوں کا تا بنی	خاک پای شو برای این نشان	تا شوی تاج سر گردن کشان
تا نہ فریب دے تمکو میری شکل	نقل تو کھا اور جب تک میں نقل	تا که نفریبد شما را شکل من	نقل من نوشید پیش از نقل من
خلق کو صورت نے بس رہ کھو دیا	حق کو مارا قصد صورت جو کیا	ای بسا کس را که صورت راه زد	قصد صورت کرد و بر الله زد
جان آخر کو بدن سے ہے ملی	جان کب تن کی ہے مانند اے اخی	آخر این جان با بدن پیوسته است	هیچ این جان با بدن مانسته است
نور آنکھوں کا ہے چربی میں ملا	نور دل اک قطرہ خوں میں چھپا	تاب نور چشم با پیه است جفت	نور دل در قطره خونی نهفت
شادی گردہ میں جگر میں غم رہے	مغز سر میں عقل جوں شمع کی	شادی اندر گرده و غم در جگر	عقل چون شمعی درون مغز سر
ناک میں خوشبو زبان میں نطق ہے	غس میں جہل اور شجاعت ہے بھی	رایحه در انف و منطق در لسان	لهو در نفس و شجاعت در جنان
یہ تعلق کیسے چون و کیف ہیں	عقل بس عاجز ہے اس ادراک میں	این تعلقها نه بی کیف است و چون	عقلها در دانش چونی زبون
جان کل جو جان جز سے مل گئی	عقل نے گوہر لیا اُس سے اخی	جان کل با جان جزو آسیب کرد	حامله شد از مسیح دلفریب
نے مسیح وہ جو خشک و تر ہے	وہ مسیحا جو مساحت نہ رکھے	آن مسیحی نه که بر خشک و تر است	آن مسیحی کز مساحت برتر است
جان جان سے حاملہ جو ہووے جان	ایسی جان سے حاملہ ہووے جہان	پس ز جان جان چو حامل گشت جان	از چنین جانی شود حامل جهان
ہو جہان سے دوسرا پیدا جہان	یہ حشر اسی کرے محشر عیان	پس جهان زاید جهانی دیگری	این حشر را وانماید محشری
گر قیامت تک کہوں اور میں گنوں	اس قیامت کا بیان کب کر سکوں	تا قیامت گر بگویم بشمرم	من ز شرح این قیامت قاصرم
یہ سخن معنی میں خود فریاد ہی	حرف ہی دام لب شیرین کے	این سخنهای خود بمعنی یاربیست	حرفها دام دم شیرین لبیست
کب کرے تقصیر اور کب رہ سکے	جو سنے لبیک وہ فریاد سے	چون کند تقصیر پس چون تن زند	چونکه لبیکش ز یا رب میرسد
ہے یہ وہ لبیک نہ سن سکے پر	سر سے پاؤں تک لیکن چکھ سکیں	هست لبیکی که نتوانی شنید	لیک سر تا پای بتوانی چشید
اک مثل کہتا ہوں تا پا ہے بیا	ایسی تو لبیک سے پائے مزا	یک مثل آور درست تا پی بری	و ز چنین لبیک پنهان خبری

ڈھیلا پھینکنا اُس پیاسے کا دیوار سے آب نہر میں — کلوخ انداختن آن تشنه از سر دیوار در جوی آب

نہر پر تھی ایک دیوار بلند	اسکے سر پر ایک تشنہ دردمند	بر لب جو بود دیوار بلند	بر سر دیوار تشنه دردمند
ایک مستسقی پیاسا اور زار	مست عاشق تھا غریب و بیقرار	تشنه مستسقی زار و نزار	عاشق مست غریبی بیقرار

مانعش از آب آن دیوار بود — از پی آب او چو ماهی زار بود
اسکی ہان تو آب سے دیوار تھی — مثل ماہی جان تھی تشنہ آب کی

شد حجاب آب آن دیوار او — بر فلک میشد فغان زار او
جو ہوئی دیوار پردہ آب کی — اُسکی زاری آسمانون پر گئی

ناگهان انداخت او خشتی در آب — بانگ آب آمد بگوشش چون خطاب
ناگہان اک اینٹ پھینکی تا بآب — بانگ آب آئی اُسکو جون خطاب

چون خطاب یار شیرین لذیذ — مست کرد آن بانگ آبش چون نبیذ
جون خطاب یار کہ شیرین ہو — کر دیا مست اُس صدا نے جون شراب

از سماع بانگ آب آن ممتحن — گشت خشت انداز زانجا خشت کن
بس صدائے آب سنکر وہ جوان — پھینکتا تھا اینٹ پانی مین روان

آب میزد بانگ یعنی هی ترا — فایده چه زین زدن خشتی مرا
آب کہتا تھا کہ افسوس اب تجھے — فائدہ کیا اینٹ جو مارے مجھے

تشنه گفت آبا مرا دو فایده است — من ازین صنعت ندارم هیچ دست
بولا تشنہ مجکو مین دو فائدے — اور نہ اس صنعت سے قدرت مجھے

فایده اول سماع بانگ آب — کو بود مر تشنگان را چون رباب
فائدہ اول ہو سننا بانگ آب — کہ پیاسونکو وہ ہووے جون رباب

بانگ او چون بانگ اسرافیل شد — مرده را زین زندگی تحویل شد
بانگ اسکی بانگ اسرافیل ہے — زندگی مردون کی جو اس سے ملے

یا چو بانگ رعد ایام بهار — باغ می یابد ازو چندین نگار
یا صدائے رعد کے مانند ہے — جو کہ گلشن کو تر و تازہ کرے

یا چو بر درویش هنگام زکات — یا چو بر محبوس پیغام نجات
یا گدا کو ہے بوقت زکات — یا ہے قیدی کو وہ پیغام نجات

چون دم رحمن بود کان از یمن — میرسد سوی محمد بی دهن
یا دم رحمن یمن کے ملک سے — بے دہن سوئے محمد آگئی ہے

یا چو بوی احمد مرسل بود — کان بعاصی در شفاعت میرسد
یا مثال اُس بوئے احمد کی ہے وہ — عاصیونکو جو شفاعت مین ملے

یا چو بوی یوسف خوب لطیف — میزند بر جان یعقوب نحیف
یا مثال بوئے یوسف ہے صدا — کہ کرے یعقوب کی جان کی دوا

یا نسیم روضهٔ دار السلام — سوی عاصی میرسد بی انتقام
یا نسیم روضہ رضوان ہے — عاصیونکو بے سزا کے جو ملے

یا سوی مس میرسد از کیمیا — میرسد پیغام کای آبله
یا ہے تانبے کے لیے وہ کیمیا — کہ بلاتی ہے وہ نادان کو کر آ

یا ز لیلی بشنود مجنون کلام — یا فرستد ویس رامی را پیام
یا کہ لیلی سے سنے مجنون کلام — یا کہ بھیجے ویس رامی کو پیام

فایده دیگر که هر خشتی کزین — بر کنم آیم سوی ماء معین
فائدہ ثانی کہ ہر اک اینٹ کو — کھود ڈالون تا کہ ماء معین سے قرب ہو

کز کمی خشت دیوار بلند — پست تر گردد بهر دفعه که کند
اینٹ کا گھٹنا بلند دیوار سے — نیچا کرے جسقدر کھودوان

پستی دیوار قربی میشود — فصل او درمان وصلی میشود
قربیت رکھنے کی دیوار کی — نقل اُسکی وصل کی باعث ہو

سجده آمد کندن خشت لزب — موجب قربی که واسجد واقترب
اینٹ کے گھٹنے کو سجدہ جان لے — کیونکہ واسجد واقترب سے قرب ہے

تا که این دیوار عالی گردن است — مانع این سر فرود آوردن است
جب تلک یہ سر بلند دیوار ہے — سر جھکانے کے لیے مانع رہے

سجده نتوان کرد بر آب حیات — تا نیابم زین تن خاکی نجات
آب حیوان پر نہ سجدہ کر سکے — جب تلک اس خاک تن سے نہ چھٹی

بر سر دیوار هر کو تشنه تر — زودتر بر میکند خشت و مدر
جو بہت تشنہ ہو اس دیوار سے — اینٹ کھودے جلد اس دیوار سے

هر که عاشق تر بود بر بانگ آب — او کلوخ زفت تر کند از حجاب
جو ہو عاشق تر صدائے آب سے — ڈھیلے پھینکے وہ بڑی دیوار سے

او ز بانگ آب پر می تا عنق | نشنود بیگانه جز بانگ ملق
او خنک آن را که او ایام پیش | مغتنم دارد گزارد وام خویش
اندر آن ایامکش قدرت بود | صحت و زور دل و قوت بود
وان جوانی همچو باغ سبز و تر | می رساند بی دریغی بار و بر
چشمهای قوت و شهوت روان | سبز می گردد زمین تن بدان
خانهٔ معمور و سقفش بس بلند | معتدل ارکان و بی تخلیط بند
نور چشم و قوت ابدان بجا | بستر محکم خانه روشن پر صفا
هین غنیمت دان جوانی ای پسر | سر فرو دار و بکن خشت و در
پیش از آن کایام پیری در رسد | گردنت بندد بحبل من مسد
خاک شوره گردد و ریزان و سست | هرگز از شوره نبات خوش نرست
آب زور و آب شهوت منقطع | او ز خویش و دیگران نامنتفع
ابروان چون پاردم زیر آمده | چشم را نم آمده تاری شده
از تشنج رو چو پشت سوسمار | رفته نطق و طعم و دندانها ز کار
پشت دوتا گشته دل سست و طپان | تن ضعیف و دست و پا چون ریسمان
بر سر ره زاد کم مرکوب سست | غم قوی و دل تنگ تن نادرست
خانه ویران کار بی سامان شده | دل ز افغان همچو نی نالان شده
عمر ضایع سعی باطل راه دور | نفس کاهل دل سیه جان ناصبور
موی بر سر همچو برف از بیم مرگ | جمله اعضا لرزان همچو برگ
روز بیگه لاشه لنگ و ره دراز | کارگه ویران عمل رفته ز ساز
بیخهای خوی بد محکم شده | قوت برکندن آن کم شده
همچو آن شخص درشت خوش سخن | در میان ره نشانده خاربن

وہ بانگ آب سے پر ہے گلہ تک | اسے سنتے بیگانہ جز بانگ زہر
وہ بہت اچھا کہ زیادہ عمر ہے | اور تلافی کرتا ہے مافات سے
اُن دنوں میں اسکو بس قدرت ہے | صحت و زور دل و قوت بھی ہے
وہ جوانی مثل باغ سبز و تر | بے تامل اسمیں آتا بار و بر
قوت و شہوت کے ہوں چشمے رواں | اور زمین تن ہو سبز اس سے عیاں
خانہ آباد اور زمین ہووے بلند | اعتدال عنصر درست ہوں بند
نور چشم اور قوت تن ہو بجا | گھر ہو محکم اور روشن اور صفا
اس جوانی کو غنیمت جان لے | سر جھکا کھود اینٹ اس دیوار سے
اس سے اب پہلے کہ بڑھاپا ہو چلے | اور بندھے گردن بحبل من مسد
خاک ہو شورہ گرد اور بھربھرے | کب زمین شور میں سبزہ اُگے
زور و شہوت کا ہو پانی منقطع | نہ خویش و بیگانہ سے ہو کچھ نفع
مثل دمچی کے جھک جائیں بھوین | اور آنکھیں دھندلی ہوں نمگین
جھریاں منھ پر پڑیں جو سوسمار | نطق دکھا داد دانت نہ آوین کار
پیٹھ ٹیڑھی سست دل لرزان | ست دست و پا ہوں ضعف سے مثل رسن
زاد رہ کم اور سواری ہو سست | غم قوی دل تنگ تن ہو نادرست
خانہ ویران کام بے سامان ہوا | دل فغان سے مثل نی نالان ہوا
عمر گذری سعی باطل راہ دور | نفس سست و دل سیہ جان ناصبور
بال سر کے موت سے برف ہو گئے | کانپتے اعضا ہیں مثل برگ کے
لاشہ لنگڑا دن گیا منزل ہے دور | کارگہ ویران عمل رنگین قصور
بیخ بدخو کی محکم ہو گئی | طاقت اُسکے کھودنے کی نے رہی
مثل اس جو شخص کے جو تھا دلپسند | راہ میں بویا تھا کانٹوں کا درخت

حکایت

رهگذریانش ملامت گر شدند | بس بگفتندش بکن این را نکند
هر دمی آن خاربن افزون شدی | پای خلق از زخم او پر خون شدی
جامه‌ها خلق بدریدی ز خار | پای درویشان بخستی زار زار

حکایت

راہ گیر اسکو ملامت گر ہوئے | کہ اُکھیڑ اور نہ اکھیڑے تھا آپ
ہر گھڑی بڑھتا وہ کانٹوں کا درخت | پاؤں زخمی ایسے رکھتے نکہت
پھٹتے کپڑے تھے کانٹوں سے خلق کے | پاؤں زخمی ہوتے تھے درویشوں کے

ہوئی حاکم کو خبر اس بات کی — آگہی اسکی ہوئی آفات سے
سخت حاکم نے کہا اسکو اکھیڑ — بولا بہتر ایکدن اکھیڑ دون یہ پیڑ
ایک مدت کل کا جو وعدہ کیا — اور درخت ازبسکہ محکم ہوگیا
بولا حاکم اس سے اے وعدہ خلاف — آگے آ پیچھے نہ ہٹ مت کر تو لاف

بولا الایام یا عم بیننا — بولا عجل لاتماطل دیننا

تو جو کہتا ہے کہ کل یہ جان لے — جو کہ کل آوے تو وہ بھی کل سکے
وہ درخت ہوتا ہے اب ہر دم جوان — کھودنے والا ہو بوڑھا ہر زمان
وہ درخت خار قوت میں بڑھے — کھودنے والا ضعیفی سے گھٹے
ہو درخت خار ہر دم سبز تر — کھودنے والا ہو ہر دم خشک تر
وہ جوان تر ہووے اور بوڑھا تو — کر تو جلدی اور نہ کھو تو عمر کو
ہے درخت خار تیری خوے بد — بارہا پاؤں میں چبھے کر تو جہد
فعل بد سے بارہا نادم ہوا — اور ندامت تو نے کھینچی بارہا
دوسروں کے زخم ہونے سے اگر — کہ یہ بدخلقی کا تیرے ہے ثمر
تو ہے غافل پر نہ اپنے زخم سے — تو عذاب اپنا و بیگانہ کا ہے
لے تبر مردانہ اسپر ہاتھ چھوڑ — چون علی تو اس در خیبر کو توڑ
ورنہ اب مانند صدیق و عمر — دو مردونکا طریق حاصل تو کر
یا تو گلبن سے ملا اس خار کو — نار سے کر وصل نور یار کو
نور اسکا مارے تیرے نار کو — وصل گلبن کردے تیرے خار کو
وہ ہے مومن تو مثال دوزخی — آگ بجھ جاتی ہے مومن سے اخی
مصطفیٰ کا قول ہے دوزخ کرے — ڈر سے مومن کے خوشامد جان لے
کہتی ہے جلدی نکل تو مجھ سے شاہ — نار میری نور کرتا ہے تباہ
نار بجھتی نور سے مومن کے ہے — کیونکہ ضد کو دفع جانو ضد کرے
حشر کو ضد نار کی ہو جاے نور — قہر سے وہ فضل سے اسکا ظہور
گر تو چاہے دفع شد نار ہو — آب رحمت دل میں آتش کے رکھو
آب رحمت کے ہیں چشمے مومنان — آب حیوان روح پاک محسنان

چونکہ حاکم را خبر شد زین حدیث — یافت آگاهی ز فعل آن خبیث
چون بجد حاکم بدو گفت این بکن — گفت آری بر کنم روزیش من
مدتی فردا و فردا وعده داد — شد درخت خار او محکم نهاد
گفت روزی حاکمش ای وعده کژ — پیش آ در کار ما واپس مغژ

گفت الایام یا عم بیننا — گفت عجل لاتماطل دیننا

تو که میگویی که فردا این بدان — که بهر روزی که می آید زمان
آن درختی بد جوانتر می شود — وین کننده پیر و مضطر میشود
خاربن در قوت و برخاستن — خارکن در پیری و در کاستن
خاربن هر روز و هر دم سبز و تر — خارکن هر روز زار و خشک تر
او جوانتر میشود تو پیرتر — زود باش و روزگار خود مبر
خاربن دان هر یکی خوی بدت — بارها در پای خار آخر زدت
بارها از فعل بد نادم شدی — بر سر راه ندامت آمدی
گر ز خسته گشتن دیگر کسان — کز خلق زشت تو هست آن کسان
غافلی باری ز زخم خود نهٔ — تو عذاب خویش و هر بیگانهٔ
یا تبر برگیر و مردانه بزن — تو علی وار این در خیبر بکن
ورنه چون صدیق و فاروق — این طریق دیگران را برگزین
یا بگلبن وصل کن این خار را — وصل کن با نار نور یار را
تا که نور او کشد نار ترا — وصل او گلبن کند خار ترا
تو مثال دوزخی او مومن است — کشتن آتش بمومن ممکن است
مصطفی فرمود از گفت جحیم — کو بمومن لابه گر گردد ز بیم
گویدش بگذر ز من ای شاه زود — هین که نورت سوز نارم را ربود
پس هلاک نار نور مومن است — زانکه بی ضد دفع ضد لایمکن است
نار ضد نور باشد روز عدل — کان ز قهر انگیخته شد وین ز فضل
گر همی خواهی تو دفع شر نار — آب رحمت بر دل آتش گمار
چشمهٔ آن آب رحمت مومن است — آب حیوان روح پاک محسن است

بھاگتا اُسسے جو تیرا نفس ہے | کیونکہ وہ آتش ہی وہ ہی آب ہے
آب سے بھاگے ہی آتش اسلیے | کہ زبو ہوتی ہی آتش آب سے
تیری حس وفکر پیدا نار سے | حس نگر شیخ نور یار سے
نوربانی پڑے جو نار پے | چیچ واہٹ نار سے اُسدم اُٹھے
جو کرے چر چر تو جانو موت ورد | تا کہ ہو وی نفس دوزخ تیرا سرد
تا گلستان کو نہ وہ تیرے جلاوے | عدل و احسان تیرا یستی مین لاوے
اک شرر اُس سے ہزارون گلستان | جسکے باقی نام رہوے نے نشان
تا گلستان کو نہ وہ تیری جلاوے | عدل و احسان تیرا یستی مین لاوے
پھیر پھرون پوشیدہ راہ راست سے | پھیرئیے خواجہ مری کان راہ ہے
ہم اسی تقریر مین اب ہین پڑے | رہ گرھا لنگڑا او منزل دور ہے
بوجھ تیرا بھاری اور رہ مین پڑا | پیٹر بھاست چلی ورچل تو سیہ مین
ساٹھوان سال آ گیا ہی تیرا شب | راہ دریا کر تا بکی سے
تھا وہ جاہل جو کہ دریا مین گیا | جال سی ادر سوز بیابان ہی کیا
جو ہوا سو فت اور رزمست گئی | مردہ ہو دریا مین جا تو ای اخی
ورنہ تجکو بس کڑھائی میں تلے | واسطے اسے کوئی ایسا کرے
مال تینون کھلی اور راس نہر کا | اعتبار اپنے کے خاطریان کہا

فی تنبیہ ثم اعتبر ثم انتصب واستعن باللہ ثم اجہد نصب

سال گذرا وقت کھیتی کا نہین | رو سیاہی کے سوا پایا نہین
نخل تن کی جڑ مین جو کیڑا لگا | چاہیے تو کھود اسکو اور جلا
ہو خبردار ای مسافر دن گیا | آفتاب عمر اب چھپنے لگا
جلد یہ دو دن کہ تجکو زور ہے | کرلے کوشش ہمین اب تو جو دے
بیج تھوڑا سا ترا ہے اسکو بو | تا کہ آخر دیکھے برگ و بار کو
تا نہ گل ہو وی چراغ اسے ترا | تیل دینی اسکی تو جلدی سے لا
مت کہو کل ہی سب کل گذری گئی | تا نہ کل گذرین یہ کھیتی کے دن

اندراس معنی کے کہ تاخیر مین آفت ہے

نیس گریزان ست نفس تا ز رو | زانکہ تو از آتشی او از آب چو
ز آب آتش زان گریزان میشود | کاتشش از آب ویران میشود
حس فکر تو همه از آتش ست | حس شیخ و فکر او نور خوش ست
آب نور او چو بر آتش چکد | چک چک از آتش بر آید بر جهد
چون کند چکچک تو گویش مرگ و درد | تا شود این دوزخ نفس تو سرد
تا نسوزد او گلستان ترا | تا نسوزد عدل و احسان ترا
یک شرار از وی هزاران گلستان | از کسی نی نام ماند نی نشان
تا نسوزد او گلستان ترا | لاله و نسرین و سوسن بردهد
زانچه پنهان میرویم اندر راه راست | باز گرد ای خواجه راه ما کجاست
اندر آن تقریر بودیم ای غیور | کر خرت لنگ ست منزل دور دور
بار تو باشد گران در راه چاه | کج مرو در زیست اندر شاهراه
سال شصت آمد که بر شست کشند | راه دریا گیر تا بابل رسند
آنکه جاهل بود دریا رسید | شد فلاسی زدام و از آتش رهید
چونکه بیگه گشت و آن زیست گذشت | مرده گرد و سوی دریا باز گشت
ور نه در تابه شوی بریان بسی | همچنین رخود کند هرگز کسی
حال آن سه ماهی و آن جوی باز | گفته شد اینجا برای اعتبار

فی تنبیه ثم اعتبر ثم انتصب واستعن بالله ثم اجهد نصب

سال بیگه گشت وقت کشت نی | جز سیه رویی و فعل زشت نی
کرم در بیخ درخت تن فتاد | بایدش بر کند و در آتش نهاد
هین و هین ای راه رو بیگاه شد | آفتاب عمر سوی چاه شد
این دو روزک را که زورت هست زود | پیر افشانی بکن از راه جود
این قدر تخمی که ماندستت بکار | تا بروید زین دو دم عمر دراز
تا نمردست این چراغ با گهر | هین فتیلش ساز و روغن زودتر
هین مگو فردا که فرداها گذشت | تا بکلی نگذرد ایام کشت

در معنی فی التاخیر آفات

۵۹

سن نصیحت تن بڑی اک قید ہے / چھوڑ کہنہ تو کی گر اسباب ہے

زر کی مٹھی کھول کر بند لب کر تو / کر سخا اور چھوڑ تن کے بخل کو

ترک لذت اور شہوت ہی سخا / ڈوبا جو شہوت میں وہ پھر کب بچا

سرو جنت کی سخا اک شاخ ہی / اسپہ ہی افسوس چھوڑی ہاتھ سے

ہی رسن مضبوط یہ ترک ہوا / شاخ جان کو کھینچے یہ سوے سما

تو ہی یوسف یہ جہان ہی مثل چاہ / اور رسن ہے صبر بالحکم اله

تو پکڑ یوسف رسن کو ہاتھ سے / وقت جاتا ہی تو غافل مت ہے

حمد لله ہے رسن لٹکا ہے / فضل و رحمت کو بہم دکھلا دیا ہے

یہ پکڑ رسی نکل اس چاہ سے / بارگاہ شاہ تا تجھکو دکھے

تا کہ دیکھے جان کا عالم نیا / ایسا عالم جو ہو ظاہر اور چھپا

یہ جہان نیست مثل ہست ہی / وہ جہان ہست پوشیدہ ہے

ہی ہوا پر خاک اور بازی کرے / کجروی اور پردہ سازی اس سے

خاک جون آلہ بدست باد ہے / مرتبہ عالی ہوا کا اسلئے

خاک کو جو دیدہ دیکھے خاک ہے / جو ہوا کو دیکھے دیدہ پاک ہے

یہ جو کرتا کام تو ہے پوست ہے / جو ہی پوشیدہ وہ مغز و دوست ہی

جانتا گھوڑے کو گھوڑا جو ہی یار / جانتا اسوار ہے حال سوار

چشم حس گھوڑا ہی نور حق سوار / بے سوار اب گھوڑا کب آوے بکار

خوے بد سے اسپ کو تعلیم کر / ورنہ شہ اسکو کرے بس دور تر

چشم اسپ ہو چشم شہ سے رہنما / چشم مضطر اسکی ہو بے چشم شاہ

چشم اسپان جز چراگاہ و گیاہ / جائے جس جا چاہے وہ بغیر جا

نور حق کا نور حس پر ہو سوار / اسکے تئیں جان حق کی ہو رغبت دیار

اسپ بے اسوار کے کیا جانے راہ / چاہیئے شہ تاکہ جانے شاہراہ

حس کی جانب جا ہے نور اسپر سوار / حس کا ہے وہ نور صاحب ربار

نور حق سے نور حس زینت رکھیں / معنے نور علی نور اسکے ہیں

تاکہ لیجاوے تجھے شاخ سخا / کھینچکر تا اصل اسکے اہل صفا

پند من بشنو که تن بند قویست / کهنه بیرون کن گرت میل نویست

لب ببند و کف پر زر بر گشا / بخل تن بگذار پیش آور سخا

ترک لذتها و شهوتها سخاست / هر که در شهوت فرو شد برنخاست

این سخا شاخیست از سرو بهشت / وای او کز کف چنین شاخی بهشت

عروة الوثقی ست این ترک هوا / برکشد این شاخ جان را بر سما

یوسف حسنی و این عالم چو چاه / وین رسن صبرست بر امر اله

یوسفا آمد رسن در زن دو دست / از رسن غافل مشو بیگه شدست

حمد لله کین رسن آویختند / فضل و رحمت را بهم آمیختند

در رسن زن دست و بیرون آی زود / تا ببینی بارگاه پادشاه

تا ببینی عالم جان جدید / عالم بس آشکار و ناپدید

این جهان نیست چون هستان شده / وان جهان هست بس پنهان شده

خاک بر بادست و بازی میکند / کژنمایی پرده سازی میکند

خاک همچون آلتی در دست باد / باد را دان عالی و عالی نژاد

چشم خاکی را بخاک افتد نظر / باد بین چشمی بود نوع دگر

اینکه بر کارست و بیکارست پوست / وانکه پنهانست مغز و اصل اوست

اسپ را اسپ است کو هست یار / هم سواری داند احوال سوار

چشم حس اسپست و نور حق سوار / بی سواره اسپ خود ناید بکار

پس ادب کن اسپ را از خوی بد / ورنه پیش شاه باشد اسپ رد

چشم اسپ از چشم شه رهبر بود / چشم او بی چشم شه مضطر بود

چشم اسپان جز گیاه و جز چرا / هر کجا خوانی بگوید نه چرا

نور حق بر نور حس راکب شود / آنگهی جان سوی حق راغب شود

اسپ بی راکب چه داند رسم راه / شاه باید تا بداند شاهراه

سوی حسی رو که نورش راکبست / حس را آن نور نیکو صاحبست

نور حس را نور حق تزیین بود / معنی نور علی نور این بود

تا برد شاخ سخا ای خوب کیش / مر ترا بالا کشان تا اصل خویش

٦٠

نور حس کھینچے سوئے تحت الثرا | نور حق لیجائے سب سے ملا
کیونکہ ہی محسوس عالم ہین تر | نور حق دریا و حس شبنم ہے تر
پر سوار اسپر کچھ ظاہر دکھے | بس سوا آثار اور گفتار کے
نور حسی ہی مکدر اور گران | ہی سیاہی مین وہ آنکھونکی نہان
جو نہ دیکھے نور حس کو آنکھ سے | نور مطلق آنکھ سے کیونکر دکھے
نور حس کہ ہی غلیظ اور نہان | نور جو ہو صاف ہو کیونکر عیان
یہ جہان جون خس بدست باد کے | اور عاجز غیب کی ہو وادے
گاہ دریا گاہ بر کو لے چلے | گاہ خشک و گاہ تر اسکو کرے
ہاتھ پوشیدہ قلم چلتا دکھے | گھوڑا بڑا دوڑے نہ سوار اسکا دکھے
گہ بلند اسکو کرے اور گاہ پست | گہ درست اسکو کرے اور گہ شکست
گاہ داہنے گاہ بائین لیچلے | گہ گلستان گاہ خارستان کرے
گاہ دلسے گاہ بائین لیچلے | جان ظاہر اور نہان ہے جان جان
تیر کو مت توڑ یہ ہے تیر شاہ | ہی قدر انداز نے رکھا ہے راہ
مارمیت اور رمیت حق کہے | کار حق کل کام پر سبقت رکھے
توڑ غصہ کو نہ توڑ اس تیر کو | چشم غصہ خون دکھائے شیر کو
تیر لیجا پاس تو اس شاہ کے | تیر خون آلودہ اپنے خون سے
جو ہی ظاہر عاجز و ناچار ہے | جو ہی مخفی سرکش و جبار ہے
ہم شکار ایسے دوم اپنا کہان | گیند ہین ڈنڈے کے اور ڈنڈا کہان
سیوے پھاڑے ہی ایسا درزی کہان | اور جلاوے پھونکے آتش گر کہان
دم مین وہ کافر کرے صدیق کو | دم وہ زاہد کرے زندیق کو
اسلیے مخلص خطر مین ہو مدام | جب تلک خالص نہ خود سے ہو تمام
کیونکہ کثرت سے ہین رہزن راہ مین | امن مین جو حق کی آئین وہ پھیرے
آئینہ خالص نہ ہو مخلص ہے وہ | خود پھنسا ہے جو نہ پکڑا مرغ کو
جو ہوا مخلص وہ زندان سے چھٹا | امن پائی اور وہ غالب ہوا
کوئی آئینہ نہ پھر آہن ہوا | کوئی گندم پھر نہ روٹی سے بنا

نور حسی میکشد سوی ثری | نور حقش می برد سوی علا
زانکه محسوسات دون تر عالمی است | نور حق دریا و حس چون شبنمی است
لیک پیدا نیست این راکب برو | جز بآثار و بگفتار نکو
نور حسی کو غلیظ است و گران | هست پنهان در سواد دیدگان
چونکه نور حس نمی بینی ز چشم | چون نه بینی نور آن دینی بچشم
نور حس با این غلیظی مختفی است | چون خفی نبود ضیائی کان صفی است
این جهان چون خس بدست باد غیب | عاجزی پیش گرفت داد غیب
گه بجوش می برد گاهیش بر | گاه خشکش میکند گاهیش تر
دست پنهان و قلم بین خط گزار | اسپ در جولان و ناپیدا سوار
گه بلندش میکند گاهیش پست | گه بلندش میکند گاهی شکست
گه یمینش می برد گاهی یسار | گه گلستانش کند گاهیش خار
تیر پران بین و ناپیدا کمان | جانها پیدا و پنهان جان جان
تیر را مشکن که این تیر شهی است | نیست پرتابی ز شست آگهی است
ما رمیت اذ رمیت گفت حق | کار حق بر کارها دارد سبق
خشم خود بشکن تو مشکن تیر را | چشم خشمت خون شمارد شیر را
بوسه ده بر تیر و پیش شاه بر | تیر خون آلوده از خون تو تر
آنچه پیدا عاجز و بسته و زبون | وانچه ناپیدا چنین تند و حرون
ما شکاریم اینچنین دامی کراست | گوی چوگانیم چوگانی کجاست
می درد می دوزد این خیاط کو | می دمد می سوزد این نفاط کو
ساعتی کافر کند صدیق را | ساعتی زاهد کند زندیق را
زانکه مخلص در خطر باشد مدام | تا ز خود خالص نگردد او تمام
زانکه در راه است و رهزن بی حد است | آن رهد کو در امان ایزد است
آینه خالص نگشت او مخلص است | مرغ را نگرفته است و مقنص است
چونکه مخلص گشت مخلص باز رست | در مقام امن رفت و برد دست
هیچ آیینه دگر آهن نشد | هیچ نانی گندم خرمن نشد

کوئی بھی انگور پھر غورہ نہ ہوا | میوہ پکا پھر نہ کچا ہوا
پختہ ہو کر تغیر سے دور ہو | مثل برہان محقق تو نور ہو
جب خودی سے چھٹا برہان ہے | جو کہے بندہ ہوں میں سلطان ہے
گر عیاں چاہے صلاح الدین ہے | آنکھ کو بینا کرے روشن دو دل
چشم و پیشانی سے اسکے فقر کو | آنکھ نے دیکھا جو رکھے نور کو
شیخ بے آلہ ہے فاعل مثل حق | دے مریدوں کو وہ بے قال کے سبق
ہاتھ میں جوں موم دل نرم اسکے ہاں | گاہ وہ ننگ کردے گاہ نام دے
حاکی انگشتری ہے مہر موم | کسکا ہے نقش نگین حاکی تو سمجھ
حاکی اندیشہ اس زرگر کا ہے | حلقۂ زنجیر ہیں باہم ملے
کوہ دل میں گونج کیسی بانگ کی | بانگ سے گہ پر ہے گاہی خالی ہو
وہ حکیم استاد ہے جس جا ہے ہو | کوہ دل خالی نہ ہو اس بانگ سے
بعض کہ ہے کہ دوہری آواز دے | بعض کہ کہ دے ہے سو آواز دو
کوہ جاری کرتا اس آواز سے | سیکڑوں چشمے وہ شیریں آب کے
لطف اس کہ سے جب ہوتا برون | آب ان چشموں کا ہو جاتا ہے خون
کیونکہ شاہنشہ ہمایوں نعل تھا | اسلیے کل طور سینا لال تھا
عقل اور جان پاگئے اجزائے کوہ | ہم ہیں کمتر کوہ سے بھی اے گروہ
نے ہوا ہے جان سے اک چشمہ رواں | نے بدن ہوتا ہے سبز و شادمان
نے صدائے بانگ مشتاقی رکھے | نے صفائی جرعہ ساقی رکھے
وہ کہاں حمیت کدال و تیشہ سے | کھود ڈالوں کوہ کو اس تیشہ سے
ہے یقین اجزا پہ چمکے اسکے ماہ | ہے یقین خورشید پائے اس میں راہ
جوں قیامت کوہ کو پارہ کرے | کب قیامت یہ کرم ہرگز رکھے
یہ قیامت کم نہ اس محشر سے ہے | وہ قیامت زخم یہ مرہم رکھے
جسنے مرہم دیکھا چھوٹا زخم سے | حسن جس بد کو دکھے محسن بنے
خوش ہے وہ بد رو کہ خوش رو ہے حریف | حیف وہ گل رو کہ ہو جفت خریف
نان مردہ جب حریف جاں بنے | زندہ ہو اور عین جان وہ نان بنے

هیچ انگوری دگر غوره نشد | هیچ میوه پخته باکوره نشد
پخته گرد و از تغیر دور شو | رو چو برهان محقق نور شو
چون ز خود رستی همه برهان شدی | چونکه گفتی بنده ام سلطان شدی
ور عیان خواهی صلاح الدین نمود | دیده ها را کرد بینا و گشود
فقر را از چشم و از سیمای او | دید هر چشمی که دارد نور هو
شیخ فعال است بی آلت چو حق | با مریدان داده بی گفتی سبق
دل بدست او چو موم نرم رام | مهر او گه ننگ سازد گاه نام
مهر مومش حاکی انگشتری است | باز آن نقش نگین حاکی کیست
حاکی اندیشهٔ آن زرگر است | سلسله هر حلقه اندر دیگر است
این صدا در کوه دلها بانگ کیست | گه پر است از بانگ این که گه تهیست
هر کجا هست او حکیم است اوستاد | بانگ او زین کوه دل خالی مباد
هست که کاوا مثنا می کند | هست که کاواز صدتا می کند
می زهاند کوه از آن آواز و قال | صد هزاران چشمهٔ آب زلال
چون ز کوه آن لطف بیرون می شود | آبها در چشمه ها خون می شود
زان شهنشاه همایون نعل بود | که سراسر طور سینا لعل بود
جان پذیرفت و خرد اجزای کوه | ما کم از سنگیم آخر ای گروه
نه ز جان یک چشمه جوشان می شود | نه بدن از سبزپوشان می شود
نی صدای بانگ مشتاقی در او | نی صفای جرعهٔ ساقی در او
کو حمیت تا ز تیشه وز کلند | این چنین که را بکلی برکنند
بوک بر اجزای او تابد مهی | بوک در وی تاب مه یابد رهی
چون قیامت کوه را بر می کند | پس قیامت این کرم کی می کند
این قیامت زان قیامت کی کم است | آن قیامت زخم و این چون مرهم است
هر که دید این مرهم از زخم ایمن است | هر بدی کین حسن دید او محسن است
ای خنک زشتی که خوبش شد حریف | وای گلرویی که جفتش شد خریف
نان مرده چون حریف جان شود | زنده گردد نان و عین آن شود

آہنم پیرہ حریف نار شد | تیرگی رفت و ہمہ انوار شد
در نمکسار ار خر مردہ فتاد | آن خری و مردگی یکسو نہاد
صبغۃ اللہ ہست رنگ خم ہو | پیسہا یکرنگ گردد اندرو
چون دران خم افتد و گوییش قم | از طرب گوید منم خم لا تلم
آن منم خم خود انا الحق گفتن ست | رنگ آتش دارد الا آہن ست
رنگ آہن محو رنگ آتش ست | ز آتشی می‌لافد و خامش وش ست
چون بسرخی گشت ہمچون زر کان | پس انا ناری ست لافش بی زبان
شد ز رنگ و طبع آتش محتشم | گوید او من آتشم من آتشم
آتشم من گر ترا شک ست و ظن | آزمون کن دست را بر من بزن
آتشم من بر تو گر شد مشتبہ | روی خود بر روی من یکدم بنہ
آدمی چون نور گیرد از خدا | ہست مسجود ملایک ز اجتبا
نیز مسجود کسی کو چون ملک | رستہ باشد جانش از طغیان و شک
آتش چہ آہن چہ لب ببند | ریش تشبیہ و مشبہ را مخند
پای در دریا منہ کم گوی از آن | بر لب دریا خمش کن لب گزان
گرچہ صد چون من ندارد تاب بحر | لیک می‌نشکیبم از غرقاب بحر
جان و عقل من فدای بحر باد | خونبہای عقل و جان این بحر داد
تا کہ پایم می‌رود رانم درو | چون نماند پا چو بطانم درو
بی‌ادب حاضر ز غایب خوشترست | حلقہ گرچہ کژ بود نہ بر درست
ای تن آلودہ بگرد حوض گرد | پاک کی گردد برون حوض مرد
پاک کو از حوض مہجور اوفتاد | او ز پاکی خویش ہم دور اوفتاد
پاکی این حوض بی‌پایان بود | پاکی اجسام کم میزان بود
زانکہ دل حوض ست لیکن در کمین | سوی دریا راہ پنہان دارد این
پاکی محدود تو خواہد مدد | ورنہ اندر خرج کم گردد عدد

تمثیل در بیان خواندن آب آلودگان را بہ پاکی

آب گفت آلودہ را در من شتاب | گفت آلودہ کہ دارم شرم از آب

جو ہے تیرہ ہو حریف نار ہو | تیرگی جائے و کل انوار ہو
گر گرے کان نمک مردہ حمار | ہو خری اور مردگی سے دور تر
صبغۃ اللہ ہے یہ رنگ خم ہو | پیشے اک رنگ ہمین ہو کل جا تو
جو گرے خم میں تو تو اسکو کہے | بولے میں خم ہوں ملامت مت کر
میں ہوں خم لا الحق انا الحق کہے | رنگ آتش رکھوں آہن ہوں ولے
سنگ آہن محو رنگ آتش کا ہے | پر ہی خامش آگ کا دعوی کرے
جو کہ ہووے سرخ مثل زر کان | ہی انا ناری کا دعوے بے زبان
ہو گیا کل طبع و رنگ نارین | وہ کہے آتش ہوں میں آتش ہوں میں
آگ ہے تجھ میں وہ ہے گر شک ترے | امتحاناً مجھ کو دیکھ لے
آگ ہوں میں گر تو شک کرے | منہ کو اپنے میرے منہ پر رکھ تو
آدمی جو نور لے اللہ سے | ہووے مسجود ملک اس جاہ سے
وہ کوئی مسجود ہو مثل ملک | جسکی جان رکھتی ہو وے کر و شک
آگ کیا اور لوہا کیا تو چپ رہو | اس مشبہ اور تشبیہ پر ہنسو
پانو رکھ دریا میں کمتر ہو بیان | اور لب دریا پہ روک اپنی زبان
گرچہ صد ہا کو نہو وے تاب بحر | پر نہ مجھکو صبر ہو غرقاب بحر
عقل و جان میری فدا ای بحر ہو | خون بہا جان سے ہی ہو
پانو جبتک کہ چلے اس میں چلوں | جو تھکے پا مثل بط اس میں رہوں
بے ادب حاضر بھلا غائب سے ہی | حلقہ ٹیڑھا ہے ولیکن در پہ ہے
حوض کے گرد ای تن آلودہ تو پھر | حوض کے باہر ہووے پاک پھر
پاک کب ہو حوض سے مہجور ہے | بلکہ وہ پاکی سے اپنی دور ہے
پاکی بے پایاں ہے اس حوض کی | اور پاکی جسم کی رکھتی کمی تو
کیونکہ دل اک حوض ہے لیکن نہاں | راہ دریا کی طرف رکھتا ہے ان
پاکی محدود جیتی ہے مدد | ورنہ اندر خرچ کے کم ہو عدد

تمثیل اس بیان میں کہ پانی بلاتا ہے ناپاکوں کو واسطے پاکی کے

بولا آلودہ سے پانی جلد آ | بولا آلودہ کہ آتی ہے حیا

۴۳

گفت آب این شرم بی من کی رود / بی من این آلوده زایل کی شود
آب بولا امر حیا ہو مجھ سے دور / بے مرے آلودگی کب ہو دور

ز آب هر آلوده کو پنهان شود / الحیاء یمنع الایمان شود
آب سے آلودہ گر مخفی رہے / الحیاء یمنع الایمان ہے

دل ز پایه حوض تن گلناک شد / تن ز آب حوض دلها پاک شد
حوض تن کی تہ دل پر خاک ہے / حوض دل کے آب سے تن پاک ہے

گرد پایه حوض دل گرد ای پسر / هان ز پایه حوض تن بگریز بدر
گرد حوض دل کے تہ کے گھوم تو / پاس حوض تن کے تہ کے مت پھٹکو

بحر تن بر بحر دل بر هم زنان / در میان شان برزخ لا یبغیان
بحر دل اور بحر تن باہم رواں / انکے اندر برزخ لا یبغیان

گر تو باشی راست ور باشی تو کژ / پیشتر می غژ بدو واپس مغژ
گر رہے تو سیدھا یا تیڑھا رہے / آگے بڑھ تو اور پیچھے مت ہٹے

پیش شاہا گر خطر باشد ز جان / لیک نشکیبند عالی همتان
شہ کے آگے خطرہ ہووے جان کا / پر نہیں رکتے ہیں عالی ہمتاں

شاه چون شیرین‌تر از شکر بود / جان بشیرینی رود خوشتر بود
شاہ شیریں تر جو بس شکر سے ہی / جان شیرینی میں جا خوش تر رہے

ای ملامت گر سلامت مر ترا / ای سلامت جو رها کن تو مرا
اے ملامت گر سلامت ہو تجھے / اے سلامت جو تو مجھ کو چھوڑ دے

جان من کوره‌ست با آتش خوش است / کوره را این بس که خانهٔ آتش است
میری جان بھٹی ہے خوش ہے آگ سے / بس یہ بھٹی کو کہ خانہ آگ ہے

همچو کوره عشق را سوزیدنیست / هر که او زین کور باشد کوره نیست
عشق بھٹی کی طرح سوزش رکھے / اس سے جو اندھا ہے وہ [illegible]

برگ بی‌برگی ترا چون برگ شد / جان باقی یافتی و مرگ شد
بے سر و سامانی سامان ہو گئے / جان باقی پائے چھوٹے موت سے

چون ترا غم شادی افزودن گرفت / روضهٔ جانت گل و سوسن گرفت
جو خوشی کا بڑھنا تیرا غم رکھے / گلشن جان میں گل و سوسن کھلے

آنچه خوف دیگران آن امن تست / بط قوی از بحر و مرغ خانه سست
دوسروں کا خوف تیرا امن ہے / مرغ سست اور بط قوی ہے بحر

باز دیوانه شدم من ای طبیب / باز سودائی شدم من ای حبیب
پھر میں دیوانہ ہوا ہوں اے طبیب / پھر میں سودائی ہوا ہوں اے حبیب

حلقهٔ سلسلهٔ تو ذو فنون / هر یکی حلقه دهد دیگر جنون
حلقۂ زنجیر تیرا ذو فنون / اور ہے ہر حلقہ رکھتا نیا جنون

داد هر حلقه فنون دیگرست / پس مرا هر دم جنون دیگرست
دیوے ہر حلقہ فنون اک اور ہے / اسلئے ہر دم ہے جنون اک اور ہی

پس فنون باشد جنون این شد مثل / خاصه در زنجیر این میر اجل
یہ مثال ہے کہ جنون ہووے فنون / عشق کی زنجیر میں جو ہی جنون

آنچنان دیوانگی بگسست بند / که همه دیوانگان پندم دهند
اسقدر دیوانگی نے توڑی بند / کہ مجھے دیتے ہیں سب دیوانے پند

آمدن دوستان به بیمارستان جهت پرسش ذوالنون
آنا دوستوں کا شفاخانہ میں واسطے عیادت ذوالنون مصری کو

این چنین ذوالنون مصری را فتاد / کاندرو شور و جنونی نو بزاد
ایسا ہی ذوالنون مصری کو ہوا / کہ جنون و شور اسکا بڑھا

شور چندان شد که تا فوق فلک / می‌رسید از وی جگرها را نمک
اسقدر شورش ہوئی کہ تا فلک / پہنچتا اس سے جگر کو تھا نمک

هین منه تو شور خود ای شوره‌خاک / پهلوی شور خداوندان پاک
اپنی شورش مت رکھ اے شورہ خاک / بس مقابل میں جو ہیں مردان پاک

خلق را تاب جنون او نبود / آتش او ریشهاشان می‌ربود
خلق کو تاب جنون اسکی نہ تھی / اسکی ڈاڑھی آگ سے اسکی جلی

چونکه در ریش عوام آتش فتاد / بند کردندش بزندان اوفتاد
جو جلی ڈاڑھی عوام الناس کی / قید زندان میں کیا اسکو انھی

ترجمہ	مصرع اول	مصرع دوم
اسکو ملامت ہے کہ راہ کی یہ کام گرچہ ہوتے تنگ ہیں اس میں عام	نیست امکان کشیدن این لگام	گرچہ زین رہ تنگ می آیند عام
دیکھا ان شاہوں نے خوف جان عام سے نشان شہ گرد وانہ ہیں تمام	دیدہ این شاہان ز عامہ خوف جان	کین گرہ کوردند و شاہان بی نشان
سکہ دین کو اختیار اب جو ملا اسلئے ذوالنون زندان میں پڑا	چونکہ حکم اندر کف زندان بود	لاجرم ذوالنون در زندان بود
ایسا شاہنشہ بڑا تنہا چلے ہاتھ میں دریتیم اک طفل کے	یک سوارہ میرود شاہ عظیم	در کف طفلان چنین در یتیم
دریا کیا دریا ہی قطرہ میں نہاں یا کہ اک خورشید ذرہ میں نہاں	در چہ دریا نہان در قطرہ	آفتاب درج اندر ذرہ
ذرہ دکھلاتا ہے اپنے شمس کو تھوڑا تھوڑا کھولتا ہے اپنا رو	آفتاب خویش را ذرہ نمود	واندک اندک روی خود را برگشود
سارے ذرے محو اس میں ہو گئے اس سے عالم مست سب بیخود ہوئے	جملہ ذرات در وے محو شد	عالم از وی مست گشت و صحو شد
بے وفا کے ہاتھ جب ہووے قلم دار پر منصور ہووے لاجرم	چون قلم در دست غداری بود	لاجرم منصور برداری بود
جو ہوے حاکم کمینے پر جفا لازم آیا یقتلون الانبیا	چون سفیہان راست این کار و کیا	لازم آمد یقتلون الانبیا
انبیا کو کھوئے قوم راہ گم کرے انا تطیرنا بکم	انبیا را گفتہ قوم راہ گم	از سفہ انا تطیرنا بکم
جہل ترسا دیکھ جیتے ہیں امان اس خدا سے جسکا لٹکانا عیاں	جہل ترسا بین امان انگیختہ	زان خداوی کہ گشت آویختہ
جو بقول انکے ہے مصلوب جہود کب وہ دے سکتا ہے انکو امن سود	چون بقول اوست مصلوب جہود	پس مر او را امن کی تاند نمود
شاہ کا دل انسے پر خون ہو عصمت وانت فیہم کیونکر ہو	چون دل آن شاہ زیشان خون بود	عصمت وانت فیہم چون بود
زر خالص اور زرگر کو خطر کھوٹا کرنے والے سے ہے بیشتر	زر خالص را و زرگر را خطر	باشد از قلاب خائن بیشتر
یوسفان مخفی ہیں رشک زشت سے کہ عدو خوبوں سی آتش میں ہیں	یوسفان از رشک زشتان مخفی اند	کز عدو خوبان در آتش میزیند
چہ میں یوسف پر حسد سے کیا ہوا یہ حسد اک بھیڑیا ہے خود بڑا	از حسد بر یوسف مصری چہ رفت	این حسد اندر کمین گرگیست زفت
اسلئے اس بھیڑیئے سے خوف و بیم رکھتے یوسف پر تھے یعقوب حلیم	لاجرم زین گرگ یعقوب حلیم	داشت بر یوسف ہمیشہ خوف و بیم
گرد یوسف گرگ ظاہر کب پھرا یہ حسد فعلوں میں گرگوں سے بڑھا	گرگ ظاہر گرد یوسف خود نگشت	این حسد در فعل از گرگان گذشت
زخم کھا اس گرگ کا اور ہو دق اک کہا انا ذہبنا نستبق	زخم کرد این گرگ وز عذر لبق	آمدہ کانا ذہبنا نستبق
گر صدہا گرگ کو یہ ہے نہیں عاقبت یہ رسوا ہووے مکر کین	صد ہزاران گرگ را این مکر نیست	عاقبت رسوا شود این گرگ بیست
روز محشر حاسدوں کا حشر تو بھیڑیوں کی شکل اور صورت پہ ہو	زانکہ حشر حاسدان روز گزند	بے گمان بر صورت گرگان کنند
حشر حارص کا ہو مردار خوار خوک کی صورت پہ ہو روز شمار	حشر پر حرص سگ مردار خوار	صورت خوکے بود روز شمار
حشر حارص کا ہو مردار خوار خوک کی صورت یہ ہو روز شمار	حشر پر حرص سگ مردار خوار	صورت خوکے بود در روز شمار
گند زانی کا ہو اندام نہاں بادہ خواروں کا ہو بس گندہ دہاں	زانیان را گندہ اندام نہان	خمر خواران را بود گندہ دہان
گندگی مخفی دلوں میں جو چھپی حشر کے دن ہو گی وہ ظاہر سبھی	گند مخفی کان بدلہا میرسید	گشت اندر حشر محسوس و پدید

بیشه آمد وجود آدمی / بر حذر شو زین وجود ار زان دمی
ایک جنگل سے وجود آدمی / اس سے ہو خوف اگر ہے آدمی

ظاہر و باطن اگر باشد یکی / نیست کس را در نجات او شکی
ظاہر و باطن کوئی گر ایک ہو / اسکی بخشش میں نہ شک ہو

در وجود ما هزاران گرگ و خوک / صالح و ناصالح و خوب و خشوک
ہیں ہمارے تن میں صدہا گرگ و خوک / نیک بد و مرغوب و زشت و جیون چیز

حکم خود آنراست که غالب‌تر است / چونکه زر بیش از مس آمد آن زر است
حکم ہو اسکا کہ جو غالب ہے تر / زر جو ہو تانبے میں زیادہ وہ ہے زر

سیرتی کان در وجودت غالب است / هم بران تصویر حشرت واجب است
تن میں جو سیرت ترے غلبہ رکھے / بس اُسی صورت پہ تیرا حشر ہے

ساعتی گرگی درآید در بشر / ساعتی یوسف رخی همچون قمر
دم میں آئے گرگ بن اندر بشر / دم میں ہو یوسف رخی مثل قمر

میرود در سینه‌ها از سینه‌ها / از ره پنهان صلاح و کینه‌ها
جاتا سینہ میں ہر سینے سے نہاں / بس صلاحیت و کینہ بیگمان

بلکه خود از آدمی در گاو و خر / میرود دانایی و علم و هنر
بلکہ گاو و خر میں بھی انسان سے / جاتا ہے علم و ہنر اس شان سے

اسپ سکسک میشود رهوار و رام / خرس بازی میکند بز هم سلام
اسپ بد ہوتا شائستہ و رام / ریچھ ناچے کرتا بکرا ہے سلام

رفت در سگ آدمی حرص و هوا / تا شبان شد یا شکاری یا گدا
حرص سگ کتے میں گئی انسان سے / تا شکاری یا نگہبانی کرے

در سگ اصحاب خوبی زان وفود / رفت تا جویای الله شده بود
اور سگ اصحاب میں کچھ خواب سے / استی آئی کہ حق جوئی رکھے

هر زمان در سینه نوعی سر کند / گاه دیو و گه ملک گه دام و دد
ہر گھڑی سینے میں ہو سر بلند / گاہ دیو و گہ فرشتہ گہ درند

زان عجب بیشه که هر شیر آگه است / تا بدام سینه‌ها پنهان ره است
جانتا ہر شیر اُس بیشہ کو ہے / کہ نہاں رہ دام سینہ میں رکھے

دزدیی کن از درون مرجان جان / ای کم از سگ از درون عارفان
تو زر و مرجان جان کی چوری کر / عارفوں کے دل سے ای کتے بتر

چونکه دزدی باری آن در لطیف / چونکه حامل میشوی باری شریف
جو چراتا ہے تو وہ در لطیف / بوجھ اٹھاتا ہے تو وہ بار شریف

فهم کردن مریدان که ذوالنون دیوانه نیست قصد تقیه کرده

سمجھنا مریدوں کا کہ ذوالنون دیوانہ نہیں ہے قصدًا ایسا بنا ہے

چونکه ذوالنون سوی زندان آمد / بند بر پا دست بر سر اوفتاد
جوش کیا ذوالنون جو زندان کو / پا میں پہنے بیڑیاں مجنون ہو

دوستان از هر طرف بنهاده رو / بهر پرسش سوی زندان نزد او
ہر طرف کو دوست اُس کے جمع ہو / اُسکی پرسش کو زندان کو ہو

دوستان در قصهٔ ذوالنون شدند / سوی زندان و در آن رای آمدند
قصۂ ذوالنون میں سب دوستاں / سوی زندان رائے کرتے تھے عیاں

کین مگر قاصد کند یا حکمتی است / او درین ره قبله و آیتی است
امر یہ قصدًا دیا حکمت سے ہے / کیونکہ یہ اک قبلہ اس ملت کا ہے

دور دور از عقل چون دریای او / تا جنون باشد سفه فرمای او
جو کہ دور از عقل خود دریا ہے وہ / کب جنون تعلیم فرما اسکا ہو

حاش لله از کمال جاه او / کابر بیماری بپوشد ماه او
حاشا للہ اُسکی ایسی عز و جاہ / ابر بیماری چھپائے اُسکا ماہ

او ز شر عامه اندر خانه شد / او ز ننگ عاقلان دیوانه شد
عام کے شر سے وہ در خانہ ہوا / ننگ عقلا سے وہ دیوانہ ہوا

او ز عار عقل کنده تن‌پرست / قاصدا رفتست و دیوانه شدست
عقل گندہ تن سے اسکو عار ہے / ہو گیا دیوانہ قصدًا اسلئے

که ببندم ای فتی و ساز گاو / بر سر و پشتم بزن وین را مکاو
کہ مرے سر پیٹھ پر کوڑے کو مار / قید کر [illegible]

تا ز زخم لخت یابم من حیات | چون قتیل از گاو موسی ای ثقات
زنده شد از لخت گاو خویش شود | همچو کشته گاو موسی کش شوم
زنده شد کشته ز زخم دم گاو | همچو مس از کیمیا شد زر شاد
کشته برجست و بگفت اسرار را | وانمود از زمرهٔ خونخوار را
گفت روشن کین جماعت کشته اند | تخم این آشوب ایشان کشته اند
چونکه کشته گردد این جسم گران | زنده گردد هستی اسرار دان
جان او بیند بهشت و نار را | باز داند جمله اسرار را
وانمایان خونیان دیو را | وانماید دام خدعه و ریو را
گاو کشتن هست از شرط طریق | تا شود از زخم دمش جان بتحقیق
این سخن را منقطع پایان مجو | حال ذوالنون با مریدان باز گو

این سخن را منقطع پایان مجو | حال ذوالنون با مریدان باز گو

تا حیات اس زخم سے کو دی سے کرے مجھے | گاو موسی سے ہے جون مقتول کو
زخم اسکا ایسے ہوون تاکہ خوش | ہوون قتیل کشتہ گاو موسی کش
کشتہ زخم گاو سے زندہ ہوا | جیسے تانبا کیمیا سے زر بنا
کہدیا کشتے نے سب اسرار کو | اور بتایا اس گروہ خونخوار کو
مار ڈالا اس جماعت نے مجھے | اور بوئے تخم اس آشوب کے
جسکا کشتہ ہووے یہ جسم گران | زندہ ہووے ہستی اسرار جان
اسکی جان دیکھے بہشت و نار کو | کھل جانے جملہ اسرار کو
کردے ظاہر قاتلان دیو کو | کردے ظاہر دام مکر و ریو کو
مارنا ہے گاو کا شرط طریق | تا ہو زخم دم سے اسکی جان مفیق
گاو نفس سے تو جلدی مار اجی | تاکہ زندہ ہو تری روح خفی
ڈھونڈھ مت اب انتہا بات کو | حال ذوالنون اور مریدوں کا کہو

رجوع کردن بحکایت ذوالنون با مریدان

رجوع کرنا طرف حکایت ذوالنون اور انکے مریدوں کے

چون رسیدند آن نزدیک او | بانگ بر زد هی کیانید اتقوا
با ادب گفتند ما از دوستان | بهر پرسش آمدیم ایجا بجان
چونی ای دریای عقل ذوفنون | این چه بهتان است بر عقلت جنون
دود گلخن کی رسد در آفتاب | چون شود عنقا شکسته از غراب
وا مگیر از ما بیا کن این سخن | ما محبانیم با ما این مکن
مر محبان را نشاید دور کرد | یا برو پوشش و دغل مهجور کرد
راز را اندر میانه با محب | ای که بحر علم و عقلی ای عجب
راز اندر میان آور شها | رو مکن در ابر پنهانی مها
ما محب صادق و دل خسته ایم | در دو عالم دل بتو بربسته ایم
راز را از دوستان پنهان مکو | در میان نه راز و قصد جان مکن
چونکه ذوالنون این سخن از ایشان شنید | جز طریق امتحان مخلص ندید
فحش آغازید و دشنام از گزاف | گفت او دیوانگانه زی و قاف
بر جهید و سنگ پران کرد و چوب | جملگان بگریختند از بیم کوب

جبکہ پہنچے پاس اسکے جلد وہ | چیخ کر بولا خبردار اب درو
بادب بولے کہ ہم ہیں دوستان | پوچھنے آئے ہیں تجکو ہم یہان
عقل کے دریا ترا کیا حال ہے | کیسا یہ بہتان جنونکا عقل پے
کب دھوئیں سے چھپ سکے خورشید ہے | زاغ کب عنقا کو زخمی کر سکے
مت چھپا یہ بات کر اسے بیان | ہم محب ہیں مت کر رکھ ہم سے نہان
ہم محبون کو نہ کر اب دور تو | حیلہ و اغماض سے مہجور تو
دوستوں کو راز میں کر تو شمول | ای تو بحر عقل ہی کر یہ قبول
راز اپنا کھولدی ای بادشاہ | مت چھپا رہ ابر میں اپنا تو ماہ
ہم ہیں صادق دوست اور خستہ جگر | دونون عالم میں تری دل بستہ ہیں
دوستوں سے راز تو پنہان نکر | کردے ظاہر اور قصد جان نکر
جبکہ ذوالنون نے سنی یہ بات | مخلصی پائی نہیں جز امتحان
گالیاں دین اور کیا لاف گزاف | شل دیوانوں کے بولا لا ف و قاف
دوڑا اور پتھر لگا تب مارنے | مار کے ڈر سے لگے سب بھاگنے

پس ہنسا اور سر ہلا کر کے کہا / دیکھو در ریش حال ان احباب کا

قهقهه خندید و جنبانید سر / گفت باد ریش این یاران نگر

ہیں کہاں اُن میں نشان دوستان / دوستوں کا رنج ہو مثل جان

دوستان بین کو نشان دوستان / دوستان را رنج باشد همچو جان

کب کران جان ہو رنج دوست سے / رنج مغز اور دوستی اسکی ہے پوست

کی کران گیرد ز رنج دوست دوست / رنج مغز و دوستی آن را چو پوست

ہے نشان دوست کی یہ سرخوشی / ہے بلا و محنت و آفت کشی

نی نشان دوستی باشد خوشی / در بلا و آفت و محنت کشی

دوست مثل زر بلا جون آگ ہے / ہے زر خالص آگ میں خوشتر پڑے

دوست همچون زر بلا چون آتش است / زر خالص در دل آتش خوش است

امتحان کرنا خواجہ کا لقمان کی ہوشیاری کا

امتحان کردن خواجه لقمان و زیرکی

ہے کہ لقمان کو کہ بندہ پاک تھا / بندگی میں رات دن چالاک تھا

نی که لقمان را که بنده پاک بود / روز و شب در بندگی چالاک بود

خواجہ اکثر کام لیتا اُس سے تھا / اور فرزندوں سے بہتر جانتا

خواجه‌اش میداشتی در کار پیش / بهترش دیدی ز فرزندان خویش

کیونکہ لقمان گرچہ بندہ زادہ تھا / پر وہ خواجہ تھا ہوس سے آزاد تھا

زانکه لقمان گرچه بنده‌زاده بود / خواجه بود و از هوا آزاد بود

شہ نے باتوں میں کہا اک شیخ سے / کچھ تو بخشش میں مجھ سے مانگ لے

گفت شاهی شیخ را اندر سخن / چیزی از بخشش ز من درخواست کن

بولا شاہا شرم نے آتی تجھے / میں بزرگ ہوں لیکن تو دیوے مجھے

گفت ای شه شرم ناید مر ترا / که چنین گویی مرا زین برتر آ

ہیں مرے دو بندے اور وہ بس حقیر / تجھپہ وہ حاکم ہیں دونوں اور امیر

من دو بنده دارم و ایشان حقیر / وان دو بر تو حاکمانند و امیر

شاہ بولا کونسے ہیں دو غلام / بولا خشم اک دوسرا شہوت ہے نام

گفت شه آن دو چه‌اند این زلت است / گفت آن یک خشم و دیگر شهوت است

شہ ہے وہ شاہی سے جو فارغ رہے / نور روشن اُسکا بے مہر و ماہ ہے

شاه آن دان کو ز شاهی فارغ است / بی مه و خورشید نورش بازغ است

وہ تونگر مال و دولت جسکی ہے / ہست وہ ہے جو کہ ہستی سے بچے

مخزن آن دارد که مخزن ذات اوست / هستی آن دارد که با هستی عدوست

خواجہ لقمان کا بظاہر خواجہ تھا / در حقیقت بندہ تھا لقمان کا

خواجه لقمان بظاهر خواجه‌وش / در حقیقت بنده لقمان خواجه‌اش

ہیں بہت اس الٹے عالم میں بیان / خس سے کم دیکھیں گہر کو جو عیان

در جهان باژگونه زین بسی است / در نظرشان گوهری کم از خسی است

نام ویرانہ کا آبادی رکھا / تنگ عقل انکی کو دام اک ہو گیا

مر بیابان را مفازه نام شد / نام و رنگی عقلشان را دام شد

اک گروہ کا خود معرف جامہ ہے / کہتے ہیں اُنکو قبا میں عامہ ہے

یک گره را خود معرف جامه است / در قبا گویند کو از عامه است

اک گروہ کو ظاہری کر زہد / نور ہووے تا کہ جانے مکر زہد

یک گره را ظاهر سالوس زهد / نور باید تا بود جاسوس زهد

پاک نور اب چاہیے تقلید سے / تا کہ جانے مرد کو بے قال کے

نور باید پاک از تقلید و غول / تا شناسد مرد را بی فعل و قول

قلب میں گر جائے وہ از راہ عقل / نقد دیکھے تو نہ ہو پابند نقل

در رود در قلب او از راه عقل / نقد او بیند نباشد بند نقل

بندگان خاص علام الغیوب / عالم جان میں جو ہیں جاسوس قلوب

بندگان خاص علام الغیوب / در جهان جان جواسیس القلوب

دل کے اندر گھسیں مثل خیال / انکے آگے ہووے ظاہر سر حال

در درون دل در آید چون خیال / پیش او مکشوف باشد سر حال

تن میں ان چڑیوں کے کیا جو کچھ کہ ہو / کب چھپا ہے باز کی وہ عقل سے

در تن گنجشک چه بود برگ و ساز / که شود پوشیده آن بر عقل باز

سر ہستی جو کہ واقف ہو گیا — خلق کا بھید اسکے آگے پھر چھپا
آنکه واقف گشت بر اسرار هو — سر مخلوقات چه بود پیش او

آسمان پر جو کوئی چلنے لگے — کب زمین پر چلنا مشکل اسکو ہے
آنکه بر افلاک رفتارش بود — بر زمین رفتن چه دشوارش بود

موم آہن ہو گیا داؤد کے — ہاتھ میں پھر موم کی کیا اصل ہے
درکف داؤد کاهن گشت موم — موم چه بود در کف او ای ظلوم

خواجہ تھا لقمان بشکل غلام — بندگی تھی اسکی ظاہر پر تمام
بود لقمان بنده شکلی خواجه — بندگی بر ظاهرش دیباجه

جائے نا دانستہ کو گر خواجہ جائے — اپنے بندہ کو لباس اپنا پہنا کر
چون رود خواجه بجای ناشناس — در غلام خویش پوشاند لباس

اور خود پہنے وہ پوشاک غلام — اور غلام اپنے کو کر دیوے امام
او بپوشد جامه‌های آن غلام — مر غلام خویش را سازد امام

پیچھے پیچھے مثل بندوں کے چلے — تا نہ پہچانے کوئی یہ کون ہے
در پیش چون بندگان در ره شود — تا نباید زو کسی آگه شود

اور کہے تو بیٹھ بندے صدر میں — کفش جوں بندہ اٹھاوں میں تیری
گوید ای بنده تو رو بر صدر شین — من بگیرم کفش چون بنده کمین

بدخو اور گالیاں دے تو مجھے — اور کچھ توقیر میری مت کرے
تو درشتی کن مرا دشنام ده — مر مرا تو هیچ توقیری منه

ترک خدمت کی ہے خدمت مجھے — تخم حیلہ تا یہ غربت میں لگے
ترک خدمت خدمت تو داشتم — تا بغربت تخم حیلت کاشتم

بندگی خواجوں نے ایسی کی مدام — تا گماں ہووے کہ یہ ہیں بس غلام
خواجگان این بندگیها کرده‌اند — تا گمان آید که ایشان بنده‌اند

سیر چشم اور خواجگی سے دل بھرا — کام کو آزادگی سے پر کیا
چشم پر بودند و سیر از خواجگی — کارها کردند در آزادگی

برخلاف اسکے غلاماں ہوا — عقل و جان کا خواجہ اپنے کو کیا
وین غلامان هوا بر عکس آن — خویشتن بنموده میر عقل و جان

ہوتی ہے خواجہ سے ظاہر بندگی — ہوتی ہی بندہ سے پیدا بندگی
آید از خواجه ره افکندگی — ناید از بنده بغیر از بندگی

اس جہاں سے اس جہاں کو دریاں — جان تو برعکس ہے ترتیب یاں
پس ازان عالم بدین عالم چنان — تعکیسها هست برعکس این بدان

خواجہ لقمان مخفی حال سے — تھا خبردار اس سے دیکھ تھا تبھی
خواجهٔ لقمان ازین حال نهان — بود واقف دیده بود از وی نشان

بھید جانے اور بس کوشش کرے — راہبر کی بہتری کے واسطے
راز میدانست و خوش میراند خر — از برای مصلحت آن راهبر

کرتا پہلے سے بس آزاد اسکو وہ — پر رکھا خوشنودی لقماں کو
مر ورا آزاد کردی از نخست — لیک خوشنودی لقمان را بجست

کیونکہ تھی لقمان کی یہ آرزو — تا نہ جانے کوئی اسکے بھید کو
زانکه لقمان را مراد این بود تا — کس نداند سر آن شیر فتا

کیا عجب گر بھید کو بد سے چھپائے — یہ عجب کہ بھید کو خود سے چھپائے
چه عجب گر سر ز بد پنهان کنی — این عجب که سر ز خود پنهان کنی

کام کر پوشیدہ اپنی آنکھ سے — بد نظر سے کام تا تیرا بچے
کار پنهان کن تو از چشمان خود — تا بود کارت سلیم از چشم بد

خود کو سونپ اور کر تو حاصل کام — پھر خودی کو اپنی خوبی سے چھپا
خویش را تسلیم کن بر دام مزد — وانگه از خود بی ز خود چیزی بدزد

دیتے ہیں زخمی کو افیوں اسلئے — تا نکالیں تیر اسکے جسم سے
میدهند افیون بمرد زخم‌مند — تا که پیکان از تنش بیرون کنند

مرگ کے وقت اسکو دیتے رنج ہیں — اسمیں وہ مشغول ہو یہ جاں لیں
وقت مرگ از رنج او را میدرند — او بدان مشغول شد جان میبرند

دل ترا جس فکر کو رکھے عزیز — تجھسے لیجاویں وہ مخفی ایک چیز
چون بهر فکری که دل خواهی سپرد — از تو چیزی در نهان خواهند برد

سوچئے تو جو کچھ کرا ور حاصل کر کر — جس طرف سے ہو تو غافل جو رہے
اُس سے ہو مشغول بہتر جو کہ ہی — تا کہ تجھ سے لیوے کمتر جو کہ ہے
ڈوبیلے جو تاجر کا اسباب آب مین — کشتی عمر اسکی ہو غرقاب مین
پھینکین دریا مین جو سامان ہو — اور رکھین وہ بیش قیمت کو بچا
آپ مین جانو جو سامان ڈوبتا — پھینکو پر تر اور رکھو بہتر بچا
رکھو نگہ طاعت سے تو ایمان کو — شر ساری ہو نہ حق کے رو برو
جو نگہبانی کرے ایمان کی — حرص اور غفلت کو میر دیو دنی

ہرچہ اندیشی تحصیلی سپس — می درآید دزد از آنسو کایمنی
پس بدان مشغول شو کان بہتر ست — تا ز تو چیزی برد کان کمتر ست
بار بازرگان چو در آب اوفتد — کشتی عمرش بغرقاب اوفتد
ہرچہ نازل تر بود یا افگند — دست اندر کالہ بہتر زند
چونکہ چیزی فوت خواہد شد در آب — ترک کمتر گیر د بہتر یاب
لقد ایمان را بطاعت گوش دار — تا ز روی حق نگردی شرمسار
چونکہ نقدت را نگہدار ی کنی — حرص و غفلت را بر ندد لو دنی

ظاہر ہونا فضل و ہنر لقمان کا آگے امتحان لینے والونکے

ظاہر شدن فضل و ہنر لقمان پیش امتحان کنندگان

جانا اس خواجہ نے جب لقمان کو — ہو گیا بندہ وہ عاشق اس پہ ہو
کھانا لاتا جو کوئی اسکے لئے — بھیجتا خادم طرف لقمان کے
تا کہ لقمان پہلے وہ کھانا جو چکھے — خواجہ پس خوردہ کو نوش اسکے کرے
جھوٹا اسکا کھاتا اور پاتا مزا — جو نہ کھانا کھاتا اسکو پھینکتا
کاش کھاتا بھی تو وہ بے اشتہا — ایسی تھی وابستگی بے انتہا
خربزہ تحفہ مین اک لایا کوئی — پر وہاں لقمان نہین تھا اُس گھڑی
خواجہ اک بندہ کو بولا کہ تو جا — جلد اُس فرزند لقمان کو تو لا
جو کہ لقمان آگے بیٹھا سامنے — خواجہ نے چاقو اٹھایا ہاتھ سے
جو کہ کاٹے ایک قاش اور دے آپ — کھائی اُس نے جون شکر اور شہد کے
جو خوشی سے کھائی دی اک اور بھی — یان تلک کہ قاش سترہ ہو گئی
جب رہی اک قاش بولا کھاؤں مین — کیا شیرین خربزہ ہے دیکھوں مین
کھاتا تھا لقمان اسے اس ذوق سے — کسکے لیتے دل تھو سکے شوق سے
کھائی جو تلخی سے آگ ایسی لگی — آبلے منھ مین زبان ایسی جلی
بس رہا تلخی سے بیخود اک زمان — بعد اسکے بولا اک جان جہان
تو نے کیسے کھایا اتنے زہر کو — تو نے کیسے جانا لطف اس قہر کو
کیسا یہ صبر اور صبوری کس لئے — یا ہے جان سے دشمنی شاید تجھی
کیوں نہیں تو نے بہانا بس کیا — کہ مجھے ہے عذر تم ٹھہرو ذرا

خواجۂ لقمان چو لقمان را شناخت — بندۂ او بود و بر او عشق باخت
ہر طعامی کاوردندی بوی — کس سوی لقمان فرستادی ز پی
تا کہ لقمان دست سوی آن برد — قاصداً تا خواجہ پس خورد ش خورد
سور او خوردی و شور انگیختی — ہر طعامی کو نخوردی ریختی
ور بخوردی بیدل و بی اشتہا — این بود پیوستگی بی منتہا
خربزہ آوردہ بود ند ارمغان — لیک غائب بود لقمان آن زمان
گفت خواجہ با غلامی کای فلان — زود در رو فرزندم لقمان را بخوان
چونکہ لقمان آمد و پیشش نشست — خواجہ پس بگرفت سکینی بدست
چون برید او داد او را یک برین — ہمچو شکر خوردش و چون انگبین
از خوشی کہ خورد داد او را دوم — تا رسید آن تحفہا تا ہفدہم
ماند برشی گفت این را من خورم — تا چہ شیرین خربزہ است این بنگرم
او چنان خوش میخورد کز ذوق او — طبعہا شد مشتہی و لقمہ جو
چون بخورد از تلخیش آتش فروخت — ہم زبان کرد آبلہ ہم حلق سوخت
ساعتی بیخود شد از تلخی آن — بعد از آن گفتش کہ ای جان و جہان
نوش چون کردی تو چندین زہر را — لطف چون انگاشتی این قہر را
این چہ صبر است این صبوری از چہ روست — یا مگر پیش تو این جانت عدوست
چون نیاوردی بہانہ در مجتی — کہ مرا عذر یست بس کن ساعتی

گفت من از دست نعمت بخش تو / خورده ام چندانکه از شرمم دو تو
شرمم آید که یکی تلخ از کفت / می نه نوشم ای تو صاحب معرفت
چون همه اجزایم از انعام تو / رسته اند و غرق دانه و دام تو
گر ز یک تلخی کنم فریاد و داد / خاک صد ره بر سر اجزام باد
لذت دست شکربخشت بداشت / اندرین بطیخ تلخی کی گذاشت
از محبت تلخها شیرین شود / از محبت مسها زرین شود
از محبت دردها صافی شود / وز محبت دردها شافی شود
از محبت خارها گل می شود / وز محبت سرکها مل می شود
از محبت دار تختی می شود / وز محبت بار بختی می شود
از محبت سجن گلشن می شود / بی محبت روضه گلخن می شود
از محبت نار نوری می شود / وز محبت دیو حوری میشود
از محبت سنگ روغن میشود / وز محبت موم آهن می شود
از محبت حزن شادی می شود / وز محبت غول هادی میشود
از محبت نیش نوشی می شود / وز محبت شیر موشی می شود
از محبت سقم صحت می شود / وز محبت قهر رحمت می شود
از محبت مرده زنده می شود / وز محبت شاه بنده می شود
این محبت هم نتیجه دانش است / کی گزافه بر چنین تختی نشست
دانش ناقص کجا این عشق زاد / عشق زاید ناقص اما بر جماد
بر جمادی رنگ مطلوبی چو دید / از صفیری بانگ محبوبی شنید
دانش ناقص نداند فرق را / لاجرم خورشید داند برق را
چونکه ملعون خواند ناقص را رسول / بود در تاویل نقصان عقول
زانکه ناقص تن بود مرحوم رحم / نیست بر مرحوم لایق لعن و زخم
نقص عقل است آنکه بد رنجوری است / موجب لعنت سزای دوری است
زانکه تکمیل خردها دور نیست / لیک تکمیل بدن مقدور نیست
کفر و فرعونی هر گبر بعید / جمله از نقصان عقل آمد پدید

بولا تیرے دست نعمت بخش سے / اسقدر کھایا کہ شرم آئی مجھے
شرم آتی ہے کہ تیرے ہاتھ سے / تلخ اک شے ہو میں کھاؤں آہ
میرے سب اجزا ترے انعام سے / پیدا اور رسیدہ ہیں تیرے ہی
گر کروں فریاد میں کس تلخ سے / خاک اس اجزا پہ سو سو بار پڑے
دست شیریں تیرا ہے لذت بھرا / خربزہ میں کیسی تلخی چھوڑتا
بس محبت سے ہو شیریں تلخیاں / اور محبت سے ہو تانبا زرفشاں
اور محبت ہی سے صافی درد ہو / اور محبت ہی شافی درد ہو
اور محبت ہی سے کانٹا گل بنے / اور محبت ہی سے سرکہ مل بنے
اور محبت ہی سے ہووے تخت دار / اور محبت ہی سے اشتر ہووے یار
اور محبت سے ہو زندان بوستاں / بے محبت سے ملے آتش فشاں
اور محبت ہی سے ہووے نار نور / اور محبت ہی سے ہووے دیو حور
اور محبت ہی سے ہو روغن سنگ ہو / بے محبت موم آہن رنگ ہو
اور محبت سے الم شادی ہے / اور محبت سے ہو غول ہادی ہو
اور محبت ہی سے ہووے نیش نوش / اور محبت ہی سے ہووے شیر موش
اور محبت سے مرض ہووے صحت / اور محبت سے غضب رحمت بنے
اور محبت ہی سے مردہ زندہ ہو / اور محبت ہی سے سلطاں بندہ ہو
یہ محبت بھی نتیجہ عقل ہے / لاف کو کب بیٹھے ایسے تخت پر
عقل ناقص عشق یہ کب کر سکے / ہے وہ ناقص عشق صورت جو کہ ہو
رنگ بس صورت پہ مائل کا دیکھا / یار کا آواز سیٹی سے سنا
عقل ناقص جانے کب اس فرق کو / اسلئے خورشید جانے برق کو
جو کہیں ملعون ناقص کو رسول / اس سے ہے تاویل نقصان عقول
کیونکہ ناقص تن لیے آیا رحم ہے / نہ ہے لعنت لائق اب مرحوم کے
کیونکہ نقص عقل بیماری بری / لعنت و دوری سزا اسکی ہوئی
عقل کی تکمیل نہ کچھ دور ہے / جسم کی تکمیل بے مقدور ہے
کفر فرعون دشمنی کا ران / عقل کے نقصان سے آئی جہاں

اردو	اردو	فارسی	فارسی
بے نشی ہے نقص تن کے واسطے	ما علی الاعمی حرج قرآن میں ہے	بہر نقصان بدن آمد فرسخ	در جسد کہ ما علی الاعمی حرج
برق فانی ہوتی ہے اور بیوفا	فانی کب باقی کو جانے بے صفا	برق آفل باشد و بس بے وفا	آفل از باقی ندانی بے صفا
برق ہنستی ہے تو کس پر ہنستی ہے	اس پہ جو نور اسکی پر فریفتہ ہو	برق خندد بر کہ می خندد بگو	بر کسی کہ دل نہد بر نور او
نے ہے باقی نور برق پیش رب	خل لا شرقی ولا غربی ہے کب	نورہا برق ہر بے و پیہ است	آن چو لا شرقی ولا غربی کجاست
برق کو خود یخلف الابصار جان	نور باقی کو تو کل الابصار جان	برق را تو یخلف الابصار دان	نور باقی را ہمہ الابصار دان
گھوڑا دوڑا کف دریا پے جا	خط کا پڑھنا نور باقی میں دلا	بر کف دریا فرس را راندن	نامہ را در نور برقی خواندن
حرص سے انجام کو نہ دیکھنا	عقل و دل پر اپنے ہنسنا ہے سدا	از حریصی عاقبت نادیدن است	بر دل و بر عقل خود خندیدن است
عاقبت بینی خواص عقل ہے	عاقبت بینی نہ ہووے نفس سے	عاقبت بین است عقل از خاصیت	نفس باشد کو نہ بیند عاقبت
عقل جو مغلوب نفس ہو نفس ہو	مشتری تحت الزحل ہو نحس ہو	عقل کو مغلوب نفس او نفس شد	مشتری ماتحت زحل شد نحس شد
تو نظر اس نحس پن میں پھیر دے	اسکی جانب نحس جو تجکو کرے	ہم درین نحسی بگردان این نظر	در کسی کہ نحس کردت در نگر
وہ نظر کہ دیکھے اس حرکات کو	نحس پن کو چھوڑ دے اور کل سعد کو	آن نظر کہ بنگرد این جزر و مد	او ز نحسی سوی سعدی نقب زد
اسلئے اک حال سے دے اور حال	ضد کو ضد پیدا کرے بعد از زوال	زان ہمی گرداند حال بحال	ضد بضد پیدا کنان در انتقال
عسر سے جبتک نہ دیکھے خوف تو	یسر سے کب پائے تو پھر لطف کو	تا کہ از عسرت کہ بینی خوف یا	گر ز یسر باز یابی لطف را
تا کہ تجکو خوف دے ذات الشمال	لذت ذات الیمین پائے رجال	تا کہ خوفت زاید از ذات الشمال	لذت ذات الیمین یرجی الرجال
جبتلک دو پر نہو مرغ اک پرا	ہو سکے اڑنے سے وہ عاجز سدا	تا دو پر باشی کہ مرغ یک پرہ	عاجز آمد از پریدن ای سرہ
یا مجھے تو چھوڑ دے تا چپ رہوں	یا اجازت دے کہ تا بالکل کہوں	یا رہا کن تا نیایم در کلام	یا بدہ دستور تا گویم تمام
گر نہ یہ چاہے نہ وہ حکم ہے ترا	کون کیا جانے کہ پھر مقصد ہے کیا	ور نہ این خواہی نہ آن فرمان تراست	کس نداند جز ترا مقصد کجاست
جان ابراہیم ہو تا نور سے	تا زمین دیکھے قصور و حور سے	جان ابراہیم باید تا بنور	بیند اندر نار فردوس و قصور
مہر و مہ تک سیڑھی سیڑھی چڑھ جائے	تا نہ قیدی مثل حلقہ در رہے	پایہ پایہ بر رود بر ماہ و خور	تا نماند ہمچو حلقہ بند در
جون خلیل اللہ فلک سے بالیقین	گذرے بولے لا احب الآفلین	چون خلیل از آسمان ہفتمین	بگذرد کہ لا احب الآفلین
یہ جہان تن کا غلط انداز ہے	پر سوا اسکے جو شہوت سے بچے	این جہان تن غلط انداز شد	جز مر آنرا کو ز شہوت باز شد
باقی قصہ غلام سلطان کے	حاسدون کا اور حقیقت انکی	تتمہ قصہ حاسدان بر غلام	سلطان و حقیقت آن
ہے یہ قصہ امیر و شاہ کا	خاص بندہ پر حسد جو کیا	قصہ شاہ و امیران و حسد	بر غلام خاص و سلطان خرد
کھینچا بانی سے رہا دور اب کلام	پھر الٹ تو اور کر اسکو تمام	دور ماند از جر جرار کلام	باز باید گشت کرد آنرا تمام
باغبان ملک با اقبال بخت	کیون درختون سے بتا اک درخت	باغبان ملک با اقبال بخت	چون درختی را نداند از درخت

وہ درخت تلخ والائق رد کہ ہے | وہ درخت اک سات سو کے مثل ہر
مرتبہ میں کب برابر ہووے آہ | چشم آخربین سے دیکھ جو کہ شاہ
اُن درختوں کا نتیجہ کیا ثمر | گرچہ انساں آتے ہیں ہر دم نظر
شیخ جو منظر بنور اللہ ہوا | اول و آخر سے بس آگہ ہوا
چشم مربین بند کو لی بہر حق | چشم آخربین کو کھولا با سبق
وہ حسود اب ہو گئے ہیں بدرخت | اصل مار اور ہو گئے ہیں تیرہ بخت
ڈالتے جوش حسد سے جھاگ تھے | مکر کی پنہان لگاتے آگ تھے
تا غلام خاص کو کشتہ کریں | اور جڑ اسکی جہانسے کھود دیں
کب ہو فانی جان اسکی شاہ پر | عصمت اللہ میں وہ جڑ رکھے
شاہ بھید اسکے سے جو واقف ہوا | مثل بوبکر ربابی چپ رہا
اور تماشائی دل بد اصل سے | تھا بجاتا تالیاں مکار بے
مکر کرتی ہے یہ قوم حیلہ ساز | تا کہ بیہوشی مین ڈالے شہ کو
تھا عظیم الشان وہ شاہ کا اثر | کب پڑے بیہوشی میں وہ اوحران
گانٹھتے تھے جال شہ کیواسطے | سیکھے آخر یہ تدبیر اس سے تھو
ہو وہ بد شاگرد جو استاد سے | ہمسری کا آگے بس دعوی کرے
کونسا استاد استاد جہان | جسکے آگے ایکساں ظاہر نہان
کیونکہ وہ منظر بنور اللہ ہوا | پردہ ہای جہل کو پارہ کیا
جوں پھٹی کملی دل سوراخ سے | پردہ باندھے آگے اس استاد کے
سو دہن سے پردہ ہنستا اسکے | اور دہن ہر ایک چاک اسپر ہے
کہوے وہ استاد اس شاگرد کو | سست وفا سیری مین کم کرے جو
مجکو مت جانے تو استاد اپنا | تیرہ دل شاگرد خود سا کر شمار
جان و دل کو تیری مجھ سے بار ہی | آب جاری تجھ مین ہر مجھ سے ہی
کارگہ قسمت کا تیری دل مرا | کسلیے یہ کارگہ توڑے بھلا
تو کہے اس سے محبت ہے نہان | ہے ہر روزن دلسے دلیل اک عیاں
آخرش روزن سے دیکھی تیری مکر | دل گواہی دیکہ تیرا ذکر

آن درختی را کہ تلخ و زرد بود | وان درختی کش یکی مقصود بود
کے برابر دارد اندر مرتبت | چون ببیندشان بچشم عاقبت
کان درختان را نہایت چیست بر | گرچہ یکسانند این دم در نظر
شیخ کو منظر بنور اللہ شد | از نہایت وز نخست آگاہ شد
چشم آخربین ببست از بہر حق | چشم آخربین گشاد اندر سبق
آن حسودان بد درختان بودہ اند | تلخ گوہر شوربختان بودہ اند
از حسد جوشان و کف میریختند | در نہانی مکرہا انگیختند
تا غلام خاص را گردن زنند | بیخ او را از زمانہ بر کنند
چون شود فانی چو جانش شاہ بود | بیخ او در عصمت اللہ بود
شاہ از اسرارشان واقف شدہ | ہمچو بوبکر ربابی تن زدہ
در تماشای دل بدگوہران | میزدی خنبک بر آن کوزہ گران
مکرہا سازند قومی حیلہ مند | تا کہ شہ را در فقاعی افگنند
پادشاہی بس عظیم و بیکران | در فقاعی کی بگنجد ای خران
از برای شاہ دامی دوختند | آخر این تدبیر ازو آموختند
نحس شاگردی کہ با استاد خویش | ہمسری آغازد و آید بہ پیش
با کدام استاد استاد جہان | پیش او یکسان ہویدا و نہان
چشم او منظر بنور اللہ شدہ | پردہ ہای جہل را خارق بدہ
از دل سوراخ چون کہنہ گلیم | پردہ بندد بہ پیش آن حکیم
پردہ میخندد برو با صد دہان | ہر دہان گشتہ اشکافی بر آن
گوید آن استاد مر شاگرد را | ای کم از سگ نیستت با من وفا
خود مرا استاد گیر آہن گسل | ہمچو خود شاگرد گیر و کوردل
از منست یاری است در جان و تنت | بی منت آبی نمیگیرد روان
پس دل من کارگاہ بخت تست | چہ شکنی این کارگاہ ای نادرست
گوئیش پنہان زنم آتش زنہ | نی بقلب از قلب باشد روزنہ
آخر از روزن ببیند فکر تو | دل گواہی میدہد زین ذکر تو

تیرے منہ پر نے کرم سے کچھ کہے	جو سنے ہنس کر کہے آرے بلے	لیک در رویت ز نال از کرم	هر چه گوئی خنده گوید نعم
چاپلوسی پر نہ وہ اسکی ہنسے	حیلہ سازی پر وہ اسکی ہو ہنسے	او نمی خندد ز ذوق مالشت	او همی خندد بر آن اندیشه‌ات
مکر کی بس مکر ہوتی ہے جزا	کوزہ زن بس کوزہ کھائیگا سزا	پس خدایی را خدایی شد جزا	کاسه زن کوزه بخور اینک سزا
تجھ سے گر کریا وہ خوش ہوکر ہنسی	پھول کھلتے سیکڑون تجھ مین ابھی	در بری با تو ز یا خنده رضا	صد هزاران گل شگفته مر ترا
جبکہ دل راضی عمل پر اسکا ہی	آفتاب آیا عمل مین جان لے	چون دل او در رضا آرد عمل	آفتابی دان که آید در حمل +
غنچہ بھی ہنس کھلے اور کبھی بہار	کبھی شگوفہ پیدا ہو کبھی سبزہ زار	زو بخندد هم بهار و هم نهار	در هم آمیزد شکوفه و سبزه زار
جو نجانے تو بہار اور کبھی خزان	رمز کب ہنسنے ہمرکی ہو عیان	چون ندانی تو خزان را از بهار	چون بدانی رمز خنده در شمار
پس ہزاران بلبل و قمرے نوا	کرتے ہین اندر جہان بینوا	صد هزاران بلبل و قمری نوا	افگنند اندر جهان بینوا
برگ روح اپنی کو جو زرد و سیاہ	دیکھیو تو کیون نہ جانے خشم شاہ	چونکه برگ روح خود زرد و سیاه	می بینی چون ندانی خشم شاه
آفتاب شاہ با برج عتاب	رو سیہ کرتا ہے و امثل کتاب	آفتاب شاه در برج عتاب	میکند روها سیه همچون کتاب
اس عطارد کا ورق ہر سیر جان	ہے سیاہی و سفیدی امتحان	آن عطارد را ورقها جان ماست	آن سفیدی و سیه میزان ماست
لکھتا پھر فرمان سرخ و سبز ہے	چھوٹین تا اور دل سیہ حجر ہے	باز منشوری نویسد سرخ و سبز	تا رهند ارواح از سودا و عجز
جو کہ سبز و سرخ ہے نسخہ بہار	ہیون خط قوس قزح کا اعتبار	سرخ و سبز وافتاد نسخهٔ نوبهار	چون خط قوس قزح در اعتبار
ایک قصہ اس معانی مین سنو	تا کہ حصہ ایک تم معنی سے لو	اندرین معنی بشنو تو قصه	تا بیابی از معانی حصه
رحمت حق ہو جو بلقیس سے	عقل سو مردون کی دی اللہ نے	رحمت صد تو بر آن بلقیس باد	که خدایش عقل صد مرد داد
قصہ تعظیم سلیمان کا بلقیس کے دل مین صورت حقیر ہدہد سے		عکس تعظیم سلیمان در دل بلقیس از صورت هدهد	
ایک ہدہد نامہ لایا اور نشان	اس سلیمان کے کئی اسنے بیان	هدهدی نامه بیاورد و نشان	از سلیمان چند حرفی با بیان
پس پڑھے اسنے وہ نکتے عقل	اور حقارت سے نہ دیکھا بارسول	خواند او آن نکته‌های با شمول	در حقارت ننگرید اندر رسول
چشم نے ہدہد و عنقا جان نے	دل نے دریا حس نے کف دیکھا ابھی	چشم هدهد دید و جان عنقاش دید	حس چو کف دید و دل دریاش دید
عقل حس کے ساتھ اس رنگ سے	جون محمد لڑتے بوجہلون سے ہی	عقل با حس زین طلسمات دو رنگ	چون محمد با ابوجهلان بجنگ
کافرون نے دیکھا احمد کو بشر	اور نہ دیکھا اس سے وانشق القمر	کافران دیدند احمد را بشر	چون ندیدند ازو انشق القمر
خاک ڈال اس دیدۂ حسی پہ تو	عقل کا ہی دیدۂ حسی عدو	خاک زن بر دیدهٔ حس بین خویش	دیدهٔ حس دشمن عقل است و کیش
دیدۂ حسی کو اندھا حق کہے	بت پرست اور اپنا ضد مطلق کہے	دیدهٔ حس را خدا اعماش خواند	بت پرستش خواند و ضد ماش خواند
اسنے کف دیکھا نہ دیکھا بحر کو	آج کو دیکھا نہ کل کے دہر کو	زانکه او کف دید و دریا را ندید	زانکه حالی دید و فردا را ندید
آج و کل کا جو ہے خواجہ اور شاہ	گنج کو وہ دیکھتا ہے نے ذرا	خواجهٔ فردا و حالی پیش او	او نمی بیند ز گنجی جز یسیر

ذرہ‌ای زان آفتاب آرد پیام / آفتاب آن ذرہ را گردد غلام
قطرہ‌ای کز بحر وحدت شد سفیر / ہفت بحر آن قطرہ را باشد اسیر
گر کف خاکی شود چالاک او / پیش خاکش سر نہد افلاک او
خاک آدم چونکہ شد چالاک حق / پیش خاکش سر نہد املاک حق
السماء انشقت آخر از چہ بود / از یکی چشمی کہ خاکی برگشود
خاک از دردی نشیند زیر آب / خاک بین کز عرش بگذشت از شتاب
آن لطافت پس بدان کز آب نیست / جز عطای مبدع وہاب نیست
گر کند سفلی ہوا و نار را / ور ز گل او بگذراند خار را
حاکم است و یفعل اللہ ما یشاء / کو ز عین درد انگیزد دوا
گر ہوا و نار را سفلی کند / تیرگی و دردی و ثقلی کند
ور زمین و آب را علوی کند / راہ گردون را بپا مطوی کند
نیست کس را زہرہ تا گوید کہ چون / پس جگرہا کاندرین رہ گشت خون
پس یقین شد کہ تعز من تشاء / خاکئی را گفت پرہا برگشا
آتشی را گفت رو ابلیس شو / زیر ہفتم خاک با ابلیس شو
آدم خاکی برو تو بر سہا / ای بلیس ناری برو تا تحت ثرا
چار طبع و علت اولی نیم / در تصرف دایما من باقیم
کار من بی علت و مستقیم / ہست تقدیرم نہ علت ای سقیم
عادت خود را بگردانم بوقت / این غبار از پیش بنشانم بوقت
بحر را گویم کہ ہین پر نار شو / گویم آتش را کہ رو گلزار شو
کوہ را گویم سبک شو ہمچو پشم / چرخ را گویم فرو در پیش چشم
گویم ای خورشید مقرون شو بماہ / ہر دو را سازم چو دو ابر سیاہ
چشمۂ خورشید را سازیم خشک / چشمۂ خون را بفن سازیم مشک
آفتاب و مہ چو دو گاو سیاہ / یوغ بر گردن ببندد شان الہ

ذرہ اس خورشید سے لائے پیام / ہو وہ خورشید ذرہ کا غلام
قطرہ جو وحدت کے دریا سے چلا / ساتوں دریا اسکے تابع ہوں سدا
خاک یا چالاک اسکی ہووے گرد / پیش خاک اسکی رکھیں افلاک سر
خاک آدم ہوئی جو چالاک خدا / پیش خاک اسکے ملک نے سر رکھا
السماء انشقت آخر کیا ہے / اک نظر سے اسکی ناگہ پھٹ گیا
خاک تو تلچھٹ سے بیٹھی زیر آب / دیکھ یہ خاک عرش پر جا پہنچی شتاب
وہ لطافت پس نہ جانو آب سے / بل عطاے مبدع وہاب سے
گر کرے سفلی ہوا و نار کو / ور وہ گل سے بڑھائے خار کو
ہے وہ حاکم یفعل اللہ ما یشا / عین بیماری کو وہ کر دے دوا
گر ہوا و نار کو سفلی کرے / کالا گدلا اور وہ بھاری کرے
گر زمین و آب کو علوی کرے / راہ گردون طے کرے وہ پانو سے
کس کو طاقت ہے کہے یہ کیونکہ ہو / پس جگر اس راہ میں خون ہو گئے
پس یقین ہو کہ بغیر من تشا / سوئے خاکی کو پروں کو کر کشا
بولا آتش کو کہ جا ابلیس ہو / پست زمین کے نیچے با ابلیس ہو
آسماں پر آدم خاکی تو جا / اے بلیس ناری جا تو تا ثرا
چار طبع و علت اولے میں نہیں / اور تصرف میرا کل آفاق میں
کام بے علت ہے میرا سب سہی / اور نہیں تقدیر علت سے مری
عادت اپنی کو میں پھیروں وقت پر / یہ غبار روندھاؤں وقت پر
میں کہوں دریا کو اب تو نار ہو / میں کہوں آتش کو جا گلزار ہو
میں کہوں کوہ کو ہو سبک تو مثل بال / میں کہوں گردوں کو [illegible] ہلال
میں کہوں خورشید ہو مہ کے ساتھ / اور کروں دونوں کو جوں ابر سیاہ
چشمۂ خورشید کو کر دوں میں خشک / چشمۂ خوں کو کروں میں فن سے مشک
مہر و مہ میں مثل دو گاو سیاہ / یکتا ہل ہے انکی گردن پر الہ

انکار کردن فلسفی در آیۂ ان اصبح ماءکم غورا

انکار کرنا فلسفی کا اس آیہ سے ان اصبح ماءکم غورا

مقری می‌خواند از روی کتاب / ماءکم غورا ز چشمہ بندم آب

پڑہتا تھا اک قاری اک آیۂ کتاب / ماءکم غورا کہ کردوں بند آب

مین زمین آگ کو پنہان کرون ۔ اور چشمونکو مین خشکستان کرون
آب پھر چشمہ مین لائے کون جا ۔ مجھ سوا بے مثل باخوف و رجا
فلسفی منطقی اک بس ذلیل ۔ گذر کتب کی طرف سے با دلیل
جو سنی یہ آیت اسنے زور سے ۔ یہ کہا مین لاؤن پانی کھود کے
ساتھ تیزی تبر زخم کدال ۔ آب کو نیچے سے مین لاؤن نکال
شب کو سویا دیکھا اک مرد خدا ۔ اک طمانچہ اسنے مارا اندھا کیا
بولا ان دو چشمۂ چشمون سے تو ۔ لا تبر سے توڑ کر صادق ہے تو
جو اٹھا تو پایا اندھا آپ کو ۔ نور آنکھون کا نہ پایا دوستو
کرتا استغفار اور روتا اگر ۔ دوگیا نور آتا اسکا سر بسر
پر استغفار اپنے دست ہے ۔ ذوق توبہ کیا گزک ہر مست ہے
زشتی اعمال نے اسکے اخی ۔ راہ توبہ دل پہ اسکے بند کی
اعتقاد و عجز ابراہیم سے ۔ امر مشکل ہوگیا ممکن ہے سے
ایسے ہی برعکس انکار اسکے سی ۔ زر کو تانبا جنگ صلح کو کرے
دل ہوا سختی سے مثل سنگ کر ۔ کیسے پھاڑے توبہ کھیتی کے لئے
چون شعیب اب کون کھیتی کرگر ۔ جو دعا سے کوہ کو مٹی کرے
یا مقوقس نے جو حضرت سے کہا ۔ سخت تھا پھر قابل کھیتی ہوا
یہ دعائیں کہربائے مسخ ہے ۔ سنگ سخت اک خاک قابل کو کرے
سجدہ ہر دل کا نہین دستور ہی ۔ مزد رحمت کی نہ ہر مزدور کے
اس بھروسہ پر نہ کر جرم و گناہ ۔ کہ کرون توبہ و پھر پاؤن پناہ
آب و تاب اک چاہئے توبہ کو بس ۔ ابر و بجلی شرط ہے توبہ کو بس
آگ پانی چاہیے بس میوہ کو ۔ ابر و بجلی ہے ضرور اس شیوہ کو
ہو نہ جبتک برق دل اور آب چشم ۔ کب بجھے آتش غضب کی اور خشم
جبتلک گریان نہو ابر سیاہ ۔ جبتلک خندان نہو وہ برق آہ
کب ہو پیدا سبزۂ ذوق وصال ۔ کب ہو جاری چشمۂ آب زلال
کب گلستان بھید کھولے باچمن ۔ کب بنفشہ عہد باندھے یاسمن

آب را در غورہا پنہان کنم ۔ چشمہا را خشک و خشکستان کنم
آب را در چشمہ کہ آرد دگر ۔ جز من بے مثل با فضل و خطر
فلسفی منطقی مستہان ۔ میگذشت از سوی مکتب آن زمان
چونکہ بشنید آیہ او را ناپسند ۔ گفت آریم آب را با کلند
ما بزخم بیل و تیزی تبر ۔ آب را آریم از پستی زبر
شب بخفت و دید او یک شیرمرد ۔ زد طپانچہ ہر دو چشمش کور کرد
گفت زین دو چشمۂ چشم ای شقی ۔ با تبر نوری بیار از صادقی
روز برجست و دو چشمش کور دید ۔ نور فائض از دو چشمش ناپدید
گر بنالیدی و مستغفر شدی ۔ نور رفتہ از کرم ظاہر شدی
لیک استغفار ہم در دست نیست ۔ ذوق توبہ نقل ہر سرمست نیست
زشتی اعمال و شومی جحود ۔ راہ توبہ بر دل او بستہ بود
از نیاز و اعتقاد آن خلیل ۔ گفت ممکن امر صعب و مستحیل
ہمچنین برعکس آن انکار مرد ۔ مس کند زر را و صلح را نبرد
دل بسختی ہمچو روی سنگ گشت ۔ چون شکافد توبہ آنرا بہر کشت
چون شعیبی کو کہ تا او از دعا ۔ بہر کشتن خاک سازد کوہ را
یا بدریوزہ مقوقس از رسول ۔ سنگلاخی مزرعی شد با اصول
کہربای مسخ آمد این دعا ۔ خاک قابل را کند سنگ و حصا
ہر دلی را سجدہ ہم دستور نیست ۔ مزد رحمت قسم ہر مزدور نیست
ہین بہ پشتی آن مکن جرم و گناہ ۔ کہ کنم توبہ در آیم در پناہ
می بباید تاب و آبی توبہ را ۔ شرط شد برق و سحابی توبہ را
آتش و آب بباید میوہ را ۔ واجب آید ابر و برق این شیوہ را
تا نباشد برق دل و آب دو چشم ۔ کی نشیند آتش تہدید و خشم
تا نباشد گریۂ ابر از مطر ۔ تا نباشد خندۂ برق ای پسر
کی بروید سبزۂ ذوق وصال ۔ کی بجوشد چشمہا از آب زلال
کی گلستان راز گوید با چمن ۔ کی بنفشہ عہد بندد با سمن

[illegible]

اردو	اردو	فارسی	فارسی
کب چنار اب ہاتھ کھولے یاد ما	کب درختوں سے جھڑیں یہ میوہا	کے چنارے کف گشاید در دعا	کے درختے بر فشاند میوه ها
کب شگوفہ آستین بہر نثار	جھاڑ یا کرے ایام بہار	کے شگوفه آستین پر نثار	بر فشاندن گیرد ایام بهار
کب ہوا ایسی مثل خوں کرے	اک گلاب اپنی زر افشانی کرے	کے فرو دلاله را یخ همچون خون	کے گل از کیسه بر آید زر برون
کب ہو دانا بلبل ہر گل بو کرے	اک جوں طالب فاختہ کو کو کرے	کے بیاید بلبل و گل بو کند	کے چو طالب فاخته کوکو کند
کب سے لک لک کسی ہر یک سنائے	الک سے کیا الملک لک استعان	کے بگوید لک لک آن لک لک بجان	لک چه باشد ملک لک یا مستعان
کب دکھائے خاک دل کے بھید کو	کب ہے سال حرج لستان سرسبز ہو	کے نماید خاک اسرار ضمیر	کے شود چون آسمان بستان منیر
پھر کہاں سے لائے ہیں یہ حلہ ہا	ہیں کریم و رحیم کلھا	از کجا آورده اند این حله ها	من کریم من رحیم کلها
وہ لطافت شاہد کی ہیں نشاں	دم بدم ہیں سیر کرتے فرمان بر	آن لطافت ها نشان شاهدیست	کہ بہر ساعت دو صد عاشق دری
جسنے حق دیکھا نشانی سے ہو خوش	اور جسنے دیکھا ہو گئے وہ بیہوش	آن شود شاد از نشان کو دید شاه	چون ندید او را نباشد انتباه
روح اسکی جسنے کہ ہنگام الست	رب کو دیکھا اور ہوئی بیخود و مست	روح آنکس کو بهنگام الست	دید رب خویش و شد بیخویش و مست
بو سے وہ جانے جسے کھائی ہی	جو نہ کھائے مے کو جانے کیا ہے شی	او شناسد بوی مے کو مے بخورد	چون نخورد او می چه داند بوی کرد
کیونکہ حکمت مثل ناقہ گم کے ہے	مثل دلالوں کے شہ کو راہ دے	زانکه حکمت همچو ناقه ضاله است	همچو دلاله شهان را داله است
خواب میں اک خوش لقا تجھکو کہے	تجھ سے وعدہ وہ کرے اور دے	تو ببینی خواب در یک خوش لقا	کو دهد وعده نشانه مر ترا
ہو مرادیں پوری یہ اسکی نشاں	کہ تیرے سر پہ آئے کل فلاں	که مراد تو شود اینک نشان	که بپیش آید ترا فردا فلان
اک نشان ہے یہ کہ وہ ہو سوار	اک نشاں ہے یہ سمجھ لے در کنار	یک نشانه آنکه او باشد سوار	یک نشانه که ترا گیرد کنار
اک نشان ہے یہ ہنسے آکر ترے	اک نشان ہے ہاتھ دے آگے ترے	یک نشانه که بخندد پیش تو	یک نشان که دست بندد پیش تو
اک نشان یہ خواب ارادہ ہوا	تو کسی سے کل کو مت کہنا دا	یک نشانه آنکه این خواب از هوا	چون شود فردا نگوئی پیش کس
ان نشانوں سے زکریا کو کہا	تین دن ہرگز نہ کہنا کچھ بھلا	آن نشان با والد یحیی بگفت	که نیائی تا سه روز اصلا بگفت
تنک وہ بے تیں شب تو چپ ہو	یہ نشان ہے سمجھے پیدا تیرے ہو	تا سه شب خامش کن از نیک و بد	این نشان باشد که یحیی آید
تین دن ہرگز نہ کر کچھ بیان	ہے ترا چپ رہنا الفت کا نشاں	دم مزن سه روز اندر گفتگو	که سکوت است آیت مقصود تو
یہ نشاں ہرگز نہ کہنا تو کبھی	بات یہ تو دل میں رکھنا مختفی	هین میاور این نشان را تو بگفت	این سخن را دار اندر دل نهفت
وہ کبھی ایسے نشان شیریں تجھے	کیا ہیں یہ بل سیکڑوں تجھ سے کہے	این نشانها گوید همچون شکر	این چه باشد صد نشانهای دگر
یہ نشاں وہ ہیں کہ ملک جاہ کو	ڈھونڈھے تو اور پائے تو اللہ سے	این نشان آن بود کان ملک و جاه	که همی جوئی بیابی از اله
وہ کہ ساری رات بس روتا ہے تو	وہ کہ تا وقت سحر جلتا ہے تو	وانکه میگریی به شبهای دراز	وانکه میسوزی سحرگه در نیاز
وہ کہ دن بے اسکے تیرہ ہے ترا	اور گھل گھل کر تو موں نکلا بنا	آنکه بی آن روز تو تاریک شد	همچو دوکی گردنت باریک شد

[illegible]

تو وہ کرتا تھا و یا سب نے کمات | جون زکات پاکبازان باجات
اور دیا سامان و خواب و رنگ و بو | سر کیا قربان ہوا تو مثل مو
آگ مین بیٹھا بہت تو مثل عود | تیغ کے آگے گیا تو مثل خود
اسطرح عشاق کی ہر سو ہزار | عجز کی عادت تھی اسکا شمار
خواب مین دیکھا تھا تونے جو کہ کل | چند گذرے آرزو مین ہم اسکے سال
جو کہ پھیر خواب وہ او دن ہوا | دل ترا امید سے خوشتر ہوا
چشم اپنی پھیر تو گرد جہان | وہ نشان ... وہ علامت ہو کہان
مثل بیدون کے لگے تو کانپنے | کہ یہ دن گذرے نشانی کچھ ملے
ہر گلی مین ڈھونڈتا پس تو پھرے | جون کسی کی گائے کا بچہ ملے
خیر ہے خواجہ تو پھر کیون ڈھونڈتا | کیا تو رکھتا تھا کہ وہ گم ہو گیا
تو کہے ہے خیر لیکن میری خیر | کسکو طاقت ہے کہ جانے بجز غیر
گر کہون نہین یہ نشان ہو جائے فوت | جو نشان ہو قوت بس ہر میری قوت
تو کہے ہے یکتا ہر اک تند سوار | کہوے مجکو بہت تکے دیوانہ وار
تو کہے صاحب مرا گم ہو گیا | ڈھونڈنے نکلا ہون سے مین جابجا
اے سوار اب رشیر تیرا ہو سوار | رحم کر عشاق پر سست ہو خفا
جو طلب کوشش سے کی آیا نظر | کب ہو کوشش مین خطا یہ ہم
ناگہان آیا سوار اک نیک بخت | اور لیا تجھ کو بغل مین اشک سخت
تو گرا بیہوش ہو کر خاک سے | بیخبر کہوے ترا یہ مکر ہے
کیا وہ جانے ہم سین یہ کیا شور ہے | اور نشان وصل وہ کسکا رکھو
ہر کسی کو پہنچا ہر اس سے اک نشان | شخص کو جان کو ملے ہر ایک جان
جسطرح مچھلی کے آگے آئے آب | یہ نشان ہر تلک آیات الکتاب
جسنے دیکھا اسکی نسبت ہر نشان | دوسرون کو یہ نشان کب ہو عیان
وہ نشان کہ ہین وہ رون انبیا | خاص دو جان جائے جو ہوا غنیا
بات یہ ناقص رہی ہون بیقرار | اور نہین جرات کہ ہین عاشق ہین
کب کوئی بس گن سکے ذرات کو | خاص جو کہ عشق سے بے عقل ہو

وانکہ دادی آنچہ داری در زکات | چون زکات پاکبازان باجات
رختہا دادی و خواب و رنگ و رو | سر فدا کردی و گشتی ہمچو مو
چند در آتش نشستی ہمچو عود | چند پیش تیغ رفتی ہمچو خود
زین چنین بیچارگی با صد ہزار | خوئے عشاق ست نابد شمار
چونکہ اندر خواب دیدی حالہا | آنکہ بودی آرزویش سالہا
چونکہ شب آن خواب دیدی روز شد | از امیدان دولت بیرون شد
چشم گردان کردہ بر چپ و راست | کان نشان و آن علامتہا کجاست
بر مثال برگ می لرزی کہ وائے | گر رود در روز نشان تا پسائے
می دوی در کوئی و بازار و سرا | چون کسے کو گم کند گوسالہ را
خواجہ خیرست این دوادو چیست | گم شدہ اینجا کہ داری کیست
گوئیش خیرست لیکن این خیرمن | کس نشاید کہ بداند غیر من
گر بگویم پس نشانم فوت شد | چون نشان شد فوت وقتم مرگ شد
بنگری در روئے ہر مردے سوار | گویدت منگر مرا دیوانہ وار
گوئیش من صاحبے گم کردہ ام | رو بجستجوے او آوردہ ام
دولت پایندہ بادا اے سوار | رحم کن بر عاشقان معذور دار
چون طلب کردی بجد آمد نظر | جد خطا نکند چنین آمد خبر
ناگہان آمد سوارے نیکبخت | پس گرفت اندر کنارت سخت سخت
تو شدی بیہوش و افتادی بخاک | بیخبر گفت انیست سالوس و نفاق
او چہ می بیند در این شور نیست | او نداند کان نشان آن کیست
ہر زمان کز دیدہ نشان میرسد | شخص را جانے بجانے میرسد
ماہی بیچارہ را پیش آمد آب | این نشانہا تلک آیات الکتاب
این نشان در حق او باشد کہ دید | آن دگر را کی نشان آید پدید
پس نشانیہا کہ اندر انبیاست | خاص آن جان را بود کو آشناست
این سخن ناقص بماند و بیقرار | دل ندارم بیدلم معذور دار
ذرہ‌ہا را کی تواند کس شمرد | خاصہ آن کو عشق از وی عقل برد

کہتا ہوں میں ہر گیاہ باغ کو / کہتا ہوں میں بانگ کبک و زاغ کو
کہہ نہیں سکتا ولیکن میں کھولا / بس ہدایت کر گئے امر و فنون
شمس کیوان اور سعد مشتری / گر گئے تو حصر کب ہوا اے اخی
پر کلام دونوں کے بعض آثار سے / تشریح کرنے ضرر کے واسطے
تاکہ ہو آثار معلوم قضا / اہل سعد و نحس کو اس سے ذرا
جس کسی کا طالع ہووے مشتری / وہ رہے خوش اور کرے وہ سروری
جسکا طالع ہو زحل ہر شر سے وہ / ہر امر میں چاہیے محتاط ہو
گر نہیں کہدوں زحل طالع کو تیز / وہ جلے بیچارہ اسکی آگ میں
بس کر اے بیہودہ اس خورشید سے / دفعتاً آتش نہ بھڑکے اور جلے
اور ستاروں کو جیسا افلاک پے / ... نے نور اسکا پھر ...
جسکے تم ہو ان دو تو وہ کہو / دوسری باتوں سے تو معزول ہو
جنبش اختر ہنر تیار سے / ... شمائل عزیز لطف حق ہے
حکم شد اذکر اللہ کا دیا / مارین نور آنکھ کو دکھلا دیا
بولا پاک اب ہوں تمہارے ذکر سے / اور نہیں لائق ہوں تصویر سے
پر کہیں مشتاق تصویر خیال / پاسکے ہے تیری ذات بے مثال
ذکر جسمانی خیال ناروا / وصف شاہانہ ہے اس کے خوشنما
کہو نہ کسو شہ کو جولاہا نہیں / یہ ہے کیا مدح گر ... نہیں

می شمارم برگہای باغ را / می شمارم بانگ کبک و زاغ را
در شمار اندر نیاید لیک من / می شمارم بہر رشد ممتحن
نحس کیوان یا سعد مشتری / تا اندر حصر اگرچہ بشمری
لیک ہم بعضے ازین ہر دو اثر / شرح باید کرد بہر نفع و ضرر
تا شود معلوم آثار قضا / شمہ مر اہل سعد و نحس را
طالع آن کس کہ باشد مشتری / شاد گردد از نشاط و سروری
وانکہ را طالع زحل از ہر شرور / احتیاطش لازم آید در امور
گر نگویم آن زحل استارہ را / زآتشش سوزد مر آن بیچارہ را
بس کن اے بیہودہ تا زان آفتاب / آتشے ناید بیکبارہ بتاب
از کواکب در سپہر بیکران / دیدہ دستے کو رماند نشان
آنچہ بردارد زبان مشغول شو / وز دگر گفتارہا معزول شو
جنبش اختر نیاید جز عقیم / بر نیارد جز کمان لطف رحیم
اذکر اللہ شاہ ما دستور داد / اندر آتش دیدہ ما را نور داد
گفت اگرچہ پاکم از ذکر شما / نیست لائق مر مرا تصویرہا
لیک ہرگز مست تصویر و خیال / در نیابد ذات ما را بے مثال
ذکر جسمانہ خیال ناقص است / وصف شاہانہ از انہا خالص است
شاہ را گوید کسے جولاہ نیست / این چہ مدح است این مگر آگاہ نیست

مناجات کرنا چرواہے کا درگاہ حق میں بعہد موسیٰ علیہ السلام

دیکھا اک موسیٰ نے چرواہا براہ / کہہ رہا تھا اے خدا و اے الٰہ
تو کہاں ہے میں ترا چاکر ہوں / جوتا سیئوں اور ترے کنگھی کروں
اے خدا قربان تجھ پر میری جان / سب ترے فرزند اور سب خانمان
تو کہاں ہے میں ترے کنگھی کروں / جوتا میں تیری ٹانکوں اور سیئوں
اور جو جوئیں دیکھوں تیرے کپڑوں میں / دودھ آگے تیرے میں لا کر رکھوں
اور تجھے بیماری گر آ جائے پیش / میں ہوں غمخوار تیرا مثل خویش
ہاتھ چوموں پاؤں دابوں ... / سو تو جاوے ... جگہ ...

مناجات کردن شبان با حق تعالیٰ در عہد موسیٰ علیہ السلام

دید موسیٰ یک شبانی را براہ / کو ہمی گفت اے خدا و اے الٰہ
تو کجائی تا شوم من چاکرت / چارقت دوزم کنم شانہ سرت
اے خدائے من فدائے جان من / جملہ فرزندان و خان و مان من
تو کجائی تا سرت شانہ کنم / چارقت را دوزم و بخیہ زنم
جامہ ات دوزم شپشہات کشم / شیر پیشت آورم اے محتشم
ور ترا بیماریے آید بہ پیش / من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
دستکت بوسم بمالم پایکت / وقت خواب آید بروبم جایکت

دیکھ لون مین گر ترا گھر تو مدام — دون جولاہون اور کنگھی مین صبح شام
گر ببینم خانہ ات را من مدام — روغن و شیرت بیارم صبح و شام

ہم پنیر اور روٹیاں بھی روغنین — ہم شراب اور ہریسہ بھی اے نازنین
ہم پنیر و نانہای روغنین — خمرہا و جغرات‌ہای نازنین

بیس ہنگا کر دانا جھین پت صبح شام — امیہ کو لانا اور تجھ کو کھلانا مدام
سازم و آرم بپیشت صبح و شام — از من آوردن ز تو خوردن تمام

بکریان سب میری تیرے ہوں نثار — یاد مین تیری ہو میری ہو وہا
ای فدای تو همه بزهای من — ای بیادت هی هی و هیهای من

اسطرح کہتا تھا چرواہا وہان — بولے موسی کس سے کرتا ہے بیان
زین نمط بیهوده میگفت آن شبان — گفت موسی با کیست این ای فلان

بولا وہ جسنے مجھے پیدا کیا — اور زمین و آسمان برپا کیا
گفت با آنکس که ما را آفرید — این زمین و چرخ ازو آمد پدید

بولے موسی ہائے تو بدتر ہوا — نے مسلمان تو ہوا کافر ہوا
گفت موسی های بس مدبر شدی — خود مسلمان ناشده کافر شدی

کیسی بیہودگی اور کفر ہے — منہ مین اپنے اب روئی ٹھونس کر
اینچہ ژاژست اینچہ کفرست و فشار — پنبه‌ای اندر دهان خود فشار

کفر سے تیرے جہان گندہ ہوا — دین کی دیبا کو گدڑی کر دیا
گند کفر تو جهان را گنده کرد — کفر تو دیبای دین را ژنده کرد

جوتی اور پاتابہ لائق ہے تجھے — کب روا خورشید کو اس طور ہے
چارق و پاتابه لائق مر تراست — آفتابی را چنین‌ها کی رواست

بند کر تو اس بیان سے حلق کو — آگ پیدا ہو جلائے خلق کو
گر نبندی زین سخن تو حلق را — آتشی آید بسوزد خلق را

گر نہ آئی آگ یہ کیون ہے دھوان — دل سیہ مردود کیون جان روان
آتشی گر نامدست این دود چیست — جان سیه گشته روان مردود چیست

گر تو جانے ہے کہ حق ہے داد ور — کیون یہ گستاخی تو کرتا ہے بشر
گر همیدانی که یزدان داورست — ژاژ و گستاخی ترا چون باورست

دوستی بے عقل کی ہے دشمنی — خدمتون سے ایسی اللہ ہے غنی
دوستی بیخرد خود دشمنی است — حق تعالی زین چنین خدمت غنیست

کس سے کہتا ہے چچا ماموں سے تو — جسم حاجت نے صفات اللہ
با که میگوئی تو این با عم و خال — جسم و حاجت در صفات ذوالجلال

دودھ جو پیوے ہو جسے بالیدگی — جوتی وہ پہنے جو حاجت پانو کی
شیر او نوشد که در نشو و نماست — چارق او پوشد که او محتاج پاست

گر یہ بندہ کے لیے ہے گفتگو — جسکو حق فرمائے وہ مین ہون وہ تو
ور برای بنده است این گفتگو — آنکه حق گفت او منست و من خود او

جو کہا انی مرضت لم تعد — مین ہوا بیمار وہ تنہا نہ تھا
آنکه گفت انی مرضت لم تعد — من شدم رنجور او تنها نشد

جو کہ بے یسمع و بے یبصر ہوا — حق مین اس بندہ کے بھی بیہودہ ہے
آنکه بی یسمع و بی یبصر شدست — در حق آن بنده این هم بیهده است

خاص حق کو بے ادب گر کچھ کہے — مردہ دل ہو اور سیہ باطن رہے
بی ادب گفتن سخن با خاص حق — دل بمیراند سیه دارد ورق

فاطمہ گر تو کہے اک مرد کو — مرد و زن گرچہ ہیں ایک ہی جنس تو
گر تو مردی را بخوانی فاطمه — گرچه یک جنس اند مرد و زن همه

مستعد تیری ہلاکت کا ہو وہ — گرچہ خوشخو اور ذی اخلاق ہو
قصد خون تو کند تا ممکن است — گرچه خوشخوی و حلیم و ساکن است

فاطمہ تعریف ہے عورات کی — مرد کو کہوین تو زخم ہو وہ گی
فاطمه مدح است در حق زنان — مرد را گوئی بود زخم سنان

دست و پا سے ہے کہ آسایش ملے — پاکی حق مین ہے آلایش رکھی
دست و پا در حق ما آسایش است — در حق پاکی حق آلایش است

لم یلد و لم یولد اسکو لائق ہے — باپ اور بیٹے کا وہ خلاق ہے
لم یلد لم یولد او را لایق است — والد و مولود را او خالق است

ترجمہ		مثنوی	
جسم کی پیدائیش آئی وصف ہے	جو ہے پیدا جستجو پا تسے رکھی	ہر چہ جسم آید دلالت صفت او	ہر چہ مولود ست او جسم جو
کیونکہ اب دنیائے فانی سے ہے جو	ہے وہ خلق اور جیسا ہے محاورے	آنکہ از کون و فساد ست او مدیر	حادث ست و محدثے خواہ الیقین
بولا ای موسے کیا ستم توسے بد	اس ندامت سے ملا یا تجدید	گفت ای موسے دہانم دوختے	وز پشیمانی تو جانم سوختے
کپڑے پھاڑے اور کھینچی ایک آہ	اور بیابان کی طرف لی اسنے راہ	جامہ را بدرید و آہے کرد تفت	سر نہاد اندر بیابانے و رفت
وحی آنا حق تعالیٰ سے موسیٰ کو بہ عتاب بسبب چرواہے کے		وحی آمدن از حق تعالیٰ بعتاب موسی بجہت شبان	
وحی بھیجی حق نے موسیٰ کو کہا	کیوں جدا بندہ مرا تو نے کیا	وحی آمد سوے موسے از خدا	بندہ ما را چرا کردی جدا
آیا تو ہے وصل کرنے کے لئے	نے تو آیا فصل کرنے کے لئے	تو برائے وصل کردن آمدے	نے برائے فصل کردن آمدے
مبتلا سکا نہ حتی مت کر فراق	ابغض الاشیاء عندی الطلاق	تا توانی پا منہ اندر فراق	ابغض الاشیاء عندی الطلاق
ہر کسی کی ایک خصلت ہم نے کی	ہر کسی کو اصطلاح اک ہم نے دی	ہر کسے را سیرتے بنہادہ ام	ہر کسے را اصطلاحے دادہ ام
اسکے حق میں مدح تیرے حق میں ذم	اسکے حق میں شہد تیرے حق میں سم	در حق او مدح و در حق تو ذم	در حق او شہد و در حق تو سم
اسکے حق میں نور تیرے حق میں نار	اسکے حق میں گل و تیرے حق میں خار	در حق او نور و در حق تو نار	در حق او ورد و در حق تو خار
اسکے حق میں نیک تیرے حق میں بد	اسکے حق میں خوب تیرے حق میں رد	در حق او نیک در حق تو بد	در حق او خوب و در حق تو رد
پاک ہوں پاکی و ناپاکی سے میں	اور گرانجانی و چالاکی سے میں	ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ	از گرانجانی و چالاکی ہمہ
نے کیا پیدا کہ نفع اُن سے لوں	بلکہ اور بندوں پہ بخشش کر سکوں	من نکردم خلق تا سودے کنم	بلکہ تا بر بندگان جودے کنم
ہندیوں کی مدح ہندی اصطلاح	سندیوں کی مدح سندی اصطلاح	ہندیان را اصطلاح ہند مدح	سندیان را اصطلاح سند مدح
انکی تسبیح سے نہ پاکی ہو مجھے	خود ہو پاکی انکو اس تسبیح سے	من نگردم پاک از تسبیح شان	پاک ہم ایشان شوند و درفشان
میں نہ باہر دیکھتا ہوں قال کو	میں تو اندر دیکھتا ہوں حال کو	ما بروں را ننگریم و قال را	ما دروں را بنگریم و حال را
دیکھتا ہوں قلب کو گر ہو خشوع	گرچہ کہتا لفظ ہو وہ بے خضوع	ناظر قلبیم اگر خاشع بود	گرچہ گفت لفظ نا خاضع بود
کیونکہ دل جوہر ہے اور کہنا عرض	پس طفیلی ہے عرض جوہر غرض	زانکہ دل جوہر بود گفتن عرض	پس طفیل آمد عرض جوہر غرض
تو ضمیر اور لفظ یہ کب تک کہو	سوز چاہوں سوز پیدا کر تو لے	چند ازین الفاظ و اضمار و مجاز	سوز خواہم سوز با آن سوز ساز
عشق سے تو جان میں آتش لگا	اور عبارت فکر کو بالکل جلا	آتشے از عشق در جان بر فروز	سر بسر فکر و عبارت را بسوز
موسیا آداب دانا اور ہیں	سوختہ جان اور روانان اور ہیں	موسیا آداب دانان دیگر اند	سوختہ جان و روانان دیگر اند
عاشقوں کا جلنا ہردم ہے روا	آ پڑے گاؤں سے نہیں لیتے خراج	عاشقان را ہر نفس سوزیدنیست	بر دہ ویران خراج و عشر نیست
گر کہے جھوٹ اسکو جو مات کہو	گر لگا ہو خون شہیدوں پر نہ دھو	گر خطا گوید ورا خاطی مگو	گر شود پر خون شہید او را مشو
خون شہید دکھا ہی بہتر ہے	سو صوابوں سے خطا یہ خوب ہے	خون شہیدان را ز آب اولی تر است	این خطا از صد صواب اولی تر است

رسم قبلہ کعبہ کے اندر نہیں ہے	غوطہ زن جوتا نہ رکھے ڈر نہیں	در درون کعبہ رسم قبلہ نیست	چہ غم از غواص را پاچیلہ نیست
رہنمائی ڈھونڈ مت مستوں سے تو	جامہ چاکوں کو نہ فرما تو رفو	تو ز سرمستان قلاوزی مجو	جامہ چاکان را چہ فرمائی رفو
عشق کا مذہب ہے ہر دین سے جدا	مذہب و ملت ہے عاشق کا خدا	ملت عشق از ہمہ دینہا جداست	عاشقان را مذہب و ملت خداست
لعل بے مہری سے ہوتا کم نہیں	عشق کو دریائے غم میں غم نہیں	لعل را گر مہر نبود باک نیست	عشق در دریائے غم غمناک نیست
وحی آئی موسے علیہ السلام پر عذر کرنے کی اس چرواہے کی		وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام از بہر عذر آن شبان	
بعدہ موسیٰ میں اللہ نے نہاں	راز وہ رکھے نہ ہووے جو بیان	بعد ازان در سر موسیٰ حق نہفت	رازہائے کان نمی آید بگفت
کھولیں باتیں دل پہ موسے کے ذرا	دیکھنے کہنے کو باہم کر دیا	بر دل موسیٰ سخنہا ریختند	دیدن و گفتن بہم آمیختند
چند بے خود اور جب آئی بخود	چند ازل سے جلد پہنچے سوئے ابد	چند بیخود گشت و چند آمد بخود	چند پرید از ازل سوئے ابد
شرح اسکی گر کروں ہے ابلہی	کیونکہ ہے شرح سوائے آگہی	بعد ازان گر شرح گویم ابلہیست	زانکہ شرح این ورائے آگہیست
گر کہوں میں عقل کو احمق کرے	گر لکھوں میں تو قلم کو شق کرے	گر بگویم عقلہا را بر کند	ور نویسم بس قلمہا بشکند
گر کہوں میں شرح اسکی دلپذیر	تا قیامت جب بھی ہووے مختصر	ور بگویم شرحہائے معتبر	تا قیامت باشد آن بس مختصر
اسلیے روکا زبان کو دو فنون	گر تو چاہے پڑھ لے اپنے اندرون	ناجرم کوتہ کردم من زبان	گر تو خواہی از درون خود بخوان
جب سنا موسیٰ نے حق سے یہ عتاب	بھاگا چرواہے کے پیچھے پُرشتاب	چونکہ موسیٰ این عتاب از حق شنید	در بیابان در پئے چوپان دوید
نقش پا پر اس پریشاں کے گیا	خاک جھاڑی دامن صحرا سے جا	بر نشان پائے آن سرگشتہ راند	گرد از پردہ بیابان برفشاند
مرد شوریدہ کے پاؤں کا نشاں	دوسروں کے نقش پا سے تھا عیاں	گام پائے مردم شوریدہ خود	ہم ز گام دیگران پیدا بود
اک قدم جو رخ کے تھا سیدھا گیا	اک قدم جوں پیل کے آڑا گیا	یک قدم چون رخ ز بالا تا نشیب	یک قدم چون پیل رفتہ بر وریب
گاہ مثل موج لہراتا گیا	پیٹ کے بل گاہ جوں مچھلی چلا	گاہ چون موجی برافرازان علم	گاہ چون ماہی روانہ بر شکم
گاہ لکھا خاک پر اپنا عمل	جیسے رمال ڈالے ہے رمل	گاہ بر خاکے نوشتہ حال خود	ہمچو رمالے کہ رملے بر زند
گاہ بیٹھا گاہ کھڑا حیران ہو	گاہ لوٹا گیند کے مانند وہ	گاہ حیران ایستادہ گہ دوان	گاہ غلطان ہمچو گوی از زمین
پایا آخر کار اور دیکھا اسے	بولا مژدہ ہوا اجازت ہے تجھے	عاقبت دریافت او را و بدید	گفت مژدہ دہ کہ دستوری رسید
کچھ نہ کر آداب اور ترتیب کو	جو ترا دل چاہے اب تو وہ کہو	ہیچ آدابے و ترتیبے مجو	ہرچہ میخواہد دل تنگت بگو
کفر تیرا دین و دین ہے نور جاں	امن تجھ کو تجھ سے عالم کو اماں	کفر تو دین است و دینت نور جان	ایمنی وز تو جہانے در امان
اے معاف یفعل اللہ ما یشا	بے تامل جا زبان کو کر تو وا	اے معاف یفعل اللہ ما یشا	بے محابا رو زبان را برگشا
بولا موسے میں گذارش کر گیا	خون دل میں اب میں آلودہ ہوا	گفت اے موسیٰ ازان بگذشتہ ام	من کنون در خون دل آغشتہ ام
میں سدرۃ منتہے سے بڑھ گیا	سیکڑوں برسوں کی رہ کو طے کیا	من ز سدرہ منتہی بگذشتہ ام	صد ہزاران سالہ زان سو گشتہ ام

تازیانه بر دو جزا سیم لعنت / گشت گردون گردون در گذشت
محرم ناسوت ما لاهوت باد / آفرین بر دست و بر بازوت باد
حال من اکنون برون از گفتنست / اینچه میگویم نه احوال منست
نقش می بینی که در آئینه ایست / نقش تست آن نقش آن آئینه نیست
دم که مرد نائی اندر نای کرد / درخور نایست نه درخور مرد
هان و هان گر حمد گوئی و سپاس / همچو نافرجام آن چوپان شناس
حمد تو نسبت بدان گر بهتر است / لیک آن نسبت بحق هم ابتر است
چند گوئی چون غطا برداشتند / کین نبودست آنچه می پنداشتند
این قبول ذکر تو از رحمت است / چون نماز مستحاضه رخصت است
با نماز او بیالودست خون / ذکر تو آلوده تشبیه و چون
خون پلیدست و بآبی میرود / این پلیدی جهل قائم تر بود
کان بغیر آب لطف کردگار / کم نگردد از درون مرد کار
در سجودت کاش رو گردانیی / معنی سبحان ربی دانیی
کای سجودم چون وجودم ناسزا / مر بدی را تو نکوئی ده جزا
این زمین از حلم حق دارد اثر / تا نجاست برد و گلها داد بر
تا بپوشد او پلیدیهای ما / در عوض بر روید از وی غنچها
پس چو کافر دید کو در داد و جود / کمتر و بی مایه تر از خاک بود
از وجود او گل و میوه نرست / جز فساد جمله پاکیها نجست
گفت واپس رفته ام من در ذهاب / حسرتا یا لیتنی کنت تراب
کاش از خاکی سفر نگزیدمی / همچو خاکی دانه می چیدمی
چون سفر کردم مرا راه آزمود / زین سفر کردن رهاورد چه بود
زان همه میلش سوی خاکست کو / در سفر سودی نمی بیند به رو
روی واپس کردنش آن حرص و آز / روی در ره کردنش صدق و نیاز
هر گیا را کش بود میل علا / در مزید است و حیات و در نما
چونکه گرداند سر سوی زمین / در کمی و خشکی و نقص و غبین

ایسا کوڑا ہے گھوڑے کو لگا / اک زقند میں آسمان ڈالا بسا
محرم ناسوت ہو لاہوت ہے / آفرین ہو دست و بازو پر ترے
حال میرا ہے باہر قال سے / میں یہ کہتا ہوں یہ میرا حال ہے
نقش آپ اپنا ہی جو تمکو دکھے / نقش تیرا ہے نہ آئینہ کا ہے
دم جو مرد نائی بھرے نے میں / لائق نے ہے نہ لائق مرد کے
حمد خالق کی جو کرتا ہے بیاں / نامبارک مثل چرواہے کے جان
حمد تیری اسکی نسبت گر ہے خوب / پر بہ نسبت حق کی ہے وہ باعیوب
حمد کتنا کرے جب پردہ اٹھا / وہ نہ نکلے جو کہ تو تھا جانتا
ذکر ہے مقبول رحمت سے ترا / جیون نماز استحاضہ ہے روا
اپنا نماز ایسے جو خوں آلود ہے / ذکر آلودہ ترا تشبیہ سے
خون آب سے دھو جائے آپ سے / یہ پلیدی جہل کی قائم رہی
کہ سوائے آب لطف اللہ کے / دور کب ہو دل سے مرد آگاہ کی
کاش سجدہ میں تو رخ کو پھیرتا / معنی سبحان ربی جانتا
کہ مرا سجدہ ہے جون تیرا ہے روا / تو بدی کی نیک دے مجکو سزا
حلم حق سے یہ زمین رکھے اثر / کہ نجاست لے وہ دے گل اور ثمر
تا پلیدی کو ہماری وہ چھپائے / اور غنچے اسکی عوض وہ کھلائے
دیکھا جو دو داد میں کافر نے / خود کو کمتر اور بدتر خاک سے
نے اگا گل میوہ اسکے جسم سے / جز پلیدی جملہ پاکی سے وہ لے
بولے ہے چھوڑ دی راہ صواب / حسرتا یا لیتنی کنت تراب
ہم نہیں کرتے سفر بس خاک سے / مثل خاک ہم دانے چنتے کاشکے
آزمایا اس سفر میں راہ نے / فائدہ کیا اس سفر سے ہمکو ہے
کیونکہ رغبت اسکو ہے پس خاک کی / کب سفر سے دیکھتے وہ فائدے
اسکے منہ کا پھیرنا ہے حرص و آز / اسکا رہ کو دیکھنا صدق و نیاز
ہر گیاہ جو رغبت رکھے سو علا / زندگی زیادہ ہے اور نشو و نما
اور جو نیچے زمین رغبت رکھے + / مستی خشکی ہے اور نقصان ہے

روح کو رغبت تری اعلیٰ سے ہر | ہو ترقی مین کہ مرجع اسکا دور
گر توجہ تجکو ہے سوے زمین | افلےحق لا احب الآفلین

سوال کرنا موسیٰ علیہ السلام کا حق تعالیٰ سے بیچ پیدا کرنے عالم ظاہر کے

بولے موسیٰ ای کریم کارساز | ذکر اکرم کا ترا ہے عمر دراز
آب و گل مین نقش یہ مجکو دکھا | اعتراض اک جون ملک نے دل کیا
کیا بنانے نقش کے مقصود ہے | اور کیون تخم فساد اسمین رکھی
آگ بھڑکانا فساد و ظلم کی | سارے مسجد جلا دینا سبھی
للہ و مفسد کو کرنا منتہی | واسطے بازی درازی کے سجد
عین حکمت ہر یہ مجکو ہر یقین | پر مرا مقصد ہر رویت ہو کمین
دو یقین کہتا ابھی خاموش ہو | حرص رویت کہتی ہر پرجوش ہو
للہ اپنا تو فرشتون کو کسا | نوش ایسا نیش کے لائق ہوا
نور آدم کردیا تو نے عیان | ہوگئی مشکل ملائک پہ عیان
حشر کہتا ہے کہ راز مرگ کیا | میوہ کہتا ہے کہ راز برگ کیا
راز خون و نطفہ احسن آدمی | پہلے ہو زیادہ و آخر کو کمی
ایک پہلے دھو دے تختی بیوقوف | بعد اسپر لکھے وہ بس حروف
اشک خواری سے کرے وہ دلکو خون | بعد اسپر لکھے راز درون
تختی دھوتے وقت پہچان لے | کہ کرینگے ایک دفتر ہم اسے
جونہی بنیاد ڈالے گھر کی تو | کھود ڈالے پہلی تو بنیاد کو
پہلے مٹی کو نکالیں چاہ سے | بعد وہ نکلے زمین سے آب ہر
روتے ہین لڑکے حجامت سے جو زار | کہ نہین وہ جانتے ہین سر کار
دام دیتا مرد ہے حجام کو | اور نوازی نیش خون آشام کو
دوڑتا حمال اس بوجھ سے | دوسرون سے وہ درم لیجا ہر
لڑتے ہین حمال بوجھے کے لئے | اجتہاد کار ہے اسطور سے
رنج و سختی جو بنا راحت کی ہے | اور تلخی پیشوا نعمت کی ہر

حفت الجنة بمکروھاتنا حفت النیران من شھواتنا

میل روحت سوے بالا بود | در تزاید مرجعت آنجا بود
ور نگون سازی سرت سوے زمین | افلے حق لا احب الآفلین

سوال موسیٰ علیہ السلام از حق تعالیٰ در سر غلبهٔ ظالمان

گفت موسیٰ اے کریم کارساز | اے کہ یکدم ذکر تو عمر دراز
نقش کژ مژ دیدم اندر آب و گل | چون ملائک اعتراضی کرد دل
گرچہ مقصودست نقشے ساختن | واندران تخم فساد انداختن
آتش ظلم و فساد افروختن | مسجد و سجدہ کنان را سوختن
مایهٔ خوناب و زرداب را | جوش دادن از برای لابه را
من یقین دانم کہ عین حکمت است | لیک مقصودم عیان و رویت است
آن یقین میگوید م خاموش کن | حرص رویت گویدم کہ جوش کن
مر ملائک را نمودی سر خویش | کاین چنین نوشی همی ارزد بنیش
عرضه کردی نور آدم را عیان | بر ملائک گشت مشکلها بیان
حشر تو گوید کہ سر مرگ چیست | میوه ها گویند سر برگ چیست
سر خون و نطفه حسن آدمی است | سابق هر بیشه آخر کمی است
لوح را اول بشوید بیوقوف | آنگهی بر وی نویسد او حروف
خون کند دل را و اشک مستهان | بر نویسد بر وی اسرار آنگهان
وقت شستن لوح را باید شناخت | کہ مر آنرا دفترے خواهند ساخت
چون اساس خانهٔ نو افگنند | اولین بنیاد را بر می کنند
گل بر آرند اول از قعر زمین | تا با آخر بر کشی ماء معین
از حجامت کودکان گریند زار | کہ نمیدانند ایشان سر کار
مرد خود زر میدہد حجام را | مے نوازد نیش خون آشام را
مے دود حمال زین بار گران | می رباید بار را از دیگران
جنگ حمالان برای بار بین | اینچنین است اجتهاد کار بین
چون گرانیها اساس راحت است | تلخها هم پیشوای نعمت است

حفت الجنة بمکروھاتنا حفت النیران من شھواتنا

تخم آتش کا ہے تیرے بن شاخ پر / سوختہ آتش کا کوثر مین گذر || تخم مایہ آتشت شاخ تر است / سوختہ آتش قرین کوثر است

قرب جو زندان مین محنت سے رکھو / وہ جزا کھانی کی اور شہوت کی ہے || ہر کہ در زندان قرین محنتی است / آن جزائے لقمہا و شہوتی است

قصر مین جو قرب دولت سے رکھو / وہ جزا کوشش کی اور زحمت کی ہے || ہر کہ در قصرے در قرین دولتی است / آن جزائے کارزار و محنتی است

سیم و زر مین جسکو یکتا پائے تو / کسب مین اُسنے کیا ہے صبر کو || ہر کرا دیدی بزر و سیم فرد / دانکہ اندر کسب کردن صبر کرد

جسکی جان غالب طبیعت پر ہے / ترک اسباب اسکی جانو ملک ہے || آنکہ بیرون از طبایع جان اوست / منصب خرق سببہا آن اوست

بے سبب دیکھو جو جھوٹے آنکھ سے / تو ملے حس سبب بیجان لے || بے سبب بیند چو دیدہ شد گذار / تو کہ در حسے سبب را گوش دار

بے سبب دیکھو یہ آب وگیا سے / چشمہ چشم انبیا کے معجزے || بے سبب بیند نہ از آب و گیاہ / چشم چشم معجزات انبیا

یہ سبب مثل طبیب اور ہے علیل / یہ سبب مثل چراغ اور ہے فتیل || این سبب ہمچو طبیبست و علیل / این سبب ہمچون چراغ است و فتیل

تی ہر شب بیا ہے تو ترا چراغ / پاک جان ان سب سے سورج کا چراغ || شب چراغت را فتیلے تو بتاب / پاک دان زینہا چراغ آفتاب

گر تو کہگل جا کی چھت کیو سطے / چرخ کی چھت پاک تو کہگل سے ہے || رو تو کہگل ساز بہر سقف خان / سقف گردون را ز کہگل پاک دان

آہ جو ہم سونا یار اپنا دہو ا / گذری خلوت شب کی اور دن گیا || وہ کہ چون دلدار با غم سور شد / خلوت شب در گذشت و روز شد

ماہ جلوہ کا بجز شب کے نہو / ڈھونڈ مت جز درد دل کے یار کو || جز بشب جلوہ نباشد ماہ را / جز بدرد دل مجو دل خواہ را

تو نے چھوڑا عیسے اور خر کو لیا / مثل خر پردہ سے باہر رہا || ترک عیسے کردہ خر پروردہ / لاجرم چون خر برون پردہ

طالع عیسے کا ہے علم و معرفت / خر کا طالع ہے نہیں اے خر صفت || طالع عیسے است علم و معرفت / طالع خر نیست اے خر صفت

خر کا نالہ سنکے رحم آئے تجھے / تو نہ جانے خر سے خر بانگی ہے || نالہ خر بشنوی رحم آیدت / پس نہ دانی خر خری فرمایدت

رحم کر عیسے پہ خر پر مت کرو / عقل پر تو طبع کو نہ غالب کرو || رحم بر عیسے کن بر خر مکن / طبع را بر عقل خود سرور مکن

طبع کو تو چھوڑ تا روتی رہے / چھین تو اس سے وجان کا قرض دے || طبع را بہل تا بگرید زار زار / تو از و بستان و وام جان گذار

خر کا تو برسوں سے بندہ ہے تو ہی / کیونکہ خر کے پیچھے خر بندہ سے چلے || سالہا خر بندہ بودی بس بود / زانکہ بندہ ز خر وا پس بود

آخر و تیج مراد اس نفس سے / کہ وہ آخر اور اول عقل ہے || آخر و تیج مراد نفس تست / کو باخر باید و عقلت نخست

ہم مزاج خر ہوا تو عقل پست / فکر یہ ہے کیسے کہان آئے بدست || ہم مزاج خر شدست این عقل پست / فکرش این کہ چون علف آرد بدست

ہم مزاج دل خر عیسے ہوا / عاقلون کی جائے پر تکیہ کیا || آن خر عیسے مزاج دل گرفت / در مقام عاقلان منزل گرفت

کیونکہ غالب عقل تھی خر تھا ضعیف / ہو وے خر اسوار فربہ سے نحیف || زانکہ غالب عقل بود و خر ضعیف / از سوار زفت گردد خر نحیف

اور ضعیفی عقل تیری سے ہوا / یہ خر مردہ مثال اژدہا || در ضعیفی عقل تو اے خر بہا / این خر پژمردہ گشتست اژدہا

دل ترا عیسے سے گر رفتہ رکھو / اسکو مت چھوڑ اس سے بس صحت ملے || گر ز عیسے گشتہ رنجور دل / ہم از و صحت رسد او را مہل

اے مسیح خوش نفس مت کر تو رنج / کہ جہاں مین ہے نہیں بے رنج گنج || اے مسیح خوش نفس چونی ز رنج / کہ نبود اندر جہاں بی رنج گنج

کیسے ہر عیسے یہود دوں تم اب　　کیسے بر یوسف حسود دون تم لب
رات دن اس قوم احمق کے لئے　　لے عمر گو بشت چون دن رات کر
کیسے ہر صفرائیان بے ہنر　　پیدا کیا صفرے سے ہوا ک درد سر
تو بھی وہ کر جو کرے خورشید سے　　ساتھ زردی اور نفاس و مکر کر
شہد تو ہم سرکہ با دنیا و دین　　دفع صفرا کو کرے سرکنگبین
ارل بخشش ہم کرین سرکہ سوا　　تو سوا کر شہد اے اہل سخا
اسکے ہم لائق یہ جیسے آئے ہی　　کیا کرین خاک آنکھ مین اندھا کے
تجھ کو لائق ہو لے سر سبز نیر　　کہ ہر ایک ناچیز پائے تجھ سے چیز
ظالمون نے دل کیا تیرا کباب　　اور تجھ سے اہر قومی کا خطاب
عود کی تو کان جا اٹھے گر عدو　　یہ جہان پر عطر ہوئے اے نکو
عود تے تو وہ کہ ہو آتش سے کم　　روح نے تو وہ کہ ہو تجھکو غم
عود جلتا اور نہ کان عود ہے　　باد کا کب حملہ اصل نور سے
اے صفائی تجھ سے گردون کو ملے　　لے جفا تیری وفا سے نیک ہے
کیونکہ عاقل سے اگر ہوئے خفا　　ہے وہ جاہل کی وفا سے خوشنما
لائے عاقل معرفت کو درمیان　　لائے جاہل معرفت کو پر زبان
بولے پیغمبر نزاع عاقلان　　بہتر الفت سے جو رکھین جاہلان
دوستی دانا سے بہتر ہے دلا　　دانا دشمن دوست نادان سے بھلا

چون لئے عیسی از دیہار یہود　　چون لئے یوسف اخوان حسود
تو شب و روز از پئے این قوم غمر　　چون شب و روزی مرو بخشا عمر
چون از صفرائیان بے ہنر　　چہ ہنر زاید ز صفرا درد سر
تو ہمان کن کہ کند خورشید شرق　　با نفاق و حیلہ و تزویر و زرق
تو عسل ما سرکہ در دنیا و دین　　دفع این صفرا بود سرکنگبین
سرکہ افزودیم ما قوم زحیر　　تو عسل افزا کرم را وا بگیر
این سزد از ما چنین آید ز ما　　ریگ اندر چشم چہ افزاید عمی
آن سزد از تو ایا کحل عزیز　　کہ بیابد از تو ہر ناچیز چیز
ز آتش این ظالمانت دل کباب　　از تو جملہ اہد قومی بد خطاب
کان عودے در تو آتش زنند　　این جہان از عطر و ریحان آگنند
تو نہ آن عودی کز آتش کم شود　　تو نہ آن روحی کہ اسیر غم شود
عود سوزد کان عود از سوز دور　　باد کے حملہ برد بر اصل نور
اے ز تو مر آسمان را صفا　　لے جفای تو نکو تر از وفا
زانکہ از عاقل جفاے گر رود　　از وفاے جاہلان آن بہ بود
عاقل آرد معرفت را درمیان　　جاہل آرد معرفت را بر زبان
گفت پیغمبر عداوت از خرد　　بہتر از مہرے کہ از جاہل رسد
دوستی با مردم دانا نکوست　　دشمن دانا بہ از نادان دوست

رنجیدہ کرنا امیر کا ایک خفتہ کو کہ سانپ اسکے منہ میں گھسا تھا

رنجانیدن امیر خفتہ را کہ مار در دہانش رفتہ بود

عاقل اک گھوڑے پہ آیا تھا سوار　　منہ میں اک خفتہ کے بس گھستا تھا مار
اسکو دیکھا اور دوڑا وہ سوار　　نے ملی فرصت بھگانا تھا جو مار
جو مدد اسکو تھی اس عقل سے　　گرز اس خفتہ کے منہ پر مارے
خفتہ اٹھا خواب شیرین سے وہ آن　　دیکھا ترک اسوار با گرز گران
بے محابا ترک نے گرز گران　　اسکے بس مارے تو بس بھاگا جوان
کودا اٹھا وہ خفتہ اس ضرب سے　　ہر کے حیران بولا یہ کیا بات ہے
بس بہا زخمی لگا جو گرز سخت　　بھاگ کر کے وہ گیا زیر درخت

عاقلے بر اسپ مے آمد سوار　　در دہان خفتہ مے رفت مار
آن سوار آن را بدید و مے شتافت　　تا رماند مار را فرصت نیافت
چونکہ از عقلش فراوان بد مدد　　چند دبوسے قوی بر خفتہ زد
خفتہ از خواب گران چون بر جہید　　یک سوار ترک با دبوس دید
بے محابا ترک دبوسے گران　　چونکہ افزون کوفت از وی شد روان
خفتہ زان زخم گران بر جست زود　　گشت حیران گفت آیا این چہ بود
رد او را زخم آن دبوس سخت　　زو گریزان تا بزیر یک درخت

سیب پوسیدہ بہت تھے پس وہاں
بولا انکو کھا تو اے ماخر جواں

اسقدر سیب اسکو کھلوائے وہاں
کہ اگلنے بس لگا اس کا دہاں

تب وہ بولا اے امیر آخر یہ کیا
بے جا دیکھے کرے ہے قصد جون

گر حقیقت میں لڑائی مجھ سے ہے
قتل کر ایکبارگی تلوار سے

تھی بری ساعت کہ میں تجھ کو ملا
ہے وہ اچھا جسکو نے اب تو ملا

بے خیانت بے گنہ بے بیش و کم
رکھتے ہیں جائز نہ یہ ملحد یہ ستم

ٹپکے خون ہر بات میں منہ سے مرے
اے خدا بدلا تو اسکا آپ دے

گالیاں دیتا تھا وہ ہر دم اسی
مارتا وہ اسکو چلتو دوڑ کے

ضرب سے وہ گرز کے بس بھاگتا
شہر ناہ رو وہ آتے پھر مارتا

شام تک اسکو وہ دوڑاتا پھرا
تا وہ بس صفرا سے قے کرنے لگا

نکلا سب کھایا پیا اچھا برا
مار بھی کھانے کے ساتھ اسکے گرا

جو نکلا مار باہر سے دیکھا
سجدہ اس خوش خو کو وہ کرنے لگا

ڈر سے اس مار سیاہ و زشت کے
جو کہ تھا رنج سب جاتے رہے

بولا تو ہے جبرئیل رحمتی
یا خدا وہ مرد ولی نعمتی

ہے مبارک یہ گھڑی دیکھا تجھے
میں تھا مردہ تو نے جان بخشی مجھے

اے وہ اچھا ہے کہ منہ دیکھا ترا
یا ترے کوچہ میں وہ جا کر پڑا

تو مجھے ڈھونڈے مثال مادراں
اور بھاگوں تجھ سے میں مثل خراں

بھاگے خر مالک سے از راہ خری
مالک اسکے پیچھے از رو برتری

نے وہ ڈھونڈے نفع سے کیسا ہی
لیک اسکو گرگ نہ ضایع کرے

اے تو جان پر لائق ہے ثنا
کتنا بکا مجھکو نہیں بس برا

اے خداوند امیر میں نے کہا
جہل نے میرے یہ سب کچھ ہے کیا

گر ذرا اس حال سے میں جانتا
کب بیہودہ میں کہہ سکتا بھلا

بس ثنا تیری میں کرتا حال سے
جو مجھے اک رمز کہتا حال سے

تو مجھ سے ستا چپ اور مجھ کو مارا
خامشانہ سر پہ میرے کوٹتا

سر پریشان اور عقل اس سے گئی
خاص وہ سر مغز کی جس میں کمی

سیب پوسیدہ بسی بد ریخته
گفت ازین خور ای مرد آویخته

سیب چندان مر ورا در خورد داد
کز دهانش باز بیرون می‌فتاد

بانگ میزد کای امیر آخر چرا
قصد من کردی چه کردم مر ترا

گر ترا ز اصلست با جانم ستیز
تیغ زن یکبارگی خونم بریز

شوم ساعت که شدم بر تو پدید
ای خنک آنرا که روی تو ندید

بی خیانت بی گنه بی بیش و کم
ملحدان جایز ندارند این ستم

میچکد خون از دهانم با سخن
ای خدا آخر مکافاتش تو کن

هر زمان میگفت او نفرین نو
اوش میزد کاندرین صحرا بدو

زخم دبوس و سوار همچو باد
میدوید و باز بر رو می‌فتاد

تا شبانگه می‌کشید و می‌گشاد
تا ز صفرا قی شدن بر وی فتاد

زو بر آمد خورده‌ها زشت و نکو
مار با آن خورده بیرون جست ازو

چون بدید از خود برون آن مار را
سجده آورد آن نکوکردار را

سهم آن مار سیاه زشت زفت
چون بدید آن دردها از وی برفت

گفت تو خود جبرئیل رحمتی
یا خدایی که ولی نعمتی

ای مبارک ساعتی که دیدیم
مرده بودم جان نو بخشیدیم

ای خنک آنرا که بیند روی تو
یا در افتد ناگهان در کوی تو

تو مرا جویان مثال مادران
من گریزان از تو مانند خران

خر گریزد از خداوند از خری
صاحبش در پی ز نیکو اختری

نه پی سود و زیان میجویدش
لیک تا گرگش ندرد یا ددش

ای روان پاک بستوده ترا
چند گفتم ژاژ و بیهوده ترا

ای خداوند و شهنشاه و امیر
من نگفتم جهل من گفت آن مگیر

شمه زین حال اگر دانستمی
گفتن بیهوده کی تانستمی

بس ثنایت گفتمی ای خوش خصال
گر مرا یک رمز میگفتی ز حال

لیک خامش کرده می‌آشوفتی
خامشانه بر سرم میکوفتی

شد سرم کالیوه عقل از سر بجست
خاصه این سر را که مغزش کمترست

مغفرت کن ای خبیر بد و خوب کار / آنچه گفتم از جنون اندر گذار
عفو کر اے خوب و بد و فسون / جو کہا میں نے ترا از راہ جنون

گفت اگر من گفتمی رمزی از آن / زهرهٔ تو آب گشتی آن زمان
بولا اگر میں کہتا اسکے رمز کو / تیرا پتہ پانی ہوتا جان لو

گر ترا من گفتمی اوصاف مار / ترس از جانت بر آوردی دمار
گر تجھے کہتا میں اس دم وصف مار / ڈر سے تیری جان جاتی ایکبار

مصطفی گوید اگر گویم براست / شرح آن دشمن که در جان شماست
مصطفےٰ بولے اگر میں سچ کہوں / شرح دشمن کی جو ہے تیرے درون

زهره‌های پردلان بر هم درد / نی رود ره نی غم کاری خورد
پردلاں وقت کا پتا سے پھٹے / نے ہو کام اور نے وہ رستہ چلیں

نی دلش را تاب ماند در نیاز / نی تنش را قوت صوم و نماز
نے ہو دل کو طاقت ناز و نیاز / نے ہو تن کو قوت روزہ نماز

همچو موشی پیش گربه لا شود / همچو بیشی پیش گرگ از جا رود
مثل چوہا پیش گربہ کے ہو لا / گرگ کے آگے ہو جیوں بردہ فنا

اندرو نی حیله ماند نی روش / پس کنم ناگفته تان من پرورش
نے رہے کچھ اسمیں حیلہ نے روش / تم کئے آستکے کروں میں پرورش

همچو بوبکر ربابی تن زنم / دست چون داود در آهن زنم
مثل بوبکر ربابی چپ رہو / ہاتھ میں داؤد سان آہن کو لو

تا محال از دست من حالی شود / مرغ پر برکنده را بالی شود
تا محال اس ہاتھ سے میرے ہو حال / اور اکھڑے مرغ کے آجائیں بال

چون یدالله فوق ایدیهم بود / دست ما را دست خود فرمود احد
اور یدالله فوق ایدیهم جو ہے / ہاتھ میرا ہاتھ اپنا حق کہے

پس مرا دست دراز آمد یقین / بر گذشته ز آسمان هفتمین
پس یقین دست دراز آیا مرا / ساتوین افلاک کے اوپر گیا

دست من بنمود بر گردون هنر / مقریا برخوان که انشق القمر
دست قدرت میرے دیکھو چرخ پر / پڑھ تو اے قاری کہ انشق القمر

با ضعیفان شرح قدرت کی رواست / شرح قدرت بهر ضعف عقلهاست
یہ صفت بھی ضعف عقلوں کے لئے / شرح قدرت کب ضعیفوں سے لگے

خود بدانی چون برآری سر ز خواب / ختم شد والله اعلم بالصواب
خود تو جانے جو تو ہو بیدار خواب / ختم لو والله اعلم بالصواب

گر ترا من گفتمی این ماجرا / آن زمان ز آن جان تو گشتی جدا
گر تجھے کہتا یہ ماجرا / تجھ سے اس دم تیری جان ہوتی جدا

مر ترا نی قوت خوردن بدی / نی ره و پروای قی کردن بدی
ہوتی نہ کھانے کی کچھ قوت تجھے / ہوتی قے کرنے کی نہ قدرت تجھے

می شنیدم فحش و خر می‌راندم / رب یسر زیر لب میخواندم
خر ہنکاتا گالیاں سنتا تھا میں / رب یسر زیر لب پڑھتا تھا میں

از سبب گفتن مرا دستور نیست / ترک تو گفتن مرا مقدور نیست
اور سبب کہنا نہیں دستور ہے / چھوڑنا تجھ کو نہیں مقدور ہے

هر زمان میگفتم از درد درون / اهد قومی انهم لا یعلمون
ہر گھڑی کہتا تھا با درد درون / اهد قومی انهم لا یعلمون

سجده‌ها میکرد آن رسته ز رنج / کای سعادت ای مرا اقبال و گنج
سجدہ بس کرتا تھا وہ وارستہ رنج / ہے سعادت تو مرے اقبال و گنج

از خدا یابی جزاهای شریف / قوت شکرت ندارد این ضعیف
اور خدا سے تو جزا پائے شریف / شکر کی طاقت نہ رکھے یہ ضعیف

شکر حق گوید ترا ای پیشوا / آن لب و چانه ندارم و آن نوا
شکر تیرا حق کرے اے پیشوا / وہ دہان و لب نہ رکھتا ہوں نوا

دشمنی عاقلان زین سان بود / زهر ایشان ابتهاج جان بود
ایسی جانو دشمنی عاقلان / زہر بھی دیویں تو ہووے فرح جان

دوستی ابلهان رنج و ضلال / این حکایت بشنو از بهر مثال
دوستی احمقان رنج و ملال / یہ حکایت تم سنو بہر مثال

[illegible]

حکایت آن مرد ابلہ کہ مغرور بود بر تعلق خرس

اژدہائی خرس را در میکشید	شیرمردی رفت و فریادش رسید
شیرمردانند در عالم مدد	آن زمان کافغان مظلومان رسد
بانگ مظلومان ز ہر جا بشنوند	آن طرف چون رحمت حق میدوند
آن ستونہائے خللہائے جہان	آن طبیبان مرضہائے نہان
محض مہر و داوری و رحمت اند	ہمچو حق بے علت و بے رشوت اند
این چہ یاری میکنی یکبارگیش	گوید از بہر غم و بیچارگیش
مہربانی شد شکار شیرمرد	در جہان دارو نجوید غیر درد
ہر کجا دردی دوا آنجا رود	ہر کجا فقری نوا آنجا رود
آب کم جو تشنگی آور بدست	تا بجوشد آبت از بالا و پست
تا سقاہم ربہم آید خطاب	تشنہ باش واللہ اعلم بالصواب
آب رحمت بایدت رو پست شو	وانگہان خور خمر رحمت مست شو
رحمت اندر رحمت آید تا بسر	بر یکی رحمت فرو ما ای پسر
چرخ را در زیر پا آر ای شجاع	بشنو از فوق فلک بانگ سماع
پنبۂ وسواس بیرون کن ز گوش	تا بگوشت آید از گردون خروش
پاک کن دو چشم را از موی عیب	تا ببینی باغ و سروستان غیب
دفع کن از مغز و از بینی زکام	تا کہ ریح اللہ درآید در مشام
ہیچ مگذار از تپ صفرا اثر	تا بیابی از جہان طعم شکر
داروی مردی کن و عنین مپو	تا برون آیند صدگون خوبرو
کندۂ تن را ز پائے جان بکن	تا کند جولان بپائے این چنین
غل بخل از دست و گردن دور کن	بخت نو دریاب از چرخ کہن
ور نمی‌تانی بکعبۂ لطف پر	عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر
زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست	رحمت کلی قوی‌تر دایہ ایست
دایہ و مادر بہانہ جو بود	تا کہ کے آن طفل گریان میشود
طفل حاجات شما را آفرید	تا بنالید و شود شیرش مزید

حکایت اس احمق کی کہ مغرور تھا اوپر تعلق ریچھ کے

اژدہا اک ریچھ کو تھا کھینچتا	شیرمرد اک اسکا حامی جا ہوا
شیرمرد عالم میں وہ ہیں کہ کرین	بس مدد مظلوم کی جب شور سنین
بانگ مظلوموں کی جس جا سے سنین	اسطرف جوں رحمت اللہ سیر ہیں
دو جہاں پر خلل کے ہیں ستون	ہیں مرض دل کے طبیب ذو فنون
محض رحمت اور مہر و داد ہیں	مثل حق بے علت اور رشوت لیر
یہ تو کیا اسکا رگی یار کرے	وہ کہے بیچارگی کے واسطے
مہربانی ہے شکار شیرمرد	نے جہاں میں ڈھونڈھے دارو غیر درد
جس جگہ ہے درد واں جاوے دوا	جس جگہ ہے فقر واں جاوے نوا
تشنگی کر پیدا پانی ڈھونڈھ کم	پست و بالا سے ہو تا پانی بہم
تا سقاہم ربہم کا ہو خطاب	تشنہ رہ واللہ اعلم بالصواب
آب رحمت چاہیے تو جا پست ہو	بادۂ رحمت کو پی اور مست ہو
رحمت اندر رحمت آوے تا بسر	ایک رحمت پر نہ ٹھہر اب تو پسر
آسمان کو زیر پا لا ای شجاع	تا فلک پر تو سنے بانگ سماع
کان سے وسواس کی روئی نکال	تا سنے بانگ خروش اہل حال
عیب کے بال سے کر آنکھ پاک	تا دکھے بستان غیب [illegible]
کر دماغ و ناک سے دفع تو زکام	تا کہ ریح اللہ سونگھے تو مدام
مت تپ صفرا سے چھوڑ کچھ اثر	تا جہاں پائے تو ذوق شکر
کر دوا مردی کی مت عنین ہو	تا کہ پیدا خوب رو بس تجھ سے ہو
کر کہ تن کا پائے جاں سے دور	تا کرے گلگشت باغستان کو
طوق بخل اب دست و گردن سے نکال	عیب تو لے چرخ سے اے خوشحال
گر نہ اڑ سکتا ہے کعبہ لطف پے	چارہ گر عجز کو ظاہر تو کر
زاری و گریہ ہے سرمایہ قوی	رحمت کلی ہے اک دایہ قوی
ماں و دائی ہیں بہانہ ڈھونڈھتی	تا کہ کب وہ طفل روئے ای اخی
طفل حاجت کو تری پیدا کیا	تا وہ روئے اور دودھ ہووے سوا

[illegible]

برلا ادعوا الله توزاری کر | مہر کے تا دودھ کو ہو جوش تر
شیر بارش اور بادہائے ہو | این ہمارے غم مین اور گرمی قمر

گفت ادعوا الله بزاری بایش | تا بجوشد شیرہای مہر ایش
ہای ہوی باد و شیرافشان ابر | در غم مایند یکساعت تو صبر

فی السما ہے رزقکم تو نے سنا | کسلیے پستی مین ہے لپٹا ہوا
ہر صدائے غول نومیدی تری | کھینچے اسفل کو ترے کان اسی
جس ندا نے کھینچا اعلے کو تجھے | وہ ندا اعلا سے آئی جان لے
جس ندا سے حرص پیدا تجھ مین ہو | ہے وہ بانگ گرگ پھاڑے جو مرد
یہ بلندی ہی نہ از روی مکان | یہ بلندی ہے سوے عقل اور جان
ہر سبب آیا اثر پر فوق ہے | سنگ و آہن جون شرر پر برتر ہے
فوق اس سرکش سے بیٹھا وہ فلان | گرچہ بیٹھا ہے برابر وہ میان
وہ جگہ ہے فوق از راہ شرف | دور جو جا صدر سے ہو ہے خفیف
سنگ و آہن اسلیے سابق ہوا | اور عمل مین فوق کے لائق ہوا
اور شرر وہ از رہ مقصود کے | سنگ و آہن سے ہی فائق اسلیے
سنگ و آہن پہلے اور آخر شرر | پر ہین دونوں تن شرر جان ہے مگر
کہ شرر تو بعد ہے اندر زمان | سنگ و آہن سے ہے فائق اسلیے
پہلے شاخ اندر زمان آخر ثمر | شاخ سے فائق ہے اندر ہنر
جو کہ مقصود شجر ٹھہرا ثمر | پس ثمر اول ہے اور آخر شجر
اژدہا و ریچھ کا پھر کہہ تو حال | رکھتی ہے طولانی تشبیہ و مثال
اژدہا کی ریچھ نے فریاد کی | شیر مرد آیا رہائی اسنے دی
حیلہ مردی نے مدد باہم جو کی | اژدہا کی جان اس قوت سے لی
باندھا اس حیلے سے اسنے اژدہا | تاکہ وہ ریچھ اس ہلاکت سے بچا
اژدہا رکھتا ہے قوت حیلہ نے | فوق اک حیلہ ہے حیلہ پر ترے
ہین بہت مکار لیکن کر یقین | حق کہے والله خیر الماکرین
حیلہ اپنی کو جو دیکھو پھر کے جا | جس جگہ سے وہ آیا وان پہ جا
آیا جو اعلا سے اس پستی مین ہے | سوے اعلا آنکھ رکھنا چاہیے
روشنی اعلا مین تجکو دیو نظر | گرچہ پہلے خیرگی سے ہو ضرر

فی السماء رزقکم بشنیدہ | اندرین پستی چہ بر چفسیدہ
ترس و نومیدیت دان آواز غول | میکشد گوش ترا تا قعر سفول
ہر ندائے کہ ترا بالا کشید | آن ندا دان کز بالا رسید
ہر ندائے کہ ترا حرص آورد | بانگ گرگے دان کہ او مردم درد
این بلندی نیست از روی مکان | این بلندیہاست سوی عقل و جان
ہر سبب بالاتر آید از اثر | سنگ و آہن فایق آید بر شرر
آن فلانے فوق آن سرکش نشست | گرچہ در صورت بپہلویش نشست
فوق آنجاست از روی شرف | جائے دور از صدر باشد مستخف
سنگ و آہن زین جہت کہ سابق اند | در عمل ہنگام فوقے لایق اند
وان شرر از رو مقصودی خویش | ز آہن و سنگست زین رو پیش پیش
سنگ و آہن اول و پایان شرر | لیک این ہر دو تن اند و جان شرر
کان شرر کاندر زمان واپس ترست | در صفت از سنگ و آہن برترست
در زمان شاخ از ثمر سابق ترست | در ہنر از شاخ او فایق ترست
چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر | پس ثمر اول بود آخر شجر
سوی خرس و اژدہا کردیم باز | زانکہ طولے دارد اسمار دگر
خرس چون فریاد کرد از اژدہا | شیر مردے داد از چنگش رہا
حیلت و مردی بہم دادند پشت | اژدہا را او بدین قوت بکشت
اژدہا را او بدین حیلت ببست | تاکہ آن خرس از بلای تن برست
اژدہا راہست قوت حیلہ نیست | لیک فوق حیلۂ تو حیلہ ایست
ماکران بسیار لیکن بازبین | در نبی والله خیر الماکرین
حیلۂ خود را چو دیدی باز رو | کز کجا آمد سوی آغاز رو
ہرچہ در پستی است آمد از علا | چشم را سوی بلندی نہ ہلا
روشنی بخشد نظر اندر علا | گرچہ اول خیرگی آرد بلا

فارسی	اردو
چشم را در روشنائی خوی کن / گر نه خفاشی نظر آن سو مکن	روشنی کا آنکھ کو عادی کرو / تو جو چمگادر نہیں دیکھ اس سمت کو
عاقبت بینی نشان نور تست / شهوت حالی حقیقت گور تست	عاقبت بینی نشاں نور ہے / اور شہوت حال کی گوری رکھو
عاقبت بینی که صد بازی بدید / مثل آن نبود که یک بازی شنید	عاقبت بین وہ کہ سو بازی لکھو / کب ہو مثل اسکے کہ اک بازی کری
زان یکی بازی چنان مغرور شد / کز تکبر ز اوستادان دور شد	ایسا مغرور ایک بازی سے ہوا / خود کو دور استادوں سے کیا
سامری وار آن هنر در خود بدید / او ز موسی از تکبر سر کشید	سامری سان خود میں دیکھا جو / پھیر اس مغرور ہو موسیٰ سے سر
او ز موسی آن هنر آموخته / وز معلم چشم را بر دوخته	اسنے سیکھا وہ ہنر موسیٰ سے تھا / آنکھ پھیری پھر معلم سے بھلا
لاجرم موسی دگر بازی نمود / تا که آن بازی و جانش را ربود	اسلیے موسیٰ نے بازی اور کی / تا کہ اس بازی سے اسکی جان لی
ای بسا دانش که اندر سر دود / تا شود سرور بدان خود سر رود	ہے بہت دانش کو پیدا سر میں / تا ہو سردار اس سے اور سر کھو
سر نخواهی که رود تو پای باش / در پناه قطب صاحب رای باش	سر نہ دینا چاہو گر تو پاؤں ہو / اور پناہ قطب عالم میں رہو
گرچه شاهی خویش فوق او مبین / گرچه شهدی جز نبات او مچین	فوق اس سے مت ہو گرچہ شاہ ہو / شہد گرچہ تو ہے مت کر اس سے لے
فکر تو نقش است و فکر اوست جان / نقد تو قلب است و نقد اوست کان	فکر تیری نقش ہے اسکی فکر جان / نقد تیرا کھوٹا اسکا نقد کان
او توئی خود را بجو در اوی او / کوکو گو فاخته سان سوی او	وہ تو ہی ہے خود کو اس میں ڈھونڈ لو / کوکو کو فاختہ وار اسکی سمت
ور نخواهی خدمت اهل صفا / همچو خرسے در دهان اژدها	اہل دل کی گر تو خدمت کری / اژدہا کے منہ میں تو جوں ریچھ کر
بو که استادی رهاند مر ترا / وز خطر بیرون کشاند مر ترا	ہے امید استاد تجکو دے چھڑا / اور خطر سے تجکو کر دیوے رہا
زاریی میکن چو زورت نیست هین / چونکه کوری سر مکش از راه‌بین	روز تجکو گر نہیں زاری تو کر / کیونکہ تو اندھا ہے وہ ہے راہ پر
تو کم از خرسے نمی‌نالی ز درد / خرس رست از درد چون فریاد کرد	ریچھ سے تو کم نہیں رو درد سے / ریچھ چھوٹا درد سے فریاد کر
ای خدا آن سنگ دل را موم کن / ناله‌اش را تو خوش و مرحوم کن	اے خدا اس سنگدل کو موم کر / اسکا نالہ تو خوش و مرحوم کر

گفتن نابینای سایل که من دو کوری دارم مرا رحم کنید

کہنا اندھے سائل کا کہ میں دوہرا اندھا ہوں مجھ پر رحم کرو

فارسی	اردو
آن یکی کورے همی گفت الامان / من دو کوری دارم از اهل زمان	ایک وہ کہتا تھا اندھا الامان / میں ہوں دوہرا اندھا اے اہل زماں
پس دوبارا رحمتم آرید هان / چون دو کوری دارم از اهل زمان	پس دوبارہ رحم تم مجھپر کرو / دوہرا اندھا ہوں مجھے جان لو
از تعجب مردمان گفتند لیک / این دو کوری را بیان کن نیک نیک	پس تعجب سے یہ کہتے مرد مان / دوہرے اندھے پن کو اپنے کر بیان
تا که یک کوریت می‌بینیم ما / آن دگر کوری که داری آن نما	ایک اندھا پن تو دکھتا ہے ہمیں / دوسرا کیا ہے تو دکھلا دے ہمیں
گفت زشت آوازم و ناخوش نوا / زشت آوازی و کوری شد دوتا	بولا بد آواز ہوں ناخوش صدا / میرا آواز اندھا پن ہے دوسرا
بانگ زشتم مایهٔ غم می‌شود / مهر خلق از بانگ من کم میشود	دل میں بد آواز میرا غم کری / اور محبت خلق کی وہ کم کری
زشت آوازم بهر جا که رود / مایهٔ خشم و غم و کین می‌شود	جائے بد آواز میرا جس جگے / کینہ غم غصہ کی وہ پہونچی سے

رحم دو ہرا اندھو دو ہری کرد | ایسے تم مفلس کو آسودہ کرد
کردیا اچھا کہا جو راز کو | لطف بانگ دل نواز اس دادگر
خوش وہ آواز اس گدا کی ہو گیا | اس سے بس لغت ہر اک کرنے لگا
جسکا بدل آواز دل ہووے اگر | ہر وہ ٹھہرا اندھا بدلنی بسر
اہل بخشش دیتے ہین جو بے سبب | سر پہ اسکے ہاتھ رکھین کیا عجب
جو کہ آواز اسکا خوب و خوش ہو | سنگ دل اس سے ہوا ابر سما
نالہ کافر ہے برا اور بانگ خر | اسلئے مقبول نے ہوتا مگر
اخسئوا پایی برا آواز ہے | خلق کے خون سے وہ جون سگ ہے
ریچھ کا نالہ تو رحمت یاب ہو | اور ترا نالہ نہو نا خوش ہو
گرگ ہے تو جان یوسف سی کہا | یا کہ خون اک لئے گنہ کا کھالیا
توبہ کر کھانے سے استفراغ کر | زخم کہنہ ہے تو اسکو داغ کر
گرگ ہے تو چھوڑ اسے روباہ پیر | حق سے نصرت کر طلب اے نعم النصیر

ہر دو چوکوری بہ رحم را دو تا کنید | آنچنین نا گنج را گنجا کنید
کردنیکو چون بگفت این راز را | لطف آواز دلکش آواز را
زشتی آواز کم شد زین گکل | خلق شد بادی رحمت بار دل
وانکہ آواز دلکش ہم بود | آن سکوری زشتی مر بود
لیک و بایان کہ بے علت شوند | بو کہ دستی بر سر زشتش نهند
چونکہ آوازش خوش و مرحوم شد | ز و دل سنگین دلان چون موم شد
نالہ کافر چو زشت ست و شہیق | زان نمیگردد اجابت را رفیق
اخسئوا بر زشت آواز آمدست | کو ز خون خلق چون سگ بود مست
چونکہ نالہ خرس رحمت کش بود | نالہ ات نبود این نا خوش بود
دانکہ با یوسف تو گرگے کردۂ | یا ز خون بیگناہی خوردۂ
توبہ کن و ز خوردہ استفراغ کن | ور جراحت کہنہ شد رو داغ کن
بازگرد از گرگی اے روباہ پیر | نصرت از حق ہی طلب یا نعم النصیر

باقی قصہ ریچھ و اس بیوقوف کا کہ اسنے ریچھ پر اعتماد کیا تھا

تتمۂ حکایت خرس آن ابلہ کہ بآن خرس اعتماد کردہ بود

جو ہوا ریچھ اژدہا سے بس رہا | اور کرم بھی پایا اسنے مرد کا
چون سگ اصحاب کہف اس پھر تو | پیروی کی واسطے اس مرد کے
وہ مسلمان تھک کے اسرم پڑ گیا | اور نگہبان ریچھ اسکا بس ہوا
ایک نے آپوچھا اس سے کیا ہے حال | ریچھ تیرے ساتھ کیون ہے تو کہو
اژدہا اور ریچھ کا قصہ کہا | بولا مت کر اعتبار اس ریچھ کا
دشمنی سے دوستی ابلہ کی ہے بد | دفع ہر حیلہ سے کر از راہ کد
بولا واللہ یہ حسد ہی مت کرو | ریچھ مت دیکھ دیکھ اس کو
بولا مہر ابلہان دہری ہے دغا | مہر سے اسکی حسد میرا بھلا
ساتھ میرے چل تو چھوڑ اس ریچھ کو | ریچھ تو مت رکھ شریک جنس تو
بولا جا کام اپنا کر تو اے حسود | بولا مجھ کو بحث سے کیا نہ سود
مین نہ کم اس ریچھ سے ہوں اے شفیق | چھوڑ اسکو میں نہیں تیرا رفیق
تجھ سے دل دکھتا ہے اس اژدہا سے | ریچھ کے ہمراہ جنگل میں رہے

خرس ہم از اژدہا چون وا رہید | وان کرم زان مرد مردانہ بدید
چون سگ اصحاب کہف آن خرس زار | شد ملازم از پے آن بردبار
آن مسلمان سر نہاد از خستگی | خرس حارس گشت از دل بستگی
آن یکی بگذشت و گفتش حال چیست | ای برادر مر ترا این خرس کیست
قصہ وا گفت و حدیث اژدہا | گفت بر خرس منہ دل ابلہا
دوستی ابلہ بتر از دشمنیست | او بہر حیلہ کہ دانی راندنیست
گفت واللہ از حسودے گفت این | ورنہ خرسے چہ نگری این مہر بین
گفت مہر ابلہان عشوہ دہ است | این حسودی من از مہرش بہ است
ہی بیا با من بران این خرس را | خرس را مگزین مہل ہم جنس را
گفت رو رو کار خود کن ای حسود | گفت کارم این بد و رزقت نبود
من کم از خرسے نباشم ای شریف | ترک او کن تا منم باشم حریف
بر تو دل می لرزدم ز اندیشۂ | با چنین خرسے مرو در بیشۂ

یہ نہ دل دکھتا ہے از راہ گزاف / نور حق ہے یہ نہ دعوی ہے نہ لاف

مومن ینظر بنور اللہ ہوں / بھاگ اس آتشکدہ سے زود تو ہوں

کچھ نصیحت آئے نہ آئی سنی / سد وہ بد گمانی ہے بد ظنی

ہاتھ پکڑا اس نے کھینچا ہاتھ کو / بولا جاتا ہوں نہیں ہے یار تو

بولا یا غمخوار میرا مت رہو / مت تراش اب معرفت اے بوالفضول

پھر کہا دشمن نہیں تیرا ہوں دلی / لطف ہو گر میرے ہمراہ چلے

بولا میں سوتا ہوں مجھکو چھوڑ جا / بولا آخر یار سے ہو با وفا

تا کہ مقبل کی پناہ میں سو کے تو / اہل دل کے پاس اک جا پائے تو

اسکی سعی سے وہ خیال اندر پڑا / غصہ ہو کر اس سے رو گردان ہوا

آیا میرے قصد کو خونی ہے یہ / یا گدا طامع دلا لینے ہے یہ

بلکہ آیا شرط کر یاران سے / کہ ڈرائے مجکو اس اعلان سے

یا حسد رکھتا ہے مہر یار سے / کام میں کوشش جو کرتا ہے مرے

خبث باطن سے جو لایا وہ خیال / اک گمان نیک دل میں نہ دیا

ریچھ پر اسکو گمان نیک تھا / ریچھ کا شاید کہ ہمجنس ایک تھا

بدگمان اور ابلہ اور نا اہل تھا / اور شقاوت سے بسیط جہل تھا

اصل بدخود رائے بدکردار تھا / گمرہ و مغرور اندھا خوار تھا

ریچھ چاہا چھوڑا یہ صاحبدل / روسیہ حاصل ہے بننا نقش خیال

ایک عاقل کو خری سے بد کہا / ریچھ کو جانا کہ ہے اہل وفا

این دلم ہرگز نلرزید از گزاف / نور حق است این نہ دعوی نی گزاف

مومنم ینظر بنور اللہ شدہ / ہان و ہان بگریز ازین آتشکدہ

اینہمہ گفت و بگوشش در نرفت / بدگمانی مرد را سدیست زفت

دست او بگرفت و دست از وی کشید / گفت رفتم چون نہ یار رشید

گفت رو بر من تو غمخوارہ مباش / بو الفضولا معرفت کمتر تراش

بار گفتش من عدوی تو نیم / لطف باشد گر بیائی در پیم

گفت خوابستم مرا بگذار رو / گفت آخر یار را منقاد شو

تا بخسپی در پناہ مقبلی / در جوار دوستی صاحبدلی

در خیال افتاد مرد از جد او / خشمگین شد زود گردانید رو

کین مگر قصد من آمد خونی است / یا طمع دارد گدائے تونی است

یا گرو بستہ است با یاران بدین / کہ بترساند مرا زین ہمنشین

یا حسد دارد ز مہر یار من / کاین چنین جد میکند در کار من

خود نیامد ہیچ از خبث سرش / یک گمان نیک اندر خاطرش

ظن نیکش جملگی بر خرس بود / او مگر مر خرس را ہمجنس بود

بدگمان و ابلہ و نا اہل بود / وز شقاوت او بسیط جہل بود

بد رگ و خودرائے و بدبخت اند / گمرہ و مغرور و کور خوار درد

خرس را بگزید بر صاحب کمال / روسیہ حاصل بشد از خیال

عاقلی را از خری تہمت نہاد / خرس را دانست اہل مہر و داد

کہنا موسی کا ایک گوسالہ پرست کو کہ یہ خیال اندیشی تیری کہاں سے ہے

گفتن موسی گوسالہ پرست را کہ این خیال اندیشی تو از کجا است

بولے موسی یہ خیال اندیشی ہے / کہ بد اندیشی سے تو گمراہ ہے

سو گمان تجکو نبوت میں مری / با وجود ایسی دلیل و خلق کے

دیکھے صد ہا معجزے مجھ سے میاں / ہے بڑھا تا تو خیالات و گماں

تنگ ہو کر تو خیال و مکر سے / طعنے کرتا ہے نبوت پہ مرے

گرد دریا سے کری میں نے عیاں / سب بچے ز موسیٰ نکے شر سے عیاں

خوان آیا چرخ سے چالیس سال / نہر کردی جاری پتھر سے نکال

گفت موسی با یکے اہل خیال / کای بد اندیش از شقاوت و ضلال

صد گمانت بود در پیغمبریم / با چنین برہان و این خلق کریم

صد ہزاران معجزہ دیدی ز من / صد خیالات میفزود و شک و ظن

از خیال و وسوسہ تنگ آمدی / طعنہ بر پیغمبریم میزدی

گرد از دریا بر آوردم عیان / تا رہیدید از شر فرعونیان

ز آسمان چل سال کاسہ و خوان رسید / وز دعایم جوی از سنگی دوید

[illegible]

چوب ہوگئی ہاتھوں میں اژدہا	دشمنوں پر جیسے پانی خون ہوا	چوب شد در دست من تر اژدہا	آب خون شد بر عدوی ناسزا
بار عدا خورشید کفت میرا بنا	مہر عکس نور سے روشن ہوا	شد عصا مار و کفم شد آفتاب	آفتاب از عکس نورم شد چو آب
اسقدر صدہا یہ گرم و سرد نے	مردہ دل نے وہم تجھ سے کم کئی	این دو صد چندین و چندین گرم و سرد	از تو ای سرد آن توہم کم نکرد
ایک گوسالہ کی سن آواز کو	کرکے سجدہ بولا میرا رب ہے تو	بانگ زد گوسالہ از جادوئی	سجدہ کردی که خدای من توئی
وہ توہم تیرے بالکل بہ گئے	وہ خیال اب خوب تیرے ہو گئے	وان توہمہات را سیلاب برد	زیرکی باردت را خواب برد
کیوں نہیں تو بدگمان اس سے ہوا	کیوں رکھا سر اسکے آگے سب جھکا	چون نبودی بدگمان در حق او	چون نہادی سر چنان ای زشت خو
کیوں نہ آیا اسکے دعوے کا خیال	کر فساد سحر سے کرتا ہے حال	چون خیالت نامد از تزویر او	وز فساد سحر احمق گیر او
سامری کی کیا حقیقت اے جوان	کر تراشے اک خدا کو وہ یہان	سامری خود که باشد ای سگان	که خدایی بر تراشد در جہان
کیوں خدا کے گاؤ میں اک دل ہوا	اور سب مشکل سے تو عاطل ہوا	در خدائی گاؤ چون یکدل شدی	در مہمات اشکالہا عاطل شدی
گاؤ لائق ہے خدائی کو بلاف	اور ثبوت میں مرے تجکو خلاف	گاؤ می شاید خدائی را بلاف	در رسولی ام تو چون کردی خلاف
گاؤ کو سجدہ کیا از روی خری	عقل ہوئی تسخیر سحر سامری	پیش گاوی سجدہ کردی از خری	گشت عقلت صید سحر سامری
نور حق سے چرائے آنکھ کو	ہے ترا یہ جہل گمراہی سنور	چشم دزدیدی ز نور ذو الجلال	اینت جہل وافر و عین ضلال
تف یقین و عقل پر جو تجکو ہے	کیونکہ کان جہل کے لائق تو ہے	شہ بران عقل و گزینش که تر است	چون تو کان جہل را کشتن سزاست
گاؤ زرین نے فقط آواز دی	احمقوں کو اسپہ رغبت ہو گئی	گاو زرین بانگ زد آخر چه گفت	کاحمقان را اینہمه رغبت شگفت
مجھ سے دیکھا بس عجائب اس سے تر	کب کرے حق کو پذیرا ہر شریر	زان عجب تر دیدہ از من بسی	لیک حق را کی پذیرد ہر خسی
باطلوں کو کون کھینچے باطلی	عاطلوں کو کیا خوش آئے عاطلی	باطلان را چه رباید باطلی	عاطلان را چه خوش آید عاطلی
کیونکہ کھینچ جنس کو بس جنس ہے	گاؤ کب جاتا ہے جانب شیر کے	زانکه ہر جنسی رباید جنس خود	گاو سوی شیر نر کی رو نہد
گرگ پس یوسف پہ کیونکر عشق لائے	پر سوا مکر تا کہ وہ اسکو کھائے	گرگ بر یوسف کجا عشق آورد	جز مگر از مکر تا او را خورد
گرگ پن سے جو چھٹے محرم بنے	جون سگ کہف اک بنی آدم بنے	چون ز گرگی وارہد محرم شود	چون سگ کہف از بنی آدم شود
دیکھا جو بوبکر نے صدق نکو	مصطفےٰ کا بولا ہذا صادق قوا	چون محمد را ابو بکر نکو	دید صدقش گفت ہذا صادق
پائی جو بوبکر نے احمد سے بو	بولا ہذا لیس وجہ کاذب	چون ابوبکر از محمد برد بو	گفت ہذا لیس وجہ کاذب
جو نہ تھا بوجہل اہل درد سے	کب یقین شق القمر پر ہوا اسے	چون نبد بو جہل از اصحاب درد	دید شق القمر باور نکرد
دردمند ایسا کہ وہ ظاہر ہوا	حق چھپایا ہمنے لیکن کھل گیا	دردمندی کش ز بام افتاد طشت	زو نہان کردیم حق پنہان نگشت
اور وہ جاہل کہ درد اسکو نہ تھا	جسقدر دکھلایا ہمنے اسکو دکھا	وانکه او جاہل بد از دردش بعید	چند بنمودیم و او آن را ندید
آئینہ ہو صاف دل کا اسمین تا	صورت بد و نیک سے جانے جدا	آئینہ دل صاف باید تا در او	واشناسی صورت زشت از نکو

ترک کرنا اُس مرد ناصح کا نصیحت کو اُس مغرور ریچھ کی

ترک آبلہ کو مسلمان نے کیا | زیر لب لاحول کہتا چل دیا
بولا میری پند و کوشش پند کر | بس خیال اُسکے بہت دل میں بسے
راستہ پند و نصیحت کا رکا | امر اعرض عنہم وارد ہوا
ہو دوا سے تجکو افزون درد کیا | قصہ طالب کو اور پڑھ عبس
حق کا طالب ایک اندھا آ چکا | فقر کی خاطر نہ دل خستہ کرو
تجکو ہے امرا کی تسکین کا خیال | تا کہ سیکھیں علم تجھ سے اہل جاہ
جانا تو نے احمدا قوم شہان | حق ہو سنکر کہ شاید سرداران
یار ہو ویں دین کے اور خوش رہیں | کہ عرب سر ور و سیر در رہیں
ہووے گی یہ آواز بالعرہ و تبوک | کیونکہ الناس علی دین الملوک
اس سبب تجھ سے وہ اندھا متقی | پھر گیا بس تنگ ہو کر کے ابھی
ایسا موقع کم یہ فرصت میں ہوئے | تو ہی یار اور وقت تیرے میں ہے
ہے ہجوم اب مجھ پہ اندر وقت تنگ | پند کرتا ہوں نہیں میں خشم و جنگ
احمدا رہا یہ ہے بیشک خدا | سو وزیر اور بادشاہوں سے بڑا
یاد الناس معادن کو تو کر | معدنی ہوتا ہے بہتر سب سے زر
لعل اور یاقوت کی بہتر ہے کان | بس ہزاران کان مس سے رکھ تو کان
احمدا رکھتا نہیں یاں مال سود | چاہیے سینہ میں عشق و درد و دود
آیا روشن دل ہے اندھا در نہ بند | پند کر اُسکو کہ ہے حقدار پند
گر ہوں منکر تجھ سے ابلہ خود پسند | تلخ تو کب ہو کہ ہے تو کان قند
تجھ پہ تہمت ایک دو احمق کریں | حق گواہی دیوے ہے تیرے واسطے
بولے کیا انکار عالم سے الم | حق کا حق ہو دے گواہ کیا اسکو غم
نفع گر خفاش لے خورشید سے | ہے دلیل اسکی نہ وہ خورشید ہے
نفرت خفاشگاں ہو وے دلیل | کہ میں ہوں خورشید تابان و جلیل
کیڑا گوبر کا اگر چاہے گلاب | ہے دلیل اسکی نہ وہ خود ہے گلاب
کھوٹا زر چاہے کسوٹی کو اگر | ہے کسوٹی پن میں نقصان و خطر

ترک کردن آن مرد ناصح پند آن مغرور خرس را

آن مسلمان ترک ابلہ کرد و رفت | زیر لب لاحول گویان راہ گرفت
گفت چون از جد و پندم وز جدال | در دل او بیش می زاید خیال
پس رہ پند و نصیحت بستہ شد | امر اعرض عنہم پیوستہ شد
چون دوایت می فزاید درد پس | قصہ با طالب بگو بر خوان عبس
چونکہ اعمیٰ طالب حق آمدست | بہر فقر او نشاید سینہ خست
تو حریصی بر رشاد مہتران | تا بیاموزند عام از سروران
احمدا دیدی کہ قومی از ملوک | مستمع گشتند گشتی خوش کہ بوک
این رئیسان یار دین گردند خوش | بر عرب اینہا سرند و بر حبش
بگذرد این صیت از بصره و تبوک | زانکہ الناس علی دین الملوک
زین سبب تو از ضریر مہتدی | رو بگردانیدی و تنگ آمدی
کاندرین فرصت کم افتد این مناخ | تو ز یارانی و وقت تو فراخ
مزدحم می گردیم در وقت تنگ | این نصیحت می کنم نہ خشم و جنگ
احمدا نزد خدا این یک ضریر | بہتر از صد قیصرست و صد وزیر
یاد الناس معادن ہین بیار | معدنی باشد فزون از صد ہزار
معدن لعل و عقیق مکتنس | بہترست از صد ہزاران کان مس
احمدا اینجا ندارد مال سود | سینہ باید پر ز عشق و درد و دود
اعمی روشن دل آمد در مبند | پند او را دہ کہ حق اوست پند
گر دو سہ ابلہ ترا منکر شوند | تلخ کی گردی چو ہستی کان قند
گر دو سہ احمق ترا تہمت نہند | حق برای تو گواہی می دہد
گفت از اقرار عالم فارغم | آنکہ حق باشد گواہ او را چہ غم
گر خفاشی را ز خورشیدی خورست | آن دلیل آمد کہ او خورشید نیست
نفرت خفاشگان باشد دلیل | کہ منم خورشید تابان و جلیل
گر گلابی را جعل راغب شود | آن دلیل ناگلابی می بود
گر شود قلبی خریدار محک | در محکی اش در آید نقص و شک

٩٥

جو کہ شب جاہر نہ دن کی سی عیان / شب نہیں میں دن ہوں چمکا ہون جہان
فرق میں کرتا ہوں چلنی کی مثال / جیسے بیٹا آٹے سے دیتا ہوں نکال
کردوں آٹے کو میں بھوسی سے عیان / تا دکھاؤں نقش ہے اور نقش جان
لیکن جہان میں ہوں جو میزان خدا / میں کروں ہلکے کو بھاری سے جدا
جانتا گوسالہ رب ہے گاؤ کو / خر کو جانے جو خریدار اسکا ہو
میں نہیں ہوں گاؤ تا گوسالہ لے / خار نے ہوں اونٹ تا مجکو چرے
وہ گمان رکھے ستم مجھپر کیا / بلکہ آئینہ کیا میرا صفا

ور زند شب چونکہ روز این بیان / شب نیم روزم کہ تابم در جہان
فاتقم فاروق غربیل دار / تا کہ کاہ از من نمی یابد گذر
آرد را پیدا کنم من از سبوس / تا نمایم این نقوش است این نفوس
من چو میزان خدایم در جہان / وانمایم ہر سبک را از گران
گاو را داند خدا گوسالۂ / خر خریداری و در خور کالۂ
من نہ گاوم تا کہ گوسالہ خرد / من نہ خارم کاشتری از من چرد
او گمان دارد کہ با من جور کرد / بلکہ از آئینہ من روفت گرد

تعلق کرنا دیوانہ کا جالینوس سے اور وہم کرنا جالینوس کا

تعلق دیوانہ با جالینوس و وہم کردن جالینوس

بولا جالینوس اپنے یار سے / دو دوا لا جلد اور تو مجکو دے
ایک نے اس سے کہا ای ذو فنون / یہ دوا ہے واسطے دفع جنون
دور تیری عقل سے مت کہہ یہ تو / بولا اک دیوانہ آیا میرے سو
ایک ساعت اسنے منہ دیکھا مرا / آنکھ ماری آستین کو شق کیا
جنسیت اس سے اگر مجھ میں نہ تھی / کیوں توجہ میری جانب اسنے کی
آتا کب گر جنس نے پاتا مجھے / غیر جنس اپنے سے کوئی کب ملے
جو کہ دو باہم ملیں بے شبہ و شک / درمیان انکے ہے قدر مشترک
مرغ کب بے جنس اپنے کے اڑے / صحبت ناجنس مثل اک گور کے

گفت جالینوس با اصحاب خود / مر مرا تا آن فلان دارو دہید
پس بدو گفت آن یکی ای ذو فنون / این دوا خواہند از بہر جنون
دور از عقل تو این دیگر مگو / گفت در من کرد یک دیوانہ رو
ساعتی در روی من خوش بنگرید / چشمکم زد آستین من درید
گر نہ جنسیت بدی در من ازو / کی رخ آوردی بمن آن زشت رو
گر ندیدی جنس خود کی آمدی / کی بغیر جنس خود را بر زدی
چون دو کس بر ہم زند بی ہیچ شک / در میانشان ہست قدر مشترک
کی پرد مرغی بجز با جنس خود / صحبت ناجنس گور است و لحد

سبب اڑنے و چرنے ایک مرغ کا ساتھ مرغ کے کہ وہ جنس اسکا نہ تھا

سبب پریدن و چریدن مرغی کہ مرغ دیگر ہم جنس او نہ بود

وہ حکیم اب بولا دیکھا میں نے یک / ساتھ تھی جنگل میں لکلک زاغ کے
ہو کے حیران ڈھونڈھا انکے حال کو / انکی تا شرکت مجھے معلوم ہو
جو گیا نزدیک میں حیران ہاں / دیکھا لنگڑا میں نے دونوں کو عیان
خاص وہ شہباز کہ عرشی ہو وہ / ساتھ اک الو کے جو فرشی ہو وہ
ایک وہ خورشید علیین کا ہو / ایک یہ کیڑا کہ بس سرگین کا ہو
ایک وہ یوسف رخ و عیسی نفس / ایک یہ بھیڑیا و یا خر با جرس
ایک وہ کرتا ہے سیر لامکان / ایک یہ گھوڑے ہے مثل سگان
ایک وہ سلطان عالی مرتبہ / ایک یہ گلخن میں باحال تباہ

آن حکیمی گفت دیدم ہم تگی / در بیابان زاغ را با لکلکی
در عجب ماندم بجستم حالشان / تا چہ قدر مشترک یابم نشان
چون شدم نزدیک حیران و دنگ / خود بدیدم ہر دوان بودند لنگ
خاصہ شہبازی کہ او عرشی بود / با یکی جغدی کہ او فرشی بود
آن یکی خورشید علیین بود / وین یکی کرمی کہ بر سرگین بود
آن یکی یوسف رخی عیسی نفس / وین دگر گرگی و یا خر با جرس
آن یکی پران شدہ در لامکان / وین یکی در کاہدان ہمچون سگان
آن یکی سلطان عالی مرتبت / وین یکی در گلخنی در تعزیت

ایک وہ بخشش سے خلق اسکی ہوا | ایک یہ افلاس سے ہے منفعل
ایک وہ سردار ہے اہل زمان | ایک یہ ہے گرد خواری میں نہاں
بلبلون کو رب دیجا ہے چمن | آئے خوش گبریلون کو گوبر کا وطن
پھول گبریلون کو زیان مال ہے | یہ کہ کرلے نجاست کے بھرے
تو اگر گلشن سے بھاگے مگیان | وہ نہ غم ہے کمال گلستان
میری غیرت مارے جو تو باتر | میرے لئے تیر سے کہ ہو وہ دور معاتر
اور اگر مجھ سے ملے تو آن کے | یہ گمان کہ مرا ہمجنس ہے
گر ملے تو مجھ سے ہے نقصان ا | کیونکہ جانے ملک تو میرا ہوا
مجھ سے گر آکر ملے وہ زہرناک | موتی و دریا ہو بڑا اور مچھلی کا
پاک حق نے جو پلیدی سے کیا | پس پلیدی کیسی مجھ پر ہو روا
مجھ میں اگر رگ اک کی تھی وہ کاٹ دی | کیسے مدرک مجھ میں اب وہ آگئی
اک نشان آدم کا وہ تھا جان لے | کہ فرشتے سجدہ کرتے تھے اسے
اک نشان تھا اور وہ کہ نہ ابلیس | نے کیا سجدہ کہ میں ہوں خود رئیس
کرتا گر ابلیس بھی سجدہ اسے | ورنہ آدم ہوتا ہوتا غیر سے
اسکے ہر سجدہ ملک میزان ہے | اسکی انکار عدو برہان ہے
ہم گواہ اسکا ہے اقرار ملک | ہم گواہ اسکا ہے اس کافر کا شک
لوٹ تو بے انتہا یہ بات ہے | کیا کیا مرد سے اس ریچھ نے

باقی قصہ اس مرد کا مغرور اور وفا ریچھ کے تھا

مرد سویا ریچھ جھلتا مکھیاں | ضد سے مکھی بار بار آتی وہان
چند بار اسکو اڑایا ریچھ نے | ریچھ دوڑ وہ تھہریا کہ مٹھی مرد کی
غصہ ہو کر ریچھ مکھی پر گیا | کوہ پر سے لایا پتھر وہ اٹھا
لایا پتھر دیکھی مکھی پھر وہان | منہ پہ اس خفتہ کے رکھتی ہے مکان
مارا اس پتھر کو مکھی پہ اٹھا | تا کہ مکھی اسکے اندر ہو فنا
پارہ پارہ منہ کو پتھر نے کیا | اس مثل کو فاش عالم نے کیا
مہر ابلہ مہر ریچھ اک ہے یقین | کینہ اسکا مہر و مہر اسکی ہے کین

آن یکی خلقی ز اکرامش محل | وین دگر از بینوائی منفعل
آن یکی سرور شده ز اہل زمان | وین دگر در خاک خواری بی نشان
بلبلان را جای می زیبد چمن | مر جعل را در چمین خوشتر وطن
با بان مغوی گل با جعل | این ہمی گوید کرای گنده بعل
گر گریزانی ز گلشن مگیان | ہست آن نفرت کمال گلستان
غیرت من بر سر تو دور باش | میزند کای خس ازین میدان بباش
ور بیامیزی تو با من ای دنی | این گمان آید که از کان منی
گر در آمیزد ز نقصان من است | زانکه پندارند کو زان من است
گر در آمیزد بمن آن زہرناک | موتی و دریا باشد و ماہی خاک
حق مرا چون از پلیدی پاک داشت | چون نہد بر من پلیدی را گماشت
یک رگم زانشان بد و آن را برید | در من آن بدرگ کجا خواہد رسید
یک نشان آدم آن بود از ازل | که ملایک سر نہندش از محل
یک نشان دیگر آن کان ابلیس | ننہدش سر که منم شاه و رئیس
پس اگر ابلیس ہم ساجد شدی | او نبودی آدم او غیری بدی
ہم سجود ہر ملک میزان اوست | ہم جحود آن عدو برہان اوست
ہم گواه اوست اقرار ملک | ہم گواه اوست کفران سگک
این سخن پایان ندارد باز گرد | تا چه کرد آن خرس با آن شیر مرد

تتمہ قصہ آن مرد مغرور بر وفای خرس

شخص خفت و خرس میراندش مگس | وز ستیز آمد مگس زو باز پس
چند بارش راند و دی جوان | آن مگس ... باز می آمد بدان
خشمگین شد با مگس خرس و برفت | بر گرفت از کوه سنگی سخت زفت
سنگ آورد و مگس را دید باز | بر رخ خفته گرفته جای ساز
بر گرفت آن آسیا سنگ و بزد | بر مگس تا آن مگس واپس خزد
سنگ روی خفته را خشخاش کرد | وین مثل بر جملہ عالم فاش کرد
مہر ابلہ مہر خرس آمد یقین | کین او مہرست و مہر اوست کین

عہد اسکا سست ہے اور بس ضعیف	ہر قوی قول اور وفا اسکی نحیف
گر قسم کھائے تو مت کر اعتبار	لانے گو توڑی ہے قسم کو ایکبار
بے قسم اسنے کہا جو جھوٹ تھا	تو نہ پڑ مکر قسم سے در بلا
نفس ہے اسکا حاکم عقل اسکی اسیر	سیکڑوں قرآن وہ کھا کر شریر
بے قسم کھائے وہ پیمان توڑ دے	گر قسم کھائے تو وہ بدتر کرے
کیونکہ نفس اس سے زیادہ ہو خفا	بند بھاری میں اسے رکھو پھنسا
جیسے تیری قید حاکم پر رکھے	حاکم اسکو توڑ دے اور جلدی چھٹے
سر پہ مارے خشم سے اس بند کو	مارے تھپڑ اسکے وہ سوگند کو
ہاتھ اوفوا بالعقودش سے تو دھو	احفظوا ایمانکم کو مت کہو
جو وہ کہتا ہے میں جانوں ہے دروغ	کسطرح اسکی قسم پائے فروغ
جانے رو کہ عہد کرتا کس سے ہے	نا رسا تن کو کرے اس سیر تنے

عہد او سستست و ویران و ضعیف	گفت او زفت و وفای او نحیف
گر خورد سوگند ہم باور مکن	بشکند سوگند مرد کژ سخن
چونکہ بے سوگند گفتش بد دروغ	تو میفت از مکر سوگندش بدوغ
نفس او میرست و عقل او اسیر	صد ہزاران مصحفش خود خوردہ گیر
چونکہ بے سوگند پیمان بشکند	گر خورد سوگند او بدتر کند
زانکہ نفس آشفتہ تر گردد ازان	کہ کنی بندش بزنجیر گران
چون اسیری بند بر حاکم نہد	حاکم آنرا بر درد بیرون جہد
بر سرش کوبد ز خشم آن بند را	میزند بر روے او سوگند را
تو ز اوفوا بالعقودش دست شو	احفظوا ایمانکم با او مگو
ہر کرا گوید بر نزد ما دروغ	در نگیرد گشت سوگندش فروغ
وانکہ داند عہد را کہ می کند	تن کند چون تار و گرد او تند

جانا حضرت رسول کا واسطے عیادت بیار صحابہ کے اور فائدہ اسکا

رفتن رسول خدا بعیادت صحابی رنجور و فائدہ آن

اک ہوئے بیمار اصحاب رہ نبی	تن ہوا مانند تار انکا سبھی
مصطفی آئے عیادت کو گئے	جو کہ تھا لطف و کرم عادت سے
پس عیادت میں ہے تجھکو فائدہ	فائدہ تجھ پھر سے ہے قاعدہ
فائدہ اول کہ وہ شخص علیل	ہووے شاید قطب اور شاہ جلیل
جو نہیں تو چشم باطن کو رکھو	کہ نہیں جانے تو لکڑی عود ہے
کیونکہ گنج عالم میں ہے مت کر تو رنج	رکھتا ہے ہر ایک بس ویرانہ گنج
ڈھونڈھ ہر درویش کو تو بجا	جب پتا پائی تو کوشش کر کجا
چشم باطن میں نہیں ہے جو تجھے	جان تو ہر جسم میں اک گنج ہے
گر نہووے قطب رہ کا یار ہو	شہ نہووے گر تو شہ اسوار ہو
سالکان راہ سے طیار ہو	کوئی ہو پیادہ یا اسوار ہو
گر ہو دشمن بھی تو یہ احسان کر	دوست ہو احسان سے دشمن بتر
گر نہووے دوست تو کینہ ہو کم	کیونکہ احسان کینہ کا مرہم ہے
فائدے اسکے سوا از بس ہیں	طول سے ڈرتا ہوں میں اے یار نیک

از صحابہ خواجۂ بیمار شد	و اندران بیماری او چون تار شد
مصطفی آمد عیادت سوی او	چون ہمہ لطف و کرم بد خوی او
در عیادت رفتن تو فائدہ است	فائدہ آن بازبا تو عائد است
فائدہ اول کہ آن شخص علیل	بو کہ قطبی باشد و شاہ جلیل
چون ترا چشم دل نداری ای عنود	کہ نمیدانی تو ہیزم را ز عود
چونکہ گنجی ہست در عالم مرنج	ہیچ ویران را مدان خالی ز گنج
قصد ہر درویش میکن از گزاف	چون نشان یابی بجد میکن طواف
چون ترا آن چشم باطن بین نبود	گنج مے پندار اندر ہر وجود
ور نباشد قطب یار رہ بود	شہ نباشد فارس اسپہ بود
پس صلہ یاران رہ لازم شمار	ہر کہ باشد گر پیادہ ور سوار
ور عدو باشد ہم این احسان نکوست	کہ باحسان بس عدو گشتست دوست
ور نگردد دوست کینش کم شود	زانکہ احسان کینہ را مرہم شود
پس توانم ہست غیر این و لیک	از درازی خائفم ای یار نیک

حاصل این آمد که یار جمع باش	همچو بت گر از حجر یاری تراش
زانکه انبوهی و جمع کاروان	رهزنان را بشکند پشت سنان

ہے یہ حاصل جمع کا ہو یار باش	مثل بت گر یار پتھر سے تراش
کیونکہ جرگہ اور ہجوم کاروان	رہزنوں کو کرتا ہے بس بے نشاں

وحی کردن حق تعالی بموسی که چرا بعیادت من نیامدی

وحی بھیجنا حق تعالی کی طرف سے کہ موسی پر کہ ہماری عیادت کو نہیں آیا

آمد از حق سوی موسی این عتیب	کای طلوع ماه دیده تو ز جیب
مشرقت کردم ز نور ایزدی	من حقم رنجور گشتم نامدی
گفت سبحانا تو پاکی از زیان	این چه رمزست این بکن یا رب بیان
باز فرمودش که در رنجوریم	چون نپرسیدی تو از روی کرم
گفت یا رب نیست نقصانی ترا	عقل گم شد این گره را برگشا
گفت آری بندهٔ خاص گزین	گشت رنجور او منم نیکو ببین
هست معذوریش معذوری من	هست رنجوریش رنجوری من
هر که خواهد همنشینی با خدا	او نشیند در حضور اولیا
از حضور اولیا گر بگسلی	تو هلاکی زانکه جزوی بی کلی
هر که را دیو از کریمان وا برد	بی کسش یابد سرش را او خورد
یک بدست از جمع رفتن یک زمان	مکر شیطان باشد این نیکو بدان

سو موسی حق سے یہ آیا عتیب	اے طلوع ماہ دیکھا نور جیب
نور یزداں سے تجھے مشرق کیا	تو نہ آیا میں خدا بیمار تھا
بولا اے حق تو زیاں سے پاک ہے	رمز یہ کیا ہے تو کہدے اب مجھے
پھر کہا کہ میں ہوا بیمار تھا	پوچھنا میرا اے کیوں تو نے کیا
بولا یا رب تجھکو کب نقصاں ہے	عقل گم ہے عقدہ اسکا کھولدے
بولا سچ ہے خاص بندہ اک مرا	ہوگیا بیمار وہ میں ہی تو تھا
اسکی معذوری ہے معذوری مری	اسکی رنجوری ہے رنجوری مری
ہمنشینی چاہے جو اللہ سے	اولیا کی وہ حضوری میں رہے
گر نہ ہو تو اولیا کا ہمنشین	تو ہلاک ہو کیونکہ جز ہے کل نہیں
دیو لیجائے کریموں سے جسے	بیکس اسکو پا کے اور جاں اسکی لے
جانا اک بالشت بھر گر سے اک آن	مکر شیطاں اسکو ہو تو جو جان

جدا کردن باغبان صوفی و فقیه و علوی را از هم

جدا کرنا باغبان کا صوفی و فقیہ و شریف کو آپس سے

باغبانی چون نظر در باغ کرد	دید چون دزدان بباغ خود سه مرد
یک فقیه و یک شریف و صوفیی	هر یکی شوخی فضولی بوفیی
گفت با اینها مرا صد حجت است	لیک جمع اند و جماعت قوت است
برنیایم یک تنه با سه نفر	پس ببرم شان نخست از یکدگر
هر یکی را من بسویی افکنم	چونکه تنها شد سبالش بر کنم
حیله کرد و کرد صوفی را براه	تا کند یارانش را با او تباه
گفت صوفی را برو سوی وثاق	یک گلیم آور برای این رفاق
رفت صوفی گفت خلوت با دو یار	تو فقیهی وین شریف نامدار
ما بفتوای تو نانی میخوریم	ما بپر دانش تو می پریم
وین دگر شهزاده و سلطان ماست	سیدست از خاندان مصطفاست

باغباں نے باغ میں جبکہ نظر	دیکھے اسنے میں چور سے تین پر
ایک صوفی ایک فقیہ اور ایک شریف	تھا ہر اک شوخ اور فضول اور کثیف
ولاں سب سے ہے سو حجت مجھے	پر یہ میں جمع جمع رحمت آئی ہے
چونکہ اک میں آؤں غالب تین پر	پہلے کردوں میں جدا اک اک کو
میں ہر اک کو ہر طرف بھیجوں جدا	جب کہ تنہا ہو تو اسکو دوں سزا
حیلہ کرکے بھیجا صوفی کو براہ	تا کرے یاروں کو ساتھ اسکے تباہ
بولا صوفی کو کہ جا جو پال سے	لا تو کمل ان رفیقوں کے لیے
ہو گیا صوفی کہا دو یار سے	تو فقیہ اور یہ شریف اک مرد ہے
ہم تیرے فتوے سے روٹی کھاتے ہیں	عقل کے پر سے تیرے ہم اڑتے ہیں
دوسرا شہزادہ اور سلطان مرا	اور سید خاندان مصطفا

99

کون ہو وہ صوفی خوار اک ٹکڑا / تا جلیس ہو کے وہ تم سے شاہوں کا
جو وہ آئے آکے تم حامی نہو / ایک ہفتہ باغ مین میرے رہو
باغ کیا یہ جان تمھاری ملک ہے / تم مجھے ہو مثل سیدھی آنکھ کے
دھوکا دے کر انکو مائل کرلیا / آہ یاروں سے نہو تو بس جدا
بھیجا صوفی کو جو وہاں اور گیا / باغبان لے سونٹا پیچھے سے چلا
بولا ای سگ تو نے صوفی ظلم سے / باغ مین لوگونکے آنے کس لیے
یہ جنید و بایزید پیر نے / رہ بتائی یا ملی کس پیر سے
مارا صوفی کو جو وہ تنہا ملا / توڑ سر اور کردیا بس ادھمرا
جانا اک اغیار تم نے اب مجھے / مین نہین ترا اس مرد سے
مین نے جو دکھ ہیں کھانا پڑا / ایسا بننا ہے کمینے کی سزا
مجھ پہ گذرا اب گذرنا تمپے ہے / ایسا غصہ اب تمھین کھانا پڑے
یہ جہان ہے کوہ تیری گفتگو / جون صدا پھر کے آئے تیرے پر
جو ہوا صوفی سے فارغ باغبان / پھر بہانہ اک کیا دونون سے وان
آئیے شریف اب جا طرف چوپال کے / یہ روٹی پکی ہے تمھارے واسطے
در پہ جا تو کہ میرے تم کہو / تاکہ وہ لا دیوے روٹی گوشت کو
جو گیا وہ تب کہا اے مرد دین / تو فقیہ ظاہر ہے اور یہ بالیقین
یہ شریفی کے نہ لائق مدعی / اسکی مان کا فعل کیا جانے کوئی
عورتوں کے فعل پر تمکو یقین / عقل ناقص اعتماد اس پر کہین
خود کو اولاد علی آل نبی ہو / ہر زمانے مین یہ جانے ہر غبی
جو کہ زانی اور زنا سے ہوتا ہے / یہ گمان زانیون پر کرتا ہے
جیسے پھرتی پر کسی کا سر پھرے / مثل اپنے گھر اسے پھرتا دیکھے
باغبان نے جو کہا از رہ فضول / حال وہ اسکا تھا نہ آل رسول
بولا صوفی وقت گذرا میرا / اے رفیقو تم رکھو اپنی خبر
گر نہ ہوتا وہ نتیجہ مرتدان / ایسا کب کہتا وہ بہر خاندان
بس فقیہ نے وہ فسون اسکا سنا / وہ ستمگر اسکے پیچھے وان گیا

کیست آن صوفی شکم‌خوار خسیس / تا بود با چون شما شاهان جلیس
چون بیاید مر ورا پنبه کنید / هفته بر باغ و زراغ من چرید
باغ چه بود جان من آن شماست / ای شما بوده مرا چون چشم راست
وسوسه کرد و مر ایشان را فریفت / آه کز یاران نمی‌باید شکیفت
چون بره کردند صوفی را و رفت / خصم شد اندر پیش با چوب زفت
گفت ای سگ صوفی کو از ستیز / اندر آید باغ مردم تیز تیز
این جنیدت ره نمود و بایزید / از کدامی شیخ و پیرت این رسید
کوفت صوفی را چو تنها یافتش / نیم کشتش کرد و سر بشکافتش
مر مرا اغیار دانستید هان / نیستم اغیارتر زین قلتبان
آنچه خوردم من شما را خوردنی است / در چنین ضربت سزای هر دنی است
رفت بر من بر شما هم رفتنی است / اینچنین غصه شما را خوردنی است
این جهان کوه است و گفت و گوی تو / از صدا هم باز آید سوی تو
چون ز صوفی گشت فارغ باغبان / یک بهانه کرد زان پس جنس آن
کای شریف من برو سوی وثاق / که ز بهر چاشت پختم من رقاق
بر در خانه بگو قیماز را / تا بیارد آن رقاق و قاز را
چون بره کردش بگفت ای مرد دین / تو فقیهی ظاهر است این و یقین
او شریفی میکند دعوی سرد / مادر او را که داند تا چه کرد
بر زن و بر فعل زن دل مینهید / عقل ناقص و آنگهانی اعتمید
خویشتن را بر علی و بر نبی / بسته است اندر زمانه هر غبی
هر که باشد از زنا و زانیان / این برد ظن در حق ربانیان
هر که برگردد سرش از چرخها / همچو خود گردنده بیند خانه را
آنچه گفت آن باغبان بوالفضول / حال او بود دور از اولاد رسول
گفت صوفی آن من بگذشت لیک / ای رفیقا پاس خود دارید نیک
گر نبودی او نتیجه مرتدان / کی چنین گفتی برای خاندان
خواند افسونها شنید آن را فقیه / در پیش رفت آن ستمکار سفیه

بولا اے خر کون یہاں لایا تجھے / چوری پیغمبر کی کیا میراث ہے
شیر کو بچہ مشابہ شیر کے / کیا ہے تیرے شباہت تو رکھے
ساتھ سید کے وہ حرکت اس کی / آل احمد سے کرے جو خارجی
کس قدر کینہ رکھے دیو پلید / آل احمد سے کہ جیوں شمر و یزید
زخم ناحق سے ہوا سید خراب / پس فقیہ سے بولا باچشم پر آب
کہ تو اب ٹھہر اور ہو تنہا ہوا / پیٹ کو ڈھول اپنا اب تو جوں دہل سا
میں شریف و لائق ہمدم نہیں / ایسے ظالم سے تجھے میں کم نہیں
جو دیا اہل غرض کو اب تجھے / احمقی کا بدعوض پایا تو نے
اس سے فارغ ہو کے آیا اور کہا / اے فقیہ تو ننگ ہر نادان کا
اے کٹی ہاتھ اب ترا فتویٰ یہ ہے / اندر آ تو اندر آ کے اور نہ حکم لے
بو حنیفہ نے یہی فتوے دیا / شافعی نے کیا یہی تحفہ ہے کیا
یہ اجازت پائی ہے اندر وسیط / یا کہ ہے یہ مسئلہ اندر محیط
یہ کہا اور اسے چھوڑا ہاتھ کو / دل کے کینہ سے کیا شاباش ہو
بولا اب تو مار قدرت ہے تجھے / ہے سزا اسکی جو یاروں سے پھرے
میں ہوں لائق اسکا اور مکر سے / کیوں ہوا یاروں سے اپنے میں جدا
مکر و حیلہ سب ترا میں نے سنا / اب مجھکو تاکہ دل خوش ہو ترا
مار القصہ اسے بس خوب سا / باغ سے در بند کر خارج کیا
اپنے یاروں سے کوئی تنہا رہا / اسکے اوپر ایسی ہی آکر پڑے

گفت ای خر اندرین باغ که خواند / دزدی از پیغمبرت میراث ماند
شیر را بچه همی ماند بدو / تو به پیغمبر چه می مانی بگو
با شریف آن کرد مرد ملتجی / که کند با آل یٰسین خارجی
تا چه کین دارند دایم دیو و غول / چون یزید و شمر با آل رسول
شد شریف از زخم آن ظالم خراب / با فقیه او گفت ما جستیم از آب
پای دار اکنون که ماندی فرد و کم / چون دهل شو زخم میخور بر شکم
گر شریف و لایق و همدم نیم / از چنین ظالم ترا من کم نیم
مر مرا دادی بدین صاحب غرض / احمقی کردی ترا بئس العوض
شد ازو فارغ بیامد کای فقیه / چه فقیهی ای تو ننگ هر سفیه
فتویت اینست ای بریده دست / کاندر آیی و نگویی امر هست
بو حنیفه داد این فتوی ترا / شافعی گفتست این ای ژاژخا
این چنین رخصت بخواندی ای وسیط / یا بدست این مسئله اندر محیط
این بگفت و دست برد و برکشش / دست او کین دلش را داد دام
گفت حقست بزن دستت رسید / این سزا آنکه از یاران برید
من سزاوارم بدین و صد چنین / تا چرا ببریدم از یاران گزین
گوش کردم آنچه افسون تو / برزنم بر سر که شد ناموس تو
زد او را القصه بسیار و بخست / کرد بیرونش ز باغ و در ببست
هر که تنها ماند از یاران خود / اینچنین آید مر او را جمله بد

پھر پھرنا طرف قصہ مریض و عیادت حضرت پیغمبر علیہ السلام کے

ہے عیادت اس عمل کے واسطے / سو محبت کو ملا یہ رکھتا ہے
جب رسول حق عیادت کو گئے / اس صحابی کو جو دیکھا نزع سے
جو حضور اولیا سے تو ہو دور / در حقیقت جان خود کو حق سے دور
جو نتیجہ ہجر یاروں کا ہے غم / کب فراق روی شاہاں اس سے کم
سایۂ شہ کی طلب ہر دم رہے / تا ہو اس سایہ میں بہتر شمس سے
جا تو رہ اندر پناہ مقبلے / تا کرے آزاد صاحب دل تجھے

رجعت بقصہ مریض و عیادت پیغمبر علیہ السلام

این عیادت از برای این صله است / وین صله از صد محبت حامله است
چون عیادت رفت پیغمبر بدید / آن صحابی را که در نزعی رسید
چون شوی دور از حضور اولیا / در حقیقت گشته‌ٖ دور از خدا
چون نتیجه هجر همراهان غم است / کی فراق روی شاهان زان کم است
سایهٔ شاهان طلب هر دم شتاب / تا شوی زان سایه بهتر ز آفتاب
رو بکسب اندر پناه مقبلے / تو که آزادت کند صاحب دلے

۴ تو اسکی نیت سے جا اور اگر حجرہ میں ہے تو خلل مت لا [illegible] تو مرشد کی خدمت [illegible] اگر سفر کرے [illegible] اور اگر حضوری مرشد میں رہے تو غافل مت رہ [illegible] باقی حال اسکا [illegible]

اگر سفر کو جاکے اس نیت سے جا　　اور حضرت مین گر رہے غفلت سے لا
رات دن جون ناقہ کر کو دکو　　ڈھونڈھ در درویش مخفی گنج کو
در بدر پھرتا رہ اور کو بکو　　جستجو کر جستجو کر جستجو
اولیا سے تو نہ پھیر جتک ہے ترا بہا　　سعی کر واللہ اعلم بالصواب

گر سفر داری بدین نیت برو　　ورنه حضر باشد ازین غافل مشو
نافه‌سان روز و شب کو کو بکو　　گنج پنهانی ز درویشی بجو
در بدر میگرد و میرد کو بکو　　جستجو کن جستجو کن جستجو
تا توانی ز اولیا رو بر متاب　　جهد کن والله اعلم بالصواب

جانا بایزید بسطامی کا کعبہ کو اور پہونچنا خدمتمین ایک بزرگ کی راہ مین اور کہنا اس بزرگ کا کہ مین کعبہ ہون میرا طواف کر

رفتن بایزید بسطامی بکعبه و در راه بخدمت بزرگی رسیدن و گفتن آن بزرگ که کعبه منم مرا طواف کن

سوئے مکہ بایزید پیشوا　　واسطے حج اور عمرے کو چلا
پہونچتا جس شہر مین تو پہلے وہ　　دوستان حق کی کرتا جستجو
گشت کرتا کہ یہان پر کون ہے　　کمیہ ارکان بصیرت پر رسکے
حق نے فرمایا سفر جس جا کرو　　پہلے مرد حق کے تم طالب رہو
گنج کو تو ڈھونڈ یہ سود و زیان　　اسمین شامل ہو تو اسکو فرع جان
کھیتی بوئے اور گندم اس لیے　　گھانس شامل اسکو ہوگی خود سے
گھانس بوئے گندم اس کو کب ملے　　ڈھونڈ مرد اور ڈھونڈ مرد اور ڈھونڈ
قصد کعبہ کر جو حج کا وقت ہے　　بلکہ جانے منفعت کہ دیکھ لے
قصد تھا معراج مین دیدار کا　　پر ملک اور عرش منفعت انکو دکھا
سید الاعمال بالنیات ہے　　خیر نیت سے تری بس گل سکے
نیت مومن فزون اعمال سے　　اس طرح فرمایا شہ ابرار نے

سوی مکه شیخ امت بایزید　　از برای حج و عمره می‌دوید
او بهر شهری که رفتی از نخست　　مر عزیزان را بکردی باز جست
گرد می‌گشتی که اندر شهر کیست　　کو بر ارکان بصیرت متکی است
گفت حق اندر سفر هر جا روی　　باید اول طالب مردی شوی
قصد گنجی کن که این سود و زیان　　در تبع آید تو آن را فرع دان
هر که کارد قصد گندم باشدش　　کاه خود اندر تبع می‌آیدش
که بکاری بر نیاید گندمی　　مردمی جو مردمی جو مردمی
قصد کعبه کن چو وقت حج بود　　چونکه رفتی مکه هم دیده شود
قصد در معراج دید دوست بود　　در تبع عرش و ملائک هم نمود
سید الاعمال بالنیات گفت　　نیت خیرت بسی گلها شکفت
نیت مومن بود به از عمل　　اینچنین فرمود از سلطان دل

حکایت پیر و مرید

جو مرید نو کا خانہ تو بنا　　دیکھنے کو پیر اس گھر کے گیا
اس مرید نو سے پوچھا شیخ نے　　اور لیا اک امتحان اس نیک سے
کس لیے روزن کیا اسمین رکھا　　بولا نور آنے کو یہ رستہ کیا
بولا وہ پیر فرع یان گر تو ہے باز　　تا سُنے اس راہ سے تو بانگ نماز
نور آئے منفعت خود تجھکو ملے　　نیت اسکی کر تجھے یہ چاہیے
اس سفر مین ڈھونڈھتا تھا بایزید　　تا کہ خضر وقت پائے وہ سعید
دیکھا اسنے پیر اک مثل ہلال　　اسمین تھا انسان کا کروفر و قال

حکایت پیر و مرید

خانه‌ای نو ساخت روزی نو مرید　　پیر آمد خانهٔ او را بدید
گفت شیخ آن نو مرید خویش را　　امتحان کرد آن نکو اندیش را
روزن از بهر چه کردی ای رفیق　　گفت تا نور اندر آید زین طریق
گفت آن فرع است این باید نیاز　　تا ازین ره بشنوی بانگ نماز
نور خود اندر تبع می‌آیدت　　نیت آن را کن که آن می‌بایدت
بایزید اندر سفر جستی بسی　　تا بیابد خضر وقت خود کسی
دید پیری با قدی همچون هلال　　بود در وی فر و گفتار رجال

۱۰۲

دیده و نا بیا ور دل چون آفتاب — همچو پیله دیده هیرستان بخواب
چشم بسته خفته بیند صد طرب — چون کشاید آن نه بیند ای عجب
لبر غیب خواب روشن میشو — دل درون خواب روزن میشود
وانکه بیدار است بیند خواب خوش — عارف است او خاک او در دیده کش
بایزید او را چه از اقطاب یافت — مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
پیش او بنشست می پرسید حال — یافتش درویش هم صاحب عیال
گفت عزم تو کجا اے بایزید — رخت غربت را کجا خواہی کشید
گفت قصد کعبه وارم از پگه — گفت هین با خود چه داری زاد ره
گفت دارم از درم نقره دویست — نک ببسته سخت بر گوشه ردیست
گفت طوفے کن بگردم هفت بار — وین نکوتر از طواف حج شمار
وان درمها پیش من نه ای جواد — دانکه حج کردی و شد حاصل مراد
عمره کردی عمر باقی یافتے — صاف گشتی بر صفا بشتافتے
حق آن حقی که جانت دیده است — که مرا بر بیت خود بگزیده است
کعبه هر چندیکه خانهٔ بر او ست — خلقت من نیز خانه سر اوست
تا بکرد آن خانه را در وی نرفت — واندرین خانه بجز آن حی نرفت
چون مرا دیدی خدا را دیده — گرد کعبه صدق بر گردیده
خدمت من طاعت و حمد خداست — تا نه پنداری که حق از من جداست
چشم نیکو باز کن در من نگر — تا ببینی نور حق اندر بشر
کعبه را یکبار بیتی گفت یار — گفت یا عبدی مرا هفتاد بار
بایزیدا کعبه را دریافتی — صد بهای عز و صد فر یافتے
بایزید آن نکتها را هوش داشت — همچو زرین حلقه اش در گوش داشت
آمد از وے بایزید اندر مزید — منتہی در منتہے آخر رسید

الله ادبی اور دل چون آفتاب — جیسے ہاتی دیکھے ہندوستان بخواب
بند آنکھیں خفتہ دیکھے سو طرب — جو کھلیں آنکھیں نہ دیکھے یہ عجب
ہے عجب دل خواب مین روشن ہوا — اور اندر خواب کی روزن کیا
جو کہ ہو بیدار دیکھے خواب کو — ہے وہ عارف سرمہ کر خاک اسکی کر
بایزید پایا قطب اسکو جانکر — واسطے خدمت کے دوڑا اسکو گھر
بیٹھکے آگے پوچھا اسکا حال — پایا درویش اسکو اور صاحب عیال
بولا جاتا ہے کہان اے بایزید — اور ارادہ ہے کہاں اسکا اے سعید
بولا کعبہ کا ارادہ ہے مرا — بولا رکھتا زاد راہ اب تو ہے کیا
بولا رکھتا ہوں میں نقرہ سو درم — یہ بندھے جادو میں ہیں جیش نہ کر
بولا میرا طوف کر لے سات بار — طوف حج سے بہتر اسکو کر شمار
وہ درم رکھ میرے آگے اے جواد — حج ہوا تو جان اور حاصل مراد
عمر باقی پاسے جو عمرہ کیا — صاف تو ہو کر صفا مروہ کیا
ہے قسم اُس حق کی جو تجھکو دکھا — کہ مجھے جبر نگر اپنے سے کیا
کعبہ کو جو خانۂ ستار ہے — میری خلقت خانۂ اسرار ہے
گھر بنا کعبہ نہ وہ جیسے گیا — اور نہ اس گھر میں بجز اسکے رہا
مجکو دیکھا تو نے تو دیکھا خدا — گرد کعبہ صدق کے اب تو پھرا
میری خدمت کر تا ہی حمد خدا — تا نہ جانے تو کہ حق مجھ سے جدا
کھول اپنی آنکھ مجھ میں کر نظر — تا تو دیکھے نور حق اندر بشر
کعبہ کو اکبار ہے بیتی کہا — مجھ کو ستر بار یا عبدی کہا
بایزیدا پایا تو نے کعبہ کو — بیش او ما جاہ و نکو
بایزید اس راز پر رکھتا تا ہوش — مثل حلقہ زر انہیں کرتا گوش
بایزید اسے ترقی میں ہوا — منتہی میں منتہے آخر ملا

دانستن پیغمبر علیہ السلام کہ سبب رنجوری آن شخص آن گستاخی بوده است
جاننا پیغمبر علیہ السلام کا کہ بیماری اس شخص کی سبب گستاخی کے تھی

چون پیغمبر دید آن بیمار را — خوش نوازش کرد یار غار را
زنده شد او چون پیمبر را بدید — گوئیا آندم مر او را آفرید

جونہی نے دیکھا اس بیمار کو — خوش نوازا اپنے یار غار کو
جونہی اودیکھا تو زنده ہوا — گویا اسدم پیمبر نے پیدا کیا

بولا بیماری نے یہ کھولا نصیب / کہ مرے گھر آئے اللہ کے حبیب
گفت بیماری مرا این بخت داد / کامد این سلطان بر من بامداد

تا مجھے صحت ملے اور عافیت / شہ کے آنے سے کہ جو ہے با لطف
تا مرا صحت رسید و عافیت / از قدوم این شہ بے حاشیت

اب مبارک رنج و بیماری و تپ / اے مبارک درد و بیداری شب
اے خجستہ رنج و بیماری و تب / اے مبارک درد و بیداری شب

مجھکو اب پیری میں از بہر لطف ہو / یہ مرض الساد یا اللہ سے ملے
نک مرا در پیری از لطف و کرم / حق چنین رنجوری داد و سقم

پس دیا درد کمر تا خواب سے / نیم شب کو دوڑ اٹھتا ہوں جیسے
درد پشتم داد تا من ہم ز خواب / برجہم ہر نیم شب لابد شتاب

تا نہ شب بھر سوؤں میں جون بھینس کے / درد بخشا حق نے از رہ لطف سے
تا نخسپم جملہ شب چون گاومیش / دردہا بخشید حق از لطف خویش

ہو رہا دل شکنی سے رحم شہ کو جوش / اور دوزخ ڈر سے اسکے ہو خموش
زین شکستن رحم شاہان جوش کرد / دوزخ از تہدید شان خاموش کرد

رنج گنج آیا کہ رحمت اس میں ہے / مغز تازہ ہو کہ جب چھلکا چھلے
رنج گنج آمد کہ رحمتہا در وست / مغز تازہ شد چو بخراشید پوست

اے برادر جائے تیرہ سرد پر / صبر کرنا اور غموم و درد پر
اے برادر موضع تاریک و سرد / صبر کردن بر غم و سستی و درد

چشمہ حیوان و مستی کا ہے جام / کہ بلندی ہے وہ پستی میں تمام
چشمۂ حیوان و جام مستی است / کان بلندیہا ہمہ در پستی است

وہ بہار اندر خزان کی ہے چھپی / اس خزان سے بھاگ تو تو اسکی
آن بہاران مضمرست اندر خزان / در بہارست آن خزان مگریز از ان

ہو موافق غم سے کر وحشت سے ساز / اور طلب کر موت میں عمر دراز
ہمرہ غم باش و با وحشت بساز / می طلب در مرگ خود عمر دراز

نفس گر تجھکو کہے یہ بد ہے جا / مت سنے جو کام اسکا ضد ہوا
آنچہ گوید نفس تو کاینجا بدست / مشنوش چون کار او ضد آمدست

کر خلاف اسکے کہ حضرت نے کہا / اس وصیت کو جہان میں بر ملا
تو خلافش کن کہ از پیغمبران / این چنین آمد وصیت در جہان

مشورہ ہر کام سے واجب رکھو / تا پشیمانی نہ آخر تمکو ہو
مشورہ در کارہا واجب شود / تا پشیمانی در آخر کم بود

انبیا نے جو بہت کوشش کری / آسیا اس سنگ پر تب ہی پھری
سعیہا کردند بسیار انبیا / تا کہ گردان شد برین سنگ آسیا

نفس چاہے ہو کہ تا ویران کرے / خلق کو گمراہ و سرگردان کرے
نفس میخواہد کہ تا ویران کند / خلق را گمراہ و سرگردان کند

بولی امت مشورہ کس سے کریں / انبیا بولے امام عقل ہے
گفت امت مشورت با کہ کنیم / انبیا گفتند با عقل امام

بولے گر عورت ہو یا کہ طفل ہو / کہ نہ اسکی روشنی ہے عقل کو
گفت اگر کودک درآید یا زنے / کو ندارد عقل و رای روشنی

بولے مشورہ کر جو کہے / پر خلاف عقل چل اس راہ سے
گفت با او مشورت کن وانچہ گفت / تو خلاف آن کن و در راہ افت

نفس کو تو جان عورت سے بتر / کیونکہ عورت جزو و کل نفسی ہے شر
نفس خود را زن شناس از زن بتر / زانکہ زن جزوست نفست کل شر

مشورہ گر نفس سے ہے کرے / کر خلاف اسکے وہ جو تجھ سے کہے
مشورت با نفس خود گر میکنی / ہر چہ گوید کن خلاف آن دنی

گر نماز و روزہ کو تجھ سے کہے / نفس ہے مکار وہ حیلہ کرے
گر نماز و روزہ می فرمایدت / نفس مکارست مکری زایدت

مشورہ افعال میں گر نفس سے / چل تو بر عکس اسکے جو تجھ سے کہے
مشورہ با نفس خود اندر فعال / ہر چہ گوید عکس آن باشد کمال

گر نہ ہو غالب تو اسکی جنگ سے / یار کے جا پاس ہمت اس سے لے
بر نیائی با وی و استیز او / رو بر یارے بگیر آمیز او

عقل قوت گیرد از عقل دگر | پیشه گر کامل شود از پیشه گر
من ز مکر نفس دیدم چیزها | کو برد از سحر خود تمییزها
وعدها بدهد ترا تازه بدست | کو هزاران بار آنها را شکست
عمر اگر صد سال خود مهلت دهد | اوت هر روزی بهانه نو نهد
گرم گوید وعدهای سرد را | جادوی مردی ببندد مرد را
ای ضیاء الحق حسام الدین بیا | که نروید بی تو از شوره گیا
از فلک آویخته شد پردهٔ | از پی نفرین دل آزردهٔ
این قضا را هم قضا داند علاج | عقل خلقان در قضا گیج است گیج
اژدها گشتست آن مار سیاه | آنکه کرمی بود افتاده براه
اژدها و مار اندر دست تو | شد عصا ای جان موسی مست تو
حکم خذها لا تخف دادت خدا | تا بدستت اژدها گردد عصا
هین ید بیضا نما ای پادشاه | صبح نو بگشا ز شبهای سیاه
دوزخی افروخت بر وی دم فسون | ای دم تو از دم دریا فزون
بحر مکارست بنموده کفی | دوزخ ست از مکر بنموده کفی
زان نماید مختصر در چشم تو | تا زبون بینی و جنبد خشم تو
همچنان که لشکر انبوه بود | مر پیمبر را بچشم اندک نمود
تا بر ایشان زد پیمبر بی خطر | ور فزون دیدی ازان کردی حذر
آن عنایت بود و فضل ایزدی | احمدا ور نه تو بددل میشدی
کم نمود او را و اصحاب او را | آن جهاد ظاهر و باطن خدا
تا میسر کرد یسری را بر او | تا ز عسری او بگردانید رو
کم نمودن مر ورا پیروز بود | که حقش یار و طریق آموز بود
آنکه حق پشتش نباشد از ظفر | وای اگر گربه‌ش نماید شیر نر
وای اگر صد را یکی بیند ز دور | تا بچالش اندر آید از غرور
زان نماید ذو الفقاری حربهٔ | زان نماید شیر نر چون گربهٔ
تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ | واندر آردشان بدین حیله بچنگ

عقل کو ہو عقل سے جاہ و جلال | پیشہ گر کو پیشہ گر سے ہو کمال
دیکھی کر نفس سے بس مین نے چیز | کر دے لیجاتا ہے جادو سے تمیز
وعدہ کرتا ہے وہ تجھ سے تازہ تر | اور ہزارون بار توڑے سر بسر
سو برس کی عمر مہلت دے تجھے | وہ تجھے ہر روز دے گا ایک د[illegible]
گرم کہو کر وعدہ ہاے سرد کو | سحر سے نامرد کرے مرد کو
اے ضیاء الحق حسام الدین تو آ | بے ترے اگتی نہ شورہ سے گیا
پردہ لٹکایا گیا افلاک سے | واسطے نفرت دل بیمار کے
اس قضا کی بھی قضا جانے علاج | کب قضا سے عقل خلق ہو ہم مزاج
وہ ہوا مار سیہ اک اژدہا | جو کہ اک کیڑا اتفاقا رستے مین پڑا
ہاتھ مین تیرے ہوا مار اژدہا | بس عصا اے جان موسی بر ملا
حکم خذہا لا تخف حق نے کہا | اژدہا ہو ہاتھ مین تیرے عصا
اب ید بیضا دکھا اے بادشاہ | صبح تو دکھلا کہ ہین راتین سیاہ
بھڑکے ہے دوزخ تو پھونک اسپر فسون | ہے دم دریا سے تیرا دم فزون
بحر کے مکا جھاک اپنے دکھائے | اور دوزخ مکر سے گرمی بتائے
مختصر دکھاکے تجکو اسلیئے | تو تو عاجز جان کر غصہ کرے
جیسے اک لشکر تھا انبوہ کثیر | اور پیمبر کو دکھا وہ بس حقیر
مارا انکو تا نبی نے بے خطر | گر زیادہ دیکھتے کرتے حذر
وہ عنایت تھی بفضل ایزدی | ورنہ ہوتی تجکو احمد بے دلی
کم دکھایا انکو اصحاب انکے کو | ظاہر و باطن جہاد اللہ نے دو
کر دیا یسرا کو حاصل یسر بین | تا نہ عسرے سے وہ منہ کو پھیر لین
کم دکھانا خاص انکو فتح تھی | حق تھا انکا یار و ہادی راہ کی
حق ہو جسکی نہ نصرت اسکو کری | ہاے گر بلی شیر نر اسکو دکھے
ہاے سو کو ایک دیکھے دور سے | تا کہ مغروری سے وہ آکر لڑے
شکل اک حربہ دکھائے ذوالفقار | اور دکھے شیر نر کو گربہ وار
تا دلیری مین پڑے احمق لڑے | وہ اسی حیلے سے اسکو مارے

تا کہ اپنے پانون سے ذرہ بیہدہ ۔ آسکے چلکر جانب آتشکدہ
کبھی لشکر کا بتا جو اک تن پڑی ۔ پھونک مارو اسکو تو جلدی اڑی
جو پہاڑون کو اکھیڑے جاتے ہے ۔ اس سے نالان ہو جہان اور وہ ہنسے
ہے بتاتا اپنی ٹخنون تک اس آب کو ۔ مثل عوج بن عنق سو غرق ہو
موج خون کو دکھا دے ڈھیر مشک ۔ اور دریا کو کرے وہ خاک خشک
خشک دریا دیکھا جو فرعون نے ۔ جا پڑا اسمین وہ مستی زور سے
جو گھسا دریا کے اندر رہ گیا ۔ کیونکہ اسکو اصل سے اندھا کیا
آنکھ بینا تو لقا سے حق کے ہو ۔ حق کہان ہمراز ہر احمق کو ہو
قند دیکھے زہر قاتل ہو وہ ۔ راہ دیکھے پر وہ بانگ غول ہے
اے فلک تو تیز پھرتا ہے ہر آن ۔ فتنہ آخر زمان مین دے امان
تیز خنجر تیرا ہے قصد مین ۔ تو ہے زہری نیش پیسر قصد مین
اے فلک تو رحم حق سے سیکھ رحم ۔ مور پر جون مار تو مت مار زخم
ہے قسم اسکی کہ چرخہ چرخ کو ۔ تیرے قربان کر دیا اس گھر پہ جو
کہ دگرگون گردش رحمت کری ۔ پہلے اس سے کہ ہمین ویران کرو
ہے قسم اسکی کہ دایہ پن کیا ۔ آب و گل سے تا نہال اپنا اگا
ہے قسم اسکی تجھے پیدا کیا ۔ تجھ مین اتنا مشعلہ چمکا دیا
تجکو وہ معمور اور باقی کیا ۔ دہریون نے تجکو تا ازلی کیا
شکر ہے جانا آغاز اب ترا ۔ انبیا نے راز جو تیرا کہا
آدمی جانے کہ حادث گھر ہے ۔ اور نہ مکڑا ہو اسمین جو بازی گر
جانے کب مچھر یہ کسکا باغ ہے ۔ کہ خزان مرگ و بہا اندر جسے
پیدا ہو لکڑی مین کیڑا مست حال ۔ جانے کب لکڑی کا وہ وقت نہال
کیڑا اسکی ماہیت گر جان لے ۔ عقل ہو صورت مین وہ کیڑا دکھے
عقل خود کو بس دکھاے رنگ سے ۔ چون پری اسکو دور ہے فرسنگ سے
کیا پری کی جا ملک پر بڑھکے ہے ۔ تو ہے اک مکھی کہ پستی مین اڑے
گرچہ تیری عقل بالا پر اڑے ۔ مرغ تقلیدی کا ہر پستی مین چرے

تا بپای خویش باشد همرهی ۔ آن خلیوان جانب آتشکده
گاه برگے مینماید تا تو زود ۔ لیث کشتی اورا برائی از وجود
بان کہ آن کہ کوه بار کنده است ۔ در جهان گریان واو در خنده است
مینماید تا بکعب این آب جو ۔ صد چو عوج بن عنق شد غرق او
مینماید موج خونش تل مشک ۔ مینماید قعر دریا خاک خشک
خشک دید آن بحر را فرعون کور ۔ تا درو در راند از مستی وزور
چون در آمد در تگ دریا فتاد ۔ زانکه چشمش ز اصل نابینا فتاد
دیده بینا از لقای حق شود ۔ حق کجا همراز هر احمق شود
قند بیند خود شود زهر قتول ۔ راه بیند خود بود آن بانگ غول
ای فلک در فتنه آخر زمان ۔ تیز میگردی بده آخر زمان
خنجر تیزی تو اندر قصد ما ۔ نیش زهر آلوده در قصد ما
ای فلک از رحم حق آموز رحم ۔ بر دل موران مزن چون مار زخم
حق آنکه چرخه چرخ ترا ۔ کرد گردان بر فراز این سرا
که دگرگون گردی و رحمت کنی ۔ پیش ازان کز بیخ ما را بر کنی
حق آنکه دایگی کردی نخست ۔ تا نهال ما ز خاک و آب رست
حق آن شه که ترا صاف آفرید ۔ کرد چندان مشعله در تو پدید
آنچنان معمور و باقی داشتت ۔ تا که دهری از ازل پنداشتت
شکر دانستیم آغاز ترا ۔ انبیا گفتند آن راز ترا
آدمی داند که خانه حادث است ۔ عنکبوتی نه که در وی عابث است
پشه کے داند که این باغ از کی است ۔ کو بهاران زاد و مرگش در دی است
کرم کاندر چوب زاید حست حال ۔ کی بداند چوب را وقت نهال
ور بداند کرم از ماهیتش ۔ عقل باشد کرم باشد صورتش
عقل خود را مینماید رنگها ۔ چون پری دورست ازان فرسنگها
از ملک بالاست چه جای پری ۔ تو مگس پری به پستی می پری
گرچه عقلت سوی بالا می پرد ۔ مرغ تقلیدت به پستی می چرد

اسکے بیان فرماتے ہین ناظم

علم تقلیدی وبال جان ہے مجھے | عاریت ہے میں نے جانا ملک ہے
سبنا جاہل چاہیے اس عقل سے | اور بس دیوانہ ہونا چاہیے
فائدہ جو دیکھو اس سے بھاگ جا | زہر پی اور آب حیوان کو گرا
جو کرے تعریف گالی اسکو دے | مفلسوں کو مال دو ر اپنا تو دو کر
خوف میں رہ اس کو تو کر رہا | ہیمز ننگ اور ہو تو رسوا رہا
آزمایا عقل دوراندیش کو | بعد دیوانہ کروں خویش کو

علم تقلیدی وبال جان ماست | عاریت است و ما نشسته کان ماست
زین خرد جاهل همی باید شدن | دست در دیوانگی باید زدن
هر چه بینی سود خود زان میگریز | زهر نوش و آب حیوان را بریز
هر که بستاید ترا دشنام ده | سود و سرمایه به مفلس وام ده
ایمنی بگذار و جای خوف باش | بگذر از ناموس و رسوا باش فاش
آزمودم عقل دور اندیش را | بعد ازان دیوانه سازم خویش را

عذر کرنا دلقک کا سید سے کہ اسنے کیوں فاحشہ کے ساتھ نکاح کیا

عذر گفتن دلقک با سید که چرا فاحشه نکاح کرد

سید نے دلقک سے تنہا کہا | کیسے کیوں قحبہ کو جلدی کر لیا
چاہیے تھا یہ سب اسکو پوچھنا | شادی کرتا تیری مستورہ سے تا
بولا میں نے نو کریں صالح زنان | قحبہ نکلیں ہوئے غم سے تباہ
میں نے یہ قصد کرے و فان کو | تا کہ دیکھوں کیسی آخر اسکی ہو
آزمایا بسکہ میں نے عقل کو | بعد ڈھونڈھوں جنون جیسا ہو
ایک بولا چاہتا عاقل کو ہوں | مشورہ مشکل میں تا اس سے کروں
ایک بولا کہ ہمارے اب یہاں | غیر اس مجنون کے عاقل ہے کہاں

گفت با دلقک شبی سید اجل | قحبه را خواستی تو از عجل
با من این را باز می بایست گفت | تا یکی مستوره کردیمت جفت
گفت نه مستوره صالح خواستم | قحبه گشتند و ز غم تن کاستم
خواستم این قحبه را بی معرفت | تا ببینم چون شود این عاقبت
عقل را من آزمودم هم بسی | زین سپس جویم جنون را مغرسی
آن یکی میگفت خواهم عاقلی | مشورت آرم بدو در مشکلی
آن یکی گفتش که اندر شهر ما | نیست عاقل جز که آن مجنون نما

حیلہ سے باتیں کرنا سائل کا شیخ بہلول سے کہ انہوں نے خود کو دیوانہ بنایا تھا

حکایت در تحسین سوال کردن شیخ بهلول را که خود را دیوانه نمود

لا کے کی پر اسوار اب بہلول ہے | دوڑتا ہے ساتھ وہ ان لڑکوں کے
رات دن وہ گنبد کھیلے ہر یہاں | گنج پوشیدہ ہے وہ جان جہان
اہل رائے آگ کا پر کالہ وہ | آسمان قدر اور اختر پارہ وہ
مرتبہ اسکا فرشتوں کی ہے جان | وہ ہوا دیوانہ جن میں بس نہاں
جان ہر دیوانہ کو مت جان اجی | سر نہ رکھ گوسالہ کو جوں سامری
جو ولی نے ظاہر اچھے سے کہا | راز پوشیدہ ہزاران غیب کا
وہ نہیں تھی عقل و دانش کچھ بھی | تو نہیں جانے تھا گو بر عود سے
جو ولی پردہ جنون میں خود چھپی | اسکو اے اندھے تو کیونکر پا سکے
گر کھلی ہے تیری وہ چشم یقین | دیکھ پیادہ زیر سنگ اندر کمین
جو کھلی ہو آنکھ اسکے سلسلے | ہر کلیم اللہ جیسا کمل میں ہے

بر نی گشته سواره تک نبرد | سید واند در میان کودکان
گوی میبازد بروزان و شبان | در جهان گنج نهان جان جهان
صاحب رای است و آتش پاره | آسمان قدر است و اختر پاره
فر او کروبیان را جان شده است | او درین دیوانگی پنهان شده است
لیک هر دیوانه را جان نشمری | سر منه گوساله را چون سامری
چون ولی آشکارا با تو گفت | صد هزاران غیب و اسرار نهفت
مر ترا آن فهم و آن دانش نبود | وا ندانستی تو سرگین را ز عود
از جنون خود را ولی چون پرده ساخت | مر ورا ای کور کی خواهی شناخت
گر ترا باز است آن دیده یقین | زیر هر سنگی یکی سرهنگ بین
پیش آن چشمی که باز و رهبر است | هر گلیمی را کلیمی در بر است

۱۰۷

دیتا ہے شہرت ولی کو بھی ولی — اور جسے چاہے وہ کرے نیکی
کون اُسکی عقل سے ہو آشنا — کیونکہ اُسنے خود کو دیوانہ کیا
چور بینا چوری اندھے کی کرے — چور اُسکو راہ میں کیسے ملے
جانے کب اندھا کہ وہ ہی چور ہے — گرچہ وہ چور آکے اس سے خود ملے
کاٹے گر کتا اندھے گدڑی پوش کو — کیا وہ کتے کو کب پہچانے دو

مرد لی را ہم ولی شہرہ کند — ہر کرا او خواست با بہرہ کند
کس نداند از خرد او را شناخت — چونکہ او مر خویش را دیوانہ ساخت
چون بدزدد دزد بینا خفت کور — ہیچ یابد دزد را او در عبور
کور نشناسد کہ دزد او کہ بود — گرچہ خود بر وے زند دزد عنود
چون گزد سگ کور صاحب ژندہ را — کے شناسد آن سگ درندہ را

حملہ کرنا کتے کا اوپر اندھے فقیر کے

کتا کوچے میں گدائے کور پر — حملہ کرتا تھا مثال شیر نر
قصد فقرا خشم سے کتا کرے — خاک فقرا آہ آنکھوں میں رکھے
اندھا عاجز بانگ کتے سے ہوا — اُسکی تعظیم اندھا یوں کرنے لگا
اے امیر صید و اے شیر شکار — تجکو قدرت ہے مگر رکھ ہم سے تو کار
اس مہ فقر کی ضرورت سے حکیم — کرتا تعظیم و لقب رکھا کریم
پس کہا اُسنے ضرورت کرا کے شیر — کچھ سالا غولیہ سے کب تو ہے سیر
گور صحرائی پکڑتے تیرے یار — تو کرے اندھے کا کوچے میں شکار
یار تیری گور کا ڈھونڈیں شکار — ڈھونڈتے تو اندھے کو کوچہ میں پکار
وہ سگ عالم تو یار ہے گور کو — اور یہ سگ مستعد اندھے کا ہو
علم سیکھا تو گیا سگ سے ضلال — کرتا وہ صحرا میں ہے صید حلال
سگ جو عالم ہو تو ہو وے تیز رو — سگ جو عارف ہو صحابہ کہف ہو
سگ نے جانا کون میر صید ہے — اے خدا نور آشنا ہیں کون ہے
اندھے جی سے اندھا کچھ جانتا — جہل سے بلکہ نہیں پہچانتا
نے زمین اندھی ہے ہر اندھا ہوا — فضل حق سے جانے دشمن کو سدا
نور موسےٰ دیکھ ہو موسیٰ نواز — کھینچا قارون کو ہو قارون گداز
لائے لرزہ تا بہر ہو ہر لعنے — تو سمجھ حق سے کہ یا ارض ابلعی
خاک و باد و آب آتش پر شرر — بیخبر ہیں ہم و حق سے باخبر
اُنکے عکس ہم غیر حق سے باخبر — بیخبر ہم حق سے با این خوف و ڈر
اسلیے اشفقن منہا جملہ دو — ربط حیوان سے ہر بس کند ہو

یک سگے در کوے بر کور گدا — حملہ می آورد چون شیر وغا
سگ کند آہنگ درویشان بخشم — در کشیدہ مر خاک درویشان بچشم
کور عاجز شد ز بیم بانگ سگ — اندر آمد کور در تعظیم سگ
کاے امیر صید و اے شیر شکار — دست دست تست دست من بدار
کز ضرورت دم خر را آن حکیم — کرد تعظیم و لقب دادش کریم
گفت او ہم از ضرورت اے اسد — از چو من لاغر شکارے چہ رسد
گور میگیرند یارانت بدشت — کور میگیری تو در کوچہ بگشت
گور میجویند یارانت بصید — کور میجوئی تو در کوچہ بلند
آن سگ عالم شکار گور کرد — وین سگ بیمایہ قصد کور کرد
علم چون آموخت سگ رست از ضلال — میکند در بیشہا صید حلال
سگ چو عارف گشت شد اصحاب کہف — سگ چو عارف گشت شد اصحابی کہف
سگ شناسا شد کہ میر صید کیست — اے خدا آن نور اشناسا چیست
کور نشناسد نہ از بے چشمی است — بلکہ از جہل است وز بے چشمی است
نیست خود بے چشم کور از زمین — این زمین از فضل شد خصم مہین
در موسیٰ دید موسیٰ را نواخت — خسف قارون کرد قارون را گداخت
رجف کرد اندر ہلاک ہر دعی — فہم کرد از حق کہ یا ارض ابلعی
خاک و باد و آب و نار با شرر — بیخبر از ما و از حق با خبر
بالعکس ایشان ز غیر حق صغیر — بیخبر از حق ما چندین نذیر
لاجرم اشفقن منہا جملہ شان — کند شد ز آمیز حیوان جملہ شان

توسلے ہم اس زندگی سے تنگ ہیں — مردہ با حق زندہ با خلق ہم ہیں
خلق کے جو ساتھ ہو وہ ہو یتیم — انس حق کو چاہیے قلب سلیم
چو ایک اندھے کی جو چوری کرے — اندھا اندھونکی طرح تا ہو کرے
تا نہ چوراسکو کہیں ہوئے چور — جو نہ ہم انکھوں میں رکھو وہ نور کو
اندھا کب پہچانے اپنے چور کو — جو کہے وہ تو پکڑ سے بولا اسے
ہے جہاد اکبر اب سنگی و گور — تا کہے کیا لیگیا وہ گندہ چور
دل سے جو اسباب حکمت گم گیا — اہل دل کو ہے یقین واصل ہوا
دل کا اندھا جان و کان آنکھوں سے — چور شیطان کا اثر کب پا سکے
اہل بس سے جہاد وہ سر زنے — اور خلائق کو ہمارا ک جان لے
اسمین پھیر پھرنا ہوں سو راز جو — تا کہ ہوؤں ہم سیر راز کو
راز جو ہو اہل دل کے نزدیک ہو — بولا اسے با کہو اس راز کو
بولا اس حلقہ سے جا در زنکلا — آج تو جانو نہیں ہو راز کا
گر مکان کو لا مکاں نہیں ہوتی راہ — تسل شیخ نگر میں ہو تا اہل جاہ

گفت بیزاریم جملہ زین حیات — کہ بود با خلق حی با حق موات
چون بماند از خلق ماند او یتیم — انس حق را قلب باید بس سلیم
چون ز کورے دزد دزدد کالہ — میکند آن کور عمیا نالۂ
تا نگویند دزد او را کان منم — کز تو دزدیدم کہ دزد پُرفنم
کے شناسد کور دزد خویش را — چون ندارد نور چشم آن بینوا
چون بگوید ہم بگیر او را تو سخت — تا بگوید او علامتہائے رخت
پس جہاد اکبر آمد عصر دزد — تا بگوید کہ چہ بردو آن زرِ دزد
کالہ حکمت کہ گم کردہ دل است — پیش اہل دل یقین آن حاصل است
کور دل با جان و با سمع و بصر — می نداند دزدِ شیطان را اثر
ز اہل دل جو از جماد آن را مجو — کہ جماد آمد خلایق پیش او
باز گردیم سوئے راز جو — تا شوو ہم مشورت باز از گو
مشورت جو نیدہ آمد نزد داد — کالائے آب کودک شد زار ای
گفت رو زین حلقہ کین در باز نیست — باز گرد امروز روز راز نیست
گر مکان را رہ بُدے در لامکان — ہمچو شیخان بودمی من در مکان

خواندن محتسب مست خراب افتادہ را لبوی زندان

لیجانا محتسب کا ایک مست کو زندانمین اور جواب دینا اسکا

نیم شب کو محتسب اک جا گیا — زیر دیوار اسکو سوتا اک ملا
بولا آ کچھ اسنے ست کیا کھایا کہہ — بولا وہ کھایا ہے جو مٹکے میں ہو
بولا کیا مٹکے میں ہے کر تو بیان — بولا کھایا اس سے جو بولا ہمان
بولا جو کچھ کھایا تو نے کیا ہے وہ — بولا وہ مٹکے میں ہے مخفا ہے وہ
دور ہوتا تھا سوال اور یہ جواب — محتسب جون خر رہا اندر گل آب
بولا اس سے محتسب کر آہ تو — مست نے کی در جواب آواز ہو
ہے جہاد اکبر اب تنگی گور — تا کہے کیا لیگیا وہ گندہ چور
بولا میں آہ کو کہوں تو ہو کر ہو — بولا میں تو خوش اور تو غم رکھے
آہ درد و غم ستم سے ہوتی ہے — ہو نکلنی ہے خوشی اور عیش سے
محتسب بولا نہ جانوں ہو کہا — مست تراشی ہو ونت اٹھ چنگ حرا

محتسب در نیم شب جائے رسید — در بن دیوار مردے خفتہ دید
گفت ای مستے چہ خوردستی بگو — گفت از آن خوردم کہ ہست اندر سبو
گفت آخر در سبو واگو کہ چیست — گفت از آن کہ خوردہ ام گفت این خفیست
گفت آنچہ خوردہ آن چیست آن — گفت آن کاندر سبو مخفی ست آن
دور میشد این سوال این جواب — ماند چون خر محتسب اندر خلاب
گفت او را محتسب ہین آہ کن — مست ہو ہو کرد ہنگام سخن
پس جہاد اکبر آمد عصر دزد — تا بگوید کہ چرا آن زان ببرد
گفت گفتم آہ کن ہو میکنی — گفت من شادم تو از غم منثنی
آہ از درد و غم بیدادی است — ہوئے ہوئے می کشان از شادی است
محتسب گفت این ندانم خیز خیز — معرفت متراش بگذار این ستیز

گفت رو ہین از کجا تو از کجا / گفت مستی خیز تا زندان بیا
گفت مست ای محتسب بگذار و رو / از برہنہ کے توان بردن گرو
گر مرا خود قوت رفتن بدے / خانہ خود رفتمے وین کے شدے
من اگر با عقل و با امکانمے / ہمچنان شیخان بر سر دکانمے
گر مرا آگہ و تدبیرے بدے / ہمچو شیخان جاہ و توقیر بدے
ہم مرا از منزل در پیروزہ بدے / ہم ندورات ہم پیروزہ بدے

بولا جا تو میں کہان اور تو کہان / بولا چل ہو مست تا زندان یہان
مست بولا محتسب جا چھوڑ تو / اب برہنہ سے تو چلنے شروع کو
ہوتی چلنے کی اگر قوت مجھے / اپنے گھر جاتا یہ ہوتا کسلیے
ہوتا مین با عقل و با امکان اگر / ہوتا مثل شیخ مین دکان پر
ہوتی مین گر آگہی و تدبیر بھی / ہوتی مثل شیخ مین توقیر بھی
ہوتی زمنزل و گدائی بھی مجھے / ہوتی نظرین ساکے ان کی بھی بہتر

دو دم بار در سخن کشیدن سائل آن بزرگ را تا حال او معلوم گردد

دوسری بار کہنا سائل کا اس بزرگ کو تا حال اسکا معلوم ہو

گفت آن طالب کہ آخر یک نفس / ای سوارہ بر نی این سو ران فرس
راند سوئے او کہ ہان زودتر بگو / کاسپ من بس توسنست و تند خو
تا لگد بر تو نکوبد زود باش / از چہ می پرسی بیان کن ہمچو فاش
او مجال راز دل گفتن ندید / زود بر حرف شد کرد و در لاحول کشید
گفت میخواہم درین کوچہ زنے / نیست لائق از برای چون منے
گفت سہ گونہ زنند اندر جہان / آن دو رنج و این یکے گنج روان
آن یکے را چون بخواہی کل تراست / وین دگر نیمے ترا نیمے جداست
وان سوم ہیچ او ترا نبود بدان / این شنیدی دور شو رفتم روان
تا ترا اسپم نہ بجہاند لگد / کہ بیفتی بر نخیزے تا ابد
شیخ راند اندر میان کودکان / بانگ زد بار دگر او را جوان
کہ بیا آخر بگو تفسیر این / این زمان ہم گفتی بر گوی این
راند سوی او و گفتش بکر خاص / کل ترا باشد زغم یابی خلاص
و انکہ نیمے ہست تو بیوہ بود / و انکہ ہیچ ست آن عیال با ولد
چون ز شوہر اولش کودک بود / مہر کل خاطرش آنسو رود
دور ہو تا اسپ بند از لگد / سم اسپ تو ستم بر تو رسد
ہاے ہوی کرد شیخ و باز راند / کودکان را باز سوی خویش خواند
باز بانگش کرد سائل کہ بیا / یک سوالم ماند اے شاہ کیا
باز راند او سو بگو زودتر بگو / کہ ز میدان آن بچہ گویم ربود

بولا وہ طالب کہ اک دم میری سن / اے سوار لاٹھی دوڑا اسپ کو
گھوڑا دوڑا کر کہا جلدی کہو / گھوڑا ہے منہ زور سیر اتنا خو
لات ماریگا کہین تو دور ہو / پوچھتا ہے کیا تو اے خواجہ کہو
راز کہنے کی نہ قدرت جو ملی / مسخرے بن سے کہا ہٹ جا ابھی
بولا مین ہون چاہتا عورت یہان / کونسی لائق ہے میرے کر بیان
بولا عورت تین ہین اندر جہان / دو ہین رنج اور ایک ہے گنج روان
ایک وہ جو تو کرے کل ہے تری / دوسری آدھی تری آدھی جدی
تیسری وہ کچھ نہین ہووے تری / یہ سنا تو نے تو جلدی مدعی
تا نہ گھوڑا لات مارے اب مجھے / کہ گرے تو اور کبھی نہ اُٹھ سکے
شیخ بس لڑکون کے ہمراہ چلدیا / اسکو آواز اس جوان نے پھیر دیا
کہ تو آ تفسیر اسکی تو کہو / عیب نہین تو مین کہتا ہر کرو
اسکے پاس آکر کہا کہ باکرہ / کل ترے ہو غم سے تو ہے چھٹ گیا
جو کہ آدھی ہے تری وہ رانڈ ہے / وہ نہین کچھ ہے جو زن بچہ رکھے
اگلے شوہر سے جو اولاد اسکی ہو / کل محبت اسکی اس شوہر کی ہو
دور ہو تو لات گھوڑے کی چلے / سم نہ گھوڑے کا ترے جا کر لگے
ہاے ہو کی شیخ نے پھر چلدیا / اور لڑکون کو بجز وہا کل کیا
پھر بکہا اسکو سائل نے کہ آ / اک سوال اور میرا باقی رہگیا
پھر وہ آیا کہ کہو کیا رہگیا / کر دہ لڑکا گیند میری لیگیا

گفت ای شہ باچنین عقل و ادب / این چہ شیدست این چہ فعلست ای عجب
بولا اے شہ باوجود اس عقل کے / تجکو یہ فعل ارر حیلے کس لیے

تو ورای عقل کلی در بیان / آفتابی در جنون چون ئی نہان
تو سوا اے عقل کل اندر بیان / شمس ہے پھر کیوں جنون میں ہے نہان

گفت این اوباش رایی میزنند / تا درین شہر خودم قاضی کنند
بولا کرتے مشورت اوباش ہین / تا مجھے اس شہر کا قاضی کرین

دفع میگویم مرا گویند نے / نیست چون تو عالمی صاحب فنے
کرتا ہون انکار کرنے مین نہین / تجھ سا عالم باکمال جگ مین نہین

با وجود تو حرامست و خبیث / کہ کم از تو در قضا گوید حدیث
تیرے ہوتے ہی ہے بدتر اور حرام / تجھ سے کم اندر قضا کوئی کرے کلام

در شریعت نیست دستوری کہ ما / کمتر از تو شہ کنیم و پیشوا
ہے دستور اب ہماری شرع مین / پیشوا ہم تجھ سے کمتر کو کرین

زین ضرورت گیج و دیوانہ شدم / لیک در باطن ہمانم کہ بدم
اس ضرورت سے مین دیوانہ ہوا / اس گروہ سے آپ بیگانہ ہوا

ظاہر اشوریدہ وشیدا شدم / ...
ظاہر مجہول و دیوانہ ہوا / پر مین باطن مین وہی ہون جو کہ تھا

عقل من گنجست و من ویرانہ ام / گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام
عقل میری گنج و مین ویرانہ ہون / گنج اگر ظاہر کرون دیوانہ ہون

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد / این عسس را دید و در خانہ نشد
وہ ہے دیوانہ جو دیوانہ ہوا / دیکھ اس شحنہ کو نے گھر مین چھپا

دانش من جوہر آمد نی عرض / این بہائی نیست بہر ہر غرض
عقل ہے جوہر مری اور نہ عرض / یہ نہین رکھتی ہے قیمت بہر غرض

کان قندم نیستان شکرم / ہم زمین میروید و من میخورم
کان قند اور نیستان شکر کا ہون / مجھسے ہی اگتا ہے اور مین ہی کھاتا ہون

علم تقلیدی و تعلیمیست آن / کز نفور مستمع دارد فغان
علم تقلیدی و تعلیم اک ہے دو / نے سنے کوئی تو اسکو رنج ہو

چون پئے دانش نہ بہر روشنیست / ہمچو طالب علم دنیاء دنیست
ہو دانش سے نہ بہر روشنی / جیسے طالب علم دنیا ہے دنی

طالب علمست بہر علم و خاص / نے کہ تا یابد ازین عالم خلاص
چاہتا ہے علم بہر عام و خاص / نے کہ اس عالم سے پاوے وہ خلاص

ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد / چونکہ نورش راند از در گشت سرد
مثل چوہا کرتا وہ سوراخ ہر / ہر طرف غافل بقائے نور سے

ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد / ...
ہر طرف سوراخ جون چوہا کیا / نور سے جب روکا تو گم لوٹا پھرا

چونکہ سوی دشت و نورش رہ نبود / ہم دران ظلمات جہدی مینمود
نور و نکل کی طرف جب راہ نہ تھی / اسکو اس ظلمت مین کوشش رہی

گر خدایش پر دہد پر خرد / برہد از موشے و چون مرغان پرد
گر خدا پر دیوے اسکو عقل سے / چوہا پن چھوڑے مثال مرغ اڑے

ور نجوید پر بماند زیر خاک / ناامید از رفتن راہ سماک
گر نہ چاہے پر تو نیچے خاک کے / رہوے ناامید رہ افلاک سے

علم گفتاری کہ آن بیجان بود / عاشق روئے خریداران بود
علم قالی جو کہ وہ بیجان ہے / عاشق روئے خریداران ہے

گرچہ باشد وقت بحث علم زفت / چون خریدارش نباشد مرد و رفت
علم گر ہے بحث کے وقت موٹا / جو نہ پائے مشتری ہو مردہ

مشتری من خدا یست او مرا / میکشد بالا کہ اللہ اشترے
مشتری حق ہے مرا موہ علا / مجکو کھینچے ہے کہ اللہ اشترے

خونبہائے من جمال ذوالجلال / خونبہائے خود خورم کسب حلال
خونبہا میرا جمال ذوالجلال / کھاؤن اپنا خونبہا کسب حلال

این خریداران مفلس را بہل / چہ خریداری کند یک مشت گل
ان خریداران مفلس سے دل / کیا خریداری ہے اس یک مشت گل

گل مخر گل را مخور گل را مجو / زانکه گل خوارست دایم زرد رو

گل نہ ڈھونڈھو مت خرید گل مت کھاؤ گل / گل کا جو کھانے والا ہے ہمیشہ زرد رو

دل بخور تا دایما باشی جوان / از تجلی چهره ات چون ارغوان

دل کو کھا تا ہمیشہ ہو جوان / اور تجلی سے ہو منھ جون ارغوان

تا لب دل شو که تا باشی چو دل / تا شوی شادان و خندان شکل گل

تا لب دل ہو کہ تا ہو مثل دل / تا ہو تو شادان و خندان مثل گل

دل نباشد آنکه مطلوب گل است / این سخن را ره برون شایل است

وہ نہیں ہے دل جو ہے مطلوب گل / بات ہے اس بات کو ہیں اہل دل

یا رب این بخشش نه حد کار ماست / لطف تو لطف خفی را خود سزاست

اے خدا بخشش نہ یہ حد سے مری / سلطنت تیری لائق لطف خفی

دستگیر از دست ما ما را بخر / پرده را بردار و پرده ما مدر

مول لے ہمکو ہمارے ہاتھ سے / کھول دے پردہ و پردہ ست کر کر

باز خر ما را ازین نفس پلید / کاردش تا استخوان ما رسید

مول لے پھر ہمکو اس نفس سے / یہ چھری پہنچی تک ہڈی اسکی ہے

از چو ما بیچارگان این بند سخت / که گشاید جز تو ای سلطان بخت

کون ہم بیچارگون کی سر بند سخت / تجھ سوا اب کھولے اے سلطان بخت

اینچنین قفل گران را ای ودود / که تواند جز که فضل تو گشود

ایسے بھاری قفل کو اب اے خدا / کون کھولے فضل تیری کے سوا

ما ز خود سوی تو گردانیم سر / چون تویی از ما بما نزدیکتر

تیری جانب ہم پھیری خود آپسے / ہے تو نزدیک زیادہ ہم سے ہے

با چنین نزدیکی ما دوریم دور / در چنین تاریکی بفرست نور

باوجود اس قرب کے ہم بس ہیں دور / ایسی تاریکی میں اب تو بھیج نور

این دعا هم بخشش و تعلیم تست / ورنه در گلخن گلستان از چه رست

یہ دعا تعلیم بخشش تجھ سے ہے / ورنہ گلخن میں گلستان کب اگے

در میان خون و روده فهم و عقل / جز ز اکرام تو نتوان کرد نقل

درمیان اس خون رگ کے فہم و عقل / بجز کرم تیرے نہ ہو سکتی ہے نقل

از دو پاره پیه این نور روان / موج نورش میزند تا آسمان

نور دو ٹکڑوں سے چربی کی رواں / موج مارے نور وہ تا آسمان

گوشت پاره که زبان آمد ازو / میرود سیلاب حکمت همچو جو

گوشت کا ٹکڑا کہ جو ہے وہ زبان / سیل حکمت بہہ رہا اس سے روان

سوی سوراخی که نامش گوشهاست / تا بباغ جان که میوه ش هوشهاست

جانب سوراخ کہ نام اسکا گوش / باغ جان تک کہ ہے میوہ اسکا ہوش

شاهراه باغ جانها شرع اوست / باغ و بستانهای عالم فرع اوست

باغ جان کی راہ اسکی شرع ہے / اور جہان کا باغ اسکی فرع ہے

اصل سرچشمه خوشی آنست آن / زود تجری تحتها الانهار خوان

ہے وہ سرچشمہ خوشی کی ایک چیز / جلدی تجری تحتہا الانہار پڑھ

قصه رنجور گو یا مصطفی / زانکه لطف حق ندارد انتها

قصہ بیمار کہہ یا مصطفی / کیونکہ لطف حق نہ رکھے انتہا

شکر نعمت چون کنی چون شکر تو / نعمت تازه بود ز احسان او

شکر نعمت کب ہو شکر اب کی تجھے / نعمت تازہ ہو احسان اسکو کر

عجز تو از شکر آمد تمام / فهم کن ور با بیت تقدیم الکلام

تیرا عجز شکر شکر آیا تمام / تو سمجھ لے اب ہوا آخر کلام

نصیحت کردن رسول الله بیمار را و دعا آموزیدن او را

نصیحت کرنا رسول الله کا بیمار کو اور دعا سکھانا اسکو

گفت پیغمبر مر آن بیمار را / چون عیادت کرد یار زار را

بولے پیغمبر یہ اس بیمار سے / جو عیادت کو گئے انکے ...

که مگر نوعی دعایی کرده / از جهالت زهربایی خورده

گر کسی نوع کی دعا تو نے کری / زہر کھایا ہے جہالت سے اخی

یاد آور چه دعا میگفته / چون ز مکر نفس می آشفته

یاد کر کیا دعا تو نے کری / مکر سے ہر نفس کی جہالت بری

پھر لالا مجھکو تو سین کچھ یاد ہے ۔ اُم کر رحمت تو یاد آنے مجھے
پایا پر تو حضور مصطفے ۔ آگئی یاد اوسکی دلمین وہ دعا
ہمت پر نور احمد سے ولا ۔ دل مین اُسکے یاد آیا وہ گما
اُسکی روزن سے کہ دلسے دلکو ہر ۔ روشنی سے فرق حق باطل کرکر
بولا اب یاد آئی مجھکو ای رسول ۔ وہ دعا جو کی تھی از راہ فضول
مین گرفتار گنہ ہوتا مرتھا ۔ دست و پا میں مارتا جو ڈوبتا
بخشش اپنی پر گرہ ہے چاہتا ۔ ہاتھ سر کیڑے ہر تنکا ڈوبتا
مجھسے آئی تھیں وعید دشمن ۔ مجرمون کو ان عذابونسی جو تھین
مشکل مین ہوتا اور بیچارہ تھا ۔ قید سخت اور قفل بھاری کے کھلا
نے مقام صبر نے جانے کی راہ ۔ نے امید توبہ ز ڈرنے کی چاہ
نے سوا اللہ کی کوئی سپر ایار ۔ ایسی مشکل مین پڑا ہے کار
ہم سی جون ہاروت اور ماروت کے ۔ آہ کرتا مین کہ اے خالق مرے

لعمت یادم نیست الا ہمتے ۔ دار مامن یادم آید ساعتے
از حضور نور بخش مصطفے ۔ پیش خاطر آمد او را آن دعا
ہمت پیغمبر روشن کردہ ۔ پیش خاطر آمدش آن گشتہ
مانند ران روزن کہ از دل تا دل است ۔ روشنی کو فرق حق باطل است
گفت اینک یادم آمد ای رسول ۔ آن دعا کہ گفتہ ام من از فضول
چون گرفتار گنہ می آمدم ۔ ہمچو غرقہ دست و پا می زدم
از گنہ با ب کت لیس بنزنم ۔ غرقہ دست اندر حشائش میزند
از تو تہدید و وعیدی میرسید ۔ مجرمان را از عذابات شدید
مضطرب می گشتم و چارہ نبود ۔ بند محکم بود و قفل ناکشود
نے مقام صبر نے راہ گریز ۔ نے امید توبہ نے جای ستیز
نے بغیر حق تعالے یار من ۔ اینچنین دشوار آمد کار من
ہمچو ہاروت و چو ماروت از نفیر ۔ آہ میکردم کہ اے خالق من

ذکر مشکلات عذاب آخرت و سختی اُسکی کا

ذر سے بس ہاروت اور ماروت سے ۔ چاہ بابل کو کیا منظور ہے
تا عذاب آخرت دنیا میں ہو ۔ عاقل و مکار تھا وہ گرچہ دو
بس کیا اچھا و لائق اپنے ہے ۔ ہے وہان کا رنج آسان آگے ہے
اس جہان کا رنج ذکچہ حد رکھے ۔ رنج اُسکے دنیا آگے سہل ہے
اُسکے سبب اچھا جو کرتا ہو جہاد ۔ جسم پر لینے کو بس ظلم و داد
اس جہان کی رنج سی تا کہ چھٹے ۔ خود سے اس رنج و عبادت کو رکے
مین یہی کہتا تھا رب وہ عذاب ۔ بھیجہ اس عالم مین تو کرے شتاب
تاکہ اس عالم مین فارغ مین ہون ۔ اسلیئے درخواست مین بھی کرتا تھا
ایسی بیماری ہوئی پیدا مجھے ۔ جان ہماری سب بے آرام ہے
سب مرز ذکر و وظائف چھٹنگئے ۔ بیخبر خود سے ہوں مدام نیک سر
گر تھا رانہ نہ خراب مین دیکھتا ۔ ہے مبارک ہو تمھارا سو لگتا
مین گیا تھا ہاتھ سے ایکبارگی ۔ کی مری شاہانہ یہ غمخوارگی

ذکر دشواری آخرت عذاب و سختی آن

از خطر ہاروت و ماروت آشکار ۔ چاہ بابل را گزیدند اختیار
تا عذاب آخرت اینجا کشند ۔ گر زند و عاقل و ساحر وشند
نیک کردند و بجاے خویش بود ۔ سہل تر باشد ز آتش رنج بود
حد ندارد وصف رنج آن جہان ۔ سہل باشد رنج دنیا پیش آن
ای خنک آن کو جہادے میکند ۔ بر بدن زجرے و دادے میکند
تا ز رنج آن جہانے وا رہد ۔ بر خود این رنج عبادت می نہد
من ہمی گفتم کہ یا رب آن عذاب ۔ ہم درین عالم بران بر من شتاب
تا درین عالم فراغت باشدم ۔ در چنین درخواست حلقہ می زدم
اینچنین رنجوری پیدا شدم ۔ جان من از رنج بے آرام شد
ماندہ ام از ذکر و از اوراد خود ۔ بیخبر گشتم ز خویش نیک و بد
گر نمی دیدم کنون من روے تو ۔ اے خجستہ وے مبارک بوے تو
می شدم از دست من یکبارگی ۔ کردیم شاہانہ این غمخوارگی

بولے ہے سہو یہ دعا کو پھر نہ کر — یہ سے خود کو مت اکھیڑ اب تو شجر
گفت ہر ہر این دعا دیگر مکن — بر مکن تو خویش را از بیخ و بن

کیا تجھے طاقت ہے اے مور سقیم — تو جو رکھے خود پہ یہ بار عظیم
تو چہ طاقت داری ای مور سقیم — کہ نہد بر تو جہان کوہ عظیم

بولا مین نے توبہ کی اے شاہ دین — جھوٹ شیخی سے مین کہتا ہون نہین
گفت توبہ کردم السلطان کہ من — ز سر جلدی تلافم این سخن

یہ جہان ہے تیہ اور موسی ہے تو — مین پھنسا ہون تیہ مین اے خوبرو
این جہان تیہ است و تو موسی ما — از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا

راہ برسون مین چلا اور بس خیر — ولیسا ہی ہون پہلی منزل مین اسیر
سالہا رہ میرویم و در اخیر — ہمچنان در منزل اول اسیر

ذکر قوم موسی علیہ السلام کا اور پشیمان ہونا اس قوم کا
ذکر قوم موسی علیہ السلام و پشیمانی الشان

قوم موسی ستھے بست کر رہ چلی — پر قدم اول مین آخر کو رہی
قوم موسی راہ سے بیہودہ اند — آخر اندر گام اول بودہ اند

راز یہ کہتے تھے ظاہر اور نہان — جملہ مرد و زن وکل پیر و جوان
راز می گفتند پیدا و نہان — جملہ مرد و زن و پیر و جوان

ہوتا ہے راضی گر موسی کا دل — تیہ کا جا تا کنارہ ہمکو مل
گر دل موسی زما راضی بدے — تیہ را راہ و کران پیدا شدی

ہوتا گر بیزار بالکل ہے وہ — آسمان کرتا تہ ہم کب خوانکو
ور بکل بیزار بودے او زما — کے رسید ے خوان ز اوج آسما

ہوتے کب پتھر سے یہ چشمے روان — کرتے صحرا مین وکب جان کی امان
کے ز سنگے چشمہا جوشان شدے — در بیابان تا امان جان شدے

بلکہ آگ آتی بجائے خوان کے — مارتی شعلہ ہمین اس جائے پے
بل بجائے خوان خود آتش بدے — اندرین منزل لہب بر ما زدے

موسی وو دل ہوا ہمارے کام مین — گاہ یار و گہ عدو جانے ہمین
چون دو دل شد موسی اندر کار ما — گاہ خصم ماست گاہے یار ما

اسکی بار خشم سامان ور جلا — حلم اسکا پھیر دے تیر بلا
خشمش آتش میزند در رخت ما — حلم او رد میکند تیر بلا

ہو وے کب کہ حلم میر غصہ وہ بنے — لیک تیرے لطف سے کب دور ہے
کے بود کہ حلم گردد خشم نیز — نیست این نادر ز لطف آن عزیز

سامنے تعریف کرنا خو نہ تھا — نام سو سے اسلیے مین نے لیا
مدح حاضر وحشت است از بہر این — نام موسی می برم قاصد چنین

ورنہ کب لایق ہے موسی کا مین لون — نام تیرے آگے اب مین کیا کہون
ورنہ موسی کے روا دارد کہ من — پیش تو نام و برم از هیچ تن

عہد میرا ٹوٹا سو بار و ہزار — عہد تیرا مثل کہ ثابت قرار
عہد ما بشکست صد بار و ہزار — عہد چون کوہ ثابت برقرار

عہد میرا کہ ہوا سے ہو زبون — عہد تیرا کہ وسو کہ سے فزون
عہد ما کاہ بہر بادے زبون — عہد تو کوہ و ز صد کہ ہم فزون

برکت اس قدرت کی تلوین پر ہے — رحم کر تو مالک ہر رنگ ہے
حق آن قدرت کہ بر تلوین ما — رحمتے کن اے تو میر تونہا

دیکھا خود کو اپنے اور رسوائی کو — امتحان میرا نہ کر اے شاہ تو
خویش را دیدیم و رسوائی خویش — امتحان ما مکن ای شاہ بیش

تا فضیحت دوسری میری نہان — تو نے کی ہو اے کریم خوان
تا فضیحتہائے دیگر را نہان — کردہ باشی ای کریم مستعان

تیرا بیحد ہے جمال اور کس کمال — میری گمراہی ہے بیحد اور ضلال
بیحدی تو در جمال و در کمال — در کژی ما بیحدیم و در ضلال

بیحدی اپنی تو کر غالب سوا — میری گمراہی بیحد پر شہا
بیحدی خویش بگما رائے کریم — بر کژی بیحد مشتے لئیم

میرے جامہ سے رہا اک تار ہی — شہر تھا مین اک ہی دیوار ہے
ہین کہ از تقطیع ما یک تار ماند — مصر بودیم و یکے دیوار ماند

مکر سے تو دعا کو تعلیم کر دے سے آگے اسکی مثال ہے فافہم

رکھو تو باقی رکھو تو باقی امر عدیو — تا سوے تسا دیا کل جان دیو
میری خاص سے تو اگر لطف سے — کی تلاش گمرہاں کی تو نے ہر
سو دکھاتی قدرت اپ کھا رحم — اور رکھا جو رحم اندر تیم و لحم
پر دعا غصہ کو گر زیادہ جو کر — تو دعا تعلیم فرما دے مجھے
جیسے جنت سے نکل آدم گیا — پھر رجوع کی اور شیطان سے چھٹا
دیو کیا جو غالب آدم پر ہر — اس دمسورے پہ جو وہ بازی کو نے
درحقیقت نفع آدم کو ہوا — اگر وہی لعنت حاسد بنا
ایک بازی دیکھی دو سو نہ دیکھی — اپنے گھر کی تم کر جڑ کو کاٹ دے
دوسرے کے کھیت کو تو آگ دی — سوسے کھیت اسکے ہوا اپنے ہی
تھی نظر بدی پر لعنت دیو کو — تا زیاں دشمن کا دیکھا کرو
خود زیاں جان کا اسکا ہوا — گو آدم دیو تھا اس دیو کا
ہے وہ لعنت کہ اسی دین میں — حاسد و خود بین اور کین کرے
جانے تا ہر اک بدی جیسی کرے — بیگمان وہ لوٹے پھر اسیر کرے
جملہ فرزین بند دیکھو عکس دو — مات اسکو ہووے اور نقصان ہو
خود کو جانے کیونکہ جو کوئی دو — ہلاک و ناسور جانے زخم کو
درد پید اسکو ہو اس دید سے — درد پردہ سے اسے باہر کرے
درد رہ مان کو نہیں جبتک کہ — درد پردہ سے اسے باہر کرے
یہ امانت حاملہ اس دل میں ہے — اور نصیحت یہ مثال اک دائی کے
کیا کرے دائی نہ درد عورت کو ہو — راہ بچہ کے لیے ہے درد تو
جو کہ ہے بے درد ہر جان — کیوں کہ ہے بے دردی انا الحق گوئی کر
وہ انا بے وقت لعنت گو ہوا — یہ انا بر وقت رحمت آئی ہے
یہ انا منصور کا رحمت ہوا — وہ انا فرعون کا لعنت ہوا
اسلیے ہر مرغ بے ہنگام کو — مارنا واجب ہو تا اعلام ہو
مارنا کیا ذبح ہر نفس کا — جہد میں اور ترک کر نالمس کا
اس طرح بچھو کا توڑے ڈنک تو — مارنے سے تا وہ پائے اس کو

السفیہ السفیہ اے حدیو — تا نگرددشاد کلی جان دیو
بہرانی بہر آں لطف نخست — کہ تو کردی گمرہان را باز جست
چون نمودی قدرتت بنمای رحم — ای نہادہ رحمہا در شحم و لحم
این دعا گر خشم افزاید ترا — تو دعا تعلیم فرما مہترا
آنچنان کآدم بیفتاد از بہشت — رجعتش دادی کہ رست از دیو زشت
دیو کہ بود کو ز آدم بگذرد — بر چنین نطعے ازو بازی برد
درحقیقت نفع آدم شد ہمہ — لعنت حاسد شدہ آن دمدمہ
بازیی دید و دو صد بازی ندید — پس ستون خانۂ خود را برید
آتشے زد شب بکشت دیگران — باد آتش را بکشت دیوران
چشم بندی بود لعنت دیو را — تا زیان خصم دید آن ریو را
خود زیان جان او شد ریو او — گوئی آدم بود دیو دیو او
لعنت آن باشد کہ کز بینش کند — حاسد و خود بین و پر کینش کند
تا بداند کہ ہر آن کو بد کند — بیگمان باز آید و بر وے زند
جملہ فرزین بندہا بیند بعکس — مات بر وے گردد و نقصان و نکس
زانکہ او ہیچ بیند خویش را — ہالک و ناسور بیند ریش را
درد خیزد زین چنین دیدن درون — درد او را از حجاب آرد برون
درد خیزد زین چنین دیدن درون — درد او را از حجاب آرد برون
این امانت در دل و جان حامل است — این نصیحتہا مثال قابلہ است
قابلہ چہ کند چو زن را درد نیست — درد باید درد کودک را رہیست
آنکہ او بے درد باشد رہزن است — زانکہ بے دردی انا الحق گفتن است
آن انا بے وقت گفتن لعنت است — وین انا در وقت گفتن رحمت است
این انا منصور رحمت شد یقین — وان انا فرعون لعنت شد ببین
لاجرم ہر مرغ بے ہنگام را — سر بریدن واجب است اعلام را
سر بریدن چیست کشتن نفس را — در جہاد و ترک گفتن لمس را
آنچنان کہ نیش کژدم بر کنے — تا کہ یابد او ز کشتن ایمنے

115

بر کنی دندان پر زہری ز مار / تا رہد مار از بلای سنگسار
ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر / دامن آن نفس کش را سخت گیر
چون بگیری سخت آن توفیق ہوست / در تو ہر قوت کہ آید جذب اوست
ما رمیت اذ رمیت راست دان / ہر چہ دارد جان بود از جان جان
دستگیر اوست و بردبار / دم بدم آن دم ازو امید دار
نیست غم گر دیر بے او ماندۂ / دیر گیر و سخت گیرش خواندۂ
دیر گیرد سخت گیرد رحمتش / یکدمت غائب ندارد حضرتش
ور تو خواہی شرح این وصل و ولا / از سر اندیشہ میخوان والضحی
ور تو گوئی این بدیہا از ویست / لیک آن نقصان فضل او کی است
آن بدی دادن کمال اوست ہم / من مثالی گویمت ای محتشم

دانت زہری تو اکھیڑ دو سانپ کا / مارنے سے سانپ تا ہو دور رہا
کون مارے سانپ کو جز ظل پیر / نفس کش کا تو پکڑ دامن فقیر
جو کہ تو پکڑے وہی توفیق ہو / جذب اسکا ہے جو قوت پائے تو
مارمیت اذ رمیت سچ تو جان / جو کہ تو رکھے وہ جان ہے جان جان
وہی پکڑے ہاتھ وہی بردبار / اس سے دو دم دمبدم امیدوار
کیا ہے غم گر دیر تک اس سے رہا / دیر گیر و سخت گیر آیا شما
دیر میں پکڑے تو رحمت سخت ہے / ایکدم غائب نہ وہ تجکو رکھے
شرح گر اس وصل کی چاہے بھلا / از رہ اندیشہ پڑھ تو والضحی
گر تو کہے یہ بدی بھی اس سے ہے / پر نہ نقصان فضل اسکو کرے
وہ بدی دینا بھی اسکا ہے کمال / اسکی میں کہتا ہوں تجھ سے اک مثال

مثال در بیان معنی نؤمن بالقدر خیرہ و شرہ

کرد نقاشی دو گونہ نقشہا / نقشہای صاف و نقشی بی صفا
نقش یوسف کرد و حور خوش سرشت / نقش ابلیسان و عفریتان زشت
ہر دو گونہ نقش استادی اوست / زشتی او نیست آن رادی اوست
خوب را در غایت خوبی کشد / حسن عالم چاشنی از وی چشند
زشت را در غایت زشتی کند / جملہ زشتیہا بگردش بر تند
تا کمال دانشش پیدا شود / منکر استادیش رسوا شود
ور نداند زشت کردن ناقص است / زین سبب خلاق گبر و مخلص است
پس ازین رو کفر و ایمان شاہدند / بر خداوندیش ہر دو ساجدند
لیک مومن دانکہ طوعا ساجد است / زانکہ جویای رضا و قاصد است
ہست کرہا گبر ہم یزدان پرست / لیک قصد او مرادی دیگرست
قلعہ سلطان عمارت میکند / لیک دعوی امارت میکند
گشتہ یاغی تا کہ ملک او بود / عاقبت خود قلعہ سلطانی شود
مومن آن قلعہ برای پادشاہ / میکند معمور نے از بہر جاہ
زشت گوید ای شہ زشت آفرین / قادری بر خوب و بر زشت مہین

مثال اندر بیان معنی نؤمن بالقدر خیرہ و شرہ

دو بنائے نقش اک نقاش نے / اک صفا ہے دوسرا بے صاف ہے
نقش یوسف اور حور خوش لقا / نقش شیطان اور دیو بد نما
نقش دونوں اسکی استادی کے ہیں / وہ بد مرکب اسکی دانائی کے ہیں
انتہا کا نیک نیکوں کو رکھے / حسن عالم چاشنی اس سے چکھے
انتہا کا بس بدوں کو بد رکھے / کل بدی کو گرد اسکے تو تنے
تا کمال عقل پیدا اسکی ہو / منکر دانائی کی رسوائی ہو
گر برا نے کر سکے وہ نقص ہے / گبر و مسلم کا ہے خالق اسلیے
کفر و ایمان شاید اسکی عجز کے / اسکی خلاقی پہ دونوں کرتے ہیں
پر خوشی سے مومن اب سجدہ کرے / کیونکہ ڈھونڈھے ہے رضا و قصد سے
جبر سے یزدان پرست اب گبر ہے / پر ہے قصد اسکا مراد غیر سے
قلعہ سلطان کی کرے تعمیر ہے / لیک امارت کا وہ دعوی کرے
پھر ہوا باغی کہ ملک اسکو کرے / قلعہ آخرکار سلطانی رہے
مومن اس قلعہ کو سلطاں کے لیے / کرتا ہے معمور نے اپنے لیے
بد کہے اے شاہ خلاق بدی / تو ہے قادر نیک و بد پر اب ہے

۱۱۶

نیک کر دے اے خدا حسن و بہا	پاک ہم کو عیب سے تو نے کیا
تم کو حمد و شکر لائق ہے خدا	حاضر و ناظر ہمارے حال کا
الغرض جو کچھ کہ چاہا سو کیا	نیک و بد کو مثل گل اور خار کیا
ہے وہ ہر اک بادشہ پر بادشا	کارساز لفعل اللہ ما یشاء

خوب گویا الٰہی حسن و بہا	پاک کرد ایندم از عیبہا
ملک والملک لک یا ذوالمنن	حاضری و ناظری بر حال من
حاصل آنکہ او ہر آنچہ خواست کرد	خواب را زشت با حزن رد
اوست بر ہر پادشا سے پادشا	کارساز لفعل اللہ ما یشاء

دعا و توبہ سکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بیمار کو

دعا و توبہ آموختن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آن بیمار را

پس پیمبر نے کہا بیمار کو	یہ کہو اور سہل کر دشوار کو
آتنا فی دار دنیا حسن	آتنا فی دار عقبا حسن
مثل بستان راہ ہم پر کر لطیف	اور ہو مقصد ہمارا اے شریف
حشر میں مومن کہینگے اے ملک	کہ نہیں دوزخ تھی راہ مشترک
مومن و کافر کا اس پر ہو گذر	ہم نے رہ میں نے دھوان دیکھا نہ نار
یہ بہشت و بارگہ ہے امن کی	پس کہاں ہے وہ گذرگاہ دنی
پس ملک کہویگا کہ وہ باغ سبز	راہ میں دیکھا تھا فلانی جا پہ یار
بس وہی دوزخ تھی اور جا تھا عذاب	ہو گئی تم پر گلستان بیحساب
تم نے جو آتش نفس دوزخ رنگ	کبر پر آتش و فتنہ جنگ کو
کوششیں کر کے کیا اسکو صفا	اور بجھایا آگ کو بہر خدا
نار شہوت کہ تھی شعلہ زنی	سبزۂ تقوے ہوئی نور جلی
آگ غصہ کی ہوئی تم سے حلم	جہل کی ظلمت ہوئی تم سے علم
تم سے وہ بخشش ہوئی حرص نار	وہ ہوا گلشن حسد تھا جو کہ خار
جیسے اپنی آگ میرے واسطے	جو بجھائی نوش پایا تمنے
نفس ناری کو چو بس باغی کیا	اور بویا اس میں اک تخم وفا
بلبلان ذکر اسکے درمیان	خوش نوا اور جگہ نہر پر روان
تم مطیع ابر پیمبر کے ہوئے	نفس کی دوزخ بجھائی آب سے
پس ہوئی دوزخ بھی تمہاری واسطے	باغ گلشن اور برگ و بار ہے
کیا بدل احسان کا ہے اے پسر	لطف و احسان و ثواب معتبر
نے کہا تم نے تھا قربانی ہیں ہم	اور بقا کے روبرو فانی ہیں ہم

گفت پیغمبر مر آن بیمار را	این بگو ای سہل کن دشوار را
آتنا فی دار دنیا حسن	آتنا فی دار عقبا حسن
راہ ما بر ما چو بستان کن لطیف	مقصد ما باش ہم تو ای شریف
مومنان گویند در حشر ای ملک	نے کہ دوزخ بود راہ مشترک
مومن و کافر برآن باید گذار	ما ندیدیم اندرین رہ دود و نار
نک بہشت و بارگاہ ایمنے	پس کجا بود آن گذرگاہ دنی
پس ملک گوید کہ آن روضۂ خضر	کاں فلان جا دیدۂ اندر گذر
دوزخ آن بود و سیاستگاہ سخت	بر شما شد باغ و بستان و درخت
چون شما این نفس دوزخ خوی را	آتشی گبر فتنہ جوے را
جہدہا کردید تا شد پر صفا	نار را کشتید از بہر خدا
آتش شہوت کہ شعلہ میزدے	سبزۂ تقوے شد و نور ہدے
آتش خشم از شما ہم حلم شد	ظلمت جہل از شما ہم علم شد
آتش حرص از شما ایثار شد	وان حسد چون خار بد گلزار شد
چون شما این جملہ آتشہای خویش	بہر ما کشتید تا شد نوش بیش
نفس ناری را چو باغی ساختید	اندرو تخم وفا انداختید
بلبلان ذکر و تسبیح اندرو	خوش سرایان در چمن بر طرف جو
داعی حق را اجابت کردہ اید	در جحیم نفس آب آوردہ اید
دوزخ ما نیز در حق شما	سبزہ گشت و گلشن و برگ و نوا
چیست احسان را مکافات اے پسر	لطف و احسان و ثواب معتبر
نے شما گفتید ما قربانیم	پیش اوصاف بقا ما فانیم

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ	ترجمہ
ما اگر قلاش اگر دیوانه ایم	مست آن ساقی و آن پیمانه ایم	ہم اگر مفلس وگر دیوانہ ہین	مستی ہم اس جام و ساقی سے رکھین
بر خط و فرمان او سر می نهیم	جان شیرین را گروگان می دهیم	اسکے ہم فرمان پر سر رکھتے ہین	جان شیرین کو گرو ہم کرتے ہین
تا خیال دوست در اسرار ماست	چاکری و جان سپاری کار ماست	تا خیال اسکا ہمارا سر رہے	چاکری کرنا ہمارا کام ہے
هر کجا شمع بلا افروختند	صد هزاران جان عاشق سوختند	جسجگہ شمع بلا روشن کرے	جان عاشق سیکڑوں وان پر جلے
عاشقانی کز درون خانه اند	شمع روی یار را پروانه اند	جو کہ عاشق اندرون خانہ ہین	شمع روے یار کے پروانہ ہین
ای دل آنجا رو که با تو روشن اند	وز بلاها مر ترا چون جوشن اند	وان پہ جا ای دل کہ روشن تجھ سے ہین	اور بلا مین تجھسے جوشن کرین
در میان جان ترا جان می کنند	تا ترا پر باده چون جامی کنند	جان کے اندر تجھے جان کرتے ہین	جو پیالہ مے سے تجھکو بھرتے ہین
در میان جان ایشان خانه گیر	در فلک خانه کن ای بدر منیر	انکی جان مین گھر پکڑ او ای منیر	آسمان مین گھر کر ای بدر منیر
چون عطارد دفتر دل وا کنند	تا که بر تو سرها پیدا کنند	چون عطارد دل کا دفتر کھول لے	تا کہ تجھ پر راز کو ظاہر کرے
پیش خویشان باش چون آوارهٔ	بر مه کامل زن ار مه پارهٔ	آگے انہونکے تو دیوانہ رہو	مار مہ کامل پہ مہ پارہ ہی جو
جزو را از کل خود پرهیز چیست	با مخالف اینهمه آمیز چیست	اپنے کل سے جزو کو کب پرہیز ہے	تو مخالف سو موافق کیسلیے
جنس را بین نوع گشته در روش	غیبها بین گشته عین از پرورش	جنس کو دیکھ اسکی رہ مین نوع ہو	عیب دیکھ ہو عین پر تو اسکی سر
تا چو زن عشوه خری ای بی خرد	از دروغ و عشوه کی یابی مدد	اور تو کے شل تو زینت کرے	جھوٹ و زینت سے تجھے کب مو
چاپلوس و لفظ شیرین و فریب	می ستانی می نهی چون زن بجیب	چاپلوسی و خوشامد اور فریب ہو	تو ہی رکھتا شل عورت کے جیب
مر ترا دشنام و سیلی شهان	بهتر آید از ثنای گمرهان	گالی تھپڑ شاہ کا بہتر اس سے ہے	کہ ثنا گمراہ لوگ تیری کرے
صفع شاهان خور مخور شهد خسان	تا کسی گردی ز اقبال کسان	شہ کا تھپڑ کہا نہ شہد ناکسان	کر دے ناکس تجھکو اقبال کسان
زانکه زیشان خلعت و دولت رسد	در پناه روح جان گردد جسد	کیونکہ ایسے خلعت و دولت ملے	اور پناہ روح مین تن جان بنے
هر کجا بینی برهنه بی نوا	دان که او بگریخته است از اوستا	بے نوا کو دیکھو تو جس جا پہ ہے	جان تو بھاگا ہے وہ اُستاد سے
تا چنان گردد که میخواهد دلش	آن دل کور بد بی حاصلش	اسکا جو دل چاہے اور ویسا ہی ہو	ہے وہ دل اندھا کہ بے حاصل ہے
گر چنان گشتی که استا خواستی	خویش را و خویش را آراستی	ولیا ہوتا جو کہ استاد چاہتا	کرتا اپنے آپ کو آراستہ
هر که از استاد گریزد در جهان	او ز دولت میگریزد این بدان	جو جہان مین بھاگے ہے استاد سے	بھاگے وہ دولت سے اسکو جان لے
پیشهٔ آموختی در کسب تن	چنگ اندر پیشهٔ دینی بزن	کسب تن کا پیشہ سیکھا تو نے ہی	دین سے پیشہ لو لینا چاہیے
در جهان پوشیده گشتی و غنی	چون برون آیی از اینجا چون کنی	تو غنی و مخفی عالم مین رہے	جو کہ نکلے وان سے تو پھر کیا کرے
پیشهٔ آموز کاندر آخرت	اندر آید دخل کسب مغفرت	سیکھ پیشہ آخرت مین جو کہ ہو	دخل کسب مغفرت تجھکو ملے
آن جهان شهریست پر بازار و کسب	تا نپنداری که کسب اینجاست حسب	وہ جہان بازار شہر کسب ہے	تا نجانے تو یہیں ہر کسب ہے

نفع و مغفرت تجھکو ملے وہ جہان بازار اور شہر کسب ہر نفع ہر قسم فرمایا کہ یہان کا کسب کھیل لڑکونکا ہے آگے اس کسب کھیل لڑکونکا ہے آگے اس کسب کی مثال فرماتے ہین فافہم

حق نے دنیا کو بنایا سب ہے بازی اک لڑکون کی بیشک سب
جیسے اک لڑکا کہ لڑکے پر پڑھے شل صحبت کی ساتھ اس کے کرے
وہ ساتھ اس طفل کا اک کھیل ہے بس مقابل صحبت مردان کے
طفل بازی مین بنا لین دکان ہو نہ سود اور گذرے وقت اکارت
گھر مین بھوکا آوے جب کہ رات ہو سب گئے لڑکے رہا تنہا ہر دو
رات مرگ اور بازی گہ ہے یہ جہان پھر گئے جا جیب خالی پر زیان
تو ہو تنہا سوئے خانۂ گور سے او ہ نعمان واحسرتا کی تو کرے
کسب دین کا عشق ہے اور جذب دل نور حق کی قابلیت سے تو دل
کسب فانی چاہتا ہے تیرا نفس کسب بد کب تک کرے تو خیر بس
نیز ڈھونڈے نفس بد گر کسب نیک مکر و حیلہ بھی اسکا ہو ساتھ اک

حق تعالیٰ گفت این کسب جہان ؛ پیش آن کسب لعب کودکان
ہمچو آن طفلی کہ بر طفلی تند ؛ شکل صحبت کن مساسی میکند
آن مساس طفل ہم بود بازیے ؛ با جماع رستمی و نمازیے
کودکان سازند در بازی دکان ؛ سود نبود جز کہ تعطیل زمان
شب شود در خانہ آید گرسنہ ؛ کودکان رفتہ بماندہ یک تنہ
این جہان بازی گہ است و مرگ شب ؛ باز گردی کیسہ خالی پر تعب
سوی خانۂ گور تنہا ماندہ ؛ ای نعمان واحسرتا بر خواندہ
کسب دین عشق است و جذب اندرون ؛ قابلیت نور حق دان ای حرون
کسب فانی خواہدت این نفس خس ؛ چند کسب خس کنی بگذار بس
نفس خس گر جویدت کسب لطیف ؛ حیلہ و مکری بود آنرا ردیف

جگانا شیطان کا معاویہ کو وقت نماز صبح کے

بیدار کردن معاویہ را کہ وقت نماز دیگاہ شد

یہ خبر مین آیا ہے کہ معاویہ ؛ قصر مین سوتے تھے وہ اندر زاویہ
گھر کے در کو بند اندر سے کیا ؛ تنگ لوگون کی ملاقاتون سے تھا
ایک ڈانکو جگایا ناگہان ؛ آنکھ کھولی تو ہوا وہ کس نشان
بولا یان پر تو کسی کو رہ نہ تھی ؛ کون ہے گستاخ یہ جرأت کری
اس مکان مین ڈھونڈھنے گردہ لگا ؛ تا کہ پاوے اس چھپے کا وہ پتا
پیچھے دروازہ کے دیکھا ایک کو ؛ کہ چھپا تھا پیچھے پردے کے ہر مہ
بولا کیون تو کون تیرا نام کیا ؛ بولا نام ابلیس مجھ بد نام کا
بولا کیون مجھکو جگایا سچ کہو ؛ ست کہو کچھ جھوٹ بولو کس ہو
بولا اب وقت نماز آخر ہوا ؛ جلد جا مسجد کی جانب دوڑتا
عجلوا الطاعات قبل الفوت ہے ؛ مصطفیٰ کا قول وحدت گوئی سی
بولا نے یہ غرض تیری نہ تھی ؛ کہ کرے تو رہنمائی خیر کی
چور پوشیدہ مکان مین ہو لقب ؛ اور سکے کرتا حفاظت ہو نہین آپ
مین نقص کرتا نہین ہون جو رہے ؛ ہو رکب بانے تو ثواب مزد سے

خفتہ بد در قصر در یک زاویہ ؛ در خبر آمد کہ آن معاویہ
قصر را از اندرون در بستہ بود ؛ کز زیارتہای مردم خستہ بود
ناگہان مردی ورا بیدار کرد ؛ چشم چون بکشاد پنہان گشت مرد
گفت اندر قصر کس را رہ نبود ؛ کیست کاین گستاخی و جرأت نمود
گرد برگشت و طلب کرد آن نشان ؛ تا بیابد زان نہان گشتہ نشان
در پس در را دید او ؛ در پس پردہ نہان میکرد رو
گفت ہی تو کیستی نام تو چیست ؛ گفت نامم فاش ابلیس شقی است
گفت بیدارم چرا کردی بجد ؛ راست گو با من مگو برعکس ضد
گفت ہنگام نماز آخر رسید ؛ سوی مسجد زود می باید دوید
عجلوا الطاعات قبل الفوت گفت ؛ مصطفیٰ چون در معنی را بسفت
گفت نی نی این غرض نبود ترا ؛ کہ بخیری رہنما باشی مرا
دزد و نہان رہ کنم در مسکنم ؛ گویدم کہ پاسبانی میکنم
من کجا و رہنمائی [illegible] ؛ [illegible] ور دیگر واند ثواب مزد را

دوسری بار جواب دینا ابلیس کا معاویہ کو

دوم بار جواب گفتن ابلیس معاویہ را

خاص تجھ سا جو رقطاع الطریق — کس سبب سے ہو گیا مجھ پر شفیق
بولا ہم پہلے ملایک بھی ہو کے — راہ طاعت پائی ہمنے جان سے
سالکان راہ کے محرم تھے ہم — ساکنان عرش کے ہمدم تھے ہم
پیشۂ گلا دل سے کب ہوتا ہے دور — مہر اگلی دل سے کب ہو جائے دور
گر سفر میں روم دیکھے یا ختن — دل سے تیرے جائے کب حب وطن
نسبت اس جناب سے ہم بھی تو تھے — عاشق اس درگاہ کے ہم بھی تو تھے
نال اپنا مہر پر اسکی کٹا — عشق اسکا جان ہماری میں رکھا
نیک دن دیکھا ہے ہمنے دہر سے — آب رحمت کھایا ہمنے نہر سے
کیا نہ پیدا ہمکو اسکے فضل نے — نے کیا پیدا عدم سے ہمکو ہے
اسکے سبب اسکی نوازش پائی ہے — اور ہوا باغ رضا کی کھائی ہے
دست رحمت کا وہ رکھتا سر پہ تھا — لطف کے چشمہ وہ ہمپر کھولتا
بچپن میں جو میں پیتا دودھ تھا — کون تھا جھولا جھلاتا اس سوا
دودھ میں سے کب پیا اسکے سوا — پالا کسنے مجھکو تھا اسکے سوا
شیر کے ہمرہ جو آئیں عادتیں — دور کب دم کرتیں سے سکیں
گر ہوا غصہ وہ دریا کے کرم — بند کب ہوتے ہیں دریا کے کرم
اصل نقد اسکی تو لطف و جود ہے — قہر اس پہ جو غبار آلود ہے
لطف ہی کے واسطے عالم بنا — اسکو خورشید نے نور روز دن کو دیا
عالم ہی فرقت اسکی قہر سے — وصل کی قدر اس سے تاکہ جان لے
اسکی فرقت جان کو دی ہے گوشمال — تاکہ جانے قدر ایام وصال
بولے پیغمبر کہ حق فرمائے ہے — قصد احسان ہے مرا مخلوق سے
اور کیا پیدا کہ نفع مجھ سے لے — دست آلودہ ہو میرے شہد سے
نے کہ نفع مانگے اپنی رکھوں — اور برہنہ تن قبا کو چھین لوں
مجھکو چندے راندۂ درگہ کیا — دیکھتا ہوں اسکا روئے خوشنما
ایسے منہ سے پھر ایسا امر عجب — ہو گیا ہر ایک مشغول سبب
ہے وہ حادث میں سبب کیونکر کہوں — کیونکہ حادث حادثے کا ہے سبب

خاصه دزدی چون تو قطاع الطریق — از چه رو گشتی چنین بر من شفیق
گفت ما اول فرشته بوده ایم — راه طاعت را بجان پیموده ایم
سالکان راه را محرم بدیم — ساکنان عرش را همدم بدیم
پیشۀ اول کجا از دل رود — مهر اول کی ز دل زائل شود
در سفر گر روم بینی یا ختن — از دل تو کی رود حب الوطن
ما هم از مستان این می بوده ایم — عاشقان درگه وی بوده ایم
ناف ما بر مهر او ببریده اند — عشق او در جان ما کاریده اند
روز نیکو دیده ایم از روزگار — آب رحمت خورده ایم از جویبار
نی که ما را دست فضلش کاشته است — از عدم ما را او بر افراخته است
ای بسا کز وی نوازش دیده ایم — در گلستان رضا گردیده ایم
بر سر ما دست رحمت می نهاد — چشمهای لطف بر ما می گشاد
وقت طفلی ام که بودم شیر جو — گاهواره ام که جنبانید او
از که خوردم شیر غیر از شیر او — کی پرورید جز تدبیر او
خوی کان با شیر رفت اندر وجود — کی توان آن را ز مردم وا گشود
گر عتابی کرد دریای کرم — بسته کی گردند درهای کرم
اصل نقدش لطف و داد و بخشش است — قهر بر وی چون غباری از غش است
از برای لطف عالم را بساخت — ذره ها را آفتاب او نواخت
فرقت از قهرش اگر آبستن است — بهر قدر وصل او دانستن است
تا دهد جان را فراقش گوشمال — تا بداند قدر ایام وصال
گفت پیغمبر که حق فرموده است — قصد من از خلق احسان بوده است
آفریدم تا ز من سودی کنند — تا ز شهدم دست آلودی کنند
نی برای آنکه من سودی کنم — وز برهنه من قبایی بر کنم
چند روزی که ز پیشم رانده است — چشم من در روی خوبش مانده است
کز چنان روی چنین قهر ای عجب — هر کسی مشغول گشته در سبب
من سبب را ننگرم کان حادث است — زانکه حادث حادثی را باعث است

م ظہر ہوا سے جیسے جھینکی میں کاکہ جھنار ہے یعنے جیسے دریا جنبش کیسا تبدیلی ہوتی ہے اسیطرح دوستی کو غیرت لازم ملزوم ہے اور عشق کا لوازمہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

لطف پہلے پر میں رکھتا ہوں نظر	اور اس حادث کو میں جانوں کدر
ترک سجدہ و حسد سے ہے ولی	عشق سے ہے نے حسد انکار سے
دوستی سے ہے حسد یہ کر یقین	دوست سے غیر کے ہو ہمنشین
کہ بغیرت دوستی کی شرط ہے	جیسے کہ چھینک پر جینا رہے
جو کہ حق کو سوا بازی نہ تھی	پھر لا بازی کہ نہ جانوں کیوں کی
میں نے کھیلی ایک وہ بازی نہ تھی	جان کو اپنی بلا میں ڈال دی
اسکی لذت اس بلا میں بھی چکھوں	مات ہے نہیں مات ہے نہیں مات ہوں
کس طرح کوئی چھڑا لے آپ کو	ششجہت میں جو کہ ششدر ہو
پھر کا جزو کب کل سے چھوٹے ہے جدا	خاص کر ٹیڑھا جسے حق نے رکھا
شش جہت میں جو ہو وہ آتش ہے	وہ چھڑا اسے جس نے شش پیدا کیے
خواہ کفر و خواہ ایمان اسکا ہے	ساختہ اسکا ہے اور ان اسکا ہے

لطف سابق را نظاره میکنم	وانچه حادث دوباره میکنم
ترک سجده از حسد گیرم که بود	این حسد از عشق خیزد نز جحود
این حسد از دوستی خیزد یقین	که شود با دوست غیرے همنشین
هست شرط دوستی غیرت پزی	همچو شرط عطسه گفتن دیر زی
چونکه بر بطعش جز این بازی نبود	گفت بازی کن چه دانم در فزود
آن یکے بازی که بر من باختم	خویشتن را در بلا انداختم
در بلا هم میچشم لذات او	مات اویم مات اویم مات او
چون رهاند خویشتن را ای سره	هیچکس در شش جهت از ششدره
جزو شش از کل شش چون وارهد	خاصه که بیچون مرا او کژ نهد
هر که در شش او درون آتش است	اوش برهاند که خلاق شش است
خواه اگر کفر است اگر ایمان او	دست باف حضرت است و آن او

پھر تقریر کرنا معاویہ کا مکر ابلیس کو ساتھ اسکے

باز تقریر کردن معاویہ مکر ابلیس با او

اس صحابی نے کہا سچ ہو ولی	تیرا حصہ اس سے کم ہو جانے
تو نے مجھ سو لاکھو کو دھوکا دیا	اور خزانہ میں نقب دے کر گھسا
آگ تو تجھ سے جلوں چارہ نہیں	جامہ کسکا تجھ سے ہے پارہ نہیں
طبع تو آتش جلانے کی رکھے	بے جلائے میں کب آئے تجھے
یہ ہے لعنت کہ تجھے سوزاں کرے	سارے چوروں کا تجھے استاد کرے
گفتگو کی تو نے حق کی روبرو	کب میں پا سکتا ہوں تیرے مکر کو
معرفت تیری جوں آواز صفیر	مرغ کی ہے بانگ لیکن مرغ گیر
اس نے صدہا مرغ کو دھوکا دیا	مرغ نے جانا کہ یہ ہے آشنا
جو ہوا میں وہ سنے بانگ صفیر	وان ہوا سے آئے اور ہووے اسیر
قوم نوح ہے نالاں تیرے مکر سے	دل کباب اور سینہ زخمی وہ رکھے
عاد کو عالم میں تو نے دی ہوا	اور عذابوں میں رکھا تو نے بھیا
سنگسار تجھ سے ہے قوم لوط کو	کالے پانی میں ہیں ڈوبے جو وہ
مغز نمرود کا تجھ سے پس ہوا	تو نے صدہا فتنہ کو برپا کیا

گفت امیر او را که اینها راست است	لیک بخش تو از اینها کاست است
صد هزاران چون مرا تو ره زدی	حفره کردی در خزانه آمدی
آتشی از تو بسوزم چاره نیست	کیست کز دست تو جامش پاره نیست
طبعت ای آتش چو سوزانیدنیست	تا نسوزانی تو چیزی چاره نیست
لعنت این باشد که سوزانت کند	اوستاد جمله دزدانت کند
با خدا گفتی شنیدی روبرو	من که باشم پیش مکرت ای عدو
معرفتهای تو چون بانگ صفیر	بانگ مرغان است لیکن مرغ گیر
صد هزاران مرغ را او ره زده است	مرغ غره کاشنایی آمده است
در هوا چون بشنود بانگ صفیر	از هوا آید شود اینجا اسیر
قوم نوح از مکر تو در نوحه اند	دل کباب و سینه شرحه شرحه اند
عاد را تو باد دادی در جهان	در فگندی در عذاب اندهان
از تو بود آن سنگسار قوم لوط	در سیاه آبه ز تو خوردند غوط
مغز نمرود از تو آمد ریخته	ای هزاران فتنه ها انگیخته

۱۲۱

عقل زعون زکی اندھی ہوئی ۔ اور نہ پایا پھر وقوت اسنے کبھی
بولہب نا اہل تجھ سے ہو گیا ۔ بوالحکم بوجہل تجھ سے ہو گیا
تو نے اس شطرنج پر بس یاد کو ۔ کر دیا ہے مات لاکھ استاد کو
ایسے فرزین بند مین مشکل تر ے ۔ سوختہ جان تیرہ باطن ہو گئے
تو ہے بحر مکر قطرہ خلق ہے ۔ یہ سلیمان ذرہ تو جون کوہ ہے
مکر سے تیرے چھٹین کب یکدم ۔ غرق طوفان ہم ہین الا من عصم
بس ستارہ سعد تجھ سے محترق ۔ بس سپاہ جمع تجھ سے متفرق
دین مسلمانون نے ہارا تجھ سے ہے ۔ سرنگون وہ قعر دوزخ مین پڑے
مثل بلغم تجھ سے فاجر ہو گیا ۔ تجھ سے جون برصیصا کافر ہو گیا

عقل زعون زکی فیلسوف ۔ کور گشت از نیابد او وقوف
بولہب ہم از تو نا اہلے شدہ ۔ بوالحکم ہم از تو بوجہلے شدہ
اے برین شطرنج بہر یاد را ۔ مات کردہ صد ہزاران استاد را
اے ز فرزین بندہاے مشکلت ۔ سوختہ جانہا سیہ گشتہ دلت
بحر مکرے تو و خلقان قطرہ ۔ تو چو کوہ وین سلیمان ذرہ
کی رہد از مکر تو اے مختصم ۔ غرق طوفانیم الا من عصم
بس ستارہ سعد از تو محترق ۔ بس سپاہ جمع از تو متفرق
بس مسلمان کز تو دین درباختہ ۔ سرنگون تا قعر دوزخ تاختہ
بس چو بلغم از سیہ آمدہ ۔ بس چو برصیصا ز تو کافر شدہ

پھر جواب دینا ابلیس کا معاویہ کو مکر کے چھپانے مین

بولا ابلیس اس سے کھول اس عقدہ مین محک ہون قلب کو اور نقد کو
امتحان شیر و سگ مین حق نے کر ۔ امتحان کھوٹے کھرے مین حق سے ہے
مین نے کھوٹے کو سیہ رو کب کیا ۔ مین صراف اسکو مین ہون جانچتا
نیکیون کی مین رہنمائی کرتا ہون ۔ اور بدکی پیشوائی کرتا ہون
پیشوا نیکون کا اور مین ہون بدون ۔ شاخ پر کر خشک ہو لوکاٹ دون
کھانس یہ رکھی ہے مین نے کسلیے ۔ تاکہ دیکھو جنس حیوان کون ہے
گر آہو سے جو بچہ اک جنے ۔ گر گی آہو کی مین اسکی شک ہے
گھانس ہڈی اسکے آگے ڈال تو ۔ کسکی جانب دیکھو اسکو میل ہو
جانب ہڈی ہو بغبت سگ ہی وہ ۔ گھانس کو دوڑے تو آہو جان تو
قہر و لطف اپس مین جو جوڑا ہوا ۔ اسے خیر و شر یہان پیدا ہوا
گھانس اور ہڈی کو بس کر عیان ۔ قدرت نفس اور قوت جانکو کر عیان
گر غذائے نفس لیوے ہر مبرا ۔ گر غذا اے روح چاہے ہے بھلا
گر کرے خدمت بدن کی ہر وہ خر ۔ گر وہ جائے بحر جان مین لو گہر
گرچہ دونون مختلف ہین خیر و شر ۔ لیک یہ دونون ہین ایک ہی کام پر
انبیا طاعت کو کرتے ہین عیان ۔ اور عدو شہوت کو کرتے ہین بیان

باز جواب ابلیس مر معاویہ را در اخفاء مکر

گفت ابلیس این عقدہ را ۔ من محکم قلب را و نقد را
امتحان شیر و کلبم کرد حق ۔ امتحان نقد و قلبم کرد حق
قلب را من کے سیہ رو کردہ ام ۔ صیرفیم قیمت او کردہ ام
نیکوان را رہنمائی میکنم ۔ مرحدان را پیشوائی میکنم
نیکوان را پیشواد و ما منم ۔ شاخہاے خشک را بر میکنم
این علفہا می نہم از بہر چیست ۔ تا پدید آید کہ حیوان جنس کیست
گر از آہو چو زاید کودکے ۔ ہست در گرگے و آہوئی شکے
تو گیاہ و استخوان پیشش بریز ۔ تا کدامین سو کند او گام تیز
گر بسوی استخوان آید سگ است ۔ ور گیا جوید یقین آہو رگ است
قہر و لطف جفت شد با یکدگر ۔ زاد از این ہر دو جہانے خیر و شر
تو گیاہ و استخوان را عرضہ کن ۔ قوت نفس و قوت جان را عرضہ کن
گر غذاے نفس جوید ابتر است ۔ ور غذاے روح خواہد سرور است
گر کند او خدمت تن ہست خر ۔ ور رود در بحر جان یابد گہر
گرچہ این دو مختلف خیر و شر اند ۔ لیک این ہر دو بیک کار اندر اند
انبیا طاعات عرضہ میکنند ۔ دشمنان شہوات عرضہ میکنند

۱۲۲

ایک کو جو بد کر دوں میں حق نہیں | میں ہوں داعی خالق مطلق نہیں
خوب کو میں زشت کر دوں نہیں | آئینہ ہوں خوب و بد کا بالیقین
آئینہ جیسے جلاے درد سے | کہ سیہ رو کیوں دکھاتا ہے مجھ
آئینہ بولا گنہ مجھ سے نہ تھا | جرم اسکا ہے کہ آئینہ بلا
کر دیا ہے راست گو اسے مجھے | تا کہوں میں کون زشت و خوب ہے
میں گواہوں کب کہ قیدی ہے | اہل زنداں سے ہوں حق ہر گو
دیکھتا جس جا ہوں نخل میوہ دار | تربیت کرتا ہوں اسکی دایہ وار
باغباں سے خشک کہتا ہے بلا | کس لیے سر پر لگا نے بے خطا
باغباں کہتا ہے چپ اے بے حیا | نے تری خشکی ہے یہ جرم لگ بڑا
خشک کہتا ہے نہیں مجھ میں کجی | کس لیے بے جرم کاٹی مرے سر کی
باغباں کہتا اگر ہے برتری | کاش کہ کچھ ہوتا تو ہوتی تری
تو ہوا ہے جاذب آب حیات | اور سب زندگی کے ہے تو ساتھ
اصل بد اور تخم بد تیرا ہوا | ایک درخت خوش سے پیوند ہو
خوش سے شاخ تلخ گر پیوند ہو | اسکے تن میں خوشی قرار کو
کر چکا یا تجکو دین کے واسطے | عادت اصلی مری یہ ہے تو ہے

نیک را چون بد کنم یزدان نیم | داعیم من خالق ایشان نیم
خوب را من زشت سازم رب نیم | زشت را و خوب را آئینہ ام
سوخت ہندو آئینہ از درد را | کاین سیہ روئی نماید مرد را
گفت آئینہ گناہ از من نبود | جرم او را نہ کہ روشن کرد زود
او مرا غماز کرد و راست گو | تا بگویم زشت کو و خوب کو
من گواہم بر گواہ زندان کجاست | اہل زندان نیستم یزدان گواہ
ہر کجا بینم نہال میوہ دار | تربیتہا میکنم من دایہ وار
خشک گوید باغبان را کای فتی | مر مرا چہ میبری سر بی خطا
باغبان گوید خمش ای زشت خو | بس نباشد خشکی تو جرم تو
خشک گوید راستم من کژ نیم | تو چرا بی جرم می بری ہیم
باغبان گوید اگر مسعودیی | کاشکی کژ بودیی و تر بودیی
جاذب آب حیاتی گشتہ | اندر آب زندگی آغشتہ
تخم تو بد بودہ است و اصل تو | با درخت خوش نشاید وصل تو
شاخ تلخ از با خوشی وصلت کند | آن خوشی اندر نہادش برزند
گر ترا بیدار کردم بر دین | خوی اصل من ہمین است و ہمین

سختی کرنا معاویہ کا ابلیس علیہ اللعنہ پر

عنف کردن معاویہ با ابلیس علیہ اللعنہ

وہ صحابی بولے مت تکرار کر | مجھ میں اے رہزن نہ تیرا ہو اثر
تو ہے رہزن میں ہوں تاجر اور غریب | نے خریدوں لا کے سامان عجیب
کافری ہے تیرے سامانکو چھوڑ | مشتری سامان کسی کا ہو نہ تو
مشتری کب ہو کسی کا راہزن | گر خریداری کرے ہے مکر و فن
کیا کرے دل میں رکھتا ہے اب یہ سود | مجکو اس دشمن سے بچا اے ودود
گر فسوں اک اور مجھ پھونکدے | بس مرا سامان یہ رہزن لوٹ لے

گفت امیر اے راہزن حجت مگو | مر ترا رہ نیست در من رہ مجو
رہزنی و من غریب و تاجرم | ہر لباسے کہ آری کے خرم
گرد رخت من مگرد از کافری | تو نہ رخت کسی را مشتری
مشتری نبود کسی را راہزن | ور نماید مشتری مکرست و فن
تا چہ دارد این حسود اندر کدو | ای خدا فریاد ما را زین عدو
گر یکے فصل دگر در من دمد | بر رباید از من این رہزن عدو

زاری کرنا معاویہ کا درگاہ حق میں مکر ابلیس سے اور فتح چاہنا

نالیدن معاویہ بحق تعالی از مکر ابلیس نصرت خواستن

خود ملول باتیں کسی اے الہ | رحم کر میری نکلی ہے سیاہ

این حدیثش ہمچو دود است ای الہ | رحم کن ورنہ گلیم شد سیاہ

حجت شیطان پر نہ غالب ہو مجھے / کہ وہ فتنہ ہر بد و ہر نیک ہے
بس ہے آدم علم الاسما لقب / پر مقابل برق سگ نے ترب
اسکو جنت سے گرایا خاک پے / مثل مچھلی شست مین پھانسا کر
نالہ تب انا ظلمنا کا کیا / ہے نہ کر انسون سے اسکی انتہا
ہے شرارت اسکی ہر اک بات مین / اور بھرے جادو ہزارون اسمین ہین
مرد کی مردی کو باندھے اک نفس / مرد و عورت مین کرے افزون ہوس
اے بلیس خلق سوز فتنہ جو / کسلیے مجکو جگایا سچ کہو
کیونکہ حجت مین نہ غالب مجسے ہو / بس غرض نے کم اپنی تو کہو

من بحجت بر نیایم با بلیس / کوست فتنه هر شریف و هر خسیس
آدمی کو علم الاسما بگشت / با تگ چون برق این سگ شکست
از بهشت اندر فکن بر روی خاک / چون سمک در شست او شد از سما
نوحهٔ انا ظلمنا مے زدی / نیست دستانش و فسونش را حدی
اندرون هر حدیث او شرست / صد هزاران سحر در وی مضمرست
مردی مردان ببندد در نفس / در زن و در مرد افروزد هوس
اے بلیس خلق سوز فتنه جو / بر چیم بیدار کردی راست گو
زانکه حجت بر نیاید با منے / این غرض را در میان آر پنے

پھر بیان کرنا ابلیس کا مکر اپنے کو ساتھ معاویہ کے

باز تقریر ابلیس تلبیس خود را با معاویه رض

بولا جو کہ مرد ہو وے بد گمان / کب سنے وہ بد گمان سچا بیان
جس کسی دل خیال اندیش ہے / جو دلیل آئے خیال اسکا بڑھے
اسمین جا لے جو سخن علت بنے / تیغ غازی چور کی آلت بنے
یہ جواب اسکا کہ مین ساکت رہون / گفتگو ابلہ سے ہوتا ہے جنون
حق سے ڈر اور ڈھونڈھ راحت قطع نفس / کہ ہوا شر سے تو اسکے قید بس
ساتھ حق کے مجھ سے روتا کسلیے / جا تو شر سے نالہ کر اس نفس سے
کھا لے تو حلوا تو دمل ہوں تیرے / اور بخار آ کے طبع ناخوش کرے
بے گنہ لعنت کرے ابلیس کو / کیون نہ دیکھے خود سے ان تلبیس کو
نے ہے شیطان ہے تجھ سے راز جو / مثل روبہ سوے دنبہ جائے تو
جبکہ سبزہ مین تو دیکھے دنبہ کو / دام ہو وے اور نہ جانے روبہ تو
اسلیے نے جانے تو دانش گئی / خواہش دنبہ نے اندھی عقل کی
حبک الاشیاء یعمی او یصم / نفسک السودا جنت لا تختصم
مت گنہ رکھو اور نہ ٹیڑھا دیکھ تو / جانتا ہوں مین برا حرص و کینہ کو
حرص و کینہ اختلاف طبع سے / قصد نہ چارون عنصرونکا ہوئے
اب پشیمان ہوں برا مینے کیا / منتظر ہوں رات میری دن ہوتا
ہے مجھے امید درد سوز کی / موسم سرما مرا گرمی بنے

گفت هر مردے که باشد بد گمان / نشنود او راست را با صد نشان
هر درونے کو خیال اندیش شد / چون دلیل آری خیالش بیش شد
چون سخن در وے رود علت شود / تیغ غازی دزد را آلت شود
پس جواب او سکوت است و سکون / هست با ابله سخن گفتن جنون
نور حق ترس از وجود قطع نفس / گر تو از سرمش بماندستی به حبس
تو ز من با حق چه نالی ای سلیم / رو بنال از شر این نفس لئیم
تو خوری حلوا ترا دمل شود / تب بگیرد طبع تو مختل شود
بے گنه لعنت کنی ابلیس را / چون نبینی از خود این تلبیس را
نیست از ابلیس از تست ای عوی / که چو روبه سوی دنبه میروی
چونکه در سبزه ببینی دنبه را / دام باشد این ندانی تو بدرا
زان ندانی کت ز دانش دور کرد / میل دنبه چشم غفلت کور کرد
حبک الاشیاء یعمی او یصم / نفسک السودا جنت لا تختصم
تو گنه بر من منه کژ کژ مبین / من ز بد بیزارم و از حرص و کین
حرص و کین هست از طباع مختلف / مر مرا ... چار عنصر منکشف
من بدی کردم پشیمانم هنوز / انتظارم تا شبم آید بروز
هم امیدی بنردم با ورد سوز / تا مگر کاین دی شهم گرد و تموز

فارسی		اردو	
منم گشته میان خلق من	مثل خود برمس نشد بر دوزن	مین ہوا بدنام مخلوق مین	فعل نیچے مردوران ہم پر لپیٹ
گرگ بیچاره اگرچه گرسنه است	متهم باشد که او در طعمه است	بھیڑیا بیچارہ بھوکا گرچہ ہے	ہو گیا بدنام جو عشرت کرے
چونکه شد او از ضعف آن راه رفت	خلق گوید تخمه است از لوت زفت	جو ضعیفی سے نہ رستہ چل سکے	خلق کہوے تخمہ کھا کے سو ہے

باز الحاح کردن معاویه مر ابلیس را و جواب او
پھر عاجز کرنا معاویہ کا ابلیس کو اور جواب دینا اسکا

فارسی		اردو	
گفت غیر راستی نرهاندت	داد سوی راستی میخواندت	بولا کب چھوڑوں تجھے بے سچ کہے	داد سچ کی سچ بلاتی ہے تجھے
راست گو تا وارهی از چنگ من	مکر ننشاند غبار جنگ من	سچ کہو تا ہاتھ سو میرے چھٹے	کب غبار جنگ بیٹھے مکر سے
گفت چون دانی دروغ و راست را	ای خیال اندیش پر اندیشها	بولا کیسے جانے سچ اور جھوٹ کو	اے خیال اندیش پر اندیش تو
گفت پیغمبر نشانی داده است	قلب و نیکو را محک بنهاده است	بولا پیغمبر نے بتایا تھا	کہ محک کھوٹے کھرے پر ہر کا
گفته است الکذب ریب فی القلوب	ان الصدق طمانین طروب	ہے کہا الکذب ریب فی القلوب	ان الصدق طمانین طروب
دل نیارامد ز گفتار دروغ	آب و روغن هیچ نفروزد فروغ	دل نہیں خوش ہووے کہنے سے دروغ	تیل پانی سے نہ زیادہ ہو فروغ
در حدیث راست آرام دل است	راستیها دانهٔ دام دل است	دل کو ہے آرام سچی بات سے	سچ ہے دانہ دام دل کیواسطے
دل مگر رنجور باشد بد دهان	کو نداند چاشنی این و آن	گر ہو دل بیمار منہ ہو بد مزا	کہ نہ جانے چاشنی کا [illegible]
چون شود از رنج و علت دل سلیم	طعم صدق و کذب را باشد علیم	رنج و بیماری سے جو دل ہو سلیم	جھوٹ اور سچ کے مزے سے ہو علیم
حرص آدم چون سوی گندم فزود	از دل آدم سلیمی را ربود	حرص گیہوں کی جو آدم کو بڑھی	دل ہوا آدم کے سلیمی لیگئی
پس دروغ و عشوه‌ات را گوش کرد	غره گشت و زهر قاتل نوش کرد	تیرے مکر و جھوٹ کو اسنے سنا	ہو کے بے غم زہر قاتل کھا لیا
کژدم از گندم ندانست آن نفس	می‌پرد تمییز از اهل هوس	فرق نے گندم و کژدم میں کیا	ترک تمییز اہل ہوس سے گیا
خلق مست آرزو و هوا	زان پذیرااند دستان ترا	خلق مست آرزو ہے اور ہوا	جو قبول اس مکر تیرے کو کیا
هر که خود را از هوا خو باز کرد	گوش خود را آشنای راز کرد	جو ہوا سے باز اپنے کو رکھے	آشنائے راز گوش اپنا کرے
همچنان که در حکایت گفته‌اند	بشنو از تا کت بدلبسته‌اند	جس طرح سے اس حکایت میں کیا	اسکو سن تا قید سے ہو تو رہا

شکایت قاضی از آفت قضا و جواب نایب او را
شکایت کرنا قاضی کا آفت قضا سے اور جواب دینا نایب اسکی کا

فارسی		اردو	
قاضیی بنشاندند و میگریست	گفت نایب قاضیا گریه ز چیست	رونا تھا قاضی کیا جو ایک کو	بولا نائب قاضی کیوں روتا ہے تو
این نه وقت گریه و فریاد تست	وقت شادی و مبارکباد تست	یہ نہ وقت گریہ و فریاد ہے	وقت شادی و مبارکباد ہے
گفت اه چون حکم راند بیدلی	در میان آن دو عالم جاهلی	بولا کیونکر حکمرانی کر سکوں	جاہل کہ باہین عالم کے ہوں
آن دو خصم از واقعه خود واقف‌اند	قاضی مسکین چه داند زان دو بند	اپنا جھگڑا جانتے ہیں دونوں خصم	قاضی بس کیا جانے انکے بھید کو
جاهل است و غافل است از حالشان	چون رود در خونشان و مالشان	جاہل و غافل ہیں ہم تجھے حال	کیسے جانے اسکے خون اور مال

۱۲۵

بولا وہ عالم میں یہ علت رکھیں — تو ہو جاہل پر شمع ہے دین مین
کیونکہ علت کو نہیں رکھتا ہے تو — پاک رکھ آنکھ کے تو نور کو
آن دو عالم کو ذوفن نے کر دیا — اندھا اور علت سے علم انکا گیا
جہل کو بے علتی عالم کرے — دل سے علت علم کو زائل رکھو
جبتلک رشوت نہ لی بینا ہے تو — جب طمع آئے تو جہل اندھا ہے تو
مین نے عادت سے کری ترک ہو — کھانا کم کھایا ہے شہوت کا سدا
دشمنی سے دل ہے آگاہ سے — درحقیقت جانیو سچ کو جھوٹ سے

جاہلی تو لیک شمع ملتے — گفت خصمان عالم اند و علتی
وان ترا فت ہست نور دیدگان — زانکہ تو علت نداری در میان
علم شان را علت اندر گور کرد — وان دو عالم را ہوس شان کور کرد
علم را علت کژ و ظلمت کند — جہل را بے علتی عالم کند
چون طمع کردی ضریر و بندہ — تا تو رشوت نستدی بیننده
از ہوا من خوے را وا کردہ ام — لقمہائے شہوتے کم خوردہ ام
راست را داند حقیقت از دروغ — چاشنی گیر دلم شد با فروغ

اقرار کرنا معاویہ کا ابلیس لعین سے

باقرار آوردن معاویہ ابلیس لعین را

اے سگ ملعون دے میرا جواب — سچ کہو اور جھوٹ سے ست کر خطاب
کسلیے تو نے جگایا ہے مجھے — تو تو جگنے کا ہے دشمن جان سے
تو سلاتا مثل ہے خشخاش کے — عقل لیتا ہے مے کی طرح سے
کر دیا ہے مین نے جو بیچ تجھے — جانتا سچ کو ہون سب حیلہ کر
ہر کسی سے مین طمع رکھتا ہون — جو کہ عادت اور طبع مین اسکی ہو
مین نہ سہ کہ ہو شکر حرص ہو ڈھونڈھتا — سنے مخنث سے ہون ویسا ہی جاتا
شل کافر مین نہیں ہون ڈھونڈتا — کر وہ حق ہو یا کہ ہو حق کا پتا
مین نہیں گر ہو ڈھونڈھتا ہون بہرے خشک — مین اب تو مین ڈھونڈھون اینٹ خشک
مین نگہبانی نہ ڈھونڈھون چور سے — لون نہ مزدوری بغیر از کام کے
مین شیاطین سے نہ ڈھونڈون خیر — جو جگاتا مین مجھکو کار خیر مین

راست گوی و راست بینی اور مگو — ای سگ ملعون جواب من بگو
دشمن بیدارے تو ای پر دغا — تو مرا بیدار کردی مر مرا
ہمچو خمرے عقل و دانش میبری — ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آوری
راست را دانم تو حیلہ مجو — چارمیخت کردہ ام من راست گو
صاحب آن باشد اندر طبع خو — من ز ہر کس آن طمع دارم کہ او
نور مخنث می نجویم لشکری — من ز سرکہ می نجویم شکری
کو بود حق یا ز حق او آیتے — ہمچو گبران می نجویم از بتے
من در آب جو نجویم خشت خشک — من ز سرگین می نجویم بوی مشک
کار نا کردہ نجویم ہیچ مزد — من نجویم پاسبانی راز دزد
کہ مرا بیدار گرداند بہ خیر — من ز شیطان می نجویم کو بس غیر

سچ کہنا ابلیس کا بھید اپنے کو معاویہ سے

راست گفتن ابلیس ضمیر خود را با معاویہ

مکر و حیلے بس کیے ابلیس نے — پھر نہ کی جنگ وہ اس کر جنے
تب پیار کر بات وہ کہنے لگا — اسلیے میں نے جگایا تجھکو آ
اسلیے تجکو جماعت کی نماز — پیچھے پیغمبر کے ہو با صد نیاز
گر قضا ہوتا ترا وقت نماز — یہ جہاں تاریک ہوتا بندراز
روتا تو اس درد سے نقصان کے — اشک جاری تجھ شل مشک کے
درد و نقصان ہوتا با صد نماز — بس کمان ہو وہ نماز اور یہ نیاز

گفت بسیار آن ابلیس از مکر و غدر — میر از لشنید و کرد استیز و صبر
از زبون دندان بگفتش ای فلان — کر دمت بیدار میدان آن فلان
تا رسی اندر جماعت در نماز — از پے پیغمبر دولت فراز
گر نماز و وقت رفتے مر ترا — این جہان تاریک گشتی بے ضیا
از غبین و درد رفتی اشکہا — از دو چشم تو مثال مشکہا
آن غبین و درد بودی صد نماز — کو نماز و کو فروغ آن نیاز

حکایت ... ۱۲۶

دوں طاعت کا جو رکھتا ہے کوئی	سر بسر گزموں اس سے اک کوڑی
دوں دارد ہر کسے مرطاعتے	ناہر مرشیدا از وسے ساعتے

فضیلت حسرت کرنا اس شخص کا اوپر ترک ہونے نماز جماعت

اندر اک مسجد کے جاتا تھا کوئی | تھے نکلتے اس کو باہر مرداں
پوچھا اس کو کیا جماعت ہو گئی | جو چلی مسجد سے جلدی تم سبھی
ایک بولا کہ پیمبر نے نماز | با جماعت کی ادا اور با نیاز
کیسلیے جاتا ہی تو اے مرد خام | جبکہ پیغمبر نے پھیرا ہے سلام
آہ و زاری و لگا کرنے فزوں | آہ اسکے دل سے دیتی بوی خون
بولا اس مجمع سے اک اس آہ کو | دے مجھی میں دوں نماز اس کو
بولا میں نے آہ دی اور لی نماز | اس سے لی وہ آہ با عجز و نیاز
با نیاز و عجز و زاری وہ پھرا | باز تھا شب با خوشی وہ چلا
خواب میں ہاتف نے اس سے یہ کہا | کہ خریدا آب حیوان و شفا
اسکی برکت سے کیا ہو کہ قبول | ہو گئیں سبکی نمازیں اب قبول

فضیلت حسرت خوردن آن شخص بر فوت نماز جماعت

آں یکے میرفت در مسجد درون | مردم از مسجد ہمی آمد بروں
گشت پرسان کہ جماعت را چہ بود | کہ ز مسجد می برون آیند زود
آں یکے گفتش کہ پیغمبر نماز | با جماعت کرد و فارغ شد زناز
تو کجا در میروی اے مرد خام | چونکہ پیغمبر بداد است السلام
گفت آہ و دود از آں آمد بروں | آہ او میداد از دل بوی خون
آں یکے از جمع گفت این آہ را | تو بمن دہ وان نماز من ترا
گفت دادم آہ و بگرفتم نماز | او ستد آں آہ را با صد نیاز
با نیاز و با تضرع بازگشت | باز بود و در پی شب با دگشت
شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے | کہ خریدے آب حیوان و شفا
حرمت این اختیار و این دخول | شد نماز جملہ خلقان قبول

تتمہ اقرار ابلیس کا معاویہ سے مکر و فریب اپنے میں

بس کہا شیطان نے اس سے کہ امیر | مکر اپنا اسمیں ہے بس ناگزیر
گر قضا ہوتی نماز اس دم تری | کرتا تو آہ و فغان سے دل جو ہی
وہ تأسف وہ فغان اور وہ نیاز | بہتر اسکو با ذکر ودسو نماز
خوف سے میں نے جگایا بس تجھے | تا نہ جل جائے حجاب اس آہ سے
تا نہ حاصل تجکو ایسی آہ ہو | تا نہ اسکے ساتھ تجکو راہ ہو
ہوں حسود ایسا حسد کرتا ہوں میں | میں ہوں دشمن مکر میرا کام میں

تتمہ اقرار ابلیس با معاویہ مکر و فریب خود را

پس عزازیلش بگفت اے میر راد | مکر خود اندر میان باید نہاد
گر نمازت فوت شدے آں زمان | میزدی از درد دل آہ و فغان
آن تأسف آن فغان آن نیاز | در گذشتے از دو صد ذکر نماز
من ترا بیدار کردم از نہیب | تا نہ سوزد آن حجاب آہ جیب
تا چنان آہے نباشد مر ترا | تا بدان راہے نباشد مر ترا
من حسودم از حسد کردم چنین | من عدوم کار من مکرست و کین

سچا جاننا معاویہ کا ابلیس کو اس قول میں

بولا سچ تو نے کہا سچا ہے تو | ہو سکے یہ تجھسے لائق اسکے تو
تو ہی مکڑی رکھی مکھی کا شکار | میں نہ مکھی ہوں کہ گتنے پیچ وار
ہوں شکاری کا میں باز سفید | کر نہیں سکتی ہے مکڑی مجکو قید
یہ ترا اے چور ملعون کام ہے | لا کے مکھی کو دہی پر شہد سے
ہاں مگر آنکھیاں جبتک سکے | مکھیوں کو تو ہی پر جائے دے

تصدیق کردن معاویہ ابلیس را در ان قول

گفت اکنون راست گفتی صادقی | از تو این آید تو این را لائقی
عنکبوتے تو مگس داری شکار | من نیم اے سگ مگس زحمت میار
باز اسپیدم شکارم شہ کند | عنکبوتے کے بگرد من تند
کار تو ہست اے دزد لعین | سوے دوغ آری مگس را انگبین
رو مگس میگیر تا تانی ہلا | سوی دوغے زن مگس را را صلا

اگر بلانے شہد کی تو سمت جو	وہ وہی ہو بالیقین اور جھوٹ ہو
جو جگایا تو نے مجکو خواب تھا	جو دکھائی کشتی وہ گرداب تھا
تو مجھے اس خیر میں جو کہ بلائے	تا مجھے تو خیر بہتر سے بچائے

گر بخوانی تو بسوے المبین	هم دروغ و دوغ باشد ان الیقین
تو مرا بیدار کردی خواب بود	تو نمودی کشتیم گرداب بود
تو درین خیرم ازان میخواندے	تا ز خیرم بهترم بنشاندے

بھاگنا چور کا صاحب خانہ کے ہاتھ سے بسبب آواز دینے دوسرے شخص کے

گریختن دزد و از دست خانہ باواز شخص دیگر

یہ ہوا ایسا کہ اک نے دیکھا چور کو	گھر میں اور دوڑا پکڑنے اسکو دو
اور اسکے پیچھے دوڑا اس قدر	کہ پسینے میں ہوا وہ تر بتر
رہ گیا اس حملہ میں نزدیک آگیا	چاہا کہ پکڑے اسے وہ بڑھا
دوسرے اک چور نے آواز دی	کہ تو آ کر یہ بلا دیکھ اے اخی
لوٹ جلدی سے تو آ اے مرد کار	اور یہان کا دیکھ تو یہ حال زار
جو سنا یہ مرد ہوا اندیشناک	دل میں سوچا کہ ہوا یہ جا ہلاک
سوچا شاید اس طرف اک چور ہو	میں نہ پھر جاؤں تو دوڑے مجھ پہ وہ
ڈر ہے کہ وہ میرے زن و فرزند کو	ظالمے کیا مارنے سے اسکے ہو
یہ مسلمان مجھ کو بلاتا جو مجھے	گر نہ جاؤں تو ندامت ہو مجھے
اسکی شفقت کے بھروسے پر چلا	چھوڑ کر اس چور کو واں سے پھرا
بولا یہ پھر کھوج پانون چور کا	اسطرف سے ہو گیا وہ بے حیا
یہ نشان پھر دیکھ پانون چور کا	اس سے تو پیچھے اسکے اب جا
بولا اے بے عقل کیا کہتا ہے تو	میں نے تو پکڑا تھا آخر چور کو
تیرے کہنے سے تو چھوڑا چور کو	تجھ گدھے کو آدمی جانا تھا میں
کیا ہے یہ بیہودہ گوئی اے فلان	جب حقیقت پائی میں نے کیا نشان
بولا میرے یار کیا حال ہے	یہ فغان تیری ہے کس کے ہاتھ سے
بولا حق سے میں نشان دیتا ہوں تجھے	یہ نشان اگہ حقیقت سے کرے
بولا تو مکار یا بے عقل ہے	بلکہ تو ہے چور واقف حال سے
میں نے پکڑا وہ چور تھا کشان کشان	اور چھڑایا تو نے کہکر یہ نشان
تو جہت بتلا میں ہوں دور از جہات	وصل میں آیات کیا اور بینات
دیکھتے غافل ہیں صنعات صفات	وہ صفت میں ہیں کہ جو بھولا ہے ذات

این بدان ماند که شخصے دزد دید	در وثاق اندر پے او میدوید
تا دو سه میدان دوید اندر پیش	تا در افکند از تعب اندر خویش
اندر آن حمله که نزدیک آمدش	تا بدو اندر جهد دریابدش
دزد دیگر بانگ کردش که بیا	تا ببینی این علامات بلا
زود باش و بازگرد ای مرد کار	تا ببینی حال اینجا زار زار
چون شنید این مرد گشت اندیشناک	گفت باخود گشته گیر این جا هلاک
گفت باشد کان طرف دزدے بود	گر نه گردم زود این بر من رود
بر زن و فرزند من دستے زند	بستن این دزد سودم کے کند
این مسلمان از کرم میخواندم	گر نگردم زود پیش آید ندم
بر امید شفقت آن نیکخواه	دزد را بگذاشت باز آمد براه
گفت اینک بین نشان پای دزد	این طرف رفته ست دزد زن بمزد
نک نشان پاے دزد قلتبان	در پے او رو بدین نقش و نشان
گفت ای ابله چه میگوئی مرا	من گرفته بودم آخر دزد را
دزد را از بانگ تو بگذاشتم	من تو خر را آدمی پنداشتم
این چه ژاژست و چه هرزه ای فلان	من حقیقت یافتم چه بود نشان
گفت ای یار نکو احوال چیست	این فغان و بانگ تو از دست کیست
گفت من از حق نشانت میدهم	این نشانست از حقیقت آگهم
گفت طرارے تو یا خود ابلهی	بلکه تو دزدی و زین حال آگهی
خصم خود را میکشیدم من کشان	تو رهانیدی ورا کاینک نشان
تو جهت گو من برونم از جهات	در وصال آیات کو یا بینات
صنع بیند مرد محجوب از صفات	در صفات آنست کو گم کرد ذات

جو ہین داخل فوق ذات اور باتمر / کب صفاتون پر وہ کرتے ہیں نظر

بنر کی تہ مین جو ہووے تیرا سر / رنگ پانی کب تجھکو آئے نظر

رنگ پانی پر پھرے گر سر تو / پھر ترا اطلس اور لیا ہے ٹاٹ کو

عام کی طاعت گنہ ہے خاص کا / وصل عام اب فصل خاصان خدا

شہ وزیر اپنے کو کر دے محتسب / تا دشمن ہے ہے اسکا محب

واصلان چون غرق ذات اند ای پسر / کی کنند اندر صفات او نظر

چونکہ اندر قعر جو باشد سرت / کی برنگ آب افتد منظرت

ور برنگ آب باز آئی ز قعر / پس پلاسے بستدی دادی حریر

طاعت عامہ گناہ خاصگان / وصلت عامہ حجاب خاص دان

گر وزیری را کند شہ محتسب / شہ عدو او بود نبود محب

حکایت اس وزیر کی کہ بادشاہ نے اسکو وزارت سے معزول کر کے محتسب کیا

حکایت وزیری کہ پادشاہ اورا از وزارت عزل کرد و محتسبی داد

بھی گنہ میں پھنسا ہوگا وہ وزیر / بے سبب کب ہو تغیر ناگزیر

محتسب اول سے جو کوئی ہوا / ابتدا سے وہ نصیبہ اسکا تھا

جو کوئی اول وزیر شہ سے ہے / فعل بد سے محتسب ہونا اسے

شاہ دوری سے تجھے دیوے حضور / بجز ضروری کو تجھی کر دیوے دور

کر یقین کوئی گنہ تجھ سے ہوا / جبر تو نے جہل سے ظاہر کیا

گر یہ تھی روزی و قسمت تجھے / کل یہ کیون تھی دولت و عزت تجھے

اپنی قسمت آپ کی کرکے جہل / اپنی قسمت کو بڑھا دے مرد اہل

قصہ منافقوں کا اور بنانا انکا مسجد ضرار کو واسطے تفریق کے

ہے مثال اک کجروی کی دوسری / لو اسی قرآن سے قرآن کا ملی

ایسی نکھ بازی کو جفت و طاق کی / ساتھ حضرت کے تھے منافق کھیلتے

واسطے اعزاز دین احمدی / ہم بنائیں مسجد اور وہ تھی کجی

کھیلتے تھے ایسی نکھ بازی لیک / اس سوا مسجد بنائی مسجد ایک

فرش و چھت و قبہ کیا آراستہ / چاہتے تھے کر جماعت ہو جدا

نزد پیغمبر خوشامد سے گئے / اونٹ کی مانند الوتر سے گئے

یا رسول اللہ بحق محسنی / چلیے اس مسجد کو ہم مین ملتجی

تا مبارک ہو قدم سے آپکے / حشر تک نام آپکا جاری رہے

ہے یہ مسجد پانی کیچڑ کے لیے / ہے یہ مسجد بس ضرورت واسطے

تا مسافر لیئے ایسی خیر و جا / تا زیادہ ہووے یہ خدمت سرا

تا زیادہ قاعدہ دین کا ہو لیک / کار بد ہوتا ہو انسے یا کہ نیک

ہم گناہی کردہ باشد آن وزیر / بی سبب نبود تغیر ناگزیر

وانکہ زاول محتسب بد خود ورا / بخت و روزی آن بدست از ابتدا

لیک آنکہ اول وزیر شہ بدست / محتسب کردن سبب فعل بدست

چون ترا شہ ز آستانہ پیش خواند / باز سوی آستانہ باز راند

تو یقین میدان کہ جرمی کردہ / جبر را از جہل پیش آوردہ

گر ترا روزی و قسمت این بدست / پس چرا دی بودت آن دولت بدست

قسمت خود خود بریدی تو ز جہل / قسمت خود را فزاید مرد اہل

قصہ منافقان و مسجد ضرار ساختن ایشان بہر تفریق

یک مثال دیگر اندر کژ روی / شاید ار از نقل قرآن بشنوی

اینچنین کژ بازیی در جفت و طاق / با نبی می باختند اہل نفاق

کز برای عز دین احمدی / مسجدی سازیم و بود آن مرتدی

اینچنین کژ بازیی می باختند / مسجدی جز مسجد او ساختند

فرش و سقف و قبہ اش آراستند / لیک تفریق جماعت خواستند

نزد پیغمبر بلابہ آمدند / ہمچو اشتر پیش او زانو زدند

کای رسول حق برای محسنی / سوی آن مسجد قدم رنجہ کنی

تا مبارک گردد از اقدام تو / تا قیامت تازہ بادا نام تو

مسجد روز گل است و روز ابر / مسجد روز ضرورت وقت فقر

تا غریبی یابد آنجا خیر و جا / تا فراوان گردد این خدمت سرا

تا شعار دین شود بسیار و پر / زانکہ با یاران شود خوش کار مر

اہل مسجد اور مسجد پر کرم / گر کرے تو بے شکل سر اور شب میں ہم
تو بزرگی اک گھڑی اس جا کو دے / تزکیہ کرکے ہمیں شہرت تو دے
تا ترے جلوہ سے شب ہو جائے روز / اے ترا جلوہ ہے مہر جان فروز
اے دل سے بات وہ ہوتی اگر / وہ مرادیں پاتے اپنی بیشتر
بے دلی سے لفظ جو ہو بر زبان / مثل سبزہ گندگی پر ہو عیان
بر سر رہ دور سے دیکھیں اسے / اور نہیں لائق کہ لیں سونگھیں اسے
بے وفاؤں کی حمایت پر نہ جا / گر وہ پل ٹوٹا ہے جان اسکو ذرا
جاہلی سے تو اگر اس پر چلے / پل گرے اور پاؤں تیرا توڑ کر
جس جگہ لشکر کو ہوتی ہے شکست / ہوتا ہے دو تین نامردوں سے پست
جنگ میں ہتھیار باندھیں مرد وار / اور سمجھو سب ہو کہ ہیں یہ یار غار
بھاگیں وہ جو شکل دیکھیں خصم کی / بھاگنا انکا کمر توڑے تری
بات بڑھتی ہے کہ ہے یہ لابیان / جو کہ مقصد ہے کہ وہ ہوتا ہے نہان
چاپلوسی کرکے بس دہوکے دیے / پیش حضرت مکر کے تحفے رکھے
وہ رسول مہربان اخلاق ہے کر / جز تبسم ہاں سوا کہتے نہ تھے
اس گروہ کا شکر فرمانے لگے / خوش رکیدون کو کیا اقرار سے

مسجد و اصحاب مسجد را نواز / تو ہمیں ماشب دمے یا البساز
ساعتے آن جایگہ تشریف دہ / تزکیہ ماکن ز ما تعریف دہ
تا شود شب از جمالت ہمچو روز / اے جمالت آفتاب جان فروز
اے دریغا کان سخن از دل بدے / تا مراد آن نفر حاصل شدے
لطف کاید بیدل و جان بر زبان / ہمچو سبزہ تون بود اے دوستان
ہم ز دورش بنگرند اندر گذر / خوردن و بو را نشاید اے پسر
سوی لطف بے وفایان ہین مرو / کان پل ویران بود نیکو شنو
گر قدم را جاہلے بر وے زند / بشکند پل وان قدم را بشکند
ہر کجا لشکر شکستہ میشود / از دو سہ سست مخنث میشود
در صف آید باسلاح و مرد وار / دل برو بندی کہ نیک یار غار
رو بگرداند چو بیند زخم را / رفتن او بشکند پشت ترا
این درازست و فراوان میشود / وانچہ مقصودست پنہان میشود
چاپلوسی و فسونہا خواندند ہم / نزل دستان سوی حضرت ساختند
آن رسول مہربان رحم کیش / جز تبسم جز بلے ناورد پیش
شکرہاے آن جماعت یاد کرد / در اجابت قاصدان را شاد کرد

لیجانا فریفتہ کرکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو تا مسجد ضرار

رفتن و فریفتن منافقان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد ضرار

مکر دکھاتا تھا بس انکا آپ کو / جیسے اندر دودھ کے اک بال ہو
بال کو نادیدہ کرتے وہ لطیف / دودھ کو شاباش کہتے وہ ظریف
بال سے حیلوں لاکھوں جانتے / چشم پوشی کرتے اس دم سب سے تھے
سچ یہ فرماتے تھے وہ بحر کرم / میں تمہارا ہوں مشفق ہوں اتم
بیٹھا میں ہوں اس کنارہ آگ کے / جو کہ ناخوش روشنی شعلہ سے ہے
مثل پروانہ ہو تم پھر دوڑتے / اور ہٹاتے ہاتھ تمکو ہیں مرے
جبکہ یہ ٹھہرا روانہ ہوں رسول / غیرت حق نے کہا سن ہیں فضول
یہ خبیث اب مکر و حیلہ کرتے ہیں / سب یہ الٹا ہے کہ جو کچھ لائے ہیں
قصد انکا جز سیہ روئی نہ تھا / کب یہودی چاہیں اچھا دین کا

می نمودی مکر ایشان را باو / یک بیک زانسان کہ اندر شیر مو
موی را نادیدہ میکرد آن لطیف / شیر را شاباش میگفت آن ظریف
صد ہزاران مکر و مو و دمدمہ / چشم خوابانیدی آندم زان ہمہ
راست می فرمود آن بحر کرم / بر شما من از شما مشفق ترم
من نشستہ بر کنار آتشے / با فروغ و شعلہ بس ناخوشی
ہمچو پروانہ شما آن سو دوان / ہر دو دست من شدہ پروانہ ران
چون بران شد تا روان گردد رسول / غیرت حق بانگ زد مشنو ز غول
کاین خبیثان مکر و حیلت کردہ اند / جملہ مقلوب است انچہ آوردہ اند
قصد ایشان جز سیہ روئی نبود / خیر دین کے جست ترسا و یہود

۱۳۰

۱۳۱

مسجدی بر جسر دوزخ ساختند — با خدا نرد دغلها باختند
قصدشان تفریق اصحاب رسول — فضل حق را کی شناسد هر فضول
تا جهودی را ز شام اینجا کشند — که بوعظ او جهودان سرخوشند
گفت پیغمبر که آری لیک ما — بر سر راهیم و بر عزم غزا
زین سفر چون باز گردم آنگهان — سوی آن مسجد روان گردم روان
دفعشان گفت و بسوی غزو تاخت — با دغایان از دغا نردی بباخت
چون بیامد از غزا باز آمدند — طالب آن وعدهٔ ماضی شدند
گفت حقش کای پیمبر فاش گو — غدر را ور جنگ باشد باش گو
گفت ای قوم دغل خامش کنید — تا نگویم رازهاتان تن زنید
چون نشانی چند از اسرارشان — در بیان آورد بد شد کارشان
قاصدان زو باز گشتند آن زمان — حاش لله حاش لله دم زنان
هر منافق مصحفی زیر بغل — سوی پیغمبر بیاورد از دغل
بهر سوگندان که ایمان جُنّتی است — زانکه سوگندان کژان را سنتی است
چون ندارد مرد کژ در دین وفا — هر زمانی بشکند سوگند را
راستان را حاجت سوگند نیست — زانکه ایشان را دو چشم روشنی است
نقض میثاق و عهود از احمقی است — حفظ ایمان و وفا کار تقی است
گفت پیغمبر که سوگند شما — راست گیرم یا که سوگند خدا
باز سوگندی دگر خوردند قوم — مصحف اندر دست و بر لب مهر صوم
که بحق این کلام پاک راست — کان بنای مسجد از بهر خداست
اندر آنجا هیچ مکر و حیله نیست — اندر آنجا ذکر و صدق و یاربی است
گفت پیغمبر که آواز خدا — می‌رسد در گوش من همچون صدا
مهر در گوش شما بنهاد حق — تا به آواز خدا نارد سبق
نک صریح آواز حق می‌آیدم — همچو صاف از درد می‌پالایدم
همچنانکه موسی از سوی درخت — بانگ حق بشنید کای مسعود بخت
از درخت انی انا الله می‌شنید — با کلام انوار می‌آمد پدید

پل پہ دوزخ کے بنائی مسجد ایک — اور خدا سے مکر کرتے تھے وہ لیک
چاہا متفرق ہوں اصحاب رسول — فضل حق کو کب کوئی جانے فضول
تا جہودی اک بلاوین شام سے — وعظ گوئی میں جو وہ مشہور ہے
بولے پیغمبر کہ سچ ہے پر ہمیں — ہے ضروری جانا اب غزوات میں
اس سفر سے جب میں پھر کر آؤنگا — تب میں اس مسجد کی جانب جاؤنگا
دفع کر انکو گئے سوی غزا — ان دغا بازوں سے کی اسلام نے دغا
جب غزا سے آ گئے تو وہ پھر گئے — وعدۂ ماضی کے وہ طالب ہوئے
بولا حق صاف اے پیمبر تم کہو — غدر کرنے سے لڑائی ہو تو ہو
بولے اے قوم دغا چپ رہو — تا کہ کہدوں راز مخفی چپ رہو
جو کہ اُنکے بھید کے اک دو کہے — کہدیے کام اُنکے بدتر ہو گئے
سب وکیل اس وقت انکے پھر گئے — حاش لله حاش لله کہتے چلے
ہر منافق لیکے قرآن در بغل — پاس پیغمبر کے آیا پر دغل
تا قسم کھائیں کہ وہ اک ڈھال ہے — ہے قسم سنت کجوں کی واسطے
جو نہ رکھے مرد کج دیں میں وفا — ہر گھڑی توڑے قسم وہ پرجفا
سچوں کو قسم کی حاجت اب کچھ کر ہی — کیونکہ دونوں آنکھ وہ روشن رکھی
عہد شکنی احمقی سے ہوتی ہے — اور وفا تو متقی سے ہوتی ہے
بولے پیغمبر تمہاری اب قسم — سچ میں جانوں یا خدا کی اب قسم
پھر قسم کھائی مگر قوم نے — منہ میں روزہ ہاتھ میں قرآن لے
کہ برکت اس کلام پاک کے — ہے بنا مسجد خدا کے واسطے
کچھ نہیں اس جا میں ہے مکر — ہے ہمارا قصد ذکر الله سے
بولے پیغمبر کہ آواز خدا — کان میں میرے وہ آیا جوں صدا
کان پر مہر ہے تمہارے حق نے کی — تا کہ آواز خدا آگے نہیں
برملا آواز حق سنتا ہوں میں — صاف چھٹ کر جیسے آتا ہے نہیں
جیسے موسیٰ نے سنا سوئے درخت — بانگ حق کو ظاہرا اے نیکبخت
نخل سے انی انا الله سنتا تھا — نور اُن کلموں سے پیدا ہوتا تھا

١٣٢

نور سروری کے جو عاجز ہو رہے تھے ۔ پھر نہیں منکر رکھاتے تھے
حق سنے فرمایا قسم کو ڈھال جو ۔ ڈھال رکھے ہاتھ سے کب جنگجو
جھوٹا کرنے کو پیمبر نے صریح ۔ قد کذب تم کو کہا اُنسے فصیح

چون ز نور وحی وا می ماندند ۔ نام او سوگند با سے خواندند
چون خدا سوگند را خوانده سپر ۔ کے نہد اسپر ز کف پیکار گر
باز منبیت تکذیب صحیح ۔ قد کذبتم گفت با ایشان فصیح

اندیشہ کرنا ایک صحابی کا رسول خدا کیطرف کہ ستاری کیون نہیں کرتے ہیں
اندیشیدن یکی از اصحاب کہ چرا رسول خدا ستاری نمیکنند

ایک اصحابی رسول پاک کے ۔ دل مین انکار آیا اس انکار سے
ایسے بوڑھون کو کہ با اعزاز ہیں ۔ کرتے شرمندہ پیمبر ہیں انھین
کیا ہوئی وہ عیب پوشی و حیا ۔ عیب لاکھون ہین چھپاتے انبیا
جلد کی پھر دل مین توبہ مرد نے ۔ تا نہ ہووے زرد رو لیس شرم سے
برنہ وہ خطرہ بُرا دل سے گیا ۔ نے گئی وہ مہر بد دل سے ذرا
دوستی نے اُن منافق کی کیا ۔ مثل اُنکے ایک مومن کو بُرا
پھر کہا رو کر کرا سے دانائے راز ۔ دل مرا اس کفر سے کر گداز
ہاتھ مین سنے دل جون چشم کے ۔ ورنہ مین دل کو جلا تا خشم سے
وہ اسی اندیشہ مین جو کر سو گیا ۔ گندگی سے دیکھا مسجد کو بھرا
گندگی مین اسکا ہر پتھر نہان ۔ در ہر اک پتھر سے نکلی ہے دھوان
حلق میں آڑا جو دھوان اسکو گھما ۔ کر اُٹھا مین سے وہ دھوئین جگ گیا
سر نگون ہو مدام وہ ہو رونے لگا ۔ منکری کا یہ نشان ہے ای خدا
لیکا ہو نا بہتر لیسے حلم سے ۔ نور مومنکے سے جدا اتحاد کرے
گر تو کھودے کوشش اہل مجاز ۔ تہ بہ تہ بد بو کرے مثل پیاز
ایک سی بس دوسرا بد تر ہے ۔ مادتون کا اک سے دیگر نحوتا
سعد سو مکر کو وہ قوم ہے ۔ بس نفاق و حیلہ و بد دین سے
سو مکر باندھے قبا پر قوم دو ۔ مسجد اہل قبا کے ہدم کو
جس طرح کعبہ صحاب فیل کا ۔ حق نے پر آتش جہنم مین کر دیا
قصد کعبہ اسکے بدلے مین کیا ۔ اسکا پڑھو تو قرآن مین لکھا
آن مسجد یون کا سامان کچھ نہین ۔ در حقیقت ہے تو لا مکر و کین
دیکھا اُس مسجد ہر اصحاب نے ۔ واقعہ آیا یقین اس بھید سے

تا یکی یاری ز یاران رسول ۔ در دلش انکار آمد زان نکول
کاینچنین پیران با شیب و وقار ۔ میکند شان این پیمبر شرمسار
کو کرم کو ستر پوشی کو حیا ۔ صد هزاران عیب پوشند انبیا
باز در دل زود استغفار کرد ۔ تا نگردد ز اعتراض او روی زرد
لیک آن نفس کہ تراز دل نرست ۔ مہر با از شیخ بجا اصل نرست
شومی یاری اصحاب نفاق ۔ کرد مومن را چو ایشان زشت و عاق
باز میزارید کای علام سر ۔ مر مرا مگذار بر کفران مصر
دل بدستم نیست ہمچون دید چشم ۔ ورنہ دل را سوزمی این دم ز خشم
اندرین اندیشہ خوابش در ربود ۔ مسجد ایشانش پر سرگین نمود
سنگہا اندر حدث جای تباہ ۔ میدمید از سنگہا دود سیاہ
دود در حلقش شد و حلقش بخست ۔ از نہیب دود تلخ از خواب جست
در زمان در رو فتاد و میگریست ۔ کای خدا اینہا نشان منکریست
حلم بہتر ازچنین حلم ای خدا ۔ کہ کند از نور ایمانم جدا
گر بکاوی کوشش اہل مجاز ۔ تو بتو گندہ بود ہمچون پیاز
ہر یکی از دیگری بی مغز تر ۔ صادقان را یک ز دیگر نغز تر
صد کمر بستہ بکر آن قوم ست ۔ از نفاق و زرق و دین نادرست
صد کمر آن قوم بستہ بر قبا ۔ بہر ہدم مسجد اہل قبا
ہمچو آن اصحاب فیل اندر حبش ۔ کعبہ کردند و حق آتش زدش
قصد کعبہ ساختند از انتقام ۔ حال شان چون شد فرو خوان از کلام
مر سیہ رویان دین را خود جہیز ۔ نیست الا حیلت و مکر و ستیز
ہر صحابی دید زان مسجد عیان ۔ واقعہ تا شد یقین شان سر آن

ولیقین مد کھتے ہیں موجب حدیث اتقوا فراسۃ المؤمن لینے حکمت کی تعبیر تا ہے مومن کی ہر آنکھ اسکی مثال ہے مثنوی ہوتا ہو ہر ۱۱

واقعات ار بازگویم یک بیک ‌ | ‌ پس یقین گردد صفا بر اہل شک
لیک میترسم ز کشف رازشان ‌ | ‌ نازنینانند و رسید ناز شان
شرع بے تقلید مے پذرفته‌اند ‌ | ‌ بر محک آن نقد را بگرفته‌اند
حکمت قرآن چو ضاله مومن ست ‌ | ‌ ہر کسی در ضاله خود موقن ست
اشترے گم کردی و جستیش چست ‌ | ‌ چو بیابی چون ندانی کان تست
ضاله چه بود ناقه گم کرده‌ای ‌ | ‌ از کفت بگریخته در پرده‌ای
کاروان در بار کردن آمده ‌ | ‌ اشتر از میانه گم شده
میدوی این سو و آن سو خشک لب ‌ | ‌ کاروان شد دور و نزدیک است شب
رخت مانده بر زمین در راه خوف ‌ | ‌ تو پی اشتر روان گشته بطوف
کای مسلمان که دیدست اشتری ‌ | ‌ جسته بیرون بامداد از آخری
ہر کہ برگوید نشان از اشترم ‌ | ‌ مژدگانی میدہم چندین درم
باز میجویی نشان از ہر کسے ‌ | ‌ ریشخندت میکند زین ہر خسے
کاشتری دیدیم میرفت این طرف ‌ | ‌ اشترے سرخی بسوی این علف
آن یکی گوید شتر یک چشم بود ‌ | ‌ وان دگر گوید جلش منقوش بود
آن یکی گوید شتر یک چشم بود ‌ | ‌ وان دگر گوید گر بے پشم بود
از برای مژدگانی صد نشان ‌ | ‌ از گزافه ہر کسی کرده بیان
ای دل این اسرار در گوش کن ‌ | ‌ قسم تو گر ہست زین خوش نوش کن
ہمچنانکه ہر کسی در معرفت ‌ | ‌ میکند موصوف غیبی را صفت

متردد شدن در بیان مذاہب مختلفه و بیرون شدن و مخلصی یافتن

فلسفی از نوع دیگر کرده شرح ‌ | ‌ باحثی میگفت او را کرده جرح
وان دگر در ہر دو طعنه میزند ‌ | ‌ وان دگر از زرق جانی میکند
ہر یکی زین رہ نشانها زان دہند ‌ | ‌ تا گمان آید که ایشان زان دہند
این حقیقت دان نه حق اند این ہمه ‌ | ‌ نه بباطل گمرہانند این رمه
زانکه بے حق باطلی ناید پدید ‌ | ‌ قلب را ابله ببوے زر خرید
گر نبودی در جہان نقدی روان ‌ | ‌ قلبها را خرج کردن کے توان

گر کہوں میں واقعات اک ایک کا ‌ | ‌ اہل شک کا بس یقین ہووے صفا
پر میں ڈرتا ہوں کہ ہووے کشف راز ‌ | ‌ نازنیں ہیں اور رسیدہ وہ کہ ناز
شرع بے تقلید کے حاصل کیا ‌ | ‌ پر کسوٹی نقد انھوں نے لے لیا
حکمت قرآں ہے ضالہ مومناں ‌ | ‌ اپنی ضالہ پر یقین رکھے سبہاں
گر گم کیا ہو اونٹ تو ڈھونڈھ اس کو تیزی سے ‌ | ‌ پائے جو تو جانے کہ ہے
ضالہ کیا ہے اک گما اونٹ کو ‌ | ‌ ہاتھ سے بھاگا ترے مخفی ہو وہ
کارواں کا چل چلاؤ آ گیا ‌ | ‌ اونٹ تیرا درمیاں سے گم کیا
ہر طرف تو دوڑتا ہے خشک لب ‌ | ‌ کارواں ہے دور اور نزدیک شب
خاک پر ساماں رہ پر خوف ہے ‌ | ‌ ڈھونڈھتا تو اونٹ کو پھیر پھیر کے
او مسلماں تو نے دیکھا اونٹ وہ ‌ | ‌ باڑے سے میرے وہ بھاگا صبح کو
جو کہ میرے اونٹ کا دیوے پتا ‌ | ‌ میں درم دوں اس قدر اجرت کا
پھر جو پوچھے تو نشاں ہر ایک سے ‌ | ‌ اس لئے ٹھٹھہ ہر اک ناکس کرے
دیکھا اونٹ ہم نے کہ اس جا ہے گیا ‌ | ‌ سرخ اونٹ اس گھاس کا ہے کھا گیا
ایک کہوے کان اس کے تھے کٹے ‌ | ‌ دوسرا کہوے منقش جھول ہے
ایک کہوے اونٹ کی تھی ایک چشم ‌ | ‌ دوسرا کہوے کہ کمبل سے ہے پشم
بس درم کے واسطے صد ہا نشاں ‌ | ‌ جھوٹ ہر کس کرے اس سے بیاں
اے دل اس اسرار کو تو گوش کر ‌ | ‌ گر ترا حصہ ہے اس سے نوش کر
معرفت میں ہر کوئی اسطور سے ‌ | ‌ وصف اس موصوف غیبی کا کرے

تردد کرنا درمیان مذاہب مختلفہ کے اور نجات پانا اس سے

فلسفی نوع دگر کرتا تھا شرح ‌ | ‌ بولا اک متکلم اس پے کر کے جرح
تیسرا دونوں پے طعنہ مارتا ‌ | ‌ جو تھا کرتا زوق سے جاں کندنا
دیتا ہے ہر ایک اس رہ سے پتا ‌ | ‌ اس لئے تا مانئے رہ ہے جانتا
یہ حقیقت جاں نہ مطلق حق ہیں ‌ | ‌ اور نہ یہ باطل سے گمراہی کریں
پیر ہو حق کے نہیں باطل کھلے ‌ | ‌ کھوٹے کو لے نقد کی امید پے
گر نہ ہوتا نقد عالم میں رواں ‌ | ‌ خرچ کب کر سکتے کھوٹے کو عیاں

بیع جب تک ہو تو پھر کب ہے بیع / بیع سے رونق ہوتی ہے کب ہیچ کو
ٹیڑھا ہے سیدھی کی لیکن امید پر / زہر شربت مین پڑے ہے اس جگہ
گیہون گر ہوتا نہ خود محبوب نوش / لیتا کب گندم نمائے جو فروش
مت کہو باطل یہ جملہ دین ہین / باطلان اسیر حق ہین دل کہین
مت کہو جملہ خیال اور ضلال / بے حقیقت کب ہے عالم مین خیال
حق شب قدر اک ہی راتون مین نہان / تا کرے ہر رات کو جان امتحان
ہین نہ سب راتین شب قدر اے جوان / اور نہ سب راتین ہین خالی اس سے ہان
گدڑی پوشون مین تو ہے ہر درویش کا / امتحان کر جو کہ حق ہے اسکو پا
مانند مومن ہے کہان اور پر تمیز / تا گدا سے جان لے شاہ عزیز
گر نہ معیوبات ہو اندر جہان / ہوئے سوداگر یہ جملہ ابلہان
جانتا اصلیت کا ہو جاوے سہل / جو نہین ہے عیب کیا نااہل اہل
عیب ہے ہو عقل سے پھر سود کیا / جو کہ کل لکڑی ہے تو پھر عود کیا
جو کہے سب حق ہے اسکی احمقی / جو کہے باطل ہے سب ہے وہ شقی
سانپ تیری انبیا کو سود ہین / تاجران رنگ و بو اندھے ہین
سانپ تیری آنکھ مین دکھتا ہے مال / دونون آنکھین مل تو اپنی کر خیال
دیکھ مت اس غبطہ پر سود کو / دیکھ تو فرعون سے مردود کو

تا نباشد راست کی باشد دروغ / آن دروغ از راست میگیرد فروغ
بر امید راست کژ را میخرند / زهر در قندی رود آنگه خورند
گر نباشد گندم محبوب نوش / چه برد گندم نمای جو فروش
پس مگو کاین جمله دمها باطلند / باطلان بر بوی حق دام دلند
پس مگو جمله خیالست و ضلال / بی حقیقت نیست در عالم خیال
حق شب قدرست در شبها نهان / تا کند جان هر شبی را امتحان
نه همه شبها بود قدر ای جوان / نه همه شبها بود خالی ازان
درمیان دلق پوشان یک فقیر / امتحان کن وانکه حق است آن بگیر
مومن کیس ممیز کو که تا / باز داند پادشه را از گدا
گر نه معیوبات باشد در جهان / تاجران باشند جمله ابلهان
پس بود کالاشناسی سخت سهل / چونکه عیبی نیست چه نااهل و اهل
ور همه عیبست دانش سود نیست / چون همه چوبست اینجا عود نیست
آنکه گوید جمله حقست احمقیست / وانکه گوید جمله باطل او شقیست
تاجران انبیا کردند سود / تاجران رنگ و بو کور و کبود
مینماید مار اندر چشم مال / هر دو چشم خویش را نیکو بمال
منگر اندر غبطهٔ این بیع و سود / بنگر اندر خسر فرعون و ثمود

امتحان کرنا ہر چیز کا تا دوسری چیز ظاہر ہو کہ اسمین پوشیدہ ہے

امتحان کردن هر چیزی تا ظاهر شود چیزی دیگر که در آن پنهانست

پھر تو اس گردون کو اندر کر نظر / حق نے فرمایا ہے ثم ارجع البصر
اک نظر قانع نہ ہو با سقف نور / بارہا تو دیکھ تو ہل من فطور
جو کہا تجکو کہ سقف نیک کو / غور سے سب دیکھ تو ہل من فطور
جانتا ہے پھر زمین تیرہ کو / دیکھنے مین کس قدر تمیز ہو
ہم کدورت سے جو چھانین خاک کو / کس قدر دانش کو اپنی رنج ہو
امتحان سردی کا اور فصل خزان / تیزی گرمی کی بہار مثل جان
اور ہوا اور ابر باران برقہا / تا کرے ظاہر عوارض فرقہا
تا کرے ظاہر زمین خاک رنگ / جیب مین رکھتی ہے جو کچھ لعل و سنگ

اندرون گردون مکرر کن نظر / زانکه حق فرمود ثم ارجع البصر
یک نظر قانع مشو زین سقف نور / بارها بنگر ببین هل من فطور
چونکه گفتت کاندرین سقف نکو / بارها بنگر چو مرد عیب جو
پس زمین تیره را دانی که چند / دیدن و تمییز باید در پسند
تا بپالائیم صافان راز درد / چند باید عقل ما را رنج برد
امتحانهای زمستان و خزان / تاب تابستان بهار همچو جان
بادها و ابرها و برقها / تا پدید آرد عوارض فرقها
تا برون آرد زمین خاک رنگ / هرچه اندر جیب دارد لعل و سنگ

اور جو کچھ کہ چرایا خاک نے / پس خزانہ حق و بحر جود سے
شحنۂ تقدیر کہوے سچ کہو / لیگئی جو کچھ ہے تو کہو مو بمو
چور یعنے خاک کہوے کچھ نہیں / شحنہ اسکو بیچ میں بھانسے نہیں
گر کرے شحنہ خوشامد جون شکر / گاہ لٹکاوے کرے زیر و زبر
تاکہ قہر و لطف سے جو ہی نہاں / آتش خوف و رجا سے ہو عیاں
وہ بہاراک لطف شحنہ کبریا / وہ خزاں ہی دہشت و خوف خدا
اور وہ سردی ہی جو مینخ نہاں / تاکہ تو لے چور مخفی ہو عیاں
بسط ہو دل کو مجاہد کے کبھی / اور قبض و درد و وحشت ہو کبھی
پانی مٹی سے یہ تن معمور ہی / روشنی جاں کا ہماری چور ہی
حق نے گرمی سردی اور تکلیف و درد / تن ہماری پر رکہا اے شیر مرد
خوف سوک و نقص تن اور مال کا / واسطے اظہار نقد جان ہوا
یہ وعید و وعدہ سب برپا کئے / اسلئے کہ نیک و بد باہم ملے
جو کہ باطل اور حق باہم ملا / نقد کھوٹا جو ملی تھیلی میں بھرا
پس کسوٹی چاہیے مقبول اسے / امتحان کر وہ حقائق میں رکھی
تاکہ فارق ہووے اس تزویر کا / تاکہ قواعد ہووے اس تدبیر کا
دودھ دیوے اسکو تو لے موسیٰ کی ماں / ڈال پانی میں نہ ڈر آفت سے یاں
جسنے ہی روز الست اس دودھ کو / کھایا پی شل ہووے جانے دودھ کو
گر سمجھ طفل کی ہی خواہش تری / اس طرح کی یا ام موسیٰ ارضعی
تا نہ جانے وہ ماں کے دودھ کا / تا نہ دائی بد کا احسان ہو ذرا
یہ حکایت سمجھ روشن آپ ہی / سے غرض کہتی حکایت سے مجھے

هر چه دزدیدست این فلک دژم / از خزانهٔ حق و دریای کرم
شحنهٔ تقدیر گوید راست گو / آنچه بردی شرح واده مو بمو
دزد یعنی خاک گوید هیچ هیچ / شحنه او را در کشد در پیچ پیچ
شحنه گاهش لطف گوید چون شکر / گه بر آویزد کند هر چه بتر
تا میان قهر و لطف آن خفیها / ظاهر آید ز آتش خوف و رجا
آن بهاران لطف شحنهٔ کبریاست / وان خزان تهدید و تخویف خداست
وان زمستان چار میخ معنوی / تا تو ای دزد خفی ظاهر شوی
پس مجاهد را زمانی بسط دل / یک زمانی قبض و درد و غش و غل
زانکه این آب و گلی کابدان ماست / منکر و دزد ضیای جانهاست
حق تعالی گرم و سرد و رنج و درد / بر تن ما می‌نهد ای شیر مرد
خوف و جوع و نقص اموال و بدن / جمله بهر نقد جان ظاهر شدن
این وعید و وعده ها انگیختست / بهر این که نیک و بد آمیختست
چونکه حق و باطلی آمیختند / نقد و قلب اندر حرمدان ریختند
پس محک می‌بایدش بگزیده / در حقایق امتحانها دیده
تا شود فاروق این تزویرها / تا بود دستور این تدبیرها
شیر ده ای مادر موسی ورا / واندر آب افکن میندیش از بلا
هر که در روز الست آن شیر خورد / همچو موسی شیر را تمییز کرد
گر تو بر تمییز طفلت مولعی / این زمان یا ام موسی ارضعی
تا ببیند طعم شیر مادرش / تا فرو ناید به دایهٔ بد سرش
خوب رو تو این حکایت روشنست / که غرض زین حکایت گفتنست

شرح فائدہ حکایت اونٹ ڈھونڈھنے والے کی

اونٹ تو نے گم کیا اے صالح با / ہر کوئی دیتا پتا ہی اونٹ کا
تو نہ جانے اونٹ وہ کس جا گیا / پر تو جانے یہ پتے ہیں سب خطا
ہمسری سے کہ اونٹ اسکا گما / مثل گم کردہ کے ڈھونڈھے جا بجا
ہاں گما یا میں نے اپنے اونٹ کو / دلوں مزدوری بتائے اسکو جو

شرح فائدہ حکایت شتر جوینده

اشتری گم کرده ای معتمد / هر کسی ز اشتر نشانی میدهد
تو نمیدانی که آن اشتر کجاست / لیک دانی کین نشانیها خطاست
وانکه اشتر گم نکرد او از مری / همچو آن گم کرده جوید اشتری
که بلی من هم شتر گم کرده ام / هر که یابد اجرتش آورده ام

اونٹ تیری شرکت تا کرے	اونٹ کی طمع میں دھوکا تجکو ہے	تا در اشتر با تو انبازی کند	مہر طمع اشتر این بازی کند
طبع حاسد جانے نشان رد جانتا	قول تیرا اس مقلد کا عصا	او نشان کژ نہ بیند از زر است	لیک گفت آن مقلد را عصاست
تو جو کہتا ہے خطا تھا وہ نشان	وہ تری تقلید سے کرتا بیان	ہر چہ داری خطا بود آن نشان	او بتقلید تو میگوید ہمان
جو نشان سچا کہو وہ در شبیہ	پس یقین ہو وے تجھے لاریب فیہ	چون نشان راست گوئید و شبیہ	پس یقین گردد ترا لاریب فیہ
وہ شفا بیمار جان تیری کو ہو	زور تجکو آئے اور اچھا تو ہو	آن شفا جان رنجور تو شود	رنگ روی صحت و زور تو شود
آنکھ روشن ہو تری پاؤں رواں	جسم تیرا جان ہو اور جان تیرا جان	چشم تو روشن شود پایت روان	جسم تو جان گردد و جانت روان
پس کہے تو سچ کہا تو نے ہمین	وہ نشانی سب بلاغ آمین مبین	پس بگوئی راست گفتی ای امین	این نشانیہا بلاغ آمد مبین
فیہ آیات ثقات بینات	یہ برات اک ہے اور قدر و نجات	فیہ آیات ثقات بینات	این براتی باشد و قدر نجات
یہ نشان جو دی کہو تو آگے چل	وقت اب چلنے کا ہے تو آگے چل	این نشان چون داد گوئی پیش رو	وقت آہنگ است پیش آہنگ شو
پیروی تیری کروں لے راست گو	اونٹ کا میرے پتا پایا کہو	پیروی تو کنم ای راست گو	بوے بردی ز اشترم بنما کہ کو
وہ کوئی کہ جو نہ صاحب اونٹ ہو	اونٹ ڈھونڈھنے میں ہمسری کیوں کرے	آن کسی را کو نہ صاحب اشتر است	واندرین جست شتر ہمرہ است
اس نشان سے زلیقین ہو وے سوا	سچے ناقہ جو کہ پر تو کے سوا	زین نشان راست نفزاید یقین	جز ز عکس ناقہ جوی راستین
جد و گرمی اسکی سے پائے پتا	کہ نہ بیہودہ ہے اسکی ہو و ہا	بوے برد از جد و گرمیہای او	کہ گزافہ نیست این ہیہای او
حق نہیں اس اونٹ میں اسکا و لے	اونٹ اسکا بھی گما ہے جان لے	اندرین اشتر نبودش حق ولے	اشتری گم کردہ است او ہم بلی
طمع ناقہ غیر کی پردہ بنی	جو گمان اس سے فراموشی ہوئی	طمع ناقہ غیر رو پوشش شدہ	آنچہ زو گم شد فراموشش شدہ
جس جگہ یہ جاوے وہ بھی جاوے ہے	طمع سے ہمدرد اور مالک بنے	ہر کجا این می دود آن می دود	ز طمع ہمدرد صاحب می شود
تھا تو جھوٹا سا سات سچ کے گیا	جھوٹ اسکا ناگہان سچ ہو گیا	کاذبی با صادقی چون شد روان	آن دروغش راستی شد ناگہان
اس بیابان میں کہ تھا اونٹ طلب	دوسرے نے پایا اونٹ اپنے کو	اندران صحرا کہ آن اشتر شتافت	اشتر خود نیز آن دیگر بیافت
دیکھا اسکو یاد مالک اپنی ہوئی	لمحہ طمع یاروں کی اونٹوں کی گئی	چون بدیدش یاد آورد آن خویش	بی طمع شد ز اشتر یاران خویش
وہ محقق پس مقلد ہو گیا	اونٹ اپنا دیکھا جو چرتا ہوا	آن مقلد شد محقق چون بدید	اشتر خود را کہ آنجا می چرید
وہ طلبگار اونٹ کا اس دم ہوا	جب تلک دیکھا نہ تھا طالب تھا	او طلبگار شتر آن لحظہ گشت	می نجستش تا ندید او را بدشت
بعد و تنہا روی جاری کرے	اونٹ کی جانب نظر اپنی رکھی	بعد ازان تنہا روی آغاز کرد	چشم سوی ناقہ خود باز کرد
بولا صادق تو نے چھوڑا اب مجھے	اب تلک تو پاس تھا میرا تجھے	گفت آن صادق مرا بگذاشتی	تا بکنون پاس من میداشتی
بولا اینک کھیل و بازی تھی مجھے	اور طمع سے چاپلوسی تھی تجھے	گفت تا اکنون فسوسی بودہ ام	وز طمع در چاپلوسی بودہ ام
اس گھڑی ہمدرد میں تیرا ہوا	اور طلب میں میں ہوا تجسے جدا	این زمان ہمدرد تو گشتم کہ من	در طلب از تو جدا گشتم لیکن

چوری کرتا تیرے وسعت اونٹ کی | ملک دیکھی جان نے تب سیری ہوئی
تب تلک پایا نہ تھا طالب نہ تھا | تھا سا اب مغلوب زر طالب ہوا
سب بدی میری ہوئی طاعات شکر | ہزل سا نازل اور سب اثبات شکر
چوری میری وسیلہ حق ہوئی | مت بدی پر کر مری طعنہ زنی
تجکو تیرے صدق نے طالب کیا | اور طلب نے صدق بس مجکو دیا
صدق تیرے نے تجھے دی جستجو | جست میری لائی میرے صدق کو
تخم دولت میں زمین میں بوتا تھا | اور بیکار اوسکو میں تھا جانتا
وہ نہ تھی بیکار کھیتی خوب تھی | ایک بویا سو آگے دانے اوگی
ایک گھر میں چور جو تھی گھسا | اندر آکر دیکھا گھر اپنا ہی تھا
گرم ہوا سے سرد تا گرمی ملے | اور سختی پاکر تا نرمی ملے
دو نہیں ہیں اونٹ وہ اکا ونٹ ہی | لفظ تنگ اور میں بہت معنی بھرے
لفظ معنی میں ہمیشہ نارسان | ہی پیمبر نے کہا کل اللسان
ظاہر اسطرلاب سے جو وے حساب | جانے کب مقدار چرخ و آفتاب
چرخ ایسا جسکا گردن پر وا ایک | آفتاب ایسے کہ سورج ذرہ ایک

از تو میدزدیدمی وصعت شترا | جان من دید آن خود شد چشم سیر
تا نیابیدم بنودم طالبش | من کنون مغلوب شد زر غالبش
سیئاتم شد همه طاعات شکر | هزل شد نازل همه اثبات شکر
سیئاتم چون وسیلت شد بحق | پس مزن بر سیئاتم هیچ ورق
مر ترا صدق تو طالب کرده بود | مر مرا جهد و طلب صدقی نمود
صدق تو آورد در جستن ترا | جستن آورد در صدقی مرا
تخم دولت در زمین میکاشتم | سخره و بیکاری پنداشتم
آن نه بیکاری کشتی بد درست | هر یکی دانه که کشتم صد برست
دزد سوی خانه شد زیر دست | چون در آمد دید کان خانه خود است
گرم باش ای سرد تا گرمی رسد | با درشتی ساز تا نرمی رسد
آن دو اشتر نیست آن یک اشتر است | تنگ آمد لفظ معنی بس پر است
لفظ در معنی همیشه نارسان | زان پیمبر گفت قد کل اللسان
نطق اسطرلاب باشد در حساب | چه قدر داند ز چرخ و آفتاب
خاصه چرخی کین فلک زان پره ایست | آفتاب از آفتابش ذره ایست

بیان میں اوسکے کہ ہر نفس میں فتنہ مسجد ضرار ہے

جو ہوا ظاہر کہ وہ مسجد نہ تھی | تھی جو ودلی وہ اک جا مکر کی
پس پیمبر نے کہا کھودو اوسے | اور کرو گھورہ خس و خاشاک سے
اہل مسجد مثل قلب سے تھے | دانہ رکھنا دام میں نے جود ہے
مچھلی پکڑنے گوشت کانٹے میں لگا | ایسے لقمہ سے نہ بخشش نے سخا
تھی جو وہ اک مسجد اہل قبا | نیرکت کو خود دین نے تمنے دیا
بس جماد میں نہ ظلم ایسا کیا | غیرکت کو سوخت حضرت نے کیا
پس حقائق کو کہ اصل اصل ہے | جان اس جا فرق ہے اور فصل ہے
نے حیات اسکی ہے مثل اسکی حیات | نے ممات اوسکی ہے مثل اوسکی ممات
گور اسکی مثل گور اسکی نہ جان | کیا کہوں میں فرق رکھے وہ جہان
امتحان کر کام اپنے کا اے یار | مست بنا تو مسجد اہل ضرار

در بیان آنکه در هر نفسے فتنه مسجد ضرار است

چون پدید آمد که آن مسجد نبود | خانه حیات بد و دام جهود
پس نبی فرمود کان را بر کنند | مطرحه خاشاک و خاکستر کنند
صاحب مسجد چو مسجد قلب بود | دانه ها بر دام ریزی نیست جود
گوشت کاندر شست تو ماهی رباست | آنچنان لقمه نه بخشش و سخاست
مسجد اهل قبا کان بد جماد | آنچه کفوا ده بد راهش نداد
در جمادات اینچنین حیفی نرفت | زد در آن ناکفو امیر داد تفت
پس حقائق را که اصل اصلهاست | دانکه آنجا فرقها و فصلهاست
نے حیاتش چون حیات او بود | نے مماتش چون ممات او بود
گور او هرگز چو گور او مدان | خود چه گویم حال فرق آنجهان
بر محک زن کار خود ای مرد کار | تا نسازی مسجد اهل ضرار

پس بران سجدہ کنان تسخر زدی ۔ چون تفکر کردی تو خود ایشان بری

اہل سجدہ پر تمسخر تو کرے ۔ غور سے جو دیکھئے تو انمین سے ہے

حکایت آن چار ہندو کہ باہم جنگ میکردند واز عیب خود بیخبر

حکایت ان چار ہندو کی کہ باہم لڑتے تھے اور اپنے عیب سے بیخبر تھے

چار ہندو در یکی مسجد شدند ۔ بہر طاعت راکع و ساجد شدند

ہر یکی بر نیتی تکبیر کرد ۔ در نماز آمد بمسکینی و درد

مؤذن آمد ازان یک لفظ جست ۔ کای مؤذن بانگ کردی وقت ہست

گفت آن ہندوی دیگر از نیاز ۔ ہی سخن گفتی و باطل شد نماز

آن سوم گفت آن دوم را ای عمو ۔ چون زنی طعنہ باو خود را بگو

آن چہارم گفت حمد اللہ کہ من ۔ در نیفتادم بچہ چون آن تن

پس نماز ہر چہاران شد تباہ ۔ عیب گویان بیشتر گم کردہ راہ

ای خنک جانی کہ عیب خویش دید ۔ ہر کہ عیبی دید آن بر خود خرید

زانکہ نیمی او ز عیبستان بدست ۔ وان دگر نیمش ز غیبستان بدست

چونکہ بر سر مر ترا دہ ریش ہست ۔ مرہمت بر خویش باید کار بست

عیب کردن ریش را داروی اوست ۔ چون شکستہ گشت جای ارحمواست

گر ہمان عیبت نبود ایمن مباش ۔ بو کہ آن عیب از تو گردد نیز فاش

لاتخافوا از خدا نشنیدہ ۔ پس چہ خود را ایمن و خوش دیدہ

سالہا ابلیس نیکو نام زیست ۔ گشت رسوا بین کہ او را نام چیست

در جہان معروف بد علیاست او ۔ گشت معروفی بعکس آہ ای او

تا نہ ایمن تو معروفی مجو ۔ پاک شو از خوف پس از روی بگو

این نگر کہ مبتلا شد جان او ۔ در چہی افتاد تا شد پند تو

تو نیفتادی کہ باشی پند او ۔ زہر او نوشید تو خور قند او

چار ہندو ایک مسجد مین گئے ۔ سجدہ اور کرنے رکوع کے واسطے

سب نے اک نیت پہ مل تکبیر کی ۔ اور نماز الحاح و زاری سے پڑھی

مؤذن آیا ایک بولا اونمین سے ۔ اے مؤذن بانگ دی کیا وقت ہے

بولا ہندو دوسرا از رہ نیاز ۔ چپ نہ کہ باتین ہوئی باطل نماز

تیسرے نے دوسرے سے پھر کہا ۔ طعنہ مت دے اوسکو اپنی کہہ ذرا

بولا وہ چوتھا کہ حمد اللہ مین ۔ نے گرا تینون کے مثل اپنا یقین

ہوئی نمازان چار ہندو کی تباہ ۔ عیب گو اکثر کہ گم کرتے ہین راہ

جان وہ بہتر کہ دیکھے اپنا عیب ۔ عیب اپنا جانے دیکھے جسکا عیب

کیونکہ آدھا وہ تو عیبستان سے ہے ۔ دوسرا آدھا وہ غیبستان سے ہے

سر کے اوپر زخم دس جو ہین ترے ۔ رحم کرنا اپنے اوپر چاہیے

اوسکی دارو عیب کرنا زخم کا ۔ رحم کی جا ہے شکستہ جو ہوا

گر تجھے نے عیب وہ بے غم نہو ۔ عیب تجھے ہو کہین ظاہر نہ وہ

لاتخافوا تو نے حق سے نہ سنا ۔ کسلیے بے غم و خوش خود کو رکھا

بس رہا ابلیس برسون نیکنام ۔ دیکھو وہ ہوا رسوا انجام کام

برتری عالم مین مشہور اسکی تھی ۔ اسکی بس مشہوری برعکس ہوگئی

با نہ بیغم ہو تو مت مشہور رہنا ۔ خوف سے بچو تئے رہا ہے تب کہو

دیکھ جان اوسکی بلا مین جب پھنسی ۔ تب ہدایت اس سے تجکو بس ہوئی

نے پھنسا تو کہ ہدایت اوسکو ہو ۔ اسنے کھایا زہر تو کھا قند کو

قصد کردن غزان در خون تا دیگری بترسد

قصد کرنا ترکان غزان کا ہلاکت مین ایک مرد کی کہ تا دوسرے کو خوف ہو

آن غزان ترک خونریز آمدند ۔ بہر یغما در یکی دہ در شدند

تا ندید ریش تو ای خوش وقت ۔ بر دگر ساہ و نرنج لخنہ مزن

دو کس از اعیان آن دہ یافتند ۔ در ہلاک آن یکی بشتافتند

دست بستندش کہ قربانش کنند ۔ گفت ای شاہان و ارکان بلند

وہ غزان ترک جو خونریز تھے ۔ لوٹنے کو ایک گانون مین گئے

جب تلک داڑھی نہین نکلے تری ۔ سادہ رویون پر نہ کر طعنہ زنی

پکڑا اوس گانون کے دو سردار کو ۔ مارتے تھے ایک کو اونمین سے وہ

ہاتھ باندھا تا کرین اوسکو ہلاک ۔ بولا وہ اونسے کہ اے شاہان پاک

ازچه آخر تشنه خون منید / ازچه آخر تشنه خون منید
چیست چه غرض در کشتنم / چونکه من درویشم و عریان تنم
گفت تا بیست برین یار تا زند / تا بر سیاه دو زر پیدا کند
گفت آخر او ز من مسکین ترست / گفت تا صد کردهست او را درست
گفت چون وهم است با هر دو یکیم / در مقام احتمال و در شکیم
خود را بکشید اول اے شہان / تا بر سم من و هم زر افشان
پس کرمهای الٰهی بین که ما / آمدیم آخر زمان در انتهان
آخرین قرنها پیش از قرون / در حدیث ست آخرون السابقون
تا ہلاک قوم نوح و قوم ہود / عارض رحمت بجان ما نمود
کشت ایشان را که تا ترسیم از و / ور خود این برعکس کردے واے تو

قتل کرتے ہو مجھے کسواسطے / تشنہ خون من بچہ رو می کنند
کیا ہلاکت میں مری حکمت رکھی / میں ہوں درویش اور مجھکو مفلسی
بولے وہ یار ترا تا ڈرسے / اور ڈرسے زر کو یہ ظاہر کرے
بولا وہ مفلس زیادہ مجھسے ہے / بولے ہے آسودہ ہم ہیں جانتے
بولا یہ ہر دو ہم ہے ہم ایک ہیں / احتمال و شک میں یہ ہر دو ہیں
پہلے اب تم مارو اسکو ای شہان / تاکہ ڈرسے دینوں میں زر کا نشان
پس خدا کا فضل یہ دیکھو کہ ہم / آئے ہیں آخر زمانہ میں اے تم
پہلے قرنوں سے پیچھلے قرن ہوں / ہے خبر میں آخرون السابقون
تاکہ قوم نوح و ہود سے / پایا رحمت کو ہماری جان نے
مارا اونکو تاکہ ہم اوس سے ڈریں / گر کرے برعکس تو ہیں حسرتیں

بیان حال خودپرستان ناشکران از نعمت وجود انبیا و اولیا

ہر کہ ز ایشان گفت از عیب و گناہ / وز دل چون سنگ و از جان سیاہ
وز سبکداری فرمانہاے او / وز فراغت از غم فرداے او
وز ہوس و ز عشق این دنیاے دون / چون زنان مر نفس را بودن زبون
آن نفور از گفتہاے ناصحان / وان رمیدن از لقاے صالحان
با دل و با اہل دل بیگانگی / با شہان تزویر و روبہ شانگی
سیر چشمان را گدا پنداشتن / وز حسدشان خفیہ دشمن داشتن
گر پذیرد چیز تو گوئی گداست / ور نگوئی زرق و مکرست و دغاست
گر در آمیزد تو گوئی طامع است / ور نگوئی در تکبر مولع است
گر تحمل کرد گوئی عاجز ہست / ور غیور آمد تو گوئی گربزاست
یا منافق وار عذر آرے کہ من / ماندہ ام در نفقۂ فرزند و زن
نے مرا پرواے سر خاریدن است / نے مرا پرواے دین ورزیدن است
اے فلان ما را بہمت یاد دار / تا شویم از اولیا پایان کار
این سخن نے ہم بدرد و سوز گفت / خوابناکے ہرزہ گفت و باز خفت
ہیچ چارہ نیست از قوت عیال / از بن دندان کنم کسب حلال

بیان حال خود پرستوں ناشکروں کا نعمت و بخشش انبیا و اولیا

جسنے عیب انبیا ظاہر کیا / سنگ دل اور تیرہ جان انکو کہا
اور ہلکا رکھنا اونکے حکم کو / اور نڈر محشر سے رہنا آپ کو
اور اس دنیا کی عشق و ہوس سے / تابع نفس ہونا جوں عورات سے
ناصحوں کے قول کو نہ ماننا / اور لقاے صالحوں سے بھاگنا
ہونا بیدیوانہ دل والوں کے ساتھ / مکر و حیلہ کرنا پس شاہوں کے ساتھ
اور آسودوں کو مفلس جاننا / اور حسد سے خفیہ دشمن ماننا
گر کوئی خیرات لے کہوے گدا / ورنہ کہوے کہ یہ ہے مکر و دغا
گر ملے آکر تو طامع تو کہے / ورنہ کہوے تکبر ہے اوسے
گر تحمل ہوے تو عاجز کہے / گر غیور آ کے بیہودہ ہے
یا منافق وار عذر اک تو کرے / کہ ہوں عاجز نفقۂ فرزند سے
ہے نہ سر کھجلانے کی فرصت مجھے / اور نہ ہے دین پانے کی فرصت مجھے
یاد رکھو ہمت سے ہمکو تو اے یار / ہو وین تا ہم اولیا انجام کار
لیکن باتیں نہ سوز و درد سے / جیسے سوتا خواب میں بڑبڑاے ہے
چھٹ نہیں سکتا ہوں تو فکر عیال / کرتا ہوں محنت سے میں کسب حلال

کیا ملال اے تابع اہل ضلال | جز ترحم خون کے تیرا ہون مین قائل
حق سے چارہ قوت جسمی سے نہین | دین سے چارہ بت پرستی سے نہین
صبر دنیا سے نہین تو کر سکے | صبر نعم الماہدون سے کیونکر ہے
ناز و نعمت سے نہ تجکو صبر ہے | صبر کیونکر تو رکھے اللہ سے
صبر تجکو نے زن و فرزند سے | صبر تجکو کیونکر اوس خاوند سے
تو جو کہتا ہے خدا بخشے تجھے | وہ فریب غول ہے تو جان لے
ہے خلیل اللہ کہ نکلے غار سے | بولا ہذا ربی کہان اللہ ہے
چاہتا ہون دید دو عالم نہین | تا نہ جانون یہ دو مجلس کسکی ہین
بے تماشاے صفات اللہ کے | روٹی گر کھاؤن گلے مین ہین پھنسے
کب گوارا ہے کہ نا بے دیدار یار | بے تماشاے گل و گلزار یار
اوس جہان سے غیر امید خدا | کون کھاتا کھائے گاؤ خر سوا
وہ کہ کالانعام ہے بل ہم اضل | گرچہ ہے پر مکر وہ گندہ بغل
مکر اوسکا اور وہ اوندھا ہوا | دن گئے آئے نہ دن باقی رہا
عقل سست اور فکر کند اسکی ہوئی | عمر گذری کچھ نہ چیز اوسکی رہی
یہ جو کہتا ہے کہ اندیشہ مین ہون | یہ بھی اک حیلہ و مکر نفس دون
کہتا ہے جو کچھ غفور اور ہے رحیم | ہے نہ وہ جز حیلۂ نفس لئیم
غم سے تو مردہ کہ نے روٹی کچھ | جو رحیم اب ہے تو پھر ڈر کس لیے

پر ملال اے کشتہ از اہل ضلال | غیر خون تو نمے بینم حلال
از خدایت چارہ ہست از قوت نے | چارہ است از دین و از طاغوت نے
اے کہ صبرت نیست از دنیاے دون | صبر چون داری ز نعم الماہدون
اے کہ صبرت نیست از ناز و نعیم | صبر چون داری ز اللہ کریم
اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن | صبر چون داری ز رب ذو المنن
ایکہ میگوئی خدا بخشد ترا | آن فریب غول میدان بر ترا
کو خلیلے کو برون آمد ز غار | گفت ہذا رب ہان کو کردگار
من نخواہم در دو عالم بنگریست | تا ندانم این دو مجلس آن کیست
بے تماشاے صفتہاے خدا | گر خورم نان در گلو گیرد مرا
چون گوارد لقمہ بے دیدار او | بے تماشاے گل و گلزار او
جز بامید خدا زین آبخور | کے خورد لقمہ یک غیر گاو و خر
آنکہ کالانعام بد بل ہم اضل | گرچہ پر مکرست آن گندہ بغل
مکر او سر زیر و او سر زیر شد | روزگارے برد و روزش دیر شد
فکرگاہش کند شد عقلش خرف | عمر شد چیزے ندارد چون الف
آنچہ میگوید درین اندیشہ ام | آن ہم از دستان آن نفس ست ہم
وانچہ میگوید غفورست و رحیم | نیست جز آن حیلۂ نفس لئیم
اے ز غم مردہ کہ دست از نان تہیست | چون غفورست و رحیم این ترس چیست

حکایت کرنا ایک بڈھے کا آگے طبیب کے بیماری اپنی اور جواب دینا اوسکا

حکایت کردن پیرے پیش طبیب از رنجوری خود و جواب او

بولا اک پیر اک طبیب نیک سے | درد سر سے مجکو بس تکلیف ہے
بولا پیری سے ہے وہ ضعف دماغ | بولا تاریکی سے آنکھون مین ہے داغ
بولا پیری سے ہے اے شیخ قدیم | بولا ہے درد کمر مجکو عظیم
بولا پیری سے ہے اے شیخ نزار | بولا جو کھاتا ہون ہووے ناگوار
بولا ضعف معدہ بھی پیری سے ہے | بولا میری سانس آنے مین رکے
بولا ہان ہو کبھی دم ٹوٹ کے | جو کہ پیری باعث صد علت ہے
بولا میری شہوت اب کم ہو گئی | بولا پیری سے ہے یہ بیچارگی

گفت پیرے مر طبیبے را کہ من | در زحیرم از دماغ خویشتن
گفت از پیری ست آن ضعف دماغ | گفت بر چشمم ز ظلمت ہست داغ
گفت از پیریست اے شیخ قدیم | گفت پشتم درد مے آید عظیم
گفت از پیریست اے شیخ نزار | گفت ہر چہ میخورم نبود گوار
گفت ضعف معدہ ہم از پیری است | گفت وقت دم مرا دم گیری است
گفت آرے انقطاع دم بود | چون رسد پیری دو صد علت شود
گفت کم شد شہوتم یکبارگے | گفت از پیریست این بیچارگی

بولا میرے پاؤن چلنے سے تھکے | بولا پیری سے یہ گوشہ گیری ہے
بولا میری پشت ٹیڑھی ہو گئی | بولا پیری سے یہ رنج و عاجزی
بولا دھندھ ہو آنکھ مین میری حکیم | بولا پیری سے ہے اے مرد علیم
بولا اے احمق تو یہ کہتا ہے کیا | اور طبابت سے یہی سیکھا ہے کیا
اے تجھے یہ عقل نے دانش ہے دی | کہ دوا ہر درد کی حق نے رکھی
تھوڑی پونجی سے تو اے احمق گدی | کوتہ قدمی سے زمین پر تو رہے
پس طبیب نیک نے اوس سے کہا | یہ بھی پیری سے ہے اے غصہ ترا
جو ترے اعضا ہوے ہین نحیف | ہو گیا صبر و تحمل بس ضعیف
نے تحمل دو سخن کا تو رکھے | گھونٹ پی سکتا نہین ہے قے کرے
بس سوا اوس پیر کے جو مست ہے | اور حیات پاک وہ دل مین رکھے
پیر ظاہر طفل ہے وہ باطنا | کیا ہے وہ اک اولیا و انبیا
نے ہین ظاہر نیک و بد کے سامنے | پھر حسد ناکس کا اوٹھے کس لیے
گر نہین وہ جانتے علم الیقین | کس لیے کرتے ہین حیلہ و بغض و کین
ایسے ہی گر جانتے ہین حشر و نشر | ڈالتے خود کو ہین کیوں شمشیر پر
ہنستے ہین تجھ پر تو جان ایسا نہین | سو قیامت تھی انکے دل مین ہین
دوزخ و جنت ہین اجزا اسکے سب | جو تو سوچے ہین بالا اوسکے اب
سوچتا ہے جو کہ تو وہ ہے فنا | سوچتے ہین جو نہ آئے وہ خدا
در پہ گستاخی ہو گھر کے کسلیے | گر یہ جانے ہین کہ گھر مین کون ہے
کرتے ہین تعظیم مسجد ابلہان | اہل دل کو دیتے ہین تکلیف جان
وہ مجاز اور یہ حقیقت ہے خران | ہے نہ مسجد جز بطون سروران
وہ جو مسجد ہے درون اولیا | سجدہ گاہ ہے جملہ وہان ہے خدا
اہل دل کا جیتا تلک نے دل دکھا | حق نے اوس قوم کو رسوا کیا
قصد جنگ انبیا وہ رکھتے تھے | جسم دیکھا اور بشر تھے جانتے
تجھ بد اخلاق آن اگلوں کی ہے | کیوں نہین ڈرتا کہ تو وہ ہی بنے
عادت آن نالائقوں کی تجھ مین ہے | نے درست ہر بار دل نکلے چاہ سے

گفت پایم سست شد از رہ بماند | گفت از پیریست در کنجت نشاند
گفت پشتم چون کمانی شد دوتا | گفت از پیریست این رنج و عنا
گفت تاریکست چشمم اے حکیم | گفت کز پیریست اے مرد علیم
گفت اے احمق برین بر دوختے | از طبیبی تو ہمین آموختے
اے مدمغ عقلت این دانش نداد | کہ خدا ہر درد را درمان نہاد
تو خر احمق ز اندک مایگے | بر زمین ماندی ز کوتہ پایگے
پس طبیبش گفت کای عمر تو شصت | این غضب وین خشم ہم از پیریست
چون ہمہ اجزا و اعضا شد نحیف | خویشتن داری و صبرت شد ضعیف
بر نتابد دو سخن زان ہے کند | تاب یک جرعہ ندارد قے کند
جز مگر پیری کہ از حق است مست | در درون او حیات طیبست
از برون پیرست و در باطن صبی | خود چہ چیزست آن ولی و آن نبی
گر نہ پیدایند پیش نیک و بد | چیست با ایشان خسان را این حسد
ور نمیدانندشان علم الیقین | چیست این بغض و حیل سازی و کین
ور ہمیدانند بحث رستخیز | چون زنند خود را بر شمشیر تیز
بر تو میخندد مبین او را چنان | صد قیامت در درونستش نہان
دوزخ و جنت ہمہ اجزای اوست | ہرچہ اندیشی تو او بالای اوست
ہرچہ اندیشی پذیرای فناست | وآنکہ در اندیشہ ناید آن خداست
بر در این خانہ گستاخی ز چیست | گر ہمیدانند کاندر خانہ کیست
ابلہان تعظیم مسجد میکنند | در جفای اہل دل جد میکنند
آن مجازست این حقیقت اے خران | نیست مسجد جز درون سروران
مسجدی کو اندرون اولیاست | سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست
تا دل مرد خدا نامد بدرد | ہیچ قومی را خدا رسوا نکرد
قصد جنگ انبیا میداشتند | جسم دیدند آدمی پنداشتند
در تو ہست اخلاق آن پیشینیان | چون نمیترسی کہ تو باشی ہمان
عادت آن ناسپاسان در تو ہست | تا بدت ہر بار داد از چہ درست

۱۴۱

آن نشانیها همه چون در تو هست | چون تو زان نشانی کی خواهی برست

قصهٔ کودکی که در پیش تابوت پدری نالیده و سخن جوحی

کودکی در پیش تابوت پدر | زار می‌نالید و بر میکوفت سر
کای پدر آخر کجایت می‌برند | تا ترا در زیر خاکی بسپرند
میبرندت خانهٔ تنگ و زحیر | نے درو قالی و نے فرش و حصیر
نے چراغ در شب نے روز نان | نے دران بوئے طعام و نے نشان
نے درش معمور و نے شفقت بام | نے دران بهر ضیا نے پیچ جام
نے دران از بهر مهمان آب چاه | نے یکے همسایه کو باشد پناه
جسم تو بوسه‌گاه خلق بود | چون شود در خانهٔ کور و کبود
خانهٔ بے زینهار و جای تنگ | که درآن نے روی ماند نے رنگ
زین نسق اوصاف خانه می‌شمرد | وز دو دیده اشک خونین می‌فشرد
گفت جوحی را بابا پدر ای ارجمند | والله این را خانهٔ ما می‌برند
گفت جوحی را پدر ابله مشو | گفت ای بابا نشانیها شنو
این نشانیها که گفت او یک بیک | خانهٔ ماراست بے تردید و شک
نے حصیر و نے چراغ و نے طعام | نے درش معمور و نے شفقت نه بام
زین نمط دارند بر خود صد نشان | لیک کے بینند آن را طاغیان
خانهٔ آن دل که ماند بے ضیا | از شعاع آفتاب کبریا
تنگ و تاریک ست چون جان جهود | بینوا از ذوق سلطان ودود
نے دران دل تاب نور آفتاب | نے گشاد عرصه و نے فتح باب
گور خوشتر از چنین دل مر ترا | آخر از گور دل خود برتر آ
زنده و زنده نژادی شوخ شنگ | دل نگیرد ترا زین گور تنگ
یوسف وقتی و خورشید سما | زین چه و زندان برآ و رو نما
یونست در بطن ماهی پخته شد | مخلصش را نیست از تسبیح بد
گر نبودی او مسبح بطن نون | حبس و زندانش بدی تا یبعثون
آن بتسبیح از تن ماهی بجست | چیست تسبیح آیت روز الست

وہ نشانی جو کہ بالکل تجھ میں ہے | جو تو اون سے کب تو بچ سکے

قصہ اوس لڑکے کا کہ باپ کے جنازہ کے آگے رُوتا اور کہنا جوحی کا

ایک لڑکا پیش تابوت پدر | روتا تھا اور پیٹتا تھا اپنا سر
اے پدر تجکو کہاں لیجاتے ہین | تا کہ نیچے خاک کے تجکو رکھین
تجکو لیجاتے ہین اُس گھر تنگ مین | جسمین نے قالین ہین نے فرش ہین
نے چراغ شب نے روٹی ہے وہان | اور نہ بو کہانیکی اور نہ کچھ نشان
نے وہ گھر آباد نے چھت اور نہ بام | روشنی کے واسطے نے دان چراغ
نے وہان پانی ہے مہمان کے لیے | اور نہ ہمسایہ پناہ جو اُس سے نے
جسم تیرا جو کہ تھی خلق جا | خانہ تاریک مین کیونکر رہے
بے پناہ اک گھر ہے اور ہے جا تنگ | کہ نہ اوسمین منہ و کیہ ہے اور نہ رنگ
اسطرح اوصاف گھر کے گنتا تھا | ساتھ خونی اشک کے وہ روتا تھا
بولا جوحی باپ سے اے پدر | واللہ لیجاتے ہین اوسکو میرے گھر
بولا جوحی سے پدر ابلہ نہ ہو | بولا اے بابا نشانی سب سنو
یہ نشانی اوسنے اک اک جو کہی | ہین ہمارے گھر کی وہ ٹھیک سبھی
نے چٹائی نے چراغ و نے طعام | اور نہ گھر آباد نے چھت اور بام
اسطرح رکھتے ہین خود پہ نشان | پر نہ اونکو دیکھتے ہین گمرہان
خانہ اوس دل کا کہ جو بے نور ہو | پرتوے خورشید احد پاک سے
تنگ تیرہ مثل جان کفار کے | اور مفلس ذوق کے ستار کے
اور نہ اوس دلمین ہے نور آفتاب | نے کھلا میدان اور نے فتح باب
گور بہتر ایسے دل سے ہے تجھے | گور دل سے باہر آ تو آپ سے
ہے زندہ ہے اور زندہ ہو تو | دل نہین گھبراتا اس تنگ گور سے
تو ہی یوسف اور خورشید سما | چاہ و زندان سے نکل اور منہ دکھا
تو ہی یونس بطن ماہی مین پکا | تو نہ چھٹتا پر تو تسبیح سے چھٹا
پڑھتا تھا مچھلی مین نہ وہ تسبیح کو | رہتا حبس تا یبعثون زندان مین وہ
برکت تسبیح سے اوس سے چھٹا | کیا ہے تسبیح الستی وہ صدا

فارسی		اردو	
گر فراموشت شد آن تسبیح جان	بشنو این تسبیحہاے ماہیان	تو اگر بھولا وہ تسبیح جان	پس تو یہ تسبیحہاے ماہیان
ہر کہ دید اللہ را اللّٰہی ست	ہر کہ دید آن بحر را آن ماہی ست	جسنے اللہ دیکھا اللّٰہی ہوا	جسنے دریا دیکھا وہ ماہی ہوا
این جہان دریاست تن ماہی و روح	یونس و محجوب از نور صبوح	یہ جہاں دریا و مچھلی جسم ہے	روح یونس ہے چھپی جو نور سے
گر مسبح باشد از ماہی رہید	ورنہ در وے ہضم گشت و ناپدید	گر پڑھے تسبیح مچھلی سے چھٹے	ورنہ اوسمیں فانی ہوا اور نہ بچے
ماہیان جان درین دریا پرند	تو نمی بینی کہ کورے ومنند	مچھلیاں جانکی ہیں دریا میں بھری	تو نہیں دیکھے ہے اندھا و لی
بر تو خود را میزنند آن ماہیان	چشم بگشا تا ببینی شان عیان	ذات پر ہیں خود کو تجپر مچھلیاں	کھول آنکھیں دیکھ تو اونکو عیاں
ماہیان جملہ روح بے حسد	نے درایشان کبر و کین نے حسد	مچھلیاں سب روح ہیں اور بے حسد	اور نہ اومیں کبر و کینہ نے حسد
ماہیان را گر نمی بینی پدید	گوش تو تسبیحشان آخر شنید	مچھلیوں کو گر نہ دیکھے ظاہرا	انکی تسبیحوں کو آخر تو سنا
صبر کردن جان تسبیحات تست	صبر کن کانست تسبیح درست	صبر کرنا تیرا تسبیح کی ہے جان	صبر کر تسبیح بہتر ہے وہ جان
ہیچ تسبیحے ندارد آن درج	صبر کن کالصبر مفتاح الفرج	کوئی تسبیح وہ مرتبہ نہیں ہے درست	صبر کر کہ الصبر مفتاح الفرج
صبر چون پول صراط آن سو بہشت	ہست با ہر خوب یک لالای زشت	صبر ہے جوں پل صراط اس سو بہشت	ساتھ اک ہر خوب کے خادم ہے زشت
تا ز لالا میگریزی وصل نیست	زانکہ لالا را ز شاہد فصل نیست	بھاگے تو خادم سے جنک کب ہو وصل	کیونکہ خادم کو نہ شاہد سے ہی فصل
تو چہ دانی ذوق صبر اے شیشہ دل	خاصہ صبر از بہر آن شوخ چگل	شیشہ دل تو صبر کا کیا جانے ذوق	صبر شاہد کے لیے ہے سب سے فوق
مرد را ذوق از غزا و کر و فر	مر مخنث را بود ذوق از ذکر	مرد کو تو کر و فر سے ذوق ہے	اور مخنث کو ذکر سے ذوق ہے
جز ذکر نے دین او نے ذکر او	سوے اسفل برد او را فکر او	جز ذکر اوسکو نہ ذکر و دین ہے	فکر اوسکو جانب اسفل رکھے
گر بر آید تا فلک از وے مترس	کو بعشق اسفل آموز است درس	گر فلک تک ہو پہنچے اس سے تو نہ ڈر	شوق سے اسفل کے سیکھا علم کو
او بسوے سفل میراند فرس	گرچہ سوے علو جنباند جرس	سوے اسفل گھوڑا وہ دوڑاتا ہے	گو بجاتا گھنٹہ وہ اعلا پہ ہے
از علمہاے گدایان ترس چیست	کان علمہا لقمہ نان را رہی ست	اور گدایوں کے علم سے ڈر ہے کیا	وہ علم روٹی کے ٹکڑے کو بنا
این مثلہا را تکو در یاب تو	در بنیداے مستو از تاب تو	جان اچھی طور سے اس بات کو	کر نہ تانے سن لے اے بیٹے تو

فارسی	اردو
ترسیدن کودکے از شخص صاحب جثہ و تسکین او آن کودک را	ڈرانا ایک لڑکے کا مرد فربہ سے اور دلاسا دینا اسکا اس لڑکے کو

فارسی		اردو	
کنگ زفتی کودکے را یافت فرد	زرد شد کودک ز بیم قصد مرد	طفل تنہا مرد فربہ کو ملا	مرد کے بس قصد سے لڑکا ڈرا
گفت ایمن باش اے زیباے من	کہ تو خواہی بود بر بالاے من	بولا مت ڈر مجسے اے جانی مرے	کہ تو چاہے میں چڑھاوں آپ پے
من اگر ہولم مخنث دان مرا	ہمچو اشتر بر نشین میران مرا	ورنہ تو مجکو مخنث جان کے	چڑھ تو مانند اونٹ کے دوڑا مجے
صورت مردان و معنی این چنین	از برون آدم و درون دیو لعین	مرد صورت معنی میں اسطور ہے	ظاہرا آدم و باطن دیو ہے
آن دہل را مانی اے زفت چو باد	کہ بر وآن شاخ را میکوفت راد	جو ہوا سے بھولا وہ اس ڈھول کو	کوٹتا اس چوب سے تھا اوسکو دد

پس تبکا ماپنے کو چھوڑا اروپہ نے ‌ ‌ ڈھول کی خاطر کہ جون شناس ہے
جو نہ یکجا گوشت اوسنے ڈھول مین ‌ ‌ بول خوک اس مشک سے بس ہے بیان
ور نے مین رد با صدائے ڈھول سے ‌ ‌ عاقلان تنکا کو نے تا وہ چپ رہے

روبہ اشکار خود را باد داد ‌ ‌ بہر طبلے ہمچو خیکے پر ز باد
چون ندید اندر دہل او فربہی ‌ ‌ گفت خوکے بہ ازین خیک تہی
روبہان ترسند از آواز دہل ‌ ‌ عاقلش چندان زند کہ لاتقل

قصہ یک تیر انداز کا اور ڈرنا اسکا ایک سوار سے کہ جنگل میں جاتا تھا

قصہ تیر انداز و ترسیدن او از سوارے کہ در بیشہ میرفت

ایک کس ہتھیار بند و باوقار ‌ ‌ جاتا تھا جنگل مین تھا گھوڑے پر سوار
ایک تیر انداز نے دیکھا اسے ‌ ‌ پس کمان کو کھینچا اوسنے خوف سے
تیر تا مارے کہا اسوار نے ‌ ‌ مین ہون گرچہ فربہ جسم ہے
ہان نظر مت کر تماشے پر مرے ‌ ‌ کم ہون بڑھیا سے مین وقت جنگ کے
بولا جا اچھا کہا ورنہ ترے ‌ ‌ مارتا اک تیر اپنے خوف سے
اس سلح بندی نے مارا چیز کو ‌ ‌ بے جوان مردی کے باندھی تیغ جو
رستمون کے باندھے گر ہتھیار کو ‌ ‌ جان جائے مرد اوسکا جو نہو
جان کو کر ڈھال پھینک یا تیغ کو ‌ ‌ سر بچائے شہ سے بے سر جو کہ ہو
وہ ترے ہتھیار حیلہ و مکر ہین ‌ ‌ تجھسے پیدا ہین وہ تیری جان لین
جو نہ پایا فائدہ اس مکر سے ‌ ‌ مکر کو تو چھوڑ تا دولت ملے
تو نے پھل کھایا نہ ہم کو ہر فن سے جو ‌ ‌ چھوڑ فن کو طالب رزاق ہو
یہ علوم اسبہ نا مبارک ہین تجھے ‌ ‌ خود کو کر بے عقل و بھاگ آفت سے
جون ملائک کہ کر لاعلم لنا ‌ ‌ یا الٰہی غیر ما علمتنا
ایک حکایت تم سنو اہل بیان ‌ ‌ عقل کے اور جہل کے تم درمیان

ہیشنہ اندر بیشہ بر اسپے نجیب ‌ ‌ یک سوارے با سلاح بس مہیب
تیر اندازے بحکم او را بدید ‌ ‌ پس ز خوف او کمان را در کشید
تا زند تیرے سوارش بانگ زد ‌ ‌ من ضعیفم گرچہ زفتستم جسید
ہان و ہان منگر تو در زفتی من ‌ ‌ کہ کمم در وقت جنگ از پیرزن
گفت رو کہ نیک گفتی ور نہ نیش ‌ ‌ بر تو می انداختم از ترس خویش
بس کسان را آن سلاح جنگ کشت ‌ ‌ بے رجولیت چنان تیغے بمشت
گر بپوشی تو سلاح رستمان ‌ ‌ رفت جانت چون نباشی مرد آن
جان سپر کن تیغ بگذار اے پسر ‌ ‌ ہر کہ بے سر بود ازین شہ برد سر
آن سلاحت حیلہ و مکر تو است ‌ ‌ ہم ز تو زاید و ہم جان تو خست
چون نکردے ہیچ سودے زین حیل ‌ ‌ ترک حیلہ کن کہ پیش آید دول
چون یکے لحظہ نخوردی بر ز فن ‌ ‌ ترک فن گو مطلب رب المنن
چون مبارک نیست بر تو این علوم ‌ ‌ خویشتن گولی کن و بگذر ز شوم
چون ملائک گو کہ لا علم لنا ‌ ‌ یا الٰہی غیر ما علمتنا
یک حکایت بشنو اے صاحب قبول ‌ ‌ درمیان عقل و جہل بو الفضول

حکایت اس اعرابی کی اور ریتا گونین بھرنا اور ملامت کرنا

حکایت آن اعرابی و ریگ در جوال کردن و ملامت دانشمند

ایک اعرابی نے لادی اونٹ پر ‌ ‌ ایک جانب گون کو گیہون سے بھر
دوسرے جانب کو گون ایک ریت سے ‌ ‌ بھر کے لادی دونون اوسنے اونٹ پر
بیٹھا دونون گون کے سر پر وہ با ‌ ‌ اک سخنگو نے سوال اوس سے کیا
پس وطن کو پوچھا باتین اسے کہین ‌ ‌ اور باتون مین حکایاتین کہین
پوچھا دونون گون مین کیا ہے بھرا ‌ ‌ سچ کہو مجھسے کہ کیا اسمین رکھا
بولا گیہون ہین بھرا اک گون مین ‌ ‌ ریت سے پر دوسری رکھتا ہون مین

یک عرابی بار کردہ اشترے ‌ ‌ در جوال زفت از گندم پر بد
وان جوال دیگرش از ریگ پر ‌ ‌ ہر دو را او بار کردہ بر نشست
او نشستہ بر سر ہر دو جوال ‌ ‌ یک حدیث انداز کرد او را سوال
از وطن پرسید و آورد ش بگفت ‌ ‌ واندران پرسش بسے درہا بسفت
بعد ازان گفتش کہ آن ہر دو جوال ‌ ‌ چیست آگندہ بگو مصدوق حال
گفت اندر یک جوالم گندم ست ‌ ‌ در دگر ریگے نہ قوت مردم ست

بولا رتیا کیسے تو نے بھرا ۔ بولا گون اک کیسے تنا لادیا
بولا اک مین گیہون آدمی بھر آٹا ۔ اور آدھے دوسرے مین رکھتا تو
تاکہ ہلکی ہوتی گون اور اونٹ بھی ۔ بولا شاباش اے حکیم فلسفی
ایسے عالی فکر اور رائے نکو ۔ ایسا ننگا اور پیادہ ہے تو
رحم آیا اوس حکیم اوپر اُسے ۔ کہ چڑھاے اوسکو اپنے اونٹ پے
پھر کہا کہ اے حکیم زار تو ۔ حال اپنا کچھ ذرا سا تو کہو
اسطرح کی عقل ودانش ہے تجھو ۔ ہے وزیر یا ہیچ کہو یا شاہ ہی
بولا دونون سے سوئین عام ہون ۔ دیکھ میرا جامہ اور حال زبون
بولا کتنے اونٹ کتنے گاؤن ہین ۔ بولا نے یہ اور نہ وہ مون ریخ مین
بولا کیا اسباب ہے دوکان مین ۔ بولا نے دوکان مکان رکھتا ہون نہیں
نے سبہ کہ ناپڑا نے سامان ہے ۔ نے ہے نوکر مطبخ وسلے نان ہے
بولا کتنا نقد تیرے پاس ہے ۔ کر نصیحت و دست تو تنہا چلے
کیمیاسے زر عالم تجکو ہے ۔ عقل ودانش کا گہر بس تو رکھے
تو خزانہ گھر مین رکھتا ہوئیگا ۔ ہے نہ عاقل تر جہان مین تجھ سوا
بولا واللہ کچھ نہین رکھتا ہون نہین ۔ قوت شب کا بھی نہ اپنے ملک مین
مین برہنہ پاؤ تنہا دوڑتا ۔ جو کہ روٹی دے مین جاؤن اسجگہ
ہے جو حاصل حکمت وفضل وہنر ۔ فائدہ مجکو نہیں جز درد سر
بولا اے اعرابی پاس سے اب جا ۔ تا نہ تیری نحوست مجہپر ہو بلا
حکمت اپنی شوم مجہسے دور کر ۔ ہے کلام اخیر شوم تیرا حلق پر
تو ادھر جا مین ادھر کو جاتا ہوں ۔ گر تو آگے جاتے مین واپس پھروں
گون اک گیہون کی اور اک ریت کی ۔ بہتر ان حیلوں سے تیرے اے اخی
احمقی میری مبارک احمقی ۔ دل ہے اساماں وجان ہے متقی
گر تو چاہے کہ شقاوت ہووے کم ۔ کر تو کوشش تا ہو حکمت تجہسے کم
جو کہ حکمت ہو خیال وطبع سے ۔ فیض نور حق ہو وہ حکمت رکھے
حکمت دنیا سے شک ہووے فزوں ۔ حکمت دیں ہو فلک پر پہنچتون

گفت تو چون بار کردی این رحال ۔ گفت تا معنا ماند آن جوال
گفت نیم گندم آن تنگ را ۔ در دگر ریز از پی فرہنگ را
تا سبک گردد جوال وہم شتر ۔ گفت شاباش اے حکیم اہل خرد
اینچنین فکر دقیق ورای خوب ۔ تو چنین عریان پیادہ در لغوب
رحمش آمد بر حکیم وعزم کرد ۔ کہ برا شتر بر نشاند نیکمرد
باز گفتش اے حکیم خوش سخن ۔ شمہ از حال خود ہم شرح کن
اینچنین عقل وکفایت کہ تراست ۔ تو وزیری یا شہی برگو براست
گفت این ہر دو نیم از عامہ ام ۔ بنگر اندر حال اندر جامہ ام
گفت اشتر چند داری چند گاو ۔ گفت نے این ونہ آن ما را مکاو
گفت رخت چیست بارے در دکان ۔ گفت ما را کو دکان وکو مکان
نے ز قوت ونے رخوت ونے قماش ۔ نے مطاع ونیست مطبخ نیست آش
گفت پس از نقد پرسم چند ۔ کہ توئی تنہا رو ومحبوب پند
کیمیاے زر عالم با تو است ۔ عقل ودانش را گہر تو بر تو است
گفتا جہ نادہ باشی در مکان ۔ نیست عاقل تر ز تو در جہان
گفت واللہ نیست یا وجہ العرب ۔ در ہمہ ملکم وجود قوت شب
پا برہنہ تن برہنہ میدوم ۔ ہر کہ نانے میدہد آنجا روم
مر مرا زین حکمت وفضل وہنر ۔ نیست حاصل جز خیال ودرد سر
پس عرب گفتش کہ رو دور از برم ۔ تا نبارد شومی تو بر سرم
دور بر آن حکمت شومت ز من ۔ نطق تو شوم است بر اہل زمن
یا تو آن سو رو من این سو میروم ۔ ور ترا رہ پیش من واپس شوم
یک جوالم گندم ودیگر ز ریگ ۔ بہ بود زین حیلہاے مرد نیک
احمقی ام پس مبارک احمقیست ۔ کہ دلم با برگ وجانم متقیست
گر تو خواہی کت شقاوت کم شود ۔ جہد کن تا از تو حکمت کم شود
حکمتے کز طبع زاید وز خیال ۔ حکمتے نے فیض نور ذوالجلال
حکمت دنیا فزاید ظن وشک ۔ حکمت دینی برد فوق فلک

وہاں آخر زمانہ کے عقیل | جاتے ہیں خود سے اگلے دلیل
رو بیان زیرک آخر زمان | بر فزوده خویش بر پیشینیان

حیلے سیکھے اور جگر سوزاں ہوے | اور مکر و فن سب حاصل کیے
حیله موزان جگرها سوخته | فعلها و مکرها آموخته

صبر و بخشش اور سخاوت نفس و جود | سبکو چھوڑا جو کہ تھے اکسیر سود
صبر و ایثار و سخای نفس و جود | باز داده کان بود اکسیر سود

فکر وہ ہے جو کہ کھولے راہ کو | راہ وہ ہے جو ملادے شاہ کو
فکر آن باشد که بگشاید رهی | راه آن باشد که پیش آید شهی

شاہ وہ ہے جو کہ خود سے شاہ ہو | نے زر و گوہر سے اور شاہ ہو
شاه آن باشد که از خود شه بود | نه بمخزنها و لشکر شه شود

اوسکی شاہی تاکہ ہووے سرمدی | جیسے عز ملک دین احمدی
تا بماند شاهی او سرمدی | همچو عز ملک دین احمدی

تا قیامت شرع اوسکی لازوال | دور آنکے سے ہے عین الکمال
تا قیامت هست قیصر شرع لازوال | گشته دور از ملک دین الکمال

کرامات ابراہیم ادہم کی کنارۂ دریا پر

کرامات ابراہیم ادہم بر لب دریا

ذکر ابراہیم ادہم کا سنو | راہ چلتے بیٹھے اک دریا پہ وہ
هم ز ابراهیم ادهم آمده است | کو ز راهی بر لب دریا نشست

گدڑی اپنی سیتے تھے سلطان جہان | اک امیر اس جا پہ آیا ناگہان
دلق خود میدوخت آن سلطان جان | یک امیری آمد آنجا ناگهان

وہ امیر اک بندگان شیخ تھا | شیخ کو پہچان کے سجدہ کیا
آن امیر از بندگان شیخ بود | شیخ را بشناخت سجده کرد زود

شیخ و گدڑی اسکی سے حیران ہوا | اوسکی تنہائی سے متغیر رہا
خیره شد در شیخ و اندر دلق او | گشته دیگرگون خلوت خلق او

اوسنے چھوڑا ایسا بس ملک شگرف | اور لیا ہے فقر سے باریک حرف
کو رها کرد آنچنان ملک شگرف | برگزید از فقر بس باریک حرف

چھوڑ کر اس ملک ہفت اقلیم کو | سیتا ہے مثل گدا گدڑی کو وہ
ترک کرده ملک هفت اقلیم را | میزند بر دلق سوزن چون گدا

ملک ہفت اقلیم ضایع کرتا ہے | اور گدڑی جون گدا کے سیتا ہے
ملک هفت اقلیم ضایع میکند | چون گدا بر دلق سوزن میزند

شیخ ہوا آگاہ خطرہ آنکے سب | شیخ جون شیر اول جنگل سا ہے
شیخ واقف گشت از اندیشه اش | شیخ چون شیر است و دلها بیشه اش

دلمیں جون خوف و رجا ہو رواں | ہین نہ مخفی اسپہ اسرار نشان
چون رجا و خوف در دلها روان | نیست مخفی بر وی اسرار نهان

دل نگہ رکھو تم اسے بے حاصلو | اہل دل کی جو حضوری تمکو ہو
دل نگه دارید ای بی حاصلان | در حضور حضرت صاحبدلان

پیش اہل تن پہ ادب ظاہر پہ ہے | کہ خدا پنہاں و مخفی اُنسے ہے
پیش اهل تن ادب بر ظاهر است | که خدا زیشان نهان را ساتر است

پیش اہل دل ادب باطن پہ ہے | کہ ہے دل اونکا خبیر اسرار ہے
پیش اهل دل ادب بر باطن است | زانکه دلشان بر سرائر فاطن است

تو بعکس اندھوں کے آگے بیٹھ جاو | بیٹھتا ہو جون مودب پیش شاہ
تو بعکسی پیش کوران بهر جاه | با حضور آیی نشینی پایگاه

آگے بیناکے ادب چھوڑے تو ہی | اسلیے تو نار شہوت میں پڑے
پیش بینایان کنی ترک ادب | نار شهوت را از آن گشتی حطب

جو نہیں رکھتا ہو تو نور ہدا سے | دے سے ہے اندھوں کے لیے منہ کو جلا
چون نداری فطنت و نور هدی | بهر کوران روی را میزن جلا

آگے بیناکے رکھے ناپاک رد | تا زمت کر ایسی بدحالت سے تو
پیش بینایان حدث در روی مال | ناز میکن با چنین گندیده حال

پھینکدی دریا میں سوئی شیخ نے | اور پکارا سوئی کو آواز سے
شیخ سوزن زود در دریا فکند | خواست سوزن را بآواز بلند

ترجمہ	ترجمہ	متن	متن
سیکڑوں ماہی الٰہی نے آ	سوئیاں سونے کی اک اک منہ میں لا	صد ہزاران ماہی اللّٰہیے	سوزن زر بر لب ہر ماہیے
سر نکالا اس حق کے دریا میان	بولیں لے اے شیخ حق کی سوئیاں	سر بر آوردند از دریاے حق	کہ بگیر اے شیخ سوزنہاے حق
پھیر کر منہ اس سے بولا اے امیر	ملک دل اچھا کہ یہ ملک حقیر	رو بدو کرد و بگفتش کاے امیر	ملک دل بہ یا چنین ملک حقیر
شہر میں لاتے ہیں شاخ اک باغ	اور یہیں لاتے ہیں مغ اس جا پہ	سوے شہر از باغ شاخے آورند	باغ و بستان را کجا آنجا برند
یہ نشان ظاہر کا ہو یہ کچھ نہیں	ڈھونڈھ باطن سوره خوا ہر یقین	این نشان ظاہر است این ہیچ نیست	باطنی جو ہی و بطا ہر رافیست
باغ ایسا جسکا پتا آسماں	سبز ہو اور پوست شاہی یہ جہان	خاصہ باغے کاین فلک یک برگ اوست	بلکہ آن مغز است واین عالم چو پوست
کیوں نہیں اس باغ کو جاتا ہو تو	گر نہ کام اب دلیل زیادہ ڈھونڈھ لو	بر نمیداری سوی آن باغ گام	بوے افزون جو و کن دفع زکام
تا کہ وہ بو کھینچے تیری جاں کو	تا کہ وہ بو تیری نور چشم ہو	تا کہ آن بو جاذب جانت شود	تا کہ آن بو نور چشمانت شود
تا کو گلشن کو لیجائے تجھے	اور دکھائے رہ ہدایت سے تجھے	تا کہ آن بو سوے بستانت کشد	وانماید مر ترا راه رشد
تیری اندھی آنکھ کو بینا کرے	اور منور سینہ وہ تیرا کرے	چشم نابینات را بینا کند	سینه ات را سینه سینا کند
بولا یوسف ابن یعقوب نبی	بہر بو القوا علی وجہ ابی	صدق بیدارى ہر حس میشود	حسہا را ذوق مونس میشود
واسطے اس بو کے احمد نے کہا	قرۃ عینی نے صلوۃ وانما	چون یکے حس در روان بکشاد بند	مابقی حسہا ہمہ مبدل شوند
پانچوں حس آپسمیں باہم ہیں ملے	کیونکہ پانچوں ایک جزیہ میں لگے	پنج حس با یکدگر پیوستہ اند	زانکہ این ہر پنج را اصلے رستہ اند
قوت ہر ایک کا قوت اور کی ہے	باقیوں کا وہ ہر اک ساقی بنے	قوت ہر یک قوت باقی شود	مابقی را ہر یکے ساقی شود
آنکھ کے دیکھنے سے زیادہ عشق ہو	عشق سے دل میں زیادہ صدق ہو	دیدن دیده فزاید عشق را	عشق اندر دل فزاید صدق را
صدق ہر اک حس کی بیداری رکھے	اور حسونکا ذوق بس مونس بنے	صدق بیداری ہر حس میشود	حسہا را ذوق مونس میشود
ایک حس باطن کھولے بند کو	مابقی ہر ایک حس تبدیل ہو	چون یکے حس در درون بکشاد بند	مابقی حسہا ہمہ مبدل شوند

شروع منور ہونا حواس عارف کا ساتھ نور غیب کے — آغاز منور شدن حواس عارف بنور غیب

ترجمہ	ترجمہ	متن	متن
غیر محسوس اک حس کو جو دکھا	سب حسوں پر غیب بس ظاہر ہوا	چون یکے حس غیر محسوسات دید	گشت غیبی بر ہمہ حسہا پدید
بھیڑ اس گلہ کی کودے نہر سے	اسکے پیچھے کودیں جملہ اس جگہ	چون ز جو جست از گلہ یک گوسفند	پس پیاپے جملہ ز انسو در جہند
ہانک بھیڑوں کی حواسو کی ہیں جو	اخرج المرعیٰ کے صحرا میں چریں	گوسفندان حواست را بران	در چرا از اخرج المرعیٰ چران
اسجگہ تا سنبل و ریحان چریں	راہ گلزار حقایق کی چلیں	تا در آنجا سنبل و ریحان چرند	تا بہ گلزار حقایق رہ برند
تیری ہر حس ہو کسو نکی اک رسول	ہو وہاں جنت سب حسوں کا نزول	ہر حست پیغمبر حسہا شود	جملہ حسہا در ان جنت رود
تیری حس سے حسین کہیں راز	بے زبان اور بے حقیقت بے مجاز	حسہا با حس تو گویند راز	بے زبان و بے حقیقت بے مجاز
یہ حقیقت داخل تاویل کی ہے	یہ توہم یونہی تخیلاتوں کی ہے	کین حقیقت قابل تاویلہاست	وین توہم مایہ تخییلہاست

وہ حقیقت کر دوا عیاں ہے | نے کوئی تاویل اوسمین ہوسکے
آن حقیقت کہ ان بود عین عیان | هیچ تاویلے نگنجد در میان

تیری حس کا بندہ ہر حس جو ہوئی | کب فلک کو تجھسے ہو چارہ گری
چونکہ ہر حس بندۂ حس تو شد | مر فلکہا را نباشد از تو بد

کیسے دعوی ہووے ملک پوست سے | تخم جیسا ملک دسکا پوست ہے
چونکہ دعوی میرود در ملک پوست | مغز آن کی بود قشر آن اوست

اس جہان مین دیکہ اک جھگڑا پڑے | دانہ کیسکے ملک ہے تو جان لے
چون تنازع افتد اندر تنگ گاہ | دانہ آن کیست آنرا کن نگاہ

آسمان ہے پوست دانہ روح ہے | یہ ہے ظاہر اور وہ مخفی رہے
پس فلک قشرست و نور روح مغز | این پدیدست آن خفی زین رو ملغز

جسم ظاہر روح مخفی آئی ہے | آستین سا جسم و جان جون ہاتھ ہی
جسم ظاہر روح مخفی آمدہ است | جسم ہمچون آستین جان ہمچو دست

روح سے مخفی زیادہ عقل ہے | عقل سے جلدی روح کو پاسکے
باز عقل از روح مخفی تر بود | حس بسوی روح زوتر رہ برد

دیکھ کر حرکت کو زندہ جان ہے | پر نہ سکتا یہ سمجھ کہ اسمین عقل ہے
جنبشے بینی بدانی زندہ است | این ندانی کو ز عقل آکندہ است

جبکہ موزون حرکتین جاری رکھے | عقل سے تانبے کی حرکت زر کرے
تاکہ جنبشہاے موزون سر کند | جنبش مس را بدانش زر کند

وہ مناسب فعل ہاتھون سے کرے | جب سمجھ آئے تجھے کہ عقل ہے
زان مناسب آمدن افعال دست | فہم آید مر ترا کہ عقل ہست

روح وحی کی ہے خفی تر عقل سے | کیونکہ وہ ہوا اس سر سے غیب سے
روح وحی از عقل پنہان تر بود | زانکہ او غیبست او زان سر بود

عقل احمد کی کسی سے نہ چھپی | روح وحی اسکی نہ ہر جان پر کھلی
عقل احمد از کسے پنہان نشد | روح وحیش مدرک ہر جان نشد

روح وحی کو نسبتین ہین آعزیز | گو سمجھے ہے عقل کب اوسکو تمیز
روح وحی را مناسبہاست نیز | در نیابد عقل کان آمد عزیز

کہ جنون دیکھے وہ کہ حیران ہو | کیونکہ موقوف ہو نہ جبتک ہو وہ وہ
گہ جنون بیند گہے حیران شود | زانکہ موقوف ست تا او آن شود

جیسے کہ احوال خضر کی نسبتین | عقل موسی مکدر دید مین
چون مناسبہاے احوال خضر | عقل موسی بود در دیدش کدر

نامناسب دیکھتے وہ افعال تھے | جو کہ موسی کو نے احوال تھے
نامناسب می نمود افعال او | پیش موسی چون نبودش حال او

عقل موسی غیب مین جب ہووے بند | موش کی پھر عقل کیا اے ارجمند
عقل موسی چون شود در غیب بند | عقل موشی چون بود ای ارجمند

عقل تقلیدی ہی رونق کے لیے | مشتری جو پائے تو رونق رکھے
علم تقلیدی بود بہر فروخت | چون بیابد مشتری خوش بر فروخت

علم تحقیقی کا حق ہے مشتری | اوسکی رونق ہو سدا بازار کی
مشتری علم تحقیقی حق است | دائما بازار او با رونق است

مست خاموش لیے دیتے ہین سدا | مشتری جو کہ اللہ اشترا ہے
لب ببستہ مست در بیع شرے | مشترے بیحد کہ اللہ اشتری

درس آدم کا فرشتہ مشتری | درس اسکا جانے کب دیو و پری
درس آدم را فرشتہ مشتری | محرم درسش نہ دیو و نہ پری

آدم انبئہم باسما کہتا ہے | شرح کرنے والا سر حق کا ہے
آدم انبئہم باسما درس گو | شرح کن اسرار حق را مو بمو

ایسے مردم کو کہ کوتہ بین ہو وہ | اور تلون طبع بے تمکین ہو وہ
آنچنان کس را کہ کوتہ بین بود | در تلون غرق و بے تمکین بود

ویسے چوہا کہا کہ خاک سے | کھاتا ہے اور خاک مین رہتا وہ ہے
موش گفتم زانکہ در خاک ستش جا | خاک باشد موش را جاے معاش

راستی جانے ہے لیکن زیر خاک | ہر طرف وہ خاک کو کرتا ہے چاک
راہہا داند ولے در زیر خاک | ہر طرف او خاک را کردست چاک

تے چوہا ہے نفس لیکن لقمہ لے ... قدر حاجت کے چوہا اس پاسے ہے
کیونکہ بے حاجت خدا وند عزیز ... کب کسی کو دیتا ہے وہ کوئی چیز
گر نہوتی حاجت عالم کی یہیں ... پیدا کب کرتا وہ رب العالمیں
رکھتی نے حاجت زمین بیقرار ... کوہ کو پیدا نہ کرتا با وقار
گر نہوتی حاجت افلاک بھی ... ہوتی پیدایش نہ سات افلاک کی
چاند سورج اور ستارے کہکشاں ... کب سوا حاجات کے آئے ہیں عیاں
ہستیوں کی بس کمند حاجت ہی ... قدر حاجت مرد کی آلہ ہوئی
جلد حاجت کو بڑھا محتاج تو ... تا کہ آئے جوش بحر جود کو
یہ گدا و مبتلائے راہ او ... حاجت اپنی ہیں بتاتے خلق کو
اندھا پن اور مفلسی اور درد ... رحم اس حاجت سے تا ہو مرد کو
کوئی کہتا ہے کہ روٹی مجھکو دے ... کہ میں آسودہ ہوں رکھتا مال کو
دی نہ مجھکو نذر کو آنکھیں سے ... کیونکہ بے آنکھوں کے چربی خوب ہے
زندگی کرتی ہو بے چشم و بصر ... چشم سے فارغ ہے زیر خاک تر
اور چھپے چوری سے نکلے خاک سے ... پاک اوس چوری سے تا خالق کرے
بعدہ پر نکلیں اور وہ مرغ ہو ... چون ملائک جاے وہ افلاک کو
گلشن شکر خدا میں ہر زماں ... مثل بلبل کے کہے سو داستاں
کر چھوڑا یا مجھکو بد اوصاف سے ... اے تو کرتا جوں جنان دوزخ کو ہے
ایک چربی میں تو رکھے روشنی ... ایک ہڈی میں سماعت اے غنی
کیا تعلق تن سے ایک معنی کو ہے ... کیا تعلق فہم کو ہے اسم سے
معنی چون طائر ہے اور لفظ آشیاں ... جسم نہر و روح ہے آب رواں
رخ رواں میں آب ہے جو فکر کا ... نے ہے بے خاشاک نیک و بد سوا
وہ رواں اور تو کہے ٹھہرا ہوا ... وہ دواں اور تو کہے ٹھہرا ہوا
گر نہیں چلتا ہے پانی جا بجا ... تو ہو کیوں آتی ہے خاشاک کہا
فکر کی ہیں صورتیں خاشاک تو ... پہونچتی ہیں شکل نادر تو بتو
آب جاری فکر کا رخ کب دکھے ... بے خس خاشاک پیدا اور خوب کے

نفس موشے نیست الا لقمہ رند ... قدر حاجت موش را عقلے دہند
زانکہ بے حاجت خداوند عزیز ... مے نبخشد ہیچ کس را ہیچ چیز
گر نبودے حاجت عالم زمیں ... نافریدے ہیچ رب العالمین
وین زمین مضطرب محتاج کوہ ... گر نبودے نافریدے پر شکوہ
ور نبودے حاجت افلاک ہم ... ہفت گردون ناوریدے از عدم
آفتاب و ماہ و این استارگان ... جز بحاجت کے پدید آید عیان
پس کمند ہستہا حاجت بود ... قدر حاجت مرد را آلت بود
پس بیفزا حاجت اے محتاج زود ... تا بجوشد از کرم دریاے جود
این گدایان بر رہ و ہر مبتلا ... حاجت خود می نماید خلق را
کوری و شلی و بیماری و درد ... تا ازین حاجت بجنبد رحم مرد
ہیچ گوید نان دہید اے مردمان ... کہ مرا مال است و انبار است و خوان
چشم ننہادست حق در کور موش ... زانکہ حاجت نیست چشمش بہر نوش
میتواند زیست بے چشم و بصر ... فارغ است از چشم اندر خاک تر
جز بدزدی او برون ناید ز خاک ... تا کند خالق ازان دزدیش پاک
بعد ازان پر یابد و مرغے شود ... چون ملائک جانب گردون رود
ہر زمان در گلشن شکر خدا ... او بر آرد ہمچو بلبل صد نوا
کاے رہانندہ مرا از وصف زشت ... اے کنندہ دوزخے را چون بہشت
در یکے پیہے نہی تو روشنی ... استخوانے را دہی سمع اے غنی
چہ تعلق آن معانی را بہ جسم ... چہ تعلق فہم اشیا را بہ اسم
لفظ چون وکرست و معنی طائرست ... جسم جوی و روح آب سائرست
در روان روے آب جوے فکر ... نیست بے خاشاک خوب و زشت فکر
او روان است و تو گوئی واقف است ... او دوان است و تو گوئی عاکف است
گر نبودے سیر آب از جا کجا ... چیست بر روے تو نو خاشاک ہا
ہست آن خاشاک صورتہاے فکر ... نو بنو در میرسد اشکال بکر
روے آب جوی فکر اندر روش ... نیست بے خاشاک محبوب و ناخوش

جھلکے ہین اوس آب جاری پر رواں / باغ جیسے کے پھلوں کے ہین نشان
باغ مین جا متنزہان چالاکون کا ہے / نہر مین آتا ہے پانی باغ سے
گر نہین چلتا رکھے آب حیات / نہر مین تو دیکھ یہ سیر نبات
نہر مین کثرت سے پانی ہو رواں / جھلکے صورت کیون جلد آتی ہین وان
جو بہت جاری ہوئی نہر روان / غم نہین رکھتے ہین دل مین عارفان
جو نہایت بھر گئی ہو اور ہو شتابیا / کچھ نہین آتین سما سے لیکن آب

قشرہا بر روی این آب روان / از ثمار باغ غیبی شد دوان
قشرہا را مغز اندر باغ جو / زانکہ آب از باغ مے آید بجو
گر نبینی رفتن آب حیات / بنگر اندر جوی این سیر نبات
آب چون انبہ تر آید در گذر / زو کند قشر صور زوتر گذر
چون بغایت تیز شد این جو روان / غم نپاید در ضمیر عارفان
چون بغایت ممتلی بود و شتاب / پس نگنجد اندرو الا کہ آب

طعنہ مارنا ایک اجنبی کا ایک شیخ کی شان مین اور جواب دینا اوسکے مرید کا

طعنہ زدن بیگانہ در شان شیخے و جواب گفتن مرید شیخ

شیخ پر اک نے اک تہمت رکھی / کہ وہ بد ہے اور نہین ہے متقی
ہے شرابی اور بد مکار بس / کب مریدون کا وہ ہو فریاد رس
ایک بولا اوس سے گستاخی نہ کر / عیب گیری تو بزرگون کی نکر
دور اوس سے دور اوصاف اوسکے ہین / ایسا صاف اک سیل سے گندلا نہین
اہل حق پہ ایسا بہتان مت رکھے / یہ خیالات ہین ترے تو چھوڑ دے
یہ نہو اور ہو اگر اے مرغ خاک / بحر کو مردار سے کیا خوف و باک
کم نہین ہے قلتین و حوض سے / کہ کرے بیکار اک قطرہ اوسے
آگ ابراہیم کو نقصان نہ دے / جو کہ نمرودی ہو وہ اوسمین جلے
نفس ہے نمرود و عقل و جان خلیل / عین مین ہے روح و نفس اندر دلیل
یہ دلیل راہ رہگیرون کو ہو / کہ بیابانون مین نہ بھولین راہ وہ
واصلون کو ہے سوا چشم و چراغ / اور دلیل و راہ سے انکو فراغ
مرد واصل نے دلیلین جو کہین / لڑنے والون کے سمجھنے کو کہین
باپ بچہ کے لیے تے تے کرے / گرچہ عقل اسکی ریاضی دان رہے
کم نہو استاد کا فضل و ہنر / گر الف خالی کہے وہ اے پسر
واسطے تعلیم اوس نادان کے / چھوڑنا اپنی زبان کو چاہیے
بولنا اوسکی زبان کو چاہیے / تا کہ علم و فن وہ تجھ سے سیکھ لے
جو کہ سب مخلوق اسکی طفل ہے / پیر کو کرنا نصیحت چاہیے
اوس مرید پیر نے اوس مرد کو / بولا اوس گمراہ اور بیہودہ کو

آن یکے یک شیخ را تہمت نہاد / کو بدست و نیست بر راہ رشاد
شارب خمرست و سالوس و خبیث / مر مریدان را کجا باشد مغیث
آن یکے گفتش ادب را ہوش دار / خورد نبود این چنین ظن بر کبار
دور ازو و دور از اوصاف او / کز سیلے تیرہ گردد صاف او
این چنین بہتان منہ بر اہل حق / کاین خیال تست برگردان ورق
این نباشد ور بود اے مرغ خاک / بحر قلزم را ز مردارے چہ باک
نیست دون القلتین و حوض خرد / کہ تواند قطرہ اش از کار برد
آتش ابراہیم را نبود زیان / ہر کہ نمرودیست گو میترس ازان
نفس نمرودست و عقل و جان خلیل / روح در عینست و نفس اندر دلیل
این دلیل راہ رہرو را بود / کو بہر دم در بیابان گم شود
واصلان را نیست جز چشم و چراغ / از دلیل و راہشان باشد فراغ
گر دلیلے گفت آن مرد وصال / گفت بہر فہم اصحاب جدال
بہر طفل نو پدر تی تی کند / گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کند
کم نگردد فضل استاد از علو / گر الف چیزے ندارد گوید او
از پی تعلیم آن بستہ دہن / از زبان خود برون باید شدن
در زبان او بباید آمدن / تا بیاموزد ز تو او علم و فن
پس ہمہ خلقان چو طفلان وے اند / لازم است این پیر را در وقت پند
آن مرید شیخ بد گوینده را / آن بکفر و گمرہی آگندہ را

لعنت تو خود را مزن بر تیغ تیز ۔ این کمین بادشاه و با سلطان ستیز
حوض با دریا اگر پہلو زند ۔ خویش را از بیخ ہستی بر کند
نیست بحر کو کران دارد که تا ۔ تیره گردد او ز مردار شما
بحر را حد ست و اندازه بدان ۔ شیخ و نور شیخ را نبود کران
پیش بی حد ہر چه محدود ست لاست ۔ کل شیئ غیر وجه الله فناست
کفر و ایمان نیست آنجا که اوست ۔ زانکه او مغزست و این دو رنگ و پوست
این فناہا پرده آن وجه گشت ۔ چون چراغ خفته اندر زیر طشت

پس سر این سر حجاب آن سرست ۔ پیش آن سر این سر تن کافرست

کیست کافر غافل از ایمان شیخ ۔ کیست مرده بی‌خبر از جان شیخ
جان نباشد جز خبر در آزمون ۔ ہر کرا افزون خبر جانش فزون
جان ما از جان حیوان بیشتر ۔ از چه زان رو که فزون دارد خبر
پس فزون از جان ما جان ملک ۔ کو منزه شد ز حس مشترک
وز ملک جان خداوندان دل ۔ باشد افزون تو تحیر را بہل
زان سبب آدم بود مسجودشان ۔ جان او افزونترست از بودشان
ورنه بہتر را سجود دون تری ۔ امر کردن ہیچ نبود درخوری
کی پسندد عدل و لطف کردگار ۔ که گلی سجده کند در پیش خار
جان چو افزون شد گذشت از انتہا ۔ شد مطیعش جان جمله چیزہا
مرغ و ماہی و پری و آدمی ۔ زانکه او بیشست ایشان در کمی
ماہیان سوزن گر دلقش شوند ۔ سوزنان را رشته ہا تابع بوند

بقیه قصه ابراہیم ادہم بر لب دریا و آن امیر

چون نفاذ امر شیخ آن میر دید ۔ ز امد ماہی شدش وجدی پدید
گفت اه ماہی ز پیران آگه است ۔ شه تنی را کو لعین درگه است
ماہیان از پیر آگه ما بعید ۔ ما شقی زین دولت و ایشان سعید
سجده کرد و رفت گریان و خراب ۔ گشت دیوانه ز عشق و فتح باب
پس تو ای ناشسته رو در چیستی ۔ در نزاع و در حسد با کیستی

خود تو مت مار تیغ تیز پر ۔ جنگ سلطانوں سے تو ہرگز نہ کر
ہمسری جو حوض دریا سے کرے ۔ اپنی ہستی کی اکھیڑے جڑ کو ہے
یہ نہ جو دریا کنارہ جسکا ہو ۔ تاکہ اوس مردار سے گندہ ہو وہ
حد و اندازہ ہے دریا کا بھلا ۔ شیخ نور شیخ ہے بے انتہا
جو کہ محدود آگے بیحد کے ہو لا ۔ کل شیئ غیر وجہ اللہ فنا
کفر و ایمان ہے نہ واں جس جا ہے وہ ۔ کیونکہ وہ مغز اور یہ رنگ پوست دو
یہ فنا پردہ ہوئی اس ذات کی ۔ جو چراغ اک طشت کے نیچے تھی

تن کا یہ سر اک حجاب اس سر کا ہے ۔ آگے اوس سر کے یہ سر کافر سا ہے

کون کافر غافل ایمان شیخ ۔ کون مردہ بے خبر از جان شیخ
آزمائش میں نہ جان ہو غیر خبر ۔ جسکو زیادہ ہے خبر جان بیشتر
جان حیواں سے مری جان بیشتر ۔ اسلیئے کہ زیادہ رکھتی ہے خبر
جان ہماری سے فزوں جان ملک ۔ کہ نہ رکھتے ہیں وہ حس مشترک
اور ملک سے جان اہل دل فزوں ۔ ہووے تو مت رکھ تحیر ذوفنون
اسکا مسجود اسلیئے آدم ہوا ۔ اوسکی جان انکی حقیقت سے سوا
بدتروں کے ورنہ سجدہ کے لیئے ۔ بہتروں کو حکم کب شایاں ہے
لطف و عدل کب پسند اسکو کرے ۔ کہ کرے گل سجدہ آگے خار کے
جو زیادہ جاں بیحد ہوئی ۔ اوسکی تابع جاں ہوئی کب ہر کسی
مرغ و مچھلی اور پری اور آدمی ۔ کیونکہ وہ زیادہ ہے یہ کمی
اوسکی گدڑی سینے والی مچھلیاں ۔ رشتہ کو تابع رکھتے ہیں سوئیاں

باقی قصہ ابراہیم ادہم کا کنارہ دریا پر اور اس امیر کا

شیخ وہ حکم جاری میر نے ۔ دیکھا مچھلی پر ہوا وجد اس سے
بولا مچھلی کو ہے پیروں سے خبر ۔ تف ہے اوس میر پہ جو ملعون ہے
پیر سے آگہ ہوں مچھلی ہم بعید ۔ ہم شقی دولت سے ہوں اور وہ سعید
پس کیا سجدہ وہ اور رو کر چلا ۔ عشق کی خواہش سے دیوانہ بنا
اے سیہ رو پس کیسی بات ہے ۔ اور حسد اور جنگ کسکے ساتھ ہے

اردو		فارسی	
کرتا ہے بازی تو دم سے شیر کی	اور فرشتوں پر ہے حملہ آوری	با دم شیری تو بازی میکنی	با ملائک ترکتازی میکنی
اب تو خیر محض کو بد کہے	ان تو اک درجہ سمجھ کم شرح سے	بد چہ میگوئی تو خیر محض را	ہین ترفع کم شمر آن خفض را
بد ہو کیا تانبا کہ وہ محتاج ہو	شیخ کیا ہو کیمیا اک جان ہے	بد چہ باشد مس محتاج مہان	شیخ کہ بود کیمیاے بیکران
کیمیا تانبے کو گر زر نے کرے	کیمیا تانبے سے کیا تانبا بنے	مس اگر از کیمیا قابل نبد	کیمیا از مس ہرگز مس نشد
بد ہے کیا اک آتش سرکش عمل	شیخ کیا ہے عین دریاے ازل	بد چہ باشد سرکشی آتش عمل	شیخ کہ بود عین دریا ازلی
بد ہو کیا اک ظالم ظلمت فزو	شیخ کیا ہے عکس انوار خدا	بد کہ باشد ظالم ظلمت فزا	شیخ کہ بود عکس انوار خدا
بد ہے کیا اک آتش پر سوز و دود	شیخ کیا ہو آب کوثر لیک سرد	بد چہ باشد آتشی پر دود و سوز	شیخ آب کوثرست اندر تموز
آب کو بس ہیں ڈراتے آگ سے	آگ سے ہرگز نہ ڈرتا آب ہو	دائم آتش را بترسانند ز آب	آب کے ترسد ہرگز ز التہاب
ماہ میں تو دیکھتا ہے عیب کو	اور چنتا خار جنت میں ہے تو	در رخ مہ عیب بینی میکنی	در بہشتی خار چینی میکنی
جائے گر جنت میں کانٹا ڈھونڈھ تو	کانٹا تو پائے نہ واں اپنے سوا	گر بہشت اندر روی تو خار جو	ہیچ خار آنجا نیابی غیر تو
ڈھانکتا ہے خاک تو خورشید پے	بدر میں سوراخ کوئی ڈھونڈھتا ہے	می بپوشی آفتاب در گلی	رخنہ می جوئی ز بدر کاملی
آفتاب ایسا کہ چمکا سے جہان	کب ہو چھپتا ڈر کی خاطر وہ نہان	آفتابی کہ بتابد در جہان	بہر خفاشی کجا گردد نہان
عیب کل پیروں کے رد سے عیب ہے	غیب رشک پیر سے بس غیب ہے	عیبہا از رد پیران عیب شد	غیبہا از رشک پیران غیب شد
دور گر خدمت سے ہے تو یار رہ	گو تو خدمت دے ندامت جان کو	بار از دوری ز خدمت یار باش	در ندامت چابک و بر کار باش
تاکہ اس رہ سے نسیم آئے تجھے	آب رحمت کیوں حسد سے روکے ہے	تا از آن راہت نسیمے میرسد	آب رحمت را چہ بندی از حسد
دور اگر ہے تو ہلا دور اپنی دم	حیث ما کنتم فولوا وجہکم	گر تو دوری دور میجنبان تو دم	حیث ما کنتم فولوا وجہکم
دوڑنے سے مثل خر گل میں پھنسا	دوڑنے کو دم بدم ہے لوٹتا	چون خری در گل فتد از گام تیز	دم بدم جنبد برای عزم خیز
وہ برابر جا نہ رہنے کو کرے	جانتا ہے نے معاش یاں اس جائی ہے	جاے را ہموار نکند بہر باش	داند او کہ نیست آن جا معاش
حس خر سے تیری حس کمتر ہوئی	دل ترا اس گل سے نے نکلا کبھی	حس تو از حس خر کمتر بدست	کہ دل تو زان وحلہا برنجست
گل میں تو تاویل رہنے کی کرے	کیوں نکلتا ہے تو کر دور اس سے رہے	در وحل تاویل رخصت میکنی	چون نمیخواہی کزان دل برکنی
ہوں میں بھوکا تو یہ دل کا ہو روا	کر پکڑتا ہے نہ عاجز کو خدا	کین روا باشد مرا من مضطرم	حق نگیرد عاجزی را از کرم
خود پھنسا مثل جرک اندھے کے ہے	نے پھنسا جانے وہ خود کو غرے سے	خود گرفتارست او چون کفتار کور	این گرفتن را نبینی از غرور
کہتے ہیں وہ کہ جرک یاں پر نہیں	ڈھونڈھو باہر غار کے اندر نہیں	مے بگویند اندرین کفتار نیست	از برون جوئید کاندر غار نیست
وہ جرک اندر نہیں ہے غار کے	پانی پینے کو گیا اس جا سے ہے	نیست در سوراخ کفتار این بسر	رفت تازان او بسوی آبخور
اسطرح پکڑ کر بٹتے ہیں اوسے	کہتا ہے وہ مجھکو کب ہیں جانتے	این ہمیگویند و بندش می نہند	او ہمیگوید ز من کے آگہ اند

فارسی	اردو
گر ز من آگاه بودی این سند / که ندا کردی کز آن گفتار کو	خلق سے بچیو اگر یہ دشمناں / کسلیے کہتے جو کہ ہو وہ کہاں
تا که بر بندی و پیروش کنند / غافل آن گفتار زین لستیغ	یاں تلک کہ باندھیں اور کھینچیں سے / اور وہ غافل جو کہ اس مکر سے

دعوی کردن آن شخص که خدا از من گناه نمیگیرد و جواب شعیب
دعوی کرنا اس شخص کا کہ خدا مجھے گناہ پکڑتا ہی اور جواب دینا شعیب کا

فارسی	اردو
آن یکی میگفت در عهد شعیب / که خدا از من بسی دیدست عیب	شخص اک کہتا تھا با عہد شعیب / کہ بہت دیکھے ہیں حق نے مجھے عیب
چند دیدست من گناه و جرمها / وز کرم یزدان نمیگیرد مرا	اور بہت جرم و گنہ دیکھے مرے / پر کرم سے حق نہ پکڑے ہی مجھے
حق تعالی گفت در گوش شعیب / در جواب او فصیح از راه غیب	پس کہا ہی خدا نے با شعیب / در جواب اوسکے فصیح از راہ غیب
که بگفتی چند کردم من گناه / وز کرم نگرفت در جرم اله	کہتا ہی میں نے کیا زبس گناہ / کب کرم سے جرم پکڑے ہے اِلٰہ
عکس میگوئی و مقلوب ای سفیه / ای رها کرده ره و بگرفته تیه	کہتا ہی برعکس وہ اور بر خلاف / راہ بھولا اور پڑا جنگل میں صاف
چند چندت گیرم و تو بیخبر / با سلاسل مانده پا تا به سر	میں پکڑتا ہوں تجھے تو بے خبر / ہی جیسا زنجیر میں پا تا بسر
زنگ تو بر توت ای دیگ سیاه / کرد سیمای درونت را تباه	زنگ تہ بر تہ نے دیگ سیاہ / روی باطن کو کیا تیرے تباہ
بر دلت زنگار بر زنگارها / جمع شد تا کور شد ز اسرارها	دل پہ تیرے زنگ پر ہیں زنگ ہا / اسلیے اندھا ہی تو اسرار سے
گر زند آن دود بر دیگ نوی / آن اثر بنماید ار باشد جوی	گر دیگ نو پہ لگ جاے دھواں / ہو بقدر جو اثر اسپر عیاں
زانکه هر چیزی بضد پیدا شود / بر سفیدی آن سیه رسوا شود	کیونکہ ظاہر ہوتی ہی ہر شے بضد / بس سفیدی سے سیہ رسوا رہے
چون سیه شد دیگ پس تاثیر دود / بعد از آن بروی که بیند زود زود	جو دھوین سے دیگ ہو جاوے سیاہ / پھر دھوین کو اسپہ کب دیکھے نگاہ
مرد آهنگر که او زنگی بود / دود را با رویش همرنگی بود	ایک زنگی شخص گر ہووے لہار / اوسکے رخ سے ہو دھواں ہم رنگ یار
مرد رومی گر کند آهنگری / رویش ابلق گردد از دود آوری	مرد رومی گر کرے آہنگری / اسکا منہ ابلق دھویں سے ہوگئی
پس بداند زود تاثیر گناه / پس بنالد زار گوید ای اله	جاں لیوے جلد تاثیر گناہ / اور رو رو کر پکارے اے اِلٰہ
چون کند اصرار و بد پیشه کند / خاک اندر چشم و اندیشه کند	جو کرے اصرار و بد پیشہ کرے / خاک سی پر چشم اندیشہ کرے
توبه نندیشد دگر شیرین شود / بر دلش آن جرم تا بیدین شود	نے کرے توبہ و شیریں جرم ہو / اسکے دل پر تا کہ بیدیں ہووے وہ
آن پشیمانی و یا رب رفت از او / شست بر آیینه زنگ پنج تو	کہنا یا رب اور پشیمانی گئی / آئینہ پر زنگ کی تہ جم گئی
آهنش را زنگها خوردن گرفت / گوهرش را زنگ کم کردن گرفت	زنگ اوسکے لوہے کو کھانے لگا / گوہر اوسکا رنگ کم کرنے لگا
چون نویسی کاغذ اسپید بر / آن نوشته خوانده آید در نظر	سادہ کاغذ پر لکھے اگر تو کچھ / اوس لکھے خوب ہر کوئی پڑھے
چون نویسی بر سر بنوشته خط / فهم ناید خواندنش گردد غلط	تو لکھے کاغذ پہ دیکھے اور خط / فہم میں ہرگز نہ آوے ہو غلط
کان سیاهی بر سیاهی اوفتاد / هر دو خط شد کور و معنی ره نداد	اوس سیاہی پر سیاہی جو پڑے / دونوں خط اندھے ہوں اور معنی چھپے
ور سوم باره نویسی بر سرش / پس سیه کردی چو جان کافرش	تیسری بار اوسپہ تو لکھے اگر / مثل کہ جان کافر کے ہو تاریک تر

اردو	اردو	فارسی	فارسی
چارہ کیا بس جز پناہ چارہ گر	پاس تانبا کیمیا اوسکی نظر	پس چہ چارہ جز پناہ چارہ گر	نا امیدی مس واکسیرش نظر
اسکے آگے نا امیدی کو رکھو	تاکر دردبے دوا سے تم چھٹو	نا امید یہا بہ پیش او نہید	تا زدرد بے دوا بیرون رہید
جب شعیب ان نکتون کو کہنے لگا	اسکے دل مین گل دم بالنسے کھلا	چون شعیب این نکتہا با او بگفت	زان دم جان در دل او گل شگفت
اوسکی جان نے جو سنی وحی سما	بولا مجکو پکڑا کیا اوسکا پتا	جان او بشنید وحی آسمان	گفت اگر بگرفت ما را کو نشان
بولا رو کرتا ہے مجکو اے خدا	ڈھونڈھتا ہو اوس پکڑنے کا پتا	گفت یارب دفع من میگوید او	آن گرفتن را نشان میجوید او
بولا ہون ستانے بھید اب کہون	امتحان کو رمز اک ظاہر کرون	گفت ستارم نگویم راز ہاش	جز یکی رمزے برائے ابتلاش
اک نشان یہ کہ پکڑتا ہون اسے	جو کہ روزہ اور طاعت وہ رکھے	یک نشانے آنکہ میگیرم ورا	آنکہ طاعت دارد و صوم و دعا
اور نمازین اور زکوتین وہ کرے	پر نہ ذوق جان اک ذرہ رکھے	از نماز و از زکوۃ و غیر آن	لیک یک ذرہ ندارد ذوق جان
طاعت اور افعال بہتر وہ کرے	پر نہ اک ذرہ تو مزہ اسکا چکھے	میکند طاعات و افعال سنی	لیک ذرہ نداردچاشنی
طاعت اچھی پر نہ معنی نغز ہین	بہت ہین اخروٹ پر بے مغز ہین	طاعتش نغزست و معنی نغز نے	جوزہا بسیار و در وے مغز نے
چاہیے ذوق اب کہ طاعت دے ثمر	چاہیے مغز اب کہ دانہ دے شجر	ذوق باید تا دہد طاعات بر	مغز باید تا دہد دانہ شجر
دانہ بے مغز سے کب ہو نہال	صورت بے جان نہو دے جز خیال	دانہ بے مغز کے گردد نہال	صورت بے جان نباشد جز خیال
جو شعیب ان نکتون کو کہ چکا	تکرے جون خرد کیچڑ مین پھنسا	چون شعیب این نکتہا برد بیجان	از تفکر ہمچو خر در گل بماند

تمہ قصہ طعنہ زدن شیخ کا اور جواب مرید کا

تمہ قصہ طعنہ زدن شیخ وجواب مرید

اردو	اردو	فارسی	فارسی
وہ خبیث اوس شیخ کو کہتا برا	عقل احوال ہوتی ہے احول سدا	آن خبیث از شیخ می لائید ترا	کژ نگر باشد ہمیشہ عقل کاژ
کہ مین اوسکے حال بدکا ہون گواہ	وہ نہ تراپی کا کام اوسکا ہے تباہ	کہ من بحال زشت او گواہ	خمر در خوارست و بدرہ کاشش تباہ
مین نے دیکھا ایک محفل مین اسے	پاکی اور تقوی سے وہ بالکل رکھے	دیدمش اندر میان مجلسے	او ز تقوے عاریست و مفلسے
گر یقین تجکو نہین چل وقت شب	شیخ کا تجکو دکہا دون فسق سب	ور کہ باور نیست خیز امشبان	تا ببینی فسق سخت را عیان
لیگیا شب کو وہ اک سوراخ پے	بولا فسق و عیش اوسکا دیکھ دے	شب ببردش بر سر یک روزنے	گفت بنگر فسق و عشرت کردنے
دیکھ اوسکا مکر روز اور فسق شب	دن ہے مثل مصطفے کسب بولہب	بنگر آن سالوس روز و فسق شب	روز ہمچون مصطفے شب بولہب
دن کو عبداللہ اسکا نام ہے	اور نعوذ باللہ شب باجام ہے	روز عبد اللہ او را گشتہ نام	شب نعوذ باللہ و در دست جام
شیشہ دیکھا ہاتھ مین اوس شیخ کے	بولا شیخا سب ترا یہ مکر ہے	دید شیشہ درکف آن شیخ پر	گفت شیخا مر ترا ہم ہست غر
تو نہ کہتا تھا کہ اندر جام کے	موتیا شیطان اوسمین جلد ہے	تو نمیگفتی کہ در جام شراب	دیو میزد و شتاب اندر شتاب
بولا میرا جام ایسا بر گیا	ہو نہ اک ذرہ کی باقی اسمین جا	گفت جامم را چنان پر کردہ اند	کاندرو نمی گنجد یکی سپند
دیکھ تو کچھ ذرہ اسمین آسکے	بات یہ الٹی سنی غرضے سے ہے	بنگر اینجا ہیچ گنجد ذرہ	این سخن را کژ شنیدہ غر د

جام ظاهر خمر ظاهر نیست این / دور دار این را ز شیخ دوربین
جام هستی شیخ است اے پلیو / کاندرو اندر نگنجد بول دیو
پر و مالامال از نور حق است / جام تن بشکسته نور مطلق است
نور خورشید ار بیفتد بر حدث / او همان نور است نپذیرد خبث
شیخ گفت این خود نه جام است و نه مے / هین بزیر آ منکرا بنگر بوے
آمد و دید انگبین خاص بود / کور شد آن دشمن کور و کبود
گفت پیر آن دم مرید خویش را / رو براے من بجو مے اے کیا
که مرا رنجے است مضطر گشته ام / من ز رنج از مخمصه بگذشته ام
در ضرورت هست هر مردار پاک / بر سر منکر ز لعنت باد خاک
گرد خمخانه برآمد آن مرید / بهر شیخ از هر خمے او می چشید
در همه خمخانه او مے ندید / گشته بد پر از عسل خم نبید
گفت اے رندان چه حال است این چه کار / هیچ خمے در نمی بینم عقار
جمله رندان نزد آن شیخ آمدند / چشم گریان دست بر سر میزدند
در خرابات آمدے شیخ اجل / جمله مے ها از قدومت شد عسل
کرده مے را تو مبدل از حدث / جان ما را هم بدل کن از خبث
گر شود عالم پر از خون مال مال / کے خورد بنده خدا الا حلال

گفتن عائشه پیغمبر را که تو بے مصلے چونست که همه جا نماز میگزاری

عائشه روزے به پیغمبر بگفت / یا رسول الله تو پیدا و نهفت
هر کجا باشد نمازے میکنی / میرود در خانه ناپاک و دنی
گرچه میدانی که هر طفلے پلید / کرد مستعمل بهر کو رسید
بے مصلے میگذاری تو نماز / هر کجا روے زمین یکتا نے راز
گفت پیغمبر که از بهر مهان / حق نجس را پاک گرداند بدان
سجده گاهم را از آن رو لطف حق / پاک گردانید تا هفتم طبق
هان و هان ترک حسد کن با شهان / ورنه ابلیسے شوی اندر جهان
کو اگر زهرے خورد شهدے شود / تو اگر شهدے خوری زهرے بود

جام ظاہر ہے یہ ظاہر ہے شراب / دور اسکو شیخ سے رکھ تو شتاب
جام ہی ہستی ہے تیرے شیخ کی / بول کا موت اوسمیں آوے نہ کبھی
پر و مالا مال حق کے نور سے / ٹوٹا تن کا جام مطلق نور سے
گندگی پر گرچہ ہے سورج کا نور / نور میں ہوتی پلیدی کا ظہور
شیخ بولا جام ہے یاں اور نہ مے / نیچے آکر دیکھ منکر کیا ہے شئے
آنکر دیکھا تو خالص شہد تھا / روسیہ دشمن و اندھا ہو گیا
پیر نے اوس خادم اپنے سے کہا / جو تو میرے واسطے مے ڈھونڈ لا
کہ میں ہوں بیمار و مضطر بیقرار / بھوک کی تکلیف سے گذرا میں پار
ہر ضرورت میں ہر اک مردار پاک / سر پہ ہو منکر کے بس لعنت سے خاک
گرد خمخانوں میں کے وہ خادم گیا / شیخ کی خاطر ہر ایک سے کو چکھا
ہر خمخانوں میں دیکھی اوس نے مے / ہو گئے تھے خم سے پر شہد سے
بولا اے رندو یہ کیا احوال ہے / میں کسی خم میں نہیں پاتا ہوں مے
شیخ کے نزدیک آئے رند سب / روتے اور سر کوٹتے وہ با ادب
جو خرابات اندر آیا شیخ تو / شہد مقدم سے کیا ہے بادہ کو
مے کو ناپاک سے بدلا تو نے جو / پاک کردے تو ہماری جاں کو
گر ہو عالم خون سے پر مالا مال / کھائے کب بندہ خدا الا حلال

کہنا عائشہ صدیقہ کا پیغمبر کو کہ تم بغیر مصلے کے ہر جا پر کیسے نماز پڑھ لیتے ہو

عائشہ نے یہ پیغمبر سے کہا / یا رسول اللہ ظاہر باطنا
تم نماز ہر جا پہ کرتے ہو ادا / گھر میں اکثر ہوتی ہے ناپاک جا
جانتے ہو گرچہ ہر لڑکا پلید / کرتا مستعمل ہے ہر جا کو مزید
بے مصلے تم جو پڑھتے ہو نماز / ہر جگہ پر کھولدو تم اسکا راز
بولے پیغمبر بزرگوں کے لیے / پاک کرتا حق نجس کو یہاں کے
لطف حق نے سجدہ گہ میرا کیا / پاک ساتوں آسمان تک کردیا
ہاں بزرگوں سے حسد کو چھوڑ دے / ورنہ اک شیطان جہاں میں تو بنے
زہر کھاوے وہ اگر بس شہد ہو / شہد کھائے تو اگر تو زہر ہو

ترجمہ		مثنوی	
ہوا جو یہ لا اسکا بدلا کار یار	ہوگئی لطف اور نور اسکی وہ نار	گو بدل گشت و بدل شد کار او	لطف گشت و نور شد مر نار را
قوت اللہ تھی ابابیل کو	ورنہ مرغ اک مارتا کب فیل کو	حق قوت بود مر بابیل را	ورنہ مرغی چون کشد مر پیل را
ہوئی ہر لشکر کو شکست اک مرغ سے	تا کہ تو جانے وقوت حق سے ہے	لشکری را مرغکی چندی شکست	تا بدانی کان صلابت از حق است
گر تجھے وسواس آوے اس قبیل	جا تو پڑھ لے سورۂ اصحاب فیل	گر ترا وسواس آید زان قبیل	رو بخوان تو سورۂ اصحاب فیل
ساتھ اسکے کچھ ادائی تو کرے	ہوں میں کافر اگر تو اس سے ٹلے	ور کنی با او مری و همسری	کافرم گر تو از ایشان جان بری
کھینچنا چوہے کا اونٹ کی مہار کو اور مغرور ہونا چوہے کا		**کشیدن موش مهار شتر را و معجب شدن موش**	
ایک چوہا لے مہار اک اونٹ کی	کھینچتا اوسکو نزراہ ہمسری	موشکی در کف مهار اشتری	در ربود و شد روان او از مری
جو ہوا اونٹ اوسکے پیچھے پس رواں	جانا چوہے نے کہ ہوں میں پہلوان	اشتر از چستی که با او شد روان	موش غره شد که هستم پهلوان
عکس اندیشہ پڑا جو اونٹ پر	بولا چلا تا ہوں ٹھہر ہے یہ ہنر	بر شتر زد پرتو اندیشه اش	گفت بنمایم ترا تو باش خوش
تا بہ لب کر پہونچا اک دریا پہ وہ	تھا گذرنا مشکل اس سے فیل کو	تا بیامد بر لب جوی بزرگ	کاندرو گشتی زبون پیل سترگ
ٹھہرا چوہا اوس جگہ اور چپ رہا	اونٹ بولا اے رفیق جا بجا	موش آنجا ایستاد و خشک گشت	گفت اے رفیق کوه و دشت
کیسے ٹھہرا ہے اور حیران ہو تو	نرمیں مردانہ رکھہ تو پانوں کو	این توقف چیست حیرانی چرا	پا بنه مردانه اندر جوی درآ
تو ہو میرا پیشوا اور رہنما	راہ میں مت رہ نہ عاجز ہو ذرا	تو قلاوزی و پیش آهنگ من	در میان ره مباش و تن مزن
بولا یہ پانی بہت ہے اور عمیق	میں ہوں ڈرتا ڈوبنے سے اے رفیق	گفت این آبی شگرف است و عمیق	من همی ترسم ز غرقاب ای رفیق
بولا دیکھوں انتہا پانی کی میں	پانوں اونٹ نے جلد آب میں	گفت اشتر تا ببینم حد آب	پا درو بنهاد آن اشتر شتاب
بولا زانو تک ہے آب اندھے چوہے	کیوں ہے حیران اور گیا تو ہوش سے	گفت تا زانوست آب ای کور موش	از چه حیران گشتی و رفتی ز هوش
بولا تجھکو جو تھی ہمکو اژدہا	فرق ہے زانو سے زانو تک بڑا	گفت مور تست ما را اژدهاست	که ز زانو تا بزانو فرقهاست
گر ترے زانو تلک یہ آب ہے	میرے سر سے گذرا سو گز جان لے	گر ترا تا زانوست ای پر هنر	مر مرا صد گز گذشت از فرق سر
بولا گستاخی نکر نا پھر کبھی	اس شرر سے گذرا سو گز جان نے	گفت گستاخی مکن بار دگر	تا نسوزد جسم و جانت زین شرر
ہمسری مثل اپنے چوہوں سے تو کر	اونٹ کا ہمسر ہو کب چوہا مگر	تو مری با مثل خود موشان بکن	با شتر مر موش را نبود سخن
بولا توبہ کرتا ہوں بہر خدا	پار کر اس آب سے مجکو ذرا	گفت توبه کردم از بهر خدا	بگذران زین آب مهلک مر مرا
اونٹ کو رحم آیا بولا جلد تر	کود کر بیٹھ اب مری کوہان پر	رحم آمد مر شتر را گفت هین	بر جه و بر کودبان من نشین
یہ اوترنا ہے مقرر اب مجھے	تجھ سے صد ہا لوا تارون جان لے	این گذشتن شد مسلم مر مرا	بگذرانم صد هزاران چون ترا
جو پیمبر تو نہیں چل اوسکی راہ	نکلے اک دن چاہ سے پاوے تو جاہ	چون پیمبر نیستی پس رو براه	تا رسی از چاه روزی سوی جاه
تو رعیت ہو اگر سلطان نہیں	مت چلا تو تیز کشتیبان نہیں	تو رعیت باش چون سلطان نه‌ای	خود مران چون مرد کشتیبان نه‌ای

چون نہ کامل دکان تنہا مگیر | دست خوش میباش تا گردی خمیر
چونکہ آزادیت نامد بندہ باش | بین بپوشی اطلس بروژندہ باش
انصتوا بگوش کن خاموش باش | چون زبان حق نگشتی گوش باش
ور بگوئی شکل استفسار گو | با شہنشاہان تو مسکین وار گو
ابتدای کبر وکین از شہوت است | راسخی شہوتت از عادت است
چون ز عادت گشت محکم خوی بد | خشم آید بر کسی کت وا کشد
چونکہ تو گلخوار گشتی ہر کہ او | وا کشد از گل ترا باشد عدو
بت پرستان چونکہ خو با بت کنند | مانعان راہ بتان را دشمن اند
چونکہ کرد ابلیس خو با سروری | دید آدم را بتحقیر از خری
کہ بہ از من سروری دیگر بود | تا کہ او مسجود چون من کس شود
سروری زہر است جز آن روح را | کو بود تریاق لانی ز ابتدا
کوہ اگر پر مار شد باکی مدار | کو بود اندرون تریاق دار
سروری چون شد دماغت را ندیم | ہر کہ بشکست شود خصم قدیم
چون خلاف خو تو گوید کسی | کینہا خیزد ترا با او بسی
کو مرا از خوی من بر می کند | خویش را بر من چو سرور می کند
چون نباشد خوی بد سرکش در او | کی فروزد از خلاف آتش در او
چون نباشد خوی بد محکم شدہ | کی فروزد از خلاف آتشکدہ
با مخالف او مدارا می کند | در دل او خویش را جا می کند
زانکہ خوی بد بگشت استوار | مور شہوت شد ز عادت ہمچو مار
مار شہوت را بکش در ابتدا | ورنہ مارک گشت مارت اژدہا
لیک ہر کس مور بیند مار خویش | تو ز صاحب دل کن استفسار خویش
تا نشد زر مس نداند من مسم | جور می کش ای دل از دلدار تو
تا نشد زر مس نداند من مسم | تا نشد دل نداند مفلسم
کیست دلدار اہل دل نیکو بدان | کہ چو روز و شب جہانند از جہان
عیب کم گو بندہ اللہ را | متہم کم کن بدزدی شاہ را

جو نہیں کامل دکان تم مانگو | پیش خدمت رہ لگا تا ہو خمیر
جو نہ تو آزاد ہے بندہ رہو | پہنے مت اطلس تو گدڑی پہن ہو
انصتوا کو سن تو اور خاموش ہو | جو زباں حق کی نہیں ہر گوش ہو
گر کہے تو استفادہ کو کہے | بادشہ سے عاجزانہ تو کہو
ابتداے کبر وکین شہوت سے ہی | پختگی شہوت کی پس عادت سے ہے
خوے بد مضبوط ہو عادات سے | آکے غصہ جو کوئی روکے تجھے
خاک کھانے والا جو کہ تو ہوا | جو چھڑاے خاک ہو دشمن ترا
بت پرستوں کو جو عادت بت کی ہے | منع جو اسکو کرے دشمن بنے
عادت ابلیس سرداری کی تھی | دیکھا آدم کو حقیر از رہ خری
کون سرداری میں بہتر مجھ سے ہو | تا کہ میں سجدہ کروں اس شخص کو
سروری جان کے سوا بس زہر ہے | گر وہ ہو تریاق اول روز سے
کوہ میں گر سانپ ہوں کیا ڈر ہے | گر بھرا تریاق اندر اسکے ہے
جو کہ سر میں تیرے سرداری بھری | توڑے جو تجکو ہوا اس سے دشمنی
جو خلاف عادت تری کوئی کہے | کینہ پیدا اس سے ہوا ازبس تجھے
کر چھڑاتا میری عادت سے مجھے | آپ کو سردار کرتا مجھ پہ ہے
جو عادت بد ہو اسکے درمیاں | کب خلاف اسکے سے آتش ہو عیاں
آتش بد جو نہیں مضبوط ہو | کب خلاف اسکا کرے تیز آگ کو
وہ مخالف سے مداراتیں کرے | جاے اپنی اسکے وہ دل میں کرے
کیونکہ عادت بد تری محکم ہوئی | مور شہوت مار عادت سے بنی
ابتدا میں مار شہوت کو تو مار | مار تیرا اژدہا ہووے نہ یار
جانے ہر کس مور اپنے مار کو | پوچھ اب صاحبدلوں سے خود کو تو
تا نہ مس تو خدمت اکسیر کر | یار کا اے دل اٹھا جور وفزر
تا نہ مس زر ہو نجانے مس ہوں میں | تا نہ شد ہو جانے کب مفلس ہوں میں
یار ہے کون اہل دل کو جان لے | مثل رات اور دن جہاں سے جاے ہے
مت برا کہہ بندہ اللہ کو | متہم چوری کا مت کر شاہ کو

ورنہ ہووے بدتر وہ بدتر از سگ | دیو کا ہمرد تو ہووے مرد نیک

کرامات اس شیخ کی کہ کشتی میں تہمت اسپر چوری کی کری

اندر اس کشتی کے اک درویش تھا | عنبر کے بستر کو تھا تکیہ کیا
سوتا تھا وہ زر کی ہمیانی گئی | سبکو ڈھونڈھا اور دیکھا اسکو بھی
اور فقیر خفتہ کو بھی ڈھونڈیں ہم | اور جگا کر بولا یون صاحب درم
کر گئی ہمیانی اس کشتی میں ہے | سبکو ڈھونڈھا ہی نہیں تو بچ سکے
کھول گدڑی اور نکل گدڑی سے تو | تجھ سے تا مخلوق چھوڑے وہم کو
بولا یا رب تیرے بندہ بے سبب | کیتے تہمت ہیں تو بھیج اک حکم رب
یا غیاثی عند کل کربتہ | یا معاذی عند کل شہوۃ
یا مجیبی عند کل دعوۃ | یا ملاذی عند کل محنتہ
درد دل پیدا ہوا درویش کو | سر نکالا ہر طرف سے جلد جو
سیکڑوں لیں مچھلیوں نے بحر سے | منھ میں گوہر لینے لے ہر ایک نے
چند گوہر ڈال کشتی میں گیا | اک ہوا کی کرسی بیٹھا اوپر جا
تخت پر بیٹھا مربع مثل شاہ | وہ بلند اور کشتی آگے تھی براہ
بولا یہ کشتی تمہاری حق مرا | تا نہو ہمراہ یہ دزد و گدا
تا برا ہی کسکو دیوے یہ فراق | مین خوش باجفت حق با خلق طاق
تہمت چوری نہ وہ مجھپر رکھے | باگ میری وہ نہ غماز دنکو دے
اہل کشتی نے کہا کہ اے ہمام | تجکو کیونکر یہ دیا عالی مقام
بولا تہمت رکھنے سے درویش پر | رنج حق دیوانا اون چیز سے
حاشا اللہ شہ کی بل تعظیم سے | بدگمانی نے مجھے فقرا سے سب
ہین لطیف و پاک فقرا خوش نفس | شان میں جنکی ہوئی نازل عبس
یہ ہر ایک کو ہر خراج ملک ہی | کہ خدا سے ہے نہ شرکت غیر سے
نے وہ فقرا انکو دیتے کے لیے | بل سوا حق کے نجانے کوئی شے
متہم کیسے کرو تم حق نے کیا | اک امین انکو فلک کے گنج کا
متہم ہے نفس نے عقل شریف | متہم ہے حس اور نور لطیف

کرامات آن شیخ درویشی بدزدی متہمش کردند

ورنباشی ہیچ ہیچ از حیان | پس برد ہر دیو باشی تمان

بود درویشی درون کشتیی | ساختہ از رخت مرد پشتیی
یاوہ شد ہمیان زر او خفتہ بود | جملہ را جستند او را ہم نمود
کین فقیر خفتہ را جوئیم ہم | کرد بیدارش ز غم صاحب درم
کہ درین کشتی چو ہمیان گشتہ است | جملہ را جستیم نتوانی تو رست
دلق بیرون کن برہنہ شو ز دلق | تا ز تو فارغ شود اوہام خلق
گفت یا رب بر غلامت این خسان | تہمتی کردند فرمان در رسان
یا غیاثی عند کل کربتہ | یا معاذی عند کل شہوۃ
یا مجیبی عند کل دعوۃ | یا ملاذی عند کل محنتہ
چون بدرد آمد دل درویش ازان | سر برون کردند ہر سو در زمان
صد ہزاران ماہی از دریا ز رفت | در دہان ہر یکی درّ شگرف
در چند انداخت در کشتی و جست | مر ہوا را ساخت کرسی و نشست
خوش مربع چون شہان بر تخت خویش | او فراز اوج و کشتی اش بہ پیش
گفت کاین کشتی شما را حق مرا | تا نباشد با شما دزد گدا
تا کرا باشد خسارت زین فراق | من خوشم با جفت حق با خلق طاق
نے مرا او تہمت دزدی نہد | نے مہارم را بہ غمازی دہد
بانگ کردند اہل کشتی کای ہمام | از چہ دادندت چنین عالی مقام
گفت از تہمت نہادن بر فقیر | وز حق آزاری پی چیزی حقیر
حاشا للہ بل ز تعظیم شہان | کہ نبودم بر فقیران بدگمان
آن فقیران لطیف خوش نفس | کز پی تعظیم شان آمد عبس
ہر یکی در سے خراج ملکتی | کز الہ است این ندارد شرکتی
آن فقیری بہر پیچان نیست | بل پی آنکہ بجز حق ہیچ نیست
متہم چون دارم آنہا را کہ حق | کرد امین مخزن ہفتم طبق
متہم نفس ست نے عقل شریف | متہم حس ست نے نور لطیف

نفس سوفسطائی آمد می زنش / کش زدن سازد نه حجت گفتنش
معجزه بیند فروزد آن زمان / بعد ازان گوید خیالی بود آن
در حقیقت بود آن دید عجب / پس مقیم چشم بودی روز و شب
کان عجب زین حس دارد عار و ننگ / کی بود طاوس اندر چاه تنگ
آن مقیم چشم پاکان می بود / نی قرین چشم حیوان می شود
تا نگوئی مر مرا بسیار گو / من ز صد یک گویم و آنهم چو مو

نفس سوفسطائی آیا مار اسے / مار دے یہ مطیع نہ پند سے
معجزہ دیکھے گا تو اس دم ہو وہ / بعد کہوے خیالات اسکو وہ
در حقیقت معجزہ ہوتا وہ گر / آنکھ میں وہ رات دن رہتا مگر
آنکھ میں پاکوں کی بس بستا ہی وہ / آنکھ حیوان کی نہ وہ نزدیک ہو
وہ عجب اس حس سے کرتا ہی ننگ / ہووے کب طاؤس اندر چاہ تنگ
تا کہوے مجکو تو بسیار گو / مال سا کہتا ہوں سو سے ایک کو

تشنیع زدن صوفیان پیش شیخ بر آن صوفی که بسیار میگوید

طعنہ مارنا صوفیوں کا آگے شیخ کے اس صوفی پر کہ بہت ہم...

صوفیان بر صوفیی شنعت زدند / پیش شیخ خانقاهی آمدند
شیخ را گفتند داد جان ما / تو ازین صوفی بجو ای پیشوا
گفت آخر چه گلا است ای صوفیان / گفت این صوفی سه خو دارد گران
در سخن بسیار گو همچون جرس / در خورش افزون خورد از بیست کس
ور بخسپد هست چون اصحاب کهف / صوفیان کردند پیش شیخ زحف
شیخ رو آورد سوی آن فقیر / که ز هر حالی که هست اوساط گیر
در خبر خیر الامور اوساطها / نافع آمد ز اعتدال اخلاطها
گر یکی خلطی فزون شد از عرض / در تن مردم پدید آید مرض
بر قرین خویش مفزا در صفت / کان فراق آرد یقین در عاقبت
نطق موسی بود با اندازه لیک / هم فزون آمد ز گفت یار نیک
آن فزونی با خضر آمد شقاق / گفت رو تو مکثری هذا فراق
موسیا بسیار گوئی دور گرد / ور نه با من گنگ باش و کور گرد
ور نرفتی وز ستیزه شسته‌ای / تو بمعنی رفته‌ای بگسسته‌ای
رو بر آنها که همجفت تو اند / عاشقان و تشنهٔ گفت تو اند
چون حدث کردی تو ناگه در نماز / گویدت سوی طهارت رو بتاز
ور نرفتی خشک جنبان می شوی / چون نمازت رفت بنشین ای غوی
پاسبان بر خوابناکان بر فزود / ماهیان را پاسبان حاجت نبود

صوفیوں نے طعنہ صوفی پر کیا / آگے شیخ خانقاہ کے برملا
شیخ کو بولے ہمارے داد جان / تو دلا دے ہمکو اس صوفی سے یاں
بولا آخر کیا گلہ ہے صوفیو / بولے تین عادات بری رکھتا ہے وہ
بات کرتا ہے بہت مثل جرس / کھاتا ہے اتنا کہ کھائیں بیس کس
سوتا ہے تو جوں اصحاب کہف کے / صوفی سب بولے اختلاف اس شیخ کے
شیخ متوجہ ہوا درویش کے / کہ تو جس حالت میں ہے اوسط کو لے
ہے خبر خیر الامور اوساطہا / نافع آیا اعتدال اخلاط کا
ایک اندازہ سے افزوں ہو اگر / ہو مرض مردم کے ظاہر جسم پر
ہو نہ تو ہمسر سے زیادہ صفت تو جان / کہ فراق آخر کو لاتا ہے وہ عیان
کہنا موسیٰ کا تھا اندازہ سے نیک / ہو گیا زیادہ بقول یار نیک
خضر کو آیا بہت کہنا جو شاق / بولا اے جا زیادہ گو ہذا فراق
موسیا گوئی بسیار چھوڑ تو / وصل آخر جا تو گونگ گنگ
موسیا بسیار گوئی سے ہو دور / ورنہ میرے ساتھ رہ تو گونگ و کور
گر نہیں جاتا ہے اور لڑتا ہے تو / تو گیا معنی میں پر ٹوٹا ہے تو
پاس اونکے جا جو تیرے یار ہیں / اور تیرے عاشق گفتار ہیں
جو نماز اندر ترا جاوے وضو / تجکو کہوے جا وضو کو جلد تو
گر نہ جاوے خالی حرکت تو کرے / جو گئی تیری نماز عاجز رہے
غافلوں پر پاسباں بھیجے گئے / مچھلیوں کو پاسباں کب چاہیے

۱۵۹

جامہ پوشوں کی نظر ہو جولیٰ یہ ہی	زیب عریان جان تجلی سے رکھے
یا برہنوں سے علیحدہ آپ تو ہو	یا تو مانند انکے بے جامہ رہو
گر برہنہ کل نہیں تو ہو سکے	جامہ کم کر دے کہ تا اوسط رہے
شیخ کو احوال فقرا نے کہا	عذر اس نقصان سے باہم کیا

جامہ پوشان را نظر بر گازرست	جامہ عریان را تجلی زیورست
یا ز عریانان بہ یکسو باز رو	یا چو ایشان فارغ و بیجامہ شو
ور نمی تانی کہ کل عریان شوی	جامہ کم کن تا رہ اوسط روی
پس فقیران شیخ را احوال گفت	عذر را با آن غرامت کرد جفت

عذر کرنا فقیر کا شیخ خانقاہ سے

عذر گفتن فقیر با شیخ خانقاہ

سب سوالوں کے جواب اسنے دیے	شیخ کو جیسے خضر نے تھے دیے
وہ جوابات و سوالات کلیم	کہ خضر نے سیکھے بار رب علیم
مشکلیں حل ہو گئیں اوسکی وہان	دین ہر اک مشکل کی اسکو کنجیان
رکھتا میراث خضر درویش تھا	در جواب شیخ ہمت کو رکھا
بولا حکمت را اوسط گرچہ ہے	لیکن اوسط بھی ہر اک نسبت سے ہے
کم ہو آب نہر نسبت اونٹ کے	پر چوہے کے واسطے وہ بحر ہو
چار روٹی جو کہ کھاتا ہے اشتہی	کھائے دو یا تین وہ اوسط ہوئی
گر وہ چاروں کھائے اور اوسط کے	حرص کا بندہ وہ مثل بط کے ہے
جسکو دس روٹی کی ہووے اشتہا	چھہ اگر کھائے تو اوسط ہے بجا
اشتہا پنجاہ روٹی کی ہے مجھے	تجھ کو چھہ کی ہمسری کیا ہو سکے
گر تو دس رکعت پڑھے تو بس تھکے	پانسو میں کچھ نہ ضعف ہووے مجھے
ایک کعبہ تک برہنہ پا چلے	ایک یہ مسجد تلک نہ جا سکے
ایک نے تو عشق حق میں جان دی	ایک نے جان مار کر کے نان دی
انتہا اوس چیز کی اوسط کی ہو	کہ وہ اول اور آخر رکھتی ہو
اول آخر چاہیے تا درمیان	اوسکے اوسط کا تصور ہو میان
بے نہایت دو طرف جو نے رکھے	کب مقرر اسکا اوسط ہو سکے
اول و آخر کسی نے دی نہ یاد	بولا کان له البحر المداد
ساتوں دریا گر سیاہی کل نہین	انتہا کی تا نہ امید ہی رکھیں
باغ و جنگل گر ہے بالکل قلم	بات یہ ہرگز نہ ہووے کچھ بھی کم
یہ سیاہی اور قلم سب ہو فنا	یہ سخن باقی رہے بے انتہا

ہر سوال شیخ را داد او جواب	چون جوابات خضر خوب و صواب
آن جوابات سوالات کلیم	کش خضر بنمود از رب علیم
گشت مشکلہاش حل افزون ز یاد	از پی ہر مشکلش مفتاح داد
از خضر درویش ہم میراث داشت	در جواب شیخ ہمت بر گماشت
لیک اوسط نیز ہم بالنسبت است	گفت راہ اوسط ار چہ حکمت است
آب جو نسبت باشتر ہست کم	لیک باشد موش را آن ہمچو یم
ہر کرا باشد وظیفہ چار نان	دو خورد یا سہ خورد ہست اوسط آن
ور خورد ہر چار دور از اوسط است	او اسیر حرص مانند بط است
ہر کرا او را اشتہا دہ نان بود	شش خورد میدان کہ اوسط آن بود
چون مرا پنجاہ نان ہست اشتہی	مر ترا شش گردہ ہمدستی نہی
تو بدہ رکعت نماز آئی ملول	من بپانصد در نیایم در نحول
آن یکی تا کعبہ حافی میرود	وین یکی تا مسجد از خود میشود
آن یکی در پاکبازی جان بداد	وان یکی جان کند تا یک نان بداد
این وسط در بانہایت میرود	کہ مر آن را اول و آخر بود
اول و آخر بباید تا در آن	در تصور گنجد اوسط یا میان
بے نہایت چون ندارد دو طرف	کے بود او را میان منصرف
اول و آخر نشانش کس نداد	گفت لو کان له البحر المداد
ہفت دریا گر شود کلی مدید	نیست مر پایان شدن را ہیچ امید
باغ و بیشہ گر شود یکسر قلم	زین سخن ہرگز نگردد ہیچ کم
آنہمہ حبر و قلم فانی شود	وین حدیث بے عدد باقی شود

حالت من خواب را ماند گهی / خواب پندارد مرا او را گر بهی
حال میرا خواب سا ہوتا کبھی / اسکو گمراہ خواب جانے ہیں اجی

چشم من خفته دلم بیدار دان / شکل بیکار مرا بر کار دان
چشم خفتہ میری دل بیدار جان / شکل بیکاری مری اکار جان

گفت پیغمبر که عینای تنام / لا ینام القلب عن رب الانام
بولے پیغمبر کہ عینائی تنام / لا ینام القلب عن رب الانام

چشم تو بیدار و دل خفته بخواب / چشم من خفته دلم در فتح باب
چشم بیدار اور دل خفتہ ترا / چشم خفتہ دل ہو بیدار باب ترا

مر دلم را پنج حس دیگر است / حس دل را هر دو عالم منظر است
میرے دل کی پانچ حسیں اور ہیں / حس اخرین منظر دو عالم کو کہین

تو ز ضعف خود مکن در من نگاه / بر تو شب بر من همان شب چاشتگاه
مت اپنے ضعف سے مجھ میں نگاہ / تجھپہ شب مجھپہ وہ شب ہے چاشتگاہ

بر تو زندان بر من آن زندان چو باغ / عین مشغولی مرا گشته فراغ
تجھپہ زندان مجھپہ وہ زندان باغ / عین مشغولی ہوئی مجھکو فراغ

پای تو در گل مرا گل گشته گل / مر ترا ماتم مرا سور و دهل
تو پھنسا گل میں مجھے وہ گل ہوا گل / تجھکو ماتم مجھکو تیئوں رود دہل

در زمینم با تو ساکن در محل / میدوم بر چرخ هفتم چون زحل
تیرے ساتھ ہو گو زمین پر با محل / دوڑتا ہوں چرخ ہفتم پر جو زحل

همنشینت من نیم سایهٔ منست / برتر از اندیشه‌ها پایهٔ منست
میں نہ ہمراہ تیرے ہے سایہ مرا / برتر اندیشہ سے ہے پایہ مرا

زانکه من ز اندیشه‌ها بگذشته‌ام / خارج از اندیشه پویان گشته‌ام
کیونکہ اندیشہ سے اب گذرا ہوں میں / اور اندیشوں سے پیدا کا ہوں میں

حاکم اندیشه‌ام محکوم نی / چونکه بنا حاکم آمد بر بنی
حاکم اندیشہ پہ ہوں محکوم نہ / جیسے بانی کا بنا پر حکم ہے

جمله خلقان سخرهٔ اندیشه‌اند / زان سبب خسته‌دل و غم‌پیشه‌اند
سب مطیع مخلوق اندیشہ کی ہے / اسلیے دلخستہ غم پیشہ رہے

قاصداً خود را به اندیشه دهم / چون بخواهم از میانشان بر جهم
آپ قصداً کرتا اندیشہ میں ہوں / جبکہ چاہا ہوں درمیان میں سے رہوں

من چو مرغ اوجم اندیشه مگس / کی بود بر من مگس را دسترس
میں ہوں مرغ روح اندیشہ مگس / کب مگس کا ہاتھ ہو مجھپہ بس

قاصداً زیر آیم از اوج بلند / تا شکسته‌پایگان بر من تنند
نیچے آتا اوج سے قصداً ہوں میں / تا کہ عاجز مجھپہ گرویدہ رہیں

چون ملالم گیرد از سفلی صفات / بر پرم همچون طیور الصافات
مجھکو ناخوش جو کرے سفلی صفات / اڑتا ہوں میں جوں ہوا رکھ صافات

پر من رستست هم از ذات خویش / بر نچسپانم دو پر من از سریش
پر لگے بینا میرے اپنی ذات سے / گوند سے پر چپکایا میں نے ہے

جعفر طیار را پر جاریه است / جعفر طرار را پر عاریه است
جعفر طیار کا اصلی ہے پر / جعفر طرار کا نقلی ہے پر

نزد آنکه لم یذق دعویست این / نزد سکان افق معنیست این
دعوی یہ بے ذوق کے نزدیک ہر / سچی اہل ذوق کے نزدیک ہے

لاف و دعوی باشد این پیش غراب / دیگ تی و پر یکی نزد ذباب
لاف و دعوی آگے یہ کوے کے ہے / دیگ خالی پر مگس جانے آ سے

چونکه در تو میشود لقمه گهر / تن مزن چندانکه بتوانی بخور
جو کہ تجھمیں کھانا ہوتا ہے گہر / کسقدر چاہے تو اتنا کھایا کر

شیخ روزی بهر دفع سوءظن / در لگن قی کرد پر در شد لگن
ایک دن دفع گمان کیواسطے / شیخ نے قے کی تو بس گوہر ہے

گوهر معقول را محسوس کرد / پیر بینا بهر کم عقلی مرد
گوہر معقول محسوس کیے / پیر نے ان بیوقوفوں کے لیے

چونکه در معده شود پاکت پلید / قفل نه بر حلق و پنهان کن کلید
جو ترے معدے میں پاک ہو پلید / حلق پر دے قفل مخفی کر کلید

بیان اس دعوی کا کہ عین وہ دعوی اپنے صدق کا گواہ ہے

جسکے اندر لقمہ ہو وے نور جلال ۔ کہا ہے وہ جو کچھ کہ ہو اسکو حلال

آشنا ہے تو مری گر جان سے ۔ نے ہو دعوی قول میری لگ ہو

گر کہوں کہ شب کو ہوں مین تیرے پاس ۔ مت ڈرے شب سے کہ تیرا ہون میں خویش

دونون دعوی معنوی ہون آگے ترے ۔ بانگ خویش نہ کی جو پہچان سے

تجھے یہ پیش و خویش ہو دعوی دے ۔ دونون معنی تھے کہ جو سمجھے اوسے

قرب بانگ اسکی گواہی دیتی ہے ۔ کہ یہ دم آیا ہے یاران پاس سے

لذت آواز اپنے خویش کی ۔ صدق جانان پر گواہ ہو گئی

پھر بغیر الہام احمق جہل سے ۔ بانگ بیگانہ نہ جانے اہل سے

اسکے آگے دعوی وہ گفتار ہے ۔ جہل اوسکا مایہ انکار ہے

آگے دانا کے کہ اوس مین نور ہے ۔ عین یہ آواز معنی سچ دکھے

یا کہ عربی بولے اک عربی زبان ۔ کہ مین جانتا ہون زبان عربیان

عین عربی کہنا اوسکا معنی ہو ۔ گرچہ عربی کہنا اوسکا دعوی ہو

یا کہ اس کاغذ پہ اک کاتب لکھے ۔ لکھنا پڑھنا خط کا آتا ہو مجھے

گرچہ یہ تحقیق لکھنا دعوی ہو ۔ پر لکھا اوسکا گواہ معنی ہے

یا کہے صوفی کہ دیکھا تو نے رات ۔ خواب مین اک بامصلے تیر سات

مین ہی تھا وہ خواب مین جو کچھ کہا ۔ اور بیان تجھے نظر کا بس کیا

سن تو گوش حلقہ رکھ تو کان مین ۔ پیشوائے ہوش کا باتین بنین

تجھکو یاد آئے یہ بات اور خواب وہ ۔ معجزہ تو اور یہ پرانا زر ہو

گرچہ یہ دعوی دکھے بر بیگمان ۔ جان صاحب واقعہ کہتی ہے ہان

جو کہ یہ حکمت ہے ضالہ مومنین ۔ اوسکو جو سنتا ہو کرتا ہے یقین

اسکے آگے پائے تو خود کو فقط ۔ کیسے شک آئے کرے خود کو غلط

جو پیاسے کو تو کہے تو کر شتاب ۔ آب پیالے مین ہے تو لے اس سے آب

کوئی تشنہ یہ کہے دعوی ہے جا ۔ مدعی ہو پاس سے میرے جدا

یا گواہ اور حجت دلیل اسکی تو دے ۔ کہ یہ اس ماء معین سے آب ہے

بیان آن دعوی کہ عین آن دعوی گواہ صدق خویش ست

هر کرا در روی لقمه شد نور جلال ۔ هر چه خواهد گو بگو بر او را حلال

گر تو هستی آشنای جان من ۔ نیست دعوی گفت معنی‌لان من

گر بگویم نیم شب پیش توام ۔ هین مترس از شب که من خویش توام

این دو دعوی پیش تو معنی بود ۔ چون شناسی بانگ خویشاوند خود

پیشی و خویشی دو دعوی بود لیک ۔ هر دو معنی بود پیش فهم نیک

قرب آوازش گواهی میدهد ۔ کاین دم از نزدیک یاری میجهد

لذت آواز خویشاوند نیز ۔ شد گوا بر صدق آن یار عزیز

باز بی الهام احمق کو ز جهل ۔ می نداند بانگ بیگانه ز اهل

پیش او دعوی بود گفتار او ۔ جهل او شد مایه انکار او

پیش زیرک کاندرونش نورهاست ۔ عین این آواز معنی بود راست

یا بتازی گفت یک تازی زبان ۔ که همیدانم زبان تازیان

عین تازی گفتنش معنی بود ۔ گرچه تازی گفتنش دعوی بود

یا نویسد کاتبی بر کاغذی ۔ کاتب و خط خوانم و من ابجدی

این نوشته گرچه خود دعوی بود ۔ هم نوشته شاهد معنی بود

یا بگوید صوفیی دیدی تو دوش ۔ در میان خواب سجاده بدوش

من بدم آن انچه گفتم خواب در ۔ با تو اندر شرح آن گفتم نظر

گوش کن چون حلقه اندر گوش کن ۔ این سخن را پیشوای هوش کن

چون ترا یاد آید آن خواب این سخن ۔ معجزه نو باشد و زر کهن

گرچه دعوی می نماید این ولی ۔ جان صاحب واقعه گوید بلی

پس چو حکمت ضاله مومن بود ۔ آن ز هر که بشنود موقن شود

چونکه خود را پیش او یابد فقط ۔ چون بود شک چون کند خود را غلط

تشنه را چون بگویی تو شتاب ۔ در قدح آبست بستان زود آب

هیچ گوید تشنه کاین دعویست رو ۔ از برم ای مدعی مهجور شو

یا گواه و حجتی بنما که این ۔ جنس آبست و از آن ماء معین

یا پکارے دودھ کے بچے کو ماں / کہ اے بچہ آ میں تیری ماں ہوں ماں
بچہ کہوے ماں دلیل اوسکی بتا / تا ہو تسکین دودھ سے تیرے لیا
امتی کے دل میں جو حق سے سوا / نغمہ و آواز نبی ہے معجزا
جو نبی باہر سے پیغام دیوے / جان امت اندرون سجدہ کرے
کہ جہاں میں مثل اس آواز کے / نہ کسی سے بھی سنا ہو جان نے
اس نبی نے ذوق سے آواز دے / سن لیا انی قریب ایسے

یا بطفل شیر مادر بانگ زد / کہ بیا من مادرم ہان اے ولد
طفل گوید مادرا حجت بیار / تا کہ با شیرت بگیرم من قرار
در دل ہر امتے کز حق مزہ ست / روی و آواز پیمبر معجزہ است
چون پیمبر از برون بانگے زند / جان امت در درون سجدہ کند
زانکہ جنس بانگ او اندر جہان / از کسے نشنیدہ باشد گوش جان
آن غریب از ذوق آواز غریب / از زبان حق شنود انی قریب

سجدہ کرنا یحیی و مسیح کا ماں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو

حاملہ یحیی کی ماں جو ارشد تھی / پس برابر بیٹھی وہ مریم کے تھی
ماں نے یحیی کی یہ مریم سے کہا / پہلے وضع حمل سے اپنے خفا
کہ یقیناً دیکھا تجھ میں شاہ ہے / کہ اولوالعزم و رسول اللہ ہے
اتفاقاً میں ترے پاس آگئی / حمل نے سجدہ کیا میرے جبھی
سجدہ اس بچہ نے بچہ کو کیا / درد سجدہ کو مرے تن میں ہوا
بولی مریم میں نے اندر پیٹ کے / دیکھا بچہ بھی مرا سجدہ کرے

سجدہ کردن یحیی و مسیح در شکم مادر یکدیگر را

مادر یحیی چو حامل بود او / بود با مریم نشستہ روبرو
مادر یحیی بہ مریم در نہفت / پیشتر از وضع حمل خویش گفت
کہ یقین دیدم درون تو شہیست / کہ اولوالعزم و رسول آگہیست
چون برابر اوفتادم با تو من / کرد سجدہ حمل من اے ذوالفطن
این جنین مر آن جنین را سجدہ کرد / کز سجودش در تنم افتاد درد
گفت مریم من درون خویش ہم / سجدہ دیدم زین طفلم در شکم

تعجب کرنا نادانوں کا اس قصہ پر اور جواب اونکا

کہتے اس قصہ کو احمق ہیں برا / کسلیے کہ ہے دروغ اور یہ خطا
کیونکہ مریم وقت وضع حمل کے / دور تھی وہ اپنے اور بیگانہ سے
حمل میں مریم کسی سے نہ ملی / اور نہ آئی شہر میں باہر رہی
شہر کے باہر سے وہیں پاک ذات / جب ملک فارغ ہوئی آئی یہیں
جب جنی تو اوس کو گر گود میں لیے / لیگئی وہ پاس اپنے اہل کے
ماں نے یحیی کی کہاں دیکھا اسے / کہ تو یہ قصہ بیان اوسکا کرے
ذکر اہل حال ہیں وہ ہیں جانتے / غیب کا احوال اونپر کشف ہے
آگے مریم کے تھی وہ پیش نظر / گرچہ ماں یحیی کی تھی دور از بصر
بند کرکے آنکھ دیکھے اپنا یار / دوست اپنا جو کرے سوراخ دار
یا ظاہر باطناً دیکھا اسے / اس حکایت تو معنی جان لے
بات اس طور کے قصے سنے / مثل شین چپکا ہے اسکے نقش پے

اشکال آوردن نادانان برین قصہ و جواب ایشان

ابلہان گویند این افسانہ را / خط بکش زیرا دروغ است و خطا
زانکہ مریم وقت وضع حمل خویش / بود از بیگانہ دور و ہم ز خویش
مریم اندر حمل جفت کس نشد / از برون شہر او واپس نشد
از برون شہر آن شیرین فنون / تا نشد فارغ نیامد ہم درون
چون بزائید انگہانش بر کنار / برگرفت و برد تا پیش تبار
مادر یحیی کجا دیدش کہ تا / گوید او را این سخن در ماجرا
این بداند آنکہ اہل خاطرست / غایب آفاق او را حاضرست
پیش مریم حاضر آمد در نظر / مادر یحیی کہ دورست از بصر
دیدہ ہا بستہ ببیند دوست را / چون مشبک کردہ باشد پوست را
ور ندیدش نز برون و نز درون / از حکایت گیر معنی اے زبون
نے چنان افسانہا بشنیدہ / ہمچو شین بر نقش آن چفسیدہ

تا کلیلہ بے زبان نے یون کہا اور دمنہ بے بیان نے یون سنا
گر تھے آواز باہم جانتے کیونکہ اوسکو سمجھا بے گویائی کے
کیسے دمنہ نے میان گاو شیر ایلچی بنکر کیا دونون کو زیر
گاو کیسے شیر کا نائب ہوا ہاتھی کیسے عکس سے ڈر گیا
یہ کلیلہ دمنہ سب ہے افترا ورنہ لکلک زاغ کب ہمسر ہوا
اے برادر قصہ جون پیمانہ ہے اور معنی اوسمین مثل دانہ ہے
دانہ معنی کو لے اے مرد حقیر دیکہ مت پیمانہ گر ہو جاے نقل
ماجراے بلبل وگل سن لے یار گرچہ کہنے مین نہین وہ آشکار

تا ہمیگفت آن کلیلہ بے زبان چون سخن نوشد ز دمنہ بی بیان
ور ندانستند لحن ہمدگر فہم آن چون کرد بے نطقی بشر
در میان شیر و گاو آن دمنہ چون شد رسول و خواند بر ہر دو فسون
چون وزیر شیر شد گاو نبیل چون ز عکس ماہ ترسان گشت پیل
این کلیلہ و دمنہ جملہ افتریست ورنہ کے با زاغ لکلک را مریست
اے برادر قصہ چون پیمانہ ایست معنی اندر وے بسان دانہ ایست
دانہ معنی بگیرد مرد عقل ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل
ماجراے بلبل و گل گوش دار گرچہ گفتی نیست اینجا آشکار

بات کرنا زبان حال سے اور سمجھنا اوسکا

ماجراے شمع اور پروانہ لو سن لے اور لے معنی افسانہ کو
بھید گرچہ گو کہنے کے لائق نہین اوسکا از مت اڑ جون جیدا ہین
بولا یہ شطرنج مین رخ کا ہے گھر بولا اوسنے پایا یہ کس جا سے گھر
گھر خریدا یا ترکہ مین ملا مرد وہ بہتر جو معنے کو گیا
بولا نحوی زید مارے عمر کو بولا سبب جرم کی ہے کیونکہ مارے وہ
عمرو کا کیا جرم تہا کہ زید نے مثل خادم بے گنہ مارا اسے
بولا یہ پیمانہ اک معنی کا ہے رد ہے پیمانہ تو گیہون اس سے لے
عمر و زید اعراب کے ہین واسطے گر ہے جھوٹ اعراب اوسکا بان لے
بولا مین ہون عمرو کو کب جانتا زید نے کیون مارا اسکو بے خطا
بولا وہ ناچار و عاجز ہو گیا عمرو نے زیادہ چرایا واو تہا
زید نے آگر ہو مارا چور کو حد سے گذرا حد کے بس لائق ہے وہ

سخن گفتن بہ زبان حال و فہم کردن آن

ماجراے شمع یا پروانہ تو بشنو و معنی گزین از افسانہ تو
گرچہ گفتی نیست سر گفت ہست ہین بیا لا بر مپر چون جغد پست
گفت در شطرنج کاین خانہ رخ است گفت خانہ اش کجا آمد بدست
خانہ را بخرید یا میراث یافت فرخ آنکس کو سوے معنی شتافت
گفت نحوی زید عمرا قد ضرب گفت چونش کرد بے جرمی ادب
عمرو را جرمش چہ بد کان زید خام بیگنہ او را بزد ہمچون غلام
گفت این پیمانہ معنی بود گندمش بستان کہ پیمانہ است رد
زید و عمرو از بہر اعراب ست ساز گر دروغ ست آن تو با اعراب ساز
گفت من نے آن ندانم عمرو را زید چون زد بیگناہ و بے خطا
گفت از ناچار و لاغے بر کشود عمرو یک واو فزون دزدیدہ بود
زید واقف گشت دزدش را بزد چونکہ از حد برد حدش شد مرد

پسند آنا سخن باطل کا باطلون کے دل مین

بولا یہ سچ ہے پسند آیا مجھے ٹیڑھا سیدھا دکھتا بس ہر ہر کو ہے
گر کسے احوال کو تو اک ماہ ہے وہ کہے وحدت مین اک شک ہے مجھے
گر ہنسی سے کوئی کہوے ہے مین دو جانے سچا ہے سزا بہ خوکی وہ
ہوتا ہے بس جمع جھوٹون پر دروغ الخبیثات الخبیثون کو فروغ

پذیرا آمدن سخن باطل در دل باطلان

گفت اینک راست پذرفتم بجان کژ نماید راست در پیش کژان
گر بگوئی احولے را مہ یکیست گویدت این دوست و در وحدت شکیست
ور برو خندد کسے گوید دو است راست دارد این سزاے بدخو است
بر دروغان جمع مے آید دروغ الخبیثات الخبیثون زد فروغ

جنس جو جو ہو کی کیتا ہے یار / سچ کو آگے اوسکے کب ہو اعتبار
دل کشادوں کو کشادہ دست ہے / اور اندھوں کو ہے ٹھوکر سنگ سے
ذوق جسکا صدق سے پیدا ہوا / جھوٹ سے وہ اور خیانت سے چھٹا

هر که او جنس دروغ است ای پسر / راست پیش او نباشد معتبر
دل فراخان را بود دست فراخ / چشم کوران را عثار سنگلاخ
هر که او زندان صدق و رسته شد / از دروغ و از خیانت رسته شد

ڈھونڈھنا اُس درخت کا کہ جسنے اُسکا میوہ کھایا ہرگز نہ مرا

جستن آن درخت که هر میوهٔ او خورد هرگز نمرد

داستاں میں اک کہا ہشیار نے / کہ درخت ہندوستان میں ایک ہے
اُسکا میوہ جو کوئی کھاتا ہے / نے کوئی بوڑھا ہو نہ ہرگز مرے
بادشہ نے یہ جو صادق سے سنا / اُس درخت و میوہ پر عاشق ہوا
ایک صادق ہوشیار و با ادب / بھیجا ہندستان کیا اُسکو طلب
سالہا قاصد پھرا اُسکے لیے / ڈھونڈھا ہندستان میں ہر جگہے
شہر شہر اُسکے لیے بس وہ پھرا / نے جزیرہ کوئی نہ جنگل رہا
جس کسی سے پوچھا وہ ہنستا رہا / کون ڈھونڈھے اسکو اب مجنوں سوا
بس کسی میں مارتے تھپڑ اُسے / اور بہت کہتے کہ اے صاحب تجھے
ڈھونڈھنا ایسا تجھسا زیرک سینہ صاف / کب ہو خالی اور کب ہووے گزاف
یہ رعایت ایک تھپڑ اور تھا / ظاہری تھپڑ سے سختی میں سوا
وصف ہر اک نے تمسخر سے کہا / کہ فلانے جا درخت اک تھا بڑا
اور فلاں جنگل میں نخل اک سبز ہے / بس بلند اور وہ بڑی شاخیں کھلے
قاصد شہ مستعد تلاش کا / ہر کسی سے ہر قسم سنتا تھا
برسوں سیاحی کری اُسنے وہاں / بھیجتا تھا شہ اُسے مال گران
جو سفر میں رنج اُسے از بس ہوا / اور بس عاجز طلب سے ہوگیا
کچھ نہ مقصد سے اثر پیدا ہوا / نے غرض سے جز خبر پیدا ہوا
اُسکی جستجو امید کی جو کٹ گئی / کوشش آخر کی بے کوشش ہوئی
عزم شہ کے پاس پھرنے کا کیا / آہیں بھرتا اشک ریزاں وہ چلا

گفت دانایے برای داستان / که درختے هست در هندوستان
هر کسے کز میوهٔ او خورد و برد / نے شود او پیر نے هرگز نمرد
بادشاهے این شنید از صادقے / بر درخت و میوه اش شد عاشقے
قاصدے دانا ز دیوان ادب / سوے هندستان روان کرد از طلب
سالها میگشت آن قاصد ازو / گرد هندستان براے جستجو
شهر شهر از بهر این مطلوب گشت / نے جزیره ماند نے کوه و نه دشت
هر کرا پرسید کردش ریشخند / کاین که جوید جز مگر مجنون بند
بس کسان صفعش زدند اندر مزاح / بس کسان گفتند کای صاحب فلاح
جستجوے چون تو زیرک سینه صاف / کے تهی باشد کجا باشد گزاف
وین مراعاتش یکے صفعے دگر / وین ز صفعے آشکارا سخت تر
مے ستودندش بتسخر کای بزرگ / در فلان جا یک درختے بس سترگ
در فلان بیشه درختے هست سبز / بس بلند و پهن و هر شاخیش گز
قاصد شه بسته در جستن کمر / مے شنید از هر کسے نوع دگر
بس سیاحت کرد آنجا سالها / میفرستادش شهنشه مالها
چون بسے دید اندران غربت تعب / عاجز آمد آخر الامر از طلب
هیچ از مقصود اثر پیدا نشد / زان غرض غیر خبر پیدا نشد
رشتهٔ امید او بگسسته شد / جستهٔ او عاقبت ناجسته شد
کرد عزم بازگشتن پیش شاه / اشک مے بارید و مے برید راه

بیان کرنا شیخ کا اُس درخت کے بھید کو ساتھ اُس طالب مقلد کے

شرح کردن شیخ سر آن درخت را با آن طالب مقلد

شیخ اک تھا عالم اور قطب کریم / یاس جس منزل ہوا اُسکی ندیم
بولا میں نومید اُس سے عالموں / اُسکی درگہ سے میں جاتا راہ اوں

بود شیخے عالمے قطبے کریم / اندران منزل که آیس شد ندیم
گفت من نومید پیش آورم / ز آستانهٔ او براه اندر شوم

تا دعا اسکی جو سے ہمراہ ہو
شیخ کے آگے گیا روتا ہوا
بولا ای شیخ اب یہ وقت ہے رحم کا
بولا سچ کہہ کیوں تو نا امید ہے
بولا شہ نے مجکو متعین کیا
کہ درخت اک ہے عجیب اندر جہات
ڈھونڈھا برسوں اسکا نہ پایا پتا
شیخ نے ہنسکر کہا کہ ای سلیم
بس بلند اور بس عجیب اور بس بسیط
تو گیا صورت پہ ہے اے بیخبر
تو گیا صورت پہ اور بس گم ہوا
گہ درخت ہی نام اور گہ آفتاب
ایک وہ آثار اسکے لا کہا
گرچہ مفرد ہے اثر رکھے ہزار
ایک وہ ہر شخص ہے تیرا پدر
دوسرے کے حق میں ہے قہر و عدو
دوسرے کے حق میں ہو ماموں چچا
سیکڑوں ہیں نام وہ اک آدمی
جو کہ ڈھونڈھے نام گر ہو بے لقا
کس لیے ٹھہرا ہے اسکے نام پے
صورت ظاہر کو ڈھونڈھو کس لیے
شکل و صورت مثل چھلکا اور پوست
چھوڑ تو نام اور دیکھ اسکی صفات
ذات میں تو گم ہوے آرام خود
اختلاف خلق ہے بس نام سے

گر نہ پایا میں نے اس مطلوب کو
مثل ابر آنسو کو برساتا ہوا
میں ہوں نا امید لطف اب کر ذرا
اور کس مطلوب کی خواہش رکھے
ڈھونڈھنے کو اک درخت نادرا
اسکا میوہ مایۂ آب حیات
طنز ستوں اور تمسخر کے سوا
یہ درخت علم ہے بس اے علیم
آب حیوان ہے ز دریاے محیط
کہ نہ رکھے شاخ معنی سے ثمر
کب ملے معنی تو اس سے ہے جدا
گاہ دریا نام اور گہ ہے سحاب
کمتر آثار اسکا ہے عمر بقا
نام ہوتے ایک کے ہیں بیشمار
دوسرے کے حق میں وہ ہے پسر
دوسرے کے حق میں ہے لطف نکو
دوسرے کے حق میں ہو وہم و خیال
وصف سے اپنے وہ اسکو آگہی
مثل نہرے نا امید اور ہو جدا
تلخ کام اور بے نصیب اب تو رہا
جا طلب معنی کو کر تو جان سے
معنی اسمیں مثل مغز اور دوست
تا صفاتیں تجکو دکھلاویں ذات
دیکھے اک رنگ آنکھ تیری نیک و بد
جو کہ معنی کو گیا آرام سے ہے

تا دعاے او بود ہمراہ من
رفت پیش شیخ با چشم پر آب
گفت شیخا وقت رحم و رأفت است
گفت وا گو کز چہ نومیدیستت
گفت شاہنشاہ کردم اختیار
کہ درختی ہست نادر در جہات
سالہا جستم ندیدم زو نشان
شیخ خندید و بگفتش ای سلیم
بس بلند و بس شگرف و بس بسیط
تو بصورت رفتہ ای بیخبر
تو بصورت رفتہ گم گشتہ
گہ درختش نام شد گاہ آفتاب
آن یکی کش صد ہزار آثار خاست
گرچہ فرد است او اثر دارد ہزار
آن یکی شخصی ترا باشد پدر
در حق دیگر بود قہر و عدو
در حق دیگر بود عم و خال
صد ہزاران نام و آن یک آدمی
ہر کہ جوید نام گر صاحب ثقہ است
تو چہ بر چفسی برین نام درخت
صورت ظاہر چہ جوئی ای جوان
صورت و ہیئت بود چون مغز و پوست
در گذر از نام و بنگر در صفات
گر شوی در ذات [illegible]
اختلاف خلق از نام اوفتاد

چونکہ نومیدم من از دلخواہ من
اشک می بارید مانند سحاب
ناامیدم وقت لطف این ساعت است
چیست مطلوب تو رو با چیستت
از برای جستن یک شاخسار
میوہ او مایۂ آب حیات
بس کہ طنز و تسخر این سرخوشان
این درخت علم باشد ای علیم
آب حیوانی ز دریای محیط
زان ز شاخ معنی بی بار و بر
زان نمی یابی کہ معنی ہشتہ
گاہ بحرش نام شد گاہی سحاب
کمترین آثار او عمر بقاست
آن یکی را نام باشد بیشمار
در حق شخصی دگر باشد پسر
در حق آن دیگری لطف نکو
در حق دیگر کسے وہم و خیال
صاحب ہر وصفش از وصفش عمی
ہیچو تو نومید اندر تفرقہ است
تا بمانی تلخ کام و شوربخت
رو معانی را طلب ای پہلوان
معنی اندر وی چو مغز و پوست دوست
تا صفاتت رہ نماید سوی ذات
چشم تو یک رنگ بیند نیک و بد
چون بمعنی رفت آرام اوفتاد

[illegible]

اک مثال اس معنی کے اندر سنو	تا نہیں تم نام کے پابند ہو
بیان تکرار کرنا چار آدمیوں کا آپس میں واسطے انگور کے اسلیے کہ زبان ایک دوسرے کی نہیں جانتے تھے	
چارکس کو اک درم اک نے دیا	تھا ہر اک ہر شہر کا باہم ملا
فارسی ترکی و رومی اور عرب	لڑتے آپس میں تھے اور تھے غضب
فارسی بولا کے کیوں جھگڑیں ہم	آؤ کہ انگور اس سے لیویں ہم
وہ عرب بولا معاذ اللہ لا	میں عنب چاہوں نہ انگور اے دغا
بولا وہ ترکی کہ ای اہل عرب	چاہتا ہوں میں اوزم اور نہ عنب
بولا رومی چھوڑ قال و قیل کو	چاہتا ہوں میں تو استافیل کو
لڑتے آپس میں تھے گھونسے مارکر	بھید سے ناموں کے وہ تھے بیخبر
مارتے تھے گھونسے باہم وہ سبھی	جہل سے پر تھے و دانش سے تھی
سوزباں کا رازداں کوئی عزیز	ہوتا واں دیتا انھیں صلح و تمیز
کہتا انکو اس درم سے میں ابھی	آرزو تم سب کی دوں ہوں ابھی
سکو خاطر جمع جو تم بے دغل	یہ درم کرتا ہے از بسکہ عمل
چار ہوتا ہے تمہارا اک درم	چار دشمن ایک ہو دین بیش و کم
بیلے ہر اک کا ہوا آپس فراق	بولا میں کردوں تمہارا اتفاق
انصتوا کر چپ ہو تم لے جان	گفتگو میں ہوں تمہارے ہمزبان
گو تمہارے ہیں سخن اک طور پر	پر اثر میں انکے اک تکرار ہے
گرچہ باتیں سب تمہاری ایک ہیں	پر اثر میں تفرقہ از بس کہ ہیں
عارضی گرمی نہیں دیتی اثر	مادی گرمی ہے بس کرتی اثر
گرم کرکے آگ سے سرکہ اگر	کھائے تو سردی کرے وہ طبع پر
کیونکہ وہیں عارضی گرمی رکھے	بالطبع وہ تیزی اور سردی کرے
عرق غورہ برف میں گر ہو لگا	کھائے تو گرمی جگر میں ہو سوا
مکر شیخ اچھا مرے اخلاص سے	وہ بصیرت سے یہ اندھے ہیں سبب
شیخ کی باتوں سے جمعیت ملے	تفرقہ اہل حسد کا دم کرے

اندرین معنی مثالے خوش شنو	تا نمانی تو اسامی را گرو
بیان منازعت کردن چار کس جہت انگور بیکدیگر بعلت آنکہ زبان یکدیگر را نمی دانستند	
چارکس را داد مردے یک درم	هر یکے از شهرے افتاده بهم
فارسی و ترک و رومی و عرب	جمله باهم در نزاع و در غضب
فارسی گفتا ازین چون وا رهیم	هم بیا کاین را بانگوری دهیم
آن عرب گفتا معاذ الله لا	من عنب خواهم نه انگور ای دغا
آن یکی کز ترک بد گفت ای گزم	من نمیخواهم عنب خواهم ازم
آنکه رومی بود گفت این قیل را	ترک کن خواهیم من استافیل را
در تنازع مشت بر هم میزدند	که ز سر نامها غافل بدند
مشت بر هم میزدند از ابلهی	پر بدند از جهل و از دانش تهی
صاحب سری عزیزی صد زبان	گر بدی آنجا بدادی صلحشان
پس بگفتی او که من زین یک درم	آرزوی جمله‌تان را میدهم
چونکه بسپارید دل را بی دغل	این درمتان میکند چندین عمل
یک درمتان میشود چار المراد	چار دشمن میشود یک ز اتحاد
گفت هر یکتان دهد جنگ و فراق	گفت من آرد شما را اتفاق
پس شما خاموش باشید انصتوا	تا زبانتان من شوم در گفتگو
گر سخنتان می‌نماید یک نمط	در اثر مایه نزاعست و سخط
در سخنتان در توافق موتلفست	در اثر مایه نزاع و تفرقه است
گرمی عاریتی ندهد اثر	گرمی خاصیتی دارد هنر
سرکه را گر گرم داری ز آتش آن	چون خوری سردی فزاید بیگمان
زانکه آن گرمی آن دهلیزیست	طبع اصلش سردیست و تیزیست
ور بود دیگ بسته دوشاب ای پسر	چون خوری گرمی فزاید در جگر
پس ریای شیخ به ز اخلاص ما	کز بصیرت باشد آن وین از عمی
از حدیث شیخ جمعیت رسد	تفرقه آرد دم اهل حسد

[illegible]

اردو (مصرع اول)	اردو (مصرع دوم)	فارسی (مصرع اول)	فارسی (مصرع دوم)
جب سلیمان جانب حضرت گیا	وہ زبان مرغوں کی ہے بس جاننا	چون سلیمان کان سوی حضرت بتاخت	او زبان جملہ مرغان را شناخت
اسکے عہد عدل میں آہو پلنگ	الس رکھتی ہیں نہ کرتے ہیں جنگ	در زمان عدلش آہو با پلنگ	انس بگرفت و برون آمد ز جنگ
امن رکھتا ہے کبوتر باز سے	بھیڑیے سے بھیڑ کو نہ خوف ہے	شد کبوتر ایمن از چنگال باز	گوسفند از گرگ نا ورد احتراز
ایلچی وہ دشمنوں میں ہو گیا	اتحادی وہ پرندوں میں ہوا	او میانجی شد میان دشمنان	اتحادی شد میان پر زنان
مثل چونٹی دوڑتے دانہ کو لیے	کیوں یعنی ہے تو سلیمان ڈھونڈیے	تو چو موری بہر دانہ می‌دوی	ان سلیمان جو چہ می‌باشی غوی
دانہ جو کو دانہ اسکا دام ہو	اور سلیمان جو کو دونوں کام ہو	دانہ جو را دانہ اش دامی شود	و ان سلیمان جوی را ہر دو بود
پس اس آخر زمان میں مرغ جان	اپنے ہم جنسوں سے پاتے ہیں امان	مرغ جانہا را درین آخر زمان	نیست شان از ہمدگر یکدم امان
ہیں سلیمان بھی ہمارے دور میں	صلح دیں اور ظلم کو نہ وہ رکھیں	ہم سلیمان ہست اندر دور ما	کو دہد صلح و نماند جور ما
قول ان من امة کو پڑھ بیر	**تا بہ الا خلا فیہا نذیر**	**قول ان من امة را یاد گیر**	**تا بہ الا خلا فیہا نذیر**
بولا خالی ہوئی امت کوئی	بے خلیفہ حق و صاحب ہمتی	گفت خود خالی نبودست امتی	از خلیفہ حق و صاحب ہمتی
مرغ جان کو صلح اک دل کرے	کہ صفا انکی کو بے غش غل کرے	مرغ جانہا را چنان یکدل کند	کہ صفاشان بی غش و بی غل کند
ہو گئے مشفق مثال والدہ	مسلموں کو بولے نفس واحدہ	مشفقان گردند ہمچون والدہ	مسلمون را گفت نفس واحدہ
نفس واحد وہ پیمبر سے ہوئے	ورنہ باہم دشمن جانی وہ تھے	نفس واحد از رسول حق شدند	ورنہ ہر یک دشمن مطلق بدند
اتحاد اجمالی شرک و دوئی سے	ہوتا ہے توحید اور یکسوئی سے	اتحاد خالی از شرک دوئی	باشد از توحید ناز تو تی
دور ہونا مخالفت و	**عداوت کا انصار لوں**	**بر خاستن مخالفت و**	**عداوت از میان انصار**
ہیں سے برکت پیغمبر خدا	**صلی اللہ علیہ وسلم کے**	**ببرکت وجود پیغمبر خدا**	**علیہ الصلوۃ والسلام**
قوم دو کان اوس و خزرج نام تھا	ایک تشنہ دوسرے کے خون کا	دو قبیلہ کاوس و خزرج نام داشت	یک ز دیگر جان خون آشام داشت
کینہ انکا نور میں اسلام کے	محو احمد سے ہوا از جان سے	کینہای کہنہ شان از مصطفی	محو شد در نور اسلام و صفا
پس وہ دشمن پہلے اخوان ہو گئے	باغ میں جوں دانہ انگور کے	اولا اخوان شدند آن دشمنان	ہمچو اعداد عنب در بوستان
اور دم المؤمنین اخوۃ سے لے	بند توڑے اور تن واحد ہوے	وز دم المؤمنون اخوة بہ پند	در شکستند و تن واحد شدند
صورت انگور دو اخوان تھے	جو نچوڑا شیرہ واحد ہو گئے	صورت انگورہا اخوان بوند	چون فشردی شیرہ واحد شوند
غورہ و انگور ضد باہم ہیں لیک	جو پکا غورہ ہوا وہ یار نیک	غورہ و انگور ضدانند لیک	چونکہ غورہ پختہ شد شد یار نیک
غورہ جو ٹھہرا وہ اور کچا رہا	حق نے اسکو کافر اصلی کہا	غورہ کو سنگ بست و خام ماند	در ازل حق کافر اصلیش خواند
نی اخی نے نفس واحد ہو وہ	اور شقی ازلی و ملحد ہوے وہ	نی اخی نی نفس واحد باشد او	در شقاوت نحس ملحد باشد او
گر کہوں جو کچھ وہ رکھتا ہے نہان	فتنہ اک عالم میں پیدا ہو عیان	گر بگویم آنچہ او دارد نہان	فتنۂ افہام خیزد در جہان

چشم کو آن دو نہ بیند کور ہ — دو و دو در رخ ازارم بجوره
غورہاے یک کایشان قابل اند — از دم اہل دل آخر یکدل اند
سوے انگوری ہمی رانند تیز — تا دوئی برخیزد و کین و ستیز
پس در انگوری ہمی درند پوست — تا یکے گردند وحدت وصف اوست
دوست دشمن گردد ایرا ہم دوست — ہیچ یک با خویش جنگے در نبست
آفرین بر عشق کل اوستاد — صد ہزاران ذرہ را داد اتحاد
ہمچو خاک مفترق در رہگذر — یک سبوشان کرد دست کوزہ گر
کاتحاد جسمہاے ماء و طین — ہست ناقص جان نمی ماند بدین
گر نظاہر گویم اینجا مثال — فہم را ترسم کہ آرد اختلال
ہم سلیمان ہست اکنون لیک ما — از نشاط دور بینی در عمی
دور بینی کور دارد مرد را — ہمچو خفتہ در سرا کور از سرا
میکند از شرق و مغرب گذر — در رفیق ہمنشین بیخبر
مولعیم اندر سخنہاے دقیق — بر گرہہاے باز کردن عاشق
تا گرہ بندیم و بکشاییم ما — در شکال و در جواب آئین فزا
ہمچو مرغے کو کشاید بند دام — گاہ بندد تا شود در فن تمام
او بود محروم از صحرا و مرج — عمر او اندر گرہ کاریست خرج
خود زبون او نگردد ہیچ دام — لیک پرش در شکست افتد مدام
با گرہ کم کوش تا بال و پرت — نگسلد یک یک ازین کر و فرت
صد ہزاران مرغ پرہاشان شکست — وان کمینگاہ عوارض را نبست
حال ایشان از نبی خوان اے حریص — نقبوا فیہا ببین ہل من محیص
از نزاع ترک و رومی و عرب — حل نشد اشکال انگور و عنب
تا سلیمان امین معنوے — در نیاید برنخیزد این دوئی
جملہ مرغان منازع باز وار — بشنوید این طبل باز شہریار
ز اختلاف خویش سوے اتحاد — ہین ز ہر جانب روان گردید شاد
حیث ما کنتم فولوا وجہکم — نحوہ ہذا الذی لم ینہکم

جو دیکھے متعدد وہ آنکھ اندھی ہی — در رحمت سے ہو دو دو دوزخی
غورہاے یک قابل جو کہ ہین — اہل دل کے دم سے وہ اک دل ہیں
دوڑیں تیز انگور ہونے کے لیے — تا دوئی اور کینہ سب جاتا رہے
پھاڑیں جلد انگور ہونے کے لیے — تا کہ اک ہوں وحدت انکا وصف ہی
دوست ہو دشمن کہ جسمیں ہے دوئی — کوئی اک کرتا ہے خود سے دشمنی
عشق پر ہو آفرین ہے اوستاد — سیکڑوں ذروں کو دے ہے اتحاد
مثل خاک راہ متفرق کو جو — کوزہ گر کرتا ہے انکو اک سبو
اتحاد نقص خاکی جسم سے — روح کے مانند نے ہرگز دیکھے
گر نظیریں اور مثالیں میں کہوں — تیری فہم کو نکل ہو ڈرتا میں ہوں
ابھی سلیماں ہے مگر اندھا ہو — میں خوشی سے دور بینی کے بھلا
دور بینی کرتی اندھا مرد کو — جیسے گھر میں سوتا اندھا گھر سے ہو
مشرق و مغرب سے کرتا ہے گذر — اور رفیق ہمنشین سے بے خبر
حرص ہے نکتوں کے کہنے میں مجھے — اور گرہ ہونکے کھولنے میں عشق ہے
تا گرہ کو باندھیں ہم اور کھولیں ہم — ان سوالوں اور جوابوں میں اتم
پس مثال اس مرغ کے کھولے جو دام — اور کبھی باندھے کہ ہو فن میں تمام
جنگل و صحرا سے وہ محروم ہو — عمر گذرے جو گرہ کو کھولے وہ
خود تھکا اس سے نہ تو سکے کوئی دام — لیک پر انکے شکستہ ہوں مدام
مت گرہ میں ساعی ہو تا تیرے پر — کہ شکستہ کردے تیری کر و فر
اپنے پر توڑے ہیں صد ہا مرغ سی — عارضوں کی رہ نہ کی بند آپ سے
انکا حال آیت سی پڑھ تو اے حریص — نقبوا فیہا کو دیکھ ہل من محیص
بحث سے رومی عرب اور ترک کی — مشکل انگور و عنب کی نے گئی
نے سلیمان جب ملک معنی کا آئے — یہ دوئی باطن سے بس ہرگز نجائے
جملہ اے مرغان جنگی باز دار — تم سنو یہ طبل باز شہریار
اختلاف اپنے سو سوے اتحاد — جاؤ تم از راہ جان ہو کر کے شاد
حیث ما کنتم فولوا وجہکم — نحوہ ہذا الذی لم ینہکم

مرغ اندھے ہم ہیں نالائق ہیں ہم ۔ اس سلیمان کو نہ جانا ایک دم
مثل الو دشمن بازان ہیں ہم ۔ اسلیے ہم عاجزی اڈیران ہم
قصد کرتے ہم نہایت جہل سے ۔ رنج مردان خدا کے واسطے
مرغ جو روشن سلیمان سے ہوئے ۔ بے گنہ کب بال و پر انکے لیے
بلکہ دانہ عاجزون کو دیتے ہیں ۔ بے خلاف و کینہ وہ خوش ترہیں
ہدہد انکا واسطے تقدیس کے ۔ کھولتا ہے راہ سو بلقیس سے
زاغ اونکا گر بصورت زاغ تھا ۔ باز ہمت کا تھا وہ ما زاغ تھا
لکلک انکا جو کہ لکلک کہتا تھا ۔ آگ سے توحید کے شک کھوتا تھا
وہ کبوتر اونکا ڈرتا باز سے ۔ باز سر رکھتا ہے اونکے سامنے
انکا بلبل جو کہ حالت لاتا ہے ۔ اپنے باطن میں وہ گلشن پر کہتا ہے
انکی طوطی قید سے آزاد تھی ۔ قند پاتی اپنے باطن سے خود ہے
انکے طاوسون کے پاؤن دیدہ میں ۔ اور طاوسون سے دکھتے خوب ہیں
کبک انکی ہنسی ہے شاہین پر ۔ اور تعلق میں رہے علیین پر
منطق الطیران خاقانی ہو قال ۔ منطق الطیران سلیمانی ہو حال
بانگ مرغون کی سنی تو جانتا ۔ وہ سلیمان جو نہیں تجکو دکھا
بانگ مطرب کی ہے جن مرغونکی پر ۔ مشرق و مغرب سے باہر بیشتر
جست ہر کرسی سے اونکی تا ثری ۔ اور ثری سے عرش تک باغروبا
مرغ جو بے اس سلیمان کے اڑے ۔ عاشق ظلمت وہ جمگادڑ سا ہے
اے بے چگادر سلیمان کی تو خو ۔ تا نہ ظلمت میں ہمیشہ رہوے تو
ایک گز رہ گر تو اس جانب چلے ۔ مثل گز قطب مساحت تو رہے
یوں لنگڑا اس طرف جاتا ہے تو ۔ ہوئے لنگڑے پن سے بس چھپتا ہے تو

کور مرغانیم و بس ناساختیم ۔ کان سلیمان را دمے نشناختیم
ہمچو جغدان دشمن بازان شدیم ۔ لاجرم واماندہ ویران شدیم
میکنیم از غایت جہل و عمے ۔ قصد آزار عزیزان خدا
جمع مرغان کز سلیمان روشن اند ۔ پر و بال بے گنہ کے برکنند
بلکہ سوی عاجزان چینہ کشند ۔ بے خلاف و کینہ آن مرغان خوش اند
ہدہد ایشان پے تقدیس را ۔ میکشاید راہ صد بلقیس را
زاغ ایشان گر بصورت زاغ بود ۔ باز ہمت آمد و ما زاغ بود
لکلک ایشان کہ لک لک میزند ۔ آتش توحید در شک میزند
وان کبوترشان ز بازان نشکہند ۔ باز سر پیش کبوترشان نہند
بلبل ایشان کہ حالت آرداد ۔ در درون خویش گلشن دارداد
طوطی ایشان ز قند آزاد بود ۔ کز درون قند ابد رویش نمود
پاے طاوسان ایشان در نظر ۔ بہتر از طاوس پران دگر
کبک ایشان خندہ بر شاہین زند ۔ در تعلق راہ علیین زند
منطق الطیران خاقانی صداست ۔ منطق الطیر سلیمانی کجاست
تو چہ دانی بانگ مرغان را ہمی ۔ چون ندیدی مر سلیمان را دمی
پر آن مرغے کہ بانگش مطربست ۔ از برون مشرق ست و مغربست
ہر یکے آہنگش ز کرسی تا ثریست ۔ وز ثری تا عرش در کر و فریست
مرغ کو بے این سلیمان میرود ۔ عاشق ظلمت چو خفاشے بود
با سلیمان خو کن اے خفاش رد ۔ تا کہ در ظلمت نمانے تا ابد
یک گزے رہ گر بدانسو میروے ۔ ہمچو گز قطب مساحت میشوی
وانکہ لنگ و لوک آنسو میجہے ۔ از ہمہ لنگی و لوکے میرہی

قصہ بط کے بچون کا کہ مرغ خانگی اونکو پالتا تھا

قصہ بط بچگان کہ مرغ خانگی شے پروردشان

بط کے بیٹے مرغ خانہ نے رکھے ۔ گرچہ زیر پر دوچون دائی ہے
لیا ہے تیری مان وہ بس دریا سے ہے ۔ دائی خشکی سے تری اور خاک ہے
دل کو خواہش جو تر دریا کی ہے ۔ وہ طبیعت ماں سے جان کو تیری ہے

تخم بطے گرچہ مرغ خانہ ات ۔ کرد زیر پر چو دایہ تربیت
مادر تو بط آن دریا بدست ۔ دایہ ات خاکی بدہ خشکی پرست
میل دریا کہ ترا دل اندرست ۔ آن طبیعت جانت را از مادرست

میل خشکی مر ترا چون دایه است	دایه را بگذار کو بد رایه است
دایه را بگذار بر خشک و بران	اندر آ در بحر معنی چون بطان
گر ترا دایه بترساند ز آب	تو مترس و سوی دریا ران شتاب
تو بطی بر خشک و بر تر زنده	نے چو مرغ خانه خانه گنده
تو ز کرمنا بنی آدم شهی	هم بدریا هم بخشکی پا نهی
که حملناهم علی البحر بجان	از حملناهم علی البر پیش ران
مر ملایک را سوی بر راه نیست	جنس حیوان هم ز بحر آگاه نیست
تو بتن حیوان بجانے از ملک	تا روے هم بر زمین هم بر فلک
تا بظاهر مثلکم باشد بشر	با دل یوحی الیه دیده ور
قالب خاکی فتاده بر زمین	روح او گردان بران چرخ برین
ما همه مرغابیانیم اے غلام	بحر میداند زبان ما تمام
پس سلیمان بحر آمد ما چو طیر	در سلیمان تا ابد داریم سیر
با سلیمان پاے در دریا بنه	تا چو داؤد آب سازد صد زره
آن سلیمان پیش جمله حاضرست	لیک غفلت چشم بند و ساحرست
تا ز جهل و خوابناکی و فضول	او بپیش ما و ما از وے ملول
تشنه را درد سر آرد بانگ رعد	چون نداند کو کشاند ابر سعد
چشم او ماندست در جوے روان	بیخبر از ذوق آب آسمان
مرکب همت سوے اسباب راند	از مسبب لاجرم محجوب ماند
آنکه بیند او مسبب را عیان	کے نهد دل بر سببهاے جهان
از سبب یابد او در ریگ صباح	از نجات و از فلاح و از نجاح
آنچه در صد سال مست حیله‌مند	وه بیکے زان گنج حاصل تا درند

خواہش خشکی تجھے جون دائی ہی	چھوڑ دائی کو کہ وہ بدرائی ہی
چھوڑ دائی اور کر خشکی رہا	مثل بط دریائے معنی مین تو آ
گر ڈرائے آپسے دائی تجھے	سوی دریا جلد جا اور مت ڈرے
بط ہی تو زندہ ہی خشک و تر پر تو	نے مثال مرغ خانہ خانہ جو
تو تو کرمنا بنی آدم سے ہے	پانون دریا اور خشکی مین رکھے
کہ حملناہم علی البحر بجان	ہو حملناہم علی البر سے روان
پس ملائک کو نہ بر مین راہ ہی	اور نہ حیوان بحر سے آگاہ ہی
تن سے تو حیوان ملک ہی جان ہی	تا زمین پر کبھی چلے کبھی چرخ پے
ظاہرا تو مثلکم کے ہے بشر	دل سے ہی یوحی الیہ دیدہ ور
قالب خاکی زمین پر ہے پڑا	روح اسکی چرخ پر جلوہ نما
ہم ہین سب مرغابیان بس [illegible]	بحر جانے ہی ہماری کل زبان
پس سلیمان بحر و مرغابی ہین ہم	تا سلیمان مین کرین ہم سیر ہم
با سلیمان پا رکھ اندر بحر کے	سو زرہ داود سے پانی کرے
وہ سلیمان حاضر آگے سب کے ہے	پر نظر بندی غفلت سحر سے
باعث جہل اور غفلت اور فضول	وہ ہمارے آگے ہم اس سے ملول
درد سر تشنہ کو دیوے بانگ رعد	جو نجانے کہ وہ کھولے ابر سعد
آنکہ اسکی قایم آب نہر پر	ذوق آب آسمان سے بیخبر
رکھتا ہی اسباب پر ہمت کو جو	پس مسبب سے رہے محجوب وو
دیکھتے ہین جو مسبب کو عیان	انکو کب تسکین دے اشیاے جہان
ایکبا دلمین لیس سببے وو لین	کہ فلان چون اور نجا تو نسی جو ہین
سو برس مین جو کہ حیلہ ساز کو	اس خزانہ سے نحاصل ایک ہو

حیران شدن حاجیان در کرامات آن زاهد که در بادیه به ریگ گرم نشسته

حیران ہونا حاجیون کا کرامات مین اوس زاہد کے کہ صحرا مین گرم ریت پر بیٹھا تھا

زاهدے بد در میان بادیه	در عبادت غرق چون عبادیه
حاجیان آنجا رسیدند از بلاد	دیده‌شان بر زاهد خشک اوفتاد

زاہد اک صحرا کے تھا بیچ میان	غرق عبادت میں تھا مثل عبادیان
حاجی آئے اور شہرون سے وہان	زاہد خشک ایک دیکھا کامران

جاے زاہد خشک تھی وہ نرمزاج / اور ہواے گرم تھی اسکی علاج

جاے زاہد خشک بود او تر مزاج / از سموم بادیہ بودش علاج

حاجی حیران اسکی تنہائی سے تھے / کہ سلامت آفتون مین اسکو ہے

حاجیان حیران شدند از وحدتش / وان سلامت در میان آفتش

دیکھا نماز اندر کھڑا تھا ریت پے / ریت جلتی تھی جون آب دیگ سو

در نماز استادہ بد بر روے ریگ / ریگ کز تفش بجوشد آب دیگ

تو کہے سرمست سبزہ و گل کا ہے / یا براق اسوار اور دلدل کا ہے

گفتی سرمست بر سبزہ و گل است / یا سوارہ بر براق و دلدل است

یا حریر و حلہ پر اوسکا ہے پا / یا ہوا گرم اوسکو ہے باد صبا

یا کہ پایش بر حریر و حلہاست / یا سموم او را بہ از باد صباست

وہ کھڑا تھا تازہ رو وہ اندر نماز / با خضوع و با خشوع و با نیاز

ایستادہ تازہ روے اندر نماز / با خضوع و با خشوع و با نیاز

یار سے اپنے وہ کہتا راز تھا / اور بڑی اک فکر مین تھا وہ کھڑا

با حبیب خویشتن میگفت راز / ماندہ بر ایستادہ با فکر دراز

وہ گروہ ٹھہرا رہا بس با نیاز / یا کہ یہ درویش اب پڑھ لے نماز

پس بماندند آن جماعت با نیاز / تا شود درویش فارغ از نماز

جب وہ استغراق سے فارغ ہوا / اوس گروہ سے ایک نے جو اہل تھا

چون ز استغراق باز آمد فقیر / زان جماعت زندہ روشن ضمیر

دیکھا اوسکا ہاتھ وہ منہ بھیگا ہوا / اور جامہ تر وضو گویا کیا

دید کابش میچکید از دست و رو / جامہ اش تر بود از آثار وضو

پوچھا پانی کہانسے لایا تو / ہاتھ سے تیلا یا اٹھا [illegible]

پس بپرسیدش کہ آبت از کجاست / دست را بر داشت کز سوے سما

بولا جب چاہا ہے تو پاتا ہے تو / یا کبھی مقبول درد ہو ہر تو

گفت هر گاهی کہ خواهم میرسد / یا کہ بے یاشد اجابت گاہ رد

مشکلین حل کو ہماری شاہ دین / حال تیرا تا کرے ہم کو یقین

مشکل ما حل کن اے سلطان دین / تا ببخشد حال تو ما را یقین

ایک سر تیلا ہمین اسرار سے / تا کہ ہم فارغ ہون ان زنار سے

وا نما سرے ز اسرار را / تا ببریم از میان زنارہا

آسمان کی سمت دیکھا اور کہا / کر قبول اے حاجیو کی کر دعا

چشم را بگشود سوے آسمان / کہ اجابت کن دعاے حاجیان

رزق جو کاسون کو گر چرخ سو / چرخ سے دکھولا نے مجھے ہی

رزق جوئی را ز بالا خوگرم / تو ز بالا بر گشودستے درم

لامکان تونے مکان دکھلا دیا / فی السماء رزقکم ظاہر کیا

اے نمودہ تو لامکان از مکان / فی السماء رزقکم کردہ عیان

اس دعا مین تھا کہ ابر آگیا / مثل پیل آب کش کے چھا گیا

در میان این مناجات ابر خوش / زود پیدا شد چو پیل آب کش

مشک کی صورت برستے وہ لگا / درمیان غارہا کے رہنے وہ لگا

همچو آب از مشک باریدن گرفت / در گو و در غارہا مسکن گرفت

ابر مثل مشک برساتا تھا اشک / اور حاجی اوس سے بھرتے تھے مشک

ابر مے بارید چون مشک اشکہا / حاجیان جملہ گشادہ مشکہا

اک عجائب بات جنگل مین ہوئی / ابر مثل مشک سے تھا [illegible]

یک عجائب در بیابان رو نمود / ابر چون مشکے دہن را بر گشود

اک جماعت اس عجائب کار سے / توڑتے تھے تہا زنار سے

یک جماعت زان عجائب کارہا / مے بریدند از میان زنارہا

دوسری قوم اور یقین کرتی زیاد / ہر عجب واللہ اعلم بالرشاد

قوم دیگر را یقین در ازدیاد / زین عجب واللہ اعلم بالرشاد

قوم ناقص دوسری تھی ارغاد / نے قبول اسکو کیا تم الکلام

قوم دیگر ناپذیرا ترش و خام / ناقصان سرمدے تم الکلام

تتمۂ مثنوی

تمت ترجمہ

روک تو خامہ کو اپنے یوسفی زار اب لکھتا ہے شکل مثنوی
مثنوی سے اب تو استمداد لے تا یہ خامہ خام تیرا رہ چلے
لیتے وہ خاں جہاں ظل یار غار راہ اللہ میں ہوا بس جاں نثار
جاں اللہ ہے بسال تخرجہ اللہ اب خان جہان سے گیا
رنگ خارستان ہوا اب تو نکل گلشن آباد کی پھر راہ چل
گرچہ دل غم سے سیہ پوش ہے تو آ مثنوی کے نور سے دل کو جلا
تیسرا دفتر شروع کر یوسفی تا کہ دے فیضان تجکو مثنوی
جب زبان اور دل ترا ہو جائے ایک کیوں نہ پیدا تجھ سے ہوں معنے نیک

تیرے پیراہن کو کب طاقت ہوئی کہ سمائے اسمیں راز معنوی
گلشن آباد سے جو تو گیا خار حسرت تونک کا دل میں چبھا
منھ سے اللہ نکلا وقت انتقال مجکو ہاتف نے کہا جانا چال
خواہش دنیا سے انکے رنج نے کر دیا افسردہ دل از بس مجھے
عمر دو روزہ کو مت دے ہاتھ سے ورنہ یہ عالم نہ چھوڑیگا تجھے
تا کہ پھر روشن ہو یہ تیرا چراغ اور پھر آباد ہو تیرا یہ باغ
کر کہاں سے تیر کو رفتار ہے اور زبان کو دل سے بس گفتار ہے
دفتر دوم کو اب تو ختم کر بس تو ختم الانبیا کے نام پر

اللّٰہُمَّ صَلِّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ وبارِکْ وسلِّمْ

فہرست حقایق و تعلیم دفتر سوم پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی مولوی معنوی

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۱۲	آگے بڑھنا	تفاریحش باطن ہین	عوض پاتا
۱۳	〃	مدح غیر سے سازد رسول اللہ کی	مدح در پردہ
〃	اگر بڑھیا وقتی کا	مدح عکس میں مدح صورت ہے	معشوق سے عاری کی پرپیساں
۱۴	مقتدی	دوارہ راہ حق میں سرخ کر	نماز مع جستجو
۱۵	نسل اد قوتی کا	کام میں بہتر حال میں ستے ہو	خیر انجام
۱۶	دعا و شفقت	نفس فانی کا فعل حق ہے	فعل اولیا فعل حق ہے
۱۸	〃	اولیا کو نفس مت تلاش کر	ہر اولیا کو نا پاک ہوتا
۱۹	〃	تجکو وہاں رسائی ہو اور دکو کھینچ	حق دل دیکھے صورت کو نہیں
〃	〃	صف دل وہاں جانا ہے	خواہش دنیا مانع
〃	〃	دل ہزار ہون میں ایک ہے	اولیا حق میں نہاں
۱۱۰	انکار کرنا	دعا پاکی سے مقبول ہو	مقبولی ہو
۱۱۲	〃	تمنا دار لیا خواب میں ہے	ذوق آواز الست
۱۱۳		لگی الست دنیا میں مرید ہو	عشق سے بعد از دعا امرد کرے بکشود
۱۱۶	بیماری کیونا	دل میں دردناک پر طاقت کے	نفس کشی
۱۱۷	حکیم کا رد	جو اپنا نفس کو ظالم سے پہچان کے	اظہار راز
۱۱۹	گواہی دینا	سارے دل کو شمیر ظاہر کرتا ہے	بعض استعداد کر ایک ہوتا ہے
۱۲۰	باہر جانا	عشق ظالم ہے جسم کو اندر رویا	
۱۲۱	قصاص لینا	حق دل چھپاتا ہے ہر چیز و رسوا کرتا ہے	رسوائی
〃	〃	مع دل کی جان زندہ ولی ہے	عقل کو غذا روحی ملتی ہے
۱۲۲	بیان اپنا اسکے	اسباب پر اسباب دوسرے ہیں	اسباب باطنی
〃	مثال	عقل پوست عقل کی عقل	تن جیسی سی جان
		اخر ہے	جان نان زندہ ہے

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
۱۲۳	مثالی	تو مرشیخ سے غذا روحی	سنت شیخ سے نفس مرتا ہے
۱۲۴	ایضاً	نفس عقل کو دھوکا دیتا ہے	رہا کار مرید اولیا کو کرتے ہیں
۱۲۵	بھاگنا عیسے کا	دل احمقوں کا پتھر سے سوا ہے	مرغ احمق سے لا انتہا
〃	〃	احمق میں اثر اولیا کا نہیں ہوتا ہے	سنگدلی احمق
۱۲۶	**حکایت ہفتم اثر نہ پذیر ہونی احمقان سنگدلین**		
〃	قصہ اہل سبا	درگ میں رستہ جان نکلتی ہے	درد دکھتی نہیں ہے
۱۲۷	تیج اندھے کی	تلف مال سے ہو مرگ ہیلے گا	بنا علم طلب کر بے حسن
۱۲۸	〃	علم ظاہر سے علم خود شناسی بہتر ہے	صورت نفس
۱۲۹	آنا ترو پیغمبر کا	شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے	شکر واجب
۱۳۰	جواب دینا	علت دل سے نعمت علت ہو گئے	علت سے رنج پیدا ہوتا ہے
〃	〃	دوستی نفس سے دوستی عقل بہتر ہے	علت سے تدبیر کرے
۱۳۱	〃	طبیب الٰہی اولیا راسد ہین	علت سے اولیا دیکھتے ہیں
〃	معجزہ چاہنا	طبیب الٰہی کی رضامندی سے ما ہو	نراجعو سے آپ ہیں
۱۳۳	حکایت مرگوش	بند سے دل کنار آور تیرہ ہیٹھا ہے	بے نصیبی حقا
۱۳۴	جواب دینا	تو زندہ تر کیف تو کیوں نہیں ہے	غلط فہمی
〃	〃	دل ملف و ترحق میں پھنسا ہے	جو حق چاہتا
۱۳۵	بیان میں اسکے	کار حق کو ایک تو مثال نہ دیا جا سکے	مثال مہیا ہے
۱۳۷	جواب مثال کا	نور انبیا کو تیرہ دل نہیں دیکھتے	الہام انبیا ہے
۱۳۹	بیان معنی	دام سے بھاگنا حرم ہے	جو حرص دیکھا مر آرام ہوا
۱۴۰	مالا لیق	عمل کا حفظ اثر ہے	توے کے دم سے سچا
〃	〃	سماں سے چھپا پھر دیسا ہوا	پھر اصل آنا
۱۴۱	حکایت عہد کرنا	شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے	غذای حق

صفحہ	داستان	حقایق بمقام غنا	تعلیم
〃	جمع کرنا مسکر دنکا	صفت ذاتی نہیں بدلتی ہے	غذا الٰہی ہے حق
۱۴۱	جواب انبیا	اکثر بیج کی دلو ہے کہ صحت ہوتی ہے	ملت ہونا امید ہو
۱۴۳	پھر جواب دینا	ہر ایک پر پہن ایک ساعت برابر ہے	سو ہوم سے ہو دم
〃	〃	راہ اہل دوست حق سے شعر ہو	ہم میں لسا دیکھا
۱۴۴	دو دار ہ	امر واقعی حال بہ تعین ہوتا ہے	عیب گوئی ایسا صحیح
〃	پھر جواب انبیا	نیک سے ملا نیکی بد سے بد ملا	فرض نیکی کرے
۱۴۵	〃	لیئم پر حملہ کرین تو وہ وفا کرے	نفس کشی
۱۴۶	حکمت پیدا کرنے کا	فرمان کو دیدار حق ہو گا	دو رنج سے کمار
〃	بیانی اسباب کا	اہل دنیا انبیا سے بے در او لیا در رستے ہین	نفس لئیم سے سختی کر
۱۴۷	قصہ عشق صوفی	عاشق مع رنج جسم کے نہیں	عاشق مست ایک رنگ ہیں
۱۴۸	بیان تقویب	عاشق ہر بار کر حیرت میں پاتا ہے	مقام تشبیہ
۱۴۹	〃	عاشق دیا تا گو سو رحمن کی راہ پہ سمجھ	عام عالم جہل سے ہو ایک پاکے ہین
〃	〃	خیال حال میں کس راہ سے آتا ہے	اولیا اور سے طالب
۱۵۰	حکایت اسیر مقام	رضا و تسلیم اختیار کر	ترک عہدی سے ضد ملتا ہے
۱۵۱	ناامید ہونا	حالی بقبولی دمردو دنکا نہیں معلوم	کام امید پر ہے
۱۵۲	اہل میں اسکے	اولیا کی سب تابع ہین مگر گرتی بچانا ہین	مددگاری اولیا احد
۱۵۳	**حکایت ہشتم مددگاری اولیا اللہ میں**		
〃	قصہ فرزند کو پہونچنا	ہر فضل ہیا اصلی سے آتی ہے	پابندی اسباب
۱۵۴	دیکھنا خواجہ کا	حال سے حال پاید قیاس مت ہو	صورت میں اہل قیاس میں
〃	〃	آدم کی صورت دیکھے	رسول اللہ کو پتھر کا فرون نے مارے
		گمراہ جان دیکھے شیدا	

بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان نسخہ

عجیب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کو ہے مکتفی | جو تھا سارے عالم کو ہمراز غزنہ | رکھا نام

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر دوم

مثنوی معنوی

از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خان ملقب بکے بیان چشتی نظامی گلشن آبادی کا کلام

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بحسن زیبائی منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفتر سوم مقام غنامین

پیراہن یوسفی		ترجمہ	مثنوی معنوی
اے ضیاء الحق حسام الدین یار	لا سوم دفتر کہ ہے سنت سہ بار	ای ضیاء الحق حسام الدین بیار	این سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
کھول تو گنجینۂ اسرار کو	تیسرے دفتر میں کچھ تاب ملا تو	برگشا گنجینۂ اسرار را	در سوم دفتر بہل اعذار را
تیری قوت قوت حق سے جبھی	نے رگوں سے کہ حرارت سے ہی	قوتت از قوت حق میزہد	نز عروقی کز حرارت می جہد
یہ چراغ شمس کہ روشن ہوا	تیل و بتی سے نہیں روشن ہوا	این چراغ شمس کو روشن بود	نز فتیلہ و پنبہ و روغن بود
آسمان کی چھت کہ وہ دائم ہوئی	نے طناب و ستون سے قائم ہوئی	سقف گردون کو چنین دائم بود	نز طناب و استنی قائم بود
قوت جبریل کھانے سے نہ تھی	تھی وہ دیدار خدا سے اے اخی	قوت جبریل از مطبخ نبود	بود از دیدار خلاق ودود
قوت ابدال حق اسطرح سے	حق سے تو جان اور نہیں کھانے سے ہی	ہمچنین این قوت ابدال حق	ہم ز حق دان نز طعام و از طبق
جسم اسکا نور سے پیدا ہوا	تب ملک اور روح سے وہ بڑھ گیا	جسمشان را ہم ز نور اسرشتہ اند	تا ز روح و از ملک بگذشتہ اند
چونکہ تو موصوف اوصاف جلیل	ہوئی گلستان آگ تجھ پر چون خلیل	چونکہ موصوفی باوصاف جلیل	بر تو آتش شد گلستان چون خلیل
آگ تجھ پر ہو گئی برد و سلام	اے مزاجوں کے تری عنصر غلام	گردد آتش بر تو ہم برد و سلام	ای عناصر مر مزاجت را غلام
ہو بچی عنصر سے مزاجوں کی بچے	ہر مزاج از فضل ترا ہر ایک ہے	ہر مزاجی را عناصر مایہ است	وین مزاجت برتر از ہر پایہ است
اس بسیط عالم میں یہ تیرا عروج	جینے والا وصف وحدت کا ہی آج	این مزاجت در جہان منبسط	وصف وحدت را کنون شد ملتقط
تنگ میدان فہم کا رکھتی ہے خلق	حیف کہ رکھتی نہیں سب خلق حلق	ای دریغا عرصۂ افہام خلق	سخت تنگ آمد ندارد خلق حلق
اے ضیاء الحق تری دانائی سے	تیرا حلوا سنگ کو اک حلق دے	ای ضیاء الحق بحذق رای تو	حلق بخشد سنگ را حلوای تو
یا حلق اندر تجلی طور سے	تا کرے پی اور نہ اگلی اس سے ہے	کوہ طور اندر تجلی حلق یافت	تا کہ می نوشید و می را بر نتافت

صار روکا منہ دانستی اجبل | بل رائیتم من رقص الجمل
لقمہ دنیا جانتا ہے بس کو کس | خلق دنیا کا مریدان کا ہے بس
خلق بخشے جسم کو اور روح کو | خلق بخشے ہر اک اعضا کو دو
اس گھڑی بخشے کہ جا بالی بجو | اور وہ دغا و کرے سے حالی ہو تو
تا کرے تو راز سلطانی گے | تا کہ لے تو کیون کو قند دے
کان سنتا اسکا ہے سر جلال | مثل سوسن دس زبان ہو اور لال
خلق بخشے خاک کو لطف خدا | تا کہ پیے پانی اگا لے سو گیا
پھیر وہ حیوانون کو بخشے حلق کسب | تا کہ کھاتا ہے گھانس وہ از طلب
گھانس کھا کر فربہ ہو حیوان ہو | پھیر وہ حیوان لقمۂ انسان ہو
پھیر وہ لقمہ خاک کا ہووے بشر | جب جدا انسان سے ہو روح و نظر
دیکھنے سب ذرون کا دیکھا منہ کھلا | انکے کھانیکا کہون تو ہو سوا
برگ کو سامان انعام اسکے سے | دائیون کی دائی اسکا لطف ہے
رزق کل کو رزق وہ ہی دیتا ہے | کیونکر گندم اسکا اک اگتا ہے
اس سخن کی شرح ہے بے انتہا | مین نے ان پاروں سے اک پارہ کہا
سب جہان کو کل و ماکول جان | باقیون کو مقبل و مقبول جان
یہ جہان اور ان کے ساکن کو فنا | وہ جہان اور وان کے ساکن کو بقا
یہ جہان اور عاشق اسکے منقطع | اہل اس عالم کے دائم مجتمع
ہے کریم اب وہ کہ دیوے آپ کو | آب حیوان تا کہ دائم رہو کہ دو
باقیات الصالحات آیا کریم | کہ نہین آفات اسکو اور نہ بیم
گر ہزاروں ہین تو سب اک جسم ہے | جون خیالات عدد از نقش کے
آکل و ماکول کو ہے حلق فنا سے | غالب و مغلوب کو ہے عقل و رائے
اسنے بخشا حلق عصا کے عدل کو | کھایا ہی اسنے عصا و حبل کو
وہ خورش اسمین کچھ زیادہ ہوئی | کیون خورش حیوان کی تا دیکھی
پس یقین کر جون عصا حق نے دیا | حلق تا کھائے خیالون کو سدا
حلق معنی کر اسین جون اعیان دلا | رازق اس حلق معانی کا ہوا

صار دکانه وانشق الجبل | بل رأیتم من علی رقص الجمل
لقمه بخشی آید از هر کس بکس | حلق بخشی کار یزدانست و بس
حلق بخشد جسم را و روح را | حلق بخشد بهر هر عضوی جدا
این گهی بخشد که اجلالی شود | وز دغا و از دغل خالی شود
تا نگویی سر سلطان را بکس | تا نریزی قند را پیش مگس
گوش آنکس نوشد اسرار جلال | کو چو سوسن ده زبان افتاد و لال
حلق بخشد خاک را لطف خدا | تا خورد آب و بروید صد گیا
باز حیوان را ببخشد حلق و لب | تا گیاهش را خورد اندر طلب
چون گیاهش خورد حیوان گشت زفت | گشت حیوان لقمهٔ انسان و رفت
باز خاک آمد شد اکال بشر | چون جدا شد از بشر روح و بصر
ذرها دیدم دهانشان جمله باز | گر بگویم خوردشان گردد دراز
برگها را برگ از انعام او | دایگان را دایه لطف عام او
رزقها را رزقها او می دهد | زانکه گندم بی غذایی کی زهد
نیست شرح این سخن را منتهی | پاره گفتم بدان تو پاره‌ها
جمله عالم آکل و ماکول دان | باقیان را مقبل و مقبول دان
این جهان و ساکنانش منتشر | وان جهان و سالکانش مستمر
این جهان و عاشقانش منقطع | اهل آن عالم مخلد مجتمع
پس کریم آنست کو خود را دهد | آب حیوانی که ماند تا ابد
باقیات الصالحات آمد کریم | رسته از صد آفت و اخطار و بیم
گر هزارانند یک تن بیش نیست | چون خیالات عدد اندیش نیست
آکل و ماکول را حلق است و نای | غالب و مغلوب را عقل است و رای
حلق بخشید او عصای عدل را | خورد او چندان عصا و حبل را
واندرو افزون نشد زان جمله اکل | زانکه حیوانی نبودش اکل و شکل
مر یقین را چون عصا هم حلق داد | تا بخورد او هر خیالی را که زاد
پس معانی را چو اعیان حلقهاست | رازق حلق معانی هم خداست

مرے ماہی تک نقل حلق ہر | کہ بجذب اس کے با حلق ہے
فکر تن سے خالی ہوئے خلق جان | روزی اجلالی ہو اسکی ہر زمان
حلق عقل و دل کا خالی فکر سے | جو ہوا تو پایا رزق بکر سے
اسکو تبدیل مزاج اب شرط ہے | کہ مزاج بد ہلاکت کو رسے
جو مزاج آدمی گل خوار ہو | زرد و بدرنگ اور لبن بیمار ہو
بد مزاج اسکا تبدل جو ہوا | اسکی زشتی شمع سا رخ بنا
دایہ کہ وہ طفل شیر آموز کے | ہے برے منہ کو وہ خو نعمت کی دے
اسپہ گر وہ باندھے یک پستان کی | کھولے سو راہ اسپہ وہ بستان کی
کہ ہوئی پستان حجاب اس طفل پہ | سیکڑوں نعمت و خوان و نان سے
زندگی اپنی ہے ترک شیر پر | تھوڑی تھوڑی کوشش اب تو سمیٹ
پیٹ میں بچہ جو تھا خون تھی اسکی غذا | مومن اسکو اب نجس ہے پاتا
جو تھا بچہ آدمی خون خوار تھا | خون سے ہستی تھی اسکی اور غذا
ترک خون سے شیر تھا اسکی غذا | شیر چھوڑا لقمہ وہ کھانے لگا
چھوڑ کر لقمہ چھوڑا لقمانی ہوا | طالب مطلوب پنہانی ہوا
رحم میں بچہ کو کہتا گر کوئی | باہر اس سے اک جہان ہے اور بھی
اک زمین خوش ہے چوڑی اور بڑی | اسکے اندر نعمتیں بے حد پڑی
کوہ ہیں اور بحر ہیں اور دشت ہیں | باغ ہیں بستان ہیں اور کشت ہیں
آسمان ہے بس بلند و پر ضیا | چاند و سورج اور ستارے سے بھرا
اور جنوبی اور شمالی باد سے | باغ و بستان اور خوشی شادی کے
وصف عجائب کا ہو اسکے کب بیان | کر نہ اس ظلمت میں تو اسکا امتحان
خون کھانے تو شکنجہ تنگ میں | اور زندان تو حبس پر رنگ میں
حسب حال اپنے کے منکر ہوتا وہ | اس رسالت سے ہی کافر ہوتا وہ
کہ محال اور ہے فریب و ہے غرور | کیونکہ وہم اندھے کا ہے معنی سے دور
جنس شے دیکھی نہ ادراک نے | کب سنے اور ایک منکر ناک سے
ایسی خلق عام کو اندر جہان | دیتے ابدال اس جہان سے ہیں نشان

پس ز ماهی تا مه از خلق نیست | که بجذب مایه او را خلق نیست
خلق جان از فکر تن خالی شود | آنگهی روزیش اجلالی شود
خلق عقل و دل چو خالی شد ز فکر | آفت او بی هنر سدهٔ رزق بکر
شرط تبدیل مزاج آمد بدان | کز مزاج بد بود مرگ بدان
چون مزاج آدمی گل خوار شد | زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد
چون مزاج زشت او تبدیل یافت | رفت زشتی از رخش چون شمع تافت
دایه کو طفل شیر آموز را | تا بنعمت خوش کند بدپوز را
گر ببندد راه آن پستان برو | بر گشاید راه صد بستان برو
زانکه پستان شد حجاب آن ضعیف | از هزاران نعمت و خوان و رغیف
پس حیات ماست موقوف فطام | اندک اندک جهد کن تم الکلام
چون جنین بد آدمی خون بد غذا | از نجس مؤمن برد پاکی کذا
چون جنین بد آدمی خونخوار بود | بود او را بود از خون آب و دود
از فطام خون غذااش شیر شد | وز فطام شیر لقمه گیر شد
وز فطام لقمه لقمانی شود | طالب مطلوب پنهانی شود
گر جنین را کس بگفتی در رحم | هست بیرون عالمی بس منتظم
یک زمین خرمی با عرض و طول | اندرو صد نعمت و چندین اکول
کوه‌ها و بحرها و دشت‌ها | بوستان‌ها باغ‌ها و کشت‌ها
آسمانی بس بلند و پر ضیا | آفتاب و ماهتاب و صد سها
از شمال و از جنوب اندر بود | باغ‌ها دارد عروسی‌ها و سور
در صفت ناید عجب‌های آن | تو درین ظلمت چه‌ای در امتحان
خون خوری در چار میخ تنگنا | در میان حبس و انجاس و عنا
او بحکم حال خود منکر بدی | زین رسالت معرض و کافر شدی
کاین محالست و فریبست و غرور | زانکه وهم کور ازین معنی است دور
جنس چیزی چون ندید ادراک او | نشنود ادراک منکرناک او
همچنانکه خلق عام اندر جهان | زان جهان ابدال میگویندشان

کہ جہان یہ کیا اک تاریک ہے تنگ / اک جہان باہر ہے اور بے بو و رنگ
پس کسی نے بھی نہ انمین سے سنا / جو طمع آئی حجاب انکو ہوا
کان کو کردی طمع سننے سے بند / آنکھ کو کردے غرض دیکھنے سے بند
جیسے اس بچہ کو طمع خون نے / کہ غذا اسکی وطن مین وہی ہے
رکھا محجوب اس جہان کی بات سے / خون تن دل لے کیا محبوب ہے
اسلیے نعمت سے وہ تنہا رہا / نے سواے خون اسے کھانا ملا
اس جہان کی تجھ پہ بس طمع خوشی / اس خوشی جاوید کی پردہ ہوئی
طمع ذوق اس حیات خام نے / کر دیا اندھا حیات بخت سے
کر دے اندھا طمع خوب تجکو جان / اور یقین تیرا چھپا دے بیگمان
حق تجھے باطل دکھے بس طمع سے / تجھ مین اندھا پن بڑھے بس طمع سے
طمع سے بیزار ہو جوں راستان / تا رکھو پیر بر پا وہ آستان
آئے اس در کے جو اندر وہ چھٹے / شادی و غم سے قدم باہر رکھے
چشم و جان روشن ہو تیری بالیقین / بے سیاہی کفر کے ہو نور دین
دید بیرون لے تو جان سر کر قبول / تا کہ چھوٹے خوف سے نے ہو ملول
قصہ تمثیل کا اک اب سن بیان / تا حقیقت مین تو پائے نور جان

کاین جهان چاهیست بس تاریک و تنگ / هست بیرون عالمی بی بو و رنگ
هیچ در گوش کسی زایشان نرفت / کاین طمع آمد حجابی ژرف زفت
گوش را بندد طمع از استماع / چشم را بندد غرض از اطلاع
همچنانکه آن جنین را طمع خون / کان غذای اوست در اوطان دون
از حدیث این جهان محجوب کرد / خون تن را بر دلش محبوب کرد
زین همه انواع نعمت ماند فرد / غیر خون او می نداند چاشت خورد
بر تو هم طمع خوشی این جهان / شد حجاب آن خوشی جاودان
طمع ذوق این حیات پر غرور / از حیات راستینت کرد کور
پس طمع کورت کند نیکو بدان / بر تو پوشاند یقین را بیگمان
حق ترا باطل نماید از طمع / در تو صد کوری فزاید از طمع
از طمع بیزار شو چون راستان / تا نهی پا بر سر آن راستان
کاندران در چون درآیی وارهی / از غم و شادی قدم بیرون نهی
چشم جانت روشن و حق بین شود / بی ظلام کفر نور دین شود
بنگری آن را بدیده سو بجان / تا رهی از خوف و مانی در امان
بشنو اکنون قصه تمثیل آن / تا بیابی در حقیقت نور جان

قصہ اس دانا کا کہ بیابانمین بعضے مردم سے ملا اور وصیت کی کہ پیل کے بچو نکو مت کھانا

قصه دانایی که در بیابان به بعضی مردمان رسید و وصیت کرد که پیل بچگان مخورید

وہ سنا ہو تو نے ہندستان مین / دیکھا دانا نے کہ کچھ احباب ہین
بھوکے ننگے اور نکچھ سامان رکھین / اور سفر سے دور کر وہ آگئے ہین
مہر دانائی کو جوش اسکی ہوا / مثل گل کھلکر سلام انکو کیا
بولا مین نے تمکو جانا بھوک سے / رنج و غم اس کربلا مین لبکہ ہے
لیکن اللہ اللہ اے قوم جلیل / تا نہ ہرگز کھانا تم فرزند پیل
اس طرف ہی کو پیل اب جاتے ہو تم / پند جان سے بس شنو میری کو تم
ہین تمہاری رہ مین بچے پیل کے / تم شکار انکا ہوا اچھا جانتے

آن شنیدی تو که در هندوستان / دید دانایی گروهی دوستان
گرسنه مانده شده بی برگ و عور / می‌رسیدند از سفر وز راه دور
مهر دانائیش جوشید و بگفت / خوش سلامیشان و چون گلبن شکفت
گفت دانم کز تجوع وز خلا / جمع آمد رنجتان زین کربلا
لیک الله الله ای قوم جلیل / تا نباشد خوردتان فرزند پیل
پیل هست این سو که اکنون می‌روید / پند من از جان و از دل بشنوید
پیل بچگانند اندر راهتان / صید ایشان هست بس دلخواهتان

بس ظریف ہین اور لطیف از بس ہین	لیکن انکی ہان ہر آنکی گھات مین
واسطے بچونکے سو فرسنگ راہ	اوگھومتی ہے نالہ کرتی اور آہ
اسکے نکلنے سونڈ سے آگ اور دھوان	بچہ مرحوم آسکے ہے سوا ان
اولیا اطفال حق ہین ای پسر	ہین حضور و غائبی مین با خبر
غائبی مین انکا نقصان مت کرو	لینہ وہ انکی رکھے جان کیلیے
بولا میرے طفل ہین یہ اولیا	ہین غریبی مین اسیری سے سوا
امتحانا ہین وہ بس خوار و یتیم	پر ہو نہین اسرار مین انکے ندیم
عصمتین میری ہین سبکی پشتی پنہ	گویا وہ تحقیق ہین اجزا مرے
ہان یہ گدڑی پوش جملہ میرے ہین	سیکڑون ہین پر یہ اک تن ہین
ورنہ موسیٰ با عصا سے پر ستم	کرتا کب فرعون کو زیر و زبر
ورنہ نوح اک بددعا سے کرتا کب	مشرق و مغرب کو غرق آب سب
کھودتی کب لوط کی اک بددعا	اسکے سب شہرون کو از سر تا بپا
شہر جملہ اسکے جون فردوس تھے	دجلۂ آب سیہ دیکھو آب سے
شام مین تو اسکو جا کر دیکھلے	راہ مین بیت المقدس کر دو تبے
سیکڑون ہین اولیائی حق پرست	ہر قرن مین ہین سیاستہا بدست
اگر کرون انکا بیان ہووے فزون	یہ جگر کیا کوہ بھی ہو جاے خون
کوہ خون ہو جاے اور وہ پھر ہے بستہ	تجکو کوری سے نخون ہوتا دستہ
فرقہ اندھا دور بین اور تیز چشم	پھر نہ دیکھے اونٹ کر دو غیر پشم
حرص کو حیلے سے دیکھے مو بمو	رقص بے حاصل کرے جون ریچھ تو
مو بمو حرص اپنی دیکھے ہے بشر	رقص خالی خیر سے اور پر یہ شر
رقص کر وان پر کہ توڑے خود کو تو	ریش شہوت سے نکالے روئی تو
رقص جولان کرتے ہین میدان مین	رقص اپنے خون مین کرتے ہین
ہین بجاتے تالیان خود سے چھٹین	رقص کرتے ہین کہ نقصان سے کہین
ہین بجاتے مطرب اندر انکے وقت	انکی شورش پے ہین لاتے بحر کف
تو نہین دیکھے ہے پتے شاخ سے	تال دیتے اور صبا سے ناچتے

بس ظریف اند و لطیف اند بین	لیک شادر شان بود اندر کمین
از پی فرزند صد فرسنگ راه	می بگردد در حنینش وای آه
دود آتش آید از خرطوم او	الحذر از کودک مرحوم او
اولیا اطفال حق اند ای پسر	غائبی و حاضری بس با خبر
غائبی مندیش از نقصان شان	کو کشد کین از برای جان شان
گفت اطفال من اند این اولیا	در غریبی فرد از کار و کیا
از برای امتحان خوار و یتیم	لیک اندر سر منم یار و ندیم
پشت دار جمله عصمتهای من	گوئیا هستند خود اجزای من
هان و هان این دلق پوشان من اند	صد هزار اندر هزار و یک تن اند
ورنه کی کردی بیک چوب هنر	موسئی فرعون را زیر و زبر
ورنه کی کردی بیک نفرین بد	نوح شرق و غرب را غرقاب خود
بر نکندی یک دعای لوط راد	جمله شهرستان شان را بی مراد
گشت شهرستان چون فردوس شان	دجلهٔ آب سیه رو بین نشان
سوی شام است این نشان و این خبر	در ره قدسش ببینی بر گذر
صد هزاران اولیای حق پرست	خود بهر قرنی سیاستها بدست
گر بگویم این بیان افزون شود	خود جگر چه بود که کهها خون شود
خون شود کهها و باز آن بفسرد	تو نبینی خون شدن کوری و رد
طرفه کوری دوربین تیز چشم	لیک از اشتر نه بیند غیر پشم
مو بمو بیند ز صرفه حرص انس	رقص بی مقصود دارد همچو خرس
مو بمو بیند ز حرص خود بشر	رقص او خالی ز خیر و پر ز شر
رقص آنجا کن که خود را بشکنی	پنبه را از ریش شهوت برکنی
رقص جولان بر سر میدان کنند	رقص اندر خون خود مردان کنند
چون رهند از دست خود دستی زنند	چون جهند از نقص خود رقصی کنند
مطربان شان از درون دف میزنند	بحرها در شورشان کف میزنند
تو نه بینی برگها بر شاخها	کف زنان رقصان ز تحریک صبا

جیسے خواب رسول اللہ صلعم از استر پاگو شوم قیم حق سے پس رحمت کی راہی ہوا ... فافہم

تو نہ دیکھے لیکن اُنکے بہر کان | برگ شاخون پر بجانے تالیان
تو نہ دیکھے بے بجانے تالیان | کان دل کے چاہیئے تجکو کان
کان تن کر بند کر تو جھوٹ سے | تاکہ دیکھے شہر جان پر نور سے
منھ کو اپنے جھوٹ سے کر بند تو | اُسکے منھ کے مت سوا کر گفتگو
کان احمد کا سُنے سے یہ سخن | اُسکو آیت مین کہے حق ہو اُذن
گوش و دیدہ ہے نبی سر تا قدم | رحمت حق وا‌ئی پر ہیجے ہین ہم
بات یہ بے انتہا ہے پھیر جلو | سوے اہل پیل اور آغاز کو

تو نہ بینی لیک بہر گوش شان | برگہا با شاخہا ہم کف زنان
تو نہ بینی برگہا را کف زدن | گوش دل باید نہ این گوش بدن
گوش سر بربند از ہزل و دروغ | تا ببینی شہر جان را با فروغ
این دہانت بند از ہزل اے عمو | جز حدیث روے او چیزے مگو
سر کشد گوش محمد در سخن | کش بگوید در نبی حق ہو اذن
سر بسر گوش ست و چشم ست آن نبی | رحمت حق مرضع ست ما صبی
این سخن پایان ندارد باز ران | سوے اہل پیل و بآغاز ران

باقی قصہ اعتراض کرنیوالون بچہ پیل کا

بقیہ قصہ متعرضان بچہ پیل بچگان

ہر دہانکو سونگھتا بس پیل ہے | گرد معدہ ہر بشر کے پھیرے
نے بھوکھا جہان پاسے کباب | تاکہ بدلا اُس سے لے دیکر عذاب
بندگان حق کا کھاے گوشت جو | غیبت اُنکی کرکے بدلا پائے وہ
بند تمہارے سونگھے جو خالق ہے دو | کب بچے جان اُس سے پر صادق ہو دو
اسپنے ہے افسوس اُسکی بو کو لے | گو زمین ہمراہ نکیرون کے دے
منھ چھپا سکتا نہین کچھ بس سے وہ | ورنہ بو کھو سکتا منھ سے اپنے وہ
اصل پانی ہے نہین رو پوش کو | راہ حیلہ ہے نعقل و ہوش کو
گرز اُنکا خوب سا کوٹا کرے | سر کو پاؤن تک ہر اک خوار کے
گرز عزرائیل کا تو دیکھ اثر | شکل چوب آہن نہ آئے گر نظر
گاہ ہر گاہ ہے فشکل بھی آئے نظر | اُس سی اُس رنجور کو ہو وی خبر
وہ کہے رنجور اے یار و مرے | کون سر پر ماری میرے تیغ ہے
تُنے کسی کو دیکھتے ہین اُسکے یار | اُس سے کہتے ہیں کہ اے میرے یار
نے ہمین دکھتا ہے تیرا یہ خیال | ہے خیال اب کیا کہ یہ بے انتقال
ہے خیال اب کیا کہ چرخ اُٹھا ہوا | اُسکے ورے تو خیالی ہوگیا
گرز اور تیغ آگئے اُس بیمار کے | ہوگئے محسوس و سر معکوس ہے
وہ بھی دیکھے کہ وہ اُسکے لیے | چشم دشمن دوست کو نگے وہ رکھے

ہر دہان را پیل بوئی مے کند | گرد معدہ ہر بشر بر مے کند
تا کجا یابد کباب پور خویش | تا نماید انتقام و زور خویش
گوشتہای بندگان حق خوری | غیبت ایشان کنی کیفر بری
ہین کہ بویای دہانتان خالق ست | کی برد جان غیر آن کو صادق ست
وای آن افسوسی کش بوے گیر | باشد اندر گور منکر و نکیر
نے دہان دزدیدن امکان زان مہان | نی توان خوش کردن از دارو دہان
آب و روغن نیست مر روپوش را | راہ حیلت نیست عقل و ہوش را
چند کوبد ضربہاے گرزشان | بر سر ہر ژاژ خاے ہرزہ شان
گرز عزرائیل را بنگر اثر | گر نبینی چوب آہن در صور
ہم بصورت می نماید گہ گہی | زان ہمان رنجور باشد آگہی
گوید آن رنجور کای یاران حرم | چیست این شمشیر بر فرقم سرم
چون نمی بیند کس از یاران او | در جواب آیند یاران کای عمو
ما نمی بینیم باشد این خیال | چہ خیال ست این کہ ہست این انتقال
چہ خیال ست این کہ این چرخ نگون | از نہیب این خیالی شد کنون
گرزہا و تیغہا محسوس شد | پیش بیمار و سرش منکوس شد
او ہمی بیند کہ آن از بہر اوست | چشم دشمن بستہ زان چشم دوست

حرص دورا اور خشم تیز اسکی ہوئی | خشم ہوئی رد تھن جو خونریزی کری
مرغ بے ہنگام خشم اسکی ہوئی | ہے نتیجہ کبر کا اسکے یہی
کاٹنا سر واجب آیا مرغ کا | کہ بجاتا وہ جرس بے وقت تھا
ترغ ہر دم تیرے جزو جان کو | ترغ جان مین دیکھ تو ایمان کو
عمر تیری زر کی ہمیانی سے ہے | رات دن دینار کی گنتی سے ہے
گنتا اور دیتا ہے زر کو اسلیے | تاکہ خالی ہو کثافت سے بھرے
کوہ سے لے عوض اسکے رکھے | کوہ اس دینے سے آخر کو گرے
پس تو رکھ ہر دم کی جا پر اک عوض | تاکہ واسجد واقترب سے لے غرض
مت کر ہر کوشش ثواب کل کام مین | کرنا ہے تو کر جو دین کے کام مین
جائیگا آخر کو تو بس ناتمام | کام ابتر تیرے مین روٹی ہو خام
وہ عمارت کرنا گور و لحد ہے | ہر سنگ و چوب سے نے اینٹ سے
ہر صفا مین گور اپنی کھود دے | اور خودی اسکی خود ہی مین گاڑ دے
تاک دفون اسکے غم کا ہووے جو | تا مدد دم کو تیرا اس دم سے ہو
منبر و گنبد ہے جو کہ قبر پر | ہے نہ اصحاب معانی کا وہ گھر
دیکھ تو اب زندہ اطلس پوش کو | کچھ بھی اطلس سے ملا ہے ہوش کو
ہے عذاب منکر و نعبین انکی جان | غم کا بچھو غمکدہ مین ہے نہان
ظاہرا مین نقش باہر سے رکھے | اور بد اندیشی اندر سے رکھے
اور گندی پوشش مین بس پائے تو | جون نبات اندیشہ و شکر بات کو

حرص دنیا رفت خشمش تیز شد | خشم او ردّ و نحس کی چون خونریز شد
مرغ بے ہنگام شد آن خشم او | از نتیجہ کبر بود آن خشم او
سر بریدن واجب آمد مرغ را | کو بغیر وقت جنبانید درا
ہر زمان نزعیست جزو جانت را | بنگر اندر نزع جان ایمانت را
عمر تو مانند ہمیان زرست | روز و شب مانند دینار اشمرست
بے شمار و مید ہد زر بیوقوف | تا کہ خالی گردد و آید خسوف
گر ز کہ بستانی و ننہی بجاے | اندر آید کوہ ز آن دادن ز پاے
پس بنہ بر جای ہر دم را عوض | تا ز واسجد واقترب یابی غرض
در تمامی کارہا چندین مکوش | جز بکاری کہ بود در دین مکوش
عاقبت تو رفت خواہی ناتمام | کارہایت ابتر و نانت تو خام
وین عمارت کردن گور و لحد | از بسنگ ست و بچوب و نے بعد
بلکہ خود را در صفا گوری کنے | در منی آن کنی دفن این منی
خاک او گردی و مدفون غمش | تا دمت یابد مدد ہا از دمش
گور خانہ قبہ ہا و کنگرہ | نبود از اصحاب معنی آن سرہ
بنگر اکنون زندہ اطلس پوش را | ہیچ اطلس دست گیرد ہوش را
در عذاب منکرست آن جان او | کژدم غم در دل عمدان او
از برون بر ظاہرش نقش و نگار | وز درون اندیشہ ہایش زار زار
وان یکی بینی در آن دلق کہن | چون نبات اندیشہ و شکر سخن

رجوع طرف حکایت مسافر و پیل بچون کے

بولا ناصح پند میری تم سنو | استحان جان و دل سے تم چھٹو
گھانس و پتے کھا کے قانع تم رہو | پیل بچون کا شکار اب مت کرو
مین نے گردن سے نکالا دلم پند | جز سعادت کے نہو انجام پند
آیا تبلیغ رسالت کو ہون مین | تا ندامت سے چھڑاؤن مین تمہین
کہ مبادا طمع ہو دے راہزن | طمع ساماں کی تمہاری بیخ کن

رجوع بحکایت مسافران و پیل بچگان ست

گفت ناصح بشنوید این پند من | تا دل و جان تان نگردد ممتحن
با گیاہ و برگہا قانع شوید | در شکار پیل بچگان کم روید
من برون کردم ز گردن دام نصح | جز سعادت کے بود انجام نصح
من بہ تبلیغ رسالت آمدم | تا رہانم مر شما را از ندم
ہین مبادا کہ طمع تان رہ زند | طمع برگ از بیخہا تان بر کند

یہ کہا اور الوداع کہہ کر دیا — قحط و بھوک آگئی ہوئی رہ میں بڑی
راہ میں دیکھا انھوں نے ناگہاں — پیل بچہ موٹا تو پیدا وہاں
بھیڑیوں کے مثل دوڑے آسیہ تو — خوب کھایا اور دھویا ہاتھ کو
ایک ہمرہی نے کھایا نہ دی — بات اس درویش کی جو یاد تھی
بات وہ مانع کیا بون کی ودی — بخت تو پایا جو کہنہ عقل تھی
پس وہ لیٹے اور سب وہ سو گئے — وہ جگا بھوکا حفاظت کے لیے
دیکھا اسنے پیل مست اک آگیا — پہلے وہ درپے حفاظت کا ہوا
سونگھا منہ اسکے کو اسنے تین بار — کوئی بو اسکو نہ آئی ناگوار
گرد پھیر کر چند بار اسکے گیا — کچھ نہیں شہ پیل نے اسکو کہا
سونگھنا تھا منہ ہر اک خفتہ کا — آئی بو خفتوں سے تھی اس پیل کو
جو کباب پیل بچے کھا گئے تھے — پھاڑا اور مارا انھیں اس پیل نے
اس گروہ سے ایک کو مارتا — اس گھڑی کچھ ڈر نہ آئے اسکو تھا
پھینکا اس سبکو ہوا پر ختم سے — اور زمین پر مارتا ٹکڑے ہوئے
راہ سے اے بیج نوای خونخوار خلق — تا نہ اسکا خون پکڑے تیرا حلق
مال انکا انکا خوں ہے جان لے — کیونکہ حاصل مال ہوتا مکر سے
پیل بچہ کی تو ماں کینہ رکھے — پیل بچہ خوار سے بدلا وہ لے
پیل بچہ اے گدا کھاتا ہے تو — پیل دشمن کھینچ دے تیرے مغز کو
بو نے رسوا کر دیا مکار کو — اپنے کی ہے جانے پیل بو
بوئے حق جو یمن سے پائی ہے — کیا نہ سمجھے گا باطل اب ہم سے
مصطفی جو بو کو پائے دور سے — بو ہماری کو نہ پائے کس لیے
پاتا ہے لیکن چھپاتا ہم سے ہے — بوی نیک و بد ہی جاتی چرخ پہ
تو تو بس سوتا ہے وہ بوی حرام — آسمان پہ پہنچتی ہے صبح و شام
تیرے بد نفسوں کے ہمراہ جاتی ہے — چرخ کی بوگیر تک وہ آتی ہے
بوی کبر اور بوی حرص اور بوی آز — بات کرنے میں ہے آتی جون پیاز
گر قسم کھا کے کہ میں کب کھاتا ہوں — میں پیاز و سیر سے تقوی کرتا ہوں

این بگفت و خیربادی کرد و رفت — گشت قحط و جوعشان در راه زفت
ناگهان دیدند سوی جاده‌ای — پور پیلی فربهی نو زاده‌ای
اندر افتادند چون گرگان مست — پاک خوردندش فرو شستند دست
آن یکی همره نخورد و پند داد — که حدیث آن فقیرش بود یاد
از کبابش مانع آمد آن سخن — بخت نو بخشد ترا عقل کهن
پس بیفتادند و خفتند آن همه — آن گرسنه پاسبان آن رمه
دید پیلی سهمناکی می‌رسید — اولا آمد سوی حارس دوید
بوی می‌کرد آن دهانش را سه بار — هیچ بوی زو نیامد ناگوار
چند باری گرد او برگشت و رفت — مر ورا نازرد آن شه پیل زفت
مر لب هر خفته را بوی کرد — بوی می‌آمد ورا زان خفته مرد
از کباب پیل زاده خورده بود — بردرانید و بکشتش پیل زود
در زمان او یک یک را زان گروه — بردرانید و نبودش زان شکوه
بر هوا انداخت هر یک را گزاف — تا همی زد بر زمین می‌شد شکاف
ای خورنده خون خلق از راه برد — تا نیارد خون ایشانت نبرد
مال ایشان خون ایشان دان یقین — زانکه مال از زور آید در یمین
مادر آن پیل بچگان کین کشد — پیل بچه خواره را کیفر کشد
پیل بچه میخوری ای پاره خوار — هم برآرد خصم پیل از تو دمار
بوی رسوا کرد مکر اندیش را — پیل داند بوی طفل خویش را
آنکه یابد بوی حق را از یمن — چون نیابد بوی باطل را ز من
مصطفی چون برد بوی از راه دور — چون نیابد از دهان ما بخور
هم بیابد لیک پوشاند ز ما — بوی نیک و بد برآید بر سما
تو همی خسپی و بوی آن حرام — میزند بر آسمان سبزفام
همره انفاس زشتت می‌شود — تا به بوگیران گردون می‌رود
بوی کبر و بوی حرص و بوی آز — در سخن گفتن بیاید چون پیاز
گر خوری سوگند من کی خورده‌ام — از پیاز و سیر تقوی کرده‌ام

وہ قسم خود تیری غمازی کرے | اور دماغ ہمنشین پر کھول دے
آن دمت سوگند غمازی کند | بر دماغ ہمنشینان بر زند

بس دعا اس بو سے رد ہو اس زمان | ہو بھی دل کی زبان سے بس عیان
پس دعا بارد شود از بوی آن | آن دل کژ می نماید در زبان

اس دعا کا اخسئوا آئے جواب | ہر دعا کا چوب رد ہو و عذاب
اخسئوا آمد جواب آن دعا | چوب رد باشد جزای ہر دغا

بات ٹیڑھی معنے سیدھے ہو ترا | ہے کجی لفظوں کی مقبول خدا
گر حدیث کژ بود معنیت راست | آن کژی لفظ مقبول خداست

معنے ٹیڑھا لفظ سیدھا ہو ترا | وہ نہ لائق ہووے معنی کچھ ذرا
در بود معنے کژ و لفظت نکو | آن چنان معنی نیرزد یک تسو

بیان میں خطا محبوبوں کی کہ بہتر صواب بیگانوں سے ہے
در بیان خطاء محبان کہ بہتر از ثواب بیگانگان است

وہ بلال صادق اندر بانگ کے | جیسے کو ہے کہتا تھا بس ناز سے
آن بلال صدق در بانگ نماز | حی را ہی ہی ہمی خواند از روی نیاز

دلے حضرت سے صحیح یہ ہے نہیں | یہ خطاب اب ہے کہ ہے آغاز دین
تا بگفتند ای پیمبر نیست راست | این خطا اکنون کہ آغاز بناست

اے نبی اللہ و محبوب خدا | اک موذن کہ فصیح تر ہو بلا
ای نبی و ای رسول کردگار | یک موذن کو بود افصح بیار

عیب ہو سر اول دین و صلاح | لحن سے کہنا کہ حی علی الفلاح
عیب باشد اول دین و صلاح | لحن خواندن لفظ حی علی الفلاح

پس خفا ہو کر پیمبر نے کہا | ایک دو رمز خفی کو برملا
خشم پیغمبر بجوشید و بگفت | یک دو رمزی از عنایات نہفت

اے کمینو نزد حق ہے بلال | سیکڑوں حی حی سے بہتر ہے جو قال
کای خسان نزد خدا ہی ہی بلال | بہتر از صد حی حی و قیل و قال

مت کھنگولو تمہارے بھید کو | کہدوں ظاہر اول و آخر جو ہو
وا مشورانید تا من رازتان | وا نگویم زآخر و آغازتان

گر دعا میں پاک دم نہ تو رکھے | جا دعا اہل صفا سے جا کے لے
گر نداری تو دم خوش در دعا | رو دعا می خواہ ز اخوان صفا

حکم کرنا حق تعالی کا موسی علیہ السلام پر کہ اس منہ سے مجکو پکار کہ جس منہ سے تو نے گنہ نہ کیا ہو
امر کردن حق تعالی بہ موسی علیہ السلام کہ بدعائی خوان مرا بدہان کہ گناہ نکردہ باشی

اسلیے حق نے یہ موسی سے کہا | جبکہ حاجت چاہے تو اندر دعا
ہم ازین فرمود با موسی خدا | وقت حاجت خواستن اندر دعا

اے کلیم اللہ مجھ سے لے پناہ | ایسے منہ سے کہ کیا جسنے گناہ
کای کلیم اللہ ز من میجو پناہ | با دہانی کہ نکردی تو گناہ

بولا موسی وہ نہ منہ حاصل مجھے | بولا ہمکو چاہ منہ سے غیر کے
گفت موسی من ندارم آن دہان | گفت ما را از دہان غیر خوان

یا تو کر ایسا کہ منہ تیرے لیے | رات دن از بس دعا کرتا رہے
آن چنان کن کہ دہانہا مر ترا | در شب و در روزہا آرد دعا

کب کیا منہ غیر سے تو نے گناہ | تو دہان غیر سے کہہ اے الہ
از دہان غیر کے کردی گناہ | از دہان غیر برخوان ای الہ

یا دہن اپنے کو اے تو پاک کر | اپنی کو بان کو تیز او رچالاک کر
یا دہان خویشتن را پاک کن | روح خود را چابک و چالاک کن

ذکر حق ہے پاک جب پاکی ملے | بس پلیدی لیکے سامان چل بسے
ذکر حق پاکست چون پاکی رسید | رخت بر بندد برون آید پلید

اردو ترجمہ		فارسی متن	
بھاگتی ہے ضد سے اب ضد بات یہ	رات بھاگے جبکہ روشن روز ہو	می گریزد ضدها از ضدها	تب گریزد چون برافروزد ضیا
نام پاک آئی دہن میں جب میاں	نے پلیدی رہوی اور نے وہاں	چون برآید نام پاک اندر دہان	نے پلیدی ماند و نے آن دہان

بیان میں اس بات کے کہ اللہ کہنا نیازمند کا عین لبیک کہنا حق کا ہے | در بیان آنکہ اللہ گفتن نیازمند عین لبیک گفتن حق ست

اردو ترجمہ		فارسی متن	
کہتا اک تھا اللہ اللہ رات کو	میٹھا اُسکے ذکر سے منہ تا کہ ہو	آن یکے اللہ می گفتے شبے	تا کہ شیرین گردد از ذکرش لبے
بولا شیطان اسکو جب اے سخت رو	کب تلک تو کہو وے لے بسیار گو	گفت شیطانش خمش اے سخت رو	چند گوئی آخر اے بسیار گو
سرکشی سے تو نے یا اللہ کہا	پر نہ لبیک ایک اللہ نے سنا	این ہمہ اللہ گفتی از غلو	خود یکے اللہ را لبیک کو
کچھ جواب اسکی نہ درگہ سے ملے	کب تلک اللہ کہے تو آپ سے	می نیاید جواب از پیش تخت	چند اللہ میزنی با روے سخت
دل شکستہ ہو کر اُسنے سر رکھا	خواب میں دیکھا خضر کو سبز کپڑا	او شکستہ دل شد و بنہاد سر	دید در خواب او خضر را در خضر
بولا تو کیون ذکر سے عاجز ہوا	کیون پشیمانی کو اسنے بس رکھا	گفت ہین از ذکر چون وا ماندۂ	چون پشیمانی ازان کش خواندۂ
بولا نے لبیک کا آیا جواب	اسلیے ہی خوف کہ ہون رد باب	گفت لبیکم نمے آید جواب	زان ہمی ترسم کہ باشم رد باب
خضر بولا یہ کہا حق نے سخن	مجھ سے کہہ جا کر کہو اے ممتحن	گفت خضرش کہ خدا گفت این بمن	کہ برو با او بگو اے ممتحن
کہنا وہ اللہ ترا لبیک ہے	یہ نیاز و سوز میرا پیک ہے	گفت آن اللہ تو لبیک ماست	این نیاز و سوز و دردت پیک ماست
مین ہی تجکو کام مین لایا ہون نہیں	اور کیا مشغول تجکو ذکر مین	نے ترا در کار من آوردہ ام	نے کہ من مشغول ذکرت کردہ ام
چارہ جوئی اور حیلے سے ترے	جذب میرا ہونا تو کوشش تجھے	حیلہ ہا و چارہ جوئی ہاے تو	جذب ما بود و گشاد آن پاے تو
عشق و ڈر تیرا ہمارا لطف ہے	جملہ لبیکین ہیں یارب مین ترے	ترس و عشق تو کمند لطف ماست	زیر ہر یارب تو لبیکہاست
جان جاہل کی دعا سے دور ہے	کہنا یارب اسکا نے دستور ہے	جان جاہل زین دعا جز دور نیست	زانکہ یارب گفتنش دستور نیست
بس دہان و لب اسکے قفل ہین	تا نہ روئے ساتھ حق کے رنج مین	بر دہان و بر دلش قفل ست و بند	تا ننالد با خدا وقت گزند
ملک و مال اور بہت فرعون کو دیا	تا کیا بس اسنے دعوائے خدا	داد مر فرعون را صد ملک و مال	تا بکرد او دعوے عز و جلال
عمر بھر اسنے نہ دیکھا درد سر	تا نہ روئے سوئے حق وہ بدگہر	در ہمہ عمرش ندید او درد سر	تا ننالد سوے حق آن بدگہر
اس جہان کا سارا ملک اسکو دیا	حق نے اُس منہ کو نہ رنجیدہ کیا	داد او را جملہ ملک این جہان	حق ندادش درد و رنج و اندہان
اسلئے وہان سخت رنج کا بار گران	اپنے یارونکو دیا اندر جہان	زانکہ درد و رنج بایا آن گران	شد نصیب دوستانش در جہان
بہتر اس ملک جہان سے درد ہے	تا کہ پوشیدہ خدا کو تو پڑھے	درد آمد بہتر از ملک جہان	تا بخوانی تو خدا را در نہان
پڑھنا بے درد اسکو ہے افسردگی	پڑھنا با درد اسکو ہے دل بردگی	خواندن بے درد از افسردگی ست	خواندن با درد از دل بردگیست
زیر لب وہ کھینچنا آواز کا	یاد کرنا مبدء و آغاز کا	آن کشیدن زیر لب آواز را	یاد کردن مبدء و آغاز را

وہ ہو آواز صافی اور حزین — کای خدا اے مستغاث وای معین
اسکی رہ مین نالہ سگ جذبہ سے ہے — قید رہزن کی ہر اک راغب کے ہے
جو سگ کہف اک پڑا مردار ہے — بادشاہ ہو نکے وہ بیٹھا خوان پے
کھاتا ہے وہ تا قیامت پیش غار — مثل عارف آب رحمت بیشمار
ای بہت سگ پوست ایسے نام مین — پاتے پردہ مین ولے وہ جام مین
جان وار اس جام کو تو واسطے — بے جہاد و صبر نصرت کب ملے
صبر کرنے مین نہ لگتی ہو حرج — صبر کر کالصبر مفتاح الفرج
نے کوئی بے صبر و حزم اس سے چھٹا — ہاتھ پاؤن صبر ہے خود حزم کا
حزم کر کھانے مین ہے زہری گیا — حزم کرنا بس ہے نور اولیا
لوڈتی ہے کاہ تو ہر باد سے — بادلی کب کوہ حرکت بس کرے
ہر طرف تجکو بلاتا غول ہے — کہ برادر راہ بیا وے لے ہے
رہ بتاؤن اور رفیق ہوؤن ترا — ہو نہین اس بار کے وہین پیشوا
نے وہ رہ جانے نہ وہ ہے پیشوا — یوسفا اس گرگ خو کی سو نہ جا
حزم وہ ہے کہ نہ دین تجکو فریب — چرب و شیرین دانے دنیا کے حبیب
چرب شیرین کو نہین وہ رکھین — سحر پڑھکے پھوکتے ہین کان مین
کہ تو آ مہمان مرے اے روشنی — گھر ترا مالک اور تو مالک ہے مری
حزم وہ ہے تو کہے بیتخم ہون — یا جگر خستہ ہون اور پر زخم ہون
یا مرا سر دکھتا اچھا سر کو کر — یا بلاتا تجکو ماموں کا پسر
کیونکہ تجکو نوش دیتا بہ نیش — کہ کرے وہ نیش اسکا تجھمین اثر
زر پچاس اور ساٹھ گر دیوے تجھے — شصت مین وہ گوشت آتا ہے تجھے
دیوے گر خود دیوے کب وہ پر حیل — جوز پوسیدہ ہے باتین پر دغل
زغ زغ اسکی عقل لیجاوے تری — عقل صد باکو ستاتے اک پری
تیری خرجی اور کیسہ یار ہے — تو ہے رامین مت ڈھونڈ جز ویس
ویس اور معشوق تیری ذات ہے — لیک وہ نزدیک دین آفات ہے
حزم وہ ہے جو کوئی دعوت کرے — تو نہ کہہ مین مست خواہان یا مری

آن شده آواز صافی و حزین — کای خدا ای مستغاث وای معین
نالهٔ سگ در رهش بی جذبه نیست — زانکه هر راغب اسیر رهزنیست
چون سگ کهفی که از مردار رست — بر سر خوان شهنشاهان نشست
تا قیامت میخورد او پیش غار — آب رحمت عارفانه بی تغار
ای بسا سگ پوست کو را نام نیست — لیک اندر پرده بی آن جام نیست
جان بده از بهر این جام ای پسر — بی جهاد و صبر کی باشد ظفر
صبر کردن بهر این نبود حرج — صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
زین کمین بی صبر و حزمی کس نجست — حزم را خود صبر آمد پا و دست
حزم کن از خورد کاین زهرین گیاست — حزم کردن زور و نور انبیاست
کاه باشد کو بهر بادی جهد — کوه کی مر باد را وزنی نهد
هر طرف غولی همی خواند ترا — کای برادر راه خواهی هین بیا
ره نمایم همرهت باشم رفیق — من قلاوزم درین راه دقیق
نی قلاوزست و نی ره داند او — یوسفا کم رو سوی این گرگ خو
حزم آن باشد که نفریبد ترا — چرب و نوش و دامهای این سرا
که نه چربی دارد و نه نوش او — سحر خواند میدمد در گوش او
که بیا مهمان ما ای روشنی — خانه آن تست و تو آن منی
حزم آن باشد که گویی تخمه‌ام — یا سقیمم خستهٔ این دخمه‌ام
یا سرم درد است درد سر ببر — یا مرا خواندست آن خاله پسر
زانکه یک نوشت دهد با نیشها — که بکارد در تو نوشش ریشها
زر اگر پنجاه یا شصتت دهد — ماهیا او گوشت در شستت نهد
گر دهد خود کی دهد آن پر حیل — جوز پوسیده ست گفتار دغل
زغزغ آن عقل و مغزت را زند — صد هزاران عقل را یکسان شمرد
یار تو خرجین تست و کیسه‌ات — گر تو رامینی مجو جز ویسه‌ات
ویسه و معشوق تو هم ذات تست — وین برونیها همه آفات تست
حزم آن باشد که چون دعوت کنند — تو نگویی مست و خواهان منند

انکی دعوت کر صفیر مرغ جان	گھات صیاد کرتا ہے نہان
مرغ مردہ آگے رکھتا ہی عیان	کہ یہ بس کرتا ہی فریاد و فغان
مرغ جانے کہ مری ہی جنس دو	جمع ہون وہ آکی پھاڑ پوست کو
لزیم حالق نے دیا جس مرغ کو	قید وہ دعوے کے دانہ کا نہو
ہی یہ بے خرمی پشیانی یقیں	خرم کو مت چھوڑ تحکم کر تو دیں
کہ ہی بے خرمی شقاوت کا ثمر	دین جاوے اور ہووے درد سر
سن یہ قصہ اور شرح اسکی کو تو	تا کہ حازم ہو تو حفظ دین کو

دعوت ایشان صفیر مرغ دان	کو کند صیاد در مکمن نہان
مرغ مرده پیش بنهاده که این	میکند آواز و فریاد و امین
مرغ پندارد که جنس اوست او	جمع آید بر دروشان پوست او
جز مگر مرغی که حزمش داد حق	تا نگردد گیج از آن دانه ملق
هست بی حزمی پشیمانی یقین	حزم را مگذار و محکم کن تو دین
زانکه بی حزمی شقاوت سرده	دین رود از دست درد سر دهد
بشنو این افسانه را در شرح این	تا شوی حازم برای حفظ دین

فریفتہ کرنا دہقانی کا شہری کو اور دعوت کرنا اسکی نہایت الحاح سے

اے برادر اگلے ایاموں میں تھا	ایک دہقانی کا شہری آشنا
شہر کو دہقانی آتا جو کہ تھا	گھر پہ وہ شہری کے آکر ٹھہرتا
اسکا مہمان رہتا وہ دو تین ماہ	کھاتا اور دکان پہ رہتا گاہ گاہ
ہوتی جو حاجت اسی تو اسکی تھی	مرد شہری پوری کر دیتا سبھی
شہر کو آیا تو کہتا خواجہ تو	کس لیے آتا نہیں ہی گانون کو
انشاء اللہ بال بچے لا تو یار	ان دنوں گلشن ہی اور فصل بہار
یا تو لا گرمی میں ہو وقت ثمر	تا تری خدمتیں بادھو نہیں کمر
لا تو فرزندونکو اور سب قوم کو	گانون میں دو چار مہ آکر رہو
خوش بہار اندر ہی خطہ گانون کا	کشت سبز اور لالہ زار و پر فضا
تا لگے کو وعدہ خواجہ نے کیا	تا لگے گذرے آٹھ سال اسکو بھلا
وہ ہر اک سال ایسے کہتا تھا کہ اب	تم چلو گے یا وہ جاڑن آیا اب
وہ بہانہ کرتا کہ اس سال میں	میرے یہاں مہمان کہیں آئے ہیں
پار سال آونگا گر فرصت ملی	اپنے ہو مونڈ مجھے بس اے اخی
بولا میرے منتظر ہیں سب عیال	تیرے فرزندونکو اے فرخندہ حال
مثل لکلک آتا وہ ہر سال تھا	اور شہری کے تھا ٹھہرتا
خواجہ ہر سال اپنے زر اور مال کو	خرچ اسپہ کرتا بس خوشحال ہو

اے برادر بود اندر ما مضا	شهری با روستائی آشنا
روستائی چون سوی شهر آمدی	خرگه اندر کوی آن شهری زدی
دو مه و سه ماه مهمانش بدی	بر دکان او و بر خوانش بدی
هر حوائج را که بودش آن زمان	راست کردی مرد شهری رایگان
رو به شهری کرد و گفت ای خواجه تو	هیچ می نائی سوی ده خرجه جو
اللہ اللہ جمله فرزندان بیار	کاین زمان گلشن است و نوبهار
یا بتابستان بیا وقت ثمر	تا ببندم خدمتت را من کمر
خیل فرزندان و قومت را بیار	در ده ما باش خوش ما هی سه چار
در بهاران خطه ده خوش بود	کشت زار و لاله دلکش بود
وعده دادی خواجه او را دفع حال	تا در آمد بعد وعده هشت سال
او بهر سالی همی گفتی که کی	عزم خواهی کرد آمد ماه دی
او بهانه ساختی کامسال مان	از فلان خطه بیامد میهمان
سال دیگر گر توانم وارهید	از مهمات آن طرف خواهم دوید
گفت هستند آن عیالم منتظر	بهر فرزندان تو ای اهل بر
بار هر سالی چو لکلک آمدی	تا مقیم قبه شهری شدی
خواجه هر سالی زر و مال خویش	خرج او کردی کشودی بال خویش

تین سے آخر مع بس وہ رہا ۔ کی تاکہا یا اسکے یان صبح و مسا
پھر خجالت سے کہا اس خواجہ کو ۔ کب تلک دیگا فریب اور وعدہ تو
بولا خواجہ چپ ٹھہرو جسم و جان ۔ پرتے اسکے اختیار اے مہربان
آدمی کشتی سا ہے اور باد بان ۔ بھیجے تاکب باد کو وہ بادران
پھر اسکو قسمیں بہت دین اے کریم ۔ لا تو فرزند و نکو دیکھ اب وہ نعیم
ہاتھ پکڑا تین باری عہد کو ۔ اللہ اللہ آ تو دو کہا عہد کو
دس برس تک ہر برس وہ باسخا ۔ وعدۂ شیرین و خوش کرتا رہا
بولے فرزندان خواجہ اے پدر ۔ ماہ و ابر و سایہ رکھتے ہیں سفر
جیسے تو نے اپنا حق ثابت کیا ۔ کام مین اسکے اٹھائے رنج ما
چاہتا ہے بعضے بعضے حق کو وہ ۔ بس ادا کرتا جو تو مہمان ہو
لو کیا ہی تمکو اب پوشیدہ تو ۔ کہ جو شاید کرکے لاؤگا تون کو
بولا یہ حق ہے ولی بات اسکی یہ ۔ اتق من شر من احسنت الیہ
تخم کے آخر تلک ہے وہ دوستی ۔ پر یہ وحشت ہے کہ فاسد ہو کبھی
صحبت اک ہی شکل قاطع تیغ کے ۔ جیسے پالا کھیت اور بستان سے
صحبت اک ہی شکل فصل نو بہار ۔ اُس سے ہو زر و نق و آمد بیشمار
حزم تو وہ ہے کہ رہے تو بدگمان ۔ تاکہ تو بچ جائے بدی سے ہو اماں
حزم سوء الظن ہے فرمودہ رسول ۔ ہر قدم کو دام جان اے بوالفضول
ہے صحرا ہے برابر اور بڑا ۔ ہر قدم پر دام ہے نادان جا
دام کان ہے وہ بز کوہی کے ۔ جو کہ دوڑے دام مین جاکر پھنسے
دیکھ لے اسکو کہ کہتا تھا نہین ۔ دیکھتا صحرا تھا نہ تھی کمین
بلکہ ہین اور دام صیاد کے کب ۔ کہیت مین ہوتا ہے دنبہ بے سبب
اس زمین پر آئے ہیں گستاخ جو ۔ انکی ہڈی کھوپڑی کو دیکھ تو
جا کے گورستان مین گر اے مرتضے ۔ ہڈیوں سے انکی پوچھ اب ماجرا
تا تجھے ظاہر ہو کہ ہین مستان کور ۔ کس طرح دوزخ میں آئے بہ غرور
آنکھ گر ہے مثل اندھوں کے نہ آ ۔ گر نہین ہے آنکھ حاصل کر عصا

آخرین کرت سه باد آن پهلوان ۔ خواند زمان وعده ها از ان خشت بان
از خجالت باز گفت او خواجه را ۔ چند وعده چند بفریبی مرا
گفت خواجه جسم و جانم چون جوشت ۔ لیک امر تحویل اندر حکم اوست
آدمی چون کشتی است و بادبان ۔ تا کی آرد باد را آن بادران
باز سوگندان بدادش کای کریم ۔ گیر فرزندان بیا بنگر نعیم
دست او بگرفت سه کرت بعهد ۔ که اقدا لله بده بیا بجهد
بعد ده سالے و هر سالے چنین ۔ لابها و وعدهای شکرین
کودکان خواجه گفتند ای پدر ۔ ماه و ابر و سایه هم دارد سفر
حقها بر ذمه او ثابت کرده ۔ رنجها در کار او بس برده
او همی خواهد که بعضے حق آن ۔ واگذارد چون شوی تو میهمان
بس وصیت کرد مارا او نهان ۔ که کشیدش سوی ده لابه کنان
گفت حق ست این ولی ای سیبویه ۔ اتق من شر من احسنت الیه
دوستی تخم دم آخر بود ۔ ترسم از وحشت که آن فاسد شود
صحبتی باشد چو شمشیر قطوع ۔ همچو دی در بوستان و در زروع
صحبتی باشد چو فصل نو بهار ۔ زو عمارتها و دخل بی شمار
حزم آن باشد که ظن بد بری ۔ تا گریزی و شوی از بد بری
حزم سوء الظن گفته است آن رسول ۔ هر قدم را دام میدان ای فضول
روی صحرا هست هموار و فراخ ۔ هر قدم دامیست کم رو اوستاخ
آن بز کوهی دود که دام کو ۔ چون بتازد دامش افتد در گلو
آنکه میگفتی که تو اینک ببین ۔ دشت میدیدی ندیدی آن کمین
بی کمین و دام و صیاد ای عیار ۔ دنبه کی باشد میان کشت زار
آنکه گستاخ آمدند اندر زمین ۔ استخوان کله هاشان را ببین
چون بگورستان روی ای مرتضی ۔ استخوانشان را بپرس از ما مضی
تا بظاهر بینی آن مستان کور ۔ چون فرو رفتند در چاه غرور
چشم اگر داری تو کورانه میا ۔ ور نداری چشم دست آور عصا

آتش عصائے خرم واستدلال کو | پیش دار اگر اندھا جو بچکو ہو
گر عصائے خرم واستدلال نے | بے عصا کش کے تو ہر رہ مت چلے
رکھ قدم جیسے کہ رکھتا کور ہے | تا کہ سنگ و چاہ پا نون سے بچے
ڈرتا ڈرتا رکھتا ہے وہ پانون کو | تا خرابی میں نہین پڑ جائے دو
ای دہ مونہہ بھاگ آتش مین پڑا | لقمہ ڈھونڈھا سانپ کا لقمہ ہوا

آن عصای حزم واستدلال را | چون نداری دیدہ می کن پیشوا
در عصای حزم واستدلال نیست | بے عصا کش سر بہرہ مایست
گام زان سان نہ کہ نابینا نہد | تا کہ پا از سنگ وار چہ وا رہد
لرز لرزان و بترس و احتیاط | می نہد پا تا نیفتد در خباط
ای ز دودی جستہ در ناری شدہ | لقمہ جستہ لقمۂ ماری شدہ

قصہ اہل سبا کا اور باغی کرنا نعمت کا انکو اور پوچھنا قوم کا نافرمانی و ناشکری کا اور بیان فضیلت شکر و وفا کا

قصہ اہل سبا و طاغی کردن نعمت ایشان را و در بیان شومی طغیان و کفران و بیان فضیلت شکر و وفا

تو نے پڑھا کیا قصہ اہل سبا | یا پڑھا تو نے نہ دیکھا جز صدا
بس صدا سے کوہ کو نے آگہی | سوے معنی کوہ کو نے رہ ملی
تا باہی آوازہ و بیگوش و ہوش | تا جو ہو خاموش وہ بھی ہو خموش
حق نے دی اہل سبا کو بس فراغ | سیکڑوں قیصر و مکان بستان و باغ
شکر حق نے ان کمینوں نے کیا | تھے وہ کتون سے بھی کمتر با وفا
سگ کو جس در کے لبن روٹی ملے | وہ کمر اس در نہ باندھے جان سے
وہ محافظ پاسبان اس کا ہو | گرچہ جور و ظلم سے اسیر ہوتا ہو
وہ اسی در پہ رہے رکھے قرار | کفر جانے غیر کی جو ہو وے یار
گر مسافر کتا آئے روز و شب | سگ اور وہ کتے سزا دین اور ادب
جا وہیں پر جو ہے اول تیری جا | دل گرو اس حق نعمت کا تیرا
گاہ میں اپنا اسکو کہ جا تو اپنی جا | پہلا حق نعمت کا بس چھوڑی بھلا
اہل دل او رول خود آب حیات | خوب کھا یا کھلین چشم حسنات
بس فدای وجد شکر بیخودی | تیری جان فدا اہل دل کو دے بلی
حرص سے در در پا تو نے کیا | حرص ہی تو گرد ہر دکان کے پھرا
چرب با قدی مضمون کیواسطے | دوڑتا ہے گوشت روٹی کیلیے
چرب دہ ہی جان کو فربہ کرے | کارنا امید کو اچھا کرے

تو نخواندی قصۂ اہل سبا | یا بخواندی و ندیدی جز صدا
از صدا آن کوہ آگاہ نیست | سوی معنی ہوش کہ را راہ نیست
او ہمی بانگی کند بیگوش و ہوش | چون خمش کردی تو او ہم شد خموش
داد حق اہل سبا را بس فراغ | صد ہزاران قصر و ایوان ہا و باغ
شکر آن نگذاشتند آن بدرگان | در وفا کمتر بدند از سگان
مر سگی را لقمۂ نانی ز در | چون رسد بر در ہمی بندد کمر
پاسبان و حارس در می شود | گرچہ بر وی جور و سختی میرود
ہم بر آن در باشدش باشد مقام | کفر دارد کرد غیری را غلام
ور سگی آید غریبی روز و شب | آن سگانش می کنند آن دم ادب
کہ برو آنجا کہ اول منزل است | حق آن نعمت گروگان دل است
گہ برو آنجا کہ اول منزل ست | حق آن نعمت گروگان دلست
می گزندش کہ برو بر جای خویش | حق آن نعمت فرو مگذار بیش
از در دل و از اہل دل اہل صفات | چند نوشیدی و واشد چشمہات
بس غذای وجد و شکر بیخودی | از در اہل دلان بر جان زدی
باز این در را رہا کردی ز حرص | گرد ہر دکان ہمی گردی ز حرص
بر در آن منعمان چرب دیگ | می دوی بہر ثرید مردہ ریگ
چربش اینجا دان کہ جان فربہ شود | کار نا امید اینجا بہ شود

جمع ہونا اہل آفت کا ہر صبح اور پر دروازہ صومعہ حضرت

جمع آمدن اہل آفت ہر صباحی بر صومعہ حضرت

عیسے علیہ السلام کیواسطے جانے شفا و دعا مانگنی کی

صومعہ عیسے اے اہل دل کا خوان | چھوڑ مت اے مبتلا اس در کو ہان
جمع ہوتی تھی ہر اک جانب سے خلق | لنگڑے لولے اور مریض و اہل دلق
صومعہ عیسے کے در پہ صبح دم | تا گناہوں سے چھڑائیں وہ بدم
ہوتے فارغ جبکہ وہ اوراد سے | آتے بس باہر وہ وقت چاشت کے
جوق جوق مبتلا کو دیکھتے | منتظر در پر انہیں بیٹھے ہوئے
کہتے اے اصحاب آفت حق سے اب | ہوئیں روا بس حاجت و مقصود سب
جاؤ تم اب یاں سے بے رنج و عنا | جانب غفار و اکرام خدا
جملہ مثل اونٹ بستہ پاؤں کے | کہ تو کھولے انکے پاؤں رای سے
سوی خانہ خوش و اور شادان چلے | جو دعا سے انکی وہ چلنے لگے
سب بے درد و الم بے رنج و غم | تندرست و شادمان و محترم
نیز اپنے گھر کی جانب وہ گئے | بس دم پاک اس نبی اللہ سے
آزمایا اپنی سب آفات کو | پائی صحت تو نے اُن یاروں سے جو
اسقدر لنگی تری جاتی رہی | اسقدر جان تیری بے غم ہوگئی
اے تو غافل نہ ہو رشتہ پاؤں پے | تا نہ گم جائے تو اپنے آپ سے
تیری ناشکری فراموشی نے جو | نے کیا بس یاد کھانے شہد کو
اسلئے تجھپر وہ رہ بستہ ہوئی | تجھ سے اہل دل کی جان خستہ ہوئی
جلد انکو پاؤ و استغفار کر | ابر کے مانند گریہ زار کر
تیری جانب باغ انکا تا کھلے | اور میوہ پختہ تیرے پر پھٹے
سگ سے کم مت گرد درگاہ پر | خواجہ تاش اس کہف سگ کا ہو اگر
جبکہ کتا تابع کتے کا ہوا | کہ تو مائل اسکے گھر کا رہ سدا
اسکے در سے جو کہ کھائیں ہڈیان | چھوڑ مت اور حق گذاری کر عیان
کاٹیں اسکو تا ادب سے جائے وہ | اگلی جا پر کہ ڈھونڈ نا پائے وہ
کاٹیں اسکو کہ اے سگ طاغی نہو | جا دلی نعمت سے تو باغی نہو
مثل حلقہ در پر اس در کے رہو | اسکی ہشیاری نگہبانی کرو

عیسے علیہ السلام جہت طلب شفا بہ دعای او

صومعہ عیسی ست خوان اہل دل | ہان و ہان اے مبتلا این در مہل
جمع گشتندی ز ہر اطراف خلق | از ضریر و شل و لنگ و اہل دلق
بر در آن صومعہ عیسی صباح | تا بدم ایشان رہاند از جناح
او چو فارغ گشتی از اوراد خویش | چاشتگہ بیرون شدی آن خوب کیش
جوق جوق مبتلا دیدی نزار | شستہ بر در با امید انتظار
گفتی اے اصحاب آفت از خدا | حاجت مقصود جملہ شد روا
ہین روان گردید بے رنج و عنا | سوی غفاری و اکرام خدا
جملگان چون اشتران بستہ پاے | کہ گشائی زانوی ایشان براے
خوش دوان و شادمانہ سوی خان | از دعای وی شدندی پادوان
جملہ بے درد و الم بے رنج و غم | تندرست و شادمان و محترم
سوی خانہ خویش گشتندی روان | از دم میمون آن صاحبقران
آزمودی تو بسے آفات خویش | یافتی صحت ازان یاران کیش
چند آن لنگی تو رہوار شد | چند جان بی غم و آزار شد
کہ مغفل رشتہ بر پاے بند | تا ز خود ہم گم نگردی اے لوند
ناسپاسی و فراموشی تو | یاد ناورد آن عسل نوشی تو
لاجرم آن راہ تو بربستہ شد | چون دل اہل دل از تو خستہ شد
زودشان دریاب استغفار کن | ہمچو ابرے گریہ ہاے زار کن
تا گلستان شان سوی تو بشگفد | میوہ ہاے پختہ بر خود وا کفد
ہم بران در گرد از سگ کم مباش | با سگ کہف ار شدی خواجہ تاش
چون سگان ہم مر سگان را تابع اند | کہ دل اندر خانہ اول بہ بند
از در اول کہ خوردی استخوان | سخت گیر و حق گذاری را ممان
می گزندش کز ادب آنجا رود | در مقام اولین مفلح شود
میگزندش کای سگ طاغی برو | با ولی نعمت یاغی مشو
بر ہمان در ہمچو حلقہ بستہ باش | پاسبان و چابک و برجستہ باش

مت ہاری اب وفا کو توڑ تو	بیوفائی کو اے نادان چھوڑ تو	صورت نقش وفای با نسال	بیوفائی را مکن بیهوده خال
جبکہ کتوں کو وفا آئے شعار	جان کر بدنام کتوں کو یہ عار	مر سگان را چون وفا آمد شعار	رو سگان را ننگ و بدنامی مدار
بیوفائی سے جو کتوں کو بھی عار	بیوفائی تو نے کیوں کی اختیار	بیوفائی چون سگان را عار بود	بیوفائی چون روا داری نمود
حق تعالے نے کیا فخر وفا	بولا من اوفی بعہد غیرنا	حق تعالے فخر آورد از وفا	گفت من اوفی بعہد غیرنا
بیوفائی ہے وفا بار دحق	از حقوق حق پہ رکھے کس سبق	بیوفائی دان وفا با رد حق	بر حقوق حق ندارد کس سبق
نور ہو نا نور اور با نار نار	جا کہ گل کی گل ہو جانے خار خار	نور را ہم نور شو با نار نار	جای گل گل باش جای خار خار
مان کا حق ہی بعد اسکے حق نے جو	تجھ جنین سے کردیا تاوان جو	حق مادر بعد از ان شد کان کریم	کرد او را از جنین تو غریم
تیری صورت باندھی اسکے جسم میں	حمل میں تجھکو دیے آرام ہیں	صورتی کردت درون جسم او	داد در حملش ورا آرام و خو
اسکو جزو متصل سا تو دکھا	متصل کو کردیا اسنے جدا	ہمچو جزو متصل دید او ترا	متصل را کرد تدبیرش جدا
حق ز صد ہا صنعت و تدبیر کی	تب محبت مان نے بس تجھ پر کی	حق ہزاران صنعت و فن ساختست	تا کہ مادر بر تو مہر انداختست
بس خدا کا مان سے حق پہلے ہوا	جو کہ اس حق کو نہ سمجھے ہے گدھا	پس حق حق سابق از مادر بود	ہر کہ آن حق را نداند خر بود
جسنے مان اور شیر کو پیدا کیا	باپ کے ساتھ اسکا بھی جوڑا کیا	آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر	با پدر کردش قرین آن خود مگیر
یا الٰہی یہ ترا احسان ہے	جانتا ہے جانتا ترا سب آن ہے	ای خداوندای قدیم احسان تو	آنکہ دانم وانکہ نی ہم آن تو
تو نے فرمایا کہ حق کو یاد کر	کیونکہ حق میرا نہو وے کہنہ تر	تو بفرمودی کہ حق را یاد کن	زانکہ حق من نمیگردد کہن
یاد کر وہ لطف جو تجھ پر کیے	نوح کی کشتی میں رکھا امن سے	یاد کن لطفی کہ کردم آن صبوح	با شما از حفظ در کشتی نوح
باپ و دادا کو ترے طوفان سے	اور موجوں سے رکھا محفوظ ہے	اصلی و اجداد شمار آن زمان	دادم از طوفان و از موجش امان
آب آتش خو تھی پکڑی تھی زمین	موج لیجاتی تھی کہ کو کر لیتین	آب آتش خو زمین بگرفتہ بود	موج او مر اوج کہ را می ربود
حفظ کی میں نے دبایا نے تمہیں	بس وجود جد جد جد مین	حفظ کردم من نکردم رد تان	در وجود جد جد جدتان
کیسی ٹھوکر ماروں جو تو سر ہوا	کارگہ کو کیوں کروں اپنی بنا	چون شدی سر پشت پایش چون زنم	کارگاہ خویش چون ضائع کنم
بیوفایوں پر فدا ہوتا ہے کیوں	بدگمانی سے ادھر جاتا ہے کیوں	چون فدای بیوفایان میشوی	از گمان بد بدانسو میروی
بیوفائی سے ہوں دور اور بھول سے	میرے آگے ہیں گمان بد تو دکھے	من ز سہو و بیوفائی ہا بری	سوی من آئی گمان بد بری
یہ گمان بد وہاں لے جا کہ تو	مثل خونریزی کرے وان پست تو	این گمان بد بدانجا بر کہ تو	میشوی در پیش ہمچون خود دو تو
یار و ہمراہ اپنے تو نے وہ کیے	تجھے گر پوچھوں کہے تو وہ گئے	بس گرفتی یار و ہمراہان زفت	گر ترا گویم کہ کو گوئی کہ رفت
یار نیک اب تیری گردن پہ گئے	یار بد اندر زمین کے بس رہے	یار نیکت رفت بر چرخ برین	یار فسقت ماند در قعر زمین
تو تو دیسا ہی رہا بس درمیان	آگ رہجاتی ہے جون بے کاروان	تو بماندی در میانہ آنچنان	بی مدد چون آتشی از کاروان

دامن اُسیکا پکڑ تو ہو دلیر — کہ نہ رکھتا ہو وہ بالا و زیر
شکل عیسےٰ کے منجائے چرخ پے — نے زمین میں مثل قارون کے
جو مکان لا مکان میں تو ہو ساتھ — چھوڑ دکان تو رہے جو اُسکے ساتھ
وہ کدورت سب تجھے کردے صفا — اور جفایون کو تری جانے وفا
جو جفا تو لائے وہ دے گوشمال — تا وہ نقصان سے پہنچا دے کمال
جو طریقت میں وظیفہ چھوڑ دے — قبض تجھ پہ آئے رنج تعب سے
وہ ادب کرتا ہے یعنے مت کرے — کوئی حیلہ اُس پرانے عہد سے
پہلے اس سے قبض کہ زنجیر ہو — اب کہ ہے دلگیر پھیر با گیر ہو
رنج معقولی ترا محسوس ہو — تا تو سمجھے جانے تو اس راز کو
بس گناہوں کا ہوا دلگیر قبض — وقت گذرا تو ہوا زنجیر قبض
لنبلوہن الآیۃ سے ہے یہاں ذکر نا — یعنی تنگ و نحس ہو یا لیتے
جو ہو لیتا کسی کا مال ہے — قبض دلمیں آپ فلس اُسکے رکھے
دو یہ کہتا ہے کہ کیسا قبض ہے — رو رہا جو مظلوم اُسکا قبض ہے
کم کرے جو التفات اس قبض پے — باد اصرار آگ اُسکی پھیلائے سے
قبض دل کا قبض پر تند از ہو — ہو وے محسوس اب معانی راز کو
قبض زندان ہو گیا اور چار میخ — قبض تجھ پر لاے کیل اور شاخ میخ
جو تھی پوشیدہ ہوئی بس آشکار — قبض و بسط دل کو اک جز کر شمار
جو کہ اُسکی جڑ ہے بد تو کھود کے — تا نہ بد کا شاخ میں ہی اک آگے
قبض دیکھا کر علاج اُس قبض کا — کیونکہ سب شاخیں آگیں جڑ سے جدا
بسط دیکھا بسط کو دے آب تو — میوہ جو آئے تو دے احباب کو
اب تو پھیر اور قصہ اہل سبا — پھیر کہو تا پھیر کیوں ہیں مرحبا

دامن او گیر اسے مرد دلیر — کو منزہ باشد از بالا و زیر
نی چو عیسیٰ سوی گردون بر شود — نی چو قارون در زمین اندر رود
با تو باشد در مکان و لامکان — چون بمانی از سرا و از دکان
او برآرد از کدورتها صفا — مر جفاہا را کند گیرد وفا
چون جفا آری فرستد گوشمال — تا ز نقصان وا روی سوی کمال
چون تو وردی ترک کردی در روش — بر تو قبضی آید از رنج و تپش
آن ادب کردن بود یعنی مکن — هیچ تحویلی از آن عهد کهن
پیش از آن کاین قبض زنجیری شود — این که دلگیرست پا گیری شود
رنج معقولت شود محسوس و داش — تا نگیری این اشارت را بلاش
در معاصی قبضها دلگیر شد — قبضها بعد از اجل زنجیر شد
نعطه من اعرض هنا عن ذکرنا — عیشة ضنکا و نجزی بالعمی
دزد چون مال کسان را می‌برد — قبض و دلتنگی دلش را می‌خلد
او همی گوید عجب این قبض چیست — قبض آن مظلوم کز شرت گریست
چون بدین قبض التفاتی کم کند — باد اصرار آتشش را دم کند
قبض دل قبض عوان شد لاجرم — گشت محسوس آن معانی زد علم
قبضها زندان شدست و چار میخ — قبض بیخست و برآید شاخ بیخ
بیخ پنهان بود هم شد آشکار — قبض و بسط اندرون بیخی شمار
چونکه بیخش بد بود زودش بزن — تا نروید زشت خاری در چمن
قبض دیدی چارهٔ آن قبض کن — زانکه سرها جمله می‌روید ز بن
بسط دیدی بسط خود را آب ده — چون بر آید میوه با اصحاب ده
باز گرد و قصهٔ اهل سبا — باز گو تا باز گوید مرحبا

باقی قصہ اہل سبا کا

خام از کوئی ہی تھے اہل سبا — اُنکا بس کفران نعمت کام تھا
وہ ہوئے کفران نعمت در مثل — کہ کرے محسن سے اپنے تو جدل

باقی قصہ اہل سبا

آن سبا ز اہل صبا بودند خام — کارشان کفران نعمت با کرام
باشد آن کفران نعمت در مثال — که کنی با محسن خود تو جدال

لکنی باید مرا این نیکوے — من نخواہم زین چہ زینت نیکوے
لطف کن این نیکوئی را دور کن — من نخواہم چشم زود م کور کن
بس سبا گفتند باعد بیننا — شیننا خیر لنا خذ زیننا
ما نخواہیم این ایوان و باغ — نی زنان خوب فی امن فراغ
شہرہا نزدیک ہمدیگر بدست — آن بیابان خوش کانجا ددست
یطلب الانسان فی الصیف الشتا — فاذا جاء الشتا انکر ذا
مولا یرضی بحال ابداً — لا بضیق لا بعیش رغداً
قتل الانسان ما اکفره — کلما نال الهدی انکره
نفس زینسان است زان شد کشتنی — اقتلوا انفسکم گفت آن نبی
خار سہ سو است ہر سو کی نہی — در خلد از زخم او تو کی رہی
آتش ترک ہوا در خار زن — دست اندر یار نیکوکار زن
چون ز حد بردند اصحاب سبا — کہ بہ پیش ما وبا بہ از صبا
ناصحان شان در نصیحت آمدند — از فسوق و کفر مانع می شوند
قصد خون ناصحان میداشتند — تخم فسق و کافری می کاشتند
از قضا حلوا شود تنگ این جہان — از قضا حلوا شود رنج دہان
گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا — تحجب الابصار اذ جاء القضا
چشم بستہ میشود وقت قضا — تا نبیند چشم کحل چشم را
مکر آن فارس چو انگیزید گرد — آن غبارت زان سوارت دور کرد
سوی فارس رو مرو سوی غبار — ورنہ بر تو کوبد آن مکر سوار
گفت حق آنرا کہ این گرگش بخورد — دید گرد گرگ چون زاری نکرد
او نمیدانست گرد گرگ را — با چنین دانش چرا گرد او چرا
گوسفندان بوی گرگ با گزند — می بدانند و بہر سو می خزند
مغز حیوانات بوی شیر را — می بداند ترک می گوید چرا
بوی شیر خشم دیدی باز گرد — با مناجات خدا انبار کرد
دانہ گشتند آن گروہ از گرد گرگ — گرد محنت بعد گرگ آمد سترگ

اے صبا یہ نیکی ہم کو چاہیے — اس سے ہم رنجیدہ تو کیوں ہم کو ہے
الطاف کر یہ نیکی ہم سے دور کر — چشم نے چاہتے ہیں کر دے اعمیٰ
اہل سبا بولے کہ باعد بیننا — شیننا خیر لنا فذر زیننا
ہم نہیں چاہتے ہیں یہ قصر اور باغ — نے زنانہ خوب فی امن فراغ
شہر یہ نزدیک آپس میں ہیں — وہ بیابان خوش جہاں دام و دد
یطلب الانسان فی الصیف الشتا — فاذا جاء الشتا انکر ذا
فہو لا یرضی بحال ابداً — لا بضیق لا بعیش رغداً
قتل الانسان ما اکفره — کلما نال الہدی انکره
اسلئے ہر نفس قابل کشتنی — اقتلوا انفسکم بولے نبی
خار سہ گوشہ ہے پہلو رکھے — وہ جب کب زخم سے اسکے چھٹے
مار میں ترک ہوس کی آگ دے — ہاتھ مار اندر تو یار نیک کے
حد سے زیادہ بڑھ گئے اہل سبا — کہ صبا سے ہمکو بہتر ہے وبا
ناصحان کرتے نصیحت انکو تھے — منع کرتے فسق سے اور کفر سے
قصد کرتے ناصحوں کے خون کا — تخم فسق و کفر بوتے تھے سدا
جب قضا آئے یہ تنگ آئے جہان — ہو قضا سے حلوا بھی رنج دہان
بولے اذا جاء القضا ضاق الفضا — تحجب الابصار اذ جاء القضا
آنکھ ہوتی بند ہے وقت قضا — تا نہ دیکھے آنکھ سرمہ آنکھ کا
گرد اٹھائی مکر نے اسوار کے — گرد میں تو رہ گیا اسوار سے
جا تو اسوار سے سوئے غبار — ورنہ مارے تجھکو وہ مکر سوار
حق کہا اسکو کیا اس مکر نے — کیوں رویا گرد دیکھی گرگ سے
گرگ کی وہ گرد نہ تھا جانتا — با وجود عقل کیوں ایسا کیا
بکریاں بو سے گزند گرگ کی — جانتی ہیں بھاگتی ہیں ہر جا گتی
مغز حیوانات بو سے شیر کو — جانتا ہے چرنا بھی چھوڑ دے
شیر دشمن کی جو پائی بو تو پھر — با مناجات خدا سجدہ میں گر
تو بھی وہ لوگ گرد گرگ سے — گرد کے بعد اسکی محنت سخت ہے

بر دریدآن گوسفندان را بخشم | که ز چوپان چون ببستند چشم
چند چوپانشان بخواند و نامدند | خاک غم در چشم چوپان میزدند
که برو ما خود ز تو چوپان تریم | چون تبع گردیم هر یک سروریم
طعمهٔ گرگیم و آن یار نه | هیزم ناریم و آن عار نه
حمیتی بد جاهلیت در دماغ | بانگ شومی بر دمنشان کرد زاغ
بهر مظلومان همی کندند چاه | در چه افتادند و می گفتند آه
پوستین یوسفان بشکافتند | آنچه میکردند یک یک یافتند
کیست آن یوسف دل حق جوی تو | چون اسیری بسته اندر کوی تو
جبرئیلی را بر استون بسته | پر و بالش را بصد جا خسته
پیش او گوساله بریان آوری | که کشی او را بکهدان آوری
که بخور اینست ما را لوت و پوت | نیست او را جز لقاء الله قوت
زین شکنج و امتحان آن مبتلا | میکند از تو شکایت با خدا
کای خدا افغان ازین گرگ کهن | گویدش نک وقت آمد صبر کن
داد تو وا خواهم از هر بی خبر | داد که دهد جز خدای دادگر
او همی گوید که صبرم شد فنا | در فراق روی تو یا ربنا
احمدم وا مانده در دست یهود | صالحم افتاده در حبس ثمود
ای سعادت بخش جان انبیا | یا بکش یا باز خوانم یا بیا
با فراقت کافران را تاب نیست | این فراق لایق خود اصحاب نیست
کافران گویند در وقت عذاب | هر کسی یا لیتنی کنت تراب
حال او اینست که خود زان سو است | چون بود بی تو کسی کان تو است
حق همیگوید که آری ای نزه | لیک بشنو صبر آر صبر به
صبح نزدیکست خامش دم مزن | کاندر آمد وقت بیرون آمدن
یک بلاشان میرسد تو کم خروش | من همیکوشم پی تو تو مکوش
کوشش من به که کوششهای تو | داروی تلخم به از حلوای تو
هین تحمل کن برو خاموش شو | کم ترک جنبان زبان در گوش شو

بکریون کو پھاڑا از رہ خشم کے | جو کہ بھاگین عقل سے چرواہے کے
نے وہ آئین جا ہا جو چرواہے نے | خاک غم کی آنکھ مین چرواہے کے
کہ تو جا چرواہے ہم مین تجھ سے نیک | کیون ہون تابع ہم مین ہر ایک
ہم ہین لقمہ گرگ مالک یار نے | نار کی ہیزم ہین مالک عار نے
تو جمعیت جاہلی کی سر مین تھی | بانگ شومی نے سیہ روئی کری
کھودو آ مظلوم کی خاطر تھے چاہ | خود گرے وہ چاہ مین کرتے تھے آہ
یوسفون کا پوستین تھے پھاڑتے | جو کہ کرتے تھے وہ پاتے آپ تھے
کون وہ یوسف دل حق جو ترا | مثل قیدی تیرے کوچے مین ہا
کس ستون سے تونے باندھا جبرئیل | دل و پر توڑے کیا اسکو ذلیل
اسکو گوسالہ بھنا دیتا ہے تو | اور چرا گھ پر اُسے لاتا ہے تو
کہ ہماری یہ غذا ہے کھا اسے | جز لقاے حق نہ اسکا قوت ہے
اس عذاب و رنج سے وہ مبتلا | کرتا ہے اللہ سے تیرا گلا
آہ فریاد ہے اس گرگ سے | وہ کہے کہ صبر آیا وقت ہے
داد بے خبرون سے لون تیری ہو شاد | جز خدائے دادگر دے کون داد
وہ کہے کہ صبر میرا بس گیا | اس فراق رو مین تیرے ربنا
احمد عاجز ان یہودان سے مرا | صالح قیدی آثمودون سے مرا
اے سعادت بخش جان انبیا | یا تو مارا اور یا بلا اور یا تو آ
نے فراق اب تیرا کافر لا سکے | نے فراق اب لائق اصحاب کے
کافرون ہین کہین وقت عذاب | ہر کوئی یا لیتنی کنت تراب
حال اُسکا یہ کہ وہ ہے غیر سے | بی ترے کیا ہو جو تیری ملک ہے
یہ کہا حق نے کہ سچ ہے پر سنو | صبر بہتر ہے کہ صبر اب تم کرو
صبح نزدیک آگئی ہے تم چپ رہو | وقت آنے کا ہے باہر تم سنو
اب بلا آتی ہے انپر چپ رہو | مین کرون کوشش نہ کر کوشش کو تو
میری کوشش جیسا کوشش تو ہی | تیرے حلوے سے مری دارو بھلی
اب تحمل کرد جا خاموش ہو | مت زبان کو تو ہلا اور گوش کو

جدا کردی آگے رجوع بقصہ پر اب قصہ گذرا تو پھر خواجہ کو دہقانی گھر لیگیا قصہ اہل ... اور کہہ کہ خواجہ کا لوگون کیسے بعزوتی تجکو یار کہا گرہ وہ مکر و حیلہ و دغا بازی ہے جیسے خواجہ شہری کو دہقانی نے بلا مین ڈالا آگے قصہ خواجہ کا ہے فافہم ۱۲

مکر و حیلہ اور دغا بازی ہے وہ | یار سے تجکو جدا کردیوے جو
خدمت گذرا اب تو پھر اسے میر ولا | خواجہ کو دہقانی گھر کو لے گیا
رکھہ کنارہ قصہ اہل سبا | کہ کہ خواجہ گاؤں کو کیسے گیا

حیلت و مکر و دغا بازیش دان | ہرچہ از یارت جدا اندازد آن
شد ز حد این باز اسے ماز کرد | روستائی خواجہ را بین خانہ برد
قصہ اہل سبا یک گوشہ نہ | وان بگو کہ خواجہ چون شد بدہ

باقی قصہ جانا خواجہ کا بسبب دعوت دہقانی کے گاؤں کو

ستپتو وہ دہقان نے تملق کیے | تا کہ خرم خواجہ حیران ہوگیا
اسکے پیغاموں سے تحیر ہوا | تا زلال خرم تیرہ ہوگیا
پس نہیں سے بچے خواجہ کے سبھی | یرتع و نلعب کی کرتے تھے خوشی
مثل یوسف کے آ ہو تقدیر سے | یرتع و نلعب پدر سے لائی ہے
وہ نہ بازی بلکہ جانبازی ہے وہ | حیلہ و مکر و دغا بازی ہے وہ
جو کہ تجکو یار سے کردے جدا | مت سن اسکو کہ وہ رکھے جفا
گر ہو صد با فائدہ اسکو نہ لے | لاکھ گنجوروں سے رد کیو اسے
یہ سنو کہ تھا کہا بس اللہ نے | سخت اصحاب نبی کو اسلیے
کہ گرانی میں صدای ڈھول پر | تھے چھوڑا جمعہ بے خوف وخطر
تا نہ ارزان دوسرے مول سکولین | اس جا سے فائدہ مجے وہ لین
پس نبی مسجد میں تنہا رہ گئے | ایک دو درویش پاس انکے رہے
بولا طبل و باز نے تمہارے نے | تمکو گمراہ کردیا اللہ سے
قد نصصتم نحو قمح ہائمًا | ثم خلیتم نبیا قائمًا
تخم باطل تو یا گندم کے لیے | اور رسول حق کو چھوڑا تم نے ہے
مال و بازی سے ہو صحبت انکی خیر | کس کو چھوڑا مال کی خاطر دلیر
نے تمہاری حرص کو آیا یقین | کہ میں ہوں رزاق خیر الرازقین
جو کہ روزی دیتا میں گر ہوں | اب توکل کو ترے ضائع کروں
تم جدا گندم کی خاطر ہوگئے | بھیجے گندم جسنے ہیں افلاک سے

بقیہ قصہ رفتن خواجہ بدعوت روستائی بدہ

روستائی در تملق شیوہ کرد | تا کہ خرم خواجہ را کالیوہ کرد
از پیام اندر پیام او خیرہ شد | تا زلال خرم خواجہ تیرہ شد
ہم ازینجا کودکانش در پسند | نرتع و نلعب بشادی می زدند
ہمچو یوسف کش ز تقدیر عجب | نرتع و نلعب ببرد از ظل اب
آن نہ بازی بلکہ جانبازیست آن | حیلہ و مکر و دغا بازیست آن
ہرچہ از یارت جدا اندازد آن | مشنو آنرا کان زیان از زبان
گر بود آن سود صد در صد مگیر | بہر زر مگسل ز گنجور ای فقیر
این شنو کہ چند یزدان زجر کرد | گفت اصحاب نبی را گرم و سرد
زانکہ بر بانگ دہل در سال تنگ | جمعہ را کردند باطل بی درنگ
تا نباید دیگران ارزان خرند | زان جلب صرفہ ز ما ایشان برند
ماند پیغمبر بخلوت در نماز | با دو سہ درویش ثابت پر نیاز
گفت طبل و لہو و بازرگانئی | چونتان ببرید از ربانئی
قد نفضتم نحو قمح ہائمًا | ثم خلیتم نبیا قائمًا
بہر گندم تخم باطل کاشتند | وان رسول حق را بگذاشتند
صحبت او خیر من لہو ست و مال | ہین کرا بگذاشتی چشمی بمال
خود نشد حرص شما را این یقین | کہ منم رزاق و خیر الرازقین
آنکہ گندم را ز خود روزی دہد | کی توکلہات را ضایع نہد
از پی گندم جدا گشتی ازان | کہ فرستادست گندم ز آسمان

دعوت کرنا باز کی بطون کو پانی سے صحرا میں

باز نے بطے سے کہا پانی سے آ | قند سے تو دیکھ صحرا ہے بھرا

دعوت کردن باز بطان را از آب بصحرا

باز گوید بط را کز آب خیز | تا ببینی دشتہا را قند ریز

بط عاقل بولی جا جا نی مرے ۔۔ آب قلعہ امن ہے میرے لیے
دیو شل باز ہے تم اے بطو ۔۔ اس قلعہ سے آب کے باہر نہو
باز کو کہتی ہین جا اور پھیر نہ آ ۔۔ اور ہماری فکر سے ہاتھ اب اٹھا
ہم بری دعوت سے ہین موت تری ۔۔ ہم نہین کھاتے تو رکھے کافری
قلعہ اپنا قند ہے قند اب ترا ۔۔ ہم نہین کھاتے ترا تحفہ اٹھا
جبکہ جان ہو جو نہ کھانا آئے کم ۔۔ جبکہ رت کر ہے نہ ہووے کم علم

بط عاقل گویدش کای باز دور ۔۔ آب ما را حصن امن ست و سرور
دیو چون باز آمد ای بطان شتاب ۔۔ هین برون کم روید از حصن آب
باز را گویند رو رو باز گرد ۔۔ از سر ما دست دار ای پایمرد
ما بری از دعوتت دعوت ترا ۔۔ ما نه نوشیم ای تدمیر تو کافرا
حصن ما را قند و قندستان ترا ۔۔ من نخواهم هدیهات بستان ترا
چونکه جان باشد نیاید لوت کم ۔۔ چونکه لشکر هست کم ناید علم

رجوع طرف حکایت خواجہ اور دہقانی کے

خواجہ عازم نے عذر از بس کیا ۔۔ اور بہانہ دیو ملعون سے کیا
بولا اسدم کام مجکو ہے بڑا ۔۔ گر مین جاؤن ہووے ابتر او رتبا
شہ نے نازک کام فرمایا مجھے ۔۔ انتظاری سے نہ سویا وہ مرے
حکم شہ کو ترک کر سکتا نہین ۔۔ رو برو شہ کے نہ ہوؤن شرمگین
اسکے ہے شہ کا سپاہی صبح و شام ۔۔ مجھ سے پوچھے ہی ہوا پورا وہ کام
تو جو جتا ہے مین جاؤن گا تو نگو ۔۔ اور ناخوش مجھ سے بس سلطان ہو
بعد ہو گیا خشم سے پارہ کردن ۔۔ زندہ در گور اس سے مین آخر ہون
اسطرح صدہا بہانے بس کیے ۔۔ حکم حق سے کار گر نے کچھ ہوئے
گر تمام عالم کے اگر حیلہ کرین ۔۔ کیا قضا سے آسمان سے کر سکین
کیسے بھاگے یہ زمین افلاک سے ۔۔ کسطرح سے خود کو پوشیدہ کرے
آسمان سے جو زمین پر آئے ہی ۔۔ نے فلاح اور بھاگنے کی جائے ہی
اسپر برسے آگ جو خورشید سے ۔۔ آگے اس آتش کے اپنا سر رکھے
اسپہ طوفان گر گرے باران بھی ۔۔ شہر کو اس پر کرے ویران بھی
صبر وہ کرتی ہے بس ایوب وار ۔۔ کہ مین ہون قیدی وہ جو کچھ لایا
تو بھی اک جزو ہی زمین کا مت پھرے ۔۔ حکم حق جو دیکھے تو تو مت پچھے
جو خلقنا کم سنا ہی من تراب ۔۔ خاک ہو بس رو نکر اندر حجاب
مین نے بویا خاک مین اک تخم کو ۔۔ کرکے خاکی دی بلندی اسکو جو

رجوع به حکایت خواجه و روستائی

خواجۂ عازم بسے عذر آوریده ۔۔ بس بهانه کرد با دیو مرید
گفت اینم کارها دارم مهم ۔۔ گر بیایم آن نگردد منتظم
شاه کار نازکم فرموده است ۔۔ ز انتظارم شاه شب نغنوده است
من نیارم ترک امر شاه کرد ۔۔ من تانم شد بر شه روی زرد
هر صباح و هر مسا سرهنگ خاص ۔۔ می‌رسد از من همی جوید مناص
تو روا داری که آیم سوی ده ۔۔ تا بر ابر افگند سلطان گره
بعد از آن درمان خشمش چون کنم ۔۔ زنده خود را زین گور اندر کنم
زین نمط او صد بهانه باز گفت ۔۔ حیلها با حکم حق نفتاد جفت
گر شوند ذرات عالم حیله پیچ ۔۔ با قضای آسمان هیچ اند هیچ
چون گریزد این زمین از آسمان ۔۔ چون کند او خویش از وی نهان
هر چه آید ز آسمان سوی زمین ۔۔ نی مفر دارد نه چاره نه کمین
آتش از خورشید میبارد برو ۔۔ او بپیش آتشش بنهاده رو
ور همی طوفان کند باران برو ۔۔ شهرها را می‌کند ویران برو
او شده تسلیم او ایوب وار ۔۔ که اسیرم هر چه می‌خواهی ببار
ای که جزو این زمینی سر مکش ۔۔ چونکه بینی حکم یزدان در مکش
چون خلقناکم شنیدی من تراب ۔۔ خاک باشی جست از وی متاب
بین که اندر خاک تخمی کاشتم ۔۔ گرد خاکی و منش افراشتم

دوسرے حملہ مین حالی پیشہ کر — تا کرون میردن سی تجکو میر تر
آب بس بالاسے پستی کو بہرے — کیونکہ پستی سے وہ بالا کو اٹہے
گیہون بالا سے گری خاک مین — بعد وہ خوشہ ہوا چالاک مین
تخم ہر میوہ زمین مین آئے ہے — پھر زمین سے سر کو باہر لائے ہے
آسمان سے اصل نعمت تا بخاک — ہوگئی آکر غذائے جان پاک
چرخ سے از رہ تواضع آئے زیر — جزو انسان کے ہوئے زندہ دلیر
ہوگیا بس وصف مردم وہ جماد — اور اڑا وہ عرش کے اوپر شاد
عالم زندہ سے پہلے آئے ہم — جاتے ہین بالا سے پھر پستی کو ہم
جملہ اجزائے محرک اور سکون — کہتے ہین انا الیہ راجعون
ذکر تسبیحون سے اجزائے نہان — شور ڈالا آسمان کے درمیان
جو قضانے قصد نیرنگی کیا — مات دہقانی نے شہری کو دیا
خرم تہا رات خواجہ کو ہوا — اس سفر سے اور آفت مین پڑا
اعتماد اسکو قیام اپنے پہ تہا — گرچہ کوہ تہا سیل آدھا لیگیا
جب قضا سر چرخ سے باہر کرے — بہرا اندھا جملہ عاقل کو کرے
مچھلیان باہر رہین بس بحر سے — مرغ اڑتا دام مین آکر پھنسے
تا پری اور دیو شیشہ مین پڑے — بلکہ ہاروت آکے دریا مین پھنسے
اُس سوا کہ بھاگا جو اندر قضا — خون اسکا نحوست نے کیا
اُس سوا کہ بھاگے تو اندر قضا — کوئی حیلہ تجکو نے کردے رہا

قصۂ اصحاب ضروان اور حیلہ کرنا انکا کہ بغیر محنت کے درویشون کو بہار باغونکی ندین

قصۂ اصحاب ضروان جو رہا — لس لیے پھر حیلہ جوئی مین پڑا
چند بجو منس حیلہ مارتے — چھینون روزی تا کہ چند درویش سے
رات بھر کرتے تھے باہم فکر و مکر — اور سرگوشی وہ کرتے عمرو بکر
خفیہ کرتے تھے وہ باتین پر جفا — تا نہ آگہ ہووے احمد کا خدا

حملۂ دیگر تو کے پیشہ گیر — تا کنم بر جملہ میرانت میر
آب از بالا بہ پستی در شود — زانکہ از پستی ببالا بر رود
گندم از بالا بزیر خاک شد — بعد ازان آن خوشہ چالاک شد
دانۂ ہر میوہ آمد در زمین — بعد ازان سرہا بر آورد از دفین
اصل نعمتہا ز گردون تا بخاک — زیر آمد شد غذای جان پاک
از تواضع چون ز گردون شد بزیر — گشت جزو آدمی حی دلیر
پس صفات آدمی شد آن جماد — بر فراز عرش پران گشت شاد
کز جہان زندہ ز اول آمدیم — باز از پستی سوی بالا شدیم
جملہ اجزا در تحرک در سکون — ناطقان انا الیہ راجعون
ذکر تسبیحات اجزای نہان — غلغلے افکند اندر آسمان
چون قضا آہنگ نیرنجات کرد — روستائی شہری را مات کرد
با ہزاران حزم خواجہ مات شد — زان سفر در معرض آفات شد
اعتمادش بر ثبات خویش بود — گرچہ کہ بد نیم سیلش در ربود
چون قضا بیرون کند از چرخ سر — عاقلان گردند جملہ کور و کر
ماہیان افتند از دریا برون — دام گیرد مرغ پران را زبون
تا پری و دیو در شیشہ بود — بلکہ ہاروتی بہ بابل در رود
جز کسے کاندر قضا اندر گریخت — خون او را ہیچ ترکیبے نریخت
غیر آنکہ در گریزی در قضا — ہیچ حیلہ ندہدت از وے رہا

قصۂ اصحاب ضروان و حیلہ کردن ایشان تا بے زحمت فقیران باغہا را اقتطاف کنند

قصۂ اصحاب ضروان خواندۂ — پس چرا در حیلہ جوئی ماندۂ
حیلہ میکردند گژ دم نیش چند — کہ برند از روزی درویش چند
شب ہمہ شب می سگالیدند مکر — روی در رو کردہ چندین عمرو بکر
خفیہ میگفتند سرہا آن بدان — تا نباید کہ خدا دریا بدان

توکل آلودہ و کل اندیشہ ہے — دستگاری دل سے نہان ہیچ کرے
کیف لا یعلم ہواک من خلق — ان فی نجواک صدق ام ملق
کیف یغفل عن ظعین قد غدا — من یعاین این مثوا و غدا
انما قد ہبطا او صعدا — قد تولاہ و احصی عددا
خفیہ کرتے تھے خدا سے بھید کو — جہل دانستہ بنے جاہل گئے وہ
اب سنو تم بات خواجہ کی ذرا — گانؤن کو جو وہ گیا پائی جزا
کان کو غفلت سے اپنے پاک کر — اور سنا فرقت غمناک کر
گانؤن کو رستہ میں کیا دیکھی بلا — جب ہوا وہ شہر سے اپنے جدا
وہ زکات اک جہان کر نکہ ین کو دے — داستان اسکی سنی جو کان سے
سن تو اب رنجور دل کی رنج کو — جان کے فاقہ کو آب گل سے تو
پر دھوئین گھر کو رکھے پر فن اک — کھول سینے سے تو اسکا روزن اک
کان تیرا اسکا جو ہو راہ دم — گھر سے اسکے وہ دھوان تلخ کم
انکساری کر تری اے رہرو — رب اعلیٰ کی طرف جاتا ہے جو
یہ تردد قید خانہ ایک ہے — کہ کسی جانب نجانے جان کو دے
کھینچتا ہے یہ ادھر اور وہ ادھر — کہتا ہے اک جو یقین راہ راست پر
یہ تردد گھاٹی راہ حق میں ہے — ہر رہ اچھا جو قدم مطلق رکھے
بے تردد راہ سیدھی جا رہے — رہ نجانے کھوج اسکا ڈھونڈھیے
کھوج نے آہو کا اور جا ہے معاف — کھوج آہو سے تو پہونچے تا ناف
اس روش سے اوج انور پر چلے — اے برادر آگ پر تو گر چلے
مت ڈرو کیا کر سکے دریا و آب — لا تخف کا جو سنا تو نے خطاب
لا تخف ہے وہ جو خوف حق نے دیا — دیوے ہے روٹی جو طبق تجکو ملا
خوف اسکا ہو کہ خوف اسکا نہیں — غصہ اسکو ہو جو ہے اس جا نہیں

با کل اندیشہ اسکالیدہ کل — دستکاری میکنہ نہان دل
کیف لا یعلم ہواک من خلق — ان فی نجواک صدق ام ملق
کیف یغفل عن ظعین قد غدا — من یعاین این مثوا و غدا
انما قد ہبطا او صعدا — قد تولاہ و احصی عددا
خفیہ می کردند اسرار از خدا — آن سگان جاہل از جہل عمی
گوش کن اکنون حدیث خواجہ را — کو سوی دہ چون شد و دید او جزا
گوش را اکنون ز غفلت پاک کن — استماع ہجر آن غمناک کن
تا چہ دید از بلا و از عنت — در رہ دہ چون شد از شہر او جدا
آن زکاتست دان کہ غمگین را دہی — گوش را چون پیش دستانش نہی
بشنوی غمہای رنجوران دل — فاقہ جان شریف از آب و گل
خانہ پر دود دارد پر فنے — مر ورا بکشا ز اصغا روزنے
گوش تو او را چو راہ دم شود — دود تلخ از خانہ او کم شود
انکساری کن تو با بالا روی — کہ بسوی رب اعلیٰ میروی
این تردد حبس و زندانی بود — کہ نہ بگذارد کہ جان سوی رود
این بدان سو و آن بدین سو می کشد — ہر یکے گوید منم راہ رشد
این تردد عقبہ راہ حق است — ای خنک آنرا کہ پایش مطلق است
بی تردد میرود بر راہ راست — رہ نمیدانی بجو گامش کجاست
گام آہو را بگیر و رو معاف — تا رسی از گام آہو تا بناف
زین روش بر اوج انور میروی — اے برادر گر بر آذر میروی
نے ز دریا ترس و نے از موج کف — چون شنیدی تو خطاب لا تخف
لا تخف دان چونکہ خوفت داد حق — نان فرستد چون فرستادت طبق
خوف آنکس راست کو را خوف نیست — غصہ آنکس را کش اینجا خوف نیست

روانہ ہونا خواجہ کا طرف گانؤنکو واسطے معافی کے

مستعد خواجہ ہوا سامان کیا — مرغ عزم اسکا طرف دہ کے اڑا

روانہ شدن خواجہ بسوی دہ بمہمانے

خواجہ در کار آمد و تجہیز ساخت — مرغ عزمش سوی دہ اشتاب ساخت

اہل فرزندوں اختیاری کری — سر کے بس بیل پر خرجی کسی
خوش و خرم گانون کیجانب چلے — کہ تم کھا لیکے ہم اُس گانون سے
مقصد اپنے کی چراگاہ خوب ہے — یار اپنا ہے اُس جاے پے
سو تمنا سے بلایا ہم کو ہے — اور رکھی نعمت ہماری واسطے
بس ذخیرہ موسم سردی میں ہے — شہر کو ہم اُس سے واپس آئینگے
بلکہ ہم کو باغ دہ بخشش کرے — جان اپنی میں جگہ وہ ہمکو دے
مثنوی جلوا اصحابنا کے تربحوا — کہتی عقل اندر سے تھی لا تفرحوا
من رباح اللہ کونوا الحین — ان ربی لا یحب الفرحین
افرحوا ہونا بما آتاکم — کل آت مشغل الہاکم
خوش ہو اس سے اور نہو تو غیر سے — وہ بہار اک ہی خزاں بس غیر ہے
غیر اسکا تجکو استدراج ہے — گرچہ تجکو تخت و ملک تاج ہے
خوش ہو غم سے غم وہی دام بلا — اندر اس رہ کے ہے پستی ارتقا
غم ہے گنج اور تیرا رنج اک کان ہے — کب اثر اطفال کے اندر کرے
نام بازی کا جو لڑکے سنتے ہیں — دوڑتے سب ساتھ اندھے خر کے ہیں
اور گرچہ اندھے اُدھر کو دام ہیں — اسطرف گیا تو نہیں خون آشام ہیں
تیر تو سب اڑ گئے لیکن کمان — ہو گئی آنکھوں سے مردم کے نہان
بس کمان پوشیدہ تیر اب سب اڑے — تیر پیری کے جوانی پر پڑے
دل کے صحرا میں قدم کو تم رکھو — کہ کشادہ گل کے صحرا میں نہو
ایمن آباد دل ہے اے جوان — قلعہ محکم جاے ہے امن و امان
باغ خرم با مراد دوستان — جاری جیسے بوستان در بوستان
عج الی القلب سرا ساریہ — فیہ اشجار و عین جاریہ
وہ بجا وہ مرد کو احمق کرے — عقل کو بے نور بے رونق کرے
خواجہ جانے گانون کی روزی دے مجھے — پہنچاتی روزی دینے والا دے
قول پیغمبر کا اے یارو سنو — عقل اندھی گانون کے رہنے سے ہو
ایک دن گانون میں جو کوئی رہے — عقل اک مہ تک بجا اسکی رہے

اہل فرزندان سفر را ساختند — رخت را بر گاو عزم انداختند
شادمانان و شتابان سوی دہ — کہ بری خوردیم از دہ مژدہ دہ
مقصد ما را چراگاہ خوش ست — یار ما آنجا کریم و دلکش ست
با ہزاران آرزومان خواندہ است — بہر ما غرس کرم بنشاندہ است
ما ذخیرہ دہ زمستان دراز — از بر او سوی شہر آریم باز
بلکہ باغ ایثار راہ ما کند — در میان جان خودمان جا کند
عجلوا اصحابنا کے تربحوا — عقل میگفت از درون لا تفرحوا
من رباح اللہ کونوا رابحین — ان ربی لا یحب الفرحین
افرحوا ہونا بما آتاکم — کل آت مشغل الہاکم
شاد از وی شو مشو از غیر وی — او بہارست و دگرہا ماہ دی
ہرچہ غیر اوست استدراج تست — گرچہ تخت و ملکت ست و تاج تست
شاد از غم شو کہ غم دام لقاست — اندرین رہ سوی پستی ارتقاست
غم یکی گنج ست و رنج تو چو کان — لیک کی در گیرد این در کودکان
کودکان چون نام بازی بشنوند — جملہ با خر گور ہم تک می شوند
ای خران کور آن سو دامہاست — در کمین این سو خون آشامہاست
تیرہا پران شدہ لیکن کمان — گشت پنہان از دو چشم مردمان
تیرہا پران کمان پنہان ز غیب — بر جوانی میرسد صد تیر شیب
گام در صحرای دل باید نہاد — زانکہ در صحرای گل نبود کشاد
ایمن آبادست دل ای مردمان — حصن محکم موضع امن و امان
گلشن خرم بکام دوستان — چشمہا و گلستان در گلستان
عج الی القلب و سر یا ساریہ — فیہ اشجار و عین جاریہ
دہ مرو دہ مرد را احمق کند — عقل را بی نور و بی رونق کند
خواجہ پندارد کہ روزی دہ دہد — این نمیداند کہ روزی دہ دہد
قول پیغمبر شنو ای مجتبی — گور عقل آمد وطن در روستا
ہر کہ روزی باشد اندر روستا — تا بماہی عقل او ناید بجا

ایک مدتک احمق اسمین رہے ۔ گانوئین جز کھانس کیا کھودیکھے
ایک مدتک گانوئین جو کرہے ۔ بس زمانہ اسکے گذرے جہل سے
گانون کیا ہے شیخ سے پہونچا ہوا ۔ حجت و تقلید کا ہو مبتلا
شہر عقل کل کے آگے یہ حواس ۔ چشم بستہ بیل جون کولو کا پاس
چھوڑ اسکو صورت افسانہ ہے ۔ چھوڑ در دانہ کو گندم دانہ لے
گرکہین موتی ملے گندم کو لے ۔ اسطرف جا گر نہ اسطرف جا سکے
گرچہ ظاہر کج ہو ظاہر اسکا لے ۔ ظاہر آخر کار باطن تک دے
ابتدائے آدمی شکل رجال ۔ بعد اسکے جان ہے سیر جمال
ابتدائے میوہ بھی صورت رکھے ۔ بعدہ یعنی کہ وہ لذت رکھے
اولاً تیار خیمہ کرتے ہین ۔ ترک کو بعد اسکے مہمان لاتے ہین
تیری صورت خیمہ ترک اک معنی ہے ۔ معنی ملاح اور صورت کشتی ہے
ایک دم اسکو خدا را کر رہا ۔ تا بلائے گفتہ خواجہ کا گدھا

تا بماہی ابلہے در دہ بود ۔ از حشیش دہ جز ابلہا چہ رود
وانکہ ماہی باشد اندر روستا ۔ روزگارے باشد ش جہل و عما
دہ چہ باشد شیخ واصل نا شدہ ۔ دست در تقلید و حجت در زدہ
پیش شہر عقل کلی این حواس ۔ چون خران چشم بستہ در خراس
این رہا کن صورت افسانہ گیر ۔ ہل تو دردانہ و گندم دانہ گیر
گر بدر رہ نیست ہین بر می شتاب ۔ گر بدان سو نیست رہ این سو برآ
ظاہرش گیر ارچہ ظاہر کژ بود ۔ عاقبت ظاہر سوی باطن رود
اول ہر آدمی خود صورتست ۔ بعد ازان جان کو جمال سیرتست
اول ہر میوہ جز صورت کیست ۔ بعد ازان لذت کہ معنی وی ست
اولاً خرگاہ سازند و خرند ۔ ترک را زان پس بمہمان آورند
صورتت خرگاہ وان معنی ست ترک ۔ معنیت ملاح وان صورت چو فلک
بہر حق این را رہا کن یک نفس ۔ تا خر خواجہ بجنباند جرس

جانا خواجہ و قوم اسکی کا طرف گانو کے

رفتن خواجہ و قومش بسوے دہ

خواجہ اور فرزند سامان بیل پر ۔ گانون کی جانب گئے بس لاد کر
سوے صحرا خوش و خرم جاتے تھے ۔ سافر والے نعمتوا کو پڑھتے تھے
کہ سفر سے بندہ ہووے پادشاہ ۔ بے سفر روشن نہووے قرص ماہ
اور سفر سے پیادہ بس فرزین بنے ۔ اور سفر سے بادشاہ یوسف بنے
دن کو کرتے گرم منہ خورشید سے ۔ رات کو تاروں پہ چلتے راہ تھے
آگے انکی راہ بد اچھی ہوئی ۔ گانون کی عشرت سے وہ جنت بنی
تلخ شیرین لب سے بس خوش ہوتا ہے ۔ خار جون گلشن سے دلکش ہوتا ہے
یا حنظل وہی ہو خرما سے سوا ۔ صحرا ہمخانہ سے خانہ ہو دلا
ای بہت نازک بدن اور نازنین ۔ ہین امید گلبدن پر خار چین
ای بہت حال ہین پشت دوتا ۔ لاہر یان کی بلا سے پر جفا
کرتے آہنگر جمال اپنا سیاہ ۔ تا کہ رات تک دیکھے رو ہو ماہ

خواجہ و بچگان جہازی ساختند ۔ بر ستوران جانب دہ تاختند
شادمانہ سوی صحرا راندہ اند ۔ سافروا کے نعنوا بر خواندند
کز سفرہا بندہ یکخسرو شود ۔ بے سفرہا ماہ کی خسرو شود
از سفر بیذق شود فرزین راد ۔ وز سفر یابید یوسف صد مراد
روز روی از آفتابے سوختند ۔ شب ز اختر راہ مے آموختند
خوب گشتہ پیش ایشان راہ زشت ۔ از نشاط دہ شدہ رہ چون بہشت
تلخ از شیرین لبان خوش میشود ۔ خار از گلزار دلکش میشود
حنظل از معشوق خرما می شود ۔ خانہ از ہمخانہ صحرا مے شود
ای بسا از نازنینان خارکش ۔ بر امید گلعذارے ماہ وش
اے بسا حال گشتہ پشت ریش ۔ از برائے دلبر مہ روے خویش
کردہ آہنگر جمال خود سیاہ ۔ تا کہ شب آید ببوسد روی ماہ

خواجه تاشت دکان چارمیخ	تاکه سردی در دلش گر دست پیچ
تاجرے دریا و خشکی می رود	آن بهر خانه سینی میرود
هر کرا با مرده سودائی بود	بر امید زنده سیائی بود
آورد گر روی او رد و یکوب	بر امید خدمت مه روی خوب
بر امید زنده کن اجتهاد	کو نگردد بعد روزے در جماد
هم مکن مونس خسی را از خسی	عاریت باشد درو آن مونسی
انس تو با مادر و بابا کجاست	که بجز حق مونسانت را وفاست
انس تو با دایه و لالا چه شد	گر کسی شاید بغیر حق عضد
انس تو با شیر و با پستان نماند	نفرت تو از دبیرستان نماند
آن شعاعی بود بر دیوارشان	جانب خورشید وارفت آن نشان
بر هر آن چیزے که افتد آن شعاع	تو بر آن هم عاشق آئی ای شجاع
عشق بر تو هر چه آن موجود بود	آن ز وصف حق ز راندود بود
چون زری با اصل رفت و مس بماند	از زری خویشتن مفلس بماند
طبع سیر آمد طلاق او بخواند	پشت بروی کرد و دست از وی فشاند
از زر اندود صفاتش پا بکش	از جهالت قلب را کم گوی خوش
کان خوشی در قلبها عاریتی ست	زیر زینت مایهٔ بے زینتی ست
زر ز روی قلب در کان میرود	سوی آن کان رو تو هم کان میرود
نور از دیوار تا خور میرود	تو بدان خور رو که در خور میرود
زین سپس بستان تو از آسمان	چون ندیدی تو وفا در ناودان
معدن دنبه نباشد دام گرگ	کے شناسد معدن آن گرگ سترگ
از گمان بردند بسته در گره	می شتابیدند مغروران به ره
همچنین خیلان در نقصان می شدند	سوے آن دولاب چرخی می زدند
چون همیدند مرغے پر برید	جانب ده صبر جامه می درید
هر لیسے کز سوده زندید	گوئیا روح روان مے پرورید
هر که می آید ز ده او سوی او	بوسه میداد خوش بر دو او

شام تک خواجہ دکان پہ تنہا	کیونکہ ہو اسکے دل میں جو رکھے
خشکی و دریا میں سوداگر ہے	اہل خانہ کی محبت جو رکھے
ہر کوئی مردہ کو لیتا مول ہے	زندگی ابھی وہ امید ہے
کرتا خواہش چوب کی بیکار ہے	خدمت محبوب کی امید ہے
سعی کر زندہ کی تو امید پے	بعد دو دن کے نہ وہ مردہ بنے
مت کر ناکس کو تو مونس کبھی	عاریت ہوتی ہے اسکی مونسی
ہر کہاں انس اسے ماں باپ کا	حق سوا مونس کو تیرے لیٹ جا
انس لالا دائی کا کیا ہوگیا	قوت بازو کسے ہے حق سوا
تجھکو جب نے شیر و پستان سے رہی	تجھکو نفرت نے دبستان سے رہی
وہ شعاع دیوار پر تھی اُگی وہاں	جانب خورشید پلٹا وہ نشان
وہ شعاع ہر چیز پر جو کہ پڑے	اسکا تو عاشق ہوا اور شیدا نے
عشق آیا تجھکو جس موجود پے	وصف حق کا جوں طلع اس پہ ہے
زر گیا جو اصل کو تانبا گیا	اپنے زر ہونے سے مفلس رہ گیا
ہوئی طبیعت سیر ترک اسکو کیا	لات ماری دست ردا اور ہوا
ہاں ہمت اسکے ملمع وصف کو	جہل سے کھوٹے کو مت اچھا کہو
اچھا پن کھوٹے کا ہے یہ عارضی	نیچے ہر زینت کے ہے بے زینتی
کھوٹے پر سے زر گیا ہے کان میں	تو بھی جا وہ گر گیا ہے کان میں
نور جاتا شمس میں دیوار سے	جانا سوی شمس بہتر ہے تجھے
آسمان سے بعد ہ لے آب کو	با وفا پایا نہ پرنالہ کو جو
معدن دنبہ نہو وے دام گرگ	کب جگہ پہچانے وہ گرگ سترگ
تھا گمان کہ زر گرہ میں ہے بندھا	جاتے تھے مغرور گانوں کو بھلا
ایسے ہی جاتے تھے منفعت کھیلتے	مثل دولاب اسطرف چکر میں تھے
جانور اڑتے ہوئے جو کہ دیکھے	گانو کی جانب تھے بس بے صبر تھے
گانوں کی جانب سے جو چلتی ہوا	اُڑتی تھی روح رواں اس جا گویا
گانوں سے آتا جو انکے پاس تھا	چومتے خوش ہو کر اسکے دست و پا

کہ ہمارا یار تو نے دیکھا ہے | جان کی جان کا ہماری دیدہ ہو

کہ بو روے یار ما را دیدۂ | بس تو جان جان ما را دیدۂ

قصہ تعظیم کرنا مجنون کا اُس کتی کی کہ مقیم گلی لیلی کا تھا

مثل مجنون کہ وہ سگ کو چومتا تھا | کرتا تعظیم اور خود کو میٹتا
گرد اُسکے عجز سے کرتا طواف | مثل حاجی گرد کعبہ بی گزاف
اُسکے سر اور پاؤن کو بھی چومتا | بھی جلاب اُسکو شکر کا دیتا تھا
بولا اک گستاخ کہ مجنون خلم | مکر یہ کیا ہے کہ کرتا ہے مدام
سگ کا مُنھ کی ناپلیدی کو مدام | جا چٹتا ابھی ہے مقعد کو مدام
عیب وہ از بسکہ سگ کے کہتا تھا | عیب مین کب غیب مین کو جانتا
بولا مجنون تو تو بالکل جسم ہے | اندر آ تو دیکھ میری آنکھ سے
کہ طلسم اک یہ بندھا مولیٰ کا ہے | یہ محافظ کوچۂ لیلے کا ہے
ہوش و ہمت جان و دل دیکھ اسکا تو | اپنا مسکن کر لیا کس جاے کو
وہ سگ فرخ ہے میرے کہف کا | بلکہ ہر درد و الم ہے وہ مرا
اُسکے کوچہ مین وہ سگ رہتا ہے جو | خاک پا بہتر ہے اُسکی شیر سے
اُسکے کوچہ مین وہ سگ رہتا ہے جو | ایک بال اُسکا مین کب دون شیر کو
شیر ہین جو اُسکے کتونکے غلام | کہنا نے ممکن ہے چپ ہو والسلام
تم اگر صورت سے گذرو دوستان | ہے بہشت اور بوستان در بوستان
توڑ ہی اپنی صورت اور جو خاک کی | تُن کی صورت توڑ دی بس یکدلی
بعد اُسکے توڑ ہی ہر صورت کو تو | جون علی توڑے در خیبر کو تو
خواجہ شہری عاشق صورت ہوا | گانؤن کو اس بد کے کہنے پر چلا
جانب اس دام تملق کے رواں | جیسے مرغ اک سوی دانہ امتحان
مرغ حرص نے کرم سے جانا تھا | دام کے دانہ کو پر اُسمین پھنسا
دانہ و بخشش سے جانا مرغ نے | غایت حرص ہے نہ وہ جو دسے
مرغ جو خوش طمع مین دانہ کو تھا | وہ طرف اُس مکر کے دوڑا اور اڑا
گر خوشی سے خواجہ کی آگہ کروں | دیر ہو تجکو اے سالک ڈرتا ہوں

قصہ نواختن آن سگ را مجنون کہ مقیم کوی لیلے بود

ہمچو مجنون کو سگے را می نواخت | بوسہ اش میداد و پیش میگداخت
گرد او میگشت خاضع در طواف | ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف
ہم سر و پایش ہمی بوسید ناف | ہم جلاب شکرش میداد صاف
بو الفضولی گفت کای مجنون خام | این چہ شید ست اینکہ می آری مدام
پوز سگ دائم پلیدی می خورد | مقعد خود را بلب می استرد
عیبہاے سگ بسے او می شمرد | عیب دان از غیب دان بوی نبرد
گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن | اندر آ بنگر تو از چشمان من
کاین طلسم بستہ مولیٰ ست این | پاسبان کوچۂ لیلے ست این
ہمتش بین و دل و جان و شناخت | کو کجا بگزید و مسکن کا ساخت
او سگ فرخ رخ کہف منست | بلکہ او ہم درد و ہم لہف منست
آن سگے کہ گشت در کویش مقیم | خاک پایش بہ ز شیران عظیم
آن سگے کہ باشد اندر کوے او | من بشیران کے دہم یک موی او
آنکہ شیران مر سگانش را غلام | گفتن امکان نیست خامش والسلام
گر ز صورت بگذرید اے دوستان | جنت ست و گلستان در گلستان
صورت خود چون شکستی سوختی | صورت کل را شکست آموختی
بعد ازان ہر صورتے را بشکنی | ہمچو حیدر باب خیبر بر کنی
سغبۂ صورت شدان خواجہ سلیم | کو بدہ مے شد بگفتار سقیم
سوی دام آن تملق شادمان | ہمچو مرغی سوے دانہ امتحان
از کرم دانست آن مرغ حریص | دانہ را با دام لیکن شد حریص
از کرم دانست مرغ ان دانہ را | غایت حرص ست نے جود و سخا
مرغ کان در طمع دانہ شادمان | سوی آن تذویر پران شد دوان
گر ز شادی خواجہ آگاہت کنم | ترسم اے رہرو کہ بیگاہت کنم

مختصر کرتا ہوں کہ گاؤن دکھا / خود نہ وہ گاؤن تھا اور تھا دور
... گاؤن کا نون پھرا / کیونکہ گاؤن کی نہ رہ تھا جانتا
کہ پیشہ لے بغیر استاد کے / شہر و دہ میں ہو ہنسی اس شخص پہ
... رہبر کے جاوے گاؤن کو / راہ دو دن سو برس کی راہ ہو
کوئی کعبہ کو جاوے بے دلیل / ان پریشان کی طرح ہووے ذلیل
... شش جہت میں ... / آدمی پیدا ہووے ماں باپ کے
... وہ پاوے کہ کسب اسکا ... / ہووے نادر گنج اک کو جو ملے
... احمد کہ تن انکا جان تھا / تا کہ رحمن علم القرآن تھا
... تن کا جملہ علم بالقلم / کر دیا ہے واسطے بذل و کرم
... حریص ہر ایک محروم ... / جون حریصان دوڑ مت آہستہ چل
اس رہ میں ... / اب میں جون مرغ خاکی کو عذاب
... بس گاؤن سے سیری ... / اور شکرریزی سے بے استاد کے

مختصر کردم تو آمد ده پدید ز / خود نبود آن ده ره دیگر گزید
قرب‌هاي ده بده مي تاختند / زانکه راه ده نکو نشناختند
هرکه گیرد پیشه بی اوستا / ریشخندی شد بشهر و روستا
هرکه در رهای قلاوزی رود / هر دو روزه راه صدساله شود
هرکه تازد سوی کعبه بی دلیل / همچو این سرگشتگان گردد ذلیل
جز که نادر باشد اندر خافقین / آدمی سر برزند بی والدین
مال او یابد که کسبی می‌کند / نادری باشد که بر گنجی زند
مصطفایی کو که جسمش جان بود / تا که رحمن علّم القرآن بود
اهل تن را جمله علم بالقلم / واسطه افراشت در بذل کرم
هر حریصی هست محروم ای پسر / چون حریصان تک مرو آهسته تر
اندرین ره رنج‌ها دیدند و تاب / چون عذاب مرغ خاکی اندر آب
سیر گشته از ده و از روستا / وز شکرریزی خیالی ناوستا

پہونچنا خواجہ و قوم اسکی کا طرف گاؤن کے اور انجان بنکے لانا دہقانی کا انکو

رسیدن خواجه و قومش بسوی ده و نادیده و ناشناخت آوردن روستائی ایشان را

بعد اک مہینے وہ اس سمت کو / بیل کی کھانس اور ... تھا انکو
دیکھو دہقانی کو بدنیت سے جو / کرتا ہی بس لیت و لعل ...
لیکن وہ انسے چھپاتا منھ کو ... / تا کہ ان دو منھ نہ جانب باغ کے
ایسا منھ کہ مکر و شر ہے ... / وہ مسلمانوں سے پوشیدہ ہے
... منھ کہ دیو مانند مگس / اسکے سر پر بیٹھا ہو مثل جرس
اسکا منھ دیکھے جو تو ... / دیکھے مت گر دیکھے مت خوش ہوئے
ایسا منھ کو کہ ہے ... / بولا یزدان نسفعا بالناصیہ
جبکہ پوچھا اور پایا اسکا گھر / مثل اپنوں کے وہ دوڑے سوی در
اسکی انسے زوجہ نے در بستہ کیا / خواجہ حیران کج ادائی سے ہوا
... کا نہیں وہ وقت تھا / جا میں جبکہ گرا تیزی سے کیا

بعد ماهی چون رسید آن طرف / بینوا ایشان ستوران بی علف
روستایی بین که از بدنیتی / می‌کند بعد اللتیا والتی
رو نهان می‌کند ز ایشان بروز / تا سوی باغش نبگشایند پوز
آنچنان رو که همه رزق و شر است / از مسلمانان نهان اولیتر است
روها باشد که دیوان چون مگس / بر سرش بنشسته باشد چون حرس
چون ببینی روی او در تو فتند / یا ببین آن را چو دیدی خوش مخند
در چنان روی خبیث عاصیه / گفت یزدان نسفعا بالناصیه
چون بپرسیدند و خانه‌اش یافتند / همچو خویشان سوی در بشتافتند
در فرو بستند اهل خانه‌اش / خواجه شد زین کژروی دیوانه‌وش
لیک هنگام درشتی هم نبود / چون در افتادی بکژ تیزی چه سود

قصہ اسکے بس بیوہ پانچ روز — شب کو سردی ذکو تھا خورشید سوز
بر درش مانند ایشان پنج روز — شب سرما روز خود خورشید سوز

نی تھا غفلت اور خری سی ٹھہرنا — بلکہ تھا وہ بے زری سی ٹھہرنا
نے ز غفلت بود ماندن نے ز خری — بلکہ بود از اضطرار و بی زری

بیقراری ہین ہر کے ساتھ نیک — شیر کھاتا بھوک سے مردار ایک
با لئیمان بستہ نیکان ز اضطرار — شیر مرداری خورد از جوع زار

دیکھتا اسکو اور کہتا اسکو سلام — کہ فلان ہون اور یہ میرا ہی نام
او ہمی دیدش ہمی گفتش سلام — کہ فلانم من مرا اینست نام

بولا ہو کیا جانو نہین تو کون ہے — یا پلیدی یا تو پاکی کو رکھے
گفت باشد من چہ دانم تو کئی — یا پلیدی یا قرین پاکئی

منبع ہو میں رات دن الہو نہین — کچھ نہین مجکو تری اب جو اشین
والہم روز و شب اندر منبع ہو — ہیچ گونہ نیستم پروای تو

بیخودی اپنے سے مجکو کچھ خبر — نے سر مو اپنی ہستی سے اثر
از خودی خود ندارم ہم خبر — نیست از ہستی سر مویم اثر

غیر حق سے گوش سے آگہ مرا — جان و دل مین ہر نہ میرے جز خدا
گوش من از غیر حق آگاہ نیست — در دل و جانم بجز اللہ نیست

بولا یہ دن ہے قیامت سی شبیہ — کہ ہوا بھائی یفر من اخیہ
گفت این دم با قیامت شد شبیہ — تا برادر شد یفر من اخیہ

شرح کرتا کہ مین وہ ہون طعام — کھاتا تھا تو خوان میرے سے مدام
شرح میکردش کہ من آنم کہ تو — لوتہا خوردی ز خوان من دو تو

نے فلانے دن خرید وہ متاع — کل سر جا ذرا الاثنین شاع
نے فلان روزت خریدم آن متاع — کل سر جاوز الاثنین شاع

تو نہین برسون مرا مہمان تھا — تجھ پہ نے میں نے کیا احسان تھا
نے تو بودی سالہا مہمان من — نے رسیدت بیکران احسان من

سر محنت کا مری سنتی تھی خلق — شرم رکھ مجھ سے جو محنت کیا کے حلق
سر ما بشنیده‌اند خلق — شرم دار و رو چو نعمت خورد حلق

وہ یہی کہتا تھا کیا بکتا ہے تو — تجکو نے جانون نہ تیرے نام کو
او ہمی گفتش چہ گوئی ترہات — نے ترا دانم ز نام تو نہ ذات

پانچویں شبکو جو بارش نے لیا — ایسی بارش کہ فلک حیران تھا
پنجمین شب ابر بارانی گرفت — کاسمان از بارشش شد در شگفت

حد سے گذری جو کہ تکلیف و بلا — در بجا یا خواجہ نے دہقان تو آ
چون رسید آن کارد اندر استخوان — حلقہ زد خواجہ کہ مہتر را بخوان

سو خوشامد سے وہ آیا پاس در — بولا آخر کیا ہے ای جان پدر
چون بصد الحاح آمد سوی در — گفت آخر چیست ای جان پدر

بولا مین نے ترک اس حق کو کیا — وہ بھی چھوڑا جو کہ مین تھا جانتا
گفت من آن حقہا بگذاشتم — ترک کردم آنچہ می پنداشتم

پانچ سالہ پانچ دن مین کھینچی بلا — جان کو جو اس سردی مین میری بلا
پنج سالہ رنج دید آن پنج روز — جان مسکینم درین سرما و سوز

اپنے خویشوں اور یارونکی جفا — بھاری ہین ہیں وہ لاکھونسے سوا
یک جفا از خویش و از یار و تبار — در گرانی ہست چون سیصد ہزار

نے یقین اسکو جفا یا اسکی تھا — جان وفا سے اسکی عادی تھی سدا
زانکہ دانستہا و بر جور و جفاش — جانش خو گر با مہر و وفاش

ہین جو مردم پہ بلا و شدتین — کر یقین کہ ترک عادت سے وہ ہین
ہر چہ بر مردم بلا و شدت ست — این یقین دان کز خلاف عادت ست

بولا شمس مہر کو تیری زوال — کر لیا خون میرا تجکو ہی حلال
گفت ای خورشید مہرت در زوال — گر تو خونم ریختی کردم حلال

آج شب بارش ہی ہکو دی تو جا — تا قیامت مین تو پائے خوش جزا
امشبی باران بده گوشہ — تا بیابی در قیامت توشہ

بولا یان ہی باغبان کا اک مکان — کہ وہ اسمین گرگ کا ہے پاسبان
گفت یک گوشہ ست آن باغبان — ہست اینجا گرگ را او پاسبان

اردو (مصرع اول)	اردو (مصرع دوم)	فارسی (مصرع اول)	فارسی (مصرع دوم)
گرگ کی خاطر لیے تیر و کمان	تاکہ مارے گرگ جو آئے وہان	در کفش تیر و کمان از بہر گرگ	تا زند چون آید آن گرگ سترگ
گر تو وہ خدمت کرے جا ہی تری	ورنہ جلدی ڈھونڈھ تو جا دوسری	گر تو آن خدمت کنی جا آن تست	ورنہ جای دیگری فرمای جست
بولا سو خدمت کرون دے جگہ مجھے	وہ کمان و تیر تو آ مجکو دے	گفت صد خدمت کنم تو جا بدہ	وان کمان و تیر در کفم بنہ
مین نسوون خط مین انگور کے	سر نکالے گرگ ماروں تیر لے	من نخسپم حارس رزت کنم	گر بر آرد گرگ سر تیرش زنم
بہر حق مت چھوڑ امشب تو مجھے	نیچے کیچڑ آب بارش سر پہ ہے	بہر حق مگذارم امشب ای دودل	آب باران بر سر و در زیر گل
تھا مکان خالی گیا وہ باعیال	ہر جگہ تھی تنگ وہ اور یہ عیال	گوشۂ خالی شد و او با عیال	رفت آنجا جای تنگ و بی مجال
مثل مرغی ایک پر تھا دوسرا	زیر پائی کے ہر اک اس جا پڑا	چون ملخ بر ہمدگر گشتہ سوار	از نہیب سیل اندر کنج غار
رات بھر کہتے تھے سب کہ ہے خدا	ہے ہماری یہ سزا اور ہے سزا	شب ہمہ شب جملہ گویان کای خدا	این سزای ما سزای ما سزا
ہے سزا کہ یار ناکس کا ہوا	یا کسی ناکس کا حامی ہو گیا	این سزای آنکہ شد یار خسان	یا کسی کرد از برای ناکسان
ہے سزا اسکی کہ طمع خام سے	ترک کرنا خدمت خاصان ہے	این سزای آنکہ اندر طمع خام	ترک گوید خدمت خاص کرام
خاک پاکان چاٹنا بس خوب ہے	عام سے اور انکے زر اور باغ سے	خاک پاکان لیسی و دیوارشان	بہتر از عام و زر و گلزارشان
مرد روشن دل کا بندہ ہوے تو	بہتر اس سے کہ ہو شہ کے سر پہ تو	بندۂ یک مرد روشن دل شوی	بہ کہ فرق سر شاہان روی
شاہ کی خاک سے بجز اور گرد و دھول	تو نہیں پائیگا کچھ ای اہل کل	از ملوک خاک جز بانگ دہل	تو نخواہی یافت ای پیک سبل
شہری رہزن ہیں دین ظلمت روح	کیا ہے دہقان گنج اک بے سود ہے	شہریان خود رہزنان نسبت بروح	روستائی کیست گیج و بی فتوح
یہ سزا اسکی کہ بے تدبیر عقل	اسکے بانگ غول کر دی [illegible]	این سزای آنکہ بی تدبیر عقل	بانگ غولی آمدش بگزید نقل
جو محبت مین پشیمان دل سے ہے	بعد کیا فائدہ اقرار سے	چون پشیمانی ز دل شد پا سخا	زان سپس سودی ندارد اعتذار
جو پشیمان دل سے ہو کر کیا کیا	آہ کرنا بعد وہ بے فائدہ	چون پشیمان گشت از دل تا چہ کرد	بعد ازان سودی ندارد آہ سرد
ہاتھ میں اسکے کمان و تیر تھا	ڈھونڈھتا تھا گرگ کو وہ جابجا	آن کمان و تیر اندر دست او	گرگ را جویان ہمہ شب سو بسو
گرگ اسپر خود مسلط جون شرر	ڈھونڈھتا اور گرگ سے تھا بیخبر	گرگ خود بر وی مسلط چون شرر	گرگ جویان در گرگ او بیخبر
مثل گرگ ہر مچھر و پسو ہوا	اس لشکر میں اسکو بس زخمی کیا	ہر پشہ ہر کیک چون گرگ شدہ	اندران ویرانہ شان زخمی زدہ
اور نے مچھر کی بھی فرصت نہ تھی	ڈر سے حملہ گرگ کے اسکو اخی	فرصت آن پشہ راندن ہم نبود	از نہیب حملۂ گرگ عنود
تا نہ آئے گرگ اور نقصان کرے	داڑھی خواجہ کی دہقان نوچ لے	تا نیاید گرگ آسیبی زند	روستائی ریش خواجہ بر کند
نیم شب تک دانت ویسا کیا	جان لباس رنج سے وہ لب پہ آ	اینچنین دندان گزان تا نیم شب	جانشان از ناف می آمد بلب
مثل گرگ اک ناگہان آئی نظر	اسنے نکالا اک ٹیلے سے سر	ناگہان تمثال گرگ ہشتہ	سر بر آورد از فراز پشتہ
خواجہ نے اک تیر مارا کھینچکر	کہ زمین پر بس گرا وہ جانور	تیر را بکشاد آن خواجہ ز شست	زد بر آن حیوان کہ تا افتاد پست

جانور کا گوز نکلا جو گرا | چنچا دہقانی کہ ہاے کیا کیا
خر کا بچہ ہے یہ میرا ای گدہے | بولا وہ جوان اہرمن یہ گرگ ہے
شکل مین اسکی ہے گرگی ظاہرا | شکل گرگی اسکی دیتی ہے پتا
بولا وہ اسکا یہ نکلا گوز ہے | جانتا ہون جیسے بادہ آب سے
باغ مین خر بچہ مارا تونے ہے | ہو جو مت بسط تجھکو قبض سے
بولا تو تلاش کر کہ رات ہے | رات کو دکھتا نہین ہے جان لے
رات غلطی سے دکھاتی اور ہے | رات کو دکھتا نہین ہے جان لے
رات ہے اور ابر ہے باران ہے | تینو تاریکی یہ بس غلطی کو دے
بولا وہ مجھپر ہے مثل دن کھلا | گوز خربچہ کا مین ہون جانتا
بیس گوزون مین جانون گوز کو | جون مسافر توشہ سے آگاہ ہو
خواجہ کودا اور متعجب ہوا | اور گریبان پکڑا اس دہقان کا
کہ نہین چور تو حیلہ کرے | بھنگ و افیون توڑ دونون کھا لی ہے
مین تاریکی مین جانے گوز خر | کیون نجانے مجھکو تو ای بدگہر
نیم شب مین جانے جو گوسالہ کو | کیون نجانے ہمرہ دہ سالہ کو
خود کو عارف اور عاشق تو کرے | خاک تو چشم مروت مین بھرے
کہ مین اپنے سے بھی خود آگہ نہین | اور مرے دلمین بجز اللہ نہین
جو کہ کھایا تھا نہ مجھکو یاد ہے | جز تحیر کے یہ دل سے خالی ہے
عاقل و مجنون حق ہون یاد کو | بیخودی ایسی مین معذور تر
کھائے جو مردار کو یعنے شراب | شرع نے رکھا ہے اسکو غذر یاب
مست و بنگی کو نہ بیع ہے نہ طلاق | مثل لڑکون کے معاف ہے اور نہ عتاق
ایسی مستی کہ ہو عشق احد سے | سو خم مے نے اثر سر مین کرے
اسپہ کیون تکلیف ہووے روا | ساقط اور بیدست و پا گھوڑا ہوا
بار آتا رین جو ہو لنگڑا و عرج | بولا حق لیس علی الاعرج حرج
خون خربچہ لادے ای اخی | کون شیطان کو پڑھائی فارسی
خود سے اندھا حق سے مین بینا ہوا | قلب کثرت سے مین یکسو رہا

اندر آفتاد آن حیوان و جست | روستائی بانگ زد و کوفت دست
تا جوانمرد کہ خر کرہ من ست | گفت این گرگ چون اہرمن ست
اندرو اشکال گرگی ظاہر ست | شکل آواز گرگ او مخبر ست
گفت ز ماوشی کہ جست از فرج وے | می شناسم ہمچنان کہ بے ز مے
کشتۂ خر کرہ ام را در ریاض | کہ مبادت بسط ہرگز انقباض
گفت نیکوتر تفحص کن شب ست | شخصہا در شب ز ناظر محجب ست
شب غلط بنماید و مبدل بسے | دید صائب شب ندارد ہر کسے
ہم شب و ہم ابر و ہم باران ژرف | این سہ تاریکی غلط آرد شگرف
گفت آن بر من چو روز روشن ست | می شناسم چون مسافر من ست
در میان بیست باد آن باد را | می شناسم چون مسافر زاد را
خواجہ بر جست و بیامد با شگفت | روستائی را گریبانش گرفت
کابلہ طرار شید آوردہ | بنگ و افیون ہر دو باہم خوردہ
در سہ تاریکی شناسی باد خر | چون ندانی مر مرا اے خیرہ سر
آنکہ داند نیم شب گوسالہ را | چون نداند ہمرہ دہ سالہ را
خویشتن را عارف و والہ کنی | خاک در چشم مروت مے زنی
کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست | در دلم گنجائے جز اللہ نیست
آنچہ دی خوردم از آنم یاد نیست | این دل از غیر تحیر شاد نیست
عاقل و مجنون حقم یاد آر | در چنین بیخویشیم معذور دار
آنکہ مردار خورد یعنے نبید | شرع او را سوے معذوران کشد
مست و بنگی را طلاق و بیع نیست | ہمچو طفل و معاف و مطلق ست
مستی کاید ز بوے شاہ فرد | صد خم مے در سر و مغز آن نکرد
پس برو تکلیف چون باشد روا | اسپ ساقط گشت شد بیدست و پا
بار بر گیرند چون آمد عرج | گفت حق لیس علی الاعرج حرج
بار کہ بنہد در جان کرہ را | درس کہ دید پارسی بو مرہ را
سوی خود اعمی شدم از حق بصیر | من معافم از قلیل و از کثیر

ترجمہ	ترجمہ	متن	متن
دعوی فقر و بیخودی کا تو کرے	عاشقان حق کی سی ہا ہو کرے	لاف درویشی زنی و بیخودی	های و هوی عاشقان ایزدی
کر زمین کو مین نجانون چیخ ہے	امتحان تیرا کیا غیرت نے ہے	که زمین را من ندانم ز آسمان	امتحانت کرد غیرت امتحان
او زریعہ سے رسوائی کری	کردی ثابت نیستی ہستی تری	مار را کرد چنین رسوا کرد	هستی نفی ترا اثبات کرد
ایسا رسوا کرتا ہے حق مکر کو	ایسا ہی کر بیٹھ صید کو بھاگا ہو جو	اینچنین رسوا کند حق شید را	اینچنین گیرد رمیده صید را
سیکڑون نہیں امتحان ہو ذو فنون	جو کہے کہ اسکا مین بان ہون	صد هزاران امتحانست ای پدر	هر که گوید من شدم سرهنگ در
گر نہ جانیں عام اسکا امتحان	یہ حسن بس خاصان رہ اسکے نشان	گر نداند عامه او را ز امتحان	پختگان راه جویندش نشان
درزی ہی بن کا جو کوئی دعوی کرے	آگے اسکے شاہ اطلس ڈالدے	چون کند دعوی خیاطی خسی	افکند در پیش او شه اطلسی
کہ قطع کر اک چغہ اسکا بڑا	امتحان کو تیغی اک سوا اسکو لا	که ببر این را بغلطاق فراخ	ز امتحان پیدا شود او را دو شاخ
امتحان ہوتا نہیں ہر بد کا جو	ہر مخنث [illegible] رستم جنگ جو	گر نبودی امتحان هر بدی	هر مخنث در وغا رستم بدی
خود مخنث اک زرہ پہنے اگر	زخم خود دیکھے تو بھاگے سر بسر	خود مخنث را زره پوشیده گیر	چون ببیند زخم میگیرد اسیر
مست ہی کو ہوش باد سرد دے	مست حق جو نکلے نہ نفخ صور کے	مست می هشیار گردد از دبور	مست حق ناید بخود از نفخ صور
یاد ہے کی حق کی ہے مغری نہیں	تو نے بس کیا بادہ ہی ہو یا یقین	باده حق راست باشد نه دروغ	دوغ خوردی دوغ خوردی دوغ دوغ
خود کو گرتا ہے جنید و بایزید	جا نہیں جا ذون ترے مین کلید	ساختی خود را جنید و بایزید	رو که نشناسم تبر را از کلید
تو ہی منکر بد عقیدہ و حرص جو	گر پوشیدہ کرے بیکار تو	بد رگی و منبلی و حرص و آز	چون کنی پنهان به شید ای مکرساز
آپ کو منصور حلاجی کرے	ردی مین یار ونکی اپنی آگ دے	خویش را منصور حلاجی کنی	آتشی در پنبهٔ یاران زنی
نے عمر سے بو لہب مین جانتا	گو زر خریدہ کو شب مین جانتا	که نشناسم عمر از بولهب	بادخره کشناسم نیم شب
ای گدھے تجھسے یہ خر باور رکھے	خود کو تو تیرے لیے اندھا کرے	ای خری کاین از تو خر باور کند	خویش را بهر تو کور و کر کند
سالکوں سے جان خود کو کر سوا	رہزنون کا یار ہے تو گونہ کہا	خویش را از رهروان کمتر شمر	تو حریف رهزنانی کوه و حجر
عقل کیجانب تو جا اڑ کر سے	آسمان پر کب مجازی اڑ سکے	باربر از شید و سوی عقل تاز	کی پرد بر آسمان پر مجاز
حق کا عاشق آپکو کرتا ہے تو	عشق کالے دیو کا رکھتا ہے تو	خویشتن را عاشق حق ساختی	عشق با دیو سیاهی باختی
حشر کے دن عاشق و معشوق کو	دو بدو باندھیں گے لائیں و برو	عاشق و معشوق را در رستخیز	دو بدو بندند و پیش آرند تیز
بیخودی مین تو نے خود کو ڈالا	خون زر کیا خون ہمارا کھایا ہے	تو چو خود را گیج بیخود کرده	خون رز کو خون ما را خورده
جا نہیں پہچانتا تجکو نہ رو	عاشق بیخود ہو نہیں بہلول ہو	رو که نشناسم ترا از من بجه	عاشق بیخویشم و بهلول ده
قرب حق ہونیکا تجکو وہم ہے	کہ نہ صانع ہی جدا مصنوع سے	تو توهم میکنی از قرب حق	که طبق گردد ز نزدیکی طبق
تو نہیں دیکھے کہ قرب اولیا	سو کرامت رکھے اور فضل جدا	آن نمی‌بینی که قرب اولیا	صد کرامت دارد و کار و کیا

لوہا ہوتا موم ہے داؤد سے — موم تیرے ہاتھ مین لوہا بنے
قرب خلق و رزق سب پہ عام ہے — قرب حق عشق ہے اسے نامی بنے
قرب ہوتا ہے کئی اقسام سے — کوہ و زر پہ ہے تو خورشید ہے
قربت زر سے ہے جو خورشید کو — اس سے آگہ ہی نہو دے بید کو
شاخ خشک و تر ہے قرب آفتاب — رکھتا کب خورشید دونو سے حجاب
قربت اس شاخ تر کی ہے کہان — کہ تو لے پختہ ثمر اس سے عیان
شاخ سوکھی قربت خورشید سے — سوکھنے کو بس سوا کیا اس سے لے
ایسا تو مست ہوا ہے دل جلے — عقل آئی ہو پشیمانی تجھے
بلکہ ان مستون سے جو پیتے ہین مے — عقل پختہ حسرت و افسوس سے لے
ای تو جون بلی ہے پکڑے موش پیر — پکڑے تو شیر اس مے سے تب شیر گیر
اے نہ پیکر کھایا خیال خام سے — مثل مستان حقائق مت لڑے
مست سا گرتا ادھر ہے اور ادھر — گر ادھر کو تو نہیں ہے جا ادھر
تو ادھر گر راہ پائے بعد ازین — کہ ادھر اور ادھر سر پھیر تو
کل ادھر ہے مت ادھر کی بات کر — موت گر تے جان کو مت سات کر
جو خضر جان کہ اجل سے نے ڈرے — خلق کو نے جانیے لائق آے
منھ کو ذوق وہم سے تو خوش کرے — دم سے اپنے مشک کو تو جو دھبرے
اس ہوا کو سوئی اک خالی کرے — اس مثاپے سے تو غافل مت رہے
کوزہ سردی مین جالے برف سے — کب وہ ٹھہرے جبکہ تابش کرے

آهن از داود موے می شود — موم در دستت چو آهن می شود
قرب خلق و رزق بر جمله است عام — قرب وحی عشق دارند این کرام
قرب بر انواع باشد ای پدر — میزند خورشید بر کهسار و زر
لیک قربی هست با زر شید را — که از آن آگه نباشد بید را
شاخ خشک و تر قریب آفتاب — آفتاب از هر دو کی دارد حجاب
لیک کو آن قربت شاخ طری — که ثمار پخته از وی می بری
شاخ خشک از قربت آن آفتاب — غیر زوتر خشک گشتن گو بیاب
آنچنان مستی مباش ای بیخرد — که بعقل آید پشیمانی خورد
بلکه از آن مستان که چون می میخورند — عقلهای پخته حسرت میبرند
ای گرفته همچو گربه موش پیر — گر از آن می شیرگیری شیر گیر
ای بخورده از خیال خام هیچ — همچو مستان حقائق بر مپیچ
می فتی این سو و آن سو مستوار — ای تو این سو نیست آن سو گذار
گر بدان سو راه یابی بعد از آن — گه بدین سو گه بدان سو سرفشان
جمله زین سو نه بدان سو گپ مزن — چون نداری مرگ هرزه جان مکن
آن خضر جان کز اجل نهراسد او — شاید از مخلوق را نشناسد او
کام از ذوق توهم خوش کنی — در دمی در خیک خود پرش کنی
پس بیک سوزن تهی گردد ز باد — اینچنین فربه تن عاقل مباد
کوزه ها سازی ز برف اندر شتا — کی کند چون آب بیند او وفا

گرنا گیدڑ کا رنگ کی خم مین اور رنگین ہونا اسکا اور دعوی کرنا طاؤس ہونیکا اور گیدڑون مین

افتادن شغال در خم رنگ و رنگین شدن وی و دعوی طاؤسی نمودن در میان شغالان دیگر

رنگ کی خم مین جو اک گیدڑ گرا — اور تھوڑی دیر اس خم مین رہا
پس وہ نکلا اسکا تن رنگین ہوا — کہ مین اک طاؤس علیین ہوا
اسکے رنگین بال کو رونق ملی — دھوپ سے رنگت چمکنے بس لگی
خود کو دیکھا نیلا پیلا اور ہرا — گیدڑون پر آپ کو ظاہر کیا
بولے ای گیدڑ ترا کیا حال ہے — کہ خوشی تجھ مین بھری فی الحال ہے

آن شغالی رفت اندر خم رنگ — اندر آن خم کرد یکساعت درنگ
پس بر آمد پوستش رنگین شده — که منم طاؤس علیین شده
پشم رنگین رونق خوش یافته — و آفتاب آن رنگها بر تافته
دید خود را سرخ و سبز و فور و زرد — خویشتن را بر شغالان عرضه کرد
جمله گفتند ای شغالک حال چیست — که ترا در سر نشاطی ملتوی ست

اور خوشی سے تو جدا ہے ہوا — یہ تکبر تو نے سیکھا کس جگہ کا
اُس سے اک گیدڑ نے بہکے یہ کہا — کر کیا ہے مکر جو خوش دل ہوا
مکر سے منبر پہ بیٹھوں تا کہ میں — خلق کو کھینچوں سوئے دون تا صحن میں
جوش میں تو ہو نہ ٹھنڈی گرمی اب — مکر سے کرتا ہے تو بے شرمی اب
صدق و گرمی ہے شعار اولیا — اور بے شرمی پناہ ہر دغا
کالتفات کھینچے اپنی سو — کہ ہو ان خوش ناخوش رکھے دل و جان کو

از نشاط از ما کرانه کرده‌ای — این تکبر از کجا آورده‌ای
یک نشاطی پیش او شد ای فلان — شید کردی تا شدی از خوش‌دلان
شید کردی تا به منبر بر جهی — تا زلاف این خلق را حسرت دهی
پس بجوشیدی ندیدی گرمیی — پس نشد آورده‌ئی بی شرمیی
صدق و گرمی خود شعار اولیاست — باز بی شرمی پناه هر دغاست
کالتفات خلق سوی خود کشند — که خوشیم و از درون بس ناخوش‌اند

موچھیں چکنی کرتا مرد شیخی خور کا ہر صبح پوست دنبہ سے — اور باہر آکر کہتا یاروں میں کہ میں نے تحمدہ کھانا کھایا ہے

چرب کردن مرد لافی لب و سبلت خود را هر بامداد به پوست دنبه — و بیرون آمدن میان حریفان که چنین و چنان خورده‌ام

پوست دنبہ کا ملا جو مرد کو — مسموں کے درمیاں جا تاکہ میں
پھیرتا مونچھوں پہ خوش ہو ہاتھ دو — یہ غرض کہ دیکھو سب تم مونچھ کو
راست گوئی کی ہے میری یہ گواہ — چرب و شیریں کھانا کھا ہے یہ بتا
پیٹ اسکو دیتی جواب بالیقین — ابادالله کید الکافرین
تیری شیخی سے ہے جلاتی مجکو جو — تیری چکنی مونچھ اکھڑی ہو جو
تیری شیخی بدشگونی اے گدا — رحم کرتا اک سخی مجھ پر بھلا
گر دکھاتا عیب کم کھاتا جفا — کرتا مہمانی تری اک آشنا
بولتا تو کجروی کرتا تو کم — اک طبیب اپنی دوا کرتا تم
بولا حق کہ ٹیڑھی مت گر کوش دم — ینفعن الصادقین صدقهم
اے پلیدی اب غار میں پڑ جانہ — فاستقم اور کر تو ظاہر جو کہ ہو
گر نگہ تو عیب اپنا چھپے ہو — مکر و آرایش سے مت بنا رکھو
اپنی چکنی مونچھ پر سے غم نہ ہو — کیونکہ بلی لے گئی دنبہ تھا جو
نقد کر یا ہے مت کھول زبان — راہ میں اکثر ہیں سنگ امتحان
امتحان کی سنگ کو بھی امتحان — پیش ہے احوال اپنے میں عیان
بولا حق تا زندگی ہو سے دہ میں — یفتنون فی کل عام مرتین

پوست دنبه یافت مرد مستهان — هر صباح او چرب کردی سبلتان
در میان منعمان رفتی که من — لوت چربی خورده‌ام در انجمن
دست بر سبلت نهادی در نوید — رمز یعنی سوی سبلت بنگرید
کاین گواه صدق گفتار منست — وین نشان چرب و شیرین خوردنست
اشکمش گفتی جواب بی‌طنین — اباد الله کید الکاذبین
لاف تو ما را بر آتش بر نهاد — کان سبال چرب تو بر کنده باد
گر نبودی لاف زشتت ای گدا — یک کریمی رحم افگندی به ما
ور نمودی عیب و کم خوردی دغا — هم طبیبی داروی ماساختی
راست گفتی در کجی کم باختی — گفت حق که کج مجنبان گوش و دم
ینفعن الصادقین صدقهم — گفت اندر کژ مخسب ای محتلم
آنچه داری وانما و فاستقم — ور نگوئی عیب خود باری خمش
از نمایش وز دغل خود را مکش — گر تو نقدی یافتی مگشا دهان
زانکه گربه برد دنبه بی سخن — هست در ره سنگهای امتحان
سنگهای امتحان را نیز پیش — امتحانها هست در احوال خویش
گفت یزدان از ولادت تا بحین — یفتنون فی کل عام مرتین

۳۵

یہ باعورا ایک امتحان سے بیہم ہوا اور پھر آفت میں پڑا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں قاسم ۱۲

امتحان پر امتحان ہی جان لو | امتحان تھوڑے ہی ہیں ہو راضی تو
امتحان سے بس تغافل کر تم ڈرو | اور رسوائی سے تم بے غم نہو

امتحان بر امتحان ست ای پسر | این بہ کمتر امتحان خود را مخر
ز امتحانات قضا ایمن مباش | ان ز رسوائی بترس ای خواجہ تاش

بیغم ہونا بلعم باعور کہ امتحان حضرت عزت نے کرلیا اور وہ اسی باعث سے روسیاہ ہوا

بلعم باعور و ابلیس لعین | رد ہوئے با امتحان آخرین
کیونکہ بیغم تھے وہ مکر اللہ سے | کہ ہمارے امتحان سب ہو چکے
آخر اُنکا حال بس رسوا ہوا | گر سنا ہو تو نے اُنکا ماجرا
وہ جو پنہان کرتا ہے ظاہر تو کر | یہ جلا ای رب تو رسوا اسکو کر
دعوی کرکے چاہتا دولت ہے وہ | معدہ نفرین کرتا اُسکی مونچھ کو
تن کے اجزا دشمن اسکے بیگمان | وہ رکھے لاف بہار انکو خزان
لاف کرتا کرم اور جود ہے | شاخ رحمت کھودتا جڑ پیڑ سے
پیٹ اُسکی مونچھ کا دشمن ہوا | اور پوشیدہ کرے اُسنے دعا
لاف گوکو کر تو رسوا اے خدا | رحم خاصان مجھپہ ہو کرتا سدا
جو دعا مقبول ہوئی اُس پیٹ کی | سوزش حاجت نے کی جلوہ گری
بولا حق گر کافر و فاسق ہے یہ | یاد مجکو میں کرون مقبول ہے
راستی لا خود کو یا خاموش کر | اُس گھڑی رحمت کو دیکھ اور شکر کر
تو دعا کر سخت اور فریاد کر | تا چھوڑاے غول سے تجکو بشر

ایمن بودن بلعم باعور کہ امتحان کرد حضرت عزت او را و از آنہا روسیاہ آمد

بلعم باعور و ابلیس لعین | ز امتحان آخرین گشتہ مہین
زانکہ بودند ایمن از مکر خدا | کامتحانہا رفت اندر ما مضا
عاقبت رسوائی آمد حالشان | ہم شنیدہ باشی از احوالشان
کانچہ پنہان میکند پیدا کن | سوخت ما را ای خدا رسواش کن
او بدعوی میل دولت میکند | معدہ اش نفرین سبلت میکند
جملہ اجزای تنش خصم وی اند | کہ بہار لاف ایشان دی اند
لاف داد و کرم جاہی می کند | شاخ رحمت را زبن بر میکند
این شکم خصم سبال او شدہ | دست پنہان در دعا اندر زدہ
کای خدا رسوا کن این لاف لیام | تا بجنبد سوی ما رحم کرام
مستجاب آمد دعاے آن شکم | سوزش حاجت بزد بیرون علم
گفت حق گر فاسقی و اہل ذم | چون مرا خوانی اجابتہا کنم
راستی پیش آر یا خاموش کن | وانگہان رحمت ببین و نوش کن
تو دعا را سخت گیر و می شخول | عاقبت برہاندت از دست غول

لیجانا بلی کا پوست دنبہ کو اور رسوا ہونا پہلوان کا

پیٹ نے جو حق کو سونپا آپ کو | لیگئی دنبہ کا بلی پوست وہ
دوڑا پیچھے پوست کی اُسکا پسر | اُسکی خفگی سے ڈرا وہ بیشتر
آیا محفل میں وہ لڑکا دوڑتا | اور رسوا مرد لافی کو کیا
بولا کہ حال اب وہ جو ہر صبح کو | مونچھیں چکنی اپنی کرتا اُس سے تو
بلی ناگہ آئی اُسکو لے گئی | پیچھے دوڑے پر نہ وہ ہمکو ملی
لاف میں اور ذوق میں تھا پہلوان | جو سُنا قصہ ہوا وہ مردہ جان

بردن گربہ پوست دنبہ را و رسوا شدن پہلوان

چون شکم خود را بحضرت در سپرد | گربہ آمد پوست دنبہ را ببرد
از پے دنبہ دویدند و گریخت | کودک از ترس ملامتش رنگ ریخت
آمد اندر انجمن آن طفل خرد | آبروے مرد لافی را ببرد
گفت آن دنبہ کہ ہر صبحے بدان | چرب میکردی لبان و سبلتان
گربہ آمد ناگہانش در ربود | بس دویدیم و نکرد آن جہد سود
پہلوان در لاف گرم و ذوق ناک | چون شنید این قصہ گشت [illegible]

ہوگیا محفل مین وہ بس منفعل — سر جھکایا اور ہوا چپ وہ خجل
پس تعجب سے ہنسے سب تاجران — پھر انھین رحم آگیا اسپر ازان
دعوت اسکی کرکے پیٹ اسکا بھرا — تخم رحم اسکی زمین مین بودیا
دیکھا جو خاصون نے ذوق راستی — بے تکبر راستی حاصل کری
راستی کا پیشہ اپنا کر مدام — دونون عالم ہو تو تا نیکنام

منفعل شد در میان انجمن — سر فرو برد و خمش شد از سخن
خندہ آمد حاضران را زان شگفت — رحمشان بازش بسی اندر گرفت
دعوتش کردند و سیرش داشتند — تخم رحمت در زمینش کاشتند
او چو ذوق راستی دید از کرام — بے تکبر راستی را شد غلام
راستی را پیشۂ خود کن مدام — تا شوی در ہر دو عالم نیکنام

طاؤس ہونیکا دعوی کرنا اُس گیدڑ کا جو رنگریز کے خم مین گر پڑا تھا

دعوی طاؤسی کردن آن شغال کہ در خم صباغ افتاد

خفیہ اُس رنگین گیدڑ نے کہا — کان مین انکی ملامت کر سکو آ
مجکو میری رنگ کو تو دیکھ لے — بت پرست اک بت نہ تجھ سا پا سکے
جون گلستان گلگون رکھتا ہون — مجکو سجدہ کر نہ سرکش مجھ سے ہو
دیکھ کر و فر و آب و رنگ کو — فخر دنیا رکن دین کہ مجکو لو
مظہر لطف خدائی مین ہوا — لوح شرح کبریائی مین ہوا
گیدڑو مجکو نہ تم گیدڑ کہو — حسن یہ کب ہو گیدڑ کو سنو
اُس جگہ آئے وہ گیدڑ ہوکر جمع — جیسے پروانے ہون گرد اگرد شمع
بولے سب کیا تجکو کہوین اے اخی — بولا طاوس اب کہو جون مشتری
پس کہا اُسکو کہ طاؤسان جان — جلوہ کرتے ہین وہ اندر گلستان
ایسا تو جلوہ کرے بولا کہ لا — نے گیا جنگل کہون کیسے سنا
بانگ طاؤسان کہو وے بولا کہ لا — تو نہین طاوس خواجہ بوالعلا
خلعت طاوس آئے چرخ سے — رنگ سے کب دعوی تجکو ہوسکے

آن شغال رنگ رنگ اندر نہفت — بر بناگوش ملامتگر بگفت
بنگر آخر در من و در رنگ من — یک صنم چون من ندارد خود شمن
چون گلستان گشتہ ام صد رنگ و خوش — مر مرا سجدہ کن از من سر مکش
کر و فر و آب و تاب و رنگ بین — فخر دنیا خوان مرا و رکن دین
مظہر لطف خدائی گشتہ ام — لوح شرح کبریائی گشتہ ام
ای شغالان ہین مخوانیدم شغال — کے شغالی را بود چندین جمال
آن شغالان آمدند آنجا بجمع — ہمچو پروانہ بگرد اگرد شمع
جملہ گفتندش چہ خوانیمت بری — گفت طاوس نر چون مشتری
پس بگفتندش کہ طاؤسان جان — جلوہ ہا دارند اندر گلستان
تو چنان جلوہ کنی گفتا کہ نے — بادیہ نارفتہ چون گویم منے
بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا — پس نہ طاؤسی خواجہ بوالعلا
خلعت طاوس آید ز آسمان — کے رسی از رنگ و دعویہا بران

دعوی الوہیت کرنا فرعون کا اور تشبیہ دینا اُسکو ساتھ اُس گیدڑ کے کہ دعوی طاؤس ہونیکا آگے گیدڑونکے کرتا تھا

دعوی کردن فرعون الوہیت را و تشبیہ کردن وی را بدان شغال کہ دعوی طاوسی نزد شغالان می شود

جیسے فرعون مرصع ریش نے — جانا اعلے ہون کلیم اللہ سے
گیدڑونکی نسل سے پیدا تھا وہ — خم مین مال و جاہ کے ڈوبا تھا وہ
جسنے دیکھا اُسکا جاہ سجدہ کیا — ملک کے سجدہ نے اُسکو کھا لیا

ہمچو فرعون مرصع کردہ ریش — برتر از عیسی پریدہ از خریش
او از نسل شغال مادہ زاد — در خم مالے و جاہے او فتاد
ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد — سجدۂ افسونیان را او بخورد

وہ ہوا ست اک گدائی زندہ دلق ۔ سجدۂ و تعظیم سے جو کرتی خلق
تھا وہ کم عمری میں اک مفلس گدا ۔ دی مجھے تو مال کر حق سے دعا
جان سے خدمت کرون مخلوق کی ۔ وہ دعا مقبول اُس کی ہوگئی
اُسکی طاقت خلق سے جو بڑھ گئی ۔ وہ دعا دل سے فراموش ہوگئی
مال ہر اک سانپ ہے ہر پُر جفا ۔ ہے قبول و سجدۂ خلق اژدہا
جو کہ طاؤسونکی جانب جائے تو ۔ جلوہ سے عاجز و رسوا ہووے تو
موسی و ہارون جون طاؤس تھے ۔ بار بار جلوہ کا اک سر پر ترے
تیری ہوئی ظاہر بہی رسوائی سے ۔ سرنگون ڈالا تجھے بالائی سے
ہوگئے تیری طلب سا کالا ہوا ۔ شیر کا نقشہ مٹا گستا ہوا
ای سگ گرگ خود خرس جو ۔ پوستین اب شیر کا ست ہین تو
شیر کا غرہ ترا لے امتحان ۔ شیر کا نقشہ و اخلاق سگان
ہے جو گیدڑ بے جمال و بے ہنر ۔ مت گمان طاؤس کا تو خود پر کر
جو کرین طاؤس تیرا امتحان ۔ خوار و بے رونق ہو تو اندر جہان

گفت مستک آن گدا زندہ دلق ۔ از جود و از تجبر ہا سے خلق
او گدا بود در خردی سال ۔ خواند حق را گفت گر بیتی مال
من بر تن خدمت کنم مخلوق را ۔ آن دعا یش مستجاب آمد ورا
تو تش شد از چہ خاقان زیادہ ۔ شد فراموشش دعا از رشاد
مال مار آمد کہ دروی زہرہاست ۔ وان قبول و سجدۂ خلق اژدہاست
سوی طاؤسان اگر پیدا سوی ۔ عاجزی از جلوہ و رسوا شوی
موسی و ہارون چو طاؤسان بدند ۔ بر جاوہ بر سر و رو وییت زدند
ز شتیب پیدا شد و رسوائیت ۔ سرنگون افتادی از بالائیت
چون محک دیدی سیہ گشتی چو قلب ۔ نقش شیری رفت پیدا گشت کلب
ای سگ گرگین زشت از حرص جوش ۔ پوستین شیر را بر خود میوش
غرہ شیرت نخواہد امتحان ۔ نقش شیر وانگہ اخلاق سگان
ای شغال بے جمال و بے ہنر ۔ ہیچ بر خود ظن طاؤسے مبر
زانکہ طاؤسان کنندت امتحان ۔ خوار و بے رونق بمانی در جہان

تفسیر و لتعرفنہم فی لحن القول

حق نے قرآن میں منافق کا نشان ۔ سہل تر حضرت کو تبلایا عیان
گر منافق ہووے مغرور اہل ہول ۔ اسکو تو پہچان اندر لحن قول
جو کہ مٹی کا لیتا ہے کبھی ۔ امتحان کرتا ہے تو اے مشتری
ہاتھ اُسپر کیلیے مارے ہے تو ۔ تا کہ تو جانے صدائے نقش کو
ہے صدا ٹوٹے کی اوری طور ہے ۔ اور تقیبو نکی صدا بس اور ہے
اُسکی تعریفین صدا آکر کرے ۔ فعل کی تعریف جون معدہ کرے
امتحان کی بات جو ہونے لگی ۔ یاد آیا قصہ ہاروت بھی

تفسیر و لتعرفنہم فی لحن القول

گفت یزدان مر نبی را در مساق ۔ یک نشان سہل تر ز اہل نفاق
گر منافق زفت باشد مغر و ہول ۔ وا شناسی مرد او را در لحن قول
چو سفالین کوزہ ہا را می خری ۔ امتحانے میکنی اے مشتری
میزنی دستے بر آن کوزہ چرا ۔ تا شناسی از طنین اشکستہ را
بانگ اشکستہ دگرگون می بود ۔ بانگ چاوش ست پیشش میرود
بانگ می آید کہ تعریفش کند ۔ ہمچو مصدر فعل تعریفش کند
چون حدیث امتحانی رو نمود ۔ یادم آمد قصہ ہاروت زود

قصہ ہاروت و ماروت اور دلیر ہونا اُنکا اور پر امتحان حقتعالی کے

قصہ ہاروت و ماروت و دلیری الشان بر امتحان حقتعالے

کہا تھوڑا سا کہا اس قصہ سے | کیا کہوں اک ہے ہزاروں حصہ سے
جا بجا کہتا ہوں کچھ تحقیق سے | رہ گیا میں اب تلک تعویق سے
کان دل کے اسطرف اکدم رکھو | تا کہوں میں یار کے اسرار کو
دوسرا جذبہ ہے اسکا قلیل | کہتا ہوں جوں شرح قطرہ رود نیل
قصہ ہاروت اور ماروت کو | تم سنو میں ہوں غلام اے دوستو
وہ تماشا کے آگے مست تھے | اور عجائب شہ کے استدراج سے
ایسی مستی رکھے استدراج حق | کیسی مستی دیوے پھر معراج حق
دام کے دانہ نے مستی ایسی کی | خوان انعام اسکا کیا کچھ دے اجی
مست تھے اور دام چھوٹے ہوئے | ہای ہوے عاشقانہ کرتے تھے
امتحان اک رہ میں تھا دونی اجی | صرصر اسکی کہ کو جوں کہ لے گئی
امتحان کرتا انہیں زیر و زبر | اس سگ بدمست کو ہو کیا خبر
آگے آگے خندق و میدان ہی اک | چاہ خندق انکے آگے راہ نیک

پیش ازین زان گفته بودم اندکی | خود چه گویم از هزارانش یکی
خواستم گفتم دران تحقیقها | تاکنون واماندم از تعویقها
گوش دل را یک نفس این سو بیار | تا بگویم با تو از اسرار یار
جمله دیگر ز بسیارش قلیل | گفته آید شرح یک جزو ز نیل
گوش کن هاروت را ماروت را | ای غلام و چاکران هاروت را
مست بودند از تماشای اله | وز عجبهای استدراج شاه
اینچنین مستی ست ز استدراج حق | تا چه مستیها دهد معراج حق
دانه دامش چنین مستی دهد | خوان انعامش چها اندر کشد
مست بودند و رهیده از کمند | های هوی عاشقانه میزدند
یک کمین امتحان در راه بود | صرصرش چون کاه که را میربود
امتحان میکردشان زیر و زبر | کی بود سرمست را زینها خبر
خندق و میدان بپیش او یکیست | چاه و خندق پیش او خوش مسلکیست

مستی بز کوہی کی دیکھنے بز مادہ سے اور کودنا اسکا ایک کوہ سے دوسرے کوہ مقابل پر

مستی بز از دیدن بز ماده و جستن او از کوہے بکوہ مقابل

وہ بز کوہی بلند اک کوہ پہ | جیتی سے جاتا چرنے کے لیے
تا چرے گھاس اور دیکھے ناگہان | دوسری بازی بحکم آسمان
دوسرے وہ کوہ پر ڈالے نظر | دیکھے بز مادہ کو وہ اس کوہ پر
آنکھ اسدم اسکی تاریکی رکھے | کودے مست اس کوہ سے اس کوہ پہ
اسطرح نزدیک کہ اسکو دکھے | کہ بدر رو پردہ کودے کہ سکے ہے
وہ ہزاروں گز دو گز اسکو دکھے | جست کی مستی سے تا رغبت کرے
جبکہ کودے تو گرے وہ درمیان | دونون کوہونکے وہ بخونسا مان
کوہ پر بھاگا تھا وہ صیاد سے | خون بٹوپا اسکی جان امن سے
تھے چھپے صیاد اندر کوہ کے | منتظر تھے اس قضا کے واسطے
اسطرح شاید کہ زیرہ صید ہو | ورنہ ہے چالاک جست اور تیز رو
گرچہ داڑھی مونچھ کا رستم بھی ہو | دام شہوت میں مقید ہووے وو

آن بز کوهی بجان کوه بلند | بر دود از بهر خوردی بی گزند
تا علف چیند ببیند ناگهان | بازیی دیگر ز حکم آسمان
بر کہ دیگر براند او نظر | ماده بز بیند بر آن کوه دگر
چشم او تاریک گردد در زمان | بر جهد سرمست زین که تا بدان
آنچنان نزدیک بنماید ورا | که دویدن گرد بالوعه سرا
آن هزاران گز دو گز بنمایدش | تا ز مستی میل جستن آیدش
چونکه بجهد در فتد اندر میان | در میان هر دو کوه بی امان
او ز صیادان بکه بگریخته | خود پناهش خون او را ریخته
نشسته صیادان میان آن دو کوه | انتظار آن قضای با شکوه
باشد اغلب صید این بز همچنین | ورنه چالاکست و جست و خصم بین
رستم ار چه با سر و سبلت بود | دام پاگیرش یقین شهوت بود

شل میرے مستی شہوت کو چھوڑا / اونٹ مین کرستی شہوت کےغور
مستی شہوت نے عالم مین کری / آگے مستی ملک کی عاجزی
انکی مستی انکی مستی توڑ دے / جانب شہوت وہ خواہش کم کری
تا نہ کھایا آب شیرین آب شور / خوش مزہ ہو جسطرح آنکھوںمین نور
آسمانی می کا اک قطرہ گرے / جان کو بیغم ساقی دونا سے
کیسی ہودین پھر ملک کو ستیان / اور روحون کو جلالت سے جہان
کہ رکھین اس مے پہ دل امید سے / تم سے کو توڑا اس عالم کو ہے
بس سوا انکے کہ امید ہین / جسطرح کفار پنہان گور مین
ناامید اب دونون عالم سے ہوئے / اور کانٹے بے نہایت بو دیے

رحم من از مستی شہوت بر / مستی شہوت ببین اندر نسق
باز این مستی شہوت در جہان / پیش مستی ملک شد مستہان
مستی آن مستی این بشکند / او بشہوت التفاتے کم کند
آب شیرین تا نخوردی آب شور / خوش بود خوش چون درون دیدہ نور
قطرۂ از بادہ ہائے آسمان / بر کند جان زاری ز ساقیان
تا چہ مستیہا بود املاک را / وز جلالت روحہای پاک را
کہ بوئے دل بران می بستہ اند / خم بادہ این جہان بشکستہ اند
جز مگر آنہا کہ نومید اند و دور / ہمچو کفار سے نہفتہ در قبور
ناامید از ہر دو عالم گشتہ اند / خارہا ے بے نہایت کشتہ اند

تمنا کردن ہاروت وماروت کا زمین پر آنے کی

تمنا کردن ہاروت وماروت آمدن برزمین

گئے وہ مستی سے ہم واحسرتا / پانی برسانے زمین پر ابر سا
ہم بچھاتے اس ستم کیمین جا / عدل وانصاف وعبادت سوفا
وو پہ کہتے اور قضا کہتی کہ ٹھہر / دام پنہان تیرے گرد تیرے پیر
جانہ گستاخ اب بلا کے دام مین / جانہ اندھے کربلا کے دام مین
بال اور ہڈی سی مردون کی یہان / رہ نہین پاتا ہے پاؤں سالکان
بال اور ہڈی سے پرتھا راستا / تیغ کو لاشے تیغ قہری نے کیا
بولا حق کہ بندگان باوفا / چلتے آہستہ زمین پر مین سدا
پابرہنہ جیسے کانٹون مین چلے / عاقل ودانا تامل فکر سے
یہ قضا کہتی تھی لیکن بند تھے / کان انکے بس حجاب حرص سے
کردیا ہے بندکان اور آنکھ کو / پر سوا اسکے کہ جو بچ رہے وہ
جز عنایت کون کھولے چشم کو / جز محبت کون روکے خشم کو
جان کنی یہ جہد بے توفیق ہو / کم ہو گئی سے جو سوخرمن ہو وہ
ہو نہ کوئی جہد بے توفیق باب / ہان یہ رب واللہ اعلم بالصواب

پس ز مستیہا بگفتند ای دریغ / بر زمین باران بداریمی چو میغ
گستریدیمے دران بیداد جا / عدل وانصاف وعبادت وفا
این بگفتند و قضا میگفت بیست / پیش پایت دام ناپیدا بسے ست
ہین مرو گستاخ در دشت بلا / ہین مراکو را ندر کربلا
کز موے واستخوان ہالکان / می نیابد راہ پاے سالکان
جملہ رہ استخوان موے وپے / بسکہ تیغ قہر لاشے کردہ شے
گفت حق کہ بندگان باعون / برزمین آہستہ میراند ہون
پابرہنہ چون رود در خارزار / جز بمہل وفکر ہر پیہ منزگار
این قضا میگفت لیکن گوششان / بستہ بود اندر حجاب جوش شان
چشمہا وگوشہا ولبستہ اند / جز مگر آنہا کہ از خود رستہ اند
جز عنایت کہ کشاید چشم را / جز محبت کہ نشاند خشم را
جہد بے توفیق خود کس را بود / در دلرزنے کم گرچہ صد خرمن بود
جہد بے توفیق خود کس را مباد / در جہان واللہ اعلم بالرشاد

خواب مین دیکھنا فرعون کا تنزل موسے علیہ السلام کو اور تدارک کرنا اسکا

خواب دیدن فرعون آمدن موسے علیہ السلام را وتدارک آن

جد بے توفیق فرعون کا تھا جو | جو کہ وہ سیتا تھا پھٹا تا تھا وہ
تھے منجم عہد میں اُس کے ہزار | اور معبر اور ساحر بے شمار
آنے دیکھا آنا موسیٰ کا بخواب | کرے ہر ملک فرعون وہ خراب
پس معبر اور نجومی سے کہا | کیسے شومی خواب کی ہو دفع بلا
بولے سب تدبیر ہم اسکی کرین | راہ بند ہم پیدا ہونے کی کرین
بات وہ پہونچی کہ پیدا جسمیں تھے | رائے اُن فرعون نے سوچی وہ
کہ آ سیدن تم نکالو تخت شاہ | سوی میدان صبح سے کر ز مگاہ
پس یہ فرمایا کہ کردو آشکار | تم منادی شہر اے اہل کار
الصلا اے جملہ اسرائیلیان | شہ بلاتا ہے مکان سے تمکو وان
تا دکھائے منھ تمھیں بے نقاب | تم پہ احسان وہ کرے بہر ثواب
اُن اسیروں کے لیے دوری جو تھی | سے اجازت دیکھنے فرعون کی
کہ مقابل راہ میں آ جائیں وہ | قاعدہ اُسکے لیے تھا دین وہ
قاعدہ اُنکا تھا نہ دیکھے اسیر | وقت اور بے وقت دیدار امیر
جو بدارو نکی صدا رہ میں سنے | تا نہ دیکھے منھ کرے دیوار سے
تھی اُنھیں حرص لقاے ممتنع | کہ حریص ہر آدمی فیما منع
دیکھ لے منھ کو اگر مجرم ہو وہ | اور سزا مدت ملے اُس شخص کو

میدان میں بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کو واسطے حیلہ نہ پیدا ہونے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام

ہر محلہ میں منادی بس گیا | اور گلی کوچہ میں اُسکے تھی ندا
اے اسیرو جانب میدان چلو | طالب دیدار شاہنشاہ ہو
مژدہ اسرائیلیوں نے جو سنا | تھا ہر اک مشتاق تو دیدار کا
اُس خبر سے سب ہوئے خوش شادمان | راہ لی میدان کی سب نے اُس آن
کیا فریب ہر ایک اُس جانب چلا | ہوکے جلوے کے لیے آراستہ
تا کہ وان جا کر کے دیکھیں یار کو | خاصیت دیتا ہے کیا دیدار وہ

جد فرعونے چو بے توفیق بود | ہر چہ او می دوخت آن تفتیق بود
از منجم بود در حکمش ہزار | وز معبر بود و ساحر بے شمار
مقدم موسیٰ نمودندش بخواب | کہ کند فرعون و ملکش را خراب
با معبر گفت و با اہل نجوم | چون بود دفع خیال و خواب شوم
جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم | راہ زادن را چو رہزن بر زنیم
تا رسید آن شب کہ مولد بود آن | رائے آن دیدند آن فرعونیان
کہ برون آرند آن روز بگاہ | سوی میدان بزم و تخت پادشاہ
پس بفرمودند در شہر آشکار | کہ منادی ہا کنند از ہر کنار
الصلا اے جملہ اسرائیلیان | شاہ میخواند شما را زان مکان
تا شما را رو نماید بے نقاب | بر شما احسان کند بہر ثواب
کان اسیران را بجز دوری نبود | دیدن فرعون دستوری نبود
گر فتادندی بہ رہ در پیش او | بہر آن یاسہ بخفتندی برو
یاسہ آن بد کہ نبیند ہیچ اسیر | در گہ و بیگہ لقاے آن امیر
بانگ چاوشان چو در رہ بشنود | تا نبیند رو بدیواری کند
بود شان حرص لقاے ممتنع | کہ حریص است آدمی فیما منع
ور نبیند روی آن مجرم شود | آنچہ بدتر بر سر او آن رود

بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را از برای حیلہ منع ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام

شد منادی در محلہا روان | بانگ میزد کو بکو شادی کنان
کای اسیران سوے میدان گروید | کز شہنشہ دیدن وجود ست امید
چون شنیدند آن مژدہ اسرائیلیان | تشنگان بودند بس مشتاق آن
زین خبر گشتند جملہ شادمان | راہ میدان بر گرفتند آن زمان
حیلہ را خوردند و آن سو تاختند | خویشتن را بہر جلوہ ساختند
تا روند آنجا بہ بینند روی او | تا چہ خاصیت دہد دیدار او

تھی غرض سے غافل اوہ بے خبر | گئے طمع سے باہر اک اک سر بسر

از غرض غافل بدند و بے خبر | در طمع رفتہ برون سر بسر

حکایت تمثیل مین

ایسا ہی تھا اک امیر حیلہ جو | بولا ڈھونڈھون مسریون سے اکیک
مسریونکو جمع اس جانب کرو | جسکا مین طالب ہون تا بچا رہے دو
جسکہ مسری تھے آ جمع ہوئے | اور پاس اس میر اک اک گئے
جوکہ آتا کہتا وہ یہ ہے نہین | آ دو خواجہ یان یہ ہو گوشہ نشین
اس طریقہ سے جو جمع اگر ہوئے | ماریں انکی گردنین اس مکر سے
یہ تو شومی رخ موسی بانگ نماز | داعی اللہ کانے لگے تھے نماز
پھانسا انکو عورت مکار نے | الامان شیطان کر اس مکر سے
بانگ سو نیسون درخشا جوگی سن | تانہ کردی بانگ تھی لان کان سن
گرچہ طامع ہین گدا اور زشت خو | حار صوفین اہل دل کو ڈھونڈھ تو
بحر مین گوہر ہین ہمرہ سنگ کے | فخر پوشیدہ ہے اندر ننگ کے
جوش مین آ گئے اسرائیلیان | ہو گئے سب جانب میدان روان
جو بلایا انکو حیلہ کر نہان | منتھ اور لوارا دو نکو دان
پس بہت دلداری اور وعدے کیے | ہم عطا و بخششونکی شاہ نے
بولا یہ سب کچھ تمہارے واسطے | آجکی شب سو رہو تم اس جا پے
بولے سب اس شے کہ ہم خدمت کرین | گر تو چاہے ایک یان پر رہین

حکایت در تمثیل

ہمچنان کانجا مغول حیلہ دان | گفت میجویم کسے از مسریان
مسریان را جمع آرید این طرف | تا در آید آنکہ می جویم بکف
ہر کجا بُد مسریے جمع آمدند | در بران میر یک یک می شدند
ہر کہ مے آمد بگفتا نیست این | ہین دران خواجہ دران گوشہ نشین
تا بدین شیوہ ہمہ جمع آمدند | گردن ایشان بدان حیلہ زدند
شومی آنکہ سوے بانگ نماز | داعی اللہ را نبر و ندی نیاز
دعوت مکارشان اندر کشید | الحذر از مکر شیطان ای رشید
بانگ درویشان محتاجان نیوش | تا نگیرد بانگ محتالیت گوش
گر گدایان طامع اند و زشت خو | در شکر خواران تو صاحبدل بجو
در تک دریا گہر با سنگہاست | فخرہا اندر میان ننگہاست
پس بجوشیدند اسرائیلیان | از پگہ تا جانب میدان روان
چون بحیلتشان بمیدان برد او | روی خود بنمودشان بس تازہ رو
کرد دلداری و بخششہا بداد | ہم عطا ہم وعدہا کردن قباد
بعد از ان گفت از برا جان تن | جملہ در میدان بخسپید امشبان
پاسخش دادند کہ خدمت کنیم | گر تو خواہی یک اینجا ساکنیم

پھر لوٹ آنا فرعون کا میدان سے طرف شہر کے خوش بسبب تفرقہ بنی اسرائیل کے عورتون انکی سے شب حمل میں

باز گشتن فرعون از میدان بہ شہر شادان از تفریق بنی اسرائیل از زنان شان در شب حمل

شاہ لوٹا شب کو خوش ہوتا ہوا | عورتون نے حمل کی شب مین حملہ
خازن عمران اسکی خدمت مین جو تھا | شہر مین آیا وہ ہمراہ شاہ
بولا اے عمران تو اس در پہ سو | اور رہنا ہم صحبت عورت سے نہو
بولا سوتا ہون تری درگاہ پہ | اور نہ چہتا ہون بجز دلخواہ ترے

شہ شبانگہ باز آمد شادمان | کامشبان حمل ہست دور اند زنان
خازنش عمران ہم اندر خدمتش | ہم بشہر آمد قرین در صحبتش
گفت ای عمران برین در خسپ تو | ہین مرو سوے زن و صحبت مجو
گفت خسپم ہم درین درگاہ تو | ہیچ نا اندیشم بجز دلخواہ تو

ایک اسرائیل سی عمران تھا — پردہ دل اور جان تھا فرعون کا
ذی گمان اسپر گنہگاری کا تھا — خوف فرعون جسمین ہو کرتا نہ تھا
خوف عمران سے نہ تھا افعال کا — پردہ خود اسکی خبر سے حال تھا
دل مین کب فرعون کے یہ تصدیق تھی — جون ثمر و دعاد کو سنے الٰہی

بود عمران ہم ز اسرائیلیان — لیک مر فرعون کا دل بود و جان
نی گمان بردی کہ او عصیان کند — آنکہ خوف جان فرعون آن کند
ایمن از عمران بد و افعال او — لیک آن خود بد جزای حال او
خود کجا در خاطر فرعون بود — اینچنین تقدیر چون عاد و ثمود

صحبت کرنا عمران کا مادر موسٰی سے اور حاملہ ہونا انکا

جمع آمدن عمران بمادر موسٰی و حاملہ شدن او

شہ گیا اور سو گیا عمران وہان — نیم شب کو آئی بس زوجہ نہان
لیٹ کر کرنے لگی بوس و کنار — خواب سے اسکو جگایا ایک بار
وہ جگا عورت کو دیکھا خوش مزا — لب سے اسکے لب تھا وہ چوستا
بولا عمران کس لیے تو آئی ہے — بولی وہ حکم خدا اور شوق سے
مرد نے اسکو بغل مین لے لیا — خوب غالب تھی وہ لڑنے مین ہوا
ہوکے ہم صحبت امانت دی اسے — بولا ای زن یہ نہ کام آسان ہے
لوہا پتھر سے پیدا ہوئی ہے آگ — شاہ و ملک اسکے سے کینہ رکھے آگ
ابر سا مین نور مین موسیٰ نبات — حق ہی شہ سطرنج کا اور ہم مین مات
شاہ سے تو جان بر دو مات کو — جانے مت مجھسے نہ کر افسوس تو
جس سے یہ فرعون ڈرتا ہے وہی — ہست ہوا اسدم جو صحبت مجھسے کی

شہ برفت و او بران گاہ خفت — نیم شب آمد بہ پیش خفتہ جفت
زن بر او افتاد و بوسید آن لبش — بر جہانیدش ز خواب اندر شبش
گشت بیدار او و زن را دید خوش — بوسہ باران کرد از لب بر لبش
گفت عمران این زمان چون آمدی — گفت از شوق و قضائے ایزدی
در کشیدش در کنار از مہر مرد — بر نیاید با خود آن دم در نبرد
جفت شد با او امانت را سپرد — پس بگفت ای زن این کاریست خرد
آہنی بر سنگ زد زاد آتشی — آتشی از شاہ و ملکش کین کشی
من چو ابرم تو زمین موسیٰ نبات — حق شہ شطرنج و ما ما نیم و مات
مات و برد از شاہ می دان ای عروس — این مدان از ما مکن بر ما فسوس
آنچہ این فرعون می ترسید او — ہست شد این دم کہ گشتم جفت تو

وصیت کرنا عمران کا زوجہ اپنی کو بعد صحبت اسکی کے

وصیت کردن عمران جفت را بعد از مجامعت با آن

کچھ نہ کہنا اس سے تو اب لوٹ جا — مجھسے تجھسے تا نہ لائے سو بلا
آخر آثار اسکے پیدا ہوینگے — جو علامت پوچھتے مین جان ملے
اس گھڑی میدان سے جو نعرہ ہا — آتے ہین مخلوق سے بس ظاہرا
شاہ اس ہیبت سے باہر آگیا — پا برہنہ کہ یہ کیا ہے فلغلہ

باز گرد و ہیچ از نیہا دم مزن — تا نیاید بر من و تو صد حزن
عاقبت پیدا شود آثار این — چون علامتہا رسد ای نازنین
در زمان از سوی میدان نعرہا — میرسد از خلق و می شد بر ہوا
شاہ از ان ہیبت برون جست آن زمان — پا برہنہ کاین چہ غلغلہاست ہان

ڈرنا فرعون کا شور و غل کی آواز سے

ترسیدن فرعون از بانگ و غریو و غوغا

شور و غل کیسا ہی یہ میدان میں — جسکے ڈر سے بھاگ گئے جن و پری

از سوی میدان چہ بانگست و غریو — کز نہیبش میرمد جنی و دیو

بولا عمران شہ کی برکت عمر مین ۔۔ شہ کی بخشش سے ہین کرتے شادیان
قوم اسرائیلیان خوش ہیں ۔۔ ناچتے ہین اور بجاتے تالیان
بولا یون ہی ہو دے یہ لیکن مجھے ۔۔ وہم و اندیشہ بہت کچھ آ رہے
اس صدا نے جان کو متغیر کیا ۔۔ اس غم و اندوہ سے بوڑھا ہوا
کب تھی عمران کو یہ طاقت تا کہ ۔۔ صحبت زوجہ کو ان ہی شاہ سے
رات بھر باہر اندر وہ مرتا ۔۔ درد زہ کے وقت جیسے حاملہ
ہر گھڑی کہتا تھا اے عمران مجھے ۔۔ کر دیا ہے بیقرار اس شور نے
زوجہ عمران کی جو عمران سے ملی ۔۔ اسکا تارہ چرخ پر جلوہ گری
جو پیمبر کہ رحم مین آئے ہے ۔۔ اسکا تارہ چرخ پر جلوہ کرے

گفت عمران شاہ ما را عمر باد ۔۔ قوم اسرائیلیان اندر تو شاد
از عطاے شاہ شادی می کنند ۔۔ رقص می آرند و کفہا مے زنند
گفت باشد کاین بود اما ولیک ۔۔ وہم و اندیشہ مرا پر کرد و نیک
این صدا جان مرا تغییر کرد ۔۔ از غم و اندوہ تلخم پیر کرد
زہرہ نے عمران مسکین را کہ تا ۔۔ باز گوید اختلاط جفت را
پیش می آمد پس مے رفت شہ ۔۔ جملہ شب ہمچو حامل وقت زہ
ہر زمان میگفت ای عمران مرا ۔۔ سخت از جا بردہ است این غرا
چون زن عمران بعمران در خزید ۔۔ تا کہ شد استارہ موسیٰ پدید
ہر پیمبر کہ در آید در رحم ۔۔ نجم او بر چرخ گردد منتجم

پیدا ہونا ستارہ موسیٰ کا آسمان پر اور چلانا منجمونکا میدان مین

پیدا شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان و غریو منجمان در میدان

یہ ستارہ جو چرخ پر پیدا ہوا ۔۔ اور بگڑا اندھا پن فرعون کا
دن ہوا بولا کہ اے عمران تو جا ۔۔ اور خبر اس شور و غل کی دان کے لا
جا کے میدان مین کہا عمران نے ۔۔ شور یہ کیا تھا سا سلطان نے
ہر منجم سر کھلا اور جامہ چاک ۔۔ اہل ماتم کی طرح ڈالے تھا خاک
اہل ماتم کی طرح انکی فغان ۔۔ تھی بری آواز سے از بس طان
بول و داڑھی نوچی منھ زخمی کیا ۔۔ خاک سر پر خون آنکھو نسے بہا
بولا خیر اب ہے یہ کیسا شور و حال ۔۔ بد شگونی دیتا ہے منحوس سال
عذر لائے اور کہا کہ اے امیر ۔۔ کر دیا تقدیر نے ہمکو اسیر
یہ کیا سب ہمنے دولت ہوئی خراب ۔۔ دشمن شہ ہست ہوا اب آب و تاب
شب کو تارہ اسکا ظاہر ہو گیا ۔۔ آسمان پر اندھا پن اپنا کھلا
تارہ روشن چرخ پر رستے نبی ۔۔ اور ہم رو رو کرین نارہ زنی
دلمین خوش عمران از راہ نفاق ۔۔ کوٹتا سر کو کہ آہ و الفراق
خود کو عمران نے کیا بس ترش رو ۔۔ اور گیا دیوانہ سادہ رو برو
آپ کو لا علم کر کے وہ گیا ۔۔ اور باتین سخت وہ کرنے لگا

بر فلک پیدا شد آن استارہ اش ۔۔ کوری فرعون و مکر و چارہ اش
روز شد گفتش کہ اے عمران برو ۔۔ واقف آن غلغل و آن بانگ شو
راند عمران جانب میدان گفت ۔۔ این چہ غلغل بود شاہنشہ نخفت
ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک ۔۔ ہمچو اصحاب عزا بوشیدہ خاک
ہمچو اصحاب عزا آواز شان ۔۔ بد گرفتہ در فغان و ساز شان
ریش و مو بر کندہ رو بدریدگان ۔۔ خاک بر سر کردہ پر خون دیدگان
گفت خیر است این چہ آشوبست حال ۔۔ بد نشانی مید ہد منحوس سال
عذر آوردند و گفتند اے امیر ۔۔ کرد ما را دست تقدیرش اسیر
این ہمہ کردیم و دولت تیرہ شد ۔۔ دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد
شب ستارہ آن پسر آمد عیان ۔۔ کوری ما بر جبین آسمان
زد ستارہ آن پیمبر بر سما ۔۔ ما ستارہ بار گشتیم از بکا
با دل خوش شاہ عمران در نفاق ۔۔ دست بر سر مے زد کالفراق
کرد عمران خویش پر خشم و ترش ۔۔ رفت چون دیوانگان بیعقل و ہش
خویشتن را اعجمی کرد و براند ۔۔ گفتہا نے بس خشن بر جمع خواند

آنکو غمگین کیا اور ترش رو
دوسری صورت سی کھیلے نرد کو
بولا بیٹے شاہ کو دھوکے دیے
نے خیانت سے کیے ملمع سی قانع ہوے
جانب میدان آپ ہمارا شاہ کو
شہ ہمارے کی بگاڑی آبرو
ہاتھ سینہ پر رکھا اُس قوم نے
شاہ کو فارغ کرین ہم رنج سے
زر تلف آخر ہوا اور کار خام
حال فرعون سے کہا آکر تمام
جو سنا غصہ سے منہ تیرہ ہوا
اور غصہ سے طلب اُنکو کیا
پس کہا اُنکو کہ اجھا خانیو
مین تمہین لٹکاونگا نی امن ہو
خود کو تمنے مسخرہ پن مین رکھا
مال اپنا دشمنون کو بس دیا
تا کہ اسرائیلیون نے کل سب
عورتونکو اپنی چھوڑا آج شب
پس گیا مال آبرو اور کار خام
یہ کریمون کا ہوا کرتا ہے کام
برسون خلعت و زر و زر لیا
اور ساری سلطنت کو کھا لیا
اسلیے کہ ایسے وقت سخت مین
سوچ کرکے سب مددگاری کرین
یہ تمہاری راے تھی عقل و نجوم
تم ہو حارص اور مکار اور شوم
تمکو کٹوا رون مدجلاؤن آگ مین
اور تمہاری کاٹون ناک اور کان مین
مین تمہین اب ہیزم آتش کرون
عیش باقی نسیہ مین ناخوش کرون
سجدہ کرکے بولے سب کہ اے خدیو
ہم پہ گر غالب ہوا اکبار دیو
برسون تو برسون کرین دفع بلا
وہم حیران اُس سے جو ہمنے کیا
بھولے ہم حمل اسکا ظاہر ہوگیا
لطف اُسکا ہے ہم باور مین حرا
روز میلادش کو اُسکی کر کے یاد
ہم نگہ رکھین اے شاہ قباد
یاد ہم رکھینگے دن میلاد کا
تا نہ بھولین ہو نہ ظاہر یہ قضا
گر نہ رکھین یاد ہمکو مارنا
ہر غلام اب ہوش تیری راے کا
نو مہینے تک وہ دن گنتے رہے
تا نہ تیر حکم دشمن کش چلے
جو کوئی حکم قضا سے بس لڑے
اپنا سر کھائے نگونساری رکھے
لامکان پر جو مکان حملہ کرے
خون کرے اپنا بلا کو مول لے
آسمان کی جو زمین دشمن بنے
شور ہو وے سر ہلاکت مین رکھے

خویشتن را ترش غمگین ساخت او | زردهائے بازگونه باخت او
گفتشان شاه مرا بفریفتید | از خیانت شاه ما را بخستید
سوی میدان شاه را انگیختند | آبروی شاه ما را ریختند
دست بر سینه زدند اندر زمان | شاه ما را فارغ آریم از غمان
عاقبت زرها تلف شد کار خام | شد بر فرعون برخواندش تمام
چون شنید از غصه رویش شد سیاه | خواند ایشان را ز خشم آن دین تباه
گفت ایشان را که ای بی‌خانمان | من آویزم تمارا ای امان
خویش در مضحکه انداختیم | مالها در دشمنان در باختیم
تا که امشب جمله اسرائیلیان | دور ماندند از ملامت زنان
مال رفت و آبرو و کار خام | این بود یاری و افعال کرام
سالها ادرار و خلعت می برید | مملکتها را مسلم می خورید
از برای آنکه در روزی چنین | فهم گردارید و باشید معین
رای تان این بود و فرهنگ و نجوم | طبل خوارانید و مکارید و شوم
من شما را بر درم آتش زنم | بینی و گوش و لبان تان بر کنم
من شما را هیزم آتش کنم | عیش رفته بر شما ناخوش کنم
سجده کردند و بگفتند ای خدیو | گر یکی کرت ز ما چربید دیو
سالها کرده دفع بلا ما کرده ایم | وهم حیران زانچه ما ها کرده ایم
فوت شد از ما و حملش شد پدید | لطف اِس جست و رحم اندر خزید
لیک استغفار این روز ولاد | ما نگهداریم ای شاه قباد
روز میلادش رصد بندیم ما | نگذرد فوت و نه جهد قضا
گر نداریم این نگه ما را بکش | ای غلام رای تو افکار و هش
تا به نه مه می شمرد او روز روز | تا نپرد تیر حکم خصم دوز
بر قضا هر کو شبیخون آورد | سرنگون آید سر خود را خورد
چون مکان بر لامکان حمله برد | خون خورد زنده بلاها را خرد
چون زمین با آسمان خصمی کند | شوره گردد سر ز مرگی بر زند

نقش جو نقاش سے پنجہ کرے	اپنی داڑھی مونچھ کو کچھ کرے

نقش با نقاش پنجہ مے زند	سبلتان و ریش خود بر میکند

بلانا فرعون کا میدان میں زنان بنی اسرائیل کو کہ جو نئی جنی تھیں بسبب مکر کے

بعد نو مہ تخت کو فرعون لیا	سوی میدان اور سرا چلو تھا
پھر منادی شہر میں کہنے لگا	اسے زنو تم بھی اٹھاؤ فائدہ
اے زنو با طفل میدان میں چلو	شاہ کی بخشش سے تا تم شاد ہو
جس طرح مردوں نے پایا پارسال	شاد سے ہر ایک نے خلعت مال
آج کے دن گر تمہارا بخت ہے	سب تنخواہ پاؤ گی تم شاد سے
عورتوں کو خلعت و دستار ہو	اور کلاہ زر سے اطفال کو
جس کسی نے اس مہینے میں جنا	گنج پائے شاہ سے اور فائدہ
عورتیں باطفل سب باہر ہوئیں	شاہ کے خیمہ تک خوش خوش گئیں
شہر سے فوراً وہ زن باہر گئیں	سوئے میدان مکر سے غافل تھیں
عورتیں گرد ہو گئیں سب ایک جا	ماں سے سب لڑکوں کو لوٹ لیا
کاٹا سر کو احتیاج اسکو یہ تھی	تا نہ پیدا ہووے دشمن کوئی

خواندن فرعون زنان بنی اسرائیل را که نو زائیده بودند سوی میدان هم جهت مکر

بعد از آن از شهر بیرون آورد تخت	سوی میدان بردن افگند رخت
بار دیگر شد منادی سوی شهر	کای زنان گز دهر بیابید بهر
ای زنان با طفلگان میدان روید	تا ز بخششهای شه شادان شوید
آنچنان که پار مردان را رسید	خلعت و هر کس از ایشان کشید
این زنان امروز اقبال شماست	تا بیابید هر کسی چیزی که خواست
مر زنان خلعت و صلت دهد	کودکان را هم کلاه زر نهد
هر که او این ماه زائیدست هین	گنجها گیرید از شاه مکین
آن زنان با طفلگان بیرون شدند	شادمان تا خیمه شاه آمدند
هر زن نو زاده بیرون شد ز شهر	سوی میدان غافل از دستان قهر
چون زنان جمله بدو گرد آمدند	هر چه بود از زن ز مادر بستدند
سر بریدندش که اینست احتیاط	تا نروید خصم و نفزاید خباط

پیدا ہونا موسی علیہ السلام کا اور آنا سپاہیان کی ٹولی کا عمران کے یہاں اور وحی آنا موسی علیہ السلام کی ماں پر کہ اسکو آتش تنور میں ڈالدو کہ میں اسکو بچاؤنگا

جو زن عمران نے تھا موسی جنا	ابتلا سے نہان اپنی جان میں کیا
بعد اس مکر کے جو کہ کیا	عورتوں نے دیکھ اک مکر اور لیا
کہ زن مکارہ اسنے جا بجا	بھیجی جاسوسی کی خاطر برملا
دی خبر آ کر یہاں اک طفل ہے	نے گیا میدان میں ہم وہم کے
ایک اس کوچہ میں ہے حسن جلا	طفل اک رکھتی ہے یہ ہوشیار
جو سپاہی آ کے ڈھونڈا طفل واں	اک تنور اندر بہ حکم جاودان
آئی اس عورت کو وحی اللہ سے	ہے پسر نسل خلیل اللہ سے

بوجود آمدن موسی عم و آمدن عوانان سجانب عمران و وحی آمدن به مادر موسی عم که در تنور آتشین انداز که من او را نگاه دارم

چون زن عمران که موسی زاده بود	جان بدان دستان کرد او ساخته
آن زنان قابله در خانها	بہر جاسوسی فرستادان دنا
غمز کردندش که اینجا کودکیست	نامد او میدان در وهم و شک است
اندرین کوچه یکی زیبا زنیست	کودکی دارد ولیکن پر فنیست
چون عوانان آمدند آن طفل را	در تنور انداخت از امر خدا
امر آمد سوی زن از دادگر	که ز اصل آن خلیل است این پسر

اب تنور اندر تو رکھ اس بچی تو — مین بچاؤن نار سے اس طفل کو
عصمت یا نار کرنے بارداً — لا تکون النار حراً شارداً
دل زدی سے آگ مین ڈالا پسر — نے کیا موسیٰ پہ آتش نے اثر
ڈھونڈھا اس گھر سپاہیون نے جا — کوئی لڑکا اندر اس گھر کے نہ تھا
پس سپاہی دم ادا کر پھر سے — مخبرون بھی پھر کے واقف اس تھے
ان سپاہیون نے جا کر کہا — آگے فرعون کے کہ لا یعلم انکو تھا
اے سپاہیون چلو تم پھر وان — ڈھونڈھو تم اچھی طرح سے وہ مکان
سب سپاہی اسطرف کو پھر گئے — تا کہ ڈھونڈین اسکو پھر اس جگہے

در تنور انداز موسی را تو زود — تا کند ریش از بر نار دود
عصمت یا نار کونی بارداً — لا تکون النار حراً شارداً
زن بوحی انداخت او را در شرر — بر تن موسی نکرد آتش اثر
پس عوانان خانه جستند زود — هیچ طفلی اندر آن خانه نبود
پس عوانان بیرا و آنسو شوند — باز غمازان کزان واقف بدند
با عوانان ماجرا بر داشتند — پیش فرعون از برای دانگ چند
کای عوانان باز گردید آن طرف — نیک نیکو بنگرید اندر طرف
بازگشتند آن عوانان جاگان — تا بجویند آن پسر را آن زمان

پھر آنا وحی کا موسیٰ علیہ السلام کی ماں پہ کہ اسکو پانی مین ڈالدے

آئی پھر وحی اب مین ڈال اسکو تو — بال مت نوچ اور رکھ امید کو
پھینک تو اسکو تو نیل مین رکھ اعتماد — مین تجھے اسکو ملا دون بامراد
مان نے اسکو بچہ کا اندر رود نیل — اور سونپا کام بالنعم الوکیل
بات ہے یہ حد سے آگے کی — دست و پا مین اسکے لیتے وہ بھی
طفل صدہا کو وہ باہر مارتا — اور موسیٰ گھر کے اندر تھا چھپا
وہ جنون سے مارتا ہر جا جنین — مکر و حیلہ سے وہ اندھا دوربین
مکر اس فرعون کا اک اژدہا — مکر شاہان جہان کو کھا گیا
لیک فرعون سے بڑا پیدا ہوا — اسکو اسکے مکر کو وہ کھا گیا
اژدہا تھا اور عصا تھا اژدہا — اسنے وہ کھایا بتوفیق خدا
ہاتھ غالب ہاتھ پر کان تک ہوا — اپنے حق تک کہ الیہ المنتہیٰ
کہ وہ اک دریا ہے جو ہے بے کنار — جملہ دریا اسکے آگے نہروار
حیلہ اور چارے ہیں گرچہ اژدہا — آگے الا اللہ کے وہ جملہ لا
جو بیان پہونچا بیان مانند باد — اڑ گیا واللہ اعلم بالرشاد
جو کہ فرعون مین وہ تجھ مین رکھے — لیک ہے یہ مین تیرا اژدر قید ہے
ای یہ احوال جملہ تیرا ہے — تو اسے فرعون پر قائم کرے

باز وحی آمدن بمادر موسی علیه السلام که در آبش فگن

باز وحی آمد که در آبش فگن — روی در امید دار و مو مکن
در فگن در نیلش و کن اعتماد — من ترا با او رسانم رو سفید
مادرش انداخت اندر رود نیل — کار را بگذاشت بالنعم الوکیل
این سخن پایان ندارد مکرهاش — جمله می پیچید اندر دست و پاش
صد هزاران طفل میکشت او برون — موسی اندر صدر خانه در درون
از جنون میکشت هر جا بد جنین — از حیل آن کور چشم دوربین
اژدها بد مکر فرعون عنود — مکر شاهان جهان را خورده بود
لیک ازان فرعون تر آمد پدید — هم ورا هم مکر او را درکشید
اژدها بود و عصا شد اژدها — این بخورد آن را بتوفیق خدا
دست شد بالای دست این تا کجا — تا به یزدان که الیه المنتهی
کان یکی دریاست بی غور و کران — جمله دریاها چو سیلی پیش آن
حیلها و چارها گر اژدهاست — پیش الا الله آنها جمله لاست
چون رسید اینجا بیانم سر نهاد — محو شد والله اعلم بالرشاد
آنچه در فرعون بود اندر تو هست — لیک اژدرهات محبوس چه است
ای دریغ این جمله احوال تو است — تو بر آن فرعون بر خواهیش بست

جو کہا میں نے ترا سب حال ہے | ایک بھی پورا کہا ز لاکھ سے
گر کہیں تجھ سے تجھے وحشت بڑھے | اور سے گر کہوں قصہ ہو تجھے
کرتا ابتر ہے تجھے نفس لعین | دور کرتا ہے تجھے بس یہ قرین
زخم بالکل ہیں یہ تیری نفس کے | پر تو ہے مغلوب اپنی جہل سے
ہیزم فرعون نہ تیری آگ کو | رکھے قوت مثل فرعون کے نہ دو
نفس کے گلخن کو ہیزم نے تری | ورنہ جون فرعون شعلہ زن رہتی

آنچه گفتم جملگی احوال تست | خود شنو گفتم سگی زانها درست
گر ز تو گویند وحشت زایدت | ور ز دیگر آن فسانه آیدت
این جراحتها همه در نفس تست | لیک مغلوبی ز جهل او سست
چه خرابی می کند نفس لعین | دور می اندازدت سخت این قرین
آتشش را هیزم فرعون نیست | ورنه چون فرعون او شعله زنیست
گلخن نفس ترا خاشاک نیست | زانکه چون فرعون لمرا فرعون نیست

حکایت مارگیری کہ اژدہائے افسردہ کو مردہ جانا اور رسی میں باندھ کر بغداد میں لایا

حکایت مارگیری که اژدهای افسرده را مرده پنداشت و در رسنها بسته و کشید به بغداد آورد

سن حکایت کرتے ہیں تاریخ کو | پائے تا اس راز پنہاں کے تو بو
مارگیر اندر پہاڑوں کے گیا | تا کہ پکڑے مار افسوں سے بھلا
گر کوئی دوڑا یا آہستہ چلا | جس نے ڈھونڈھا اسنے آخر پالیا
ڈال ہاتھ اندر طلب کے دائما | کہ طلب ہر رہ میں بہتر رہنما
ہو تو لنگڑا یا کہ ہو بے ادب | ہاتھ پاؤں مار کر اسکو طلب
گاہ کہنے گاہ چپ رہنے سے تو | ہر طرف بس سونگھو بوئے شاہ کو
اپنے لڑکوں کو کہا یعقوب نے | ڈھونڈھو تم یوسف کو اچھی طور سے
ہر کوئی تلاش میں ہر سو گیا | مستعد ہو کوششیں کرنے لگا
بولا یا روح ھذا لاتیاسو | جون گے لڑکے ڈھونڈھو سو بسو
جاؤ تم حس کے دہان کی راہ سے | ڈھونڈھو تم جانان کو جان کی راہ سے
کرکے تم دریافت مژدہ جان کو دو | کان اسکی چار راہوں پر رکھو
آئے جس جا بوئی خوش لیجا ادہر | راز کی جانب کہ تم آگاہ ہو
دیکھو جس جا تم کسی سے لطف کو | لطف کی تم اصل کی جانب چلو
ہیں یہ نہریں اک سمندر کی سب | جز کو ڈھونڈھا ہے کل کو اب
خلق کی زشتی ہے خوبی کے لیے | مفلسی ہے آسودگی کے لیے
خلق کا غصہ محبت کے لیے | اور جفا ہے بس وفا کے واسطے

یک حکایت بشنو از تاریخ گو | تا بری زین راز سرپوشیده بو
مارگیرے رفت اندر کوهسار | تا بگیرد او بافسونهاش مار
گر گران و گر شتابنده بود | آنکه جوینده است یابنده بود
در طلب زن دائما هر دو دست | که طلب در راه نیکو رهبرست
لنگ و لوک و خفته شکل و بی ادب | سوی او میغیژ و او را می طلب
گه بگفت و گه بخاموشی و گه | بوی کردن گیر هر سو بوی شه
گفت آن یعقوب با اولاد خویش | جستن یوسف کنید از حد بیش
هر کسے خود را درین جستن بجد | هر طرف رانید شکل مستعد
گفت از روح خدا لا تیاسوا | همچو گم کرده پسر رو سو بسو
از ره حس دهان پویان شوید | روی جانان را بجان جویان شوید
پس پرسان مژدگانی جان نهید | گوش را بر چار راه آن نهید
هر کجا بوی خوش آید بو برید | سوی آن سر کاشنای آن سرید
هر کجا لطفی ببینی از کسی | سوی اصل لطف ره یابی بسی
این همه جوها ز دریائیست ژرف | جزو را بگذار و بر کل دار طرف
زشتهای خلق بهر خوبی ست | برگ بی برگی نشانی طوبی ست
خشمهای خلق بهر خاموشی ست | از جفای خلق امید وفاست

جنگهای خلق بهر آشتی ست | دام راحت دائما بی راحتی ست

جنگ خلق ہے آشتی کیواسطے | دام راحت کا ہے زحمت کیلیے

هر زدن بهر نوازش را بود | هر گله از شکر آگه می کند

ہے ہر اک صدمہ نوازش کیلیے | ہر گلہ آگہ کرے ہے شکر سے

بوی بر از جزو تا کل ای کریم | بوی بر از ضد تا ضد ای حکیم

جزو سے کل تک بو کو لیجا ای کریم | ضد سے ضد تک بو کو لیجا اے حکیم

چون عصا در دست موسی شد مار | جمله عالم را بدینسان بیشمار

دست موسی میں ہوا جو مار عصا | جملہ عالم کو تو جان ایسا بھلا

جنگهای آشتی آرد درست | مارگیر از بهر یاری مار جست

آشتی کو جنگ رکھے دلپذیر | مار یاری کے لیے لے مارگیر

بهر یارے مار جوید آدمے | غم خورد بهر حریف بیغمے

یار مردم ڈھونڈھے یاری کیلیے | کھاتے غم ہیں بے غمی کیواسطے

او همی جستے یکے مار شگرف | گرد کوهستان و در ایام برف

اسلیے اک ڈھونڈھتا تھا مار کو | برف کے موسم میں گرد کوہ وہ

اژدهائے مرده دید آنجا عظیم | که دلش از شکل او شد پُر ز بیم

اژدہا اک مردہ دیکھا اُس جگھا | کہ دل اُسکا شکل سے اُسکی ڈرا

مارگیر اندر زمستان شدید | مار می جست اژدهائے مرده دید

مارگیر اُس موسم سردی میں جا | ڈھونڈھتا تھا مار پایا اژدہا

مارگیر از بهر حیرانی خلق | مارگیر دانیست نادانی خلق

مارگیر اک مار پکڑے اسلیے | تا کہ حیران خلق ہو نادان ہے

آدمی کوه است چون مفتون شود | کوه اندر مار حیران چون شود

آدمی ہے کوہ کیون مفتون ہو | کوہ میں کے مار کیون حیران ہو وہ

خویشتن نشناخت مسکین آدمی | از فزونی آمد و شد در کمی

خود کو پہچانے نہ مسکین آدمی | آیا افزونی سے اور رکھے کمی

خویشتن را آدمی ارزان فروخت | بود اطلس خویش را بر دلق دوخت

بیچا ارزان آدمی نے آپ کو | اس نے گدڑی پہ خود اطلس تھا وہ

صد هزاران مار حیران او ست | او چرا حیران شدست و مار دوست

سنکڑوں مار اُسکے بس حیران ہیں | کیلیے حیران ہے وہ بس مار سے

مارگیر آن اژدها را برگرفت | سوی بغداد آمد از بهر شگفت

مارگیر اُس اژدہے کو باندھ کر | سوی بغداد آیا حیران ہون بشر

اژدهائے چون ستون خانهٔ | می کشیدش از پئے دانگانهٔ

اژدہا کو جون ستون تھا کھینچتا | تا کہ پیسے دیوین ہر اک اسکو جا

کاژدهائے مردهٔ آورده ام | در شکارش من جگرها خورده ام

اژدہای مردہ اک لایا ہون مین | اور شکار اسکے مین کی ہین کوششین

او همی مرده گمان بردش ولیک | زنده بود و او ندیدش نیک نیک

جانتا تھا ایک وہ مردہ اُسے | تھا وہ زندہ جانا نہ زندہ اُسے

او ز سرماها و برف افسرده بود | زنده بود و شکل مرده بود

وہ اور سردی سے افسردہ تھا وہ | جیتا تھا پر صورت مردہ تھا وہ

عالم افسرده است و نام او جماد | جامد افسرده بود ای اوستاد

عالم افسردہ ہی نام اُسکا جماد | جامد افسردہ ہے بس ای اوستاد

باش تا خورشید حشر آید عیان | تا ببینی جنبش جسم جهان

ٹھہر تا خورشید محشر ہو عیان | تا تو دیکھے حرکت جسم جہان

چون عصای موسی اینجا مار شد | عقل را از ساکنان اخبار شد

جون عصائے موسی مار اس جا ہوا | عقل کو ساکن سے آگہ کر دیا

پارهٔ خاک ترا چون زنده ساخت | خاکها را جملگی باید شناخت

تیرے پارہ خاک کو زندہ کیا | چاہیے سب خاک کو اب جاننا

مرده زین سو اند زان سو زنده اند | خامش اینجا وان طرف گوینده اند

اس طرف مردہ ادھر زندہ ہیں | یان خمش اور وان پہ گوینده ہیں

چون ازان سو شان فرستد سوی ما | آن عصا گردد سوی ما اژدها

ہم ہماری سو آدھر سے بھیجنا | مار ہوتا ہے ہماری سو عصا

کوہہا ہم لحن داؤدی شود　　جوہر آہن بکف مومی شود
باد حمال سلیمانی شود　　بحر با موسیٰ سخندانی شود
ماہ با احمد اشارت بین شود　　نار ابراہیم را نسرین شود
خاک قارون را چو ماری در کشید　　استن حنانہ آید در رشد
سنگ احمد را سلامی میکند　　کوہ یحییٰ را پیامے میکند
جملہ ذرات عالم در نہان　　با تو میگویند روزان و شبان
ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم　　با شما نامحرمان ما خامشیم
چون شما سوی جمادی میروید　　محرم جان جمادان کے شوید
از جمادی عالم جان در روید　　غلغل اجزای عالم بشنوید
فاش تسبیح جمادات آیدت　　وسوسہ تاویلہا بربایدت
چون ندارد جان تو قندیلہا　　بہر بینش کردہ تاویلہا
دعوی دیدن خیال عار بود　　بلکہ مر بینندہ را دیدار بود
کہ غرض تسبیح ظاہر کے بود　　دعوی دیدن خیال غی بود
بلکہ مر بینندہ را دیدار آن　　وقت عبرت میکند تسبیح خوان
تسبیح چو از تسبیح یادت می دہد　　آن دلالت ہمچو گفتن میشود
این بود تاویل اہل اعتزال　　وای آنکس کو ندارد نور حال
چون ز حس بیرون نیاید آدمی　　باشد از تصویر غیبی اعجمی
این سخن پایان ندارد مارگیر　　می کشید آن مار را با صد زحیر
تا به بغداد آمد آن ہنگامہ جو　　تا نہد ہنگامہ را ہر چارسو
بر لب شط مرد ہنگامہ نہاد　　غلغلہ در شہر بغداد اوفتاد
مارگیر اژدہا آوردہ است　　بوالعجب نادر شکاری کردہ است
جمع آمد صد ہزاران خام ریش　　صید او گشتہ چو او از ابلہیش
منتظر ایشان و او ہم منتظر　　تا کہ جمع آیند خلق منتشر
مردم ہنگامہ افزون تر شود　　کدیہ و توزیع نیکو تر رود
جمع آمد صد ہزاران ژاژخا　　حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا

وہ بھی بس لحن داؤدی کرے　　موم ہو کے ہاتھ میں لوہا جو لے
در سلیمان کی ہوا حامل بنے　　اور دریا بات میں موسیٰ سے کرے
ماہ احمد کا اشارہ بین بنے　　آگ ابراہیم کی نسرین بنے
خاک قارون کو نگلے شکل مار　　اور حنانہ ستون ہو باوقار
کرتے ہیں بس سنگ احمد کو سلام　　دیتا بس کوہ یحییٰ کو پیام
سن چکے ہیں کل ذرے نہان　　رات دن کرتے ہیں تجھسے بیان
ہم سمیع اور ہم بصیر اور خوش ہیں ہم　　ساتھ نامحرم کے بس خامش ہیں ہم
جو جمادوں کی طرف جاتے ہو تم　　محرم جان جمادان کب ہو تم
عالم جان کو جمادی سے چلو　　غلغلہ اجزائے عالم کا سنو
سن تو تسبیح جمادات ظاہرا　　وسوسہ تاویل لیجائے ترا
روشنی جو ہے نہ تیری جان کو　　دیکھنے کو کرتا ہے تاویل تو
دعوی دید اک خیال عار تھا　　دیکھنے والے کو بل دیدار تھا
الغرض تسبیح ظاہر کب ہوئی　　دید کا دعوی خیال واہمی
دیکھنے والے کو دیدار اُسکی یہاں　　وقت عبرت کرتا ہی تسبیح خوان
جو کہ تسبیح یاد دیتی تجکو ہے　　چون دلیل قال تو اک جان ہے
معتزل کی ہے یہی تاویل قال　　حیف اُسپر کہ نہ رکھے نور حال
جو نہیں چھوٹا حسون سے آدمی　　کب سمجھ تصویر غیبی کی ہوئی
بات یہ بعید ہے کیسے مارگیر　　کھینچتا تھا مار کو کرکے اسیر
آیا وہ بغداد میں ہنگامہ جو　　تا کہ ہنگامہ سکے ہر چار سو
نہر پہ ہنگامہ اُس نے آکیا　　شہر میں بغداد کے شہرہ ہوا
مارگیر اک اژدہا لایا ہے جو　　اور شکار اُسنے عجب پایا ہے وہ
بیوقوف اکثر وہاں پہ جمع تھے　　صید اُسکے تھے وہ تھا جسطرح سے
منتظر وہ اُسکے وہ بھی منتظر　　جمع ہو وے تا کہ خلق منتشر
مردم ہنگامہ افزون ہو جو دون　　کوڑی پیسے کی ہو آمد تا فزون
سیکڑوں بیہودہ وان پر آگئے　　حلقہ کرکے گرد تھے اک ایک کے

حلقه کرد او چو زر گرد عریش ‌ ‌ چنانکه بت پرستان رنگیش
مرد را از زن خبر نے را و جام ‌ ‌ رفته در هم چون قیامت خاص و عام
چون همی حراقه جنبانید او ‌ ‌ میکشادند اهل هنگامه گلو
اژدها کز زمهریر افسرده بود ‌ ‌ زیر صد گونه پلاس و پرده بود
بسته بودش با رسنهای غلیظ ‌ ‌ احتیاط کرده بودش آن حفیظ
در درنگ و اتفاق و انتظار ‌ ‌ در سیاهوے و فغان هشیار
در غلوی خلق و مکث و طمطراق ‌ ‌ تافت بر آن مار خورشید عراق
آفتاب گرم سیرش گرم کرد ‌ ‌ رفت از اعضای او اخلاط سرد
مرده بود و زنده گشت او از شگفت ‌ ‌ اژدها بر خویش جنبیدن گرفت
خلق را جنبش از آن مرده مار ‌ ‌ گشتشان آن یک تحیر صد هزار
با تحیر نعره‌ها انگیختند ‌ ‌ جملگان از جنبشش بگریختند
می‌شکست آن بندها بانگ [illegible] ‌ ‌ هر طرف میرفت چاقاچاق بند
بندها بگسست بیرون شد ز زیر ‌ ‌ اژدهای زشت غران همچو شیر
در هزیمت بس خلایق کشته شد ‌ ‌ از فتاده کشتگان صد پشته شد
مارگیر از ترس برجا خشک گشت ‌ ‌ که چه آوردم من از کهسار و دشت
گرگ را بیدار کرد آن کور میش ‌ ‌ رفت نادان سوی عزرائیل خویش
اژدها یک لقمه کرد آن گیج را ‌ ‌ سهل باشد خون خوری حجاج را
خویش را بر استنی پیچیده بست ‌ ‌ استخوان خورده را در هم شکست
شهر خالی گشت و اژدها براند ‌ ‌ سو گرد ابر بیابان برفشاند
نفست اژدهاست او کی مرده است ‌ ‌ از غم بی آلتی افسرده است
گر بیابد آلت فرعون را ‌ ‌ که بامر او همی رفت آب را
آنگه او بنیاد فرعونی کند ‌ ‌ راه صد موسی و صد هارون زند
کرم گشت این اژدها از دست فقر ‌ ‌ پشه گردد ز مال و جاه صقر
اژدها را دار در برف فراق ‌ ‌ هین مکش او را بخورشید عراق
تا فسرده می‌بود آن اژدهات ‌ ‌ لقمهٔ اوئی چو او یابد نجات

نقل کر دیا ہے زر حلقہ کیا ‌ ‌ نقل کر دیا گروہ ترسائی کا
عورتوں سے مرد اندر ازدحام ‌ ‌ بحر محشر میں جیسے خاص و عام
دگدگی جسدم بجاتا اپنی وہ ‌ ‌ مردم ہنگامہ کرتے ہائے ہو
اژدہا افسردہ تھا بس سخت سے ‌ ‌ طاقت اور کمل میں باندھا تھا
اور بندھا تھا رسیوں سے سخت وہ ‌ ‌ احتیاط اسکی کری تھی اُسنے جو
انتظار اور مجمع اور دیر سے ‌ ‌ اور ہا ہو و فغان غیب سے
شور و غل اور گرو فری خلق سے ‌ ‌ چمکا خورشید عراق اُس مار پے
گرم اُسکو کر دیا خورشید نے ‌ ‌ خلط سرد اُسکی ہوئی دور جسم سے
مردہ تھا زندہ ہوا وہ اجنبی ‌ ‌ اژدہا نے خود بخود انگڑائی کی
خلق سب حرکت سے مردہ مار کے ‌ ‌ ہوگئی سو جسے حیران ایک سے
ہو کے حیران شور و غل کرنے لگا ‌ ‌ اور سب حرکت سے بھاگی مار کے
ٹوٹتے وہ بند تھے اس شور سے ‌ ‌ اور طراق ہر جا سے ہوتی تھی
بند ٹوٹے نکلا ہو کر کے دلیر ‌ ‌ اژدہا جیسے کہ غران آئے شیر
بھاگنے میں لوگ بس کشتے ہوئے ‌ ‌ اور کشتون کے بہت پشتے ہوئے
مارگیر اُس ڈر سے وان خشک ہوگیا ‌ ‌ کہ میں لایا کوہ سے یہ کیا بلا
بھیڑ اندھی نے جگایا گرگ کو ‌ ‌ خود گیا ہے سوئے عزرائیل وہ
کھا گیا اس مرد کو وہ اژدہا ‌ ‌ خون کھانا سہل ہے ظالم کا کیا
اور لپٹا اک ستون پر وہ دراز ‌ ‌ اُس خورش ابر کی توڑیں ہڈیاں
شہر تھوڑا اور بھاگا اژدہا ‌ ‌ کوہ کی جانب بیابان سے گیا
نفس تیرا اژدہا مردہ ہے کب ‌ ‌ غم سے بے اسباب کے عاجز ہے اب
گر ملے اسباب فرعون کا اُسے ‌ ‌ کر روان تھا آب آپکے حکم سے
جو کہ وہ فرعون کو پیدا کرے ‌ ‌ راہ سو ہارون موسی روکدے
اژدہا کیڑا ہوا ہے فقر سے ‌ ‌ مال و جہ سے ایک مچھر باز ہے
برف محرومی میں رکھ اژدہا ‌ ‌ اسکو خورشید عراقی میں نہ لا
تا ترا افسردہ رہے اژدہا ‌ ‌ تمکو وہ کھالے اگر چھوٹ رہا

بات کر اسکو ہوا یہین بات سے ۔ رحم کم کر دہ نہ تیرا یار ہے
کہ وہ گرمی شمس شہوت کی کرے ۔ اور جھکا ڈر سادہ اڑنے لگے
مار آسے اندر جہاد و قتل کے ۔ مرد وار اللہ جزای وصل ہے
اژدہا کو جو کہ لایا مرد وہ ۔ اور محبت مین کیا خوش آپ کو
اسلیے ظاہر وہ فتنے ہوگئے ۔ جو کہا مین نے وہ اس سے کے تھے
تو طمع رکھے کہ اسکو بے جفا ۔ خود نہ بند حار کھون باغزا رو فا
ہر کسیکو یہ تمنا کب ملے ۔ موسیٰ ہو کہ اژدہا کشتہ کرے
خلق صد ہا اژدہا بس اسکے سے ۔ بھاگنے مین مرگئے افسوس ہے
اور طمع سے کردیا خود کو خراب ۔ کہدیا واللہ اعلم بالصواب

مات کن او را وایمن شو ز مات ۔ رحم کم کن نیست او زاہل صلات
کان تف خورشید شہوت بر زند ۔ دان خفاش مردہ ریگیت پر زند
می کشی او را در جہاد و در قتال ۔ مرد وار اللہ یجزیک الوصال
چونکہ آن مرد اژدہا را آورید ۔ در ہوای گرم خوش شد آن مرید
لاجرم آن فتنہا کرد ای عزیز ۔ بیست چندانے کہ ما گفتیم نیز
تو طمع داری کہ او را بے جفا ۔ بستہ داری در وقار و در وفا
ہر کسے را این تمنا کے رسید ۔ موسیی باید کہ اژدہا کشید
صد ہزاران خلق ز اژدہای او ۔ در ہزیمت کشتہ شد از رای او
در طمع ہم خویش را بر باد داد ۔ گفتہ شد واللہ اعلم بالصواب

بیان ہدایت کرنا اور دہمکانا و سوال م جواب کرنا فرعون کا ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

بیان یا سخہا و تہدیدہا و سوالہا و جوابہاے فرعون با حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ست

بولا فرعون کسلیے تو نے کلیم ۔ خلق کو مارا رکھا پر خوف و بیم
بھاگنے مین خلق بس تجھسے گری ۔ بھاگنے مین ٹھوکرین کھا کر مری
اسلیے مردم ترے دشمن ہوے ۔ مرد و زن نے کینے بس تجھ سے رکھے
خلق کو تو نے بلایا پھر گئی ۔ اس خلافی سے وہ عاجز ہوگئی
مین بھی گرچہ تیرے شر سے ہٹتا ہون ۔ لیکن اس بدلے کی تیری کرتا ہون
چھوڑ تو اسکو کہ دھوکہ مجکو دے ۔ یا کرے اک حرف سے پیر و بے مجھے
تو بناوٹ اپنی پر غسترہ نہ کر ۔ اور دل مخلوق مین رکھا ہے ڈر
سو بنالے ایسے پر رسوا ہو تو ۔ خوار ہو تو مسخرہ غوغا ہو تو
تجھسے مکار اب یہان کثرت سے تھے ۔ میرے آخر شہر مین رسوا ہوئے

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم ۔ خلق را کشتی و افگندی بہ بیم
در ہزیمت از تو افتادند خلق ۔ در ہزیمت کشتہ شد ز زلق
لاجرم مردم ترا دشمن گرفت ۔ کین تو در سینہ مرد و زن گرفت
خلق را میخواندی بر عکس شد ۔ از خلاف مرد و زن نیست جد
من ہم از شرت اگر پس میخزم ۔ در مکافات تو دیگی می پزم
دل ازین بر کن کہ بفریبے مرا ۔ یا بجز نے پس روی گردم مرا
تو بران غرہ مشو کش ساختی ۔ در دل خلقان ہراس انداختی
صد چنین آری و ہم رسوا شوی ۔ خوار گردی مضحکہ غوغا شوی
ہیچو تو سالوس بسیاران بدند ۔ عاقبت در شہر ما رسوا شدند

جواب دینا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو از راہ ہدایت کے کہ اسکو کرتے تھے

جواب گفتن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون را در تہدیدے کہ با او مے نمود

بولا حکم حق مین شرکت ہے نہین ۔ حکم گر مارے مین ڈرتا ہون نہین

گفت با امر حقم اشراک نیست ۔ گر بریزد خونم امرش باک نیست

راضی اور رہتا کروں ہوں میں حریف	یاں یہ رسوا پاس حق کے ہوں شریف
نزد مخلوقات خوار و مستمند	نزد حق محبوب و مطلوب و پسند
بات اک کہتا ہوں ورنہ تجھے	روسیہ اللہ محشر میں کرے
عزت اسکی ملک و خاموش اسکی کی	آدم و ابلیس سے لے اگلی
شرح حق نے انتہا ہی جیسے حق	کر زبان کو بند لوٹ اب ورق

راضیم من شاکرم من ای حریف	این طرف رسوا و پیش حق شریف
پیش خلقان خوار و زار و مستمند	پیش حق محبوب و مطلوب و پسند
این سخن میگویم این ورنہ خدا	از سیہ رویان کند فردا ترا
عزت آن اوست و آن بندہ کالش	ز آدم و ابلیس برخوان نشانش
شرح حق پایان ندارد ہمچو حق	ہان دہان بربند و برگردان ورق

جواب دینا فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو اور مہلت چاہنا چالیس روز کی موسیٰ علیہ السلام سے

پاسخ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مہلت خواستن تا چہل روز از موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام

بولا فرعون ہر ورق اسدم سر کے	ہاتھ میں دفتر و دیوان حکم کے
اہل عالم نے کیا مقبل مجھے	عقل سب عالم سے اوپر ہو کر کھے
موسیٰ تو مقبل جانے خود کو جا	مست ہو خود بین اور نکر غرہ بھلا
جمع لاؤں ساحران دہر کو	اور دکھاؤں یہ جہالت شہر کو
ایک دو دن میں یہ جھگڑا ہو سکے	مہلت اب چالیس دن کی دو مجھے

گفت فرعونش ورق در دست ماست	دفتر و دیوان و حکم امروز ماست
مر مرا بخریدہ اند اہل جہان	از ہمہ عاقل تری تو ای فلان
موسیا خود را خریدی ہین برو	خویشتن کم بین بخود غرہ مشو
جمع آرم ساحران دہر را	تا کہ جہل تو نمایم شہر را
این نخواہد شد بروزی یا دو روز	مہلتم دہ تا چہل روز تموز

جواب دینا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو

جواب دادن موسیٰ علیہ السلام مر فرعون را

بولا موسیٰ نے اجازت ہو مجھے	بندہ ہوں مہلت میں دوں کیسے تجھے
گر تو غالب ہو نہ میرا یار ہے	بندہ و حکمی ہوں نہ مطلب کا مرے
جبکہ ہاروں جبتلک بندہ ہوں میں	میری نصرت بندہ کو بندہ ہوں نہیں
ماروں نہیں جب تک کہ ہو حکم خدا	دشمنی سے وہ کرے دشمن جدا

گفت موسیٰ مر مرا دستور نیست	بندہ ام امہال تو مأمور نیست
گر تو چیری و مرا خود یار نیست	بندہ فرمانم بدانم کار نیست
می زنم با تو بجد تا زندہ ام	من چکارہ نصرتم من بندہ ام
می زنم تا در رسد حکم خدا	او کند ہر خصم از خصمی جدا

جواب دینا فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو اور وحی آنا موسیٰ علیہ السلام کو

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام

بولا اسنے مجکو مہلت چاہیے	عشوہ کم کر مت تو بیہودہ سے کے
حق نے بھیجی بس اسیدم وحی اسے	مہلت اسکو دے نہ ڈر اور مت جھجک
مہلت اب چالیس دن کی دے اسے	سوچ لیوے مکر تا ہر طور سے
تا کرے کوشش کہ میں غافل نہیں	کہدے جا تو میں نے راہیں بند کیں

گفت نی نی مہلتم باید نہاد	عشوہ ہا کم دہ تو کم پیمای باد
حق تعالیٰ وحی کردش در زمان	مہلتش دہ متسع مہراس ازان
این چہل روزش بدہ مہلت مطیع	تا سگالد مکرہا او نوع نوع
تا بکوشد او کہ من خفتہ ام	تیز رو گو پیش رہ بگرفتہ ام

آنکے سب حیلوں کو بس مین توڑ دون | وہ زیادہ جو کرین مین کم کرون
آب وہ لائے تو مین آتش کرون | خوش وہ کھائے تو مین ناخوش کرون
جو محبت باندھیں وہ مین توڑ دون | جو نہ آئے وہم مین مین وہ کرون
تو نہ ڈر مہلت دے اسکو بس تو ہی | گو سپہ لائے کرے حیلہ گری

حیلہا شان ہمہ برہم زنم | وانچہ افزایند من برکم زنم
آب را آرند من آتش کنم | نوش خوش گیرند من ناخوش کنم
مہر پیوندند من ویران کنم | آنچہ اندر وہم ناید آن کنم
تو مترس و مہلتش بسیار دہ | گو سپہ گرد آرد و صد حیلہ ساز

مہلت دینی موسیٰ علیہ السلام کی فرعونکو تا ساحرونکو جمع کرے

بولا آیا حکم مہلت ہے تجھے | مین ہون جاتا تو بچا آفات سے
وہ گیا اور اژدہا پیچھے چلا | دوڑتا کتا جس طرح صیاد کا
وہ ہلاتا جون سگِ صیاد دم | زیر کرتا سنگ کو وہ زیر سم
سنگ و آہن کو وہ دم سے کھینچتا | ظاہرا آہن کے ٹکڑے کر جاتا
اور ہوا مین ہوتا تا بالائے چرخ | بھاگتی تھی اُس سے قوم روم و کرخ
جون شتر وہ جھاگ منہ سے ڈالتا | خون بگڑتا قطرہ جس پر ڈالتا
دانت کی آواز دل توڑتا | اور ہوتی جان شیرونکی ہوا
جبکہ آئے قوم مین وہ مجتبا | اُسکا پھن پکڑا ہوا وہ پھر عصا
ٹیکہ اُس پر کرکے کہتے ای عجب | ہمکو یہ خورشید دشمن کو ہے شب
ای عجب ہے جو نہ دیکھے یہ سپاہ | ہے جہان مین آفتاب صبحگاہ
کان و آنکھین ہین کھلین اور وہ جون | اس نظر بندی سے حق کی دنگ ہون
اُنسے مین حیران اور یہ بھی مجھسے مین | یہ بہار خار ہے اور گل ہون مین
آگے اُنکے لے گیا مین جام مے | وہ ہوا سنگ آب اُنکے سامنے
باندھ گلدستہ مین آگے لیگیا | نوش نیش اور گل ہر اک کا خار ہوا
بیخودونکا جو نصیب جان ہو | باخودونکو کسطرح حاصل وہ ہو
باش میرے خفتہ بیدار ہو | تاکہ بیداری مین دیکھو خواب کو
فکر خلق اس خوابِ خوش کی ہو عدو | تا نہ سوتے فکر نے باندھا گلو
چاہیے حیرت کو جھاڑے فکر کو | کھا گئے حیرت فکر اور ذکر کو
سست و کاہل تر ہنر راجع کہ ہین | ہین پیچھے صورت پہلے معنی کو رہین

مہلت دادن موسی علیہ السلام فرعون را تا ساحران را جمع کند

گفت امر آمد برو مہلت ترا | من بجای خود شدم رستی بلا
او ہمی شد اژدہا اندر عقب | چون سگ صیاد دانا و محب
چون سگ صیاد جنبان کرده دم | سنگ را میکرد ریگ او زیر سم
سنگ و آہن را بدم در میکشید | خرد می خائید آہن را پدید
در ہوا میکرد خود بالای چرخ | کہ ہزیمت میشد از وی روم و کرخ
کفک می انداخت چون اشتر ز کام | قطرہ بر ہر کہ میزد شد جذام
زغزغ دندان او دل می شکست | جان شیران سیہ میشد ز دست
چون بقوم خود رسید آن مجتبا | شدق او بگرفت و باز او شد عصا
تکیہ بروی کرد میگفت ای عجب | پیش ما خورشید و پیش خصم شب
ای عجب چون می نبیند این سپاہ | عالمی پر آفتاب چاشتگاہ
چشم باز و گوش باز و این ذکا | خیره ام در چشم بندی خدا
من ز ایشان خیره ایشان ہم ز من | از بہار خار ایشان من سمن
پیش شان بردم بسی جام رحیق | سنگ شد آبش بپیش آن فریق
دستہ گل بستم و بردم بہ پیش | ہر گلی چون خار گشت و نوش نیش
آن نصیب جان بی خویشان بود | چونکہ با خویش اند پیدا کی شود
خفتہ بیدار باید پیش ما | تا بہ بیداری ببیند خوابہا
دشمن این خواب خوش شد فکر خلق | تا نخسپد فکرتش بستہ است حلق
حیرتی باید کہ روبد فکر را | خورده حیرت فکر را و ذکر را
ہر کہ کامل تر بود او در ہنر | او بصورت پس بمعنی پیشتر

راجعون گفت و رجوع اینسان بود / کہ گلہ واگردد و خانہ رود
راجعون بولا رجوع اس طرح ہے / جون پلٹ کر جاوے گلہ گھر کو ہے

چونکہ گلہ بازگردد از ورود / پس فتد آن بز کہ پیش آہنگ بود
جبکہ گلہ کوئی مولے پھیرے / جب بڑھ ہوا آگے کی بز پیچھے رہے

پیش افتد آن بز لنگ پسین / اضحک الرجعی وجوہ العابسین
آگے ہو وے بز وہ لنگڑی پسین / اضحک الرجعی وجوہ العابسین

از گزافہ کی شدند این قوم لنگ / فخر را دادند و بخریدند ننگ
یونہی نہ کب ہوئی ہے قوم لنگ / فخر کو دیکر خریدا اُسنے ننگ

پاشکستہ می روند ایشان بحج / از حرج راہیست پنہان تا فرج
حج کو جاتی ہیں یہ لنگڑی پاؤن سے / رنج سے راہ نہان تا گنج ہے

دل ز دانشہا بشستند این فریق / زانکہ این دانش نداند آن طریق
دل کو دانش سے یہ ہوتا ہے فریق / کیونکہ یہ دانش نہ جانے وہ طریق

دانشی باید کہ اصلش زان سرست / زانکہ ہر فرعی باصلش رہبرست
ہو وہ دانش جسکی جڑ ہی اس سرے / کیونکہ رہبر شاخ کی ہر اک شاخ ہے

ہر پری بر عرض دریا کی پرد / تا لدن علم لدنی می برد
عرض میں دریا پر نہ ہر اک پر اڑے / علم تک علم لدنی پا سکے

پس چرا علمی بیاموزی بمرد / کش بباید سینہ را زان پاک کرد
کس لیے یہ علم سیکھا مرد سے / اس سے سینہ پاک کرنا چاہیے

پس مجو پیشی ازین سر لنگ باش / وقت واگشتن تو پیش آہنگ باش
اس سرے تو نہ بڑھ ہو لنگڑا اُدھر ہو / وقت پھرنے کے تو آگے ناکہ ہو

آخرون السابقون باش ای ظریف / بر شجر سابق بود میوہ لطیف
آخرون السابقون او ظریف / کہ شجر پر پہلے ہو میوہ لطیف

گرچہ میوہ آخر آید در وجود / اول ست او زانکہ او مقصود بود
میوہ گرچہ پیدا آخر مین ہوا / اسلیے پہلے کہ وہ مقصود تھا

چون ملائک گوی لا علم لنا / تا بگیرد دست تو علمتنا
جون ملائک کہہ تو لا علم لنا / ہاتھ تیرا پکڑے علمتنا

گر درین مکتب ندانی تو ہجی / ہمچو احمد پری از نور حجی
گر نہ اس مکتب مین تو ابجد پڑھے / مثل احمد نور دانش سے اڑے

گر نباشی نامدار اندر بلاد / گم نہ ای اللہ اعلم بالعباد
گر نہ تو مشہور ہوا اندر بلاد / تو نہ گم اللہ اعلم بالعباد

اندرین ویرانہ کاین معروف نیست / از برای حفظ گنجینہ زریست
اس نہ ویرانہ مین جو معروف ہے / گنج زر کی ہے حفاظت کے لیے

موضع معروف کے بنہند گنج / زین قبل آمد فرج در زیر رنج
کب جگہ معروف مین رکھتے ہین گنج / اسلیے راحت ہی ہولی ہے زیر رنج

خاطر آرد بس شکال اینجا ولیک / بگسلد اشکال را استور نیک
دل کو اسجا شکل آئی ہو ولیک / توڑتا ہے بالکل اسے اسپ نیک

دست عشقش آتشے اشکال سوز / ہر خیالے را بروبد نور روز
آتش عشق اسکا مشکل سوز ہے / تک کر جاوے وہ نور روز ہے

ہم از آنسو جو جواب اے مرتضا / کاین سوال آمد از آن سو مر ترا
اسطرف سے ہی جواب اسکا تو لے / جس طرف سے یہ سوال آیا تجھے

گوشہ بے گوشہ دل شہرہ ہست / تاب لا شرقی و لا غربی از مہ ست
خانہ بے خانہ دل شہر آہ ہے / تاب لا شرقی و غربی ماہ ہے

تو ازین سو و ازان سو چون گدا / ای کہ معنی چہ می جوئی صدا
تو ادھر سے ہو ادھر مثل گدا / ای کہ معنی تو گیا ڈھونڈھے صدا

ہم ازان سو جو کہ وقت درد تو / میشوی در ذکر یا ربی دوتو
ڈھونڈھ ہو ادھر سے تو کہ وقت درد تو / ذکر یا ربی مین جھکتا ہے نکو

وقت درد و مرگ آن سو می نمی / چونکہ دردت رفت چونی اعجمی
وقت درد و مرگ جھکتا ہے ادھر / درد تیرا جو گیا پھر بے خبر

وقت محنت گشتہ اللہ گو / چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو
وقت محنت کی تو بس اللہ کہے / ہو گئی محنت کے کہان راہ ہے

درد و غم کے وقت یاد اسکو کرے | جبکہ خوش ہووے تو پھر غافل رہے
اس سبب سے یہ کہ حق کو بے شبہ | جو کہ پہچانے رہے اسپر صدا
جبکہ عقل و ہوش میں ہووے فتور | گاہ غافل اور گہ ہووے حضور
عقل جزگہ کج و گہ حیران ہے | عقل کل ایمن شکو کو نسے رہے
بے تو حیرت بیچ عقل و ہوش کو | جا تو خواری میں نجار اکو نہ تو
تو نجار امین اگر پائے درون | اہل مقل اُسکے ہیں لایفقہون
اس سخن میں جو ہوا میں مبتلا | بس حکایت سے حکایت میں بنا
میں نے قصہ یہ عدم میں بھی کیا | تا تقلب ساجدین میں ہو مرا
نے حکایت ہے یہ پیش مرد کار | وصف حال اور سر حضور یار غار
حرف قرآن کو اساطر اولین | جو کہا بو جہل نے از راہ کین
لامکان کہ نور حق آمین کہان | ماضی و مستقبل و حال ایمن کہاں
تیری نسبت ماضی مستقبل ہے وہ | دو نون ہیں اک چیز تو جا نرکہ دو
ایک تن اُسکا پدر میرا پسر | زید کو چھت زیر عمر کو ہے زبر
نسبت زیر و زبر دو کس سے ہو | ورنہ چھت اک چیز ہی تو جان لے
مثل اُسکا کب مثل ہے یہ سخن | مغز نو سے ہو تنگ حرف کہن
نہر بے لب مشک تو کر لب کو بند | بل لب ساحل ہے یہ دریا قند
بات یہ بے انتہا ہے لوٹ جا | جانب فرعون کہ کیا اُسنے کیا

در زمان درد و غم یادش کنی | چون شدی خوش باز غفلت می‌تنی
این ازان آمد که حق را بیگمان | هر که بشناسد بود دائم بر آن
آنکه در عقل و گمان هستش حجب | گاه پوشیده است و گه بدریده جیب
عقل جزوی گاه چیره گه نگون | عقل کلی ایمن از ریب المنون
عقل بفروش و هنر حیرت بخر | رو بخواری نی بخارا ای پسر
تا بخارا ای دگر یابی درون | ساکنان در محفلش لا یفقهون
ما چو خود را در سخن آغشته‌ام | کز حکایت ما حکایت گشته‌ام
من عدم افسانه گردم در حنین | تا تقلب یابم اندر ساجدین
این حکایت نیست پیش مرد کار | وصف حال است و حضور یار غار
آن اساطیر اولین که گفت عاق | حرف قرآن را بد آثار نفاق
لامکانی که درو نور خداست | ماضی و مستقبل و حالش کجاست
ماضی و مستقبلش نسبت به تست | هر دو یک چیزند و پنداری که دوست
یک تنی او را پدر ما را پسر | بام زیر زید و بر عمران زبر
نسبت زیر و زبر شد زین دو کس | سقف سوی خویش یک چیزست و بس
نیست مثل آن مثال است این سخن | قاصر از معنی نو حرف کهن
چون لب جو نیست مشکا لب ببند | بی لب و ساحل بدست این بحر قند
این سخن پایان ندارد بازگرد | سوی فرعون و مدیح تامه کرد

بھیجنا فرعون کا اطراف شہروں کو ساحروں کی طلبی میں

جو گیا موسے فقط فرعون رہا | بس طلب اُسنے مشیر و نکو کیا
مجتمع ہوکر کے آمادہ ہوے | دی ہر اک نے رای اپنی فکر کر
آخر اس ہامان بے سامان تھے | رائے دیکر اک بتائی راہ اُسے
کہ اے شاہ باظفر جو غم نہ کھا | ساحروں کو جمع کر جلدی بلا
ہیں ہماری سلطنت میں ساحران | سحر میں ہر اک ہے فرد زمان
ہر صلاح یہ مصر کی اطراف سے | جمع انکو کر تو شہر اطراف سے

فرستادن فرعون بمدائن در طلب ساحران

چونکه موسی بازگشت و او بماند | اهل رای و مشورت را پیش خواند
مجتمع گشتند و بفروشد با کے | هر کسے گو ند عرض فکر و رای
عاقبت هامان بی سامان دون | رای پیش آورد گردش نمون
کای شاه صاحب ظفر چون غم فزود | ساحران را جمع باید کرد زود
در ممالک ساحران داریم ما | هر یکی در سحر فرد و پیشوا
مصلحت آنست کز اطراف مصر | جمع آردشان شه و صراف مصر

بیجھے اُسنے آدمی اطراف کو ساحرونکو تا بلاکر لائین دو
جسقدر تھے نام اور ساحران بس ہوا اُس سمت کو سب روان
جو کہ تھے مشہور ساحر دو جوان سحر اُنکا ماہ کے دل مین ولن
ماہ کا وہ دودہ دوہتے تھے عیان بیٹھ مٹکے پر سفر کرتے ہر آن
شکل اک کھادی کی کر کر دہو بکو ناپ کرکے بیچ دیتے جلد دو
دام دیتے مشتری آگاہ ہو پیٹتے حسرت سے پھر رخسار کو
ایسے سحر و نہین بہت اُستاد تھے اور نہ تھو حرف ری سے طور سے
جبکہ پہونچا اُنکو یہ پیغام شاہ کہ بلا کر تمسے لیوے کام شاہ
اسلیے کہ آئے ہین درویش دو شہر کو گھیرا ہے اور اُنکے قصر کو
پاس اُنکے کچھ نہین ہے جز عصا حکم سے ہوتا ہے اُنکے اژدہا
شاہ و لشکر جملہ عاجز ہوگئے اور اُن دو کس سے سب ہین چیختے
چارہ جوئی کے لیے ہمکو یہان شاہ نے بھیجا تمہارے ہی یہان
دفع اُنکے مین علاج اب تم کرو گنج سے دامن عوض مین بھر دو
دونون ساحر کو پیام اُسنے کر دیا دل مین اُنکے بس اُٹھا خوف و رجا
جنسیت کی رگ نے حرکت اُنکی کی سر رکھا زانون پہ حیرانی رہی
ہے دبستان زانوے صوفی کے لیے حل مشکل کو دو راسحر ہے

او بسی مردم فرستاد آن زمان در نواحی بہر جمع جادوان
ہر طرف کہ ساحری بد نامدار کرد پران سوی او دو مرد کار
دو جوان بودند ساحر مشتہر سحر ایشان در دل مہ مستمر
شیر دوشیده ز مہ فاش آشکار در سفرہا رفتہ بر خمے سوار
شکل کرباسے نمودہ آشکار او بپیمودہ فروخیدہ شتاب
سیم بردہ مشتری آگاہ شدہ دست از حسرت بہ رخہا بر زدہ
صد ہزاران ہمچنین در جادوئی بودہ استاد و نبودہ چون روئی
چون بر ایشان آمد این پیغام شاہ کز شما شاہ است اکنون چارہ خواہ
از پی آنکہ دو درویش آمدند بر شہ و بر قصر او موکب زدند
نیست با ایشان بغیر یک عصا کہ ہمی گردد بامرش اژدہا
شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند زین دو کس جملہ بافغان آمدند
چارہ جویان بندہ را ایشان شما شاہ از آن ارسال فرمودست تا
چارہ سازید اندر دفع شان گنجہا بخشند عوض شہ بیکران
آن دو ساحر را چو این پیغام داد ترس و مہری در دل ہر دو فتاد
عرق جنسیت چو جنبیدن گرفت سر بزانو بر نہادند از شگفت
چون دبیرستان صوفی زانوست حل مشکل را دو زانو جادوست

جانا اُن دونون ساحرونکا باپ کی قبر پر اور پوچھنا اُسکی روح سے حقیقت موسی علیہ السلام کی

رفتن آن دو تن ساحر بر سر گور پدر و پرسیدن از روان او حقیقت موسے علیہ السّلام را

بعد وہ بولے کہ ای ماں چلکے تو گور بابا کی ہمین بتلادے تو
گور بتلائی اُنھین تو وہ گئے تین روزے شاہ کی خاطر رکھے
بعد وہ بولے کہ ای بابا ہمین شاہ نے پیغام بھیجا بیچ مین
کر کیا ہے تنگ اُسکو دو مردنے پیش لشکر آبرو لی اُسکی ہے
لشکر و ہتھیار نہ پاس انکے ہے جز عصا پر وہ عصا آفت رکھے
تو گیا ہے جہان پاک مین گرچہ ظاہر مین تو سویا خاک مین

بعد از ان گفتند ای مادر بیا گور بابا کو تو ما را وا نما
بردشان بر گور او بنمود راہ پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ
بعد از ان گفتند ای بابا بما شاہ پیغام فرستاد از وجا
کہ دو مرد او را بہ تنگ آوردہ اند آبرویش پیش لشکر بردہ اند
نیست با ایشان سلاح و لشکری جز عصا و در عصا شور و شری
تو جہان راستان در رفتہ گرچہ در صورت بخاکی خفتہ

وہ اگر ہے سحر دے ہم کو خبر / گر خدا والا ہے اے جان پدر
بھی خبر دے تا کہ ہم سجدہ کریں / آپ کو اس کیمیا پر ہم گھسیں
ہم ہیں ناامید امید اک ملے / ہیں شب ظلمت میں خورشید اک ملے
گمرہی سے نیک رہ ہمکو ملے / زندہ در ہیں کرم تا ہمکو ملے

آن اگر سحرست ده ما را خبر / ور خدائی باشد ای جان پدر
هم خبر ده تا که ما سجده کنیم / خویش را بر کیمیائے بر زنیم
ناامیدانیم امیدے رسد / در شب دیجور خورشیدے رسد
از ضلال آئیم در راه شد / زنده گائیم و کرم ما را کشید

جواب دینا ساحر مردہ کا فرزندوں اپنے کو

جواب گفتن ساحر مرده با فرزندان خود

خواب میں اسنے کہا کہ اے پسر / کہ نہیں سکتا ہوں ظاہر یہ خبر
صاف کہنے کی اجازت ہے مجھے / یہ نہاں راز آنکھ سے مرے
اک نشانی تمکو بتلاتا ہوں میں / تا کہ ظاہر ہو یہ پوشیدہ تمہیں
نور دیدہ جاؤ تم جو اس جگہا / انکے سونے کی کرو دریافت جا
جس گھڑی کہ سوتا ہے وہ حکیم / اس عصا کو لیو تم بخوف و بیم
گر چرالو وہ عصا ہے جادوگر / جاتے ہو چارہ ساحر پسر
گر نہ لے سکتے ہو حق والا ہے وہ / اور رسول حق نبی اللہ ہے وہ
شرق تا غرب فرعون نے جہان / حق پہ عاجز ہوگے لڑنے میں یہاں
یہ نشان سچا دیا اے جان باب / لکھ رکھو واللہ اعلم بالصواب
جبکہ سو جاتا ہے ساحر اس گھڑی / سحر کرتا ہے نہ اسکی رہبری
سوگیے چرواہا امان ہو گرگ کو / کیونکہ کوشش سود کی بیکار ہو
پر وہ حیوان جسکا چرواہا خدا / گرگ کا کب ہاتھ اس جانور سا
حق کرے جادو تو حق ہے اور روا / جادو گر حق کو یہ کہتا ہے خطا
یہ نشان روشن ہے اے جان پدر / گر مرے حق دیوے درجہ بیشتر

گفت شان در خواب کای اولاد من / نیست ممکن ظاهر این را دم زدن
فاش مطلق گفتنم دستور نیست / لیک راز از پیش چشمم دور نیست
یک نشانے وا نمایم با شما / تا شود پیدا شما را این خفا
نور چشمانم چو آنجا مے روید / از مقام خواب شان آگه شوید
آن زمان که خفته باشد آن حکیم / آن عصا را قصد کن بگذار بیم
گر بدزدید آن عصا شان ساحرست / چارهٔ ساحر شما را حاضرست
ور نتوانید آن ایزدی ست / او رسول ذوالجلال و مهتدی ست
گر جهان فرعون گیرد شرق و غرب / سرنگون آید ز حق در گاه حرب
این نشان راست دادم جان باب / بر نویس والله اعلم بالصواب
جان بابا چون بخسپد ساحری / سحر و مکرش را نباشد رهبرے
چونکه چوپان خفت گرگ ایمن شود / چونکه خفت آن جهد او ساکن شود
لیک حیوانی که چوپانش خداست / گرگ را آنجا امید و ره کجاست
جادوئی که حق کند حق ست و راست / جادوئی خواندن مر آن حق را خطاست
جان بابا این نشان قاطع ست / گر بمیرد نیز حقش رافع ست

قرآن مجید کو تشبیہ دینا ساتھ عصا موسیٰ علیہ السلام کے اور وفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ دینا ساتھ خواب موسیٰ علیہ السلام کے اور مدعیان تغیر قرآن کو تشبیہ دینا ساتھ ان دو ساحر بچوں کے ارادہ لیجانے عصا کا کیا تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو سوتا پایا

تشبیه کردن قرآن مجید بعصای موسی علیه السلام و وفات مصطفیٰ علیه السلام را تشبیه نمودن بخواب موسی علیه السلام و قاصدان تغییر قرآن را بآن دو ساحر بچه که قصد بردن عصا کرده بودند چون موسی علیه السلام را خفته یافتند

[illegible]

اردو	اردو	فارسی	فارسی
حق نے احمد سے کیا اس عہد کو	موت گر تو ہو د قرآن فوت ہو	مصطفی را وعده کرد الطاف حق	گر بمیری تو نمیرد آن سبق
جزو قرآن کا حافظ میں ہوں	بیش و کم قرآن میں کرنے نہ دوں	من کتاب و معجزت را رافعم	بیش و کم کن را ز قرآن مانعم
دونوں عالم میں ترا حافظ ہوں	دور باغی کو حدیثوں سے کروں	من ترا اندر دو عالم حافظم	طاعنان را از حدیثت رافعم
بیش و کم کوئی نہ اسمیں کر سکے	مجھسے بہتر اور نگہبان مت کرے	کس نتاند بیش و کم کردن درو	تو به از من حافظی دیگر مجو
دن بدن رونق تری زیادہ کروں	سیم و زر پر نام تیرا لکھوا دوں	رونقت را روز روز افزون کنم	نام تو بر زر و بر نقره زنم
منبر و مسجد کروں تیرے لیے	قہر میرا جب میں تیرا قہر ہے	منبر و محراب سازم بهر تو	در محبت قهر من شد قهر تو
ڈر سے خفیہ نام تیرا لیتے ہیں	اور نمازیں ہو کی مخفی پڑھتے ہیں	نام تو از ترس پنهان میکنند	چون نماز آرند پنهان میشوند
خفیہ تیرے نام کو اب کہتے ہیں	خفیہ ہیں بانگ نماز اب دیتے ہیں	خفیه میگویند نامت را کنون	خفیه هم بانگ نماز ای ذو فنون
کافروں کے ڈر سے جو کہ ہیں لعین	دین تیرا چھپتا ہے زیر زمین	از هراس و ترس کفار لعین	دینت پنهان میشود زیر زمین
میں ستارہ کر دوں عالم میں بلند	اور مردود کی کر دوں راہ بند	من مناره پر کنم آفاق را	کور گردانم دو چشم عاق را
تیرے چاکر شہر لیں اور عز و جاہ	دین تیرا ماہی سے پکڑے ماہ	چاکران شهرها گیرند و جاه	دین تو گیرد ز ماهی تا بماه
باقی رکھوں تا قیامت دین ترا	نسخ دین سے تو نہ ڈر ای مصطفیٰ	تا قیامت باقیش داریم ما	تو مترس از نسخ دین ای مصطفی
ای پیمبر میرے جادو ہے نہ تو	تو ہے صادق خرقہ موسیٰ ہے تو	اے رسول ما تو جادو نیستی	صادقی هم خرقهٔ موسیستی
اور قرآن ہے ترا مثل عصا	کفر کو کھاتا ہے مثل اژدہا	هست قرآن مر ترا همچون عصا	کفرها را در کشد چون اژدها
خاک کے نیچے اگر سوتا ہے تو	جوں عصا جان اسکو جو کہتا ہے تو	تو اگر در زیر خاکی خفته‌	چون عصایش دان تو آنچه گفته‌
گرچہ تو سوتا ہے نیچے خاک کے	جوں عصا آگاہ تیرا قول ہے	گرچه باشی خفته در زیر خاک	چون عصا آگه بود آن گفت پاک
دعی تیرا عصا کب پا سکے	سو تو ای سلطان اب آرام سے	قاصدان را بر عصایت دست نی	تو بخسپ ای شه مبارک خفتنی
سو یا تن اور نور جان چرخ پے	لڑنے والوں پے کمان کھینچی ترے	تن بخفته نور جان در آسمان	بهر پیکار تو زه کرده کمان
فلسفی اور قول منکر کہے	تیر مارے اسکو تیرے نور سے	فلسفی و آنچه پوزش میکند	قوس نورت تیر دوزش میکند
وہ کیا اس سے زیادہ کہ کہا	وہ کہ سویا بخت بیدار اسکا تھا	آنچنان کرد و ازان افزون که گفت	او بخفت و بخت و اقبالش نخفت

باقی حکایت موسیٰ علیہ السلام کی

بقیہ حکایت موسیٰ علیہ السلام کی

اردو	اردو	فارسی	فارسی
جبکہ ساحر سو گیا جان پدر	کام سے بے رونق ہوا اسکا تر	جان بابا چونکه ساحر خواب شد	کار او بی رونق و بی آب شد
گور سے اسکی روان دونوں ہوے	مصر تک وہ جلد لڑنے کے لیے	هر دو از گورش روان گشتند تفت	تا بمصر از بهر آن پیکار رفت
مصر کو اس کام کی خاطر گئے	موسیٰ در کو گھر تھے اسکے ڈھونڈتے	چون بمصر از بهر آن کار آمدند	طالب موسی و خانه‌اش شدند

۵۹

[illegible]

اتفاقاً سوئے وہ جس جا تھا ان | موسیٰ نخلستان میں تھے نہاں
بس دیا مردم نے انکو یہ نشان | سوتا نخلستان میں ہے وہ اس آن
آئے نخلستان میں وہ دونوں جوان | سوتا تھا پر تھا وہ بیدار جہان
نیند اسکی ناز سے تھی چشم سر | عرش و فرش اسکے تھا سب پیش نظر
ہیں بہت بیدار چشم و خفتہ دل | دیکھے کیا خود چشم اہل آب و گل
جو کہ دل بیدار رکھے چشم سر | گر ہو خفتہ کھولتا ہے سو بصر
گر تو اہل دل نہیں بیدار ہو | دل کا طالب ہو و بس لگ کار ہو
گر ہو دل بیدار سو تو خوب سا | نے چھپا چھ شات سے ناظر ترا
بولے حضرت میری خفتہ چشم ہیں | پر نہ خفتہ ہے مرا دل اونگ میں
شاہ بیدار و نگہبان خفتہ ہے | جان فدا اس خفتہ بیدار پہ ہے
دل کی بیداری کا وصف اے مثنوی | کب سمائے گر ہوں صدہا مثنوی
دیکھا موسیٰ کو کہ ہے سوتا ہوا | چوری کرنا چاہا اسدم وہ عصا
ساحروں نے بس کیا قصد عصا | جا کے ہم پیچھے سے لائیں وہ اٹھا
آگے بڑھنے کا ارادہ جو کیا | بس وہیں حرکت میں آیا وہ عصا
اس طرح پر تھرتھرایا وہ عصا | ڈر سے وہ دونوں ہو گئے سر دا بجگہ
بعد وہ حملہ کیا ہو اژدہا | دونوں بھاگے اور ہر اک بس ڈرا
ڈر کے مارے گر پڑے سنے جا سکے | اور لڑھکتے بھاگتے اندر غار کے
آسمانی ہے یقین انکو ہوا | جانتے تھے ساحروں کی انتہا
اسلیے علم سحر سے سیکھنا | بس نہ ممنوع نہ حرام اور نہ برا
بعد و تپ دست انکھیں آ نزع لگے | کام انکا نزع تک پہونچا دولے
بھیجا موسیٰ پاس انھوں نے آدمی | عذر خواہی کے لیے اس گھڑی
امتحان کرنا ہمیں لائق نہ تھا | گو حسد سے ہو نہیں کب ہے روا
مجرم شہ ہیں ہمارا عذر چاہ | تو ہے خاص الخاص درگاہ اِلٰہ
عفو کرتے ہی رہو بس اے بہو جا | آگے موسیٰ کے وہ سجدہ میں گرے
بخشدے ہم کو کیا ہم نے برا | تجھ پہ ہے الطاف اور فضل خدا

اتفاقاً اوفتادگان رو نہر ورود | موسیٰ اندر زیر نخلے خفتہ بود
پس نشان دادند شان مردم عیان | کس نخلستان بجوئید این زمان
آمدند آن ہر دو تا خرمابنان | خفتہ بود او لیک بیدار جہان
بہر نازش بستہ بود او چشم سر | عرش و فرشش جملہ در پیش نظر
اے بسا بیدار چشم خفتہ دل | خود چہ بیند چشم اہل آب و گل
وانکہ دل بیدار دارد چشم سر | گر بخسپد بر گشاید صد بصر
گر تو اہل دل نہٕ بیدار باش | طالب دل باش و در پیکار باش
ور دلت بیدار شد می خسپ خوش | نیست غائب ناظرت از ہفت و شش
گفت پیغمبر کہ خسپد چشم من | لیک کے خسپد دلم اندر وسن
شاہ بیدارست حارس خفتہ گیر | جان فدای خفتگان دل بصیر
وصف بیداری دل ای معنوی | در نگنجد در ہزاران مثنوی
چون بدیدندش کہ خفتہ است او دراز | بہر دزدی عصا کردند ساز
ساحران قصد عصا کردند زود | کز پسش باید شدن آنگہ ربود
اندکے چون پیشتر کردند ساز | اندر آمد آن عصا در اهتزاز
آنچنان بر خود بلرزید آن عصا | کان دو بر جا خشک گشتند از وبا
بعد ازان شد اژدہا حملہ کرد | ہر دوان بگریختند و روی زرد
رو در افتادن گرفتند از نہیب | غلط غلطان منہزم اندر نشیب
پس یقین شان شد کہ ہست از آسمان | زانکہ می دیدند حد ساحران
بعد ازین در علم سحر آموختن | نیست ممنوع و حرام و ممتحن
بعد ازان اطلاق و تبشان شد پدید | کارشان تا نزع و جان کندن رسید
پس فرستادند مردی در زمان | سوی موسیٰ از برای عذر آن
کامتحان کردیم ما را کے رسد | امتحان تو اگر نبود حسد
مجرم شاہیم ما را عذر خواہ | اے تو خاص الخاص درگاہ اِلٰہ
عفو کرد و در زمان نیکو شدند | پیش موسیٰ ساجد و دو تو شدند
در گذر از ما کہ ما کردیم بد | ای ترا الطاف و فضل بیحد

بولا موسیٰ میں نہ سمجھا ای کرام / پس نہ خود دیکھا نہ تمکو اے دوبار
اسطرح بیگانہ شکل و آشنا / یاد ہوں جو کچھ کہ افسوں بس تعین
پس زمیں چومی انھوں نے اور گئی / ہو گئی بس تمبہ دو دم اب حرام
عذر سے لا علم جانو خود کو یار / جنگ میں تم آؤ پیش بادشاہ
ظاہر و باطن سے لاؤ جنگ میں / منتظر وہ وقت فرصت کے رہی

گفت موسیٰ عفو کردم ای کرام / من شما را خود ندیدم اے دو یار
آنچنان بیگانہ شکل و آشنا / آنچہ باشد مر شما را از فنون
پس زمین را بوسہ دادند و شدند / گشت بر دوزخ تن و جان ای کرام
اے سازید خود را از اعتذار / در نبرد آئید پیش بادشاہ
جمع آرید از برون و از درون / انتظار وقت فرصت می بردند

جمع ہونا ساحروں کا اطراف سے فرعون کے پاس اور خلعت پانا اور چھاتی ٹھوکنا قہر دشمن میں کہ یہ جماعت غالب ہی رہیگی

جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریف یافتن و دست بسینہ کردن در قہر خصم کہ این کار را دفع بر ما نویس

پاس فرعون کے وہ سب ساحر گئے / بھاری بھاری خلعت انکو دیئے
اور دیئے وعدے کئی پہلے دیئے / کچھ غلام و اسپ نقد و جنس ہے
پھر کہا اسنے کہ ہاں اے ساحران / بڑھ کے نکلو کے جو اندر امتحان
اسقدر تم پر کرونگا میں عطا / کہ پھٹیگا پردۂ جود و سخا
بولے سب تیری قسم کہ با اقبال شاہ / ہم ہوں غالب کام ہو اسکا تباہ
صفدر اس فن میں ہیں ہم اور پہلوان / کب مقابل ہو کوئی اندر جہان
ذکر موسیٰ سے نہ خاطر ہو گیا / کہ حکایت میں یہ پہلے کہہ چکا
ذکر موسیٰ بہر پوشش ہے ولے / نور موسیٰ نقد تیرا یار ہے
موسیٰ و فرعون تری ہستی میں ہیں / ڈھونڈھ ان دو دشمنوں کو آپ میں
یہ نتیجہ خشک موسیٰ سے ہے / گو چراغ اب دوسرا نور اک رکھے
یہ چراغ و بتی گر ہے دوسری / دوسرا نور اسکا لیک اے اخی
گر نظر شیشہ پہ ہو ہے گمرہی / کیونکہ شیشہ میں ہے اعداد دو لی
گر نظر ہو نور پہ تیری جھٹے / تو دوئی اور جسم کے اعداد سے
یہ نظرگہ سے ہے ای روح وجود / اختلاف مومن و گبر و جہود

تا بفرعون آمدند آن ساحران / داد شان تشریفہائے بیکران
وعدہاشان کرد و ہم پیشین بداد / بندگان و اسپان و نقد و جنس و زاد
بعد از ان شان گفت ہان ای ساحران / گر فزون آئید اندر امتحان
بر فشانم بر شما چندین عطا / کہ بدرد پردۂ جود و سخا
پس بگفتندش کہ با اقبال تو شاہ / غالب آئیم و شود کارش تباہ
ما درین فن صفدریم و پہلوان / کس ندارد پائے ما اندر جہان
ذکر موسیٰ بند خاطرہا شدست / کاین حکایتہاست کہ پیشین بدست
ذکر موسیٰ بہر روپوشست لیک / نور موسیٰ نقد تست ای یار نیک
موسیٰ و فرعون در ہستی تست / باید این دو خصم را در خویش جست
تا قیامت ہست از موسیٰ نتاج / نور دیگر نیست دیگر شد سراج
این سفال و این فتیلہ دیگرست / لیک نورش نیست دیگر زان سرست
گر نظر در شیشہ داری گم شوی / زانکہ در شیشہ است اعداد دوئی
در نظر بر نور داری وا رہی / از دوئی و اعداد جسم ای منتہی
از نظرگاہ است اے مغز وجود / اختلاف مومن و گبر و جہود

اختلاف کرنا بیچ کیفیت شکل ہاتھی کی شب تاریک میں

اختلاف کردن در چگونگی شکل پیل در شب تار

خانۂ تاریک میں اک پیل تھا / لائے تھے ہندو دکھانے کو بھلا

پیل اندر خانۂ تاریک بود / عرضہ را آوردہ بودندش ہنود

مردم اُسکے دیکھنے کیواسطے | اندر اُس تاریک گھر کے گئے
دیکھ سکتے تھے نہ اُسکو آنکھ سے | ہاتھ تاریکی میں اُسپر پھیرتے
جو پڑا ہاتھ ایک کا اُس سونڈ پے | بولا اسکا جسم پرنالہ سا ہے
ہاتھ اک کا کان کے اوپر گیا | شکل پنکھا اُسکو وہ ظاہر ہوا
ہاتھ اک کا پاؤن کے اوپر پڑا | بولا یہ ہاتھی ہے خود اک تخت سا
ہاتھ اک نے پیٹھ کے اوپر رکھا | بولا یہ ہاتھی مجھے تھم سا دکھا
اسطرح ہر جزو پر ہر اک گیا | سوجھتا تھا وہ ہی ہر جا سنتا تھا
وہ نظرگہ سے تھے کہتے مختلف | دال نام اک نے رکھا اسنے الف
شمع گر ہر اک کے ہوتی ہاتھ میں | اختلاف ہوتا نہ اُنکی بات میں
چشم حس مثل ہتھیلی ہے و بس | کب ہتھیلی کی ہو سب پر دسترس
چشم دریا اور ہے جھاگ اور ہے | چھوڑ جھاگ اور دیکھ دریا آنکھ سے
رات دن دریا سے حرکت جھاگ کی | جھاگ کو تو دیکھے ہے دریا کو تو
ہاتھ پاؤن مارتے ہم جون کشتیان | ہم ہیں اندھے آب روشن میں یہان
کشتی تن میں گیا تو خواب میں | آب دیکھا دیکھ پھر آب آب میں
آب کو ہے آب کو جاری کرے | روح کو ہے روح کہ کھینچے اسے
موسے عیسے تھے کہان کہ آفتاب | کھیت کو امکانکے دیتا تھا وہ آب
آدم و حوا کہان تھے اُس زمان | کہ خدا نے تھی چڑھائی یہ کمان
یہ سخن ناقص و ابتر ہے ولے | جو سخن ناقص نہیں اُس جا کا ہے
گر کہوں اُسکو تو لغزش ہو تجھے | گر نہ کچھ اُس سے کہوں افسوس ہے
گر کہوں شکل مثالی میں تجھے | بس اُسی تو شکل پر چپکا رہے
تو زمین میں گھانس سا پابند ہے | سر ہلائے بے یقین کے باد سے
پر نہیں پاؤن ترا کہ تو چلے | یا نکال اس پاؤن کو تو خاک سے
کیسے پا نکلے تو زندہ گل سے ہے | زندگی یہ تیری بس مشکل سے ہے
زندگی جو حق سے لے تو ہو غنی | گل سے نکلے دل میں جائے تو اخی
دودھ ہو کا بچہ جو دائی سے چھٹے | کھانا کھائے تو وہ اُسکو چھوڑ دے

از برای دیدنش مردم بسے | اندران ظلمت ہمی شد ہر کسے
دیدنش با چشم چون ممکن نبود | اندران تاریکیش کف می بسود
آن یکے را کف بخرطوم افتاد | گفت ہمچون ناودانستش نہاد
آن یکی را دست بر گوشش رسید | آمد او چون بادبیزن شد پدید
آن یکی بر پشت او بنہاد دست | گفت خود این پیل چون تختی بدست
آن یکے را کف چو بر پائش بسود | گفت شکل پیل دیدم چون عمود
ہمچنین ہر یک بجزوی چون رسید | فہم آن میکرد ہر جا مے تنید
از نظرگہ گفتشان بد مختلف | آن یکی دالش لقب داد آن الف
در کف ہر کس اگر شمعے بدے | اختلاف از گفتشان بیرون شدے
چشم حس ہمچون کف دستست و بس | نیست کف را بر ہمہ آن دسترس
چشم دریا دیگرست و کف دگر | کف بہل وز دیدۂ دریا نگر
جنبش کفہا ز دریا روز و شب | کف ہمی بینے و دریا نے عجب
ما چو کشتیہا بہم برمے زنیم | تیرہ چشمیم و در آب روشنیم
ای در کشتی تن رفتہ بخواب | آب را دیدی نگر در آب آب
آب را آبی ست کو میراندش | روح را روحی ست کو میخواندش
موسے عیسے کجا بد کآفتاب | کشت موجودات را میداد آب
موسے و عیسے کجا بود آن زمان | کہ خدا افگند این زہ در کمان
این سخن ہم ناقصست و ابترست | آن کہ نیست ناقص آن سرست
گر بگویم زان بلغزد پائے تو | ور نگویم ہیچ ازان ای وای تو
ور بگویم در مثال صورتے | بر ہمان صورت بچسپی ای فتے
بستہ پائی چون گیا اندر زمین | سر بجنبانے ببادے بایقین
لیک پایت نیست تا نقلے کنے | یا مگر پا را ازین گل بر کنے
چون کنی پا را حیاتت زین گلست | این حیاتت را روی بس مشکلست
چون حیات از حق بگیری ای روی | پس غنی گردی ز گل در دل روی
شیرخوارہ چون ز دایہ بگسلد | لوت خوارہ شد مر او را می ہلد

اردو	اردو	فارسی	فارسی
مثل دانہ کھائے شیر خاک کو	دھونڈھ جو ترک شیر قوت دل سے تو	بستۂ شیر زمینے چون حبوب	چون فطام خویش از قوت القلوب
قوت حکمت کھا ہوا روشن جو نور	نور بے پردہ ہے تو جو کہ دور	حرف حکمت خور کہ شد نور ستیر	ای تو نور بے حجب را ناپذیر
جب کیا تونے قبول ایجاد نور	تجھ پہ بے پردہ کرے مخفی ظہور	ناپذیرا گردے اے جان نور را	تا ببینے بے حجب مستور را
چون ستارہ سیر گردون تم کرے	بے فلک بل سیر گردون تو کرے	چون ستارہ سیر بر گردون کنی	بلکہ بے گردون سفر بیچون کنی
اسطرح جو نیست سے ہست آیا تو	کسطرح آیا کہو مست آیا تو	آنچنان کز نیست در ہست آمدی	ہین بگو چون آمدی مست آمدی
یاد رہ آنے کی نے تجکو رہے	پر کہونگا رمز اک تجھ سے ابھی	راہہاے آمدن یادت نماند	لیک رمزی با تو برخواہیم خواند
ہوش کو تو چھوڑ اسدم ہوش رکھ	گوش کر بند اسدم گوش رکھ	ہوش را بگذار آنگہ ہوش دار	گوش را بر بند آنگہ گوش دار
مین نہین کہتا ابھی تو خام جان	ہے بہار و نہین دیکھی ہے خزان	نے نگویم زانکہ تو خامے ہنوز	در بہارے و ندیدستے تموز
یہ جہان مثل درخت ہے اے کرام	آپ ہم جون میوہ ہاے نیم خام	این جہان ہمچون درخت است ای کرام	ما برو چون میوہ ہاے نیم خام
شاخ کو مضبوط پکڑے ہی خام ہے	کیونکہ خامی مین نہ لائق محل ہے	سخت گیرد خامہا مر شاخ را	زانکہ در خامے نشاید کاخ را
جبکہ پکا اور ہوا شیرین بکار	شاخ ہو کمزور اسکی بعد بار	چون بپخت و گشت شیرین لب گزان	سست گیرد شاخہا را بعد ازان
ہو جو اُس اقبال سی شیرین زبان	آدمی پر سرد ہو ملک جہان	چون ازان اقبال شیرین شد دہان	سرد شد بر آدمی ملک جہان
ہر تعصب سخت گیری خام ہین	ہین جنین جبتک ہے یہ خون تن	سخت گیری و تعصب خامی ست	تا جنینے کار خون آشامی ست
دوسری چیز اک رہی اب جان لے	مین نہین روح قدس تجھسے کہے	چیز دیگر ماند اما گفتنش	با تو روح القدس گوید نے منش
تو نہین کہتا ہے اپنے کان مین	دور ہے غیر میرے ای تو مین	نے تو گوئی ہم بگوش خویشتن	بے من و بے غیر من اے ہم تو من
جسطرح سے خواب ای نیک خو	اپنے آگے آپ خود ہوتا ہے تو	ہمچو آن وقتی کہ خواب اندر روی	تو ز پیش خود بہ پیش خود شوی
خود سے سنتا ہو وجاے غیر سے	خواب پوشیدہ مین تجھسے کہے	بشنوی از خویش و پنداری فلان	با تو اندر خواب گفتست آن نہان
تو نہین ہے اک تو اے خوش رفیق	بلکہ ہے گردون دریای عمیق	تو یکی تو نیستی اے خوش رفیق	بلکہ گردونے و دریاے عمیق
وہ تو ئی خود ہے کہ تو سو گنگیا	بحر ہے اور ڈوبنے کی سو کی جا	آن تو زفتت کہ آن نہصد توست	قلزم ست و غرقہ گاہ صد توست
خود ہو وہ کیا جائے بیداری خواب	چپ رہو واللہ اعلم بالصواب	خود چہ جائی بیداری و خواب	دم مزن واللہ اعلم بالصواب
چپ رہو تا تم سنو اُس سے صدا	الصلا ای پاک بازان الصلا	دم مزن تا بشنوی زان مہ لقا	الصلا ای پاک بازان الصلا
چپ رہو تا تم سنو اسرار حال	بیزبانی سے کہے کہ قم تعال	دم مزن تا بشنوی اسرار حال	از زبان بے زبان کہ قم تعال
چپ رہو تا تم سنو اُس یار سے	جو زبان و قال سے افزون ہے	دم مزن تا بشنوی زان دم زنان	آنچہ ناید در بیان و در زبان
چپ رہو تا تم سنو اُس شمس سے	لکھنے اور پڑھنے سے جو کہ دور ہے	دم مزن تا بشنوی زان آفتاب	آنچہ ناید در کتاب و در خطاب
چپ رہو تا جان کہے تجھسے بھلا	نوح کی کشتی مین چھوڑ پیرنا	دم مزن تا دم زند بہر تو روح	آشنا بگذار در کشتی نوح

شل کنعان کے کوہ تعلیم تا	کہ نہ کشتی نوح کی میں جانتا	ہمچو کنعان کاشنا می کرد او	کہ نخواہم کشتی نوح عدو

دعوت کرنا نوح علیہ السلام کا بیٹے کو اور انکار کرنا اسکا کہ میں پہاڑ پر جا کر اسکا بندوبست کرتا ہوں تیرا احسان نہیں لیتا

دعوت کردن نوح علیہ السلام پسر را و سر کشیدن او کہ بر سر کوہ روم و چارہ کنم و منت تو نہ کشم

اردو		فارسی	
کشتی بابا میں آکر بیٹھ تو	تا نہو وے غرق طوفان تند خو	ہین بیا در کشتی بابا نشین	تا نہ گردی غرق طوفان ای مہین
بولا نے سیکھا میں نے پیرنا	شمع روشن کی تری شمع سوا	گفت نے نے آشنا آموختم	من بجز شمع تو شمع افروختم
مت کریو یہ موج طوفان ہے بلا	پیرنیوالے کے دست و پا ہیں لا	ہین مکن کاین موج طوفان بلاست	دست و پای آشنا امروز لاست
ہے ہوا قہر و بلا کی شمع کش	شمع حق کے بس سوا باقی خمش	باد قہرست و بلائے شمع کش	جز کہ شمع حق ہمی پاید خمش
بولا جاتا ہوں بلند اک کوہ پر	کہ مرا عاصم ہے وہ بس سربسر	گفت نے رفتم بران کوہ بلند	عاصمست آن کہ مرا از ہر گزند
مت کریو کہ کوہ کہ ہے اس زمان	جز حبیب اپنے نہ دیوے وہ امان	ہین مکن کہ کوہ کاہ است این زمان	جز حبیب خویش را ندہد امان
بولا میں تیری نصیحت کب سنون	طمع مت کر اہل سے تیرے ہون	گفت من کی پند تو بشنودہ ام	کہ طمع کردی کہ من زین دودہ ام
خوش نہیں آتا مجھے کہنا ترا	دو جہان میں تجھسے بس ہون میں جدا	خوش نیامد گفت تو ہرگز مرا	من بری ام از تو در ہر دو سرا
مت کریو بابا دن ہے ناز کا	نے خدا کا ہے شریک و اقربا	ہین مکن بابا کہ روز ناز نیست	مر خدا را خویشی و انباز نیست
بس کیا اب تک نازک وقت ہے	ناز اس درگہ میں کوئی کرے	تا کنون کردی و این دم نازکیست	اندرین درگاہ گیرا ناز کیست
لم یلد لم یولد آیا وہ قدیم	باپ رکھتا ہے نہ بیٹا وہ کریم	لم یلد لم یولدست او از قدم	نے پدر دارد نہ فرزند و نہ عم
ناز بیٹونکا اٹھائیگا وہ کب	ناز بابا کا سنیگا وہ تو کب	ناز فرزندان کجا خواہد کشید	ناز بابایان کجا خواہد شنید
ناز کم کر بابا میں بیٹا نہیں	ناز کم کر اے جوان بابا نہیں	نیستم مولود پیرا کم بناز	نیستم والد جوانا کم گراز
نے میں شوہر ہون نہ شہوت گر کہون	چھوڑ خاتم ناز کو کہتا میں ہون	نیستم شوہر نیم من شہوتی	ناز را بگذار اینجا اے ستی
جز خضوع اور بندگی اور اضطرار	رکھے اس درگاہ میں کچھ اعتبار	جز خضوع و بندگی و اضطرار	اندرین حضرت ندارد اعتبار
بولا بابا برسون یہ تو نے کہا	پھر تو کہتا جہل سے ہے اب بھلا	گفت بابا سالہا این گفتۂ	باز میگوئی بجہل آشفتۂ
یہ بہت تو نے کہا ہر ایک سے	اور جواب سرد بس تو نے سنے	چند ازینہا گفتۂ با ہر کسے	تا جواب سرد بشنودی بسے
سرد دم تیرا یہ کب میں نے سنا	خاصکر اب کہ ہوا ہون میں بڑا	این دم سرد تو در گوشم نرفت	خاصہ اکنون کہ شدم دانا و زفت
بولا بابا کیا کرے نقصان اگر	ایک باری سن لے تو پند پدر	گفت بابا چہ زیان دارد اگر	بشنوی یک بار تو پند پدر
ایسی ہی کرتا تھا اسکو پند وہ	ایسا ہی دیتا جواب تند وہ	ہمچنین میگفت او پند لطیف	ہمچنین میگفت او دفع عنیف
پند کنعان سے نہ ساکن تھا پدر	تھا نہ اکدم کان میں اسکے اثر	نے پدر از نصح کنعان سیر شد	نے دمی در گوش آن ادبیر شد

کہے اتھین باتوں مین ان کی موج تیز — کر دیا کنعان کو اسنے ریز ریز
نوح بولا کہ اے شاہ بردبار — خر کو مارا لیکن سیل اُسکا بار
مجھسے وعدہ تھا یہ تیرا بار بار — اہل تیرے بچین طوفان سے سبا
مطمئن تھا مین تو اس امید پے — سیل لے کیون مری کی کس لیے
بولا تیرے اہل سے بس دور تھا — دیکھا لے تو نے سفیدی سے سیا
دانت مین تیرے ساک لگا — دانت وہ کب ہے تو کر اسکو جدا
تا وہی سے باقی تن بیمار رہے — گرچہ ملک ہو اُس سے تو بیزار ہو
بولا ہون بیزار تیرے غیر سے — غیر کب ہو جو کہ تجھ مین بات ہو
جانتا ہے تو مین کیسا تجھسے ہون — بیس حصہ ہون چمن مین فزون
شاد و زندہ تجھسے ہون محتاج ہون — اور نہ بے واسطے مین تجھسے لون
متصل ہے منفصل نہ یہ کمال — اعتدال سے بھی ہے برتر قیل و قال
ہم ہین مچھلی تو ہے دریاے حیات — لطف سے ہم زندہ اے نیکو صفات
سے نہ بغل مین فکر کی تو آسکے — اہل علت کو نہ ساتھ علت کے رہے
قبل طوفان اور بعد اسکے مرا — تو طالب احوال مین بس تھا
تجھسے کہتا تھا مین لیکے سخن — کہنا وہ تو ای تو بخشے ہے سخن
ذکر عاشق رات دن باتین کرے — گر کھنڈر را دیگا و بستی سے کرے
منہ کھنڈر کی سمت کس کا ہو — وہ کہے کس سے ہے کس کی ثنا
شکر طوفان کا کہ اب قائم کیا — واسطہ کھنڈر رونکا دفع کر دیا
کیونکہ بستے ہیں کھنڈر اس لیے — نے صدا اور نے ہمارے تھے تجھے
وہ کھنڈر جنکا ہو مین وقت خطاب — کہ صدا سے شکل وہ دیوے جواب
تا دوبارہ نام تیرا مین سنون — نام پر تیرے مین عاشق راز ہون
دوست رکھتا ہے نبی کو اسلیے — تا دوبارہ نام تیرا وہ سنے
کوہ جیسے جو مثال سنگ ہین — چاہیے چونکہ وہ اور سنگ مین
مین کہون تجھے یار ہے تو وہ مرا — وقت کہنے کے وہ ہو کر صدا
زمین سے لیس ابر تو اسے — در کے پامال کب ہمدم وہ ہو

اندرین گفتن بدند و موج تیز — بر سر کنعان زد و شد ریز ریز
نوح گفت اے بادشاه بردبار — مر مرا خر مرد و سیلت برد بار
وعده کردے مر مرا تو بارها — که بیابد اهلت از طوفان رها
دل نهادم بر امیدت من سلیم — پس چرا برود سیل از من گلیم
گفت او از اهل و خویشانت نبود — خود ندیدی تو سفیدی او کبود
چونکه دندان تو کرمش در فتاد — نیست دندان بر کنش ای اوستاد
تا که باقی تن نگردد زار از و — گرچه بود آن تو شو بیزار از و
گفت بیزارم ز غیر ذات تو — غیر نبود آنکه او شد مات تو
تو همی دانی که چونم با تو من — بیست چندانم که با باران چمن
زنده از تو شاد از تو عائلے — مغتذی بے واسطه بے حائلے
متصل نے منفصل نے اے کمال — بلکه بیچون و چگونه ز اعتدال
ماهیانیم و تو دریاے حیات — زنده ایم از لطفت اے نیکو صفات
تو نگنجی در کنار فکرتے — نے به معلولے قرین چون علتے
پیش ازین طوفان و بعد ازین مرا — تو مخاطب بودۀ در ماجرا
با تو می گفتم نه با ایشان سخن — اے سخن بخش نو و آن کهن
نے که عاشق روز و شب گوید سخن — گاه با اطلال و گاهی با دمن
روی در اطلال کرده ظاهرا — او کرا میگوید این مدحت کرا
شکر طوفان را کنون بگماشتی — واسطه اطلال را برداشتی
زانکه اطلال لئیم و بد بدند — نے ندائے نے صدائے میزدند
من چنان اطلال خواهم در خطاب — کز صدا چون کوه واگوید جواب
تا مثنی بشنوم من نام تو — عاشقم بر نام جان آرام تو
هر نبی زان دوست دارد کوه را — تا مثنی بشنود نام ترا
آن که پست مثال سنگلاخ — موش را شاید نه ما را در مناخ
من بگویم او نگردد یار من — بے صدا ماند دم گفتار من
با زمین آن به که هموارش کنی — نیست همدم با قدم یارش کنی

بولا ای نوح گر تو چاہے سبکو میں ۔ حشر کرکے خاک سے لاؤن ابھی
نے تجھے دون رنج کنعان کیلیے ۔ پر کرون حال اُسکے سے آگہ تجھے
بولا ای نہی راضی اب ہون کہ تجھے ۔ غرق کردے ہو اگر خواہش تجھے
ہر گھڑی کر غرق مجکو خوش ہون مین ۔ حکم تیرا جان ہے کیون جان دون نہ مین
نے کسی کو دیکھون اور دیکھون اگر ۔ وہ بہانہ تو مرا ہے منظر
عاشق صنعت ہون شکر و صبر مین ۔ عاشق مصنوع نہین جو گبر مین
عاشق صنع خدا با فر ہو بس ۔ عاشق مصنوع اک کافر ہو بس
درمیان ان دو کی فرق ہے اک خفی ۔ جانے وہ جسکو صفائی دید کی

گفت ای نوح ار تو خواہی جملہ را ۔ حشر گردانم برآرم از ثری
بہر کنعانی نہ دل تو بشکنم ۔ لیک از احوال وا آگہ کنم
گفت نی نی راضیم کہ تو مرا ۔ ہم کنی غرقہ اگر باید ترا
ہر زمانم غرقہ می کن من خوشم ۔ حکم تو جان است چون جان میکشم
ننگرم کس را و گر ہم بنگرم ۔ او بہانہ باشد و تو منظرم
عاشق صنع توام در شکر و صبر ۔ عاشق کی باشم چو گبر
عاشق صنع خدا با فر بود ۔ عاشق مصنوع او کافر بود
درمیان این دو فرق بس خفی ست ۔ خود شناسد آنکہ بس دست صفی ست

۴ موافقت کرنا درمیان ان حدیث کے کہ الرضا بالکفر کفر اور حدیث ۵ دوسری کے من لم یرض بقضائی و لم یصبر علی بلائی فلیطلب ربا سوائی

توفیق میان این حدیث کہ الرضا بالکفر کفر و حدیث دیگر کہ من لم یرض بقضائی و لم یصبر علی بلائی فلیطلب ربا سوائی

تجھسے سائل نے سوال اک کل کیا ۔ کیونکہ وہ عاشق تھا اس بحث کا
بولا نکتہ الرضا بالکفر کفر ۔ پیغمبر نے کہا قول اُنکا ہے مُہر
پھر کہا اُسنے کہ اندر ہر رضا ۔ چاہیے از بس مسلمان کو رضا
نے نفاق و کفر ہے حق کی قضا ۔ اسپہ گر راضی ہوا کافر ہوا
گر نہ راضی ہون تو وہ بھی ہے زیان ۔ کیا کرون مین اب علاج اس درمیان
بولا اُس سے مقضی ہے یہ قضا ۔ کفر ہے یہ ایک آثار قضا
پس قضا کو خواجہ تو مقضی سے جان ۔ حل ہو مشکل تا تری اندر جہان
کفر پر راضی ہون جو ہو با قضا ۔ اور نہ ہووے ہمارا کفر سا
جو قضا سے کفر ہو کب کفر ہے ۔ حق کو کافر مت کہ اس جا سے یہ
کفر جہل اور ہے قضا نے کفر علم ۔ دونون کب ہون ایک آخر خشم و حلم
خط کی زشتی زشتی نقاش نے ۔ بلکہ زشتی اُس سے وہ ظاہر کرے
ہوتی ہے نقاش کو طاقت کہ وہ ۔ زشت کو بھی کر سکے اور نیک کو
کھولون گر اچھی طرح اس بحث کو ۔ تا سوالات و جواب از بسکہ ہو
مجھسے جاتا ذوق نکتہ عشق کا ۔ نقش خدمت نقش ہوتا دوسرا

دی سوالی کرد سائل مر مرا ۔ زانکہ عاشق بود او بر ماجرا
گفت نکتہ الرضا بالکفر کفر ۔ این پیمبر گفت و گفت اوست مُہر
باز فرمود او کہ اندر ہر قضا ۔ مر مسلمان را رضا باید رضا
نی قضای حق بود کفر و نفاق ۔ گر بدین راضی شوم باشد شقاق
ور نیم راضی بود آن ہم زیان ۔ پس چہ چارہ باشدم اندر میان
گفتمش این کفر مقضی نی قضاست ۔ ہست آثار قضا این کفر راست
پس قضا را خواجہ از مقضی بدان ۔ تا شکالت شود اندر جہان
راضیم بر کفر ز آن رو کہ قضاست ۔ نی از آن رو کہ نزاع کفر ماست
کفر از روی قضا خود کفر نیست ۔ حق را کافر مخوان اینجا مایست
کفر جہل ست و قضای کفر علم ۔ ہر دو یک کی باشد آخر علم و حلم
زشتی خط زشتی نقاش نیست ۔ بلکہ از وی زشت را بنمودنیست
قوت نقاش باشد آنکہ او ۔ ہم تواند زشت کردن ہم نکو
گر کشایم بحث این را من بساز ۔ تا سوال و تا جواب آید دراز
ذوق نکتہ عشق از من میرود ۔ نقش خدمت نقش دیگر میشود

ناچاہیے آگے عدم بحث کی مثال کامیاں ہے فافہم ۱۲

بیان مین اسکے کہ حیرت مانع بحث و فکر کی ہے

مرد کچھڑی ڈاڑھی کا آیا شتاب ۔ پاس اک حجام کے با اضطراب
بولا داڑھی سے سفیدی کر جدا ۔ کہ نئی عورت کو مین نے ہے کیا
داڑھی اسکی کل کتر کر رکھی ۔ کہ تو چنتا کر سبے مجھکو کام اخی
یہ سوال اور یہ جواب اب کر تمیز ۔ کہ خیال اسکا نہ رکھے مرد دین
مارا تھپڑ اکیلے بس زید کے ۔ حملہ اسنے بھی کیا بس عمر سے
اس سے لا سوال اک مین تجھسے ۔ دے جواب اسکا کہ ہا اکس لئیے
مارا گردن پر صدا آئی تڑاق ۔ ہے سوال اک مجھکو یاں از رہ وفاق
تجھسے میرا یہ سوال اب تو بتا ۔ کر مری مشکل کو حل ای دلربا
ہاتھ سو میرے تڑاق آواز کا ۔ یا کہ گردن سے تری پیدا ہوا
تو لگانے اس سے درد سے فرصت مجھے ۔ کہ کرون اب فکر مین اس بات کی
تو ہی لے درد اور سمجھے یہ فکر ہی ۔ فکر اہل درد یہ بس کب رکھے
دردمندونکو نہووے فکر غیر ۔ خواہ مسجد مین ہو خواہ ہو دیر
غفلت بیدردی دیتی فکر ہے ۔ اور نکتے وسے خیالون مین ترے
جز غم دین کب ہے اہل درد کو ۔ جانتا ہے مرد کو اور گرد کو
زود سر پر حکم حق کو وہ رکھے ۔ فکر اپنی کی حفاظت سے کرے

در بیان آنکه حیرت مانع بحث و فکرست

آن یکی مرد دو مو آمد شتاب ۔ پیش یک آیینه دار مستطاب
گفت از ریشم سفیدی کن جدا ۔ که عروس نو گزیدم ای فتا
ریش او ببرید و کل پیشش نهاد ۔ که تو بگزین چون مرا کاری فتاد
این سوال و این جواب است ار گزین ۔ که سر اینها ندارد مرد دین
آن یکی زد سیلیی مر زید را ۔ حمله کرد او هم برای کید را
گفت سیلی زن سوالی میکنم ۔ پس جوابم گوی وانگه میزنم
بر قفای تو زدم آمد طراق ۔ یک سوالی دارم اینجا در وفاق
این سوال از تو همی پرسم بگو ۔ حل کن اشکال مرا ای نیکخو
این طراق از دست من بودست یا ۔ از قفاگاهی تو ای فخر کیا
گفت از درد این فراغت نیستم ۔ که درین فکر و تامل بیستم
تو که بیدردی همی اندیش این ۔ نیست صاحب درد را این فکر هین
دردمندان را نباشد فکر غیر ۔ خواه در مسجد برو خواهی بدیر
غفلت و بیدردیت فکر آورد ۔ در خیالت نکته بکر آورد
جز غم دین نیست صاحب درد را ۔ می شناسد مرد را او گرد را
حکم حق را بر سر و رو می نهد ۔ حفظ فکر خویش یکسو می نهد

بیان مین اسکے کہ درمیان صحابہ کے کوئی حافظ نہ تھا

بس صحابہ مین نہ تھا حافظ کوئی ۔ گرچہ رکھتے شوق جاننے کی سبھی
کیونکہ انکا مغز تھا از بس بھرا ۔ پوست بس باریک ہوکر گھٹا
مغز علم افزون ہوا اور پوست کم ۔ کیونکہ عاشق کو جلاوے سوز غم
پستہ و بادام و اخروٹ کی پوست ۔ مغز جو بھرتا ہے کم ہوتا ہے پوست
وصف مطلوبی ہے ضد طالبی ۔ برق نور وحی سے جلتی ہین نبی
جو کہ متجلی ہوا وصف قدیم ۔ بس جلائی وصف حادث کی گلیم
پارہ پارہ یاد قرآن تھا جسے ۔ جل فینا سنتا وہ اصحاب سے

در بیان آنکه درمیان صحابه حافظ کسی نبود

در صحابه کم بدی حافظ کسی ۔ گرچه شوق جان شان بد بسی
زانکه چون مغزش در آگند و رسید ۔ پوستها شد بس رقیق و واکفید
مغز علم افزود کم شد پوستش ۔ زانکه عاشق را بسوزد دوستش
قشر جوز و فستق و بادام هم ۔ مغز چون آگندشان شد پوست کم
وصف مطلوبی چو ضد طالبی ۔ وحی و برق نور سوزان نبی
چون تجلی کرد اوصاف قدیم ۔ پس بسوزد وصف حادث را گلیم
ربع قرآن هر کرا محفوظ بود ۔ جل فینا از صحابه می شنود

جمع صورت ایسے معنی سے رہی / ہے یہ ممکن جز ترے سلطان کے
ایسی مستی مین رعایات ادب / ہوئی کب ہی اور اگر ہوئی عجب
جو غنا مین ہو رعایات نیاز / جمع ہین ضدین کیونکر ہو دراز
جمع دو ضدین نیاز و ناز سے / پھر تحیر مین تمیز اسکو رہے
جو عصا اندھونکا بس معشوق ہے / اندھا خود قرآن کا صندوق ہے
قول ان اندھونکا خود صندوق ہے / بس حدیثون سے وہ اور قرآن سے
پھر بھرے صندوق قرآن جو ہین / اوس سے جو صندوق خالی ہو کہین
پھر بھلا ایک صندوق خالی بار کر / بہتر اوس سے کہ بھرا ہو مار سے
الغرض جو وصل ہووے مرد کو / اوس گھڑی دلالہ بس بیکار ہو
جبکہ تو مطلب سے اپنے ملا / علم کا کرنا طلب پھر ہو برا
آسمان کی چھت پہ جبکہ تو چڑھا / پھر عبث سیڑھی کا ہو ڈھونڈھنا
بس سوا تعلیم غیرون کے لیے / خیر کی رہ سرد پیچھے خیر ہے
آئینہ روشن کہ جو ہووے صفا / جہل ہو صیقل کرین اسکو بھلا
شہ کے آگے جو ہے خوش بیٹھا ہوا / جہل ہووے قاصد و خط ڈھونڈھنا

جمع صورت با چنین معنی ژرف / نیست ممکن جز ز سلطانی شگرف
در چنین مستی مراعات ادب / خود نباشد ور بود باشد عجب
اندر استغنا مراعات نیاز / جمع ضدین است چون گرد و دراز
جمع ضدین از نیاز افتاد و ناز / باز در وقت تحیر امتیاز
چون عصا معشوق عمیان میشود / کور خود صندوق قرآن میشود
گفت کوران خود صنادیق اند پر / از حدیث و مصحف و ذکر و نذر
باز صندوقی پر از قرآن بهست / زانکه صندوقی بود خالی بدست
باز صندوقی که خالی شد ز بار / به ز صندوقی که پر موش است و مار
حاصل اندر وصل چون افتاد مرد / گشت دلاله به پیش مرد سرد
چون به مطلوبت رسیدی ای ملیح / شد طلبگاری علم اکنون قبیح
چون شدی بر بامهای آسمان / سرد باشد جست و جوی نردبان
جز برای یاری و تعلیم غیر / سرد باشد راه خیر از بعد خیر
آینه روشن که شد صاف و جلی / جهل باشد بر نهادن صیقلی
پیش سلطان خوش نشسته در قبول / جهل باشد جستن نامه و رسول

داستان مشغول ہونا عاشق کا ساتھ عشق نامہ کے اور پڑھنا عشق نامہ کو حضوری معشوق مین اور ناپسند کرنا معشوق کا اسکو کہ طلب الدلیل عند حصول المدلول قبیح والاستغال بالعلم بعد الوصول الی المعلوم مذموم

داستان مشغول شدن عاشق به عشق نامه خواندن و مطالعه کردن عشق نامه در حضور معشوق و ناپسند داشتن معشوق آن را که طلب الدلیل عند حصول المدلول قبیح والاشتغال بالعلم بعد الوصول الی المعلوم مذموم

اک کو پاس اپنے بٹھایا یار نے / خط لگا پڑھنے وہ آگے یار کے
خط مین تھے اشعار اور مدح و ثنا / زاری و الحاح و مسکینی لکھا
انبار در و غم و زاری و فغان / خواری و بیزاری اہل خانمان
دوری و رنجوری و ذوق یار سے / جھوٹ سچ پیغام کے اذکار سے
اسقدر آگے پڑھا معشوق کے / کہ وہ حد سے گزرا اور انداز سے

آن یکی را یار پیش خود نشاند / نامه بیرون کرد و پیشش باز خواند
بیتها در نامه و مدح و ثنا / زاری و مسکینی و بس لابها
گریه و افغان و خون و درد خویش / خواری و بیزاری با اهل خویش
دوری و رنجوری از هجران دوست / ذکر پیغام و رسول از مغز و پوست
همچنان میخواند با معشوق خود / تا که بیرون شد ز حد و از عدد

بولا معشوق یہ گر میرے لیے / وصل میں یہ عمر ضائع کرے
گفت معشوق این اگر بهر من است / گاه وصل این عمر ضائع کردن است

اس میں ترے ہوں تو خط کو پڑھے / عاشقوں کا یہ نہیں دستور ہے
من به پیشت حاضر و تو نامه خوان / نیست این باری نشان عاشقان

بولا تو حاضر ہے اس جا پر ولیک / میں نہیں پاتا ہوں قسمت اپنی نیک
گفت اینجا حاضری اما ولیک / من نمی‌یابم نصیب خویش نیک

دیکھا تھا تجھ سے جو میں پار سال / اب نہیں ہے وہ اگرچہ ہے وصال
آنچه می‌دیدم ز تو پاریه سال / نیست این دم گرچه می‌بینم وصال

میں اس چشمہ سے آب خوش پیا / اور دل و دیدہ کو بس تازہ کیا
من از این چشمه زلالی خورده‌ام / دیده و دل را ز آب تازه کرده‌ام

دیکھا ہوں چشمہ پر پانی نہیں / میرا پانی روکا رہزن نے کہیں
چشمه می‌بینم ولیکن آب نی / راه آبم را مگر زد رهزنی

بولا میں تیرا نہیں معشوق ہوں / میں ہوں مشرق میں تو وہ ہے مغرب
گفت پس من نیستم معشوق تو / من به بلغار و مرادت در قتو

مجھ پہ تو عاشق ہے اور بھی حال پہ / پر نہیں قبضہ میں سو حال ہے
عاشقی تو بر من و بر حالتی / حالت اندر دست نبود یا فتی

پس نہیں مطلوب کل ہوں میں ترا / صرف میں مقصود ہوں تیرا اک عمر ترا
پس نیم کلی مطلوب تو من / جزو مقصودم ترا اندر زمن

خانۂ معشوق ہوں معشوق نے / نقد پر ہے عشق نہ صندوق پہ
خانۂ معشوقم و معشوق نی / عشق بر نقدست بر صندوق نی

جو کوئی یکتا ہو وہ معشوق ہے / ابتدا اور انتہا تیرا رہے
هست معشوق آنکه او یکتو بود / مبتدا و منتهااوت او بود

پا کے جو اسکو نہ ہو تو منتظر / کبھی وہ ظاہر ہو وے کبھی ہو وے سر
چون بیابیش نه مانی منتظر / هم هویدا او بود هم نیز سر

حال کا ہے میر پابند حال / ہوتا بندہ ماہ کا ہے ماہ و سال
میر احوالست نی موقوف حال / بندۂ این ماه باشد ماه و سال

حال کو کہہ دے وہ آمد تو کرے / جو کہ چاہے جسم کو جاں وہ کرے
چون بگوید حال را فرمان کند / چون بخواهد جسمها را جان کند

جو کہ ہو پابند وہ منتہی / منتظر ہے حال کا وہ ای اخی
منتهی نبود که موقوفست او / منتظر بنشسته باشد حال جو

کیمیائے حال اسکا دست ہو / جو ہلائے ہاتھ وہ مے مست ہو
کیمیای حال باشد دست او / دست جنباند شود مس مست او

گر وہ چاہے موت بھی شیریں بنے / خار و نشتر نرگس و نسریں بنے
گر بخواهد مرگ هم شیرین شود / خار و نشتر نرگس و نسرین شود

وہ طریقت میں ہو سلطان حال ہے / تجھ لئے محروم جذب و حال ہے
آنکه او سلطان حال اندر روش / شیر تو محروم از حال و کشش

حال کا پابند جو ہے آدمی / کبھی افزوں کبھی رکھے کمی
آنکه او موقوف حالست آدمیست / گه بحال افزون و گاهی در کمیست

پر وہ صافی فارغ وقت و حال ہے / اور مثل میں صوفی ابن الوقت ہے
لیک صافی فارغست از وقت و حال / صوفی ابن الوقت باشد در مثال

حال اسکی رائے کا بندہ ہے بس / ایک عیسی دم سے بس زندہ ہے بس
حالها موقوف فکر و رای او / زنده از نفخ مسیح آسای او

حال کا عاشق ہے نے میرا تو ہے / حال کی امید پر مجھ سے ملے
عاشق حالی نه عاشق بر منی / بر امید حال بر من می‌تنی

جو کبھی ناقص کبھی کامل ہے وہ / نہ ہی معبود خلیل آفل ہے وہ
آنکه گه ناقص گهی کامل بود / نیست معبود خلیل آفل بود

جو کہ آفل ہے وہ کامل گہ نہیں / کب ہو دلبر لا احب الآفلین
وآنکه آفل باشد و گه آن و این / نیست دلبر لا احب الآفلین

جو کبھی ہے خوش کبھی ناخوش ہے وہ / دم میں پانی دم میں اک آتش ہے وہ
آنکه او گاهی خوش و گه ناخوش است / یک زمانی آب و یکدم آتش است

باده کا ہو تجھ پس کن مہ نہیں | نقش ہمت کا ہے دست آگہ نہیں
جو کہ صوفی ہے فنائے ابن وقت | وقت کو مثل پدر پکڑا ہے سخت
پر ہے صافی غرق عشق ذوالجلال | نے کسی کا بیٹا نے پابند حال
غرق نور ایسے ہیں لم یولد جو سب | لم یلد لم یولد حق کی ملک سب
عشق ایسا گر ترے ہے زندہ خو | ورنہ بندہ مختلف وقتون کا تو
نیک و بد نقش اپنی کو مت دیکھ تو | دیکھ اپنے عشق اور مطلوب کو
دیکھ مت اسکو حقیر اور یا ضعیف | دیکھ ہمت کو تو اپنے اے شریف
ہووے تو جس حال میں کر تو طلب | ڈھونڈھ پانی کو سدا اے خشک لب
خشک لب دیتا گواہی ہے ترا | کہ وہ چشمہ پر تو آخر جائیگا
خشکی لب آب کا پیغام ہے | کہ ملا دے تجھ سے بیتابی تجھے
یہ طلبگاری عجب جنبش رکھے | راہ حق میں مانع کشتی آگئی ہے
یہ طلب کنجی ہے مطلوبات کی | یہ سپہ ہو نصرت و رایات کی
یہ طلب ہے مثل نعرہ مرغ کے | کہ سحر آئی ہے چلا کر کہے
گرچہ بیسامان ہے تو کر ہر طلب | حاجت سامان نہ رکھے راہ رب
جسکو دیکھے تو طلبگار اے پسر | یار اسکا ہو رکھ آگے اسکے سر
طالبوں کے سایہ سے طالب ہو تو | غالبوں کے سایہ سے غالب ہو تو
ایک چیونٹی گر سلیمانی کرے | ڈھونڈھتی ہیں مست دیکھ اب اسے
جو کہ مال و پیشہ رکھتا ہے اخی | لے طلب اور فکر جیسے اسکی تھی
گنج اک پالے اگر نادر ہے وہ | اور طلب سے ٹھہرے گر وہ قادر ہے وہ
چیز ڈھونڈھی جسنے بیشک پائی ہے | جو طلب کی راہ میں کوشش کرے
جو قدم رکھا طلب میں اے پسر | پایا اور حاصل ہوا وہ بیخطر
مت رہو اے خواجہ اک دم بے طلب | تا تو پالے جو کہ چاہتا ہے اے عجب
آخر اب ڈھونڈھیگا جو وہ پائیگا | جو کوئی خدمت میں جلدی جائیگا
تو طلب میں تیز ہو اے فتحیاب | کر طلب واللہ اعلم بالصواب

حکایت اس مرد کی کہ عہد میں داؤد علیہ السلام کے زمانہ

ترجح مه باشد ولیکن ماه نے | نقش بت باشد و لے آگاه نے
هست صوفی صفا چون ابن وقت | وقت را همچون پدر بگرفته سخت
هست صافی غرق عشق ذوالجلال | ابن کس نی فارغ از اوقات و حال
غرقهٔ نوری که او لم یولد است | لم یلد لم یولد آن ایزد است
رو چنین عشقی گزین گر زنده‌ٔ | ورنه وقت مختلف را بندهٔ
منگر اندر نقش زشت و خوب خویش | بنگر اندر عشق و بر مطلوب خویش
منگر این را که حقیری یا ضعیف | بنگر اندر همت خود اے شریف
تو بهر حالے که باشی می طلب | آب میجو دائما اے خشک لب
کان لب خشکت گواهی میدهد | بگو آخر بر سر منبع رود
خشکی لب هست پیغامی ز آب | که بمات آرد یقین این اضطراب
کاین طلبگاری مبارک جنبشی ست | این طلب در راه حق مانع کشی ست
این طلب مفتاح مطلوبات تست | این سپاه و نصرت و رایات تست
این طلب همچون خروسی در صیاح | می زند نعره که می آید صباح
گرچه آلت نیستت تو می طلب | نیست آلت حاجت اندر راه رب
هر کرا بینی طلبگار اے پسر | یار او شو پیش او انداز سر
کز جوار طالبان طالب شوی | وز ظلال غالبان غالب شوی
گر یکی موری سلیمانی بجست | منگر اندر جستن او سست سست
هر چه داری تو ز مال و پیشهٔ | نی طلب بود اول و اندیشهٔ
گر یکی گنجے بیابد نادر ست | ور بیابد از طلب هم قادر ست
هر که چیزی جست بیشک یافت او | چون بجد اندر طلب بشتافت او
چون نهادی در طلب پا اے پسر | یافتی و شد میسر بے خطر
این صلح ای خواجه یکدم بے طلب | تا بیابی هر چه خواهی اے عجب
عاقبت جوینده یابنده بود | چونکه در خدمت شتابنده بود
در طلب چالاک شو اے فتحیاب | می‌دان واللہ اعلم بالصواب

حکایت آن مرد که در عهد داؤد نبی علیه السلام شب و روز

دعا کرتا تھا اور خدا سے طلب رزق حلال کی کرتا تھا بے رنج کسب کے

تھا یہ ملک داؤد کے اک آدمی | پاس دانا اور نادانوں کے یہی
یہ دعا کرتا تھا ہر دم کہ خدا | دے سکے مجھے بیرنج تو ثروت سدا
تو نے اک کاہل مجھے پیدا کیا | سست بازو زخم خوار و مبتلا
بس گدھوں پر جنکی زخمی پیٹھ ہے | بوجھ اونٹوں کا نہ رکھنا چاہیے
مجھکو کاہل جو کیا پیدا سخی | روزی مجھکو دے براہ کاہلی
میں ہوں کاہل سایہ پرور جسم میں | سو رہا تیرے سایہ میں بخشش کے میں
کاہلوں اور سایہ پروروں کے مگر | دوسری صورت پہ روزی ہے لکھی
دیجیو تم ہر وہ روزی ہو کہ جسکا پانوں ہی | گر تو دلسوزی نہ جو پانوں رکھے
رزق اس غمگین کیجانب بھیج تو | ہر زمین کی سمت برسا ابر کو
جو زمین کا پا نہیں تیری سخا | ابر کو بھیجے ہے اس کی سو سدا
طفل کا نوں نہیں تو اس کی ماں | دودھ آ کے اگر پلاوے ہر زماں
چاہتا روزی ہوں میں بے رنج آب | کہ نہ کوشش ہے رکھتا ہوں جز طلب
اک بہت مدت سے کرتا تھا دعا | شب تار و روز سحر سے تا مسا
خلق ہنستی اسکی اس گفتار پہ | اسکی طمع خام اور بیکار پر
کہ یہ کیا کہتا ہے احمق اے عجب | یا کسی نے بھنگ اسکو دی ہو اب
راہ روزی کسب اور ہر تعب | یہ مادہ ہے اگر ہووے عجب
سب کو پیشہ اور طلب اسنے دیا | کسب اور محنت کے رستے دیا
اطلبوا الارزاق من اسبابها | ادخلوا الاوطان من ابوابها
شاہ و سلطاں و رسول کبریا | ہے جو داؤد نبی با صفا
حکم میں اسکے وحوش و طیر ہے | اسکی کل روئے زمیں پہ سیر ہے
ادھر واس ناد کے جو سب ہیں | کہ کیا مقبول لطف دوست نے
معجزے اسکے بہت اور بے عدد | اور بخشش کی مدد اندر مدد
حضرت آدم سے ابتک کون ہے | جو کہ آوازوں سے بس رکھے

دعا میکرد و از خدا طلب رزق حلال نمود بے رنج کسب

آن یکے در عہد داؤد نبی | نزد ہر دانا و پیش ہر غبی
این دعا می کرد دائم کاے خدا | ثروتے بے رنج روزی کن مرا
چون مرا تو آفریدی کاہلے | زخم خوری سست جنبی منبلی
بر خران پشت ریش بے مراد | بار اسپان و استران نتوان نہاد
کاہلم چون آفریدی اے ملی | روزیم دہ ہم ز راہ کاہلی
کاہلم من سایہ خسپم در وجود | خفتم اندر سایۂ احسان و جود
کاہلان و سایہ خسپان را مگر | روزی بنہادہ نوعے دگر
ہر کرا پاہست جوید روزیے | ہر کرا پا نیست کن دلسوزیے
رزق را میران بسوے آن حزین | ابر را باران بسوے ہر زمین
چون زمین را پا نباشد جود تو | ابر را راند بسوے او دو تو
طفل را چون پا نباشد مادرش | آید و ریزد وظیفہ بر سرش
روزیی خواہم بناگہ بے تعب | کہ ندارم من ز کوشش جز طلب
مدتے بسیار می کرد این دعا | روز تا شب شب ہمہ شب تا ضحیٰ
خلق می خندید بر گفتار او | بر طمع خامے و بر بیکار او
کہ چہ می گوید عجب این سست ریش | یا کسے دادست بنگ بیہشیش
راہ روزی کسب و رنج است و تعب | از رہ کسب و تعب با رنج و تب
ہر کرا داد پیشہ و داد و طلب | ہر گز این نادر نہ شد در شد عجب
اطلبوا الارزاق من اسبابها | ادخلوا الاوطان من ابوابها
شاہ و سلطان و رسول حق کنون | ہست داؤد نبی ذو فنون
ہست در فرمان او وحش و طیر | در ہمہ روئے زمین او راست سیر
با چنان خری و نازی کاندر وست | کہ گزیدستش عنایتہاے دوست
معجزاتش بے شمار و بے عدد | موج بخشایش مدد اندر مدد
ہیچ کس را خود ز آدم تاکنون | کی بدست آواز ہمچون ارغنون

کو بہر وعظے ہمیرا اندر و بیستا — آدمی را صورت خویش کرد زیست

شیر و آہو جمع گردد آن زمان — سوی تذکیرش مغفل این ازان

کوه و مرغان ہم رسائل بادش — ہر دو اندر وقت دعوت محرمش

این و صد چندان مرا و را معجزات — نور رویش بے جہات و در جہات

با ہمہ تمکین خدا روزی او — کرده باشد بستہ اندر جست و جو

بے زره باقی خدا روزی او — می نیاید با ہمہ پیروزیش

اینچنین مخذول و اپس مانده — خانہ گنده دون و گردون مانده

اینچنین مدبر ہمے خواہد کہ او — گنج یابد بارد و پاشیش زود

زاحمقی خواہد کہ بے رنجیش او — بے تجارت پر کند دامن زسود

اینچنین گنجے بناید در جہان — کہ برآید بر فلک بے نردبان

این ہمی گفتش بتسخر زرگیہ — کہ رسیدت روزی درآمد بشیر

وان ہمی خندید مارا ہم بده — زانچہ یابی ہدیہ اے سالار ده

او ازین تشنیع مردم وین فسوس — کم نمیکرد از دعا و چاپلوس

تا کہ شد مشہور و معروف در شہر و شیر — کو ز انبان تہی جوید پنیر

شد مثل در خام طبعی آن گدا — او ازین خواہش نمی آمد جدا

کم نمیکرد از دعا و ابتہال — کرد اجابت ستدائی و اجلال

گر گران و گر شتابنده بود — عاقبت جوینده یابنده بود

دو سو مردم کو جو بارے وعظ تھے — لحن اسکا بس تھا شایان ہی بہ

شیر آہو جمع ہو دین اس نے بالا — سوے ذکر اسکے دعا فخ دیوانا

اسکے دم کرچہ بچے کوہ و مرغ تھی — وقت دعوت اسکے محرم ہو دیتھی

یہ وہ اس سے زیادہ اس کے معجزات — نور اسکا بے جہات و با جہات

با وجود جملہ تمکین رزق کو — جست و جو پر حق نے رکھا اسکے ہو

بے زرہ مثنے کے تے روزی ست — با وجود اس فتح مندی کے اسکے

تو ہے گرہ اور برگشتہ ہے تو — گندہ گھر مردود گردون کا ہے تو

اسطرح بدبخت چاہے کہ اسے — گنج حاصل ہووے دونو بازو سے

احمقی سے چاہے بے تکلیف و رنج — بے تجارت حاصل اسکو ہووے گنج

کسکو ایسا گنج عالم میں ملا — آسمان پر کون بے سیڑھی چڑھا

بس ہنسی سے کہتے اسکو زر تو لے — ہے یہ خوشخبری کہ روزی آگئی ہے

وہ بھی ہنسکر کہتے لاؤ ہمکو دو — جیسے ہدیہ پایا تمنے اسے نکو

اس ہنسی اور طعنہ مردم سے وہ — کم نہ کرتا تھا دعا و عجز کو

ہوگیا مشہور شہروں میں حقیر — چرم خالی سے وہ ڈھونڈھے ہے پنیر

طبع میں ضرب المثل وہ ہوگیا — پر نہ اس خواہش سے ہوتا تھا جدا

کم نہیں کرتا تھا وہ زاری دعا — حق نے کرلی بس قبول اسکی دعا

گر کوئی دوڑے یا آہستہ سے چلے — پالے آخر کو تجسس جو کرے

دویدن گاو در خانہ آن دعا کننده بہ الحاح

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب الملحین فی الدعا
زیرا کہ دعا کننده عین خواست است از حق تعالی
والحاح خواہنده را ہشت ازانچہ میخواہد آنرا ازوی

گھس آنا بیل کا بیچ گھر اس دعا و زاری کرنے والے کے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب الملحین فی الدعا
کسواسطے کہ دعا کرنا عین خواستہ خدا ہے۔ اور واسطے
زاری کرنیوالے کے موجود ہے جو کچھ چاہتا ہے اس سے

تا کہ روزی ناگہان در چاشتگاه — این دعا میکرد با زاری و آه

ناگہان در خانہ اش گاوی دوید — شاخ زد و بشکست در بند و کلید

یاں تلک اکدن ناگہاں وقت صبح کو — یہ دعا کرتا تھا در زاری نکو

اس گھسا بیل اسکے گھر میں ایکبار — توڑا بس زنجیر در سے بیکبار

اردو ترجمہ		فارسی متن	
گھر میں جو گستاخ بیل آ کے گھسا	مرد دوڑا اوسکے باندھا خوب سا	گاو گستاخ اندر آن خانه بجست	مرد برجست و قوائمهاش بست
اور لگا بس اسکا کام اُس نے ہاں	بے تامل بے درنگ اور بے امان	پس گلوی گاو ببرید آن مل	بی توقف بی تامل بی امان
کاٹا سر اسکا گیا سوئے قصاب	تا اُدھیڑے کھال اسکی وہ شتاب	چون سرش ببریده شد سوی قصاب	تا اهابش برکند در دم شتاب
اے تقاضا گر تقاضا بالملا	جون حنین کرتا ہے اُسکے ختم کا	ای تقاضا گر درون همچون حنین	چون تقاضا میکنی اتمام این
سہل کر رستہ تا توفیق دے	یا تقاضا چھوڑ مجھ پر مت رکھے	سهل کن ره را و توفیقی بده	یا تقاضا را بهل بر ما منه
جو تقاضا زر کا مفلس سے کرے	اے غنی زر بخش پوشیدہ اے	چون ز مفلس زر تقاضا میکنی	زر ببخشش در سرای شاه غنی
قافیہ اور نظم صبح و شام کا	کسکو طاقت ہے ترے دیکھے بلا	بی تو نظم و قافیه شام و سحر	زهره کی دارد که آید در نظر
قافیہ اور نظم و تجنیس اے علیم	بندے حکمی ہیں ترے از راہ بیم	نظم و تجنیس و قوافی ای علیم	بنده امر تواند از ترس و بیم
تو نے تسبیح خوان کیا ہر چیز کو	ذات بے تمیز و باتمیز کو	چون مسبح کرده هر چیز را	ذات بی تمییز و باتمییز را
ہر کوئی تسبیح ہر اک طور پر	کہتا ہے اُس کے حال سے وہ بیخبر	هر یکی تسبیح بر نوعی دگر	گوید و از حال آن این بیخبر
آدمی نے جانی تسبیح جماد	اس عبادت میں جمادات اوستاد	آدمی منکر ز تسبیح جماد	وان جماد اندر عبادت اوستاد
بل بہتر اور ہو نیس ہے اک ایک	بیخبر اک دوسرے سے ہے ہر ایک	بلکه هفتاد و دو ملت هر یکی	بیخبر از یکدگر اندر شکی
ہوکر دو ناطق ہوں باہم بیخبر	کیسے ہوں آگاہ یہ دیوار و در	چون دو ناطق را ز حال همدگر	نیست آگه چون بود دیوار و در
جبکہ تسبیح ناطق سے بیں ہوں	کیسے تسبیح جمادوں کو سنوں	چون من از تسبیح ناطق غافلم	چون بداند سبحه صامت دلم
خاص تسبیح ایک بس سنی کی ہے	اور جبری اسکی ضد میں بس رکھے	هست سنی را یکی تسبیح خاص	هست جبری را ضد آن در مناص
جبری سنی کی تسبیح سے بیخبر	سنی ز جبری کی تسبیح سے بیخبر	سنی از تسبیح جبری بیخبر	جبری از تسبیح سنی بی اثر
یہ کہیں انکو کہ وہ گمراہ ہیں	نے خبر وہ حال سے کہیں	این همی گوید که آن ضال و گم	بیخبر از حال او و از امر قم
وہ کہیں انکو کہ یہ ہیں بیخبر	جنگ رکھا ان میں حق نے سربسر	وان همی گوید که آن را چه خبر	جنگشان افگند یزدان از قدر
وہ گہر ہر ایک کا ظاہر کرے	جنس کو ناجنس سے باہر کرے	گوهر هر یک هویدا می کند	جنس از ناجنس پیدا میکند
قہر کو ہر ایک جانے لطف سے	خواہ دانا یا کوئی نادان سہے	قهر را از لطف داند هر کسی	خواه نادان خواه دانا یا خسی
لطف میں پر قہر پنہاں ہو گیا	قہر میں بالطف پوشیدہ ہوا	لیک لطفی قهر در پنهان شده	یا که قهری در دل لطف آمده
کم ہوئی جانے مگر خاصان رب	ہے کسوٹی جان انکے دلمیں اب	کم کسی داند مگر ربانیی	کش بود در دل محک جانیی
باقی ہاں دو سے گمان کرتے ہیں	ایک پر سے آشیان کو جاتے ہیں	باقیان زین دو گمانی می برند	سوی لانه خود بیک پر می پرند
علم کے دو پر گمان کا ایک پر	ہے گمان ناقص و اڑنے میں تر	علم را دو پر گمان را یک پرست	ناقص آمد ظن به پرواز ابترست

بیان میں اسکے کہ علم کے دو پر اور گمان کا ایک پر

در بیان آنکه علم را دو پر و گمان را یک پرست

مرغ اٹھے اک پر کا سر کے بل گرے	دو قدم یا کچھ سوا ہو پھر اڑے
اڑتا ہے گرتا ہے وہ مرغ گمان	ریگ پرتے با امید آشیان
جو گمان سے چھوٹا علم اسکو ہوا	مرغ دو پر کا ہوا وہ اور اڑا
بعد وہ یمشی سویا مستقیم	نے علی وجہہ کبا یا سقیم
ساتھ دو پر کے اڑے جون جبرئیل	بے گمان بے مکر اور بے قال و قیل
گر تمام عالم کہے اس کے تو ہے	راہ حق پر اور سچے دین پہ ہے
انکے کہنے سے نہیں تو گرم ہو وہ	جان طاق اسکی نہ انکی جفت پر
گر کہیں سب اسکو تو گمراہ ہے	کوہ جانے خود کو تو اک کاہ ہے
بر وہ طعنون سے کہ انکے کب پڑے	اور نہ ان طعنون سے رنجیدہ رہے
بلکہ گر دریا و کوہ اسکو کہے	کہ تو گمراہی کا جفت اور یار ہے
ایک ذرہ نے خیالون مین پڑے	حال وہ مطمئن مت انع رہے

مرغ یک پر زود افتد سرنگون	باز پرد دو گامی یا فزون
می فتد می خیزد آن مرغ گمان	با یکی پر بر امید آشیان
چون ز ظن وا رست علمش رو نمود	شد دو پر آن مرغ یک پر پر گشود
بعد از آن یمشی سویا مستقیم	نی علی وجهه مکبا و سقیم
با دو پر بر می‌پرد چون جبرئیل	بی گمان و بی مگر بی قال و قیل
گر همه عالم بگویندش توی	بر ره یزدان و دین مستوی
او نگردد گرم‌تر از گفتشان	جان طاق او نگردد جفتشان
ور همه گویند او را گمرهی	کوه پنداری و تو برگ کهی
او نیفتد در گمان از طعنشان	او نگردد دردمند از ظعنشان
بلک گر دریا و کوه آید بگفت	گویدش با گمرهی گردی تو جفت
هیچ یک ذره نیفتد در خیال	مطمئن و موقن و بی احتمال

بیمار ہونا آدمی کا اوپر تعظیم خلق کے اور رغبت مشتریون کی ساتھ اسکے اور حکایت لڑکون کے معلم کی

رنجور شدن آدمی بوہم تعظیم خلق و رغبت مشتریان بوے و حکایت معلم کودکان

لڑکے اک مکتب کے بس استاد سو	رنج پاتے تھے جو کوشش تھی اسے
مشورت کی انہی فرصت کے لیے	تا مرض مین یہ معلم بس پڑے
کیون نہین آتا مرض اب اسکو ہے	چند مدت تا ہمین فرصت ملے
تا رہائی ہووے ہمکو قید سے	ہو وہ قائم ہے مثال کوہ کے
انمین اک زیرک نے یہ تدبیر کی	کہ کہو استاد کیا حالت تری
خیر ہے کیون رنگ تیرا زرد ہے	یا ہوا کا ہے اثر یا تپ تجھے
کچھ خیال اس سے ہو تھوڑا سا اسے	تم مدد اس مین کرو اس طور سے
جو کہ مکتب مین گھسو تم یہ کہو	خیر ہے استاد اب تم کیسے ہو
وہ خیال اسکا ذرا افزون ہو	کیونکہ عاقل فکر سے مجنون ہو
تیسرا چوتھا و ایسے پانچوان	میرے پیچھے غم کرے اسکا عیان
تیس لڑکون تک تواتر یہ خبر	متفق کوین ہو قائم بیشتر

کودکان مکتبی از اوستاد	رنج دیدند از ملال و اجتهاد
مشورت کردند در تعویق کار	تا معلم در فتد در اضطرار
چون نمی آید ورا رنجوریی	که بگیرد چند روز او دوریی
تا رهیم از حبس و تنگی و ز کار	هست او چون سنگ خارا بر قرار
آن یکی زیرک‌ترین تدبیر کرد	که بگوید اوستا چونی تو زرد
خیر باشد رنگ تو بر جای نیست	این اثر یا از هوا یا از تبیست
اندکی اندر خیال افتد ازین	تو برادر هم مدد کن این چنین
چون درآیی از در مکتب بگو	خیر باشد اوستاد احوال تو
آن خیالش اندکی افزون شود	کز خیالی عاقلی مجنون بود
آن سوم و آن چارم و پنجم چنین	در پی ما غم نمایند و حنین
تا چو سی کودک تواتر این خبر	متفق گویند یابد مستقر

پس کہا ہر ایک نے شاباش اے ذکی / بخت ہو بیدار تیرا اے اخی
ہو گئے سب متفق اس عہد پہ / کرنہ پھیرے بات کوئی آپ سے
بعد اُسکے قسم سب کو دی / تا نہ غمازی کرے اسکی کوئی

ہر یکی تحسین کنان شاباش اے ذکی / باد بختت بر عنایت متکی
متفق گشتند در عہد وثیق / کہ نگرداند سخن را یک رفیق
بعد ازان سوگند داد او جملہ را / تا کہ غمازی نگوید ماجرا

بیان میں اسکے کہ مخلوق کی عقلوں میں فرق ہے اصل پیدائش سے اور معتزلہ کے نزدیک برابر ہے مگر فرق عقلوں میں تحصیل علم سے ہے

در بیان آنکہ عقول خلق متفاوتست در اصل فطرت و نزد معتزلہ متساویست و تفاوت عقول از تحصیل علمست

رائے غالب سب پہ لڑکے کی ہوئی / عقل اسکی سب پہ سبقت لیگئی
بس تفاوت عقل کا فطرت میں ہے / شاہدوں کی جسطرح صورت میں ہے
اس قسم سے مصطفیٰ نے بھی کہا / حسن انسان کا زباں میں ہے چھپا
اصل میں کل اختلاف عقلوں کا ہے / یہ مقولہ سنیوں کا جان لے
معتزلہ ہیں برخلاف اس قول کے / کہ برابر عقل سب کی اصل میں
تجربہ تعلیم زیادہ کم کرے / تاکہ اک کو ایک سے اعلم کرے
اس سے باطل یہ مقولہ ہو گیا / طفل کی رائے نے کہ بے تجربہ
آزمودہ لوگ کی دو گز رسے فکر سے / کام اُنکا رنج سے عاجز کرے
طفل سے اندیشہ وہ پیدا کرے / کہ نہ بوڑھے کو پتا اسکا لگے
برتری بہتر جو پیدائش سے ہے / اس فزونی سے کہ جو کوشش سے ہے
تو کہو بہتر خدا کی دین ہے / یا کہ لنگڑا اسب جو رستہ چلا

رای آن کودک بچربید از ہمہ / عقل او در پیش میرفت از رمہ
آن تفاوت ہست در عقل بشر / کہ میان شاہدان اندر صور
زین قبل فرمود احمد در مقال / در زبان پنہان بود حسن رجال
اختلاف عقلہا در اصل بود / بر وفاق سنیان باید شنود
بر خلاف قول اہل اعتزال / کہ عقول از اصل دارند اعتدال
تجربہ و تعلیم بیش و کم کند / تا یکی را از یکی اعلم کند
باطلست این زانکہ رای کودکی / کہ ندارد تجربہ در مسلکی
بگمرد زاندیشۂ مردان کار / عاجز آید کارستان در اضطرار
بر دمید اندیشہ زان طفل خرد / پیر با صد تجربہ بوئی نبرد
خود فزون آن بہ کہ آن از فطرتست / تا فزونی کہ جہد و فکرتست
تو بگو داد خدا بہتر بود / یا کہ لنگی راہوارانہ رود

وہم میں ڈالنا لڑکوں کا اُستاد کو ساتھ مکر کے

در وہم افگندن کودکان اُستاد را بہ مکر

دن ہوا تو آئے سب اس فکر میں / سوئے مکتب طفل خوش ہوتے ہوئے
سب کھڑے باہر رہے بس منتظر / تاکہ اندر آئے وہ یار مصر
جو وہ سرچشمہ ہوا اس رائے کا / پاؤں کا سر ہے ہمیشہ پیشوا
اے مقلد مست ہو اسکا پیشوا / جو فلک کے نور سے چشمہ ہوا
آیا استاد کو سلام اس نے کیا / خیر ہے کیوں زرد رو تیرا ہوا
بولا استاد میں نہیں بیمار ہوں / رہا تو بیٹھ اور مت بک اس سے زبوں

روز گشت و آمدند آن کودکان / بر ہمین فکرت ز خانہ تا دکان
جملہ استادند بیرون منتظر / تا در آید اول آن یار مصر
زانکہ منبع او بدست این رای را / سر امام آمد ہمیشہ پای را
ای مقلد تو مجو بیشی بر آن / کو بود منبع ز نور آسمان
او در آمد گفت استا را سلام / خیر باشد رنگ رویت زرد فام
گفت استا نیست رنجی مر مرا / تو برو بنشین مگو یاوہ ہلا

کی نفی لیکن خیال اک وہم کا | اسکے دل میں بس وہ ایسا جم گیا
دوسرا آیا وہی اس نے کہا | وہم اس کا اور تھوڑا سا بڑھا
وہم اس کا اس طرح بڑھتا گیا | یاں تلک وہ حال میں بیٹھا

نفی کرد آن را بغبار وہم | اندرکے اندر و ناگاہ زد
اندر آمد دیگرے گفت اینچنین | اندکے آن وہم افزون شد بدین
ہمچنین تا وہم او قوت گرفت | ماند اندر حال خود بس در شگفت

بیمار ہونا فرعون کا بسبب وہم تعظیم مخلوق سے

رنجور شدن فرعون بہ وہم از تعظیم خلقان

مرد و زن کے سجدہ کرنے نے کیا | بے حد بیمار دل فرعون کا
اسکے کہنے سے خدا و شہ تھا | ایسا اسکو وہم سے رسوا کیا
کہ ہوا دعوی خدائی سے دلیر | اژدہا تھا وہ نہیں ہوتا تھا سیر
عقل جزوی اسکو سب وہم و گمان | کیونکہ تاریکی میں ہے اسکا مکان
گر زمیں پر آدھ گز اک راہ ہے | آدمی بے وہم و خوف اس پہ چلے
گر بلند دیوار پر بس جائے تو | عرض دو گز ہو مگر جھک جائے تو
بلکہ پڑے تو لرز دل سے وہم میں | وہم کو دو ڈر دیکھ لا تو فہم میں

سجدۂ خلق از زن و از طفل و مرد | زد دل فرعون را رنجور کرد
گفتن ہر یک خداوند و ملک | آنچنان کردش ز وہمی منتہک
کہ بدعوی الہی شد دلیر | اژدہا گشت و نمی شد ہیچ سیر
عقل جزوی آفتش وہم است و ظن | زانکہ در ظلمات شد او را وطن
بر زمین گر نیم گز راہے بود | آدمی بے وہم ایمن می رود
بر سر دیوار عالی گر روی | گر دو گز عرضش بود کژ می شوی
بلکہ می افتی ز لرز دل بوہم | ترس وہمی را نکو بنگر بفہم

بیمار ہو جانا اُستاد معلم کا بسبب وہم و خیال کے

رنجور شدن اُستاد معلم بہ وہم و خیال

بس پریشاں وہم سے اُستاد ہوا | اور اٹھا کسل اور وہاں سے دوڑ اٹھا
غصہ عورت پر ہوا کہ بے وفا | اپنے حال اسکے نہ پوچھا ہے مرا
نے خبر کی مجھکو میرے رنگ سے | ہے ارادہ چھوٹنے میرے ننگ سے
اپنے جلوہ حسن میں وہ مست ہے | بے خبر کرنے سے بیماری مرے
آیا اور دروازہ کھولا خشم سے | لڑکے سب پیچھے تھے اُستاد کے
بولی عورت خیر ہے جلد آئے کیوں | کہ طبیعت کیا ہوئی تیری زبوں
بولا اندھی دیکھ میرا رنگ و حال | دوسروں کے غم میں رکھتی ہے ملال
گھر میں اب بغض و نفاق اپنے سے تو | دیکھتی کب میرے ابتر حال کو
بولی عورت کچھ نہ بیماری تجھے | ہے گماں و وہم بے معنی تجھے
بولا قحبہ ہے تجھے پرخاش ابھی | تغیر دیکھنے نے لرزہ کو بھی
تو بلا اندھی ہے میرا کیا گناہ | میں رکھوں یہ رنج و غم از دیدہ او

گشت اُستاد سست از وہم و ز بیم | برجہید و می کشانید او گلیم
خشمگین با زن کہ مہر اوست سست | من بدین حالم نپرسید و نجست
خود مرا آگہ نکرد از رنگ من | قصد دارد تا رہد از ننگ من
او بحسن و جلوۂ خود مست گشت | بیخبر کز بام من افتاد طشت
آمد و در را بتندی برگشاد | کودکان اندر پے آن اوستاد
گفت زن خیر است چون زود آمدی | کہ مبادا ذات نیکت را بدی
گفت کوری رنگ و حال من ببین | از غم بیگانگان اندر حنین
تو درون خانہ از بغض و نفاق | می نبینی حال من در احتراق
گفت زن اے خواجہ عیبی نیست | وہم و ظن و لاشت بی معنیست
گفت اے غر تو ہنوزی در لجاج | می نبینی در تغیر وار تجاج
گر تو کور و کر شدی ما را چہ جرم | ما درین رنجیم و درماندہ گرم

بولی اے خواجہ میں لاؤں آنسرا ۔ تا کہ جانے تو کہ میرا کیا گنہ
بولا جا کیا تو اور کیا آنسرا ۔ بغض و کینہ میں سدا تو مبتلا
جا بچھا دے تو مرا اب بسترا ۔ تا کہ میں سوؤں ہے بھاری سر مرا
ٹھہری عورت مرد نے اسنے کہا ۔ دیر مت کر جلد لا تو بسترا

گفت ای خواجہ بیارم آن مہ ۔ تا بدانی که ندارم من گنہ
گفت رو نہ تو رہی نہ آئینہ ات ۔ دائما در بغض و کینہ و عنت
جامۂ خواب مرا رو گستران ۔ تا بخسپم کہ سرم ہست گران
زن توقف کرد مردش بانگ زد ۔ کای عدو و تر ترا این می سزد

لیٹ جانا بستر پر اُستاد کا اور رونا اسکا وہم بیماری سے

در جامۂ خواب افتادن اُستاد و نالیدن او بوہم رنجوری

لا کے بستر کو بچھایا اُس نے پر ۔ کو نہیں سکتی وہ باطن پُر شرر
گر کہوں میں متہم مجکو کرے ۔ چپ رہوں میں ماجرا بالکل بڑھے
قال مدعیاں کو بیمار کرے ۔ کہ تدارک کچھ نہ اُس کا ہو سکے

جامۂ خواب آورد و گسترد تیز ۔ گفت امکان نے و باطن پر ز سوز
گر بگویم متہم دارد مرا ۔ ور نگویم جد شود این ماجرا
فال بد رنجور گرداند ہمی ۔ آدمی را کہ نبودستش غمی

قول پیغمبر کو ہو لیقرض ۔ ان تمارضتم لدینا تمرضوا
گر کہوں میں در خیال آوے اُسے ۔ کوئی مطلب ہے جو خلوت چاہتی ہے
گھر سے باہر وہ نکالے بس مجھے ۔ مس کو یہ مکر و افسوں کرتی ہے
اُسنے لا کر کے بچھایا بسترا ۔ لیٹا اُستاد آہ و نالہ کرتا تھا
لڑکے اُس جا آن کر بیٹھے نہاں ۔ درس کرتے تھے مگر غم سے وہاں
جیسے سب کچھ یہ کیا پر فیس میں ۔ یوں بنا جیسے مُریں کی کیا کریں
دوسری تدبیر کرنا چاہیے ۔ تاکہ اس محنت سے بس فرصت ملے

قول پیغمبر قبوله یفرض ۔ ان تمارضتم لدینا تمرضوا
گر بگویم او خیالے بر زند ۔ فعل دارد زن کہ خلوت میکند
مر مرا از خانہ بیرون میکند ۔ بہر فستے فعل و افسوں می کند
جامۂ خوابش فگندو اُستاد فتاد ۔ آہ آہ و نالہ از وے می بزاد
کودکان آنجا نشستند و نہان ۔ درس میخواندند با صد اندہان
کاین ہمہ کردیم و ما زندانیم ۔ بد بنائی بود و بد بانی ایم
بہ دگر اندیشہ باید نمود ۔ تا ازین محنت فرج یابیم زود

دوبارہ وہم میں ڈالنا اُستاد کو کہ اُس کو قرآن پڑھنے سے درد سر زیادہ ہو

دوم بار در وہم افگندن اُستاد را کہ او را از قرآن خواندن صداع آید و درد سر افزاید

بولا وہ لڑکا کہ اے قوم پسند ۔ اب پڑھو قرآن بہ آواز بلند
تو پڑھا بولا اسے لڑکو اُستاد ۔ اس صدا سے پاتا ہے نقصان سوا
درد سر اُستاد کو ہو آوے سے ۔ کب ہے لائق زر کی خاطر درد لے
بولا اُستاد سچ تو کہتا ہے بھلا ۔ تم اب درد سر افزوں ہوا
بس کیا سمجھ دو بولے کریم ۔ دو سے بچنے ہو رنج اور سیم
بس یہ کہہ کر جا بہ وہ اٹھے ۔ جس طرح دانہ پہ جاتا مرغ ہے

گفت آن کودک کہ اے قوم پسند ۔ درس خوانید و کنید آوا بلند
چون ہمی خواندند گفت ای کودکان ۔ بانگ ما اُستاد را دارد زیان
درد سر افزاید اُستاد از بانگ ۔ ارزد این کو درد یابد بہر دانگ
گفت اُستاد است میگوید روید ۔ درد سر افزون شد و بیرون روید
سجدہ کردند و گفتند اے کریم ۔ دور باداز تو رنجوری و بیم
پس برون جستند سوی خانہا ۔ ہمچو مرغان در ہوای دانہا

رہائی پانا لڑکون کا مکتب سے ساتھ اس مکر کے اور سوال کرنا ماؤن کا انسے

تحسنہ ہو کر انکی ماؤن نے کہا — کھیلتے ہو کیون نہین تمنے پڑھا
وقت تحصیل علوم اب کس لیے — بھاگ گئے ہو تم کتاب استاد سے
عذر کرتے ان کو مت کیجے — یہ گنہ ہے نہ اور تقصیر ہے
کہ فضلے آسمان سے استاد — ہو گیا بیمار اور وہ مبتلا
بولین مائین جھوٹ ہے اور مکر ہے — بیلے سو مین کھیلنے کے واسطے
صبح کو ہم پاس استاد کے چلین — اصل کو اس مکر کے ہم دیکھ لین
بولے سب لڑکے کہ بسم اللہ چلو — جھوٹ سچ کو تم ہمارے جان لو

خلاصی کودکان از مکتب بدین مکر و سوال مادران از ایشان

مادران شان خشمگین گشتند و گفت — روز کتاب و شما بازی و جفت
وقت تحصیل ست اکنون و شما — می گریزید از کتاب و اوستاد
عذر آورند کای مادر بایست — این گناه از ما و از تقصیر نیست
از قضای آسمان استاد ما — گشت رنجور و سقیم و مبتلا
مادران گفتند مکر ست و دروغ — صد دروغ آرید بهر طمع دوغ
ما صباح آییم پیش اوستاد — تا ببینیم اصل این مکر شما
کودکان گفتند بسم الله روید — [illegible] ما واقف شوید

عیادتکو جانا ماؤنکا معہ فرزندون کے پاس صبح کو

صبح کو ماؤن گئین تو اوستاد — مثل بیمارون کے تھا سویا ہوا
تھا لحافون سے پسینہ بس اسے — منہ چھپایا سر کو باندھا درد سے
کرتا تھا بس آہ آہ آہستہ وہ — سب نے بس سمجھا احوال کو
خیر ہے استاد نے ہمکو خبر — جان تیری کو ہوا یہ درد سر
بولا میں بھی بیخبر بس میں سے تھا — بچہ زادون نے مجھے آگہ کیا
شغل قال و قیل میں غافل میں تھا — رنج ایسا بس مرے باطن میں تھا
آدمی مشغول جو کوشش میں ہو — دیکھنے سے رنج کے اندھا ہو وہ
عورتون نے مصر کے یوسف نشہ — اپنی مشغولی سے وہ سب بیخبر
ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ اپنے کو کیا — روح وآلہ پیش دیبہلے جانتا
ایسے بہت مرد شجاع کے جنگ مین — ہاتھ پاؤن ضرب سے بس کٹ گئے مین
وہ نا انہین ہاتھون سے حربہ کرتے ہین — اس گمان پر کہ درستی سے ہین
دیکھنے مین کٹ گئے ہاتھ اپنے پر — تو ان پہ ان کے بہت وہ بیخبر

بعیادت رفتن مادران علی الصباح معلم فرزندان را

با مادران آمد آن مادران — خفتہ استا ہمچو بیمار گران
هم عرق کرده ز بسیاری لحاف — سر ببسته رو کشیده در لحاف
آه آهسته همیکرد آهسته او — جملگان گشتند هم لاحول گو
خیر باشد اوستاد این درد سر — جان ما را نبود از این خبر
گفت من هم بیخبر بودم از این — آگهم کردند این مادر غران
من بدم غافل بشغل قال و قیل — بود در باطن چنین رنجی ثقیل
چون بجد مشغول باشد آدمی — او ز دید رنج خود باشد عمی
از زنان مصر شد یوسف سمر — جمله از مشغولی خود بیخبر
پاره پاره کرده ساعدهای خویش — روح واله که نه پس بیند نه پیش
ای بسا مرد شجاع اندر حراب — که ببرد دست یا پایش حراب
او همو دست آورد در گیر و دار — بر گمان آنکه هست او بر قرار
خود ببیند دست رفته در ضرر — خون از او بسیار رفته بیخبر

بیان مین اسکے کہ بدن روح کو مانند لباس کے ہے اور یہ ہاتھ آستین روح کے ہے اور یہ پاؤن موزہ روح کے پاؤن کا ہے

در بیان آنکه تن روح را چون لباسی ست این دست آستین دست روح ست و این پای موزهٔ پای روح

جون لباس کی یا جسم ڈھونڈھ تو | سے پہنے والے کو لے ملبوس کو
روح کو توحید حق سے خوش نما | ہاتھ پاؤں اور ہین اسکے سوا
ہاتھ پاؤں خواب میں دیکھے ملا | وہ حقیقت جان تو نے جھوٹ ہو
بے بدن کے ہے بدن وہ تو ہی ہے | جان تن سے جائے تیری مت ڈرے
بے بدن کے جان ہو کرے کاروبار | مرغ ہو جائے قفس میں بیقرار
ٹھہر تا باہر قفس سے مرغ ہو | ہو چرخ جانے ساتھ افلاکوں کو وہ
اک حکایت کہتا ہوں گر تو سنے | تا حقیقت کا اگر دین سے ہے

تا بدانی کہ تن آمد چون لبس | رو بجو لابس لباسی را ملبس
روح را توحید الله خوشترست | غیر ظاہر دست و پای دیگرست
دست و پا در خواب بینی ائتلاف | آن حقیقت دان مدانش از گزاف
آن تویی کہ بی بدن داری بدن | پس مترس از جسم جان بیرون شدن
روح دارد کہ بی بدن بس کاروبار | مرغ باشد در قفس بس بیقرار
باش تا مرغ از قفس آید برون | تا ببینی ہفت چرخ اندر ازون
یک حکایت گویمت گوش دار | در حقیقت ہر حقیقت بگروی

حکایت ایک درویش کی کہ پہاڑ میں خلوت اختیار کی تھی اور بیان لذت قطع تعلقات اور داخل ہونا اس منقبت مین کہ انا جلیس من ذکرنی وانیس من استانس بی

گر بہمہ چوبی منی بے ہمہ | ور بے ہمہ چو با منی با ہمہ

حکایت آن درویش کہ در کوہ خلوت کردہ بود و بیان حلاوت انقطاع و خلوت و داخل شدن درین منقبت کہ انا جلیس من ذکرنی وانیس من استانس بی

گر با ہمہ چو بی منی بی ہمہ | ور بی ہمہ چو با منی با ہمہ

کوہ مین درویش اک بس تھا مقیم | اسکی ہمت تھی خلوت اور ندیم
جو کہ تھا حق سے اسکو وصال | مردوں کے انفس سے رکھتا ملال
ہو گیا جیسے ہمیں آسان حضر | دوسری ہم قوم کو آسان سفر
جیسے تو محبوب ہے سکے سروری | خواجہ کو مرغوب ہے آہنگری
ہر کسی کو کام کے لائق کیا | ولیس ہر یک اسکی رغبت کو رکھا
کب ملین بے خواہش کے حرکت ہوا | کب روا ہوں خار بے آب و ہوا
دیکھے رغبت اپنی تو سوئے سما | کھول پر دولت کا تو مثل ہما
دیکھے رغبت اپنی تو سوئے زمین | نالہ کر اور بیٹھ تو اندوہگین
نالہ دل سے کریں ہیں عاقلان | اور سر پیٹے ہیں آخر جاہلان
دیکھ انجام ابتدا میں کام کے | تا نہ محشر میں پشیمان تو رہے

بود درویشی بکہسارے مقیم | خلوت او را بود ہم خواب و ندیم
چون ز خالق می رسید او را شمول | بود از انفاس مرد و زن ملول
ہمچنان کہ سہل شد ما را حضر | سہل شد ہم قوم را دیگر سفر
ہمچنان کہ عاشقی بر سروری | عاشق ست آن خواجہ بر آہنگری
ہر کسی را بہر کاری ساختند | میل آن را در دلش انداختند
دست و پا بی میل جنبان کی شود | خار و خس بی آب و باری کی رود
گر ببینی میل خود سوی سما | پر دولت بر گشا ہمچون ہما
ور ببینی میل خود سوی زمین | نوحہ میکن ہیچ منشین از حنین
عاقلان خود نوحہ ہا پیشین کنند | جاہلان آخر بسر بر می زنند
ز ابتدای کار آخر را ببین | تا نباشی تو پشیمان یوم دین

دیکھنا زرگر کا انجام کام کو اور باتیں کرنا موافق انجام کے ساتھ استعارہ ترازو کے

دیدن زرگر عاقبت کار را و سخن بر وفق عاقبت گفتن با مستعیر ترازو

پاس اک زرگر کے آیا اک بشر ۔ کہ ترازو دو دے مجھے لون مین زر
بولا چلنی تو میرے پاس ہے ۔ بولا میزان دے تمسخر مت کرے
بولا نے جہاڑو دستہ دوکان پر ہے ۔ بولا بس کر یہ مذاق اب مت کرے
مین ترازو تجھسے چاہتا ہون کہ دے ۔ سر امت ہو اور ہر سو مت پہرے
بولا سنا بات ہون بہرا نہین ۔ تاکہ تو جانے کہ مین بے معنی نہین
دیکھتا پر رعشہ پیری سے ترے ۔ ہاتھ کانپے اور لاغر جسم ہے
سمجھا پیری سے تو ہے ناتوان ۔ ہاتھ کمزوری سے کانپے ہر زمان
اور وہ زر ریزہ ریزہ ہے ترا ۔ ہاتھ کانپے زر وہ گر جاوے ترا
پس کہے تو خواجہ جہاڑو مجکو دے ۔ تاکہ ڈہونڈون زر کو اپنے خاک سے
خاک کو تو جہاڑ کر جمع کرے ۔ پہر کہے چلنی تو جہانی دے مجھے
مین نے اول دیکھا آخر کو تمام ۔ اور کہین تو جا یہان سے والسلام
دیکھے جو اول کو بس دانا ہو وہ ۔ دیکھے جو آخر کو با معنا ہے وہ
دیکھتا اول جو ہے انجام کار ۔ ہوتا آخر کو نہین ہے شرمسار
حکم جو کہ آخر اندیشی پہ ہے ۔ شاہی بس ہو قوت درویشی پہ ہے
ہونے آخر بین مین بس اہل ثواب ۔ دیکھ تو واللہ اعلم بالصواب
بات یہ بے انتہا ہے راز گو ۔ مرد زاہد کا تو قصہ پہر کہو
بات کر شیخ مجرد کی تمام ۔ کوہ مین رکہتا تہا وہ خواب و طعام

آن یکی آمد بہ پیش زرگری ۔ کہ ترازو دہ کہ بر سنجم زری
گفت خواجہ رو مرا غربال نیست ۔ گفت میزان دہ برین تسخر مایست
گفت جاروبی ندارم در دکان ۔ گفت بس بس این مضاحک را بمان
من ترازو ی کہ میخواہم بدہ ۔ خویشتن را کر مکن ہر سو مجہ
گفت بشنیدم سخن کر نیستم ۔ تا نپنداری کہ بے معنیستم
این شنیدم لیک پیرے مرتعش ۔ دست لرزان جسم تو نا منتعش
فہم کردم لیک پیر ناتوان ۔ دست از ضعف است لرزان ہر زمان
وان زر تو ہم قراضہ خورد و مرد ۔ دست لرزد پس بریزد زر خرد
پس بگوئی خواجہ جاروبی بیار ۔ تا بجویم زر خود را از غبار
چون بروبی خاک را جمع آوری ۔ گوئیم غربال خواہم اے اخی
من ز اول دیدم آخر را تمام ۔ جای دیگر رو ازینجا والسلام
ہر کہ اول بین بود اعمی بود ۔ ہر کہ آخر بین چہ با معنی بود
ہر کہ اول بنگرد پایان کار ۔ اندر آخر او نگردد شرمسار
حکم چون بر عاقبت اندیشی است ۔ پادشاہی بخ درویشی است
عاقبت بینان بوند اہل رشاد ۔ درنگرد واللہ اعلم بالسداد
این سخن پایان ندارد راز گوی ۔ قصۂ آن مرد زاہد باز گو
کن تمام اکنون حدیث شیخ فرد ۔ کاندران کہسار بودش خواب و خورد

باقی قصہ اس زاہد کوہی کا کہ عہد کیا تہا کہ میوہ درخت کوہی کے نہ توڑونگا اور نہ درخت کو خود ہلاؤنگا اور نہ کسی کو اشارہ و صراحۃ کہونگا کہ تم توڑو مین کہاؤن ہان مگر وہ کہ ہوا درخت سے گرا دے

بقیہ قصۂ آن زاہد کوہی کہ نذر کردہ کہ میوۂ کوہی از درخت باز نگیرم و درخت نفشانم و کسی را نگویم بصریح و کنایت کہ بفشان تا آنرا نخورم مگر آنکہ باد از درخت افگندہ باشد

کوہ مین تہا جبل کے درخت از بسکہ تہے ۔ سیب انار امرود کی وہ قسم سے
قوت اس درویش کا میوے تہے وہ ۔ اس سوا کہاتا نہ کوئی چیز کو
بولا درویش اے خدا مین اسکو ہی ۔ عہد کرتا ہون نہ توڑونگا کبہی
خود نہین توڑونگا میوہ آپ سے ۔ لے کہونگا شکر کو کر توڑ دے

اندران کہ بود اشجار و ثمار ۔ سیب و امرود و انار و بے شمار
قوت آن درویش بود آن میوہا ۔ غیر آن چیزے نخوردی دائما
گفت آن درویش یارب با تو من ۔ عہد کردم کہ نہ چینم در زمن
خود نہ چینم میوہ را در گل چین ۔ نیز غیرے را نگویم کہ بچین

ہاں وہ میوہ جو ہوا تھا خود گرا | میں جیوں ارتد وہ توڑا ہی پرے
عہد چاہنے کی اک مدت وفا | یاں تلک کہ امتحاں حق نے کیا
انشاء اللہ کو کہا اسواسطے | عہد گر چاہے خدا پورا کرے
کام اجرا کر کیونکہ میرے ہاتھ ہے | اختیار اس کل مرے قبضہ میں ہے
ہر گھڑی ہو کام میں رغبت اور دول | ہر گھڑی داغ جگر دل پر کھول

جز دراں میوہ کہ او داد از وش | من نہ چینم از درخت منتقش
مدتی بر نذر خود بودش وفا | تا درآمد امتحانات خدا
زیں سبب فرمود استثنا کنید | گر خدا خواہد بہ پیماں بر نہید
ہر دمی حکم کار در دست من ست | اختیار جنگاں پیشم ست
ہر زماں دل را دگر میلی دگر | ہر زماں بر دل ز قسم داغ جگر

کل اصباح لنا شان جدید کل شیء عن مرادی لا یحید

کل اصباح لنا شان جدید کل شیء عن مرادی لا یحید

از حدیث اندر کہ دل چوں پر کہ ہے | بند سحر ایں ہے وہ بس ہر سرک سے
ہر طرف پر کو اڑاتی ہے ہوا | گاہ الٹا گاہ سیدھا جانتا
ہے حدیث اندر کہ دل پر جوش ہے | جیسے پانی دیگ میں ہو آگ سے
دل کو ہر دم ہی اک رای ہے | وہ اس سے لیکن اور ہی جاتا ہے
کیلئے سیم ہے دل کی راے پر | ہووے آخر عہد سے شرمندہ تر
حکم حق کی یہ بھی ہے تاثیر سے | چاہ دیکھی اور نہ اس سے بچ سکے
نے عجب اڑ جو ہے مرغ سے | دام سے دیکھے ہلاکت میں پڑے
یہ تعجب ہے کہ دیکھے دام کو | خواہ مخواہ اس دام میں جا قید ہو
کان و آنکھیں بار و آگے دام ہے | اپنے پر سے دام کی جانب اڑے

در حدیث آمد کہ دل ہمچوں پری ست | در بیابانی اسیر صرصری ست
باد پر را ہر طرف راند گزاف | گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف
در حدیث دیگر ایں دل داں چناں | کآب جوشاں ز آتش اندر قازغان
ہر زماں دل را دگر رائی بود | آں نہ از وی لیک از جائی بود
پس چرا ایمن شوی بر رای دل | عہد بندی تا شوی آخر خجل
ایں ہم از تاثیر حکم ست و قدر | چاہ می بینی و نتوانی حذر
نیست خود از مرغ پراں ایں عجب | کو نہ بیند دام و افتد در عطب
ایں عجب کہ دام بیند ہم وتد | گر بخواہد ور نخواہد مے فتد
چشم باز و گوش باز و دام پیش | سوی دامی می پرد با پر خویش

تشبیہ گرفت دام کی کہ ساتھ قضا کے ساتھ صورت کے نہاں اور ساتھ اثر کے عیاں ہے

تشبیہ بند دام بقضا کہ بصورت پنہان و باثر پیدا است

دیکھ اک گدڑی میں جو تہ زادہ کو | سر برہنہ اور بلا افتادہ کو
تھا وہ بدکاری کی خواہش میں ہلا | مال املاک اپنی تھا بیچا سدا
قوم میں اپنی ہوا تھا خوار وہ | جسری سے لاو دا بیمار وہ
خانماں برباد و بدنام اور خوار | مقصد دشمن ہوا ادبار وہ
کوئی زاہد پا کہتا مشفقا | کرم و میری تو اے سر سدا
کہ میں اس ادبار آفت میں پڑا | مال و دولت ہاتھ سے میں نے دیا
کرم دتا ہوں نہیں اس سے رہا | ہوں حاک تیرے سے شاید خدا
یہ دعا چاہتا تھا وہ از عام و خاص | کالخلاص و الخلاص و الخلاص

بنگر آں دلق جو ہر زادۂ | سر برہنہ در بلا افتادۂ
در ہوای بدکاری سوختہ | آتشہ و املاک خود بفروختہ
خوار گشتہ درمیان قوم خویش | مرہمش نایاب و دل ریش از مریش
خانماں رفتہ شدہ بدنام و خوار | کام دشمن گشتہ و ادبار دار
زاہدی بیند بگوید اے کیا | ہمتے میدار از بہر خدا
کاندریں ادبار زشت افتادہ ام | مال و زر و نعمت از کف دادہ ام
ہمتے تا بو کہ من زیں وا رہم | زیں گل تیرہ بود کہ بر جہم
ایں دعا می خواہد او از عام و خاص | کالخلاص و الخلاص و الخلاص

تھے پانون اسکے نے کچھ تھا بندھا ۔ نے موکل سر پہ نے زنجیر پا
تو خلاصی چاہتا کس قید سے ۔ تو رہائی چاہتا کس قید سے
قید و تقدیر و قضائے مختفی ۔ نے کوئی جانے بجز ذات صفی
گرچہ وہ ظاہر نہین پنہان ہے وہ ۔ ہے بتر زنجیر اور زندان سے وہ
کیونکہ آہنگر بس اسکو توڑ دے ۔ اور نقیبان کھود دیں زندان کو ہی
یہ عجب ہے قید پنہان اور گران ۔ توڑنے سے عاجز اب آہنگران
آنکھوں احمد کو ہے اس قید سے ۔ بند حبل من مسد گردن پہ سے
لکڑیون کا بوجھ زوجہ بولہب ۔ تھی اٹھالے بولی حمال الحطب
رستی لکڑی دیکھے کون انکے سوا ۔ آئینہ ظاہر ہوتا ہے ہر اک چھپا
کرتے ہین تاویل اسکی ما بقا ۔ کہ نہین ہیوش رہ وہین آشنا
اسکی پر تاثیر سے عاجز ہوا ۔ اور نالان آگے اسکے بس مچا
کر دعائے ہو وُن بیتری مین رہا ۔ اور ہوون اس قید پنہان سے جُدا
جو کہ جانے یہ علامت ظاہری ۔ کیون نہ جانے وہ سعید و نحس شقی
جانے پر مخفی کرے بہر خدا ۔ راز کہنے کو بُرا ہے جانتا
بات یہ بے انتہا ہے وہ فقیر ۔ بھوک سے لاغر ہوا اور تن اسیر

دست و پای باز و پای بند نے ۔ نے موکل بر سرش نے آہنے
از کدامی بند می جوئی خلاص ۔ وز کدامی قید میخواہی خلاص
بند تقدیر و قضاے مختفی ۔ کان نہ بیند آن بجز ذات صفی
گرچہ پیدا نیست آن ممکن ست ۔ بدتر از زندان و بند آہن ست
زانکہ آہنگر مر آن را بشکند ۔ حفرہ گر ہم خشت زندان برکند
این عجب این بند پنہان مرا ۔ عاجز از تکسیر آن آہنگران
دیدن آن بند احمد را رسد ۔ بر گلوی بستہ حبل من مسد
دید بر پشت عیال بولہب ۔ تنگ ہیزم گفت حمال الحطب
حبل و ہیزم را جز او چشمی ندید ۔ کہ پدید آید برو ہر نا پدید
باقیانش جملہ تاویلے کنند ۔ کاین ز بیہوشیست وایشان ہوشمند
لیک از تاب آن لپشتش دوتو ۔ گشتہ و نالان شدہ او پیش او
کہ دعائی ہمت تا وارہم ۔ تا ازین بند نہان بیرون جہم
آنکہ داند این علامتہا پدید ۔ چون نداند او شقی را از سعید
داند و پوشد بامر ذو الجلال ۔ کہ نباشد کشف راز حق حلال
این سخن پایان ندارد آن فقیر ۔ از مجاعت شد زبون و تن اسیر

بیقرار ہوکے توڑنا اُس فقیر عہد کرنیوالے کا امرود کو درخت سے اور گوشمال دینا حقتعالی کا اُسکو بے مہلت کے

مضطر شدن آن فقیر نذر کنندہ بکندن امرود از درخت و گوشمال حق تعالی رسیدن بے مہلت او

پانچ دن میوہ ہوا سے نے گرا ۔ بھوک کی شدت سے صبر اُسکا گیا
وہ رنگ امرود وہ ٹکتا رہا ۔ بازر کھا خود کو صبر اُسنے کیا
پھر ہوا نے سر جھکایا شاخ کا ۔ اُسکا پھل کھانے پہ دل للچا دیا
قوت جذب قضا اور بھوک نے ۔ یہ ونسا اُسکو کیا بس عہد سے
توڑا اُس نے شاخ سے امرود کو ۔ عہد مین اپنے ہوا بس سست وہ
گوشمال اُسکو دی اللہ نے ۔ بس کھلین سب آنکھین وکان اسکے کھنچے
رستے ہین دام خطر مین مخلصان ۔ راہ مین ہوتے ہین اُنکے امتحان

پنج روز آن باد امرودے نریخت ۔ ز آتش جوعش صبوری میگریخت
بر سر شاخ مرودے چند دید ۔ باز صبری کرد خود را وا کشید
باد آمد شاخ را سر زیر کرد ۔ طبع را بر خوردن او چیر کرد
جوع و ضعف و قوت جذب قضا ۔ کرد زاہد را ز نذرش بیوفا
چونکہ از امرود بن میوہ شکست ۔ گشت اندر عہد و نذر خویش سست
ہم در آن دم گوشمال حق رسید ۔ چشم او بکشاد و گوش او کشید
مخلصان ہستند دائم در خطر ۔ امتحانہاست و را اے پسر

عہد مت کر جو وفا کے کر سکے | مت خطر میں تو پڑ بھاگ اور چھوڑ دے
پھر سوے قصہ پھرا کہ وہ فقیر | عہد جو ٹوٹا ہوا اُس دم اسیر
گوشمالی حق نے دی بس اسکو زود | کیونکہ فرمایا ہے اوفوا العہود

ہاں مکن عذرے کہ نتوانی وفا | بر خطر منشین و بیرون جہ ہلا
باز گشتم سوی قصہ کان فقیر | عہد چون بشکست او دم شد اسیر
غیرت حق گوشمالش داد زود | زانکہ فرمودست او فوا العہود

متہم ہونا اُس شیخ کا چوروں کے ساتھ اور ہاتھ کٹنا اُسکا

متہم شدن آن شیخ با دزدان و بریدن دستش را

اتفاقاً چور کتنے بھاگ کے | اُس پہاڑ میں وہ بس جا کر رہے
جس جگہ رہتا تھا زاہد اُس جگہے | مال چوری کا وہ خود وے تھے بانٹتے
مخبری سے کوتوال آگہ ہوا | اُسکے پیادوں نے بس اُسکو جا لیا
ہاتھ سیدھا پانوں اُلٹا اُس جگہ | اُن سبھوں کا کاٹا بس اک شور تھا
ہاتھ زاہد کا بھی دھوکے سے کٹا | اور پانوں کو بھی چاہا کاٹنا
اک سوار ایک اُس دم آگیا | چیخ کر بولا کہ اے کتے بھلا
یہ فلاں ہے شیخ ابدال خدا | کرو یا ہاتھ اسکا کیوں ہے جدا
وہ سپاہی بھاگے کپڑے پھاڑ کر | کوتوال اپنے کو دی آکر خبر
کوتوال آیا وہاں بس عذر خواہ | کہ نجانا میں نے حق میرا گواہ
بخشدے اس فعل بد سے تو مجھے | تو کریم اہل جنت اور مہر ہے
بولا میں جانوں سبب اس نیش کا | اور گنہ اپنے کو جانوں خوب سا
میں نے توڑی حرمت اُسکے عہد کی | ہاتھ کاٹا عہد نے اس کے اخی
عہد توڑا میں نے اور جانا برا | ہاتھ میرا شومی اُسکی سے کٹا
ہاتھ پانوں میرے اور سب جان و مال | ہو فدا اُسکے حکم پر اے کوتوال
میری قسمت میں تھا یہ تجھ پر حلال | نا تو جانے تجھ پہ کب ہووے وبال
اُسنے جو جانا وہ ہے فرماں روا | ساتھ حق کے کسکو لڑنا ملتا ہے روا
اسے بہت ہیں کہ ناصھو کے با امید | اِن کنارہ بام پر پنجرے میں قید
لے بہت ہیں مرغ اُڑتے دانہ جو | کاٹا اُنکے حلق نے اُنکے حلق کو
اسے بہت مچھلی ہے پانی میں | پھنس گئیں حرص گلو کر شست میں
لے بہت کا حوریں پردہ نشیں | بس گلو و فرج سے رسوا ہوئیں

اتفاقاً دزد و چندے تا لقند | واندران کہسار منزل ساختند
بیست از دزدان بد آنجا و بیش | قسمت میکردند مسروقات خویش
شحنہ را غماز آگہ کردہ بود | مردم شحنہ در افتادند زود
ہم بر آنجا پای چپ و دست راست | حملہ بریدند و غوغائے بخاست
دست زاہد ہم بریدہ شد غلط | پاش ہم میخواست ہم کردن سقط
در زمان آمد سوارے بس گزین | بانگ بر زد بر عوان ای سگ ببین
این فلان شیخ ست و ابدال خدا | دست او را تو چرا کردی جدا
آن عوان بدرید جامہ تیز رفت | پیش شحنہ داد آگاہیش تفت
شحنہ آمد پا برہنہ عذر خواہ | کہ ندانستم خدا بر من گواہ
ہین بحل کن مر مرا زین کار زشت | ای کریم و سرور اہل بہشت
گفت میدانم سبب این نیش را | می شناسم من گناہ خویش را
من شکستم حرمت ایمان او | پس یمینم برد داد استان او
من شکستم عہد و دانستم بدست | تا رسید آن شومی جرات بدست
دست ما و پای ما و مغز و پوست | باد ای والی فدای حکم دوست
قسم من بود این ترا کردم حلال | تو ندانستی ترا نبود وبال
آنکہ او دانست او فرمان رواست | با خدا سامان پیچیدن کراست
ای بسا مرغان زمعرور معص | بر کنار بام محبوس قفص
ای بسا مرغ پران دانہ جو | کہ بریدہ حلق او ہم حلق او
ای بسا ماہی در آب دور دست | گشتہ از حرص گلو ماخوذ شست
ای بسا مستور در پردہ بدہ | شومی فرج و گلو رسوا شدہ

اے بہت سے قاضی دانا کو … | کھا نے رشوت کو ہوئے ہیں زرد رو
اے بہت کعبے گئے حاجی بعشق | جبکہ لوٹے تو ہوئے وہ یار فسق
یہ طمع ہاروت اور ماروت میں | آسمان سے دہ بس اُسکے ہیں
بایزید اس سے ہوئے پرہیزگار | ہو گئے کاہل نمازوں میں جو یار
جو سبب ڈھونڈھا اُنھوں نے آپ میں | پانی پینے کی ملی علت اُنھیں
بولا اسلئے پانی پیوں گا ایک سال | حق نے بھی ویسی رکھی طاقت بحال
کوشش ادنی اُنکی تھی بہر دین | وہ ہوئے سلطان و قطب العارفین
جو کٹا ہاتھ حلق کی پاداش سے | مرد زاہد کو نہ کچھ شکوے رہے
ایسا ہوتا ہے جو بندہ ایک در رہے | کھلتے ہیں اس پر سو در دوسرے

اے بسا قاضی حبر نیک خو | از گلوئے رشوتے او زرد رو
اے بسا حاجی بحج رفتہ بعشق | تا باز آمد شرع او یار فسق
بلکہ در ہاروت و ماروت این شراب | از عروج چرخشان شد سد باب
بایزید از بہر این کرد احتراز | دید در خود کاسلے اندر نماز
از سبب اندیشہ کرد آن ذو لباب | دید علت خوردن بسیار آب
گفت تا سالی نخواہم خورد آب | آنچنان کرد و خدایش داد تاب
این کمینہ جہد او بہر دین | گشت او سلطان و قطب العارفین
چون بریدہ شد جزای حلق دست | مرد زاہد را در شکوی ببست
اینچنین باشد چو یک در بستہ شد | صد در دیگر بر و اشکستہ شد

کرامت شیخ اقطع کی اور زنبیل بُننا اُسکا دونوں ہاتھ سے خلوت میں

خلق میں نام اُسکا شیخ اقطع ہوا | خلق نے مشہور اُسکو کر دیا
پوچھنا نام اُسکا تو چاہے جاننا | جا تو پڑھ بو الخیر جیسا نام تھا
دیکھا اک زائر نے چھپر میں اُسے | بُنتا وہ زنبیل دونوں ہاتھ سے
پس کہا اُس سے اے دشمن جان کے | جب سکے چھپر میں آیا کس لیے
پیشقدمی جلد کی یہ کس لیے | بولا زیادہ شوق سے دیدار کے
بس ہنسا اور اُس سے بولا اب تو آ | پر کسی سے یہ کہنا تو بھلا
میں جیوں جبتک تو اُسکو مت کہہ | نے قریب و یار و نے اغیار سے
بعض روزن سے اکثر دیکھ کے | مطلع سب سے اُسکے ہو گئے
بولا حکمت جانے تو اے کردگار | میں چھپاؤں گو کرے ہے آشکار
یہ ندا آئی کہ تجھ سے مردمان | اس وقائع میں ہوئے تھے بدگمان
کہ طریقت میں مگر مکار تھا | جو خدا نے اُسکو رسوا کر دیا
یہ گروہ کافر ہو میں چھپا نہیں | اور ضلالت مت رہے یہ بد یقین
یہ کرامت میں نے کی ہے آشکار | کہ تجھے بری تھے دوں میں وقت کار
تا جناب آسمان سے بدگمان | ہو کے روگرداں ہوں یہ عاجزان

کرامت شیخ اقطع و زنبیل بافتن او بدو دست در خلوت

شیخ اقطع گشت نامش پیش خلق | کرد معروفش بدین آلات خلق
گر تو نام اولش خواہی روان | ہین برو بو الخیر تیناتش بخوان
در عریش او را یکی زائر بیافت | کو بہر دو دست خود زنبیل بافت
گفت او را ای عدوی جان خویش | در عریشم آمدی سر کردہ پیش
ہین چرا کردی شتاب اندر سباق | گفت از افراط مہر و اشتیاق
پس تبسم کرد و گفت اکنون بیا | لیک مخفی دار این را اے کیا
تا نمیرم من مگو این با کسے | نے قرینے نے حبیبے نے خسے
بعد از آن قومی دگر از روزنش | مطلع گشتند بر بافیدنش
گفت حکمت را تو دانی کردگار | من کنم پنہان تو کردی آشکار
آمد الہامش کہ یک چندے بدند | کہ درین غم بر تو منکر می شدند
کہ مگر سالوس بود او در طریق | کہ درین رسوا ش کرد اندر فریق
من نخواہم کان گرہ کافر شوند | در ضلالت در گمان بد روند
این کرامت را بکردیم آشکار | کہ دہیمت دست اندر وقت کار
تا کہ این بیچارگان بدگمان | رو نگردند از جناب آسمان

اردو		فارسی	
ہین نے پہلے اس کرامت سے تجھے	خود تسلی دی اپنی ذات سے	سن تلافے این کرامت از لئیش	خود تسلی داد ما از ذات خویش
ہر کرامت دی تجھے انکے لیے	یہ چراغ انکے لیے بخشا تجھے	این کرامت بہر ایشان ہست	وین چراغ از بہر این غبار ہست
جس سے تو گذرا کہ مرگ جسم سے	عضو کی تفریق ہونے سے ڈرے	تو ازان بگذشتہ کز مرگ تن	ترسی از تفریق اجزائے من
وہم تفریق بدن سے گیا	دفع وہم اب تجکو یا ملن سے ملا	وہم تفریق از سلاہائے تو رفت	دفع وہم از سر ببین تا نیک تفت

ساحران فرعون کی بہادری کا سبب ہاتھ پاؤں کے کٹنے مین

سبب جرأت ساحران فرعون بر قطع دست و پای خود

اردو		فارسی	
ساحرون پہ یہ کری فرعون نے	پس سیاست ایسی ہی جان کو	ساحران را نی کہ فرعون لعین	کرد تہدید سیاست بر زمین
دست و پا کاٹوں کہ تم ہو بر خلاف	تجکو لٹکاؤں سولیوں مین معاف	کہ ببرم دست و پاتان از خلاف	پس در آویزم ندارم تان معاف
ایسا جانا اُسنے بس کہ ہین	وہم اور خوف گمان سو ہین ہین	او چنان پنداشت کایشان ہمچنان	وہم و تخویف اند و سواس گمان
کہ یہ ارتجالین وخوف و ترس ہے	وہم سے دھمکی کے ہو نفس کو	کہ بودشان لرزہ و تخویف و ترس	از توہما و تہدیدات نفس
وہ یہ جانے تھا کہ یہ آزاد ہین	نور دل کے دریہ پہ آمادہ ہین	او ندانست کایشان رستہ اند	بر دریچہ نور دل بنشستہ اند
اپنا سایہ جانا اپنے جسم کو	چست و چالاک و ہر اک شاد کو	سایۂ خود را ز خود دانستہ اند	چابک و چست و دلکش بر جستہ اند
گرچہ ہاون دستہ گردون انکو ہین	ریزہ ریزہ کوٹے اس تکرار مین	ہاون گردون اگر صد بارشان	خرد کوبد اندرین تکرارشان
اصل اس ترکیب سے واقف ہین جو	روشنی وہم سے بے ڈر ہین وہ	اصل آن ترکیب را چون دیدہ اند	از فروع وہم کم ترسیدہ اند
ست گمان مین پڑے عالم ہمہ ہو	خواب مین گر ہاتھ ٹوٹے ست ڈرے	این جہان خوابست ظن بایست	گر رود در خواب دستی باک نیست
خواب مین گر کاٹے سر تیرا کوئی	سر سو قائم عمر زیادہ ہو تری	گر بخواب اندر سرت ببرید گاز	ہم سرت بر جاست ہم عمرت دراز
خواب مین دو ٹکڑے دیکھے خود کو تو	جو اٹھے تو پائے اچھا آپ کو	گر ببینی خواب در خود را دو نیم	تندرستی چون بخیزی بے سقیم
الغرض نے خواب مین نقصان تن	کیا ہے ڈر گرد و ٹکڑے ہو بدن	حاصل اندر خواب نقصان بدن	نیست باک و اردو صد پارہ شدن
اس جہان کو جو کہ صورت پر کہا	علم نائم ہے پیمبر نے کہا	این جہان را کہ بصورت قائمست	گفت پیغمبر کہ حلم نائمست
جسنے تقلید آکیا اسکو قبول	سالکوں نے دیکھا اسکو بے رسول	از رہ تقلید تو کردی قبول	سالکان این دیدہ پیدا بے رسول
خواب دن ہو ست کہو نہ خواب ہے	شاخ سایہ ہے وہ ڈہتا ہے	روز در خوابی مگو کاین خواب نیست	سایہ فرع ست اصل جز مہتاب نیست
خواب بیداری وہ جان نہی ولا	خواب مین دیکھے کوئی مین سو گیا	خواب بیداری است آن دان ای عضد	کہ ببیند خفتہ کو در خواب ست
ہو گمان اسکو کہ اب مین سو گیا	یہ جانا خواب دویم مین گیا	او گمان بردہ کہ این دم خفتہ ام	بیخبر زان کوست در خواب دوم
کوزہ گر گر اک کوزہ توڑ دے	پھر وہ چاہے اسکو قائم اس کر	کوزہ گر گر کوزہ را بشکند	چون بخواہد باز خود قائم کند
ہتہ ہر چاہ کا اندیشہ کر کر	سیکڑوں ڈر سے چلے وہ راہ کو	کور را ہر گام باشد ترس چاہ	با ہزاران ترس سے آید براہ

مرد بینا دیکھتا ہے راہ کو | جانتا ہے غار کو اور چاہ کو
ہر گھڑی لغزش نہووے پاؤن کو | وہ بہر خم سے ترش رو ہوئے دو
جا تو اے فرعون اب ہم نہین | غول کی آواز پر اٹھین کہین
سینے والا ہے تو جا سب چاک کر | ورنہ عریان تن ہین ہے خوبتر
بے لباس اس خواب کو اندر کنار | لیوین بہتر اے عدوے نابکار
خوش چرا گر مین ہین ہم از جسم سے | زہے اے فرعون بے الہام کی

مرد بینا دید عرض چاه را | پس بداند او مغاک و چاه را
پا و را نویش نه لرزد هر دمی | رو ترش کی آید از هر مغمی
خیز فرعونا که ما آن نیستیم | که به بانگ هر غولی بیستیم
حرقه ما را بدرد زنده هست | ورنه خود ما را برهنه تن بهست
بی لباس این خواب اندر کنار | خوش بگیریم ای عدوی نابکار
خوشتر از تجرید از تن و مزاج | نیست ای فرعون بی الهام گیج

شکایت کرنا خچر کا اونٹ سے کہ مین بہت منھ کے بل گرتا ہون اور تو نہین گرتا ہی الا نادرات سے اور جواب دینا اسکا

شکایت کردن اشتر پیش شتر که من بسیار در روی می افتم و تو می افتی الا نادر و جواب گفتن آن

بولا خچر اونٹ سے اے باوفا | اونچی نیچی راہ گھڑی مین سدا
لی گری تو سر کے بل اور خوش چلے | اور مین گرتا ہون حوان گمراہ کے
سرگڑی بس منھ کے بل گرتا ہون مین | خواہ خشکی مین وخواہ گل آب مین
یہ سبب مجھسے کہو باعث کیا | تاکہ مین جانون طریقہ زیست کا
بولا میری آنکھ تیری آنکھ سے | وہ بینی روشنی افزون رکھے
بعدہ مین دیکھتا اوپر سے ہون | اس سبب سے منھ کے بل مین کب گرون
خوب چوٹی پر پہاڑ کی چڑھون | اور گھاٹی کی مین آخر دیکھ لون
کل بلندی اور پس پستی راہ | آنکھ کو میری دکھاتا ہے اللہ
ہر قدم از راہ و انش جلی کہون | لغزش پا اور گرنے سے بچون
اپنے آگے دیکھے تو اک دو قدم | دانہ دیکھے تو نہ دیکھے دام غم
لیستوی الاعمی لدیکم والبصیر | فی المقام والنزول والمسیر
جو رحم مین جان حق بچے کو دے | جذب اجزا کو طبیعت مین رکھے
وہ خورش سے جذب اجزا کرتا ہی | تا نانا ہا تن کا اپنے بنتا ہے
جذب اجزا اس کو ہے چالیس سال | حق حریص اسکو رکھتے تا بو نہال
جان کو جذب اجزا کی ہے جب دستگاہ | کیون نہ نے جذب اجزا کو وہ شاہ
جمع ذرون کو کیا خورشید نے | بے غذا اجزا کو بھی لیجا سکے

گفت اشتر با شتر ای خوش رفیق | در فراز و شیب و در راه عمیق
تو نیایی در سر و خوش میروی | من همی آیم بسر در چون غوی
من همی افتم برو در هر دمی | خواه در خشکی و خواه اندر نمی
این سبب را باز گو با من که چیست | تا بدانم من که چون بایست زیست
گفت از چشم تو چشم من یقین | بی گمان روشنتر است از دیدهٔ بین
بعد از آن هم از بلندی ناظرم | زین سبب در وفتن حاضرم
خوش برآیم بر سر کوه بلند | آخر عقبه ببینم هوشمند
پس همه پستی و بالائی راه | دیده ام را وانماید هم اله
هر قدم من از سر بینش نهم | از عثار و اوفتادن وارهم
تو نبینی پیش خود یک دو سه گام | دانه بینی و نه بینی رنج دام
لیستوی الاعمی لدیکم والبصیر | فی المقام والنزول والمسیر
چون جنین را در رحم حق جان بداد | جذب اجزا در مزاج او نهاد
از خورش او جذب اجزا میکند | تار و پود جسم خود را می تند
تا چهل سالش بجذب جزوها | حق حریصش کرده باشد در نما
جذب اجزا روح را تعلیم کرد | چون نداند جذب اجزا شاه فرد
جامع این ذره ها خورشید بود | بی غذا اجزات را داند راد

جس گھڑی تو جاگے سے بیدار ہو / ہوش و حس رفتہ کو پھیر دے جلد وہ
جان لے غائب وہ اس سے ہوت / پھر وہ آجائیں طلب جو وہ کرے

آن زمانی که درآئی تو ز خواب / هوش و حس رفته را خواند شتاب
تا بدانی کان ازو غائب نشد / باز آید چونکه فرماید که عُد

جمع ہونا اجزائے خر عزیر علیہ السلام کے بعد مرنے اسکے کے حکم خدا تعالی اور آپس میں مرکب ہو جانا روبرو عزیر علیہ السلام

اجتماع خر عزیر علیه السلام بعد از فرسودنش باذن الله تعالی و درهم مرکب شدن پیش چشم عزیر علیه السلام

اے عزیزا دیکھ لے اپنے خر کو تو / کہ گلا گھرا ترے نزدیک دو
تیرے آگے کرتا ہوں اب اُسکو میں / جمع اجزا جو سر و دم کان ہیں
ہاتھ نے ادھر ادھر کو باہم رکھتا ہے / اور ٹکڑے سب وہ جمع کرتا ہے
دیکھ پارہ دوز کی صنعات کو / بے سوئی سیتا ہے ٹکڑے کہنہ دو
وقت سینے کے نہ تاگا سوئی / ایسا سیتا ہے نہ پیدا درز بھی
کھول آنکھیں دیکھ ظاہر حشر کو / تا نہ شک محشر میں باقی تجھکو ہو
جمع کرنے کو مرے تا دیکھ تو / وقت مرنے کے نہ تا گھبرائے تو
جیسے ہنگام وقت سونے کے ہے تو / سب حسون کے فوت ہو جانے سے تو
نے ڈرے تو اپنی حس سے وقت خواب / گرچہ ہوتے ہیں پریشان و خراب

هین عزیزا درنگر اندر خرت / که بپوسیدست و ریزیده برت
پیش تو گرد آوریم اجزاش را / آن سر و دُم و دو گوش و پاش را
دست نی و جزو بر هم می نهد / پاره ها را اجتماعی می دهد
در نگر در صنعت پاره زنی / کو همی دوزد کهن بی سوزنی
ریسمانی سوزنی وقت خرز / آنچنان دوزد که پیدا نیست درز
چشم بگشا حشر را پیدا ببین / تا نماند شبهات در یوم دین
تا ببینی جامعیم را تمام / تا نلرزی وقت مردن ز اهتمام
همچنان که وقت خفتن ایمنی / از فوات جمله حسهای دنی
بر حواس خود نلرزی وقت خواب / گرچه میگردد پریشان و خراب

نہ رونا اُس شیخ بزرگوار کا اوپر مرگ فرزندان اپنے کے

جزع ناکردن آن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش

پہلے اس سے شیخ ہادی تھا ہان / تھا زمین پر ایک شمع آسمان
جیسے اُمت کے پیغمبر درمیاں / کھولتا ہے بس وہ باغ جناں
بولے پیغمبر کہ شیخ پیشوا / قوم میں اپنے ہے مثل انبیا
اسکی زوجہ نے کہا اک دن صبح / سخت دل تو ہو گیا کس طور سے
موت ز فرقت کے تری اولاد کی / میں تو روتی ہوں بس اسکی رنج سے
اور نہیں روتا ہے بس تو کس لئے / یا نہیں رحمت ہے کیا دل میں ترے
جب نہ ہووے رحم باطن میں ترے / پس مجھے امید اب کیا تجھ سے ہو
مجکو ہے امید تجھ سے پیشوا / تو نہ چھوڑے گا مجھے اندر فنا
حشر کو جو تخت ہو آراستا / تو شفیع ہوگا مرا روز جزا

بود شیخی رهنمایی پیش ازین / آسمانی شمع بر روی زمین
چون پیمبر در میان امتان / در گشای روضه دار الجنان
گفت پیغمبر که شیخ رفته پیش / چون نبی باشد میان قوم خویش
یک صباحی گفتش اهل بیت او / سخت دل چونی بگو ای نیک خو
ما ز هجر و مرگ فرزندان تو / نوحه میداریم با پشت دوتو
تو نمیگریی نمیزاری چرا / یا که رحمت نیست در دل مر ترا
چون ترا رحمی نباشد در درون / پس چه امیدست مان از تو کنون
ما بامید توایم ای پیشوا / که نبگذاری تو ما را در فنا
چون بیارایند حشر تخت / خود شفیع ما تویی آن روز سخت

ایسے دن اور رات مین تمام کار — مین تری بخشش ہی ہون امیدوار
میرا ہاتھ اور تیرا دامن اس زمان — کہ کسی مجرم کو نہ ہووے امان
بولے پیغمبر کہ محشر مین بھلا — مجرمون کو چھوڑون کب تنہا ہوا
مین شفیع عاصیان ہونگا بجان — تا چھڑا اون رنج سے انکو وہان
دیو دن مین اہل کبائر کو بچا — عہد شکنی کی نہو سے تا سزا
فارغ است کے ہین صلحا اتقا — بس شفاعت سو مری روز جزا
بلکہ وہ خود ہین شفیع عاصیان — حکم نافذ کی طرح انکا بیان
کوئی وار روز رہے نے غیر کا — مین نہ وازر حق نے اعلا کر دیا
جو کوئی بے وزر ہے وہ شیخ ہے — جون کمان در کف قبول اشکو
شیخ کیا ہے پیر یعنے مو سفید — معنی اس مو کے تو جان نا امید
ہے یہ ہستی اسکی وہ مو سیاہ — تا مو ہستی سے اسکی رہ دلا
جسکی ہستی نہ رہے وہ پیر ہے — مو سیہ ہویا ہو کچھڑی جان لے
وہ سیہ مو کہ ہے وصف بشر — ہے نہ مو داڑھی اور یہ نے مو کی سر
بس کیا جو ہے مین عیسیٰ بے نشان — کہ مین شیخ و پیر ہون نے ہراج ان
بعض اوصاف بشر سے گر چھٹے — پیر آدھا ہے نہ بالکل شیخ ہے
مو سیہ کہ وہ ہمارا وصف ہے — ایک ہو جسمین نہ وہ شیخی رکھے
گر سفید اب مو ہون اور رہے خود — ہے نہ وہ پیر اور نہ خاص ایزدی
بال بھر گر وصف باقی اسمین ہے — اہل دنیا ہے نہ عرش اللہ سے
ہم کھین امید تجھ سے بالیقین — خوان احسان کر ترے ہین خوشہ چین
با وجود اس جملہ شفقت کے تجھے — کیون نہین الفت ہوا ب لا دہر
یا نہ شاید آنچہ دل جلتا ترا — پھر کہو اے شیخ مجھ سے ماجرا

در جہان و ز دو شب بے زینہار — ما باکرام تو ایم امیدوار
دست ما و دامن تست آن زمان — کہ نماند ہیچ مجرم را امان
گفت پیغمبر کہ روز رستخیز — کے گذارم مجرمان اشک ریز
من شفیع عاصیان باشم بجان — تا رہانمشان ز اشکنجہ گران
عاصیان اہل کبائر را بجہد — وا رہانم از عتاب نقض عہد
صالحان امتم خود فارغ اند — از شفاعتہای من روز گزند
بلکہ ایشان را شفاعتہا بود — گفتشان چون حکم نافذ می رود
ہیچ وازر وزر غیری برنداشت — من نیم وازر خدایم بر فراشت
آنکہ بے وزرست شیخ ست ای جوان — در قبول حق چو اندر کف کمان
شیخ کہ بود پیر یعنے مو سفید — معنی این مو بدان نا امید
ہست آن موی سیہ ہستی او — تا ز ہستیش نماند تار مو
چونکہ ہستیش نماند پیر اوست — گر سیہ مو باشد او خود دوست
ہست آن موی سیہ وصف بشر — نیست آن مو ریش و موی سر
عیسیٰ اندر مہد بر آرد صد نفس — کہ جوانان گشتہ ما شیخیم بس
گر رہید از بعض اوصاف بشر — شیخ نبود کہل باشد ای پسر
گر رہید از بعض اوصاف بشر — نیست پر وے شیخ و مقبول خدا
چون بود یک مو ش پیدا ز ان خودست — او نہ پیرست نہ خاص ایزدست
در سر موئے ز وصفش باقی ست — او نہ از عرش خدا آفاقی ست
ما ہمہ امیدواران تو ایم — ریزہ چین خوان احسان تو ایم
لیک با این جملہ چون بے شفقتے — بہر فرزندان چرا بے رافتے
یا مگر خود دل نمے سوزد ترا — باز گو اے شیخ ما را ماجرا

عذر کرنا شیخ کا بسبب نہ رونے فرزندون کے

عذر کردن شیخ بہر ناگریستن بر مرگ فرزندان

شیخ نے اس سے کہا مت جان تو — کہ رکھا ہون مین مہر و رحم کو
جملہ کفار پر ہے رحمت آئی مجھے — گرچہ جان کفران نعمت کرتی ہے

شیخ گفتا و را ای رفیق — کہ ندارم رحم و مہر و دل شفیق
بر ہمہ کفار ما را رحمت ست — گرچہ جان جملہ کافر نعمت ست

مجاز کتون پر بھی آثار رحم ہے ‏| کہ آنکھیں کیون مارتی ہیں سگ سے ‏|| ور نگاہم رحمت و بخشایش ست ‏| گر چرا از سگ ہاسان نالش ست

کاٹے جو کتا میں کرتا ہوں دعا ‏| کہ چھڑا اس خو سے اسکو ای خدا ‏|| آن سگے کہ می گزد گویم دعا ‏| کہ ازین خو دار ہانش اے خدا

اور کتوں کو بھی رکھ اس فکر میں ‏| خلق کے نے سنگسار اٹھ رہین ‏|| این سگان را ہم درین اندیشہ دار ‏| کہ نباشند از خلائق سنگسار

اسلیے بھیجے ولی سوے زمین ‏| تا کرین وہ رحمۃ للعالمین ‏|| زان بیاورد اولیا را بر زمین ‏| تا کندشان رحمۃ للعالمین

خلق کو کھینچیں سوے درگاہ خاص ‏| حق کو کوین کہ زیادہ کر خلاص ‏|| خلق را خواند سوے درگاہ خاص ‏| حق را خواند کہ وافر کن خلاص

کرتے خود کوشش نصیحت کے لیے ‏| جو سمجھے اسے کوین حق در کھول دے ‏|| جہد بنماید درین سو بہر پند ‏| چون نشد گوید خدایا در مبند

عام کو ہوتی ہیں جزوی رحمتیں ‏| خاص کو ہوتی ہیں کلی رحمتیں ‏|| رحمت جزوی بود عام را ‏| رحمت کلی بود ہمام را

رحمت جز اسکی کل سے ہے ملی ‏| رحمت اک دریا ہے ہادی راہ کی ‏|| رحمت جزوش قرین گشتہ بکل ‏| رحمت دریاست ہادی سبل

رحمت جز تو کل سے بل ملی آن ‏| رحمت کل کو ہادی اپنا جان ‏|| رحمت جزوی بہ کل پیوستہ شد ‏| رحمت کل را تو ہادی بین و رو

جب ملک خضر ہے سے جانے راہ بحر ‏| بحر کے ہم شکل کب ہوتی ہے نہر ‏|| تا کہ خضر دست اوندر راہ بحر ‏| ہر غدیرے را کند اشباہ بحر

جو نہ جانے بحر کو رہ کس ملے ‏| سوی دریا خلق کو کب لا سکے ‏|| چون نداند راہ یم رہ کے برد ‏| سوی دریا خلق را چون آورد

متصل دریا کے ہو اس وقت ہو ‏| بحر سے ملجاے تب سیل جو ‏|| متصل گردد بہ بحر آنگاہ او ‏| رہ برد تا بحر ہمچون سیل و جو

گر کرے دعوت تو تقلیدی ہو ‏| نے عیان و وحی و تائیدی ہو ‏|| ور کند دعوت بہ تقلیدے بود ‏| نے عیان و وحی و تائیدے بود

بولی جو تو رحم رکھتا سب پہ ہے ‏| گرد گلہ شکل چرواہے کے ہے ‏|| گفت پس چون رحم داری بہر ہمہ ‏| ہمچو چوپانے بگرد این رمہ

کیون نہیں بچوں پہ ماتم کرنے کیلیے ‏| مارا قضا و اجل نے نیش سے ‏|| چون نداری نوحہ فرزند خویش ‏| چونکہ فصاد اجل شان زد بہ نیش

آنکھ کا آنسو گواہ رحم ہے ‏| آنکھ بے آنسو تری پھر کس لیے ‏|| چون گواہ رحم اشک دیدہ است ‏| دیدہ تو بے نم و گریہ چرا ست

شیخ ناخوش اسکے طعنہ سے ہوا ‏| بحث سے اکبارگی لڑنے لگا ‏|| شیخ دانا زین عتابش گرم شد ‏| در سخن یکبارہ بے آزرم شد

بولا عورت سے کہ اے بے زبان ‏| کب بہار اب ہوئے مانند خزاں ‏|| رو بہ زن کرد و بگفتش کای عجوز ‏| خود نباشد فصل دے ہمچون تموز

گرچہ سب جیتے رہے یا مر گئے ‏| آنکھ سے پوشیدہ دل کی آنکھ ہے ‏|| جملہ گر مردند ایشان ور حی اند ‏| غائب و پنہان ز چشم دل کے اند

پیش خود پاتا ہوں انکو برقرار ‏| کیسلیے روؤں میں مثل زار زار ‏|| من چو بینم شان معین پیش خویش ‏| از چہ رو درّانم ہمچون تو ریش

گرچہ اس عالم سے باہر ہو گئے ‏| پر مرے ہیں سامنے کھیلتے ‏|| گرچہ بیرون اند از دور زمان ‏| با من اند و گرد من بازی کنان

گریہ ہوتا ہے فراق ہجر سے ‏| پر عزیزوں سے وصال اب ہے مجھے ‏|| گریہ از ہجران بود یا از فراق ‏| با عزیزانم وصال ست و عناق

خلق انکو دیکھتی ہے خواب میں ‏| اور بیداری میں دیکھوں انکو میں ‏|| خلق اندر خواب می بینندشان ‏| من بہ بیداری ہمی بینم عیان

اس جہاں سے خفی اکدم ہوتا ہوں ‏| اور حواسوں کو میں بے پر کرتا ہوں ‏|| زین جہان خود را ہمی پنہان کنم ‏| برگ حس را از درخت افشان کنم

حس ہے قیدی عقل کی اے راز گو ‏| عقل قیدی روح کی ہے جان لو ‏|| حس اسیر عقل باشد اے فلان ‏| عقل اسیر روح باشد ہم بدان

م جہاں سے گوہ اور کام ہوتے ہوئے کو جاری کر دیا حس وارد ہوتے اب صاف ہو میں سطح ماسک باقی رہ پھر طلب ہے دست عقل اس حس کو ایک طرف کرتا ہے اور اب عقل کے آگے پیدا ہوتا ہے

عقد کے عقدہ کو جان نے وا کیا — اور کے کاروں کو جاری کر دیا
حس و اندیشے ہین آب صاف پے — جسطرح خاشاک پانی پر پڑے
دست عقل اس حس کو الگ کرتا ہے — آب میش عقل پیدا ہوتا ہے
جمع حس تھا نہر پر مثل حباب — حس ہٹا تو لگا پیدا البتہ ہوتا ہے
عقل کا جو ہاتھ نہ کھولے خدا — خس زیادہ آب پر کر دے ہوا
آب کو پوشیدہ وہ ہردم کرے — روتی اور ہنستی ہوا سے عقل ہر
دست ہوا کے دونون ہاتھ تقویٰ سے بندھے — کھولے حق نے ہاتھ دونون عقل کے
ہو گئے تیرے مطیع غالب حواس — عقل حاکم ہو گئی جو تیری پاس
حس کو بے سوئے تعطل گر کرے — غیب سب ظاہر ہون تیری جان کے
اور بیداری مین دیکھے خواب کو — آسمان سے کھولے دروازہ کو

دست بستہ عقل را جان بار کرد — کارہائے بستہ را ہم ساز کرد
حسہا و اندیشہ بر آب صفا — ہمچو خس بگرفتہ روی آب را
دست عقل آن حس یکسو می برد — آب پیدا مے شود پیش خرد
حس بسی انبہ بود بر جو چون حباب — خس چو یکسو رفت پیدا گشت آب
چونکہ دست عقل نہ کشاید خدا — خس فزاید از ہوا بر آب ما
آب را ہردم کند پوشیدہ او — از ہوا خندان و گریان عقل تو
چونکہ تقوی بست دو دست ہوا — حق کشاید ہر دو دست عقل را
پس حواس چیرہ محکوم تو شد — چون خرد سالار و مخدوم تو شد
حس بلا خوابے خواب نمد کند — تا کہ غیبیہا ز جان سر بر زند
ہم بہ بیداری ببیند خوابہا — ہم ز گردون برکشاید بابہا

قصہ پڑھنا شیخ نابینا کا قرآن کو ناظرہ اور بینا ہونا وقت پڑھنے قرآن کے بحکم خدا تعالے

دیکھا اس ایام مین درویش نے — گھر مین قرآن ایک اندھے پیر کے
اسکے یان مہمان وہ گرمی ہوا — چند روز اسکے وہ پس باہم رہا
سوچا ان قرآن اسے کس لیے — کیونکہ نابینا ہے پس درویش کے
پڑ گئی تشویش اسے اس فکر مین — کہ سوا اسکے نہان یار و ہین
مین نہین گستاخ اور نے ہون بابا — وہ ہے تنہا مصحف اک لٹکا ہوا
تا نہ پوچھون دل مین چپ ہون — صبر سے تا کہ مراد اپنی مین لون
جو کیا صبر اور رہا اندر حرج — کھل گیا کا الصبر مفتاح الفرج
صبر ہے گنج لے برادر صبر کر — تا شفا اس رنج سے پائے مگر
صبر رہبر کشف ہر اسرار ہے — صبر ہے تلخ اور تم میٹھا رکھے

قصہ خواندن شیخ ضریر قرآن را از روی مصحف در وقت خواندن قرآن بینا شدن باذن اللہ تعالے

دیدہ در ایام آن شیخ فقیر — مصحفے در خانہ پیر ضریر
پیش او مہمان شد او وقت تموز — ہر دو زاہد جمع گشتہ چند روز
گفت اینجا اے عجب مصحف چراست — چونکہ نابیناست این درویش راست
اندرین اندیشہ تشویشش فزود — کہ جز او را نیست اینجا باش بود
اوست تنہا مصحفے آویختہ — من نیم گستاخ یا آمیختہ
تا بپرسم نے خمش صبرے کنم — تا بصبرے بر مرادے بر زنم
صبر کرد و بود چندے در حرج — کشف شد کالصبر مفتاح الفرج
صبر گنج است اے برادر صبر کن — تا شفا یابی تو زین رنج کہن
صبر سوی کشف ہر سر رہبر است — صبر تلخ آمد برادر شکر است

صبر کرنا لقمان علیہ السلام کا سوال سے جو دیکھا کہ داود علیہ السلام حلقہ لوہے کا بناتے ہین اس نیت سے کہ صبر کرنا سوال سے موجب راحت ہے

صبر کردن لقمان علیہ السلام چون دید کہ داود علیہ السلام حلقہا از آہن راست می کرد از سوال با این نیت کہ صبر از سوال موجب فرح و راحت ست

سوی داؤدؑ بھی لقمان گیا — دیکھا لوہے سے بناتا حلقہ ہا
ڈالتا اک دوسرے میں سب کو وہ — لوہے اور پولاد سے وہ نیک خو
جو زرہ بنتے نہ دیکھتی تھی کبھی — ہو گیا حیران پریشانی بڑھی
کہ میں پوچھوں انسے یہ کیا چیز ہے — ہیں بناتے حلقہ جو اوپر تلے
پھر کہا خود سے کہ بہتر صبر ہے — مقصد و تک نیادہ رہبر صبر ہے
جو نہ پوچھے جلد ظاہر تجکو ہو — آرتا مرغ صبر افزوں سب سے جو
گر تو پوچھے دیر میں حاصل ہو وہ — سہل ہے صبر سے بس مشکل ہو وہ
ہو گیا لقمان نے صبر اس گھڑی — اور زرہ آخر تمام اسکی ہوئی
پہنی اسنے بس تیار کرکے زرہ — آگے لقمان کے کہ تھا دانا بڑہ
بولا یہ اچھا لباس اور خوب ہے — جنگ میں ہے بچاتا زخم سے
بولا لقمان صبر بھی اب خوب ہے — کہ کرے دفع غم ہر جا سے یہ
ساتھ حق کے صبر کو نزدیک کو — آخر والعصر کو پڑھ اے پسر
حق نے صدہا کیمیا پیدا کریں — کیمیا جوں صبر بس دیکھی نہیں

رفت لقمان سوے داؤد از صفا — دید کو می کرد زآہن حلقہ را
جملہ ہارا با ہمدگر در مے فگند — ز آہن و پولاد آن شاہ بلند
صنعت زرّاد او کم دیدہ بود — در عجب می ماند وسواسش فزود
کاین چہ شاید بود وا پرسم ازو — کہ چہ می سازی ز حلقہ تو بتو
باز با خود گفت صبر اولیٰ ترست — صبر تا مقصود زوتر رہبرست
چون نپرسی زودتر کشفت شود — مرغ صبر از جملہ پرّان تر شود
ور بپرسی دیرتر حاصل شود — سہل از بے صبریت مشکل شود
چونکہ لقمان تن بزد اندر زمان — شد تمام از صنعت داؤد آن
پس زرہ سازید و در پوشید او — پیش لقمان کریم صبر خو
گفت این نیکو لباس است اے فتا — در مصاف و جنگ دفع زخم را
گفت لقمان صبر ہم نیکو دمی ست — کہ پناہ و دافع ہر جا غمی ست
صبر را با حق قرین کرد اے فلان — آخر والعصر را آگہ بخوان
صد ہزاران کیمیا حق آفرید — کیمیاے ہمچو صبر آدم ندید

باقی قصۂ نابینا و قرآن پڑھنے اسکے کا

صبر مہمان نے کیا تو کہاں — حاصل مشکل ہو گیا اسپر عیان
نیم شب آواز قرآن کی سنی — خواب سے اٹھا عجائب اک دیکھی
کہ پڑھے اندھا صحیح قرآن کو — ڈھونڈھتا حال اندھے کا وہ کہ یہ جو
بولا تیری آنکھ نے رکھتے ہے نور — دیکھکر پڑھتا ہے تو کیونکر سطور
جو کہ تو پڑھتا ہے قائم اس پہ ہے — ہاتھ کو حرفوں پہ رکھتا اسکی ہو
پھیرتا ظاہر ہے انگلی کے سرے — کہ نظر حرفوں کے اوپر تو رکھے
بولا جہل تن سے بس چھوٹا ہو تو — صنعت حق سے عجب رکھتا ہے تو
میں نے حق سے کی تھی اے مستعان — میں قرأت کا حریص ہوں مثل جان
میں حافظ ہوں مجھے تو نور دے — آنکھ میں پڑھنے کے وقت اے لطف
بخش دونوں آنکھ مجکو تو اس آن — کہ پڑھوں قرآن کو بس میں عیان

بقیہ قصۂ نابینا و مصحف خواندن آن

مرد مہمان صبر کرد و ناگہان — کشف گشتش حال مشکل در زمان
نیم شب آواز قرآن را شنید — جست از خواب آن عجائب را بدید
کہ ز مصحف کور می خواند درست — گشت بے صبر و ازان حال بجست
گفت چون در چشمہات نیست نور — چون ہمی بینی ہمی خوانی سطور
آنچہ می خوانی بران افتادہ — دست را بر حرف آن بنہادہ
اصبعت در سیر پیدا مے کند — کہ نظر بر حرف داری مستند
گفت اے گشتہ ز جہل تن جدا — این عجب میداری از صنع خدا
من ز حق درخواستم کای مستعان — بر قرأت من حریصم ہمچو جان
نیستم حافظ مرا نورے بدہ — در دو دیدہ وقت خواندن بیگرہ
باز دہ دو دیدہ ام را آن زمان — کہ بگیرم مصحف و خوانم عیان

آئی حضرت سے ندا اے مرد کار
حسن ظن اور ستمندی ہے تجھے

مجھ سے ہے ہر چیز مین اُمیدوار
کہ کہون ہر وقت تو پڑھتا رہے

جسکو طمعی ہو تسر پڑھنے کا تجھے
اُس گھڑی مین تجکو دون آنکھ بھلا

با قرأت تو کیے قرآن سے
تا پڑھے خاب معظم جو بھلا

ایسا ہی اُسنے کیا جس وقت مین
وہ خبردار اور تغافل کام ہے

کھول پڑھتا ہون لیس قرآن مین
کردگار اور شاہ ذوالجاہ ہے

پھر وہ بینائی مجھے بخشش کرے
نے ولی کو اعتراض اسواسطے

اُس گھڑی جیسے چراغ اب رات کے
جو کہ وہ لیوے عوض اسکے وہ ہو

باغ گر پھونکے ترا انگور دے
ٹوٹے جسکا ہاتھ اسکو ہاتھ دے

اور ماتم مین تجھے وہ خوش کرے
غم ہو جسکے دل مین ہے سا اسکو کرے

تا قبول و اعتراض ہمسے کیا
ہو بجھے جو گرمی تجھے بے آگ کے

جو عوض آتا ہے مقصد سے بڑا
ہو نہین راضی آگ گر فانی کرے

جو تجھے بے آگ دیوے دیکھنا
روشنی جو دے تجھے وہ بے چراغ

ایسا اندھا پن ہے جسم بینیا
کیون نقصان ہے گر گیا تجھسے چراغ

آمد از حضرت ندا کای مرد کار
حسن ظن است و امیدی خوش ترا

اے ہمہ رب بخشے با امیدوار
کہ ترا گویم ہمہ دم بر ترا

ہر زمان کہ قصد خواندن باشدت
من دہان دادہم چشم ترا

باز مصحفہا قرأت بایدت
تا فرو خوانی معظم جوہرا

ہمچنان کرد و ہر آنگاہے کہ من
آن خبیرے کہ نشد غافل ز کار

واگشایم مصحف اندر خواندن
آن گرامی پادشاہ کردگار

باز بخشیدی بینشم آن شاہ فرد
زین سبب نبود ولی را اعتراض

در زمان ہمچون چراغ شب نورد
ہر چہ بستاند فرستد اعتیاض

گر بسوزد باغت انگورے دہد
آن شل بہدت را دستے دہد

در میان ماتمت سورے دہد
کان شمارا دل مستی دہد

لانسلم و اعتراض از ما برفت
چونکہ بے آتش مرا گرمی رسد

چون عوض مے آمد از مفقود رفت
راضیم گر آتش ما را کشد

چونکہ بے چشمت ببخشد دیدنی
بے چراغے چون دہد او روشنی

آنچنین کوری ہست چشم روشنی
گر چراغت شد چہ افغان میکنی

قصہ اولیا کا کہ راضی بحکم قضائے الٰہی ہین اور خوش اور نہین کرتے کہ حکم پھیرے

قصۂ اولیا کہ راضی باحکام قضائے الٰہی ولام نکتہ کہ این حکم بگردان

قصہ اب اُن سالکون کا تم سنو
اولیا اہل دعا ہین دوسرے

کہ نہ رکھتے ہین اعتراض عالم مین
ہین کبھی سیتے کبھی ہین پھاڑتے

دوسری قوم اک ولی اللہ سے
بس رضا سے کہ مطیع ہین وہ کرام

جا تو انکا مُنہ دعا سے بند ہے
ڈھونڈ قضا دفع تقضا انکو حرام

ذوق پاتے ہین قضا مین اولیا
انکے دل پر حسن ظن ایسا کھلا

کفر انکو ہے رہائی چاہنا
کہ نہ پہنے جامہ نیلا عزا

جو کچھ آگے انکے آئے خوش رہے وہ
زہر انکے حلق مین شکر بنے

آب حیوان ہو اگر آتش بھی ہو
سنگ انکی راہ مین گوہر بنے

نیک و بد اکسان سب انکو ہو گیا
کس سبب حسن ظن ہے اے دلا

بشنو اکنون قصۂ آن رہروان
راولیا اہل دعا خود دیگر اند

کاندر ایشان اعتراضے نیست در جہان
گاہی دوزند و گاہی می درند

قوم دیگر می شناسم ز اولیا
از رضا کہ ہست رام آن کرام

کہ دہان شان بستہ باشد از دعا
جستن دفع قضاشان شد حرام

در قضا ذوقے ہمی بینند خاص
حسن ظنے بر دل ایشان کشود

کفرشان آید طلب کردن خلاص
کہ نپوشند از غمے جامہ کبود

ہر چہ آید پیش ایشان خوش بود
زہر در حلقوم شان شکر بود

آب حیوان گردد از آتش بود
سنگ اندر راہ شان گوہر بود

جملگی یکسان بوشان نیک و بد
از چہ باشد این ز حسن ظن خود

فارسی		اردو	
گر نباشد در ستان کردن دعا	کای الٰہ ما بگردان این قضا	کہ نزدیکیانکے ہے کرنا دعا	کہ خدا تو پھیر دے یہ ہمسے قضا

سوال کردن بہلول از یک صاحب دل و جواب او

سوال کرنا بہلول کا ایک صاحب دل سے اور جواب اسکا

فارسی		اردو	
گفت بہلول آن یکی درویش را	چونی ای درویش واقف کن مرا	بولا بہلول ایک اس درویش سے	کیسا ہے درویش تو بتلا مجھے
گفت چون باشد کسی کہ جاودان	بر مراد او رود کار جہان	بولا کیسا ہووے وہ کہ جاودان	اسکی بس خواہش پہ ہو کار جہان
سیل و جوہا بر مراد او روند	اختران زانسان کہ خواہد آن شوند	سیل و دریا اسکی خواہش پر چلین	اور ستارے رای سے اسکی پھرین
زندگی و موت سرہنگان او	بر مراد او روانہ کو بہ کو	اسکے پیادے زندگی اور موت کے	جابجا ہین کوچہ مین اسکی راہ ہے
ہر کجا خواہد فرستد تعزیت	ہر کجا خواہد ببخشد تہنیت	چاہے جس جا بھیجے تعزیت	چاہے جس جا دے وہ بخشش تہنیت
سالکان راہ ہم بر کام او	ماندگان راہ ہم در دام او	سالکان راہ اسکے کام مین	عاجزان راہ اسکے دام مین
ہیچ دندانے نخندد در جہان	بی رضا و امر آن فرمان روان	دانت سے ہنسے نہ کوئی خندہ کر	بے رضا و حکم اس حاکم کے
بی رضای او نیفتد ہیچ برگ	بی قضاے او نیاید ہیچ مرگ	بے رضا انکی گرے نہ کوئی برگ	بے قضا انکی نہ کرے کوئی مرگ
بی مراد او نجنبد ہیچ رگ	در جہان از حد ثریا تا سمک	بے مراد انکے نہ رگ حرکت کرے	اس جہان مین تا زمین افلاک سے
گفت ای شہ راست گفتی ہمچنین	در فر و سیمای تو پیداست این	بولا اے شہ سچ کہا ایسا ہی ہے	تیری پیشانی سے یہ جلوہ کرے
این و صد چندانی ای صادق لیک	شرح کن این را بیان کن نیک نیک	یہ اور اس سے زیادہ اے صادق لیک	شرح و تبیین اسکی کر تو نیک نیک
آنچنان کز فاضل و مرد فضول	چون بگوش او رسد آرد قبول	اسطرح پر کر کہ فاضل اور فضول	جس سے اسکو تو کرلیوے قبول
آنچنانش شرح کن اندر کلام	کز نوالش ہم نوا یابد عوام	شرح اسکی ایسی کر اندر کلام	اس سے پاوے فائدہ بھی جاہل عام
ناطق کامل چو خوان باشی بود	بر سر خوانش ز ہر آشے بود	عقل کامل جو بچھاوے خوان کو	اسکے خوان پہ ہر غذا موجود ہو
کہ نماند ہیچ مہمان بے نوا	ہر کسے یابد غذاے خود جدا	کہ نہ مہمان کوئی محروم آ	ہر کوئی اپنی غذا لے جدا
ہمچو قرآن کہ بمعنی ہفت توست	خاص را و عام را مطعم در وست	مثل قرآن کے کہ ہا معنی سات تہین	خاص و عام کو ہے غذا قرآن مین
گفت این باری یقین شد پیش عام	کہ جہان در امر یزدان ست رام	بولا یہ سب کو یقین اب ہو گیا	کہ جہان تابع ہے بامر خدا
ہیچ برگے در نیفتد از درخت	بی قضا و حکم آن سلطان تخت	نے شجر سے کوئی اک پتا گرے	بے قضا اور حکم اس سلطان کے
از دہان لقمہ نشد سوی گلو	تا نگوید لقمہ را حق کہ ادخلوا	منہ سے لقمہ جائے نہ سوئے گلو	تا نہ لقمہ کو کہے حق کہ ادخلوا
میل و رغبت کان زمام آدمی ست	جنبش آن رام امر آن غنی ست	میل و رغبت آدمی کی باگ ہے	بے خدا کے حکم نے رغبت کرے
در زمین و آسمان ہا ذرہ	پر نجنباند نگردد پرہ	نے زمین و آسمان مین اڑ سکے	کوئی ذرہ اور جنبش پر کو دے
جز بفرمان قدیم نافذش	شرح نتوان کرد جلدی نیست خوش	جز قدیمی حکم جاری اسکے کے	شرح ہے ممکن نہ جلدی خوب ہے

جب گن سکتا ہی تو پتے تمام | بے نہایت کب ہو یا بند کلام
اسقدر سن لو کہ جو کل کاروبار | ہوتا کب ہے جز بحکم کردگار
جو قضا حق کی رضا بندہ کی ہو | چاہتا بندہ ہے اُسکے حکم کو
بے تکلف نے ثوابون کے لیے | بل طبیعت اُسکی ہی اسطور ہو
زندگی چاہے نہ خود اپنے لیے | اور نہ ذوق زندگی کے واسطے
جس جگہ امر قدم کی رہ چلے | جینا مرنا اُسکے آگے ایک ہے
واسطے حق کے جیے نے بہر گنج | واسطے حق کے مرے نے بہر رنج
ہے اُسے ایمان خاص حق کے لیے | نے بہشت و نہر و پھل کے واسطے
ترک کفر اسکو ہے حق کے واسطے | اور نہیں ہے خوف دوزخ کے لیے
ایسی عادت آئی اسکی اصل سے | بے ریاضت اور بے تلاش کے
اُس گھڑی خوش ہو جو دیکھے رضا | میٹھے حلوہ کی طرح اُسکو قضا
خوخصلت ایسی جس بندہ کی ہو | کیون نہ عالم حکم پر اُسکے چلے
کیون خوشامد وہ کرے اندر دعا | کہ خدا تو پھیر دے اب یہ قضا
موت اُسکی اُسکے سب اولاد کی | واسطے حق کے ہے اُسکو چاشنی
نزع فرزندونکی نزدیک اسکے ہے | جیسے نورینہ گدا کے سامنے
پس وہ مانگے کس لیے حق سے دعا | پر دعا میں دیکھے اللہ کی رضا
وہ شفاعت وہ دعا نے رحم سے | اپنی کرتا ہو وہ بندہ جان لے
سوخت اپنے رحم کو اُسدم کیا | کہ چراغ عشق حق روشن ہوا
عشق دوزخ اُسکے ہوا وصاف کو | کہ جلایا وصف اُسکا مو بمو
جانا ہر سالک نے کب اس فرق کو | جسطرح جانا دقوقی نے ہے وہ

کاشمر و برگ درختان را تمام | بی‌نهایت کی شود این ختم کلام
ایقدر بشنو که چون کل کار | می نگردد جز بامر کردگار
چون قضای حق رضای بنده شد | حکم او را بنده خواهنده شد
بی تکلف نی پی مزد و ثواب | بلکه طبع او چنین شد مستطاب
زندگی خود نخواهد بهر خود | نی پی ذوق حیات مستلذ
هرکجا امر قدم را مسلکیست | زندگی و مردگی پیشش یکیست
بهر یزدان می زید نی بهر گنج | بهر یزدان می مرد نی از خوف رنج
هست ایمانش برای خواست او | نی برای جنت و اشجار و جو
ترک کفرش هم برای حق بود | نی ز بیم آنکه در آتش رود
اینچنین آمد ز اصل آن خوی او | نی ریاضت نی بجست و جوی او
آنگهان خندد که او بیند رضا | همچو حلوای شکر او را قضا
بنده کش خوی و خصالت این بود | نی جهان بر امر و فرمانش رود
پس چرا لابه کند او یا دعا | که بگردان ای خداوند این قضا
مرگ او و مرگ فرزندان او | بهر حق پیشش چو حلوا در گلو
نزع فرزندان بر آن با وفا | چون قطائف پیش شیخ بی‌نوا
پس چرا گوید دعا الا مگر | در دعا بیند رضای دادگر
آن شفاعت و آن دعا نز رحم خود | می کند آن بنده صاحب رشد
رحم خود را او همان دم سوخته‌ست | که چراغ عشق حق افروخته‌ست
دوزخ اوصاف او عشق است و او | سوخت مر اوصاف خود را مو بمو
هر طروقی این فروقی کی شناخت | جز دقوقی کو درین دولت بتاخت

قصہ دقوقی رحمہ اللہ تعالی اور کرامات اُسکی

قصهٔ دقوقی رحمه الله تعالی و کراماتش

وہ دقوقی چہرہ زیبا رکھتا تھا | عاشق و صاحب کرامات اولیا
تھا زمین پر مثل ماہ آسمان | سالکوں کی روشن اُس سے جان
ہر مقام اور پر کم ٹھہرنا | کہ گانون مین دو دن رہتا نہ سو

آن دقوقی داشت خوش دیباجه‌ای | عاشق و صاحب کرامت خواجه‌ای
در زمین می شد چو مه بر آسمان | شب روان را گشته زو روشن روان
در مقامی مسکنی کم ساختی | کم دو روز اندر دهی انداختی

اردو		فارسی	
کتا رہو دن ایک گھر میں گر رہوں	عشق اُس گھر کا ہو مجھ میں لیس فی دن	گفت در یک خانه گر باشم دو روز	عشق آن مسکن کند در من فروز
غرة المسکن احاذرها انا	انقلی یا نفس سافر للغنا	عزة المسکن احاذرها انا	انقلی یا نفس سافر للغنا
لا اعود خلق قلبی بالمکان	کے یکون خالصا فی الامتحان	لا اعود خلق قلبی بالمکان	کی یکون خالصا فی الامتحان
دن کو چلتا بات کو پڑھتا نماز	کھولتا تھا چشم تھے پر شل باز	روز اندر سیر بد شب در نماز	چشم اندر شاه باز او همچو باز
خلق سے تارک تھا نے بد خوئی سے	مرد و زن سے تھا جدا نے دوئی سے	منقطع از خلق نه از بد خوی	منفرد از مرد و زن نه از دوی
خلق پر مشفق و نافع مثل آب	تھا شفیع اُسکی دعا تھی مستجاب	مشفقی بر خلق نافع همچو آب	خوش شفیعی و دعااش مستجاب
نیک و بد پر مہربان تھا آپ سے	ماں سے بہتر زیادہ راغب باپ سے	نیک و بد را مهربان و مستقر	بهتر از مادر شهی‌تر از پدر
بولے پیغمبر کرم تھیر لیے جو بشر	ہیں شفیق و مہرباں ہوں جوں پدر	گفت پیغمبر شما را ای مهان	چون پدر هستم شفیق و مهربان
اسلیے کہ سب ہو اجزا تم مرے	تم جدا جز کو نے کل سے کس لیے	زان سبب که جمله اجزای منید	جزو را از کل چرا بر می‌کنید
جزو کل سے جو کٹے بیکار ہو	عضو تن سے جو کٹے مردار ہو	جزو از کل قطع شد بی‌کار شد	عضو از تن قطع شد مردار شد
جب تلک کل سے نہ پھر جا کر ملے	رہوے مُردہ نے خبر ہو جان سے	تا نپیوندد به کل بار دگر	مرده باشد نبودش از جان خبر
گر کرے حرکت وہ کب ہوئی روا	کرتا حرکت عضو ہے تازہ کٹا	ور بجنبد نیست آن را خود سند	عضو نوبریده هم جنبش کند
جز اس کل سے کٹے ہووے جدا	یہ نہ وہ کل ہے کہ ناقص ہو بھلا	جزو ازین کل گر برد یکسو رود	این نه آن کلست کو ناقص شود
ملنے اور کٹنے میں اسکے نہ قال	چیز ناقص کو کہا بہر مثال	قطع و وصل او نیاید در مقال	چیز ناقص گفته شد بهر مثال

پھر پھرنا طرف قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ کے | بازگشتن به قصهٔ دقوقی علیه الرحمة

اردو		فارسی	
گر مثل میں شیر علی کو کہدیا	شیر مثل اُسکے نہو گرچہ کہا	مر علی را بر مثالی شیر خواند	شیر مثل او نباشد گر چه راند
چھوڑ کر فرق و مثال و مثل کو	اور پھر قصۂ دقوقی کا کہو	از مثال و مثل و فرق آن بران	جانب قصهٔ دقوقی ای جوان
کہ وہ فتوی میں امام خلق تھا	اور تقوی میں فرشتے سے سوا	آنکه در فتوی امام خلق بود	گوی تقوی از فرشته می‌ربود
مات کرتا سیر میں وہ ماہ کو	رشک دینداری میں تھا دین کو دو	آنکه اندر سیر مه را مات کرد	هم ز دینداری او دین رشک خورد
باوجود اس زہد و تقوی کے سدا	رہتا تھا طالب خاصان خدا	با چنین تقوی و اوراد و قیام	طالب خاصان حق بودی مدام
تھی سفر میں یہ بڑی اسکی مراد	کہ کوئی دم خاص حق ہو کر ملے شاد	در سفر معظم مرادش آن بدی	که دمی بر بندهٔ خاصی زدی
یہ دعا کرتا تھا جو چلتا تھا راہ	کر ملا خاصوں سے مجھکو اے الٰہ	این همی گفتی چو می‌رفتی براه	کن قرین خاصگانم ای اله
یا رب انکو جانتا ہے دل مرا	جان دل سے انکا میں بندہ ہوا	یا رب آنها را که بشناسد دلم	بنده و بسته میان و مجملم
جنکو نہ پہچانوں اے یزدان جان	کر تو مجھ نا آشنا پر مہربان	وانکه نشناسم تو ای یزدان جان	بر من محجوب شان کن مهربان

اسکی در گہ سے کہا اے ملتجی | کیسا یہ عشق اور کیسی تشنگی
مہر رکھے میری ڈھونڈھتا اور کو | حق ہے تیرے ساتھ ڈھونڈتا غیر کو
بولا وہ یارب تو ہے دانائے راز | میرے دل میں کھولی تو نے راہ نیاز
گر بہ بیٹھا ہوں میں اندر بحر کے | آب شلغے کی بھی طمع ہے مجھے
تو ہے عورت میری جون شاہ کو ہون | طمع عورت یار کی رکھتا ہون میں
حرص تجھ سے عشق میں ہے تجھ جاہ | حرص تیری غیر میں ننگ تباہ
حرص و شہوت نر کو بس آگے کی ہو | ننگ و خواری بلکہ ہونا مرد کو
مرد کو آگے کی ہوتی حرص ہے | اور مخنث حرص پیچھے کی رکھے
حرص اک کو اتنا مردی کی ہے | دوسرے کو حرص نامردی کی ہے
آہ پوشیدہ بیان بے بھید ہے | کر گیا موسیٰ ہے جانب خضر کے
جیسے مستسقی ہو پانی سے ہو سیر | جو کہ پایا ادنہ و اللہ اسپہ بچیر
بے نہایت اسکی ہے یہ بارگاہ | چھوڑ سرداری تر اسینہ ہے راہ

خضر کشش گفت کہ اے صدر تمہین | این چہ عشق است چہ استقامت
مہر من داری چہ سے جوئی دگر | چون خدا با تست چہ جوئی بشر
او گفتی یارب اے دانائے راز | تو کشودے در دلم راہ نیاز
درمیان بحر اگر بنشستہ ام | طمع در آب سبو ہم بستہ ام
ہمچو داودم نود نعجہ مراست | طمع در نعجہ حریفم ہم بجاست
حرص اندر عشق تو فخرست و جاہ | حرص اندر غیر تو ننگ و تباہ
شہوت و حرص نران پیشے بود | وان خیران ننگ و بد کیشے بود
حرص مردان از رہ پیشے بود | در مخنث حرص سوئے پس شود
آن یکی حرص از کمال مردی است | وان دگر حرص افتضاح و سردی است
آہ سرے ہست اینجا بس نہان | کہ سوئے خضر می شود موسیٰ روان
ہمچو مستسقی کز آبش سیر نیست | بر ہر آنچہ یافتی باللہ مایست
بے نہایت حضرت است این بارگاہ | صدر را بگذار صدر تست راہ

اسرار پوچھنا موسیٰ کا خضر سے باوجود کمال نبوت و قربت کے

سر طلب کردن موسیٰ علیہ السلام خضر را با کمال نبوت

تو کلیم حق ہے سیکھ اب اے کریم | دیکھ مشتاقی ہے کیا کوسے کلیم
باوجود ایسی نبوت جاہ کے | خضر کا طالب ہو خود بینی سے
تو نے موسیٰ چھوڑا اپنی قوم کو | واسطے اک نیک کو دیا ہے تو
تو ہے شرمندہ چھپا رہا خوف سے | ڈھونڈتا کیتا کس سے پوچھتا تو جسے
تو رکھے حصہ تجھے اسے یقین | اے فلک کیتا کہ تو پایگا زمین
بولا موسیٰ سے یہ ملامت کم کرو | چاند و سورج کی نہ رد کو راہ کو
مجمع البحرین تک جاتا ہون میں | تا خضر سے بس ملاقی ہوئیں میں
اجعل الخضر لامری سببا | ذاک او امضی وامری حقبا
بال و پر سے میں اڑون ہون تلک | کیا برس بلکہ بہت قرنون تلک
جاتا ہون لائق نہیں اسکو اے جان | عشق نان سے عشق جانان کم
یہ سخن بے انتہا ہے جان لو | داستان پھر اس تو تی کی کہو

از کلیم حق بیاموز اے کریم | بین چہ میگوید ز مشتاقی کلیم
با چنین جاہ و چنین پیغمبری | طالب خضرم ز خود بینی بری
موسیا تو قوم خود را ہشتہ | در پئے نیکو پئے سرگشتہ
کیقبادی رستہ از خوف و رجا | چند گردی چند جوئی تا کجا
آن تو با تست و تو واقف برین | آسمانا چند پیمائی زمین
گفت موسیٰ این ملامت کم کنید | آفتاب و ماہ را کم رہ زنید
میروم تا مجمع البحرین من | تا شوم مصحوب سلطانی زمن
اجعل الخضر لامری سببا | ذاک او امضی وامری حقبا
سالہا پرم بپر و بالہا | سالہا چہ بود ہزاران سالہا
میروم یعنی نمے ارزد بدان | عشق جانان کم ز عشق نان
این سخن پایان ندارد اے عمو | داستان آن تو قی باز گو

پھر پھرنا طرف قصہ دقوقی علیہ الرحمۃ کے

بازگشتن بہ قصہ دقوقی علیہ الرحمۃ

آن دقوقی رحمۃ اللہ علیہ — گفت سافرت مدی فی خافقیہ
سالہا رفتم سفر در عشق ماہ — بے خبر از راہ و حیران در اِلہ
پا برہنہ می روی بر خار و سنگ — گفت من حیرانم و بیخویش و دنگ
تو مبین این پایہا را بر زمین — زانکہ بر دل میرود عاشق یقین
از رہ و منزل ز کوتاہ و دراز — دل چہ داند کوست مست دلنواز
این دراز و کوتہ اوصاف تن ست — رفتن ارواح دیگر رفتن ست
تو سفر کردی ز نطفہ تا بہ عقل — نے بگامی بود منزل نے بہ نقل
سیر جان بیچون بود در دور و دیر — جسم ما از جان بیاموزد سیر
سیر جان ہر کس ببیند جان من — لیک سیر جسم باشد در علن
سیر جسمانہ رہا کرد او کنون — میرود بیچون نہان در شکل چون
گفت روزے میشدم مشتاق وار — تا ببینم در بشر انوار یار
تا ببینم قلزمے در قطرۂ — آفتابے درج اندر ذرۂ

وہ دقوقی رحمۃ اللہ علیہ — بولا سافرت مدی فی خافقیہ
عشق میں مہ کے کئے برسوں سفر — حق میں حیران اور رہ سے بے خبر
پا برہنہ کانٹوں میں جاتے ہو تم — بولا میں حیران ہوں بیخود اور گم
تم زمین پر دیکھو مت پاؤں کو — کیونکہ دل پہ جاتا ہے عشاق کو
راہ و منزل کم زیادہ سے ذرا — جانے کیا دل کہ وہ ہے مست فدا
یہ زیادہ کم بدن کا حال ہے — جان کے مانند اور ہی چال ہے
عقل تک نطفہ سے بس تم نے کیا — جو سفر نے منزل اور قدم سے تھا
سیر جان بیچوں چرا ہے انگے — میرے تن نے سیکھی جاں سے
سیر جان ہر ایک کب دیکھے ایمان — لیک سیر جسم ہوتی ہے عیان
سیر جسمی چھوڑ دی جسے اب وہ ان — شکل چون میں پھرتا ہے بیچون نہان
بولا ایک دن میں گیا مشتاق ہو — تا کہ میں دیکھوں بشر میں نور یار
تا کہ اک قطرہ میں دیکھوں بحر کو — اور ایک ذرہ میں دیکھوں مہر کو

دیکھنا سات صورت شمع کی کنارہ دریا پر

نمودن مثال ہفت شمع در ساحل

چون رسیدم سوی یک ساحل بگام — بود بیگہ گشتہ روز و وقت شام
ہفت شمع از دور دیدم ناگہان — اندران ساحل شتابیدم بدان
نور شعلہ ہر یکے شمعے بدان — بر شدہ خوش تا عنان آسمان
خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت — موج حیرت عقل را از سر گذشت
کاین چگونہ شمعہا افروختہ است — دین دو دیدہ خلق ازینہا دوختہ است
خلق جویان چراغی گشتہ بود — پیش آن شمعے کہ بر مہ مے فزود
چشم بندی بد عجب بر دیدہا — بندشان میکرد یہدی من یشا
باز میدیدم کہ می شد ہفت یک — نور او بشکافتہ جیب فلک

جو کہ میں پہونچا کنارے بحر کے — دن گیا اور وقت کم تھا روز سے
سات شمعیں دیکھیں میں نے دور سے — اُس کنارہ پر چلا میں دوڑ کے
ان ہر اک شمعوں کا شعلہ اور نور — سقف گردوں تک وہ رکھتا تھا ظہور
ہو گیا حیران میں حیرت رہی — موج حیرت عقل کے سر پر گئی
کہ روشن شمع کس طور سے — خلق کی بند آنکھ اُس سے ہو گئی
خلق بس جویان چراغوں کی ہوئی — شمع کے آگے کہ تھی مہ سے بڑی
تھی نظر بندی عجائب تھا ہوا — بند کرتا ان یہدی من یشا
دیکھا پھر میں نے ہوئیں سات ایک — آسمان تک جاتا تھا انکا نور نیک

ہو جانا ان سات شمع کا بصورت ایک شمع کے

شدن آن ہفت بر مثال یک شمع

ہو جانا پھر میں نے جو دیکھا تو وہ سات ایک ہو گئیں اور آسمان تک انکا نور پہنچا تا آگے ایک شمع ہو جانے کا بیان ہے د ۱۲ (۳۸۶)

ہو گئین پھر سات اک اکبار کی	ستی حیرت ہوئی افزون مری
درمیان شمعون کے وہ تھا اتصال	کہ بیان اُنکا ہو وے مجھسے محال
جسنے دیکھی اک نظر سے کر سکے	بر سو ن ادراک اسکا قیل و قال سے
جسنے دیکھا ایک دم سے کر سکے	برسون ادراک اسکا اندر کان کے
جو کہ پہلے انتہا تھا مرد نیک	کیونکہ لا احصی ثنا ؤ نا علیک
دوڑا مین آگے کہ کیا یہ چیز ہے	شمعون کے ظاہر نشان اندر سے
بیخود اور مدہوش بس مین ہو گیا	یان تلک کہ دوڑنے سے گر پڑا
اک گھڑی بیہوش ہو کر گر پڑا	خاک پہ بے عقل مین لیٹا رہا
پھر جو آیا جی ہوش مجھکو تو اٹھا	گویا چلنے مین نہ سر نے پاؤن تھا

باز آن یک بار دیگر ہفت شد	مستی و حیران من رفت شد
اتصالاتے میان شمعہا	کہ نیاید بر زبان و گفت ما
آنکہ یکدیدن کند ادراک آن	سالہا نتوان نمودن از زبان
آنکہ یکدم بیندش ادراک ہوش	سالہا نتوان نمودن آن بگوش
چونکہ پایانی ندارد الیک	زانکہ لا احصی اثنا ربنا علیک
پیشتر رفتم دوان کان شمعہا	تا چہ چیز است از نشان کبریا
میشدم مدہوش بیخود بیش و تر	تا بیفتادم ز تعجیل و شتاب
ساعتے بیعقل بیہوش اندرین	اوفتادم بر سر خاک زمین
باز با ہوش آمدم بر خاستم	در روش گویی نہ سر نے پاستم

دکھائی دینا اُن شمعون کا بیچ نظر اُس شیخ کے سات مرد

نمودن آن شمعہا در نظر آن شیخ ہفت مرد

سات شمعین سات مرد آتے نظر	نور جاتا اُنکا تھا افلاک پر
لگے اُن نوروں کے ذکا نور گرد	کرتے تھے شمعین سے تھے نوروں کو رد
پھر مین حیران صنعت رب سے ہوا	کہ یہ ایسا کسطرح کیونکر ہوا
مین بڑھا کہ دیکھون خوب سا	حال کیا ہو یا کہ میرا سر پھرا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد	نور شان میشد بسقف لاجورد
پیش آن انوار نور روز رد	از صلابت نورہا را می سترد
باز حیران گشتم اندر صنع رب	کاینچنین چون شد بگو ہستائی عجب
پیشتر رفتم کہ نیکو بنگرم	تا چہ حالست اینکہ می گردد سرم

پھر دکھائی دینا اون سات مرد کا سات درخت

باز نمودن آن ہفت مرد ہفت درخت

مرد ہر اک پھر ہوا مثل درخت	آنکہ سبزی آنکی سی تھی نیکبخت
شاخ پوشیدہ بہجوم برگ سے	برگ لبس ہونے کی کثرت سے چھپے
ہر شجر کی شاخ سدرہ تک گئی	کیا ہو سدرہ بلکہ اسی بڑھ گئی
جڑ زمین کی تہ مین جا اٹکے گئی	بلکہ زیادہ گاؤ مچھلی سے بڑھی
شاخ سے جڑ انکی تھی بس خندہ تر	عقل اُس مشکل سے تھی زیر و زبر
جو کہ میوے پھٹ گئے تھے ظاہر	مثل پانی نور جاری اُنسے تھا

باز ہر یک مرد شد شکل درخت	چشم از سبزی ایشان نیکبخت
ز انبہی برگ پیدا نیست شاخ	برگ ہم گم گشتہ از میوہ فراخ
ہر درختے شاخ بر سدرہ زدہ	سدرہ چہ بود از خلا بیرون شدہ
بیخ ہر یک رفتہ در قعر زمین	زیر تر از گاؤ و ماہی بد یقین
بیخ شان از شاخ خندان رو تری	عقل از ان اشکالشان زیر و زبر
میوہ کہ بر شکافیدی عیان	ہمچو آب از میوہ جستے نور آن

پوشیدہ ہونا اُن درختون کا چشم مخلوقات مین

مخفی بودن آن درختان از چشم خلق

آن عجب کز ایشان می گذشت | صد هزاران خلق از صحرا و دشت
زار روزے سایهٔ جان می باختند | از گلیمے سایبان مے ساختند
سایهٔ آن را نمی دیدند هیچ | صد تفو بر دیدهٔ بے پیچ پیچ
ختم کرده قهر حق بر دیدها | که نبیند ماه را بیند سها
ذره را بیند و خورشید را نے | لیک از لطف و کرم نومید نے
کاروانها بے نوا وین میوه ها | پخته می ریزد چه سحرست ای خدا
سیب پوسیده همی چیدند خلق | درهم افتاده به یغما خشک حلق
گفته هر برگے و شکوفه زان غصون | دم بدم یا لیت قومی یعلمون
بانگ می آمد ز سوی هر درخت | سوی ما آئید خلق شوربخت
بانگ می آمد ز غیرت بر شجر | چشم شان بستیم کلا لا وزر
گر کسے می گفت شان کاین سو روید | تا ازین اشجار مستسعد شوید
جمله می گفتند کاین مسکین مست | از قضاء الله دیوانه شدست
مغز این مسکین ز سودائے دراز | در ریاضت گشت فاسد چون پیاز
او عجب مانده که یارب حال چیست | خلق را این پردهٔ اضلال چیست
خلق گوناگون با صد رای و عقل | یک قدم زان سو نمی آرند نقل
عاقلان و زیرکان شان ز اتفاق | گشته منکر زین چنین باغے و عاق
یا منم دیوانه و خیره شده | دیو چیزے مر مرا بر سر زده
چشم مے مالم بهر لحظه که من | خواب می بینم خیال اندر زمن
خواب چه بود بر درختان می روم | میوه هاشان می خورم چون نگروم
باز چون من بنگرم در منکران | که همی گیرند زین بستان کران
با کمال احتیاج و افتقار | ز آرزوے نیم غوره جان سپار
ز اشتیاق و حرص یک برگ درخت | می زنند این بے نوایان آه سخت
در هزیمت زین درخت و زین ثمار | این خلائق صد هزار اندر هزار
باز می گویم عجب من بے خودم | دست در شاخ خیالے در زدم
این بخوان استیاس الرسل را تو هم | تا بظنوا انهم قد کذبوا

یہ عجب کہ پاس سے اُنکے گذار | کرتے تھے صحرا میں بس صدہا ہزار
آرزو سے سایہ میں کھوتے تھے جان | اور کمل سے بناتے سائبان
دیکھتا اُنکے نہ کوئی سایہ کو | دیکھیے پر اُنکے سو تف ہو جیو
مہر کردی قہر حق نے آنکھ پر | کہ سہا دیکھیں نہ دیکھیں وہ قمر
دیکھیے ذرہ اور نہیں خورشید کو | پر کرم سے ناامید اُسکے نہو
کاروان مفلس وہ میوے گرتے | پختہ ہو کر اے خدا کیا سحر ہے
چنتی تھی سیب بوسیدہ کو خلق | اور پڑے تھے لوٹ میں وہ خشک حلق
ہر شگوفہ پتا کہتا سرنگون | دمبدم یا لیت قومی یعلمون
ہر شجر سے آتی ہے آواز تھا | کہ ہمارے سمت آ مخلوق
سنتا یہ آواز حق سے ہر شجر | آنکھیں باندھیں ہمنے کلا لا وزر
گر کوئی کہتا انہیں اس سمت چلو | ان شجر سے فائدہ چلکر کے لو
کہتے سب اُسکو کہ یہ مست ہر گدا | از قضاء حق سے دیوانہ ہوا
مغز اس مسکین کا خشک اور تبا | بس ریاضت سے ہوا ہے پیاز سا
تھا وہ حیران یہ خدا کیا حال ہے | خلق گمراہی میں ہر کس واسطے
ہر قسم کی خلق کو سو عقل ہے | اس طرف کو اک قدم نہ وہ رکھے
اور ہو گمراہی آنکی عقل اب | ہو گئی منکر و عاقی سب کی سب
یا کہ میں دیوانہ اور حیران ہوا | اور غالب دیو مجھپر ہو گیا
آنکھ ملتا ہوں ہر لحظہ کہ میں | دیکھتا ہوں خواب یا ہوں خیال میں
خواب کیا پاس اس شجر کے جاتا ہوں | کیوں نہ جاہوں میوہ اُنکا کھاتا ہوں
منکروں میں دیکھتا ہوں پھر جو میں | کہ کنارہ کش وہ اس بستان سے ہیں
باوجود اس احتیاج و فقر کے | نیم غورہ کی تمنا میں پڑے
اشتیاق و حرص میں اک برگ کے | آہ کرتے ہیں یہ مفلس جان سے
ان درختوں اور میووں سے بھاگتے | ہے یہ مخلوقات صدہا سے اخی
پھر میں کہتا ہوں عجب بے ہوش میں | ہاتھ مارا میں نے شاخ فکر میں
ہاں تو پڑھ استیاس الرسل کو | تا بظنوا انہم قد کذبوا

یہ قرارت پڑھ کے تخفیف کذب / اس لیے کر جانئے خود کو عجب
انبیا کی جان گمان میں گئی / اشقیا کی منکری جو بڑھ گئی
جاءہم بعد التشاکک نصرنا / ترک کر انکو درخت جان پے آ
کھا و دی آنکھ کہ ہے روزی ترے / ہر دم و ہر لحظہ ہے جادوگری
خلق کہتی ہے یہ کیا آواز ہے / خالی صحرا ہے ثمر اشجار سے
ماجران سودائیوں کے قول سے / کہ تمہارے پاس نخلان اور باغ ہیں
آنکھ ملتا ہوں نہ یان گلزار ہے / یا بیابان یا رہ دشوار ہے
ہے عجب سے بڑا اک ماجرا / کیسے بیہودہ ہوا ور نہ رسل دخطا
مثل انکے میں بھی کہتا ہوں اخی / صنع رب نے مہر ایسی کیوں کری
اس تنازع سے ہے احمد کو عجب / بھی تعجب میں رہا ہے بولہب
اس عجب سے اس عجب تک فرق ہے / کیا کریگا تا وہ سلطان دیکھیے
اے دقوقی بھاگ تو اور رہ خموش / کب تلک کھولیگا یان پر تھا گوش

این قرارت خوان بتخفیف کذب / این بود کہ خویشتی بیند عجب
در گمان افتاد جان انبیا / زاتفاق منکری اشقیا
جاءہم بعد التشاکک نصرنا / ترکشان گو بر درخت جان برآ
میخوری میدہ بدان کش روزی است / ہر دم و ہر لحظہ سحر آموزی است
خلق گویان ای عجب این بانگ چیست / چونکہ صحرا از درخت و بر تہی است
گیج گشتیم از دم سودائیان / کہ بنزدیک شما باغ است و خوان
چشم می مالم کہ اینجا باغ نیست / یا بیابانی ست یا مشکل رہی ست
ای عجب چندین دراز این ماجرا / چون بود بیہودہ ور ہست آن خطا
من ہمی گویم چو ایشان ای عجب / این چنین مہری چرا از صنع رب
زین تنازعہا محمد در عجب / در تعجب نیز ماندہ بولہب
زین عجب تا آن عجب فرقی ست ژرف / تا چہ خواہد کرد سلطان شگرف
ای دقوقی تیز تر رو مین خموش / چند گویی چند چون قحط است گوش

ایک درخت ہونا اُون سات درخت کا بیچ نظر اسکے

یک درخت شدن آن ہفت درخت در نظر او

بولا جو آگے بڑھا میں نیکبخت / پھر ہوئے وہ سات جملہ اک درخت
سات ہو تو ایک ہوتے ہر گھڑی / میں بہت حیران ہوتا اے اخی
بعد ہا دیکھے درخت اندر نماز / چون باعث مانند تھیں با نیاز
اک درخت آگے ہوا مثل امام / اُسکے پیچھے دوسرے اندر قیام
وہ قیام اور وہ رکوع اور وہ سجود / اُن درختون سے تھی حیرانی فزود
یاد آیا قول حق کا اُس زمان / بولا والنجم و شجر کو یسجدان
ان درختون کا نہ زانو نے کمر / کسطرح پڑھتے نماز اس میں تھا تحیر
آیا الہام خدا عاشق میرے / حیران اب تلک تو میرے کام سے

گفت راندم پیشتر من نیکبخت / باز شد آن ہفت جملہ یک درخت
ہفت می شد فرد می شد ہر دمی / من چسان می گشتم از حیرت ہمی
بعد از ان دیدم درختان در نماز / صف کشیدہ چون جماعت کردہ ساز
یک درخت از پیش مانند امام / دیگران اندر پس او در قیام
آن قیام و آن رکوع و آن سجود / از درختان بس شگفتم می نمود
یاد کردم قول حق را آن زمان / گفت والنجم و شجر را یسجدان
این درختان را نہ زانو نہ میان / این چہ ترتیب نماز است آنچنان
آمد الہام خدا کای با فروز / می عجب داری ز کار ما ہنوز

سات مرد ہوجانا اُن سات درختون کا

ہفت مرد شدن آن ہفت درخت

ساتکس وہ تھوڑے عرصہ میں ہوئی / جملہ قعدہ میں خدا کے واسطے

بعد دیری گشت آنہا ہفت مرد / جملہ در قعدہ پی یزدان فرد

چشم ما لرزان که آن هفت ارسلان | تا کیانند و چه دانند از جهان
چون بنزدیکی رسیدم من ز راه | کردم ایشان را سلام از انتباه
قوم گفتندم جواب آن سلام | اے دقوقی مفخر و تاج کرام
گفتم آخر چون مرا بشناختند | پیش ازین بر من نظر ننداختند
از ضمیر من بدانستند زود | یکدگر را بنگریدند از فرود
پاسخم دادند کاے جان عزیز | چون بپوشیدست اینها بر تو نیز
بر دلی کو در تحیر با خداست | کے شود پوشیده راز چپ و راست
گفتم از سوی حقایق بشگفید | چون ز اسم و حرف رسمی واقفید
گفت اگر اسمی شود غیب از ولی | آن ز استغراق دان نه از جاہلی
بعد ازان گفتند ما را آرزوست | اقتدا کردن بتو اے پاک دوست
گفتم آرے لیک یکساعت کہ من | مشکلاتے دارم از دور زمن
تا شود آن حل بصحبتہاے پاک | کہ بصحبت روید انگوری ز خاک
دانہ پرمغز با خاک دژم | خلوتے و صحبتے کرد از کرم
خویشتن در خاک کلی محو کرد | تا نماندش رنگ و بو و سرخ و زرد
از پس آن محو قبض او نماند | پرگشاد و بسط شد مرکب براند
پیش اصل خویش چون بیخویش شد | رفت صورت جلوہ معنیش شد
سر چنین کردند ہین فرمان تراست | تف دل زان سر چنین کردن بخاست
ساعتی با آن گروہ مجتبے | چون مراقب گشتم و از خود جدا
ہم دران ساعت ز ساعت رست جان | زانکہ ساعت پیر گرداند جوان
جملہ تلوینہا ز ساعت خاستست | رست از تلوین کہ از ساعت برست
چون ز ساعت ساعتی بیرون شوی | چون نماند محرم بیچون شوی
ساعت از بی‌ساعتی آگاہ نیست | زانکہ آنسو جز تحیر راہ نیست
ہر نفر را بر طویلہ خاص او | بستہ اند اندر جہان جست و جو
منتصب بر ہر طویلہ رایضے | جز بدستوری نیاید رایضے
از ہوس گر از طویلہ بگسلد | در طویلہ دیگرے اندر شود

انکو لرزاں ہوں کہ وہ ساتو جوان | کون ہیں کیا رکھتے آثار جہان
پاس انکے راہ سے جو میں گیا | اور سلام انکو ادب سے بس کیا
بس دیا مجکو جواب اس قوم نے | اے دقوقی فخر اہل نظر کے
بولا آخر کیسے پہچانا مجھے | پہلے تم نے تو نہ دیکھا تھا مجھے
بس ضمیر دل سے واقف ہو گئے | دیکھا اک نے دوسرے کی سمت کو
پھر دیا مجکو جواب ہنس کے | کیا پوشیدہ ہے تجکو تم پر یہ بھی
ایسے دل پر کہ تحیر حق سے ہے | کب ہوں مخفی راز اسکے گرد کے
بولا میں گر تو حقائق سے کھلو | اسم رسمی سے جو واقف کار ہو
بولے ار غائب دلی سے اسم ہو | ہے وہ استغراق سے نے جہل سے
بعد بولے ہمیں ہے آرزو | اقتدا تیری کریں اے پاک رو
بولا میں ہے پر لیکن اک گھڑی | کہ مجھے مشکل ہے عالم سے اجی
تب ہو پاکوں کی صحبت سے | لگے انگور سے
دانۂ پر مغز کو جو خاک نے | صحبتی بنا کیا بس جو دے
محو خود کو خاک میں بالکل کیا | نے رنگ نے بو اسکے باقی رہا
محویت سے قبض نے اسکا | باکھل گیا اور بسط سے بڑھنے لگا
آگے اصل کے جو بیخود ہوا | صورت گئی وہ اور معنی بڑھا
ہلا کر سر کہا حکم ہے | اٹھی دل کی گرمی ہلانے سے
اس گروہ کے ساتھ اک ساعت | میں مراقب رہا خود سے جدا
ہوئی اس ساعت میں ساعت سے رہا | کہ ساعت بوڑھا کرتی ہے جوان
ہوتا ہے پیدا کل ساعت سے ہی جو چھٹے ساعت سے تلوین سے چھٹے
تو لگے ساعت بدا ساعت سے جو نہ رہے محرم ہو مدہوش ہو
ساعت سے بے ساعتی ہے بے خبر کیونکہ جز حیرت تہ کا واں گذرا
ہر ایک کو طویلہ خاص سے | عالم تلاش میں باندھا ہے
ہر طویلہ میں ہے اک چابک | بے اجازت کے کوئی کام
ہوس سے اک طویلہ سے وہ جائے | دوسرے اندر طویلہ کے وہ آئے

اس گھڑی وارخر جلدی آن سے | باگ موڑ کر کے دی کھینچ لے
گر نگہبانوں کو نے دیکھا ای یار | اختیار اپنے کو پایا بے اختیار
اختیاری جاننا اپنی تو ہے | ہاتھ پاؤں کھول قیدی کیلئے
بس نگہبان سر تو از کار اب کیا | نفس کی تہدید نام اسکا رکھا

زود زان آخر عنان جست خوش | کوشد افسار او گیرد دست
حافظان را گر نبینی ای عیار | اختیارت را ببین بی اختیار
اختیاری می کنی و دست و پا | بر گشادست چرا حبسی چرا
روی در انکار حافظ بردهٔ | نام تهدیدات نفسش کردهٔ

آگے بڑھنا دقوقی کا واسطے امامت اس قوم کے

پیش رفتن دقوقی بامامت آن قوم

یہ سخن بے حد ہوا جلدی چلو | اے دقوقی بڑھ نماز آگے تو ہو
اے یگانے اس گانے کو پڑھ | تاکہ بارونق زمانہ تجھ سے ہو
اے امام چشم روشن اب تو آ | چشم روشن ہونا بہتر پیشوا
ہو شریعت میں یہ مکروہ نارو | آگے اندھا ہو امامت میں کھڑا
گرچہ حافظ ہو یا عالم ہو دو | چشم روشن خوب گر جاہل ہو
سے نجاست سے کوئی اندھا بچے | اور بچنے کی فقط جڑ آنکھ ہے
راہ میں اسکو پلیدی نے رکھا | کیونکہ فعل و قول میں اندھا وہ ہے
ظاہر اندھے ہیں نجاست ظاہری | باطن اندھے ہیں نجاست باطنی
چاہئے پانی سے نجاست ظاہری | اور زیادہ ہو نجاست باطنی
کیجئے علاوہ آنکھ کے پانی سوا | جو نجاست باطنی میں ہو بھرا
جب نجس فرمانے کا ذکر خدا | نے نجاست اسمیں ہر کچھ ذرا
ظاہر اکافر نجس ہے کچھ نہیں | پر نجس اخلاق ہیں سینہ میں نہیں
اس نجاست کی ہو اس بیس گام | اس نجاست کی ہو بو تا روم و شام
بلکہ جائے آسمان پر اسکی بو | ہو متنفر حور اور رضوان کو
کہتا ہوں میں کہ لائق تیرے | میں مرا حسرت ہیں مالی فہم کے
فہم پانی اور مشکا جسم ہے | ٹوٹ کے جو مشکا تو پانی کب رہے
پانچ جو سوراخ اس مشک میں ہیں | کیسے ٹھہرے پانی اسکے بیچ میں
امر غضوا غضة ابصارکم | اسمی سنا رہنگا نہیں ثابت قدم
تجھ سے تیرے نطق لیوے فہم کو | کان شل ریگ کھائے فہم کو

این سخن پایان ندارد تیز رو | هین نماز آمد دقوقی پیش شو
ای یگانه هین دوگانه بر گزار | تا مزین گردد از تو روزگار
ای امام چشم روشن در صلاة | چشم روشن باید اندر پیشوا
در شریعت هست مکروه ای کیا | در امامت پیش کردن کور را
گرچه حافظ باشد و چست و فقیه | چشم روشن به اگر باشد سفیه
کور را پرهیز نبود از قذر | چشم باشد اصل پرهیز و حذر
او پلیدی را نبیند در عبور | زانکه اندر فعل و قولش هست کور
کور ظاهر در نجاست ظاهرست | کور باطن در نجاسات سرست
این نجاست ظاهر از آبی رود | وان نجاست باطن افزون می بود
جز بآب چشم نتوان شستن آن | چون نجاسات بواطن شد عیان
چون نجس خواندست کافر را خدا | آن نجاست نیست در ظاهر ورا
ظاهر کافر ملوث نیست زین | آن نجاست هست در اخلاق و دین
این نجاست بویش آید بیست گام | وان نجاست بویش از ری تا بشام
بلکه بویش آسمان را بر رود | بر دماغ حور و رضوان بر شود
آنچه می گویم بقدر فهم تست | مردم اندر حسرت فهم درست
فهم آبست و وجود تن سبو | چون سبو بشکست ریزد آب ازو
این سبو را پنج سوراخست ژرف | اندرو نه آب ماند خود نه برف
امر غضوا غضة ابصارکم | هم شنیدی راست ننهادی قدم
از دهانت نطق فهمت را برد | گوش چون ریگ است فهمت را خورد

دوسرے سوراخ ایسے ہین ترے — کہ لیتین پانی نہر کا تجھ سے
پانی دریا ہے تو گیا ہر کرے — بے عوض اس بحر کو تو پر کرے
بہت ہا ہے ورنہ کہتا حال کو — داخل ہونے اعوضون کے نال کو
وہ عوض دینے ہین سب جو — جو کہ بعد آتے ہین کہ خرچ ہوتے
جانور صدہا وہ پیتے اس سے ہین — ابر بھی باہر سے اسکو لیتے ہین
پھر وہ دریا عوض سکے لیتے ہین — کان سے حق کی خاص آگاہی ہوتی
جلد قصون کو شروع مین لے کیا — ناتمام مثنوی مین یہ رہا
ای ضیاء الحق حسام الدین علا — نے فلک عنصر لے تجھ سا نہ جنا
ای تو نادر آیا دل اور جان مین — ای مجمل بس تجھ سے دل و جان مین
لی بہت قوم گذشتہ کی ثنا — قصد میرا تھے بس تو ہی تو تھا
اپنا گھر پہچانتی ہے خود دعا — نام پر جسکے تو جاہے کر ثنا
مدح تیری چھپانے کے لیے — کہین حکایات و مثل اللہ نے
دو ثنا گرچہ قبول تجھ سے ہوئی — پہ قبول اللہ کرے وہ سعی تری
کرتا ہے اللہ شکستہ کو قبول — گر گرین وہ آنسو بوسہ مر نزول
مدح مجمل کی جو اس خوش نام کی — آہ ہے تا حسود اسیر کرے
تا خیال اسکو نہ کاٹے دانت سے — سب خیال اسکو حسود و لنسی
طوطی کب سوراخ جو ہو مین گھسی — کر دیا ہے ہوں سکے خیال
بال ابرو کا ہے اسکی ہے ہلال

اینچنین سوراخ ہاے دیگرست — سے کتا یذب فہم مغفرت
کز زود آب رابیرون کے — سیل عوض آن بحر را موزن کنی
بے گرہست ارنے بگویم حال ہا — مدخل اعواض ہا و ابدال ہا
کان عوض ہا آن مدد ہا بحر را — از کجا آید ز بعد خرجہا
صد ہزاران جانور زو میخورند — ابرہا ہم از برونش میبرند
باز دریا آن عوضہا میکشد — زخدا مانند اصحاب رشد
قصہا آغاز کردم از شتاب — ماند بے مخلص درون این کتاب
اے ضیاء الحق حسام الدین روا — کہ فلک کان چو تو شاہی فزود
تو بنادر آمدی در جان و دل — ای دل و جان شرم قدد تو کجل
چند کردم مدح قوم ماتقی — قصد من زانہا تو بودی زالتما
خانہ خود را شناسد خود دعا — تو بنام ہر کہ خواہی کن ثنا
بہر کتمان مدیح از نامحل — حق نہادست این حکایات و مثل
گرچہ آن مدح از تو ہم آمد خجل — لیک بپذیرد خدا جہد المقل
حق پذیرد کسرۂ دارد معاف — کز دو دیدہ کور دو قطرہ کفاف
مرغ و ماہی داند آن ابہام را — کہ ستودم مجمل این خوش نام را
تا برو آہ حسود آن کم وزد — تا خیالش را بدندان کم گزد
خود خیالش را کجا یابد حسود — در وثاق موش طوطی کے غنود
آن خیال او بود از احتیال — موے ابروی ویست آن نہ ہلال

آگے بڑھنا دقوق کا واسطے امامت اس قوم غیبی کے

پیش رفتن دقوقی بامامت آن قوم غیبی

کہہ سکے پانچ اور ساتھ تیری ثنا — مین کہون لکھ تو دقوقی اب چلا
تیری تحیات و سلام الصالحین — مدح جملہ انبیا ہے کہ یقین
سب کے شامل سطح مین مدحتین — اک لگن مین جیسے کوزے ڈالتے ہین
کیونکہ ممدوح خود نہین جز ایک ہے — کل مذاہب اس لیے اک مذہب ہو دکی
مدح ہر اک نور حق مین جا ملے — عاریت صورت ہے اور جسم

مدح تو گر کہ بود نا زنج و رفت — بر تو لیس اکنون دقوقی پیش رفت
در تحیات و سلام الصالحین — مدح جملہ انبیا آمد عجین
مدحہا شد جملگی آمیختہ — کوزہا در یک لگن در ریختہ
زانکہ خود ممدوح جز یکیش نیست — کیشہا زین روی جز یکیش نیست
زانکہ ہر مدحے بنور حق رود — بر صور و اشخاص عاریت بود

دیکھیں جو مستحق کے کب کرتی ہے | بچھو سے اپنی گراہی رکھیں
نور چمکے جسطرح دیوار سے پلے | تا بلا اُس نور کو دیوار سے
نور اپنی اصل سے جو پھر ملے | گر رہی سر کی ہو گئے کج ہی
یا کہ عکس ماہ چہ میں خود دیکھے | جا کہ گر چہ میں تماشا کرے
ماہ کا تھا حقیقت میں وہ ہی | جہل سے گو عکس کی مدح کری
مدح مہ کو چاہئے نے عکس کو | کفر ہی جو دھوکا کھایا اُسنے وہ
بس شقاوت سے وہ گمراہ ہو گیا | ماہ اوپر تھا وہ نیچے جانتا
خلق اس بت سے پریشاں ہو گئی | مارے شہوت کے پشیماں ہو گئی
کیونکہ شہوت ہی خیالوں سے اُسے | اور حقیقت سے وہ دور اس سبب
مثل پر رغبت خیالوں سے تجھے | تا تو اُس سے حقیقت تک لے لگی
پوری ہوتی شہوت تو پر تیر اگرا | پاؤں ٹوٹا تو خیالوں سے چھٹا
چھوڑ شہوت پر کا ہو تو پاسبان | تا کہ پر رغبت کرے جان
خلق جانے ہی کہ عشرت میں پڑا | ان خیالوں سے وہ پرے ہے تو ڑتا
تو فسانہ اس شرح نکتہ کا رہا | ہے تو فرصت مفلسی میں چھپتا
پھر میں لوٹا جو ہوا قصہ دراز | وقت اور خلق سے ہے در پے نماز

مدح جا جر مستحق را کے کنند | لیک بر پنداشت گمرہ می شوند
ہمچو نورے تافتہ بر حائطے | حائط آن انوار را چون رابطے
لاجرم چون سایہ سوے اصل راند | ضال مہ گم کرد و ز استایش براند
یا ز چاہے عکس ماہے وانمود | سر بچہ در کرد و آنرا می ستود
در حقیقت مادح ماہست او | گرچہ جہل او بعکس آورد رو
مدح او مہ راست نے آن عکس را | کفر شد آن چون غلط شد ماجرا
کز شقاوت گشت گمراہ آن دلیر | مہ بہ بالا بود و آن پنداشت زیر
زین بتان خلقان پریشان میشوند | شہوتے راندہ پشیمان میشوند
زانکہ شہوت با خیالے راندہ اند | در حقیقت دور تر وا ماندہ اند
با خیالے میل تو چون پر بود | تا بدان پر بر حقیقت بر شود
چون براندی شہوتے پرت بریخت | لنگ گشتی و آن خیال از تو گریخت
پر نگہدار و چنین شہوت مران | تا پر میلت برد سوے جنان
خلق پندارند عشرت می کنند | بر خیالے پر خود بر می کنند
وام دار شرح این نکتہ شدم | مہلتم دہ معسرم زانم تن زدم
باز گردم تا کہ قصہ شد دراز | وقت تنگ و خلق موقوف نماز

مقتدی ہونا قوم کا پیچھے دقوقی کے

پس امام انکا دقوقی تب ہوا | مثل اطلس قوم اور وہ نقش تھا
باندھ کر صف کی ہوئی اقتدا | پیچھے اُس شہ کے کہ تھا وہ مقتدا
جبکہ وہ تکبیر سے باہم ملے | باہر اس عالم سے جوں قربان ہوئے
معنی تکبیر یہ ہیں اے امام | اے خدا قربان ہم تجھ پہ ہیں تمام
وقت ذبح اللہ اکبر تو کرے | ایسے تو مارنے میں تو نفس کے
کر تو اللہ اکبر اس شوم کا | کاٹ سر تا جان غم سے ہو رہا
تن جوں اسمٰعیل کے جان مثل خلیل | جان کی تکبیر تن پر اے جلیل
جسم شہوت سے ہوا اللہ نثار | کشتہ بسم اللہ سے اور بے نیاز

اقتدا کردن قوم از پس دقوقی

پیش در شد آن دقوقی در نماز | قوم ہمچون اطلس آمد او طراز
اقتدا کردند آن شاہان قطار | در پے آن مقتدای نامدار
چون کہ با تکبیرہا مقرون شدند | ہمچو قربان از جہان بیرون شدند
معنی تکبیر اینست اے امیم | کاے خدا پیش تو قربان شدیم
وقت ذبح اللہ اکبر می کنی | ہمچنین در ذبح نفس کشتنی
تن چو اسمٰعیل و جان ہمچون خلیل | کرد جان تکبیر بر جسم نبیل
گشت کشتہ تن ز شہوتہا و آز | شد بہ بسم اللہ بسمل در نماز

چون قیامت پیش حق صفها زده	در حساب و در مناجات آمده	چون قیامت آ کر حق کے بین کھڑے	اور مناجات و حساب و بین پڑے
ایستاده پیش یزدان اشک بر	بر مثال راست خیز رستخیز	آگے حق کے اشک ریزان بین کھڑے	جسطرح روز قیامت میں کھڑے
حق همی گوید چه آوردی مرا	اندرین مهلت که دادم من ترا	حق کہیگا کیا لایا تو میرے لیے	اس مہلت میں کہ دی تھی میں نے تجھے
عمر خود را در چه پایان برده	قوت و قوت در چه فانی کرده	عمر اپنی کس میں آخر تو نے کی	قوت و قوت تو نے فنا کیسی کی
گوهر دیده کجا فرسوده	پنج حس را در کجا پالوده	آنکھ کے گوہر کو کس جا پر گھسا	پانچ حس کس جا کرے تو نے فنا
گوش و چشم و هوش و گوهرهای عرش	خرج کردی چه خریدی تو ز فرش	آنکھ کان اور ہوش گوہر عرش کے	خرچ کر کے کیا خریدا فرش سے
دست و پا دادمت چون بیل و کلند	من ببخشیدم ز خود آن کی شدند	جو کدال اور پھاوڑے سے درست دیا	میں نے بخشے کب ہوئے وہ خود بھلا
همچنین پیغامهای دردناک	صد هزاران آید از یزدان پاک	اسطرح سے پیام صد دردناک	سیکڑوں بھیجیگا یزدان پاک
در قیام این گفتها دارد رجوع	وز خجالت شد دوتا اندر رکوع	انکو یہ جو قیام اندر کرے	اور خجالت سے رکوع میں بس جھکے
قوت استادن از خجلت نماند	در رکوع از شرم تسبیحی بخواند	نہ کھڑے رہنے کی قوت جو رہے	پھر رکوع میں شرم سے تسبیح کے
باز فرمان میرسد بردار سر	از رکوع و پاسخ حق برشمر	حکم پھر ہو کہ اٹھا اب سر کو تو	اس رکوع سے دے جواب اللہ کو
سر برآرد از رکوع آن شرمسار	باز اندر رو فتد آن خام کار	سر اٹھا دے وہ رکوع سے شرمسار	پھر گرے وہ منہ کے بل انجام کار
باز فرمان آیدش بردار سر	از سجود و واده از کرده خبر	حکم پھر ہووے اسے کہ سر اٹھا	پھر کہے وہ منہ سے جو اپنا کیا
سر برآرد او دگر ره شرمسار	اندر افتد باز در رو همچو مار	سر اٹھائے وہ دوبارہ شرمسار	پھر گرے وہ منہ کے بل مانند مار
باز گویدش سر برآر و باز گو	که بجویم جست از تو مو بمو	پھر کہے کہ سر اٹھا کہہ حال تو	پوچھتا ہوں تجھ سے اب میں مو بمو
رکعت دیگر بیاید همچنین	از نهیب و سهم یزدان در این	دوسری رکعت پڑھے اس طور سی	حق کے ڈر سے وہ امانت دار ہے
چون خطاب آمد دگر بار عسیر	تا چه کردستی زبان بگشای تیز	جو خطاب آیا کہ پھر سر کو اٹھا	کیا کیا تو نے ہے اب اسکو بتا
قوت پا ایستادن نبودش	که خطاب هیبتی بر جان زدش	نہ کھڑے رہنے کی طاقت اسکو ہی	کہ خطاب ہیبتی سے جان کو
پس نشیند قعده زان بار گران	حضرتش گوید سخن گو با بیان	پھر قعدہ میں وہ بھاری بوجھ سے	کہدے خالق کہ بیان کیا حال ہے
نعمتت دادم بگو شکرت چه بود	دادمت سرمایه هین بنمای سود	تجھکو نعمت دی کہو کیا شکر تھا	تجھکو پونجی دی تو سود اسکا بتا
چون نه سرمایه بود دارد نه سود	شافعی خواهد که آرد عذر زود	ہووے پونجی سود پاس اس کے رہا	عذر کرنے کو شفیع سے ڈھونڈھتا

بیان اشارت سلام سوی دست راست در قیامت از هیبت محاسبهٔ حق تعالی و از انبیا استعانت و شفاعت خواستن

بیان اشارہ سلام کا طرف ہاتھ سیدھے کے قیامت کے دن ہیبت محاسبۂ حق سے اور انبیا سے مدد شفاعت کا چاہنا

رو بدست راست آرد در سلام	سوی جان انبیا و آن کرام	منہ سلام اندر وہ سیدھے ہاتھ کے	انبیا کی جان کی جانب کرے

ایسے اے شاہ شفاعت ختم کر دو / اور یہ عاجز مبتلا بے جان کو
اپنے کو نہ کہ چارہ رہا / چارہ وان تھا اور دعا کا آسرا
مرغ بے ہنگام تو بدبخت جا / چھوڑ ہم کو لوں پہ سارا تو ٹھکنا
پھیر ہے منھ پھر جانب الٰہی شاہ کے / اپنے خولیش ہیں کیسی جماعت سبکے
یہ جواب اپنوں کا دامن ہے کہو / ہم ہیں کون اے خواجہ مسرا اور رہو
فی اور پھر ادرسے اور حضر پرستش ہوئی / جان کو تن کا جزئی مالولسی رہا
سب سے وہ سکار لیس علاج ہوا / لیس گو بچائے ہاتھ دو توں کے دعا
کہ جیا تو جد سے ہے اے خدا / اول و آخر ہے تو اور انتہا
ہوا امیدا ب کرنا بیت یوں عیاں / سکو جبل میں یہ بند ہو آسمان
یہ ادا دعا راست اسے دیکھ تو / گر حسین کا ایسا ہو کا حشر کو
پھرے بیٹھ نماز وں سے اسے یار / موقع بیان تجھ کو کہیں نہ بے تعلیم مار

ہین اے شاہان شفاعت کاین علیم / تخت دل ... بانداوقن پاسے کیم
ای بسا کرد ... چارہ رفت / چارہ آنجا بود و دست افزار رفت
مرغ بی هنگام ای بدبخت رو / ترک ما گو خون ما اندر مشو
رو بگردان از لیستی و دست چپ / در جبار خویش گو بندش گر آب
بین جواب خویش گویا کردگار / اگر ایپاه خواجه دست از ... بار
... زین سوی از آن سو چاره شد / جان آن بیچاره دل صد پاره شد
از همه نومید گردد آن دعا / پس برآرد هر دو دست اندر دعا
کز همه نومید گشتم ای خدا / اول و آخر توئی و منتهی
دست امیدم کز عنایت در رسد / گر دو او امن ز جبل متین مسد
در گاه دعا خوش اشارتها ببین / جانی کاین تخواه شد یقین
پیکر بیرون آر از حیف ... / مرغ چون مرغ بی تعلیم و ساز

سننا دقوقی کا نماز میں فریاد اہل کشتی کی غرق ہونے میں

شنیدن دقوقی در نماز فغان اہل کشتی در غرق شدن

کی دقوقی نے امامت با نماز / اس کنارہ بحر پہ پڑھتا نماز
اسکے پیچھے اس جماعت کو قیام / ہے عجب قوم اور عجب انکا امام
ناگہاں جو نگاہ اسکی دریا پر پڑی / جو سنی آواز بس فریاد کی
اسنے دیکھا موج میں کشتی پڑی / اور بلا میں اور قضا میں سب پھنسی
رات تھی اور ابر تھا اور موج بھی / تین تاریکی و ڈر سب غرق سے
تند ہوا نے مثل عزرائیل کے / کردیا موجوں کو ابتر ورسے
اہل کشتی ڈر کے مارے مرتے ہیں / شور و او رد او ویلا ان سب نے کیا
روتے ہیں اور سر کو اپنے پیٹتے / کافر و ملحد سبھی مخلص ہوئے
ساتھ ... کے کر کے عہد و التجا / ما بین نذریں عہد جان سے سب نے کیا
سر برہنہ ... کے سجدہ میں گرتے / کہ کبھی قبلہ نہ دیکھا جہل سے
بولا ... بے فائدہ یہ بندگی / دیکھی انہیں اس گھڑی سو زندگی
منقطع امید سب لوگوں سے کی / باپ ان اموں چچا یاروں سے کی

آن دقوقی در امامت کرد ساز / اندر آن ساحل در آمد در نماز
وان جماعت در پی او در قیام / اینت زیبا قوم و بگزیده امام
ناگهان چشمش سوی دریا فتاد / چون شنید از سوی دریا داد داد
در میان موج دید او کشتیی / در بلا و در قضا و زشتیی
هم شب و هم ابر و هم موج عظیم / این سه تاریکی و از غرقاب بیم
تندبادی همچو عزرائیل خاست / موجها آشفت اندر چپ و راست
اهل کشتی از مهابت کاسته / نعره و واویلها برخاسته
دستها در نوحه بر سر می‌زدند / کافر و ملحد همه مخلص شدند
با خدا با صد تضرع آن زمان / عهدها و نذرها کرده بجان
سر برهنه در سجود آنها که هیچ / روی شان قبله ندید از پیچ پیچ
گفته که بی‌فایده است این بندگی / و آن زمان دیده در آن صد زندگی
از همه امید بریده تمام / دوستان و خال و عم بابا و مام

زاہد و فاسق ہوئے سب متقی ۔ جانکنی کے وقت ہو جیسے شقی
نے کسی شے سے علاج انکا رہا ۔ نے چلے حیلے جو کرتے تھے دعا
انکی زاری اور دعا سے سب الم ۔ پر سنگ پر لے بیٹھا اور رو رو دو غم
دشمنی سے دیو تپ میراں ہوا ۔ اور کہا اے سگ پرستو ہو جا
موت و رنج اسواسطے انکا و نفاق ۔ آخر ہو تا ہے یہ اک دن اتفاق
بے بجانی سے حواب تم روتے ہو ۔ ہو گئے ہو دیوتم سے موت سی جو
لے ہولی یاد ایکوں آفت میں حق ۔ حق نے پکڑا تھا تمہارے ہاتھ کو
دیکھ سے لیں نہ آئی و لیک ۔ لے سنے اس بات کو جو گوش نیک
مصطفیٰ نے جو کہا یہ جیسے سب ۔ قطب و شاہنشاہ و والا جاہ نے
بعد میں دیکھیں گے جو کچھ جاہلاں ۔ دیکھتے اول ہیں یہیں وہ عاقلان
انتہا میں کام کا ہم اور سبب کے ۔ عاقل اول ہی آخر دیکھتے
اول اسکا مخفی اور انجام کار ۔ دیکھتے ہیں جاہل عاقل آشکار
غیب کے واقعہ کو گر دیکھے جو تو ۔ بیل کس لیجائے تیرے حزم کو

زاہد و فاسق خدا آندم متقے ۔ آنچو در ہنگام جان کندن شقی
نے عجب شان چارہ بود و نے مدد است ۔ حیلہا چون مرد ہنگام بہاست
در دعا ایشان دو زاری و می و آہ ۔ بر فلک زایشان شدہ دود سیاہ
دیو آندم از عداوت بیر ہمین ۔ بانگ زد کاے سگ پرستان لعین
مرگ و جسک ای اہل انکار و نفاق ۔ عاقبت خواہد بدن این اتفاق
چشم شان تر باشد از بعد خلاص ۔ کہ شوید از بہر شیطان خاص
تا و تان نامہ کرد دے و خطر ۔ دست تابان بگرفتہ یزدان از قدر
این ہمی آمد ندا از دیو لیک ۔ این سخن را نشنود جز گوش نیک
راست فرمودست با مصطفیٰ ۔ قطب و شاہنشاہ و دریاے صفا
کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت ۔ عاقلان بینند ز اول مرتبت
کارہا از آغاز اگر غیبست و ستر ۔ عاقل اول دید آخر آن مصر
اولش پوشیدہ باشد و آخر آن ۔ عاقل و جاہل بہ پیند در عیان
در ندیدی واقعہ غیب اے عنود ۔ حزم را سیلاب کے اندر ربود

تصورات مرد حازم کے

مبہم کیا رہا جہاں میں مرد کمان ۔ دیکھا ہر دم بلائے ناگہان
جسطرح اک شیر ناگہ آگیا ۔ مرد کو جنگل میں پھاڑ لیگیا
کیا وہ جانے میں اندیشہ کرے ۔ تو وہی اندیشہ رکھے جان سے
بھیجا صحرا میں ہو شیر قضا ۔ جان ہماری کام میں ہے مبتلا
اسطرح بس فقر سے ڈرتی ہے خلق ۔ کھاری پانی میں ہیں ڈوبی تا حلق
شتر گر بس فقر کے خلاق ست ۔ گنج رکھتے انکو مانند خاک کے
موت سے غم کو وہ سب غم میں پڑے ۔ اور عدم کو دوڑے ہستی کے پیچھے

تصورات مرد حازم

حزم چہ بود بدگمانی در جہان ۔ دمبدم دیدن بلاے ناگہان
آنچنان کہ ناگہان شیرے رسید ۔ مرد را برید و در بیشہ کشید
او چہ اندیشد دران بردن ببین ۔ تو ہمان اندیش ای استاد دین
میکشد شیر قضا در بیشہ ہا ۔ جان ما مشغول کار و بیشہ ہا
آنچنان کز فقر می ترسند خلق ۔ زیر آب شور رفتہ تا بہ حلق
گر بترسندے ازان فقر آفرین ۔ گنجہا شان کشف گشتی در زمین
جملہ شان از خوف غم در عین غم ۔ در پے ہستی دویدہ در عدم

دعا و شفقت دقوقی کی پانی میں کشتی و اہل کشتی کے

دعا و شفقت دقوقی در خلاص کشتی و اہل او

جوں دقوقی نے قیامت دیکھی وہ ۔ رو دیا اور جوش آیا رحم کو

چون دقوقی آن قیامت را بدید ۔ رحم او جوشید و اشک او دوید

بولا یارب دیکھے مت فعل انکے تو ۔ دستگیری انکی کرے شہ نکو
گفت یارب منگر اندر فعل شان ۔ دست شان گیری شہ نکو نشان

پھر کنارہ پر سلامت اُن کو لا ۔ بحر و بر میں ہاتھ پہونچے ہے ترا
خوش سلامت شان بساحل باز ۔ اے رسیدہ دست تو بحر و بر

اے کریم اور اے رحیم سرمدی ۔ عفو کران بد سگالون کی بدی
اے کریم و اے رحیم و سرمدی ۔ درگذر از بد سگالان این بدی

اے تو دیا مفت ہے سو چشم و گوش ۔ بے رشوت کر بخشے عقل و ہوش
اے بدادہ رائگان صد چشم و گوش ۔ بے ز رشوت بخش کردہ عقل و ہوش

پہلے استحقاق سے بخشے عطا ۔ دیکھا بالکل ہمسے کفران و خطا
پیش از استحقاق بخشیدہ عطا ۔ دیدہ از ما جملہ کفران و خطا

اے بزرگ ہمسے گناہان عظیم ۔ عفو کر سکتا ہے بس تو اے رحیم
اے عظیم از ما گناہان عظیم ۔ تو توانی عفو کردن در حریم

بس جلایا ہمنے خود کو حرص سے ۔ بھی دعا کو ہمنے سیکھا تجھ سے ہو
ما ز حرص و آز خود را سوختیم ۔ وین دعا را ہم ز تو آموختیم

اُسکی برکت سے کہ سکھلائی دعا ۔ شمع کو ظلمت میں جو روشن کیا
حرمت آن دعا کہ آموختی ۔ در چنین ظلمت چراغ افروختی

کرم و توفیق دے رستہ بتا ۔ جرم بخش اور کھولدے عقدہ مرا
دستگیر و رہنما توفیق دہ ۔ جرم بخش و عفو کن بخشا گرہ

اسطرح کرتا تھا وہ منہ سے دعا ۔ اُس گھڑی جون مادران مشفقا
اینچنین مے رفت بر لفظش دعا ۔ آن زمان چون مادران باوفا

آنکہ سے بہتے تھے آنسو بر ملا ۔ چرخ پر جاتی تھی بیخود وہ دعا
اشک می رفت از دو چشمش آن دعا ۔ بیخود از وی می برآمد بر سما

بیخودی کی وہ دعا خود اور ہے ۔ وہ دعا اُس سے نہین اللہ سے
آن دعاے بیخودان خود دیگر ست ۔ آن دعا زو نیست گفت داور ست

جو فنا وہ ہے دعا وہ حق کرے ۔ وہ دعا اور وہ اجابت حق سے ہے
آن دعا حق میکند چون فناست ۔ آن دعا و آن اجابت از خداست

واسطہ مخلوق نے ہے درمیان ۔ بیخبر زاری سے اُسکے جسم و جان
واسطہ مخلوق نے اندر میان ۔ بیخبر زان لابہ کردن جسم و جان

حق کے بندے این رحیم اور بردبار ۔ عادت حق سے کرین اصلاح کار
بندگان حق رحیم و بردبار ۔ خوی حق دارند در اصلاح کار

مہربان بے رشوت اور یاری کوین ۔ سخت حالی مین اور روز حشر مین
مہربان بے رشوتان یاری کنان ۔ در مقام سخت و در روز گران

ڈھونڈھ تو اُس قوم کو اے مبتلا ۔ اور غنیمت جان انہیں پیش از بلا
این بجو این قوم را اے مبتلا ۔ این غنیمت دار شان پیش از بلا

اُسکی برکت سے ہوئی کشتی رہا ۔ اہل کشتی کو گمان سعی اپنی کا
رست کشتی از دم آن پہلوان ۔ و اہل کشتی را بجہد خود گمان

کہ نشانے پر ہمارے ہاتھ نے ۔ تیر شاید کہ لگا خوف سے
کہ مگر بازوی ایشان در حذر ۔ بر ہدف انداخت تیرے از ہنر

پالون سے روبہ بچے اور شکار ۔ دم سے اپنے جانے وہ ناکردہ کار
پا رہانند روبہان را در شکار ۔ وان ز دم دانند روبہان غرار

عشقبازی دم سے اپنی وہ کرے ۔ کہ بچائی ہے جان سے وہ مجھے
عشقہا با دم خود بازند کین ۔ می رہاند جان ما را از کمین

چومتی ہے دم کو گمراہی سے وہ ۔ ناچتی ہے اور خوش ہوتی ہے وہ
از ضلالت روبہان بر دم زنند ۔ رقص گیرند و ز شادی بر جہند

پتھرون سے پاکو اے روبہ بچا ۔ پاہو تو دم سے پھر کیا فائدہ
روبہا پا را نگہدار از کلوخ ۔ پا چو نبود دم چہ سود اے چشم شوخ

بھیجو رو بہ پا ہمارے اولیا ۔ دفع کرتے ہمسے ہین صدہا بلا
ما چو روباہان و پاے ما کرام ۔ می رہانند مان ز صد گون انتقام

مثل دم کے ہین ہماری حیلہ سب ۔ عشقبازی دم سے ہم کرتے ہین اب
حیلہ باریک ما چون دم ماست ۔ عشقہا بازیم با دم چپ و راست

دم بازی میں بسم و دلیل و مکر سے | تاکہ حیران ہوویں سب زید و بکر رہے
خلق کی حیرانی بس ہم چاہتے ہیں | اور الوہیت کی طمع بھی رکھتے ہیں
مالک دنیا ہوں تا مکر سے | یہ نہ دیکھیں ہم کہ گور میں ہیں پڑے
اس گڑھے اور چاہ پستی میں ابھی | ہاتھ اٹھا مونچھوں سے اب تو غیر کی
سیر پہنچے تو اس بستان میں جو شادمان | کھینچ پھر مخلوق کا دامن وہاں
پانچ چار اور چھ کا ای قیدی ہو تو | گر ہے نادر جا ہیں تو کھینچ اوروں کو
مثل خربندہ اے یارکوں خر | مجکو بھی لے جائے بوسہ جائے گر
جو نہ حاصل بندگی ہو دوست کی | خواہش شاہی تجھے کیسے ہوئی
طمع میں اسکی کہ اچھا کہویں سب | باندھی ہے رہ تو نے اپنی جاں پہ اب
اس دم حیلہ کو چھوڑ اے روبہ تو | اپنا دل کر وقف اہل اللہ کو
کب پناہ شیر میں کم ہیں کباب | روبہ مت مردار کی سو جا شتاب
اے دلا منظور حق اسدم رہے | کہ تو جز ہے اپنے کل سے جو ملے
حق کو میری نظر تو دل پہ ہے | ہے نہ صورت یہ کہ آب و گل یہ ہے
تو یہ کہتا ہے کہ دل میرا بھی ہے | عرش پر ہوتا ہے دل نے فرش پہ ہے
جو گل تیرہ میں جانو آب ہے | نے وضو اس آب سے لائق ہے تجھے
کیونکہ پانی ہے پر مغلوب گل | دل کو اپنے مت کہو یہ بھی ہے دل
جو کہ دل ہے آسمانوں سے بڑا | ہے ہمیشہ کا وہ دل ابدال کا
پاک وہ گل سے ہوا اور بس صاف | آیا افزونی میں صدافت میں ہوا
چھوڑا گل کو اور دریا سے ملا | قید سے گل کی چھٹا دریا ہوا
قید میں گل کے ہمارا آب ہے | بحر رحمت کھینچ ہمکو خاک سے
بحر کہتا تجکو کھینچوں آب میں | تو کرے دعوے کہ ہوں خوش آب میں
تیرا دعوی تجکو محروم آب رکھے | چھوڑ دعوہ مجھ سے مل تو آ کے
آب و گل چاہے کہ دریا میں ملے | گل سے پا اسکا روکے بچے
گر چھڑا لے گل سے اپنے پانو کو | خشک ہو جائے گل اور پھر جاوے وو
روکنا کیا ہے گل کا آب کو | نقل اور بادہ کی خواہش تجکو ہو

دم بجنبانیم از استدلال و مکر | تا که حیران گردد او زاید و بکر
طالب حیرانی خلقان شدیم | دست طمع اندر الوهیت زدیم
تا به افسون مالک دنیا شویم | این نمی‌بینیم کاندر گور نیم
در گوی و در چهی ای قلتبان | دست وادار از سبال دیگران
چون به بستان رسی زیبا و خوش | بعد از آن دامان خلقان گیر و کش
ای مقیم حبس چار و پنج و شش | نغز جایی دیگران را هم بکش
ای چو خربنده حریف کون خر | بوسه گاهی یافتی ما را ببر
چون ندادت بندگی دوست دست | میل شاهی از کجایت خاست است
در هوای آنکه گویندت زهی | بسته‌ای بر گردن جانت زهی
روبها این دم حیلت را بهل | وقف کن دل بر خداوندان دل
در پناه شیر کم ناید کباب | روبها تو سوی جیفه کم شتاب
تو دلا منظور حق آنگه شوی | که چو جزوی سوی کل خود روی
حق همی گوید نظرمان بر دل است | نیست بر صورت که آن آب و گل است
تو همی گویی مرا دل نیز هست | دل فراز عرش باشد نی به پست
در گل تیره یقین هم آب هست | لیک ازان آبت نشاید آب دست
زانکه گر آبست مغلوب گل است | پس دل خود را مگو کاین هم دلست
آن دلی کز آسمانها برترست | آن دل ابدال یا پیغمبرست
پاک گشته آن ز گل صافی شده | در فزونی آمده وافی شده
ترک گل کرده سوی بحر آمده | رسته از زندان گل بحری شده
آب ما محبوس گل ماندست هین | بحر رحمت جذب کن ما را ز طین
بحر گوید من ترا در خود کشم | لیک می‌لافی که من آب خوشم
لاف تو محروم می‌دارد ترا | ترک آن پنداشت کن در من درآ
آب گل خواهد که در دریا رود | گل گرفته پای آب و می‌کشد
گر رهاند پای خود از دست گل | گل بماند خشک و او شد مستقل
آن کشیدن چیست از گل آب را | جذب تو نقل و شراب ناب را

ایسی ہی عالم میں ہر خواہش ہے تجھے | خواہ مال اور خواہ آب و نان سے
خواہ تیغ و ڈھال گھوڑا اور چمن | خواہ ملک و خانہ اور فرزند و زن
مست اُنہیں سے تجھے ہر اک کرے | جو نہ پا لے وہ تمام اُس کا رہے
یہ غم و دلیل اُس کا ہوا | کہ تجھے مقصود ہستی ان سے تھا
بس ضرورت کی تو مقدار اس سے لے | تا نہ ہو جاوے وہ غالب بس تجھے
تجکو نرمی سے کر ساجد دل ہو تجہیں | غیر کی حاجت نہیں واصل ہو تجہیں
آب جیسے گل میں کرتا ہے غرور | آب میں خود ہوں مردکیا ہو شر
تو نے دل جانا ہے اس آلود کو | اہل دل سے اسلیے بھاگے ہے تو
تو روا رکھی کہ یہ ہی دل وہ ہے | حق شیر اور شہد کا جو کہ رکھے
گلقند شیر و شہد پر تو دل کا وہ ہے | ہر خوشی و ذائقہ دل سے رکھے
پس ہو دل جو ہر و عالم ہے عرض | سایہ دل کا کیسے ہو دل کی غرض
ایسا دل کہ وہ ہے عاشق مال کا | یا رہوں آب و گل ہے یا چھنسا
یا خیال ایسے کہ ظلمت اُنکی میں | واسطہ کتنے کے رکھتے ہیں انہیں
دل نہیں اُس نور کے دریا سوا | انہ حاکب ہو ہر نظر گاہ خدا
دل ہزاروں خاص و عام و نہیں نہیں | ایک میں ہر کونسا ہے کر یقین
دل کا ریزہ چھوڑ تو دل کو ڈھونڈھ تو | اُس سے وہ ریزہ مثال کوہ ہو
دل محیط اس ملک میں ہو جسم کے | بخشتا ہے در سخا خود سے
فیض حق سے فیض کرتا ہے نثار | اہل عالم پر جو رکھے اختیار
جو کوئی دامن درست اپنا رکھے | اُس نثاروں کو وہ بے پیسے لے
تیرا دامن وہ فساد اور سب حضور | مت رکھے دامن میں وہ سنگ فجور
تا نہ پھاڑے تیرا دامن سنگ دو | تا تو جانے نقد کو اور قلب کو
تو نے عالم دامن سنگ سے بھرا | مثل طفلان سنگ سیم و زر رکھا
وہ خیال سیم و زر چون زر نہ تھا | پھاڑا دامن صدق کا اُس نے ترا
سنگ کب لڑکوں کو دکھتا سنگ ہے | عقل دامن کو نہ پکڑے سنگ سے
عقل ہو پیرا درسنہ وہ موسفید | مُو کی گنجائش نہیں یاں پر اے زید

ہمچنین ہر شہوتے اندر جہان | خواہ مال و خواہ آب و خواہ نان
خواہ باغ و مرکب و تیغ و چمن | خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن
ہر یکے زانہا ترا مستی کند | چون نیابی آن خمارت مے کند
این خمار غم دلیل آن شد ست | کہ بدان مفقود مستی ات بدست
جز باندازہ ضرورت زین مگیر | تا نگردد غالب و بر تو امیر
سرکشیدی تو کہ من صاحب دلم | حاجت غیرے ندارم واصلم
آنچنان کہ آب در گل سرکشد | کہ منم آب و چرا جویم مدد
دل تو این آلودہ را پنداشتی | لاجرم دل ز اہل دل برداشتی
خود روا داری کہ آن دل باشد این | کہ بود در عشق شیر و انگبین
لطف شیر و انگبین عکس دل ست | ہر خوشی را آن خوش از دل حاصل ست
پس بود دل جوہر و عالم عرض | سایۂ دل چون بود دل را غرض
آن دلے کو عاشق مال ست و جاہ | یا زبون این گل و آب سیاہ
یا خیالاتے کہ در ظلمات او | می پرستد شان برائے گفتگو
دل نباشد غیر آن دریای نور | دل نظرگاہ خدا و آنگاہ کور
نے دل اندر صد ہزاران خاص و عام | در یکی باشد کہ ہست آن کدام
ریزۂ دل را بہل دل را بجو | تا شود آن ریزہ چون کوہی ازو
دل محیط ست اندرین خطۂ وجود | زر ہمی افشاند از احسان و جود
از سلام حق سلامتہا نثار | می کند بر اہل عالم اختیار
ہر کرا دامن درست ست و معد | آن نثار دل بر آن کس می رسد
دامن تو آن نیاز ست و حضور | ہین منہ در دامن آن سنگ فجور
تا نہ دَرّد دامنت آن سنگہا | تا بدانی نقد را از رنگہا
سنگ پر کردی تو دامن از جہان | ہم ز سنگ سیم و زر چون کودکان
آن خیال سیم و زر چون زر نبود | دامن صدقت درید و غم فزود
کی نماید کودکان را سنگ سنگ | تا نگیرد عقل دامنشان بچنگ
پیر عقل آمد نہ آن موئے چو شیر | مو نمی گنجد درین جا اے فقیر

انکار کرنا اس جماعت کا اوپر دعا و شفاعت دقوقی کے اور چھپ جانا اُنکا پردۂ غیب میں اور حیران ہونا دقوقی کا کہ وہ ہوا پر گئے یا زمین میں پوشیدہ ہوئے

انکار کردن آن جماعت بر دعا و شفاعت دقوقی و ناپید شدن در پردۂ غیب و حیران شدن دقوقی کہ ایشان بہ ہوا رفتند یا بہ زمین پنہان شدند

جو چھٹی وہ کشتی اور آئی بنام	ہوئی اُن لوگوں کی بھی سد تمام
ہو چلا آپس میں اُنکے بس بڑا	کہ فضولی ہے ہوئی یہ کون سرا
پوچھتا ہر ایک تھا آپس میں ہاں	جو کہ پیچھے دقوقی کے یہاں
بولے آپس میں ہر ایک سے نے دعا	نے کریں باطن میں اور نے ظاہرا
بولا تحقیق یہ امام اپنے نے کی	بو الفضولانہ دعا یہ باطنی
دوسرا بولا کہ اے یار و ہمے	فکر بھی ایسا دکھائی دیتا ہے
اسے کی ہے بوالفضولی دور سے	اعتراض اسے کیا مختار پہ
جو کہ پیچھے تا دیکھوں انہیں	کہ یہ اہل جو دات کیا کہتے ہیں
ایک انہیں سے جو کہ ان پر وہاں	کہ بھی ایسی جگہ سے وہ نہاں
سے وہ دیکھی پائیں اور او پر تلے	نے نگاہ نیز سے جگہ وہ دیکھے
تھے وہ دریا کو پانی ہو گئے	نے نشاں پایا نہ گرد راہ سے
حق کے قبہ میں گئے اسدم وہ سب	یا کسی دخنہ کے اندر رہے جب
میں ہوا حیراں کہ اس قوم کو	کیوں چھپایا حق نے مجھ سے تم کہو
اسطرح وہ چھپ گئے آنکھ سے	جیسے مچھلی غوطہ مارے اور چھپے
اُنکی حسرت میں وہ کئی برسوں رہا	عمر بھر شوق میں اُنکے روتا رہا
مت کہو کہ مرد حق بیٹس خدا	ذکر کب کرتا ہے وہ انسان کا
اس سبب سے ہوتا ہے خر تو یہاں	کہ بشر دیکھا انہیں تو نے یہاں
اس سبب ابتر ہوا اے مرد خام	کہ بشر دیکھا انہیں ایسا ندام
تو نے وہ دیکھی کہ جو ابلیس نے	بولا میں آتش سے آدم خاک سے
چشم ابلیسی کو اپنے بند کر	کب تلک دیکھے گا صورت اے پسر
اے دقوقی رو مت مانند جو	چھوڑ صورت میں ڈھونڈھ اسے تو

چون رسیدان کشتی و آمد بکام	شد تمام جماعت آن اہم تمام
فحفحی افتاد شان با ہمدگر	کین فضولی کیست از ما ای پدر
ہر یکے با ہمدگر گفتند سر	از پس پشت دقوقی مستتر
گفت ہر یک من نکردستم کنون	این دعا از برون و اندرون
گفت ما کہ امام ما ز درد	بو الفضولانہ مناجاتے بکرد
گفت آن دیگر کہ اے یار قرین	مر مرا ہم می نماید این چنین
او فضولی بود و است از انقباض	کرد بر مختار مطلق اعتراض
چون نگہ کردم سپس تا منگرم	کہ چہ میگویند آن اہل کرم
یک از ایشان را ندیدم در مقام	رفتہ بودند از مقام خود تمام
نے چپ و نے راست نے بالا و زیر	چشم تیز من نشد بر قوم چیر
در ہا بودند گوئی آب گشت	نی نشان پا و نے گردی بدشت
در قباب حق شدند آن دم ہمہ	در کدامین روضہ رفتند این رمہ
در تحیر ماند ام کاین قوم را	چون بپوشانید حق از چشم ما
آنچنان پنہان شدند از چشم او	مثل غوطہ ماہیان در آب جو
سالہا در حسرت ایشان بماند	عمرہا در شوق ایشان اشک راند
تو بگوئی مرد حق را در نظر	کے در آید با خدا ذکر بشر
خر ازین می خسپد اینجا اے فلان	کہ بشر دیدی تو ایشان را چنان
کار ازین ویران شدست اے مرد خام	کہ بشر دیدی تو ایشان را چو عام
تو ہمان دیدی کہ ابلیس لعین	گفت من از آتشم آدم ز طین
چشم ابلیسانہ را یکدم ببند	چند بینی صورت آخر چند چند
ای دقوقی با دو چشم ہمچو جو	ہین مبر امید و ایشان را بجو

ہر گشادی در دل اندر بستن است | ہین بجو کہ رکن دولت جستن است
کو دگوئی گو بجان جویان شاختم | از ہمہ کار جہان پرداختم
کہ دعا را بست حق بر استجب | تنگ بنگر اندر این مجتنب
آن دعایش میرود تا ذو الجلال | ہر کرا دل پاک شد از اعتلال

جستجو بیر بسط دل مین اسے دوست | ڈھونڈو تم تو ہے رکن دولت ڈھونڈنا
کو کو مثل تاختہ جان سے تو کر | چھوڑ تو عالم کے سب کام اے پسر
کہ اجابت پر دعا حق نے رکھی | خواب دیکھ یک تو اندر اے غبی
حق تلک اُسکی دعا ہووے رسا | علتون سے پاک دل جسکا ہوا

باز شرح کردن حکایت طالب روزی حلال بغیر کسب رنج بعہد داؤد علیہ السلام و مستجاب شدن دعاے او

پھر شرح کرنا حکایت طالب روزی حلال بے کسب رنج کے عہد مین داؤد علیہ السلام اور قبول ہونا اوسکی دعا کا

روز و شب میکرد افغان و نفیر | یادم آمد آن حکایت کان فقیر
بی شکال رنج و کسب و انتقال | از خدا میخواست روزی حلال
ایک تعویق آمد و شد رنج تو | پیش ازین گفتیم بعضی حال او
چون ز ابر فضل حق حکمت برخت | ہم بگوئیمش کجا خواہد گریخت
وے بظلمت گاو من کشتہ زمین | صاحب گاوش بدید و گفت ہین
اہلہ طراز انصاف اندر آ | ہین چرا کشتی بگو گاو مرا
اقبلہ را از لابہ سمے آماستم | گفت من روزی ز حق میخواستم
تا کہ بفرستاد گاوے را خدا | سالہا بودست کار من دعا
روزی من بود کشتش میخواستم | چون بدیدم گاو را پر خاستم
روزی من بود کشتم کجاب | آن دعائی کہنہ ام شد مستجاب
چند مشتی دو بر ریشش ناشکفت | او ز خشم آمد گریبانش گرفت

یاد آئی وہ حکایت کہ گدا | رات دن چلاتا اور تھا چیختا
چاہتا حق سے وہ روزی حلال | بے تردد رنج بے کسب و ملال
پیشتر اس سے حال کچھ اسکا کہا | او جہل کے باعث سے لیکن رہگیا
مین کہونگا اسکو کہان جاسکے | برسے حکمت فضل حق کے ابر سے
اسکو صاحب گاؤ نے دیکھا کہا | گاؤ میرا ظلم سے کشتہ کیا
کہ تو کیسے مارا میرے گاؤ کو | چل عدالت مین کہ انصاف ہو
بولا مین روزی خدا سے چاہتا | اور خوشامد سے دعا تھا مانگتا
تھی دعا میری یہ بس اک عمر سے | گاؤ بھیجا تھا مجھے اللہ نے
گاؤ کو دیکھا کھڑا مین ہوگیا | روزی میری تھی کہ عقلا مین چاہتا
وہ دعا میری ہوئی بس مستجاب | تھی میری روزی کہ مارا یہ جواب
بس گریبان اسکا پکڑا خشم سے | چند گھونسے اسکے منھ پر اور جڑے

رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا و علیہ السلام

جانا دونون دشمنون کا آگے داؤد علیہ السلام کے

کای بیا ای ظالم گیج غبی | می کشیدش تا بہ داؤد نبی
عقل در تن آور و با خویش آ | حجت بارد رہا کن اے دغا
بر سر و ریش من و خویش اے لوند | این چہ میگوئی دعا چہ بُد مخند
اندرین لابہ بسی خون خوردہ ام | گفت من با حق دعاہا کردہ ام
سر بزن بر سنگ اے منکر خطاب | من یقین دارم دعا شد مستجاب

سوے داؤد نبی کھینچا اُسے | کہ تو آ ظالم دمت حیلہ کرے
چھوڑ اپنی حجت سست اے دغا | ہوش مین آ عقل کی اپنی بنا
کہتا کیا ہے تو دعا کیسی ہنس | مجھ پہ اور اپنے پہ اے نادان بس
بولا مین نے حق سے کی اور بس دعا | خون کھایا اس خوشامد مین سوا
ہو یقین کہ ہوئی دعا میری قبول | مار سر پتھر پر تو اے بوالفضول

بولا آ کر جمع ہو اسے مسلمین	دیکھو بیہودہ بکتا ہے یہ لعین
جھوٹ تو کب تک بکیگا اسے دغا	حجت قاطع کہو کیسی دعا
اے مسلمانو مال میرا یہ دعا	کیسے ملک اسکا کرے بہر خدا
ایسا گر ہوتا تو سارا کرکے جہان	ملک اپنی کرتے کینے سے یہان
ایسا گر ہوتا گدایان ضعیف	ہوتے آسودہ وہ سلطان و امیر
رات دن کرتے ہیں خوشامد ہی یہ دعا	کہ ہمین تو مال دے بس اے خدا
تو نہ جبتک دے نہ دیوین ہمکو دو	کھول اے مشکل کشا اس سد کو
کسب اندھونکا خوشامد اور دعا	لے بجز روٹی کے پاتے ہیں کچھ عطا
قوم بولی یہ مسلمان سچ کہے	بیچنے والے دعا کا ظالم ہے
یہ دعا اسباب ہو کب ملک کی	کب روا رکھے شریعت اسکو بھی
بیع و بخشش یا وصیت ملک ہو	یا اسی کی جنس سے املاک ہو
کس کتاب اندر نئی یہ شرع ہے	گائے کو تو پھیر دے یا قید لے
قید جانے مین تو اسکی قید لے	ورنہ دے تو گائے حجت مت کرے
آسمان کی سمت وہ کرتا نظر	اے خداوند کریم لطف خو
اس تمنا سے کری مین نے دعا	کون واقف میرا جانے تجھ سوا
دل مین ڈالی وہ دعا تو نے یہان	سیکڑون امید دل میں کین عیان
میں جو یہ کرتا ہوں دعا وہ جھوٹی نہ تھا	مثل یوسف خواب دیکھے بارہا
دیکھا یوسف نے کہ مہر و اختران	سجدہ اسکو کرتے ہیں جون چاکران
اعتماد اسکو تھا اپنے خواب پہ	چاہ زندان میں وہ ڈھونڈتا تھا اسکو
اعتبار اسکے سے اسکو غم نہ تھا	کچھ ملامت اور غلامی کے سوا
اعتماد اسکو تھا اپنے خواب پہ	مثل شمع روشن اسکے سامنے
چاہ میں یوسف کو ڈالا جس گھڑی	اس کو یہ آواز اللہ سے سنی
کہ تو اک دن ہوگا شہ اے باوفا	تا ملے گا ان کے منہ پر یہ جفا
قائل اس آواز کا کب دیکھ سکے	لیک دل قائل اثر سے جان لے
اعتماد و قوت و راحت دلی	ڈالا اسکی جان میں اس آواز نے

لعنت گرد آیدمین اے مسلمین	زار بیند و فشار این لعین
ای دغا تا چند خالی ژاژ برا	حجت قاطع بگو چه بود دعا
اے مسلمانان دعا مال مرا	چون از ان او کند بهر خدا
گر چنین بودے همه عالم بدین	یک دعا املاک بردندے کمین
گر چنین بودے گدایان ضریر	محتشم گشتندی و امیر
روز و شب اندر دعااند و ثنا	لابه گویان که تو ده مال اے خدا
تا تو ندهی هیچ کس ندهد یقین	اے گشاینده تو بگشا بند این
کسب کوران بود لابه و دعا	جز لب نانی نیابند از عطا
قوم گفت این مسلمان راست گوست	وین فروشنده دعا ظلم جوست
این دعا کی باشد از اسباب ملک	کی گشاد این را شریعت خود بسلک
بیع و بخشش یا وصیت یا عطا	یا ز جنس این شود ملکی ترا
در کدامین دفتر است این شرع نو	گاو را تو باز ده یا حبس رو
اندر آ در حبس در زندان او	ورنه گاوش را بده حجت مگو
او بسوی آسمان میکرد رو	کای خداوند کریم لطف خو
من دعاها کرده ام زین آرزو	واقف اسرار ما که داند جز تو
در دل من آن دعا انداختی	صد امید اندر دلم افراختی
من نمی کردم گزاف آن دعا	همچو یوسف دیده ام من خوابها
دید یوسف آفتاب و اختران	پیش او سجده کنان چون چاکران
اعتمادش بود بر خواب درست	در چه و زندان جز آن را می نجست
ز اعتماد او نبودش هیچ غم	از غلام و از ملام و پیش و کم
اعتمادی داشت او بر خواب خویش	که چو شمعی می فروزیدش ز پیش
چون در افگندند یوسف را بچاه	بانگ آمد سمع او را از اله
که تو روزی شه شوی اے پهلوان	تا بمالی این جفا بر روی شان
قائل این بانگ نآید در نظر	لیک دل بشناخت قائل از اثر
قوتے و راحتے و مسندی	در میان جان فتادش زان ندی

جب ہوا اس پر آواز جلیل ۔۔ نرم اور گلزار جون نار خلیل
جو جنا کر بعد اس کے پہونچتی ۔۔ اسکو اس قوت سے وہ ہوتی خوشی
اس طرح سے ذوق آواز الست ۔۔ حشر تک مومن کا دل کر دے مست
تا نہو اسکو بلا مین اعتراض ۔۔ اور امر و نہی مین نے انقباض
تلخ لقمہ مثل شکر ہوتا ہے ۔۔ خار ریحان سنگ گوہر ہوتا ہے
لقمۂ حکمی کہ تلخی رکھتا ہے ۔۔ کل شکر کی لذت اسکو دیتا ہے
اعتماد گل شکر جس کو نہو ۔۔ لقمہ کو انکار سے قے کر دے وہ
جس نے دیکھی روز الست ہے پر خواب ۔۔ مست ہو طاعت مین جید و حساب
بار اٹھائے جون یہ اشتر مست کے ۔۔ بیگمان اور بے ملال اور شوق سے
جھاگ منہ کے گرد اس کے صدق کے ۔۔ مین گواہ دستی لشکو نہ ہے
اونٹ قوت سے جو شیر نر ہوا ۔۔ بوجھ بھاری کے تلے کم خور ہوا
اونٹنی کے شوق مین فاقہ کرے ۔۔ کوہ اسکے آگے مثل بال ہے
یہ نہ جسکو خواب الست اندر دکھا ۔۔ وہ نہ دنیا مین مرید آخر ہوا
گر تردد مین پریشان ہو گیا ۔۔ اک گھڑی ہو شکر پر سون ہو گا
راہ دین مین سو تردد سے رکھے ۔۔ پاؤن آگے اور کبھی پیچھے رکھے
قرضدار اس شرح کا ہوا اور گرو ۔۔ گر ہے جلدی تم الم نشرح سنو
شرح اس معنی کی ہے بے انتہا ۔۔ مدعی گاؤ کی جانب تو جا
بولا اسنے مجکو اندھا بس کیا ۔۔ اس گناہ سے مثل شیطان اے خدا
مثل اندھون کے دعا کب مینے کی ۔۔ جز خدا کی بھیک مین نے کس سے لی
خلق سے اندھے کو طمع جہل سے ۔۔ مجکو تجھ سے کہ تو حل مشکل کرے
اس نے اندھا مجکو اندھون سے گنا ۔۔ دیکھا نے اخلاص میری جان کا
میرا اندھا پن ہے سارا عشق کا ۔۔ حب یعمی و یصم سے مشفقا
غیر حق سے اندھا بینا اس سے ہون ۔۔ مقتضای عشق ہے اور جنون
تو ہے بینا مست رکھ اندھو نہین مجھی ۔۔ پھر لے والا کر دن قد مست رکھے
جسطرح سے یوسف صدیق کو ۔۔ خوب دکھلائے ہو اپنے تکرد و

چاد شد بر دی جان بانگ جلیل ۔۔ گلشن و نزہی چو آتش بر خلیل
ہر جنا کہ بعد از آتش می رسید ۔۔ او بدان قوت بشادی می کشید
آنچنانکہ ذوق آن بانگ الست ۔۔ در دل ہر مومنی تا حشر ہست
تا نباشد در بلاشان اعتراض ۔۔ نے ز امر و نہی شان حق انقباض
لقمۂ تلخی چو شکر می شود ۔۔ خار ریحان سنگ گوہر می شود
لقمۂ حکمی کہ تلخی می نہد ۔۔ گل شکر را گو شوارش می دہد
گل شکر آن را کہ نبود مستند ۔۔ لقمہ را از انکار او قے کند
ہر کہ خوابی دید از روز الست ۔۔ مست باشد در رہ طاعات مست
می کشد چون اشتر مست این جوال ۔۔ بے فتور و بی گمان و بے ملال
کفک تصدیقش بگرد پوز او ۔۔ زیر ثقل بار اندک خور شدہ
اشتر از قوت چون شیر نر شدہ ۔۔ زیر ثقل بار اندک خور شدہ
ز آرزوی ناقہ صد فاقہ او ۔۔ می نماید کوہ پیشش تار مو
در الست آن کو چنین خوابی ندید ۔۔ اندرین دنیا نشد بندہ مرید
ور بشد اندر تردد صد دلہ ۔۔ یک زمان شکرستش و سالی گلہ
پای پیش و پای پس در راہ دین ۔۔ می نہد با صد تردد بے یقین
وام دار شرح اینم نک گرو ۔۔ ور شتاب ست از الم نشرح
چون ندارد شرح این معنی کران ۔۔ جز بسوی مدعی گاو ران
گفت کورم خواند زین جرم آن پیا ۔۔ پس طلیبا در قیاس ست ای خدا
من دعا ما کورنکی میکردہ ام ۔۔ جز بحالق کدیہ کے آوردہ ام
کور از خلقان طمع دارد ز جہل ۔۔ من ز تو کز تست ہر دشوار سہل
آن یکے کورم ز کوران بشمرید ۔۔ او ہمی از جان و اخلاصم ندید
کوری عشق ست این کوری من ۔۔ حب یعمی و یصم ست ای حسن
کورم از غیر خدا بینا بدو ۔۔ مقتضای عشق این باشد نکو
تو کہ بینائی ز کورانم مدار ۔۔ دایرم بر گرد لطفت این مدار
آن چنانکہ یوسف صدیق را ۔۔ خواب بنمودی و گشتش متکا

لطف سے تیرے دکھائے مجکو خواب	وہ دعائے کمیل تھی اس لیے دیاب	مر مرا لطف تو ہم خوابے نمود	آن دعاے بیحدم بازی نمود
خلق جانے کب مرے اسرار کو	جانے بیہودہ مری گفتار کو	می نداند خلق اسرار مرا	ژاژ می دانند گفتار مرا
حق ہے پنہاں کون جانے راز غیب	راز دان جانے ہے اور ستار عیب	حق نہان ست و کہ داند راز غیب	غیر علام سر و ستار عیب
تو لا دشمن دیکھ ادھر اور سچ کہو	دیکھتا ہے کس لئے افلاک کو	خصم گفتش رو بمن کن حق بگو	رو چہ سوے آسمان کردی عمو
مکر کرکے دھوکے کیوں ڈالے ہے تو	شیخی قرب و عشق کے مارے ہے تو	شید می آری غلط می افگنی	لاف عشق و لاف قربت میزنی
کس سبب سے جو کہ مردہ ہے تو	آسمان کی سمت منہ کرتا ہے تو	باکرا می رو سے چون دل مردہ	رو سوے آسمانہا کردہ
شہر میں اک غل ہوا اس بات سے	وہ مسلمان سر زمین پر سر رکھے	غلغلے در شہر افتادہ ازین	آن مسلمان می نہد رو بر زمین
اے خدا بندے کو تو رسوا نہ کر	گر برا ہوں میں راز تو پیدا نہ کر	کاے خدا این بندہ را رسوا مکن	گر بدم من سر من پیدا مکن
جانتا ہے تو کہ میں شب بھر تجھے	پڑھتا تھا بس سو نیاز و آہ سے	تو ہمی دانی و شبہاے دراز	کہ ہمی خواندم ترا با صد نیاز
قدر نہ اسکی ہے آگے خلق کے	جون چراغ روشن آگے ہے ترے	پیش خالق این را گر قدر نیست	پیش تو ہمچون چراغ روشنی است
مانگتا ہوں گاؤ ہم سے اے خدا	تو نے بھیجا ہے نہ کی میں نے خطا	گاو می خواہندم اے خدا	چون فرستادی نکردم من خطا

سننا حضرت داؤد ع کا ماجرا دشمنوں کا ظاہر میں — شنیدن حضرت داؤد سخن خصمان را در ظاہر

باہر آئے جو کہ داؤد نبی	بولے کیا ہے کیفیت اس حال کی	چونکہ داؤد نبی آمد برون	گفت ہین چیست این احوال چون
مدعی بولا کہ حضرت ہے جفا	گاؤ میرا اس کے گھر میں جو گیا	مدعی گفت اے نبی اللہ داد	گاو من در خانہ او اوفتاد
گاؤ میرا مارا اس سے پوچھیے	حال کو کر گاؤ مارا کس لیے	کشت گاوم را بپرسش کہ چرا	گاو من کشت او بیان کن ماجرا
بولے داؤد اس سے کہ اے نیک خو	کیوں تلف کی تو نے اسکی ملک کو	گفت داؤدش بگو اے بوالکرم	گاو من گشت او بیان ماجرا
مت کہے بیہودہ اور حجت تو لا	تا کہ کروں فیصل میں یہ دعوے ترا	گفت اے داؤد بودم ہفت سال	روز و شب اندر دعا اندر سوال
بولا اے داؤد گذرے سات سال	رات دن کرتا دعا میں اور سوال	مین پراگندہ مگو حجت بیار	تا بیک سو گردد این دعوی و کار
مانگتا تھا حق سے میں کہ اے خدا	روزی دے مجکو حلال اور بے جفا	این ہمی جستم ز یزدان کاے خدا	روزیے خواہم حلال و بے عنا
مرد و زن ناری سبھی واقف مرے	لڑکے سب یہ ماجرا ہیں جانتے	مرد و زن برنالہ من واقف اند	کودکان این ماجرا را واصف اند
حسب نہ جانیں پوچھ لے تو غیب سے	تاکہیں بے رنج وہ اور بے ضرر	تو بپرس از ہر کہ خواہی این خبر	تا بگوید بے شکنجہ بے ضرر
پوچھ پوشیدہ و ظاہر خلق سے	کہ یہ کیا بکتا کرتا تھا حلق سے	ہم ہویدا پرس و ہم پنہان ز خلق	کہ چہ می گفت این گدا ژندہ دلق
بعد اس حرو دعا کے اس زمان	گاؤ گھر میں دیکھا میں نے ناگہاں	بعد ازین جملہ دعا و این فغان	گاو را اندر خانہ دیدم ناگہان
قوت کی خاطر تیرہ آنکھ جو ہوئی	ہوئی قبولیت دعا سے اور خوشی	چشم من تاریک شد نے بہر قوت	شادی آن کہ قبول آمد قنوت

اما و دیا لشکر مین روان اس لیے	کہ دعا میری سنی اللہ نے

حکم دینا داؤد علیہ السلام کا مارنے والے گاؤ کو

چھوڑ یہ باتین کہا داؤد نے	حجت شرعی کو تو دیدے
تو روا رکھے کہ بے حجت کے مین	اک سنت کرون باطل شرع مین
کسنے یہ بخشا دیا وارث ہے تو	جو معامل ... سے وارث ہے تو
جان تو مثل زراعت کسب کو	تا نہ بوئے کیسے آمد ملک کو
جو کہ بوئے کاٹے تو وہ ملک ہے	ورنہ مجکو ظلم یہ کب چاہیے
مت بکے مال اس مسلمان کا تو دے	قرض لے اور یا ... لیکن اسکو دے
بولا اے شہ تو بھی یہی کہتا ہے	جو یہ ظالم کہتے مجکو ظلم سے

کشتم آن را آمدم در شکر آن	کہ دعای من شنید آن غیب دان

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندۂ گاو

گفت داؤد این سخنها را بشو	حجت شرعی درین دعوی بجو
تو روا داری کہ من بی حجتی	بنہم اندر شرع باطل سنتی
اینکہ بخشیدت خریدی وارثی	ریع را چون می ستانی حارثی
کسب را ہمچون زراعت دان عمو	تا نکاری دخل نبود آن تو
آنچہ کاری بدروی آن آن تست	ورنہ این بیداد بر تو شد درست
رو بدہ مال مسلمان کژ مگو	رو بجو وام و بدہ باطل مجو
گفت ای شہ تو ہم این میگوئیم	کہ ہمی گویند اصحاب ستم

زاری کرنا اس شخص کا الصاف داؤد علیہ السلام سے پیش خدا

آہ دل سے کرکے وہ کہنے لگا	اے خدا تو طاق و جفت سے ہر جگا
سجدہ کر کہنے لگا کہ اے خدا	وہ چمک داؤد کے دل مین تھا
دل مین ڈال اسکے جو دل مین مرے	ڈالا تو نے راز اپنے فضل سے
یہ کہا اور ہائے کر رونے لگا	یان تلک داؤد کا کہ دل دکھا
بولے آج اے مدعی گاؤ تو	مجکو مہلت دے شتابی اسکو تو
سوی خلوت جاتا ہون اندر نماز	پوچھون یہ احوال حق سے با نیاز
ہے مزا اندر وہ خوی التفات	یعنی قرة عینی فی الصلوٰة
جان مین اک روزن صفائی کو کھلا	پہونچی ہے بے واسطے وحی خدا
وحی و بارش نور کو سوراخ سے	جب برستے گھر مین معدن سے مرے
ہے وہ دوزخ گھر کہ بے روزن ہو جو	گر نہ روزن اصل دین ہے جان تو
تیشہ ہر بیشہ مین پانون پر نہ مار	تیشے سے سوراخ کر اے مرد کار
تو نہین جانے کہ نور آفتاب	عکس یا ہر دم کا ہے بے حجاب
دیکھو جو حیوان تو نور اسکو سمجھے	کس لیے کرمنا پھر آدم پہ ہے

تضرع کردن شخص از داوری داؤد بہ نزد حق

پس نہاد آنگہی سر آورد و گفت	ای خدا تو ہر کجا طاق و جفت
سجدہ کرد و گفت ای دانای راز	در دل داؤد انداز آن فروز
در دلش نہ آنچہ تو اندر دلم	اندر افگندی براز ای مفضلم
این بگفت و گریہ در شد ہای ہای	تا دل داؤد بیرون شد ز جای
گفت ہین امروز ای خواہان گاؤ	مہلتم دہ وین دعاوی را مکاو
تا روم من سوی خلوت در نماز	پرسم این احوال از دانای راز
خوی دارم در نماز آن التفات	معنی قرة عینی فی الصلوٰة
روزن جانم گشادست از صفا	میرسد بی واسطہ نامہ خدا
نامہ و باران و نور از روزنم	می فتد در خانہام از معدنم
دوزخست آن خانہ کان بی روزنست	اصل دین ای بندہ روزن کردنست
تیشہ ہر بیشہ کم زن بیا	تیشہ زن در کندن روزن ہلا
یا نمی دانی کہ نور آفتاب	عکس خورشید برون است از حجاب
نور آن دانی کہ حیوان دید ہم	پس چہ کرمنا بود بر آدمم

نور میں ہوں غرق ان خورشید کے	خود جدا ہوتا نہ یاروں تو سے	من چو خورشیدم درون نور غرق	می ندانم خویش کرد از نور فرق
جانا خلوت اور نماز اندر مرا	خلق کی تعلیم کا ہے راستا	رفتنم سوی نماز و آن خلا	هست تعلیمست ره مر خلق را
ہو ولیکن ٹیڑھا کہ سیدھا ہو جہان	بس یہ ہے الحرب خدعہ اے جوان	کژ نهم تا راست گردد این جهان	الحرب خدعه این بود ای پهلوان
سے اجازت ہے وگرنہ گرد کو	میں اٹھاتا راز کے دریا سے تو	نیست دستوری وگرنه ریختم	گرد از دریای راز انگیختم
اس طرح سے کہتے تھے داؤد نبی	عقل مخلوق اس کو سن کر جلتی تھی	همچنین داود می‌گفت این نسق	هر است گشتی عقل خلقان محترق
پس گریباں کو کسی کا کھینچا ایک نے	کہ نہ اک ہونے میں اسکے شک مجھے	پس گریبانش کشید از پس یکی	که ندارم در یکی اش من شکی

جانا داؤد علیہ السلام کا خلوت میں اور دکھانا اس اسرار کا انکو — رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت و نمودن باو آن اسرار را

ہو غرض ہیں آں سالکو کوتہ کیا	باندھا لب اور عزم خلوتگہ کیا	باز چون آمد گفت را کوتاه کرد	لب ببست و عزم خلوتگاه کرد
بند دروازہ کیا جلدی گیا	جانب محراب مقبول الدعا	در فرو بست و برفت آنگه شتاب	سوی محراب و دعای مستجاب
جو دکھانا تھا وہ دکھایا حق نے سب	وہ ہوا واقف سزا اسکی ہے جب	حق نمودش آنچه بنمودش تمام	گشت واقف بر سزای انتقام
حال وہ دکھلانہ واقف تھا کوئی	راز پوشیدہ سے حیرانی ہوئی	دید احوال که کس واقف نبود	راز پنهانی که حیرانی فزود
دوسرے دن آئی مخلوق جہان	باندھی صف داؤد کے آگے وہاں	روز دیگر جمله خلقان آمدند	پیش داود پیمبر صف زدند
اس طرح پر ماجرا واقع ہوا	مدعی وہ طعنہ پھر دینے لگا	همچنین این ماجرا باز رفت	تر روز و آن مدعی تشنیع رفت
بولا میرا گاؤ دے اے نابکار	شرم اپنے حق سے کر تو نہ سہار	زود گاوم را بده ای نابکار	از خدای خویشتن شرمی بدار
اسطرح ظلم صریح و ناروا	ہوتا ہے عہد پیمبر میں بھلا	این چنین ظلم صریح و نا سزا	می رود در عهد پیغمبر بلا
گاؤ مارا کھایا بے خوف اور دہم	مکر کرتا ہے جواب اندر لئیم	گاو کشته خورده بی ترس و بیم	در جواب افزوده تزویر آن لئیم
کہ دعا میں رہا کتنے برس	کی طلب حق سے دعا مجھکو دہ بس	گرچه چندین سال بودم در دعا	من طلب کردم ز حق داد او مرا
اے رسول حق ہو ایسا کب روا	ملک میری کیسے دے اسکو خدا	ای رسول حق چنین باشد روا	ملک من هر گاه چون دادش خدا

حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا گاؤ والے پر کہ گاؤ کا خیال چھوڑ دے اور طعنہ کرنا گاؤ والے کا داؤد علیہ السلام پر — حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاو بگذرد و تشنیع صاحب گاؤ بر داؤد علیہ السلام

بولے داؤد اس سے چپ رہ چھوڑ جا	گاؤ کر تو اس مسلمان کو عطا	گفت داودش خمش کن رو بحل	این مسلمان را ز گاوت کن بحل
حق نے پنہاں جو کیا تجھپر جوان	جا تو چپ رہ حق کی ستاری کو جان	چون خدا پوشید بر تو ای جوان	رو خمش کن حق ستاری بدان
بولا کیا ہے اب انصاف ہی	شرع تو ہے کہ کہا میرے لیے	گفت وا ویلا چه حکمست اینچه داد	از پی من شرع نو خواهی نهاد

شہرہ تیرے عدل کا ہر بس عیان کہ معطر ہے زمین و آسمان
یہ ستم اندھے سگون پر نہ ہوا کوہ و سنگ اس تعدی سے جلا
اس طرح مارتا تھا بر ملا ظلم کا ہے وقت لوگو الصلا
اس طرح ظلم و جفا مجھ پہ نہ کر یا نبی اللہ نہ دے ایسی خبر

رفتہ ست آوازۂ عدالت چنان کہ معطر شد زمین و آسمان
بر سگان کور این استم نرفت زین تعدی سنگ و کہ بشکافت زفت
ہمچنین تشنیع مے زد بر ملا کالصلا ہنگام ظلم ست الصلا
این چنین ظلم و جفا بر من مکن یا نبی اللہ مگو زینسان سخن

حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا گاؤ والے پر کہ سب مال اپنا اسکو دے

بعدہ داؤد نے اُس سے کہا مال سب اپنا اُسے دے جلد لا
ورنہ کہتا ہون کہ مشکل تجھ پہ ہو اور ستم تیرا نہ ظاہر اُس سے ہو
پھاڑے کپڑے اور ڈالی سر پہ خاک کہ ستم کرتے ہو ہر دم دردناک
اور اُسدم طعنے وہ کرنے لگا پاس پھر داؤد نے اپنے بلا
واہ رے اندھے بد نصیبہ ہے ترا ظلم تیرا تھوڑا تھوڑا اب کھلا
دیکھا تو نے اسدم یہ انصاف گاہ بجھ گدھی پہ ترس کو ہی افسوس و آہ
جا تو جو رو بچے تیرے سب ہوے اُسکے بندے اور زیادہ مت کرے
مارتا سینے پہ پتھر یا تھر سے دو دوڑتا جہل اپنے سے اوپر تلے
پس ملامت خلق بھی کرنے لگی کہ نہ تھی فعلون سے اُسکے آگہی
کون جانے ظالم و مظلوم سے اپنے ظالم نفس کا سر کاٹ دے
ورنہ ظالم کہ اندر نفس ہے دشمن مظلوم ہے وہ جاہل ہے
کتا حملہ کرتا ہے مسکین سے اُسکا نے وہ مسکین کو جتنک ہو سکے
شرم شیرون کو ہے نے کتون کو ہی کہ نہ پکڑین صید وہ ہمسائے کے
دوڑ اشل سگ طرف داؤد کے عام مظلومونکا ظالم بڑھ کے ہے
حسب مشہور داؤد کی جانب کہا کہ نبے مجتبی و مشفقا
ظلم مجکو صریح نے جا ہے سبے گنہ پر قہرا تنامت کرے

بعد ازان داؤد گفتش ای عنود جملہ مال خویش او را بخش زود
ورنہ کارت سخت گردد گفتمت تا نگردد ظاہر از وی اشتمت
خاک بر سر کرد جامہ بر درید کہ بہ ہر دم می کنی ظلمی مزید
یکدمی دیگر بدین تشنیع راند باز داؤدش بہ پیش خویش خواند
گفت چون بختت نہ بد ای بخت کور ظلمت آمد اندک اندک در ظہور
دیدۂ آنگاہ صدور پیش گاہ اے دریغ از چو تو خر خاشاک راہ
رو کہ فرزندان تو با جفت تو بندگان او شدند افزون مگو
سنگ بر سینہ ہمی زد با دو دست می دوید از جہل خود بالا و پست
خلق ہم اندر ملامت آمدند کز ضمیر کار او غافل بدند
ظالم از مظلوم کے داند کسے کو بود سخرۂ ہوا ہمچون خسی
ورنہ آن ظالم کہ نفس ست اندرون خصم ہر مظلوم باشد از جنون
سگ ہمارہ حملہ بر مسکین کند تا توانی زخم بر مسکین زند
شرم شیران راست نی سگ را بدان کہ نگیرد صید از ہمسایگان
از کمین سگسار سوی داؤد جست عامۂ مظلوم کش ظالم پرست
روی بر داؤد کردن کان فریق قہر کردی بیگناہے را بلاش
این نشاید از تو کین ظلم ست فاش قہر کردی بیگناہے را بلاش

ارادہ کرنا داؤد علیہ السلام کا کہ تا راز خلائق پر ظاہر کرین

عزم کردن داؤد علیہ السلام تا راز را آشکارا بر خلق کند

گفت ای یاران زمان آن رسید | کان سر مکتوم او گردد پدید
جمله برخیزند تا بیرون رویم | تا از آن سرهان واقف شویم
در فلان صحرا درختی است زفت | شاخهایش انبه و بسیار جفت
سخت راسخ خیمه گاه و بیخ او | بوی خون می آیدم از بیخ او
خون شدست اندر بن آن خوش درخت | خواجه را کشت ست این منحوس بخت
مال او برداشت ست این قلبتان | وین غلام او ست این آزادگان
ای جوان مر خواجه را ماست پسر | طفل بود و او ندارد زین خبر
تاکنون حلم خدا پوشید آن | آخر از ناشکری این قلتبان
که عیال خواجه را روزی ندید | نی بنوروز و نه موسمهای عید
بی نوایان را بیک لقمه بجست | یاد ناورد او ز حقهای نخست
تاکنون از بهر یک گاو این لعین | می زند فرزند او را بر زمین
او بخود برداشت پرده از گناه | ورنه می پوشید جرمش را اله
کافر و فاسق درین دور گزند | پردهٔ خود را بخود می بر درند
ظلم مستور است در اسرار جان | می نهد ظالم به پیش مردمان
که ببینیدم که دارم شاخها | گاو دوزخ را ببینید از ملا

وہ یارو وقت اب آیا ہے وہ | کہ وہ پنہان راز ظاہر اسکا ہو
سب اٹھو تم تاکہ ہم باہر چلیں | تاکہ اس راز نہان سے کریں
اس فلاں جا میں درخت اک ہے بڑا | شاخیں رکھتی ہیں انجوم از بس بڑا
بیچ ہے مضبوط وہ بیخیں رکھے | اسکی جڑ سے بوی خون آتی مجھے
خون ہوا ہے اس شجر کی جڑ سے | مارا اس منحوس نے خواجہ کو ہے
مال اسکا سب لیا اس نے سہاں | یہ غلام اسکا ہے اسے آزادگان
یہ جوان ہوتا ہے خواجہ کا پسر | تھا یہ بچہ ہے نہ اس سے کچھ خبر
حلم حق نے آج تک مخفی رکھا | اسکی ناشکری سے ظاہر ہو گیا
کہ عیال خواجہ کو روزی نہ دی | عید اور نوروز کو اسنے کبھی
مفلسوں ایک لقمہ نے دیا | اور نہ پہلے یاد حق کو اسنے کیا
یاں تلک اک گاؤ کے وہ واسطے | رنج فرزندوں کو اس کے دیتا ہے
اس لئے خود پردہ اٹھایا جرم سے | ورنہ حق نے آج تک ڈھانکا ہے
اس جہاں میں فاسق و کافر سبھی | پردہ اپنا پھاڑتے ہیں آپ ہی
ظلم تو اسرار جاں میں ہے نہاں | سامنے سب کے کرے ظالم عیاں
کہ یہ دیکھو تم رکھوں میں شاخ کو | واسطے دوزخ کے ظاہر دیکھ لو

گواہی دادن دست و پا و زبان بر سر ظالم هم در دنیا

گواہی دینا ہاتھ پاؤں زبان کی اور بھید ظالم کی بھی دنیا میں

پس همین جا دست و پایت در گزند | بر ضمیر تو گواهی می دهند
چون موکل می شود بر تو ضمیر | که بگو تو اعتقادت وا مگیر
خاصه در هنگام خشم و گفتگو | می کند ظاهر سرت را مو بمو
چون موکل می شود ظلم و جفا | که هویدا کن مرا ای دست و پا
چون همی گیرد گواه سر لگام | خاصه وقت جوش خشم و انتقام
پس همان کس کو موکل می کند | تا گواه راز بر سر افکند
پس موکلهای دیگر روز حشر | هم تواند آفریدن بهر نشر
ای بدو دست آمده در ظلم و کین | گوهرت پیداست حاجت نیست این

ہاتھ اور پاؤں گواہی دیتے ہیں | بس ضمیری پر تری اس دار میں
جو موکل ہوتا ہے تجھ پر ضمیر | کہ کہو تو اعتقاد اپنا اسیر
خاصکر غصہ کے وقت اور بحث میں | کرتے تیرے بھید ظاہر جتنے ہیں
جو موکل ہوتا ہے ظلم و جفا | کہ کرو ظاہر ہمیں ای دست و پا
وہ گواہ جب کھینچتے ہیں باگ کو | خاصکر غصہ کا جبکہ وقت ہو
پس وہ مالک جو موکل کرتا ہے | راز بھر سر میں ظاہر کرتا ہے
پس موکل دوسرے وہ روز حشر | پیدا کر دیگا کہ تا ہو جائے نشر
ای گزرنا ظلم دونوں ہاتھ سے | ہر عیاں گوہر کہ حاجت اسکی ہے

حاجت شہرت نہیں کچھ ظلم کر — کہ ضمیر آتشین جانے ہیں وہ
نفس تیرا دے ہر دم سو شرار — دیکھو تم مجکو میں ہوں اصحاب نار
نار کا جز ہوں میں کل کو جاتا ہوں — نور تھے ہوں کہ سو حضرت چلوں
اس طرح یہ ظالم حق ناآشنا — گاؤ کی خاطر کرے اتنا ستم
گاؤ اور اونٹ اس نے سو سو لیئے — نفس ہے یہ اے پدر اب چھوڑیئے
ایک دن ساتھ حق کے نہ گریہ کیا — اور نہ اک دن رو کے یارب کہا
میرے دشمن کو خدایا کر تو خوش — گر ستایا میں نے تو کر اسکو خوش
عاقلہ پر ہووے قتل خطا — عاقلہ جان کا ازل سے ہے خدا
سنگ استغفار سے ہوتا ہے ورد — دیکھ یہ انصاف نفس اے جان حر

نیست حاجت شہرہ گشتن در گزند — بر ضمیر آتشینت واقف اند
نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار — کہ ببینیدم منم اصحاب نار
جزو نارم سوی کل خود روم — من نہ نورم کہ سوی حضرت شوم
ہمچنان کاین ظالم حق ناشناس — بر گاو کرد چندین التباس
او از آن صد گاو برد و صد شتر — نفس اینست ای پدر از وی ببر
غیر روزی با خدا زاری نکرد — یاربی تا مار از و روزی برد
کای خدا خصم مرا خشنود کن — گر زنش کردم زیان تو سود کن
گر خطا گشتم دیت بر عاقلہ است — عاقلہ جانم تو بودی از الست
سنگ میکرد و باستغفار مر — این بود انصاف نفس ای جان حر

باہر جانا خلائق کا طرف اس درخت کے

بیرون رفتن خلایق بسوی آن درخت

ہو گئے باہر شجر کی سمت وہ — بولے اسکے ہاتھ پیچھے باندھ دو
تاکہ اسکے جرم کو میں کھول دوں — تاکہ ظاہر عدل صحرا میں کروں
بولے اسکو جد کو مارا تو نے ہے — تو غلام خواجہ ہے اس واسطے
مار کر خواجہ کو مال اسکا لیا — حال اسکا حق نے ظاہر کر دیا
تیری جو عورت بھی لونڈی اسکی ہو — ایسے خواجہ پر جفا کی کس لیے
پیدا اس سے بیٹی بیٹا جو ہووے — ملک وارث کے سراسر وہ ہوئے
کسب تیرا ملک اسکی تو غلام — شرع ڈھونڈی شرع لے اے مرد خام
قتل سے خواجہ کو مارا زار زار — تھی یہاں پر خواجہ کہتا زینہار
اور چھری جلد سے یاں پر گاڑ دی — مارے ہیبت کے کہ نے دیکھ کوئی
اس زمین اسکا سر ہے اور چھری — اس زمین کو کھود تا نکلے سبھی
نام اس سگ کا چھری پر ہے لکھا — ساتھ خواجہ کے کیا مکر و دغا
جو زمین کو کھود ویسا ہی کیا — وہ چھری اور سر زمین میں سے ملا
خلق میں ایک شور و غل صدم پڑا — توڑ زنار ہی سبھوں نے زمین پر ڈالا
اس گھڑی سوی شجر آمادہ ہو — بولے تو کیا جانتا ہے سچ کہو

چون برون رفتند سوی آن درخت — گفت دستش را ز پس بندید سخت
تا گناہ و جرم او پیدا کنم — تا لوای عدل بر صحرا زنم
گفت ای سگ جد این را کشتہ — تو غلام خواجہ زین رو گشتہ
خواجہ را کشتی و بردی مال او — کرد یزدان آشکارا حال او
آن زنت او را کنیزک بودہ است — با همین خواجہ جفا بنمودہ است
ہرچہ زو زاید مادہ یا کہ نر — ملک وارث باشد آن جملہ ز سر
تو غلامی کسب و کارت ملک اوست — شرع جستی شرع بستان رو نکوست
خواجہ را کشتی باستم زار زار — ہم بر اینجا خواجہ گویان زینہار
کارد از اشتاب کردی زیر خاک — از خیالی کہ بدیدی سہمناک
نک سرش با کارد در زیر زمین — باز کاوید این زمین را ہمچنین
نام این سگ ہم نوشتہ کارد بر — کرد با خواجہ چنین مکر و ضرر
ہمچنین کردند چون بشکافتند — در زمین آن کارد و سر را یافتند
ولولہ در خلق افتاد آن زمان — ہر یکی زنار ببرید از میان
وانگہی سوی درخت آورد رو — گفت [illegible] میدانی بگو

شاخ تیروں تنبر کی اس زمان | صنعت حق سے کیا یہ بیان
اے رسول حق تو کہتا ہے بجا | صانع اس کہنے کا تیرے ہے گوا
خواجہ اس کشتے مارا ہو یہاں | ہاتھ میں خنجر ہے فولادی عیان
سب ہوے داود علیہ ... | گیر کے ... اور شاہ

در زبان از شاخ و برگ آن درخت | آوازه نوع جدا آورد سخت
کای رسول حق همی گفتم براست | صانع عالم برین حکمت گواست
خواجه را این رنگ بدیجا چون بکشت | د فولاد که دست ساودش بر مشت
محکم اندر داد او گشت عار خواه | گر نکرد او گشته بود دو تاه

قصاص لینا داود علیہ السلام کا خونی سے بعد الزام کے

قصاص فرمودن داود علیہ السلام خونی را بعد الزام

بعد فرمایا اے انصاف جو | دادے اس رو سے ہے اب تو
پس قصاص کیا اسی تیغ سے | حلم حق سے مکر اس کا کب چھٹے
حلم حق کا گرچہ غم خواری کرے | ہی کہ گذرے حد سے رسوائی کرے
لے اچھے جون اور سو ملیں پرے | بھید کے کھلنے کی پس رغبت کرے
خواہش انصاف داور کی ہے | پس ضمیرون سے نکلو ہر ایک کے
کیا ہوا وہ خواجہ کیا حال اسکا ہی | جیسے کھیتی سبز ہو گلزار سے
اس کا جوش خون ہو دل میں جستجو | دل میں خارش ہو بحث گفتگو
جبکہ اسدم بھید اسکا کھل گیا | معجزہ داود کا ظاہر ہوا
خلق جملہ سر برہنہ ہو گئی | سر کو سجدے سے زمین پر مارتی
ہم تھے اصلی اندھے یہ میں تھا ہرا | جو کہ تو کہتا تھا لے ہم نے سنا
سیکڑوں دیکھے عجائب تجھ سے ہیں | پر میں ہم سنتے دیے آنکھیں کھیں
پتھروں نے یہ تجھے ظاہر کیا | ہم کو لے طالوت کی کر تو غزا
لے گئے گو میں تین سنگ آیا ہے تو | مارے تیرے صدہا دشمن اور عدو
سنگ تیرے سیکڑوں ٹکڑے ہوے | دشمنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے
لو ہا تیرے ہاتھ میں جون موم ہے | جو زرہ بنانا تجھے معلوم ہے
کوہ تیرے ساتھ کرتے تھے شکور | ساتھ تیرے پڑھتے جون قاری زبور
سیکڑوں کی دل کی آنکھیں کھولدیں | تیرے دم سے غیب کا آیا یقین
وہ قوی تر سب سے جو دائم ہے | زندگی بخشے سدا قائم ہے وہ
جان جملہ معجزوں کی بس یہ ہے | کہ حیات جاودان مردہ کو دے

بعد از آن گفتش بیا ای دادخواه | داد خود بستان تو از بی زد سیاه
هم بدان تیغش بفرمود او قصاص | کی کند مکرش ز علم حق خلاص
حلم حق گرچه مواساها کند | لیک چون از حد بشد رسوا کند
خون نخسپد درفتد در هر دلی | میل بحث و جست و جوی کشف مشکلی
اقتضای داوری رب دین | سر بر آرد از ضمیر آن و این
کان فلان خواجه چه شد حالش چه گشت | همچنانکه جوشد از گل ارگشت
جوشش خون باشد آن واجستها | خارش دلها و بحث و ماجرا
چونکه پیدا گشت سر کار او | معجزه داود شد فاش و دو تو
خلق جمله سر برهنه آمدند | سر بسجده بر زمینها می‌زدند
ما همه کوران اصلی بوده‌ایم | داد بچه می‌نشنوده بشنوده‌ایم
وز تو ما صدگون عجائب دیده‌ایم | لیک معذوریم چون بی دیده‌ایم
سنگ با تو در سخن آمد شهیر | که برای غزو طالوتم بگیر
تو به سه سنگ و فلاخن آمدی | صد هزاران خصم را برهم زدی
سنگهایت صد هزاران پاره شد | هر یکی مر خصم را خون‌خواره شد
آهن اندر دست تو چون موم شد | چون زره‌سازی ترا معلوم شد
کوهها با تو رسائل شد شکور | با تو می‌خوانند چون مقری زبور
صد هزاران چشم دل بگشاده شد | از دم تو غیب را آماده شد
وان قوی‌تر زین همه کان دائمست | زندگی بخشی که سرمد قائمست
جان جمله معجزات این است خود | کو ببخشد مرده را جان ابد

پس مرا عالم جہان زندہ ہوا	حق کا ہم سے بس بندہ ہوا

بیان اس کا کہ نفس آدمی کا بجائی اس خونی کی ہے کہ مدعی گاو کشتہ کا ہوا تھا اور مارنے والا گاو کا عقل ہے اور داؤد علیہ السلام حق ہے یا شیخ کہ نائب حق ہے کہ ساتھ قوت و یاری کے ظالم کو مار سکتا ہے اور رزق ملتا ہے جو ساتھ روزی کے بے رنج کے

مار نفس اپنا جہان کو زندہ کر	مار خواجہ کو بنا اس کو بندہ کر
مدعی یہ گاو تیرا نفس ہے	خواجہ بن بیٹھا ہے وہ خود آپ ہے
گاو کش ہے عقل تیری ہوش کر	گاو کشی ہے تن سے تو منکر نہ ہو
عقل قیدی اس طرح انذر ہے	روزی اپنی رنج چاہتی جو ہے
روزی بے رنج موقوف اس پر ہے	کہ وہ بیٹے گاو کو کشتہ کرے
نفس کہوے گاو کیون سارا ملا	کیونکہ گاو نفس نقش ہے جسم کا
خواجہ زادہ عقل کا مفلس رہا	نفس خونی خود ہی خواجہ بن گیا
روزی بے رنج کیا ہے جان کو	رزق نوری اور غذای جان ہے
گاو کے قربان پر موقوف ہے	گاو میں ہے گنج احمق جان لے
کل الیاک شب کو کچھ ورنہ تمام	دینا دست فہم میں تیرے کلام
کھا الیاک شب کو افسانہ سا ہے	جو کچھ آتا ہے وہ اس عالم کا سبب
آنکھ رکھتی کہ سبب اسباب سے	کہ کر کہ سکیا اوش چشمون سے
دوسرا اسباب میں اسباب پر	یہ سبب مت دیکھا پھر کر نظر
ترک اسباب انبیا نے ہے کیا	معجزے پہونچا کے سبب پا سما
پھاڑا البحر دریا کو بے اسباب کے	صاف کھیتوں نے بے زراعت کی لیے
ریگ کو کوشش سے آٹا کیا	پشم کو محنت سے اب ریشم کیا
ساری قرآن میں بھرا ترک سبب	حرمت فقرا ہلاک بولہب

کشتہ شد قائم جہانی زندہ شد	بر پیکی انا خدا الجہہ شد

در بیان آنکہ نفس آدمی بجای آن خونی ست کہ مدعی گاو کشتہ بود و آن کشندہ گاو عقل ست و داؤد علیہ السلام حق ست یا شیخ کہ نائب حق ست کہ بقوت و یاری او توانا ظالم را کشتن و توانگر شدن بر رزق بی کسب و رنج

نفس خود را کش جہان زندہ کن	خواجہ را کشت است او را بندہ کن
مدعی گاو نفس تست ہین	خویشتن را خواجہ کرد و داد ...
آن کشندہ گاو عقل تست رو	بر کشندہ گاو تن منکر مشو
عقل اسیرست و ہمی خواہد ز حق	روزی بی رنج و نعمت بر طبق
روزی بی رنج او موقوف چیست	آنکہ بکشد گاو را کاصل بدیست
نفس گوید چون کشی گاو من	زانکہ گاو نفس باشد نقش تن
خواجہ زادہ عقل ماندہ بی نوا	نفس خونی خواجہ گشتہ پیشوا
روزی بی رنج میدانی کہ چیست	قوت ارواح است و ارزاق نبیست
لیک موقوفست بر قربان گاو	گنج اندر گاو دان ای گنج کاو
دوش چیزی خوردہ ام ور نہ تمام	دادمی در دست فہم تو زمام
دوش چیزی خوردہ ام افسانہ است	ہر چہ می آید ز پنہان خانہ است
چشم بر اسباب از چہ دوختیم	گر ز خوش چشمان کرشمہ آموختیم
ہست بر اسباب اسبابی دگر	در سبب منگر در آن افگن نظر
انبیا در قطع اسباب آمدند	معجزات خویش بر کیوان زدند
بی سبب مر بحر را بشکافتند	بی زراعت چاش گندم یافتند
ریگہا ہم آرد شد از سعی شان	پشم بز ابریشم آمد کش کشان
جملہ قرآن است در قطع سبب	عز درویش و ہلاک بولہب

مثال

مثال

مرغ بابیل ایک دو کنکر کو بے	لشکر اہل حبش کو توڑ دے	مرغ بابیلی دو سہ سنگ افکند	لشکر اہل حبش را بشکند
پیل مین سوراخ کثرت سے کرے	سنگ کنکر ایسا مارے اوج سے کر سے	پیل را سوراخ سوراخ افکند	سنگ مرغی کو ببالا بر زند
گاو کشتہ کی دو لیس مقتول پہ	مار دم کو تا کفن مین جی اٹھے	دم گاو کشتہ بر مقتول زن	تا شود زنده همان دم در کفن
اٹھ کھڑا ہووے جاے سر کشا	خون بہاوے اپنے قاتل سے سدا	حلق بریده جهد از جای خویش	خون خود جوید ز خون پالای خویش
ایسے ہی اول سے آخر تک قرآن	ترک اسباب سے ہی پیرا بیان	همچنین زآغاز قرآن تا تمام	رفض اسباب است و علت والسلام
عقل سے ہرگز نہ معلوم ہو	بندگی کر تاکہ تجھے معلوم ہو	کشف این نز عقل کارافزا شود	بندگی کن تا ترا پیدا شود
فلسفی معقول میں رکھتے ہیں دخل	اولیا میں شہسوار ہی عقل عقل	بند معقولات آمد فلسفی	شهسوار عقل عقل آمد صفی
مغز عقل عقل تیری عقل پوست	معدہ حیوان چاہے اکل پوست	عقل عقلت مغز و عقل تست پوست	معده حیوان همیشه پوست جوست
مغز کے جو پوست میں ہووے ملال	مغز ہادر اسکو آتا ہے حلال	مغز جو از پوست دارد صد ملال	مغز نغزان را حلال آمد حلال
عقل کا چھلکا جو سو برہاں دے	عقل کل کب بے الیقین پاؤن رکھے	چونکه قشر عقل صد برهان دهد	عقل کل کی گام بی ایقان نهد
عقل اک دفتر کو کرتی ہے سیاہ	عقل عقل عالم میں رکھے نور ماہ	عقل دفترها کند یکسر سیاه	عقل عقل آفاق دارد پر ز ماه
ہے سیاہی اور سفیدی کی بچاہ	جان و دل پر روشن اسکے نور ماہ	از سیاهی وز سفیدی فارغست	نور ماهش بر دل و جان بازغست
اس سیاہ و اس سپید سے قدر پائی	اس شب قدر منور سے اغنی	زین سیاه و آن سفیدی قدر یافت	زان شب قدرست کاختر وار تافت
سیم و زر سے قدر ہمیان کی سمجھ	اور بے زر کون ہمیانی کو لے	قیمت همیان و کیسه از زرست	بی زر همیان و کیسه ابترست
جسطرح ہو قدر تن کی جان سے	قدر جان ہے پرتو جانان سے	همچنان که قدر تن از جان بود	قدر جان از پرتو جانان بود
جان بے پرتو کے ہوتی زندہ گر	کہتا کب کافر کو میت حق مگر	گر بدی جان زنده بی پرتو کنون	هیچ گفتی کافران را میتون
گر کہ کھو دے ناطقہ تا سہر کو	قرن کے بعد آپ ہماری آئین ہو	هین بگو که ناطقه جو میکند	تا به قرنی بعد ما آبی رسد
گرچہ ہوں اہل سخن ہر قرن مین	لیک قول اگلوں کے بس ترد مین	گرچه هر قرنی سخن آری بود	لیک گفت سالفان یاری بود
گرنہیں توریت انجیل و زبور	ہو مین گواہ صدق قرآن اے شکور	نی که هم توریت و انجیل و زبور	شد گواه صدق قرآن ای شکور
روزی بے رنج چاہو اے خلیل	کہ جہان سے سیب لادے جبرئیل	روزی بی رنج جوی ای حبیب	کز بهشت آورد جبرئیل سیب
بلکہ روزی بہانہ جنت سے لے	بے تردد باغبان و کشت کے	بلکه رزقی از خداوند حسیب	بی صداع باغبان بیرنج و کشت
کیونکہ اس مین ذوق رکھا اسی نے ہے	بے ذریعہ پوست مغز کو ذوق دے	زانکه نفع نان در آن نان داد دست	بدهد آن نفعی بی توسط پوست
نقش ہائی بذوق پنہان خوان ہو	نان بے خوان اولیا کو بس ملے	ذوق پنهان نقش نان چون سفره است	نان بی سفره ولی را بهره است
رزق روحی کب ترا بے سعی سے	جز توجہ شیخ کے دادو ہے	رزق جانی کی بری با سعی و جست	جز بعدل شیخ کو داود تست
نفس مت صد شیخ سے دیکھے ترا	زر گرو اگر تابع ہو جاے ترا	نفس چون با شیخ بیند گام تو	از بن دندان شود او رام تو

صاحب این گاو رام آنگاه شد — کز دم داود او آگاه شد
عقل گاوے غالب آمد در شکار — بر سگ نفست کہ باشد شیخ یار
نفس اژدرہاست با صد زور و فن — روی شیخ او را زمرد دیدہ کن
گر تو خواہی ایمنی از اژدہا — دستش از داماں مکن [illegible]
خاک شو در پیش خاک با صفا — تا ز خاک تو بروید کیمیا
گر تو صاحب گاو را خواہی [illegible] — چون زبان بخشش کہ باز اندر دہان
چون بہ نزدیک ولی اللہ شود — آن زبان صد گزش کوتہ شود
صد زبان در ہر زبانش صد لغت — زرق و دستانش نیاید در صفت
مدعی گاو نفس آمد فصیح — صد ہزاران حجت آرد ناصحیح
شہر را بفریبد الا شاہ را — رہ نتاند زد شہ آگاہ را
نفس را تسبیح و مصحف در یمین — خنجر و شمشیر اندر آستین
مصحف سالوس او باور مکن — خویش با او ہمسر و ہمسر مکن
سوی حوضت آورد بہر وضو — واندر اندازد ترا در قعر جو
عقل نورانی و نیکو طالب است — نفس ظلمانی بر او چون غالب است
زانکہ او در خانہ عقل تو غریب — بر در خود سگ بود شیر مہیب
باش تا شیران سوی بیشہ روند — وین سگان کور آنجا بگروند
مکر نفس و تن نداند عام شہر — او نگردد جز بوحی القلب قہر
ہر کہ جنس اوست یار او شود — جز مگر داود کہ شیخت بود
کو مبدل گشت و جنس تن نماند — ہر کرا حق در مقام خود نشاند
خلق جملہ علتی اند از کمین — یار علت می شود علت یقین
ہر خسے دعوی داودی کند — ہر کہ بے تمییز کف در وی زند
از صیادے بشنود آواز طیر — مرغ ابلہ می کند آن سوی سیر
نقل را از قلب نشناسد غوی ست — ہین ازو بگریز گرچہ معنوی ست
رستہ و بربستہ پیش او یکیست — گر یقین دعوی کند او در شکیست
این چنین کس گر ذکی مطلق است — چونش این تمییز نبود احمق است

گاو والا جب مطیع تیرا ہوا — کہ دم داود سے آگاہ ہوا
عقل غالب آ سکے تب اندر شکار — نفس کے سگ پر کہ جو ہو شیخ یار
نفس باعث مکر کے ہے اژدہا — روئے شیخ اس کو زمرد سا دکھا
گر تو چاہے اژدہا سے ہو نہ ڈر — اسکے دامن کو نہ چھوڑ اے بیخبر
خاک ہو تو شیخ کے آگے ولا — خاک ست تیرے اگے تا کیمیا
گاو والے کو تو چاہے جانتا — مثل غر اندر سے آ کر اسکے لگا
اولیا کے پاس جو کہ جاتے ہے — وہ زبان نفس کو تہ پائے ہے
سو زبان اور ہر زبان میں سو لغت — اسکے چھلے مکر کی ہو کب صفت
مدعی گاو نفس ہے بس فصیح — سیکڑوں حجت وہ لائے ناصحیح
دھوکا دیوے شہریان شاہ کو — پر نہ دھوکا دے شہ آگاہ کو
نفس کی تسبیح و قرآن ہاتھ میں — آستین میں خنجر و شمشیر ہیں
مکر کے قرآن کو اسکے تو نہ مان — مت کرے ہمراز اپنا ہم عیان
حوض پر لائے وضو کے واسطے — تجکو دھوکا دیکے غرق آ بین کرے
عقل نورانی وہ طالب خوب ہے — نفس ظلمانی کی کیوں مغلوب ہے
کیونکہ وہ گھر میں مسافر عقل ہے — ہووے کتا شیر اپنی جائے پے
ٹھہرو تا شیر اپنی جنگل کو چلیں — اور یہ اندھے کتے واں بھونکا کریں
مکر نفس و تن نہ جانے خلق ہے — اور نہ وہ مقہور ہو جز وحی کے
جو کہ ہم جنس اسکا یار اسکا رہے — بس سوئے داود کہ وہ شیخ ہے
کہ وہ بدلا گیا تن سے بس چھٹا — اپنی جا پر جسکو خالق نے رکھا
خلق ساری علتی ہے گھات ہے — یار علت کی ہو علت جان لے
دعوی داودی ہر ناکس کرے — ہاتھ اسکا پکڑتے جو ناداں ہے
مرغ کی آواز سن صیاد سے — مرغ ناداں اس طرف کو جاوے ہے
نے کھرا جانے وہ کھوٹے سے غبی — بھاگ اس سے گرچہ ہووے متقی
قید و آزاد اسکے آگے ایک ہے — گر کرے دعوی یقین کا شک ہے
گر کوئی مطلق الیسا وہ کوئی ہو — یہ تمیز اسکو نہ احمق ہے وہ

[illegible]

بھاگنا عیسیٰ علیہ السلام کا بلندی کوہ پر اور اسکے پیچھے جانا ایک شخص کا اور سوال کرنا

گریختن عیسیٰ علیہ السلام بفراز کوہ و شخصی در پے او رفتن و سوال کردن

بھاگ اس سے جیسے عیسیٰ احمق سے بھاگے — ورنہ جاہلی کی طرف گر عقل ہے

پس از ان دیگر چون آموز شیر — سوی او مشتاب ای داناد لیر

عیسیٰ مریم تھا کوہ پر بھاگتا — گویا اسکو شیر تھا اک مارتا
ایک اسکے پیچھے دوڑا اور یہ کہا — کون ہے پیچھے اڑے تو مرغ سا
اس طرح تیزی سے وہ بھاگتا — کہ جواب اسکو نہ ہرگز دے سکا
ایک دو میدان پیچھے عیسیٰ کے گیا — روکتا عیسیٰ کو با صد التجا
ٹھہر دم بھر تو خدا کے واسطے — بھاگنے میں تیرے مشکل ہے مجھے
کس لیے تو بھاگتا ہے اے کریم — شیر ہے پیچھے ترے نے خوف و بیم
بولے میں احمق سے بھاگوں ہوں تو جا — میں بچوں اور تو نہ ہو زنجیر پا
بولا آخر وہ مسیحا ہی ہے تو — کہ ہوا اندھا بہرا تجھ سے بس نکو
بولے ہاں بولا وہ نے شہ ہے تو — کہ فسون غیب سے آگہ ہے تو
وہ فسوں مردہ پہ جو کہ تو پڑھے — جی اٹھے وہ جوں شکاری شیر کے
بولے ہاں ہوں میں وہ بولا کہ تو — مرغ نے گل سے بنائے خوبرو
پھونکتا دم اسپر کہ تا زندہ ہوا — پس ہوا میں اس گھڑی وہ اڑ گیا
بولے سچ ہے بولا بس اے روح پاک — جو کہ چاہے تو کرے کس سے ہے باک
جو جہاں میں ایسی برہان رکھے — کون ہے جو تیرا بندہ نہ بنے
بولے عیسیٰ کہ قسم ہے ذات کی — جو ہے خالق جان و تن کا اے اخی
برکت ذات و صفات یار ہے — کہ فلک اسپر گریبان چاک ہے
اس فسوں اور اسم اعظم کو پڑھا — اندھے اور بہرے پہ تو اچھا ہوا
کوہ سنگیں پر جو بس میں نے پڑھا — وہ فسون تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
جو پڑھا مردہ پہ زندہ ہو گیا — جو پڑھا لاشے پہ وہ شے ہو گیا
احمقوں کے دل پہ جب سے جو پڑھا — سیکڑوں باری اثر نے کچھ کیا
نے چھٹی عادت وہ ہو پتھر رہا — ریگ تھا کہ کچھ نہیں اس میں اگا

عیسیٰ مریم بکوہے میگریخت — شیر گوئی خون او میخواست ریخت
آن یکے در پے دوید و گفت خیر — در پیت کس نیست چہ گریزی چو طیر
با شتاب او آنچنان میتاخت جفت — کز شتاب خود جواب او نگفت
یک دو میدان در پے عیسیٰ براند — پس بجد و جہد عیسیٰ را بخواند
کز پے مرضات حق یک لحظہ بیست — کہ مرا اندر گریزت مشکلیست
از کہ این سو می گریزی اے کریم — نہ پیت شیر و نہ خصم و خوف و بیم
گفت از احمق گریزانم برو — میرہانم خویش را بندم مشو
گفت آخر آن مسیحا نہ توی — کہ شود کور و کر از تو مستوی
گفت آرے گفت آن شہ نیستی — کہ فسون غیب را ماویستی
چون بخوانی آن فسون بر مردۂ — بر جہد چون شیر صید آوردۂ
گفت آرے آن منم گفتا کہ تو — نے ز گل مرغان کنی اے خوبرو
زود می پرد سبک ہمان شید — در ہوا اندر پران پر آن شود
گفت آرے گفت پس اے روح پاک — ہرچہ خواہی میکنی از کیست باک
با چنین برہان کہ باشد در جہان — کہ نباشد مر ترا از بندگان
گفت عیسیٰ کہ بذات پاک حق — مبدع تن خالق جان در سبق
حرمت ذات و صفات پاک او — کہ بود گردون گریبان چاک او
کان فسون و اسم اعظم را کہ من — بر کر و بر کور خواندم شد حسن
بر کہ سنگین بخواندم شد شکاف — خرقہ را بدرید بر خود تا بناف
بر تن مردہ بخواندم گشت حی — بر سر لاشے بخواندم گشت شی
خواندم آن را بر دل احمق بود — صد ہزاران بار و درمانی نشد
سنگ خارا گشت و زان خو بر نگشت — ریگ شد کز وی نروید ہیچ کشت

بولا کیا حکمت ہے اسم حق وہاں — با اثر ہے نے اثر رکھے یہاں
وہ بھی رنج اور رنج یہ بھی کس لئے — وان اثر اور نے اثر یان پر کرے
بولے رنج احمقی قہر خدا — رنج اندھا پن نہ قہر الا بلا
کہ بلا کا رنج لائے زحمتیں — احمقی کا رنج لائیں زحمتیں
مہر کی ہے وہ جو اسکا داغ ہے — کب علاج ایسا اثر پیدا کرے
مثل عیسی احمقوں سے بھاگ جا — صحبت احمق نے خون نہ کیا
سر کو ٹوٹا ہے رنج احمقی — رحم کب ہو چارہ جو جو ہے شقی
چوری پالی کی کرے جیسے ہوا — اسطرح احمق بھی تجھ سے چرا
لیوے گرمی اور دے سردی تجھے — جیسے پتھر اپنے نیچے تو رکھے
بھاگنا عیسے کا نے تھا خوف سے — وہ تو تھا پر واسطے تعلیم کے
زمہریر آفاق کو گر زیر کرے — شمس کو سردی سے کب پیدا کرے

گفت حکمت چیست کانجا اسم حق — سود کرد اینجا نبود او را سبق
آن ہمان رنجست وآین رنجے چرا — او نشد او را واین را شد دوا
گفت رنج احمقی قہر خداست — رنج کوری نیست قہر آن ابتلاست
ابتلا رنجیست کان رحم آورد — احمقی رنجیست کان زخم آورد
آنچہ داغ اوست مہر او کردہ است — چارہ را بر روی نیارد بردہ است
ز احمقان بگریز چون عیسی گریخت — صحبت احمق بسے خونہا بریخت
بر سر آرد زحمتم رنج احمقی — رحم ہمو چارہ جوی کان شقی
اندک اندک آب را دزدد ہوا — واینچنین دزدد ہم احمق از شما
گرمیت را دزدد و سردی دہد — ہمچنان کو زیر خود سنگے نہد
آن گریز عیسی نہ بیم بود — آمنست او آن پی تعلیم بود
زمہریر ار پر کند آفاق را — چہ غم آن خورشید با اشراق را

قصہ اہل سبا و حماقت انکی کا اور نصیحت انبیا کا انمین اثر نکرنا

قصہ اہل سبا و حماقت ایشان و اثر ناکردن پند و نصیحت انبیا در آن

یاد آیا قصۂ اہل سبا — ہوئی حماقت سے صبا اپنی وبا
وہ سبا بس اک بڑا سا شہر ہے — تم کہانی میں سنو اطفال سے
ظاہراً لڑکے کہانی بس کہیں — پر کہانی میں بھرے اسرار ہیں
ہزل کہتے ہیں کہانی میں وے — تو خزانہ ڈھونڈھ ویرانہ میں ہے
شہر تھا وہ بس عظیم اور بڑا — قدر اسکی نے سکوره سے سوا
بس بڑا چوڑا اور وہ بس تھا دراز — اور گنجان دبہ مثل پیاز
اس میں بس دس شہر کے انسان تھے — تین قسموں پر تھے وہ جتنے تھے
انمیں تھیں قسمیں خلائق بیشمار — پر وہ سب مل تین تھے انجام کار
سوسے جانان جائے نا قابل جو — گر ہزاروں ہوں تو آدھا تن ہے دو
ایک اندھے انمیں تھے اور دور بین — کہ سلیمان سے تھے اندھے مور بین
دوسرے بہرے تھے انمیں تیز گوش — بال بھی انمیں نہیں تھا گنج ہوش
تیسرے ننگے بدن تھے وہ وسے — تنگ جامے کے تھے دامن کش بڑے

یادم آمد قصۂ اہل سبا — کز دم احمق صباشان شد وبا
آن سبا ماند بشہر بس کلان — در فسانہ بشنوی از کودکان
کودکان افسانہا می آورند — درج در افسانہ شان بس سر و پند
ہزلہا گویند در افسانہا — گنج می جو در ہمہ ویرانہا
بود شہرے بس عظیم و مہ ولے — قدر او قدر سکرہ بیش نے
بس عظیم و بس فراخ و بس دراز — سخت زفت و تو بتو ہمچون پیاز
مردم دہ شہر مجموع اندرو — لیک جملہ سہ تن ناشستہ رو
اندرو خلق و خلائق بے شمار — لیک آن جملہ سہ خام پختہ خوار
جان ناکردہ بجانان تاختن — گر ہزاران ست باشد نیم تن
آن یکے بس دور بین و دیدہ کور — از سلیمان کور و دیدہ پاے مور
آن دگر بس تیز گوش و سخت کر — گنج در وے نیست یک جو سنگ زر
وان دگر عور و برہنہ لاشہ باز — لیک دامنہای جامہ او دراز

دیکھا اندھے نے اک گروہ آتا ہے اب ۔ دیکھتے ہیں ہم کہ وہ ہستے ہیں سب
بولے بہرے ہم صدا انکی سنیں ۔ کہ وہ ظاہر باطن کچھ کہتے ہیں
بولے ننگے ہم کو کھٹکا ہوتا ہیں ۔ کہ ٹرے دامن ہمارے کاٹ لیں
بولے اندھے اب وہ نزدیک آگئیں ۔ بھاگیے ہم پیشتر سوچ کشتہ کریں
بولے بہرے سچ یہی ہے مشورہ ۔ یار دہ ہوئے اب ہیں وہ نزدیک آ
بولے ننگے مجکو بہت خوف ہے ۔ کاٹیں وہ دامن ہمارا طمع سے
شہر کو چھوڑا وہ اور باہر ہوئے ۔ بھاگ کر اک گاؤں کے اندر گئے
گاؤں میں اک مرغ موٹا سا ملا ۔ پر نہ ذرہ بھر بھی اسمیں گوشت تھا
دیکھا اندھے نے وہ بہرے نے سنا ۔ دم سے ننگے نے دامن میں رکھا
مرغ مردہ خشک سا دل نے ہے ۔ کھل گئیں تھیں ہڈیاں جو تار کے
ڈھونڈھ کر لائے وہ بس اک دیگ کو ۔ یہ سرا در سے تلا رکھتی تھی وہ
اسکو ان تینوں نے آتش پر رکھا ۔ مرغ فربہ اس میں ڈالا ہر سا
آگ سلگائی جو اس میں خوب ہی ۔ گوشت گلا اور ہڈی گل گئی
اسکو کھایا شیر جون کھانے شکار ۔ پھر گئے کھا کر ہوئے وہ فیل دار
تینوں وہ کھا کر گئے فربہ ہوئے ۔ تن ہاتھی کی طرح فربہ سے
اس طرح موٹے ہوئے کہ پھر جہان ۔ نہ سما سکتا تھا بس اندر جہان
باوجود ایسے موٹاپے جسم کے ۔ در ذرے سے کے نکل باہر گئے
راہ مرگ خلق ناپیدا ہے راہ ۔ نہ نظر آئی کہ وہ بیجا سے راہ
ہنگ گئے کاروان میں اب اول ۔ در ذرے سے در کہ وہ ہے بس عیان
در پر گرد ڈھونڈھ جو نہ پائے در کو ۔ ہے بہت ملا تو نہیں اب پوشیدہ وہ
اے ضیاء الحق حسام الدین عیان ۔ چاہیے پھر کرنا یہ شرح و بیان
ہے بیسر ہر قصے کے یہ مختصر ۔ آشنا اہل نہیں بیگانے پر

گفت کورانک گروہی میرسند ۔ من ہمی بینم کہ چہ قوم اند و چند
گفت کر آری شنیدم بانگشان ۔ کہ چہ می گویند پیدا و نہان
آن برہنہ گفت ترسان منم ۔ کہ ببرند از درازی دامنم
کور گفت اینک بنزدیک آمدند ۔ خیز بگریزیم پیش از زخم و بند
کر ہمی گوید کہ آری مشغلہ ۔ می‌شود نزدیکتر یاران ہلہ
آن برہنہ گفت آوہ دامنم ۔ از طمع ببرند و من ناایمنم
شہر را ہشتند بیرون آمدند ۔ در ہزیمت در دہی اندر شدند
اندران دہ مرغ فربہ یافتند ۔ لیک ذرہ گوشت بر وی نی نژند
کور دید آن کر آوازش شنید ۔ عور بگرفت و بدامن در کشید
مرغ مردہ خشک وز زخم کلاغ ۔ استخوانہا زار گشتہ چون رباغ
پس طلب کردند و دیگی یافتند ۔ نی سر و نی لب بیک بشناختند
بر سر آتش نہادند آن سہ تن ۔ مرغ فربہ را بدیگ اندر زدن
آتشش کردند چندان اے پسر ۔ کاستخوان شد پختہ گوشتش بی‌خبر
تر آن ہمی خوردند چون از صید شیر ۔ ہر یکے از خوردنش چون پیل سیر
ہر سہ نان خوردند پس فربہ شدند ۔ چون سہ پیل او بزرگ و مہ شدند
آنچنان کز فربہی ہر یک جوان ۔ در نگنجیدی ز زفتی در جہان
با چنین گبری و ہفت اندام زفت ۔ از شکاف در برون جستند و رفت
راہ مرگ خلق ناپیدا رہیست ۔ در نظر ناید کہ آن بیجا رہیست
نک پیاپی کاروانہا مقتفی ۔ زین شکاف در کہ ہست آن مختفی
بر در ار جوئی نیابی آن شکاف ۔ سخت ناپیدا و زو چندین زفاف
ای ضیاء الحق حسام الدین عیان ۔ باز باید گفت شرح این بیان
ہست پس ہر مختصر افسانہ جست ۔ آشنا را روی در بیگانہ نیست

شرح اندھے دور بین و بہرے تیز گوش و ننگی دراز دامن کی

شرح کور دور بین و کر تیز شنو و برہنہ دراز دامن

ول اہل کو ہوا ہے تو جہاں سے ۔ سنتا مرگ غیر کو اپنی نہیں

کر اہل راد ان کہ مرگ ما شنید ۔ مرگ خود نشنید و نقل خود ندید

اندھا حرص ہے کہ دیکھے عیب کو ۔ خلق کے اور کہے سب کو فاش کر
آنکھ اندھی اسکی ذرہ عیب کو ۔ اپنے نہ دیکھے ہے گرچہ عیب جو
ڈرتا ہے ننگا کہ دامن پھاڑ لیں ۔ پھاڑتے ننگے کا دامن کون ہے
اہل دنیا مفلس اور پر خوف ہے ۔ کچھ نہیں ڈرتا وہ چوروں سے ڈرے
آیا وہ ننگا و ننگا جائے ہے ۔ غم سے چوروں کے جگر خون کھالی ہے
وقت مرنیکے کہ چاروں کی ہے ۔ جان اسکی ہنستی ہے اس خوف سے
تب غنی جانے کہ نے وہ میرا زر ۔ بھی ذکی جانے کہ تھا میں بے ہنر
ٹھیکری ہوں جسطرح بچوں کی پاس ۔ اس سے وہ جوں اہل دولت ہو ہراس
چھینے گر ٹھیکری کو نے رونے لگیں ۔ پھر کوئی دیوے انھیں ہنسنے لگیں
جو نہیں لڑکوں کو دانش سے کار ۔ رونا ہنسنا انکا ہے بے اعتبار
عاریت کو ملک اہل وجاہ نے ۔ جانا اور تڑپا وہ جھوٹے مال پے
خواب میں دیکھو کہ میرا مال ہے ۔ ڈرتا ہے کہ چور میرا مال لے
جو قضا اسکو جگا دے خواب سے ۔ پس ہنسی آئے اسے اس خوف سے
یوں ڈرنا عالموں کا جان سے ۔ علم و عقل انکو جو اس عالم کا ہے
ان عقیلوں کے لیے اے پر فنون ۔ حق نے قرآن میں کہا لا یعلمون
ہر کوئی چوری سے ہر اک کے ڈرا ۔ اور خود کو جانے بس عالم بڑا
کہتے ہیں کہ وقت ہمارا کھوتے ہیں ۔ نے زمانہ سے فوائد خود رکھیں
کہتے ہیں کہ ہرج کام اپنا کیا ۔ اور بیکاری میں خود ہر اک رہا
ڈرتا ننگا کہ مرا دامن بڑا ۔ کیسے انکے ہاتھ سے رکھوں رہا
سیکڑوں وہ فضل جانیں علم سے ۔ ظلم سے جان کو نہ اپنی جانتے
خاصیت جانیں ہر اک جوہر کی یہ ۔ اپنے جوہر کے بیان میں مثل خر
جانتا ہوں میں یجوز و لایجوز ۔ خود نہ جانے تو یجوزی یا عجوز
یہ روا اور ناروا جانے وہ ہے ۔ خود نہ جا روا سے ہے دیکھ لے
قیمت ہر سامان کی تو جانے اخی ۔ قیمت اپنی کو نہ جانے ہے خری
جانتا ہے بد کو تو اور نیک کو ۔ پر نہ دیکھا نیک ہے یا بد ہے تو

حرص نابیناست بیند مو بمو ۔ عیب خلقان و بگوید کو بکو
عیب خود یک ذره چشم کور را ۔ می نبیند گرچه هست او عیب جو
عور می ترسد که دامانش برند ۔ دامن مرد برهنه کی درند
مرد دنیا مفلس است و ترسناک ۔ هیچ او را نیست وز دزدانش باک
او برهنه آمد و عریان رود ۔ وز غم دزدش جگر خون می‌شود
وقت مرگش که بود صد نوحه پیش ۔ خنده آید جانش از این ترس خویش
آن زمان داند غنی کش نیست زر ۔ هم ذکی داند که بود او بی‌هنر
چون کنار کودکی پر از سفال ۔ کو بر آن لرزان بود چون رب مال
گر ستانی پاره‌ای گریان شود ۔ پاره گر بازش دهی خندان شود
چون نباشد طفل را دانش دثار ۔ گریه و خنده‌اش ندارد اعتبار
محتشم چون عاریت را ملک دید ۔ پس بر آن مال دروغین می‌طپید
خواب می‌بیند که او را هست مال ۔ ترسد از دزدی که برباید جوال
چون ز خوابش بر کشاند گوش‌کش ۔ پس ز ترس خویش تسخر آیدش
همچنین ترسانی این عالمان ۔ که بودشان عقل و علم این جهان
از پی این عاقلان ذو فنون ۔ گفت ایزد در نبی لا یعلمون
هر کسی ترسان ز دزدی کسی ۔ خویشتن را علم پندارد بسی
گوید او که روزگارم می‌برند ۔ خود ندارد روزگار سودمند
گوید از کارم بر آرندم خلق ۔ غرق بیکاری است جانش تا بحلق
عور ترسان که منم دامن‌کشان ۔ چون رهانم دامن از چنگالشان
صد هزاران فضل داند از علوم ۔ جان خود را می‌نداند آن ظلوم
داند او خاصیت هر جوهری ۔ در بیان جوهر خود چون خری
که همی دانم یجوز و لایجوز ۔ خود ندانی تو یجوزی یا عجوز
این روا وان ناروا دانی ولیک ۔ خود روا یا ناروایی بین تو نیک
قیمت هر کاله می‌دانی که چیست ۔ قیمت خود را ندانی احمقیست
سعدها و نحسها دانسته‌ای ۔ ننگری سعدی تو یا ناشسته‌ای

ترجمہ		اصل	
سارے علموں کی یہ جان ہے دوستون	کہ تو جانے حشر میں میں کون ہوں	جان جملۂ علمها اینست این	که بدانی من کیم در یوم دین
دو اصول دین کا تجھ سے پر	دیکھ اپنی اصل میں کیا ہے بشر	آن اصول دین بدانستی ولیک	بنگر اندر اصل خود کو هست نیک
کم اصول اپنے سے ہے علم اصول	کہ تو جانے اصل اپنی اے فضول	از اصولینت اصول خویش به	که بدانی اصل خود ای مرد مه

قصۂ خوشی و خرمی اہل سبا کا اور ناشکری کرنا انکا | قصۂ خرمی اہل سبا و ناشکری ایشان

ترجمہ		اصل	
اصل تھوڑی بدبختی وہ اہل سبا	بھاگتے تھے اُس سے جو ملا	اصلشان بد بود آن اہل سبا	می رمیدندی ز اصحاب لقا
انہیں بہت اُس نے دی جنگل باغ	ہر طرف تھا کہ ہو اُن کو فراغ	دادشان چندین ضیاع و باغ و راغ	از چپ و از راست از بهر فراغ
بسکہ افزونی سے ازبس گرتے تھے	کہ مسافر تنگ وہیں ہوتے تھے	بسکه می افتاد از پُری ثمار	تنگ می شد معبره ره بر گذار
رستے میں تنگ میوے نے کیے	اور مسافر بس حیران تھے	آن نثار میوه ره را می گرفت	از پری میوه رهرو در شگفت
ٹوکرے لیکر درختوں میں بھرے	خود بخود میوے گرتے اور وہ بھرتے	سله بر سر در درختستان شان	پر شدی ناخواست از میوه فشان
میوے بے توڑے ہوا سے جھڑتے تھے	خود بخود دامن سبھوں کے بھرتے تھے	باد آن میوه فشاندی نے کسی	پر شدی زان میوه دامنها بسی
خوشے بھاری ہو کے نیچے لٹکتے تھے	اور راہگیر کے منہ پر لگتے تھے	خوشه‌های زفت تا زیر آمده	بر سر و رو می زده ره را زده
واں تک بھٹی کا جھونکنے والا زر	باندھتا تھا ہر گھڑی زریں کمر	مرد گلخن تاب از پُری زر	بسته بودی بر میان زرین کمر
ماری پھرتیں روٹیاں کتوں کے نیچے	بھیڑیے بھی ہم صحرا میں بھرے	سگ کلیچه کوفتی در زیر پا	تخمه بودے گرگ صحرا از نوا
شہر وہ میں امن گرگ و چور سے	بکریاں بھیڑیے سے بے وحشت رکھے	گشته آمن شهر و ده از دزد و گرگ	بز نترسیدی هم از گرگ سترگ
میلے کپڑے انکے ہو جاتے اگر	آگ مائیں انکی ہوتی بیشتر	جامهٔ ایشان اگر چرکین شدی	آتش سوزنده شان صابون بدی
وہ تنور اندر جو کپڑے ڈالتے	ایکدم میں بس صفا ہو جاتے تھے	در تنور انداختندی جامه را	لیک یکساعت شدی خوش با صفا
گر کروں نعمت کا انکی میں بیاں	دل بدن زیادہ ہو یہ قصہ بیاں	گر بگویم شرح نعمتهای قوم	که زیادت میشد آن یوماً فیوم
مجکو بھی کہنا زیادہ ناروا	انبیا نے فاستقم	مانع آید از سخنهای مهم	انبیا بردند امر فاستقم

آنا تیرہ پیغمبروں کا واسطے نصیحت اہل سبا کے | آمدن سیزده پیغمبر به نصیحت اہل سبا

ترجمہ		اصل	
تیرہ پیغمبر وہاں پر آئے تھے	ہوتے تھے ہادی وہاں گمراہ کے	سیزده پیغمبر آنجا آمدند	گمرهان را جمله رهبر می شدند
ہوئی افزوں نعمت کرو تم شکر کو	ٹھہرا مرکب شکر کا جولان کرو	که هلا نعمت فزون شد شکر کو	مرکب شکر ار بخسپد حرکو
شکر منعم واجب ابا عقل ہے	ورنہ اُسکے وہ عوض غصہ کرے	شکر منعم واجب آید در خرد	ورنه بگشاید در خشم ابد
تم کرم دیکھو کوئی ایسا کرے	کہ نہیں شکر ایسی نعمت کا کرے	هین کرم بینید و این خود کس کند	کز چنین نعمت بشکری بس کند

بخشا سجدہ کا چاہیے شکر دہ
شکر نعمت تئین زیادہ کرے

بخشا یا قعدہ کہ چاہیے شکر دہ
سیکڑوں گل خار سے پیدا کرے

سر نہ بخشد شکر خواہد سجدہ
شکر نعمت نعمت افزون

یا نہ بخشد شکر خواہد قعدہ
... ان گل زخاری

جواب دینا قوم کا انبیا علیہم السلام کو

قوم بولی لیگیا شکر اپنا غول
ہم ہوے ہین شکر و نعمت سے ملول

کیا ہی نعمت سیر جان اس سے ہوئی
شکر کیا کہوین کہو تم اے نبی

نعمت اب یہ ہم پہ محنت ہو گئی
شکر محنت کا بھی کرتا ہے کوئی

ہم عطا سے ایسے مرجھائے ہوئے
کہ نہ طاعت نے خطا خوش ہو گئے

ہم نہین چاہتے ہین نعمت اور باغ
ہم نہین چاہتے ہین اسباب فراغ

جواب دادن قوم انبیا علیہم السلام را

قوم گفتہ شکر ما را برد غول
ما شدیم از شکر و از نعمت ملول

نعمت چہ سیر شد جان ما زین
شکر چہ گوئیم بر گوئیم این

پیش ما این نعمت آمد محنتی
شکر محنت کس نگفت ای مفتتی

ما چنان پژمردہ گشتیم از عطا
کہ نہ طاعت ما خوش آید نہ خطا

ما نمی خواہیم نعمتہا و باغ
ما نمی خواہیم اسباب فراغ

جواب دینا انبیا علیہم السلام کا قوم کو

انبیا بولے کہ علت دل مین ہے
جو ہے آفت حق شناسی کے لیے

ساری نعمت اس سے بس علت بنے
کھانا بیمار مین کب قوت بنے

چند خوش جو پاس تیرے آئین گر
ہو وین ناخوش اور ہو صاف گدر

ان خوشی جملہ کا بس دشمن ہو تو
اس پہ ناخوش ہو وے جو کچھ پایا تو

آشنا اور یار تیرا جو ہوا
وہ حقیر اک تیری نظروں مین رہا

جو کوئی بیگانہ بس تجھ سے ہوا
آگے تیرے محترم وہ ہو گیا

یہ بھی اس علت کی ہے تاثیر سے
زہر اسکا ہو گیا سب خلقت مین

دفع علت جلد کرنا چاہیے
شکر اس سے پیدا کرنا چاہیے

جو خوشی آوے تجھے ناخوش کرے
آب حیوان آوے تو آتش بنے

کیمیا ہے رنج و مرگ ہے وہ صفت
زندگی ہو موت اس سے عاقبت

وہ غذا کہ اس سے بنتی زندہ ہو دل
تیرے تن مین آ کے وہ گندہ ہو دل

جو ہوا اک ناز سے تیرا شکار
پاس تیرے وہ ہوا آخر کو خوار

آشنائی عقل کی ہو عقل سے
دوستی ہر دم صفائی سے بڑھے

آشنائی نفس کی ہو نفس سے
کر یقین کہ دم بدم بس وہ گھٹے

جواب گفتن انبیا علیہم السلام مر قوم را

انبیا گفتند در دل علتی ست
کہ از ان در حق شناسی آفتی

نعمت از وی جملگی علت شود
طعمہ در بیمار کے قوت شود

چند خوش پیش تو آمد ای مصر
جملہ ناخوش گشت و صافی او کدر

تو عدوی این خوشیہا آمدی
گشت ناخوش ہر چہ بر وی کف زدی

ہر کہ او شد آشنا و یار تو
شد حقیر و خوار در دیدار تو

ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم
پیش تو او بس مہ است و محترم

این ہم از تاثیر آن بیماری ست
زہر او در جملہ جفاہا ساری

دفع آن علت بباید کرد زود
کہ شکر با آن حدث باشد دو دود

ہر خوشی کاید بتو ناخوش بود
آب حیوان گر رسد آتش شود

کیمیای مرگ و جسک ست آن صفت
مرگ گردد زان حیات عاقبت

بس غذا کہ زو دل زندہ شد
چون بیامد در تن تو گندہ شد

بس عزیزی کہ بناز اشکار شد
چون شکارت شد بر تو خوار شد

آشنائی عقل با عقل از صفا
چون شود ہر دم فزون باشد ولا

آشنائی نفس با ہر نفس پست
تو یقین میدان کہ دم دم کمتر ست

زانکه نفس گرد علت می تند / معرفت را زود فاسد می کند
کیونکہ گرد علت کے نفس اسکا تنے / معرفت کو جلد تر فاسد کرے

گر نخواهی دوست را فردا نفیر / دوستی با عاقل و با عقل گیر
عقل نا نفرت دوستی تو چاہے گر / دوستی کو عقل اور عاقل سے کر

از سموم نفس چون با علتی / هرچه گیری تو مرض را آلتی
نفس کی گرمی سے جو علت ہی / ہو مرض کا آلہ تو جو کچھ کرے

گر بگیری گوهری سنگی شود / ور بگیری مهر دل جنگی شود
گر تو اک گوہر کو لیوے سنگ ہو / گر محبت دل کی لیوے جنگ ہو

ور بگیری نکتهٔ بکر لطیف / بعد درکت گشت بی ذوق و کثیف
گر تو لیوے نکتہ نادر لطیف / بعد آگاہی ہے بے ذوق و کثیف

که من این را بس شنیدم کهنه شد / چیز دیگر گو بجز آن ای عضد
کہ سنا میں نے پرانا ہو گیا / دوسری چیز اور کہو اسکے سوا

چیز دیگر تازه و نو گفته گیر / باز فردا زو شوی سیر و نفیر
جان یون ہی دوسری تو چیز کو / کل کو پھر نفرت کبھی بھی اس سے ہو

دفع علت کن چو علت خو شود / هر حدیث کهنه پیشت نو شود
دفع علت کر جو علت دور ہو / ہر پرانی بات تجکو ہووے نو

تا که از کهنه برآرد برگ نو / بشکفد کهنه صد خوشه ز گو
تا پرانی سے ہو پیدا شاخ نو / نکلیں خاک کہنہ سے نو خوشہ سو

ما طبیبانیم شاگردان حق / بحر قلزم دید ما را فانفلق
ہم طبیب اللہ کے شاگرد ہیں / پھٹ گیا جو بحر نے دیکھا ہمیں

آن طبیبان طبیعت دیگر اند / که بدل از راه نبضی بنگرند
وہ طبیبان طبیعت اور ہیں / نبض سے دیکھیں دل یا ہیں

ما بدل بی واسطه خوش بنگریم / کز فراست ما باعلی منظریم
دل میں ہم بے واسطہ ہیں دیکھتے / کہ فراست سے نظر اعلیٰ پہ ہے

آن طبیبان غذا اند و ثمار / جان حیوانی بدیشان استوار
وہ طبیب اگر غذا اور پھل کے ہیں / روح حیوانی کو وہ قائم رکھیں

ما طبیبان فعالیم و مقال / ملهم ما پرتو نور جلال
ہیں طبیب ہم فعل کے اور قال کے / نور حق الہام دیتا ہمکو ہے

کاین چنین فعلی ترا نافع بود / وان چنان فعلی ز ره قاطع بود
کہ یہ ایسے فعل نافع تجکو ہیں / اور وہ ویسے فعل قاطع تجکو ہیں

این چنین قولی ترا پیش آورد / وان چنان قولی ترا نیش آورد
قول ایسا تجکو بس بہتر کرے / قول ویسا تجکو بس بدتر کرے

آنچنان و این چنین از نیک و بد / پیش تو بنهیم و بنماییم جد
نیک و بد سے ایسا ویسا ہم ہیں / آگے تیرے اور بتاتے ہیں تجھے

گر تو خواهی این کزین در خواهی آن / زهر و شکر سنگ و گوهر شد عیان
گر تو چاہے اسکو لے یا اسکو لے / زہر و شکر سنگ و گوہر ہیں کھلے

آن طبیبان را بود بولی دلیل / وین دلیل ما بود وحی جلیل
ان طبیبوں کا ہے قارورہ دلیل / اور دلیل اپنی ہے بس وحی جلیل

دست مزدی می نخواهیم از کسی / دست مزد ما رسد از حق بسی
ہم نہ مزدوری کسی سے چاہیں / ہمکو مزدوری ملے اللہ سے

هین صلا بیماری ناسور را / داروی ما یک بیک رنجور را
آؤ تم بیمارو ناسور کو / اک پہ اک دیویں دوا رنجور کو

معجزه خواستن قوم از پیغمبران علیهم السلام
معجزہ چاہنا قوم کا پیغمبران علیہم السلام سے

قوم گفتند ای گروه مدعی / کو گواه علم طب و نافعی
قوم بولی اے گروہ مدعی / اس نفع طب کی گواہی کس نے دی

چون شما بسته همین خواب و خورید / همچو ما باشید در ده می چرید
ایسے ہی کھانے میں تم بھی ہو بندھے / جیسے ہم کھاتے ہیں اندر دہ کے

دام میں اس آب و گل کے تم ہو جو | دیکھئے کب سیمرغ کے صیاد ہو تو
حب جاہ و سروری تم رکھتے ہو | خود کو تم پیغمبروں سے تاگنو
نہیں جچتی ہیں ایسے جھوٹ ہم کو | سننا اور پڑنا ناگہانی میں سنو
انبیا بولے کہ اس علت میں ہو | اندھاپن رویت کا جو پردہ ہی
امتحان ہی اس گہر کا خلق کو | نے گہر دیکھو ہمارے پاس ہو
امتحان ہے اس گہر کا خلق کو | ہم دکھا دیتے ہیں باہر اسکو جو
جو کہو اور پوچھتے ہی قول اسکا گواہ | وہ نہیں دیکھے گہر کہ ہے پڑا
تو کہے خورشید کہ اب تم اٹھو | ہو گیا لیس روز روشن ہے تو
تو کہے ای شمس کہاں اسکا گواہ | وہ کہے اے اندھے حق سے چشم چاہ
دن کو روشن جو ہی شمع ڈھونڈتا | اندھاپا ہو عین اسکا ڈھونڈنا
گر نہ دیکھے تو گمان لیجائے ہی | کر تو اک ظن کا ہی اور پردہ رکھے
اندھاپن ظاہر نہ کر اس قول کو | انتظاری میں تو چپ فضل کے
فضل بے علت کو تو پاسے مگر | اس سعادت سے بھری دل کو بشر
ایسے اندھے پن میں گر ہے سلو | آئینہ جیسا نہاں منہ سے ہیں مگر
دن کہاں ہے دن میں جو کہتا ہے تو | آپکو رسوا کرا اپنے تو ڈھونڈ خو
صبر کر جاذب اس رحمت کا ہے | یہ پتا چھپا پتا علت کا ہے
انصتوا کو کر قبول آئے تیرے تو | آئی جانان سے جزائے انصتوا
گر طبیبوں سے نہ چاہے گمرہی | سر زمین پر مار جلدی اے غنی
لات گوئی ترک اور رسول لے | بذل جان و جاہ کو جان ہے
تا ثنا تیری کہے فضل خدا | جاہ پر تیری حسد رکھے سما
جو طبیبوں کا نگہ رکھتے ہو دل | خود کو دیکھو اور خود سے ہو تم خجل
خلق اندھاپن نہ دفع کر سکے | پر طبیبوں کی ہدایت چاہئے
جان کر بندہ ان طبیبوں کا رہو | تا معطر مشک اور عنبر سے ہو

متہم کرنا قوم کا انبیا علیہم السلام کو

چون شما در دام این آب و گل آیید | کی شما صیاد سیمرغ دل آیید
حب جاه و سروری دارد تان | کرد شما را خویش از پیغمبران
ما نخواهیم این چنین لاف دروغ | کردن از گوش افتادن در دروغ
انبیا گفتند کاین زان علت است | مایهٔ کوری حجاب رؤیت است
دعوی ما را شنیدید و شما | می‌نبینید این گهر در دست ما
امتحان است این گهر مر خلق را | ما همی گردانیم گرد چشم‌ها
هرکه گوید کو گواه گفتنش هست | کو نمی‌بیند گهر حبس خواست
آفتابی در سخن آمد که خیز | که برآمد روز برجه کم ستیز
تو بگویی آفتابا کو گواه | گویدت ای کور از حق دیده خواه
روز روشن هرکه او جوید چراغ | عین جستن کوریش دارد بلاغ
ور نبینی هم گمانی برده‌ای | کو صباحست و تو اندر پرده‌ای
کوری خود را مکن زین گفت فاش | خامش و در انتظار فضل باش
فضل بی علت مگر در ما بدید | زین سعادت رو دو دل زایید
در بیابانی چنین کو برجا ابد | آینه پیهان شد از تو در نهد
در میان روز گفتن روز کو | خویش رسوا کردنست ای روز جو
صبر و خاموشی جذوب رحمتست | وین نشان جستن نشان علتست
انصتوا بپذیر تا بر جان تو | آید از جانان جزای انصتوا
گر نخواهی نکس پیش این طبیب | بر زمین زن زر و سر را ای لبیب
گفت افزون را تو بفروش و بخر | بذل جان و بذل جاه و بذل سر
تا ثنای تو بگوید فضل هو | که حسد آرد فلک بر جاه او
چون طبیبان را نگه دارید دل | خود ببینید و شوید از خود خجل
دفع این کوری به دست خلق نیست | لیک اکرام طبیبان از هدیست
این طبیبان را بجان بنده شوید | تا به مشک و عنبر آگنده شوید

متهم داشتن قوم انبیا علیهم السلام را

قوم بولی یہ ہے سب مکر و دغا — کب کرے ہے عمرو کو نائب خدا
جنس شہ ہو بیجا رسول اندر جہان — پانی مٹی ہے کہاں خالق کہاں
مغز کا گدھے کیا یا ہم بھنے تھے کیا — ہم کہیں مچھر کو ہمسر ہما
کہاں ہما مچھر کہاں گل اور خدا — شمس سے نسبت بھلا ذرہ کو کیا
ہے یہ کیا نسبت ہے پیوند یہ کیا — کب دماغ و عقل میں ہو دے رسا
ہم کہاں یہ کہنا بیہودہ کہاں — ہے یہ کیا کر دغا اور بد گمان
خود کہاں اور آسمان رسی کہاں — کب دماغ اپنا سنے یہ داستان
اسقدر ہم عقل و دانش رکھتے ہیں — گندنا کو جانتے گاجر سے ہیں

قوم گفتند اینهمه زرق ست و مکر — کی خدا نایب کند از زید و عمرو
هر رسول شاه باید جنس او — آب و گل کو خالق افلاک کو
مغز خر خوردیم تا ما چون شما — پشه را داریم همراز هما
کو هما کو پشه کو گل کو خدا — ز آفتاب چرخ چه بود ذره را
این چه نسبت وین چه پیوندی بود — تا که در عقل و دماغی در رود
تا کجا این گشت بیهوده کجا — این چه زرق ست و چه بیدادست این
خود کجا کو آسمان کو ریسمان — می نگیرد مغز ما این داستان
عاقلی با ما عقل واریم اینقدر — گندنا را می شناسیم از گزر

حکایت خرگوشوں کی کہ ایک خرگوش کو قاصد کر کے ہاتھی کے پاس بھیجا کہ کہو کہ میں ماہ آسمانی کی طرف سے قاصد ہو کر تیرے پاس آیا ہوں کہ تو اس پانی کے چشمے سے بھاگ جا چنانچہ کتاب کلیلہ دمنہ میں ہے

حکایت خرگوشان که خرگوشی را برسالت پیش پیل فرستادند که بگو که من رسول ماه آسمانم بهنا در پیش تو آمده ام که تو ازین چشمه آب حذر کن چنانچه در کتاب کلیله و دمنه برآمدن

یہ مثل وہ ہی کہا خرگوش نے — مہ کا قاصد ہوں وہ ہمراہ ہے
گلہ پیلوں سے چشمہ آب پر — ہو پہنچا تھا سب شکاروں کو ضرر
سب تھے محروم اور تھے چشمہ سے دور — بس کیا حیلہ جو کم تھا ان کا زور
کوہ پر سے بس کہا خرگوش نے — ہاتھیوں کو پہلی شب میں ماہ کے
چودھویں شب کو تو آ اے شاہ پیل — تاکہ اس چشمہ میں پاوے یہ دلیل
میں ہوں قاصد شاہ پیلاں آگر — قاصدوں پر ہے نہیں جور و جفا
ماہ کہتا ہے کہ اے پیلو تم آب — چھوڑ دو یہ چشمہ ہے مرا جا ہے سب
ورنہ اندھا کر دوں تم کو زور سے — کہہ دیا جو تھا ادا سر سے
چھوڑ دو اس چشمہ کو اور لو چلے تم — تا نہ میری تیغ سے کشتہ ہو تم
ہے نشانی یہ چشمہ اندر ماہتاب — مضطرب ہو جو کہ پیل آب
اس فلانی شب کو آ اے شاہ پیل — ہاں چشمہ میں تو پائے وہ دلیل

این بدان ماند که خرگوشی بگفت — من رسول ماهم و با ماه جفت
گز رمه پیلان بران چشمه زلال — جمله نخچیران بدند اندر وبال
جمله محروم و ز خوف از چشمه دور — حیله گردند چون کم بود زور
از سر که بانگ زد خرگوش زال — سوی پیلان در شب غره هلال
که بیا رابع عشر ای شاه پیل — تا درون چشمه یابی این دلیل
شاه پیلا من رسولم پیش ایست — بر رسولان بند و زجر و خشم نیست
ماه می گوید که ای پیلان روید — چشمه آن ماست زان یکسو شوید
ورنه من تان کور گردانم ستم — گفتم از گردن برون انداختم
ترک این چشمه بگوئید و روید — تا ز زخم تیغ من ایمن شوید
نک نشان آنست کاندر چشمه ماه — مضطرب گردد ز پیل آب خواه
آن فلان شب حاضر آ ای شاه پیل — تا درون چشمه یابی این دلیل

اٹھوین یا ساتوین تاریخ ا | شاو سیل اس آب کے اندر گھسا
آب مین جب موٹی والی سیل نے | مدہلا اس آب کی تحریک سے
جانا ہیچ اس سیل ز بین وہ نقاب | جو کیا چشمہ مین مہ نے اضطراب
مین وہ گلدڑ کی تھا گاپشت پا | لیدہ آیا نہ کوئی اوس جگہا
ای گروہ ہم وہ نا حق سیل ہین | اضطرابی مہ کی دھمکائی ہے

چونکہ ہفت و ہشت از مہ بگذرد | شا و سیل آمد در چشمہ اے خرد
چونکہ زد خیمہ بر سیل آن شب و روز | مضطرب شد آب مہ کردہ فسون
سیل باور کرد از آن خطاب | چون درون چشمہ گیرد اضطراب
ترس ترسان بازگشت آن مرد | لیک از آن ناخوشی را ایشان ہم
مانند ز آن پیلان کو لیہ آن گروہ | کا اضطراب ماہ آرد مان شکوہ

جواب دینا انبیا علیہم السلام کا انکے طعنے کا اور مثل لانا انکا

انبیا بولے کہ ہاے پند نے | بند جان کر دی تمہاری سخت تر
ہای بیماری تمہاری مین دوا | ہوگئی سم اور قصد جان کیا
آنکھ کو اس شمع نے اندھا کیا | جو خدا نے دالا پردہ چشم کا
کیا حکومت تمسے ہم چاہین بھلا | ای حکومت ہمکو بس تمسے سوا
کیا شرف کشتی ہو پانے بحر و بر | خاص وہ کشتی جو گوہر سے ہو پر
ہای وہ آنکھیں کہ اندھی و بیمار | آفتاب و تین بس اک ذرہ دکھا
الیا آدم کو نہ مثل اپنا رکھے | دیکھا جز خاک اسکو ابلیس نے
چشم دیو نے بہار اسکو خزان | بس دکھائی اور گئی گھر تھا جہاں
ای بہت دولت کہ آئی گاہ گاہ | آگے لے دولت کی بس چھوڑ راہ
ای بہت معشوق آئین بےکر پاس | عشقبازی وہ کیا ناشناس
احمقون کو ایسے حیران کیا | کیون نہ سیدھی راہ پر اونکو کرے
یہ غلط بین ہمکو حیران نے کیا | یہ تقلب قلب کی ہے بر قضا
کیون ہمارا قبلہ سنگین بت ہوا | لعنت و کوری تمہاری ہو گئی سیاہ
سنگ کیون لائق شریک حق ہوا | کیون لائق عقل ہمراز خدا
مردہ مچھڑ تو ہما کا ہو شریک | کیون نہ لائق زندہ ہمراز ملیک
مردہ شاید کہ تمہارا ہے بنا | زندہ مچھڑ ہے بنا اللہ کا
عاشق اپنی اپنی صنعت کے ہو تم | سر کو نہ سیانب کی جا ہے دم
دولت و نعمت نہیں دم رکھے | راحت و لذت نہیں بس سر تہا

جواب گفتن انبیا طعن ایشان را و مثل زدن ایشان را

انبیا گفتند آوہ پند جان | سخت تر کرد ای سفیہان بندتان
ای دریغا کہ دوا در رنجتان | گشت زہر قہر جان آنجہان
ظلمت افزود این چراغ آن چشم را | چون خدا انگاشت پردہ چشم را
چہ ریاست جست خواہیم از شما | کہ ریاست را فزون است از سما
چہ شرف یابد ز کشتی بحر و در | خاصہ کشتی ز سرگین گشتہ پر
ای دریغ آن دیدہ کور و کبود | آفتاب اندر او ذرہ نمود
کادمی کو بود بے مثل و ندید | دیدہ ابلیس جز طینے ندید
چشم دیوانہ بہارش دے نمود | ز انعطوف جنبد کو را خانہ بود
ای بسا دولت کہ آید گاہ گاہ | پیش بی دولت بگردد از زراہ
ای بسا معشوق کاید ناشناخت | پیش بدبختی نداند عشق باخت
احمقان را اینچنین حیران چراست | می نزد گمرہان را راہ راست
این غلط دہ دیدہ را حرمان ما | وین مقلب قلب را سوء القضا
چون بت سنگین شما را قبلہ شد | لعنت و کوری شما را ظلہ شد
چون شاید سنگ تان انباز حق | چون نشاید عقل و جان را ہمرہ حق
پشہ مردہ ہما را شد شریک | چون نشاید زندہ ہمراز ملیک
یا مگر مردہ تراشیدہ شماست | پشہ زندہ تراشیدہ خداست
عاشق خویشید و صنعت کرد خویش | دم ماران را سر مارست کیش
نی در آن دم دولتے و نعمتے | نی در آن سر راحتے و لذتے

گردسر کے پھرانے کی وہ دم مار | لائق و معقول ہین وہ دونون یار
ایسا کہتا ہی حکیم غزنوی | حسن الٰہی نامہ مین گر ہی خوشی
کم فضولی کر تو با حکم قدر | گوش خر کے لائق آیا جسم خر
بس مناسب جسم کے اعضا ہوے | بس مناسب جان کے وصف ہین سبھی
درست ہوتا ہی مناسب جان سے | بیگمان جان کو حق ترتیب دے
ہوگیا نزدیک جان کے ان کو | لیکن مناسب دیکھ ادھر جون چشم رو
ہین مناسب سب خوب و زشت | ہین مناسب حرف جو حق نے لکھے
بس مین لکھین لکھی ہین وا صبعین | دوشت کاتب ہین قلم جون اے حسین
انگلیان ہین لطف و قہر و دل قلم | از قبض و بسط ہین ای محتشم
ای قلم کو دیکھ گر تو ہے صف | کدہ اسکی انگلیون مین ہی چھپنا
جنبش اسکی انگلیون سے تیری ہے | ہے بہر سو چارہ راہ جمع کے
تیرے حرف حال اسکے نسخ سے | عزم و فسخ ہی اسکی عزم و فسخ سے
آہ و زاری کے سوا بس رہ نہین | خامہ اس گردش سی کیا اگر نہین
یہ قلم جانے وے مقدار خود | کرتا پیدا اسے لائق نیک و بد
ہاتھی اور خرگوش سے نسبت جو دے | دیتے ہو حیلہ ازل کو با ہی

گرد سرگردان بود آن ذم یار | لایق اندر در خور دندان هر دیار
آنچنان گوید حکیم غزنوی | در الٰهی نامه گر خوش بشنوی
کم فضولی کن تو در حکم قدر | در خور آمد شخص خر با گوش خر
شد مناسب عضوها و ابدانها | شد مناسب صفها با جانها
وصف هر جانی مناسب باشدش | بیگمان جانی که حق آراستش
چون صفت با جان قرین کردست او | پس مناسب دانکه همچون چشم و رو
شد مناسب صفها در خوب و زشت | شد مناسب حرفها کحق نوشت
دیده و دل هست بین الاصبعین | چون قلم در دست کاتب ای حسین
اصبع لطفست و قهر اندر میان | کلک دل با قبض و بسطی زین بنان
ای قلم بنگر گر اجلالیستی | که میان اصبعان کیستی
جمله قصد و جنبشت زین اصبع است | فرق تو بر چار راه مجمع است
این حروف حالهات از نسخ اوست | عزم و فسخت هم ز عزم و فسخ اوست
جز نیاز و جز تضرع راه نیست | زین تقلب هر قلم آگاه نیست
این قلم داند ولی بر قدر خود | قدر خود پیدا کند در نیک و بد
آنچه در خرگوش و پیل آویختند | تا ازل را با حیل آمیختند

بیان مین اسکے کہ ہر کسی کو مثل لانا لائق نہین خاص کر کارخانہ الٰہی مین کہ ناتمناہی ہے

در بیان آنکه هر کس را نرسد مثل آوردن خاصه در کارخانهٔ الٰهی که نامتناهی ست

یہ مثل کہنا تحسین کب جا ہے | نسبت اس درگاہ والا جاہ کے
یہ مثل کہنا خدا کو ہے روا | کہ وہ جانے علم و خفا ہر بات کا
جانے کیا گنبے تو راز چیز کو | یہ مثل زلف و رخ سے لای تو
دیکھا موسی نے عصا اور وہ تھا | اژدہا کھولا لب جو بھید کا
نے کھلا بھید ایسے شہ پر چوب کا | بھید دانہ دام کا تو جانے کیا
جو مثل مین دھوکا موسی کو ہوا | لکھ چوہا کو کب فضولی ہے روا
جو مثل کو اژدہا تیری کرو | ٹکڑے ٹکڑے تو جواہر تن کرے

کی رسد تان این مثلها ساختن | سوی آن درگاه پاک من لدن
آن مثل آرد در دل آن حضرتست | کو علیم و سر و جهر او آیتست
تو چه دانی سر چیزی تا تو کل | یا بزلفی یا برخ آری مثل
موسی آن را که عصا دید و نبود | اژدها بد سر او لب برگشود
چون چنان شاهی نداند سر چوب | تو چه دانی سر این دام و حبوب
چون غلط شد چشم موسی در مثل | چون شود موشی فضولی مدخل
آن مثالت را چو اژدرها کند | تا بپاسخ جزو جزوت برکند

یہ مثل لایا جو ابلیس لعین | تا ہوا ملعون حق تا یوم دین
یہ مثل لایا جو قارون کبر سے | تا دھسایا گنج اندر خاک کے
یہ مثل لایا جو نمرود دغا | تا کہ مچھر نے سر اسکا کھا لیا
یہ مثل ہوئی جو قوم عاد نے | تا کہ ریزہ کر دی ہڈی بادنے
یہ مثل لایا جو شداد لئیم | تا نپائیں اپنے بیٹے نون نعیم
یہ مثل لایا جو فرعون مکر سے | تا کہ دریا میں وہ ڈوبا گئے
یہ مثل لایا جو ہر بدبخت دون | تا کہ دوزخ میں پڑا وہ سرنگون
ان مثالوں کو جو ان از زاغ جان | کہ خراب ان سے ہوئے سو خاندان

این مثال آورد ابلیس لعین | تا کہ شد ملعون حق تا یوم دین
این مثال آورد قارون از لجاج | تا فرو شد در زمین با تخت و تاج
این مثال آورد نمرود جهول | تا کہ پشہ مغز سر خورد و شد ملول
این مثال اندیش کشته قوم عاد | کاستخوان شان خورد و فرا داد باد
این مثال آورد شداد لئیم | تا کہ شد محروم از سرور و نعیم
این مثال آورد فرعون از غلط | تا کہ اندر آب دریا شد سقط
این مثال آورد هر بدبخت دون | تا کہ شد در قعر دوزخ سرنگون
این مثالات او چو زاغ و بوم دان | کہ از ایشان پست شد صد خاندان

مثالیں دینا قوم نوح کی تمسخر سے کشتی بنانے میں

مثل زدن قوم نوح با استهزا در کشتی ساختن او

کشتی صحرا میں بناتے نوح تھے | سو مثل گر انپہ ہنسنے کو گئے
ایسے جنگل میں کہ نہ چاہ آب ہے | ہے بناتا کشتی نے دانش بکھے
ایک کہتا تھا کہ یہ کشتی چلا | ایک کہتا تھا کہ پر اسکے لگا
ایک کہتا تھا کہ دم اسکی ہے | ایک کہتا تجھہ ٹیڑھی یہ کہے
ایک کہتا اسکا پالان کس لکھی | ایک کہتا ٹھیڑا بار ان کس لیے
ایک کہتا کہ یہ خالی مشک ہے | ایک کہتا یہ گدھا کسکے لیے
ایک کہتا کیسے یہ جو کھا رہے | ورنہ بوجھا تیرا کب لیجائیگا ہے
ایک کہتا کہ یہ بس بیکار ہے | یا ہوا بوڑھا کہ بے دانش بکھے
وہ یہی کہتے یہ حکم حق سے ہے | یہ تمسخر سے تمہارے کب گئے

نوح اندر بادیہ کشتی بساخت | صد مثل گو از پی تسخر بتاخت
در بیابانی کہ چاه و آب نیست | می کند کشتی چہ نادان و غبیست
آن یکی می گفت این کشتی بتاز | وان یکی می گفت پرش هم بساز
آن یکی میگفت پالانش کجاست | وان یکی می گفت قفیش کرده است
آن یکی میگفت کاین مشکی تهیست | وان یکی می گفت این خر نهر کیست
آن یکی میگفت کاین مشکی تهیست | وان یکی می گفت این خر نهر کیست
آن یکی می گفت جو چون میخورد | ورنہ بارت کے بمنزل می برد
آن یکی میگفت بیکاری مگر | باشدی از قوت عقلت شده کم
او همی میگفت این فرمان خداست | این بخر کہ با نخواهد گشت کاست

حکایت اس چور کی کہ نقب دیتا تھا اور کہتا کہ ڈھول بجاتا ہوں

حکایت آن دزد کہ حفره میکند و می گفت دہل می زنم

یہ مثل سن تو کہ چور ایک رات کو | بس نقب دیوار میں دیتا تھا وہ
آدھا جگتا کہ مرض میں تھا پڑا | کھٹ کھٹ آہستہ وہ سنتا اسکی تھا
بام پر جا کر جھکا کر اپنا سر | بولا کیا کرتا ہے تو کام اے پسر
خیر ہی کیا کرتا آدھی رات کو | بولا میں ہوں ڈھول والا جان تو

این مثل بشنو کہ شب دزد عنید | در بن دیوار حفره می برید
نیم بیداری کہ او رنجور بود | طقطق آهستہ اش را می شنود
رفت بر بام و فرود آویخت سر | گفت او را در چہ کاری ای پدر
خیر باشد نیم شب چه می کنی | تو کہ ای گفتا دہل ای منحنی

اردو		فارسی	
کام کیا ہو لا بجاتا ڈھول ہون	بولے آواز ڈھول اب مین سمعن	در چه کاری گفت می کوبم دہل	گفت کو بانگ دہل ای بوسبل
بولا کل سن لیگا اس آواز کو	نعرہ وا حسرتا وا ویلا کو	گفت فردا بشنوی ای بانگ را	نعرهٔ یا حسرتا و اویلتا
جاذبین سن لیگا بانگ ڈھول کو	جب وہ کل سے اس گھڑی واقف ہو تو	من چو برخیزم بشنوی بانگ دہل	آن زمان الفتی سوی بر جوکل
وہ بناوٹ کہا اگرچہ جھوٹھ تھا	تو نہ پرکھا نہ بھید اس جھوٹھ کا	آن دروغ سست و گرد برساخته	ستر آن گر را تو هم نشناخته
تو پڑا غلطی مین بس ای خام خام	پختہ ہو آتش میں جا سکی والسلام	در غلط افتاده ای خام خام	پخته شو در آتش او والسلام

جواب اس مثال کا کہ منکروں نے کہے قاصدی خرگوش سے پیغام پیل کو ماہ آسمان کیطرف سے

جواب آن مثل که منکران گفتند از رسالت خرگوش پیغام پیل را از جانب ماه آسمان

اردو		فارسی	
بھید اس خرگوش کا شیطان ہی	نفس کے پاس آیا قاصد ہو کے	تیر آن خرگوش و آن بوالفضول	که به پیش نفس تو آمد رسول
تا کیا محروم تیرے نفس کو	آب حیوان سے کہ پیا خضر کو	تا نفس گول را محروم کرد	ز آب حیوانی که از وی خضر خورد
اسکے معنے الٹے بس تو ارے	کفر بولا نبش کر لائق تو ہے	باز گونه کرده معنیش را	کفر گفتی مستعد شو نبش را
اضطراب مہ کہان پانی میں ہے	کہ ڈرا ہاتھی سب خرگوش نے	اضطراب ماه گفتی در زلال	که بترسانید پیلان را شغال
قصہ خرگوش و پیل سب لایا تو	سے پانی مین ڈرا تا پیل کو	قصهٔ خرگوش و پیل آری و آب	خشیت پیلان ز مه در اضطراب
لب یہ اس مہ کے مقابل ہون ای خام	کہ ہوے مغلوب جس سے خاص و عام	این چه باشد آخر ای کوران خام	یا مهی که شد زبونش خاص و عام
کیا مہ و کیا آفتاب و کیا فلک	کیا عقول اور کیا نفوس اور کیا ملک	چه مه و چه آفتاب و چه فلک	چه عقول و چه نفوس و چه ملک
کیا وحوش اور کیا طیور اور کیا جماد	کیا ملوک اور کیا گدا کیا کیقباد	چه وحوش و چه طیور و چه جماد	چه ملوک و چه گدا چه کیقباد
کیا بلاد اور کیا پہاڑ اور بحار	کیا مہ و کیا سال کیا سیل و نہار	چه بلاد و چه جبال و چه بحار	چه مه و چه سال و چه لیل و نهار
کیا گل آب اور کیا ہوا کیا آگ کیا	کیا حریف اور کیا خزان اور کیا بہار	چه تراب و آب و چه باد و چه نار	چه حریف و سیف و چه دود و چه بهار
سب ہین اسکے حکم اور فرمان پر	جیسے گو ہووے خم چوگان مین	جمله اندر حکم و در فرمان او	همچو گوی در خم چوگان او
آفتاب آفتاب آفتاب	یہ جو کہتا ہون مگر سوتا ہون خواب	آفتاب آفتاب آفتاب	اینچه می گویم مگر خفتم بخواب
خشم سے شاہ ہونکے صد ہا شہر کو	کردیا سرنگون اے بدگمرہو	صد هزاران شهر را خشم شهان	سرنگون کرده است ای بدگمرهان
اپنے اوپر آپ کو از خود پھٹے	مثل خرجی کو اور خور پھرے	کوه بر خود می شکافد صد شکاف	آفتاب چون خراسی در طواف
خشم مردان خشک کردی ہے سحاب	خشم مردان نے کیا عالم خراب	خشم مردان خشک گرداند سحاب	خشم مردان کرد عالمها خراب
خاصہ خشم شاہ و باشاہ شہان	ریزہ ریزہ ہوا اس سے آسمان	خاصه خشم شاه بادشاه شهان	گرد و از وی ریزه ریزه آسمان
دیکھو تم اے بے حیا مردہ وو	اس سیاستگاہ مین قوم لوط کو	بنگرید ای مردگان بی حنوط	در سیاستگاه شهرستان لوط

کیا اصل ہاتھی تین مرغ سے لے — ہاتھیون کچھ کُنگر کرتے کرتے
آن ابابیلان عاجز مرغ نے — کیا لڑی ہاتھی کو ردنوں سے ہو سکے
کون ہو کہ سے سنا طوفان نوح — یا کہ جنگ لشکر فرعون نوح
نوح نے توڑا او پانی مین رکھا — ریزہ ریزہ انکو پانی نے کیا
کون ہو کر سے بحال ثمود — عادیون کا بیکی صرصر وجود
کھول ایسے ہاتھیو نیز آنکھ تو — مارتے تھے جنگ مین رو پیل کو
ایسے ہاتھی اور شاہ ظلم کار — خشم دل سے تھی ہمیشہ سنگسار
تاسد ظلمت سے اک ظلمات کین — جاتی لیکن حامی نہ رحمت کی زمین
نام نیک وبد کا شاید نے سنا — سب نے دیکھا اور تمکو نے دکھا
دکھلیں انکا جان بیٹھے ہو ولیک — مرگ کھو لیگی تمہاری آنکھ نیک
دونون عالم پر ہون مہر و نوری — شکل زعو نگر تو قیامت مین چلے
بد نصیبی آج تجھے اور نور سے — مند رورن ماہ اکرم سے رہی
چاہ مین آیا ہو تو ایوان سے — کیا گذیس رو چڑا عالم رکھے
جان اسکی وحشت گرگی مین رہا — کیسے دیکھے روی یوسف آ آنکھی
سنگ گرنے لحن داودی سنا — کان مین اس سنگ دل کی کیا
آفرین ہو تکو بس اے عقل و داد — بر گذری واللہ اعلم بالرشاد

پیل خود چہ بود کہی مرغ پران او — گوشتند آن پیلگا دہا استخوان
ضعف مرغان ابابیل ست او — پیل را بدرید تیر بیدر فو
کیست کو نشنید آن طوفان نوح — یا مصاف لشکر فرعون روح
روح شان بشکست اندر بحیب — ذرہ ذرہ اب شان بر می کنیت
کیست کو نشنید احوال ثمود — وانکہ صرصر عادیان را می ربود
چشم باری در چنان پیلان کشا — کہ بدندے پیل کش اندر وغا
آنچنان پیلان و شاہان ظلوم — زیر خشم دل ہمیشہ در رجوم
تا ابد اندر ظلمتے در ظلمتے — می رود نفریت خوے زنکو
نام نیک و بد گرنشنیدہ ای — حلیہ بد نر و شما نادیدہ اید
دیدہ را نادیدہ می آری میناب — تشنہ شان اوکشا بیدرگ نیسا
گرد عالم می بود خورشید نور — چون بدی در ظلمتی مانند گور
بے نصیب آئی ازان نور عظیم — بستہ رو زن ماہی از ماہ کریم
تو درون چاہ رفتستی ز کاخ — چہ گنہ دارد جہان ہا فراخ
جان کہ اندر وحشت گرگی از دلا — چون بہ بیند روی یوسف رانگر
لحن داودی بسنگ کہ رسید — گوش آن سنگین دلانش کی شنید
آفرین بر عقل و بر انصاف باد — بر زمان واللہ اعلم بالرشاد

صدقوا رسلاً کراماً یا صبا — صدقوا روحاً سباها من سبا
سچا کرو رسول لائے کریم کو اے ... — سچا کرو روح کو کہ کیے ... اپنی
صدقوهم هم شموس طالعة — یؤمنوکم من مخازی القارعة
سچا کرو ان کو کہ آفتاب ہیں طلوع کرنیوالے — ... دیکھیے تم کو قیامت
صدقوهم هم بدور زاهرة — قبل ان یلقوکم بالساهرة
سچا کرو ان کو کہ چاند روشن ہیں — قبل اسکے کہ ... قیامت
صدقوهم هم مصابیح الدجی — اکرموهم هم مفاتیح الرجا
سچا کرو ان کو کہ چراغ ہیں — بخشش کرو ان کی ...
صدقوا من لیس یرجو خیرکم — لا تضلوا الا قصدوا غیرکم
پارسی کہتا ہون تازی چھوڑ کر — جان کہ ہندو ہو تو اس ترک کا

صدقوا رسلاً کراماً یا صبا — صدقوا روحاً سباها من سبا
صدقوهم هم شموس طالعة — یؤمنوکم من مخازی القارعة
صدقوهم هم بدور زاهرة — قبل ان یلقوکم بالساهرة
صدقوهم هم مصابیح الدجی — اکرموهم هم مفاتیح الرجا
صدقوا من لیس یرجو خیرکم — لا تضلوا الا قصدوا غیرکم
پارسی گوئیم ہین تازی بہل — ہندوی آن ترک باش ...

بیان معنی حزم و مثال مرد حازم کے

تم گواہی بادشاہوں کی سنو	آسمان گرویدہ ہیں گرویدہ ہو
یا نظر اگلوں کی طرح اُدھر ڈال دو	یا طرف پچھلوں کے دوڑو حزم کے
حزم کیا ہے حفظ دو تدبیر سے	لو اُسے جو کہ پاک ہے جو کچھ سے
ایک کہوے سات دن تک راہ میں	نہ ہے پانی ریت سے پاؤں جلیں
دوسرا کہوے کہ جھوٹھا اسکو تو جان	ہر اک شب دیکھیے تو چشمہ روان
حزم وہ ہے کر تو لیوے آب کو	تا تو چھوٹے ڈر سے اور درست ہو
گر ہو پانی راہ میں اسکو پھینک دے	ورنہ ہو افسوس ترک جنگ پے
اے خلیفہ زادو انصاف کے ز	حزم محشر کے لئے تم سب کرو
باپ کو لایا مقام سے وہ عدو	باغ علیین سے پس زندان کو
اس نے شطرنج دل کو مات دے	پھانسا آفت میں اسی جنت سے لے
چند جا اسکو پکڑا اُس نے بیچ میں	مارا کشتی میں اسی نے پس اُنے
اس طرح اُس پہلوان سے جب کیا	اسکو عاجز تم نہ ہرگز جاننا
پس ہمارے اُسنے ماں اور باپ کا	تاج و پیراہن کو دھوکے سے لیا
کر دیا اُنکو برہنہ اور خوار	روئے آدم اس برس زار زار
کہ اُگا سبزہ بسبب اشک سے	کہ لکھا دفتر میں لا کس لئے
اسکی چوری پر قیاس اب تم کرو	کہ کرے عاجز وہ اُنکی سرور کو
اسکے شر سے گل پرستو تم ڈرو	ہر گھڑی لاحول کا اسپر پڑھو
کہ کمین سے وہ تمکو ہے دیکھتا	تم نہیں ہو دیکھتے اسکو ذرا
دائم صیاد دانے میں سدا	دانے ظاہر اور پوشیدہ دغا
دانہ دیکھو جسجگہ تو تم ڈرو	تا نہ اُسکے دام میں تم جا پھنسو
اے کبوتر بھاگ دانہ دیکھتے ہو	گر تو کھائے دام میں بس قید ہو
مرغ وہ خوش ہے کہ جو دانہ سے	گلشن قدسی میں گل اسکا کھلے
اُسی طرح قانع وہ چھوٹا دام سے	پھانسا اسکو نے کسی پھر دام نے

بیان معنی حزم و مثال مرد حازم

این گواهیها شهان بشنوید	بگرویدند آسمانها بگروید
یا بحال اولینان بنگرید	یا سوی آخر بحزمی بر پرید
حزم چه بود در دو تدبیر احتیاط	از دو آن گیری که دورست از خباط
آن یکی گوید درین ره هفت روز	نیست آب و هست ریگ پای سوز
آن دگر گوید دروغ است این بتاز	که بهر شب چشمهٔ بینی روان
حزم آن باشد که برگیری تو آب	تا رهی از ترس و باشی در صواب
گر بود در راه آب این را بریز	تا نباشد وای بر ترک ستیز
ای خلیفه زادگان دادی کنید	حزم بهر روز میعادی کنید
آن عدوی کز پدرتان کین کشید	سوی زندانش ز علیین کشید
آن شه شطرنج دل را مات کرد	از بهشتش سخرهٔ آفات کرد
چند جا بندش گرفت اندر نبرد	تا بکشتی درفگندش روی زرد
اینچنین کردست با آن پهلوان	سست سستش منگرید ای دیگران
مادر و بابای ما را آن حسود	تاج و پیرایه بچالاکی ربود
کردشان آنجا برهنه زار و خوار	سالها بگریست آدم زار زار
که ز اشک چشم او روئید نبت	که چرا اندر جریدهٔ لاست ثبت
تو قیاسی گیر طراریش را	که چنان سرور کند زو ریش را
الحذر ای گل پرستان از شرش	تیغ لا حول ای زنید اندر سرش
کو همی بیند شما را از کمین	که شما او را نمی‌بینید هین
دائما صیاد ریزد دانه‌ها	دانه پیدا باشد و پنهان دغا
هر کجا دانه بدیدی الحذر	تا نبندد دام بر تو بال و پر
چونکه دیدی دانه بگریز ای همام	ورنه چون خوردی در افتادی بدام
شاد مرغی کو بترک دانه گفت	در ریاض قدس بهرش گل شکفت
همچنان قانع شد از دام رست	هیچ دامی پر و بالش را نبست

نالایق حال اس مرغ کا کہ حرص ہوا سی ترک خرم کیا

مرغ اک پھر بیٹھ کر دیوار پے ۔ دیکھتا تھا سوی در دام سے کے
اک نظر وہ جانب صحرا کرے ۔ اک نظر حرص اسکی دانہ پر رکھے
اس نظر نے اس نظر سے جنگ کی ۔ اسکو خالی عقل سے ناگہ کری
دانہ کھایا دام مین جا کر پھنسا ۔ بار کرتا او اسکو چلد یا
پھر تڑاپھر اک مرغ نے اس فکر کو ۔ اُس نظر سے جاند با صحرا کو دو
خوش ہوا اور بال پر اسکا بچا ۔ تا امام جملہ آزادان ہوا
مقتدا جو کہ کرے اسکو چھٹا ۔ اور مقام امن مین بس وہ گیا
بازمونکا اُس کا دل جو شہ ہوا ۔ تب گلستان اسیر منزل گہ ہوا
خرم اسکے راضی وہ راضی خرم ۔ ایسا کر گر تو کرے تدبیر و عزم
دام مین تو حرص کے اکثر پڑا ۔ حلق اپنا کاٹنے کو بس دیا
کر دیا آزاد پھر تو آپ نے ۔ تو بہ سے اور رشاد خوش رکھا تجھے
بولا ان عدم کنا احد تا کنا ۔ سخن زوجنا انفعال بالحذا
ایک کو جوڑ ےسی مین کرون جوڑا ۔ جوڑا اسکا وہ ڈھونڈتا آئے ضرور
اس عمل کا جفت اثر سے جو کیا ۔ آسکے ایک جوڑا تو اسنے دوسرا
نر کو جوڑے سے پکڑ لیوے جو تو ۔ مادہ آکر ڈھونڈتی اس جفت کو
پھر طرف اس دام کے جو آگیا ۔ خاک ڈالی آنکھ مین توبہ کے جو
بند کھولا توبہ سے نے دام سے نے ۔ بولا بھاگ اور پھر قدم یان رکھے
آیا پھر دانہ نسیان کا یقین ۔ جان تمہاری کھینچی اسی آگ مین
کم کرای پروانہ نسیان اور گمان ۔ اور چلا پر دیکھ نے اک کا عیان
جو چھٹا تو شکر اسکا بس یہ ہے ۔ کہ نہ اس دانہ کی خواہش ہو تجھے
شکر گوی شل تا بخشے نہ تجھے ۔ ایک دن پھر دام اور پھر خوف کے
شکر نعمت کہ دی آزادی تجھے ۔ نعمت حق یاد کرنا چاہیے
کب تلک ہو ہمیں یہ رنج و بلا ۔ دام سے ہمکو رہا کر ای خدا

وخاست حال آن مرغ کہ ترک خرم کرد در حرص ہوا

باز مرغی فوق دیواری نشست ۔ دیدہ سوی دانہ و دامی ببست
یک نظر او سوی صحرا میکند ۔ یک نظر حرصش بدانہ میکشد
این نظر با آن نظر چالیش کرد ۔ ناگہانی از خرد خالیش کرد
رفت و دانہ خورد و اندر دام ماند ۔ عائدش گشت و بکو سود گام ماند
باز مرغی کان تردد در گذاشت ۔ زان نظر بر کند در صحرا گماشت
شاد پرّہ بال او بخ لہ ۔ تا امام جملہ آزادان شد او
ہر کہ او را مقتدا سازد برست ۔ در مقام امن آزادی نشست
زانکہ شاہ حازمان آمد دلش ۔ تا گلستان و چمن شد منزلش
خرم از و راضی و او راضی خرم ۔ ایچنین کن گر کنی تدبیر و عزم
بارہا در دام حرص افتادہ ۔ حلق خود را در بریدن دادہ
بازت آن تواب ولطف آزاد کرد ۔ توبہ پذرفت و شما را شاد کرد
گفت ان عدتم کذا عدنا کذا ۔ نحن زوجنا الفعال بالجزا
چونکہ جفتی را بر خود آورم ۔ آید آن جفتش دوانہ لاجرم
جفت کردیم این عمل را با اثر ۔ چون رسد جفتی رسد جفتی ذکر
چون زبایی عارتی ز جفت سوی ۔ جفت می آید پی او شوی چو
بار دیگر سوی این دام آمدید ۔ خاک اندر دیدہ توبہ زدید
بازت آن تواب بکشودان گرہ ۔ گفت ہین بگریز و این سو مانہ
بار چون پروانہ نسیان رسید ۔ جان تان را جانب آتش کشید
کم کن ای پروانہ نسیان و شکے ۔ در پر سوزیدہ بنگر تو یکے
چون رہیدی شکر آن باشد کہ ہیچ ۔ سوی آن دانہ نداری پیچ پیچ
تا ترا چون شکر گوئی بخشد او ۔ روز گی پی دام و پی خوف عدو
شکر آن نعمت کہ تان آزاد کرد ۔ نعمت حق را بباید یاد کرد
چند اندر رنجہا و دربلا ۔ گفت از دام رہا کن ای خدا

ایسے ہم احسان کی رعایت کرین
امتحان کر چھوڑا جب اللہ نے
ہوکر چھوڑا اُنکو تم بھولے اُسے

خاک ہم شیطان کی ڈالیں آنکھ میں
ہو گئے پھر ویسے ہی جیسے کہ تھی
مست و مخمور کر دی جان کو آپ نے

تا چنین حرمت کنم احسان کنم
چون خلاصت داد حق از امتحان
چون رہا کردت ز دامش کرد بیش

خاک اندر دیدهٔ شیطان کنم
همچنانستے که بودی همچنان
جان خود را مست و بیهش کرد بیش

حکایت عہد کرنا کتوں کا جاڑے میں کہ جو گرمی آئے تو ہم گھر بنائیں جاڑے کے واسطے

حکایت عهد کردن سگان در زمستان که چون تابستان آید خانه بسازیم از بهر زمستان

کتا جاڑے میں سکڑ از بس گیا
کہتا وہ کہ اسقدر تن جو رہا
آئے جو گرمی تو مجکو چاہیے
جبکہ گرمی آکے وہ خوش ہو گیا
پھول جا اور سایہ میں گھسے
رہ گئے جو تا پاسے آپ کو
اُسکا دل کہوے بنا خانہ نکو
درد کے وقت حرص کی ٹہرتی کی
کہوے تو بہ سے ساؤن خانہ اک
ہو گیا بخ اور رہی حرص اب
شکر نعمت بہتر اب نعمت سے ہے
شکر نعمت جان و نعمت پوست ہے
شکر ہوش اور نعمت اب غفلت کرو
شکر کی نعمت کرے تجکو امیر
اور غذائی حق ہو سیری تجھے
شکر حق کی نعمتوں کا تم کرو
شکر نعمت کو زیادہ پھیر کرے

جاڑے کی شدت نے چھوٹا کر دیا
سنگ سے گھر اک بنا بس مرا
واسطے جاڑوں کے گھر اک سنگ
ہڈیاں کھلی ہیں اور تن شاد ہو
سست احمق اور خود رایہ بنی
کون سے گھر میں سماؤں دوستو
کہوے کس گھر میں سماؤں میں کہو
بیٹھے اور ہو جا بھولی اور ہڈیاں
ہو کے جاڑوں میں وہ کانپ
مثل سگ گھر کا خیال اس کو
شکر کرنے والا خواری کب
شکر بھو کیا تو جانان تک گئے
صید کر نعمت کو دام شکر سے
تا کہ لین نعمتیں تجھ سے فقیر
تا کہ خواہش بھوک جاتی رہے
اپنا مست توڑ دو سر منحوس کو
کفر نعمت مرد کو کافر کرے

سگ زمستان جمع گرده استخوانش
کو بگوید کاین قدر تن که منم
چونکه تابستان بیاید من بچنگ
چونکه تابستان بیاید من بچنگ
زفت گردد پا کشد در سایهٔ
گوید او چون زفت بیند خویش را
گوید ت دل خانه ساز اے عمو
استخوان حرص تو در وقت درد
گوئے از توبه بسازم خانهٔ
چون شد رنج و شد تا آن حرص
شکر نعمت خوشتر از نعمت بود
شکر جان نعمت و نعمت چون پوست
نعمت آرد غفلت و شکر انتباه
نعمت شکرت کند پر چشم و میر
سیر نوشے از طعام و نقل حق
نعمت و آب را شکر کنید
شکر جذب نعمت از کنید

زخم ما خرد گرداند چنانش
خانه از سنگ باید کردنم
بهر سرما خانهٔ سازم ز سنگ
بهر سرما خانهٔ سازم ز سنگ
کاہلی سیرے غرے خود رائیہ
در کدامین خانه گنجم اے کیا
گوید او در خانه کے گنجم بگو
در رهم آید خرد گردد در نورد
در زمستان باشدم کاشانهٔ
همچو سگ سودای خانه از تو رفت
شکر باره کے سوئے نعمت رود
زانکه شکر آرد ترا تا کوے دوست
صید نعمت کن بدام شکر شاه
تا کنی صد نعمت ایثار فقیر
تا رود از تو شکم خواری و حق
تا سر منحوس خود را بشکنید
کفر نعمت مرد را کافر کند

منع کرنا منکروں کا انبیا علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے اور حجت لانا بطریق جبر کی

منع کردن منکران انبیا علیهم السلام را از نصیحت کردن و حجت آوردن بطریق جبریان

قوم بولی بیری بس اے ناصحو | جو کہا سے کوئی گردہ مین ہو
نقش حق کا دل ہمارے پیدیا | کون غالب ہو خالق پر بھلا
اس مصور نے یہ نقش اپنا کیا | کھنگوے یہ ہو گا دوسرا
سو برس پتھر کو کہے لعل ہو | سو دفعہ کہنہ کو کہوے تو ہو نو
خاک کو کہوے صفات آب کے | آب کو کہے کہ ہو جون شہد کے
نار کو کہوے کہ بالکل نور ہو | کہوے تیز کو کہوے تو باد کو
کہو کچھوتے کو کہ زر پاک ہو | یا کہ ہوا کسیر اور ہو جالاک ہو
کچھ بدلتا نہ اس اوصاف سے | شہد کے مانند کب پانی بنے
خالق افلاک اہل افلاک نے | خالق گل آب اہل خاک نے
آسمان کو صاف کر بھیرنا دیا | آب و گل کو تیرہ کر ٹھہرا دیا
آسمان کب تیرگی کو لیسکے | کب صفائی آب گل دے سکے
بانٹ دے ہر ایک کو ایک راہ ہی | گرہ کب کوشش سے تبدیل گر ہی

قوم گفتند ای نصوحان بس بود | آنچہ گفتید ار درین دہ کس بود
قفل بر دلہاے ما بنہاد حق | کس نداند برد بر خالق سبق
نقش ما این کرد آن تصویرگر | این نخواہد شد بگفت و گو دگر
سنگ را صد سال گوئی لعل شو | کہنہ را صد بار گوئے باش نو
خاک را گوئے صفات آب گیر | آب را گوئے عسل شو یا کہ شیر
نار را گوئے کہ تو محض نور شو | شیشہ را گوئی کہ شو باد بردار
قلب را گوئی کہ زر پاک شو | یا کہ اکسیرے شود یا چالاک شو
ہیچ از آن اوصاف دیگر گون شود | آب کے گردد عسل ای ارجمند
خالق افلاک و ہم افلاکیان | خالق آب و تراب و خاکیان
آسمان را داد دوران و صفا | آب و گل را تیرہ روئے و نما
کے تواند آسمان دُردی گزید | کے تواند آب و گل صفوت خرید
قسمتی کردہ است ہر یک را رہی | کے کہ گردد بجہد تبدیل کہی

جواب دینا انبیا علیہم السلام کا جبریون کا

انبیا بولے کہ سچ ہے کر دئیے | وصف پیدا کر نہ اس سے کبھی سکے
عارضی وصفون کو پیدا کر دیا | کہ کبھی راضی کبھی ہو وے خفا
کہو کہ پتھر کو کہ زر ہونا روا | کہوے تانبے کو کہ زر ہو ہی بجا
رنگ کو کہوے کہ گل ہو نا روا | خاک کو کہوے کہ گل ہو ہی بجا
رنج بعضے ہیں نہ ہو انکی دوا | جون نہیں لا در کو لگا ہین لازمہا
رنج بعضے ہین کہ ہو انکی دوا | جیسے لقوہ درد سر لاحق ہوا
یہ دوا کہ واسطے صحت کے ہے | یہ دوا اور درد کے ڈھونڈھے سے
بلکہ اکثر رنج کی سے بس دوا | ڈھونڈھنے کی کوشش سے کر دہ پا

جواب دادن انبیا علیہم السلام جبریان را

انبیا گفتند کارے آفرید | وصفہائے کہ نتوان زان رسید
وافرید او وصفہاے عارضی | کہ کسے مبغوض گردد گہ رضی
سنگ را گوئی کہ زر شو بیہدہ است | مس را گوئی کہ زر شو راہ است
ریگ را گوئی کہ گل شو عاجز است | خاک را گوئی کہ گل شو جائز است
رنجہا داد است کانرا چارہ نیست | آن بشکل لنگی و فطس و عمی ست
رنجہا داد است کانرا چارہ ہست | آن بشکل لقوہ و درد سر است
این دواہا ساخت بہر ائتلاف | نیست این درد و دواہا از گزاف
بلکہ اغلب رنجہا را چارہ ہست | چون بجد جوئی بیاید آن بدست

دوبارہ کرنا انکا حجت جبریانہ کو

مکرر کردن آن منکران حجتہائے جبریانہ را

قوم بولی یہ نہیں وہ رنج رہین | آگے گردہ انکی دوا جو کر سکین

قوم گفتند ای گروہ این رنجہا | نیست زان رنجی کہ بپذیرد دوا

سالها گفتند زین افسون و پند / سخت تر می گشت زان هر بند ما
اس فسون و پند سے برسوں کہا / ہر گھڑی ہوتا تھا بند اک سوا

گر دوا را این مرض قابل بدی / آخر از وی ذرۂ زائل شدی
یہ مرض قابل دوا کے ہوتا گر / کچھ ذرا بھی اس سے کم ہوتا مگر

سده چون شد آب ناید در جگر / گر خورد دریا رود جای دگر
گر جگر میں سدہ ہو پانی بجا / گر پیے دریا تو جائے اور جا

لاجرم آماس گیرد دست و پا / تشنگی را نشکند آن استسقا
دست و پا اسلیے پکڑے ورم / تشنگی نے ہر دو استسقا سے کم

انبیا گفتند نومیدی بدست / فضل و رحمتهای باری بی حدست
انبیا بولے کہ نومیدی ہے بد / فضل و رحمت ہے خدا کی بے عدد

از چنین محسن نشاید ناامید / دست در فتراک این رحمت زنید
ایسے محسن سے نہ تو نومید ہو / اور پکڑ رحمت کی اس فتراک کو

باز جواب دادن انبیا علیهم السلام جبریان را
پھر جواب دینا انبیا علیہم السلام کا جبریوں کو

ای بسا کاری که اول صعب گشت / بعد از آن بگشاده شد سختی گذشت
کام کتنے پہلے مشکل ہیں دکھے / بعد ہو جانے کے فرحتی رکھے

بعد نومیدی بسی امیدهاست / از پس ظلمت بسی خورشیدهاست
بعد نومیدی بہت امید ہیں / بعد ظلمت کے بہت خورشید ہیں

خود گرفتم که شما سنگین شدید / قفلها بر گوش و بر دل بر زدید
ہم نے مانا سنگدل تم ہو گئے / قفل اپنے کان اور دل پر دئے

هیچ ما را با قبولی کار نیست / کار ما تسلیم و فرمان بردنیست
کچھ نہ مقبولی سے ہمکو کام ہے / حکم کی تعمیل سے تو کام ہے

او بفرمودست ما را این بندگی / نیست ما را از خود این گویندگی
اسنے فرمائی ہے ہمکو بندگی / ہم نہیں کہتے ہیں یہ کچھ آپ ہی

جان برای امر او داریم ما / گر بریگی گوید او کاریم ما
جان ہم اسکے حکم پر رکھتے ہیں ہم / ریگ میں گر کہہ دے تو بوتے ہیں ہم

امر حق را ما گرو دهیم با / می رسانیم این رسالت با شما
حکم حق ہمکو ہوا ہے بیش و کم / یہ رسالت تمکو پہنچاتے ہیں ہم

غیر حق جان نبی را یار نیست / با قبول و رد خلقش کار نیست
غیر حق جان نبی کا نہ ہی یار / خلق کی مقبولی رد سے ہے کار

مزد تبلیغ رسالاتش ازوست / زشت و دشمن رو شدیم از بهر دوست
اس رسالت کا اجورہ اس سے ہی / یار کے ہم واسطے دشمن ہوئے

ما برین درگه ملولان نیستیم / تا ز بعد راه هر جا بیستیم
ہم ملول اس در گہ سے ہم ہوئے / دور رہ کر ٹھہریں ہر جگہے

دل فروبسته و ملول آنکس بود / کز فراق یار در محبس بود
وہ ملول اس در گہ سے ہم کوئی / جو فراق یار میں زندان میں ہے

دلبر و مطلوب با ما حاضرست / در نثار رحمتش جان شاکرست
دلبر و مطلوب اپنا پاس ہی / شکر اسکی رحمتوں کا جان کرے

در دل ما لاله زار و گلشنیست / پیری و پژمردگی را راه نیست
لالہ زار و گلشن اپنے دل میں ہی / پیری و پژمردگی کب اسکے

دایما تر و جوانیم و لطیف / تازه و شیرین و خندان و ظریف
ہم سدا تازہ جوان ہیں اور لطیف / اور شیریں اور خندان اور ظریف

پیش ما صد سال و یک ساعت یکیست / که دراز و کوته از ما منفکیست
سو برس اک ساعت ہمکو اک ہوا / کر دراز و کوتہ ہم سے ہے جدا

آن دراز و کوتهی در جسمهاست / خود دراز و کوته اندر جان کجاست
وہ دراز و کوتہ رکھتا جسم ہے / سو دراز و کوتہ اندر جان کہے

سیصد و نه سال آن اصحاب کهف / پیششان یک روز بی اندوه و لهف
تین سو نو سال بے رنج و جفا / ان صحاب کہف کو اک روز تھا

اس گلشنی کو نہ اگرچہ کبھی دیکھا | آئین میں آئی جان میری کشتہ ذرا
رات دن ہو جو نہ سال و ماہ کو | کب ملال و پیری و رنگین ہو
جو ہے بستان عدم میں بیخودی | لطف حق سے جام میری بیخودی
لم یذق لم یدر جسنے نے چکھا | کب جعل اس بوئے گل کو پا سکا
نہیں ہے موہوم ہو تا گر موہوم وہ | ہوتا جون موہوم کی معدوم وہ
وہم دوزخ میں نہ جنت آسکے | خوب جیسے ہے خوک نہ زشت سے
ست گلا کا لقمہ اپنا اب بھلا | منہ تلک جو لیا لقمہ آگیا
سخت رہ کو جسنے آسان کر دیا | سہل اپنی اہل پہ اسکو کیا
دوستان حق نے ڈھونڈھو راہ کو | کیون کہ اب تم جاؤ از ظلمت میں نہ
جو ہوا پیرو ہمارا وہ چھوٹا | نار دوزخ سے وہ جنت گیا
جو نصیحت کو ہماری نے سنے | وہ عذاب جاودان بس رہے

وانکہے ز نمود شان بگر ز زہم | کہ بہ تن باز آمد ارواح از عدم
چون نباشد روز و شب یا ماہ و سال | کے بود سیری و پیری و ملال
در گلستان عدم چون بیخودیست | مستی از سفراق لطف ایزدیست
لم یذق لم یدر ہر کس کو نخورد | کے بوہم آرد جعل انفاس ورد
نیست موہوم ار بود موہوم آن | ہمچو موہومان شدے معدوم آن
دوزخ اندر وہم چون آرد شکست | ہیچ نامد بر خوب از خوک زشت
این گلوی خود متیر بدی مہان | اینچنین لقمہ رسیدہ تا دہان
راہ ہامی صعب پایان بردہ ایم | رہ بر اہل خویش آسان کردہ ایم
این بجوئید از نجوم سعد راہ | زانکہ در ظلمت رہ رید تعرو و جاہ
ہر کہ با ما گشت پیرو باز رست | از علامات رود در جنت زشت
وانکہ نشنید از شقاوت پند ما | در عذاب جاودان شد مبتلا

دوبارہ کرنا قوم کا اعتراض تجھکے انبیا علیہم السلام پر

مکرر کردن قوم اعتراض ترجیہ بر انبیا علیہم السلام

قوم بولی نیک ہو اپنے لیے | نحس تم ہو ہمارے واسطے
جان ہماری فارغ اندیشون سے تھی | غم میں ڈالا تمنے ہمکو اہی نبی
ذوق جمعیت کا تھا اور اتفاق | فال بد سے ہو گیا ہم میں نفاق
نقل و شکر خوار طوطی ہم تو تھے | مرغ مرگ اندیش ہم تمسے ہوئے
ہر جگہ غم کے فسانہ ہوسے ہیں | ہر جگہ آواز تجویز دن کی ہین
فال بد کا ہر جگہ مذکور ہے | اور بدبختی کا ہر جا شور ہے
فال اور قصون میں تمکو ذوق ہے | غم کے پھیلانے میں تمکو شوق ہے

قوم گفتند از شما سعد خود دہید | نحس مایید و ضد ید و مرتدید
جان ما فارغ بُد از اندیشہا | در غم افگندید ما را و عنا
ذوق جمعیت کہ بود و اتفاق | شد ز فال زشت تان صد افتراق
طوطی نقل و شکر بودیم ما | مرغ مرگ اندیش گشتیم از شما
ہر کجا افسانہ غم گستریست | ہر کجا آوازہ منکریست
ہر کجا اندر جہان فال بدیست | ہر کجا مسخ نکالی و قدیست
در مثال قصہ و فال شماست | در غم انگیزے شما را مشتہاست

پھر جواب دینا انبیا علیہم السلام کا انکو

باز گفتن انبیا علیہ السلام ایشان را

انبیا بولی کہ فال زشت و بد | جان سے رکھتی تمھاری ہی مدد
پر خطر جا میں اگر سوتا ہے تو | اژدہا اک آگیا تیرے قصد کو
ایک مشفق نے سنتے اگر گیا | کہ تو بھاگ اب کاٹتا ہے اژدہا

انبیا گفتند فال زشت و بد | از میان جان تان دارد مدد
گر تو جائے خفتہ باشی با خطر | اژدہا در قصد تو آید بسر
مہربانی مر ترا آگاہ کرد | کز بجہ زود اژدہا در ہات خورد

تو کہیگا فال بد تو کیون کرے
فال بد مین پھنسا تا ہون تجھے
جو نبی آگاہ باطن سے کہے
گر طبیب اک کہوے تو غورہ نکھا
تو کہے گا فال بد کیون کہتی ہو
گر کہے تجھ سے نجومی آج تو
یہ کہ دن اچھا نہیں ہے آج کا
شود فتنہ ... اسکی تو با نجوم
نے ہماری یہ نجوم ہرگز خلاف
وہ نجومی و طبیب از رہ گمان
دیکھتے ہین آگ ہم اور دیکھو
تم یہ کہتے ہو کہ دست یہ مقال
تم نصیحت ناصحون کی نے سنو
سانپ تم ہو صاحب تیری پیٹھ پہ
تو کہے جب مجکو غمگین مت کرے
سانپ کاٹے جسکے گردن پر ترے
پیش کہے تو ذی دندان لیپی
یہ پتھر مارنا بالا سے تو
وہ کہے کہ تو ہوتا تھا خفا
ہوئے ہم نے کی نصیحت اسلیے
تم نے حق جانا لئیمی سے نہیں
سب ہے یہ عادت بد لئیمون کی
گر تو ناعز نفس کو اس صبر سے
گر کریمون سے کرے احسان کو
تو لئیمون سے کرے قہر و جفا

فال کیا احمد نے تجھی مین دیکھ لے
اور بچاتا ہون کہ گھر کی راہ لے
کہ وہ دیکھے جو نہ دیکھے کوئی ہے
گر کہے بیمار کو کر دے بس بہا
کرتا محرور کیون ہے اہل بیند کو
مقصدے اپنے مگر کچھ کام کو
تا نہ سمین تو ہو نادم اور برا
در دفعہ گر صحیح ہو تو رے ظلوم
صحت اسکی تم سے پوشیدہ ...
کہتے ہین اور رحم ہمین از خود بیان
حملہ کرتی ہے وہ سوی منکران
وے ہین نقصان فال شوم کا
فال بد ہمہ ہو تم جس جا بہو
بام سے اک دیکھے اور اگر کرے
وہ کہے کہ اچھا صاحب جا ہے
عین ضیا ... تو فتح ہو جاوین تجھے
کیون نہ جلا کر دیکھے تو نے کہا
وہ ملا مجکو دکھا ... کہے کہ تو
تو کہے کہ خوش نصیبی تو کرتا ...
تا کہ پیڑا ہین تمکو ہم اس تیر سے
اور کیا پیدا یہ بغض و کین
جو کرین نیکی کرین تجھ سے بدی
سے لئیم اور کچھ نہین نیکی کرے
اسکے دیوین عوض وہ بات سب
تیرے سجدے ہو دین وہ سب وفا

توگوئے فال بد چون زنے
از بیان تا فال بد من خود ترا
چون نبی آگہ کنندہ است از نہان
گر طبیبے گویدت غورہ مخور
توگوئی فال بد چون مے زنی
ور منجم گویدت امروز ہیچ
زانکہ نیکی نیست در روز زمان
سعد ده داریستی در دخ اختری
این نجوم باشد ہرگز خلاف
آن طبیب آن منجم از گمان
رو دو می بینم دا آتش از گران
تو ہمی گوئی مکش کن زین مقال
اینکہ نصح ناصحان را نشنوے
افعی برپشت تو برمے رود
گوئیش خاموش غمگینم مکن
چون زند افعی دہان بر گردنت
پس مدد گوئی ہمین بود افغان
باز بالا ام تو سنگے می زدی
او بگوید کہ کرے آزردہ
گفت من کردم چو آزردہ بیند
از لئیمی حق آن نشناختے
این بود خوے لئیمان دنے
نفس را زین صبر کن منحنیش
با کریمے گر کنی احسان سزد
با لئیمے چون کنی قہر و جفا

فال بد بر جہ بین در ردّ تست
می رہانم می برم سوے سرا
گو ببیبہ ... اہل جہان
کہ چنین رنجے برآرد شور و شر
پس تو زاغ را موقع سیکنے
اینچنان کار مکن اندر رنج
تا نگردی نادم و فاسد دہان
تا دو بارہ ... آمد کہ
صحتش چون ... تو ز علات
می کند آگاہ و ما خود ار عیان
حملہ می آرد سوے منکران
کہ زیان است فال شوم ما
فال بد باشد ہر جا میری
او ز بامے چند ... آگہ کند
گوئیش او خوش باش خود رفت این
تا کہ گردد جملہ شادی کردنت
چون نہ ... گریبان ...
نا مرا از عہد بودی آن مرا
تو بگوئی نے کرشادم کردہ
تا رہانم من ترا زین خشک
مایہ ایذا و طغیان ساختی
بد کند با تو چو نیکوئی کنی
کہ لئیم است ... زد یکوئیش
ہر کریمے را ... مطیع
سجدہ گردد تراکس با وفا

ترجمہ		مثنوی	
کرتے ہیں کفار نعمت میں جفا	پھر ندا دوزخ میں انکی ربنا	کافران کارند در نعمت جفا	باز در دوزخ نداشان ربنا
ہوں لئیم اب صاف جو دیکھیں جفا	اور ظالم تر ہوں جو دیکھیں وفا	که لئیمان در جفا صافی شوند	چون وفا بینند خود جافی شوند

حکمت پیدا کرنے میں دوزخ کے اس جہان میں اور زندان کے اس جہان میں تا عبادتگاہ منکروں کی ہو کہ ائتیا طوعاً او کرہا

حکمت در آفریدن دوزخ در آن جهان و زندان درین جهان تا معبد منکران گردد که ائتیا طوعاً او کرها

ترجمہ		مثنوی	
دوزخ انکی مسجد طاعات ہے	پائے بندی مرغ کی بچنے سے ہے	مسجد طاعاتشان پس دوزخ است	پای بند مرغ بیگانه فخ است
ہے عبادتگاہ زندان چور کی	کہ کرے اس میں وہ حق کی بندگی	هست زندان صومعه دزد لئیم	کاندران ذاکر شود حق را مقیم
جو عبادت تھی غرض انسان سے	ہوئی عبادتگہ سقر کفار لیے	چون عبادت بود مقصود از بشر	شد عبادتگاه گردنکش سقر
اختیار انسانکو ہے ہر کام میں	پر غرض اس سے یہی طاعات ہیں	آدمی را هست در هر کار دست	لیک ازو مقصود این خدمت بدست
ما خلقت الجن والانس پڑھ دیکھ	جز عبادت نے غرض عالم سے ہے	ما خلقت الجن والانس این بخوان	جز عبادت نیست مقصود از جهان
جو کتابوں سے غرض اس فن کی ہے	گر کرے تکیہ تو انکو ہو سکے	گرچه مقصود از کتاب آن فن بود	گر تواش بالش کنی هم میشود
پر غرض انکی نہ اس تکیہ سے تھی	علم کی تھی اور ہے ارشاد کی	لیک ازو مقصود این بالش نبود	علم بود و دانش و ارشاد و سود
تیغ تو نے گر کیا تلوار کو	بس ظفر پر لے لیا ادبار کو	گر تو میخی ساختی شمشیر را	برگزیدی بر ظفر ادبیر را
گرچہ انسان سے غرض علم و ہدیٰ	پر ہر اک انسان کا ہے معبد جدا	گرچه مقصود از بشر علم و هدی است	لیک هر یک آدمی را معبدی است
ہے سعادت معبد مرد کریم	ہے شقاوت معبد مرد لئیم	معبد مرد کریم اکرمته	معبد مرد لئیم اسقمته
دے لئیموں کو سزا تا کھیں سر	دے کریموں کو سخا تا دیں ثمر	مر لئیمان را بزن تا سر نهند	مر کریمان را بده تا بر دهند
اسلیے خالق نے کیں دو مسجدیں	دوزخیں انکو و انکو جنتیں	لاجرم حق هر دو مسجد آفرید	دوزخ آنها را و اینها را مزید

بیان اس بات کا کہ حق تعالے نے صورت بادشاہ کی واسطے مطیع کرنے سرکشوں کو کہ مطیع حق کی نہیں ہیں بنائی جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دروازہ چھوٹا حرم بیت المقدس کا بنایا واسطے سر جھکانے بنی اسرائیل کی قوم کے اسلیے کہ عجز کریں کہ ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطة الی آخرہ

بیان آنکه حق تعالے صورت ملوک را سبب مسخر کردن جباران که مسخر حق نیند ساخته چنانکه موسی علیه السلام باب صغیر ساخت بر بیت المقدس جهت رکوع جباران بنی اسرائیل که در وقت در آمدن فروتنی کنند که ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطة الی آخره

اردو	اردو	فارسی	فارسی
قدس کا در تنگ یوں نے کیا	سر جھکے دان تا کہ گمراہ قوم کا	ساخت موسیٰ قدس در باب صغیر	تا فرو دارند سر قوم زحیر
کیونکہ وہ سرکش تھا اور گردن فراز	دوزخ آنکی تنگ در ہی اور نیاز	زانکہ جباران بدند و سرفراز	دوزخ آن باب صغیر است و نیاز
جیسے ہڈی گوشت سے اللہ نے	تنگ دروازہ بنائے شاہ کے	استخوان را کہ حق زلحم و استخوان	از شہان باب صغیر ساخت آن
اہل دنیا انکو تا سجدہ کریں	دشمنی جو سجدہ حق سے رکھیں	اہل دنیا سجدۂ ایشان کنند	چونکہ سجدہ کبریا را دشمن اند
انکی محرابان کو سرگین دان کیا	نام رکھا شاہ اس محراب کا	ساخت سرگین دانکی محراب شاہ	نام آن محراب میر و پہلوان
تم نہیں لائق ہوا اس رنگ و کے	فیشکر پاک اور تم خالی ہو کے	لائق این حضرت پاکے نیند	نیشکر نے در صورت نیند
ان سگو سکے یہ گرد نے ماخرین	شیر کو مار اکے گردیدہ رہیں	آن سگان را این خزان خاصع شوند	شیر را عار است کو را گر بود
ہو دے گر بہ موش خونی کو توال	شیر سے ہو تو نکو کب خوف و ملال	گربہ باشد شحنۂ ہر موش خو	موش کی بود از شیران ترس او
ہیں سگان جن سے بس ہیبت انہین	آفتاب حق سے ذرہ ہست انہین	خوف ایشان از کلاب حق بود	خوف شان کی زآفتاب حق بود
رب اعلی ورد ان نیکو لگا کر	رب ہا دنی ہادی بد کار و نکا	رب الاعلی ست ورد آن مہان	رب دنی در خور این ابلہان
موش کب شیران جنگی کو ڈرے	بلکہ ان آہو گر انسے ڈرتے ہیں	موش کے ترسد ز شیران مصاف	بلکہ آن آہو یگان مشک ناف
مار شوکو آگے حوالے طابع تو	لکھ حذاوند جہان شاہان کو	رو بہ پیش دیگ لیس اوکا لیس	قتش مذاو ند و ولی نعمت لیس
شرح بس کر کہنا ملولاں رکھیے	اس یہ حاصل ہو لیدر کریم	بس کن او شمع گویم دو رست	حشم گیرد میروم و اندک است
اس یہ حاصل ہو لیکر کریم	تو لیموں سے کہ رکھین سر نعیم	حاصل آن آمد کہ کن باکریم	با لئیمان تا نہد گردن لئیم
جو لئیم نفس پہ احسان کرے	جون لئیم آخر کردہ کفران کرے	با لئیم نفس چون احسان کند	چون لئیم آن نفس کفران کند
اہل ممنت اس سبب شاکر رہے	اہل نعمت اسلیے باغی بنو	زین سبب بر کاہل نعمت شاکر اند	اہل نعمت طاغیند و ماکر اند
بس زین باغی سر و زرین قبا	بس ہے شاکر خستہ دل کمنہ عبا	ہست طاغی مرد زرین قبا	ہست شاکر خستہ صاحب عبا
شکر کب ہوتا ہے ملک و مال سے	شکر ہو تاریخ اور اشکال سے	شکر کے روید ز املاک و نعم	شکر می روید ز بلوا و سقم

نقصۂ عشق صوفی کا خالی دسترخوان پر کھانے سے

نقصۂ عشق صوفی بر سفرۂ تہی از خورش

اردو	اردو	فارسی	فارسی
صوفی کو کھونٹی پہ دسترخوان دکھا	ناچتا اور اپنے کپڑے پھاڑتا	صوفی بر میخ روزی سفرہ دید	چرخ می زد جامہا را می درید
کہنا یہ سامان ہے بے ساماں کا	تحفۂ کی اور درد کی یہ ہے دوا	بانگ می زد نک نوای بے نوا	قحطہا و دردہا را نک دوا
درد سوز اسکا ہوا جب بے شمار	جو کہ صوفی تھا ہوا وہ اسکا یار	چونکہ درد و سوز او بسیار شد	ہر کہ صوفی بود با او یار شد
قہقہے اور ہم ہو دہ کرتے تھے	یان تک کہ مست بیہود ہوئے تھی	کخ کخی و ہاے ہوے می زدند	تا کہ چندین مست و بیخود می شدند
بس کہا صوفی سے اکنا دانی نے	خالی روٹی سے یہ دسترخوان ہے	بو الفضولے گفت صوفی را کہ چیست	سفرۂ آویختہ از نان تہیست

گفت رو رو نقش بے معنیستی تو | بیخبر از خویش و عاشق نیستی
عشق نان بے نان غذا عاشق است | بند ہستی نیست ہر کو صادق است
عاشقان را کار نبود با وجود | عاشقان را ہست بی سرمایہ سود
بال نی و گرد عالم می پرند | دست نی و گوی میدان می برند
آن فقیری کو ز معنی بوی یافت | دست ببریدہ ہمی زنبیل بافت
عاشقان اندر عدم خیمہ زدند | چون عدم یکرنگ و نفس واحدند
شیرخوارہ کی شناسد ذوق لوت | مر پری را بوی باشد لوت و قوت
آدمی کی بو برد از بوی او | چونکہ خوی اوست ضد خوی او
پیش قبطی خون بود آن آب نیل | آب باشد پیش سبطی جلیل
جادہ باشد بحر ز اسرائیلیان | غرقہ گہ باشد ز فرعون عوان
باد صرصر عادیان را زود بتر | لیک بر ہود و بر قومش ...
گلستان باشد براہیم نار | لیک بر نمرود باشد ...
بر سمندر باشد آتش خاندان | لیک باشد بہر مرغان ...
نزد عاشق درد و غم حلوا بود | لیک حلوا بر خسان بلوا بود

بولا جا جا نقش بے معنی ہے تو | نے ہے عاشق بے خبر ازخود ہے تو
عشق نان بے نان غذا عاشق ہے | قید ہستی کب بھلا صادق کی ہے
عاشقونکو ہے نہیں کچھ ہوتا ہے کام | عاشقونکو سود ہوتی ہے تمام
پر نہیں اور گرد عالم اڑتے ہیں | گیند بے ہاتھونکے وہ لیجاتے ہیں
لولے معنی پا کے جو درویش نے | بنتا تھا زنبیل وہ بے ہاتھ کے
جو عدم میں عاشقان خیمہ گزین | نفس واحد جو عدم یکرنگ ہیں
ذوق کھانے کا نہ جانے شیرخوار | اور پریونکی غذا ہے بوے یار
لیے کب آدمی بو اسکی سے | کیونکہ خو اسکی ہے خو ضد اسکی ہے
قبطیونکو خون ہے آب رود نیل | سبطیونکو آب باحکم جلیل
بحر اسرائیلیونکو راہ دے | غرق گہ فرعونیون کا بن گئے
عادیون پر تھی ہوا اگر بد تر | پر نہ تھی ہود اور قوم پر اسکی نظر
ہو گلستان نار ابراہیم پہ | ہو ولے نمرود پہ آفات سے
اور سمندر پہ ہے آتش خانہ ہو | دوسرے مرغون پہ آتش فنا ہو
عاشقون پر درد و غم حلوا سے | ناکسون کو حلوا بس کرتا ہے تھی

مخصوص بودن یعقوب علیہ السلام بچشیدن جام حق تعالی از روی یوسف علیہ السلام و کشیدن بوی حق از بوی یوسف علیہ السلام و حرمان برادران و غیرہم ازین

خاص ہونا یعقوب علیہ السلام کا جام نوشی حقیقت سے بیچ رخ یوسف علیہ السلام سے اور پایا بو حقیقت کو بوی یوسف سے اور محروم رہنا بھائیوں وغیرہ کا ان دونوں نعمت سے

آنچہ یعقوب از رخ یوسف بدید | خاص او بد آن بہ اخوان کی رسید
این ز عشقش خویش در چہ می کند | وان بکین از بہر او چہ می کند
سفرہ او پیش این از نان تہیست | پیش یعقوب است پر کو مشتہیست
روی ناشستہ نبیند روی حور | لا صلوة گفت الا بالطہور
عشق باشد لوت و پوت جانہا | جوع ازین روی است قوت جانہا

جو رخ یوسف کو بس یعقوب نے | دیکھا اور پایا اسکے حسن سے
دیکھا جو اسمیں وہ اندر اسکے تھا | حصہ انکا تھا نہ اخوان کو ملا
عشق سے اسکے یہ جو چہ میں گئے | کھودتے کنویں سے وہ اسکے لیے
آگے انکے خالی دسترخوان ہو | آگے یعقوب کے خواہش بھی جو
رشت رو کب دیکھتا ہے روی حور | لاصلوۃ بولا الا بالطہور
عشق باطن میں غذا ہے جان کی | اس سبب سے بھوک قوت جان کی

جوع یوسف بود آن یعقوب را / بوی نانش میرسید از دور جا

بھوک یوسف کی تھی یعقوب کو / دور سے پہنچی تھی اسکی نان کی بو

آنکہ بستہ پیرہن را می شتافت / بوی پیراہان یوسف می نیافت

جو کہ پیراہن کو لیکر کے چلا / بوئے یوسف کو نہ اس نے پا سکا

و آنکہ صد فرسنگ زان سو بود او / چونکہ بد یعقوب می بوئید بو

جو کہ بس سو کوس کے رستہ پہ تھا / بس وہ تھا یعقوب کہ بو سونگھتا

ای بسا عالم ز دانش بی نصیب / حافظ علم ست آنکس نے حبیب

اے بہت عالم کہ ہیں دور از عقل / ہیں وہ علامہ زمانہ کے مگر

مستمع از وی ہمی یابد مشام / گرچہ باشد مستمع از جنس عام

سننے والا اُنسے لیتا ہے بو / گرچہ جنس عالم سامع ہو نکو

زانکہ پیراہن بدستش عاریہ است / چون بدست آن نخاسی جاریہ است

کیونکہ پیراہن رکھے وہ عاریتی / جیسے بائع رکھے لونڈی اپنی

جاریہ پیش نخاسی سرسری ست / در کف او از برای مشتری ست

عارضی لونڈی فروشندہ رکھے / کہ لگو ہے مشتری کے واسطے

قسمت حق ست روزی خواہ نے / ہر یکے را سوی دیگر راہ نے

قسمت حق ہر نہ روزی خواہ کے / ایک کو رہ دوسرے کو کب ملے

یک خیال نیک باغ آن شدہ / یک خیال زشت راہ این زدہ

اک خیال نیک باغ اسکا ہوا / اک خیال بد زبس گرہ کیا

آن خیالے از اثر باغی شدہ / وان خیالے عالمے برہم زدہ

یہ خیال اک باغ اثر سے ہوگیا / وہ خیال عالم کا بس گرہ کیا

آن خدای کز خیالی باغ ساخت / وز خیالے دوزخ و جای گداخت

اُس خدا نے فکر سے گلشن کیا / اور سقر کو فکر سے گلخن کیا

پس کہ داند راہ گلشنہای او / پس کہ داند جای گلخنہای او

کون جانے اسکے بس گلشن کی راہ / کون جانے اسکے اُس گلخن کی راہ

دیدہ بان دل نبیند در مجال / کز کدامین رکن جان آید خیال

دیدہ بان دل کا جو دیکھے کب مجال / جان کے کس رکن سے آتا خیال

جز مگر آن دل کہ دارد عون حق / کز ارانیست کردہ کون حق

ان وہ دل جو کہ مدد حق سے رکھے / ہستی اسکی نیست کی مدد سے

گر بدیدے مطلعش از احتیال / بند کردے راہ ہر ناخوش خیال

دیکھتا گر مطلع اسکا کرسے / بند کرتا رہ خیال بد دے

کے رسد جاسوس آنجا قدم / کہ بود مرصاد و دربند عدم

پہونچے کب جاسوس کا اسکا قدم / کہ سکونت گاہ اسکی ہے عدم

دامن فضلش بکف کن کوروار / قبض اعمی این بود ای شہریار

دامن فضل اسکا کورانہ پکڑ / یہ گرفت اندھوں کی ہے ای بے خبر

دامن او امر و فرمان ویست / نیکبختی کہ تقی جان ویست

دامن اسکا حکم اور فرمان ہے / نیک خو ہے وہ کہ صافی جان ہے

آن یکے در مرغزار و جوی آب / وان یکے پہلوی او اندر عذاب

ایک وہی ہے نہر و سبزہ زار میں / اک پھنسا ہے وہ عذاب نار میں

او عجب ماندہ کہ ذوق آن ز چیست / وین عجب ماندہ کہ این در حبس کیست

وہ عجب میں ہے کہ ذوق اسکو ہے کیوں / یہ عجب میں ہے کہ قید اسکو ہے کیوں

ہین چرا خشکے کہ اینجا چشمہاست / ہین چرا زردی کہ اینجا صد دواست

کسلیے ہے خشک یاں ہیں چشمہا / کسلیے ہے زرد یاں ہے سود وا

ہین بیا ای ہمنشین در من نگر / گوید ای جان من نیارم آمدن

آ تو ای ہمنشیں اس باغ میں / کہوے آ سکتا نہیں ای جانمن

ہین بیابان کہ یابت ...ست / گویدش نے تا تو ...

آ بیابان زترا پائون مدعا / کہوے آ سکتا میں تو ٹھہر جا

یک مثل آمد درین معنی بگفت / گر بیابی زین بیابان سر نہفت

اک مثل آئی اب اس بارے کہے / بھید مخفی پائے تو امید ہے

اندرین معنے بگویم قصہ / گوش کن تا یابی زان حصہ

کہتا اس معنی میں ہوں قصہ / کان کھول تا کہ حصہ پائے تو

حکایت امیر اور غلام اسکے کی کہ نماز کا دیت تھا اور نہایت غلام کو نماز و مناجات سے رغبت تھی

تھا زمانہ میں امیر اک نیک نام / اور سنقر نام اسکا تھا غلام
میر کو ہوئی صبح حاجت غسل کی / بولا سنقر کو کہ اٹھ جلدی ابھی
لنگ و لنگی اور گل و تہ بیسے لو / تا چلیں حمام ہم صبح سے
سنقر آیا لنگ اور لنگی کو لے / چلدیا بس ساتھ اپنے خواجہ کے
راہ میں مسجد وہاں پر ایک تھی / بانگ کی آواز سنقر نے سنی
تھا بہت سنقر کو جو شوق نماز / بولا خواجہ سے کہ اے بندہ نواز
ٹھہر اس دکان پر اب تو ذرا / لم یکن پڑھ کر میں کرلوں فرض ادا
الغرض مسجد کو وہ سنقر گیا / منتظر بس میر دکان پر رہا
میر بس خاطر سے زندہ جان کے / ایک ساعت ٹھہر دکان پہ
جو امام اور مقتدی باہر گئے / اور نماز و ورد سے فارغ ہوئے
چاشت تک سنقر وہاں ٹھہرا رہا / میر بس سنقر کی رہ دیکھا کیا
بولا اے سنقر تو آتا کیوں نہیں / بولا کہ چھوڑتا ہی مجکو اے نہیں
ٹھہر تو آتا ہوں اے آقا مرے / میں نہ غافل ہوں مجھی تو یاد ہے
سات بار اسکو پکارا صبر کر / تنگ آیا اسکے غمزہ سے مگر
تھا جواب اسکا نہیں چھوڑتی مجھے / تا میں باہر آؤں اب کس طور سے
بولا مسجد میں نہیں کوئی رہا / کون ہے جسنے پکڑ تجکو رکھا
بولا جسنے روکا باہر سے تجھے / وہ نہ چھوڑے باہر آنے کو مجھے
جو نہ چھوڑے اندر آنے کو تجھے / وہ نہ چھوڑے باہر آنے کو مجھے
جو نہ چھوڑے کہ یہاں پر آئے تو / اُسنے باندھا یاں پہ میرا پانؤ کو
مچھلیوں کو باہر آنے دے نہ بحر / خاکیوں کو اندر آنے دے نہ بحر
اصل مچھلی آب و حیوان خاک سے / حیلہ و تدبیر باطل یاں پہ ہے
قفل بھاری کھولنے والا خدا / اختیار اب کر تو تسلیم و رضا

حکایت امیر و غلامش کہ نماز بارہ بود و انس تمام در نماز و مناجات

در زمانہ بود امیرے از کرام / بود سنقر نام او را یک غلام
میر شد محتاج گرمابہ سحر / بانگ زد سنقر ہلا بردار سر
طاس و مندیل و گل از التون بگیر / تا بگرمابہ رویم اے ناگزیر
سنقر آمد طاس و مندیل نکو / برگرفت و رفت با او دو بدو
مسجدے در رہ بد و بانگ صلا / آمد اندر گوش سنقر برملا
بود سنقر سخت مولع در نماز / گفت ای میر من اے بندہ نواز
تو بدین دکان زمانے صبر کن / تا گزارم فرض و خوانم لم یکن
رفت سنقر میر بر دکان نشست / منتظر از بادہ پندار مست
میر بہر دل آن زندہ جان / گرد یک ساعت توقف بر دکان
چون امام و قوم بیرون آمدند / از نماز و وردہا فارغ شدند
سنقر آنجا ماند تا نزدیک چاشت / میر سنقر را زمانے چشم داشت
گفت ای سنقر چرا نائی برون / گفت می نگذاردم ای ذوفنون
صبر کن تک آمدم اے روشنے / نیستم غافل کہ در گوش منے
ہفت نوبت صبر کرد و بانگ کرد / تا کہ عاجز گشت از تیباش مرد
پاسخش این بود می نگذاردم / تا برون آیم ہنوز اے محترم
گفت آخر مسجد اندر کس نماند / کیست وا دارد ترا آنجا کہ ماند
آنکہ نگذارد ترا کآئے درون / می نہ بگذارد مرا کآیم برون
آنکہ نگذارد ترا کآئے برون / می نہ بگذارد مرا کآیم درون
آنکہ نگذارد کزین سو پا نہے / او بدین سو بست پائے این رہی
ماہیان را بحر نگذارد برون / خاکیان را بحر نگذارد درون
اصل ماہی ز آب حیوان از گلست / حیلہ و تدبیر اینجا باطلست
قفل زفت است و گشایندہ خدا / دست در تسلیم زن و اندر رضا

ذرہ ذرہ گر نہاں ہوویں اگر | نے کھلے یہ جز خداے دادگر
اپنی گرند بیر کو تو صلح جانے | اپنی پیری سے جوان بدبختی تو پائے
خود کو جو بھولا تجھے اب یاد کرین | تو ہمایندہ تو آزاد اب کرین
چاہو گر آزادگی دل زندگی | بندگی کر بندگی کر بندگی
تو خودی کو چھوڑ تا پائے خدا | حق مین فانی ہو کہ تا پائے بقا
تو اگر چاہے وصال راستین | محو ہو واللہ اعلم بالیقین

ذرہ ذرہ گر شود مفتاح ہا | این کشائش نیست جز از کبریا
چون فراموشت شود تدبیر خویش | یابی آن بخت جوان از پیر خویش
چون فراموش خودی یادت کنند | بندہ گشتی آنگہ آزادت کنند
گر تو خواہی حرسی و دل زندگی | بندگی کن بندگی کن بندگی
از خودی بگذر کہ تا یابی خدا | فانی حق شو کہ تا یابی بقا
گر ترا باید وصال راستین | محو شو واللہ اعلم بالیقین

نا امید ہونا انبیا علیہم السلام کا منکروں کی قبول کرنے سے قولہ تعالی حتی اذا استیأس الرسل الخ

نومید شدن انبیا علیہم السلام از قبول و پیرایی منکران قولہ تعالی حتی اذا استیأس الرسل الخ

انبیا نے سوچا اپنے ذہن مین | کب تلک اکو نصیحت ہم کرین
کب تلک ہم کوٹین ... | کب تلک پھونکین قفس پر ...
خلق کی حرکت قضا وعدہ سے ہی | منہ کی جنبش گرمی معدہ سے ہے
عقل اول عقل دوم پر رکھی | ماہی سر سے سڑتی ذم سے اگی
پر تو جان اور خرد کا مانند تیر | حق نے جو بلغ کہا ہے ناگزیر
تو بجانے کہ تو آخر کون ہی | سعی کر ہو خود سے ماہر کون ہے
اور رکھے کشتی پہ اپنے بار کو | بس توکل پر کرے اس کار کو
تو بجانے کون ہے اوس دو سے تو | ڈوبنے یا بچنے والا اب ہی تو
گر کہے جب تک بجانوں کون ہوں | کشتی اور دریا پہ نے ہرگز چلوں
ناجی یا غرقہ ہون میں اس راہ میں | کھولدو ہون یونہی فرقے مین
نے چلوں یہ رہ گمان و وہم سے | مثل دیگر کا امید خشک ہے
کچھ تجارت اب تجھ سے ہو سکے | کیونکہ بھید اب غیب مین ان کا ہے
تاجر جو طبع اور شیشہ جان | نے طلب مین سود رکھے نے زیان
بل زیان رکھے کہ مفلس خوار ہی | نور دہ یا کہ شعلہ خوار ہی
جو کہ ساری کام مین امید ہے | کاردین بہت بڑی تا ملے
نے اجازت مان بڑا کی بات | جز امید اللہ اعلم بالصواب

انبیا گفتند با خاطر کہ چند | پند ہم این و آن را وعظ و پند
چند کوبیم آہن سردی زغی | در دمیدن در قفس ہین تا بکی
جنبش خلق از قضا و وعدہ است | تیزی دندان ز سوز معدہ است
عقل اول راند بر عقل دوم | ماہی از سر گندہ گردد نی ز دم
لیک ہم میدان و فرمان ہو تیر | چونکہ بلغ گفت حق شد ناگزیر
تو نمی دانی کہ آخر کیستی | جہد کن چندانکہ دانی چیستی
چون نہی بر پشت کشتی بار را | بر توکل می کنی آن کار را
تو نمی دانی کہ از ہر دو کیے | غرقہ اندر سفر یا ناجیے
گر بگوئی تا ندانم من کیم | بر نخواہم تاخت بر کشتی و یم
من درین رہ ناجیم یا غرقہ ام | کشف گردان کز کدامین فرقہ ام
من نخواہم رفت این رہ با گمان | بر امید خشک ہمچون دیگران
ہیچ بازرگانی ناید ز تو | زانکہ در غیب است سر این دو رو
تاجر ترسندہ طبع شیشہ جان | در طلب نے سود دارد نے زیان
بل زیان دارد کہ محروم است و خوار | نور او یابد کہ باشد شعلہ خوار
چونکہ بر بو گشت جملہ کارہا | کار دین اولی کزان یابی رہا
نیست دستوری ہنجا قرع باب | جز امید اللہ اعلم بالصواب

۱۵۱

بیان میں اسکے کہ ایمان مقلد کا خوف ہے اور رجا

قصہ پیشہ کا امید و خوف ہے | اگرچہ گردن سعی سے نکلا ہے
صبح کو جو سوئے دکان جاے ہے | دہ زنا ۔ روزی کی دل امید ہے
خوف روزی گر نہیں جاتا ہے کیون | خوف حرمان ہے تو پھر سوتا ہے کیون
خوف حرمان ازل کے کیلئے | نے کیا عاجز تلاش رزق سے
گر کہے تو خوف حرمان ہے مجھے | کاہلی مین خوف یہ زیادہ ہے
ہر مجھے امید کوشش مین فزون | کاہلی مین رکھتا ہون مین زبون
کار دین مین کیسلئے ای بدگمان | تیرا دامن پکڑے یہ خوف زیان
یا نہ دیکھے اہل اس بازار کے | انبیاء اولیا کے فائدے
کیا دکھی شان انکو اس کان نے | انکو کیا بازار سے نفع ملے
آگ انکی تابع جو خلخال ہے | بحر انکا تابع جو حمال ہے
دم سے انکے مردہ زندہ ہوگیا | ابر انکا سائبان اک بن گیا
لوہا انکا موم سا تابع ہوا | اور ہوئی محکوم انکی بس ہوا
ہوگئی دشمن کی خاطر چوب مار | ہوگئی لکڑی ابھی انکی پردہ دار

بیان آنکہ ایمان مقلد خوف ست و رجا

داعی ہر پیشہ امید ست و بوک | گرچہ گردنشان ز کوشش شد چو دوک
بامداد آن چون سوی دکان رود | بر امید و بوک روزی می دود
بوک روزی نبودت چون میروی | خوف حرمان ہست تو چون نی قوی
خوف حرمان ازل در کسب تو | چون نکرد سست اندر جستجوت
گوئی ارچہ خوف حرمان ہست پیش | ہست اندر کاہلی این خوف بیش
ہست در کوشش امیدم بیشتر | دارم اندر کاہلی افزون خطر
پس چرا در کار دین ای بدگمان | دامنت میگیرد این خوف زیان
یا ندیدی کاہل این بازار ما | در چہ سوداند انبیا و اولیا
زین دکان رفتن چہ کانشان رونمود | اندرین بازار چہ بستند سود
آتش آن را رام چون خلخال شد | بحر آن را رام چون حمال شد
از دم آن مردہ زندہ شدہ | ابر آن را سایبانی آمدہ
آہن آن را رام ہمچون موم شد | باد آن را بندہ و محکوم شد
شد دلور در دفع دشمن چوب مار | عنکبوتی شد مر این را پردہ دار

بیان حدیث نبوی علیہ السلام ان اللہ تعالیٰ اولیاء اخفیاء

جاتی پوشیدہ ہے قوم اک دوسری | خلق مین مشہور ظاہر کب ہوئی
رکھتے ہیں سب کچھ نہیں دیکھے کوئی | ظاہر انکی بزرگی کو کبھی
بھی کرامت بھی حرم ہی مین رہے | نام انکا سنتے نے ابدال بھی
یا بجائے تو کرمہاے حذا | وہ بلاتا ہے سمجھے اس سمت آ
شش جہت عالم سب اکرام ہے | جسطرف دیکھے ظہور اسکا دکھے
گر کہے مجکو کرم آتش مین آ | ست کو مجکو جا کے جلد جا
آگ کو وہ نرگس و نسرین کرے | گل و غنچہ اسکے اندر بس کھلے
آگ جو پانی ہے انکے رعب سے | انبیا کی وصولی دسترخوان کی

معنے حدیث نبوی علیہ السلام ان اللہ تعالیٰ اولیاء اخفیاء

قوم دیگر سخت پنہان میروند | شہرۂ خلقان ظاہر کی شوند
اینہمہ دارند و چشم ہیچکس | بر نیفتد بر کیاشان یکنفس
ہم کرامتشان ہم ایشان در حرم | نامشان را نشنوند ابدال ہم
یا تو آتی کرمہاے حذا | تو ز نامی خواند این سو کہ بیا
شش جہت عالم ہمہ اکرام او | ہر طرف کہ بنگری اعلام او
گر کریمی گویدت آتش درآ | اندر آ زود و مگو سوزد مرا
کوز آتش نرگس و نسرین کند | او ز پیالش غنچہ ہا سر بر زند
در حقیقت آتش از ہیبت چو آب | کان خود دستارخوان انبیاست

حکایت ڈالنا دسترخوان انس بن مالک کا تنور میں اور جلنا نہ اسکا

یہ انس فرزند مالک سے سُنا / کہ کوئی مہمان کھانے کو گیا
وہ یہ کہتا جبکہ کھانا کھا چکے / دیکھا دسترخوان انس لے رو رہے
اور میلے سے کہا ای خادما / تو تنور اندر اسے ڈال اب ذرا
اُسنے ڈالا بس تنور اندر اُسے / جو وہ اسدم تھا بھرکتا آگ سے
سارے مہمان تھے بس حیران سے / منتظر بس جلنے دسترخوان کے تھے
پھر نکالا اسکو بس تنور سے / تھا سفید اور صاف مثل نور کے
قوم بولی کہ اے صحاب نبی / کیوں نہیں اب یہ جلا ہو یا سیاہ
بولا دست و لب کو دسترخوان سے / مصطفیٰ نے پونچھے اپنے اسلیے
ایسا خلعت جب جمادی کو دیا / جان عاشق کو کرے کیا کچھ عطا
خاک کو کعبہ کی جو قبلہ کیا / خاک مردوں کا ہو اور زمین دلا
بعد اُسکے اس کنیزک سے کہا / باوجود اسکے نہ کچھ تونے کہا
تو نے کیوں پھینکا وہ اسکے کہنے پہ / جانا ہم تو وہ تھا واقف بھید سے
ایسا دسترخوان تو نے قیمتی / پھینکا کیوں آتش کی اندر اے ستی
بولی رکھتی ہوں کریمی کی امید / از رجاء اللہ سے رکھتی ہوں امید
کیا ہے دسترخوان اگر کہوے مجھے / آگ میں گر میں گرادے خوف کے
اعتقاد از بس کریموں کے رکھوں / نے کرم سے انکے نا امید ہوں
سر کو ڈالوں اور نہ دسترخوان کو / بس کریموں کے بھروسے پر سنو
خود کو اس اکسیر ڈال ایک دم / گر نہیں ہے صدق زن سے صدق مرد
مرد کا وہ دل کہ کم عورت سے ہے / پس یہ دل وہ ہے جو کم ہو پیٹ سے

حکایت مندیل در تنور انداختن انس بن مالک رضی اللہ عنہ و ناسوختن آن

از انس فرزند مالک آمده است / که بمهمانی او شخصی شده است
او حکایت کرد کز بعد طعام / دید انس دستارخوان را زرد فام
چرکن و آلوده گفت ای خادمه / اندر افگن در تنورش یکدمه
در تنور پر ز آتش درفگند / آن زمان دستارخوان را هوشمند
جمله مهمانان در آن حیران شدند / انتظار دود کندوری بدند
بعد یکساعت برآورد از تنور / پاک و اسپید و از آن اوساخ دور
قوم گفتند ای صحابی عزیز / چون نسوزید و منقی گشت نیز
گفت زانکه مصطفی دست و دهان / بس بمالید اندرین دستارخوان
چون جمادی را چنین تشریف داد / جان عاشق را چها خواهد گشاد
مر کلوخ کعبه را چون قبله کرد / خاک مردان باش ای جان در نبرد
بعد از آن گفتند با آن خادمه / تو نگویی حال خود با این همه
چون فگندی زود این را گفت وی / گیرم او برده است در اسرار پی
این چنین دستارخوان قیمتی / چون فگندی اندر آتش ای ستی
گفت دارم از کریمان اعتمید / از عطاء الله دارم بس امید
میزری چه بود اگر او گوید مرا / در رو اندر عین آتش بی ندم
اندر افتم از کمال اعتقاد / نیستم زاکرام ایشان ناامید
سر دراندازم نه این دستارخوان / ز اعتماد هر کریم رازدان
ای برادر خود بر این اکسیر زن / کم نباید صدق مرد از صدق زن
آن دل مردی که از زن کم بود / آن دلی باشد که کم ز اشکم بود

قصہ فریاد کو پہنچنا رسول علیہ السلام کا کاروان عرب کی کہ بسبب نہ ملنے پانی کے پیاس سے

قصه فریاد رسیدن رسول علیه السلام کاروان عرب را که از تشنگی و بی آبی درمانده بودند و دل

مرے جاتے تھے اور شتر وغیرہ قریب ہلاکت تھے

ایک جنگل میں عرب کا اک گروہ ۔ تھا بارش بن تھا تشنہ آب جو
اس بیابان میں پھنسا اک کاروان ۔ تشنگی سے آئی آکر لب پہ جان
ناگہاں فریادرس کونین کے ۔ مصطفیٰ آئے مدد کے واسطے
دیکھا واں آکر پڑا اک کاروان ۔ گرم ریتی پر پڑا ہے تشنہ جان
انکے اونٹوں کی زبان نکلی ہوئی ۔ خلق اک ریتی پہ واں لیٹی ہوئی
رحم انکو آیا بولے چند یار ۔ جلد جاؤ دوڑ کر ٹیلوں کے پار
اونٹ پر اک مشک حبشی لائیگا ۔ جلد میر انکے جانب جائیگا
اور شتربان کو مع اس اونٹ کے ۔ لاؤ میرے پاس تم اس حکم سے
سمت ٹیلوں کی گئے وہ ڈھونڈھتے ۔ بعد اک ساعت کے دیکھا ویسا ہی
اونٹ پر حبشی غلام اک جاتا ہے ۔ مشک پانی کی بھری لیجاتا ہے
پس کہا اسکو بلاتے ہیں تجھے ۔ اس طرف فخر بشر خیر الوریٰ
بولا میں نہ جانتا وہ کون ہیں ۔ بولا وہ خوش خو وہ ماہ کون ہیں
سید و سرور محمد نور جان ۔ بہتر و افضل شفیع مجرمان
ہر طرح تعریف کی کی ولے ۔ بولا وہ تحقیق ساحر ایک ہے
کہ گروہ عاجز کیا ہے سحر سے ۔ آدھا بالشت میں نہ جاؤں اسطرف
کھینچکر وہ اسکو لائے اسجگہ ۔ کھینچکر کہتا تھا وہ سب بلا
پاس پس حضرت لائے اسکو وہ ۔ کہدیے تم پانی پیو اور بھر رکھو
ہوگئے سیراب سب اس مشک سے ۔ اور پیا اونٹوں نے اور ہر ایک نے
مشک و مشکیزے بھرے اس مشک سے ۔ کہ ہوا حیران ابر اس رشک سے
کیسی نے دیکھا اک مشکیزہ سے ۔ اتنی دوزخ سرد کی ہیں ایک نے
کیسی نے دیکھا مشک اک آب سے ۔ اتنی مشکیں پر ہوئیں
مشک پوشیدہ تھی موج فضل تب ۔ آتی تھی بحر اصل سے باحکم رب
جوش کو پانی ہوا جو کہ ہوا ۔ اور ہوئی سردی سے پانی پھر ہوا

برگ نهادن بارکشهای نشان قریب هلاکت بوده

اندران وادی گروهی از عرب ۔ خشک شد از قحط باران شان قرب
در میان آن بیابان مانده ۔ کاروانی مرگ خود برخوانده
ناگهانی آن مغیث هر دو کون ۔ مصطفیٰ پیدا شد از ره بهر عون
دید آنجا کاروانی بس بزرگ ۔ بر تف ریگ و ره صعب و سترگ
اشترانشان را زبان آویخته ۔ خلق اندر ریگ هر سو ریخته
رحمش آمد گفت هین زوتر دوید ۔ چند یاری سوی آن کثبان دوید
که سیاهی بر شتر مشک آورد ۔ سوی میر ده روان او می برد
آن شتربان سیه را با شتر ۔ سوی من آرید با فرمان مر
سوی کثبان آمدند آن طالبان ۔ بعد یک ساعت بدیدند آنچنان
بنده می شد سیه با اشتری ۔ راویه پر آب چون هدیه بری
پس بدو گفتند می خواند ترا ۔ این طرف فخر البشر خیر الورا
گفت من نشناسم او را کیست او ۔ گفت او آن ماه روی قندخو
نوعها تعریف کردندش که هست ۔ گفت مانا او مگر آن ساحرست
که گروهی را زبون کرد او بسحر ۔ من نیایم جانب او نیم شبر
کشکشانش آوریدند اندر آن ۔ او فغان برداشت در تشنیع آن
چون کشیدندش بپیش آن عزیز ۔ گفت نوشید آب و برگیرید نیز
جمله را زان مشک او سیراب کرد ۔ اشتران و هر کسی زان آب خورد
راویه پر کرد و مشک از مشک او ۔ ابر گردون خیره ماند از رشک او
این کسی دیدست کز یک راویه ۔ سرد گردد سوز چندین هاویه
این کسی دیدست کز یک مشک خرد ۔ گشت چندین مشک پر بی گیر و برد
مشک خود روپوش بود و موج فضل ۔ می رسید از امر او از بحر اصل
آب از جوشش همی گردد هوا ۔ وان هوا گردد ز سردی آبها

بل ملا دو اس حکم اسباب کے — آب کو تکوین لایا غیب سے
جو گئے اسباب غفلت سے دکھے — ہاں جہت اسباب کا پایندہ ہے
اور سبب بھولا تو اسباب سے — مائل اوس روپوش کا ہو اسلیے
جو گئے اسباب سر پیٹے گا تو — ربنا و ربنا کہوے گا تو
رب کہے اسباب کی جانب تو جا — یاد کیوں صنعت کو میری اب کیا
رو لا بعد اسکے رہوں میں تیرا ہی — نے سبب کو دیکھوں اس پر کرو
وہ کہے ردوا لعادوا ابتدا کلام — اے تو توبہ عہد میں سست حکیم
پر نہ دیکھوں میں تو رحمت کروں — میری رحمت پر ہی میں رحمت تن
عہد تیرے دیکھوں کرتا ہوں عطا — تو کرم میرے سے کیا جاتا ہے بھلا
مجھ سے سب ہیں احسان وفا — تجھ سے بدعہدی و نسیان خطا
تو سبب میں الغرض کر ہے چھپا — تو ہے معذور اب تجھے ہر دید کا
قافلہ کام اسکے سے حیران ہوا — یا محمد کیا ہے یہ اے ذو العطا
کر دیا روپوش مشکیزہ کو اب — غرق تو نے کر دیا روم و عرب

بلکه بی اسباب بیرون زین حکم — آب رویانید تکوین از عدم
تو ز طفلی چون سببها دیده — در سبب از جهل بر چفسیده
با سببها از مسبب غافلی — سوی این روپوشها زان مایلی
چون سببها رفت بر سر میزنی — ربنا و ربنا ها میکنی
رب همی گوید برو سوی سبب — چون ز صنعم یاد کردی ای عجب
گفت زین پس من ترا بینم همه — ننگرم سوی سبب زان دمدمه
گویدش ردوا لعادوا کار تست — ای تو اندر توبه و میثاق سست
لیک من آن ننگرم رحمت کنم — رحمتم پر است بر رحمت تنم
ننگرم عهد بدت بدهم عطا — از کرم اینم چو میخوانی مرا
از من آید جمله احسان و وفا — ار ز تو بدعهدی و نسیان خطا
حاصل آنکه در سبب چفسیده — لیک معذوری همین را دیده
قافله حیران شد از کار او — یا محمد چیست این ای بحر خو
کردهٔ روپوش مشک خرد را — غرقه کردی هم عرب هم کرد را

اس غلام کی مشک کا پر ہونا غیب سے ببرکت معجزہ رسول خدا کے اور سپید ہو جانا اس غلام حبشی کا

مشک آن غلام پر شدن از غیب به معجزه رسول خدا و سپید شدن آن غلام سیاه

ای غلام اب دیکھ یہ مشک اپنی تو — تا شکایت نہ کہو نیک و بد
حبشی حیرت میں ہوا برہان سے — لامکان سے آتا تھا ایمان اسے
دیکھا اک چشمہ ہوا سے ہے رواں — مشک اسکی فیض میں اسکی نہاں
اس نظر نے سب اٹھا دی پردہ داریاں — چشمہ جاری غیبی تک گئی
چشم گریاں وہ ہوا گریاں غلام — بھولا وہ خواجہ کو اپنے اور مقام
ہاتھ پاؤں راہ چلنے سے رہے — جان میں اک زلزلہ ڈالا اللہ نے
مصلحت کو ہوش میں اسکو کیا — کہ تو آ جا ہوش میں اور راہ آ جا
اب نہ حیرت آگے حیرت ہے ترے — اب تو کر جلدی تو اس رستہ کو طے
مصطفی کے ہاتھ کو منہ پر رکھا — اور بوسہ عاشقانہ بس دیا

ای غلام اکنون تو بین مشک خود — تا نگویی در شکایت نیک و بد
آن سیه حیران شد از برهان او — می دمید از لامکان ایمان او
چشمهٔ دید از هوا ریزان شده — مشک او روپوش فیض آن شده
آن نظر روپوشها هم بر درید — تا معین چشمهٔ غیبی رسید
چشمها پر آب کرد آن دم غلام — شد فراموشش ز خواجه و ز مقام
دست و پایش ماند از رفتن براه — زلزله افگند در جانش اله
باز بهر مصلحت بازش کشید — که بخویش آباز ای راه مستفید
وقت حیرت نیست حیرت پیش تست — این زمان در ره درآ چالاک و چست
دست مصطفی بر رو نهاد — بوسه‌های عاشقانه بس بداد

مصطفیٰ نے ہاتھ کو اسکے ملا | منھ پہ نور خورشید سا آمد کیا
منھ سفید حبشی کا مثل مہ ہوا | روز روشن شب ہوئی اسکی دلا
مثل یوسف وہ جمال اندر ہوا | بولے اب تو جا بیان کر ماجرا
بے سر و پا مست وہ ایک ہو گیا | راہ چلنے میں نہ پا از دست پا
دو بھری مشکین وہ حبشی لیچلا | سوی خواجہ کاروان سے وہ گیا
خواجہ بیٹھا منتظر تھا راہ پہ | کہ غلام اسکا ابھی آیا دیر سے
دیکھ خواجہ دور سے حیران ہوا | اہل اس دہ کو تعجب سے کہا
یہ ہمارا اونٹ و مشکیزہ تو ہے | کیا ہوا حبشی غلام اپنا دیکھے

مصطفی دست مبارک بر رخش | آن زمان مالید و کرد او فرخش
شد سپید آن زنگی زاده حبش | همچو بدر و روز روشن شد شبش
یوسفی شد در جمال و در دلال | گفتش اکنون رو بده وا گوی حال
او همی شد بی سر و بی پا مست | پای می نشناخت در رفتن ز دست
پس بیامد با دو مشک پر روان | سوی خواجه از نواحی کاروان
خواجه بر ره منتظر بنشسته بود | کان غلامش دیر آمد روز زود
خواجه از دورش بدید و خیره ماند | از تحیر اهل آن ده را بخواند
راویه ما اشتر ما هست این | پس کجا شد بنده زنگی جبین

دیکھنا خواجہ کا غلام اپنے کو سفید اور نہ پہچاننا اور کہنا غلام کو کہ تو نے میرے غلام کو مار ڈالا اور اسکا خون تیری گردن پر

و دیدن خواجه غلام خود را سفید رو و نشناختن او را و گفتن که تو غلام مرا کشته و خون او ترا گرفته

ایک وہ آتا ہے بدر از راہ دور | نور دن پر غالب اسکے رخ کا نور
وہ غلام آوارہ شاید ہو گیا | یا کہ اسکو گرگ نے کشتہ کیا
یا کہ اسکو مار شاید کسی نے ہو | اونٹ اسکو لایا یہاں تقدیر سے
پاس جو آیا کہا تو کون ہے | یمن زادہ دیا ہے ترک نے
کیا کیا میرا غلام اب سچ کہو | اسکو گر مارا ہے حیلت کو
بولا اگر میں مارتا پھر آتا کیوں | خون میں اپنے آپ پھر ملتا یہاں
بولا نے کرتا قبول اب دم مرا | چاہیے سچ کہنا بھید اس بات کا
بولا میں ہوں وہ غلام اول ترا | فضل حق کے ہاتھ نے روشن کیا
صدر دیکھا بدر اک میں ہو گیا | اہل فضل و قدر اک میں ہو گیا
ہیں تو کیا کہوے کہاں میرا غلام | میں نہ چھوڑوں تجھکو کر سچا کلام
بولا تیرے بھید سبکے ساتھ کے | کہتا ہوں میں ایک ایک یہ تجھے
اُن دنوں سے کہ خریدا مجھکو تھا | اب تلک کا کہتا ہوں میں ماجرا
تا تو جانے جسم میرا ہے وہی | گرچہ میری رات سے صبح ہوئی
دوسری رنگت ہوئی پر جان پاک | نے رنگی رنگت نہ ارکان خاک

آن یکی بدری همی آید ز دور | می‌زند بر نور روز از روش نور
کو غلام ما که گم گشته شد | یا بدو گرگی رسید و کشته شد
یا مگر او را بکشت این بدگهر | اشترش آورد اینجا از قدر
چون بیامد پیش گفتش کیستی | یا یمن زاده و یار زنگیستی
تو غلام را چه کردی راست گو | گر بکشتی وانما حیلت مجو
گفت اگر کشتم ترا چون آمدم | چون بپای خود درین خون آمدم
گفت سرنی و ذکر در مانت | راست باید گفت سر این خیست
گو غلام من بگفت اینک منم | کز دست فضل یزدان روشنم
دیده ام سر رنگ دیگر گشته‌ام | صاحب فضلی و قدری گشته‌ام
این چه می‌گویی غلام من کجا | من نخواهم رستن از من ای جرا
گفت اسرار ترا با آن غلام | جمله واگویم یکایک من تمام
زان زمانی که خریدی تو مرا | تا بکنون بازگویم ماجرا
تا بدانی که همانم در وجود | گر چه از شب زاد من صبحی گشود
رنگ دیگر شد ولیکن جان پاک | فارغ از رنگست و از ارکان خاک

۱۵۶

سرامی اصل ار دو نہی ماری ص سوئی

تن شناس اسے ہمکو بہت بھولتے	آب شناس مشک و خم میں ہو رہے
جان شناس اعداد سے ہین منظر	غرق ہین دریائے بیچون میں تمام
جان ہوا در جان سے جان کو شناس	یار بینش ہو نہ فرزند قیاس
ہیں ملک اور عقل پیدا ایک سے	واسطے حکمت کے دو صورت ہوے
وہ ملک اور عقل کی گوہر سے ہیں	آگے پیچھے مثل دم اور سر کے ہیں
آں ملک نے مرغ سا پر کر لیا	عقل نے پر چھوڑا اور فر کر لیا
اسلیئے دونون مددگار ہیں	دونون خوش رو اور مددگار ہو گئے
ہی ملک ہی عقل حق کو پا گیئے	دونون آدم کو مدد سجدہ کریں
نفس شیطان ایک ہیں تو قبل سے	دشمن آدم کے وہ حاسد ہوے
جسنے آدم کو بدن دیکھا پھرا	نور کا جسنے امین دیکھا جھکا
وہ دو دیدہ اسے روشن ہو گئے	ان دو دیدون کو نہ جز مٹی دکھی
یہ بیان اب مثل خر یخ میں پھنسا	مست یہود و کو ترا انجیل اب نہ سنا
حال عمر کا کہہ سکے شیعہ سے کب	آگے بہرے کے نہ کے بربط ہو کب
کانون میں گر ہے والا کوئی ہے	ہای ہو جو کہ میں نے بس کرے
مستحق شرح کو مارین کلوخ	شرح کہنے والا کب پائے رسوخ
پتو مریم کا مار اور در ہے	کہ گواہی طفل باتیں کرکے دے
اسکے جز نے اسکی حاظر بود کہا	حقیہ گویائی رکھے حرف ترا
تیرا دوست و پاگواہی سیر ہوے	مکر ہی مین تو چھپا کنک سے
تو سین کر مستحق اس شرح کا	بار طلقہ جیب ہو جو گویا ہوا

تن شناسان زود ما را گم کنند	آب شناسان ترک مشک و خم کنند
جان شناسان از عددها فارغ اند	غرقهٔ دریای بیچون و چند
جان شو و از راه جان جان را شناس	یار بینش شو نه فرزند قیاس
چون ملک با عقل یک سررشته اند	بهر حکمت را دو صورت گشته اند
آن ملک با عقل از یک گوهر اند	در پیے هم چون سال و سر اند
آن ملک چون مرغ بال و پر گرفت	وین خرد بگذاشت پر و فر گرفت
لاجرم هر دو مناصر آمدند	هر دو خوش رو پشت همدیگر شدند
هم ملک هم عقل حق را واجدے	هر دو آدم را معین و ساجدے
نفس و شیطان بوده ز اول واحدے	بوده آدم را عدو و حاسدے
آنکه آدم را بدن دید او رمید	وانکه نور مؤتمن دید او خمید
آن دو دیده روشنان بوده ز بین	وین دو را دیده ندیده غیر طین
این بیان اکنون چو خر بر یخ بماند	چون نشاید بر جهود انجیل خواند
کے توان با شیعه گفتن از عمر	کے توان بربط زدن در پیش کر
لیک گر در ده به گوشه یک کس است	های و هوی که بر آوردم بس است
مستحق شرح را سنگ و کلوخ	ناطقی گردد مشرح با رسوخ
این بنا رمزی بود است در دین	کر خیان طفلے سخن آغاز کرد
جز رسول و رای او انگشت	تر ز حروف گشت وارد در سمت
دست دریا تا بستون قدرت اے بے	شکری را حید وصت و باطنی
در بیانی مستحق شرح گشت	ناطقه ناطق ترا دید و نکف

بیان اسکے کہ حقتعالی نے جو کچھ دیا و پیدا کیا ہو فوق حاجت کے پیدا کیا اپنے کو اور چیزونکا محتاج کر کے تا دے کہ امن یجیب المضطر اذا دعاه	**در بیان آنکه حق تعالے هر چه داد و آفرید هر چه بنهاد حاجت آفرید خود را محتاج چیزی دیگر باید کرد که تا بدید که امن یجیب المضطر اذا دعاه**

پیدا کل ہر واسطے محتاج کے	پائے طالب سکو تا لا ہے
آسمان اللہ نے پیدا کیئے	جان کے تورع حاجت کے

هر چه رو پیدا از محتاج است	تا بیابد طالبے چیزے که هست
حق تعالی کاین سموات آفرید	از برائے رفع حاجات آفرید

جو کوئی ڈھونڈیگا آخر پائیگا | رحمتونکی جڑ ہے ہونا درد کا
درد ہو جس جا دوا آجائے وہان | فقر ہو جسجا تو آجائے وہان
جسجگہ مشکل وہان جاوے جواب | جسجگہ پستی وہان جاوے ہے آب
آب کم جو تشنگی پیدا تو کر | تاکہ پانی تیرا ہو پرجوش تر
جبتلک پیدا نہ بچہ اسکے ہو | چھاتیون سے دودھ جاری کب ہو
کر تلاش اوپر تلے تو دوڑ کر | تا حرارت تشنگی ہو بیشتر
بعد اسکے تو ہوا کی بانگ سے | بانگ آب نہر کی از بس سنے
تیری حاجت کم گھانس سے | کر رہے پانی کو اُس جانب کھینچے
کان پانی کا پکڑ کر کھینچے تو | خشک کھیتی کی طرف خوش ہو تو
ہر کشت جان کہ جوہر سے چھپا | ابر رحمت آب کوثر سے بھرا
تا سقاہم ربہم آئے خطاب | تشنہ ہو واللہ اعلم بالصواب

هر که جویا شد بیابد عاقبت | مایۂ در دست اصل مرحمت
هر کجا دردی دوا آنجا رود | هر کجا فقری نوا آنجا رود
هر کجا مشکل جواب آنجا رود | هر کجا پستی ست آب آنجا رود
آب کم جو تشنگی آور بدست | تا بجوشد آبت از بالا و پست
تا نزاید طفلک نازک گلو | کی روان گردد ز پستان شیر او
رو بدین بالا و پستیها بدو | تا شوی تشنه و حرارت را گرو
بعد از آن از بانگ زنبور هوا | بانگ آب جو بنوشی ای کیا
حاجت تو کم نباشد از حشیش | آب را گیری سوی او می کشیش
گوش گیری آب را می کشی | سوی زرع خشک تا یابد خوشی
زرع جان را کش جواهر مضمر است | ابر رحمت پر ز آب کوثر است
تا سقاهم ربهم آید خطاب | تشنه باش الله اعلم بالصواب

آنا عورت کافرہ کا مع بچہ شیرخوار کے پاس رسول خدا علیہ السلام کے اور گویا ہونا بچہ کا معجزہ رسول خدا علیہ السلام سے

آمدن زن کافره با طفل شیرخوار نزد رسول خدا علیه السلام و ناطق شدن طفل بمعجزهٔ رسول خدا علیه السلام

ایک عورت کافرہ اس گانوں سے | امتحان کو آئی حضرت کے لئے
پاس پیغمبر کے آئی منہ چھپا | ایک بچہ گود مین دو ماہ کا
بولا بچہ سلم اللہ علیک | یا رسول اللہ قد جئنا الیک
مان نے غصہ ہو کہا چپ رہو رے | یہ گواہی کس نے سکھلائی تجھے
کس نے یہ سکھلایا اے بچے تو کی | کہ زبان طفلی مین ہوئی گویا تری
بولا حق سکھلا کے جبرائیل سے | ہمکلام اب مجھ سے جبرائیل ہے
بولے کہان بولا یہ سر پر ہے | تو نہ دیکھے کر نظر اب فوق پے
سر پہ تیرے کھڑا ہے جبرئیل | سو طرح سی ہو گیا مجکو دلیل
بول تو دیکھے کہا ہون دیکھتا | سر پہ تیرے ہی مجکو دیکھتا
مجکو سکھلاتا ہر وہ وصف نبی | اور بلندی دی تھے پستی سے بھی
بولے حضرت کہ ای طفل شیرخوار | نام تیرا ہو مطیع ای ہوشیار

هم از آن ده یک زنی از کافران | سوی پیغمبر دوان شد ز امتحان
پیش پیغمبر در آمد با خمار | کودکی دو ماهه زن با او کنار
گفت کودک سلم الله علیک | یا رسول الله قد جئنا الیک
مادرش از خشم گفتش هین خموش | کیست این بگذارد این شهادت را بگوش
این کی ات آموخت ای طفل صغیر | که زبانت گشت در طفلی جریر
گفت حق آموخت وانگه جبرئیل | در بیان با جبرئیلم من رسیل
گفت کو گفتا که بالای سرت | می نه‌بینی کن بالا منظرت
ایستاده بر سر تو جبرئیل | مر مرا گشته بصد گونه دلیل
گفت می بینی تو گفتا که بلی | بر سر تا بان چو بدر کاملی
می بیاموزد مرا وصف رسول | زان علوی می رساند زین سفول
پس رسولش گفت ای طفل رضیع | چیست نامت باز گو و شو مطیع

بولا حق کے پاس نام عبدالعزیز	عبد عزی کہتی ہے یہ ہمہ تمیز
میں ہوں پاک عزی سے بیزار و بری	ہو قسم اسکی کیا مجھکو نبی
دو مہینے کا وہ بچہ مثل بدر	گفتگو کامل کرے جون اہل صدر
آئی بس جب خوشبو اس گھڑی	ماں و بچہ کے دماغ اندر گئی
دونوں کہتے تھے کہ یہ زائل خوف	بوئے خوش بہتر کہ جائے جان جو
جسکی تعریفیں شہنشہ خود کرے	جامد و نامی اسے تحسین دے
وہ کوئی کہ عارف باللہ ہے	جامد و نامی اُسے سچا کہے
اس کسی کا جو حافظ ہو خدا	مرغ و ماہی تک نگہبان ہو سدا

گفت نامم پیش حق عبدالعزیز	عبد عزی پیش این یک مشت حیز
من ز عزی پاک و بیزاری و بری	حق آنکه داد این پیغمبری
کودک دو ماهه همچون ماه بدر	درس بالغ گفته چون اصحاب صدر
پس حنوط آن دم ز جنت در رسید	تا دماغ طفل و مادر بو کشید
هر دو می گفتند کز خوف سقوط	جان سپردن به بر این بو حنوط
آنکه تعریفش شهنشه خود کند	جامد و نامیش صد مرحق زند
آن کسی را که معرف حق بود	جامد و نامیش صد صدق بود
آن کسی را کش خدا حافظ بود	مرغ و ماهی مر ورا حارس بود

لیجانا عقاب کا موزہ رسول علیہ السلام کو ہوا پر اور الٹ دینا موزے کا اور گرنا سانپ سیاہ کا اوس میں سے

ربودن عقاب موزهٔ رسول علیه السلام را و بر بردن و سرنگون کردن و از موزه مار سیاه افتادن

اسمیں تھے کہ دیا آواز صلا	مصطفی نے سوئے اعلا سنا
پانی مانگا اور وضو تازہ کیا	ہاتھ و منھ کو دھویا اور زیبا کیا
پاؤں دھو کر قصد موزہ کا کیا	موزہ اُس دم لیگیا موزہ ربا
موزہ کا لینے کو جھکے وہ خوش خطاب	لے اُڑا اس ہاتھ سے موزہ عقاب
لیگیا موزہ ہوا میں جوں ہوا	ہو کر الٹا سانپ اک اس سے گرا
جو گرا موزہ سے اک مار سیاہ	ہی عقاب اسباب سے بس نیکخواہ
لایا پھر موزہ عقاب از رو نیاز	بولا لیجے جائیے سوئے نماز
ہو گستاخی ضرورت سے کری	میں ز گستاخی ادب سے ہے کری
ہائے وہ گستاخ پاؤں کو رکھے	بیضرورت کو ہوا فتوی جو دے
شکر کرکے اسکا حضرت نے کہا	میں نے جانی یہ جفا وہ تھی وفا
لیگیا تو موزہ میں برہم ہوا	لیگیا تو غم مرا غم مجکو تھا
گرچہ مجھپر غیب ظاہر حق کیا	خود سے تھا مشغول اس دم دل مرا
بولا مجھسے دور کب غفلت تجھے	غیب بینی میری تیرا عکس ہے
سانپ موزہ میں دیکھے اندر ہوا	مجھسے نہ ہے عکس تیرا مصطفی

اندرین بودند کآواز صلا	مصطفی بشنید از سوی علا
خواست آبی و وضو را تازه کرد	دست و رو را شست او زان آب سرد
هر دو پا شست و به موزه کرد رای	موزه را بربود یک موزه ربای
دست سوی موزه برد آن خوش خطاب	موزه را بربود از دستش عقاب
موزه را اندر هوا برد او چو باد	پس نگون گرداند از آن مار فتاد
در فتاد از موزه یک مار سیاه	زان عنایت شد عقابش نیکخواه
پس عقاب آن موزه را آورد باز	گفت هین بستان و رو سوی نماز
از ضرورت کردم این گستاخیی	من ز ادب دارم شکسته شاخیی
وای کو گستاخ پایی می نهد	بی ضرورت کش هوا فتوی دهد
پس رسولش شکر کرد و گفت ما	این جفا دیدیم و بود آن خود وفا
موزه بربودی و من درهم شدم	تو غمم بردی و من در غم بدم
گرچه هر غیبی خدا ما را نمود	دل در آن لحظه به خود مشغول بود
گفت دور از تو که غفلت از تو رست	دیدنم آن غیب را هم عکس تست
مار در موزه ببینم در هوا	نیست از من عکس تست ای مصطفی

عکس نورانی ہے روشن بس تمام
عکس ظلمانی ہے گلخن بس تمام
عکس عبداللہ بالکل نور ہی
عکس بیگانہ کا بالکل کور ہے
عکس ہر اک کی لائق جان تو
پاس اپنے رکھ جو چاہے جنس کو

عکس نورانی ہمہ روشن بود
عکس ظلمانی ہمہ گلخن بود
عکس عبداللہ ہمہ نور ہی بود
عکس بیگانہ ہمہ کوری بود
عکس ہر کس را بدان ای جان بدان
پہلوی جنسے کہ خواہی تو نشین

وجہ عبرت لینے کی اس حکایت سے و معنی ان مع العسر یسرا

وجہ عبرت گرفتن ازین حکایت ان مع العسر یسرا

یہ جو قصہ تیری عبرت کے لئے
تا ہو راضی حکم پر اللہ کے
تا کہ ہو ہشیار تو نیکو گمان
وہ قصہ دیکھے جو ناگہان
دوسرے ہوں زرد در دیکھ میان
تو ہنسے جوں گل جو ہو سود و زیان
کیونکہ گل کی پتی پتی توڑ تو
نہ ہنسی چھوڑے نہ ہو پژمردہ تو
خار کو کہو میں یقین کیوں ڈرا
خود ہنسی کو خار سے لایا ہوں
جبکہ قوت ہو تجھے ازل تو نا
کر یقین تجھکو بلا سے لے لیا
ما التصوف قال وجدان الفرح
فی الفواد عند اتیان الترح
اس بلا کو تو عقاب کہ جان سے
لیگیا موزہ حبیب اللہ سے
تا بچے تیرے پا کو زخم مار سے
اے خوشا عقل از نفرش بچے
بولا لاتو سواسے علی مافاتکم
ان اتی السرحان اردی شاتکم
فوت جو کچھ ہو ہوا غمگین نہ ہو
گر گیا ہے آسمہ تو بہت آئینے نولا
تو رنجیدہ ہو گر آئے بلا
گر زبان دیکھے تو غم سکانہ کھا
وہ بلا دفع بلائے گر بلا
وہ زبان دفع زیان لادوا
راحت جان آیا وہ جان فوت ما
صبح ہو گر مال سے جان کی وبال

تا بہ بستہ این تفتہ ای جان زرا
تا شوی راضی تو در حکم خدا
تا کہ زیرک باشی و نیکو گمان
چو ببینی واقعہ بد ناگہان
دیگران رو زرد گردند از بیم آن
تو چو گل خندان گہ سود و زیان
زانکہ گل گر برگ برگش می کنی
خندہ نگذارد نگردد منحنی
گوید از خاری چرا افتم بہ غم
خندہ را من خود ز خار آوردہ ام
ہر چہ از تو یاوہ گردد از قضا
تو یقین دان کہ خریدت از بلا
ما التصوف قال وجدان الفرح
فی الفواد عند اتیان الترح
آن عقابش را عقابی دان کہ او
در ربود آن موزہ را زان نیک خو
تا رہاند پاش را از زخم مار
ای خنک عقلی کہ باشد بی غبار
گفت لا تاسوا علی مافاتکم
ان اتی السرحان واردی شاتکم
کان بلا دفع بلاہای بزرگ
وان زیان منع زیانہای سترگ
گر بلا آید ترا اندہ مبر
کان بلا دفع بلاہائی بزرگ
در زیان بینی غم او را مخور
زانکہ گر باشد کمند آید باز تو
راحت جان آمد و جان فوت کار
مال چون شد آمدی جان ضدّ ما

چلنا ایک شخص کا موسیٰ علیہ السلام سے جانوروں کی بولی کا

استدعا نمودن شخصے از موسیٰ زبان بہائم را

بولا اک موسیٰ کلیم اللہ سے
کہ زبان حیوان کی سکھلا دو مجھے
تا کہ ان حیوان کی آواز سے
حاصل ہے دین میں ہو عبرت مجھے
یہ زبان جو کہ بنی آدم کی ہے
در پئے سامان آب و نان کے
شاید حیوان کا طریقہ اور ہو
گر گذر اوقات کی کرتے ہیں لا

گفت موسیٰ را یکی مرد جوان
کہ بیاموزم زبان جانوران
تا بود کز بانگ حیوانات و دد
عبرتی حاصل کنم در دین خود
چون زبانہای بنی آدم ہمہ
در پی آبست و نان و دمدمہ
بو کہ حیوانات را درد دگر
باشد از تدبیر ہنگام گذر

بولے موسیٰ جا ہوس کو چھوڑ دے / کہ خطر اس کے آگے پیچھے بس لگے
عبرت اور بیداری حق سے کر طلب / نے کتاب و قال سے نے حرف و لب
تیز تر وہ منع کرنے سے ہوا / مرد ہو تو منع سے تیز اور سوا
بولا تیرا نور موسیٰ جو اٹھا / جس نے پائی چیز تجھ سے پائی وہ
کرنا محروم اس تمنا سے مجھے / لائق لطف و کرم کب ہے تیری
حق کی جا قائم مقام اب ہے جو تو / یاس ہووے گر تو مانع ہے تو
بولے موسیٰ اے خدا اس مرد کو / بہکایا ملعون دیو نے شاید کہ ہو
گر سکھاؤں اسکو نقصان ہو / نے سکھاؤں گر تو بد ایمان ہو
بولے اے موسیٰ تو اسکو دے سکھا / نے کرم سے ہم نے رد کی ہے دعا
بولے یا رب ہو پریشانی اسے / ہاتھ چبا لے چاک جامہ کو کرے
کب ہے قدرت لائق ہر اک شخص کے / عجز بہتر مایۂ پرہیز ہے
فقر فخر آیا ہے اس باعث سدا / کہ رہا تقویٰ میں دست نارسا
یوں غنا اور یوں غنی مردود ہوا / صبر جو مقدور سے جاتا رہا
عجز اور فقر آدمی کا امن ہے / اور بلائے نفس حرص غم سے بچے
وہ ہوا ہے غم تمنا کے فضول / کہ رکھے عادت ہے اسکی صید غول
خواہش گل ہوتی ہے گل خوار کو / ناپسند ہوگا شکر بیمار کو

گفت موسی ورد گور کن زین هوس / کاین خطر دارد بسی در پیش و پس
عبرت و بیداری از یزدان طلب / نه از کتاب و از مقال و حرف و لب
گرمتر شد مرد زان منعش که کرد / گرمتر گردد همی از منع مرد
گفت ای موسی چو نور تو بتافت / هر که چیزی یافت از تو چیز یافت
مر مرا محروم کردن زین مراد / لایق لطفت نباشد ای جواد
این زمان قائم مقام حق تویی / یاس باشد گر مرا مانع شوی
گفت موسی یا رب این مرد سلیم / سخره کردستش مگر دیو رجیم
گر بیاموزم زیانکارش بود / ور نیاموزم دلش بد می‌شود
گفت ای موسی بیاموزش که ما / رد نکردیم از کرم هرگز دعا
گفت یا رب او پشیمانی خورد / دست خاید جامه‌ها را بردرد
نیست قدرت هر کسی را سازوار / عجز بهتر مایهٔ پرهیزگار
فقر زین رو فخر آمد جاودان / که بتقوی ماند دست نارسان
زان غنا و زان غنی مردود شد / که ز قدرت صبرها بدرود شد
آدمی را عجز و فقر آمد امان / از بلای نفس پر حرص و غمان
آن غم آمد ز آرزوهای فضول / که بدان خو کرده است آن صید غول
آرزوی گل بود گل‌خوار را / گلشکر نگوارد آن بیچاره را

وحی آنا جانب حق تعالیٰ سے موسیٰ علیہ السلام پر کہ سکھا دے اسے وہ چیز کہ خواہش کرتا ہے

وحی آمدن از حق تعالی بموسی علیه السلام که بیاموزش چیزی را که استدعا می‌کند

بعد وحی آئی حضرت سے کہ جا / جو کہے دو اس کو بالطاف و رضا
بولا یزداں کہ سکھا دے اس کو / قدرت اسکی اختیار دے میں تو دے
اختیار آیا عبادت میں نمک / ورنہ بے خواہش کے پھرتا ہے فلک
اسکی گردش کو ثواب نہ عذاب / اختیار آیا ہنر وقت حساب
سارا عالم پڑھتا وہ تسبیح ہے / سود جبری کو نہ اس تسبیح سے
تیغ اسکو دی نہ کر ما بوز سے / تا کہ غازی ہو دیا رہزن بنے

بعد از آن وحی آمد از حضرت که رو / هر چه گوید مر ورا لطف خود شنو
گفت یزدان تو بده بایست او / برگشا در اختیار آن دست او
اختیار آمد عبادت را نمک / ورنه می‌گردد بناخواه این فلک
گردش او را نه اجر و نه عقاب / که اختیار آمد هنر وقت حساب
جمله عالم خود مسبح آمدند / نیست زان تسبیح جبری سودمند
تیغ در دستش نه از عجزش بکن / تا که غازی گردد او یا راهزن

جو ہوا کرنا آدم ز اختیار | آدھا ہو زنبور شہد آدھا ہو مار
ان مومن شہد کے زنبور دار | کافر ان کا زہر کے مانند مار
کھائی ہر مومن نے جو بہتر نبات | ہو گئی جوں زنبور کے آب حیات
کھایا جو کافر نے گندہ آب سے | قوت اسکا زہر ہو کر رہ سے
اہل الہام خدا چشمہ حیات | اہل تاویل ہوا ز ہر مرات
یہ جہاں میں مدح اور شاباش ہے | اختیار روز کے ہر اور راہ کے ہے
جاتے ہیں جو مر نہ بس زندان میں | متقی و زاہد و حق ہوتے ہیں
ہو گئی قدرت ہوا کو تا عمل | تا نہ ہو پنجا سیری لیا دو اجل
فائدہ کی ہو گئی قدرت ہو ترک | وقت قدرت کو نگہ رکھ لے آتا
اسپ کیسا ہے انسان پر سوار | رکھے ہر کی اسکا عنان اختیار
یہ نصیحت اسکو موسیٰ نے کری | زر و دو کرے تمنا یہ ترقی
حق سے ڈرا اور تمنا کر اسکو تو | دیکھ کا شیطان فریاد انسان کو
یا الٰہی دور اب مت کرے | یہ تمنا پنج میں ڈالے تجھے
بول سکتے کی زبان بتلا مجھے | مرغ خانہ کی زبان سکھلا مجھے

زانکہ کرمنا شد آدم ز اختیار | نیم زنبور عسل شد نیم مار
مومنان کان عسل زنبور وار | کافران خود کان زہری ہمچو مار
زانکہ مومن خورد بگزیدہ نبات | تا چو نحلی گشت ریق او حیات
باز کافر خورد شربت از صدید | ہم ز قوتش زہر شد در وی پدید
اہل الہام خدا عین الحیات | اہل تسویل ہوا سم الممات
در جہان این مدح و شاباش و زہی | ز اختیارست و حفاظ و آگہی
جملہ رندان چونکہ در زندان بوند | متقی و زاہد و حق خوان شوند
چونکہ قدرت رفت کاسد شد عمل | ہین کہ سرمایہ نیفتد از اجل
قدرتت سرمایہ سود است ہین | وقت قدرت را نگہدار و ببین
آدمی بر خنگ کرمنا سوار | در کف درکش عنان اختیار
باز موسیٰ داد پندش او را بمہر | کہ مرادت زرد خواہد کرد چہر
ترک این سودا بگو وز حق بترس | دیو داد ستت برای مکر درس
این برد در دسر خود کم طلب | کاین مرادت افگند در صد تعب
گفت باری نطق سگ کو بر درست | نطق مرغ خانگی کاہل پرست

قناعت کرنا اس مرد طالب کا تعلیم زبان مرغ خانگی و کتے پر اور قبول کرنا موسیٰ علیہ السلام کا اسکو

قانع شدن آن مرد طالب بہ تعلیم زبان مرغ خانگی و سگ و اجابت کردن موسیٰ علیہ السلام او را

بولے موسیٰ اب تجھے آجائیگی | یہ زبان دونوں کی ظاہر ہو گئی
صبح کو وہ امتحان کے واسطے | منتظر در پے کھڑا ہو گئے
خادمہ نے جھاڑا دسترخوان کو | ٹکڑے روٹی کے گرے ہو کے اگر نہ چو
مرغ نے ٹکڑے کو پہلے لے لیا | بولا کتا ظلم یہ تو نے کیا
تو تو بس کھائیگا دانہ گیہوں کے | اور میں عاجز ہوں کھانے گیہوں کے
گیہوں اور جو اور باقی دانہ سب | کھا سکے تو اور زمیں آیا اب
ٹکڑے روٹی کے ہیں قسمت میں مرے | جبکہ تو نے کتا بس یہ تو کا ہے

گفت موسیٰ ہین تو دانی در رسید | نطق این ہر دو شود بر وی پدید
بامدادان از برای امتحان | ایستادہ منتظر بر آستان
خادمہ سفرہ بیفشاند و فتاد | پارۂ نان بیات آثار زاد
در ربود آن را خروسی چون گرو | گفت سگ کردی تو بر ما ظلم رو
دانۂ گندم تو دانی خورد و من | عاجزم در دانہ خوردن در وطن
گندم و جو را و باقی حبوب | تو توانی خورد و من ای طرب
این لبابہ کہ قسم ماست آن | می‌ربائی این قدر را از سگان

جواب دینا مرغ کا کتے کا

جواب خروس سگ را

مرغ بولا صبر کر اور غم نہ کھا | گر عوض بہتر ہے حق اسکے سوا
گھوڑا اس خواجہ کا کل مر جائیگا | سیر ہو کر کھائیو تو خوب سا
عید کتوں کو ہی مرنا اسپ کا | کیونکہ بے کوشش کے کھانا پائیگا
گھوڑا بیچا مرد نے جو یہ سنا | مرغ بس شرمندہ کتے سے ہوا
دوسرے دن روٹی لی پھر مرغ نے | کتا پھر جھنجھلا کے بولا مرغ سے
ای فریبی مرغ جھوٹا کس قدر | ہے تو ظالم اور جھوٹا بیشتر
ہی کہاں جو گھوڑا مرنے کا کہا | تو نجومی اندھا اور گمراہ ہوا
باخبر اس مرغ نے اس سے کہا | گھوڑا اسکا مر گیا بس اور جا
جلد اس نے بیچ ڈالا اسپ وو | وہ زیان اپنا دیا ہے اور کو
لیکن اسکا اونٹ کل مر جائیگا | تو یہ نعمت خاص کتے کی بھلا
جلد بیچا اونٹ اس نے جا | غم سے اس نقصان کے اسنے بچا
تیسرے دن کتا بولا مرغ سے | اب کہا سردار جھوٹوں کے مجھے
کب تلک کہو دروغ ای مرغ | تو دروغی میں ہے اک اب دروغ
بولا اسنے اونٹ بیچا جلد جا | پر غلام اب اسکا کل مر جائیگا
جو غلام اسکا مرے تو روٹیاں | دینگے کتوں کو اہل خاندان
یہ سنا تو بیچا اپنا وہ غلام | بس ہوا نقصان سے فارغ تمام
شکر کرتا اور خوش ہوتا کہ آج | تین صدموں سے بچا اس وقت میں
سیکھی جیسے مرغ و کتے کی زبان | بدقضا کی آنکھ میں ڈالی نشان

پس خروسش گفت تن زن غم مخور | که عوض ده بخدا زین بدگر
اسپ این خواجه سقط خواهد شدن | روز فردا سیر خور کم کن حزن
مر سگان را عید باشد مرگ اسپ | روزی وافر بود بی جهد و کسب
اسپ را بفروخت چون بشنید مرد | پیش سگ شد آن خروس زرد روی
روز دیگر همچنان نان را ربود | آن خروس سگ بر او لب بر گشود
کای خروس عشوه ده چند این دروغ | ظالمی و کاذبی و بی فروغ
اسپ کش گفتی سقط گردد کجاست | کور اختر گوی محرومی ز راست
گفت او را آن خروس باخبر | که سقط شد اسپ او جای دگر
اسپ را بفروخت و جست او از زیان | آن زیان انداخت او بر دیگران
لیک فردا اشترش گردد سقط | مر سگان را باشد این نعمت فقط
زود اشتر را فروشید آن حریص | یافت از غم وز زیان آن دم محیص
روز ثالث گفت سگ با آن خروس | ای امیر کاذبان با طبل و کوس
تا بکی گویی دروغ ای بی فروغ | دو دمی ای ناهل لاف و دروغ
گفت او بفروخت اشتر را شتاب | لیک فردا پیش غلام آید مصاب
چون غلام او بمیرد نانها | بر سگ و خواهنده ریزند اقربا
این شنید و آن غلامش را فروخت | رست از خسران و رخ را برفروخت
شکرها می‌کرد و شادیها که من | رستم از سه واقعه اندر زمن
تا زبان مرغ و سگ آموختم | دیدهٔ سوء القضا را دوختم

شرمندہ ہونا مرغ کا آگے کتے کے بسبب جھوٹ ہو جانے تین وعدوں کے | خجل شدن خروس پیش سگ بسبب دروغ شدن سه وعده

دوسرے دن بولا وہ کتا کہ ہاں | مرغ بیہودہ وہ کل پرسوں کہاں
کب تلک یہ جھوٹ مکر آخر ترا | تیا ہے نے بجز جھوٹ اور ادا
بولا حاشا میں دلیر ہوں منش | جھوٹ رسوا ہو کہ ہم کب ہوے
چون موذن مرغ ہم ہیں راستگو | ہیں رقیب آفتاب و وقت جو
پاسبان خورشید کے ہم دیکھتے ہیں | گر چھپا دیں ہم کو اوندھی طشت میں

روز دیگر آن سگ محروم گفت | کای خروس ژاژخا کو طاق و جفت
چند چند آخر دروغ و مکر تو | خود نپرد جز دروغ اندر کر تو
گفت حاشا از من و از جنس من | که بگردیم از دروغی ممتحن
ما خروسان چون موذن راستگو | هم رقیب آفتاب و وقت جو
پاسبان آفتابیم از درون | گر کنی بالای ما طشتی نگون

پاسبان خورشید کے ہیں اولیا / ہیں بشر میں جانتے سر خدا
حق نے ہمکو واسطے بانگ نماز / تحفہ انسان کو دیا اندر جہاز
ہم سے گر بے وقت ہوجاوے اذان / سہو سے تو قتل کر دیں بیگمان
بولا بے ہنگام سے علی الفلاح / خون ہمارا کرتا ہے خوار و مباح
جو کہ معصوم اور غلطی سے پاک ہے / وحی جان کا مرغ وہ بیباک ہے
مشتری کے پاس جاکر وہ غلام / مرگیا نقصان ہوا اسکا تمام
مال ہیگر بچایا اوس نے پر / کشتہ اپنے کو کیا ہے نفع پر
ایک نقصان دافع نقصان ہے / اپنی جان پر مال و تن قربان ہے
بادشاہوں کی سیاستگر میں تو / مال دیکر کے چھوڑائے جان کو
کیون قضا میں ابتو نادان ہوگیا / مال کو داور سے رکھتا ہے بچا

پاسبان آفتاب اند اولیا / در بشر واقف ز اسرار خدا
اصل ما را حق پی بانگ نماز / داد هدیه آدمی را در جهاز
گر بنا هنگام سهو ما رود / در اذان آن مقتل ما می شود
گفت نا هنگام حی علی الفلاح / خون ما را می کند خوار و مباح
آنکه معصوم آمد و پاک از غلط / آن خروس وحی جان آمد فقط
آن غلامش مرد پیش مشتری / شد زیان مشتری آن یکسری
او گریزانید مالش را ولیک / خون خود را ریخت اندر یاب نیک
یک زیان دفع زیانها می شدی / جسم و مال ماست جانها را فدی
پیش شاهان در سیاست گستری / می دهی تو مال و سر را می خری
اعجمی چون گشته اندر قضا / می گریزانی ز داور مال را

خبر دینا مرغ کا مرگ خواجہ سے

پر مریگا خواجہ کل کو یقین / گاؤ اس غم میں کریگا وارثین
صاحب خانہ ہی کل مرجائے گا / اور بہت کھانا یہان پر آئیگا
پارۂ نان اور کھانا اور طعام / مرگلی کوچہ میں پائیں خاص و عام
گاؤ قربانی خمیری روٹیان / پا سکینگے کتے گدا اور سائلان
مرگ گھوڑا اونٹ اور مرگ غلام / تھی قضا اک لوٹنے والی اے خام
مال کے نقصان سے تو خود بچا / مال کو زیادہ کیا جان کو دیا
یہ ریاضت سالکوں کی کسلئے / کہ بلا تن پر ہو جان باقی رہے
گر نہ سالک اپنی پاتے ہیں بقا / کرتے کیون ہیں تن کو لاغر و فنا
کب ہو اسکے ہاتھ سے جود و عمل / تا نہ دیکھے اپنے بخشش کا بدل
جو کہ بے امید دے اور بے رجا / وہ خدا ہے وہ خدا ہے وہ خدا
یا ولی اللہ کہ عادت حق کی لے / نور ہو کر روشنی مطلق کی لے
وہ غنی اسکے سوا ہیں سب فقیر / بے عوض دیتے ہیں یاروں کب فقیر
طفل جبتک دیکھتا نے سیب ہے / کب پیاز گندہ دیدے وہ ہاتھ سے

خبر دادن خروس از مرگ خواجه

لیک فردا خواهد او مردن یقین / گاو خواهد کشت وارث در حنین
صاحب خانه بخواهد مرد و رفت / روز فردا نک رسیده وارث زفت
پاره‌ها نان و لالنگ و طعام / در میان کوی یابد خاص و عام
گاو قربانی و نانهای تنگ / بر سگان و سایلان ریزد سبک
مرگ اسپ و اشتر و مرگ غلام / بد قضاگردان این مغرور خام
از زیان مال و درد آن گریخت / مال افزون کرد و خون خویش ریخت
این ریاضتهای درویشان چراست / کان بلا بر تن بقای جانهاست
تا بقای خود نیابد سالکی / چون کند تن را سقیم و هالکی
دست کی جنبد به ایثار و عمل / تا نبیند داده را جانش بدل
آنکه بدهد بی امید سودها / آن خدایست آن خدایست آن خدا
یا ولی حق که خوی حق گرفت / نور گشت و تابش مطلق گرفت
کو غنی است و جز او جمله فقیر / کی فقیری بی عوض گوید که گیر
تا نبیند کودکی که سیب هست / او پیاز گنده را ندهد ز دست

سو یہ بازاری غرض کے واسطے / بیٹھے دکان پر عوض کے واسطے
سو وہ سامان کو بتلاتے ہیں / دور تنا سے ہیں دلین کھین
نے سلام ایک تو سنے ای مرد دین / کہ نہ وہ آخر کو پکڑے آستین
نہ سنا میں نے سلام خاص و عام / بے طمع کے لئے برادر والسلام
جز سلام حق کو سوی ڈھونڈھ تو / گھر گھر اور جا بجا اور کو بکو
آدمی کے منھ سے جو ہیں خوش کلام / بھی پیام حق شناسی بھی سلام
باقیوں کا یہ سلام امید پے / سنتا ہوں میں لیکن خوشتر جان
کہ سلام اسکا سلام حق ہوا / آگ سے جو دودمان اسکا جلا
خود سے مردہ اور زندہ حق سے ہے / اسلئے راز حق کے اسکے لب ہیں
تن ریاضت میں مرے ہے زندگی / رنج تن ہے جان کو پایندگی
کان رکھتا تھا وہ مرد خبیث / مرغ سے سنتا تھا اپنی یہ حدیث

این همه بازار بهر این غرض / بر دکان بنشسته بهر این عوض
صد سخن خوب عرضه می کنند / تا بدزدان دل غرضها می کنند
یک سلامی نشنوی ای مرد دین / که نگیرد آخرت آن آستین
بی طمع نشنیده‌ام از خاص و عام / من سلامی ای برادر والسلام
جز سلام حق هین آن را بجو / خانه خانه جا بجا و کو بکو
از دهان آدمی خوش مشام / هم پیام حق شنیدم هم سلام
وین سلام باقیان بر بوی آن / من همی نوشم بدل خوشتر ز جان
زان سلام او سلام حق شده است / کآتش اندر دودمان خود زده است
مرده است از خود شده زنده برب / زان بود اسرار حقش در دو لب
مردن تن در ریاضت زندگیست / رنج این تن روح را پایندگیست
گوش بنهاده بد آن مرد خبیث / می شنود او از خروسش آن حدیث

دوڑنا اس شخص کا طرف موسیٰ علیہ السلام کے واسطے پناہ کے جب خبر مرگ اپنی کی سنی

دوان شدن آن شخص بسوی موسیٰ علیہ السلام بزنهار چون خبر مرگ خود شنید

جو سنا یہ تو گیا وہ دوڑ کر / پس در موسیٰ کلیم اللہ پہ
خاک پر ملتا تھا منہ وہ خوف سے / کہ سنو فریاد تم حق کے لیے
بولے بیچ اپنے کو جا تو ہو رہا / جو ہوا استاد جو سے ہو جدا
تو مسلمانوں کو اب یہ زیان / اور پھیرو ہمیانی اپنی اکیوان
اینٹ میں دیکھی ہے میں نے یہ قضا / کہ تو آئینہ میں دیکھے ظاہرا
عاقل آغاز میں دیکھے آخر کا بدل / احمق آخر دیکھے جو ہو بے عقل
پھر کری زاری کہا نیکو خصال / مت مجھے طعنہ دے اور منھ تو مل
مجھ سے وہ آیا کہ نالائق تھا / نیک دے نالائقی کی تو جزا
بولے چھوٹا تیر انگشت سے / کب عادت کہ وہ واپس پھر
لیکن اب چاہوں میں داور نیکو / تا کہ ایمان اس گھڑی لیجائے تو
ہو کہ ایمان لیگیا زندہ ہے تو / جو کہ با ایمان گیا پائندہ ہے تو

چون شنید اینها دوان شد تیز و تفت / بر در موسی کلیم الله رفت
رو همی مالید بر خاک او ز بیم / که مرا فریاد رس زین ای کلیم
گفت رو بفروش خود را و برو / چونکه استا گشته‌ای بر جه ز جو
بر مسلمانان زیان انداز تو / کیسه‌ها و همیانها را کن دو تو
من درون خشت دیدم این قضا / که در آیینه عیان شد مر ترا
عاقل اول بیند آخر را بدل / اندر آخر بیند از دانش مقل
باز زاری کرد کای نیکو خصال / مر مرا در سر مزن در رو ممال
از من آن آمد که بودم ناسزا / ناسزایم را تو ده حسن الجزا
گفت تیری جست از شست ای پسر / نیست سنت کو بیاید باز سر
لیک در خواهم ز نیکو داوری / تا که ایمان آن زمان با خود بری
چونکه ایمان برده باشی زنده‌ای / چونکه با ایمان روی پاینده‌ای

سجدہ کرکے وہ گرا زاری کرکے | میں سے بچرسے کیا کہ آپ کو
بولے موسیٰ یہ جو حق کردن | قتل کے داسن گرا تھے ہم
پس اسی دم مال جلا خواجہ کا | اور مالش اسکا دل گرفتہ لگا
غش کی سوزش تھی زبس ہوا | تے کے اب کرنے سے کیا ہی
چار شخص اسکو اٹھا کر لے گئے | پاؤں کو ملتا تھا اپنے پاؤں سے
پند موسیٰ تو نے سنا شوخی کرے | آپ کو کشتہ کرے تو تیغ سے
جان سے تیری تیغ نے شرم نہ کی | بالک گو تیری ہی اسے یار تو

سجدہ و گردش در این مادری | من بیرم می‌خورم ... از ...
گفت موسی کاین چنین ... | چنگ در دامان ... دل زخم
تا به دمان دم مال ... | تا دلش شوریده شد او رو فتاد
شورش گشت ز شیشه نام | ... آرد ...
چار کس بردند تا سوی وثاق | ساق می‌مالید او بر پشت ساق
پند موسی نشنوی شوخی کنی | خویشتن بر تیغ فولادی زنی
شرم ناید تیغ را از جان تو | آن تست این ای برادر آن تو

دعا کرنا موسیٰ علیہ السلام کا واسطے سلامتی ایمان اس شخص کے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آن شخص

کی دعا اسدم کلیم اللہ نے | کہ خدا ایمان اسکا تو نہ لے
بادشاہی کر تو اسکو بخشدے | اسنے کی گستاخی شوخی سہو سے
کیونکہ یہ علم اسکے لائق نہ تھے | تال سمجھا وہ یہ کہنے کو مرے
اژدہا پہ ہاتھ مارے وہ کون | کہ عصا کو اژدہا کر دی ہو
سر غیبی سیکھنا لائق اسے | کرد لب کی تر سے اپنا ...
لائق دریا ہو جو مرغ آب | تو سمجھ واللہ اعلم بالصواب
وہ گیا دریا میں مرغابی نہ تھا | ڈوبا ہاتھ اسکا پکڑ تو اے خدا

موسی آمد در مناجات آن سحر | کای خدا ایمان ازو مستان مبر
پادشاهی کن برو بخشا که او | سهو کرد و خیره روی و غلو
گفتمش این علم نی درخورد تست | دفع پنداشت گفتم را و سست
دست را بر اژدها آن کس زند | که عصا را دستش اژدرها کند
سر غیب آن را سزد آموختن | کز گفتن لب تواند دوختن
در خور دریا نشد جز مرغ آب | فهم کن والله اعلم بالصواب
او بدریا رفت و مرغابی نبود | گشت غرقه دست گیرش ای ودود

قبول کرنا حق تعالیٰ کا دعا موسیٰ علیہ السلام کو

اجابت کردن حق تعالیٰ دعاء موسیٰ علیہ السلام را

اس دعا کو کی قبول اللہ نے | رحم فرمایا پس اسکے عجز پہ
بولا بخشا میں نے اب ایمان اسے | گر تو چاہے کر دوں زندہ ...
بلکہ سارے مردے مدفون خاک کے | زندہ کر دوں اس گھڑی تیرے لیے
بولے موسیٰ یہ جہان مرنے کا ہے | اس جہان میں زندہ کرنے کا ...
نے نتیجہ مرنے کی یہ جا ہو نہ | آنا جانا عاریت سے جا ہو
رحمتیں اپنی تو کر اس پہ نہاں | گھر لدنیا ...
تا تو جانے کہ زیان جسم و مال | جان کو ہے ...

کرد اجابت آن دعا را کردگار | رحم فرمودش بعجز و افتقار
گفت بخشیدم بدو ایمان نعم | ور تو خواهی این زمان زنده کنم
بلکه جمله مردگان خاک را | زنده سازم این زمان بهر ترا
گفت موسی این جهان مردن است | آن جهان انگیز کانجا روشن است
این فنا جا چون جهان بوده است | باز گشت عاریت بس سود نیست
رحمتی افشان بر ایشان هم کنون | در نهان خانهٔ لدنیا ...
تا بدانی که زیان جسم و مال | سود جان باشد رهاند از وبال

پس ریاضت را بجان شو مشتری — چون سپردی تن بخدمت جان بری
ور ریاضت آیدت بی اختیار — سر بنه شکرانه ده ای کامیار
چون حقت داد این ریاضت شکر کن — تو نکردی او ریاضت را مکن
این حکایت بشنود عشقی ستیز — تا نگردی خسته از خس و خزر

ریاضت که تو بجان خریدی — سو بیاچه خدمت مین تن تو جان کے
گر ریاضت پاوی تو بی اختیار — سر جھکا شکرانہ کر اے میرے یار
یہ ریاضت حق نے دی شکر کر — کی نہ تو نے اس نے بھیجی اے بشر
یہ حکایت سن اس کو غور سے — ہے نہ نقصان سرخستہ دلی و جان کا

حکایت آن زن که فرزندش نمی زیست بحق تعالی بنالید

حکایت اس عورت کی کہ اولاد اسکی نہیں جیتی تھی درگاہ حق میں

جواب آمد که این عوض ریاضت و بجای مجاهده است

اسکو یہ جواب آیا کہ یہ عوض ریاضت و مجاہدہ تیری کا ہے

آن زنی هر سال زائیدی پسر — بیش از شش مه نبودی عمر ور
ناله میکرد آن زن گشتی بتباه — ناله کردن آن زن افغان کنان
نه مهم بارست و سه ماهم فرح — نعمتم زوتر رود از قوس قزح
پیش مردان خدا کردی نفیر — این شکایت آن زن زرد و نزار
بیست فرزندش چنین در گور رفت — آتشی در جان او افتاد و تفت
تا شبی بنمود او را جنتی — باغ سبزی خوشی بی‌غمی
باغ گفتم نعمت بی کیف را — کاصل نعمتهاست مجمع باغها
ورنه لا عین رات چه جای باغ — گفت نور غیب را یزدان چراغ
مثل نبود آن مثال آن بود — تا برد بوی آنکه او حیران بود
حاصل آن زن دید آن را مست شد — زان تجلی آن ضعیف از دست شد
دید در قصری نبشته نام خویش — آن خود دانستش آن محبوب کیش
بعد از آن گفتند کاین نعمت ورا — کو بجانبازی بجز صادق نخواست
خدمت بسیاری بایست کرد — مر ترا تا برخوری زین چاشت خورد
چون تو کاهل بودی اندر التجا — آن مصیبتها عوض دادت خدا
گفت یا رب تا بصد سال و فزون — اینچنین ده بریز از من تو خون
اندر آن باغ آمد او آن جمله — دید در وی جمله فرزندان خویش
گفت از من گم شد از تو گم نشد — بی دو چشم غیب کس مردم نشد
تو نکردی فصد و از بینی دوید — خون از دن تا زیت جانب رسید

یہر پس جنتی تھی وہ عورت پسر — پر جیتے تھے وہ نہ دنیا میں مگر
تین برس یا چار مہینا وہ فقط — روتی وہ عورت کہ زیادہ ای خدا
نو مہینے بار رحمت تین ماہ — جلد یہ نعمت وھنگ سے ہوتا
کرتی وہ فریاد اہل اللہ سے — اور شکایت اس غم جان کاہ سے
بیس بچے اسکے ایسے ہی مرے — رحم آکی جان سے آیا مرنے
مرحم نے دکھلائی اک جنت لے — سبز باغ اک پر خوشی اہل کے
نعمت بیکیف کو باغ اک کہا — کاصل نعمت ہے مجمع باغ کا
ورنہ لا عین رات کیا جا باغ — نور لا نور غیب کریزدان چراغ
نے ہے مثل اسکی مثال اسکی — تا کہ حیران آگہی لیں اس سے
الغرض وہ دیکھ مست عورت ہوئی — اس تجلی سے وہ ضعیفہ گم گئی
دیکھا نام اپنا لکھا اک قصر میں — پایا ملک اپنی اسے دل خوش لئے
بعد ہوئے یہ نعمت اسکی ہے — جو کہ جانبازی میں خود صادق نکلے
چاہیئے خدمت بہت کرنا تجھے — تا تجھے پھل اس عبادت سے ملے
التجا میں لیکہ تو کاہل جو تھی — وہ مصیبت اسکے بدلے حق نے دی
بولی یا رب سو برس تک بلکہ فزون — ایسا مجھکو دی بیا تو میرا خون
اس نے جو پھر اس باغ میں دیکھا تو — دیکھا سب بچوں کی اپنی شکل کو
بولی مجھ سے گم نہ تجھ سے گم ہوئے — نے کوئی بے چشم غیب انسان ہے
تو نے فصد نہ کی خون ناک سے — خود جو جاری ہوا جان تری تک پہنچے

سنغر ہر سیدو ہے بستہ پوست / سنغر نادر رکھے آخر آدمی
گر سے اس ... طلب ... / الیدی آخر طلب گرتان ...

جانا امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا لڑائی بے زرہ کے

بازرہ حمزہ و محمد سے چھپا / جنگ میں جاتے جوانی میں سدا
حمزہ آخر میں جو آئے دیتے تھے / بے زرہ سینے غزا میں آتے تھے
تن برہنہ سینہ کھولے ٹوٹ کر / مارتے تھے صف میں خود کو
خلق نے پوچھا اے عم مصطفےٰ / اے ولی صف شکن شیر خدا
نے کہ لا تلقوا باید یکم اے / تہلکہ تو نے پڑھا قول خدا
تہلکہ میں کس لیے تو آپ کو / ڈالے ایسے معرکہ میں بن تو
تھا جوان اور سخت بازو جبکہ تو / بے زرہ جاتا نہیں تھا جنگ کو
جب ہوا بوڑھا ضعیف و ناتوان / لا ابالی کرتا ہے حرکت عیاں
لانے ایک سطح تیغ و سناں / لیکے تیلا ہے شجاعت امتحان
تیغ عزت نہ رکھے گو پیر ہو / کب تمیز ہو تیغ کو اور تیر کو
کب روا ہو وے کہ تجھ سے شیر کو / مار ڈالے دست دشمن اور مدد
اس طرح غمخوار جو نادان تھے / پیس نصیحت کرتے باعبرت سے

در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زرہ

در جوانی حمزہ عم مصطفےٰ / بازرہ می شد مدام اندر غزا
اندر آخر حمزہ چون در صف شدے / بی زرہ سرمست در غزو آمدے
سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش / در فگندی در صف شمشیر خویش
خلق پرسیدند کای عم رسول / ای ہژبر صف شکن شاہ فحول
نے لا تلقوا باید یکم الے / تہلکہ خواندہ ز پیغام خدا
پس چرا تو خویش را در تہلکہ / می در اندازی چنین در معرکہ
چون جوان بودی و زفت و سخت رو / تو نمی رفتی سوی صف بی زرہ
چون شدی پیر و ضعیف و منحنی / پردہ ہائے لاابالی می زنی
لاابالی وار با تیغ و سنان / می نمائی دار و گیر و امتحان
تیغ حرمت می ندارد پیر را / کے بود تمیز تیغ و تیر را
کے روا باشد کہ شیرے چون تو / کشتہ گردد راست ... عدو
زین نسق غمخواران بے خبر / پند می دادند او را از عبر

جواب دینا امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا اس مخلوق کو

بولے حمزہ جبکہ میں تھا میں جوان / دیکھتا تھا مرگ کو ترے دم ان
کون جانا مرگ کو رخصت سمجھے / کب ہونگا اژدہا کے سامنے
لیک نور مصطفےٰ سے ذو فنون / شہر فانی کا نہیں مغلوب ہوں
حس لشکر سے باہر شاہ کے / نور حق سے پر سپاہ مجکو دکھو
خیمہ خیمہ میں طناب اندر طناب / شکر مجکو کردیا بیدار خواب
مجکو ورنہ تہلکہ ظاہر دکھے تو / امر لاتلقوا وہ کرلے پائے
جسکے آگے ہووے مرنا فتح باب / سارعوا کا ہے اسکو بس خطاب

جواب دادن امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ آن مخلوق

گفت حمزہ چونکہ بودم من جوان / مرگ می دیدم وداع این جہان
سوی مردن کس برغبت کے رود / پیش اژدرہا برہنہ کے شود
لیک از نور محمد من کنون / نیستم این شہر فانی را زبون
از برون حس لشکرگاہ شاہ / پر ہمی بینم ز نور حق سپاہ
خیمہ در خیمہ طناب اندر طناب / شکر آنکہ کرد بیدارم ز خواب
آنکہ مردن پیش چشمش تہلکہ است / امر لا تلقوا بگیرد او بدست
آنکہ مردن پیش او شد فتح باب / سارعوا آید مر او را در خطاب

الحذر اے مرگ بینو دارجعوا | العجل اے حشر بینو سارعوا
الصلا اے لطف بینو افرحوا | البلا اے قہر بینو اترحوا
جس نے یوسف دیکھا جان اپنی کی | جس نے دیکھا گرگ کی بس گمرہی
موت ہر اک کی ہے اُسی کے رنگ سے | صاف کے ہمرنگ آئینہ صافی ہے
پیش ترکی آئینہ خوش رنگ ہے | پیش زنگی آئینہ پر زنگ ہے
بھاگتا ہے مرگ سے ڈر کر جو تو | خود سے ڈرتا ہے تو اے یار نکو
تیری صورت بد ہے نہ شکل مرگ | جان تیری شکل درخت اور موت برگ
گر ہے نیکی یا بدی تجھ سے اُگی | ہے ضمیر اب تیرا ناخوش در خوشی
زخمی ہو یا خار سے خستہ ہو گر | خود بنا ہے بھیا ریشم اگر جامہ حریر
پر نہ ہوئے فعل ہمرنگ جزا | اور نہیں خدمت ہے ہمرنگ عطا
مزد مزدوری نہیں شکل کار | وہ عرض اور یہ ہے جوہر پائدار
وہ ہے بالکل زور اور محنت کشی | یہ ہے بالکل سیم اور زر اے اخی
گر کسی جا سے تجھے تہمت ملی | بد دعا کی ہے ترے مظلوم نے
تو کہے آزاد ہوں میں اسلیے | نہ کسی پر رکھی تہمت میں نے کبھی
دوسری صورت پہ گنہ تو نے کیا | دانہ بویا کب ثمر ہو دانہ سا
گر زنا ہوا اس کی سو لاٹھی جزا | کہوے کسکو مارا لاٹھی سے بھلا
اُس زنا کی نہ جزا تھی یہ بلا | لاٹھی کب دنیا میں ہمشکل زنا
کب مشابہ مار عصا کے ہے کلیم | کب دوا کے درد ہمشکل ہے حکیم
اُس عصا کی جا پہ تو آب منی | جو گرا ڈالے پیدا ہوا اک آدمی
یار یا مار آب وہ تیرا بنے | اُس عصا سے کیوں تعجب ہے تجھے
کب مشابہ آب وہ فرزند کے | کب مشابہ نیشکر ہے قند کے
مرد نے سجدہ و رکوع جو کر لیا | سجدہ اس عالم میں جنت ہو گیا
اسکے منہ سے جو ہوئی حمد خدا | مرغ جنت اسکو حق نے کر دیا
مرغ کی ہمشکل کب حمد خدا | گر چہ نطفہ مرغ کا ہے اک ہوا
ہاتھ سے تیرے ہوئی جو داد زکات | ہاتھ تیرا ہو گیا واں نخل و نبات

الحذر اے مرگ بینان ارجعوا | العجل اے حشر بینان سارعوا
الصلا اے لطف بینان افرحوا | البلا اے قہر بینان اترحوا
ہر کہ یوسف دید جان کردش فدا | ہر کہ گرگش دید برگشت از ہدی
مرگ ہر یک اے پسر ہمرنگ اوست | آئینہ صافی یقین ہمرنگ روست
پیش ترک آئینہ را خوش رنگی است | پیش زنگی آئینہ ہم زنگی است
آنکہ می‌ترسی ز مرگ اندر فرار | آن ز خود ترسانی اے جان ہوشدار
زشت روی تست نے رخسار مرگ | جان تو ہمچو درخت و مرگ برگ
از تو رستست ار نکویست ار بدست | ناخوش و خوش ہم ضمیرت از خودست
گر بخاری خستہ خود کشتہ | ور حریر و قز دری خود رشتہ
لیک نبود فعل ہمرنگ جزا | ہیچ خدمت نیست ہمرنگ عطا
مزد مزدوران نمی‌ماند بکار | کان عرض وین جوہرست و پایدار
آن ہمہ سختی و زورست و عرق | وین ہمہ سیم است و زرست و طبق
گر ترا آید ز جائے تہمتے | کردہ مظلومت دعا در محنتے
تو ہمی گوئی کہ من آزادہ ام | بر کسے من تہمتے ننہادہ ام
تو گناہے کردہ شکل دگر | دانہ کشتے دانہ کے ماند ببر
او زنا کرد و جزا صد چوب بود | گوید او من کے زدم کس را بعود
نے جزاے آن زنا بود این بلا | چوب کے ماند زنا را در خلا
مار کے ماند عصا را اے کلیم | درد کے ماند دوا را اے حکیم
تو بجاے آن عصا آب منی | چون بیفگندی شد آن شخص سنی
یار شد یا مار شد آن آب تو | زان عصا چونست این اعجاب تو
ہیچ ماند آب آن فرزند را | ہیچ ماند نیشکر مر قند را
چون سجودے یا رکوعے مرد کشت | شد دران عالم سجود او بہشت
چونکہ پرید از دہانش حمد حق | مرغ جنت ساختش رب الفلق
حمد و تسبیحت نماند مرغ را | گر چہ نطفہ مرغ بادست و ہوا
چون ز دستت رفت ایثار زکات | گشت این دست آن طرف نخل و نبات

صبر تیرا خلد کا ہی آب نہر — جوے شیرین خلد ہے یہ تیری مہر
ذوق و طاعت شہد کی اک نہر ہے — شوق و مستی جوی خمر اک دیکھ لے
نے سنا یہ اُن اثر کے سبب — کون جانے کیون یہ انکی جا ہے اب
یہ سبب جو کہ تیرے حکم مین — چار جو بھی تیری ہی ہیں حکم مین
جسطرف چاہے یقین جاری کرے — وہ صفت جو تھی تو ویسا ہی کری
جو منی تیری ترے فرمان مین ہے — نسل تیری حکم مین تیرے ہو ہے
دوڑتے ہین حکم مین تیرے پسر — کہ ترے ہم جز ہین اور تابع مگر
وہ صفت جیسی حکم مین تیرے یہان — یہی ترے فرمان مین وہ نہرین روان
وہ شجر ہین سب ترے فرمان مین — کہ ثمر تیری صفت سے ہین حسین
یہ صفت فرمان مین جو تیرے یہان — وہ جزا فرمان مین ہین تیرے وہان
زخم جو مظلوم پر تجھ سے لگا — وہ درخت ہو کر زقوم اس سے اگا
تو نے غصہ سے جو آتش دل کیا — مادہ تو نار دوزخ کا ہوا
آگ تیری یان جو آدم سوز تھی — اسکا پیدا بھی جلائے آدمی
تیری باتین شکل بچھو سانپ مین — سانپ بچھو ہو تجھے تکلیف دین
جو ولی کو انتظاری مین رکھے — انتظار حشر سانپ ہو کے ترا
وعدہ کل کے اور پرسون کے ترے — انتظار حشر ہے افسوس ہے
منتظر اُس دن حساب اندر رہے — آفتاب سوز جان سے تو جلے
آسمان کو منتظر رکھتا ہے تو — تخم کل جلنے کا بس بوتا ہے تو
تخم دوزخ کا ترا غصہ ہے یہ — مار اس دوزخ کا تو پھندہ کرے
نار یہ کشتہ ہووے جز بنور — نورک اطفا نارنا نحن الشکور
ہاتھ مین گر خاک لے بے نور کے — راکھ مین بس زندہ تیری آگ ہے
وہ ہی پردہ اور تکلف کر یقین — کون مارے نور کو جز نور دین
وہ ہے پردہ اور تکلف کر یقین — کون مارے نار کو جز نور دین
نور دین جبتک نہ دیکھے ایمن ہو — آگ نہ ظاہر ہو پنہان اگرچہ
جان پانی نور کو مت چھوڑ اسے — آگ سے مت ڈر جو پانی تو رکھے

آب صبرت جوی آب خلد شد — جوی شیر خلد مهر تست و ود
ذوق طاعت گشت جوی انگبین — مستی و شوق تو جوی خمر بین
این سببها آن اثرها را نماند — کس نداند چونش جای آن نشاند
این سببها چون بفرمان تو بود — چار جو هم مر ترا فرمان نمود
هر طرف خواهی روانش میکنی — آن صفت چون بد چنان می شوند
چون منی تو که در فرمان تست — نسل تو در امر تو آیند چیست
می دود در امر تو فرزند تو — که منم جزوت که کردیش گرو
آن صفت در امر تو بود این جهان — هم در امر تست آن جوها روان
آن درختان مر ترا فرمان برند — کان درختان از صفاتت با برند
چون بامر تست اینجا این صفات — پس در امر تست آنجا آن جزات
چون ز دستت زخم بر مظلوم رست — آن درخت گشت ازو زقوم رست
چون ز خشم آتش تو در دلها زدی — مایهٔ نار جهنم آمدی
آتشت اینجا چو آدم سوز بود — آنچه از وی زاد بر مردم زند
آن سخنهای چو مار و کژدمت — مار و کژدم گشت میگیرد دمت
اولیا را داشتی در انتظار — انتظار رستخیزت گشت مار
وعدهٔ فردا و پس فردای تو — انتظار حشرت آمد وای تو
منتظر مانی در آن روز دراز — در حساب و آفتاب جانگداز
کاسمان را منتظر میداشتی — تخم فردا ره روم میکاشتی
خشم تو تخم سعیر دوزخ است — هین بکش این دوزخت را کاین فخ است
کشتن این نار نبود جز بنور — نورک اطفا نارنا نحن الشکور
گر تو بی نوری کنی حلمی بدست — آتشت زنده است و در خاکسترست
آن تکلف باشد و روپوش هین — نار را نکشد بغیر نور دین
آن تکلف باشد و روپوش هین — نار را نکشد بغیر نور دین
تا نبینی نور دین ایمن مباش — کآتش پنهان شود یکروز فاش
نور را آبی دان و هم بر آب چفس — چونکه داری آب از آتش مترس

اک مست ڈھونڈ بطوں کی یار کو	کہ جلا دے نسل و زندان کی	آب آتش را کشد آتش بجو	می‌سوزد نسل و زندان او
پاس ان مرغابیوں کے تو رہو	آب حیواں تک تجھے یہ کھینچ دیں	سوی آن مرغابیان رو زود بند	تا ترا در آب حیوانے کشند
مرغ خاکی مرغ آبی ہم شکل	پر وہ ضد میں تیل پانی کی مثال	مرغ خاکی مرغ آبی هم تنند لو	لیک ضدانند آب و روغنند
ہر روان مہر ایک اپنی اصل ہے	احتیاط میں کر ہر اک ہمشکل ہے	هر یکے جو اصل خود را بنده اند	احتیاطے کن هم مانند اند
جیسے طرح وحی الست اور وسوسے	دونوں معقول ہیں لیکن فرق ہے	همچنانکه وسوسه و وحی الست	هر دو معقول اند لیکن فرق هست
دونوں ہیں دلال بازار ضمیر	لیتے ہیں سامان بنا اسے امیر	هر دو دلالان بازار ضمیر	رختها را می‌ستایند ای امیر
گر تو ہے صراف دل فکر دو ان	فرق کر دو مکر میں دلال سا ان	گر تو صراف دلی فکرت شناس	فرق کن سر دو فکرت چون نخاس
گر نہ یہ دو فکر جانے باگمان	لا خلابہ کہہ عمل سست کر عیان	ور ندانی این دو فکرت را ز گمان	لا خلابه گوی و مستاب و مران
تا تفکر میں نہ تیری جان ہو	نے ہو تجھکو میں نے ہو اور کو	تا نماند در تفکر جان تو	غبن ناید بر تو و بر خوان تو

حیلہ دفع غبن ہونے کا خرید و فروخت میں | حیلۂ دفع مغبون شدن در بیع و شری

اک صحابی نے نبی سے کہا	غبن بیع میں مجکو ہی ہر سدا	آن یکے یاری پیمبر را بگفت	که منم در بیعها با غبن جفت
کر ہر اک کا کہ یہ بیچے یا کرے	مثل جادو کے مجھے گمرہ کرے	مکر هر کس کو فروشد یا خرد	همچو سحرست و ز راهم می‌برد
بولے بیع میں خود شرطیں تو نیت کر	کرکے لازم تین دن کو آپ	گفت در بیعے که ترسی از غرار	شرط کن سه روز خود را اختیار
کر تامل سے جدا سے کر یقین	تیری جلدی فعل ابلیس لعین	که تأنی هست از یزدان یقین	هست تعجیل از شیطان لعین
آگے سگ کے جا کے ڈالے نان تو	پہلے سونگھے بعد کھائے نان کو	پیش سگ چون لقمهٔ نان افگنی	بو کند وانگه خورد ای معتنی
ناک سے وہ سونگھ اور ہم عقل سے	سونگھے وہ کہ آزمودہ عقل ہے	او به بینی بو کند ما با خرد	هم بو بو کنیمش بعقل منتقد
اور تامل کے سبب ہر روز میز	حق سے پیدا یہ زمیں و چرخ ہیں	با تأنی گشت موجود از خدا	تا بشش روز این زمین و چرخها
ورنہ قادر تھا کہ سو چرخ و زمیں	پیدا کرتا ایک کن سے بالیقین	ور نه قادر بود کو کن فیکون	صد زمین و چرخ آوردی برون
آدمی کو تھوڑا تھوڑا وہ کرام	کرتا ہر چالیس سالہا اندر تمام	آدمی را اندک اندک آن همام	تا چهل سالش کند مرد تمام
گرچہ قادر تھا عدم سے یکباں	وہ پچاس انسان کرے دم میں عیاں	گرچه قادر بود کاندر یک نفس	از عدم پران کند پنجاه کس
گرچہ قادر تھا عدم سے یکباں	وہ پچاس انسان کرے دم میں عیاں	گرچه قادر بود کاندر یک نفس	از عدم پران کند پنجاه کس
انبیا دم عیسیٰ کو تھا کرکے دعا	بے تامل مردہ زندہ کرتا تھا	بر دعیسی را دمی کز یک دعا	بی توقف بر جهاند مرده را
خالق عیسیٰ نہیں کیا کرسکے	بے تامل خلق پیدا آپ سے	خالق عیسی نتواند که او	بی توقف مردم آرد تو بتو
یہ تامل ہے تری تعلیم کو	کہ طلب آہستہ کرے بے رنج تو	این تأنی از پی تعلیم تست	که طلب آهسته باید بی شکست

تیغ بنا کر سدا جاری وہ ہو — سے کس ہر اور خنین کندہ ہو وہ
استحال ہو جب اقبال آشکار — یہ تمامل ہیضہ دولت مرغ را
کر تامل عضو جون بیضہ رہے — مرغ اعمال انتہا میں بن چلے
گرچہ بیضہ باز کا ہمشکل ہو — بیضہ جڑیا سے فرق اس میں چلے
شیں بھی شین ہمشکل بس لکھنے میں — سایہ نقطہ کو تو غافل دیکھ لے
دانہ سیب و بہی ہمشکل ہے — پر تو ظاہر فرق اسمیں جان لے
پتے سب ہم رنگ ہوتے ہیں ولے — میوہ ہر اک ہے جدا اور ہے جدا
گرچہ تو جسم کے ہمشکل ہیں — پر ہر اک جان زندہ اپنی قوت میں
خلق اکسان جانی ہے بازار میں — ذوق میں اک دوسرا از ہے میں
ایسے ہی ہم ہیں ردو اندر مرگ میں — آدمی سے بدحال آدھی ہم خوشحال
بات یہ انتہا سے ہے پیچھے کہو — اس بلال مصطفے کے حال کی

وفات پانا بلال رضی اللہ عنہ کا ساتھ خوشی کے

جو بلال آزار سے مثل ہلال — ہو گئے تو مرگ نے پایا وصال
دیکھ کر زوجہ نے کہا واحسرتا — بس بلال اٹھ بولے نے واطربا
اب تلک لٹکے میں اور جتنی عیش تھا — مرگ عجب اک عیش ہے تم بار لیا
یہ جو کہتے تھے رخ ابکا تمیز — نرگس و گل لالہ اک تھا کھلنے میں
چشم پر نور انکی اور رخ تاب سے — بس گواہی دیتے تھے گفتار پہ
پر سیر دل دیکھتا اونکو سیاہ — مردم دیدہ ہے بس مرآۃ ماہ
دیکھیے جو کب مردم دیدہ کے — اسکے جز مردم اہل دید کے
دیکھیے جو کب مردم دیدہ کے — اسکے جز مردم اہل دید کے
اسکو دیکھا جو کہ اہل دید نے — ان سوا کرن اسکی رنگت پالیے
ان سوا جملہ مقلد آئے ہیں — مردم دیدہ علا کے وصف میں
بولی زوجہ الفراق اے خوشخصال — بولا آئی الوصال الوصال

چونکہ کرمک کرم داعم سیر و د — بی بس گرد و نکندہ ہی تیر
زین تانی زاہد اقبال و سرود — این تانی بیضہ دولت چون
با حق تا اعضای تو چون بیضہ ہم — ور عنایا شدہ اند بہ انشا
بیضہ تا بار چہ ماند در شبیہ — بیضہ گنجشک و رادور است رہ
دانی ای غافل کہ ماند سین بشین — در نوشتن لیک [illegible]
دانہ آبی بہ ماند سیب نیز — گرچہ ماند فرقہا دان احتراز
برگہا ہم رنگ باشد در نظر — میوہ ہا ہر یک بود نوع دگر
برگہای جسمہا مانندہ اند — لیک ہر جانی بریعی زندہ اند
خلق در بازار یکسان میروند — آن یکی در ذوق و دیگر دردمند
ہمچنان در مرگ یکسان میرویم — نیم در خسران و نیمے خسرویم
این سخن پایان ندارد باز گرد — از بلال و از بلال او کا گو

وفات یافتن بلال رضی اللہ عنہ باشادی

چون بلال از ضعف شد ہمچون ہلال — رنگ مرگ افتاد بر روی بلال
جفت او دیدش بگفتا واحرب — پس بلالش گفت نی نی واطرب
تا کنون اندر حرب بودم ز زیست — تو چہ دانی مرگ چون عیشیست
این ہمی گفت و رخش در عین گفت — نرگس و گلبرگ و لالہ می شگفت
تاب رو و چشم پر انوار او — می گواہی داد بر گفتار او
مردم نادیدہ باشد رو سیاہ — مردم دیدہ بود مرآۃ ماہ
خود کہ بیند مردم دیدہ ترا — در جہان جز مردم دیدہ فزا
خود کہ بیند مردم دیدہ ترا — در جہان جز مردم دیدہ فزا
چون بغیر مردم دیدہ اش ندید — کیست بغیر او کہ در رنگش رسید
پس جز او جملہ مقلد آمدند — در صفات مردم دیدہ ولید
گفت جفتش الفراق ای خوش خصال — گفت نی نی الوصال است [partial]

مصرع دوم (اردو)	مصرع اول (اردو)	مصرع اول (فارسی)	مصرع دوم (فارسی)
بس سحر ہے آتی ہے سوے مکان	بولا نے آج شب کو میرکان	گفت نے نے ملکا شب جان من	میرسد خوش از پیے درد طن
بولا سنے جان میری داد دا لنا	بولی میری جان دو دل واحسرتا	گفت اندہ جان دو دلم واحسرتا	گفت نے نے جان من واد ولنا
بولا حلوت خاص حق کے درمیان	بولی وہ دیدار مین دیکھوں کہاں	گفت آن روے اکجا منم ما	گفت اندر خلوت خاص ارا
گر نظر پالا لے پہنچے کو نہ ملا	حلقہ خاص اسکا تجھ سے ہو ملا	حلقہ خاصش تو پیوستہ ست	گر نظر بالا کنی نی سوے پست
جیسے حلقہ مین نگین ہو وشن دیکھئے	چمکے اُس حلقہ مین نور اسد سے	اندران حلقہ ز رب العالمین	نور می تابد چو در حلقہ نگین
بولا مت دیکھو ابر تو اور دیکھو ماہ	بولی اب ویران ہوا یہ خانۂ آہ	گفت ویران گشت این خانہ وبیا	گفت اندر مہ نگر منگر بمیغ

حکمت ویران ہونے اس تن کی بسبب موت کی | حکمت ویران شدن این بدن بسبب مرگ

مصرع دوم (اردو)	مصرع اول (اردو)	مصرع اول (فارسی)	مصرع دوم (فارسی)
قوم زیادہ اور گھر تھا مختصر	کر دیا ویران کہ ہو معمور تر	کرد ویران تا کند معمور تر	قوم انبہ بود و خانہ مختصر
پر ہوا اب نسل جانسے شرق و غرب	نسل آدم تھا مین اول قید کرب	من چو آدم بودم اول حبس کرب	پر شد اکنون نسل جانم شرق و غرب
قصر شہ کو چاہیے مین شہ ہوا	مین گیا اس خانہ مین میں چو گدا	من گدا بودم درین خانہ چو چاہ	شاہ گشتم قصر باید بہر شاہ
گور کا مردہ کو گھر اک بس کرے	بادشاہون کو محل مرغوب ہے	قصرہا خود مر شہان را انس ست	مردہ را خانہ و مکان گوری بس ست
جلد پہنچے چون نشان اندر لامکان	انبیا کو تنگ آیا یہ جہان	انبیا را تنگ آمد این جہان	چون شہان رفتند اندر لامکان
تنگ میں میں گئے وہ تھا ہرہ	یہ جہان مردون کو دکھتا ہی برا	مردگان را این جہان بنمود فر	ظاہرش زفت و بمعنی تنگ تر
خو زیادہ دن رہی گر اسے بنے	گر نہین ہے تنگ نار کیلیے	گر نبودی تنگ این افغان زچیست	چون دوتا شد ہر کہ در وی بیش زیست
دیکھ وان کسطرح وان شاد ہر	خواب مین جو وقت کہ آزاد ہو	در زمان خواب چون آزاد شد	زان مکان بنگر کہ جان چون شاد شد
قید سے مکروں کی قیدی بس چھٹا	جان ہوئی ظلم طبیعت سے رہا	روح از ظلم طبیعت باز رست	مرد زندانی ز فکر حبس جست
تنگ نزکیا اسے وقت رو ہی	ہین کشادہ یہ زمین و آسمان	این زمین و آسمان بس فراخ	سخت تنگ آید بہنگام مناخ
خندہ اسکا گریہ اور ہجر اسکا سبب	ہو نظر بند سبھی چوڑا اور نہ تنگ	چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ	خندہ او گریہ فخرش جملہ ننگ

تشبیہ دنیا کی کہ بظاہر کشادہ ہے اور بمعنی تنگ ہے اور تشبیہ خواب کی ساتھ موت کے کہ رہائی تنگی سے ہے | تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ ست و بمعنی تنگ جہان و تشبیہ خواب را بموت کہ خلاصے از تنگی ست

مصرع دوم (اردو)	مصرع اول (اردو)	مصرع اول (فارسی)	مصرع دوم (فارسی)
جان تری گھبرائے اور تنگ آوے	جیسے حمام کہ بس گرم ہو	ہمچو گرمابہ کہ تفسیدہ بود	تنگ آئی جانت کشیدہ شود
جان تنگ ہو گرمی حمام سے	گرچہ طول و عرض مین حمام ہے	گرچہ گرمابہ عریض ست و طویل	زان تپش تنگ آیدت جان کلیل
اُس بڑے گھر سے تجھے کیا فائدہ	تا نہ نکلے دل تو خوش ہووے ترا	تا برون نائی بنکشاید دلت	پس چہ سود اندرین فراخت

اردو		فارسی	
یا کریں پہنے تنگ تو بس ہو تپان	ہو تو صحرائے فراخ اندر رہان	یا کفش تنگ پوشی ای قوی	در بیابان فراخے میروی
وہ فراخی بیابان تنگ ہو	تجھپہ زندان ہو وہ کاشنا ہو	آن فراخی بیابان تنگ گشت	بر تو زندان آمد آن صحرا و دشت
جسنے دیکھا دور سے تجکو کہا	کہ گل و لالہ ہے اسمین بس کھلا	ہر کہ دید او مر ترا از دور گفت	کو در آن صحرا چو لالہ بر شگفت
وہ نہ جانے کہ تو مثل ظالمان	ظاہر اگلشن مین باطن مین فغان	او نداند کہ تو ہمچون ظالمان	از برون در گلشنے جان در فغان
خواب ہے جسے جدا کرتا ترا	ہوتی تری جان قید سے دم بھر رہا	خواب تو آن کفش بیرون کردن است	کہ زمانی جانت از زندان برست
اولیا کی ملک ہے خواب ای فلان	جسطرح اصحاب کہف اندر جہان	اولیا را خواب ملک است ای فلان	ہمچو آن اصحاب کہف اندر جہان
خواب دیکھیں نے وہان پر خواب میں	در علم مین جاینگے وہ ان باب مین	خواب می بینند زانجا خواب نے	در عدم در می روند با باب نے
تنگ گور اور جہان ہر اسمین ہے	گر دیا دیران خلل تا کرینے	خانہ تنگ و درون جان چنگلوک	کرد ویران تا کند قصر ملوک
گر نہو درد زہ مان کو جو ہے	ہون مین اس زندان مین مانند کے	گر نیابد درد زہ بر مادرم	من درین زندان میان آتشم
گر نہ ہو جاوے ادھر تو مین ہون تب	تو جنینے وہ لگے ٹکڑون میں مین	چنگلوی کرد چون جنین اندر رحم	نہ مہا گشتم شدہ قفلان حمم
طبع کی مان پیری درد مرگ سے	درد زہ کرتی ہے کہ بچہ جنے	تا در آرد طبع زو درد زہ بر مادرم	میکند زہ بہر بچہ زیپش
تا وہ بچہ سبز جنگل مین چرے	بچہ ہوتا ہے رحم کو کھولدے	تا برد آن بچہ در صحرای سبز	جنین رحم کیسا کرکشت آن بر وگیر
حاملہ پر درد زہ سے گر بلا	جیسے قید سے وہ چھوٹتا	درد زہ گر رنج آبستن شود	بر جنین انگشتن زندان بود
درد زہ سے حاملہ مانگے پناہ	در بنے بچہ بلا سے مین چھٹا	حاملہ گریان ز زہ کای المناص	وان جنین خندان کہ پیش آمد
جسقدر مادر ہین نیچے چرخ کے	جسمین نبات اور سب جو حیوانات	ہر چہ زیر چرخ ہستند امہات	از جماد و از بہیمہ و ز نبات
غیر کے ہرایک غافل درد سے	ہے سوا انسان دانشمند کے	ہر یکے از درد غیرے غافلند	جز کسانے کہ نبیہ و عاقلند
جوکہ کوسے جانے کمرے غیر کے	اوشن حالا کب خبر گھر سے رکھی	آنچہ کوسہ داند از خانہ کسان	لیمہ از خانہ خود کی داند
اہل دل جو جانتے مین تیرا حال	تو نہین وہ جانتا ہے اپنا حال	آنچہ صاحبدل بداند حال تو	تو ز حال خود ندانی ای عم
جو نہین ہے اہل دل دیکھیں تری	کب تو دیکھے خود مین آجانی مرے	آنچہ بیند در صحبت اہل دل	کے ببینی در خودی از خود

بیان اس بات کا کہ جو کچھ غفلت و کاہلی سیاہی ہے بدنی ہے

بیان آنکہ ہر چہ غفلت و کاہلی و تاریکی است ہمہ از تن است

اردو		فارسی	
تن سے ہے غفلت تھی جو تن جان ہو	دیکھیے اس اسرار کو تو برملا	غفلت از تن بود چون تن روح شد	بیند او اسرار را بے ہیچ با
جو زمین اٹھ جاے جو ن چرخ سے	نے شب نارا ورہنے سایہ رہے	چون زمین برخاست از جو فلک	نی شب و نی سایہ ماند نی دگر
جس جگہ پر سایہ ہے اور رات ہے	وہ زمین سے ہی ہے مرشد ہو	ہر کجا سایہ است و شب یا سایہ گہ	از زمین باشد نہ از خورشید
بس سدا الکہ رہتا ہے ہوتا ہوا	آتش نہیں سے کبھی کو عیان	لقمہ پیوستہ ہم از ہیزم بود	کہ ز آتش با هیزم بود

وهم افتد در خطا و در غلط / عقل باشد در اصابتها فقط

هر گرانی و کسل خود از تن است / جان ز خفت جمله در پریدن است

روی سرخ از غلبهٔ خونها بود / روی زرد از جنبش صفرا بود

رو سپید از قوت بلغم بود / باشد از سودا که رو ادهم بود

در حقیقت خالق آثار اوست / لیک جز علت نبیند اهل پوست

مغز کو از پوستها آواره نیست / از طبیب و علت او را چاره نیست

چون دوم بار آدمیزاده بزاد / پای خود بر فرق علتها نهاد

علت اولی نباشد دین او / علت جزوی ندارد کین او

می پرد چون آفتاب اندر افق / با عروس صدق و صورت چون تتق

بلکه بیرون از افق وز چرخها / بی مکان باشد چو ارواح نهی

بل عقول ما چو سایه است ای عمو / می فتد از هر طرف در پای او

وہم آتا ہے خطا و شبہ میں / ہوتی مضبوطی ہے عقل و دانش میں

ہر کثافت اور سستی تن سے ہے / جان ازی ہر جملہ خفت جسم سے

سرخ منہ ہر زیادتی سے خون کے / زرد منہ ہے جنبش صفرا سے ہے

منہ سپید اب قوت بلغم سے ہے / منہ سیاہ سودا کی بس کثرت کرے

درحقیقت خالق آثار وہ ہے / پر بجز علت نہ دیکھیں اہل پوست

پوست ہو کر مغز کے ہمراہ ہے / نے طبیب علت کی حاجت وہ رکھے

دوسری بار آدمی جو پیدا ہوا / سر پہ علت کے قدم اس نے رکھا

علت اولی نہ دین اسکا ہوئے / علت آخری نہ رکھے دشمنی

وہ افق میں جاتا ہے جوں آفتاب / ساتھ عروس صدق کے اور حجاب

بلکہ باہر وہ افق اور چرخ سے / بے مکان ہوتا ہے جوں ارواح ہی

بلکہ سب عقلیں ہماری سایہ دار / اسکے پاؤں پر گریں ہو کر نثار

تشبیه کردن نص مطلق که بے قید بود با قیاس

تشبیہ کرنا نص مطلق کو کہ بے قید ہے ساتھ قیاس کے

مجتهد هر گه که باشد نص شناس / اندر آن صورت نیندیشد قیاس

چون نیابد نص اندر صورتی / از قیاس آنجا نماید عبرتی

نص وحی روح قدسی دان یقین / وان قیاس عقل جزوی تحت این

عقل از جان گشت با ادراک و فر / روح او را کی شود زیر نظر

لیک جان در عقل تاثیری کند / زان اثر آن عقل تدبیری کند

نوح وار ار صدقی زد در تو روح / کو یم و کشتی و کو طوفان نوح

عقل اثر را روح پندارد ولیک / نور خور از قرص خور دورست نیک

زان بقرصی سالکی خرسند شد / که ز نورش سوی قرص افکند شد

زانکه این نوری که اندر سافل است / نیست دائم روز و شب او آفل است

وانکه اندر قرص دارد باش و جا / غرق آن گوهر بود شد و انما

نی سحابش ره زند نی خود غروب / وارهید او از فراق سینه کوب

اینچنین کس اصلش از افلاک بود / یا بدل گشت ار گرانه خاک بود

مجتہد جس وقت نص کو جانے ہے / نے قیاس اس حال میں جاری کرے

جو نہیں نص پائیگا وہ ظاہرا / تو قیاس اس جا عمل میں لائیگا

نص کو وحی روح قدسی جان تو / تابع ہے اسکا قیاس عقل کو

عقل کو ادراک بس جان سے ہوا / کب ہو جان زیر نظر اسکے بھلا

عقل میں پر جان تاثیریں کرے / اس اثر سے عقل تدبیریں کرے

نوح ساں گر صدق سے دے تجھ کو روح / کان رہے کشتی و کہاں طوفان نوح

عقل اثر کو روح جانا ہو وائے / اور خور کا قرص خور سے دور ہے

قرص پہ سالک ہے خوش اس واسطے / قرص کی جانب گیا ہے نور سے

کیونکہ یہ پستی میں جو کہ نور ہے / رات دن تاریک ہونے تمام رہے

جو کہ اندر قرص کے رکھے مقام / غرق وہ یا اس میں وہ ہیں مدام

حاجب ابر اسکا ہوئے ابر ہو / وہ فراقوں سے چھٹا تم جان لو

اصل ایسی کی ہے افلاک سے / یا ہوئی تبدیل گر تھا خاک سے

کیونکہ خاکی کو نہ طاقت ہووے وہ — کہ شعاع اسپر ہمیشہ ڈالے وہ
خاک پر گر نور ڈالے خور سدا — بس جلے اسمین نہ پیدا ہو گیا
آب مین مچھلی کا دائم کام ہے — مار کب ہمراہی اسکا ہو سکے
مار پر زمین مین دیکین کوہ مین — مچھلیان دریا مین خود کو کرتے ہین
مکر کو انکا خلق کو شیدا کرے — بحر سے بیتابی پر رسوا کرے
مچھلیان پر فن ہین بس ایسا بحر مین — سحر سے وہ مار کو مچھلی کرین
مار گر ہو پاس مچھلی کے رہو — مثل مچھلی تا رہان دریا مین ہو
بحر حق کی مچھلیان کو ہے کمال — ہو سکھایا بحر نے سحر حلال
بنگیا حال انکے پرتو سے محال — نحس وان جاکر ہوا بس نیک فال
زہر وان جاکر کے شکر ہو گیا — سنگ وان جاکر کے گوہر ہو گیا
خاک زر ہووی سنگ گوہر پاؤن سر — جز بشر دیکھے نہین چشم بشر
تا قیامت گر کہون مین یہ کلام — سو قیامت گذرین نہ ہو یہ تمام

زانکہ خاکی را نباشد تاب آن — کز زند بر وے شعاعش جاودان
گر زند بر خاک دائم نور خور — آنچنان سوزد کہ ناید زو ثمر
دائم اندر آب کار ماہی ست — مار را با او کجا ہمراہی ست
لیک در کہ مارہاے پرفنند — اندرین ہم ماہیان می کنند
مکرشان گر خلق را شیدا کند — ہم ز دریا تاسہ شان رسوا کند
واندرین یم ماہیان پرفنند — مار را از سحر ماہی می کنند
گر تو ماری سو قرین ماہیان — تا شوی چون ماہیان در یم روان
ماہیان قعر دریاے جلال — بحرشان آموختہ سحر حلال
پس محال از تابشان حال شد — نحس آنجا رفت و نیکو فال شد
زہر آنجا رفت و شکر شد یقین — سنگ آنجا رفت و شد در ثمین
خاک زر شد سنگ گوہر پا و سر — می نبیند جز بشر چشم بشر
تا قیامت گر بگویم زین کلام — صد قیامت بگذرد وین ناتمام

آداب سننے والوں مریدوں کا وقت فیض حکمت کے زبان شیخ سے

آداب المستمعین والمریدین عند فیض الحکمة من لسان الشیخ

ہین ملول اسکو نفضول اب جانیے — سب سے نزدیک عمر دو بارہ یہ ہے
شمع روشن ہو مکرر برق سے — تاب دو بارہ سے مٹی زر بنے
سیکڑون طالب ہین ہو اک ملول — باندھیتا ہے رسالت سے رسول
یہ رسولان ضمیر راز کو — ڈھونڈھتے ہین سننے والے اسرافیل کو
کبر و نخوت رکھتے ہین مثل شہان — چاہتے ہین خدمت کرین اہل جہان
جبتلک انکا ادب نہ تو کرے — کب ثمر انکی رسالت سے تو لے
کب ودیعت کا تمہین امانت کو تجھے — جب تلک آگے نہ آنکے تو جھکے
ہر ادب انکو پسند آتا ہے کب — کہ بلند اک محل سے آئے ہین سب
نے گدا ہین کہ ہر اک خدمت سے وہ — تجھ سے اے مکار لین احسان کو
دل کی ایسے رغبتی سے آہ مین — صدقہ اب سلطان کا وردو کو لین
گھوڑا اپنا اے رسول کبریا — نے ملولون پہ نظر رکھ ادر گدا

بر ملولان این مکرر کردن ست — نزد من عمر مکرر بردن ست
شمع از برق مکرر بر شود — خاک از تاب مکرر زر شود
گر ہزاران طالب اند و یک ملول — از رسالت باز می ماند رسول
این رسولان ضمیر راز گو — مستمع خواہند اسرافیل خو
نخوتی دارند و کبری چون شہان — چاکری خواہند از اہل جہان
تا ادبہاشان بجاگہ نا آوری — از رسالتشان چگونہ بر خوری
کے رسانند آن امانت را بتو — تا نباشی پیششان راکع دو تو
ہر ادب شان کے ہمی آید پسند — کامدند از پیش ایوان بلند
نے گدایانند کز ہر خدمتے — از تو دارند اے مزور منتے
لیک با بی رغبتیہاے ضمیر — صدقہ سلطان بیفشان وا مگیر
اسپ نوزد اے رسول آسمان — در ملولان منگر و اندر جہان

وہ سپاہی اچھا جو بیمار ہے / گرم کردی اسقدر گھوڑی کو وہ
غیر و غیرت سے لشکر کو ہے اوجھا / عیب اپنا گر پشیمانی کرے
نے پشیمانی عدم سے پیدا ہو / آگ خندق میں گھوڑا اوڑا کرے
آسمان پرستعد جانے کا ہو / خشک و ترکو شل آتش دو جلا
وہ پشیمانی جلا دین قبل سے / گرمی صاحب قدم کو دیکھے ہو

اسپش اندر خندق آتش جهد / گر کند آهنگ اوج آسمان
فخ آن ترکے که استیزه نهد / گرم گرداند فرس را آنچنان
چشم را از غیر و غیرت دوخته / همچو آتش خشک و تر را سوخته
گر پشیمانی بر او عیبی کند / آتش اول در پشیمانی زند
خود پشیمانی بزد سر از عدم / چون ببیند گرمی صاحب قدم

پہچاننا ہر حیوان کا بوی دشمن اپنے کو اور پرہیز کرنا اور گمراہی و خرابی اس شخص کی وہ دشمن کی سیکا ہو اپنی پرہیز کرنا وہی نا ممکن ہو

شناختن هر حیوانی بوی عدو خویش را و حذر کردن و بالت خسارت آنکس که عدو کنی دکه از و حذر کردن و گریختن ممکن نباشد

گھوڑا جانے بانگ ہو وی شیر کو / گرچہ جانے جانور نادر سے ہو
اہل عدو اپنے سے بھی ہر جانور / ہر نشان سے اور اثر سے باخبر
دن کو چمگادڑ ہیں اڑتی ہے جو / چوروں کے مانند نکلے رات کو
سے چمگادڑ ہے بس محروم تر / کہ ہوئی خورشید کی دشمن بتر
زخم اڑنے میں نہ اسکا ہی سکے / ز تنفر سے جدائی لا سکے
باعث احسان و کرم کی آفتاب / تن نہ پھاڑے اسکا از رہ عتاب
آفتاب ایسا کہ منھ کو پھیر کے / ایک چمگادڑ سے مارے خشم کے
یہ نہایت لطف احسان اسکا ہے / ورنہ چمگادڑ کب اس سے بچ سکے
کرتا ہر دشمن تو لائق اپنے کر / تا ہو ممکن کہ تو غالب ہو پہ پیر
ساتھ دریا کا اگر قطرہ لڑے / احمق اپنی آپ کو کھودے آپ سے
حیلہ اسکا مو کچھ سے اپنے حد سکے / تو رہے ہالہ ماہ کو کس طور سے
دشمن خورشید ہو یہ ہے عتاب / لے عدو آفتاب آفت ہے
ایسے ہو رکا ہی عدو کہ رب ہے / اسکے کانے ماہ اور خورشید ہے
تو عدو اپنا ہی آپ اسکا ہے تو / کیا غم آتش کو کہ ہیزم ہو وے تو
سوز سے تیرے عجب کم ہو وہ / تا کہ تیرے درد سے درہم ہو وہ
رحمت اسکی رحمت آدم نہیں / ہے مزاج رحم آدم غم گزین
رحمت مخلوق ہے بس خشمناک / رحمت حق غم و غصہ سے ہے پاک

اسپ داند بانگ و بوی شیر را / گر چه حیوان ست الا نادر را
بل عدو خویش را هر جانور / خود بداند از نشان و از اثر
روز خفاشک نیارد بر پرید / شب برون آید چو دزدی و اچرید
از همه محروم تر خفاش بود / که عدوی آفتاب فاش بود
نی تواند در مصافش زخم زد / نی بتفریق تواندش مهجور کرد
آنکه آن خورشید از احسان و جود / پر نشد تا اندر زهرش تا وجود
آفتاب که بگرداند قفاش / از برای غصه و قهر خفاش
غایت لطف و کمال او بود / ورنه خفاشش کجا مانع شود
دشمن از گیری تو خویشی گیر / تا بود ممکن که گردانی اسیر
قطره با قلزم چو استیزه کند / ابله است او ریش خود بر می کند
حیلت او از سبالش نگذرد / چنبره حجره قمر چون بر رود
با عدوی آفتاب این بد عتاب / ای عدوی آفتاب آفتاب
ای عدو آفتابی کز فرش / می طپرد آفتاب اختر خوش
تو عدوی او نه خصم خود سے / چه غم آتش را که تو هیزم شدی
ای عجب از سوزشت او کم شود / یا ز درد و غصه ات درهم شود
رحمتش نی رحمت آدم بود / کو مزاج رحم آدم غم بود
رحمت مخلوق باشد غصه ناک / رحمت حق از غم و غصه هست پاک

رحمت بیچون چنین دان ای پسر	ناید اندر وهم از وی جز اثر
ظاهرست آثار و میوهٔ رحمتش	لیک کی داند جز او ماهیتش

رحمت بیچون کو جان ایسی اے پسر	وہم میں لگے نا اس سے بجز اثر
اسکی رحمت کا اثر ہے ظاہرا	کون جانے ماہیت اسکی سوا

فرق میان دانستن چیزی که بمثال تقلید باشد و دانستن ماهیت آن چیز که بتحقیق بود

فرق درمیان جاننے اس چیز کے کہ مثال و تقلید ہے اور جاننے ماہیت اس چیز کے کہ تحقیق سے ہے

هیچ ماهیات اوصاف کمال	کس نداند جز بآثار و مثال
طفل ماهیت نداند طمث را	جز که گویی هست چون حلوا ترا
طفل با بود زوطی زن خبر	جز که گویی هست کن خوش چو شکر
کی بود ماهیت ذوق جماع	مثل ماهیات حلوا ای مطاع
لیک نسبت کرد از روی خوشی	با تو آن عاقل که تو کودک وشی
تا بداند کودک آن را از مثال	گر نداند ماهیت یا عین حال
پس اگر گویی بدانم دور نیست	ور بگویی که ندانم زور نیست
گر کسی گوید که دانی نوح را	آن رسول حق و نور روح را
گر بگویی چون ندانم کان قمر	هست از خورشید و مه مشهورتر
کودکان خرد در کتابها	وان امامان جمله در محرابها
نام او خوانند در قرآن صریح	قصه‌اش گویند از ماضی فصیح
راستگو دانی تو او را از وصف	گرچه ماهیت نشد از نوح کشف
ور بگویی من چه دانم نوح را	همچو او داند او را ای فتی
مور لنگم من چه دانم پیل را	پشه‌ای کی داند اسرافیل را
این سخن هم راست است از روی آن	که بماهیت ندانیش ای فلان
عجز از ادراک ماهیت عمو	حالت عامه بود مطلق مگو
زانکه ماهیات و سر سر آن	پیش چشم کاملان باشد عیان
در وجود از سر حق و ذات او	دورتر از فهم و استبصار کو
چونکه آن مخفی نماند از محرمان	ذات و وصفی چیست کان ماند نهان
عقل بحثی گوید این دورست و گو	بی ز تاویلی محالی کم شنو

ماہیت صفت کامل کی کبھی	بجز مثال اور نہ جانے کوئی
ماہیت لڑکا جماع کی جانے کب	تو کہے وہ مثل حلوا کی ہے اب
لے جماع سے طفل کو پہونچے خبر	گو تو کہ اسمیں مزا ہے جیسے شکر
کب جماع کی ماہیت کا شوق ہو	مثل ماہیات حلوا اے نیکو
ساتھ تیرے نسبت عاقل کری	تو ہے لڑکا تاکہ ہو تجکو خوشی
آن شناسے کرے لڑکا جان لے	نہ جانے ماہیت کو حال سے
گر کہے تو جانتا ہوں تو ہے دور	گر کہے نہ جانتا ہوں تو ہے زور
گر کوئی کہوے کہ جانے نوح کو	اس رسول حق و نور روح کو
گر کہے تو کیوں نہ جانوں وہ قمر	چاند اور سورج سے ہے مشہورتر
سارے لڑکے چھوٹے مکتب میں نیز	اور امام اکثر عبادتگاہ میں بھی
نام اسکا پڑھتے ہیں قرآن میں	اور گذشتہ قصہ انکا کہتے ہیں نیز
جانے سچا تجکو وہ از روے صفت	ماہیت ہو نوح کی گرچہ نہ کشف
گر کہے تو میں نہ جانوں نوح کو	جانتے اسکو جو کہ ہم شکل اسکے ہو
چیونٹی لنگڑی ہوں جانوں فیل کو	جانے کب مچھر ہے اسرافیل کو
اس سبب سے سچ ہے یہ کہنا ترا	تو نہ جانے ماہیت اسکی بھلا
ماہیت کو درک سے عاجز ہے چچا	عامہ کی حالت ہے بس مطلق نہ کہو
کیونکہ وہ ماہیت اور سر نہاں	آگے چشم کاملوں کے ہے عیاں
ذات سر حق میں جو ہے درمیان	وہم عقل سے دور اسکی کہاں
ہو پوشیدہ جبکہ محرموں سے نہاں	ذات وصفی کیا ہے جو رہے نہاں
کہو عقل بحثی یہ دور ہے	بے کئے تاویل مشکل مت سنے

بکھو کھوٹے قطب کی دوست عالی | ہو بہو درراز عقل نہ آئی مثال
اتفاقات اب ہو کر بین تجہیر کھلے | نے کہ اول ہو وہ مشکل دیکھتے
جید دس کے جو چھوڑا پایا جو دنے | تنگ یا خود بے مت کر ظلم
سوبلات تو رہا ہو کر ہوا | نشتر کو خود بے نظر ریخ دینا
سہل بے مشکل ہوتا رو کھلے | ورنہ شکر زہر قاتل ہو گئے
اپنے فتنہ کی طرف جا احسن | بات تیرے انتہا ہے جان میں
نسبت ثبات یا نفی پہلے ہو | گر بیان کرتا ہے کر خوش علو سے
نفی اور اثبات اک شے کا روا | جو جہت ہو مختلف نسبت دوتا

قطب گو ہیدر فرا کا کو نسبت نال | ایک ہو تو قال نسبت آید بحسب حال
واقعات کر کو بت بر کشودہا | نی کہ اول ہم بحالت می نزو
چون رہا شدت زدہ زندان کم | شیہ را بر خود مکن حیرا ستم
چون خلاصے یافتی از صد بلا | نشتر را بر خود مکن بیخ و عنا
سہل گیریش تا گرد مشکلات | ورنہ شد شکر چو زہر قاتلت
سوے بحث خویش تا زای کوچن | کاین سخن پایان نخواہد جان کنج
نسبت اثبات یا نفی از نخست | گر بیانش میکنی بر گو درست
نفی آن یک چیز و اثباتش روا | چون جہت شد مختلف نسبت دوتا

جمع و تفریق درمیان نفی و اثبات ایک چیز از روئے نسبت و اختلاف جہت کے

جمع و تفریق درمیان نفی و اثبات یک چیز از روئے نسبت و اختلاف جہت

ارنسبت اور میت ایک نسبت سے | نفی اور اثبات دونوں کر کھے
تو نے پھینکا جو ری تھا ہاتھ سے | پھینکا نے تو نے مگر اللہ نے
زور آدم زاد کا اک حد تلک | بھاگے کب لشکر ہی مٹھی خاک سے
تیری مٹھی مٹی پھینکا میں نہیں | یہ دو نسبت نفی اور اثبات سے
یعرفون الابنیا اضداد ہم | مثل ما لا تشتبہ اولادہم
جانتے فرزند سا ان کفار ہیں | سو نشان اور سو دلیلوں سے انہیں
پر حسد اور رشک سے پنہاں کریں | خود کو وہ نادانستگی میں اور کھیں
جو کہا یعرف تو کیوں حاذری کا | بو لالا یعرفہم غیری اخی
انہم تحت قبابی کا منون | جز خدا انکو نہ جانے وہ فنون
جان نسبت سے کبھی اس سخن کو | کہ تو جانے اور نہ جانے تو کو
اکثر آیا ہے خبر میں ایسے ہی | معتبر ہوتا ہے نسبت سے اخی

از رمیت اذ رمیت از نسبت است | نفی و اثبات است ہر دو ثابت است
آن تو افگندی کہ بر دست تو بود | تو نیفگندی کہ حق قوت نمود
زور آدم دلم وہ را حدی بود | مشت خاک اشکست لشکر کے شود
مشت مشت تست افگندن ز ما | زین دو نسبت نفی و اثباتش روا
یعرفون الابنیا اضداد ہم | مثل ما لا یشتبہ اولادہم
ہمچون فرزندان خود انندشان | منکران با صد دلیل و صد نشان
لیک از رشک و حسد پنہان کنند | خویشتن را بر ندانم می زنند
پس چو یعرف گفت چون نہ بود جز | گفت لا یعرفہم غیری دزو
انہم تحت قبابی کا منون | جز کہ یزدان شان نداند از ظنون
ہم بہ نسبت گیر این مفتاح را | کہ مرا بی دانی لوح را
زین نسق بسیار آمد در خبر | کان بہ نسبت باشد او جان پدر

مسئلہ فنا اور بقائے درویش کامل کا

مسئلہ فنا و بقائے درویش کامل

بولا اک عالم میں نہ درویش ہی | گروہ ہی درویش تو درویش نہ
گفت قائل در جہان درویش نیست | ور بود درویش آن درویش نیست

ہست از روی بقا ہی اسکی ذات ۔ ہر صفات حق میں اسکی صفات
جیسے شعلہ شمع پیش آفتاب ہو ۔ نیست ہے پر ہست از روی حساب
ہست ہے ذات اسکی ظاہر تو اگر ۔ رکھے پنبہ تو جلا دے وہ شرر
نیست ہے پر روشنی سب ظاہرا ۔ کردیا خورشید نے اسکو فنا
ایک تو در سرکہ زمن سہ من میں ۔ جو کہ ڈالیں اور اسکو حل کریں
نیست سرکہ کا مزہ ہو جو چکھے ۔ تو لدہ زیادہ ہو جو تولے اسے
شیر کے آگے ہرن بیخود ہوا ۔ اسکی ہستی اسکی ہستی میں فنا
یہ قیاس ناقص اندر کار رب ۔ جوش عشق ہے اور نہیں ترک ادب
بعض عاشق بے ادب ترک دے ہی ۔ کیونکہ خود کو شہ کا ہم پلہ رکھے
بے ادب تر کوئی جہاں نہیں اس سوا ۔ باادب تجھ نے نہ انہیں اس سوا
جان تو نسبت کر انہیں دو کی ۔ باادب اور بے ادب ضد ہیں اخی
بے ادب ہے جو کہ ظاہر دیکھے تو ۔ کہ ہے دعوی عشق کا اس شخص کو
دیکھے جو باطن میں دعوی را ۔ وہ وہ دعوی آگے اس شہ کے فنا
مات زید زید فاعل گرچہ ہو ۔ پر نہیں فاعل ہے بیکاری اسکے
لفظ نحوی کے سبب فاعل بنے ۔ ورنہ فاعل مرت وہ مقتول ہے
فاعلی کیا وہ تو خود مقہور ہے ۔ اسسے جملہ فاعلی بس دور ہے

هست از روی بقا آن ذات او ۔ نیست گشته وصف او در وصف هو
چون زبانهٔ شمع پیش آفتاب ۔ نیست باشد هست باشد در حساب
هست باشد ذات او تا تو اگر ۔ بر نهی پنبه بسوزد زان شرر
نیست باشد روشنی ندهد ترا ۔ کرده باشد آفتاب او را فنا
در دو صد من شهد یک اوقیه خل ۔ چون در افگندی و در وی گشت حل
نیست باشد طعم خل چون می‌چشی ۔ هست اوقیه فزون چون بر کشی
پیش شیرے آهوی بیهوش شد ۔ هستیش در هست او روپوش شد
این قیاسات و نقصان بر کار رب ۔ جوشش عشق است نه از ترک ادب
نبض عاشق بی ادب بر می‌جهد ۔ خویش را در کفهٔ شه می‌نهد
بی ادب تر نیست زو کس در جهان ۔ با ادب تر نیست زو کس در نهان
هم به نسبت دان وفاق ای منتجب ۔ این دو ضد با ادب با بی ادب
بی ادب باشد چو ظاهر بنگری ۔ که بود دعوی عشقش همسری
چون بباطن بنگری دعوی کراست ۔ او و دعوی پیش آن سلطان فناست
مات زید زید اگر فاعل بود ۔ لیک فاعل نیست کو عاطل بود
او ز روی لفظ نحوی فاعل است ۔ ورنه او مفعول و موتش قاتل است
فاعلی چه کو چنان مقهور شد ۔ فاعلیها جمله از وی دور شد

قصہ وکیل صدر جہان کا کہ متہم ہو کر بسبب ڈر جان کی بخارا سے بھاگا پھر عشق نے اسکو کھینچا کہ کام جانکا واسطے جانان کے آسان ہوتا ہے

قصهٔ وکیل صدر جهان که متهم شد و از بیم جان از بخارا گریخته باز عشق گریبان گرفت که کار جان بهر جانان سهل باشد

متہم ہو بندۂ صدر جہان ۔ ہو گیا وہ بس بخارا سے نہان
دس برس تک ہو سرگردان غم ۔ گہ خراسان گاہ کوہستان رہا
دس برس کے بعد پس شوق سے ۔ ہو گیا بیتاب فرقت سے وے
بولا اب تاب فرقت کی رہی ۔ صبر کب فرقت سے آزادگی
خاک اس فرقت سے ہوتی شورہ ہے ۔ پانی گندہ زرد اور گندہ ہے

در بخارا بندهٔ صدر جهان ۔ متهم شد گشت از صدرش نهان
مدت ده سال سرگردان بگشت ۔ گه خراسان گه کهستان گاه دشت
از پس ده سال او از اشتیاق ۔ گشت بی طاقت ز ایام فراق
گفت تاب فرقتم زین پس نماند ۔ صبر کی داند خلاعت را نشاند
از فراق این خاکها شوره بود ۔ آب زرد و گنده و تیره بود

باد جان افزا وخم گردد وبا / آتش خاکستری گردد هبا
باغ چون جنت شود دار المرض / زرد و ریزان برگ او اندر حرض
عقل او را که ز فراق دوستان / همچو تیر انداز اشکسته کمان
دوزخ از فرقت چنان شد سست / پیر از فرقت چنین لرزان و سست
گر بگویم از فراق چون شرار / تا قیامت یک بود از صد هزار
پس ز شرحش سوز او کم زن نفس / رب سلم رب سلم گوی و بس
هر چه از وی شاد گشتی در جهان / از فراق او بیندیش آن زمان
زانچه گشتی شاد بس کس شاد شد / آخر از وی جست و همچون باد شد
از تو هم بجهد تو دل بر وی منه / پیش زان کو بجهد از تو تو بجه
همچو مریم گوی پیش از فوت ملک / نفس را کالعوذ بالرحمن منک

باد خوش ہو ناگوار اور ہو وبا / آگ ہووے راکھ ہو وے تفتہ غذا
باغ مون جنت مرض کا گھر بنے / زرد پتے ہوں خرابی میں پڑے
عقل ہو فرقت احباب سے / جون کماندار کی کمان ٹوٹی ہوئی
دوزخ فرقت سے سوزان ہو گئی / پیر ہیں فرقت سے لرزان ہمنشین
گر کہوں فرقت سے جو آگ نار ہے / تا قیامت ایک ہو سو لاکھ سے
اسکی شرح سوز سے تو دم نہ مار / رب سلم رب سلم کہہ تو یار
خوش ہوا جس سے اندر جہان / اسکی فرقت سوچ لے تو اس زمان
خوش ہوا تو جس سے اور اکثر ہوئے / آخر اس سے بھاگے مثل باد کے
تجھ سے بھی بھاگے نہ خواہان اسکا ہو / پہلے اس کے بھاگنے بھاگے تو
مثل مریم کہہ تو پیشتر از فوت ملک / نفس کو کالعوذ بالرحمن منک

پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بر مریم بوقت غسل برهنگی و پناه گرفتن او بحق تعالی

ظاہر ہونا روح القدس کا بصورت آدمی پاس مریم کے بوقت برہنہ نہانے کے اور پناہ لینا انکا ساتھ حق تعالی کے

دید مریم صورتی بس جانفزا / جانفزایی دلربایی در خلا
پیش او بر رست از روی زمین / چون مه و خورشید آن روح الامین
از زمین بر رست خوبی بی نقاب / آنچنان کز شرق روید آفتاب
لرزه بر اعضای مریم اوفتاد / کو برهنه بود و ترسید از فساد
صورتی که یوسف ار دیدی عیان / دست از حیرت بریدی چون زنان
همچو گل پیشش بر دمید از گل / چون خیالی که بر آرد سر ز دل
گشت مریم بیخود و بیهوش او / گفت گیرم در پناه لطف او
زانکه عادت کرده بود آن پاک جیب / در هزیمت رخت بردن سوی غیب
چون جهان را دید ملکی بی‌قرار / حازمانه ساخت زان حضرت حصار
تا بگاه مرگ حصنی باشدش / که نیابد خصم راه مقصدش
از پناه حق حصاری به ندید / یورتگه نزدیک آن دژ برگزید
چون بدید آن غمزه‌ای عقل سوز / که ازو می‌شد جگرها تیر دوز

صورت اک مریم نے دیکھی خوشنما / غسل خانہ میں کہ روح افزا جانفزا
نکلا اسکے آگے از روی زمین / چاند سورج کی طرح روح الامین
یہ زمین سے نکلا خوب اک بے نقاب / جیسے مشرق سے نکلے آفتاب
اعضاء مریم کے لگے کانپنے / تھی برہنہ مفسدہ کے خوف سے
ایسی صورت گر وہ یوسف دیکھتی / ہاتھ حیرت سے زنان سا کاٹتی
اسکے آگے مثل گل گل سے اگا / جیسے دل سے خطرہ پیدا ہو بھلا
بیخود و بیہوش مریم ہو گئی / بولی لیتی ہوں پناہ اللہ کی
کیونکہ عادت کی تھی اس معصوم نے / بھاگ کر کے جانا جانب غیب کے
جو جہان کو دیکھا ملک بے بقا / مثل دانا کے کیا حق کو حصار
اسکا قلعہ مرگ تک قائم رہے / کہ نہ دشمن اسپہ غالب ہو سکے
اس حق سے قلعہ بہتر نہ دیکھا / پاس اس قلعہ کے گھر لیا کیا
غمزہ عقل سوز دیکھا اس نے جو / کہ جگر کھاتا تھا زخم تیر کو

شاہ و لشکر اسکے سب حلقہ بگوش | خسروان عقل کو اسکے نہ ہوش
سیکڑوں شہر ملک اسکے اور غلام | بدر صد ماہ کو کثافت دی تمام
زہرہ کو طاقت نہیں کہ مارے دم | عقل کل دیکھے جو اسکو ہوئے کم
کیا کہوں میں جو مجھے سی دیا | حلق میرا حلق سے اسکے جلا
میں ہوں دھواں اسکا ہوں یہ سیر دلیل | ہے باطل بس بجز رب جلیل
کچھ نہیں خورشید کی ہے خود دلیل | بس سوای نور خور کے اور دلیل
سایہ کیا شے ہے کہ اسکا ہو دلیل | بس سوائے نور خور کا ہو دلیل
برتری اسکی دلیلوں میں ہے | کہ وہ چلے بیٹھے ہیں اور سب
سب ہیں ادراک اب خر پا لنگ ہے | وہ سوار باد پا چون تیر کے
کچھ نہیں خورشید کی ہے خود دلیل | بس سوای نور خور کے اور دلیل
جملہ ادراکوں کو نہ آرام ہے | جنگ کا ہے وقت وقت جام نے
وہم اک مثل ہوا کے اڑے | ایک کاٹے خود کو جوں تیغ کے
دوسرا جون کشتی با باد بان | تیسرا ہے لوٹنے میں ہر زمان
جو شکار انکو دکھائیں دور سے | وہ پرند حملہ کریں سب صید پہ
جو کہ ناپیدا ہو حیران ہوویں وہ | جائیں مثل جغد ہر ویران کو
منتظر ایک آنکھ بند اور ایک باز | تاکہ پیدا ہووے وہ صید نیاز
دیر ہووے تو کہیں از رہ ملال | صید تھا یا وہ عجب تھا اک خیال
مصلحت ہے اک گھڑی اور ٹھہر کے | زور اور قوت کریں آرام سے
شب نہ ہوتی خلق ساری حرص سے | بس جلاتی خود کو پھر کے دوڑ کے
لینے بس حرص و ہوا سے فائدہ | ہر کوئی دیتا بدن اپنا جلا
گنج راحت کی طرح شب آئی ہے | اک گھڑی تا چھوٹیں اپنی حرص سے
قبض ای سالک کبھی بس آئے جو | تیری اصلاح ہے نہ تو مایوس ہو
کیونکہ ہوتے خرچ میں اس بسط کے | چاہیے آمد کہ خرچ جمع سے
فصل گرمی کی اگر رہتی مدام | خور کی تیزی پھونکتی بستان تمام
پھونکتی سبزہ کو وہ جڑ پیڑ سے | کہ نہ پھر سر سبز ہو تا جان سے

شاه و لشکر حلقه در گوشش همه | خسروان عقل بیهوشش همه
صد هزاران شاه مملوکش بر قبا | صد هزاران مه رادو دو تبا
زهره نی زهره را تا دم زند | عقل کلش چون ببیند کم زند
من چه گویم چون مرا بر دوختست | دمگهم را دمگه او سوختست
دود آن نارم دلیلم من برو | دور از آن شه باطل ما عدو
خود نباشد آفتابی را دلیل | غیر نور آفتاب مستطیل
سایه که بود تا دلیل او بود | این بسستش که ذلیل او بود
این جلالت در دلالت صادق است | جمله ادراکات پس او سابق است
جمله ادراکات بر خرهای لنگ | او سوار باد پران چون خدنگ
خود نباشد آفتابی را دلیل | غیر نور آفتاب مستطیل
جمله ادراکات را آرام نی | وقت میدان ست وقت جام نی
آن یکی وهمی چو بازی می پرد | وان دگر چون تیر معبر می درد
وان دگر چون کشتی با بادبان | وان دگر اندر تراجع هر زمان
چون شکاری می نماید شان ز دور | جمله حمله می نمایند آن طیور
چونکه ناپیدا شود حیران شوند | همچو جغدان سوی هر ویران شوند
منتظر چشمی بهم یک چشم باز | تا که پیدا آید آن صید باز
چون بماند دیر گویند از ملال | صید بود آن خود عجب یا خود خیال
مصلحت آنست تا یک ساعتی | قوتی گیرند زور از راحتی
گر نبودی شب همه خلقان ز آز | خویشتن را سوختندی ز اهتزاز
از هوس وز حرص سود اندوختن | هر کسی دادی بدن را سوختن
شب پدید آید چو گنج رحمتی | تا رهند از حرص خود یک ساعتی
چونکه قبضی آیدت ای راهرو | آن صلاح تست آیس دل مشو
زانکه در خرجی از آن بسط و گشاد | خرج را دخلی بباید ز اعتداد
گر هماره فصل تابستان بدی | سوزش خورشید در بستان شدی
منبتش را سوختی از بیخ و بن | که دگر تازه نگشتی آن کهن

سردی گرچہ ہی ترش مشفق ہی وہ / گرمی جو شیرین ہی دلی سوزش ہے
قبض گر آئے دیکھو اسمین بسط کو / خوش تو رہ اور مت بنی تو تند خو
طفل خوش دانا کو ہو رنجیدگی / غم جگر کو عید پھیپھڑے کو ہو خوشی
چشم کودک مثل خر طویلہ مین ہی / چشم عاقل کی ہے آخر بین مگر
گھاس وہ دیکھے طویلہ مین بھلا / دیکھے یہ قصاب سے اسکا زیان
گھاس ہی کڑوی جو دی قصاب نے / گوشت کی خاطر ترازو وہ رکھے
جا تو کھا حکمت کی گھاس اسکو کہ دی / بے عوض اسکو دیا ہے لطف سے
روٹی سمجھی اور نہ حکمت ای غنی / جو کہا حق نے کلوا من رزقہ
مرتبہ مین رزق حکمت ہے بڑا / کہ گلا پکڑے نہ آخر کو ترا
بند اس منہ کو کیا وہ منہ کھلا / کہ وہ کھاے رزق و لقمۂ راز کا
گر چھڑادے تن کو شیر دیو سے / اس چھڑانے سے دودھ سے حلوا ملے
ترک مین نے اب کیا جوشش کا / سن حکیم غزنوی سے تو تمام
کہ الٰہی نامہ مین شرح و بیان / اسکی کرتا ہی حکیم غیب دان
غم تو کھا غمگین کی روٹی تو نہ کھا / طفل شکر کھائین عاقل غم سدا
قند شادی میوہ باغ غم ہوا / یہ خوشی زخم اور غم مرہم ہوا
غم جو دیکھے عشق سے تو اسکو لے / ٹیلے پر سے تو دمشق اب دیکھ لے
دیکھے عاقل بادہ کو انگور سے / دیکھتا معدوم سے عاشق شی
لڑتے تھے حمال باہم پرسون ہی / مت اٹھا تو مین اٹھاؤن بوجھ کو
دیکھتے اس رنج مین تھے نفع وہ / بوجھ لیتا ایک کا تھا دوسرا
کہان یہ مزد حق وہ کم پونجی کہان / گنج دی یہ مزد مین وہ کوڑیان
ایسا گنج زر کہ جب مر جائے تو / ہو نہ میراث اور تری ہمراہ ہے
وہ جنازہ کے ترے آگے چلے / گور و غربت مین ترا مونس رہی
موت کے دن کے لئے مردہ ہو تو / عشق سرمد کا کہ تا بردہ ہو تو
دیکھتا ہی صبر پردہ جہد سے / رخ مثال گل و زلفین مراد
آئینہ سا غم ہی پیش مجتہد / کہ دکھائی ضد ہی اسمین رو ضد

گر ترش رویست آن دی مشفقست / صیف خندانست اما محرقست
چونکہ قبض آمد تو در وی بسط بین / تازہ باش و چین میفگن در جبین
کودکان خندان و دانایان ترش / غم جگر را باشد و شادی ز شش
چشم کودک ہمچو خر در آخرست / چشم عاقل در حساب آخرست
او در آخر چرب می بیند علف / وین ز قصاب آخرش بیند تلف
آن علف تلخست کان قصاب داد / بہر لحم ما ترازوے نہاد
رو ز حکمت خور علف کان را خدا / بی عوض دادست از محض عطا
فہم نان کردی نہ حکمت ای رہی / زانچہ حق گفتہ کلوا من رزقہ
رزق حق حکمت بود در مرتبت / کان گلوگیرت نگردد عاقبت
این دہان بستی دہانی باز شد / کو خورندۂ لقمہ ہاے راز شد
گر ز شیر دیو تن را وابرے / در فطام او بسے حلوا خورے
ترک جوشش کردہ ام من نیم خام / از حکیم غزنوے بشنو تمام
در الٰہی نامہ گوید شرح این / آن حکیم غیب و فخر العارفین
غم خور و نان غم افزایان مخور / زانکہ عاقل غم خورد کودک شکر
قند شادی میوۂ باغ غمست / این فرح زخمست و آن غم مرہمست
غم چو بینی در کنارش کش بعشق / از سر ربوہ نظر کن در دمشق
عاقل از انگور مے بیند ہمی / عاشق از معدوم شے بیند ہمی
جنگ میکردند حمالان پریر / تو مکن تا من کشم حملش چو شیر
زانکہ در آن رنج دیدند سود / حمل را ہر یک ز دیگر میربود
مزد حق کو زان بے مایہ کو / این دہد گنجیت فرد و آن تسو
گنج زرے کہ چو خسپی زیر ریگ / با تو باشد آن نماند مردہ ریگ
پیش پیش آن جنازات میدود / مونس گور و غریبے میشود
بہر روز مرگ این دم مردہ باش / تا شوی با عشق سرمد خواجہ تاش
صبر مے بیند ز پردۂ اجتہاد / روے چون گلنار و زلفین مراد
غم چو آئینہ است پیش مجتہد / کاندرین ضد مے نماید روے ضد

بعد ضد رنج آن ضد دگر ... رو دہد یعنی کشاد و کر و فر
این دو وصف از پنجہ دستت ببین ... بعد قبض مشت بسط آید یقین
پنجہ را گر قبض باشد دائما ... یا ہمہ بسط او بود چون مبتلا
زین دو وصفش کار و مکسب منتظم ... چون پر مرغ این دو حال او را مہم

بعد ضد رنج کے ضد دوسری ... منہ دکھلائے یعنی کشادگی و خوشی
دیکھ یہ دو وصف اپنے ہاتھ سے ... بعد مٹھی بند کرنے کے کھلے
قبض گر مٹھی کو ہو وے دائما ... یا ہو بالکل بسط ہو وہ مبتلا
کام آن دو وصف سے پائی مال ... چون پر مرغ اسکو لازم دو حال

گفتن روح القدس مریم را علیہا السلام کہ من رسول حقم آشفتہ و پنہان از من مشو

کہنا روح القدس کا مریم علیہا السلام کو کہ میں رسول حق ہوں مجھ سے مت ڈر و مت بھاگ

چونکہ مریم مضطرب شد یک زمان ... ہمچنانکہ بر زمین بر ماہیان
بانگ بر وے زد نمودار کرم ... کہ امین حضرتم از من مرم
از سرافرازان عزت سرمکش ... از چنین خوش محرمان خود در مکش
این ہمی گفت و ذبالہ نور پاک ... از لبش میشد پیاپی بر سماک
از وجودم میگریزی در عدم ... در عدم من شاہم و صاحب علم
خود بنہ و بنگاہ من در نیستی است ... یکسوارہ نقش من پیش ستی است
مریما بنگر کہ نقش مشکلم ... ہم ہلالم ہم خیال اندر دلم
چون خیالے در دلت آمد نشست ... ہر کجا کہ می گریزی با تو ہست
جز خیالے عارضی باطلے ... کہ بود آن چون صبح کاذب آفلے
من چو صبح صادقم از نور رب ... کہ نگردد گرد روزم ہیچ شب
ہین مگو لا حول عمران زادہ ام ... کز لا حول این طرف افتادہ ام
مر مرا اصل و غذا لا حول بود ... نور لا حولی کہ پیش قول بود
تو ہمی گیری پناہ از من بحق ... من نگارندہ پناہم در سبق
آن پناہم کہ مخلصہا بود ... تو اعوذ آری و من خود آن بود
آفتی نبود بتر از ناشناخت ... تو بر یار و ندانی عشق باخت
یار را اغیار پنداری ہمی ... شادی را نام بنہادی غمی
اینچنین لطفے کہ دار و یار ما ... تو گریزانی از وے بیوفا
اینچنین نخلے کہ قد یار ماست ... چونکہ ما دزدیم نخلش دار ماست

جو کہ یکدم مضطرب مریم ہوئی ... جیسے مچھلی خاک پر پڑ کر پڑی
دی اُسے آواز جلوہ جود نے ... کہ امین حق ہوں مجھ سے مت ڈرے
اور سرفرازان حق سے سر نہ پھیر ... ایسے اچھے مہربان ہمراز سے
یہ ہی کہتا تھا وہ شعلہ نور کا ... دم بدم منہ سے فلک پر پہونچتا
تو عدم کو بھاگے میرے خوف سے ... پس عدم میں بھی تو میرا حکم ہے
نیستی میں لشکر و سامان مرے ... ہیں وہ اولی نقش تیرے سامنے
دیکھ مریم نقش اک شکل میں ہوں ... ہم ہلال و ہم خیال اک دل میں ہوں
جون خیال کے دل میں آئے اور رہے ... جس جگہ تو جائے تیرے ساتھ ہے
جز خیالے عارضی ناروا ... کہ مثال صبح کا ذب گم ہوتا
صبح صادق سا ہوں میں نور رب سے ... میرے دن کو نہ گھیرے کوئی شب
دختر عمران نہ کہہ لا حول کو ... آیا یہاں لا حول سے ہوں میں
اصل میری اور غذا لا حول تھا ... نور اول قول سے لا حول کا
ساتھ حق کے مجھ سے تو لیوے پناہ ... میں پناہ کو دیتا ہوں پہلے پناہ
وہ پناہ میں ہوں کہ تیری مخلصی ... تو پناہ لائی وہ خود ہوں میں
ناشناسی سے نہ آفت بد سوا ... یار پاس اور عشق نے تو گنوایا
یار کو اغیار تو سمجھے ہے جانتی ... نام شادی کا تو رکھتی ہے غمی
لطف ایسا یار رکھتا ہے بھلا ... بھاگتی ہے اس سے تو ای بیوفا
نخل ایسا کہ مرا ہے قدِ یار ... چور جب ہم ہوں تو ہے دار نخل یار

ایسی ہی مشکین گردہ زلف میر ہے / ہو کہ ہم بے عقل وہ زنجیر ہے
لطف ایسا جاری مثل نیل کے / ہو کہ ہم فرعون ہیں خون ہو گئے
خون کہے میں آب ہوں مت بہا / ہوں میں یوسف اور تجھ سے گرگ ہوں
تو نہیں جانے کہ یار بردبار / جو تو دشمن ہو تو وہ ہو مثل مار
گوشت اور چربی نہ بدلے کچھ ذرا / ہے وہی قائم کہ جو انسان تھا
شمع مریم کو تو چھوڑ افروختہ / کہ بخارا آ جاتا ہے وہ سوختہ

همچنین مشکین که زلف میر ماست / چونکه بی عقل آن ز زنجیر ماست
همچنین لطفی چو نیلی مے رود / چون که فرعونیم ما خون شود
خون همی گوید من آبم هین مریز / یوسفم گرگ از توام ای پر ستیز
تو نمی بینی که یار بردبار / چونکه با او ضد شوی گردد چو مار
لحم او و شحم او دیگر نشد / بر قرار اول است انسان که بد
شمع مریم را بهل افروخته / که بخارا می رود آن سوخته

ارادہ کرنا اس وکیل کا بسبب عشق کے کہ رجوع کرے طرف بخارا کے

عزم کردن آن وکیل از عشق که رجوع کند به بخارا

ہو بہت بے صبر اور آتش میں تیز / جا طرف صدر جہاں تو بھاگ کے
یہ بخارا چشمہ ہے دانش کا ہی / وہ بخارا ہی جو ہی ملک اسکی ہے
شیخ کے آگے بخارا میں ہو تو / تا بخارا میں یہ خواری دیکھے تو
وہ بجز خواری نہ دیں آنے دی / مشکلوں کو جزر و مد کو راہ نہ دے
اے وہ بہت کہ نفس اسکا ذلیل / اے وہ بد ترکہ یہ نفس اسکا رذیل
فرقت صدر جہاں ذہن میں / اسکے ٹکڑے کر دے ارکان میں
جو لا میں اٹھ کر کے پھران پر چلیا / ہوون کافر گر میں اس سے پھر گیا
جاؤں ایسا اسکے آگے میں گروں / صدر کے آگے کہ ہے وہ ذو فنون
میں کہوں جان رکھی آگے تیرے ہی / زندہ کر یا ذبح کر جو میش کے
کشتہ ہونا تیرے آگے خوب ہے / زندوں کا شاہ اور جگہ
پہلے اس سے آزمایا لاکھ بار / بے ترے شیرین نہ پایا عیش کا

سخت بی صبر و در آتشدان تیز / رو سوی صدر جهان کن می گریز
این بخارا منبع دانش بود / پس بخاراییست هر کانش بود
پیش شیخی در بخارا اندری / تا به خواری در بخارا ننگری
جز به خواری در بخارای دلش / راه ندهد جزر و مد مشکلش
ای خنک آن را که ذلت نفسه / وای آنکس را که یردی رفسه
فرقت صدر جهان در جان او / پاره پاره کرده بود ارکان او
گفت برخیزم همانجا وا روم / کافر ار گشتم دگر ره بگروم
وا روم آنجا بیفتم پیش او / پیش آن صدر نکو اندیش او
گویم افکندم به پیشت جان خویش / زنده کن یا سر ببر ما را چو میش
کشته و مرده به پیشت ای قمر / به که شاه زندگان جای دگر
آزمودم من هزاران بار بیش / بی تو شیرین می نبینم عیش خویش

غنّ لی یا منیتی لحن النشور / ابرکی یا ناقتی تم السرور
ابلعی یا ارض دمعی قد کفی / اشربی یا نفس وردا قد صفا
عدت یا عیدی الینا مرحبا / نعم ما روحت یا ریح الصبا

غنّ لی یا منیتی لحن النشور / ابرکی یا ناقتی تم السرور
ابلعی یا ارض دمعی قد کفی / اشربی یا نفس وردا قد صفا
عدت یا عیدی الینا مرحبا / نعم ما روحت یا ریح الصبا

بولا اے یارو میں رخصت ہوا / جانب اس صدر جہاں کے میں چلا
دمبدم اس سوز میں بھنتا ہوں / اسکی جو ہو سو ہو جاتا ہوں میں
سنگ خارا گرچہ دل کو کر دیوے / جان مری عزم بخارا رکھتی ہی

گفت ای یاران روان گشتم وداع / سوی آن صدری که میرست و مطاع
دمبدم در سوز بریان می شوم / هرچه بادا باد آنجا می روم
گرچه دل چون سنگ خارا می کند / جان من عزم بخارا می کند

لغایت کرنے میں ... اے باد صبا

شاہ کا ہی شہر و جائی جان ہے	آگے عاشق کے یہ جب الوطن
آسمان یار است و شہر شاہ من	پیش عاشق این بود حب الوطن

پوچھنا معشوق کا عاشق مسافر اپنے سے کہ شہروں میں سے کونسا بہتر ہے

بولا معشوق اپنے عاشق سے کہ اب | اس سفر میں تو نے دیکھے شہر سب
کونسا ہے شہر ان میں خوب تر | بولا وہ جس میں مرا محبوب ہے
جس جگہ ہو فرش میرے شاہ کا | ہے وہ صحرا گر ہو ناکہ سوئی کا
ہو جو یوسف رخ جہاں مانند ماہ | ہے وہ جنت گرچہ ہو وے قعر چاہ
ساتھ تیرے دوزخ اب جنت ہے یار | ساتھ تیرے زندان بستان ہے
ساتھ تیرے ہو سقر باغ نعیم | بے تیرے گلشن ہوا نار جحیم
جس جگہ تو ساتھ ہو خوشدل ہوں | گرچہ منزل میری ہو وے قبر میں
دونوں عالم سے وہ خوشتر ہووے جا | ساتھ تیرے عشق ہو وے بس مرا
بات یہ اے صدر ہے اندر انتظار | عاشق صدر جہان ہے اشکبار

پرسیدن معشوقے از عاشق کہ از شہرہا کدام بہتر است

گفت معشوقی بعاشق کای فتی | تو بغربت دیدۂ بس شہرہا
پس کدامین شہر زانہا خوشتر است | گفت آن شہری کہ در وی دلبر است
ہر کجا باشد شہ ما را بساط | ہست صحرا گر بود سم الخیاط
ہر کجا یوسف رخے باشد چو ماہ | جنت ست آن گرچہ باشد قعر چاہ
با تو دوزخ جنت ست ای جانفزا | با تو زندان گلشن ست ای دلربا
شد جہنم با تو رضوان و نعیم | بے تو شد ریحان و گل نار جحیم
ہر کجا تو با منی من خوشدلم | ور بود در قعر گورے منزلم
خوشتر از ہر دو جہان آنجا بود | کہ مرا با تو سر و سودا بود
بس دراز ست این سخن در انتظار | عاشق صدر جہان شد اشکبار

منع کرنا دوستوں کا پھر جانے بخارا سے

اس سے ناصح نے کہا کہ بیخبر | سوچ آخر کو جو رکھتا ہے ہنر
عقل سے دیکھ اول و آخر کو تو | شمع پر دانہ جلا مت آپ کو
جو بخارا جائے دیوانہ ہے تو | لائق زنجیر و زندان کے ہے تو
دانت چابے ہے وہ تجھ پر خشم سے | بیس آنکھوں سے وہ ڈھونڈھے ہے تجھے
تیز کرتا ہے چھری تیرے لیے | بھوکا کتا وہ سگ تو گون آٹے کی ہے
تو چھٹا رستہ تجھے حق نے دیا | پھر تو زندان جائے تجھکو کیا ہوا
تجھ پہ دس گر ہو موکل آئے گر | عقل چاہیے اُن سے تو بچتا مگر
جو موکل ہی کوئی تجھ پر نہیں | پیش و پس کیا بستہ کیون ہے ترا
عشق نے پوشیدہ پکڑا اسکو تھا | نے موکل دیکھتا ناصح کو وہ
ہر موکل پر موکل ہے نہاں | ورنہ قید سگ طبع میں کیوں وہ
اسکی جان پر خشم شاہ عشق تھا | نگہبانی پر اسے قائم کیا

منع کردن دوستان او را از مراجعت بہ بخارا

گفت او را ناصحے کای بیخبر | عاقبت اندیش اگر داری ہنر
در نگر پس را بعقل و پیش را | ہمچو پروانہ مسوزان خویش را
چون بخارا میروی دیوانۂ | لائق زنجیر و زندان خانۂ
او ز تو آہن ہمی خاید ز خشم | او ہمی جوید ترا با بیست چشم
می کند او تیز از بہر تو کارد | او سگ قحط است و تو انبان آرد
چون رہیدی و خدایت راہ داد | سوی زندان میروی چونت فتاد
بر تو گر دہ گون موکل آمدی | عقل بایستی کز ایشان کم زدی
چون موکل نیست بر تو ہیچکس | از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس
عشق پنہان کردہ بود او را اسیر | آن موکل را نمی دید آن نذیر
ہر موکل را موکل مختفی ست | ورنہ او در بند سگ طبعی چراست
خشم شاہ عشق بر جانش نشست | بر عوانی و سیہ رویش ببست

اسکو ایسے ہی کہ ما را ب تو د ... تحبان خفیہ سے زیادہ ہے
جبکو تو دیکھے زیادہ جانیو ... گرچہ تنہائے موکل لای ہے
گر تو واقف اس سے ہو تا بیخبا ... آگے اس شاہ جہان کے ہو کیا
آگے شہ کے خاک سر پر ڈالتا ... تا امان اس دیوسے تو دیکھتا
بوند کو جا کم جانا کم چوپتی ہے ہی ... اس موکل کو نہ دیکھا اس نیچے
غرہ ان جھوٹے پردے سے کرتا ہے ... ایسے ہر آفت میں جو ڈالین ہیچے
پر سنگ رکھ تا بلندی پار ہی ... جبکہ مٹی سے بھرے جانور ہی
گر کوشش پر گو مٹی سے نہ بعد ... تو ہے پر بند میری کہنہ تر
پند القصہ بہت عاشق کو دی ... ناصحون نے شکل تقش ابلہی

سیر بند آن کہ این مین مار ان ... زان عوانان نہان افغان کن
ہر کہ بینی در زیان مے رود ... گرچہ تنہا با عوانے می رود
گر از واقف بدے فغان زدے ... پیش آن سلطان سلطانان
ریختی بر سر بہ پیش شاہ خاک ... تا امان دیدی ز دیو سہمناک
سیر دیدی ذیق را ای کم ز موز ... زان ندیدی آن موکل را تو کور
غرہ گشتی زین دروغین پر و بال ... پر و بالے کو کشد سوئے وبال
پر سبک دار در رہ بالا کنند ... چون گل آلودہ شد گرانیہا کنند
چند کن پر را گل آلودہ مکن ... لیک گوشت گر شد دینم کہن
پند داد القصہ عاشق را لیسے ... عاذل بیدردہمون تقشے

لاابالی کہنا عاشق ناصحون کو از راہ عشق کے

جواب گفتن عاشق عاذلان نصیحت کنندگان را از راہ عشق

بول ہو ناصح تو جب کہنا کٹ بند ... پند کم کر کیون کہ مین سخت بند
بند سے سخت تیری پند سے ... عشق پہچانا نہ تیری جان نے
اسطرف کو عشق کو ہوا ور ... بوحنیفہ شافعی نے سے پڑھا
مت در ہو تو مار ہی جانے ہی مجھے ... مین پیا سا خون کا ہون آپ سے
عاشقون کو ہر گھڑی اک موت ہے ... عاشقون کی موت ہے اک طور ہے
اسکو دو سو اور دی نور سے ... کرتا ہی دو سو کہ وہ ہر دم فدا
لیتا ہی ہر ایک جان کی دین بہا ... پڑھ قرآن پر عشرۃ امثالہا
گر ہوے خون میرا یار رود ... نقص کرتا اسکو دون مین جا
آزمایا موت میری زندگی ... زندگی کیون چھوڑ دے دشمن یا

گفت ای ناصح خمش کن چند چند ... پند کم دہ زانکہ بس سخت است بند
سخت تر شد بند من از پند تو ... عشق را نشناخت دانشمند تو
آنطرف کہ عشق می افزود درد ... بوحنیفہ و شافعی درسے نکرد
تو مکن تہدیدم از کشتن کہ من ... تشنہ زارم بخون خویشتن
عاشقان را ہر زمانے مردنیست ... مردن عشاق خود یک نوع نیست
او دو صد جان دارد از نور ہدیٰ ... وان دو صد را می کند ہر دم فدا
ہر یکے جان را ستاند دہ بہا ... از نبی خوان عشرۃ امثالہا
گر بریزد خون من آن دوست رو ... پاے کوبان جان برافشانم برو
آزمودم مرگ من در زندگیست ... چون رہم زین زندگی پایندگیست

اقتلونی اقتلونی یا ثقات ... ان فی قتلی حیاتا فی حیات
یا منیر الخد یا روح البقا ... اجتذب روحی وجد لی باللقا
لی حبیب حبہ یشوی الحشا ... لو یشا یمشی علی عینی مشا

گرچہ تازی خوب ہے کہ فارسی ... عشق کی ہین سوز با مین و دیگر
جو کہ اس گلرو کی بو مین آ گئی ... یہ زبانین جملہ حیران ہوتی ہین

پارسی گو گرچہ تازی خوشتر است ... عشق را خود صد زبان دیگر است
بوی آن دلبر چو پران می شود ... این زبانہا جملہ حیران می شود

پس کنم دلبر در آمد در خطاب / گوش شو والله اعلم بالصواب

چپ رہوں میں یار کرتا ہے خطاب / سن لے تو واللہ اعلم بالصواب

چونکه عاشق توبه کرد اکنون بترس / کو چو عیاران کند بر دار درس

توبہ عاشق نے کی اب خوف ہے / کہ کرے جوں عیار چڑھ کر دار پہ

گرچه آن عاشق بخارا می‌رود / نه بدرس و نه باستا می‌رود

گرچہ وہ عاشق بخارا جاتا ہے / نہ سبق کو نہ کسی استاد کو

خلع کن خود را تو در بیزار شو / بعد از آن اندر حرم پرکار شو

خود چھوڑا در خود کو تو بیزار ہو / اور حرم میں سجدہ با کار رہو

عاشقان را شد مدرس حسن دوست / دفتر و درس و سبقشان روی اوست

عاشقوں کا ہے مدرس حسن یار / اُنکے پڑھنے کی کتب ہے رو نگار

خامشند و نعرهٔ تکرارشان / می‌رود تا عرش و تخت یارشان

چپ ہیں رہ اور مدہم ہے انکی صدا / جاتی ہے تا عرش و تخت بادشاہ

درسشان آشوب و چرخ و زلزله / نه زیادات است و باب سلسله

درس ان کا وجد و حال و ولولہ / نہ زیادات نہ باب سلسلہ

سلسلهٔ این قوم جعد مشکبار / مسئله دورست اما دور یار

سلسلہ اس قوم کا زلف نگار / مسئلہ ہے دور کا ہے دور یار

مسئله کیس از بپرسد کس ترا / گو نگنجد گنج حق در کیسه‌ها

تجھسے پوچھے مسئلہ گر کیس کا / کہ نہ کیسہ میں سما سکے گنج خدا

گر دم خلع و مبارا می‌رود / بد مبین ذکر بخارا می‌رود

ذکر گر خلع و مبارا کا رہے / بد نہ کہ ذکر بخارا ہوتا ہے

ذکر هر چیزی دهد خاصیتی / زانکه دارد هر عرض ماهیتی

ذکر ہر اک چیز کا دے خاصیت / کیونکہ رکھتا ہر عرض ہے ماہیت

در بخارا در هنرها بالغی / چون بخواری رو نهی زان فارغی

تو بخارا میں ہنر مندی کرے / جبکہ خواری پائے خارج اس سے ہو

آن بخاری غصهٔ دانش نداشت / چشم بر خورشید بینش می‌گماشت

اس بخاری کو نہ دانش کا اثر / شمس بینش پر رکھتا تھا نظر

هر که در خلوت به بینش یافت راه / او ز دانشها نجوید دستگاه

جسکو خلوت میں ہوئی بینش کی راہ / وہ نہیں دانش سے ڈھونڈے دستگاہ

با جمال جان چو شد هم کاسه‌ای / باشدش ز اخبار و دانش تاسه‌ای

جو جمال جان سے ہم پیالہ ہوا / مضطرب اخبار دانش سے رہا

دید بر دانش بود غالب فرا / زین همی دنیا بچربد عامه را

دید جو دانش پہ غلبہ رکھتی ہے / عام کو دے دنیا اسلئے

زانکه دنیا را همی‌بینند عین / وان جهانی را همی دانند دین

دیکھتے ہیں کیونکہ دنیا کو وہ عین / جانتے ہیں اس جہان کو قرض دین

کاین جهان را نقد می‌بینند [illegible] / وان جهان را نسیه می‌بینند [illegible]

اس جہان کو دیکھتے ہیں نقد کا / اس جہان کو دیکھتے ہیں [illegible]

باز رو سوی حدیث آن جوان / کز غم صدر جهان شد ناتوان

سنے قصہ اس جوان کے پیر تو جا / اک غم صدر جہان سے پریشان

رو نهادن آن عاشق بسوی بخارا

متوجہ ہونا اس عاشق کا طرف بخارا کے

رو نهاد آن عاشق خونابه ریز / دل طپان سوی بخارا گرم و تیز

وہ ہوا متوجہ عاشق اشک ریز / دل طپاں سوئے بخارا گرم و تیز

ریگ آمون پیش او همچون حریر / آب جیحون پیش او چون آبگیر

ریگ آموں اسکے آگے جوں حریر / آب جیحوں اسکے آگے جوں غدیر

آن بیابان پیش او چون گلستان / می‌فتاد از خنده او چون گلبنان

وہ بیاباں اسکے آگے جوں گلستاں / گرتا تھا گلچیں سا وہ خندہ زناں

در سمرقندست قند اما لبش / از بخارا یافت و آن شد مذهبش

قند ہے اندر سمرقند اُسکا لب / لے بخارا سے وہی مذہب ہے اب

اے بخارا عقل افزا تو تو تھا — عقل و دین کو مجھ سے لیکن لے لیا

بدر ڈھونڈھوں ہوں لیکے جوں ہلال — ابتدا میں ڈھونڈھوں انجام کار

جو بخارا کی اسے سرحد دکھی — غم کی ظلمت میں سپیدی کی کھلی

ایک ساعت اسکو بیہوشی رہی — راز کے بستان میں عقل اسکی گئی

سب گلاب اسکے منہ پر چھڑکتے تھے — اسکے غافل تھے گلاب عشق سے

اس نے دیکھا تھا گلستان نہان — عشق نے لوٹا تھا خود سے اسکو ہاں

عشق کے لائق نہ افسردہ تو ہے — گرچہ خود نے ہی سکر کو نہ رکھے

تو ہی عاقل رکھے سامان عقل کا — پر جنودا لم تروہا جانے کیا

بات یہ انتہا جلد چھوڑ دوان — تا کہ جائے وہ بخارا کو جوان

ای بخارا عقل افزا بوده — لیک از من عقل و دین بربوده

بدر می‌جویم از آنم چون هلال — صدر می‌جویم درین صف نعال

چون سواد آن بخارا را بدید — در سواد غم بیاضی شد پدید

ساعتی افتاد بیهوش و دراز — عقل او پرید در بستان راز

بر سر و رویش گلابی می‌زدند — از گلاب عشق او غافل بدند

او گلستانی نهانی دیده بود — غارت عشقش ز خود ببریده بود

تو فسرده درخور این دم نه — با شکر مقرون نه گر چه نیی

رخت عقلت با تو است و عاقلی — در جنودا لم تروها غافلی

این سخن پایان ندارد تیز ران — تا رود سوی بخارا آن جوان

آنا اس عاشق لاابالی کا بخارا میں اور ڈرانا دوستوں کا اسکو ظاہر ہونے سے

در آمدن آن عاشق لاابالی در بخارا و تهدید کردن دوستان او را از پیدا شدن

وہ بخارا میں بس آیا شاد ہاں — پاس یار اپنے کے تھی جا امان

مثل ایسے مست کے کرخ چڑھے — ماہ لپٹا اور بغل میں اسکو لے

جس نے دیکھا بس بخارا میں اسے — بولا بھاگ دل سے ظاہر تجھے بچو

گر تجھے پائے وہ شاہ خشمگین — دس برس کا تجھ سے پاوے گا کین

اللہ اللہ خون میں اپنے ست گرے — ست بھروسا کر تو اپنے دم پہ

شحنۂ صدر جہان تھا یار تھا — معتمد تھا مہندس کا استاد تھا

بس مشیر محرم کا تھا تو بھی محرم — اک گنہ سے ہو گیا تو متہم

غدر کرکے تو جزا سے تھا چھٹا — بچ گیا تھا پھر بلا میں کیوں پڑا

تو بلا سے بھاگا سو حیلہ کرکے — بے وقوفی یا اجل لائی تجھے

عقل تیرے بیچ عطارد کو رکھے — عقل و عاقل کو قضا احمق رکھے

شیر کو ڈھونڈھے وہ خرگوش ہے برا — عقل و چالاکی تری کہاں ہے تا

ہیں زیادہ بس کہ اور حیلہ قضا — بولا اذا جاء القضا ضاق الفضا

بھاگنے کے شو ہیں سے ہر جا — پر قضا سے جانے اگر ہے اژدہا

اندر آمد در بخارا شادمان — پیش معشوق خود و دارالامان

همچو آن مستی که پرد بر اثیر — مه کنارش گیرد و گوید که گیر

هر که دیدش در بخارا گفت خیز — پیش از پیدا شدن منشین گریز

که ترا می‌جوید آن شه خشمگین — تا کشد از جان تو ده ساله کین

الله الله در میا در خون خویش — تکیه کم کن بر دم و افسون خویش

شحنهٔ صدر جهان بودی و راد — معتمد بودی مهندس اوستاد

هم مشیرش بودی و هم محترم — گشته از بهر گناهی متهم

عذر کردی در جزا بگریختی — رسته بودی باز چون آویختی

از بلا بگریختی با صد حیل — ابلهی آوردت اینجا یا اجل

ای که عقلت بر عطارد دق کند — عقل و عاقل را قضا احمق کند

نحس خرگوشی که باشد شیرجو — زیرکی و عقل و چالاکیت کو

هست چندین فسونهای قضا — گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا

صد ره و مخلص بود از چپ و راست — از قضا بسته شود گر اژدهاست

این کمان سو قت آئی یہ قضا تنگ ہو جاتا ہے میدان بھاگنے کے سو رستے میں ہر طرف لیکن اگر یہ اژدہا ہے بیٹھے تو ملا سے بچا اسے کیونکہ بلا کی طرف ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ حکم قضا آگے جاتی ہے آگے حیات عاشق کا ہے خاتم۔ ۔۔۔ لشکر نہیں دیکھتا ہوا ۔۔۔ سو قت آئی ہے قضا تنگ ہوتا ہے میدان ۱۲ (۳۱۴۳)

جواب دینا عاشق کا ملامت کرنیوالوں ڈرانیوالونکو

بولا مستسقی ہوں کھینچے مجکو آب — گرچہ میں جانوں کہ مارے مجکو آب
کوئی مستسقی نہ بھاگے آب سے — گر دو صد بار اسکو ابتر وہ کرے
ہاتھ پاؤں پیٹ گر سوجیں مرے — عشق پانی کا نہ کم ہو کچھ مجھے
میرے باطن سے جو پوچھیں تو کہوں — کاش ہوتا سیر دریا اندرون
مشک میری پیٹ کی ہو جاے آب — گر مروں ہو مرگ میری مستطاب
جسجگہ دیکھوں ہوں نالہ آب کا — رشک آتا ہے میں ہوتا اسکی جا
ہاتھ جوں دف پیٹ ہے مثل دہل — ڈھول کوٹوں عشق پانیکا جوں گل
خون ٹپکوے میرا وہ روح الامین — قطرہ قطرہ خون پیوں میں جوں زمین
جوں زمین و بچہ خونخواری مجھے — جسسے عاشق ہوں مرا یہ کام ہے
اگ میں ہر جوش شب کو مثل دیگ — خون دن بھر کھاؤں میں مانند ریگ
ہوں پشیمان مکر میں ناحق کیا — کیوں مراد خشم سے اسکے پھرا
کہہ دو غصہ میری جان پر وہ کرے — عید قربان وہ دو عاشق گاؤ ہے
گاؤ گر سووے و یا خورد کچھ چرے — پالا عید اور ذبح کرنے کیلیے
گاؤ موسی ہوں مجھے جانی عطا — جزو میرا حشر ہر آزاد کا
گاؤ موسی کا تھا بس قربان ہوا — اسکا کمتر جزو حیات کشتہ تھا
اسکے صدمہ سے وہ کشتہ جی اٹھا — اضربوہ بعضہا کہتا ہوا
اے کرام اذبحوا هذا البقر — ان اردتم حشر ارواح النظر
میں جمادی سے مرا نامی ہوا — کیوں ڈروں مرنے سے میں کب کم ہوا
میں جو حیوان سے مرا آدم ہوا — کیوں ڈروں مرنے سے میں کب کم ہوا
پھر دوبارہ جو بشر سے میں مروں — تا ملائک بن میں پا سو میں اڑوں
اور ملائک سے بھی چاہوں جستجو — کل شیء هالک الا وجهه
پھر ملائک سے جو قربان ہوؤں میں — ہو وہ میں وہ جو نہ آوے وہم میں
پس عدم ہوؤں عدم مثل ارغنون — کہ مجھے انا الیه راجعون

جواب دادن عاشق عاذلان و تهدید کنندگان را

گفت من مستسقیم آبم کشد — گرچه می‌دانم که هم آبم کشد
هیچ مستسقی نبگریزد ز آب — گر دو صد بارش کند مات و خراب
گر بر آماسد مرا دست و شکم — عشق آب از من نخواهد گشت کم
گویم آنگه که بپرسند از بطون — کاشکی بحرم روان بودی درون
خیک اشکم گو بدر از موج آب — گر بمیرم هست مرگم مستطاب
من بهر جایی که بینم آب جو — رشکم آید بودمی من جای او
دست همچون دف شکم همچون دهل — طبل عشق آب می‌کوبم چو گل
گر بریزد خونم آن روح الامین — جرعه جرعه خون خورم همچون زمین
چون زمین و چون جنین خونخواره‌ام — تا که عاشق گشته‌ام این کاره‌ام
شب همی جوشم در آتش همچو دیگ — روز تا شب خون خورم مانند ریگ
من پشیمانم که مکر انگیختم — از مراد خشم او بگریختم
گو بران بر جان مستم خشم خویش — عید قربان اوست و عاشق گاومیش
گاو اگر خسپد و گر چیزی خورد — بهر عید و ذبح او می‌پرورد
گاو موسی دان مرا جان داده‌ای — جزو جزوم حشر هر آزاده‌ای
گاو موسی بود قربان گشته‌ای — کمترین جزوش حیات کشته‌ای
بر جهید آن کشته زاسیبش ز جا — در خطاب اضربوه بعضها
یا کرامی اذبحوا هذا البقر — ان اردتم حشر ارواح النظر
از جمادی مردم و نامی شدم — وز نما مردم بحیوان سر زدم
مردم از حیوانی و آدم شدم — پس چه ترسم کی ز مردن کم شدم
حملهٔ دیگر بمیرم از بشر — تا بر آرم از ملایک بال و پر
وز ملک هم بایدم جستن ز جو — کل شیء هالک الا وجهه
بار دیگر از ملک قربان شوم — آنچه اندر وهم ناید آن شوم
پس عدم گردم عدم چون ارغنون — گویدم که انا الیه راجعون

مرگ او آن نفاق است آن — کاب حیوانی نہان در ظلمت است
ہمچو نیلوفر برو زین طرف جو — ہمچو مستسقی حریص و آب جو
مرگ او آبست و او جویای آب — می خورد و اللہ اعلم بالصواب
ای فسردہ عاشق ننگین نمد — کو ز بیم جان ز جانان می رمد
سوی تیغ عشقش ای ننگ زنان — صد ہزاران جان نگر دستک زنان
جوی دیدی کوزہ اندر جوی ریز — آب را از جوی کی باشد گریز
آب کوزہ چون در آب جو شود — محو گردد در روی و جو او شود
وصف او فانی شود ذاتش بقا — زین سپس نی کم شود نی بد لقا
خویش را بر نخل او آویختم — عذر آنرا کہ از دیگر بگریختم
ہمچو گوی سجدہ کن بر رو و سر — جانب آن صدر شد با چشم تر
با رخ چون زعفران اشک در — رفت آن بیدل سوی صدر جہان

اتفاق و منت کا ہے وہ مرگ جان — آب حیوان ہے کہ ظلمت میں نہان
نیلوفر سا جو میں سا مس ہے تو جا — شکل مستسقی ہو جو پیاسا آب کا
مرگ اسکی آب وہ خواہندہ آب — پیتا ہے واللہ اعلم بالصواب
ای نذیر ہیں عاشق افسردہ خو — بہا گئے ہو خوف جان پایان تو
اسکی تیغ عشق کی سو ہزار جان — دیکھ دستک زن ہزاروں لاکھ جان
پس جب کوزہ جو دیکھے نہر تو — نہر سے کب ہو و نفرت آب کو
نہر میں جو آب کوزہ جا ملے — محو ہو کر بھر خود وہ اک شے
وصف فانی ذات ہوا اسکی بقا — بعدہ سے کم ہونے ہو بدنما
خود کو اسکے نخل پر لٹکا دیا — عذر کے خاطر جو بھاگا اس سے تھا
سجدہ کرتا گنبد کی صورت گیا — پس طرف اس صدر کے روتا ہوا
زعفران سا زرد رو اشک ریز — وہ گیا عاشق سوے صدر جہان

رسیدن آن عاشق بمعشوق چون دست از جان بشست

پہونچنا اس عاشق کا پاس معشوق کے جو ہاتھ جان سے دھو بیٹھا

ہم کفن ہم تیغ اندر دست او — چونکہ بود او عاشق سرمست او
جملہ خلقان منتظر سر در ہوا — کش بسوزد یا برآویزد ورا
این زمان این احمق یکلخت را — آن نماید کہ زمان بدبخت را
ہمچو پروانہ شرر را نور دید — احمقانہ در فتاد از جان برید
لیک شمع عشق چون آن شمع نیست — روشن اندر روشن اندر روشنیست
او بعکس شمعہای آتشیست — می نماید آتش و جملہ خوشیست

وہ لئے تھا ہم کفن ہم تیغ کو — کیونکہ تھا اک عاشق سرمست وہ
منتظر مخلوق تھی اسواسطے — کہ جلا دے یا وہ لٹکا دے اسے
ساتھ اس احمق کا اس دم وہ کرے — کہ زمانہ کرتا ہے بدبخت سے
نور دیکھا شمع کا پروانہ سا — احمقانہ آ کے گر جان سے گیا
پر نہ شمع عشق جون اس شمع کے — روشنی میں روشنی روشن رکھے
آتشی شمعوں دو بر عکس ہے — رکھتی ہے آتش دلی فرحت رکھے

حکایت آن مسجد کہ مہمان کش بود و آن عاشق

حکایت اس مسجد کی کہ مہمان کش تھی اور اس عاشق کا

یک حکایت گوش کن ای نیکپی — مسجدی بد بر کنار شہر ری
ہیچ کس در وی نخفتی شب ز بیم — کہ نہ فرزندش شدی آن شب یتیم
بس کہ اندر وی غریب عور رفت — صبحدم چون اختران در گور رفت
خویشتن را نیک ازین آگاہ کن — صبح آمد خواب را کوتاہ کن

اک حکایت تم سنو اے نیک پے — ایک مسجد تھی کنار شہر ری
کوئی اس میں سوتا نہ تھا شب خوف سے — کہ یتیم اسکے پسر نے ہو گئے
بے خبر اس میں سا جو مہمان گیا — صبحدم در گور جون اختر ہوا
خود کو اس سے خوب تر آگاہ کر — صبح آئی خواب کو کوتاہ کر

١٩١

ہر کوئی کہتا کہ پریان آتی ہین / تیغ سے وہ ذبح مہمان کو کرین
دوسرا کہتا طلسم و سحر ہے / کہ رصد ہی جان و تن کو جو بنے
دوسرا کہتا کہ در پہ یہ لکھو / کہ یہان مہمان ہرگز مت رہو
یان نسو شب کو جو چاہتا ہے زندگی / ورنہ یان پر موت تیری جان لے
دوسرا کہتا کہ قفل اک ڈال دو / کوئی غافل آئے تو آنے نہ دو

ہر کسی گفتی کہ پریانند تند / اندر آن مہمان کشان با تیغ کند
وان دگر گفتی کہ سحرست و طلسم / کین رصد باشد عدو جان و خصم
آن دگر گفتی کہ بر نقش فاش / بر درش کای میہمان اینجا مباش
شب مخسپ اینجا اگر جان بایدت / ورنہ مرگ اینجا کمین بگشایدت
وان دگر گفتی کہ قفلی بر نہید / غافلی کاید شما کم رہ دہید

آنا ایک مہمان کا اُس مسجد مہمان کش مین

ناگہ آیا ایک مہمان وقت شب / کہ سنی تھی اسکی شہرت وہ عجب
آزمانا اُس کا تھا اُس کے لیے / کیونکہ تھا وہ مرد از بس جانباز
بولا کم سمجھو اسے کرنا ذرا / گنج ڈر ہے جانو اک پیسہ گیا
نقش تن کو کہدو جاوین کون ہون / نقش کم ہو جب مین باقی رہون
جو نفخت لطف ہے اللہ کا تھا / نفخ حق ہون نای تن سے مین جدا
نفخ کی بانگ حتی یان سے / وہ گہر تنگین صدف سے کب چھٹے
جو تمنوا الموت کہوین صادقین / مین ہون صادق جان کرون قربان یہین

آمدن مہمانی در آن مسجد مہمان کش

تا یکی مہمان در آمد وقت شب / کو شنیدہ بود آن صیت عجب
از برای آزمون می آزمود / زانکہ بس مردانہ و جانباز بود
گفت کم گیرم سر و اشکمبہ / رفتہ گیر از گنج زر یک حبہ
صورت تن گو برو من کیستم / نقش کم ناید چو من باقیستم
چون نفخت بود از لطف خدا / نفخ حق باشم ز نای تن جدا
تا نیفتد بانگ نفخش این طرف / تا رہد آن گوہر از تنگین صدف
چون تمنوا الموت گفت ای صادقین / صادقم جان را بر افشانم برین

ملامت کرنا اہل مسجد کا مہمان عاشق کو وہان کے سونے سے

قوم بولی تو نہ سو اس جاے پر / جان ستان تجھکو کچل کردے مگر
تو مسافر ہے نہین جانے یہ حال / جو یہان سویا اُسے آیا زوال
اتفاقی ہے نہ یہان بلکہ بارہا / ہم نے دیکھا اور عقلا نے سدا
جو کہ اس مسجد مین شب کو رہ گیا / نیم شب کو موت نے اسکو لیا
ایک تا سو تک ہمنے دیکھا اسکو بھی / نے کہ سنا تقلید سے بس اور کسی
بولے الدین النصیحہ مصطفےٰ / ضد حق پوشی نصیحت کو کہا
وہ نصیحت دوستی مین راستی / گر ہو حق پوش خائن ہے وہی
بے خیانت یہ نصیحت ہم کہے / گرد این تو عقل کے اب مت پھرے

ملامت کردن اہل مسجد مہمان عاشق را از خفتن در آنجا

قوم گفتندش کہ ہین اینجا مخسپ / تا نکوبد جان ستانت ہمچو کسپ
کہ غریبی و نمی دانی تو حال / کاندر اینجا ہر کہ خفت آمد زوال
اتفاقی نیست این ما بارہا / دیدہ ایم و جملہ اصحاب نہی
ہر کہ این مسجد شبی مسکن شدش / نیم شب مرگ ہلاہل آمدش
از یکی تا بصد این دیدہ ایم / نہ بہ تقلید از کسی بشنیدہ ایم
گفت الدین نصیحہ آن رسول / آن نصیحت در لغت ضد غلول
آن نصیحت راستی در دوستی / در غلولی خائنی سگ پوستی
بی خیانت این نصیحت از وداد / می نماییم مگرد از عقل و داد

جواب دینا عاشق کا ناصحون اور ملامت کرنیوالون کو

جواب گفتن عاشق ناصحان و ملامت گویان را

بولا ان ناصح دوست کے بغیر ۔۔۔ ہو گیا میں زندگی سے یاں کی سیر
ست ہوں مجھ زخم کیا درم ۔۔۔ ہوں میں عاشق زخم سے رغبت مجھے
میری گستی چاہتی ہے زخم کو ۔۔۔ سست سے آرام روست جاوہ تو
سست کر دو ڈھونڈ سامان مرگ کا ۔۔۔ ست میں ہوں ڈھونڈ تا ہوں آگ کو
سست لیے وہ ہاتھ میں پیسہ کرلے ۔۔۔ سست وہ بہتر کر لیے جیوڑ دے
وہ یعنی کہ ہر دکان پر خود لیے ۔۔۔ بلکہ دنیا چھوڑے اور دین پر آئے
مرگ شیرین ہے مجھے نقل مثل ۔۔۔ جوں قفس تو وہ مرغ اس سے اڑا
ہو وہ پنجرہ میں در باغ کی ۔۔۔ مرغ دیکھے باغ کو اس جا سے
گرد پنجرہ کے ہجوم مرغ ہو ۔۔۔ قفسے آزادی کی خوشی میں مرغ ہو
مرغ کو چہچہ اوس گلزار میں ۔۔۔ نے قرار اور نے خورش باکل مجھے
سر ہر اک سوراخ سے باہر کرے ۔۔۔ تا رہائی اس اسیری سے ملے
جان و دل جو باہر سکا ایسا ۔۔۔ کھلنا در پنجرے کا اسکو کیا
مرغ نے ایسا کہ وہ پنجرے میں ہے ۔۔۔ بلبلوں نے اسکو گھیرا گرد سے
ہو نہ ایسے خوف میں اسکو کبھی ۔۔۔ آرزو پنجرے سے جانیکی ابھی
وہ یہی چاہے کہ پنجرے کے مرے ۔۔۔ گرد نشو پنجرے ہوں اسکو دوسرے

گفت ای ناصحان من ۔۔۔ از جہان زندگی سیر آمدم
منبلم سبب زخم نامانیستم ۔۔۔ تا شقم بر زخمہا بر سے تنم
مبتلای زخم جو در زخم خواہ ۔۔۔ عافیت کم جو سے این مبتلا
مبتلی نی کو بود خود برگ جو ۔۔۔ مبتلی امرا آنا لے مرگ جو
مبتلی نی کو بجنبد پل آورد ۔۔۔ مبتلی چستی کزین پل بگذرد
آن نکو بہبود کانست می زند ۔۔۔ پل چہ دارد کون رہ کان نی زند
مرگ شیرین گشت نقلم زین سرا ۔۔۔ چون قفس ہشتن پرید مرغ را
آن قفس کہ ہست پیش باغ در ۔۔۔ مرغ می بیند گلستان شجر
جوق مرغان از برون گرد قفس ۔۔۔ خوش ہمی خوانند ز آزادی قصص
مرغ را اندر قفس زان سبزہ زار ۔۔۔ نی خورش ماندست نی صبر و قرار
سر برون سوراخ بیرون می کند ۔۔۔ تا بود کاین بند از پا بر کند
چون دل و جانش چنین بیرون بود ۔۔۔ آن قفس در کشائی چون بود
نی چنان مرغ قفس کز اندرون ۔۔۔ گرد بر گردش گرفتہ گربکان
کی بود او را درین خوف و حزن ۔۔۔ آرزوی از قفس بیرون شدن
او ہمی خواہد گزین ناخوش قفس ۔۔۔ صد قفس باشد گرد این قفس

بیان میں اسکی کہ عشق جالینوس کا اس حیات پر تھا کیونکہ اسکا ہنر اسی عالم میں بکار آمد تھا وہ ہنر سیکھا کہ اس بازار میں بکار آوے اور عوام سے ممتاز ہووے

عشق جالینوس بر این حیات بود کہ ہنرش ہمین عالم بکار آید ہنری نورزید کہ دران بازار بکار آید و از عوام ممتاز باشد

جیسے جالینوس عاقل نے کہا ۔۔۔ اس جہان کی خواہش سے برملا
میں رضا مندی کر رہا ہوں میں یہاں ۔۔۔ کون سے خچر کے دیکھوں یہ جہان
بلیوں کو گرد خود سے دیکھتا ۔۔۔ تا اسید اڑنے سے مرغ اسکا
یا عدم دیکھا جہان کے ماسوا ۔۔۔ نے عدم میں دیکھا ہوا حشر کا
جیسے باہر کھینچے بچہ کو کرم ۔۔۔ اور الٹا بھاگے گرد و سوے رحم
در سے جانب لطف منہ کرے ۔۔۔ پشت مادر میں وہ الٹا جاتا ہے
گر قدم باہر رکھوں اس شہر سے ۔۔۔ ای عجب ویرانہ میں پھر کیوں یہ مکھے

آنچنان کہ گفت جالینوس راد ۔۔۔ از ہوای این جہانی از مراد
راضیم کز من بماند نیم جان ۔۔۔ کز ز کون استری بینم جہان
گربہ می بیند بگرد خود قطار ۔۔۔ مرغش آیس گشتہ بودہ از مطار
یا عدم دیدست غیر این جہان ۔۔۔ در عدم نادیدہ او حشری نہان
چون جنین کش می کشد بیرون کرم ۔۔۔ می گریزد او سپس سوی شکم
لطف رویش سوی مصدر می کند ۔۔۔ او مقر در پشت مادر می کند
کہ اگر بیرون نہم زین شہر گام ۔۔۔ ای عجب ویرانہ بینم این مقام

یا درے بودے درین شہر وخم | تا نظارہ کردمی اندر رحم
یا کہ ہوتا ایک در اس شہر میں | دیکھتا اندر رحم سے تا کہ میں

یا چو چشم سوزنے راہم بُدے | کہ ز بیرون آن رحم دیدہ شدے
یا برابر ہوتا ناکے سوئی کے | کہ رحم دیکھتا وہ باہر سے مجھے

آن جنین ہم غافلست از عالمے | ہمچو جالینوس او نا محرمے
ایسا غافل ہے جہاں اک خلق سے | مثل جالینوس نا محرم ہے یہ

او نداند کان رطوبتہا کہ ہست | آن مدد از عالم بیرونی است
وہ نہ جانے یہ رطوبت سب جو ہیں | ہیں مدد باہر کے عالم سے کہیں

آنچنان کہ چار عنصر در جہان | صد مدد دارد ز شہر لامکان
اس جہان میں چار عنصر جیسے خود | لامکان کے شہر سے رکھتے ہیں مدد

آب و دانہ در قفس گر یافتست | آن ز باغ و عرصۂ درتافتست
آب و دانہ جو کہ پنجرے میں ملے | باغ و صحرا سے ہیں وہ آئے ہے

جانہاے انبیا بینند باغ | زین قفس در وقت نقلان و فراغ
انبیا کی دیکھتی ہیں جان باغ | مرتے دم پنجرے سے جب ہو وہ فراغ

پس ز جالینوس و عالم فارغند | ہمچو ماہ اندر فلکہا بازغند
ہیں جدا عالم و جالینوس سے | مثل مہ روشن ہیں وہ افلاک پے

ور ز جالینوس این قول افتریست | پس جوابم بہر جالینوس نیست
گرچہ جالینوس پہ بہتان ہیں | نے جواب اب میرا اسکے واسطے

این جواب آن کس آمد کاین بگفت | کہ نبودستش دل پر نور جفت
یہ جواب اسکے لیے جسنے کہا | کہ نہیں پر نور دل سکا ہوا

مرغ جانش موش شد سوراخ جو | چون شنید از گربگان او عرجعوا
ہو گیا بن موش جیسے اسکا مرغ جان | جو سنا بلی کا غرانا یہان

زان سبب جانش وطن دید و قرار | اندرین سوراخ دنیا موش وار
اُس سبب کیا وطن جان اُسکی نے | موش سان سوراخ میں دنیا کے

ہم درین سوراخ بنائی گرفت | درخور سوراخ دانائی گرفت
اور کی تعمیر اس سوراخ میں | لائق سوراخ لیں دانائیں

پیشہ ہائے کہ مراورا در مزید | اندرین سوراخ کار آید گزید
ایسے پیشے کہ زیادہ بس جسے | کام اس سوراخ میں آئیں لیے

زانکہ دل برکند از بیرون شدن | بستہ شد راہ رہیدن از بدن
کیونکہ دل اکھڑا نکلنے جسم سے | بند جانے کی کیے رہ جسم سے

عنکبوت ار طبع عنقا داشتی | از لعابے خیمہ کے افراشتی
طبع عنقا رکھتی گر مکڑی کبھی | کب لعابوں کی وہ خیمہ تانتی

گربہ کردہ چنگ خود اندر قفس | نام چنگش درد و سرسام و مغص
جنگ گربہ نے قفس اندر کیا | نام چنگل درد و سرسام اک کیا

حصبہ و قولنج و مالیخولیا | سکتہ و سل و جذام و ماشرا
چیچک و قولنج و مالیخولیا | سکتہ و سل و جذام و اشرا

گربہ مرگست و مرض چنگال او | می زند بر مرغ و پر و بال او
موت گربہ جنگ ہے بیماریاں | مرغ و پر اسکے پہ مار کرتے ہیں

گوشہ گوشہ می جہد سوی دوا | مرگ چون قاضی و رنجوری گوا
کونے کونے دوڑے وہ سوے دوا | مرگ جون قاضی و بیماری گواہ

چون پیادہ قاضی آمد این گواہ | کہ ہمی خواند ترا تا حکمگاہ
آیا قاضی کا پیادہ یہ گواہ | کہ بلانے تجکو تا دار القضا

مہلتے خواہی تو از وی در گریز | گر پذیرد شد وگرنہ گفت خیز
چاہے مہلت اس سے تو بھاگنے کو | مانے گر پھر جائے ورنہ لیچلے

جستن مہلت دوا و چارہ ہا | کہ زنی بر خرقۂ تن پارہ ہا
چاہنا مہلت کا ہے دارو دوا | سینا خرقہ تن سے ہیں پیوند کا

عاقبت آید صباحے خشم وار | چند باشی مہلت آخر شرم دار
مثل دشمن آخر اک دن آئیگا | کبتک مہلت ہو رکھ تو شرم کو

عذر خود از شہ بخواہ اے پر حسد | پیش از آن کان روز ناگاہان رسد
عذر اپنا شہ سے کر اے سنگ نفت | اس سے پہلے کہ آئے تجکو وقت

جو کہ ظلمت میں بھگانے اسپ کو — وہ گریں جیوں مردے اکیلا رہو
ہو وہ مقصد سے گواہ کے بھاگتا — کہ ملاتا ہے اسے سوئے قضا
ناگہاں پکڑیں اسے مار و نزار — پیش قاضی کھینچ لائیں شرمسار
چھوڑ اسکو اس جوان کی بات جا — مہمان مسجد میں اس شب کو ہوا

وانکہ در ظلمت براند بارگی — برکند زان نور دل یکبارگی
می گریزد از گواہ و مقصدش — کان گواہ استش تقاضای خودش
ناگہان گیرند او را خوار و زار — کش کشانش تا بپیش قاضی برند
زین گذر کن جانب آن شخص را — کو بمسجد آمد آن شب میہمان

ملامت کرنا اہل مسجد کا مہمان کو تاکہ اس مسجد میں نہ سوئے

ملامت کردن اہل مسجد مہمان را تا در آن مسجد نخسپد

قوم بولی مت کرے جرات تو جا — قید تا جامہ نہ ہو جان کا ترا
دور سے آسان دکھے تو غور کر — روز وہ آخر راہ ہووے سخت تر
سب چلے اکثر خود تو گر دیدہ ہوے — وقت کھنچنے کے بہت بھوڑ تھے
واقعہ سے پہلے تو آسان ہوا — دل میں مردوں کے خیال ہر نکو
جب لڑائی کے وہ اندر جا پھنسے — اس گھڑی اس شخص پر مشکل پڑے
تو نہیں ہو شیر آگے مت بڑھے — گر تری جان نر اجل کی گرگ ہے
گر تو ابدال اور تری بز شیر ہے — آ تو بے ڈر گرگ تیرا زیر ہے
کون ہے ابدال کہ بدل ہوا — سر کہ ہو تبدیل حق سے اسکی
پر تو مست و شیر گیر اور وہم سے — شیر جانے خود کو ہرگز مت چلے
بولا حق بھر نفاق ناسدید — باسھم بینہم باس شدید
اپنے آپس میں تو ہیں مردانہ — اور وغا میں جوں زنان خانہ
بولے پیغمبر کہ ہیں شاہ غیوب — لا شجاعت یا جوان قبل الحروب
وقت دعوے خود کے تو طعن کریں — ہیں وقت جنگ عاجز ور ہیں
وقت ذکر خود تیغ انکی دراز — معرکہ میں تیغ انکی جیوں پیاز
وقت اندیشہ دل انکا زخم جو — مشک انکی سوئی سے خالی ہوا وہ
اس سے حیراں ہوں جو خود ہے بہر صفا — اور جفا سے بھاگے وہ وقت جلا
عشق جوں دعوی جفا کا گواہ — جو گواہ تیرا نہیں دعوی تباہ
تجھ سے قاضی اکو اہمت کر تو رنج — بوسہ دے تو سانپ کو تا پائے گنج
وہ جفا تجھ میں نہیں ہے جان سے — بلکہ وصف ہے جو کہ تجھ میں ہے

قوم گفتندش مکن جرات برو — تا نگردد جامہ جانت گرو
آن ز دور آسان نماید بنگر — کہ بآخر سخت باشد رہگذر
بس کسا کاو همت خود را ز دست — وقت پیچاپیچ دستا در شکست
پیشتر از واقعہ آسان بود — در دل مردم خیال نیک و بد
چون درآید اندرون کارزار — آن زمان گردد بر آن کس کار زار
چون نہ شیری ہین منہ تو پای پیش — کان اجل گرگست جان تست میش
ور ز ابدالی و میشت شیر شد — ایمن آ کہ گرگ تو سر زیر شد
کیست ابدال آنکہ او مبدل شود — خمرش از تبدیل یزدان خل شود
لیک مستی شیر گیری و ز گمان — شیر پنداری تو خود را این مران
گفت حق ز اہل نفاق ناسدید — باسہم بینہم باس شدید
در میان ہمدگر مردانہ اند — در غزا چون عورتان خانہ اند
گفت پیغمبر سپہدار غیوب — لا شجاعة یا فتی قبل الحروب
وقت لاف غزو مستان کف کنند — وقت جوش جنگ چون کف بی فنند
وقت ذکر غزو شمشیر دراز — وقت کر و فر تیغش چون پیاز
وقت اندیشہ دل او زخم جو — پس بیک سوزن تہی شد خیک او
من عجب دارم ز جویای صفا — کو رمد در وقت صیقل از جفا
عشق چون دعوی جفا دیدن گواہ — چون گواہت نیست شد دعوی تباہ
چون گواہت خواہد این قاضی مرنج — بوسہ دہ بر مار تا یابی تو گنج
آن جفا با تو نباشد ای پسر — بلکہ با وصف بدی اندر تو در

مارے لاٹھی کوئی ٹوسے پر اگر / مارتے سنتے تھے وہ مارے گرو پر
گر کوئی غصہ سے مارے اسپ کو / مارے اسکے عیب کو نے اسپ کو
تاکہ چھوڑے عیب خوش رفتار ہو / قید سے شیرو نے گلبن رہو
مارتا اک تھا یتیم اک کو بقہر / تند تھا وہ پر وسکے تھا شل زہر
ور نے دیکھا جو اسکو برملا / دوڑ کر گودی میں جلدی لے لیا
بولا اتنا تو یتیمون کو نہ مار / قہر حق سے کیون نہیں ڈرتا ہے یار
بولا اسکو میں نے کب مارا ہے جان / دیو کو مارا جو اسمین ہے نہان
گر کہے ماں ہوت تجھکو ہے جیہہ / جا ہتی ہے موت خو کے بد کی وہ
وہ گروہ بھاگا جو ہی آداب سے / آبرو مردی و مردان کھو کے
غازیون نے انکو خارج کر دیا / جنگ سے کہہ کر مخنث بے وفا
سُن نہ بیہودون کی تو سنتی ذرا / جنگ میں نے ساتھ نامردون کے جا
کیونکہ زادو کم خبالا حق کہی / کر رفیق سست سے مشکل بہت ہے
کہ تمہارے وہ اگر ہمراہ ہون / غازی سب بے مغز شل کاہ ہون
خود تمہارے ساتھ صف میں آ کے ٹھیر / پس وہ بھاگیں تم کو [illegible]
پس سپہ تھوڑے بغیر ان غیر کے / بہتر اس سے کہ وہ بھاگیں خوف سے
تھوڑے سے بادام بہتر ہیں جو ہے / ان بہت سے جو کہ ہون کڑوے
میٹھے کڑوے ایک صورت میں جو ہوں / جو نہیں اک دل ہیں باہم کیسے
گر وہ ڈرتا ہوگا ان سے زن ہے / جنگ میں اس کا [illegible] حال ہے
راہ چلتا ہے تو منزل جاتا / اور قدم ڈر کے رکھے شل [illegible]
جو نہ چلنے راہ وہ کیونکر چلے / ہو پریشان اور دل پر خون بنے
جو کہے ہائے ادھر رستہ نہیں / ٹھہر جائے ڈر سے وہان کرکے یقین
جو دل پر ہوش جانے راہ کو / کب سنے ہر ایک ہے ہر کو وہ
ان شتربینون کے تو ہمرہ نہ جا / کیونکہ وقت خوف وہ ہو وین جدا
پس وہ بھاگیں تمکو تنہا چھوڑ کر / سحر بابل گرچہ دعوی [illegible]
خشک بانکون سے تو ہو کے کارزار / اور نہ طاؤسون سے چاہ کو شکار

بر یتیمی گر آن را در زند / بر نه آن را نه زد بر گرد زد
گر تو بد مر اسپ را آن کینه کش / آن نه زد بر اسپ زد بر سکسکش
تا ز سکسک وا رهد خوش پی شود / شیره را زندان کنی تا می شود
آن یکی می زد یتیمی را بقهر / تند بود آن یک نبود می بود زهر
دید مردی آن چنانش زار زار / آمد و بگرفت زودش در کنار
گفت چندان آن یتیمک را زدی / چون نترسیدی ز قهر ایزدی
گفت او را کی زدم ای جان دوست / من بر آن دیوی زدم کاندر وی است
مادر ار گوید ترا مرگ تو باد / مرگ آن خو خواهد و مرگ فساد
آن گروهی کز ادب بگریختند / آب مردی و آب مردان ریختند
غازیان شان از غزا وا رانده اند / تا چنین حیز و مخنث مانده اند
لاف و غره ژاژخا را کم شنو / با چنینها در صف هیجا مرو
زانکه زادوکم خبالا گفت حق / کز رفیق سست برگردی تو دق
کگر ایشان با شما همره شوند / غازیان بی مغز همچون که شوند
خویشتن را با شما هم صف کنند / پس گریزند و دل صف بشکنند
پس سپاهی اندکی بی این نفر / به که با اهل نفاق آید حشر
هست بادامی کم خوش بیخته / به ز بسیاری بتلخ آمیخته
تلخ و شیرین گر بصورت [illegible] / نقص آن افتاد که هم دل نی اند
گبر ترسان دل بود کو از گمان / می زید در شک ز حال آن جهان
می رود در ره نداند منزلی / گام ترسان می نهد اعمی دلی
چون نداند ره مسافر چون رود / با تردد ها و دل پرخون شود
هر که گوید های این سو راه نیست / او کند از بیم آنجا وقف و ایست
ور بداند ره دل با هوش او / کی رود هر های و هو در گوش او
پس مشو همراه این اشتر دلان / زانکه وقت ضیق و بیم اند آن [illegible]
پس گریزند و ترا تنها هلند / گر چه اندر لاف سحر بابل اند
تو ز رعنایان مجو هین کارزار / تو ز طاؤسان مجو صید و شکار

طبع طاؤسی تری حظ وکرسے | دھوکا دی کھا اکثر ہوا ہے

طمع طاوسیت وطاوست کنند | دم زند تا ارتقاعت برکند

کہنا شیطان کا قریش کو کہ تم محمد علیہ السلام کی لڑائی میں جاؤ
گروں اور اپنی قوم کو واسطے مدد کے لاؤں اور رہنا لگنا اسکا بیچ ملاقات میں

گفتن شیطان با قریش کہ بجنگ احمد علیہ السلام بروید من بیایم
کنم و قبیلہ خود را بمدد خوانم و گریختن او در ملاقات صفین

جو قریشوں کو دیا شیطان نے دم | کر رہے بولا کرو لشکر بہم
تاکہ احمد کو شکست اب دیوین ہم | در زمین چھوڑ اٹھو نکی کھو دین ہم
جمع لشکر اسکے کہنے سے ہوا | مکر و حیلہ سے نہین اوسنے کہا
جمع لشکر اسکے کہنے سے ہوا | مکر و حیلہ سے نہین اوسنے کہا
کر بلا تا مین اپنی قوم کو | نامرد لڑنے مین اونسے تکو ہو
اور مددگاری تمہاری مین کرون | تا شکست اب لشکر دشمن کو دون
جمع سبکے سے قریش لشکر ہوئے | دونون لشکر آ مقابل ہو گئے
دیکھا اونہو ملک شیطان نے | مومنونکی صف کیا اب مین کدھر
دو جنود الم تروہا صف بندی | ڈرے اسکی جان آتش مین جلی
پانون اپنا پیچھے کھینچا اور ہٹا | کہ مین دیکھون ہون سپاہ نادرا

زہر شیطان کرد سا من قریش | دم دمید گفت گرد آرید خویش
تا کہ درا احمد ہزیمت افگنیم | بیخ و بنیاد نو زمینش بر کنیم
چونکہ شیطان در سپہ شد مکم | خواندا افسون کہ انتی جار کم
چون سپہ گرد آمد از گفت او | کرد با ایشان کہ بلیت گفتگو
کہ بیارم من قبیلہ خویش را | تا کہ ورہمیا بود پشت شما
در شمار آمون دیار ہیا کنم | تا سپاہ دشمنان تان بشکنم
چون قریش از گفت و حاضر شدند | ہر دو لشکر در ملاقات آمدند
از ملایک چو شیطان انبہی | سوئے صف مومنان آمد رہی
آن جنود الم تروہا صف زدند | گشت جان او زبیم آتشکدہ
پائے خود وا پس کشید و برگرفت | کہ ہمی بینم سپاہ پس گفت

کہ اخاف اللہ مالی منہ عون | اذ ہو اانی اری مالا ترون

کہ اخاف اللہ مالی منہ عون | اذ ہو اانی اری مالا ترون

بولا حارث جو سراقہ شکل ہان | کیون نہ کل ایسا کیا ہے بیان
بولا دیکھون ہون لڑائی سخت | بولا دیکھے تو گدایان حرب
تو نہ دیکھے ان سوائے شوخ و ننگ | انگھری دیکھے تھا اور سوخت جنگ
کل یہ کہتا تھا کہ ہون ثابت قدم | کہ تھین ہو فتح و نصرت دمبدم
کل تو تھا سردار لشکر کا لعین | آج سے ہے نا چیز نامرد و حزین
تیرا دعوی کیا کہ ہم یہان آئین | ہم ہون بیسر تو گیا دام مین
جو یہ حارث نے سراقہ سے کہا | اسکی خشکی سے لعین ہنستا ہوا
کھینچا اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے | در دو دل یہ سوچا جو اسکی بات سے
سینہ اوسکا شیطان چلدیا | کرتے ان ماجرون کا خون کیا
ویران اک عالم کیا ہو گئے جو | پس کہا انی برئی منکم لو

گفت حارث اے سراقہ شکل این | وی چہ گوئی نگفتی اینچنین
گفت این دم من ہمی بینم حرب | گفت می بینی جاشیش عرب
می نہ بینی غیر این کہ بک ز کونک | آن جہ ہاں لاف بود اینوقت جنگ
دی ہمی گفتی کہ پائے میدان شدم | کہ بود تا فتح و نصرت دمبدم
دی زعیم الجیش بودی ای لعین | وین زمان نا چیز و نامرد و مہین
تا بخوردیم آن دم تو دادیم | تو تو رفتی و ما ہیزم شدیم
چونکہ حارث با سراقہ گفت این | از عتابش خشمگین شد آن لعین
دست را خشمین ز دست او کشید | چون ز گفت اوش دل رسید
سینہ اش را کوفت شیطان گریخت | خون آن بیچارگان زان بگریخت
چونکہ ویران کرد چندین عالم او | پس بگفت انی بری منکم لو

کوفت اندر سینه وا نداختش / پس گریزان شد چو هیبت یافتش

نفس و شیطان هر دو یک تن بوده‌اند / در دو صورت خویش را بنموده‌اند

چون فرشته و عقل کایشان یک بدند / بهر حکمتهاش دو صورت شدند

دشمنی داری چنین در سر خود / مانع عقلست و خصم جان و کیش

یکنفس حمله کند چون سوسمار / پس بسوراخی گریزد در فرار

در دل او سوراخها دارد کنون / سر ز هر سوراخ می‌آرد برون

نام پنهان گشتن دیو از نفوس / و اندر آن سوراخ رفتن شد خنوس

که خنوسش چون خنوس قنفذ است / چون سر قنفذ ورا آمد شد است

که خدا آن دیو را خناس خواند / کو سر آن خارپشتک را بماند

می نهان گردد سر آن خارپشت / دمبدم از بیم صیاد درشت

تا چو فرصت یافت سر آرد برون / اینچنین مکری شود مارش زبون

گر نه نفس از اندرون راهت زدی / رهزنان را بر تو دستی کی بدی

زان عوان مقتضی که شهوتست / دل اسیر حرص و آز و آفتست

زان عوان سر شدی دزد و تباه / تا عوانان را بقهر تست راه

در خبر بشنو تو این پند نکو / بین جنبیکم لکم اعدا عدو

طمطراق این عدو مشنو گریز / کو چو ابلیس است در لج و ستیز

بر تو او از بهر دنیا و نبرد / آن عذاب سرمدی را سهل کرد

چه عجب گر مرگ را آسان کند / او ز سحر خویش صد چندان کند

سحر کاهی را بصنعت که کند / باز کوهی را چو کاهی می‌تند

زشتها را نغز گرداند بفن / نغزها را زشت گرداند بظن

آدمی را خر نماید ساحری / آدمی سازد خری را از ...

کار سحر است این که دم می‌زند / هر نفس قلب حقایق می‌کند

اینچنین ساحر درون تست سر / ان فی الوسواس سحراً مستتر

اندر آن عالم که هست این سحرها / ساحران هستند جادوی گشا

اندر آن صحرا که رست این زهر تر / نیز روییدست تریاق ای پسر

کوٹا سینہ اور گرایا اسکو بھی / بھاگا گا ہیبت بھاگنی کی جو ملی

نفس و شیطان ایک تن دونوں ہیں گے / خود کو دو صورت میں دکھلایا گئے

جسطرح عقل و فرشتہ ایک تھے / واسطے حکمت کے دو صورت بنے

ایسے دشمن کو تو باطن میں رکھے / مانع عقل و عدوے جان ہے

اک دفعہ حملہ کرے جون سوسما / پھر گھسے سوراخ میں کرکر فرار

دل میں سوراخیں وہ رکھتا ہی تو اب / سر ہر اک سوراخ سے باہر کرے

گھسے سوراخوں میں چھپنے نفس سے / پس خنوس اس دیو کا اک نام ہے

چھپنا اسکا شل چھپنے سیہ کے ہے / باہر اندر شل سیہ سر کو رکھے

کہ کہا خناس حق نے دیو کو / اسکا سر مانند سیہ کے جان تو

سر نہان اس سیہ کا جو ہوتا ہے / دمبدم پر خوف سے صیاد کے

جب ملے فرصت نکالے سر کو وہ / مکر ایسا اسکا پھانسے سانپ کو

نفس رہ تیری نہ اندر مارتا / رہزنوں کا ہاتھ کیسے پہونچتا

اس سپاہی سے کہ شہوت ہے دلا / دل ہی قیدی حرص اور آفات

اس سپاہی سے ہوا تو چور ہے / پھر چھپیرو وہ سپاہی کرے

سن حدیثوں میں تو یہ پند نکو / بین جنبیکم لکم اعدا عدو

اس عدو کا کروفر مت سن تو بھاگ / ہے خصومت لجے میں ابلیس سا

تجھپے دنیا کے لیے آسان کیا / اسنے وہ رنج و عذاب دوام کا

کیا عجب گر مرگ کو آسان کرے / وہ سحر سے اپنے سو چندان کرے

سحر کرے کاہ کو صنعت سے کوہ / کوہ کو جون کاہ پھر کر دیوے وہ

زشت کو کردے ہنر سے خوبرو / زشت زرد کردے گمان سے خوب کو

آدمی کو ایکدم میں کردی خر / اک علامت سے کرے خر کو بشر

سحر کا یہ کام کہ دم دیوے وہ / ہر گھڑی پلٹے حقائق کو وہ

ایسا ساحر تجھمیں ہے تو پایہ سر / ان فی الوسواس سحر مستتر

اندر اس عالم کے بھی یہ سحر ہیں / اور ساحر جو سحر کو کھولدیں

اندر اس عالم کے یہ سم ہے اگا / اے پسر تریاق بھی پیدا ہوا

کہا سب تریاق مجھ سے ہے سیرا — زہر ہے میں تیرے ہوں نزدیک تر
کہا اسکا سحر تیرے حق میں زہر — کہا پیر سحر توڑے اسکا سحر
کہے پیغمبر کہاں سے نے اولیاں — سحر حق اسکو کہے وہ پہلوان
سحر کے تو دفع سحر ساحران — آیہ تریاق سے ہے اندر بیان
وہ بیاسے اولیا کا برملا — کہ نفسانی غرض سے ہو جدا
الغرض کہ بماگ زہر نفس سے — نوش کر تریاق مرشد ملد لے
طلسم نفس اس توڑے تو — لقب کامل پیر کے دی گنج کو
طلاب یہ ہوٹ سوے ابتدا — جانب اس مہمان مسجد کے تو جا

گویدت تریاق از من جو سپر — کہ ز زہر من تو نزدیک تر
گفت او سحر ست و ویرانی تو — گفت من سحر دفع سحر او
گفت تحقیق بر کان فی البیان — سحر او حق گفت آن خوش پہلوان
لیک سحرے دفع سحر ساحران — آیہ تریاک باشد در بیان
آن بیان اولیاء ہمت است — گر ہمہ از نفس نفسانی جدا
حاصل آن کز زہر نفس دون گریز — نوش کن تریاق مرشد جست و تیز
این طلسم نفس اند شکن — گنج پیر کامل لقب زن
بس درازست این سخن اما زمان — جانب مہمان و مسجد باز ران

مکرر کرنا نصیحت ملامت کرنیوالوں کی اس مہمان مسجد مہمان کش کو

مکرر کردن عاذلان پند را بہ مہمان مسجد مہمان کش

مت کر جلدی تو جا ای بو الکریم — تو نکر مسجد ہماری متہم
گر کے دشمن زراہ دشمنی — اور پھر کل کرے طعنہ زنی
کہ گلا گھونٹا کسی ظالم نے آ — حیلہ کر مسجد کا وہ تو خوب تھا
قتل کے حیلہ کو مسجد پہ کیے — گرچہ ہے بدنام مسجد اسلیے
تہمت پر تو نہ رکھ ای سخت جان — ہے نہ ہمکو کہ دشمن بد گمان
جا نہ کر جلدی دست سودا پکا — نے سکے تو جس سے مالم نا بنا
مجھ سے شیخی کر نیوالے بخت لے — ڈاڑھی نوچی اپنی آفرا بے
اب آ جا کوتاہ کر یہ قیل و قال — جو دیر اور پھر نہ لا تو بس وبال

ہین مکن جلدی برو ای بو الکریم — مسجد ما را مکن زین متہم
گر بگوید دشمنے از دشمنے — آتشے در ماند زد فرداولی
کہ بتاسائید او را ظالمی — بر بہانہ مسجد او برمالی
تا بہانہ قتل بر مسجد نہد — چونکہ بدنامست مسجد او جہد
تہمتے بر ما منہ ای سخت جان — کہ نہ آیم ایمن ز مکر دشمنان
ہین برو جلدی مکن سودا مپز — کہ نتابی دید مہمان را بگز
ریش خود بر کنده و یک لخت لخت — چون زبیاران بہ لافیدہ سخت
ہین برو کوتاہ کن این قیل و قال — خویش و ما را اور مفکن در وبال

جواب دینا مہمان کا انکو مثال لانا سا تھ دفع کرنے کے کھیت سے کہ کھیت سے اونٹ کو آواز دف سے کہ نقارہ محمود اسکی جد پر بجتا تھا

جواب گفتن مہمان ایشان را و مثل آوردن بدفع حارس کشت بانگ دف از کشت اشتری را کہ کوس محمودی بر پشت او زدندے

بوڑھا یار وہ یہین نہیں اس لیے ہے — کہ قدم لاحول سے عاجز ہے
تھا نگہبان ایک لڑکا کھیت کا — دف بجا کر جو دفع کرتا تھا
بھاگ جاتے تھے مرغ دف کے کھیت کے — کھیت رہتا تھا سلامت مرغ سے
جو کہ سلطان شہ محمود نے — معروف خیمہ کے کیا اس راہ سے

گفت ای یاران از آن دیوان نیم — کہ ز لا حول ضعیف آید بہیم
کودکے کو حارس کشتے بُدے — طبلکے در دفع مرغان می زدے
تا رمیدے مرغ از آن طبلک ز کشت — کشت از مرغان بد بے بیم گشت
چونکہ سلطان شاہ محمود کریم — بر گذار و آن طرف خیمہ عظیم

شل تارے کے سپاہ ہمراہ تھی / ملک گیر و صف شکن با جاہ تھی
تھا شتر نقارہ اسپے لادتے / پیشتر وہ اونٹ تھا جون برج کے
اور نقارہ بجاتے ایسے تھے / رات دن کوچ و مقام اندر وے
اونٹ وہ اس کھیت کے اندر گیا / وت کو وہ لڑکا بجانے لگا
ایک عاقل نے کہا مت ست کیا / اونٹ نقارہ کا ہے یہ شاہ کا
اوسکے آگے ڈگڈگی کیا شے ہے یار / نوبت شاہی اٹھائی جیسی بار
میں ہون عاشق کشتہ قربان لا / جان ہے تو بنگہ مری طبل بلا
یہ وڑانا ڈگڈگی ہے جو بھلا / دیکھا از دون اس سے بھی پیدا کیا
اے حریفو ہون نہیں ہون میں / کہ خیالوں سے رہون اس راہ مین
مثل اسمعیل نے ڈر مین رکھون / سر سے اسمٰعیل سا آزاد ہون
کرو فر سے رکھتا ہون اور ریا / قل تعالوا بولا میری جانکو آ
کہتے پیغمبر کہ جاز فی السلف / بالعطیہ من تیقن بالخلف
جو عطا کی سو شوض کو دیکھے / اس غرض سے دیتا جلدی کر
ایسے بازار مین سب جنس کے / دیتے ہیں مال اپنا جو کر سود ہے
دیکھے سامان نفع کا جو دوسرا / ہر جو مشتق اپنے بس سامان کا
گرم بازار اسکے اس کر دیا / اپنے سامان کا نہ دیکھا فائدا
اس طرح پیشہ منہا ہر علم کو / جو نہ دیکھا اونسے زیادہ بس نکو
تانہ جب تن ہو جان سے اعزاز / جانا جو بہتر جان ہی پیشتر
مردہ گڑیا و حسن کی جان ہے / ہے جوان جبتک ہوا اور بچہ جیسے
ان خیالوں کو ز گڑیان جان سے / جبتک حاجت ہے رنگے طفل ہے
جو گئی طفلی ہوا ان کو وصال / ہے رہا یہ حس و تصویر و خیال
ہے کوئی محرم کہون تا بر صحت / چپ ترین واللہ اعلم بالصواب
تم نہ رکھا ہے ہیاں مین زر / تاکہ ہووے سود جلدی صرف کر
مال و تن ہی برف فانی لا ابا / حق خریدار اسکا اللہ اشتری
برف اس باعث ہے جنت کے سوا / کہ تو شک مین یقین تجھکو ہوا

با سپاہی ہمچو استارہ اثیر / انبہ و قیر و زسفدر ملک گیر
اشتری بد کو شی حمال کوس / بختی بد پیشرو ہمچون خروس
بانگ کوس و طبل بر وی روز و شب / میزدندی در رحیل و در طلب
اندران مزرع در آمد آن شتر / کودک آن طبلک بزد در حفظ بر
عاقلی گفتش مزن طبلک کہ او / پختۂ طبل ست با آن شست خو
پیش او چہ بود تبوراک تو طفل / کو کشد او طبل سلطان بیست کفل
عاشقم من کشتۂ قربان لا / جان من نوبتگہ طبل بلا
خود تبوراکست این تہدید ما / پیش آنچہ دیدہ است این دیدہا
ای حریفان من از آنہا نیستم / کز خیالاتی درین رہ بیستم
من چو اسمعیلیانم بی حذر / بل چو اسمعیل آزادم ز سر
فارغم از طمطراق و از ریا / قل تعالوا گفت جانم را بیا
گفت پیغمبر کہ جاز فی السلف / بالعطیہ من تیقن بالخلف
ہر کہ بیند مر عطا را صد عوض / زود در بازد عطا از بن غرض
جملہ در بازارہا زان گشتہ اند / تا چو سود آید ببذل آید مصر
چون بہ بیند کالہ در ربح پیش / سرد گردد عشقش از کالای خویش
گرم زان ماندست با آن کو ندید / کالہای خویش را ربح و مزید
ہمچنین علم و ہنرہا و حرف / چون ندید افزون ازانہا در شرف
تا بہ از جان نیست جان باشد عزیز / چون بہ آمد نام جان شد چیز ریز
لعبت مردہ بود جان طفل را / تا نگشت او در بزرگی طفل را
این تصور وین تخیل لعبت است / تا تو طفلی پس بدانت حاجت است
چون ز طفلی رست جان شد در وصال / فارغ از حس است و تصویر و خیال
نیست محرم تا بگویم بی نفاق / تن زدم واللہ اعلم بالوفاق
زر رہا ناشتہ مختلف / تا کہ سود آید ببذل آید مصر
مال و تن برفند ریزان فنا / حق خریدارش کہ اللہ اشتری
برفہا زان از ثمن اولیست / کہ تو در شکی یقینی نیستت

یہ عجب شک ہے تمہارا اے امین ۔ کہ نہیں اڑتا سوے باغ یقین
دین عجب ظنیست در تو ای مہین ۔ کہ نمی پرد ببستان یقین

ہر گمان تشنہ یقین ہے آپ ۔ اور افزونی مین کھولے بال و پر
ہر گمان تشنہ یقین است ای پسر ۔ می زند اندر تزاید بال و پر

پہنچے اندر علم کے قائم رہے ۔ اور یقین کی سمت علم اوسکا بڑھے
چون رسد در علم پس پر پا شود ۔ مر یقین را علم او بویا شود

کیونکہ ہے اندر طریق عشق کے ۔ کم یقین سے علم و افزون ظن سے ہے
زانکہ ہست اندر طریق مفتتن ۔ علم کمتر از یقین و فوق ظن

علم ڈھونڈھے ہے یقین کو اب جان ۔ اور یقین ڈھونڈھے ہے بس دید و عیان
علم جویای یقین باشد بدان ۔ وان یقین جویای دیدست و عیان

اسکو الہکم کے بیچ ڈھونڈھ اندر دل ۔ اور پس کلا پس لو تعلمون
اندر الہکم بجو این را کنون ۔ از پس کلا پس لو تعلمون

کھینچے دانش سمت بینش اے علیم ۔ گر یقین ہوتا تجھے دکھتی جحیم
می کشد دانش ببینش ای علیم ۔ گر یقین بودے بدیدی جحیم

دید ہوتی ہے یقین سے بس زوب ۔ جیسے شک سے بڑھتا ہی خیال جو
دید زاید از یقین بی امتہال ۔ آنچنان کز ظن ہمی زاید خیال

دیکھ الہکم بیچ یہ قول مبین ۔ کہ وہ ہو علم الیقین عین الیقین
اندر الہکم بیان این ببین ۔ کہ شود علم الیقین عین الیقین

ہون گمان سے اور یقین سے بڑھکر پرے ۔ اور ملامت سے نہ سرکو پھیرون
از گمان و از یقین بالاترم ۔ وز ملامت برنمی گردد سرم

منہ سے میرے نے کھایا حلوا اسکا جب ۔ چشم روشن اوسکی ہون بینائی سے
چون دہانم خورد از حلوای او ۔ چشم روشن گشتم و بینای او

ہو رون میں گستاخ مین گھر کو پھرون ۔ مثل بالرزان و اندھون پا چلون
پا نہم گستاخ چون خانہ روم ۔ پا نلرزانم نہ کورانہ روم

گل کو قول حق نے جو خندان کیا ۔ میرے دلبر سے سو چندان کیا
آنچہ گل را گفت حق خندانش کرد ۔ بر دل من گفت صد چندانش کرد

سرو کو جو کرکے سیدھا قد کیا ۔ نرگس و نسرین نے اس سے سن لیا
آنچہ زد بر سرو و قدش راست کرد ۔ وانچہ ازوی نرگس و نسرین بخورد

جو کہ شیرین جان و دل نے کا کیا ۔ نقش خوش خاکی جو اس سے پایا
آنچہ نی را کرد شیرین جان و دل ۔ وانچہ خاکی یافت زان نقش چگل

جو کہ ایسا تیر ابرو کو کیا ۔ رخ کو بس گلنار و گلگون کر دیا
آنچہ ابرو را چنان طرار ساخت ۔ چہرہ را گلگونہ و گلنار ساخت

جو زبان کو دی ہے سو افسونگری ۔ اور دیا ہی کان کو زر جعفری
مر زبان را داد صد افسونگری ۔ وانچہ کان را داد زر جعفری

جب سلیح خانہ کا دروازہ کھلا ۔ غمزہ تیرانداز آنکھون کا ہوا
چون در زرادخانہ باز شد ۔ غمزہ ہای چشم تیرانداز شد

تیر مارا عاشق مجھے اسکا کیا ۔ عاشق شکر و شکر خا کیا
بر دلم زد تیر و سوداییم کرد ۔ عاشق شکر و شکرخاییم کرد

عاشق اسکا جسکی ہر دم ملک ہے ۔ عقل و جان جاندار اسکی جان ہے
عاشق آنم کہ ہر آن آن اوست ۔ عقل و جان جاندار یک مرجان اوست

لاف مجھے دعوی اگر ہو مثل آب ۔ نہ مجھے عاشق کشی مین اضطراب
من نلافم ور بلافم ہمچو آب ۔ نیست در آتش کشی ام اضطراب

کیون چراؤن وہ محافظ گنج کا ۔ سخت رو ہون کہ وہ ہے پشت پناہ
چون بدزدم چون حفیظ مخزن اوست ۔ چون نباشم سخت رو پشت من اوست

کوئی جو خورشید سے ہو پشت گرم ۔ سخت رو وہ ہو نہ خوف اسکو نہ شرم
ہر کہ از خورشید باشد پشت گرم ۔ سخت رو باشد نہ بیم او را نہ شرم

مثل روے شمس بیخوف و خطر ۔ اسکا رو ہو خصم سوز و پردہ در
ہمچو روی آفتاب بی حذر ۔ گشت رویش خصم سوز و پردہ در

ہر پیمبر سخت رو عالم مین تھا ۔ اسنے حملہ تنہا شاہون پر کیا
ہر پیمبر سخت رو بد در جہان ۔ یک سوارہ کوفت بر جیش شہان

منھ نہ پھیرے غم سے اور نے خوف سے ۔ ایک تن تنہا وہ عالم پر کرے
سنگ ثابت جو ہوا ہے سخت رو ۔ ہو جہان پر ڈھیلے سے نہ خوف جو
خشت پر سے جو کہ ڈھیلا مل گیا ۔ صنع حق سے سنگ سخت ایک ہوا
بکریاں گرچہ ہیں از حد بے حساب ۔ انکے انبوہ سے نہ ڈرتا ہے قصاب
کلکم راع نبی چون راعی ہے ۔ خلق شل گلہ اور وہ ساعی ہے
جنگ گلہ سے نہ چرواہا ڈرے ۔ ہے نگہبان انکا گرم و سرد سے
چیخے گلے پر اگر وہ قہر سے ۔ مہر سے وہ ہے کہ جو سب پر کیے
کہتا ہر دم کان میں ہے بخت تو ۔ گر تجھے غمگین کروں غمگین نہ ہو
میں تجھے کرتا ہوں غمگین اسلیے ۔ تا کہ تو چشم بدوں سے بس بچے
تلخ کرتا ہوں میں غم سے خو تری ۔ چشم بد سے تا کہ تو ہووے بری
تو نہ تھا صیاد اور جویا مرا ۔ بندۂ عاجز تو میری رای کا
حیلے کرتا تھا کہ مجھ تک پہونچے تو ۔ تھا طلب فرقت میں با جز میری تو
درد تیرا میری خاطر چارہ جو ۔ سنتا کل شب تھا میں تیری آہ کو
سکتا ہوں اس انتظاری کے بغیر ۔ رہ بتانا تجھکو اب میں دلپذیر
تا کہ اس گرداب دوران سے چھٹے ۔ میرے گنج وصل پہ پاؤں رکھے
ٹھہرنے کی اتنی لذت ہے بشر ۔ جسقدر ہو زیادہ تکلیف سفر
اسودم اپنوں شہر سے پھل کھائی تو ۔ کر سفر سے رنج و محنت پائی تو
دیگ میں تو دیکھ کر کیونکر ہے جست ۔ جو آتش آتش سے اچھل اگر پڑت
جو کہ آسان پائے تو آسان تو دے ۔ ورد مشکل پاے کو جان پر رکھے
سن تو یہ تمثیل و اپنی قدر جان ۔ اور بلا سے مت نہ پھیر اب اے جوان

رو نه گردانید از ترس و غمی ۔ یک تنه تنها بزد بر عالمی
سخت روشد سنگ تا بهر منوچ ۔ او نترسد از جهان پر کلوخ
کان کلوخ از خشت زن یک لخت شد ۔ سنگ از صنع خدائی سخت شد
گوسفندان گر برون اند از حساب ۔ زانبهی شان کی بترسد آن قصاب
کلکم راع نبی چون راعی است ۔ خلق مانند رمه او ساعی است
از رمه چوپان نترسد در نبرد ۔ لیکشان حافظ بود از گرم و سرد
گر زند بانگی ز قهر او بر رمه ۔ دان ز رحمت آنکه دارد بر همه
هر زمان گوید بگوشم بخت نو ۔ گر ترا غمگین کنم غمگین مشو
من ترا غمگین و گریان زان کنم ۔ تا کنت از چشم بدان پنهان کنم
تلخ گردانم ز غمها خوی تو ۔ تا بگردد چشم بد از روی تو
نه تو صیادی و جویای منی ۔ بنده و افگنده رای منی
حیله اندیشی که در من در رسی ۔ در فراق و جستن من بیکسی
چاره می جوید پی من درد تو ۔ می شنودم دوش آه سرد تو
می توانم هم که بی این انتظار ۔ ره دهم بنمایمت راه گذار
تا ازین گرداب دوران وا رهی ۔ بر سر گنج وصالم پا نهی
لیک شیرینی و لذات مقر ۔ هست بر اندازهٔ رنج سفر
آنگه از شهر و ز خویشان بر خوری ۔ کز غریبی رنج و محنتها بری
در نخود بنگر که اندر دیگ چون ۔ می جهد بالا چو شد ز آتش زبون
هر چه آسان یافتی آسان رهی ۔ ور بمشکل یاب را بر جان نهی
بشنو این تمثیل و قدر خود بدان ۔ وز بلا بر مگردان ای جوان

تمثیل بھاگنا مومن کا اور بے صبر ہونا بلا میں اضطراب و بیقرار ہونا نخود کا جوش ہی تا باہر نکلے اور منع کرنا پکانیوالیکا

تمثیل گریختن مومن و بی صبری در بلا با اضطراب و بیقراری نخود بجوش تا بیرون جهد و منع کدبانو

ہر گھڑی نکلے ہے باہر وقت جوش ۔ دیگ سے اور کرتا ہے وہ سو خروش
کر مجھے آتش میں ڈالا کس لیے ۔ جو خریدا کیوں کرے اوندھا مجھے

هر زمانی می برآید وقت جوش ۔ بر سر دیگ و برآرد صد خروش
که چرا آتش بمن در می زنی ۔ چون خریدی چون نگونم می کنی

مصرع اردو ۱	مصرع اردو ۲	مصرع فارسی ۱	مصرع فارسی ۲
گھر کی بی بی یار کو چپ رکھے	خوب پک ورست نکل تو آگ سے	می زند کفگیر کدبانو کہ نے	خوش بجوش و بر مجہ ز آتش کنے
دشمنی سے انکاتی ہون تجھے	بلکہ ذوق چاشنی تجھکو ملے	زان نہ خوشانم کہ گردد منی	بلکہ تا گیری تو ذوق و چاشنی
تا غذا ہو کر ملے تو جان سے	امتحان تیرا نہ خواری کے لیے	تا غذا گردی بیامیزی بجان	بہر خواری نیستت این امتحان
بستان مین تو پیتا آب تھا	آب وہ اس آگ کی خاطر پیا	آب می خوردی بہ بستان سبز و تر	بہر این آتش بدست آن آبخور
اس سبب رحمت ہے اول قہر سے	تاکہ اہل امتحان رحمت کرے	رحمتش سابق بدست از قہر زان	تا ز رحمت گردد اہل امتحان
اسلیے رحمت ہے پہلے قہر سے	تاکہ سرمایہ وجود آخر ملے	رحمتش بر قہر از آن سابق شدست	تا کہ سرمایہ وجود آید بدست
کیونکہ بے لذت نہ ہوگی گوشت پوست	جو نہ ہووے کب گلائے عشق دوست	تا کہ بے لذت نروید لحم و پوست	چون نروید چہ گدازد عشق دوست
اس تقاضا گر سے آئے قہر ہے	تاکہ اوس سرمایہ کو قربان کرے	زان تقاضا گر بیاید قہرہا	تا کنی ایثار آن سرمایہ‌ہا
لطف پھر آئے پس اُسکے عذر کو	کہ کرے تو غسل چھوٹے نہر تو	باز لطف آید برای عذر او	کہ بکردی غسل و برجستی ز جو
وہ نخود سے کہوی جو اندر بہار	تو چرا اب رنج ہے مہمان دار	با نخود گوید چریدی در بہار	رنج مہمان تو شد نیکوش دار
تاکہ مہمان جاوے واپس شکر کر	شہ کے آگے کہوے تیری جود کو	تاکہ مہمان باز گردد شکر ساز	پیش شہ گوید ایثار تو باز
تاکہ منعم آئے نعمت کی جگہ	جملہ نعمت بس حسد تجھپر رکھے	تا بجای نعمت منعم رسد	جملہ نعمتہا برد بر تو حسد
مین خلیل اور تو پسر خنجر تلک	سر کو لا انی ارانی اذبحک	من خلیلم تو پسر پیش بچک	سر بنہ انی ارانی اذبحک
سر رکھ آگے قہر کے دل رکھ قرار	تا ترا سر کاٹون اسمعیل وار	سر بہ پیش قہر نہ دل برقرار	تا برم حلقت اسمعیل وار
سر مین کاٹون لیک ہے وہ سر وہ	کہ نہ مٹتا ہے نہ کٹتا ہے یہ	سر ببرم لیک این سر آن سریست	کز بریدہ گشتن و کشتن بریست
اس مقصد پہ تری تسلیم ہے	اے مسلمان چاہیے تسلیم لے	لیک مقصودم ازان تسلیم تست	ای مسلمان بایدت تسلیم جست
اے نخود اب امتحان مین یکدرا	تا نہ ہستی و نہ خود رہوے ترا	اے نخود می جوش اندر ابتلا	تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا
اندر اس بستان اگر تو ہے کھلا	تو گل گلزار جان ہے خوش نما	اندر آن بستان اگر خندیدہ	تو گل بستان جان و دیدہ
باغ آب و گل سے گر باہر گیا	تو غذا ہو کر کے بس زندہ گیا	گر جدا از باغ آب و گل شدی	لقمہ گشتی اندر احیا آمدی
ہو غذا اور پہ قوت اندیشہ کا ہو	شیر تھا تو شیر بس بیشہ کا ہو	شو غذا و قوت و اندیشہ‌ہا	شیر بودی شیر شو در بیشہ‌ہا
تو صفات اسکی سے اول تھا الگ	پھر صفات اسکی مین تو جلدی جا	از صفاتش رستہ والله نخست	در صفاتش باز رو چالاک و چست
آیا ابر و شمس اور گردون سے تھا	صاف ہو کر چرخ پر بالا ہوا	ز ابر و خورشید و ز گردون آمدی	پس شدی اوصاف و گردون بر شدی
شکل باران آب مین آیا ہے تو	پھر صفات پاک مین جاتا ہے تو	آمدی در صورت باران و تاب	می روی اندر صفات مستطاب
جزو ارو شمس اور باران کا تھا	نفس فعل اور قول فکر اب تو ہوا	جزو شمس و ابر و اختر بودہ	نفس و فعل و قول و فکرتہا شدی
مرگ نامی سے تو پس حیوان ہوا	اقتلونی راست آیا اے دلا	ہستی حیوان شد از مرگ نبات	راست آمد اقتلونی یا ثقات

ہر وہی مجکو ہے جو بدءات / راست آیا ان نی تلخی حیات

قول و فعل صدق ہو قوت ملک / پہونچا اس حیلے سے وہ افلاک

وہ غذا جیسے ہوئی قوت بشر / ہوئی جمادی سے نکلکر جانور

ترجمہ اس بات کو بس طول ہے / دوسری جا بیہ یہ کہنا چاہیے

کاروان اک آسمان سے آتی ہے / اور تجارت کرکے واپس جاتی ہے

خوش و شیرین اختیار آپ سے جا / مثل حنظل کے نہ کڑوا ہو کے جا

تلخ بات اسواسطے تجھکو کہوں / پاک تلخی سے تجھے تا کر دون

پیدا ہو انگور آب سرد سے / سردی و افسردگی باہر رکھے

تو جو تلخی سے دل پرخون ہو / تلخیوں سے دور کر دے آپ کو

مثل شہد اسدم تو ہو شیرین تر / ڈالیں گر سر کر نو تجھیں اثر

جو بلامین سگ کوئی صابر رہا / وہ نہ اس درگاہ کا مقبل ہوا

سگ شکاری سگ ہے نے اسکو ہے طوق / نے پکا جو خام ہے اسکو ہے ذوق

چون چنین بودست ما را ابتدا / راست آمد آن نه نعلی بیستا

قول و فعل صدق شد قوت ملک / تا برین معراج شد سوی فلک

آنچنان کان طعمه شد قوت بشر / از جمادی بر شد و شد جانور

این سخن را ترجمهٔ پهناورے / گفته آید در مقام دیگرے

کاروان دائم ز گردون می‌رسد / تا تجارت می‌کند وا می‌رود

پس برو شیرین و خوش با اختیار / نے بتلخی و کراهت دزدوار

زان حدیث تلخ می‌گویم ترا / تا ز تلخیها فرو شویم ترا

ز آب سرد انگور افسرده رهد / سردی و افسردگی بیرون نهد

تو ز تلخی چونکه دل پرخون شوی / پس ز تلخیها همه بیرون روی

آن زمان شیرین شوی همچون عسل / تا نخ آئی گر تو ریزی بغل

سگ که او اندر بلا صابر شده / متقی این درگه ما نحر شده

سگ شکاری نیست او را طوق نیست / خام و ناجوشیده جز بی ذوق نیست

تمثیل صابر ہونا مومن کا جو بلا پر واقف ہوا

وہ نخود بولا کہ ایسا ہی اگر ہے / پس پکا اور راستی تو مجکو دے

تو مری اس جوش مین معمار ہے / مار تو چمچہ کہ بہت اچھا ہے

فیل سا ہون میرے سر پر زخم و داغ / تا نہ دیکھون خواب ہندستان و باغ

تا کہ خود کو ڈالون مین اس جوش مین / تا مین رستہ پاؤن اس آغوش مین

جو غنا مین آدمی طاغی بنے / خواب دیکھے فیل سا باغی بنے

خواب مین جو فیل دیکھے ہند کو / فیلبان کی سنے نے سرکش ہووے

کہتی بی بی آکہ پہلے اس سے بھی / مثل تیرے مین زمین کی جز تھی

تمثیل صابر شدن مومن چون بر سر بلا واقف شد

آن نخود گفت ار چنین است ای ستی / خوش بجوشم یاریم ده راستی

تو درین جوشش چو معمار منی / کفچلیزم زن که بس خوش میزنی

همچو پیلم بر سرم زن زخم و داغ / تا نبینم خواب هندستان و باغ

تا که خود را در دهم در جوش من / تا رهے یابم در ان آغوش من

زانکه انسان در غنا طاغی شود / همچو پیل خواب بین یاغی شود

پیل چون در خواب بیند هند را / پیلبان را نشنود آرد دغا

آن ستی گوید ورا که پیش ازین / من چو تو بودم ز اجزای زمین

عذر کرنا پکانیوالی کا نخود سے اور حکمت اسکے پکانے مین

پہونچی مجھے جو لباس آتشی / مین خورش مین بس قبول آخر ہوئی

ایک مدت مین زمانہ مین پکی / ایک مدت دیگ تن مین مین پکی

عذر گفتن کدبانو با نخود و حکمت در جوشش داشتن او

چون بنوشیدم جهاد آذری / پس پذیرا گشتم و اندر خوری

مدتی جوشیده‌ام اندر زمن / مدتی دیگر درون دیگ تن

ان دو پلنے سے قوت حس کی ہوئی | روح ہوئی اثنا میں تیری ہوئی
اسلئے بشتاب جمادیں کری | تا تو ہو علم و صفات معنوی
جو ہوا تو روح پھر تو روش کر | اور حیوانی کے درجے سے گذر
جا وا قلندر سے کہاں کونسی تا | ہو نہ لغزش اور پائے انتہا
کیونکہ قرآن سے بہت گمراہ ہوے | اکثر اوس رسی کی رو میں چہ میں گرے
ہو اس رسی کا مرام ای بے جا | سر بلندی کا نہ تجھکو عشق تھا

زین دو جوشش قوت حسها شدم | روح گشتم پس ترا استا شدم
در جمادی گشتی ز آن می روی | تا شوی علم و صفات معنوی
چون شدی تو روح پس بار دگر | جوش دیگر کن ز حیوانی گذر
از خدا می خواه تا زین نکته ها | در نلغزی و رسی در منتها
زانکه از قرآن بسی گمره شدند | زان رسن قومی درون چه شدند
مر رسن را نیست جرمی ای عنود | چون ترا سودای سر بالا نبود

تتمہ اس مہمان مسجد کا اور ثابت و صادق ہونا ارادے اسکے کا

وہ غریب شہر و سر بالا طلب | او اس مسجد میں سوون آج شب
گر اسے مسجد کربلا ہو تو مری | کعبہ حاجت روا ہو تو مری
چھوڑ مجکو اب تو اے مقبول یار | کھیلوں تا رسی سے میں منصور وار
گر نصیحت میں تم جون جبرئیل | نے کرون زیادہ دانش جون خلیل
جبرئیلا جاکہ میں رد تن ہوا | ہو حق میں بہتر جیسے عود جلا
جبرئیلا گرچہ تو یاری کری | شل بھائی کے مددگاری کرے
اے برادر آگ سے مجکو نہ غم | میں نہ وہ جان ہوں کہ ہوتا آتش کم
جان حیوانی ہو افزون از زوال | آگ ہو جاوے کہ جو ہیزم جلے
گر نہ ہیزم ہوتی ہو باقی | تا ابد آباد رہتی بیشتر
باد سوزان ہے یہ آتش جان نے | آگ کا سایہ ہے نے وہ میں ہے
میں ناراضی گرہ میں آئی ہے | سایہ اسکا ہے زمین و خاک پے
اسلئے سایہ کو رہتا اضطراب | جاتی ہے اپنے گرہ کو پھر شتاب
تیر اقد قائم ہے اپنی جائے پے | سایہ اسکا ہے زمین و خاک پے
اسلئے سایہ میں کسکو ہے قرار | اصل کو پھر جاے عکس انجام کار
کھولا لب فتنہ نے تو رو کر اب جدا | کہتا پھیرو اللہ اعلم بالصواب
فتنہ نے آکر کیا عالم خراب | اضطرابی میں اک عالم کو کیا
ہر قوموں کے ہونے سو دل تنگ شد | کہ ہر اک آپس میں بس کرنے لگے

بقیہ قصہ مہمان مسجد و ثبات و صدق عزم او

آن غریب شهر و سر بالا طلب | گفت می خسپم درین مسجد بشب
مسجدا گر کربلای من شوی | کعبه حاجت روا ای من شوی
هین مرا بگذار ای بگزیده یار | تا رسن بازی کنم منصور وار
گر شدید اندر نصیحت جبرئیل | می نخواهم غوث در آتش چو خلیل
جبرئیلا رو که من افروخته | بهترم چون عود و عنبر سوخته
جبرئیلا گرچه یاری می کنی | چون برادر پاسداری می کنی
ای برادر من بر آذر چابکم | من نه آن جانم که گردم بیش و کم
جان حیوانی فزاید از علف | آتشی بود و چو هیزم شد تلف
گر نه گشتی هیزم او مثمر بدی | تا ابد معمور و هم عامر بدی
باد سوزانست این آتش بدان | پرتو آتش بود نه عین آن
عین آتش در اثیر آمد یقین | پرتو و سایه ویست اندر زمین
لاجرم پرتو نپاید ز اضطراب | سوی معدن باز می گردد شتاب
عین آتش در اثیر آمد یقین | پرتو و سایه ویست اندر زمین
زانکه در پرتو نیابد کس ثبات | عکسها واگشت سوی امهات
هین دهان بر بند فتنه لب گشاد | بازگو الله اعلم بالرشاد
فتنه زاد و کرد عالم را خراب | شرق و غرب افتاد اندر اضطراب
چون مرا تب گشت دلها تنگ شد | هر یکی با دیگری در جنگ شد

[illegible]

گفتگو جو بڑھ گئی تھی چپ ہوا / مسئلہ تسلیم کا میں نے لیا
گر تو لے چھیڑے فتنہ کا باعث ہے کیا / پھر کسو نکلا سننا تم اب غم فرحا

ذکر بدرائی سوچنا کم فہموں و طعنہ زنوں کا

پہلے اس سے کہ یہ قصہ ہو بیان / گندگی کا آیا حاسد سے دھواں
میں نہ رنجیدہ ہوں اس سے پر بجا / کو نجین کا تھے دل کی احمق کی
خوب کہتا ہے حکیم غزنوی / خاطر اندھوں کی مثال معنوی
دیکھ کر قرآن کو نکے جو قال کے / نے تعجب ہو وے گمراہ ہے
کہ شعاع شمس پر انوار سے / نے بجز گرمی کے اندھا پا سکے
ناگہ خر خانہ سے اک نادان نے / سر نکالا طعنہ زن کے طور سے
کہ یہ کوچ ہی بات یعنی مثنوی / ہے نبی کا قصہ ذکر پیروی
نے یہ بحث و ذکر ہے اسرار کا / کہ اودھر کھوڑا کدائیں اولیا
اور مقام تارکی سے تا فنا / درجہ درجہ تا وصال کبریا
حد منزل اور مقاموں کا بیان / کہ اڑیں اس کے ہیں جیسا حیدلان
بس حکایت اور قصے جلد ہیں / جسطرح لڑکے کہانی کو کہیں
جیسے قرآن آیا یوں ہی بن نا / انتر ہے تھے طعنے اسیر کافران
کہ اساطیر اور قصے ہیں ذلیل / نے ہیں نکتے اور نہ تحقیق جلیل
چھوٹے لڑکوں کی سمجھ میں آ رہے / جز پسند و ناپسند اک امر کے
ذکر گیہوں آدم اور ابلیس و مار / ذکر ہود و باد و ابراہیم و نار
ذکر نوح و کشتی اور طوفان کا / ذکر نافرمانی کنعان کا
ذکر یوسف ذکر انکی زلف کا / ذکر یعقوب اور زلیخا کی جفا
ذکر اسمعیل و ذبح و جبرئیل / ذکر قصہ کعبہ و اصحاب فیل
ذکر بلقیس و سلیمان و سبا / ذکر داود و زبور و اوریا
ذکر طالوت و شعیب و ذکر صوم / ذکر یونس ذکر لوط اور انکی قوم
ذکر مریم و مسیح و حمل و نخل کا / ذکر یحیی و زکریا کی جفا

گفتگو بسیار شد خامش شدم / مسئله تسلیم کردم ... ردم
ور تو گویی موجب فتنه چه بود / ... گوش کن چون غم فزود

ذکر بداندیشیدن قاصر فهمان و طاعنان

پیش ازان کاین قصه تا مخلص رسد / دود گندی آمد از اهل حسد
من نمی رنجم ازین لیکن لکد / خاطر ساده دلی را پی کند
خوش بیان کرد آن حکیم غزنوی / بهر محجوبان مثال معنوی
کز ز قرآن گر نبیند غیر قال / این عجب نبود ز اصحاب ضلال
کز شعاع آفتاب پر ز نور / غیر گرمی می نیابد چشم کور
خربطی ناگاه از خرخانه / سر برون آورد چون طعانه
کاین سخن پست است یعنی مثنوی / قصه پیغمبر است و پیروی
نیست ذکر بحث و اسرار بلند / که دوانند اولیا زان سو سمند
از مقامات تبتل تا فنا / پایه پایه تا ملاقات خدا
شرح و حد هر مقام و منزلی / که ز پر زو برپرد صاحبدلی
جمله سرتا سر فسانه است و فسون / کودکانه قصه بیرون درون
چون کتاب الله بیامد هم بر آن / اینچنین طعنه زدند آن کافران
که اساطیرست و افسانه نژند / نیست تعمیقی و تحقیقی بلند
کودکان خرد فهمش می کنند / نیست جز امر پسند و ناپسند
ذکر آدم گندم و ابلیس و مار / ذکر هود و باد و ابراهیم و نار
ذکر نوح و کشتی و طوفان و تن / ذکر کنعان و ... خدا ...
ذکر یوسف ذکر زلف پر خمش / ذکر یعقوب و سلیمان ...
ذکر اسمعیل ذبح و جبرئیل / ذکر قصه کعبه و اصحاب فیل
ذکر بلقیس و سلیمان و سبا / ذکر داود و زبور و اوریا
ذکر طالوت و شعیب و صوم او / ذکر یونس ذکر لوط و قوم او
ذکر حمل مریم و نخل و مخاض / ذکر یحیی و زکریا و ...

[illegible]

ذکر صالح ناقہ تقسیم آب — وکر ادریس و مناجات و جواب
وکر الیاس و عزیر و انکی موت — ذکر قارونکا زمین مین ہو تباہ
ذکر ایوب اور صبور اندر بلا — ذکر اسرائیلیان و تربیہ لا
ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا — ترک نعلین و خطابات و عطا
ذکر عیسیٰ انکا جانا چرخ کا — ذکر ذوالقرنین و خضر و اولیا
ذکر فضل احمد و خلق عظیم — معجزہ سے مہ ہوا جسکے دو نیم
ہے دو ظاہر کہ ہر اک سمجھے ہے — کب ہے مشکل عقل جو اسمین کہ
دو اگر آسان تحقین دکھتا ہو — ایسی آسان ایک سورہ تم کہو
جن اور انسان و اہل کار — کہ آسان ایسے آیت لا
حرف قرآن کو ظاہر جان تو — نیچے اس ظاہر کے باطن ہے

ذکر صالح ناقہ و تقسیم آب — ذکر ادریس و مناجات و جواب
ذکر الیاس و عزیر و موت او — ذکر قارون و زمین رفتن فرو
ذکر ایوب و صبوری در بلا — ذکر اسرائیلیان در تیہ لا
ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا — خلع نعلین و خطابات و عطا
ذکر عیسیٰ و عروجش بر سما — ذکر ذوالقرنین خضر و اولیا
ذکر فضل احمد و خلق عظیم — کہ قمر از معجزش شد دو دو نیم
ظاہرست و ہر کسے پی می برد — کو بیان کرکم شود در وی خرد
گفت اگر آسان نماید این تو — اینچنین آسان یکے سورہ بگو
جنیان و انسیان و اہل کار — گو یکے آیت ازین آسان بیار
حرف قرآن را بدان کہ ظاہریست — زیر ظاہر باطنے ہم قاہریست

تفسیر اس حدیث کی ان للقرآن ظہراً و بطناً و لبطنہ بطناً الی سبعۃ ابطن وفی روایۃ الی سبعین بطناً

تفسیر این حدیث کہ ان للقرآن ظہراً و بطناً و لبطنہ بطناً الی سبعۃ ابطن وفی روایۃ الی سبعین بطناً

نیچے اس باطن کے باطن دوسرا — فکر حیران ہو کے اسمین اور لا
نیچے اس باطن کے باطن تیسرا — رہے خرد گم اسمین از سر تا بپا
دیکھا چوتھا بطن قرآن بشر — نے کسی نے جز خدائے بے نظیر
سات باطن تک تو گن ایسی — اس حدیث معتبر سے یا اخی
ظاہراست دیکھ قرآن سے پسر — دیکھتا ہے دیو مٹی سے بشر
سو برس تک مرد کا ہون جو — حال سے اسکے نہ واقف ہو ذرا
سو برس تک مرد کا ہو جو — حال سے اسکے نہ واقف ہو ذرا
اولیا کہ مین رہیں یون کہتے ہیں — جسم مردم سے وہ تا پنہان رہیں
خلق مین نیکو کہ سیر و طور کہ ہیں — ساتوین افلاک پر پانوں کے ہیں

زیر آن باطن یکے باطن دگر — خیرہ گردد اندرو فکر و نظر
زیر آن باطن یکے باطن سوم — کہ درو گردد خردہا جملہ گم
بطن چارم از نبی خود کس ندید — جز خدای بے نظیر بے ندید
ہمچنین تا ہفت بطن ای بوالکرم — می شمر تو زین حدیث معتصم
تو ز قرآن ای پسر ظاہر مبین — دیو آدم را نبیند غیر طین
مرد را صد سال عم و خال او — یک سر موئے نہ بیند حال او
مرد را صد سال عم و خال او — یک سر موئے نہ بیند حال او
آنکہ گویند اولیا در کہ بوند — تا ز چشم مردمان پنہان بوند
پیش خلق ایشان فراز صد کہند — گام خود بر چرخ ہفتم می نہند

بیان اسکا کہ جانا انبیا و اولیا علیہم السلام کا پہاڑوں و غاروں مین واسطے پوشیدہ کرنے اپنے کے نہیں اور بسبب خوف و تشویش

بیان آنکہ رفتن انبیا و اولیا علیہم السلام بکوہہا و غارہا جہت پنہان کردن خویش نیست و جہت خوف

خلق کے نہیں بلکہ تعلیم خلق ہو واسطے ترک دنیا کے

کسلئے دیتے ہیں پنہاں کرو میں ۔ کہ وہ سو دریا دگہ کے یار ہیں
کہ کے جانکی نہاد وناد جاہیں ۔ انکے پیچھے چرخ کو سو گرد ہیں
چرخ گویا ہے گرد انکی ملی ۔ ہاتی پوشش فلک زمین کی
گرچہ ظاہر میں ہے پوشیدہ پری ۔ پر پری سے زیادہ پنہاں آدمی
ہے پری نزدیک عاقل کے نہاں ۔ آدمی سو بار تر اس سے نہاں
آدمی نزدیک عاقل ہی خفی ۔ کب کھلی جو غیب میں ہو وہ صفی

و تشویش خلق نہ بلکہ بارشاد خلق ہست نہ تقطع از دنیا

پس چرا پنہان شود کہ جا بود ۔ کہ ز صد دریا و کوہ آن شود
حاجتش نبود لبوی کہ گر بہشت ۔ کز بیق کر فلک صد نعل کرت
چرخ گردید و ندید او گرد شان ۔ تفرقہ جامہ بپوشید آسمان
گر بظاہر آن پری پنہان بود ۔ آدمی پنہان تر از پریان بود
نزد عاقل آن پری کہ مضمرست ۔ آدمی صد بار خود پنہان ترست
آدمی نزدیک عاقل چون خفیست ۔ چون بود آدم کہ در غیب او صفیست

تشبیہ اولیا وکلام اولیا کی ساتھ عصائے موسیٰ و فسون عیسیٰ علیہم السلام کے

آدمی مثل عصائے موسیٰ کے ہے ۔ آدمی مثل دم عیسیٰ کے ہے
قلب مومن ہے کرے تا بین بین ۔ جا بجا میں حق کو بین الاصبعین
ظاہرا لاٹھی و اسکے رد پر د ۔ یہ جہان اک لقمہ جو کھولے گلو
دیکھ مت عیسیٰ کے دم کو حرف دمو ۔ دیکھ وہ کہ بھاگتی ہے اس سے موت
دیکھ مت آہستہ دم کو وہ پڑھے ۔ دیکھ وہ کہ مرد زندہ وہ کرے
دیکھ مت لب اس عصا کو سہل تو ۔ دیکھ وہ کہ پھاڑے بحر نیل کو
تو نے دیکھی دور سے ڈیری سیاہ ۔ دیکھ بڑھکے اک قدم آگے سپاہ
تو نے دیکھا دور سے ہے گرد کو ۔ دیکھ بڑھکے گرد میں تو مرد کو
آنکھ کو گرد اسکی روشن کرتی ہے ۔ مرد ہی اسکی گرد کو چاہئے کھولتی ہے

تشبیہ اولیا و کلام اولیا بعصای موسیٰ و فسون عیسیٰ

آدمی ہمچون عصای موسیٰ است ۔ آدمی ہمچون فسون عیسیٰ است
در کف حق بہر داد و بہر دین ۔ قلب مومن ہست بین الاصبعین
ظاہرش چوبی ولیکن پیش او ۔ کون یک لقمہ چو بگشاید گلو
تو مبین نا فسون عیسیٰ حرف و صوت ۔ آن ببین کز وی گریزان گشت موت
تو مبین زا فسونش آن لہجات پست ۔ آن نگر کہ مردہ بر جست و نشست
تو مبین مر آن عصا را سہل یافت ۔ آن ببین کہ بحر اخضر را شکافت
تو ز دوری دیدہ چتر سیاہ ۔ یک قدم پیش نہ بنگر سپاہ
تو ز دوری می نبینی غیر گرد ۔ اندکی پیش آ ببین در گرد مرد
دیدہ ہا را گرد او روشن کند ۔ کوہ ہا را مردی او بر کند

تفسیر قولہ تعالیٰ یا جبال اوبی معہ والطیر

موئے آکے مست جب دشت کے ۔ تا جبل بس کہ طور آنے لگے سے
فرشتے داؤد اسکے روشن رو ہوا ۔ کوہ نے انکے سے لئے ناد کیا
کوہ بس داؤد کے ہمسر ہوا ۔ دونوں مطرب عشق شہ میں مبتلا
حکم آیا یا جبال اوبی ۔ ہم صدا دونوں ہو ہم رازی

تفسیر قولہ تعالیٰ یا جبال اوبی معہ والطیر

چون در آمد موسیٰ از قضا و دشت ۔ کوہ طور از مقدمش رقاص گشت
روی داؤد از فرش تابان شدہ ۔ کوہہا اندر پیش نالان شدہ
کوہ با داؤد گشتہ ہمرہی ۔ ہر دو مطرب مست در عشق شہی
یا جبال اوبی امر آمدہ ۔ ہر دو ہم آواز و ہم پردہ شدہ

بولا اے داؤد تو میرے لیے	اپنے ہمراہوں سے بس فرقت کیے
تو مسافر تنہا بے مونس ہوا	دل سے تیرے شوق کا شعلہ اٹھا
چاہے تو مطرب و قوال و ندیم	کوہ تیرے پاس بھیجے وہ قدیم
تاکہ گاویں اور بجاویں وہ کریں	اور تیری دمساز وہ ہر دم رہیں
تا تو جانے کوہ کا نالہ روا	بے دہان نالہ دل کو ہے صدا
اس تن صافی کے نغمے غیب سے	ہر شب اسکا گوش حس سنا کرے
ہمنشیں نہ سنتے ہیں او رسنے وہ	جاں وہ جو آشنا ہو غیب سے
دیکھے اپنے نفس میں سو گفتگو	ہمنشیں نے لیگیا کچھ اوس سے نہ بو
دل میں تیرے سو سوال اور جواب	لامکاں سے آتے ہیں جیسی ہی باب

گفت داؤدا توہجرت دیدۂ	بیکس از ہمرہاں ببریدۂ
اے غریب فرد بے مونس شدہ	آتش شوق از دلت شعلہ زدہ
مطرباں خواہی و قوال و ندیم	کوہہا را پیش آرد آں قدیم
تاکہ قوالی و سرنائے کنند	تا بہ پیشت باد پیمائے کنند
تاکہ بدانی نالہ چوں کردہ است	بے لب و دنداں ولے را نالہاست
نغمہ اجزائے آں صافی جسد	ہر شبے در گوش حسش میرسد
ہمنشیناں نشنوند او بشنود	اے خنک جانے کو بغیبش بگرود
بشنود در نفس خود صد گفتگو	ہمنشین او نبردہ یک ز او
صد سوال و صد جواب اندر دلت	می رسد از لامکاں تا منزلت

جواب طعنہ زنوں مثنوی کا اور قصور سمجھ اپنی کے

جواب طعنہ زنندہ مثنوی از قصور فہم خود

تو سنے اور نہ سنیں وہ کان سب	لائیں گر وہ کان کو نزدیک لب
مانا اے بیمرز تو اسکو سنے	جو مثال اوسکی ہو کیوں جیسے تو ہی
طعنہ زن اے سگ تو ہے کیوں بھونکتا	کرتا ہی قرآں پہ طعنے تو جا
شیر یہ وہ ہی ۔ اوس سے جاں بچے	اور نہ پنجہ قہر سے ایمان بچے
تا قیامت کرتا ہے قرآں ندا	کہ ہوے تم جہل پر لوگو فدا
تجھکو اک قصہ ہو تم بس جانتے	کفر و طعنہ کی ہو جڑ تم گاڑتے
دیکھا تے اے حیناں زماں	کہ ہوے تم جیسے اک قصہ جہان
جیسے دیکھا تم مجھے طعنہ مارتے	کہ کہانی اور فانی تم ہوے
میں کلام حق ہوں اور قائم بذات	قوت جان جاں ہوں یا قوت صفات
نور خورشید اک ہوں اور تم پر پڑا	پر نہیں خورشید سے میں ہوں جدا
آب حیواں کا میں چشمہ ہوں دلے	عاشقوں کو ہوں بچاتا آپ سے
گندگی حرص سے نہ گر تم ڈالتے	ذائقہ حق نور رحمت کو چکے
نے سنوں وہ قول اور پند حکیم	نے کلام بد سے دل پھیردوں کلیم
درد میرا اس سے تا پائے دوا	ہو دل ہر طعنہ سے فارغ اور جدا

تشنود تو سود زان گوشہا	گر بہ نزدیک تو آرد گوش را
گیرم آنکہ خود تو آن را بشنوی	چوں مثالش دیدہ چون مثنوی
اے سگ طاعن تو عوعو میکنی	طعن قرآں را بروں شو میکنی
ایں نہ آں شیر است کز وی جاں برے	یا ز پنجہ قہر او ایماں برے
تا قیامت می زند قرآں ندا	کائے گروہے جہل را گشتہ فدا
مر مرا افسانہ مے پنداشتید	تخم طعن و کافرے مے کاشتید
خود بدیدید اے خسیساں زماں	کہ شما بودید افسانہ زمن
تا بدیدا کہ طعنہ مے زدید	کہ شما فانی و افسانہ بدید
من کلام حقم و قائم بذات	قوت جان جان و یاقوت زکات
نور خورشیدم فتادہ بر شما	لیک از خورشید ناگشتہ جدا
نک منم ینبوع آں آب حیات	تا رہانم عاشقاں را از ممات
گر چناں گند آز تاں نگیختے	جرعۂ بر گورتاں حق ریختے
نے بگیرم گفت و پند آں حکیم	دل نگردانم ز ہر قول سقیم
تا بیاید درد من از او دوا	فارغ آیم من ز ہر طعنے جدا

آپنے فرمایا ہے یہ جو اندر خطاب	کہ بچھیرے نے پیا اور ماں نے آب

مثال دنیا بھاگتے ہیں بچہ اسپ کے پانی پینے سے

سیٹی دیتے تھے وہ ہر دم سب نفر	تا پئیں پانی وہ گھوڑے سب مگر
یہ بچھیرے کو وہ سیٹی ہوتی تھی	سر اٹھاتا ہوتی دہشت اس سے تھی
ماں نے پوچھا اے بچھیرے کس لیے	بھاگتا ہے ہر گھڑی کیوں تو آب سے
بولا بچہ سیٹی جو دیتے ہیں وہ	اتفاق بانگ سے ڈر ہو سوا
کانپتا اور بھاگتا ہے دل مرا	اتفاق بانگ سے لیں خوف ہو
بولی ماں جیسے جہاں ہوا ہے سب	کام کرتے ہیں زمیں پر سب کوئی
کام اپنا کر تو جلد اے ہوشیار	نوچیں داڑھی اپنی یہ بیہودہ کار
وقت تنگ اور جائے ہے پانی سوا	پہلے اس سے کہ فراق ہووے بلا
ہے عیاں کاریز پر آب حیات	آب لے تا کہ آگے اس سے نبات
آب حیوان اولیا کے نطق سے	ہم ہیں پیتے اور تشنہ تو بھی لے
شل اندھوں کے نہ دیکھے آب تو	نہر میں آکر ڈبو اپنا سبو
جو سنا اس نہر میں کہ آب ہے	کور کو تقلید کرنا چاہیے
نہر میں تو مشک اے تشنہ ڈبو	تا تو بھاری پائے اپنی مشک کو
بھاری جو پائے تو بدلے تیرا حال	دل ہو تقلید ظاہر کو زوال
گر نہ ظاہر دیکھے اندھا آب کو	دیکھے لیکن جبکہ بھاری ہو سبو
کہ سبو میں نہر سے پانی بھرا	جو تھا ہلکا بھاری پانی سے ہوا
کیونکہ لیجاتی تھی مجھکو ہر ہوا	اب نہ لیجاتی میں بھاری ہوا
ہلکے لوگوں کو اڑاتی ہے ہوا	کیونکہ نہ رکھتے ہیں وہ بھاری توکل
کشتی بے لنگر ہے مرد شریر	کہ ہوائے بد سے نے اسکو گریز
عقل کے لنگر سے عاقل کو امان	عاقلوں سے لے بھاری ہیں اگے جوان
لیکیا امداد سے جو عقل کے	موتی دریائے کرم کے گنج سے
ایسی امداد و دل سے دل پر نور ہو	دل سے کور کی کردی روشن آنکھ کو

آنکہ فرمودست او اندر خطاب	کرہ و مادر ہمی خوردند آب

مثل زدن در رمیدن کرہ اسپ از خوردن آب

می‌شخولیدند ہر دم آن نفر	بہر اسپان کہ ہلا این آب خور
آن شخولیدن بکرہ می‌رسید	سر ہمی برداشت و از خور می‌رمید
مادرش پرسید کای کرہ چرا	می‌رمی ہر ساعتی زین استقا
گفت کرہ می‌شخولند این گروہ	ز اتفاق بانگشان دارم شکوہ
پس دلم می‌لرزد از جا می‌رود	ز اتفاق نعرہ خوفم می‌رسد
گفت مادر تا جہان بودست این	کارافزایان بدند اندر زمین
ہین تو کار خویش کن ای ارجمند	زود کایشان ریش خود بر می‌کنند
وقت تنگ و می‌رود آب فراخ	پیش از آن کز ہجر گردی شاخ شاخ
شہرہ کاریزیست پر آب حیات	آب کش تا بر دمد از تو نبات
آب خضر از جوی نطق اولیا	می‌خوریم ای تشنہ غافل بیا
گر نبینی آب کورانہ بفن	سوی جو آور سبو در جوی زن
چون شنیدی کاندرین جو آب ہست	کور را تقلید باید کار بست
جو فرو بر مشک آب اندیش را	تا گران بینی تو مشک خویش را
چون گران بینی شوی تو مستدل	رست از تقلید خشک آنگاہ دل
گر نبیند کور آب جو عیان	لیک بیند چون سبو گردد گران
کز جو اندر سبو آبی برفت	کین سبک بود و گران شد ز آب و زفت
زانکہ ہر بادی مرا در می‌ربود	باد می‌نرباید ثقلم فزود
مر سفیہان را رباید ہر ہوا	زانکہ نبودشان گرانی قوا
کشتی بی‌لنگر آمد مرد شر	کز ز باد کژ نیابد او حذر
لنگر عقلست عاقل را امان	لنگری دریوزہ کن از عاقلان
او مددہای خرد چون در ربود	از خزینہ در آن دریای جود
زین چنین امداد دل پر فن شود	بجہد از دل چشم ہم روشن شود

کیونکہ دل سے نور ملتا آنکھ پے   ہو گیا دل آنکھ بس بیکار ہے
دل گیا پر نور عقل پیر سے لے   اس سے صد دونوں آنکھو کو ملے
پیر سے آب مبارک تو ملے   ری دلوں کو ہو گا ور صدق بیاں
یوں تجھے آب شراب کھائیں   طعنہ زن کے دوست دیکھیں
پیرواں انبیا کی راہ جا   طعنہ مخلوق کو ماں اک ہوا
کہ تی ہی ب ماجون نے راہ میں   کان نے رکھیں سگونگی بار تا پے

زانکہ نور انار دل بر دیدہ نشست   تا چو دل شد دیدہ تو دل شدست
دل چو مرد اور عقل پیر رد   ان لیسے ہم شد دیدہ بیل
پس مدان کاف مبارک رو جهان   دی دلها ماشد و صدق بیان
تا چو آن کرۃ ہم آب حور ریم   سوی آن دستوس طاعن سگریم
پیرو پیغمبرانے رہ سپر   طعنہ خلقاں ہمہ باد سے شمر
آن خداوندان کہ رہ طی کردہ اند   گوش وا بانگ سگان کے کردہ اند

باقی قصہ مہمان مسجد مہمان کش کا

پھر کہو اس تیز مرد پاک سے   کیا کیا مسجد میں کیا دیکھا ولے
جو یا مسجد میں اسے کیا خواب   مرد وہ بے کو میں ہوتا ہی خواب
مرغ اور مچھلی کو ہوتا خواب ہی   عاشقوں غرق غم میں بس رکھے
ہم تب آواز آیا حوفناک   کہ میں آؤں پاس تیرے آپ اک
ایک بار آواز ایسی ہی سنا   پارہ پارہ خوف سے ہی دل ہوا

بقیہ قصۂ مہمان مسجد مہمان کش

پارہ گو کان با کمانان تیر مرد   اندران مسجد چہ بود و چہ کرد
خفتہ در مسجد خود او را خواب کو   مرد غرقہ گشتہ چون خسپد نکو
خواب مرغ و ماہیان باشد ہمی   عاشقان را زیر غرقاب غمی
نیم شب آواز با ہولے شنید   کایم آیم بر سرت اے مستفید
پنج کرت این چنین آواز سخت   می رسید و دل ہمی شد لخت لخت

تفسیر آمد واجلب علیہم بر جلک و خیلک

تو ارادہ دیں کی کوشش کا کرے   دیو تجھکو جسم کے اندر رکھے
کرنہ جا اس سمت اور تو سوچ لے   رنج درویشی کا تو قیدی سے
تو مفلس درویش سے چھٹے   خوار ہو تو ہو پشیمانی تجھے
خوف سے اس دیو کی آواز کے   بھاگے گمراہی میں تو ایقان سے
کہ سے آج و کل و برسوں مجھکو سے   رد جلوں گا دیں کی مہلت ہے تجھے
موت کو دیکھے کہ گرد اگرد سے   مارے ہمسایہ کو نا مرنے لگے
جوں ماں سے عزم دیں تو پھر کرے   اک بار آپ کو مرد و رکھے
تو ملع ماں سے علم اور علم سے   کہ قدم میرا دہشت سے کٹے
پھر تجھے ادبار دیوے کرتے   کہ ڈرا اور بھاگ تیغ فقر سے
مادر رس سے تو بھاگے اور پھرے   علم تھیار اور دیں کے پھینکدے

تفسیر آیہ واجلب علیہم بر جلک و خیلک

تو کر عزم من کنی با اجتہاد   دیو بانگت بر زند اندر نہاد
کہ مرو زان سو بیندیش ای غوی   کہ اسیر رنج و درویشی شوی
بینوا گردی ز یاران وا بری   خوار گردی و پشیمانی خوری
تو ز بیم بانگ آن دیو لعین   وا گریزی در ضلالت از یقین
کہ ہلا فردا و پس فردا مراست   راہ دین پویم کہ مہلت پیش ماست
مرگ بینی بار گویا از چپ و راست   می کشد ہمسایہ را تا بانگ خواست
باز عزم دین کنی از بیم جان   مرد سازی خویشتن را یک زمان
پس سلح بر بندی از علم و حکم   کہ من از ہیچ بانگی نارمم پای کم
باز بانگے بر زند بر تو ز مکر   کہ بترس و باز گرد از تیغ فقر
باز بگریزی ز راہ روشنی   آن سلاح علم و دین را بفگنی

برسوں اس کی آواز کا بند ہے تو / ایسی ظلمت میں تو ڈالے آپ کو
بانگ شیطانوں کی ڈر سے خلق کو / کر دیا بند و دبکڑا حلق کو
جان ہوئی نومید انکی نور سے / جیسے جان کفار کی مردوں سے ہے
بانگ شیطان کا ہے جب خوف اسطرح / بانگ حق کا خوف ہو پھر کسطرح
باز کی ہوتی ہے ہیبت کبک سے / اور نہ مکھی اس سے ہیبت کچھ رکھے
کیونکہ نے مکھی پکڑتا باز ہے / مکڑیاں پکڑیں ہیں مکھی بان سے
دیو جوں مکڑی کے مکھی تجھ سے پے / دبدبہ رکھے نہ اوپر کبک ہے
بانگ شیطان اشقیا کی نگہبان / بانگ سلطان اولیا کی نگہبان
تاکہ اوس دو بانگ سے باہم ملے / قطرہ بحر شیریں بحر شور سے

پوچھنا بانگ طلسم آدھی رات کا مہمان مسجد سے

اب سنو وہ قصہ بانگ سخت کا / کہ نہ گھبرایا وہ مرد باصفا
بولا کیا ڈرتا ہوں طبل عید سے / طبل کو ڈر ہو صدا جو کر سکے
اے دہل خالی ضربوں سے بھرا / عید کو قسمت میں کیوں کنا ترا
ہوئی قیامت عید اور بیدین دہل / ہم مثال عید خندان مثل گل
اب سنو اس طبل نے کیوں اک دیگ / دیگ پکے کیسے دولت آتش سے
جو سنا اوس طبل کو اس مرد نے / بولا ڈر کیوں عید کے ہو طبل سے
بولا خود سے مت تو ڈر اے مرد دین / مرگئیں جان انکی جو تھے بے یقین
وقت وہ آیا کہ حیدر کی مثال / ملک لوں یا جان تن سے دوں نکال
اللہ کی یہ آواز اے فرخندہ پے / میں ہوں حاضر اگر تو مرد ہے
تو نا ادھر سے وہ طلسم آواز سے / زر برسنے لگے ہر قسم سے
اسقدر برسا وہ زر کہ ڈر گیا / تا ہو در بند اور نہ جانے کی ہو جا
زر سے مسجد پر ہوئی جو ہر جگہ / مرد حیران ہو گیا تقدیر سے
بعد وہ مرد اٹھا تا سحر / بھر کے لیجاتا تھا باہر اوس سی زر
دفن کرتا تھا وہ کے جاکے زر / تو بڑہ خر کی میں وہ بار دگر

سالها او را به بانگی بند کرد / در چنین ظلمت نمد افکنده کرد
هیبت بانگ شیاطین خلق را / بند کردست و گرفته حلق را
تا چنان نومید شد جانشان ز نور / که روان کافران ز اهل قبور
آن تشکوی بانگ آن ملعون بود / هیبت بانگ خدائی چون بود
هیبت بازست بر کبک نجیب / مر مگس را نیست زان هیبت نصیب
زانکه نبود باز صیاد مگس / عنکبوتان می مگس گیرند و بس
عنکبوتی دیو بر چون تو ذباب / کر و فر دارد نه بر کبک و عقاب
بانگ دیوان گله‌بان اشقیاست / بانگ سلطان پاسبان اولیاست
تا نیامیزد بدین دو بانگ دور / قطره‌ای از بحر خوش با بحر شور

پرسیدن بانگ طلسم نیم شب مهمان مسجد را

بشنو اکنون قصهٔ آن بانگ سخت / که نرفت از جا بدان آن نیکبخت
گفت چون ترسم چو هست آن طبل عید / تا دهل ترسد که زخم او را رسید
ای دهلهای تهی بی مغز کوب / قسمتان از عید چون شد زخم چوب
شد قیامت عید بیدینان دهل / ما چو اهل عید خندان همچو گل
بشنو اکنون این دهل چون بانگ زد / دیگ دولتها چگونه می‌پزد
چونکه بشنود آن دهل آن مرد دید / گفت چون ترسد دلم از طبل عید
گفت با خود هین ملرزان دل که شد / مرد جان بددلان بی یقین
وقت آن آمد که حیدروار من / ملک گیرم یا بپردازم بدن
بر جهید و بانگ بر زد کای کیا / حاضرم اینک اگر مردی بیا
در زمان بشکست ز آواز آن طلسم / زر همی ریزید هر سو قسم قسم
ریخت چندان زر که ترسید آن پسر / تا بگیرد زر ز پیش راه در
پر شد آن مسجد ز زر هر جای گل / مرد حیران شد ز تقدیر اله
بعد از آن برخاست آن شیر عتید / تا سحرگه زر برون می‌کشید
دفن می‌کرد و همی آمد بزر / با جوالی و توبره بار دگر

فارسی		اردو	
بچها ایشاو آن جانباز ازان	کوری ترسانی و ابلیس بران	پیچ رکھوا اسکے جانباز نے	تا الزام دے جاین و در جا تا رہے
این زرها هر کجا خاطر آمدست	در دل هر کور دون زر پرست	دلمیں اسکے یا نا زنان ہر کا ہے	زر پرست و تیرہ دل ہر ایک ہے
کودکان اسالها را بشکنند	نام زر بنهند و در دامن کنند	ٹھیکریوں سکے ٹکڑے بس کیا کریں	نام زر کا رکھ کے دامن میں بھرین
اندران بازی چو گویی نام زر	آن کند در خاطر کودک گذر	گر تو اس بازی میں زر کا نام لے	وہ اثر لڑکوں کے دلمیں آ گئے ہے
بل زر مضروب ضرب ایزدی	کو نگردد کاسد آمد سرمدی	بلکہ جس زر پہ ہے سکہ ایزدی	وہ نہ کھوٹا ہے وہ ہے سرمدی
آن زری کین زرها زو تاب یافت	گوهر تابندگی و تاب یافت	ایسا وہ زر اس سے ان زر نے لی	اور آب گوہری تابندگی
آن زری که دل ازو گردد غنی	غالب آمد در قمر در روشنی	ایسا وہ زر کہ ہو دل اس سے غنی	چاند پر غالب ہوا اسکی روشنی
شمع بود آن مسجد و پروانه او	خویشتن انداخت آن پروانه خو	شمع وہ مسجد تھی اور پروانہ وہ	ڈالا اس پروانہ خو نے آپ کو
سوخت پرش را ولیکن ساختش	بس مبارک آمد آن انداختش	پر جلا اسکا ولیکن بن گیا	بس مبارک گرنا وہ اوسکو ہوا
همچو موسی بود آن مسعود بخت	کاتش دید او بسوی آن درخت	مثل موسی کے وہ تھا بس نیک بخت	دیکھی آتش کی سوی درخت
چون عنایتها برو موفور بود	نار می پنداشت و آن خود نور بود	جو عنایت حد سے تھی اسپے سوا	جانتا تھا نار اور وہ نور تھا
مرد حق را چون ببینی ای پسر	تو گمان داری برو نار بشر	مرد حق کو دیکھے جو تو اے پسر	ہو گمان ایسا سمجھے نار بشر
نور خود می آید و در تو است	نار و عارض در باطل زان سواست	تو نے خود سے دیکھا اور وہ تجھمیں ہے	وہ گمان نار ہے اس سمت سے
آن درخت موسی است پر ضیا	نور خوان نارش مخوان آ بیا	وہ درخت موسی اک ہے پر ضیا	نور کہہ اور نار مت کہہ اسکو آ
نے تمام این جهان نارے بود	سالکان رفتند آن خود نور بود	جب دیا نار اسکو مت دیکھی	گر گئے سالک ہیں وہ خود نور تھی
پس بدانکه شمع دین برمی شود	آن نه همچون دیگر آتشها بود	شمع دین کی آنسے روشن ہوتی ہے	وہ نہیں مانند دیگر نار کے
این نماید نور و سوزد یار را	وان بصورت نار و گل زوار را	یہ دکھے نور اور جلائے یار کو	وہ بشکل نار و گل زوار کو
این چو ساز بده وسے سوز بده	وان گه وصلت دل افروز بده	یہ ہو ساز بدہ دیئے پرسوز ہے	وہ بوقت وصل دل روشن کرے
شکل شعله نور پاک ساز دار	حاضران با نور دوران را چو نار	نور پاک ایک شکل شعلہ آشکار	حاضروں کو نور اور دوروں کو نار
حاضران از غائبان خوشحال تر	غائبان را نیست توفیق خبر	حاضر اپنے غائب سے ہیں خوشحال تر	غائبوں کو ہے۔ تو رقیق خبر
این سخن را نیست پایانے پدید	تو حدیث عاشق و صدر مجید	انتہا اس بات کی ہوئے عیاں	عاشق اور صدر جہان کا کر بیان

ملاقات عاشق با صدر جہان

ملاقات عاشق کی صدر جہان سے

فارسی		اردو	
آن بخاری نیز خود بر شمع زد	گشته بود از عشقش آسان آن کبد	وہ بخاری بھی گرا تھا شمع پہ	رنج وہ آسان ہوا تھا عشق سے
آه سوزانش سوی گردون شده	در دل صدر جهان مهر آمده	اوسکی آہ سوز گردون پر گئی	دل میں جب صدر جہان کی آگئی

بولا خود سے صبح کو کر اے خدا | حال کیا آوارہ میرے کا ہوا
مین سنے دیکھا جو گنہ اُس نے کیا | میری رحمت کو نہین دیکھا سوا
مجھ سے مجرم کا اگرچہ دل ڈری | پردہ سوا سیہ ڈر مین لیا رکھے
مین ڈراؤن جیسا گمراہ کو | اور ڈرے کو کیون ڈراؤن دوستو
جائے آتش سرد ہانڈی کے لیے | اُس کی خاطر نے کردہ پرجوش ہے
مین ڈراؤن خشم کو پر خوف کو | ڈر نکالون حلم سے خالف جو ہو
جائے پر پیوند کی کیس مین سیون | شربت ہر اک کو مین لائق اسکے دون
جون شجر کی بیخ راز مرد ہے | ویسے ہی برگ اسکے نکلین شاذ ہے
لائق اُس جڑ کے نکلتے برگ ہین | نخل مین اور نفس مین اور عقل مین
جو رخ پر چل ہے وفا کے نخل کا | اصلہا ثابت وفرعہا فی السما
جو گیا اچھل عشق سے افلاک پے | کیون دل صد ریپانمین نے آگے
موج دل مین عفو اوسکی مارتا | کر ہو دل سے دل تلک روزن کھلا
دل سے دل تک روزن اک ہے کر لیقین | گرچہ وہ تن مین جدا لیکن نہین
دو چراغون کے سکور ہو وین دور | گھر ہین ملکر ایک ہو وے انکا نور
نے فقط عاشق ہی ڈھونڈھے وصل کو | کر نہ معشوق اسکا جویا اسکا ہو
عاشقون کو عشق جو ڈبلا کرے | عشق معشوقون کو بس موٹا کرے
جو محبت پیدا انکے دل مین ہو | انکے دلمین بھی ہو پیدا جان لو
مہر حق دونی جو دل مین تیرے ہو | مہر بے شک تیری ہے اللہ کو
نے نکلتی ہے صدا ایک ہاتھ سے | تال کی بے دوسرے لیں ہاتھ کے
تشنہ روتا ہے کہ آب خوش کہان | آب روئے تشنہ دلکش کہان
جذب آب ایک تشنگی ہے جان کو | ملک ہم اسکی ہماری ملک دو
حق کی حکمت ہر قضا مین ہے نہان | کر دیا آپس مین ہمکو عاشقان
جملہ اجزائے جہان اس حکم سے | جفت جفت ہین عاشق اپنی جفت کو
جفت ہر عالم سے جیسا جفت ہے | برگ کہ کو کہربا جیسی طور سے
آسمان کہوے زمین کو مین تیرے | ساتھ ہون جون لوہا مقناطیس کے

گفت با خود در سحر گہ اے احد | حال آن آوارہ با چون بود
او گناہے کرد و ما دیدیم لیک | رحمت ما را نبد انست نیک
خاطر مجرم ز ما ترسان شود | لیک صد امید در ترسش بود
من بترسانم وقیح یادہ را | وانکہ ترسد من چہ ترسانم ورا
بر دیگ سرد آذر مے رود | نے بدان کز جوش از سر مے رود
ایمنان را من بترسانم بحلم | خائفان را ترس بردارم بحلم
پارہ دوزم پارہ بر موضع نہم | ہر کسے را شربت اندر خورد دہم
ہست سر مرد چون بیخ درخت | زان بروید برگہاش از چوب سخت
در خور آن بیخ رستہ برگہا | در درخت و در نفوس و در نہا
برفلک بر ہاست واشجار وفا | اصلہا ثابت وفرعہا فی السما
چون برست از عشق بر بر آسمان | چون نروید در دل صد ریان
موج می زد در دلش عفو گنہ | کہ ز ہر دل تا دل آمد روزنہ
کہ ز دل تا دل یقین روزن بود | نے جدا و دور چون دو تن بود
متصل نبود سفال دو چراغ | نورشان ممزوج باشد در مساغ
ہیچ عاشق خود نباشد وصل جو | کہ نہ معشوقش بود جویا او
لیک عشق عاشقان تن زہ کند | عشق معشوقان خوش و فربہ کند
چون درین دل برق مہر دوست جست | اندران دل دوستی می دان کہ ہست
در دل تو مہر حق چون شد دو تو | ہست حق را بیگمان مہرے بتو
ہیچ بانگ کف زدن آید بدر | از یکے دست تو بے دست دگر
تشنہ می نالد کہ کو آب گوار | آب ہم نالد کہ کو آن آبخوار
جذب آبست این عطش در جان ما | ما از آن او و او ہم زان ما
حکمت حق در قضا و در قدر | کردہ ما را عاشقان یکدگر
جملہ اجزائے جہان زان حکم پیش | جفت جفت و عاشقان جفت خویش
ہست ہر جفتے ز عالم جفت خواہ | راست ہمچون کہربا و برگ کاہ
آسمان گوید زمین را مرحبا | با توام چون آہن و آہن ربا

آسمان مرد و زمین ہی نقل سے / جو کہ وہ ڈالے یہ پالے اسکو ہے
ہو گرمی اسمین ہووے تو وہ دی / جو تری اسمین نہو دے تو وہ دے
برج خاکی ہیں زمین کو دے مدد / برج آبی دے تری اسکو زمد
برج بادی ابر لائے اسکے سوا / تا کہ کھودے وہ بخار خبث کو
برج آتش دیوے گرمی شمس کو / جوں توا سرخ آگ سے ہو پشت و رو
آسمان عالم مین سرگردان ہی / مرد کرتا کسب جوں زن کے لیے
اور زمین گھر کرنا جوروپن کرے / دودھ اور جننے مین رہے
جان ہشیار اب زمین و چرخ کو / کام ہشیاروں کا جوں کرتے ہیں دو
گر مزا دو یار یہ باہم نہ لین / کیلیے جوں جفت باہم وہ ملین
بے زمین کب گل ولالہ اگے / آب و تاب آسمان سے کب جنے
اسلیے مادہ کو رغبت نر سے ہے / کام ایک کا دوسرے سے تا بنے
حق نے رغبت مرد و زن مین اسلیے / رکھی تا باقی جہان اوس سے رہے
رغبت ہر اک جز کی جز سے بھی کبھی / وصل سے دونوں کی پیدایش رہی
رات ہم آغوش رکھتی دن سے ہے / مختلف صورت مین پر شرکت رکھے
رات دن ظاہر مین دو ضد ہین دو سے / ہین حقیقت مین وہ دونوں ایک ہی
ایک چاہے ہر دو دیگر کو جون عزیز / تا ہو پورا کام اپنا با تمیز
کیونکہ نے آمد ہو بے شب طبع کو / روز مین پھر کیا کرے گی خرچ وہ

آسمان مرد و زمین زن در خرد / ہر چہ آن انداخت این می پرورد
چون نماید گرمیش بفرستد او / چون نماند تریش و نم ہم بداد
برج خاکی خاک ارضی را مدد / برج آبی تریش اندر دمد
برج بادی ابر سوی وے دہد / تا بخارات وخم را بر کشد
برج آتش گرمی خورشید ازو / ہمچو تابہ سرخ ز آتش پشت و رو
ہست سرگردان فلک اندر زمن / ہمچو مردان گرد مکسب بہر زن
وین زمین کدبانوئیہا می کند / بر ولادات و رضاعش می تند
پس زمین و چرخ را دان ہوشمند / چونکہ کار ہوشمندان می کنند
گر نہ از ہم این دو دلبر می مزند / پس چرا چون جفت در ہم می خزند
بے زمین کے گل بروید و ارغوان / پس چہ زاید ز آب و تاب آسمان
بہر آن میل ست در مادہ بہ نر / تا بود تکمیل کار ہمدگر
میل اندر مرد و زن حق زان نہاد / تا بقا یابد جہان زین اتحاد
میل ہر جزوے بجزوے ہم نہد / ز اتحاد ہر دو تولیدے جہد
شب چنین با روز اندر اعتناق / مختلف در صورت اما اتفاق
روز و شب ظاہر دو ضد و دشمن اند / لیک ہر دو یک حقیقت می تنند
ہر یکی خواہان دگر را ہمچو خویش / از پئے تکمیل کار و فعل خویش
زانکہ بے شب دخل نبود طبع را / پس چہ اندر خرج آرد روزہا

جذب کرنا ہر عنصر کا جنس اپنی کو کہ وجود مین آدمی کے قید ہی

جذب ہر عنصری جنس خود را کہ در ترکیب آدمی محتبس ست

خاک کہوے خاک تن کو لوٹ جا / چھوڑ جاں جون گل تو میری سمت آ
جنس میری ہے مرے پاس اچھی تو ہے / ہاں تو آ بہتر ہو وہ تن چھوڑ دے
وہ کہی سچ ہو ولے پابستہ ہوں / مثل تیری ہجر سے دل خستہ ہوں
ڈھونڈھے پانی پس تری کو جسم کی / کہ مرے پاس آ سفر سے اے تری
گرمی تن کو یہ کہتی نار ہے / کہ اب اپنی اصل کو آ نار سے
پس بہتر علتین اس جسم سے / عنصروں کے جذب بے رسی سے ہے

خاک گوید خاک تن را باز گرد / ترک جان گو سوی ما آ ہمچو گرد
جنس مائی پیش ما اولی ترے / بہ کزان تن وا رہی وین سو پرے
گوید آری لیک من پابستہ ام / گرچہ ہمچون تو ز ہجران خستہ ام
تری تن را بجویند آبہا / کای تری باز آ ز غربت پیش ما
گرمی تن را ہمے خواند اسیر / کز ناری راہ اصل خویش گیر
ہست ہفتاد و دو علت در بدن / از کشش ہای عناصر بے رسن

ملت آئے تا بدن کو توڑ دے | عنصر آپس میں ہر اک کو چھوڑ دو
چار مرغ عنصر کے بس پابند ہیں | موت ملت پاؤں انکا کھولدین
پاؤن جو آپس سے انکا ہیں کھلا | مرغ ہر عنصر کا جاتا ہے اڑا
جذب ان اصلوں کے اور ان فرع کے | رنج رکھتے ہیں ہمارے جسم پے
تاکہ اس ترکیب کو وہ توڑ دین | مرغ ہر جز اپنی اصلوں کو اڑین
حکمت حق مانع اس جلدی کی ہے | تا اجل وہ جمع صحت میں رکھے
کہوے اے اجزا اجل دیکھتے ہیں | مت اجل سے آگے اڑ خوبی نہیں
جبکہ ہر جز ڈھونڈھتا ہے اتفاق | کیسے ہو جان عزیز اندر فراق
جان جان بھی کہتی ہے اس جان کو | کہ ہمارے پاس آ ندا سے تو
جان جو اس ندا کو سنتی ہے | سوق حق میں چھوٹتی ہے عقل سے

ملت آید تا بدن را بگسلد | تا عناصر همدگر را وا دہد
چار مرغ اندر این عناصر بستہ پا | مرگ و رنجوری و ملت پاگشا
پایشان از همدگر چون باز کرد | مرغ ہر عنصر یقین پرواز کرد
جذبہ این اصلہا و فرعہا | ہر دمے رنجے نہد در جسم ما
تا کہ این ترکیبہا را بر درد | مرغ ہر جزوے باصل خود پرد
حکمت حق مانع آید زین عجل | جمع شان دارد بصحت تا اجل
گوید اے اجزا اجل مشہور نیست | پر زدن پیش از اجل تا سود نیست
چونکہ ہر جزوے بجوید ارتفاق | چون بود جان عزیز اندر فراق
جانِ جان جان را بخواند نیز ہم | کہ بجا این بند زین سو نہ قدم
چونکہ جان را این ندا آید بگوش | ز اشتیاق حق نہ بر زین عقل و ہوش

کھینچنا جان کا بھی طرف عالم ارواح کی اور راغب ہونا اسکا طرف جائے قرار اپنی کے اور چھٹنا اجزا اجسام سے کہ قید اسکی ہے

منجذب شدن نیز بعالم ارواح و تقاضا و میل او بمقر خود و منقطع شدن از اجزاء اجسام کہ کند او بند

جان کہوے اے جزو فرشی مری | ہوں میں غربت میں تیری غربت تلخ ہے
شل تن آب روان و سبزے سے | اسلیے کہ اصل اسکی اس سے ہے
میل جان ہے زندگی و زیست سے | کیونکہ جان کی لامکان ہی اصل ہے
میل جان ہے علموں اور علم سے | میل تن باغ اور انگوروں سے ہے
میل جان افزونی اعلا ہین سے ہے | میل تن اسباب کے ہے کسب سے
میل عشق برتری رکھتی ہے جان | پس کہیں وہ کہون اس سے جان
شرح اسکی گر کہوں تو ہو بڑی | ہووے ستر سیر کاغذ مثنوی سے
آدمی حیوان نبات اور ہر جماد | ہر مراد عاشق کی ہے بے مراد
بے مراد الفت مرادوں پر رکھیں | وہ مرادیں جذب اسکی پہ کریں
لیک میل عاشقان لاغر کرے | میل معشوقوں کا بس خوشتر کرے
عشق نے معشوق کو خوشتر کیا | عشق نے جانسوز عاشق کو کیا
کہربا عاشق ہے شکل بے نیاز | کاہ کوشش سے چلا وہ راہ دراز

گوید اے اجزاے پست فرشیم | غربت من تلخ تر من عرشیم
میل تن در سبزہ و آب روان | زان بود کہ اصل او آمد از آن
میل جان اندر حیات و در حی است | زانکہ جان لامکان اصل وی است
میل جان در حکمت است و در علوم | میل تن در باغ و راغ است و کروم
میل جان اندر ترقی و شرف | میل تن در کسب و اسباب علف
میل و عشق آن شرف ہم سوی جان | زین یحب و یحبون را بدان
گر بگویم شرح این بیحد شود | مثنوی ہشتاد من کاغذ شود
آدمی حیوان نباتی و جماد | ہر مرادے عاشق ہر بے مراد
بے مرادان بر مرادے مے تنند | وان مرادان جذب ایشان می کنند
لیک میل عاشقان لاغر کند | میل معشوقان خوش و فربہ کند
عشق معشوقان دو رخ افروختہ | عشق عاشق جان او را سوختہ
کہربا عاشق بشکل بے نیاز | کاہ می کوشد در آن راہ دراز

چھوڑ اسکو مشق عاشق کا وہان — چمکا سینہ اندر صدر جہان
بس دھواں اس عشق و غم کی آگ کا — جو گیا مخدوم مین مشفق ہوا
لیکن اوسکو ننگ اور ناموس سے — شرم آتی تھی کہ وہ ڈھونڈھا اسے
رحمت اوسکی زاہاں مسکین کی تھی — سلطنت اس لطف کی مانع ہوئی
عقل حیران کسنے کھینچا ہے اسے — یا کشش یاں پر وہاں سے آتی ہے
جلدی مت کر اس میں ہے نا واقفی — چپ رہو یا اللہ اعلم بالخفی
ہر گھڑی چپ ہوں میں ایسی بات مین — تو یہ ہردم کرتا ہوں سو بار میں
بندہ اسباب کو میں چھوڑ دون — کھینچنے والا ہے کھینچے کیا کروں
کون ہے کہ تجکو دلیل سے کھینچتا — اور نہ چھوڑے کہ تو دم مارے ذرا
سو ارادے تو سفر کے جو کرے — دوسری جا کھینچتا ہے وہ تجھے
اسلیے پھیرے ہے وہ ہر سو لگام — جاں سے اسوار کو تا اسپ خام
اسپ زیرک نیک پے ہے اسلیے — جانتا ہے کہ سوار اک مجھ پہ ہے
تیرے دل کو اس نے سو سودا دیا — بے مراد اور دل شکستہ کر دیا
توڑا بازو ارادے تیری رائے کا — کیوں نہو باز و شکن ہستی روا
توڑیں تدبیریں قضا نے جو تیری — کیوں نہو تجپر قضا قائم رہی

طاقت اندر سینہ صدر جہان — این رہا کن عشق آن بستہ دہان
رفتہ در مخدوم او مشفق شدہ — دود آن عشق و غم آتش کدہ
شرم می آید کہ وا جوید از و — لیکش از ناموس بوش آید برو
سلطنت زین لطف مانع آمدہ — رحمتش مشتاق آن مسکن شدہ
یا کشش زانسو بدین جانب رسید — عقل حیران کاین عجب او را کشید
لب بہ بند اللہ اعلم بالخفی — ترک عجلت کن کزین ناواقفی
تو بہ آرم ہر زمان صد بار من — لب ببندم ہر دم از پنہان سخن
آن کشندہ میکشد من چون کنم — کاین سخن را بعد ازین مدفون کنم
آنکہ می نگذاردت کہ دم زنی — کیست کت آن می کشد ای معتنی
می کشاند مر ترا جای دگر — صد عزیمت میکنی بہر سفر
تا خبر یابد ز فارس اسپ خام — زان بگرداند بہر سو آن لگام
کو ہمی داند کہ فارس بر ویست — اسپ زیرک ساز زان نیکو پی ست
بی مرادت کرد پس دل را شکست — او دلت را بر دو صد سودا ببست
چون نشد بر تو قضائی او درست — چون شکست او بال آن رای نخست
چون نشد ہستی ہال اشکن درست — چون قضایت حبل تدبیرت شکست

توڑنا ارادوں کا واسطے خبردار کرنے آدمی کے ہر کسو واسطے کہ وہ مالک ور حاکم ہے اور کبھی کبھی اوسکے ارادے کو نہ توڑنا کہ طبیعت اسکی ارادے پر رہے تا اسکو تنبیہ ہو

فسخ عزائم و نقض قصدہا جہت باخبر کردن آدمی ست ازانکہ مالک قاہر اوست دگاہ دگاہ عزم او را فسخ ناکردن تا طمع او در آید بر عزم کردن تا او را دیگر تنبیہ باشد

جملہ عزم و قصد اندر ماجرا — گاہے گاہے راست آتا ہے ترا
تا طمع سے دل ترا نیت کرے — پھر وہ نیت کو بھی تیری توڑ دے
بے مراد اب تجکو بالکل رکھتا وہ — کرتا مایوسی سے کب امید کو
رکھتا گر بے اختیاری سے امل — کرتی مقہوری اسکی بس خلل
عاشقوں پے بے مرادی سے ہوئے — باخبر مولا سے اپنے جان سے
بے مرادی خلد کی ہوئی رہنما — حفت الجنۃ کو سن ای خوش لقا

عزمہا و قصدہا در ماجرا — گاہ گاہ راست می آید ترا
تا بطمع آن دلت نیت کند — بار دیگر نیتت را بشکند
ور بکلی بی مرادت داشتی — دل شدی نومید امل کی کاشتی
ور نکاریدی امل از عورتش — کی شدی پیدا بر او مقہوریش
عاشقان از بی مرادیہای خویش — باخبر گشتند از مولای خویش
بی مرادی شد قلاوز بہشت — حفت الجنۃ شنو ای خوش سرشت

جو مرادین ہون شکستہ پا تری | کام جاری اُسکا ہی کرہی کوئی
پس شکستہ وضع ہین یہ عاقلان | پر کہان ہی وہ شکست بیدلان
ہین شکستہ عاقلان با اضطرار | ہین شکستہ عاشقان با اختیار
عاشق اوسکے بندگان محبس | عاشق اُسکے قندہ اور ہین شکری
ائتیا کرہاً ہی عاقل کی بہار | ائتیا طوعاً ہو بیدل کی مہار

چون مرادات ہمہ اشکستہ پاست | پس کسے باشد کہ کام او رواست
پس شدند اشکستہ دش این عاقلان | لیک کو خود آن شکست بیدلان
عاقلان اشکستہ اش از اضطرار | عاشقان اشکستہ با صد اختیار
عاقلانش بندگان بندی اند | عاشقانش شکری و قندی اند
ائتیا کرہاً مہار عاقلان | ائتیا طوعاً بہار بیدلان

دیکھنا پیغمبر علیہ السلام کا قیدیونکو اور تبسم کرنا اور یہ حدیث فرمانا کہ عجبت من قوم یجرون الی الجنۃ بالسلاسل و الاغلال

دیکھا حضرت نے گروہ قیدیان | کر لیے جاتے تھے وہ تھے بانغان
دیکھی انکو قید مین جو آپ نے | غم کن انکھون سے تھے انکو دیکھتے
تا رسول پاک پے از رہ غضب | چاہتا ہر اک تھا اپنے دانت لب
کیا مجال اس غصہ سے کچھ کہہ سکین | کیونکہ تھے وہ قہر کی زنجیر مین
کھینچے انکو سپاہی سوے شہر | کیونکہ کفرستان سے لیجائے بقہر
نے زر نے فدیہ لیتا ہے کوئی | نے شفاعت آسکے سب سردار کی
رحمت عالم یونہین کہتے ہین وہ | کاٹتے ہین اک جہان کی حلق کو
جاتے تھے وہ با ہزار انکار کے | طعنہ ہونٹون مین شہ کے کام پے
کر لیا چارہ میان چارہ نہین | سنگدل یہ مرد ہے اے ہمنشین
ہم ہزارون مرد جنگی سیر ہین | چند مفلس کی پڑے ہین قید مین
ایسے عاجز کیونکر ہم ہوے | یا کہ قسمت سے و یا کہ سحر سے
بخت ہمارا اچھا انکے بخت نے | تخت ہمارا الٹا انکے تخت نے
کار گر جادو سے کام انکا ہوا | نے چلا جادو ہمارا جو کیا
کی بتون سے اور خدا سے یہ دعا | کر اکیلا ہمکو اگر ہین کج ادا

نظر کردن پیغمبر علیہ السلام با اسیران و تبسم نمودن و این حدیث گفتن کہ عجبت من قوم یجرون الی الجنۃ بالسلاسل و الاغلال

دید پیغمبر یکے جوق اسیر | کہ ہمی بردند و ایشان در نفیر
دیدشان در بند آن آگاہ شیر | می نظر کردند در وے زیر زیر
تا ہمی خائید ہر یک از غضب | بر رسول صدق دندانہا و لب
زہرہ نے تا آن غضب کہ دم زنند | زانکہ در زنجیر قہر او دَه اند
می کشاندشان موکل سوے شہر | می برد از کافرستان شان بقہر
نے فدائے می ستاند نے زرے | نے شفاعت مے رسد از سرورے
رحمت عالم ہمے گویند او | عالمے را مے برد حلق و گلو
با ہزار انکار مے رفتند راہ | زیر لب طعنہ زنان بر کار شاہ
چارہ ہا کردیم و اینجا چارہ نیست | خود دل این مرد کم از خارہ نیست
ما ہزاران مرد شیر الب ارسلان | با دو سہ عریان سست نیم جان
اینچنین درماندہ ایم از کژرویست | یا ز اختر ہاست یا خود جادویست
بخت ما را بر درید آن بخت او | تخت ما شد سرنگون از تخت او
کار او از جادوئی گر گشت راست | جادوئی کردیم ما ہم چون برفت
از بتان و از خدا درخواستیم | کہ بکن ما را اگر کژ ناراستیم

تفسیر ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح طعنہ زن کہتے تھے کہ ہمسے و محمد سے جو کہ حق پر ہے فتح و نصرت دا ور

تفسیر ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح طاعنان می گفتند کہ از ما و محمد آنکہ حق ست فتح و نصرتش بدہ

یہ لیلے کہتے تھے کہ گمان رکھتے تھے کہ ہم حق پر ہین اور طالب حق کے بے غرض ہین اب محمد منصور ہوئے

ہم سے اور اس سے جو کوئی حق ہو | فتح اوسکی جاوے نصرت اسکو دے
یہ بہت ہم نے دعا کی اور صلوٰۃ | آگے لات اور آگے عزی و مناۃ
کہ اگر وہ حق ہے غالب اسکو کر | گر نہ حق ہو اسکو مغلوب اسکو کر
دیکھا ظاہر ہمنے وہ منصور تھا | ہم تھے ظلمت بالکل اور وہ نور تھا
ہر جواب یہ کہ تم تھے چاہتے | ہو گیا ظاہر کہ تم بے راہ تھے
پھر اس اندیشہ کو اپنی فکر سے | تھے جلاتے دفع کرتے ذکر سے
دیکھی اپنا فکر ہے ادبار سے | رسوا اب سکا درست اب دیں ہے
کیا ہوا گر غالب آیا چند بار | کرتا غالب ہے ہر اک کو روزگار
پھر اس اندیشہ کو اپنی فکر سے | تھے جلاتے دفع کرتے ذکر سے
ہم بھی بخت اور زمانے سے ہوئے | بار ہا آن پے مظفر ہم رہے
پھر وہ کہتے گرچہ اسکو دی شکست | دہ شکست اندر ہوئی کیونکر نہ پست
بدبختی نے شکست اندر انھیں | تا دیاں پنہاں بہت دی گئی کریں
کہ شکستوں سے وہ عاجز ہوئے | کہ نہ غم نے ذرا انکو آس مین ہے
جو ہو مغلوبی نشان مومنان | خوبی مومن کی شکست اندر عیان
مشک عنبر کو اگر توڑے جو تو | اک جہاں خوشبو سے پر کر دے انکو
گر تو توڑے ناگہاں سرگیں خر | گھر کو بدبو سے تو بھر دے سر بسر
مشک کو گوبر سے جدا پاکو ن سے | آب کو پیشاب داطلس ٹاٹ سے

واین بدان می گفتند کہ گمان داشتند خود بر حق اند وطالب حق بے غرض اکنون محمد منصور شد

آنکہ حق دراست از ما و د د | نصرتش دہ نصرت او ما بجو
این دعا بسیار کردیم و صلوٰۃ | پیش لات و پیش عزی و مناۃ
کہ اگر حق ست او پیداش کن | ور نہ باشد حق زبون اش کن
چونکہ وا دیدیم او منصور بود | ما ہمہ ظلمت بدیم او نور بود
این جوابست کانچہ خواستید | گشت پیدا کہ شما ناراستید
باز این اندیشہ را از فکر خویش | کور می کردند و دفع از ذکر خویش
کاین تفکر ہم از ادبار رست | کہ صواب او شود در دل درست
خود چہ شد گر غالب آید چند بار | ہر کسے را غالب آرد روزگار
باز این اندیشہ را از فکر خویش | کور می کردند و دفع از ذکر خویش
ما ہم از ایام بخت آورشدیم | بار ہا بر وے مظفر آمدیم
باز مے گفتند اگرچہ اوشکست | چون شکست ما نبود از لیت و ست
زانکہ بخت نیک او را در شکست | دار فند شادی پنہاں دیر و ست
کو باشکستہ نمی مالت ہیچ | کہ نہ غم بود تش دران سیج پیچ
چون نشان مومنان مغلوبی ست | لیک در اشکست مومن خوبی ست
گر تو مشک و عنبرے را بشکنی | عالمے از رفع ریحان پر کنی
ور شکستی ناگہان سرگین خر | خانہا پر گند گردد سر بسر
کہ کند خود مشک با سرگیں نباس | آب را با بول و اطلس با پلاس

بیان اسکا کہ پھر اور رسول علیہ السلام حدیبیہ سے تو حق تعالیٰ نے لقب اسکا فتح رکھا کہ انا فتحنا لک فتحاً صورت مین قفل و معنی مین فتح تھا جیسے کہ ٹوٹنا جیسے نافہ کا معنی مین درستی اسکی ہے

جو حدیبیہ سے پھرتے دم رسول | فکر مین تھے اور غمگین و ملول

بیان آنکہ بیراد بازگشتن رسول علیہ السلام از حدیبیہ حق تعالیٰ لقب آن فتح کرد انا فتحنا لک فتحاً بصورت غلق بود و بمعنے فتح چنانچہ شکستن نافہ بمعنی درستی اوست

بود وا گشت حدیبیہ رسول | در تفکر بود غمگین و ملول

حق سے جبریل سے ناگہان | دولت انا فتحنا کی بیان
حق سے پیغام آیا انکو کر تو جا | مت ہو غمگین فتح سے نصرت کیا ہوا
لنقد تحقیق اس شکست اندر فتحین | اس فلان قلعہ فلان تیرے کے ہین
دیکہہ آخر کو پھرے جب مصطفے | کیا قریظون اور نضیرون پر کیا
قلعہ بھی اور گرد اوس کے شہر بھی | چھینے اور ملک غنیمت سبکو لی
کو نہین ہر دو تو دیکھے اس قوم کو | رنج و غم پر عاشق و والہ ہین وہ
زہر کو مثل شکر کہاتے ہین وہ | خار غم مثل شتر چرتے ہین وہ
واسطے غم کے نہ عشرت کے لیے | انکو یہ پستی بلندی مثل ہے
ہین بہت شاد اندر چاہ کے | ایسی ہی ڈرتے ہین تخت تاج سے
ہین فقیری مین وہ چون سو شہریار | ہین خزان فاقہ سو مین جون بہار
جو کہ ہو ہمراہ دلبر ہمنشین | آسمان پر ہو وہ نہ زیر زمین

ناگہان آمد ز حق سوی رسل | دولت انا فتحنا زد دہل
آمدش پیغام از دولت کہ رو | تو ز منع این ظفر غمگین مشو
کاندرین خواری نقدت فتحہاست | نک فلان قلعہ فلان بقعہ تراست
بنگر آخر چون کہ واگردید تفت | بر قریظہ و بر نضیر از وی چہ رفت
قلعہا ہم گرد آن دو بقعہا | شد مسلم وز غنیمت نفعہا
ور نباشد آن تو بنگر کین فریق | ز غم و رنج اند مفتون و عشیق
زہر خواری را چو شکر میخورند | خار غمہا را چو اشتر میچرند
بہر عین عشق نہ از بہر ربح | این تسافل حی ایشان چون ربح
آنچنان شاد اند اندر قعر چاہ | کہ ہمی ترسند از تخت و کلاہ
در فقیری ہر یکی صد شہریار | در خزان فاقہ صد چون بہار
ہر کجا دلبر بود خود ہمنشین | فوق گردونست نہ زیر زمین

تفسیر حدیث لا تفضلونی علی یونس بن متی الی آخرہ

بولے پیغمبر کو معراج اب مری | ہے نہین معراج یونس سے بڑی
میری اوپر اونکے نیچے فلک ہے | کیونکہ قرب حق فزون اندازہ سے
جانا اسفل سے عالی پر قرب نے | چھوٹنا ہستی کو اپنی قرب ہے
نیست کو نے یا بلندی کی نہ زیر | نیست کو نے دور جلدی اور نہ دیر
کارگاری صنع حق کی نیستی | جانے کیا مغرور ہستی نیستی
رکھتی وہ حاصل ہوا انکی شکست | کب مقابل انکے ہوا اپنی شکست
اسطرح یہ خوش ہین ذلت مین وہ شاہ | جیسے ہم ہنگام اقبال اور داد
مفلسی انکی ہر کہتی اور غلو | فقر و خواری انکی ہے جاہ و علو
ایک بولا اسطرح تم گروہ مین | کیون ہنسے وہ جو بندھا دیکھا ہمین
کیونکہ وہ بدلا گیا اور شاد ہے | یہ نہین آزاد اس زندان سے
دشمنون کے قہر پر کیون شاد ہے | اور کیون اس فتح سے آباد ہے
بولا شیرون پر جو انکی خوش ہوئی | فتح و نصرت اوسکو بس آسان ملی

تفسیر خبر لا تفضلونی علی یونس بن متی الی آخرہ

گفت پیغمبر کہ معراج مرا | نیست از معراج یونس اجتبا
آن من بالا و آن او نشیب | زانکہ قرب حق برونست از حسیب
قرب و ترا این بیا لاجستن ست | قرب حق از حبس ہستی رستن ست
نیست را چہ جای بالا ست و زیر | نیست را نہ زود و نہ دور و نہ دیر
کارگاہ و صنع حق در نیستی ست | غرہ ہستی چہ دانی نیست چیست
حاصل این اشکست ایشان ای کیا | می نماند ہیچ با اشکست ما
آنچنان شادند در ذل و تلف | ہمچو ما در وقت اقبال و شرف
برگ بی برگی ہمہ اقطاع اوست | فقر و خواری افتخارست و علوست
آن یکی گفت از جہالت آن فرید | چون بخندید او کہ ما را بستہ دید
چونکہ او مبدل شدست اشادیش | نیست زین زندان کنون او دلخوشیش
پس بقہر دشمنان چون شاد شد | چون از او فتح و ظفر بر باد شد
شاد شد جانش کہ بر شیران نر | یافت آسان نصرت و فتح و ظفر

اردو	اردو	فارسی	فارسی
جانتا ہم سے وہ نہیں آزاد ہے	سے بروں دنیا میں سوا دل شاد کے	پس بدانستم کو آزاد نیست	جز مدیار ول خوش و شاد نیست
ورنہ کیوں ہنستا کہ اہل لامکاں	ہیں بدل نیکوں پہ مشفق مہرباں	ورنہ چون خندد کہ اہل آن جہان	بر بد و نیک اند مشفق مہربان

آگاہ ہونا پیغمبر کا اوپر طعن طعنہ زنوں کے وبدگوئی انکی کے | آگاہ شدن پیغمبر بر طعن طاعنان وشماتت ایشان

اردو	اردو	فارسی	فارسی
چپکے چپکے قیدی وہ سب گفتگو	بات یہ آپس میں اندر بحث کے	این بگفتند در زیر زبان	آن اسیران باہم اندر بحث آن
تا سپاہی سن سکے پس منہ سے ہو	اور کہے یہ بات وہ سلطان کو	تا موکل نشنود دیر ماجرا	خود سخن درگوش آن سلطان شد
نے سنا گرچہ سپاہی نے سخن	پر سنا اُس نے کہ وہ تھا اس لدن	گرچہ نشنیدان موکل این سخن	رفت درگوشے کہ آن بد من لدن
سنے ملی یوسف کی پیراہن کی بو	لانے والے کو ملی یعقوب کو	بوئے پیراہان یوسف راندید	آنکہ حافظ بود و یعقوبش شنید
آسماں پر سنے شیاطین نے سنا	بھید لوح غیب داں کا بر ملا	آن شیاطین بر عنان آسمان	نشنوند آن سر لوح غیب دان
سوئے تھے بستر پہ اپنے مصطفےٰ	بھید نے اسکو جگایا گرد آ	آن محمد خفتہ و تکیہ زدہ	آمدہ سر گرد او گردان شدہ
کھائے وہ حلوا کہ روزی اسکی ہو	ہوتے اسکو تو دراز انگلی رکھے	آن خورد حلوا کہ روزیش ست با	آن نہ کانگشتان او باشد دراز
نجم ثاقب سے نگہباں دیو کا	کہ چرائے وہ نہ سر مصطفےٰ	نجم ثاقب گشتہ حارس دیو ران	کہ بہل دزدی احمد سر سان
جان والے صبح سے دکاں پہ	ڈھونڈہ جا مسجد میں رزق اللہ سے	اے دویدہ سوی دکان از پگاہ	ہین بمسجد رو بجو رزق اِلٰہ

جواب دینا رسول علیہ السلام کا قیدیونکو دلکی بات کا | جواب رسول علیہ السلام ضمیران اسیران را

اردو	اردو	فارسی	فارسی
بولے احمد بھید انکا جان کے	وہ نہ تھا میرا تبسم جنگ سے	پس رسول آن گفت شان را فہم کرد	گفت آن خندم نبودم از نبرد
وہ ہیں مردہ اور پوسیدہ فنا	کب ہی مردی دوسرے کو مارنا	مردہ اند ایشان و پوسیدہ فنا	مردہ کشتن نیست مردی پیش ما
دو نہیں کہا میں سہ کو بلکہ پچھاڑ دوں	ہیں لڑائی میں جو پاؤں کا رُو دن	خود کہ اند ایشان کہ سہ گردد شگاف	چونکہ پایم اندر صفاف
بلکہ تم آزاد تھے اور خود رہا	دیکھا تھا ایسے ہی تمکو بندھا	آنگہی کازاد بودید و مکین	من شما را بستہ می دیدم چنین
تم ہو نازاں خاندان وملک سے	اونٹ کو سمجھے بری عاقل جانتے	اے بنازیدہ بملک و خاندان	نزد عاقل اشترے بر نردبان
نقش تن کا بھید جبکہ کھل گیا	آنے والی شے کو دیکھا ظاہرا	نقش تن را تا فتاد از بام طشت	پیش چشمم کل آت آت گشت
دیکھتا ہوں غورہ میں مے کو عیاں	دیکھتا ہوں نیستی میں شے عیاں	بنگرم در غورہ مے بینم عیان	بنگرم در نیست شے بینم عیان
دیکھتا ہوں عالم سر کو نہاں	آدم وحوا نہ تھے اسدم عیاں	بنگرم سر عالمے بینم نہان	آدم و حوا نرستہ از جہان
میں نے تمکو وقت ذرات الست	دیکھا ہی پابند اور منکوس پست	من شما را وقت ذرات الست	دیدہ ام پابستہ منکوس و پست
تب سے پیدا پس سے اس افلاک کے	جو کہ جاتا تھا نہ افزون اس سے ہے	از حدوث آسمان بے عمد	آنچہ دانستہ بدم افزون نشد

مین نے تجھکو سرنگون دیکھا جو ہی | اس سے پہلے کہ ہون پیدا خاک سی
نے نیا دیکھا کہ اب خوش ہو نہین | یہ تمہارے دیکھا اب اقبال مین
قہر مخفی مین تھے اور سدم قہر کو | قند سا کہاتے وہ دیکھا تا زہر کو
قند پر زہر ایسا کھاتے جو | میوے کے خوش تجھکو سد کیا ایسی ہو
کہاتے تھے خوش ہو کے تم اس زہر کو | کان پکڑا اس وقت سے پوشیدہ ہو
مین نہین کرتا غزا تا اس لیے | تا جہان لون اور فتح ہووے مجھے
یہ جہان مردار ہے قیمت رکھے | ایسے کب مردار پر حرص ہو مجھکو
سگ نہین تا پرچم مردہ کرون | مین ہون عیسےٰ کہ مین زندہ کرون
اسلیے مین صف شکن ہو لنین جنگ مین | تا ہلاکت سے چھڑاؤن مین تمھین
اسلیے نے ذبح کرتا ہون مین جنگ مین | تا ہلاکت سے چھڑاؤن مین تمھین
اسلیے کاٹون تمھارا مین گلا | اس گلے سے ایک عالم ہو رہا
کہ تم اپنی جہل سے پروانہ دار | پیش آتش حملہ کرتے ہو ہزار
اسلیے مین ہانکو شل مست | آگ مین گرنے سے اپنے با دو دست
اپنی فتحین جو کہ تم سمجھے جاتے | تخم منحوسی کا تم تھے گار رہے
باپ دادا کو برا کہتے تھے تم | اژدہا کے سمت مین جاتے تھے تم

من شما را سرنگون می دیده ام | پیش زان کز آب و گل بالیده ام
نو ندیدم تا کنم شادی بدان | این همی دیدم دران اقبالتان
بسته قهر خفی آنگه چه قند | قند می خوردید زهر آلوده چند
آنچنان قندی پر از زهر از عدو | نوش می نوشید چون شکر آید برو
با نشاط آن زهر می کردید نوش | مرگتان خفیه گرفته هر دو گوش
من نمی کردم غزا از بهر آن | تا ظفر یابم فرو گیرم جهان
این جهان جیفه ست مردار و رخیص | بر چنین مردار چون باشم حریص
سگ نیم تا پرچم مرده کنم | عیسیم آیم که تا زنده اش کنم
زان همی کردم صفوف جنگ چاک | تا رهانم من شما را از هلاک
زان نمی برم گلوهای بشر | تا مرا باشد ز کر و فر و حشم
زان همی برم گلوی چند تا | زان گلوها عالمی یابد رها
که شما پروانه وار از جهل خویش | پیش آتش می کنید این حمله کیش
من همی رانم شما را همچو مست | از در افتادن آتش با دو دست
آنکه خود را فتح ها پنداشتید | تخم منحوسی خود می کاشتید
یکدگر را جد می خواندید | سوی اژدرها فرس می راندید

بیان اوسکا کہ پائی آسودگی ہی مقہوری مین ہی

غصہ تم ہوتے وا ندر قہر کے | قہر سے تم حق کے خود مقہور سے
زر چرایا چور خواجہ پر کیا | وہ چراتا تھا کہ مالک آگیا
وہ اگر خواجہ سے اسدم بھاگتا | مالک اسپر تشدد رکھتا روا
قاہری مقہوری بس تھی چور کی | قہر نے اسکے بس اسکی جان لی
غالبی خواجہ پہ ہووے اوسکی دام | تا کہ مالک آ کے لیوے انتقام
اے تو زمخلوق پر غالب ہوا | اور جنگ غالبی مین تو پڑا
اسنے بس قصداً بھگایا انکو ہے | تا تمھین حلقہ مین لائین کھینچ کے
تھم تو مت جیتے ان بھاگون کے جا | تا انھو حلقہ بگوش انکا سدا

بیان آنکه طاغی در عین قاهری در مقهوریست

قهر می کردید و اندر عین قهر | خود شما مقهور قهر شیر دهر
دزد قهر خواجه کرد و زر کشید | او بدان مشغول بد والی رسید
گر ز خواجه آن زمان بگریختی | کی بر او والی حشر انگیختی
قاهری دزد مقهوریش بود | زانکه قهر او سر او را ربود
غالبی بر خواجه دام او شود | تا رسد والی و بستاند قود
ای که تو بر خلق چیره گشته | در نبرد و غالبی آغشته
آن بقاصد منهزم کردست شان | تا ترا در حلقه آرد کشان
این عنان درکش پی این منهزم | در مران تا تو نگردی منخرم

پھاندین اس حیلہ تکو دام میں | دیکھے تو کیا سبھوں کو عام میں
عقل کب اس عالمی سے ہو وے شاد | دیکھا جو اس عالمی میں رشاد
چشم آئی ہے عقل و دین | حق کی سرمہ سے اپنے سرگین
خم کر اپنی دشمنیاں | اہل جنت دیکھی یہین نہ زیان
اپنے ترم سو زطن سے دھیان سے | یہین ضعف دین دیکھے نقصان ہو
یہ سنا و شنیدہ اندر قرون | حکمت لولا رجال مومنون
قرص سے لڑنا ہوا گفار سے | مومنون کی اس خلاصی کے لیے
قصہ عہد حدیبیہ کہو | کف ایدیکم سب اسے جان لو
خود کو غالب پایا اندر جنگ کے | آپ خدا کے دام کے شکار ہے
ما رمیت اذ رمیت یا خطاب | گر ہوا والله اعلم بالصواب
اسلیئے میں بنتا ہوں زنجیر سے | کھینچیں ناگاہ پکڑا ہیں سب
اسلیئے بنتا ہوں میں زنجیر سے | کھینچتا ہوں تمکو جانب باغ کے
ای عجب بے امن آتش سے تھیں | سوی گلشن کھینچکر لاتا ہوں میں
پھالنس زنجیروں کی تیغ سے تھین | سوی جنت کھینچکر لاتا ہوں میں
ہر مقلد کو سوے حق ایسے ہی | نیک و بد سی راہ میں کھینچیں سبھی
خوف کی زنجیر میں یہ داستان | جملہ جاتے ہیں بغیر اولیا
جنگ کے مانند یہ رہ طے کریں | ان سوا جو واقف اسرار ہین
کر تو کوشش نور روشن ہو ترا | تا سلوک راہ آسان ہو بجا
صبر سے لیجا ہین مکتب طفل کو | فائدہ سے کیونکہ ناواقف ہو وہ
جب ہوا واقف چلے مکتب خوشی | جان خوش چلنے سے اسکی بس رہے
جاتا ہے مکتب کو ناخوش طفل جو | نہ دیکھا اسنے اپنے نفع کو
جب میں جو تھوڑی اجرت کو دے | رات بھر جون چور وہ جگتا رہے
کر تو کوشش اجرت طاعت ملے | تب مطیعوں پر حسد ہووے تجھے
ایتیا کرہا مقلد تو ہوا | ایتیا طوعا ہوا اہل صفا
یہ محب حق کا ہر علت کے لیے | بے غرض وہ دوسرا محبوب ہے

چون گشائت مزین حیلہ بدام | حلہ بیچ جدا از ان امرہ تمام
نقل از این عالم تبدل کی گشت شاد | چون درین عالم شدی دیدار دیت
سیر چشم آمد خرد بینائی بیش | کہ خدا ت سرمہ کرد از کحل خویش
گفت پیغمبر کہ مستبدا نہ فنون | اہل جنت از خصومت بار بون
از کمال حزم و سوء ظن خویش | نے ز نقص و بدلے و ضعف کیش
در فراد ان شنودہ در کمون | حکمت لولا رجال مومنون
دست کوتاہی ز کفار لعین | فرض شد بہر خلاص مومنین
قصہ عہد حدیبیہ بخوان | کف ایدیکم تمامت زان بدان
نیز اندر غالبی ہم خویش را | دید او مغلوب دام کبریا
ما رمیت اذ رمیت آمد خطاب | گم شد او والله اعلم بالصواب
زان ہمی خندم من از زنجیرتان | کہ بگیرم ناگہان شمشیرتان
زان ہمی خندم من از زنجیر و غل | می کشم تان سوی سروستان و گل
ای عجب کز آتش بی زینہار | بستہ می آریم تان تا سبزہ زار
از سوی دوزخ بزنجیران گران | میکشم تان تا بہشت جاودان
ہر مقلد را درین رہ نیک و بد | ہمچنان بستہ بحضرت می کشد
جملہ در زنجیر و بیم و ابتلا | می روند این بغیر اولیا
می کشند این راہ را بیگار را | جز کسانی واقف از اسرار او
جہد کن تا نور تو رخشان شود | تا سلوک خدمتت آسان شود
کودکان را می بری مکتب بزور | زانکہ ہستند از فواید چشم کور
چون شود واقف بمکتب می دود | جانش از رفتن شگفتہ می شود
می رود کودک بمکتب پیچ پیچ | چون ندید از مزد کار خویش ہیچ
چون کند در کیسہ دانگی دست مزد | آنگہی بیخواب گردد شب چو دزد
جہد کن تا مزد طاعت در رسد | بر مطیعان آنگہت آید حسد
ایتیا کرہا مقلد گشتہ | ایتیا طوعا صفا بسرشتہ
این محب حق ز بہر علتی | وان دگر را بی غرض خود خلتی

دودھ کے خاطر یہ دائی دوست ہے | دوسرا عاشق ہے پی پی کے لیے
طفل اسکے حسن سے آگاہ نہین | در سوا دودھ اوسکے وہ لوٹ نہین
دوسرا عاشق ہے خود اس دائی کا | بے غرض ہے عشق اک رنگ سا
پس محب حق کا ہے باخوف رجا | دفتر تقلید پڑھتا ہے سدا
وہ محب حق کا کہان حق کے لیے | گر غرض علت سے بالکل دور ہے
گر یہ ہے یادہ ہو طالب لیرا سے | جذب حق کا سوے حق لیجاتا ہے
گر محب حق کا ہے وہ لغیرہ | کے ینال دائما من خیرہ
یا محب حق کا ہے وہ لعینہ | لا سواہ خائفا من بینہ

این محب دایہ لیک از بہر لیک | وان دگر دل دادہ بہر آن متیر
طفل را از حسن او آگاہ نے | غیر شیر او را ز دو لخواہ نے
وان دگر خود عاشق دایہ بود | بے غرض در عشق یکرایہ بود
پس محب حق باامید و بترس | دفتر تقلید میخواند بدرس
وان محب حق ز بہر حق کجاست | کہ ز اغراض و علتہا جداست
گر چنین و گر چنین چون طالب ست | جذب حق او را سوی حق جاذب ست
گر محب حق بود لغیرہ | کے ینال دائما من خیرہ
یا محب حق بود لعینہ | لا سواہ خائفا من بینہ

جذب معشوق کا عاشق کو

جذب معشوق عاشق را

من حیث لا یعلم العاشق ولا یرجوہ ولا یخطر ببالہ ولا یظہر من ذالک الجذب اثر فی العاشق الا الخوف الممزوج بالیاس مع دوام الطلب

من حیث لا یعلمہ العاشق ولا یرجوہ ولا یخطر ببالہ ولا یظہر من ذالک الجذب اثر فی العاشق الا الخوف الممزوج بالیاس مع دوام الطلب

یہ تلاش ان دو کی بس اس سے سوا ہے | کشش دل کی بس آئی جوت سے ہے
آیا مین اس جا کر دو صدر جہان | گر نہ رکھتا جذب عاشق کا نہان
ہوتا کب بے صبر مجبوری سے دو | آتا کب دوڑ کر بھرا ز ار کو
میل معشوقون کا ہے خفیہ نہان | میل عاشق کا ہے بادہ بلند فغان
اک حکایت اس جگہ ہے معتبر | لیکن از بس ہے بخاری منتظر
چھوڑا مین نے جو ہے اسکو جستجو | دیکھیے تا مرنے سے پہلے یار کو
تا وہ چھوٹے موت سے پائے نجات | کیونکہ دید یار ہے آب حیات
جبکہ دید اوسکی نہووے دفع مرگ | کیونکہ دید یار ہے آب حیات
کام ہے وہ کام اے شائق تجھین | موت آتا ہو وے خوش اس کام سے
صدق ایمان کی نشانی اسکو جان | جو تجھے خوش آئے مرگ اپیلوان
گر نہ حاصل تجھکو یہ ایمان ہو | جو نہ کامل ہے کمل وھونڈھ تو

ہر دو را این جستجو ہا در رست | این گرفتاری دل زان دلبر ست
آمدیم آنجا کہ در صدر جہان | گر نبودی جذب آن عاشق نہان
ناشکیبا کے بدے او از فراق | کے دوان باز آمدی سوی وثاق
میل معشوقان نہان ست و ستیر | میل عاشق با دو صد طبل و نفیر
یک حکایت ہست اینجا ز اعتبار | لیک عزم شد بخاری زانتظار
ترک آن کردیم کو در جستجوست | تا کہ پیش از مرگ بیند روی دوست
تا رہد از مرگ و یابد او نجات | زانکہ دید دوست ست آب حیات
ہر کہ دید او نباشد دفع مرگ | دوست نبود کہ نی میوہ ش نہ برگ
کار آن کارست اے مشتاق مست | کاندر آن کار ار رسد مرگت خوش ست
شد نشان صدق ایمان ای جوان | آنکہ آید خوش ترا مرگ اندر آن
گر نشد ایمان تو اے جان چنین | نیست کامل رو بجو اکمال دین

اردو		فارسی	
کام میں تجھکو ہوئی تب مرگ یار	یار وہ ہو وے پسند اور ہو وے یار	ہر کہ اندر کار تو شد مرگ دوست	مرد لی تو نہ کراہت دوست اوست
ناپسندی جو گئی تو مرگ ہے	مرگ کی صورت ہی اور بدلے تجھے	چون کراہت رفت آن خود مرگ نیست	صورت مرگ است نقلان کردنیست
ناپسندی جو گئی مرنا ملا	پیچ ہوا کر مرنا بس جانا رہا	چون کراہت رفت مردن نفع شد	پس درست آمد کہ مردن نفع شد
دوست حق ہر وہ کوئی کرے کہی	کہ میں تیری ملک اور میری تو ہی	دوست حق ست و کسی کش گفت او	کہ توئی آن منی و من آن تو

پہونچنا عاشق بخاری کا خدمت میں صدر جہاں کے

رسیدن بخاری عاشق دربندگی صدر جہان

اردو		فارسی	
بس تو عاشق آئے ہر کر عشق نے	بادما جیل من مسجد میں ہے	گوش دار اکنون کہ عاشق میرسد	بستہ عشق او ما جبل من مسد
اس نے دیکھا جو رخ صدر جہاں	گویا اس کا اڑ گیا بس مرغ جاں	چون پدید او چہرۂ صدر جہان	گو یا پرید ز تن مرغ جان
جان دی بانان کو تو دیسی چوب کی	بیٹھا ملک جاودان کے تخت پر	جان بجانان داد او خود باز رست	بر سریر ملک جاویدان نشست
خشک لکڑی کی طرح وہ تن ہوا	سرد سر سے پاؤں تک وہ ہو گیا	ہمچو چوب خشک افتاد آن تنش	سرد شد از فرق سر تا ناخنش
چھڑکی خوشبو ایسے ہر چند اور گلاب	نے کری کچھ حرکت اسنے نے خطاب	ہر چہ کردند از بخور و از گلاب	نے بجنبید و نہ آمد در خطاب
شام لے آیا بخارا دیکھے بجوہر	جیدیوے شہ کو وہ ہو با فر و نور	کاز آید از بخارا و بخور	جز کہ بوئے آن شہ با فر و نور
زرد رو دیکھا جو اسکا شاہ نے	بس گیا پاس اوسکے اترا اسپ سے	شاہ چون دید آن عشر زرد او	پس فرود آمد ز مرکب سوی او
بولا عاشق یار کو ہر دم ڈھونڈتا	جبکہ معشوق آیا وہ عاشق گیا	گفت عاشق دوست جوید تیز گفت	چونکہ معشوق آمد آن عاشق برفت
حق تو عاشق ہے اور بس حق ہی ہے	جاوہ آئے نے خودی تجھ میں رہی	عاشق حق و حق آنست کو	چون بیاید از تو نبود تار مو
جون تو سے سو فانی اوسکے رو برو	نفی پر عاشق ہی ایسی حاجت تو	صد چو تو فانی ست پیش آن نظر	عاشقی بر نفی خود خواجہ اگر
سایہ اور عاشق ہی تو خورشید کا	شمس آئے جلد ہو سایہ فنا	سایہ و عاشق بر آفتاب	شمس آید سایہ لا گردد شتاب
نکلے جو خورشید باہر شوق سے	نے ستارہ اور نہ شب باقی رہے	چونکہ سر بر زد ز مشرق قرص خور	نہ ستارہ ماند و نہ شب تر
عشق اندر زور سے دل میں آئے جب	عقل باہر لائے بس ساماں کو	زور دل چونکہ عشق آید درون	عقل رفت خویش ندا ز برون
جیسے شیر آکے آہو سے ملا	سے جیرآ ہو ہوا اپنے خود گرا	ہمچو شیرے خورد با آہو دو چار	گشت ہو بیجہ افتاد راز
جیسے مچھر نے ہوا کی لائے تاب	تو سمجھ واللہ اعلم بالصواب	ہمچو ر در پشہ چیست تند باد	فہم کن واللہ اعلم بالصواب

انصاف چاہنا مچھر کا سلیمان علیہ السلام سے نسیم ظلم کے

داد خواستن پشہ از باد بحضرت سلیمان علیہ السلام

اردو		فارسی	
مچھر آیا باغ سے مال تباہ	اور سلیمان سے ہوا وہ داد خواہ	پشہ آمد از حدیقہ واز گیاہ	در سلیمان نبی شد داد خواہ
اے سلیمان جاری تیرا عدل ہی	شیطان اور انسان اور جنات پے	کائے سلیمان معدلت می پروری	بر شیاطین و آدمی زاد و پری

اردو	اردو	فارسی	فارسی
ترحم رہی ہین پناہ عدل مین	فضل سے رہتو نہ حسین گردو تجت	مرغ ودیائی دریاد عدل ست	کیست آن گسترش فضلت کجست
داد دے ہمکو کہ ہم لاچار ہین	بے نصیب باغ اور گلزار ہین	داد دہ ما را کہ بس زاریم ما	بے نصیب از باغ وگلزاریم ما
ہر ضعیفونکی ہر مشکل تجہ سے حل	اور ضعیفی مین ہر تجہ خود مثل	مشکلات ہر ضعیف از تو حل	پیشہ باشد در ضعیف خود مثل
ضعف وکم اڑنے مین شہرت ہین	دستگیری للطف مین شہرت ہین	شہرہ ما در ضعف واشکستگی	شہرہ تو در لطف ومسکین پروری
ای تو قدرت زیادتی مین منتہی	ہر کمی اور گرہی مین منتہی	اے تو در الیاق قدرت منتہی	منتہی ما در کمی وگمرہی
داد دے اس غم سے کر ہمکو جدا	دست تیرا ہمکو ہے دست خدا	داد دہ ما را ازین غم کن جدا	دستگیر اے دست تو دست خدا
پس سلیمان بولے اے انصاف جو	کسکی چہینا داد ہے تجسے کہو	پس سلیمان گفت اے انصاف جو	داد وانصاف از کہ میخواہی بگو
کون ظالم ہے کہ نخوت سے ترا	ظلم کرکے ہو گیا ایذا رسا	کیست آن ظالم کہ از باد بروت	ظلم کرد واست خراشیدہ رُوت
اے کہاں ظالم ہمارے عہد مین	کہ ہمارے وہ نہین زندان مین	اے عجب در عہد ما ظالم کجاست	کو نہ اندر حبس و در زنجیر ماست
جو ہوا مین پیدا ظلم اسدن ہوا	ظلم کسنے عہد میرے مین کیا	چونکہ ما زادیم ظلم آن روز مرد	پس بعہد ما کہ ظلمے پیش برد
نور نکلا نیست ظلمت ہو گئی	ظلم کی ظلمت ہر اصلی ہی بجی	چون برآمد نور ظلمت نیست شد	ظلم را ظلمت بود اصل وعضد
اب شیاطین میری خدمت کرتی ہین	دوسرے پابند ہین زنجیر مین	یک شیاطین کسب وخدمت میکنند	دیگران بستہ باصفاد وند وبند
ظالمونکے ظلم کی جڑ دیو تھا	دیو قیدی ظلم اب کیون کر کیا	اصل ظالم ظالمان از دیو بود	دیو در بند ست استم چون نمود
ملک اس باعث دیا حق نے مجہے	تا نہ روے خلق جانب چرخ کے	ملک زان داد ست ما را کن فکان	تا نہ نالد خلق سوے آسمان
آسمان پر تا نہ جاے دود آہ	تا نہووے مضطرب افلاک وماہ	تا بیالا بر نیاید دود آہ	تا نگردد از ستم چرخ وسہا
نے یتیمون کی ہلاے عرش آہ	ظلم سے نے ہو کوئی حال تباہ	تا نہ لرزد عرش از نالہ یتیم	تا نگردد از ستم جاے سقیم
مذہب اک رکہا خدا نے اسلیے	تا نیارب جاے بس افلاک پہ	زان نہادیم از ممالک مذہبے	تا نیاید بر فلکہا یاربے
دیکہ مت مظلوم سوے آسمان	آسمانی شہ کو تو رکہتا ہر یان	منگر اے مظلوم سوے آسمان	کآسمانی شاہ داری در زمان
بولا مچہڑ داد مجہکو دے شہا	کہ ہوا نے مجہے ظالم از بس کیا	گفت پشہ داد من از دست باد	کو دو دست ظلم بر ما برگشاد
ظلم سے ہم اسکے از بس تنگ ہین	اس سے خون کہائین فنا شوکی کرین	ما ز ظلم او در تنگے اندریم	با لب بستہ از خون سے خوریم
ظلم اسکا جیسے ظاہر ہے عیان	نے علاج ہمکو بجز کرنے بیان	ظلم او بر ما صریح ست عیان	نیست ما را چارہ جز کردن بیان
نے ہماری داد و انصاف اسسے تو	اے کریم عادل اے اکرام خو	داد ما و انصاف ما بستان ازو	اے کریم وعادل واکرام خو

حکم دینا سلیمان کا مچہر مظلوم کو واسطے حاضر کرنے دشمن اسکی درگاہ مین

امر کردن سلیمان علیہ السلام پشہ متظلم با حضار خصم بدیوان وی

اردو	اردو	فارسی	فارسی
پس سلیمان بولے اے زیبا صدا	جان سے سننا چاہیے حکم خدا	ای سلیمان گفت اے دیبا دوی	از حق باید کہ از جان بشنوی

بولا مچھر حق کو اک دشمن سے ہے | مت سے بے دوسرے دشمن کے تو
اے حاضر ہو دین دشمن دونوں تو | حق نہ ظاہر ہوتا ہے مسکاہ کو
گر اکیلا دشمن اگر سو کہے | دوسرے دشمن سوا تو مت سنے
میں سین سخن پھیر سکتا حکم سے | اپنے دشمن کو تو لا جانب مرے
بولا تم کرتے ہو یہ حجت بجا | اور تمھارے حکم میں دشمن مرا
آپ نے آواز دی کہ اے صبا | ظلم سے مچھر تیرے چیخے ہے آہ
ہو مقابل اپنے دشمن کے کہو | دفع دشمن کو جوابوں سے کرو
جو ہوا نے یہ سنا تیز آئی وہ | مچھر اس دم اڑ گیا بیتاب ہو
بولے مچھر کیوں تو جاتا ہے اڑا | ٹھہر دونوں پر کرو تا میں قضا
بولا میری موت آئے اسکو سے | دل سیہ میرا دھوئیں سے اسکے ہے
وہ جو آئے کب قرار آوے مجھے | کر نکالے مغز میرا جسم سے
ایسے ہی بس طالب ذات خدا | جب خدا آئے تو طالب ہو فنا
وصل ہے گرچہ بقا اندر بقا | پر ہے اول سے بقا اندر فنا
جسطرح ہو سایہ مثلاشی نور | نیست ہو نور کا ہووے ظہور
عقل کب رہے جب وہ گھیرے جسم کو | کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ
پیش وجہہ ہالک آیا ہست و نیست | ہے عجب کہ رکھتا ہے ہستی کو نیست
عقل اس دفتر میں گم ہے ہاتھ سے | اور قلم ٹوٹا جو آیا اس جگہ سے
پھر پھرا میں جانب صدر جہاں | اس نے عاشق کو نواز اپنا نہاں
لاتا بیہوشی سے اسکو کرہان | تھوڑا تھوڑا جو دیا صدر جہان

پشہ گفت ای شہ مرا خصمی دگر | حق کس گفتہ است ہان آواد ور
حق نیاید پیش حاکم در ظہور | تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور
ہان و ہان بی خصم قول او مگیر | خصم تنہا گر برآرد صد نفیر
خصم خود را دید دیو من | من نیارم روز حرمان تا متق
خصم من باد است و او در حکم تست | گفت قول تست برہان درست
پشہ افغان کرد از ظلمت بیا | بانگ زد آن شہ کہ ای باد صبا
با منع خصم و بکن دفع عدو | این مقابل شو تو با خصمم بگو
پشہ بگرفت آن زمان راہ گریز | باد چون بشنید آمد تیز تیز
باش تا بر ہر دو رانم من قضا | پس سلیمان گفت کای پشہ کجا
خود سیہ این روز من از دود اوست | گفت ای شہ مرگ من از بود اوست
کو برآرد از نہاد من دمار | او چو آمد من کجا یابم قرار
چون خدا آید شود جوینده لا | ہمچنین جویای درگاہ خدا
لیک از اول بقا اندر فناست | گرچہ آن وصلت بقا اندر بقاست
نیست گردد چون کند نورش ظہور | سایہ ہا کہ بود جویای نور
کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ | عقل کی ماند چو باشد سرده او
ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست | ہالک آید پیش وجہش ہست و نیست
چون قلم اینجا رسیده شکست | اندرین محضر خرد باشد ز دست
ور نوازش عاشق خود را نہان | بازگردم جانب صدر جہان
اندک اندک از کرم صدر جہان | می کشید از بیہشی اش در بیان

نوازنا معشوق کا عاشق بیہوش اپنے کو تا ہوش میں آتے

نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را تا بہوش آید

سر اٹھایا گود میں اوس کا رکھا | رخ پر اسکے اشک کو قرباں کیا
کان میں چپکا دہشتہ کر ای گدا | لایا زر قرباں میں دامن تو لا
میری فرقت میں تھی تری جاں | آیا میں اوسکی پتہ کیوں تو وہ گئی
دیکھے رنج و غم ہیں فرقت میں ترے | بیہشی سے ہوش میں آ لوٹ کے

برگرفتش سر نہاد اندر کنار | بر رخش می کرد اشک تر نثار
بانگ زد در گوش او کای گدا | زر نثار آوردمت دامن گشا
جان تو کاندر فراقم می طپید | چونکہ زنہارش رسیدم چون رسید
ای بدیدہ در فراقم گرم و سرد | با خود آ از بیخودی و باز گرد

مرغ خانہ اونٹ کو اپنے یہان | لیگیا مہمان کر جون احمقان
مرغ کے گھر پر شتر نے پار کھا | گھر ہوا ویران اور بالکل گرا
عقل و ہوش اک مرغ کا گھر ہے مرا | ہوش صالح چاہیے ہے ناقہ خدا
آب و گل نے ناقہ نے تاثیر کی | نے وہان گل اسکی اور نہ جان رہی
عشق کی ہر فضل سے انسان فضول | اس برائی سے ظلوم اور ہے جہول
جاہل اس مشکل شکارون مین وہ | کود مین خرگوش لے ہے شیر کو
کود مین کب لیا وہ تر شیر کو | جانتا تھا اور دیکھتا گر شیر کو
ظالم اپنی جان پر اور خود پر وہ ہے | ظلم دیکھو عدل پر غلبہ رکھے
جہل اسکا علم کا ہے اوستاد | ظلم اسکا عدل کا ہے بس رشاد
ہاتھ پکڑا کہ یہ دم از خود گیا | آ اے اسدم کر مین دم بخشون ذرا
مردہ تن زندہ ہو میرے ساتھ وہ | جان میری ہو مزار غیب جو ہو
محتشم اسکو کرون اس جانسے مین | جان بخشون میری دیکھے بخشش مین
جان نامحرم نہ دیکھے روی یار | اس سوا جان کے کہ اصل اسکی ہے یار
پھونکون جو قصاب مین اس دوستکو | تا کہ چھوڑے مغز اسکا پوستکو
بولا اے جان رسیدہ پھیر رد | وصل کا در کھولا مین نے آ تو
اے خودی میری ہے تجھکو بے خودی | اے مری ہستی سے ہستی ہے تری
بے زبانی سے نئے اسدم تجھے | راز کہنہ کہتا ہون تو سن اسے
کیونکہ اسدم سے یہ لب ہین بھاگتی | اور لب جو پر ہین پنہان اوگتی
گوش بے گوشی تو کر اسدم مین دا | ہبر راز یفعل اللہ ما یشا
جو صدائے وصل کو سننے لگا | تھوڑا تھوڑا مردہ وہ ہلنے لگا
خاک سے نے کم کہ عشوہ باد سے | سر نکالے سبز جامہ پہن کے
آب نطفہ سے نہ کم کہ حکم سے | بوستان ماہ رخ پیدا کرے
نے ہوا سے کم کہ امر کن سے وہ | اک رحم مین مرغ خوش الحان دے
کم نہ آتش سے کہ با امر سلام | باغ ہوئی اور یہ خلیل خوش کلام
کم نہ لاٹھی سے کہ حکم حق سے وہ | دفع دشمن مین ہوئی اژدر ہو وہ

مرغ خانہ اشترے را بے خرد | رسم مہمانش بخانہ مے برد
چون بخانہ مرغ اشتر پا نہاد | خانہ ویران گشت و سقف اندر فتاد
خانہ مرغست عقل و ہوش ما | ہوش صالح طالب ناقہ خدا
ناقہ چون سر کرد در آب و گلش | نے گل آنجا ماند نے جان و دلش
کرد فضل عشق انسان را فضول | زین فزون جوئی ظلوم است و جہول
جاہلست او اندرین مشکل شکار | می کشد خرگوش شیرے در کنار
کے کنار اندر کشیدے شیر را | گر بدانستی و دیدے شیر را
ظالمست او بر خود و بر جان خود | ظلم بین کز عدلہا گوے می برد
جہل او مر علمہا را اوستاد | ظلم او مر عدل را باشد رشاد
دست او بگرفت کاین رفتہ دمش | آنگہے آید کہ من دم بخشمش
چون بمن زندہ شود آن مردہ تن | جان من باشد کہ رو آرد بمن
من کنم او را ازین جان محتشم | جان کہ من بخشم ببیند بخششم
جان نامحرم نبیند روے دوست | جز ہمان جان کاصل او از کوے اوست
در دمم قصاب وار این دوست را | تا ہلد آن مغز نغزش پوست را
گفت اے جان رمیدہ از بلا | وصل را بادر گشادیم الصلا
اے خودی ما بیخودی تو ہستیت | اے زہست ما ہمارہ ہستیت
با تو بے لب این زمان من نو بنو | رازہاے کہنہ ات گویم شنو
زانکہ این لبہا ازان دم می رمند | بر لب جوی نہان بر می دمند
گوش بے گوشی درین دم بر کشا | بہر راز یفعل اللہ ما یشا
چون صلاے وصل بشنیدن گرفت | اندک اندک مردہ جنبیدن گرفت
نے کم از خاکست کز عشوہ صبا | سبزہ پوشید سر بر آرد از قبا
کم ز آب نطفہ بود کز خطاب | یوسفان زاید رخ چون آفتاب
کم ز بادے نے کہ شد از امر کن | در رحم طاوس مرغ خوش سخن
کم ز نارے نیست کز امر سلام | گلستان شد بر خلیل خوش کلام
کم ز چوبے نیست در دفع عدو | گشت اژدرہا منکرزا مراو

گر ز کوه سنگ سود گر زاد زاد — ناقه کان ناقه ناقه زاد زاد
کہ پتھر سے کہ جنتے ناقہ سے — ناقہ سے ناقہ جنا اک شے سے

زین همه بگذر نه آن مایه عدم — عالمی زاد و بزاید دمبدم
چھوڑ ان سبکو وہ مایہ عدم — اک جہان جنتا ہے جو کہ دمبدم

بر جهید و بر طپید او شاد شاد — یکدو چرخی زد و سجود اندر فتاد
بس وہ نوشاد روشن با ہوش ہوا — اک وہ چکر کیا کے سجدہ میں گرا

باخویش آمدن عاشق بیهوش و روی آوردن به ثنا و شکر

ہوش میں آنا عاشق بیہوش کا اور متوجہ ہونا شکر کرنے کے

بشگفید از روی او شاد شد — در وصال از بند هجر آزاد شد
اسکے رخ سے شاد اور خوش ہوا — وصل میں اب قید ہجر سے چھوٹا

گفت ای عنقای حق جان را مطاف — شکر کہ باز آمدی زان کوه قاف
بولا اے عنقا خدا پاک کے — شکر کہ پھر آیا تو کوہ قاف سے

ای سرافیل قیامتگاه عشق — ای تو عشق عشق و ای دلخواه عشق
اے تو اسرافیل محشر عشق کا — اے تو عشق عشق و دلبر عشق کا

اولین حاجت که خواهی دادنم — گوش خواهی که نهی بر روزنم
پہلا خلعت دیا چاہے مجکو تو — چاہتا ہوں کہ تو سن اس بات کو

گرچه میدانی بصفوت حال من — بنده‌پرور گوش کن اقوال من
گرچہ تو پاکی سے جانے میرا حال — بندہ پرور اب تو سن لے میرا قال

صد هزاران بار ای صدر فرید — ز آرزوی گوش تو هوشم پرید
پس ہزاروں بار اے صدر نبیلا — شوق تیرے سننے سے ہوش میرا اڑا

آن سمیعی تو و آن اصغای تو — وان تبسمهای جان‌افزای تو
وہ ترا سننا اور کان کا — وہ تبسم جلد جانفزا ترا

آن نیوشیدن کم و بیش مرا — عشوهٔ جان بداندیش مرا
اور سننا کم زیادہ کا مرا — اور جان بد میں کا وہ عشوہ مرا

قلبهای من که آن معلوم تست — پس پذیرفتی تو چون نقد درست
کھوٹی باتیں کہ مری ہو جاتا — نقد بہتر سا قبول انکو کیا

بهر گستاخی و شوخی غره را — حلمها در پیش حلمت ذره‌ها
شوخی و گستاخی غرہ کے لیے — حلم ذرے آگے تیرے حلم کے

اولاً بشنو که چون ماندم زرشت — اول و آخر زپیش من بجست
پہلے سن جو تیرے چھپنے سے چھپا — اول آخر میرے آگے سے گیا

ثانیاً بشنو تو ای صدر ودود — که بجستم تا ترا ثانی نبود
دوسرے سن تو کہ اے صدر علا — میں بھی جاں سے تیرا ثانی ملا

ثالثاً تا از تو بیرون رفته‌ام — گوئیا ثالث ثلاثه گفته‌ام
تیسرے جیسے کہ میں تجھ سے گیا — گویا یہ ثالث ثلاثہ ہے کہا

رابعاً چون سوخت ما را مزرعه — می‌ندانم خامسه از رابعه
چوتھے کھیتی کو جلایا میری جو — میں نہ جانوں چار سے پس پانچ کو

خامساً در حیرت ای صدر جهان — از خواص فهم بودم در زبان
پانچویں فرقت میں اے صدر جہاں — تھا خواص فہم سے اندر زبان

سادساً از شش جهت بی روی تو — گوئیا بارد بر من غم دو تو
اور چھٹے اس شش جہت بے ترے — گویا بارش غم کی برسے مجھ پہ ہے

سابع از ساس مدائم ما الام — خون همی گرید فلک از ناله ام
ساتویں کہ میں ستاتوں آنسو ہو — آسمان روتا ہے رونے پر مرے

هر کجا یابی تو خون بر خاکها — پی بری باشد یقین از چشم ما
جس جگہ تو خون پائے پاک پہ — یہ سراغ اب جان میری چشم سے

گفت من رعدست و این بانگ حنین — ز ابر خواهد تا ببارد بر زمین
کہنا میرا رعد اور نالہ مرا — ابر سے چاہے زمین پر برسا

من میان گفت و گریه می‌تنم — یا بگریم یا بگویم چون کنم
میں پھنسا کہنے میں اور رونے میں ہوں — یا کہوں یا روؤں میں کیا کروں

کہتا ہون تو جاتا ہے گریہ مرا — روتا ہون تو کیسے ہو مدح و ثنا
خون ٹپکے ہے دیدہ سے ترے — دیکھ میری آنکھ سے گرتا ہے کیا
یہ کہا از بسکہ وہ رونے لگا — گریس اسپر ہر یا ہر چھوٹا بڑا
اسقدر رو ہائے ہو کرنے لگا — حلقہ گرد اہل بخارا نے کیا
اور بد کہتے و بد ہنستے و بد روتے ہوئے — جمع آئے مرد و زن چھوٹے بڑے
شہر کل اسکی طرح رونے لگا — مرد و زن کا حشر سا مجمع ہوا
آسمان کہتا تھا اسدم خاک سے — گر نہ دیکھا حشر ہو تو دیکھ لے
عقل وحیران کہ کیسا عشق چال — یا فراق اسکا عجب تر یا وصال
آسمان نے حشر نامہ کو پڑھا — کہکشان نے چاک جامہ کو کیا
دو جہان سے عشق کو بے گانگی — در بہتر اوس مین ہین دیوانگی
حیرت اسکی سخت ظاہر اور نہان — حسرت اسکی مین ہر جان شاہ جہان
ہے بہتر ملتون سے وہ جدا — تختہ بند اسکے ہین آگے تخت شاد
گائے مطرب عشق وقت سماع — بندگی قید اور خداوندی صدا
عشق کیا ہے اک دریای عدم — عقل کا ٹوٹا ہے اس جا پہ قدم
بندگی اور صاحبی ظاہر ہوئی — عاشقی ان پردون سے چھپی
کاشکے ہستی اگر رکھتی زبان — کھولتی تا پردہ ہستون کا عیان
جو کہے تو اس سے ہستی ہو عیان — پردہ اک پردہ مین اور ہووے نہان
حال کے ادراک کا آفت ہے قال — خون سے خون دھونا محال و ہے محال
اسکے دیوانون کا جو محرم ہون مین — رات دن مشغول ہون مین جسم مین
تخت غمگین مست اور بیخود ہون مین — کل کی شب سوتا تھا اس پہلو پر تو
آگ پر رکھ ایک دم تو ہوش کو — پہلے ہستی چھوڑ محرم ڈھونڈھ تو
عاشقی و مستی و اور کرنا کلام — اللہ اللہ اونٹ ہے بالائے بام
راز جو کرتا زبان سے وہ بیان — یا جمیل الستر پڑھتا آسمان
ستر کیا ہے پردئی مین اک آگ سے — وہ ہے رسوا اور تو پنہان کرے
جو کردن کوشش کہ ہو راز انجان — ستر نکالے جون پنہ کہ مین نہان

گر بگویم توت سے گردد بکا — ور بگیرم چون کنم مدح و ثنا
می فشد از دیده خون دل شما — بین چه افتادست از دیده مرا
این بگفت و گریه شد آن نحیف — که بر و بگریست هم دون هم شریف
از دلش چندان برآمد هاي هو — حلقه گرد اهل بخارا گرد او
خیره گویان خیره گریان خیره خند — مرد و زن خرد و کلان جمع آمدند
شهر هم رنگ هم او شد اشکبار نیز — مرد و زن درهم شده چون رستخیز
آسمان میگفت آندم با زمین — گر قیامت را ندیدستی ببین
عقل حیران که چه عشق است و چه حال — تا فراق او عجب تر یا وصال
چرخ برخوانده قیامت نامه را — تا مجره بر دریده جامه را
با دو عالم عشق را بیگانگی ست — وندران هفتاد و دو دیوانگی ست
سخت پنهانست و پیدا حیرتش — جان سلطانان جان در حسرتش
غیر هفتاد و دو ملت کیش او — تخت شاهان تخته بندی پیش او
مطرب عشق این زند وقت سماع — بندگی بند و خداوندی صداع
پس چه باشد عشق دریای عدم — در شکسته عقل را آنجا قدم
بندگی و سلطنت معلوم شد — زین دو پرده عاشقی مکتوم شد
کاشکی هستی زبانی داشتی — تا ز هستان پرده ها برداشتی
هر چه گوئی ای دم هستی ازان — پرده دیگر برو بستی بدان
آفت ادراک آن حال ست قال — خون بخون شستن محال ست و محال
من چو با سودائیانش محرمم — روز و شب اندر قفس می‌دم دمم
سخت مست و بیخودی آشفته — دوش ای جان بر چه پهلو خفته
هان و هان هشدار بر ناری دمی — اول آخر طلب کن محرمی
عاشقی و مستی و بگشاده زبان — الله الله اشتری بر ناودان
چون ز راز و ناز او گوید زبان — یا جمیل الستر خواند آسمان
ستر چه در پشم و پنبه آذرست — تو همی پوشی و او رسواترست
چون بکوشم تا سرش پنهان کنم — سر برآرد چون علم کاینک منم

کان یلرے دو کہ بس جسم را — اے مدمع کیسے چھپتا ہے چھپا
مین کہون اسکو تو جا گر ہو خنا — مثل جان کے تو ہے ظاہر اور چھپا
وہ کہے بے قید جسم یہ تن مرا — بزم مین جون بادہ ہون دستک لا
مین کہون کس نے اگر ہیلے کیا — تا نہ آئے ایسے مستی کی بلا
وہ کہے جو جام ہوتی ہے یہین — یار دن ہون تا نماز شام مین
شام جو آئے ہیرا ئے میرا جام — مین کہون والپس دے آئی ہو شام
اسلیے کہتے عرب مے کو مدام — کیونکہ نے سیری ہو خور کو مدام
عشق چاہے بادہ تحقیق کو — کرسان صدیق کا ساقی ہو دو
تو جو ڈھونڈھے ساتھ توفیق کے — بادہ آب جان و تن تفریق ہے
جو کرے زیادہ ہے توفیق کو — قوت ہے توڑ دے ابریق کو
آب ہو ساقی وہی مست آب — خود کہو واللہ اعلم بالصواب
پرتو اساقی کا شیرہ مین پڑا — شیرہ پر جوش اور بس رقصان ہوا
پوچھ اس معنی مین تو اس خیرہ کو — گر کبھی دیکھا تھا ایسے شیرہ کو
بے تامل جانے واصل ہو یہ بات — چھیڑنے والا ہو چھیڑنے والے سے ساتھ

زنسیم آن عمر گیر دم او ہر دو گوش — کای مدمع چون کہ می پوشی بپوش
گوئش رو گر چہ پر پوشیدہ — ہمچو جان پیدائی و پوشیدہ
گو یداو محبوس جسم ست این تنم — چون می اندر بزم جنتک می زنم
گو یمش زان پیش کہ گردی گرو — تا نیاید آفت مستی برو
گفت از جام لطیف آشام من — یار روز م تا نماز شام من
زان عرب بنہاد نام مے مدام — زانکہ سیری نیست می خور را مدام
عشق جوشد بادہ تحقیق را — او بود ساقی نہان صدیق را
چون بجوئی تو بتوفیق حسن — بادہ آب جان بود ابریق تن
چون بیفزاید مے توفیق را — قوت مے بشکند ابریق را
چون بیاید شام دزدد جام من — گویمش دادہ کہ تا مد شام من
آب گردد ساقی و ہم مست آب — چون بگو واللہ اعلم بالصواب
پرتو ساقی ست کاندر شیرہ رفت — شیرہ بر جوشید و رقصان گشت تفت
اندرین معنی بپرس آن خیرہ را — کہ چنان کہ دیدہ بودی شیرہ را
بے تفکر پیش ہر داندہ ہست — آنکہ با شوریدہ شوریدہ ہست

حکایت اس عاشق دراز ہجران و بہت امتحانکی

اک جوان عورت کا عاشق ہوا — رات دن سوتا اور بے ہوش تھا
مشغول مجنون و آوارہ ہوا — نے زمانہ وصل کا اسکو ملا
عشق نے کھینچا شکنجہ میں اسے — ابتدا میں عشق کیون کینہ رکھے
عشق اول سرکش و خونی ہی — تا کہ بھاگے بلبوس اس کام سے
بھیجا قاصد کو جو نزدیک زن — رشک سے ہوتا وہ قاصد راہزن
کاتب اسکا سوئی زن لکھتا اگر — پڑھتا نامہ کو وہ لکھ کر نامہ بر
گر صبا کو بھیجتا اندر وفا — تیرہ ہوتی وہ غباروں سے صبا
پہلے رقعہ باندھتا گر مرغ کی — جلتا پر رقعہ کی سوز گرم سے
راہ چارہ کرنے کی گرنید وکو — فکر کے لشکر کا توڑا بس علم

حکایت آن عاشق دراز ہجران بسیار امتحان

یک جوانے بر زنے عاشق شدہ ست — روز و شب بخواب دیجور آمدہ ست
بیدل و شوریدہ مجنون و مست — می ندادش روزگار وصل دست
بس شکنجہ کرد عشقش بر زمین — خود چرا دارد ز اول عشق کین
عشق از اول سرکش و خونی بود — تا گریزد آنکہ بیرونی بود
چون فرستادی رسولے پیش زن — آن رسول از رشک گشتی راہزن
ور سوی زن نبشتے کاتبش — نامہ را تصحیف خواندے نائبش
ور صبا را پیک کردی در وفا — از غبارے تیرہ گشتی آن صبا
رقعہ گر بر پر مرغے دوختے — پر مرغ از تف رقعہ سوختے
راہہائے چارہ را غیرت ببست — لشکر اندیشہ را رایت شکست

انتظار اول تھا غم کا یار غار — آخر اسنے توڑا کتیک انتظار
ہے بلا سبب بیرو آشنا کبھی — ہے حیات یاد دیدار کنا کبھی
کاہ ہستی اس سی باہر کرتی سر — کاہ تکا تا نیستی سے وہ فر
کاہ فریاد دہانی اوسکی چرخ پہ — کر خیال یار ہمدم تھا اسے
سرو اسپر جبکہ ہوتا یہ بدن — جوش کرتا چشمہ الفت کا من
یار نے برگئی غربت کا ہوا — برگ بے برگی کا بس اسکو ملا
خوشہ اسکی فکر کا ابتر ہوا — مثل سرچو روں کا بس بہر ہوا
اے بہت طوطی زبن گو اور خمش — ای بہت شیرین بیان لیکن ترش
جب تو گورستان میں اکدم جاکے بیٹھ — اور سخن گویان خاموشان کو دیکھ
گرچہ دیکھے خاک اونکی ایک رنگ — کب ہر حال یکسان ایک ڈھنگ
گوشت چربی ایکسان زندونکی ہی — ایک غمگین دوسرا شادی رکھے
تو نہ جانے نفے جب تا اونکا قال — کیوں کہ پوشیدہ ہے تجھسے انکا حال
ہائے ہو کو قال سے تو نے سنا — اور نہ دیکھا حال اہل گور کا
ایک سان نفس صد میں منقست — خاک یکسان جان انکی مختلف
ایسی ہی آواز یکسان ہوتی ہے — نازمین اک دوسرا بس درد میں
بانگ گھوڑونکی سنے ترنے میں تو — بانگ مرغوں کی سنے چھپرنے میں تو
کینہ اک سے دوسرے سے ارتباط — رنج اک سے دوسرے سے بس نشاط
دور ہو دے جو کہ انکے حال سے — آگے اسکے ایکسان آواز ہو
اک شجر ہلتا تبر کی ضرب سے — دوسرا ہلتا ہوا سے صبح کے
دیکھ مفلس سے مجھے دھوکا ہوا — کیونکہ سر پوشیدہ اسکو جوش تھا
جوش نوش ہر اک کا کہتا ہو کہ آ — جوش صدق اور جوش حیلہ اور ریا
گر نہیں رکھتے نور جان تو رو شناش — جا دماغ اک کر تو حاصل بوشناس
وہ دماغ ایسا کہ گلشن اسکو ہے — دیدۂ یعقوب وہ روشن کرے
حال اوس خستہ جگر کا اب کہوں — کہ بخاری سے رہا میں دور ہوں

پایا عاشق کا معشوق کو اور بیان اسکا جو ڈھونڈھتے

بود اول مونسش غم انتظار — آخرش بشکست زہم انتظار
گاہ گفتی کاین بلا بے حد و رست — گاہ گفتی کاین حیات جان ماست
گاہ ہستی زو برآوردے سرے — گاہ او از نیستی خوردے برے
گاہ فریادش بگردون بر شدے — گر خیال دلبرش ہمدم بدے
چونکہ بر وے سرد گشتی این نہاد — جوش کردے گرم چشمہ اتحاد
چونکہ با بے برگے غربت بساخت — برگ بے برگی بسوے او بتاخت
خوشہ ہاے فکرتش بیکار شد — شہ بر وان را ہما چون اوشد
اے لبانا طوطی گویای خمش — اے لبا شیرین روان روترش
رو بگورستان دمی خامش نشین — آن خموشان سخن گو را ببین
لیک اگر یکرنگ بینی خاکشان — نیست یکسان حالت چالاکشان
لحم و شحم زندگان یکسان بود — آن یکے غمگین دگر شادان بود
تو چہ دانی تا نیوشی قالشان — زانکہ پنہانست بر تو حالشان
بشنوی از قال ہاے و ہوی را — کے ببینی حالت صد توے را
نقش ہا یکسان بضد با منتفت — خاک ہم یکسان روانشان مختلف
ہمچنین یکسان بود آواز ہا — آن یکے پردرد و آن پر ناز ہا
بانگ اسپان بشنوی اندر مصاف — بانگ مرغان بشنوی اندر مطاف
آن یکے از حقد و دیگر از ارتباط — آن یکے از رنج و دیگر از نشاط
ہر کہ دور از حالت ایشان بود — پیش آن آوازہا یکسان بود
آن درختے جنبد از زخم تبر — وان درخت دیگر از باد سحر
پس غلط گشتم ز دیگ مردہ ریگ — زانکہ سرپوشیدہ می جوشید دیگ
جوش و نوش ہر کست گوید بیا — جوش صدق و جوش تزویر و ریا
گر نداری بوی جان روشناس — رو دماغے دست آور بوشناس
آن دماغے کو بر آن گلشن تند — چشم یعقوبان ہم او روشن کند
ہین بگو احوال آن خستہ جگر — کز بخاری دور ماندیم ای پسر

یافتن عاشق معشوق را و بیان آنکہ جوئندہ

سوے یابن طلب شیئا وجد و جد و جد صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ

جستجو میں وہ جوان تھا آٹھ سال | تھا خیال وصل سے مثل خیال
ہوتا ہے بندے پہ بس سایہ سدا | پاتا ہی آخر کو جو ہے ڈھونڈھتا
بولے پیغمبر جو کوئی سے در | آخر اس در سے جو کوئی نکلے بشر
جو کسی کے بیٹھے آکر راہ پر | منہ کسی کا دیکھے آخر اے بشر
جو کنویں سے کھودے تو ہر روز خاک | ہو پہنچے آخر کار اندر آب پاک
جانتے سب ہیں تو گر نے جانتا | جو کر تو بوویگا آخر پائے گا
مارے آہن سنگ پر آتش چھڑے | ہوتا ہے گر ہونا در دور ہے
جسکی قسمت میں نہیں بخت و نجات | عقل نے دیکھے پر اندر نادرات
کہ فلانے بویا نے پایا ثمر | وہ صدف لایا نہ تھا اسمین گہر
بلعم باعور و ابلیس لعین | نے ہوئی نافع عبادت اور دین
اور ہزاروں انبیا اور سالکان | نے تمہارا اسکا کرے وہ بدگمان
لیوے ان دو کو گر تیرہ دل کر | بس سوا ان کے اسکو کون دے
روٹی کھا کر آدمی بس شاد ہیں | موت ہو اوسکی جو اٹکے حلق میں
بس تو اے بخت روٹی بھی نکھا | مثل اسکے تو بھی پھنس اندر بلا
روٹی کھاتی سیکڑوں مخلوق ہے | رو ر پائی زندگانی بس کرے
بس تو اس نادر میں یکو نہیں پھنسا | گر ہے محروم اور تو احمق ہوا
یہ جہان پر آفتاب و نور ماہ | تو ہی الٹا لٹکا اندر قعر چاہ
کہ اگر حق ہے کہاں وہ روشنی | تو نکل کر چاہ سے دیکھ اے دنی
سارے عالم میں وہ چمکے نور ہے | چہ میں تو جبتک چمکنے ہو تجھے
چاہ کو تو چھوڑ اور جا بام پے | یان لے مت ترک کا کاللج شوم ہے
مت کہو کہ فلان نے کھیتین | کا مین بیری نے فلانے سال مین
کیسلے بوئون کریان پر خوف ہو | کیسلے گیہوں کو ڈالون ہاتھ سے

یابنده بود که من طلب شیئا وجد و جد صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ

کاین جوان در جستجو بد هشت سال | از خیال وصل گشته چون خیال
سایه حق بر سر بنده بود | عاقبت جوینده یابنده بود
گفت پیغمبر که چون کوبی درے | عاقبت زان در برون آید سرے
چون نشینی بر سر کوی کسے | عاقبت بینی تو هم روے کسے
چون ز چاهے می کنی هر روز خاک | عاقبت اندر رسی در آب پاک
جمله دانند این اگر تو نگروے | هر چه می کاریش روزے بدروی
سنگ بر آهن زدے آتش نجست | این نباشد ور بباشد نادرست
آنکه روزی نیستش بخت و نجات | ننگرد عقلش مگر در نادرات
کان فلان کس کشت کرد و بر نداشت | وان صدف برد و صدف گوهر نداشت
بلعم باعور و ابلیس لعین | سود نامدشان عبادت‌ها و دین
صد هزاران انبیاء و رهروان | ناید اندر خاطر آن بدگمان
این دو را گیرد که تاریکی دهد | در دلش ادبار جز این کے نهد
بس کسا کو نان خورد دلشاد او | مرگ او گردد بگیرد در گلو
پس تو ای ادبار رو نان هم مخور | تا نیفتی همچو او در شور و شر
صد هزاران خلق نانها می خورند | روزی یابند و جان می پرورند
تو بدان نادر کجا افتاده | گر نه محرومی و ابله زاده
این جهان پر آفتاب و نور ماه | او بهشته سر فرو برده بچاه
که اگر حق است کو آن روشنی | سر ز چه بر دار و بنگر ای دنی
جمله عالم شرق و غرب آن نور تافت | تا تو در چاهی نخواهد بر تو تافت
چه رها کن رو بایوان و کروم | کم ستیز اینجا بدان کاللج شوم
هین مگو کاینک فلان کس کشت کرد | در فلان سال و ملخ کشتش بخورد
پس چرا کارم که اینجا خوف هست | پس چرا افشانم این گندم ز دست

ست کرے تکرار جا کام اپنا کر | بولو کل پھر تو سن لے اے پسر
جسنے کی تکرار منہ کے بل گرا | اسطرح کرنے ابد تک وہ اٹھا
جسنے کھیتی کی دکام اپنا کیا | کوٹھیون کو غلہ نو سے بھرا
یہ بیان چھوڑ اور جا تو اسکے سوا | کر بیان احوال اس عاشق کا تو
کوٹتا در پے شحنہ سے تھا جو دو | پایا کہ دن آخر اوسنے وصل کو
ڈر سے شحنہ سے گیا شب کو باغ | یار پایا اپنا با شمع و چراغ
تب سبب کے کرنے والے سے کہا | رحمت اس شحنہ پہ کر تو اے خدا
کر سبب تو نے اپنا نک بس کیے | لے گیا دوزخ سے جنت کو مجھے
اسلیے تو یہ سبب لایا بکار | تا نہ رکھوں خوار اپنا ایک خار
پانون جو تو نے توڑ حق بخشے ہی پر | نفر جسے کھولتا ہر بھی وہ در
تجھے جو کچھ کر کراہت ہو وہ | جو حقیقت دیکھے تو رحمت ہو وہ
دیکھ مت کر تحمل پر ہون یا بچاہ | دیکھ مجھکو کرین ہون مفتاح راہ
باقی اس قصہ کو جیتا گر تو ہے | جو تجھے دفتر مین ملے بھائی ڈھونڈھو

بین مکن استیزه رو رد کار کن | یا توکل گشت کن جستجو کن
هر که استیزه کند بر رو رفت | آن چنان کو بر نخیزد تا ابد
وانکه او نگذاشت کشت و کار را | پر کند کوری تو انبار را
زین بیان بگذر زمانی باز ران | جانب احوال آن عاشق چون
چون در ی کوفت از سلوت | تا بیابد و یافت روز خلوتی
جست از بیم عسس از شب چراغ | یار خود را یافت با شمع و چراغ
گفت سازنده سبب را آن نفس | ای خدا تو رحمتی کن بر عسس
ناشناسا تو سببها کرده | از دو زخ بهشتم برده
بهر آن کردی سبب این کار را | تا ندارم خوار من یک خار را
در شکست پای بخشد حق پری | هم ز قعر چاه بگشاید دری
هم چه آن پر تو کراهیت بود | چون حقیقت بنگری رحمت بود
تو مبین که بر درختی یا بچاه | تو مرا بین کرده‌ام مفتاح راه
گر تو خواهی باقی این گفتگو | ای اخی در دفتر چارم بجو

تتمہ مترجم

سر جھکا تو شکر مین اسکے قلم | چرخ چوتھے پر ترا ہو بجا قدم
کر دے روشن اجتو راز معنوی | پیرہن سے آکے بوے یوسفی
چرخ سے جو کر بنا یا ہے تجھے | چار یارون کی محبت چاہیے
کر شروع چوتھی تو جلدی مثنوی | بول بالا ہو ترا اے یوسفی

روشنائی کیون نہ پیدا کیجیے ہو | معنوی کے شمس کا
گر چہ حق فرماتا ہے حب الوتر | مصطفے کی چار پر ہے پر نظر
طاق ہے ہے جفت مین لذت سوا | تو تکل وحدت سے اب کثرت مین آ
تیسرا دفتر کو کرتا ہے قبول | ختم با نام رسول آل رسول

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وبارك وسلم وصل عليه

نکات احسانی۔
مجموعہ۔ صد پند سودمند۔

کلیات ودواوین وقصائد

کلیات شمس تبریز سایت وضع قلم کاغذ سفید گندہ۔
دیوان شمس تبریز متوسط قلم۔
کلیات مرزا عبد القادر بیدل شامل چار کتاب۔
کلیات مرزا جلال اسیر کاغذ سفید چکنا۔
کلیات سعدی مشتمل ششش کتاب
کلیات جامی۔
کلیات عرفی۔
کلیات ظہیری نیشاپوری۔
کلیات ظہیر فاریابی۔
کلیات نظم غالب دہلوی۔
کلیات مولوی غلام امام
مجموعہ منتخب دواوین عناصر
انشا امیر خسرو۔
کلیات انوری۔ قصاید کلیات
ودیوان متفرقات۔
کلیات صائب۔
انتخاب دیوان صائب۔
دیوان ظہیر فاریابی۔
قصائد شیخ سعدی شیرازی۔

قصاید ہفت خوان نظامی۔
دیوان خواجہ قطب الدین کاغذ سفید چکنا۔
واسوخت وحشی یزدی۔
دیوان حضرت احمد جام زندہ پیل۔
دیوان حضرت غوث الاعظم۔
دیوان خواجہ معین الدین چشتی۔
دیوان حافظ محشی وضع قلم مرزا شمس الدین کاغذ حاشی گندہ۔
ایضاً۔ کاغذ سمی سفید۔
ایضاً۔ متوسط قلم محشی محررہ منشی جواہر سنگھ صاحب خوشنویس کاغذ سفید گندہ۔
ایضاً۔ کاغذ رسمی حاشی۔
شرح دیوان حافظ۔
دیوان مخفی۔
دیوان غنی۔
دیوان صہبائی مطبوعہ ۱۲۸۸ھ
دیوان بیدل۔
دیوان ناصر علی۔
دیوان کشفی۔
دیوان ہلالی۔
دیوان خیال بیجوری۔
دیوان مخزن التوحید مطبوعہ غیر مطبع۔
دیوان فویدی
دیوان عرفی
دیوان ظہوری کاغذ سفید چکنا۔

دیوان رسوا۔
دیوان نعمت خان عالی کاغذ سفید چکنا
دیوان امیر مصنفہ سید امیر الدین۔
دیوان واقف لاہوری۔
قصاید عرفی محشی۔
طیبات بدائع شیخ سعدی۔
دیوان قاسم۔
دیوان جوہر نظم۔
سرور العیا شرح قصیدہ بانت سعاد
شرح قصائد عرفی۔
قصاید بدر چاچ محشی مع فرہنگ۔
شرح قصاید بدر چاچ مسمی بکاسع [illegible]
قصاید مدحیہ نظام۔
رباعیات عمر خیام مطبوعہ مطبع ہذا۔
ایضاً مطبع بمبئی مجلد۔
ساقی نامہ محشی ظہوری۔
قران السعدین۔

کتب متفرقات دینیہ

چار آئینہ۔
تاریخ احمدی۔
ناصر الابرار فی مناقب اہلبیت غیر مطبع۔
رسالہ تحفۃ الحرمین منظومہ نظامی۔
محامد النبی۔
گلزار نعت۔
اختر ایمان۔

شبیہ احمدی۔
مثنوی زائر۔
دوازدہ مجلس مسمے بہ ریاض الازہار
علامات ایضاً سا۔
کلمات قدسیہ کرامات غوثیہ۔
دہ مخزن مصائب کربلا۔
مہر نبوت۔
رموز القران۔
آثار محشر منظوم ذکر علامات قیامت
خمسہ اقبالیہ۔ شجرہ حالات پنجتن پاک میں۔
دہ مجلس منظوم معرکہ کربلا۔
صبح کا ستارہ۔
قیامت نامہ بہشت نامہ۔
قیامت نامہ مسمی بہ آئینہ نشور۔
اظہار الحقیقت۔
تحفہ درود۔ ملقب بہ خیر الکلام۔
رسالہ کسب الانبیا۔
مجموعہ توشہ عقبیٰ۔
انوار محمدی۔ مع نقشہ۔
شرح چہل حدیث
مجموعہ وفات نامہ شامل پانچ رسالہ۔
مولد شریف شہید۔ جلی قلم۔
ایضاً متوسط قلم۔
مولد شریف عزیزیہ۔
مولد شریف جدید۔
زیور ایمان۔ مولد شریف عربی است

مت کرے تکرار جا کام اپنا کر | ہو توکل پر تو سن لے اے پسر
جتنے کی تکرار منعو کے بعل مگر ا | اسطرح کرنے اید تک وہ آ گیا
جتنے کھیتی کی وہ کام اپنا کیا | کو کھیتوں کو غلہ نوٹ بھرا
یہ بیان چھوڑ اور جا تو اسکے سوا | کر بیان احوال اس عاشق کا تو
کو ٹٹا اور پیے غم سے تھا جو وہ | پایا اکدن آخر اوسنے وصل کو
ور سے شحنہ سے گیا شب کو باغ | یار پایا اپنا با شمع و چراغ
تب سبب کے کرنے والے سے کہا | رحمت اس شحنہ پہ کر تو یا خدا
کر سبب تونے اپنا کس کیے | لے گیا دوزخ سے جنت کو مجھے
اسلیے تو یہ سبب لایا بکار | تا نہ رکھوں خوار اپنا ایک خار
پاؤں جو ٹوٹے تو حق بخشے ہے پر | قعر سے کھولتا ہے رہ وہ در
تجھے جو کچھ کہ کراہت ہو وہ | جو حقیقت دیکھے تو رحمت ہو وہ
دیکھ مت تو قفل پر ہون یا بجاہ | دیکھ مجھکو کہ مین ہون مفتاح راہ
باقی اس قصہ کو جیتا گر تو ہے | ہو تجھے دفتر مین آ گیا ئی ڈھونڈھو

هین مکن استیزه رو رو کار کن | یا توکل کشت کن بشنو سخن
هر که استیزه کند برو رفته | آن جهان کو بر بخیزه تا اید
وانگه او بگذاشت کشت و کار او | پر کند کو رسے تو انبار او
زین بیان بگذر بلئے بازران | جانب احوال آن عاشق بدان
چون درست می کوفت او از سلوے | عاقبت دریافت رو در خلوتے
تبت از نیم عسس او شب چراغ | یار خود را یافت با شمع و چراغ
گفت سازنده سبب با آن نفس | اے خدا تو رحمتے کن بر عسس
تا شناسا تو سببها کرده | زو دوزخ بهشتم بردہ
بهر آن کردی سبب این کار را | تا ندارم خوار من یک خار را
در شکست پاے بخشد حق پرے | هم ز قعر چاه بگشاید درے
چون حقیقت بنگرے رحمت بود | بهر چه آن پر تو کراهیت بود
تو مبین که بر درخت یا بچاه | تو مرا بین که منم مفتاح راه
اے اخی در دفتر چارم بجو | گر تو خواهی باقی این گفتگو

تتمہ مترجم

سر جھکا تو شکر مین اسکے قسلم | چرخ جو تجھے پر ترا ایسو بجا قدم
کر دیے روشن ابتو راز معنوی | پیرہن سے آئی بوے یوسفی
چاپئے جو کر بنا یا ہے تجھے | چار یاروں کی محبت چاہیے
کر شروع جو تھی تو جلدی مثنوی | ہو دل بالاہو ترا اے یوسفی

روشنائی کیوں نہ پیدا تجھے ہو | مثنوی کے شمس کا ہے ہر جو
گرچہ حق فرماتا ہے حب الوتر | مصطفی کی چار پر ہے پر نظر
طاق سے ہے جنت مین تہ سوا | تو نکل وحدت سے اکثرت مین آ
تیسرے دفتر کو کرتا ہے قبول | ختم با نام رسول آل رسول

اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم وصل علیہ

نکات احسانی۔
مجموعہ۔ سہ صد سود سہ۔

کلیات ودواوین وقصائد

کلیات شمس تبریز نہایت واضح قلم کاغذ سفید گندہ۔
دیوان شمس تبریز متوسط قلم۔
کلیات مرزا عبدالقادر بیدل شامل چار کتاب۔
کلیات مرزا جلال اسیر کاغذ سفید چکنا۔
کلیات سعدی مسودہ ششم کتاب
کلیات جامی۔
کلیات عرفی۔
کلیات نظیری نیشاپوری۔
کلیات ظہیر فاریابی۔
کلیات نثر غالب دہلوی۔
کلیات مولوی غلام امام
مجموعہ منتخب دواوین عاصمہ از امیر خسرو۔
کلیات انوری۔ قصاید کلیات و دیوان متفرقات۔
کلیات صائب۔
انتخاب دیوان صائب۔
دیوان ظہیر فاریابی۔
قصائد شیخ سعدی شیرازی۔

قصاید ہفتخوان نظامی۔
دیوان خواجہ قطب الدین کاغذ سفید چکنا۔
واسوخت وحشی یزدی۔
دیوان حضرت احمد جام زندہ پیل۔
دیوان حضرت غوث الاعظم۔
دیوان خواجہ معین الدین چشتی۔
دیوان حافظ محشی واضح قلم محررہ منشی شمس الدین کاغذ حاشی گندہ۔
ایضاً۔ کاغذ بھی سفید۔
ایضاً۔ متوسط قلم محشی محررہ منشی جواہر سنگھ صاحب خوشنویس کاغذ سفید گندہ۔
ایضاً۔ کاغذ بھی حاشی۔
شرح دیوان حافظ۔
دیوان مخفی۔
دیوان غنی۔
دیوان صہبائی مطبوعہ ۱۲۸۲ھ
دیوان بیدل۔
دیوان ناصر علی۔
دیوان کشفی۔
دیوان ہلالی۔
دیوان خیال بخودی۔
دیوان مخزن التوحید مطبوعہ عید مطبع۔
دیوان نویدی
دیوان صرفی
دیوان ظہوری کاغذ سفید چکنا۔

دیوان رسوا۔
دیوان بینت ناعالی کاغذ سفید چکنا
دیوان امیر مصنفہ سید امیر الدین۔
دیوان واقف لاہوری۔
قصاید عرفی محشی۔
طیبات مداقیہ شیخ سعدی۔
دیوان قاسم۔
دیوان جوہر قلم۔
سرور العباد شرح قصیدہ بانت سعاد
شرح قصائد عرفی۔
قصاید بدر چاچ محشی مع فرہنگ۔
شرح قصاید بدر چاچ مسمی بکاسعہ اسرار
قصاید مدحیہ نظام۔
رباعیات عمر خیام مطبوعہ مطبع بنا۔
ایضاً مطبع مبتی مجلد۔
ساقی نامہ محشی ظہوری۔
قران السعدین۔

کتب متفرقات دینیہ

چار آئینہ۔
تاریخ احمدی۔
ناصر الابرار فی مناقب اہلبیت عیر مطبع۔
رسالہ تحفۃ الحرمین مطبوعہ نظامی۔
محامد النبی۔
گلزار جنت۔
اختر ایمان۔

شبیہ احمدی۔
مثنوی زائر۔
دوازدہ مجلس مسمی بہ ریاض الازہار
علامات القیامت۔
کلمات قدسیہ کرامات غوثیہ۔
دہ مخزن مصائب کربلا۔
مہر غوث۔
رموز القرآن۔
آثار محشر منظوم ذکر علامات قیامت
خمسہ اقبالیہ۔ شجرہ حالات پنجتن پاک میں۔
دہ مجلس منظوم معرکہ کربلا۔
صبح کا ستارہ۔
قیامت نامہ بہشت نامہ۔
قیامت نامہ مسمی بہ آئینہ نشور۔
اظہار الحقیقت۔
تحفہ ورود۔ ملقب بہ خیر الکلام۔
رسالہ کسب الانبیا۔
مجموعہ توشہ عقبیٰ۔
انوار محمدی۔ مع نقشہ۔
شرح چہل حدیث
مجموعہ وفات نامہ شامل پانچ رسالہ۔
مولد شریف شہید۔ جلی قلم۔
ایضاً متوسط قلم۔
مولد شریف عزیزیہ۔
مولد شریف جدید۔
زیور ایمان۔ مولد شریف عورات